پارہ اول

از نتائج لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی محمد وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب انوار اللغۃ [illegible]

تیسیر القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

لقسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

انما اتوکل علی اللہ [illegible] وہو الجزء الاول [illegible]

[illegible] محمد بن اسمٰعیل البخاری [illegible]

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی لاہور در سنہ ۱۳۰ زیور طبع مزین گردید

فہرست کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح بخاری پارۂ اول

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲	مقدمہ کتاب		جو طعن ہوا ہے اسکا بیان		نسبت ہوتے ہین
۳	سبب تالیف کتاب	۳۳	مطالب حق کو دنیا مین دو کتابین کافی ہین	۶۱	حدیث ابوسفیان کو کن کن اماموں نے نکالا
۵	موضوع کا بیان	″	امام بخاری کی وفات کا بیان	″	کتاب الایمان ایمان کے بیان مین
۶	بخاری کی شرط کا بیان اور یہ کہ	۳۸	سند مترجم کی امام بخاری تک	″	شروع مین ایمان کسے کہتے ہین
	انکی کتاب سب کتابون سے زیادہ	۴۲	شروع کتاب	″	باب اس بیان مین کہ اسلام کی بنا
	صحیح ہے۔	″	امام بخاری کا اپنی کتاب کو بغیر حمد		پانچ چیزون پر ہے
۱۰	صحیح بخاری مین کل کتنی حدیثین ہین		کے شروع کرنیکی حکمت کا بیان	″	اسلام لغت مین کسے کہتے ہین
۱۱	امام بخاری کا حال	″	حدیث کل امر ذی بال لم یبدأ	″	ایمان اور اسلام مین کیا فرق ہے
۱۲	امام بخاری کے مشائخ کا بیان		بحمد اللہ فہو اقطع کے صحیح نہ ہونے	۶۲	حدیث (الایمان بڑہتا ہے اور کم
۱۳	امام بخاری کے عادات اور خصائل		کے بیان مین۔		ہوتا ہے) کا موضوع ہونا
	اور زہد اور فضائل کا بیان۔	″	باب بیان مین اسبات کے کہ رسول	۶۴	حب للہ اور بغض للہ ایمان سے ہے
۱۵	امام بخاری کی تعریف جو اور		اللہ صلعم پر وحی آنا کیونکر شروع ہوا	۶۷	اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے
	محدثین نے کی ہے	″	وحی اترنے کے اقسام	″	حج اور روزہ اور زکوۃ کس سال
۲۰	امام بخاری کی وسعت حافظہ	۴۳	امام بخاری کا حدیث انما الاعمال		فرض ہوئے
	اور سرعت ذہن اور وفور علم کا بیان		کو وحی کے باب مین لانیکی حکمت کا بیان	۶۸	باب امور ایمان کے بیان مین
۲۴	صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل	۴۴	حدیث انما الاعمال کا جامع ہونا	″	ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخین ہین
	کا بیان۔	۴۹	ام المومنین خدیجہ رض کا اپنے چچا	۶۹	باب بیان مین اسبات کے کہ مسلمان
۲۵	امام بخاری اور ذہلی کا جھگڑا		زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس		وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے
۲۷	امام بخاری کی تصنیفات اور رواۃ		حضرت صلعم کو لیجانا اور ورقہ کا		دوسرے مسلمان بچین
	کا بیان		آپکی نبوت کا اقرار کرنا اور حضرت صلے	۷۰	باب بیان مین اسبات کے کہ کونسا
۲۹	امام بخاری نے کن کن شہرون		اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نکالے جانیکی خبر دینا		مسلمان افضل ہے
	مین کن کن لوگون سے سنا	۵۲	قرآن مجید کا دور کرنا	۷۱	باب بیان مین اسبات کے کہ کھانا
۳۰	صحیح بخاری کی شرحون کا بیان	۵۵	ابوسفیان والد معاویہ کا حال		کھلانا اسلام مین داخل ہے
۳۲	صحیح بخاری کے بعض اور مین نیز	۵۷	انبیا علیہم السلام ہمیشہ شریف	″	باب بیان مین اسبات کے کہ جو اپنے

صفحہ	مطالب
	لیے چاہیے جو دوسرے مسلمان کے
	لیے بھی چاہے
٦٢	باب بیان میں اس بات کے کہ رسول اللہ
	صلعم کی محبت ایمان کا جزو ہے
٦٣	باب بیان میں حلاوت ایمان کے
"	باب بیان میں اس بات کے کہ انصار
	کی محبت ایمان کا جزو ہے
٦٤	انصار کا حضرت سے بیعت کرنا
٦٥	حدود شرعیہ کا کفارہ ہونا
"	باب بیان میں اس بات کے کہ فتنوں سے
	بھاگنا ایمان میں داخل ہے
٦٦	باب بیان میں اس بات کے کہ حضرت
	...ن لوگ بڑے رتبے
	...ہیں -
	...ایت عبادت کو پہونچ
	...جاتے ہیں تو اوسکے ثمرات حاصل کرلیتا
	ہے تو اور زیادہ عبادت پر اہتمام
	کرتا ہے -
٦٨	خلاف شرع بات پر غصہ کرنا
"	باب بیان میں اُس شخص کے جو
	کفر کو ایسا سمجھے جیسے آگ میں گرنا
٦٩	باب بیان میں زیادہ ہونے اہل
	ایمان کے اعمال میں ایک دوسرے سے

صفحہ	مطالب
٨٠	باب حیا کا ایمان میں داخل ہونا
٨١	باب تفسیر آیت فان تابوا واقاموا
	الصلوٰۃ کے بیان میں
٨٢	باب بیان میں اس بات کے کہ ایمان
"	عمل کا نام ہے
٨٤	سب سے اچھا عمل کونسا ہے
"	باب بیان میں اس بات کے کہ
	اسلام اگر حقیقۃً نہ ہوگا تو فائدہ نہ دیگا
٨٧	باب بیان میں اس بات کے کہ سلام
	کرنا اسلام میں داخل ہے
٨٨	کونسی خصلتیں اسلام کی بہتر ہیں
"	باب خاوند کی ناشکری کے
	بیان میں
"	ایک کفر کا دوسرے کفر سے کم ہونا
٨٩	امام بخاری کا ایک حدیث کو چند
	بار لانیکی حکمت کا بیان
"	کل حدیثیں جامع بخاری میں
	کس قدر ہیں
٩٠	باب بیان میں اس بات کے کہ گناہوں
	سے کفر نہیں ہوتا مگر شرک سے
	اور کل گناہ جاہلیت کے کام ہیں
٩٤	غلام سے کس طرح سلوک کرنا چاہیے
"	فضیلت تقوے سے ہے نہ حسب نسب سے
٩٥	باب ایک گناہ کا دوسرے گناہ سے
	کم ہونا

صفحہ	مطالب
٩٦	آیت الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم
	بظلم کا اترنا اور صحابہ رضہ کا اس
	سے خوف کرنا -
٩٧	باب منافق کی نشانی کے بیان میں
"	نفاق کے بھی مختلف درجے ہیں
٩٨	جھوٹ بولنا - ایفاے وعدہ نکرنا
	امانت میں خیانت کرنا نفاق کی
	علامتیں ہیں -
١٠١	باب شب قدر کی عبادت کا ایمان
	میں داخل ہونا
١٠٢	باب جہاد کا ایمان میں داخل ہونا
١٠٣	حضرت کا شہادت کے لیے آرزو کرنا
١٠٤	باب بیان میں اس بات کے کہ رمضان
	میں رات کی عبادت کرنا ایمان
	میں داخل ہے -
"	باب بیان میں اس بات کے کہ رمضان
	کے روزے خالص نیت سے ایمان
	میں داخل ہیں
١٠٥	باب دین کے آسان ہونے میں
١٠٦	باب بیان میں اس بات کے کہ نماز
	ایمان میں داخل ہے
"	آیت وما کان اللہ لیضیع ایمانکم کی تفسیر
١٠٧	حضرت مکہ میں کس جانب منہ کر کے نماز
	پڑھتے تھے
١٠٨	تحویل قبلہ کا بیان

صفحہ	مطالب
۱۱۱	باب بیان مین اسلام کی خصلت کے
۱۱۳	باب بیان مین اس بات کے کہ عمدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جاوے
۱۱۵	قلیل عمل ہمیشہ کرنیوالا کثیر گاہ گاہ کرنے والے سے بہتر ہے
۱۱۶	باب بیان مین اس بات کے کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے
۱۲۰	آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ الخ کے اترنے کا بیان
"	آیت مذکور کی تفسیر
۱۲۱	باب بیان مین اس بات کے کہ زکوۃ اسلام مین داخل ہے۔
۱۲۵	باب بیان مین اس بات کے کہ جنازہ کے ساتھ جانا ایمان مین داخل ہے
"	جو شخص جنازہ کے ساتھ دفن ہونے تک رہے اسکو دو قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو جنازہ تک رہے اسکو ایک قیراط کا۔
۱۲۶	جو دوسرونکو نصیحت کرے اور خود عمل نہ کرے وہ جاہل احمق ہے
۱۲۷	باب بیان مین کہ مومن کو ڈرنا چاہیے اپنے اعمال کے مٹ جانے سے بے خبری مین
۱۱	واعظ کو نسبت دوسرون کے زیادہ تزکیہ نفس اور تقوی کرنا چاہیے

صفحہ	مطالب
۱۲۹	یہ کہنا نہ چاہیئے کہ میرا ایمان جبرئیل اور میکائیل کے ایمان برابر ہے
۱۳۳	باب بیان مین اس کے کہ حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلعم سے ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت کا کیا
۱۳۴	اللہ پر کیونکر ایمان لائے
۱۳۸	فرشتون پر کس طرح ایمان لانا چاہیے
"	آخرت کے دن پر ایمان لانا کیونکر ہوتا ہے
"	پیغمبرون سے ایمان لانا کیسے ہے
"	اسلام کس کو کہتے ہین
۱۴۰	احسان کی حقیقت
۱۴۲	علامات قیامت کتنے قسم ہین
۱۴۳	اونچی عمارتین بنانا بھی قیامت کے علامات سے ہے
"	ان چیزون کا بیان جنکو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا
۱۴۴	آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ کی تفسیر
۱۴۷	باب بیان مین اس شخص کی فضیلت کے جو بچکر گناہ سے اپنا دین درست رکھنے کیلیے
۱۴۹	مشتبہ چیزون سے بچنا
۱۵۱	عقل کہان ہے
۱۵۲	باب بیان مین اس بات کے کہ پانچوان حصہ لوٹ کے مال سے ادا کرنا ایمان مین داخل ہے۔
۱۵۴	وفد کسے کہتے ہین

صفحہ	مطالب
۱۵۵	اشہر حرم کا بیان
۱۵۷	ملاقات کرنیوالیکو مرحبا کہنا
"	فضیلت والے شخص کی عزت کرنا
"	باب بیان مین اس بات کے کہ اعمال کا ثواب نیت سے ہے۔
۱۵۸	نماز کیلیے نیت کیونکر کرے
۱۵۹	آدمی کا اپنے اہل پر خرچ کرنا قصد ثواب سے اجر ہے
۱۶۱	باب بیان مین اس بات کے کہ رسول اللہ نے فرمایا دین کیا ہے نصیحت اللہ کے لیے اور اسکے رسول کے لیے اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے اور عام مسلمانون کے لیے
۱۶۴	خاتمہ کتاب الایمان۔
"	بدء الوحی مین کتنی حدیثین مذکور ہین
"	کتاب الایمان مین کتنی حدیثین مذکور ہوئین
۱۶۵	ایمان کے باب مین وہ حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین
"	جسکے دل مین رائی برابر ایمان ہوگا وہ بھی جہنم سے نکل آئے گا
"	جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاوے گا
"	خوشی پر شکر اور تکلیف پر صبر کرنا
۱۶۶	لا الہ الا اللہ کہنے والے کو مسلمان سمجھنا اور اسکو کافر کہنا کسی گناہ کی وجہ سے
۱۶۹	جو شخص اپنے خلوص دل سے گواہی دے کہ اللہ سوا کوئی معبود نہین ہے

صفحہ	مطالب
	داخل جنت ہوگا
۱۷۲	جسکو شیطان وسوسے ڈالے وہ کیا کرے
۱۷۴	چڑیون کی آواز سے فال لینا اور نجوم کا عمل کرنا اور برا شگون لینا شرک ہے
〃	گرہ باندہکر اوسمین پہونکنا شرک ہے
〃	کس قسم کی فال لینی درست ہے
۱۷۵	سجدہ سوا خدا کے اور کو درست نہین
۱۷۸	عمل مین ریا کرنا شرک ہے ۔
〃	اُن لوگونکا بیان جنپر اللہ کی لعنت ہے
〃	شہادت، علم، سخاوت اگر اللہ کی رضا کیلیے نہون صرف شہرت اور لوگون کے دکہانیکو ہون تو یہی دوزخ کیلیے باعث ہوجاوینگی تفسیر
۱۷۹	**کتاب علم کے بیان مین**
〃	باب علم کی فضیلت مین
۱۸۰	آیت یرفع اللہ الذین آمنوا الخ کی تفسیر
〃	عام مومنین سے علما کتنے درجے بڑہکر ہین
〃	آیت رب زدنی علما کی تفسیر
۱۸۱	علم کے اقسام کا بیان
〃	باب بیان مین اسبات کے کہ عالم سے سوال ہو اور وہ دوسری بات مین مصروف ہو تو کیا کرے
۱۸۲	عالم کو جواب دینے مین ترتیب کی رعایت بہتر ہے
〃	امانت کا ضائع ہونا علامات قیامت سے ہے

صفحہ	مطالب
۱۸۳	اگر شاگرد کی سمجہ مین کوئی بات نہ آوے تو اوسکو دوبارہ استاد سے پوچہہ سکتا ہے
〃	عالم کو متعلم پر شفقانہ ہونا چاہیے
۱۸۴	حسن سوال نصف علم ہے
۱۸۵	باب علم کی بات پکار کر کہنے کے بیان مین
۱۸۶	باب حدثنا اور اخبرنا کہنے کے بیان مین
۱۹۰	حیا مستحب ہے جبتک اوسکی وجہ سے کوئی خلل پیدا نہو
۱۹۱	تجار کی بیع جائز ہونا
〃	کہجور کے درخت کی مشابہت مومن مسلمان سے
۱۹۲	باب بیان مین اسکے کہ امام اپنے لوگون سے سوال کرے علم آزمانے کو
۱۹۳	باب علم کے بیان مین ۔
〃	باب محدث کے سامنے پڑہنے اور اسپر عرض کرنے کے بیان مین
۱۹۹	امام کو اپنی رعایا کے درمیان تکیہ لگاکر بیٹہنا درست ہے
۲۰۱	خبر واحد پر عمل جائز ہے
〃	دادا کیطرف نسبت دینا درست ہے
〃	امر یقینی پر قسم دینا درست ہے
۲۰۳	باب مناولہ اور کتابت کے بیان مین
۲۰۷	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بادشاہ ایران کو اسلام کیطرف بلانا
۲۰۹	باب بیان مین ان شخصونکے جو حلقہ مین آئے
۲۱۱	مجالس علم مین ادب کرنا مستحب ہے

صفحہ	مطالب
۲۱۱	حلقہ مین جو جگہہ خالی ہو اوسکو بہر دینا بہتر ہے
۲۱۲	اہل معاصی کا حال زجر کے لیے بیان کرنا درست ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین
〃	علم کی مجلس مین شریک ہونا افضل ہے
〃	عالم یا ذاکر کو علم یا ذکر کیلیے مسجد مین بیٹہنا بہتر ہے ۔
〃	باب رب مبلغ اوعی من سامع کے بیان مین
〃	حافظ ابن حجر کے تبحر کا بیان
۲۱۳	اونٹون کی پیٹہ کو منبر بنانا منع ہے جب ضرورت نہو
۲۱۵	خطبہ بلند جگہہ پر کرنا چاہیے
〃	باب اس بیان مین کہ علم مقدم ہے قول اور عمل پر
۲۱۶	عالم پیغمبرون کے وارث ہین
〃	جو شخص ایسے رستے پر چلے جس سے طلب کرتا ہے علم کو تو اللہ تعالی اوسکو لیے جنت کا رستہ آسان کردے گا
۲۱۷	اللہ اوسکو بندو نہین رہی اور رستے مین [illegible]
۲۲۰	آیت کونوا ربانیین کی تفسیر
〃	باب بیان مین اسبات کے کہ وعظ گوئی مین سامعین کی رعایت کرنا چاہیے
۲۲۱	باب بیان مین اس شخص کے جو طالبین علم کے لیے دن مقرر کردے
۲۲۲	باب بیان مین اسبات کے کہ جسکے ساتھ اللہ بہلائی چاہتا ہے اوسکو سمجہ دیتا ہے دین مین
۲۲۴	باب معلومات کو دریافت کرنے مین سمجہ کا بیان

صفحہ	مطالب
۲۲۷	باب علم اور حکمت مین رشک کرنیکے بیان مین
۲۲۹	باب بیان مین حضرت موسیٰ کے جانیکے دریا مین حضرت خضر علیہ السلام کیطرف
۲۳۲	باب اللّٰھم علمہ الکتاب کے بیان مین
۲۳۴	باب صغیر کے سماع کے بیان مین
۲۳۸	باب علم حاصل کرنیکے لیے سفر کرنا
۲۴۲	باب تعلیم اور تعلم کی فضیلت مین
۲۴۶	باب علم کے اوٹھہ جانے اور جہالت کے پھیل جانیکے بیان مین
۲۴۷	علم کا اوٹھہ جانا شراب کا پیا جانا زنا کا ظاہر ہونا علامات قیامت سے ہے
۲۵۰	باب علم کی فضیلت کے بیان مین
〃	باب سوار رہکر مسئلہ بتانیکے بیان مین
۲۵۲	باب ہاتھہ یا سر کے اشارے سے جواب دینا
۲۵۴	باب وفد عبد القیس کی تعلیم مین
۲۵۶	باب مسئلہ کے دریافت کرنیکے لیے سفر کرنا
۲۵۷	باب علم سیکھنے کیلیے باری باری جانا
۲۵۹	باب وعظ اور تعلیم مین غصہ کرنیکے بیان مین
۲۶۱	لقطہ کا بیان
۲۶۳	باب امام اور محدث کے سامنے دو زانو بیٹھنا
۲۶۴	بات کو تین بار کہنا
۲۶۷	باب اپنی لونڈی اور گھر والون کی تعلیم مین
〃	اُن لوگون کا بیان جنکو دو اجر ملینگے
۲۷۱	باب امام کا وعظ کہنا عورتون کو

صفحہ	مطالب
۲۷۳	باب حدیث کی حرص مین
۲۷۴	حضرتؐ کی شفاعت کا کون زیادہ سعادتمند ہے
〃	باب بیان مین اس بات کے کہ علم کیونکر اٹھیگا
۲۷۵	اسلام کا مدار قرآن اور حدیث پر ہے
۲۷۶	قرآن اور حدیث کے مقابلہ کسیکا قول حجت نہین
۲۷۸	بغیر علم کے فتویٰ دینا کیسا ہے
〃	باب عورتون کی تعلیم کے لیے ایک دن مقرر کرنا
۲۷۹	جسعورت کے دو بچے نابالغ فوت ہوجاوین
۲۸۰	باب بیان مین اسکے کہ کوئی شخص کوئی بات سنے پھر سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھے
〃	حساب یسیر سے کیا مراد ہے
۲۸۱	باب بیان مین اس بات کے کہ جو حاضر ہو وہ غائب کو پہونچا دے
۲۸۲	مکہ معظمہ مین کون کون فعل ممنوع ہین
۲۸۶	باب بیان مین اس بات کے کہ حضرتؐ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ ہے
۲۸۹	امام بخاری کی پہلی ثلاثی حدیث
۲۹۱	حدیث من کذب علی متعمدا کا متواتر ہونا
۲۹۲	باب علم کو لکھنے کے بیان مین
۲۹۹	احادیث کتابت وضع کتابت کی تطبیق
۳۰۲	باب رات کو تعلیم اور وعظ کہنے کے بیان مین
۳۰۴	باب رات کو علم کی باتین کرنیکے بیان مین

صفحہ	مطالب
۳۰۵	ابو الطفیل صحابی کا بیان جو سب صحابہ کرام سے پیچھے فوت ہوئے
۳۰۹	باب علم کو یاد رکھنے کے بیان مین
۳۰۹	صحابہ کبار کا تجارت اور زراعت کرنا
〃	حضرت ابو ہریرہؓ کو نسبت اور صحابہ کے احادیث زیادہ ملنی کا سبب
۳۱۵	باب عالمون کی بات چپ ہوکر سننے کے بیان مین۔
۳۱۶	باب بیان مین اس بات کے کہ جب عالم سے پوچھا جاوے کہ کون زیادہ عالم ہے تو کیا کہے
۳۲۰	حضرت خضر علیہ السلام کا نبی ہونا
۳۲۳	اشیا کا حسن و قبح شرع ہی سے معلوم ہوتا ہے نہ عقل سے
۳۲۴	حضرت موسیٰ کا خضر سے افضل ہونا
۳۲۶	باب اوس شخص کے بیان مین جو کھڑے کھڑے عالم سے مسئلہ پوچھے اور عالم بیٹھا ہوے
〃	مجاہد وہی ہے جو اس نیت سے لڑے کہ اللہ کا دین بلند ہو
۳۲۷	باب کنکریان مارتے وقت مسئلہ پوچھنے اور جواب دینے مین۔
۳۲۸	باب بیان آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے بیان مین
۳۲۹	روح کی حقیقت مین علما کا اختلاف
〃	باب بیان مین اس بات کے کہ ایک افضل بات کو ترک کرنا عوام کی گمراہی کے خیال سے کیسا ہے

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۳۳	باب بیان مین اسبات کے کہ بعض باتین	۳۴۷	علم کی آفت کیا ہے	۳۷۲	باب بیان مین وضو کی تخفیف کے
	عالم کی بعضون کو بتانا بعضون کو نہ بتانا	〃	اسلام کو کونسی چیز گرا دیتی ہے	۳۷۵	باب وضو پورا کرنے کے بیان مین
۳۳۵	علم سیکھنے یا سکھانے مین شرم کرنا کیسا ہے	۳۴۸	جب الحزن کا بیان	۳۷۶	باب بیان مین منہ کو دھونے کے ساتھ دونو
۳۳۸	باب بیان مین اسکے کہ جو کوئی شرم کرے	۳۵۰	اس شخص کا بیان جو دوسرونکو نیک باتون		ہاتھون کے ایک چلو سے
	تو دوسرے کو حکم کرے وہ پوچھے		کا حکم کرتا ہے اور بری باتونسے روکتا	۳۷۸	باب بسم اللہ کہنے کا ہر حال مین اور
〃	باب علم کی بحث اور فتویٰ دینا مسجد مین		ہے اور خود برخلاف اسکے کاربند ہے		نزدیک جماع کے
۳۳۹	باب سوال سے زیادہ جواب دینے مین	۳۵۷	اس شخص کا بیان جسکے سبب دوزخی بھی	〃	وضو مین بسم اللہ کی بحث
۳۴۰	خاتمہ کتاب العلم		تکلیف پائینگے	〃	یعقوب بن سلمہ کا حال
〃	کتاب العلم مین کتنی حدیثین مذکور ہوئین	۳۵۹	کتاب وضو کے بیان مین	۳۷۹	محمود بن محمد ظفری کا حال
〃	علم کے باب مین وہ حدیثین جنکو امام	〃	باب بیان مین اس آیت کے کہ جب	۳۸۴	عبد اللہ بن حکم کا حال
	بخاری نے نہین نکالا		کھڑے ہو نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اپنے	〃	مرداس بن محمد کا حال
〃	عالم کی عابد پر کسقدر فضیلت ہے		اور ہاتھ اپنے کہنیون تک اور مسح	〃	یحییٰ بن ہشام کا حال
〃	طالب علم کی فضیلت		کرو اپنے سرون پر اور دھوؤ اپنے	۳۸۰	اون حدیثون کا بیان جنپر حنفیہ اور
〃	حق چھپانے والے عالم کی مذمت		پاؤن کو دونو ٹخنون تک		شافعیہ نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے
۳۴۳	اون شخصونکا بیان جنکا عمل بعد موت	۳۶۱	وضو مین اسراف کا منع ہونا	〃	سعید بن ابی عروبہ کا حال
	کے بھی منقطع نہین ہوتا	۳۶۳	باب بیان مین اسبات کے کہ نماز	۳۸۷	محمد بن ثابت عبدی کا حال
۳۴۴	جو شخص نیک طریقہ جاری کرے اسکو		بغیر طہارت کے قبول نہین ہوتی	〃	ابوبکر بن عمرو بن عبد الرحمان کا حال
	کسقدر ثواب ملتا ہے	۳۶۵	ہر نماز کے لیے وضو کرنا	۳۸۹	جماع کے وقت کونسی دعا پڑھے
۳۴۵	ہر صدی کے بعد ایسے شخص کا پیدا	۳۶۶	بعد وضو کے کیا پڑھے	۳۹۰	باب بیان مین اسبات کے کہ پائخانہ
	ہونا جو دین کی تجدید کرے	۳۶۹	باب وضو کی فضیلت کے بیان مین		جاتے وقت کیا کہے
〃	اون عالمونکا بیان جو انبیاء سے صرف		اور وہ لوگ جو وضو کے نشانون سے	۳۹۱	سعید بن زید کا حال
	ایک درجہ نیچے ہونگے		سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤن ہونگے	〃	پائخانہ سے نکلنے کے دعا
۳۴۶	غیبت کی حد کا بیان		اون کی فضیلت	〃	باب پائخانہ کی نزدیک پانی رکھنے
〃	سب سے زیادہ سخی کون ہے	۳۷۱	باب بیان مین اسبات کے کہ اگر		کے بیان مین
〃	ان تیسرے لوگون کا بیان جنکا پیٹ سیر ہو	〃	شک ہو حدث ہوا یا نہین تو وضو کرے	〃	باب بیان مین اسبات کے کہ پیشاب اور

صفحہ	مطالب
	پاخانہ کیوقت قبلہ کی طرف مُنہ نہ کرنا چاہیے اگر کسی عمارت کے پاس جیسے دیوار وغیرہ کے درست ہے
۳۹۶	استقبال اور استدبار مین مذاہب ثمانیہ کا بیان
۳۹۷	پہلے مذہب والون کے دلائل۔
″	ابان بن صالح کا حال
″	خالد بن ابی الصلت کا حال
۳۹۸	دوسرے مذہب والون کے دلائل
	تیسرے مذہب والون کے دلائل
″	چوتھے مذہب والون کے دلائل
″	پانچوین مذہب والون کے دلائل
″	چھٹے مذہب والون کو دلائل
″	ساتوین مذہب والون کو دلائل
″	آٹھوین مذہب والون کے دلائل
۴۰۰	عباد بن کثیر کا حال
۴۰۱	باب بیان مین اُس شخص کے جو دو اینٹین رکہکر پاخانہ بیٹہے
۴۰۲	باب بیان مین عورتون کے نکلنے کو پاخانہ کے لیے طرف جنگل کے
۴۰۴	حجاب اُترنے کا بیان
″	عورتونکا اپنے ضروری کامون کے لیے نکلنا۔
″	باب گھرونمین پاخانہ پہرنیکے بیانمین
۴۰۶	باب پانی سے استنجا کرنیکے بیان مین
۴۰۹	آیت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین کا شان نزول

صفحہ	مطالب
۴۱۱	محمد بن عبد العزیز کا حال
″	عبد اللہ بن شبیب کا حال
۴۱۲	عتبہ بن ابی حکیم کا حال
″	طلحہ بن نافع کا حال
″	شریک کا حال
″	جابر جعفی کا حال
″	زید عمی کا حال
۴۱۳	ابو الصدیق ناجی کا حال
″	ابراہیم بن ابی میمونہ کا حال
″	یونس بن حارث کا حال
۴۱۴	خلاصہ تحقیق
۴۱۵	باب بیان مین اسکے کہ انسان کے ساتھہ پانی اُٹھایا جاوے اسکی طہارت کیلیے
۴۱۶	باب استنجا کیلیے جب نکلے تو پانی کا ساتھہ برچھی لیجانیکے بیان مین
۴۱۷	باب داہنے ہاتھہ سے استنجا کرنیکی ممانعت مین
۴۱۹	باب بیانمین اسبات کے کہ پیشاب کرتے وقت ذکر کو داہنے ہاتھہ سے نہ تہامے
۴۲۰	باب ڈھیلون اور پتہرون سے استنجا کرنیکے بیان مین
۴۲۲	لیلۃ الجن کا بیان
	ہڈی اور لید سے استنجا کا منع ہونا
۴۲۴	اسمعیل بن عیاش کا حال
۴۲۵	سلمہ بن رجا کا حال
″	موسی بن ابی اسحاق کا حال

صفحہ	مطالب
۴۲۵	عبد اللہ بن عبد الرحمان کا حال
″	باب بیانمین اسبات کے کہ لید سے استنجا نکرے
۴۲۷	جب تین ڈہیلے نہ ملین تو کیا کرے
۴۳۲	اون اعتراضون کا بیان جو عبد اللہ بن مسعود کی حدیث مین وارد ہوتے ہین
۴۳۳	پہلے اعتراض کا جواب
″	ابراہیم بن یوسف کا حال
۴۳۴	دوسرے اعتراض کا جواب
″	تیسرے اعتراض کا جواب
۴۳۵	باب وضو مین ایک ایک بار دہونیکے بیان مین
۴۳۶	زید بن ابی الحواری کا حال۔
″	علی بن الحسن سامی کا حال
″	مسیب بن واضح کا حال
″	عبد الرحیم بن زید کا حال
″	شریک بن عبد اللہ کا حال
۴۳۷	رشدین بن سعد کا حال
″	ابن لہیعہ کا حال
″	عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان کا حال
۴۴۰	باب ہر ایک عضو کو تین تین بار دہونے کے بیان مین
۴۴۱	بیان تکرار مسح
۴۴۸	وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو کا پڑھنا
۴۴۹	آیت ان الذین یکتمون ما انزل اللہ کا بیان
۴۵۰	لا یحدث نفسہ سے کیا مراد ہے
″	باب وضو مین ناک سنکنے کے بیان مین

صفحہ	مطالب
۴۵۱	ناک سنکنا واجب ہے یا مستحب
۴۵۲	بحث وجوب مضمضہ و استنشاق
〃	غسل میں ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا کیسا ہے
۴۵۵	اون صحابہ کے نام جنہون نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو نقل کیا ہے
〃	بیان حدیث عبد اللہ بن زید کا
۴۵۶	بیان حدیث حضرت عثمان کا
〃	بیان حدیث ابن عباس کا
〃	بیان حدیث مغیرہ بن شعبہ کا
۴۵۷	بیان حدیث ربیع بنت معوذ کا
〃	بیان حدیث ابو مالک اشعری کا
〃	بیان حدیث ابوہریرہ کا
〃	بیان حدیث ابوبکرہ کا
۴۵۸	بیان حدیث وائل بن حجر کا
〃	بیان حدیث ابو امامہ کا
۴۵۹	بیان حدیث کعب بن عمرو یامی کا
〃	بیان حدیث ابو ایوب کا
〃	بیان حدیث ابو کاہل کا
۴۶۰	باب طاق پتھرون سے استنجا کرنے میں
۴۶۲	باب پاؤن دھونیکے بیان میں
۴۶۳	بحث مسح و غسل رجلین
۴۷۱	باب وضو میں کلی کرنیکے بیان میں
۴۷۲	باب ایڑیان دھونیکے بیان میں
۴۷۳	باب جوتیون کے اندر پاؤن دھونے اور

صفحہ	مطالب
	جوتیون پر مسح نکرنے کے بیان میں
۴۷۷	باب وضو اور غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنیکے بیان میں
〃	کس طرف سے سر مونڈنا شروع کرے
۴۷۹	باب بیان میں اس بات کے کہ جب نماز کا وقت آوے اس وقت پانی ڈھونڈنا نماز کیلیے
۴۸۰	باب بیان میں اس پانیکے جس سے آدمی کے بال دھوئے جاوین۔
〃	کتون کا جوٹھا کیسا ہے
۴۸۴	باب بیان میں اس بات کے کہ جب کتا کسی کے برتن میں پانی پی لے تو اوسکو سات بار دھونا چاہیے
۴۹۱	باب بیان میں اس مذہب کے کہ وضو نہیں ٹوٹتا مگر اوس چیز سے جو دونون راہ سے نکلے کسی راہ سے نکلنے قبل یا دبر سے
۴۹۲	بحث قہقہہ
۴۹۳	ابوموسیٰ کی حدیث کا بیان
۴۹۴	ابوہریرہ کی حدیث کا بیان۔
〃	ابن عمر کی حدیث کا بیان
۴۹۵	انس کی حدیث کا بیان
〃	جابر کی حدیث کا بیان
۴۹۶	عمران بن حصین کی حدیث کا بیان
〃	ابو الملیح کی حدیث کا بیان
۴۹۷	قہقہہ کے بیان میں جو مرسل حدیثین وارد ہوئی ہین
〃	ابو العالیہ کی مرسل حدیث کا بیان

صفحہ	مطالب
۴۹۸	معبد جہنی کی مرسل حدیث کا بیان
〃	ابراہیم نخعی کی مرسل حدیث کا بیان
〃	حسن کی مرسل حدیث کا بیان
۵۰۱	بال لینے اور ناخن کترانے سے وضو نہ ٹوٹنا
۵۰۲	خون کے نکلنے سے وضو کا نہ ٹوٹنا
۵۱۰	اون چیزون کے بیان میں جنسے باتفاق علما وضو ٹوٹ جاتا ہے
〃	قے کا بیان
۵۱۲	غشی کا بیان
〃	ذکر چھونے کا بیان
〃	جو لوگ مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہین انکے دلائل
۵۱۳	بحث حدیث بسرہ
۵۲۱	اون لوگون کے دلائل جو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہین ہین
۵۲۲	سونے کا بیان
۵۲۴	صفوان بن عسال کی حدیث کا بیان
۵۳۱	علی بن ابی طالب کی حدیث کا بیان
〃	معاویہ کی حدیث کا بیان
۵۳۲	ابوہریرہ کی حدیث کا بیان
〃	ابن عباس کی حدیث کا بیان
〃	عمرو بن شعیب کی حدیث کا بیان
〃	میمون بن سیاہ کی حدیث کا بیان
〃	انس کی حدیث کا بیان
۵۳۸	استحاضہ یا لہو بہنے کی حدث

صفحہ	مطالب
	کا بیان
۵۱۸	عورت کو چھونے کا بیان
،،	جن لوگون کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انکے دلائل۔
۵۳۹	جن لوگون کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا ان کے دلائل۔
۵۴۸	آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا
،،	جو لوگ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہین انکے دلائل
۵۵۰	جو لوگ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہین ہین انکے دلائل
۵۵۷	مذی کا نکلنا
۵۶۱	مذی سے وضو ٹوٹنے مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین
۵۶۶	باب اس بیان مین کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرادے تو کیسا ہے
۵۷۰	باب بیان مین اسکے کہ قرآن پڑھنا حدث کے بعد اور سوا اسکے مین جہان حدث کا گمان ہو درست ہے
۵۷۷	باب بیان مین اسکے کہ وضو نہین لازم آتا غشی سے مگر اوس غشی سے جو سخت ہو۔
۵۸۴	باب بیان مین اسبات کے کہ دونو پاؤن کو دونو ٹخنون تک دھونا چاہیے
۵۸۵	باب بیان مین استعمال کرنی اوس پانی کے جو لوگون کے وضو سے بچ رہا ہو۔
،،	مستعمل پانی کی بحث
۵۹۰	بحث نجاست کافر
۵۹۱	باب بیان مین اسکے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالے ایک ہی چلو سے۔
۵۹۳	سر کا مسح ایکبار کرنیکا بیان
۵۹۴	باب بیان مین اسکے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ وضو کرے
۶۰۰	عورت کے بچے ہوئے پانیکا بیان
۶۰۲	اون حدیثون کا بیان جو امام بخاری کے سوا اور اماموں نے اس باب مین روایت کی ہین
،،	حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیہوش پر وضو کا پانی ڈالنا
۶۰۳	باب غسل یا وضو کرنیکے بیان مین کپڑے اور پیالے اور لکڑی کے برتن اور پتھر کے برتن مین
۶۰۶	باب طشت سے وضو کرنے کے بیان مین
۶۰۸	باب مد سے وضو کرنے کے بیان مین۔
۶۰۹	اون حدیثون کا بیان جو سوا امام بخاری کے اور اماموں نے اس باب مین نکالی ہین
۶۱۰	باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین۔
۶۲۲	عمامہ پر مسح کرنے کا بیان
۶۲۵	باب بیان مین اسکے کہ موزون مین دونون پاؤن ڈالے جب وہ پاک ہون۔
۶۲۸	موزون کے مسح مین کتنی حدیثین آئی ہین۔
۶۳۷	مسح کی مدت کا بیان
۶۴۸	جوتون پر مسح کرنے کا بیان
۶۵۲	پٹی پر مسح کرنے کا بیان۔
۶۵۴	باب بیان مین اس کے کہ بکری کے گوشت اور ستو کھانے سے وضو نہین جاتا
۶۵۶	باب ستو سے کلی کرنے

صفحہ	مطالب
	اور وضو نہ کرنے کے بیان مین
۶۵۸	باب اس بیان مین کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرے یا نکری
۶۵۹	سو جانے سے وضو کا بیان اور جس شخص نے ایک بار یا دو بار اونگھنے سے یا ایک جھوکا لینے سے وضو لازم نہین سمجھا اسکی دلیل۔
۶۶۰	باب بغیر حدث کے وضو کرنے کے بیان مین۔
۶۶۲	باب بیان مین اس بات کے کہ پیشاب سے نہ بچنا اور احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے
۶۷۰	باب بول دہونے کے بیان مین۔
״	باب اس بیان مین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے اُس گنوار کو چھوڑ دیا جس نے مسجد مین پیشاب کیا یہانتک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا۔
۶۷۲	باب مسجد مین پیشاب پر پانی بہانے کے بیان مین۔
۶۷۳	باب پیشاب پر پانی بہانے کے بیان مین۔

صفحہ	مطالب
۶۷۴	طہارت ارض کا بیان
۶۷۶	باب بچون کے پیشاب کے بیان مین۔
״	ان حدیثون کا بیان جو امام بخاری نے نہین نکالین اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اور اُن کو اور اماموں نے نکالا ہے
۶۸۲	باب پیشاب کھڑے ہوکر اور بیٹھکر کرنے کے بیان مین۔
۶۸۵	باب اپنے ساتھی کے نزدیک پیشاب کرنے اور دیوار کی آڑ مین پیشاب کرنے کے بیان مین۔
۶۸۶	باب کسی قوم کے گھورے پاس پیشاب کرنے کے بیان مین
۶۸۷	باب خون دہونے کے بیان مین۔
۶۹۴	باب منی کے دہونے اور ملنے کے بیان مین اور عورت کی شرمگاہ کی جو تری لگ جاوے اوس کے دہونے کے بیان مین
۷۰۲	باب اس بیان مین کہ اگر منی یا اور کوئی نجاست کو دہووے ولیکن اوسکا نشان نہ جاوے توکیا کرے۔

صفحہ	مطالب
۷۰۳	باب بیان مین اسکے کہ اونٹ اور چار پاؤن کا پیشاب کیسا ہے۔ اور بیان بکریون کے تہانون کا۔
۷۱۴	بحث پانی کی اور اُس کے پاک اور پلید ہونے کی
״	باب گھی اور پانی مین جو نجاست پڑجاوے اُسکے بیان مین۔
۷۱۵	پانی کی تحدید مین ائمہ کا اختلاف
۷۱۶	پہلے مذہب والون کے دلائل
۷۱۷	بیر بضاعہ کا بیان
۷۲۱	جو لوگ قلیل پانی مین تحدید کرتے مین اُنکے دلائل۔
۷۲۲	حدیث قلتین کا بیان
״	جب پانی سے درندے پیتے ہون اوسکا کیا حکم ہے
۷۲۷	حدیث قلتین کے متن کا اضطراب
۷۲۸	حدیث قلتین کے معنون مین جو اضطراب ہے اوسکا بیان
۷۳۲	حنفیہ کے دلائل پانی کی تحدید مین
۷۳۸	باب تھمے ہوئے پانی مین پیشاب

صفحہ	مطالب
	جسم کے بیان مین
۷۴۶	باب بیان مین اسکے کہ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار ڈالا جاوے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔
۷۴۷	باب بیان مین اس بات کے کہ اگر کپڑے مین تھوک یا رینٹ لگجاوے تو اوسکا کیا حکم ہے۔
۷۴۹	باب نبیذ اور مسکرات سے وضو جائز نہونے کے بیان مین۔
۷۵۰	لیلۃ الجن کا بیان
۷۵۰	ابن لہیعہ کے ضعیف ہونیکی وجہ
۷۶۳	باب عورت کے اپنے باپ کا مونھ دھونے کے بیان مین۔
۷۶۴	باب مسواک کے بیان مین
۷۶۸	انگلی سے مسواک کرنا
۷۷۲	باب بڑے شخص کو مسواک دینے کے بیان مین۔
۷۷۳	باب فضیلت مین اوس شخص کے جو باوضو سووے۔
۷۷۵	سوتیوقت کونسی دعا پڑھے

صفحہ	مطالب
۷۷۶	خاتمہ کتاب الوضو۔
؍؍	کتاب الوضو کے متعلق اور حدیثین جنکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے نہین نکالا
۷۷۷	سمندر کے پانی کا پاک ہونا
۷۸۳	درندون اور چارپایون کے جوٹھے کا بیان۔
۷۸۸	جنبی کی طہارت کیونکر کرے
۷۸۹	بلی کی طہارت
۷۹۰	جس جانور مین بہتا خون نہو اور وہ پانی مین گرے تو کیا کرے
؍؍	جسمین اسکا نام ہو وہ چیز استنجا کیوقت ساتھہ نہ لیجانا
؍؍	پاخانہ یا پیشاب کیوقت بات نکرنا
۷۹۱	جو شخص میدان مین پاخانہ کرے وہ دور جاوے۔
؍؍	حاجت کیلیے نرم جگہہ ڈھونڈھنا
؍؍	استنجا کن مقامات مین منع ہے
۷۹۴	برتن مین پیشاب کرنا
۷۹۶	وضو مین ترتیب کا ضروری ہونا
۷۹۷	ناک مین پانی ڈالنے

صفحہ	مطالب
	مین مبالغہ کرنا
۷۹۷	وضو مین جو داڑھی لٹکتی ہو اسکو دھونا۔
؍؍	گھنی داڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب نہین
؍؍	داڑھی کا خلال
۸۰۱	کہنیون کا دھونا
۸۰۲	انگوٹھی ہلانا
۸۰۳	انگلیون کا خلال کرنا
۸۰۵	کانون کے مسح کا بیان
۸۱۴	کنپٹیون کے مسح کے بیان مین
؍؍	گردن کے مسح کے بیان مین
۸۱۵	وضو پے درپے کرنا ضرور ہے
۸۱۶	وضو اور غسل کے بعد بدن پونچھنا کیسا ہے
۸۲۲	بیوضو کو قرآن پڑھنا درست ہے
۸۲۹	وضو کے بعد کیا پڑھے
۸۳۱	کتاب الطہارت کی متفرق حدیثین۔
۸۳۲	بعض اون دعاون کا بیان جو بعد وضو کے لوگ پڑھتے ہین اور وہ بے اصل ہین

پارۂ اوّل

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب کنز احادیث مستند

تسہیل القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

یعنی قسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

من ثلثین اجزاء الصحیح الامام العلامة الحافظ الحجة قدوة اهل الکتاب والسنة محمد بن اسمعیل البخاری رحمه

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور در سنہ ۱۳۰۷ ہجری بزیور طبع مزین گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا الخالص الایمان وارشدنا الی اتباع السنۃ والقرآن والصلوۃ والسلام علی نبیہ
الذی دینہ خیر ادیان وعلی آلہ واصحابہ بدور الایمان وہداۃ العمیان وعلی من تبعہم او تبع من تبعہم بالاحسان سیما
علی الامام الذی فاق الائمۃ والاقران وذاق من الدین حلاوۃ الایمان حافظ السنن والآثار والقرآن ممیز
الضعاف من الصحاح والحسان من قال فی حقہ سید الانس والجان لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال
من ابناء فارس سعیالہ بشأن رحمۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ مع صنوف التحیۃ والوف الغفران اما بعد فقیر حقیر وحید الزمان
کیطرف سے عاشقان حدیث نبوی و مشتاقان ملت مصطفوی کو بشارت ہو کہ آخر سنہ ۱۳۰۳ ہجری میں محض اسکے فضل
سے صحیح مسلم شریف کا ترجمہ ختم ہوا اور منجملہ صحاح ستہ کی پانچ کتابوں کی ترجمہ سے یعنی سنن ترمذی اور موطا امام مالک اور
سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور صحیح مسلم سے فراغت حاصل ہوئی اب صحاح ستہ میں سے صرف یہی ایک کتاب باقی
تھی جو ان کتابوں میں افضل اور اعلے ہے اور جو بعد قرآن شریف کی دنیا کی تمام کتابوں سے صحیح اور قابل اعتماد کے
اور جسکی سید الشیخین صحیحین یعنی صحیح بخاری علیہ الرحمۃ والغفران اس کتاب عظیم الشان کے ترجمہ میں برخلاف دیگر
تراجم کے یہ کام کیا گیا کہ حدیث مع اسناد نقل کی گئی اسیطرح ترجمہ میں بھی متن حدیث و اسناد دونوں کا ترجمہ کیا
گیا تاکہ جو لوگ عربی دان صحیح بخاری پڑھنا چاہیں وہ بھی اس ترجمہ سے حظ وافر اور غنائے تام حاصل کریں اور جناب
فیض مآب حامی دین و ملت قامع شرک و بدعت وارث سید المرسلین خاتم العلماء والمجتہدین مولانا و مقتدانا نواب
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام فیوضہ کا بھی منشا اسی کو مقتضی ہوا دوسرے یہ کہ فتح الباری اور ارشاد الساری

ان دونو شرحون کے تمام مضامین باستثنا تحقیقات لفظی کے اس ترجمہ مین درج کیے گئی کیونکہ یہی دو شرحیں معروف اور متداول ہین ان کے سوا بعض مطالب اور شرحون اور کتابون سے بہی لیے گئے ہین تیسرے یہ کہ تحقیقات مسائل فقہی نیل الاوطار شوکانی سے اکثر مطالب اور مضامین اسمین درج کیے گئی اور ظاہر ہے کہ نیل الاوطار سے بڑھکر تحقیق مسائل مین کوئی کتاب نہین ہے پس یہ ترجمہ جامع ہے قسطلانی اور فتح الباری اور نیل الاوطار کو چوتھا ایک عجیب کام کیا ہے وہ یہ کہ ہر کتاب کے بعد دوسرے باب بہی بطور اختصار لکہدی ہین جو اس کتاب سے متعلق صحاح وغیرہ حدیث کی باقی کتابون مین مروی ہین اور جنکو امام بخاری نے اپنی شرط پر نہ ہونیکی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہین نکالا اس سے یہ غرض ہے کہ جو کوئی اس کتاب کو حاصل کرے اوسکو کسی حدیث کو دیکہنے کے لیے صحاح ستہ وغیرہ اور کتابون کی ضرورت نہ رہے پس یہ ترجمہ جو جامع ہے تمام فوائد اور احادیث کا درحقیقت ایک شرح عظیم ہے صحیح بخاری کی جسکی مثل آجتک کوئی کتاب تالیف نہین ہوئی اور اسکا اتمام تخمیناً تیس جلد مین نظر آتا ہے یعنی ہر ایک پارہ ایک جلد ضخیم ہوگا یا اللہ جیسے تو نے مجہ ضعیف ناتوان کو اپنی قدرت کاملہ اور اعانت و امداد شاملہ سے اتنی کتابون کے اتمام کی توفیق بخشی اسیطرح اس کتاب عظیم الشان کا بہی ترجمہ میرے ہاتہ سے ختم کرادے اور ان چہون کتابون کو قیامت تک مقبول و متداول کردے اور ہدایت کر ان کی وجہ سے تمام مسلمانونکو اور خاتمہ بالخیر میسر کر اور اس اپنے بندے کا جس کی توجہ اور امداد سے دنیا مین علم حدیث کا نشر ہوا اور ہو رہا ہے اور برکت دے اسکی عمر اور دولت اور صحت اور اقبال مین اور بلند کر اوسکا درجہ دنیا اور آخرت مین اور بچا رکہ اوسکو حاسدون اور دشمنون کے شر سے یا رب العلمین

امام بخاری نے اس کتاب کو کیون تالیف کیا اسکا بیان

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور کبار تابعین کے عہد مین جمع اور ترتیب احادیث کی رسم نہ تہی دو وجہون سے ایک تو یہ کہ شروع زمانہ مین اس کی ممانعت ہوئی تہی جیسے صحیح مسلم مین ثابت ہے اس ڈر سے کہ کہین قرآن اور حدیث مل جاوین دوسرے یہ کہ ان لوگون کے حافظے وسیع تہے ذہن صاف تہے اسکے سوا انمین کے اکثر لوگ کتابت سے واقف نہ تہے پہر تابعین کے اخیر زمانہ مین احادیث کی ترتیب اور تبویب شروع ہوئی جب علما لوگ مختلف شہرون مین پہیل گئے اور خوارج اور روافض اور منکران قدر کی بدعتین بہت ہوئین تو سب سے اول حدیث کو جمع کیا ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ اور اور لوگون نے اور ہر ایک باب مین ایک جدا کتاب تصنیف کرتے تہے یہانتک کہ طبقہ ثالثہ کے بڑے لوگ اوٹہے اور انہون نے احکام کو جمع کیا تو امام مالک نے موطا تصنیف کی جسمین اہل حجاز کی قوی حدیثین درج کین اور اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین کو بہی شریک کیا اور ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج نے مکہ مین تالیف کی اور ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی نے شام مین اور ابو عبد اللہ

سفیان بن سعید ثوری نے کوفہ مین اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ مین پہر اونکے بعد بہت سے لوگون نے اسی طرز پر تالیفین کین یہانتک کہ بعض اماموں نے اون مین سے یہہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین خاص طور سے جداگانہ جمع کیجاوین اور یہہ خیال دوسری صدی کے اخیر پر ہوا تو عبید اللہ بن موسے عبسی کوفی نے ایک مسند بنائی اور مسدد بن مسرہد بصری نے ایک مسند اور اسد بن موسے اموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی مصری نے ایک مسند پہر اونکے بعد اماموں نے یہی طریقہ اختیار کیا یہانتک کہ ایسے امام بہت کم گذرے ہین جنہون نے کوئی مسند نہ بنائی ہو جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم نے اور بعضون نے ابواب اور مسانید دونو طرح پر تالیف کی جیسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے پہر امام بخاری نے جب ان تصانیف کو دیکھا اور اونکو روایت کیا اور اونکا مزہ اوٹہایا تو اونہون نے دیکھا کہ ان کتابون مین صحیح اور حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثین موجود ہین اور اونکا قصد ہوا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجاوے جسمین سب حدیثین صحیح ہون اور یہہ قصد اسوجہ سے مصمم ہوا کہ ایکبار امام بخاری اسحٰق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تہے انہون نے لوگون سے کہا کہ تم ایک ایسی مختصر کتاب جمع کرو جسمین صرف صحیح صحیح حدیثین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہون امام بخاری نے کہا اونکی یہہ بات میرے دلمین کہب گئی اور مین نے اس جامع صحیح کی تالیف شروع کر دی محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا مین نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا جیسے مین آپکے سامنے کہڑا ہون اور میرے ہاتہہ مین ایک پنکہا ہے جس سے مین اوڑا رہا ہون تو مینے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر دینے والون سے پوچھی انہون نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جہوٹ کو اوڑا دوگے (یعنے اون آدمیون کو جو لوگ جہوٹی حدیث آپ سے روایت کرتے ہین) اس خواب نے مجہے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاری کہتے تہے مین نے اس کتاب مین کوئی حدیث نہین لکہی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور ابو علی غسانی نے امام بخاری سے نقل کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو چہہ لاکہہ حدیثون سے چہانٹا ہے اور اسمٰعیلی نے امام بخاری سے روایت کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب مین وہی حدیث لکہی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو نہین چہوڑا اسمٰعیلی نے کہا اگر امام بخاری ہر صحیح حدیث کو اس کتاب مین لکہتے البتہ ایک باب مین متعدد صحابہ کی روایتین لکہنا ہوتین اور ہر ایک کا اسناد اس صورت مین کتاب بہت بڑی ہو جاتی ہے اور ابو احمد بن عدی نے کہا سنا مین نے حسن بن حسین بزاز سے انہون نے کہا مین نے سنا ابراہیم بن معقل نسفی سے وہ کہتے تہے مین نے سنا امام بخاری سے وہ کہتے تہے مین نے اس جامع مین وہی حدیث لکہی جو صحیح تہی اور بعض صحیح حدیثین چہوڑ دین طول کے ڈر سے اور فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن اسمٰعیل بخاری کو خواب مین دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں اور جہاں آپ پاؤں رکھتے ہیں اسی جگہ بخاری بھی پاؤں رکھتے ہیں حافظ ابو احمد بن عدی کہا میں نے کئی
سے سنا وہ کہتے تھے میں نے نجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھدار لوگوں میں سے تھے اونہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ابو جعفر محمد بن عمرو
عقیلی نے کہا جب امام بخاری نے کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی اور اور لوگوں پر
سب نے اس کتاب کی تعریف کی اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثوں میں گفتگو کی عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی
صحیح ہیں اور بخاری کا قول انکی صحت کے باب میں ٹھیک ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا اس باب میں قسطلانی نے مقدمہ ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے حدیث کے جمع کرنیکا حکم دیا وہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل ہیں جیسے موطا میں
امام محمد کی روایت سے منقول ہے کہ اونہوں نے کہا ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھ
اور آپ کی سنتوں کو اور ان کو لکھ لے اس لیے کہ مجھے ڈر ہے علم کے مٹ جانیکا علما کے گذر جانیکا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان
میں عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سب ملکوں والوں کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھو
اور ان کو جمع کرو اور بخاری نے اسکو معلقاً اپنے صحیح میں نقل کیا ہے کلام حافظ ابن حجر کا رحمہ اللہ تعالیٰ مترجم کہتا ہے کہ کتابت
حدیث خود صحابہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جاری تھی چنانچہ صحاح میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو
لکھتے تھے حدیثوں کو اور میں نہیں لکھتا تھا اور وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہ لکھو مجھ سے سوا قرآن کے اسکا مطلب ہے کہ قرآن
میں اور کچھ نہ لکھو یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اسکی تفصیل جدا چاہیے تو آگے مذکور ہوگی **امام
بخاری کا اس کتاب میں موضوع کیا ہے** یعنے کس چیز سے وہ بحث کرتے ہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام
بخاری نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اور وہ نہیں بیان کرتے اس کتاب میں مگر صحیح حدیث کو یہ اونکا اصل
موضوع ہے اور یہ بات اس کتاب کے نام سے بھی جو اونہوں نے رکھا ہے نکلتی ہے کیونکہ اس کتاب کا نام **الجامع الصحیح المسند
من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ** ہے اور ان نقلوں سے جو اوپر بیان ہوئیں
یہ بات نکلتی ہے پھر امام بخاری نے یہ دیکھا کہ اس کتاب کا خالی رکھنا فوائد فقہی اور نکات حکمی سے مناسب نہیں ہے تو اپنی فہم
کے رو سے متون حدیث سے بہت مطالب نکالے اور اونکو جدا جدا کیا کتاب کے بابوں میں اور زیادہ توجہ کی ان آیات سے جو احکام کے بیان
میں ہیں ان میں سے بہت نادر اشارات نکالے امام نووی نے کہا بخاری کی غرض فقط احادیث بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اونکا مقصد
استنباط ہے مسائل کا احادیث سے اور استدلال ہے ان بابوں پر جو اونہوں نے قائم کیے اور اسی وجہ سے بہت سے ابواب اسناد سے خالی
ہیں اور ان میں صرف بیان ہے کہ فلان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی اور کبھی متن بغیر اسناد کے اور کبھی
معلقاً روایت کرتے ہیں کیونکہ غرض اونکی دلیل قائم کرنا ہے اس مسئلہ پر جو باب کا مقصود ہے اور بعض بابوں میں بہت سی

حدیثین صحیح مین بعضون مین ایک ہی حدیث بعض مین آیت قرآن کی بعضون مین کچھہ نہین ہے اور لوگون نے کہا کہ امام
بخاری نے قصداً ایسا کیا ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ اس باب مین کوئی حدیث میری شرط پر نہین ہے اور یہی وجہ ہے
کہ بعض نسخون مین ایک باب ہی جسمین کوئی حدیث نہین پہر اسکے بعد ایک حدیث ہی جسکے لیے کوئی باب نہین اور اسکا سمجھنا
لوگون کو مشکل ہوا ہے اسکا سبب امام ابو الولید باجی مالکی نے اپنی کتاب کی مقدمہ مین بیان کیا ہی جو انہون نے بخاری کی اسماء
الرجال مین لکھی ہی وہ کہتے ہین مجہسے بیان کیا حافظ ابو ذر عبد بن احمد ہروی نے کہ حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے
کہا مین نے صحیح بخاری کو نقل کیا اصل کتاب سے جو امام بخاری کی ساتھی محمد بن یوسف فربری کے پاس تہی اسمین بعض
چیزین تمام نہ تہین بعض جگہون مین بیاض تہی بعض تراجم تہے جنکے بعد کچھہ نہ تہا بعض احادیث تہی جنکا ترجمہ
باب نہ تہا تو ہم نے ایک کو دوسرے کے ساتہہ ضافہ کیا ابو الولید باجی نے کہا اس قول کے صحت کی یہ دلیل ہے کہ ابو اسحاق
مستملی اور ابو محمد سرخسی اور ابی الہیثم کشمیہنی اور ابو زید مروزی (یہ سب راوی ہین صحیح بخاری کے) انکی سندون مین اختلاف ہے
تقدیم اور تاخیر کا حالانکہ ان سبہون نے ایک ہی اصل سے نقل کیا ہے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ زائد پرچون اور کاغذون
مین جو لکھا تہا اوسکو ہر ایک نے اپنی سمجہہ کے موافق ایک جگہہ لگا لیا دوسرے نے دوسری جگہہ اور بعض دو ترجمہ مین باب زیادہ
مل ہوئے اور اُنکے درمیان احادیث نہین مین اس تقریر سے اس تکلیف کی حاجت نہ رہی جو اکثر لوگون کو ترجمہ باب
اور حدیث کی تطبیق مین واقع ہوتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ قاعدہ بہت خوب ہی اس مقام کے لیے جہان ترجمہ باب
اور حدیث مین تطبیق نہ ہو سکے اور ایسا بہت کم مقامون مین ہے امام بخاری کی شرط کا بیان کہ اُن کی
کتاب حدیث کی کتابون سے زیادہ صحیح ہے امام ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو بکر حازمی
بن احمد سے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے ہین جسکو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک
اور معتبر ثقات محدثین مین اختلاف نہ کرتے ہون اور اسکا اسناد متصل ہو غیر مقطوع اور اگر صحابی سے دو شخص راوی
ہون تو بہتر ورنہ ایک راوی معتبر بہی کافی ہے اور وہ جو ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی
سے دو راوی یا زیادہ ہون پہر تابعی مشہور سے دو ثقہ راوی ہون اخیر تک اسپر اعتراض ہوتا ہی کہ بخاری اور مسلم دونو
نے ایسی حدیثون کو روایت کیا ہی جنکا ایک ہی راوی ہو اور یہہ شرط جو حاکم نے بیان کی اگرچہ بعض صحابہ کی حدیثون
مین ٹوٹ جاتی ہے پر صحابہ کے بعد یہ شرط چل سکتی ہے کیونکہ اس کتاب مین ایسی کوئی حدیث نہین جسکا ایک ہی راوی ہو
حافظ ابو بکر حازمی نے کہا یہ جو حاکم نے کہا تو اونہون نے غور نہین کیا اس کتاب کی دقائق مین اور اگر وہ اچھی طرح
تلاش کرتے تو بہت سی حدیثین اونکو ایسی ملتین جنمین یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے پہر کہا کہ صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اسکا

اسناد متصل ہو اور راوی اسکے مسلمان سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو عدالت کی صفات سے موصوف ہو ضابط ہو
حافظ وا السلیم الذہن قلیل الوہم سلیم الاعتقاد اور یہ امر جب واضح ہو گا کہ اصل راوی سے روایت کرنیوالوں کے طبقات
پہچانے اور انکی ہم ایک مثال دیتے ہیں مثلاً زہری سے جو لوگ روایت کرنیوالے ہیں انکے پانچ طبقے ہیں طبقہ اولی تو نہایت
صحیح ہے اور یہی مقصود ہے بخاری کا اور طبقہ ثانیہ اوسکی مثل ہے ثقہ ہونے میں مگر اس طبقہ کے لوگ زہری کی صحبت سفر
اور حضر اور سب حالون میں اتنی نہ رکھتے تھے جتنی طبقہ اولے کے لوگ رکھتے تھے تو یہ اتقان میں پہلے طبقہ سے کم ہوئے اور مسلم
کی شرط ان دونو طبقوں کو شامل ہے پھر مثال دی انہوں نے طبقہ اولی کی جیسے یونس بن یزید اور عقیل بن خالد ایلی
مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور شعیب بن ابی حمزہ اور طبقہ ثانیہ کے جیسے اوزاعی اور لیث بن سعد اور عبد الرحمن
بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب اور طبقہ ثالثہ جیسے جعفر بن برقان اور سفیان بن حسین اور اسحاق بن یحیی کلبی اور
چوتھا طبقہ جیسے زمعہ بن صالح اور معاویہ بن یحیے صدفی اور مثنی بن الصباح اور پانچوان طبقہ جیسے عبد القدوس
بن حبیب اور حکم بن عبد اللہ ایلی اور محمد بن سعید مصلوب تو طبقہ اولے کی لوگون کی بخاری نے شرط کی ہے اور کبھی
طبقہ ثانیہ کی روایت بھی نکال لیتے ہیں مگر بالاستیعاب انکی روایتیں نہیں لاتے اور مسلم دونو طبقوں کی روایتیں
بالاستیعاب لاتے ہیں اور کبھی کبھی طبقہ ثالثہ کے لوگون کی روایتیں لاتے ہیں جسطرح بخاری طبقہ ثانیہ کی لاتے ہیں
اور طبقہ رابعہ اور خامسہ کی دونوں میں سے کوئی نہیں لاتا حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری اکثر طبقہ ثانیہ کی حدیثیں
معلقاً ذکر کرتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بہت ہی کم معلقاً کبھی بیان کرتے ہیں اور جو مثال ہمنے بیان کی یہ ان لوگون
کی ہے جنسے روایت حدیث کی بہت ہوئی ہے اور اسی پر قیاس کیے جاوینگے نافع اور اعمش اور قتادہ وغیرہم
کے اصحاب اور جن سے بہت روایتیں نہیں ہوئی ہیں تو شیخین (بخاری اور مسلم) نے اعتماد کیا ہے ثقہ اور عادل کی
روایت پر جس سے خطا کم ہوتی ہے لیکن بعضے ان راویوں میں سے ایسے ہیں جنپر بڑا اعتماد ہے جیسے یحیی بن سعید
انصاری انکی وہ روایتیں شیخین نے نکالی جو اکیلے اونہون نے روایت کی اور بعض ایسے ہیں جنپر زیادہ اعتماد نہیں
ہے انکی روایت جب نکالی کہ اونکے ساتھ دوسرا اور کوئی شریک ہوا اور یہی اکثر کیا ہے امام ابن الصلاح نے اپنی کتاب
علم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب بنائی وہ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں پھر اونکی پیروی کی
ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اور مسلم نے اگرچہ بخاری سے علم حاصل کیا ہے اور فائدہ اوٹھایا ہے لیکن وہ
بخاری کے شریک ہیں اونکے اکثر شیوخ میں اور ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں بعد
اللہ کی کتاب کے اور وہ جو امام شافعی رح سے مروی ہے کہ میں ساری زمین میں کوئی کتاب موطا سے زیادہ صحیح

نہین جانتا تو یہ اسوقت کا قول ہی جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا وجود نہ تہا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بہی زیادہ صحیح ہے
اور بہت فائدون پر مشتمل ہے اور وہ جو حافظ ابو علی نیشاپوری سے منقول ہے جو استاذ ہین حاکم ابو عبد اللہ حافظ کے
کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہین ہے ایطرح بعض علماء مغرب کا قول جنہون نے مسلم کی کتاب کو
بخاری کی کتاب پر ترجیح دی ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب کو اسوجہ سے
ترجیح ہے کہ اوسمین سوا صحیح حدیثون کے اور کچہہ نہین ہے جیسے بخاری مین تراجم ابواب مین بعض روایتین
ایسی ہین جو صحیح کی شرط پر نہین ہین تو اسمین کچہہ قباحت نہین پر اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث مین نہین نکلتی
اور جو یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب ازروی صحت احادیث کی بخاری کی کتاب سے راجح ہے تو یہ قول مردود ہے تمام ہوا کلام
ابن الصلاح کا اور ہمین کئی باتین ہین جو دلیل اور بیان کی محتاج ہین اور بعض اماموں نے موطا پر بخاری کی ترجیح مین اشکال
کیا ہے اور یہ کہا ہی کہ بخاری مین زیادہ حدیثین ہونے سے اسکی ترجیح لازم نہین آتی اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اصل اشتراط
صحت پر تو امام مالک انقطاع اسناد کو قادح نہین سمجہتے اور اسی لیے مراسیل اور منقطعات اور بلاغات کو نکالتے ہین اور امام
بخاری انقطاع کو قادح سمجہتے ہین تو ایسی روایتون کو اصل کتاب مین نہین لاتے البتہ غیر موضوع کتاب مین مثلاً تراجم ابواب
یا تعلیقات مین لاتے ہین اور اسمین شک نہین کہ اگرچہ منقطع حدیث بعض لوگون کے نزدیک احتجاج کے لائق ہے مگر
متصل سبکے نزدیک زیادہ قوی ہے جب دونو کے راوی عدالت اور حفظ مین برابر ہون تو اس سے ظاہر ہوگئی فضیلت
صحیح بخاری کی اور امام شافعی نے جو موطا کو سب کتابون سے زیادہ صحیح کہا تو مراد اوس سے وہی کتابین ہین جو انکے وقت
مین موجود تہین جیسے جامع سفیان ثوری اور مصنف حماد بن سلمہ وغیرہ اور ان کتابون پر موطا کی فضیلت بالاتفاق مسلم
ہے اور ابن الصلاح کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ علما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ صحیح بخاری صحت مین مسلم کی کتاب سے افضل
ہے مگر صرف ابو علی نیشاپوری اور بعض علما مغرب سے حکایت کیا کہ مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے افضل ہے اسمین
صحت کا کچہہ ذکر نہین (شاید یہ افضلیت کسی اور وجہ سی ہو) ہم کہتے ہین کہ ابو عبد الرحمن نسائی سے بسند صحیح منقول ہے
اور وہ شیخ ہین ابو علی نیشاپوری کے اونہون نے کہا ان سب کتابون مین محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ کوئی جید نہین
ہے اور مراد ان کی جودت سے جودت اسانید ہے اور نسائی کا یہ کہنا انتہا کی تعریف ہے کیونکہ وہ مشہور ہین احتیاط اور تثبت
اور معرفۃ رجال مین اور اونکے زمانے والون نے اونکو سب پر مقدم رکہا ہے یہانتک کے بعض عالمون نے اونکو مسلم بن حجاج
پر بہی مقدم کیا ہی اور دارقطنی نے اونکو امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ پر ترجیح دی ہے اس باب مین اسماعیلی نے مدخل مین
لکہا ہی کہ بخاری کی تخریج کسی نے سخت نہیت کی راویون کی جانچ مین گو اور لوگون نے بہی انکی طرح صحیح کتابین بنائین حاکم

ابو عبد اللہ نیشاپوری نے کہا جو معاصر ہین ابو علی نیشاپوری کے اور مقدم ہین اونپر معرفت رجال مین کہ محمد بن اسمعیل نے
اصول احکام کو تالیف کیا اور لوگون کے لیے بیان کیا اونکے بعد والون نے اونکی کتاب سے لیا ہے جیسے مسلم بن حجاج نے
اور دارقطنی کے سامنے جب صحیحین کا ذکر آیا تو انہون نے کہا اگر بخاری نہوتے تو نہ مسلم جاتے نہ آتے اور ایک مرتبہ یہہ کہا
مسلم نے کیا کیا صرف بخاری کی کتاب لیکر اسی کے موافق ایک کتاب بنائی اور کچھہ حدیثین زیادہ کین اور جو جو اقوال
اماموں نے امام بخاری کی فضیلت مین کہی ہین وہ بہت ہین اور کافی ہے اتفاق علمار کا اس امر پر کہ امام بخاری
حدیث کا علم مسلم سے زیادہ جانتے تھے اور مسلم خود انکی امامت اور تقدم اور تفرد کا اقرار کرتے تھے یہانتک کہ اونکے لیے
اپنے استاذ محمد بن یحیی ذہلی کی ملاقات ترک کر دی اور یہہ قصہ مشہور ہے جو انشاء اللہ تعالی آگے بیان ہوگا یہہ تو اجمالی بیان
ہے صحیح بخاری کی فضیلت کا صحیح مسلم پر اب تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ مدار حدیث صحیح کا اتصال سند اور اتقان رجال
اور عدم علل پر ہے اور تامل کے بعد یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی کتاب کے رجال زیادہ ہین اتقان مین اور انکی
روایتین زیادہ ہین اتصال مین اور اسکا ثبوت کئی وجہون سے ہے ایک تو یہہ کہ جن راویون سے بخاری نے روایت
کیا اور مسلم نے روایت نہین کیا وہ چار سو تیس پر کئی راوی ہین اور ان مین اسی آدمی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا
ہے ساتھہ ضعف کے اور جن راویون سے مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے نہین کیا وہ چھہ سو بیس راوی ہین اور انمین
سے ایک سو ساٹھہ راوی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا ہے ساتھہ ضعف کے اور اگرچہ یہہ کلام قادح نہین ہے اور
اسکا جواب دیا گیا ہے دونون کتابون کے راویون کی نسبت (۱) اور صحیح یہی ہے کہ وہ ثقہ تھے) اسپر بھی ان راویون سے
روایت کرنا جنمین کلام نہین ہوا بہتر ہے انکی روایت سے جنمین کلام ہوا ہے دوسرے یہہ کہ بخاری نے تنہا جس راوی
سے روایت کی ہے اور جسمین کلام ہوا ہے اسکی بہت حدیثین نہین لائے نہ ایسے راویون مین سے کسیکا کوئی بڑا نسخہ تھا
جسکی کل یا اکثر کو بخاری نے نکالا ہو سوا عکرمہ عن ابن عباس کے برخلاف مسلم کے کہ انہون نے اکثر نسخون کو نکالا
ہے جیسے ابی الزبیر عن جابر اور سہیل عن ابیہ اور علاء بن عبد الرحمن عن ابیہ اور حماد بن سلمہ عن ثابت وغیرہ تیسرے
یہہ کہ بخاری کے جن رجال مین گفتگو ہوئی ہے وہ اکثر بخاری کے شیوخ مین سے ہین جنکا حال بخاری خوب جانتے تھے اور
انکی عمدہ روایتون کو خراب روایتون سے تمیز کرتے تھے برخلاف مسلم کے رجال کے وہ اکثر تابعین یا تبع تابعین مین ہین جنکا زمانہ
مسلم نے نہین پایا اور اسمین شک نہین کہ محدث اپنے شیوخ کی حدیث کو بہ نسبت سابقین کی حدیث کی زیادہ پہچان سکتا
ہے چوتھے یہہ کہ امام بخاری کبھی کبھی اتفاقاً طبقہ ثانیہ کی حدیثین نکالتے ہین اور امام مسلم انکو ضرورتاً اور ہمیشہ
نکالتے ہین اور طبقہ ثالثہ کی کبھی کبھی اتفاقاً جیسے اوپر گذر چکا تو یہہ چارون وجہین تو اتقان رواۃ سے متعلق تھین

اب پانچویں وجہ اتصال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ امام مسلم کے نزدیک حدیث معنعن اتصال پر محمول ہے جب معاصرت ثابت
ہو جاوے اگرچہ ملاقات ثابت نہ ہو بشرطیکہ معنعن مدلس نہ ہو اور امام بخاری کے نزدیک اتصال کے لیے صرف معاصرت کافی نہیں ہے بلکہ ملاقات کا ثبوت
ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو اور بخاری نے تاریخ میں اپنا یہی مذہب لکھا ہے اور اپنی صحیح میں اسی پر عمل کیا ہے اور اس وجہ سے
امام بخاری کی کتاب کی ترجیح مسلم کی کتاب پر نکلتی ہے کیونکہ بخاری کی شرط اتصال کے باب میں زیادہ سخت ہے چھٹی وجہ عدم
علل سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخین کی کل حدیثیں جن پر اعتراض ہوا ہے دو سو دس حدیثیں ہیں اُنمیں سے امام بخاری کی
حدیثیں اسی سے بھی کم ہیں اور باقی سب مسلم کی ہیں اور ابو علی نیساپوری نے یہہ جو کہا کہ مسلم کی کتاب بخاری سے زیادہ
صحیح ہے اور شیخ محی الدین نے مختصر میں اور مقدمہ شرح بخاری میں کہا کہ جمہور علما متفق ہیں کہ صحیح بخاری صحت میں مسلم سے
بڑھکر ہے اور مسلم سے اسمیں زیادہ فوائد ہیں اور ابو علی کی کلام سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح بعض علما مغرب کے کہ صحیح
مسلم زیادہ صحیح ہے انتہے حالانکہ ابو علی نے ایسا نہیں کہا بلکہ انکے کلام کا مطلب یہ ہے کہ صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح نہیں ہے
اور ممکن ہے کہ اونکے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم مساوی ہوں صحت میں اور میرے نزدیک ابو علی نے جو صحیح مسلم کو مقدم
کیا اسکی وجہ یہہ ہے کہ مسلم نے الفاظ حدیث کا بہت خیال کیا ہے اور تمام طرق حدیث کے ایک جگہہ جمع کر دیے ہیں اور
موقوف حدیثیں بہت کم لائے ہیں برخلاف بخاری کے اونکا خیال استنباط احکام کیطرف زیادہ ہے اور بعض لوگوں نے
کہا ہے کہ شاید ابو علی نے صحیح بخاری کو نہ دیکھا ہو مگر یہ قیاس سے بعید ہے اور قریب القیاس وہی امر ہے جو ہمنے بیان کیا
اور سوا ان فضیلتوں کے جو اوپر ہمنے بیان کیں صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین سے
نقل کیا کہ صحیح بخاری جب کسی مصیبت میں ختم کیا جاوے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور جب کسی جہاز یا کشتی میں صحیح بخاری
موجود ہو تو وہ غرق نہیں ہوتا دوسری وجہ یہہ ہے کہ صحیح مسلم میں ابواب میں نہ تراجم اور صحیح بخاری میں وہ تراجم ہیں جنکے
سمجھنے میں عقول اور افکار کو حیرت ہوتی ہے اور یہ مرتبہ اس کتاب کو اس وجہ سے حاصل ہوا کہ امام بخاری نے اس
کتاب کے تراجم کو صاف لکھا قبر شریف اور منبر شریف کے بیچ میں اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتیں پڑھیں سبحان اللہ تمام
ہوا کلام حافظ ابن حجر کا صحیح بخاری میں کل کتنی حدیثیں ہیں ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری میں سات ہزار
دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار حدیثیں ہیں اور امام نووی نے بھی اسی قول کی پیروی
کی ہے مگر انہوں نے کہا احادیث مسندہ کا شمار ہے قسطلانی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا کہ تمام احادیث صحیح بخاری
کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانوے ہیں تو ایک سو بائیس حدیثیں زیادہ نکلیں
اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو دو حدیثیں ہیں اور اگر معلقہ متنوں کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اٹھہ حدیثیں ہوتی ہیں

اور کل معلقات بخاری مین ایک ہزار تین سو اکتالیس ہین اور اکثر اونکا اخراج اسی کتاب مین ہوا ہے اور جنکا اخراج نہین ہوا وہ
کل ایک سو ساٹھ ہین اور متابعات تین سو چوالیس ہین اگر سب حدیثون کو مع مکررات کے ملاؤ تو نو ہزار بیاسی حدیثین ہوتی ہین
اور موقوف اور اقوال تابعین اسکے سوا ہین انتہی **امام بخاری کا حال** اونکا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم
بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہے وہ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال کی تیرھوین تاریخ ۱۹۴ھ مین بخارا مین پیدا ہوئے
اور بردزبہ اونکے سگڑدادا فارسی تھے اور مغیرہ اونکے دادا اسلام لائے یمان جعفی کے ہاتھ پر اور اونکے والد اسمٰعیل
بن ابراہیم رواۃ حدیث اور ثقات مین سے ہین انتقال کیا اونہون نے جب بخاری صغیر سن تھے پھر بخاری نے پرورش
پائی اپنی ماں کی گود مین اور حج کیا اپنی ماں اور بھائی احمد کے ساتھ پھر مکہ مین رہے علم حاصل کرنے کو اور اونکے بھائی احمد لوٹ
گئے بخارا کو اور وہین مرے غنجار نے تاریخ بخارا مین اور لالکائی نے شرح السنہ مین باب کرامات الاولیاء مین روایت
کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل یعنے امام بخاری کی آنکھین بچپن مین جاتی رہی تھین انکی والدہ ماجدہ نے خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہین ای نیکبخت تیرے لڑکے کی آنکھین اللہ تعالے نے پھیر دین بوجہ تیری دعا کی صبح کو جب امام بخاری بیدار
ہوئے تو آنکھین اچھی خاصی تھین فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے مین نے امام بخاری سے
سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث کا حافظہ اوس وقت دیا گیا ہے جب مین مکتب مین تھا مین نے پوچھا اوس وقت تمہاری عمر کیا تھی انہون
نے کہا دس برس کی ہوگی یا کچھ کم پھر مین مدرسے سے نکلا اور داخلی اور اور عالمون کے پاس جانے لگا ایک روز وہ لوگون کو سناتے
تھے سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم مین نے کہا ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہین روایت کیا اونہون نے مجھکو گھرکا مین نے کہا آپ اپنی اصل
کتاب مین دیکھو وہ اندر گئے پھر باہر نکلے اور پوچھا ای لڑکے صحیح کیا ہے مین نے کہا صحیح یون ہے سفیان عن الزبیر عن ابراہیم
اور یہ زبیر عدی کے بیٹے ہین اونہون نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو درست کیا اور کہنے لگے تم سچ کہتے ہو جب بخاری نے یہ
نقل بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا بھلا جب تم نے داخلی کی یہ غلطی نکالی اوس وقت تمہاری عمر کتنی تھی امام بخاری نے
کہا گیارہ برس کی جب مین سولہوین سال مین لگا تو مجھکو ابن مبارک اور وکیع کی کتابین حفظ تھین اور مین نے اصحاب
الرائے کا بھی کلام سنا پھر مین اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ حج کو لیکے نکلا حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت کی موافق پہلا سفر
بخاری کا ۲۱۰ھ مین ہوا اور اگر یہ پہلے طلب علم کے وقت سفر کرتے تو اون لوگون کو پاتے جنکو بخاری کے اقران نے پایا طبقہ عالیہ
مین سے اگرچہ اونکے قریب لوگون کو بخاری نے پایا ہے جیسے یزید بن ہارون اور ابو داؤد طیالسی اور امام بخاری
نے عبد الرزاق کو پایا اور چاہا کہ اون کی طرف سفر کرین پر اونکو خبر پہنچی کہ عبد الرزاق نے انتقال کیا سو اونہون نے
دیر کی یمن کی طرف جانے مین بعد اوسکے معلوم ہوا کہ عبد الرزاق اوس وقت زندہ تھے آخر امام بخاری نے اونسے بواسطہ

روایت کی۔ امام بخاری نے کہا جب مین اٹھارہ سال مین لگا تو مین نے کتاب قضایای صحابہ اور تابعین تصنیف کی پہر
تاریخ تصنیف کی مدینہ منورہ مین قبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مین چاندنی راتون مین
لکہا کرتا اور میری تاریخ مین کم ہی کوئی ایسا نام ہوگا جسکا قصہ مجہکو یاد نہ ہو مگر مین نے کتاب کو طول دینا برا سمجہا اور سہل
بن بسری نے کہا بخاری نے کہا مین نے سفر کیا شام اور مصر اور جزیرہ کا دو بار اور بصرہ کا چار بار اور حجاز مین چہ سال تک
رہا اور مجہے یاد نہین کتنی بار کوفہ گیا اسیطرح بغداد محدثین کے ساتہہ۔ حاشد بن اسمعیل نے کہا بخاری ہمارے ساتہہ بصرہ
کے مشائخ کے پاس جاتے تہے اسوقت لڑکے تہے اور کچہہ نہ لکہتے تہے یہانتک کہ کئی دن گذرے پہر سولہ دن کے بعد ہم نے انکو
ملامت کی (کہ تم نے حدیثون کو جو سنی تہین لکہا نہین) اونے کہا تم نے بہت باتین بنائین اب میرے سامنے لاؤ جو تم
نے لکہا ہے ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار حدیثون سے زیادہ تہین جنکو امام بخاری نے یاد سے سنادیا یہانتک کہ
ہم اپنے لکہے کو درست کرنے لگے ابوبکر بن ابی عتاب نے کہا ہم نے بخاری سے حدیث لکہی اور انکی داڑہی مونچہہ نہ تہی محمد
بن یوسف کی دروازے پر حافظ ابن حجر نے کہا محمد بن یوسف فریابی ۲۱۲ھ مین مرے اسوقت بخاری کا سن اٹہارہ
برس کا تہا محمد بن ازہر سجستانی نے کہا مین سلیمان بن حرب کی مجلس مین تہا اور بخاری ہمارے ساتہہ حدیثین سنتے تہے لکہتے
نہ تہے لوگون نے کہا ان کو کیا ہوا جو نہین لکہتے اونہون نے کہا وہ بخارا کو جاکر اپنی یاد سے لکہ لین گے محمد بن ابی حاتم
نے بخاری سے نقل کیا مین فریابی کی مجلس مین تہا اونہون نے کہا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی عُرْوَۃَ عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ عَنْ
اَبِی حَمْزَۃَ تو مجلس والون مین سے کسی نے نہ پہچانا ان لوگون کو جو سفیان کے اوپر ہین پہر مین نے اون سے کہا ابو عروہ
تو معمر بن راشد ہین اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامۃ اور ابو حمزہ انس بن مالک ہین امام بخاری نے کہا سفیان
ثوری کا یہی حال تہا کہ وہ مشہور شخصون کی کنیت بیان کرتے اور اکثر لوگون کو یہ کنیت معلوم نہ ہوتی) امام بخاری
کے مشائخ کا بیان امام بخاری کی مشائخ جن سے اونہون نے حدیث سنی بہت ہین ابن ابی حاتم نے انسے
نقل کیا کہ مین نے ایک ہزار اسی شخصون سے حدیث لکہی جو کہتا تہا ایمان قول اور عمل دونو کا نام ہے (یعنے
اعمال کو ایمان سے خارج نہ جانتا تہا جیسا مرجیہ کا قول ہے) حافظ ابن حجر نے کہا بخاری کے شیوخ پانچ طبقون پر ہین ایک
تو وہ جو تابعین سے روایت کرتے ہین جیسے محمد بن عبد اللہ انصاری اور مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل اور عبید اللہ
بن موسی اور ابو نعیم اور خلاد بن یحیے اور علی بن عیاش اور عصام بن خالد دوسرے وہ لوگ جو انکے زمانے مین تہے پر
وہ ثقات تابعین سے نہین ملے جیسے آدم بن ابی ایاس ابو مسہر عبد الاعلے بن مسہر سعید بن ابی مریم ایوب بن
سلیمان وغیرہم تیسرے وہ جو تابعین سے نہین ملے لیکن کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہین جیسے سلیمان بن

حرب و قتیبہ بن سعید نعیم بن حماد علی بن المدینی یحیی بن معین احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ ابو بکر بن ابی شیبہ عثمان بن ابی شیبہ انکی تو کوئی مسلم نے بھی
روایت کی ہی چوتہا طبقہ بخاری کی رفیق اور اون سے ذرا بڑے جیسے محمد بن یحیی ذہلی ابو حاتم رازی عبد بن حمید احمد بن النضر وغیرہم
پانچوان طبقہ وہ جو بخاری کی شاگردون کی طرح ہین سن و اسناد مین اون سی سنا فائدہ کے لیے جیسے عبد اللہ بن حماد و عبد اللہ
بن ابی العاص خوارزمی حسین محمد قبانی وغیرہم اس طبقہ سے بہت کم روایتین ہین اور ان سے روایت کرنی مین بخاری نے وکیع
کے قول کی پیروی کی اونہون نے کہا ہی آدمی محدث نہین ہوتا جب تک حدیث روایت نہ کری اوس سے جو اپنے اوپر ہے اور
جو اپنی برابر ہی اور جو اپنی سی کم ہے اور بخاری نے کہا ہی کہ محدث کامل نہین ہوتا جب تک نہ لکھی اوس سی جو اوس سے اوپر ہی اور جو
اسکے برابر ہی اور جو اس سے کم ہے

امام بخاری کی عادات اور خصائل اور زہد اور فضائل کا بیان

حافظ ابن حجر نے کہا وراق نے کہا مین نے محمد بن خراش سے سنا وہ کہتے تھے مین نے احمد بن حفص سے سنا وہ کہتے تھے مین اسمعیل
پاس گیا جو والد تھے امام بخاری کے اون کی موت کیوقت انہون نے کہا میرے مال مین مین نہین سمجہتا کہ کوئی روپیہ
حرام یا شبہ کا ہو اور وراق نے کہا کہ امام بخاری کو اپنے باپ کی ترکہ مین سے بہت مال ملا تہا اور وہ اوسمین مضاربت کیا
کرتے تہے ایکبار پچیس ہزار روپیہ اونکا ایک شخص پر قرض ہو گیا لوگون نے کہا نالش کرو لیکن امام بخاری نے نالش نہ
کی اور اوس سے صلح کر لی اس امر پر کہ ہر مہینہ دس روپیہ دیا کرے اور سارا روپیہ ڈوب گیا امام بخاری نے کہا کہ مینے ساری
عمر کوئی چیز خود بیچی نہ کوئی چیز خود خریدی بلکہ کسی سے کہدیا جس نے خرید دی اسلیے کہ خرید اور فروخت مین لغو اور بیکار
اور جہوٹ سچ باتین کرنا پڑتی ہین غنجار نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی کہ امام بخاری پاس کچہ مال آیا تاجرون نے پانچ ہزار کے
نفع سے اوسے مانگا پہر دوسرے دن اور تاجرون نے دس ہزار کے نفع سے مانگا اونہون نے کہا مین نے نیت کر لی تہی پہلے تاجرون
کو دینے کی آخر اونہین کو دیا اور پانچ ہزار کا نفع چہوڑ دیا وراق بخاری نے کہا مین نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین آدم بن
ابی ایاس کے پاس گیا اور میرے خرچ آنے مین دیر ہوئی یہانتک کہ مین گہاس کہانے لگا جب تیسرا دن ہوا تو ایک شخص آیا
جسکو مین نہین پہچانتا تہا اوس نے ایک تہیلی مجہکو دی اشرفیون کی عبد اللہ بن محمد صیارفی نے کہا مین امام بخاری کی ساتہ
اونکے مکان مین بیٹہا تہا اتنے مین انکی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی اونکے سامنے ایک دوات رکہی تہی اوسکو دہکا
لگا امام بخاری نے کہا تو کیسی چلتی ہے وہ بولی جب رستہ نہو تو کیونکر چلون یہ سنکر امام بخاری نے اپنے دونو ہاتہ پہیلا
دیے اور کہا جا مین نے تجہکو آزاد کر دیا لوگون نے کہا اے ابو عبد اللہ اس لونڈی نے تو تمکو غصہ دلایا انہون نے کہا مین نے
اپنے نفس کو راضی کر لیا اوسکے کام سے ایکبار امام بخاری نے ابو معشر سے اپنی قصور کی معافی چاہی اونہون نے کہا کیا
قصور ہے امام بخاری نے کہا ایک دن تم حدیث بیان کرتے تہے اور اپنے سر اور ہاتہون کو ہلاتے تہے یہ حال دیکہکر مین نے تبسم کیا تہا

اور حشر نے کہا میں نے معاف کیا خدا تم پر رحم کرے وراق نے کہا امام بخاری کہتے تھے میں نے اپنے پروردگار سے دو بار
دعا کی فوراً قبول ہو گئی پھر میں نے دعا نہ کی اس ڈر سے کہ کہیں میری نیکیاں کم نہ ہو جاویں اور کہتے تھے کہ آخرت میں میرا
کوئی دشمن نہ ہوگا میں نے کہا بعضے لوگ تمہاری کتاب التاریخ سے غصے ہیں اور کہتے ہیں اس میں لوگوں کی غیبت ہے امام بخاری
نے کہا کتاب التاریخ میں ہمنے روایتیں کیں ہیں اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کو فرمایا تھا یہ برا آدمی ہے (تا کہ لوگ اوسکے ضرر سے محفوظ رہیں) امام بخاری کہتے تھے میں نے کسی کی غیبت نہیں
کی جب سے مجھکو معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کو فن رجال میں بھی بڑی احتیاط ہے اکثر یوں کہتے
ہیں سکتوا عنہ یا فیہ نظر یا ترکوہ اور کم کہتے ہیں کہ وہ وضاع ہے یا کذاب ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فلانے نے اسکو
کذاب کہا یا کذب کی نسبت کی اوسکی طرف بکر بن منیر نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھکو امید ہے
اللہ سے ملوں گا اور غیبت کا محاسبہ مجھ سے نہ ہوگا اور ایک بار امام بخاری نماز پڑھ رہے تھے تو زنبور نے اونکو سترہ جگہ
کاٹا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو یہ کیا چیز ہے جس نے نماز میں مجھکو ستایا لوگوں نے دیکھا تو سترہ جگہ زنبور کا ڈنک
لگا ہے اور سوج گیا ہے پر نماز انہوں نے نہ توڑی وراق نے کہا ہم فربر میں تھے اور امام بخاری ایک رباط بنا رہے
تھے تو اپنے ہاتھوں سے اینٹیں ڈھوتے تھے ہم نے کہا یہ کام اور کوئی کریگا اونہوں نے کہا یہی کام کام آویگا - ایک بار ایک
گائے اونہوں نے کاٹی اور لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا قریب سو آدمیوں کے تھے یا زیادہ اور تین درہم کی روٹی منگوائی
اوس وقت درہم کو دو سیر روٹی آتی تھی تو سب لوگوں کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹیاں بچ رہیں وراق نے
کہا امام بخاری بہت کم خوراک تھے اور طالب علموں کے ساتھ بہت احسان کرتے تھے اور نہایت سخی تھے ایک بار
امام بخاری بیمار ہوئے اون کا قارورہ طبیبوں کو بتلایا اونہوں نے کہا یہ قارورہ تو راہبوں کا سا ہے
جو سالن نہیں کھاتے پھر امام بخاری نے انکی تصدیق کی اور کہا کہ چالیس برس سے میں نے سالن نہیں کھایا (یعنے روکھی
روٹی پر قناعت کی) طبیبوں نے کہا اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ سالن کھایا کرو اونہوں نے قبول نہ کیا
بڑے اصرار سے یہ قبول کیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ کھجور کھایا کرینگے امام حاکم ابو عبد اللہ نے بسند روایت کیا مقسم
بن سعید سے کہ محمد بن اسمعیل بخاری جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو لوگ اونکے پاس جمع ہوتے وہ نماز پڑھاتے اور
ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہانتک کہ قرآن کو ختم کرتے پھر سحر کو نصف سے لیکر تہائی قرآن پڑھتے اور تین راتوں
میں ختم کرتے اور دن کو ایک ختم کرتے اور افطار کے وقت ختم ہوتا اور کہتے تھے کہ ہر ایک ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے ایک رکعت وتر کی ہوتی امام بخاری کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے

مبارک تھے اونہون نے اپنے لباس مین اونکو رکھا تھا ایک بار کہتے تھے کہ مین نے ایک شخص کی دس ہزار حدیثین چھوڑ دین جسکے بابمین مجھے کچھ شبہ تھا محمد بن منصور نے کہا ہم ابوعبداللہ بخاری کی مجلس مین تھے ایک شخص نے اونکی داڑھی مین کچھ کچرا نکالا اور زمین پر ڈالدیا امام بخاری نے لوگون کو جب غافل پایا تو اسکو اوٹھا لیا اور اپنی جیب مین رکھ لیا جب مسجد سے باہر نکلے تو اوسکو پھینک دیا (گویا مسجد کا اتنا ادب کیا) امام بخاری کی تعریف جو اور محدثین نے کی ہے ایک بار سلیمان بن حرب نے جو امام بخاری کے شیخ تھے اُن کیطرف دیکھا اور کہا کہ اس شخص کا شہرہ ہوگا اور ایسا ہی احمد بن حفص نے کہا امام بخاری نے کہا جب مین سلیمان بن حرب کے پاس جاتا تو وہ کہتے بیان کر ہمسے غلطیان شعبہ کی محمد بن ابی حاتم نے کہا بخاری کہتے تھے اسمعیل بن اویس کی کتاب سے جب مین حدیثونکا انتخاب کرتا تو وہ میرے انتخاب کی نقل کر لیتے اور کہتے یہہ وہ حدیثین ہین جو محمد بن اسمعیل نے میری حدیثون سے چنی ہین امام بخاری نے کہا ایک بار اصحاب حدیث جمع ہوئے اور مجھسے درخواست کی کہ اسمعیل بن ابی اویس سے کہون کہ وہ زیادہ قرأت کرین حدیث کی مین نے اونسے کہا اونہون نے لونڈیکو بلایا اور حکم کیا اشرفیون کی ایک تھیلی نکال لینے کا اور مجھسے کہا اے ابوعبداللہ یہہ اشرفیان بانٹ دو اونکو مینے کہا وہ تو حدیث کے طالب ہین اسمعیل نے کہا جو وہ چاہتے ہین مین نے منظور کیا مگر مین یہہ چاہتا ہون کہ اوسکے ساتھہ یہہ بھی اونکو دون بخاری نے کہا اسمعیل بن ابی اویس نے مجھسے کہا تم میری کتابون کو دیکھو اور میرے تمام ملک کو اور مین تمہارا شکرگذار رہون ہمیشہ جبتک زندہ ہون حاشد بن اسمعیل نے کہا مجھکو ابومصعب احمد بن ابی بکر زہری نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے نزدیک زیادہ فقیہہ ہین اور زیادہ جاننے والے ہین حدیث کے احمد بن حنبل سے ایک شخص بولا تم حد سے بڑھ گئے ابومصعب نے کہا اگر مین امام مالک کو پاتا پھر اونکا منہہ دیکھتا اور محمد بن اسمعیل کا تو یہی کہتا کہ وہ دونو ایک ہین حدیث اور فقہ مین (تو احمد بن حنبل سے بڑہانے پر اونہون نے تعجب کیا تھا ابومصعب نے اونکو امام مالک کے برابر کردیا جو احمد بن حنبل کے استاد کے استاد ہین) عبدان بن عثمان نے کہا مین نے اپنی ان دونو آنکھون سے کوئی جوان اونسے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہین دیکھا اور اشارہ کیا محمد بن اسمعیل کیطرف محمد بن قتیبہ بخاری نے کہا مین ابوعاصم نبیل کے پاس تھا وہان مین نے ایک لڑکا دیکھا مین نے پوچھا یہ کسی ملک کا رہنے والا ہے اونہون نے کہا بخارا کا مین نے کہا کسکا بیٹا ہے اونہون نے کہا اسمعیل کا مین نے کہا تم میرے قرابت مین ہو ایک شخص اونکے سامنے بولا یہ لڑکا ہے جو مقابلہ کرتا ہے بوڑھون سے قتیبہ بن سعید نے کہا مین فقیہا اور زاہدون اور عباد کے پاس بیٹھا اور جسوقت سے مجھکو عقل ہوئی آجتک مین نے کسیکو محمد بن اسمعیل کے مثل نہین پایا اور وہ اپنے زمانہ مین ایسے ہین جیسے حضرت عمر رض تھے صحابہ مین قتیبہ نے کہا اگر محمد بن اسمعیل صحابہ مین ہوتے تو ایک نشانی ہوتے خدا کی قدرت

آئی محمد بن یوسف ہمدانی نے کہا ہم قتیبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شعرانی شخص آیا جسکو ابو یعقوب کہتے تھے اونسے قتیبہ نے پوچھا
محمد بن اسمعیل کو قتیبہ نے کہا ای لوگو میں نے دیکھا حدیث والون کو اور رائے والون کو اور میں نے صحبت کی فقہا اور
زہاد اور عباد سے اور جب سے مجھکو عقل آئی میں نے محمد بن اسمعیل کے مانند کسی شخص کو نہ پایا قتیبہ سے کسی نے پوچھا نشہ میں
طلاق دینے کا حکم اتنے میں محمد بن اسمعیل آئے تو قتیبہ نے اس شخص سے کہا یہ احمد بن حنبل ہیں اور اسحق بن راہویہ اور
علی بن المدینی اللہ نے ان سب کو تیرے پاس بھیجدیا اور اشارہ کیا اونہون نے بخاری کی طرف ابو عمرو کرمانی نے
کہا میں نے یہ بصرے میں قتیبہ کا قول بیان کیا کہ میرے پاس لوگ آئے مشرق اور مغرب کے لیکن کوئی محمد بن اسمعیل
کی مثل نہیں آیا یہ سچ ہے کہا قتیبہ سچ کہتے ہیں میں نے قتیبہ اور یحیی بن معین کو بخاری پاس آتے جاتے دیکھا اور میں نے
دیکھا کہ یحیی بن معین اون کی پیروی کرتے تھے معرفت حدیث اور رجال میں ابراہیم بن محمد بن سلام نے کہا بڑے بڑے صاحب
حدیث جیسے سعید بن ابی مریم حجاج بن منہال اسمعیل بن ابی اویس حمیدی نعیم بن حماد محمد بن یحیی عدنی حسن بن
علی خلال محمد بن میمون خیاط ابراہیم بن المنذر ابو کریب محمد بن علاء ابو سعید عبد اللہ بن سعید شیخ ابراہیم بن موسیٰ اور
انکی مثل کے لوگون نے فضیلت دی ہے محمد بن اسمعیل کو اپنے اوپر نظر اور معرفت میں احمد بن حنبل نے کہا خراسان نے
کوئی شخص محمد بن اسمعیل کیطرح نہیں نکالا یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری
اس امت کے فقیہ ہیں بندار بن بشار نے کہا وہ زیادہ فقیہ ہیں تمام خلق اللہ سے ہماری زمانہ میں حاشد بن اسمعیل نے کہا
میں بصرہ میں تھا اتنے میں محمد بن اسمعیل کے آنے کی خبر سنی جب وہ آگئے تو محمد بن بشار نے کہا آج تمام فقہا کے سردار آئے
محمد بن ابراہیم نے کہا میں نے بندار سے سنا سنہ ۲۸ میں وہ کہتے تھے کوئی ہمارے پاس محمد بن اسمعیل کے مثل نہیں آیا بندار نے کہا میں
کئی برس سے اونکی وجہ سے فخر کرتا ہوں موسی بن قریش نے کہا عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بخاری سے کہا ای ابو
عبد اللہ میری کتابون کو دیکھو اور جو کچھ اون میں نقص ہو بیان کرو بخاری نے کہا اچھا بخاری نے کہا میں
حمیدی کے پاس گیا اوسوقت میری عمر اٹھارہ برس کی تھی یعنے اول سال میں حج کے اون کے اور ایک شخص کے بیچ میں
اختلاف ہو رہا تھا کسی حدیث میں حمیدی نے جب مجھکو دیکھا تو کہا یہ شخص آیا جو ہماری اختلاف کا فیصلہ کردیگا
پھر دونون نے اپنا جھگڑا بیان کیا میں نے حمیدی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ حق پر تھے بخاری نے کہا مجھسے محمد بن سلام
بیکندی نے کہا میری کتابون کو دیکھو اور اون میں جو غلطی ہو درست کرو بعض لوگون نے اون سے پوچھا یہ کون ہیں
محمد بن سلام نے کہا یہ وہ شخص ہیں جنکی مثل کوئی نہیں ہے محمد بن سلام کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل میرے پاس
آتے تو میں حیران ہو جاتا اور ڈرتا کہیں انکے سامنے مجھسے غلطی نہ ہو سلیم بن مجاہد نے کہا میں محمد بن سلام کے پاس تھا

اونہون نے کہا کاش تم ذرا پہلے آتا تو ایک لڑکا دیکھتا جسکو ستر ہزار حدیث یاد ہے حاشد بن اسمٰعیل نے کہا مین نے
اسحاق بن راہویہ (محدث مشہور) کو دیکھا۔ وہ منبر پر بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل اونکے ساتھ بیٹھے تھے اور اسحاق حدیث
بیان کر رہے تھے اتنے مین ایک حدیث اونہون نے بیان کی محمد بن اسمٰعیل نے اوسکا انکار کیا اسحاق نے کہا اسے
حدیث والو اس جوان کی طرف دیکھو اور اس سے لکھو کیونکہ اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ اسکے محتاج ہوتے
حدیث اور فقہ مین بخاری نے کہا اسحق بن راہویہ نے میری کتاب التاریخ لی اور عبد اللہ بن طاہر امیر کے پاس لے گئے اور کہا
اے امیر مین تجھکو ایک سحر دکھلاؤن ابو بکر مدینی نے کہا ہم ایکدن اسحق بن راہویہ کے پاس تھے اور محمد بن اسمٰعیل
وہان موجود تھے اسحق نے ایک حدیث بیان کی جس کے صحابی سے عطا کیخارانی راوی تھے اسحق نے کہا اے ابو عبد اللہ
یہ کیخاران کیا ہی اونہون نے کہا ایک گاؤن ہے یمن مین اور معاویہ نے اس صحابی کو یمن کیطرف بھیجا تھا عطا نے
اون سے دو حدیثین سنی تھین اسحق نے کہا اے ابو عبد اللہ تم تو اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہو جیسے تم اوس وقت موجود تھے
بخاری نے کہا مین اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹھا تھا اونسے کسی نے پوچھا بھولے سے کوئی طلاق دی تو کیا حکم ہے
وہ بڑی دیر تک سکوت مین رہے مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر
دیا میری امت کو جو وہ اپنے دل مین خیال کرے جب تک عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے تو ہر بات مین تین چیزین
ضرور ہین عمل اور کلام اور قلب پھر جس نے بھولے سے طلاق دی اوس نے دل نہین لگایا اسحاق نے کہا تو نے میری رائے
کو زور دیا اللہ تجھکو زور دے اور یہی فتوے دیا فتح بن نوح نیشاپوری نے کہا مین علی بن المدینی کے پاس آیا تو
دیکھا محمد بن اسمٰعیل اونکے داہنے طرف بیٹھے ہین اور جب وہ بات کرتے ہین تو انکی طرف دیکھ کر کرتے ہین انکے ڈر
سے بخاری نے کہا مین نے اپنی تئین کہین چھوٹا نہ سمجھا مگر علی بن المدینی کے پاس حامد نے کہا مین نے یہ علی بن المدینی
سے بیان کیا اونہون نے کہا اونکی بات پر مت خیال کر اونہون نے اپنا مثل کسی کو نہین دیکھا بخاری نے کہا علی بن
المدینی ہمیشہ مجھسے پوچھتے شیوخ خراسان کو تو مین اون سے بیان کرتا محمد بن سلام کو وہ اونکو نہ پہچانتے آخر ایک
دن اونہون نے کہا اے ابو عبد اللہ جسکے پاس تم گئے وہ ہمکو پسند ہے بخاری نے کہا عمرو بن علی فلاس کے یارون نے
مجھسے ایک حدیث کا ذکر کیا مین نے کہا یہ حدیث مجھے معلوم نہین وہ خوش ہوئے اور فلاس کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیل سے ایک حدیث کا ذکر کیا اونہون نے نہ پہچانا فلاس نے کہا جس حدیث کو
محمد بن اسمٰعیل نہ پہچانین وہ حدیث ہی نہین ہے ابو عمر کرمانی نے کہا مین نے عمرو بن علی فلاس سے سنا وہ کہتے تھے میرے دوست
ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکا مثل خراسان مین نہین ہے رجاء بن مرجا نے کہا محمد بن اسمٰعیل کی فضیلت علماء پر

ایسی ہے جیسے مردون کی فضیلت عورتون پر اور کہا کہ وہ نشانی ہین خدا کی جو زمین پر چلتے ہین حسین بن حریث نے کہا مین
نہین جانتا کہ مین نے کسی شخص کو محمد بن اسمعیل کے مثل دیکھا ہو گویا وہ حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے احمد بن الضوء
نے کہا مین نے ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد عبد اللہ بن نمیر سے سنا وہ دونو کہتے تھے ہم نے محمد بن اسمعیل کے مثل کسی کو نہین دیکھا
اور ابو بکر بن ابی شیبہ انکو بازل یعنے کامل کہتے تھے ابو عیسی ترمذی نے کہا محمد بن اسمعیل عبد اللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تھے
جب وہ اٹھے تو عبد اللہ نے کہا اے ابو عبد اللہ اللہ تعالی نے تمکو اس امت کی زینت کیا ہے ابو عیسی نے کہا اللہ تعالی نے
انکا یہ کہنا پورا کر دیا ابو عبد اللہ فربری نے کہا مین نے عبد اللہ بن منیر کو دیکھا وہ بخاری سے لکھتے تھے اور کہتے تھے
مین انکے شاگردون مین سے ہون حافظ ابن حجر نے کہا عبد اللہ بن منیر شیوخ بخاری مین سے ہین اور روایت
کیا انسے بخاری نے جامع صحیح مین اور کہا مین نے انکا مثل نہین دیکھا انکی وفات اسی سال ہوئی جس سال احمد بن
حنبل کی ہوئی محمد بن ابو حاتم وراق نے کہا مین نے یحیی بن جعفر بیکندی سے سنا وہ کہتے تھے اگر مجھے قدرت ہوتی تو
مین اپنی عمر محمد بن اسمعیل کو دیدیتا اسلیے کہ میری موت ایک شخص کی موت ہے اور محمد بن اسمعیل کی موت علم کی موت ہے اور کہتے تھے
امام بخاری سے اگر تم نہ ہوتے تو مجھکو بخارا مین کچھ عیش نہ ہوتا عبد اللہ بن محمد مسندی نے کہا محمد بن اسمعیل امام ہین اور جس نے
انکو امام نہین کیا مین اسکو تہمت لگاتا ہون اور کہا کہ ہمارے زمانہ کی حافظ تین ہین پہر شروع کیا بخاری سے علی
بن حجر نے کہا خراسان سے تین آدمی نکلے پہر شروع کیا بخاری سے اور کہا کہ وہ تینون مین زیادہ جاننے والے ہین
حدیث کو اور زیادہ فقیہ ہین اور مین انکی مثل کسی کو نہین جانتا احمد بن اسحق سلمی نے کہا جو شخص چاہے کہ سچے فقیہ کو
دیکھے وہ محمد بن اسمعیل کو دیکھے حاشد نے کہا تھا مین عمر بن زرارہ اور محمد بن رافع کو محمد بن اسمعیل پاس پایا وہ دونون انسے
حدیث کی علتون کو پوچہتے تھے جب کہڑے ہوئے تو لوگون سے کہا تمکو ابو عبد اللہ کے باب مین دہوکا نہ ہو وہ ہم
سے زیادہ علم والے ہین اور زیادہ سمجہ والے انہون نے کہا مین ایک دن اسحاق بن راہویہ پاس تہا اور عمر بن زرارہ
ابو عبد اللہ سے لکھہ رہے تہے اور محدثین انسے اور اسحاق کہہ رہے تہے وہ مجھسے زیادہ بصیرت دار کہتے ہین اوسوقت ابو عبد اللہ
جوان تہے ابن اشکاب غصہ ہو گئے ایک حافظ کے کلام پر جو انہون نے محمد بن اسمعیل کے حق مین کہا اور مجلس سے اٹھ گئے
عبد اللہ بن سعید نے کہا جب احمد بن حرب نیشاپوری مرے تو اسحق بن راہویہ اور محمد بن اسمعیل انکی جنازے کے ساتھ چلے
اور مین اہل معرفت سے سنتا تہا وہ دیکھتے تہے اور کہتے تہے محمد بن اسمعیل اسحاق سے زیادہ فقیہ ہین ابو حاتم رازی نے کہا خراسان
سے کوئی محمد بن اسمعیل سے زیادہ حافظ نہین نکلا اور نہ خراسان سے عراق کو کوئی انسے زیادہ عالم آیا محمد بن حریث نے
کہا مین نے ابو زرعہ سے پوچھا ابن لہیعہ کو انہون نے کہا ترک کیا اسکو ابو عبد اللہ بخاری نے حسین بن محمد عجلی نے کہا مین نے کوئی محمد بن

بن اسمعیل کے مثل نہین دیکھا اور ہم بھی حدیث کے حافظ تھے لیکن وہ محمد بن اسمعیل کے درجہ کو نہین پہونچے عجلی نے کہا مینے ابو زرعہ
اور ابو حاتم کو دیکھا وہ دونو بخاری سے سنتے تھے اور بخاری پیشوا تھے اور دیندار تھے اور محمد بن یحیی ذہلی سے اتنے درجہ
زیادہ عالم تھے عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی نے کہا مین نے عالمون کو دیکھا حرمین اور حجاز اور شام اور عراق مین
پر کسی کو اتنا جامع نہین پایا جیسے محمد بن اسمعیل کو اور وہ ہم سب سے زیادہ ہین علم اور فقہ مین اور سب سے زیادہ ہین حدیث
کی طلب مین دارمی سے ایک حدیث کو پوچھا اور کہا کہ بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہین انہون نے کہا کہ بخاری مجھہ
سے زیادہ علم رکھنے ہین اور وہ تمام خلق اللہ مین ہوشمند ہین اور اللہ کے اوامر اور نواہی کو خوب جانتے ہین اور محمد بن اسمعیل
جب قرآن پڑہتے تو دل اور آنکہہ اور کان اوسی مین لگا دیتے اور اوسکے امثال اور حرام اور حلال مین فکر کرتے۔ ابو الطیب
حاتم بن منصور نے کہا محمد بن اسمعیل اللہ کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے ابو سہل فقیہ نے کہا مین بصرہ اور شام
اور حجاز اور کوفہ مین گیا اور وہان کے علما کو دیکھا جب محمد بن اسمعیل کا ذکر آتا تو وہ سب انکو فضیلت دیتے اپنا اوپر
ابو سہل نے کہا مین نے مصر مین تیس سے زیادہ عالمون سے سنا وہ کہتے تھے ہماری خواہش دنیا مین یہہ ہے کہ محمد بن اسمعیل کو دیکھہ
لیوین صالح بن محمد نے کہا مین نے کوئی خراسان کا شخص محمد بن اسمعیل سے زیادہ سمجہہ کا نہین دیکھا اور کہا کہ وہ اُن سب
لوگون سے زیادہ حافظ تھے حدیث کے اور مین اُن سے لکھتا تھا بغداد مین تو حاضرین مجلس بیس ہزار سے زیادہ ہوگئے حافظ
ابو العباس سے پوچھا ابو زرعہ اور محمد بن اسمعیل دونو مین کون زیادہ حافظ ہے اونہون نے کہا مین محمد بن اسمعیل سے ملا اور
مین نے بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث ایسی بیان کرون جسکو وہ نہ جانتے ہون پر نہ ہوسکا ابو زرعہ کے ہاتھہ مین ایسی
حدیثین اونکے سر کے بالون کے شمار مین بیان کرسکتا ہون محمد بن عبد الرحمن دغولی نے کہا اہل بغداد نے محمد بن اسمعیل
کو ایک کتاب لکھی اوسمین یہہ شعر تھا ۵ المسلمون بخیر ما بقیت لهم * ولیس بعدک خیر حین تفتقد یعنی جب تک
تم ہو مسلمانون کی بہتری ہے اور جب تم نہ رہو تو اونکے بہتری بہی نہین ہے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا
آسمان کے نیچے کوئی حدیث کا جاننے والا محمد بن اسمعیل سے زیادہ نہین ہے ابو عیسے ترمذی نے کہا مین نے علل اور اسانید
کا زیادہ جاننے والا محمد بن اسمعیل سے نہ دیکھا مسلم نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ دنیا مین کوئی تمہارے
مثل نہین ہے احمد بن سیار نے تاریخ مرو مین لکھا ہے کہ محمد بن اسمعیل بخاری نے علم کو طلب کیا اور لوگون کی صحبت مین
بیٹہے اور حدیث کے لیے سفر کیا اور اوسمین مہارت حاصل کی اور صاحب بصیرت ہوئے اور صاحب معرفت بڑے
حافظہ والے تہے اور فقیہ تہے ابن عدی نے کہا یحیی بن ساعد جب بخاری کا ذکر کرتے تو کہتے وہ تو جنگ کرنے والے
مینڈہے ہین ابو عمرو خفاف نے کہا ہمسے حدیث بیان کی پرہیزگار پاک ایسے عالم نے جسکا مثل مین نے نہین دیکھا

محمد بن اسمعیل نے اور کہا کہ اونکو حدیث کا علم احمد اور اسحق سے بیس درجہ زیادہ تہا اور جسنے اون کے حق مین کچہہ برائی کی
اوسپر میری طرف سے ہزار لعنت ہو اور کہا کہ اگر بخاری اس دروازے سے آوین اور مین حدیث بیان کرتا ہون تو مین رعب
سے بہر جاون عبد اللہ بن حماد آملی نے کہا مجہے آرزو ہے کہ مین امام بخاری کے بدن کا ایک بال ہوتا سلیم بن مجاہد
نے کہا مین نے ساٹھہ برس سے کسی کو ایسا فقیہ دیکہا نہ ایسا پرہیزگار جیسے محمد بن اسمعیل تہے موسی بن ہارون نے کہا اگر اہل اسلام
جمع ہو کر چاہین کہ کوئی دوسرے شخص کو بخاری کیطرح کہڑا کرین تو یہ ممکن نہین عبد اللہ بن محمد بن سعید بن جعفر نے کہا
مینے بصرہ مین علماء سے سنا وہ کہتے تہے دنیا مین کوئی محمد ابن اسمعیل کی مثل معرفت اور صلاح مین نہین ہے پہر عبد اللہ
نے کہا مین بہی یہی کہتا ہون حافظ ابو العباس نے کہا اگر کوئی شخص تیس ہزار حدیث لکہے تو وہ بے پروا نہوگا بخاری کی
تاریخ سے حاکم ابو احمد نے کہا وہ امامون مین سے تہے معرفت حدیث مین اور جمع حدیث مین حافظ ابن حجر نے کہا اگر بخاری کے
مشائخ اور انکے اہل عصر کے اقوال مین اور جو مین بعد والون کے ہین اقوال لکہون تو کاغذ تمام ہو جاویگا اور عمر ختم ہو جاویگی
مینے بیشمار لوگون سے اونکی تعریف کی ہے **امام بخاری کے وسعت حافظہ اور سرعت فہم اور**
وفور علم کا بیان ابن عدی نے کہا مینے بغداد کے متعدد مشائخ سے سنا وہ کہتے تہے جب محمد بن اسمعیل بغداد
کو آئے تو اصحاب حدیث نے اونکا حال سنا اور سب جمع ہوئے اور انکا امتحان لینا چاہا تو سو حدیثون کی متون اور سندون
کو الٹ پلٹ کر دس دس حدیثین دس آدمیون کو بانٹ دین اور یہ ٹہیرا کہ بخاری کی مجلس مین جاکر ہر ایک آدمی اونسے
باری باری یہ حدیثین پوچہے جب مجلس جمع ہوئی اور بہت سے لوگ بغداد اور خراسان کے حاضر تہے تو ان دس آدمیون
مین سے ایک اوٹہا اور اس نے پوچہا ایک حدیث کو ان دس حدیثون مین سے بخاری نے کہا مین نہین پہچانتا اس حدیث کو
پہر اوسنے دوسری حدیث پوچہی بخاری نے یہی جواب دیا یہانتک کہ وہ فارغ ہو گیا اور بخاری یہی کہتے رہے مین
نہین پہچانتا اب جو علماء تہے وہ تو تاڑ گئے کہ یہ شخص سمجہہ دار ہے اور جو ناواقف تہے وہ بخاری کو کم علم سمجہے
جب دسون آدمی اپنی اپنی حدیثون سے فارغ ہو گئے اور بخاری یہی جواب دیگئے کہ مین نہین پہچانتا اسوقت وہ متوجہ
ہوئے پہلے شخص کیطرف اور کہا تیری پہلی حدیث تو وہ اسطرح سے ہے اور دوسری اسطرح اور تیسری اسطرح
یہانتک کہ دسون کو بیان کر دیا اور ہر ایک کا متن اوسکے اسناد کے ساتہہ اور اسناد متن کے ساتہہ لگایا پہر دوسرے
شخص کیطرف متوجہ ہوئے پہر تیسرے کیطرف اور دسون سے اسیطرح بیان کیا تب سب لوگون نے اونکی حفظ اور
فضیلت کا اقرار کیا حافظ ابن حجر نے کہا اس نقل سے امام بخاری کا حافظہ معلوم ہوتا ہے اول تو غلط حدیثون اور
اسنادون کا صحیح کرنا دوسرے بہ ترتیب سو حدیثون کو بیان کرنا دو تو سخت مشکل ہین حالانکہ امام بخاری نے

ان حدیثون کو ایک ہی بار سنا تہا اور ہم نے ابوبکر کلوذانی سے روایت کیا کہ امام بخاری ایک ہی بار مین کتاب کی کتاب
یاد کر لیتے تہے اور اوپر گذر چکا کہ وہ طالب علمی کے زمانے مین بہی سنتے تہے اور نہ لکہتے تہے ابو الازہر نے کہا سمرقند مین
چار سو محدث تہے سب کے سب جمع ہوئے اور محمد بن اسمعیل کو مغالطہ دینا چاہا اور شام کی اسناد عراق کی اسناد مین شریک
کر دی اور عراق کی حرم مین اور حرم کی یمن مین باوجود اسکے ایک غلطی بہی امام بخاری نہ کر سکے (سبحان اللہ کیسے
حافظ اور یہ ذہن خداداد تہا) غنجار نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے مین نے سنا ابو القاسم منصور بن اسحاق بن ابرہیم
اسدی سے وہ کہتے تہے مینے سنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ابرہیم سے وہ کہتے تہے مینے سنا یوسف بن موسی مروزی سے وہ
کہتے تہے مین بصری مین تہا جامع مسجد مین تو مینے ایک منادی کی آواز سنی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری آئے
ہین یہ سنکر لوگ کہڑے ہوئے مین بہی اونکے ساتھ رہا پہر ہم نے دیکہا ایک شخص کو جو جوان ہے اُسکی ڈاڑہی مین
سفیدی نہین ہے اونہون نے نماز پڑہی ستون کے پیچہے جب نماز سے فارغ ہوئے لوگون نے اونکو گہیر لیا اور اونسے درخواست
کی ایک مجلس مین حدیث سنانے کی اونہون نے قبول کیا پہر منادی نے آواز دی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری
آئے اور ہمنے اونسے درخواست کی ایک مجلس کرنے کی حدیث سنانے کے لیے تو اونہون نے منظور کی کل فلان مقام مین
مجلس ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو محدثین اور حفاظ اور فقہا جمع ہوئے قریب ایک ہزار آدمیون کے ابو عبد اللہ
حدیث سنانے کے لیے بیٹہے اونہون نے سنانے سے پہلے کہا اے بصرہ والو مین جوان ہون اور تم نے مجہسے چاہا کہ مین تم سے
حدیث بیان کرون اور مین تمسے حدیث بیان کرونگا تمہارے شہر والون کی جو تمہارے پاس نہین ہین یہ سنکر لوگون نے
تعجب کیا امام بخاری نے حدیث سنانا شروع کیا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ بن رواد عتکی
نے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے اوس نے شعبہ سے اوس نے منصور وغیرہ سے اوس نے سالم بن ابی الجعد سے
اوس نے انس بن مالک سے کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص محبت کرتا ہے
ایک قوم سے اخیر تک پہر امام بخاری نے کہا یہ حدیث تمہارے پاس منصور کی روایت سے نہین ہے بلکہ اور لوگون کی روایت سے
ہے سوا منصور کے یوسف بن موسی نے کہا پہر اسیطرح مجلس کو تمام کیا ہر ایک حدیث کو روایت کرتے اور کہتے یہ
تمہارے پاس فلان کی روایت سے نہین ہے جعفر بن خطاب نے کہا جب بخاری اخیر بار عراق سے آئے اور لوگ اُنسے ملے
اور ہجوم کیا تو اونہون نے کہا کاش تم اوسوقت دیکہتے جب ہم بصری کو گئے تہے گویا اونہون نے اشارہ کیا اسی قصہ
کیطرف امام بخاری نے کہا مین نیشاپور مین تہوڑے دنون رہا رمضان کے مہینہ مین تو اسحاق بن راہویہ مجہسے پوچہتے
کو آئے اپنے چند یارون کے ساتہ اونہون نے کہا اے ابو عبد اللہ کیا تم روزے سے نہین ہو مین نے کہا نہین اونہون

نے کہا تم نے بخاری کی رخصت کو قبول کر لیا میں نے کہا مجھکو خبر دی عبدان نے انہوں نے عبد اللہ بن مبارک
سے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطا سے کہا کون سی بیماری میں افطار کرنا چاہیے عطا نے کہا کوئی بھی بیماری ہو
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فمن کان منکم مریضاً امام بخاری نے کہا یہ روایت اسحاق بن راہویہ کے پاس نہیں تھی سلیم بن
مجاہد نے کہا محمد بن اسمعیل کہتے تھے میں کوئی حدیث صحابہ اور تابعین سے روایت نہیں کرتا جنکی ولادت اور وفات
اور وطن کو میں نہ جانتا ہوں اور میں کوئی حدیث موقوف ایسی روایت نہیں کرتا جسکے اصل اللہ کی کتاب یا رسول کی سنت
سے مجھکو معلوم نہ ہو علی بن حسین بن عاصم بیکندی نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے پاس آئے ایک شخص ہمارے صحابیوں میں
سے بولا میں نے اسحق بن راہویہ سے سنا وہ کہتے تھے گویا میں اپنی کتاب میں ستر ہزار حدیثوں کو دیکھ رہا ہوں محمد بن اسمعیل نے
کہا تمہیں تعجب کیا ہے شاید اس زمانہ میں وہ شخص موجود ہو جو دو لاکھ حدیثوں کی طرف اپنی کتاب میں دیکھ رہا ہو اور مراد
لیا اس سے اپنی ذات کو محمد بن حمدویہ نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ
غیر صحیح وراق نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں رات کو نہیں سویا یہاں تک کہ میں نے شمار کیا کتنی حدیثیں
میں نے اپنی کتابوں میں شریک کی ہیں تو وہ دو لاکھ حدیثیں نکلیں اور ایک روایت میں ہے امام بخاری نے کہا میں دس ہزار
حدیثیں صرف نماز کے باب میں روایت کر سکتا ہوں وراق نے کہا میں نے ان سے پوچھا جتنی حدیثیں تمہاری کتابوں میں ہیں
وہ سب تمکو یاد ہیں انہوں نے کہا بیشک ان میں سے کوئی مجھپر چھپی ہوئی نہیں ہے اور میں نے اپنی تمام کتابوں کو تین بار تصنیف
کیا ہے یعنی تین بار صاف کیا ہے اور ایک بار میں نے سنا کہ انہوں نے بلاوان پیا ہے میں نے پوچھا ان سے تنہائی میں
حافظہ کی کوئی دوا بھی ہے انہوں نے کہا میں نہیں جانتا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حافظہ کے لیے اس سے بہتر
کوئی چیز نہیں ہے کہ انسان اپنے یاد پر ہمیشہ کرے اور ہمیشہ دیکھا کرے اور کہتے تھے کہ میں حج کے بعد مدینہ میں ایک سال
رہا پھر بصرہ میں پانچ برس اپنی کتابوں کے ساتھ تصنیف کرتا تھا اور حج کرتا تھا اور مکہ سے بصرہ کو لوٹ جاتا تھا
اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تصنیفات میں مسلمانوں کو برکت دیگا اور کہتے تھے کہ ایک بار میں نے انس رض کے یاروں
کا خیال کیا تو تین سو آدمی میرے ذہن میں آ گئے اور میں کسی شیخ پاس نہیں گیا مگر اتنا فائدہ میں نے اس سے لیا تھا
اس سے زیادہ اسنے مجھسے لوٹھا یا وراق نے کہا امام بخاری سے ہمیں ایک کتاب بتائی جسمیں پانسو حدیثیں ہیں اور کہا
کہ وکیع کی کتابوں میں اس کے باب میں صرف دو یا تین حدیثیں مسند ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ ہونگی اور کہتے تھے
میں حدیث بیان کرنے کے لیے نہیں بیٹھا یہاں تک کہ میں نے صحیح حدیث کو سقیم سے پہچانا اور یہاں تک کہ میں نے
اہل الرائے کی کتابیں دیکھیں اور بصرہ میں کوئی حدیث نہ چھوڑی جسکو میں نے لکھا ہو اور تھے کہ کوئی مسئلہ کی

ایسی ہی بہت ہیں جو کتاب اور سنت میں مروی ہیں میں نے کہا اسکی معرفت ممکن ہے اونہوں نے کہا ہاں ممکن ہے احمد بن حمدون
حافظ نے کہا میں نے امام بخاری کو ایک جنازے میں دیکھا اور محمد بن یحییٰ ذہلی اونسے پوچھتے تھے اسما اور علل کو اور بخاری
تیر کی طرح اونکے بیان کرنے میں رواں تھے گویا قل ہو اللہ پڑھتے ہیں ابو حامد اعمش حافظ سے روایت ہے ہم محمد بن اسمعیل
بخاری کے پاس تھے نیشاپور میں اتنے میں مسلم بن حجاج (جنکی صحیح مسلم ہے) آگئے اور انسے یہ حدیث پوچھی عبید اللہ بن
عمر کی ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر میں بھیجا اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ
تھے اخیر تک جو لنبی حدیث ہے بخاری نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی
میرے بھائی نے اونہوں نے سلیمان بن بلال سے اونہوں نے عبید اللہ سے پھر بیان کی پوری حدیث پھر ایک آدمی نے
اونکے سامنے یہ حدیث پڑھی حجاج بن محمد کی ابن جریج سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے
اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا مجلس کا
کفارہ جب آدمی کھڑا ہو پھر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ مسلم نے کہا دنیا میں اس سے اچھی حدیث ہوگی ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح اور اس استاد
سے دنیا میں یہی حدیث ہے محمد بن اسمعیل نے کہا ہاں مگر اس میں علت ہے مسلم نے کہا لا الہ الا اللہ اور لرز گئے اور کہا
بیان کرو مجھ سے وہ علت کیا ہے بخاری نے کہا چھپا اسکو جو اللہ نے چھپایا یہ حدیث بڑی ہے لوگوں نے اسکو روایت کیا
حجاج بن محمد سے اونہوں نے ابن جریج سے مسلم نے عاجزی کی اور امام بخاری کا سر چوما اور رونے کے قریب ہو گئے امام
بخاری نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ضرور ہے تو لکھ لے حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل نے حدیث بیان کی
ہمسے وہیب نے حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے عون بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کفارہ مجلس کا اخیر تک مسلم نے کہا تمسے وہی دشمنی رکھے گا جو حاسد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا
میں تمہاری مثل کوئی نہیں ہے اور ایسا ہی روایت کیا حاکم نے اس قصے کو تاریخ نیشاپور میں ابو محمد مخلدی سے
اور روایت کیا اسکو بیہقی نے مدخل میں حاکم سے دوسرے طریق سے بھی ہے کہ میں نے سنا ابو نصر احمد بن محمد وراق سے وہ
کہتے تھے میں نے سنا احمد بن حمدون قصار سے یعنی ابو حامد اعمش سے وہ کہتے تھے میں نے سنا مسلم بن حجاج سے اور وہ آئے
محمد بن اسمعیل بخاری پاس پھر بوسہ دیا اونکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں اور کہا مجھے چھوڑو دو پاؤں اپنے اے استادوں کے استاد اور
اے محدثوں کے سردار اور اے طبیب حدیث کی علتوں کے تم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اونہوں نے کہا ہمسے حدیث
بیان کی مخلد بن یزید نے ہمکو خبر دی ابن جریج نے مجھسے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سہیل بن ابی صالح

سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے ابوہریرہ رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجلس کے کفارہ مین محمد بن
اسمٰعیل نے کہا اور ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان دونون نے کہا ہم سے حدیث بیان
کی حجاج بن محمد نے اونہون نے سنا ابن جریج سے اونہون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے اونہون نے
سہیل سے انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابوہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے
کہ مجلس سے اٹھے تو کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ حدیث ملیح ہے اور مین نہین جانتا
اس اسناد سے دنیا مین مگر یہی حدیث اتنی بات ہے کہ یہ حدیث معلول ہے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سہیل نے انہون نے عون بن عبداللہ سے انکا قول نقل کیا محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ اولیٰ ہے
اور موسیٰ بن عقبہ کی مسند سہیل سے کوئی روایت نہین کرتا اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے علوم الحدیث مین انہی
اسناد سے اس سے مختصر اور اسکے اخیر مین یہ کہا جس سے وہم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے کہا مین اس باب مین سوا اس
حدیث کے اور نہین جانتا حالانکہ بخاری نے یہ نہین کہا بلکہ بخاری کا کلام اوپر گذرا اور قیاس سے بعید ہے کہ
بخاری ایسا کہتے باوجود اسکے کہ اونکو معلوم ہین وہ حدیثین جو اس باب مین آئی ہین واللہ اعلم تمام ہوا کلام
حافظ ابن حجر کا اس باب مین **صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل کا بیان** ابو الہیثم الکشمیہنی نے
کہا مین نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے مین نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے سنا کہتے تھے مین نے اس جامع صحیح مین کوئی
حدیث داخل نہین کی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور کہتے تھے مین نے جامع کو چھہ لاکھ حدیث
سے انتخاب کیا اور کہتے تھے مین نے یہ کتاب جامع مسجد حرام مین تصنیف کی اور کوئی حدیث اوسمین شریک نہین
کی جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور یقین نہ ہوا مجھکو اوس کی صحت پر حافظ ابن حجر
نے کہا اور روایتون مین جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہرون مین تصنیف کرتے تھے اون مین اور اس روایت مین تطبیق
اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اسکی تصنیف شروع کی مسجد حرام مین پہر حدیثین نکالتے رہے اور شہرون مین بہی اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ انہون نے اس کتاب کو سولہ برس مین تصنیف کیا اور ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک وہ مکہ مین نہین رہے تھے اور ابن عدی
اور ایک جماعت نے روایت کیا کہ امام بخاری نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کی درمیان مرتب کیا اور ہر
ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتین پڑہتے تھے اور یہ روایت بہی اگلی روایتون کے خلاف نہین ہے کیونکہ مرتب کرنے سے
مراد صاف کرنا ہے تو مسودہ پہلے کیا ہوگا اور صاف بیان کیا ہوگا فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے
تھے مین نے امام بخاری کو خواب مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے دیکھا جہان سے آپ قدم اوٹھاتے بخاری اسی جگہ

قدم رکہتے خطیب نے نجم بن فضیل سے بہی یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا مجھکو لکھا علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے کہ انہون نے
سنا محمد بن مکی سے وہ کہتے تہے مین نے سنا فربری سے وہ کہتے تہے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے مجھسے پوچھا تو کہان
جاتا ہے مینے کہا محمد بن اسمعیل کے پاس آپ نے فرمایا میری طرف سے اونکو سلام کہنا۔ ابو سہل محمد بن احمد مروزی سے باسناد مروی
ہے وہ کہتے تہے سنا ابو زید مروزی سے سنا وہ کہتے تہے مین رکن اور مقام کے بیچ مین سوتا تہا مینے خواب مین رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا آپنے فرمایا اے ابو زید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑہا دیگا اور میری کتاب نہین پڑہاتا مینے عرض کیا یا
رسول اللہ آپکی کتاب کون سی ہے آپنے فرمایا جامع محمد بن اسمعیل بخاری کی امام ابو عبد الرحمن نسائی نے پوچھا علما اور
کو اونہون نے کہا دونو شہر مین فلیہ سے اور ان سب کتابون مین کوئی کتاب محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہین ہے
ابو جعفر عقیلی نے کہا جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور یحیی
بن معین وغیرہم کے سامنے انہون نے اسکو اچھا کہا اور گواہی دی کہ یہ سب حدیثین صحیح ہین مگر چار حدیثین عقیلی نے
کہا وہ چار حدیثین بہی صحیح ہین اور انکی صحت مین بخاری کا قول ٹہیک ہے **امام بخاری اور ذہلی سے**
جو جہگڑا ہوا اسکا بیان حاکم ابو عبد اللہ نے اپنی تاریخ مین لکہا کہ بخاری نیشاپور مین ٢٥٠ہجری مین آئے
اور ایک مدت تک وہان رہے حدیثین سناتے تہے ہمیشہ تو مین نے سنا محمد بن حامد بزار سے وہ کہتے تہے مینے سنا
حسن بن محمد بن جابر سے وہ کہتے تہے مین نے سنا محمد بن یحیی ذہلی سے وہ کہتے تہے اس نیک شخص کے پاس
جاؤ (یعنے بخاری کے) اور اس سے حدیثین سنو لوگ جانے لگے اور متوجہ ہوئے بخاری سے سننے پر یہان تک کہ ذہلی کی
مجلس مین خلل آنے لگا تب اونہون نے بخاری پر الزام لگایا حاکم بن احمد بن محمد نے کہا مینے مسلم بن حجاج سے سنا وہ
کہتے تہے جب محمد بن اسمعیل نیشاپور مین آئے تو مین نے کسی والی (حاکم) یا عالم کو نہین دیکہا کہ اسکی اتنی تعظیم ہوئی ہو لوگون
نے دو تین منزل آگے اونکا استقبال کیا۔ محمد بن یحیی ذہلی نے کہا جو شخص چاہے استقبال کرے محمد بن اسمعیل کا کل
مین تو انکا استقبال کرونگا پہر استقبال کیا انہون نے اور اکثر علما نیشاپور نے پہر بخاری شہر مین داخل ہوئے
اور بخاریون کے گہر مین اوترے محمد بن یحیی نے ہمسے کہا بخاری سے کوئی کلام کا مسئلہ مت پوچھو اس لیے کہ اگر وہ
ہمارے خلاف جواب دینگے اور ہم مین انسے جہگڑا ہوگا تو ہر ایک رافضی اور ناصبی اور جہمی اور مرجی خراسان کا
خوش ہوگا پہر لوگون نے ہجوم کیا محمد بن اسمعیل پر یہان تک کہ گہر اور چہت بہر گیا جب دوسرا یا تیسرا دن ہوا تو ایک
شخص کہڑا ہوا اور انسے پوچہا ہم جو لفظ قرآن کے اپنی زبان سے نکالتے ہین یہ کیا ہین یعنے مخلوق یا غیر مخلوق
امام بخاری نے کہا کہ ہمارے افعال مخلوق ہین اور ہمارے لفظ بہی ہمارے فعل ہین تو وہ بہی مخلوق ہونگے یعنے وہ

وہ آوازین جو ہماری زبان سے نکلتی ہین باقی رہا قرآن شریف تو اوسکے الفاظ اور معانی جو اللہ تعالی بولا ہے یہ
اللہ کا کلام ہے وہ غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہتے ہین وہ گمراہ ہین امام احمد نے کہا لفظیہ جہمیہ
سے بھی بدتر ہین) پھر لوگون مین اختلاف ہوا کوئی کہنے لگا کہ امام بخاری نے کہا قرآن کے ساتھ میرا لفظ مخلوق
ہے اور بعضون نے کہا ایسا نہین کہا یہانتک کہ ایکدوسرے کو مارنے اوٹھے لیکن گھر والون نے سبکو باہر نکالدیا ابو
احمد بن عدی نے کہا ایک جماعت مشائخ نے مجھسے بیان کیا کہ محمد بن اسمعیل جب نیشاپور مین آئے اور لوگ انکے پاس
جمع ہوئے تو بعضے عالمون کو انسے حسد پیدا ہوا وہ اصحاب حدیث سے کہنے لگے کہ بخاری کہتے ہین میرا لفظ قرآن کے
ساتھ مخلوق ہے پھر جب بخاری مجلس مین آئے ایک شخص اوٹھا اور کہنے لگا اے ابو عبداللہ قرآن کے لفظ مین آپ کیا
کہتے ہین وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق بخاری نے اوسکی طرف التفات نہ کیا تین بار اوسنے یہی پوچھا آخر جب اوسنے
بہت اصرار کیا تو بخاری نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہین ہے اور بندون کے افعال مخلوق ہین
اور امتحان لینا بدعت ہے اس شخص نے غل مچادیا کہ بخاری کہتے ہین کہ لفظ بالقرآن مخلوق ہے حاکم نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے ابوبکر بن ابی الہیثم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے فربری نے انہون نے کہا سنا مین نے محمد
بن اسمعیل سے سنا وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق ہین کیونکہ ہمسے حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے انہون
نے کہا ہمسے حدیث بیان کی مروان بن معاویہ نے انہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو مالک نے انہون
نے سنا ربعی سے انہون نے حذیفہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے ہر صانع
کا پیدا کرنے والا اور اسکی صنعت کا بھی پیدا کرنے والا ہے بخاری نے کہا مین نے عبیداللہ بن سعید سے
سنا کہتے ابو قدامہ سرخسی سے وہ کہتے تھے ہم ہمیشہ اپنے اصحاب سے سنا کرتے تھے وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق
ہین محمد بن اسمعیل نے کہا بندونکی حرکات اور انکی آوازین اور اونکے کام اور کتابت یہ سب مخلوق ہین لیکن قرآن
جو مصحف مین لکھا ہے دلون مین یاد ہے وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہین ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ کھلی نشانیان
ہین عالمون کے سینون مین اور اسحق بن راہویہ نے کہا لیکن قرآن کا ظرف لیجیے لوگون کے دل انکے مخلوق
ہونے مین کون شک کرتا ہے ابو حامد بن شرقی نے کہا سنا مین نے محمد بن یحیے ذہلی سے سنا وہ کہتے تھے قرآن اللہ کا
کلام ہے مخلوق نہین ہے اور جو یہ کہے میرا لفظ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے وہ بدعتی ہے نہ اوسکی صحبت
مین بیٹھنا چاہیے نہ اس سے بات کرنا چاہیے اور جو شخص اب محمد بن اسمعیل کے پاس جاوے اوسکو سمجھ لو کہ وہ بھی
بدعتی ہے کیونکہ اونکی مجلس مین وہی حاضر ہوگا جو انکے مذہب پر ہے حاکم نے کہا جب بخاری اور ذہلی مین مسئلہ

لفظ پر تنازع ہوا تو لوگون نے بخاری کے پاس جانا چھوڑ دیا مگر دو آدمیون نے نہ چھوڑا ایک مسلم بن حجاج نے دوسرا احمد بن سلمہ
نے تو ذہلی نے کہا جو شخص لفظ کا قائل ہو اوسکو ہماری مجلس میں آنا حلال نہیں یہ سنکر مسلم نے اپنی چادر عمامہ پر اوڑہی اور
لوگون کے سامنے اوٹھے اور جتنی حدیثین ذہلی سے سنی تہین وہ سب ایک فرد پر لاد کر ذہلی کے پاس واپس کر دین حاکم نے
کہا مسلم نے یہ انصاف کیا اور اپنی کتاب مین نہ ذہلی سے روایت کی نہ بخاری سے حاکم ابو عبد اللہ نے کہا مینے محمد بن صالح بن
ہانی سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن سلمہ نیساپوری سے سنا وہ کہتے تہے مین بخاری کے پاس گیا اور مین نے کہا اے ابو عبد اللہ
ذہلی ایک مقبول شخص ہے خراسان مین خصوصًا اس شہر مین اور اسکو اس مسئلہ مین ایسا استغراق ہو گیا ہے کہ ہم مین سے کوئی اسکو
بات نہین کر سکتا تو تمہاری کیا رائے ہے یہ سنکر بخاری نے اپنی ڈاڑہی مٹھی سے تہامی اور کہا اُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ إِنَّ
اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ الٰہی تو جانتا ہے کہ مین نیساپور مین اترا اترائی یا فخر یا حکومت طلب کرنے کو نہین بلکہ صرف میرے
دل نے وطن جانا چاہا کیونکہ وہان مخالفین کا غلبہ ہے تو مین یہان ہو گیا اب یہ شخص حسد سے میرے ایذا کے درپے
ہے اسلیے اسکو حسد ہے اس علم پر جو خدا نے ہمکو دیا اور کسی کو نہ دیا پہر کہنے لگے اے احمد مین کل یہان سے نکل جاؤنگا تاکہ
لوگ اسی کی حدیثین سنین حاکم نے کہا حافظ ابو عبد اللہ بن اخرم نے کہا جب مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ محمد بن یحییٰ کی
مجلس سے چلے گئے بوجہ بخاری کے تو ذہلی نے کہا یہ شخص (یعنے بخاری) اس شہر مین نہ رہے اس سے بخاری کو ڈر ہوا اور نیساپور
سے نکلے غنجار نے تاریخ بخارا مین لکھا ہے احمد بن نصر نیساپوری نے کہا ہم ایکدن ابو اسحاق قرشی کے پاس تہے اور ہمارے
ساتہ محمد بن نصر مروزی بہی تہے تو محمد بن اسمٰعیل کا ذکر آیا محمد بن نصر نے کہا مین نے اونسے سنا وہ کہتے تہے جو شخص میرا یہ قول
بیان کرتا ہے کہ میرا لفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ جھوٹا ہے مین نے یہ نہین کہا بلکہ مین نے صرف یہ کہا کہ بندون کے افعال
مخلوق ہین محمد بن نعیم نے کہا مین نے محمد بن اسمٰعیل سے جب یہ جھگڑے ہوئے ایمان کو پوچھا اونہون نے کہا ایمان
قول ہے اور عمل ہے گہٹتا ہے اور بڑہتا ہے اور قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابیون مین سب سے افضل ابو بکر ہین پہر عمر پہر عثمان پہر علی رضی اللہ عنہم اسی عقیدہ پر مین جیا اور اسی پر مرونگا اور اسی پر
اٹہونگا اگر خدا چاہے

امام بخاری کے تصانیف اور رواۃ کا بیان

جامع صحیح کا تو ذکر اوپر گذرا
فربری نے کہا کہ اس کتاب کو امام بخاری سے نوے ہزار آدمیون نے سنا اور اب سواے میرے اور کوئی زندہ نہین اور
یہ اونہون نے اپنے علم کے رو سے کہا اون کے بعد نو برس تک ابو طلحہ منصور بن محمد نے روایت کی اور صحیح کہا اسکو ابو النصر
بن کوبانی نے اور روایت کیا اسکو ابراہیم بن معقل نسفی نے اور حماد بن شاکر نسوی نے اور مشہور روایت جو ہمتک پہنچی
بخاری کی وہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر فربری کی ہے اور امام بخاری کی دیگر تصنیفات مین جزء دوسری کتاب

ادب مفرد ہے روایت کیا اسکو امام بخاری سے احمد بن محمد بن الجلیل بزار نے اور ایک کتاب رفع الیدین ہے اور ایک کتاب
القراءۃ خلف الامام دونوں کو روایت کیا محمود بن اسحاق خزاعی نے اور وہ سب سے آخر روایت کرنے والے ہیں امام بخاری
سے بخارا میں اور ایک کتاب برالوالدین ہے اسکو روایت کیا محمد بن دلویہ وراق نے اور ایک تاریخ کبیر ہے اسکو روایت کیا
ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس نے اور ابو الحسن محمد بن سہل نسوی نے اور ایک تاریخ اوسط ہے اسکو روایت کیا عبد اللہ بن
بن احمد بن عبد السلام خفاف نے اور زنجویہ بن محمد لباد نے اور ایک تاریخ صغیر ہے اسکو روایت کیا عبد اللہ بن محمد بن
عبد الرحمن اشقر نے اور ایک کتاب ہے خلق افعال العباد اسکو روایت کیا یوسف بن ریحان بن عبد الصمد نے اور فربری نے
اور ایک کتاب الضعفا ہے اسکو روایت کیا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی نے اور ابو جعفر مسیح بن سعید اور آدم بن
موسی حواری نے اور یہ تصانیف موجود ہیں اور ہمنے انکو روایت کیا ہے سماع اور اجازت سے اور ایک کتاب ہے جامع
کبیر ذکر کیا اسکا ابن طاہر نے اور ایک مسند کبیر ہے ایک تفسیر کبیر ذکر کیا اسکو فربری نے اور ایک کتاب الاشربہ ہے ذکر
کیا اسکو دارقطنی نے موتلف اور مختلف میں امام بخاری کی کتابوں میں اور ایک کتاب الہبہ ہے ذکر کیا اسکو وراق نے
جیسے گذرا اور ایک کتاب اسامی صحابہ ہے ذکر کیا اسکو ابو القاسم بن مندہ نے اور ایک کتاب الوحدان ہے یعنی ان صحابہ کے
بیان میں جن سے ایک ہی حدیث مروی ہے اور ایک کتاب المبسوط ہے اور ایک کتاب العلل ہے اور ایک کتاب
الکنی ہے اور ایک کتاب الفوائد ہے اور امام بخاری سے انکی مشائخ نے روایت کی ہے ان میں سے عبد اللہ بن محمد
مسندی اور عبد اللہ بن منیر اور اسحاق بن احمد سرماری اور محمد بن خلف بن قتیبہ وغیرہم اور ان کے معاصرین نے
ان میں سے ہیں ابو زرعہ اور ابو حاتم رازیان اور ابراہیم حربی اور ابو بکر بن ابی عاصم اور موسی بن ہارون حمال اور
محمد بن عبد اللہ مطین اور اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی اور محمد بن قتیبہ بخاری اور ابو بکر اعین اور بڑے بڑے
حافظوں نے علم حدیث کی ان میں سے ہیں صالح بن محمد اور مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن اسحاق بن خزیمہ
اور محمد بن نصر مروزی اور ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو عیسی ترمذی جو ان کے شاگرد بھی ہوئے اور عمرو بن محمد
بحتری اور ابو بکر بن ابی الدنیا اور ابو بکر بزار اور حسین بن محمد قبانی اور یعقوب بن یوسف بن الاخرم اور عبد اللہ بن
محمد بن ناجیہ اور سہل بن شاذویہ بخاری اور عبد اللہ بن واصل اور قاسم بن زکریا مطرز اور ابو قریش محمد بن جمعہ
اور محمد بن محمد بن سلیمان باغندی اور ابراہیم بن موسی جوزی اور علی بن عباس مقانعی اور ابو حامد اعمش اور ابو بکر
احمد بن محمد صدقہ بغدادی اور اسحق بن داؤد صواف اور حاشد بن اسمعیل بخاری اور محمد بن عبد اللہ بن جنید اور محمد
بن موسی نہر تیری اور جعفر بن محمد نیشاپوری اور ابی بکر بن ابی داؤد اور ابو القاسم بغوی اور ابو محمد بن صاعد اور محمد بن

حضرمی اور حسین بن اسمعیل محاملی اور وہ اخیر ہیں جنہوں نے روایت کی امام بخاری سے بغداد میں امام بخاری نے
کن کن شہروں میں کن لوگوں سے سنا حاکم ابو عبد اللہ نے تاریخ نیشاپور میں لکھا کہ امام بخاری
نے مکہ میں ابو الولید احمد بن محمد ازرقی اور عبد اللہ بن یزید مقری اور اسمعیل بن سالم صائغ اور ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر حمیدی
اور ان کے اقران سے سنا اور مدینہ میں ابراہیم بن منذر حزامی اور مطرف بن عبد اللہ اور ابراہیم بن حمزہ اور ابو ثابت
محمد بن عبید اللہ اور عبد العزیز بن عبد اللہ بن الاویسی اور ان کے اقران سے سنا اور شام میں محمد بن یوسف فریابی
اور ابو نصر اسحاق بن ابراہیم اور آدم بن ابی ایاس اور ابو الیمان حکم بن نافع اور حیوۃ بن شریح اور ان کے اقران سے سنا
اور بخارا میں محمد بن سلام بیکندی اور عبد اللہ بن محمد مسندی اور ہارون بن الاشعث اور انکے اقران سے سنا اور مرو
میں علی بن حسن بن شقیق اور عبدان اور محمد بن مقاتل اور انکے اقران سے سنا اور بلخ میں مکی بن ابراہیم اور یحییٰ بن بشر اور
محمد بن ابان اور حسن بن شجاع اور یحییٰ بن موسیٰ اور قتیبہ اور ان کے اقران سے سنا اور وہاں بہت رہے اور ہرات میں احمد بن
ابی الولید حنفی سے سنا اور نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ اور بشر بن الحکم اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن رافع اور محمد بن یحییٰ
ذہلی اور ان کے اقران سے سنا اور رے میں ابراہیم بن موسیٰ سے اور بغداد میں محمد بن عیسیٰ طباع اور محمد بن سابق
اور سریج بن النعمان اور احمد بن حنبل اور انکے اقران سے سنا اور واسط میں حسان بن حسان اور حسان بن عبد اللہ
اور سعید بن سلیمان اور انکے اقران سے سنا اور بصرہ میں ابو عاصم نبیل اور صفوان بن عیسیٰ اور بدل بن المحبر اور
حرمی بن عمارہ اور عفان بن مسلم اور محمد بن عرعرہ اور سلیمان بن حرب اور ابو الولید طیالسی اور عارم اور محمد بن سنان
اور انکے اقران سے سنا اور کوفہ میں عبید اللہ بن موسیٰ اور ابو نعیم اور احمد بن یعقوب اور اسمعیل بن ابان اور حسن بن ربیع
اور خالد بن مخلد اور سعد بن حفص اور طلق بن غنام اور عمر بن حفص اور فروہ اور قبیصہ بن عقبہ اور ابو غسان اور
انکے اقران سے سنا اور مصر میں عثمان بن صالح اور سعید بن ابی مریم اور عبد اللہ بن صالح اور احمد بن صالح اور احمد بن شبیب اور اصبغ بن الفرج اور سعید بن عیسیٰ اور سعید بن کثیر
بن عفیر اور یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر اور انکے اقران سے سنا اور جزیرہ میں احمد بن عبد الملک حرانی اور احمد بن یزید حرانی
اور عمرو بن خلف اور اسمعیل بن عبد اللہ رقی اور انکے اقران سے سنا حاکم ابو عبد اللہ نے کہا امام بخاری ان تمام شہروں
میں گئے علم حاصل کرنے کے لیے اور ہر ایک شہر میں وہاں کے مشائخ کے پاس رہے اور روایت کیا ہے خطیب بغدادی نے
اونہوں نے کہا سفر کیا امام بخاری نے طلب میں محدثوں کی طرف اور لکھا حدیث کو خراسان اور جبال اور عراق کے شہروں
میں اور حجاز اور شام اور مصر اور بغداد میں کئی بار آئے اور جعفر بن قطان سے جنہیں کئی طریقوں سے روایت کیا وہ
کہتے تھے میں نے سنا بخاری سے وہ کہتے تھے میں نے ہزار عالموں سے یا زیادہ سے حدیث لکھی اور میرے پاس کوئی ایسی حدیث

نہین سکا اسناد جمکو یاد ہو **صحیح بخاری کی شرحون کا بیان** جناب سید علامہ مولنا ابو الطیب بن
حسن بن علی بخاری دام فیوضہ نے اپنی کتاب اتحاف النبلا مین لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی شرح کرنے پر اگلے اور پچھلے
علمانے ہمت کی ہے ایک شرح ہو امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی کی اسکا نام ہو اعلام السنن دوسری شرح ہو امام
محمد تیمی کی تیسری شرح ہے ابو جعفر احمد بن سعید داؤدی کی چوتھی مہلب بن ابی صفرہ کی قسطلانی نے کہا پانچوین
ابو الزناد سراج کی چھٹی امام ابو الحسن علی بن خلف مالکی کی ساتوین شرح ابو حفص عمر بن الحسن بن عمر فوزنی کی آٹھوین ابو
القاسم احمد بن محمد بن عمرو بن ورد تیمی کی نوین امام عبد الواحد بن تین کی دسوین امام ناصر الدین علی بن محمد بن منیر سکندری
کی اور وہ بڑی ہے دس جلدون مین گیارہوین شرح ہے ابو الاصبغ عیسی بن سہل بن عبد اللہ اسدی کی بارہوین شرح
ہے امام قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور حنفی کی اور یہ آدھی کتاب کی دس جلدون مین ہے تیرہوین شرح امام حافظ
علاء الدین مغلطائی کی اسکا نام تلویح ہے اس شرح کا مختصر جلال الدین رسولا بن احمد تبانی نے کیا ہے چودہوین شرح
علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی کی اور یہ شرح متوسط ہو اسکا نام کواکب دراری ہو پندرہوین شرح ہے انکے
بیٹے یحیی بن محمد کرمانی کی اوسکا نام مجمع البحرین وجواہر البحرین ہے سولہوین شرح ہے امام سراج الدین عمر بن علی بن
ملقن شافعی کی اوسکا نام ہے شواہد التوضیح سترہوین شرح ہو علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم کی اسکا
نام اللامع الصبیح ہو اٹھارہوین شرح ہو شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی کی اسکا نام تلقیح الفہم قاری الصحیح ہے اسکا
مختصر محمد بن محمد شافعی نے کیا ہے اور ایک شرح سب شرحون سے بڑی اور عمدہ اور جامع امام شیخ الاسلام حافظ
ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کی جب یہ شرح تمام ہوئی تو مولف نے بڑی دعوت کی تھی اور اس ترجمہ مین اکثر
مقامات مین اسی شرح سے مدد لی گئی ہے امام شوکانی سے کسی نے کہا بخاری کی شرح لکھنے کے لیے تو انہون نے کہا
لا ہجرة بعد الفتح اسکا مقدمہ خود ایک کتاب مستقل ہے اوسکا نام ہدی الساری ہو اسکا مختصر شیخ ابو الفتح محمد بن حسین مراغی
نے کیا ہے بیسوین شرح علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی کی اسکا نام عمدة القاری ہو ۲۰ سال مین یہ
شرح تمام ہوئی لیکن اکثر مضامین اوسکے فتح الباری سے ماخوذ ہین جسکے اجزا مولف ایک شخص کی معرفت منگا کر
دیکھ لیتے آخر حافظ ابن حجر کو خبر ہو گئی اور انہون نے اپنی اجزا کی حفاظت کا بندوبست کیا اس وجہ سے یہ شرح نصف
کے بعد سے بہت ضعیف ہو گئی ہے اکیسوین شرح ہے رکن الدین احمد بن محمد بن عبد المومن کی بائیسوین شرح ہے بدر الدین
محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی کی یہ شرح مختصر ہے اسکا نام تنقیح ہے تیئسوین شرح ہے علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر
دمامینی کی اسکا نام ہو مصابیح الجامع چوبیسوین شرح ہے امام حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی کی اسکا

نام ہے توشیح علی الجامع الصحیح [۲۵] پچیسوین شرح ہے امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی کی [۲۶] چھبیسوین شرح ہے حافظ
عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر دمشقی کی [۲۷] ستائیسوین شرح ہے حافظ زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب حنبلی کی اسکا
نام فتح الباری ہے [۲۸] اٹھائیسوین شرح ہے علامہ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی کی اسکا نام ہے الفیض الجاری [۲۹] انتیسوین
شرح ہے علامہ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی کی اسکا نام ہے منح الباری [۳۰] تیسوین شرح ہے
ابو الفضل محمد کمال بن محمد بن احمد نویری کی [۳۱] اکتیسوین شرح ہے علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق اسکا نام ہے المتجر الربیح
والمسعی الرجیح [۳۲] بتیسوین شرح ہے عبد اللہ بن سعد بن ابی جمرہ اندلسی کی اور اسکا نام بہجۃ النفوس ہے یہ مختصر بخاری کی ہے
[۳۳] تینتیسوین شرح ہے برہان الدین ابراہیم بن لقانی کی [۳۴] چونتیسوین شرح ہے شیخ ابو البقا محمد بن علی بن خلف احمدی
مصری شافعی کی [۳۵] پینتیسوین شرح ہے جلال الدین بکری فقیہ شافعی کی [۳۶] چھتیسوین شرح ہے شیخ شمس الدین
محمد بن محمد دلجی شافعی کی [۳۷] سینتیسوین شرح ہے علامہ زین الدین عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن احمد عباسی شافعی کی
[۳۸] اڑتیسوین شرح ہے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی کی یہ دس جلدون مین ہے اسکا
نام ارشاد الساری ہے [۳۹] انتالیسوین شرح ہے امام رضی الدین حسن بن محمد صغانی الحنفی کی [۴۰] چالیسوین شرح ہے امام
عفیف الدین سعید بن مسعود گازرونی کی [۴۱] اکتالیسوین شرح ہے احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی کی اسکا نام ہے الکوثر الجاری
علی ریاض البخاری [۴۲] بیالیسوین شرح ہے امام زین الدین ابو محمد عبد الرحمن بن ابی بکر بن عینی حنفی کی [۴۳] تینتالیسوین
شرح ہے ابوذر احمد بن ابراہیم بن سبط حلبی کی اسکا نام توضیح ہے [۴۴] چوالیسوین شرح ہے امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی
حنفی کی [۴۵] پینتالیسوین شرح ہے امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی کی اسکا نام ہے کتاب النجاح فی شرح اخبار الصحاح
[۴۶] چھیالیسوین شرح ہے شیخ جمال الدین محمد بن عبد اللہ بن مالک نحوی کی اسکا نام ہے شواہد التوضیح [۴۷] سینتالیسوین شرح ہے
قاضی مجد الدین اسمعیل بن ابراہیم بلبیسی کی [۴۸] اڑتالیسوین شرح ہے قاضی زین الدین عبد الرحیم بن رکن احمد کی
[۴۹] انچاسوین شرح ہے غریب کی تالیف ابو الحسن محمد بن احمد جیانی کی [۵۰] پچاسوین شرح ہے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ
بن عربی مالکی کی [۵۱] اکاونوین شرح ہے شیخ شہاب الدین احمد بن رسلان مقدسی کی [۵۲] باونوین شرح ہے امام عبد الرحمن اہدل یمنی
کی جسکا نام مصباح القاری ہے [۵۳] ترپنوین شرح ہے امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی [۵۴] چونوین شرح ہے ملا حسن صدیقی
پنجابی کی جنکو حافظ دراز کہتے ہین اس شرح کا نام منح الباری ہے [۵۵] پچپنوین شرح ہے سید علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کی اسکا
نام ہے ضوء الدراری [۵۶] چھپنوین شرح ہے شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق دہلوی کی اسکا نام ہے تیسیر القاری فارسی زبان
مین [۵۷] ستاونوین شرح ہے علامہ عبد اللہ بن شیخ سالم البصری مکی کی اسکا نام ہے ضیاء الساری [۵۸] اٹھاونوین شرح ہے سید علامہ

محمد بن احمد بن لبلبی کی اوسکا نام شمس القاری اٹھاونوین شرح ہے سید عبد الاول کی اوسکا نام فیض الباری ۔ انسٹھ
شرح ہے شیخ نور الدین کی اسکا نام ہے نور القاری ساٹھوین شرح ہے شیخ علی شامی حدیدی کی اور یہ شرح آ
پارہ اول کی اکسٹھوین شرح ہے بندہ عاجز وحید الزمان عفا عنہ المنان کی مسمے بہ تسہیل القاری لترجمہ البخاری اردو
زبان مین خدا اسکو تمام کرے اور سوا ان شرحون کے تعلیقات بھی بہت ہین ایک تعلیق ہے ترجمان التراجم تالیف
ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن رشید فہری کی دوسری انتقاض الاعتراض تالیف حافظ ابن حجر کی جسمین عینی کے جو اعتراض
فتح الباری پر کیے ہین اوسکے جوابات ہین لیکن اوسکے تمام ہونے سے پہلے حافظ صاحب دنیا سے گذر گئے تیسری تعلیق
ہے لطف اللہ بن حسن توقاتی کی چوتھی تعلیق ہے علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا کی پانچوین تعلیق ہے
مولی فضل بن علی جمالی کی چھٹی تعلیق ہے مصلح الدین مصطفے بن شعبان سروری کی ساتوین تعلیق ہے مولانا حسین کفوی کی
اسیطرح صحیح بخاری کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے شیخ جمال الدین ابو العباس احمد بن عمر انصاری قرطبی کا اور
ایک مختصر ہے امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد عبد اللطیف شرجی زبیدی کا اسکا نام التجرید الصریح لاحادیث
الجامع الصحیح اس مختصر پر ایک شرح ہے وافی اور کافی علامہ ابو الطیب دام فیضہ کی اسکا نام ہے عون الباری لحل ادلۃ
البخاری اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت سے فوائد خدا چاہے تو منقول ہوگئے اور ایک مختصر ہے شیخ بدر الدین حسن بن عمر
بن حبیب حلبی کا اسکا نام ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری اسیطرح بخاری پر اور بھی کتابین ہین جیسے کتاب
الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام عبد الرحمن بن عمر بلقینی کا اور اسماء الرجال بخاری ابو نصر احمد بن محمد کا اور رجال صحیح
ابو الولید کا اور منہل البخاری شیخ قطب الدین محمد بن محمد خیضری دمشقی کی اور تفسیر بخاری حافظ ابن حجر کی اور تشویق
الی وصل التعلیق اور ایک قصیدہ ہے شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن ایبک دمشقی کا بخاری کی مدح مین دیار مصر مین
صحیح بخاری کے ختم کے بعد اسکو پڑھتے ہین مطلع اوسکا یہ ہے هٰذَا الْبُخَارِيُّ عَمَلُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمَا وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ وَاحِدٌ كُتِمَا
صحیح بخاری کے بعض راویون مین جو طعن ہوا ہے اسکا بیان اس بحث مین گو امام حافظ شیخ الاسلام
ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری مین تفصیل سے بیان کیا ہے اور سب راویون کے طعن کا جدا جدا جواب
دیا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور مین دیکھے اور ہم نے اسکو بخوف طول چھوڑ دیا اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ راوی
سب ثقہ ہین اور امام بخاری کا انسے روایت کرنا ہی دلیل ہے اونکے ثقہ ہونیکی اور سوا بخاری کی اور ائمہ نے بھی اونکو ثقہ
کہا ہے اور کبھی بعض شخصون مین بدعت ہوتی ہے یا فسق ہوتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہوتی اور
وہ سچے ہوتے ہین حدیث کی روایت مین پس اگر بعض راویون سے امام بخاری نے روایت کیا ہے جیسے مروان بن الحکم

قاتل طلحہ رض کا وہ اگرچہ فاسق تہا پر عروہ بن الزبیر نے کہا کہ حدیث کی روایت مین سچا تہا اور روایت کیا اس سے امام مالک
اور اصحاب حدیث نے سوا امام مسلم کی اسیطرح عمران بن خطاب سدوسی یہ بھی خارجی تہا پر امام بخاری نے اس سے متابعات
مین روایت کیا اور ظاہر ہے کہ متابعات کے طور پر ایسے لوگون کی روایت لانے مین قباحت نہین جب اونکی تصحیح اور ون
کی روایت سے ہو جاوے طالب حق کو دنیا مین دو کتابین کافی ہین ایک اللہ کی کتاب جو سب کے
نزدیک ثابت ہوا اور متواتر ہے اور دوسری رسول کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگرچہ رسول کی کتابین اور بہی ہین
کوئی انمین سے صحیح بخاری کی ہم پلہ نہین اسیواسطے علما نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے طالب حق کو یہی دو
کتابین کافی ہین اور تمام حیات کتابین انکوان دو کتابون پر عرض کرنا چاہیے جو موافق ہون وہ صحیح ہین اور جو مخالف ہون وہ انکی مصنفین کو
مبارک ہین ہمکو اونکی تقلید کرنا ضرور نہین اسلیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم انکی تقلید
بہی ہمین تک جائز ہے جب تک اونکا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو پہر اور علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے علمائے حدیث
نے تصریح کی ہے کہ اعلی درجات صحیح مین وہ حدیث ہے جسپر بخاری اور مسلم دونون نے اتفاق کیا پہر جسکو صرف بخاری نے
نکالا پہر جسکو صرف مسلم نے نکالا پہر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثین
اور مصنفات حدیث پر مقدم ہین اور نہین خلاف کیا اسمین مگر ابن الہمام حنفی نے اور اونکا قول برخلاف جمہور ہے اسوجہ
سے لائق اعتماد نہین ہے **امام بخاری کی وفات کا بیان** احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب امام بخاری بخارا
کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر انکے لیے ڈیرے لگائے گئے اور لوگون نے انکا استقبال کیا یہانتک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا
نہ رہا جو اونکے استقبال کو نہ گیا ہو اور انپر روپیہ اور اشرفیان تصدق کیے گئے پہر چند روز کے بعد حاکم سے انہین
ناچاقی ہوئی اسنے امام بخاری کو اخراج کا حکم دیا آخر وہ بیکند کیطرف چلے گئے غنجار نے اپنی تاریخ مین کہا مین نے احمد
بن محمد بن عمر سے سنا وہ کہتے تہے مینے بکر بن منیر سے سنا وہ کہتے تہے خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاری کو کہلا بہیجا
کہ تم میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ لیکر آؤ تاکہ مین انکو تم سے سنون امام بخاری نے اوسکے ایلچی سے کہا تو امیر سے کہدینا
کہ مین علم کو ذلیل نہین کرتا اور سلاطین کے دروازون پر نہین لیجاتا اگر اسکو علم کی حاجت ہو تو میری مسجد یا گہر مین آوے
اگر تمکو یہ نہ ہو سکے تو مجھکو منع کردے مجلس مین بیٹھنے سے تاکہ اللہ تعالی کے پاس میرا عذر ہو جاوے اور مین ان لوگون
مین سے نہ ہون جو علم کو چھپاتے ہین اسوجہ سے امیر اور امام بخاری مین ناچاقی پیدا ہوئی حاکم نے کہا مینے محمد بن عباس سے سنا
وہ کہتے تہے مینے ابو بکر بن ابی عمر سے سنا وہ کہتے تہے امام بخاری کا بخارا چھوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ خالد بن احمد خلیفہ نے انکو
بلا بہیجا اپنے گہر مین اپنے بچون کو تاریخ اور جامع پڑہانے کیلیے اونہون نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجھسے نہین ہو سکتا علم کی بات مین

خاص لوگون کو سناؤن اور عام لوگون کو نہ سناؤن خالد بن حریث بن ابی ورقا وغیرہ کئی شخصون کو بہکایا اونہون نے
امام بخاری کے مذہب مین گفتگو کی آخر خالد نے اونکو نکالدیا شہر سے امام بخاری نے اونکے حق مین بد دعا کی اور فرمایا الٰہی
جو انہون نے میرے لیے چاہا وہ خود انکو اور انکی اولاد کو پیش آوے پھر ایسا ہی ہوا خالد تو ایک مہینہ کے اندر بحکم امیر طاہر
کے معزول کیا گیا اور گدہے پر سوار کرکے پھرایا گیا اور قید کیا گیا اور حریث بن ابی ورقا کو اپنے گھر والون مین وہ
مصیبت پیش آئی جسکا بیان مشکل ہے اور اور لوگ بھی بلاؤن اور آفتون مین پہنسے ابن عدی نے کہا مین نے عبد القدوس
بن عبد الجبار سے سنا وہ کہتے تھے امام بخاری خرتنگ کو گئے جو ایک گاؤن تہا سمرقند کا اور وہان اونکے اقربا تھے تو وہین
اترے ایک رات مین نے انسے سنا وہ دعا کر رہے تھے یا اللہ تیری زمین کشادہ ہے مگر مجھپر تنگ ہوگئی اب تو مجھے اپنے پاس
بلالے پھر ایک مہینہ بھی نہ گذرا کہ انہون نے انتقال فرمایا محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا مین نے غالب بن جبرئیل سے سنا
اور امام بخاری خرتنگ مین انہین کے پاس اترے تھے وہ کہتے تھے کہ امام بخاری چند روز وہان رہے پھر بیمار ہوئے اسوقت
ایک ایلچی آیا سمرقند والون کا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگون نے آپکو بلایا ہے امام بخاری نے قبول کیا اور سوار
ہونے لگے موزے پہنے عمامہ باندہا بیس قدم گئے ہونگے جانور پر چڑہنے کے لیے مین اونکا بازو تھامے تہا کہ انہون
نے کہا مجھکو چھوڑ دو مجھے ضعف ہوگیا ہم نے چھوڑ دیا انہون نے کئی دعائین پڑہین پھر لیٹ رہے اونکے بدن
سے بہت پسینہ بہا اور انتقال ہوگیا وہ وصیت کرگئے تھے مجھے کفن دینا تین کپڑون مین جنمین نہ قمیص ہو نہ عمامہ
(یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونو بدعت ہین) ہم نے ایسا ہی کیا جب اونکو کفن مین لپیٹا اور نماز سے فارغ
ہوئے اور قبر مین رکھا تو اونکی قبر سے مشک کیطرح خوشبو پہوٹی اور بہت دنون تک یہ خوشبو باقی رہی یہانتک کہ
کتنے دنون تک لوگ انکی قبر کی مٹی لیجاتے تھے (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی) آخر ہم نے
انکی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا) خطیب نے کہا مجھکو خبر دی علی بن حاتم نے اونکو خبر دی محمد بن محمد بن مکی نے
انہون نے کہا مین نے سنا عبد الواحد بن آدم طواویسی سے وہ کہتے تھے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکھا آپکے ساتھ ایک جماعت تھی صحابہ کرام کی آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے مین نے سلام کیا آپنے
جواب دیا پھر مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہان کیون کھڑے ہین آپنے فرمایا محمد بن اسمعیل کا انتظار کر رہا ہون بعد چند روز
کے امام بخاری کی وفات کی خبر آئی اور مین نے غور کیا تو وہ اسی وقت مرے تھے جب مین نے یہ خواب دیکھا تھا مہیب بن سلیم نے
کہا امام بخاری کی وفات ہفتہ کی رات کو عید الفطر کی شب مین ہوئی ۲۵۶ھ ہجری مین اور ایسا ہی کہا امام حسن بن حسین بزاز نے
اور کہا کہ اونکی عمر تیرہ دن کم باسٹھ برس کی تھی اللہ جل جلالہ انپر رحم کرے اور انکے درجات عالیہ پر رحمت فرماوے تمام ہوا کلام

حافظ ابن حجر کا مقدمہ فتح الباری مین اور قسطلانی نے ارشاد الساری مین نقل کیا ابو علی حافظ سے انہون نے کہا مجہکو خبر دی
ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ ہمین کہ سمرقند مین ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا
لوگون نے پانی کے لیے کئی بار دعا کی پر پانی نہ برا آخر ایک نیک شخص نے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا مین تمکو ایک
اچھی صلاح دیا چاہتا ہون اونہون نے کہا بیان کر وہ شخص بولا تم سب لوگون کو اپنے ساتھ لیکر امام بخاری
کی قبر پر جاؤ اور وہان جاکر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہمکو پانی عطا فرماوے یہ سنکر قاضی نے کہا تمہاری
رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگون کو ساتہ لیکر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہان روئے اور صاحب قبر کے
وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالے نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہانتک کہ شدت بارش سے سات روز
تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے اور مناقب امام بخاری کے بہت ہین اور مشہور ہین لکہتے ابو یعلی خلیلی نے کہا کتاب
الارشاد مین کہ ولادت امام بخاری کی بارہوین شب مین شوال کی جمعہ کے دن عشا کی نماز کے بعد ۱۹۴ھ مین ہوئی اور وہ
ایک ہاتہ کے نحیف البدن تہا نہ دراز قامت نہ پست اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ امام بخاری کو امیر المومنین فی الحدیث اور ناصر الاحادیث المصطفویہ
اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تالیفات مین لکہا ہے کہ ایک
دن ہم اس حدیث مین بحث کر رہے تہے لو کان الایمانُ عِندَ الثُّریا لَنالَهُ رِجالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤلاءِ یعنی اہل
فارس و فی روایۃ لَنالَہُ رِجالٌ مِنْ ہٰؤلاءِ مین نے کہا امام بخاری ان لوگون مین داخل ہین کس لیے کہ خدا تعالے
نے حدیث کا علم انہین کے ہاتہون مشہور کیا ہے اور ہمارے زمانے تک حدیث باسناد صحیح متصل انہی مرد کی ہمت مردانہ سے
باقی رہی وہ شخص اہلحدیث سے ایک قسم کا بغض رکہتا تہا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہون کا حال ہے خدا انکو
ہدایت کرے اُسنے میری بات کو پسند نہ کیا (حاصل کلام شاہ صاحب نے بخاری کو ان لوگون مین داخل کیا تہا اور اسکے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین
فقیر کا تو اعتقاد رجل من ہؤلاء کی روایت کی نسبت یہ ہے کہ مراد اس سے بخاری رحمہ اللہ ہین) اور کہا کہ امام بخاری حدیث
کے حافظ تہے عالم اور انکو ضعفا و صحیح حدیث کی پہچان تہی لیکن فقہ اور فہم مین کامل نہ تہے (اے جاہل تو نے
امام بخاری کی تصنیفات پر غور نہین کیا ورنہ ایسی بات انکے حق مین نہ نکالتا وہ تو فقہ اور فہم اور باریکی استنباط مین
طاق ہین اور مجتہد مطلق ہین اور اسکے ساتہ حافظ حدیث بہی تہے یہ فضیلت کسی مجتہد کو بہت کم نصیب ہوئی ہے)
شاہ صاحب نے فرمایا کہ مین نے اس شخص کیطرف سے مونہہ پہیر لیا کیونکہ جواب جاہلان باشد خموشی) اور اپنے لوگون کیطرف
متوجہ ہوا اور مین نے کہا کہ حافظ ابن حجر تقریب مین لکہتے ہین محمد بن اسمعیل امام الدنیا فی فقہ الحدیث یعنی امام بخاری سب
دنیا کے امام ہین فقہ حدیث مین اور مراد اس شخص کے نزدیک فقہ سے فن حدیث کا تتبع کیا ہو یہی ہے بعد اسکے مین نے امام بخاری

چند تحقیقات علمیہ جو سوا انکے کسی نے نہیں کی ہیں بیان کیں اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ میری زبان سے نکلا خواجہ محمد امین نے
کہا جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا اسکی حفظ کی مجھکو گنجایش نہیں ہے مگر اسکا حاصل باختصار لکھتا ہوں جاننا چاہیے کہ علم حدیث
ہجرت کی سو سال تک جمع نہیں ہوا تھا اور سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا سو برس کے بعد جمع ہونا شروع ہوا اور دوسرے سو برس
تک آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا رہا اور تصانیف مرتب ہوتی رہیں بعد دو سو سال کے امام بخاری نے حدیث کا جھنڈا اٹھایا
اور اس فن میں مرجع عالم ہوئے تو سب سے پہلے جس چیز کو بخاری نے انجام دیا وہ تمیز ہے حدیث کی اقسام میں بعد انکے محدثین
قدم بقدم چلے والفضل للمتقدم تفصیل اس کلمہ کی یہ ہے کہ جب حدیثیں جمع ہوگئیں اور محدثین نے اون میں غور کیا انہوں نے
دیکھا کہ بعض حدیثیں مستفیض (مشہور) ہیں جنکو تین صحابیوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور ہر ایک صحابی
سے بہت لوگوں نے سنا اور روز بروز وہ حدیث مشہور ہوتی گئی یہ تو اعلیٰ مرتبہ حدیث کا ہے اسکے بعد حدیث مشہور ہے جسکو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی یا دو نے روایت کیا ہو پھر غرض کہ کبار تابعین یا صغار تابعین یا کبار تبع تابعین میں اسکے
کئی طریق ہوگئے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات کہ صحیح میں سوا حضرت عمر کے دوسرا کوئی اسکا راوی نہیں ہے اور
حضرت عمر سے بھی سوا علقمہ کے کوئی راوی نہیں اور علقمہ سے سوائے محمد بن ابراہیم کے کوئی راوی نہیں اور محمد بن ابراہیم
سے سوا یحیے بن سعید کے کوئی راوی نہیں اور یحیے بن سعید صغار تابعین میں ہیں انسے بیشمار لوگوں نے یہ حدیث
روایت کیا ہے انکے بعد وہ حدیث ہے جو طبقہ اولے میں درجہ شہرت کو نہیں پہنچی اور اسکے کئی قسمیں ہیں اسلیے کہ اگر اس حدیث
کے کئی طریق ہوں اسکے نکلنے والے تک صحابی ہو یا تابعی یا تبع تابعی اور ہر ایک طریق دوسرے طریق کا گواہ ہو اور
ہر ایک کو دوسرے سے قوت ہو تو وہ غریب مطلق ہے یا حسن حدیث کی اگر بعض طریقے اس قسم کے ہوں کہ اسمیں ثقات
ہوں بغیر نکارت اور شذوذ کے اور راوی اسکے مشہور ہوں ساتھ عدالت اور ضبط کے تو اوسکو صحیح کہتے ہیں اور جو مرد
ہو ثقات کی یا روایت ہو اہل علم کے جو تابعیت ہوں حد ضبط کو پہنچے ہوئے مگر اوسکے کئی طریقے ہوں جو ایک دوسرے
کو قوت دیتے ہوں تو وہ حسن ہے اور یہی ہے اصطلاح ترمذی کی اور انہوں ہی نے سب سے پہلے حسن کا نام مشہور کیا اور جو
حدیث مشہور ہو لیکن اوسکا کوئی طریق صحت کی حد کو نہ پہونچا ہو وہ بھی حسن میں داخل ہے اور ایسی حدیثیں کم ہیں تو امام
بخاری نے اپنی کتاب کو خاص کیا ہے صحیح سے بعض انمیں سے مستفیض ہیں یا بعض مشہور ہیں یا بعض صحیح مقبول اور اسکام میں سب سے
پہلے بخاری نے قدم رکھا اور اگر بالفرض امام بخاری میں سوا حدیث صحیح کے تمیز کرنے کی اور کوئی فضیلت نہ ہوتی جب بھی
وہ کبار ائمہ رجال میں ہوکر آئمہ میں داخل ہوتے اسلیے کہ ایمان صرف فقہ کا نام نہیں ہے بلکہ تفسیر اور سیر اور تمام فنون
۲۰ حدیث کی ایمان کے موقوف علیہ ہیں پھر وہ شخص جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں کیونکر داخل نہ ہوگا اور امام بخاری کی سند

کے لیے ظاہر ہے کہ ان سے پہلے کئی علماء نے علوم دینی میں کئی کتابیں لکھی ہیں امام مالک اور سفیان ثوری نے فقہ
میں اور ابن جریج نے تفسیر میں اور ابو عبید نے غریب القرآن میں اور محمد بن اسحاق اور موسی بن عقبہ نے سیر میں اور عبد اللہ
بن مبارک نے زہد اور مواعظ میں اور بعضوں نے بدء الخلق اور قصص الانبیاء میں اور یحیی بن معین نے احوال صحابہ اور تابعین
میں اور بعضوں نے دعا اور ادب اور طب اور شمائل میں اور بعضوں نے اصول حدیث اور اصول فقہ اور رد مبتدعین
مانند جہمیہ وغیرہ کے امام بخاری نے ان سب علوم پر غور کیا اور اسکے جزئیات اور کلیات کو چھانٹا پس جو ان علوم
میں سے جو احادیث صحیحہ سے بخاری کی شرط پر نکلے ہیں اپنی کتاب میں لائے تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ان علوم کے اصول
میں سے ایک حجت قاطعہ رہے جسمیں شک کو دخل نہ ہو اور عقل صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک
کوئی شخص جزئیات اور کلیات علمی کو نہ جانے وہ احادیث صحیحہ سے جو ثابت ہیں اسکو چن نہیں سکتا چنانچہ اگر
کوئی کہے کہ فلان نے قانون قواعد طبیہ کو چھانٹا ہے اور جو کچھہ صحیح دلیلوں سے ثابت ہوا ہے اسکو الگ کیا ہے تو بطریق
بداہت معلوم ہو جاویگا کہ اس شخص نے جزئیات اور کلیات قانون کو مستحضر کیا ہے اور جو ترازو اللہ تعالے نے اسکی سینہ
میں رکھی ہے اسمیں ہر ایک بات کو تولا ہے ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ فلان شخص نے ابو الطیب متنبی کے دیوان کا انتخاب کیا ہے
تو بالبداہت یہ امر معلوم ہوگا کہ عروض اور عربیت اور طریق انشا و شعر کو وہ خوب جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
امام بخاری کو ان علوم میں مہارت تھی اور مسائل کے دلائل کا انہوں نے امتحان کیا تھا اور جو مسائل کتاب اور
حدیث صحیح سے ثابت ہیں انکو انہوں نے الگ کیا ہے اور کافی ہے یہ فضیلت انکی اور فقہ ان کی اور اگر ہم انصاف
کریں تو علماء متقدمین میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اوسنے ان تمام فنون میں گفتگو کی ہو بلکہ اونکا کلام ایک یا دو
فن سے خاص ہے اور متقدمین میں سے ہم کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اشارات حدیث سے استدلال کرنے میں وہ امام بخاری سے
بڑھ گیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ علوم کے اصول احادیث صحیحہ سے نکالنا اور انکا پرکھنا بہت بڑا کام ہے شریعت
میں اور محتاج ہے بڑی ذہن اور حفظ کا یہانتک کہ امام احمد رح نے باوصف اس تبحر کے جو اونکو حاصل تھا یہ کہا ہے کہ
ہم سیر اور تفسیر اور زہد کے اسناد سے عاجز ہیں کیونکہ ان فنون میں اکثر حدیثیں مرسل اور ضعیف ہیں اسکے ساتھ امام بخاری
نے ہر ایک فن میں فوائد جلیلہ زیادہ کیے ہیں موقوفات صحابہ اور تابعین سے اور انکو پھیلایا ہے اپنی کتاب کے تراجم میں اور
طریقہ استحضار احادیث کا مسائل متعلقہ میں سکھلایا ہے اور طریقہ استدلال کا اشارہ نصوص سے تعلیم کیا ہے گویا اس
امر کے مخترع امام بخاری ہی ہیں البتہ بخاری کی استدلال میں بعضی قسمیں ایسی ہیں جنکو محققین فقہاء قبول نہیں کرتے جیسے استدلال
کرنا دو احتمالوں والے لفظ سے ایک مسئلہ پر وللناس فیما یعشقون مذاہب اور علماء میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو بعض

مواضع مین اوسپر اعتراض نہوا ہوا اور عقد تراجم مین بہی بعض لوگ سو ترتیب کو پیش کرتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ اون سے
پیشتر فن تبویب خوب جاری نہین ہوا تہا اور اہل علم کا خیال مطالب عالیہ پر رہتا ہے نہ تراجم اور ترتیب پر تمام ہوا کلام
شاہ صاحب کا مولانا ابو الطیب نے اتحاف النبلا مین لکہا ہے کہ بخاری کا تفقہ اور باریکی استنباط اس وجہ سے ہے کہ کوئی
منصف عالم اسکا انکار نہین کر سکتا اور شراح حدیث نے قدیماً و حدیثاً کیسی محنتین اونکے تراجم ابواب کی تطبیق مین
کی ہین اور ابتک مؤلف کی اصل مطلب تک رسائی نہین ہوئی اسواسطے علما نے اتفاق کیا ہے کہ امام بخاری فقہ
اور حدت ذہن اور فہم کتاب و سنت مین بے نظیر تہے انتہے غرض وفات امام بخاری کی عید الفطر کی رات کو ہوئی اور بروز
عید بعد نماز ظہر کے خرتنگ مین دفن ہوئے خرتنگ بفتح خائے معجمہ و سکون را ایک قریہ ہے سمرقند کے قریون مین
سے اور بخارا ایک شہر ہے بڑا ما وراء النہر کے شہرون مین سے اوسکے اور سمرقند کے بیچ مین آٹہ روز کی راہ ہے ایک شخص نے
امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق [۱۹۴] کے لفظ سے اور مدت عمر حمید [۶۲] سے اور تاریخ وفات نور [۲۵۶] کے لفظ سے نکالی ہے امام
بخاری رح مستجاب الدعوات تہے اونہون نے اپنی کتاب کے قاری کے لیے بہی دعا کی ہے اور صدہا مشائخ نے اسکا تجربہ کیا کہ صحیح
بخاری کا ختم ہر ایک مطلب اور مقصد کے لیے مفید ہے سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین سے نقل کیا ہے
اونہون نے کہا مین نے صحیح بخاری کو قریب ایکسو بیس بار کے پڑہا وقائع اور مہمات مین اور ہمیشہ میرا مقصود حاصل ہوا
سند مترجم کی امام بخاری تک مجہکو اجازت دی اس کتاب کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ
شرقی حنبلی نے اونکو اجازت دی شیخ علامہ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ عبد الرحمن جبرتی نے اونہون نے روایت کیا شیخ مرتضی
حسینی سے اونہون نے شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری سے ان دونون نے روایت کی عبد اللہ بن سالم بصری سے
جو شارح ہین صحیح بخاری کے وہ روایت کرتے ہین ابی عبد اللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے وہ روایت کرتے ہین
شیخ سالم سنہوری سے وہ نجم غیطی سے وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری سے وہ حافظ شیخ الاسلام احمد بن
علی بن حجر عسقلانی سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن احمد تنوخی سے وہ احمد بن ابی طالب حجار سے وہ حسین بن
مبارک زبیدی حنبلی سے وہ ابو الوقت عبد الاول بن عیسیٰ سجزی ہروی سے وہ ابو الحسن عبد الرحمن بن محمد
بن المظفر بن داؤد داؤدی سے وہ عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری سے وہ امام بخاری سے اس سند مین مترجم
سے لیکر امام بخاری تک سترہ واسطے ہین اور ثلاثی روایت مین امام بخاری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
تین واسطے ہین تو مترجم سے رسول خدا صلے اللہ علیہ تک ثلاثی روایت مین اکیس واسطے ہوئے دوسری سند مترجم
نے روایت کیا شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ سے اونہون نے شیخ عبد الرحمن بن حسن سے اونہون نے شیخ عبد اللہ

سے انہون نے احمد بن محمد جوہری انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عبداللہ بن سالم البصری سے جیسے اوپر گذرا ۔
تیسری سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے اونہون نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہون نے شیخ حسن
قویسی سے اونہون نے شیخ عبداللہ شرقاوی سے اونہون نے شیخ محمد بن سالم حفنی سے اونہون نے شیخ عبد
بن علی نمرسی سے اونہون نے عبداللہ بن سالم البصری سے چوتھی سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہون
نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہون نے حسن قویسی سے اونہون نے شیخ داؤد قلعی سے اونہون نے شیخ احمد بن جمعہ
بجیرمی سے انہون نے شیخ مصطفے اسکندرانی معروف بابن الصباغ سے اونہون نے شیخ عبداللہ بن سالم سے اسیطرح
جیسے اوپر گذرا پانچوین سند قویسی سے اونہون نے شیخ سلیمان بجیرمی سے اونہون نے شیخ محمد عشماوی
سے اونہون نے شیخ ابو الفرعجمی سے انہون نے شیخ محمد شوبری سے اونہون نے محمد رملی سے اونہون نے شیخ الاسلام
زکریا انصاری سے اونہون نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اونہون نے شیخ تنوخی سے انہون نے شیخ سلیمان
بن حمزہ سے اونہون نے شیخ علی بن حسین بن منیر سے انہون نے ابو الفضل بن ناصر سے انہون نے شیخ عبدالرحمن بن
مندہ سے اونہون نے محمد بن عبداللہ بن ابی بکر جوزقی سے اونہون نے مکی بن عبدان نیشاپوری سے اونہون نے امام
مسلم سے جو صاحب صحیح ہین اونہون نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے چھٹی سند مترجم نے شیخ احمد بن
ابراہیم سے اونہون نے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن سے اونہون نے مفتی محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے
اپنے والد محمود بن محمد جزائری سے اونہون نے اپنے والد ابو عبداللہ محمد بن حسین عنابی سے اونہون نے اپنے والد
حسین بن محمد سے انہون نے اپنے اخیافی بہائی مصطفے بن رمضان عنابی سے اونہون نے ابو عبداللہ محمد بن
شقرون مقری سے اونہون نے ابی الحسن علی الاجہوری المالکی سے انہون نے عمر الحانی الحنفی سے انہون نے شیخ زکریا انصاری سے انہون
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اوسیطرح جیسے اوپر گذرا ساتوین سند شیخ محمد بن محمود نے اپنے دادا محمد بن
حسین سے اجازۃً اسنادا اور اوپر جو سند مذکور ہوئی وہ سماعًا اور قراءۃً تہی پہر وہی سند ہے جو اوپر گذری آٹھوین
سند شیخ عبداللطیف نے اجازۃً روایت کیا شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے اپنے شیخ ابو الحسن علی بن عبد
القادر بن الامین مالکی سے کچہہ سماعًا کچہہ اجازۃً انہون نے اپنے شیخ احمد جوہری سے انہون نے احمد بن محمد بن احمد بنانی سے
اونہون نے ابو الحسن علی الاجہوری سے اونہون نے عمر بن الحانی سے اونہون نے زکریا انصاری سے اونہون نے
حافظ ابن حجر سے نوین سند جو نہایت اعلی ہے اور ویسی عالی سند لوگون کو کم ملی ہوگی مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے
اونہون نے شیخ عبداللطیف سے اونہون نے شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہون نے شیخ ابی الحسن علی بن عبدالقادر بن

بن الامین سے اور انہوں نے شیخ ابو الحسن علی بن مکرم اللہ عدوی صعیدی سے انہوں نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد عقیلہ مالکی سے اور انہوں نے شیخ حسن بن علی عجیمی سے انہوں نے شیخ احمد بن محمد عجیل یمنی سے انہوں نے یحیے بن مکرم طبری سے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن صدقہ دمشقی سے انہوں نے عبد الرحمن بن عبد الاول فرغانی سے انہوں نے محمد بن شاذ بخت فارسی سے انہوں نے یحیی بن عمار بن مقبل بن شاہان ختلانی سے انہوں نے فربری سے انہوں نے امام بخاری سے شیخ عبد اللطیف نے کہا اس اسناد میں مجھسے لیکر امام بخاری تک ۱۳ واسطے ہیں مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد میں مجھسے امام بخاری تک چودہ واسطے ہیں تو ثلاثیات بخاری سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک اٹھارہ واسطے ہیں پڑینگے اور یہ اسناد بہت عالی ہے چنانچہ یہی عالی سند سے میں ایک حدیث امام بخاری کی تیمناً اور تبرکاً لکھتا ہوں حدثنا احمد بن ابراہیم ابن عیسے الحنبلی انا عبد اللطیف بن عبد الرحمن عن محمد بن محمود الجزائری عن علی بن عبد القادر ابن الامین عن ابی الحسن علی بن مکرم اللہ العدوی الصعیدی عن ابی عبد اللہ محمد بن عقیلۃ المالکی عن حسن بن علی العجیمی عن احمد بن محمد العجیل الیمنی عن یحیی بن مکرم الطبری عن ابراہیم بن محمد بن صدقۃ الدمشقی عن عبد الرحمن بن عبد الاول الفرغانی عن محمد بن شاذ بخت الفارسی عن یحیی بن عمار بن مقبل بن شاہان الختلانی عن الفربری عن الامام محمد بن اسمعیل البخاری قال حدثنا مکی بن ابراہیم ثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علیّ ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار

دسویں سند مترجم نے روایت کیا شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی سے بلا واسطہ اور بواسطہ احمد بن ابراہیم بن عیسی کی اور شیخ حسین بن محسن روایت کرتے ہیں متعدد مشائخ سے جیسے شریف محدث محمد بن ناصر حازمی اور سید علامہ حسن بن عبد الباری اہدل اور سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن اہدل مفتی زبید اور اپنے بھائی محمد بن محسن انصاری سے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک کتاب ہے اسناد کی جو معروف اور مشہور ہے جیسے شیخ محمد بن محسن روایت کرتے ہیں قاضی احمد بن محمد شوکانی سے اور وہ اپنے باپ شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی مجتہد یمن سے اور انکی سندیں کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر میں موجود ہیں اس اسناد میں مترجم کو امام شوکانی سے تین واسطے ہیں اور محمد بن ناصر حازمی خود امام شوکانی سے روایت کرتے ہیں اس اسناد میں دو واسطے ہیں اور شیخ محمد بن قاسم سوا امام شوکانی کے روایت کرتے ہیں سید عبد الرحمن بن سلیمان سے اور شیخ محمد عابد سندی مدنی سے اور اور مشائخ معروفین سے اور مترجم نے اپنے سفر سن میں شیخ عبد الحق بن فضل اللہ سے تلمذ کیا ہے گو سند حدیث کی نہیں لی اور

شیخ عبدالحق بلاواسطہ شاگرد تھے امام شوکانی کے رضی اللہ عنہم **گیارہوین سند** جسمین مشائخ سندین مترجم
روایت کرتا ہے قاضی حسین بن محسن انصاری خزرجی سعدی سے وہ روایت کرتے ہین محمد بن ناصر حازمی سے وہ
روایت کرتے ہین مشہور بین الآفاق مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی سے
وہ شیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم سے وہ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے وہ شیخ ابراہیم کردی رح سے وہ احمد
قشاشی سے وہ احمد بن عبدالقدوس سے وہ شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے وہ شیخ احمد زکریا بن محمد الیحیی
انصاری سے وہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے آگے وہی سند ہے جو پہلی
سندین گذری **بارہوین سند** مترجم روایت کرتا ہے احمد بن ابراہیم بن عیسی سے وہ روایت کرتے ہین
شیخ عالم کامل محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی مکی سے (اور مترجم نے بلاواسطہ بھی شیخ حسب اللہ
سے سنا ہے اور اُن کو دیکھا ہے) وہ روایت کرتے ہین تمام ثبت کو علامہ شیخ عبداللہ
شبراوی کے اور علامہ شیخ محمد امیر کے اور یہ ثبت معروف اور مشہور ہین راضی
ہو اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوارون سے اور اُن کے ساتھ ہمارا حشر
کرے اور عالم برزخ مین ہمارا اور اونکا ساتھ کرے یا اللہ تو بخشدے
ان بزرگون کی طفیل سے مجھ گنہگار روسیہ کو جس کے پاس
کوئی نیکی نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اُن صالحین کو
دوست کہتا ہے اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ
مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا اور میرے
والد ماجد مولوی مسیح الزمان
صاحب مرحوم و مغفور
کو اور میرے بھائیون
اور سب
عزیزون
کو

تمام ہوا مقدمہ اب اللہ جل جلالہ کے فضل سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے وللہ الحمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف مؤلف نے خطبہ اور حمد بیان نہین کی اور
صرف بسم اللہ پر اکتفا کی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شان والا کام اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جاوے
وہ ناتمام ہوگا اور فرمایا آپنے ہر خطبہ جسمین شہادت نہ ہو وہ کٹے ہاتھ کیطرح ہے روایت کیا ان دونو کو ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی
سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیثون سے یہ نہین نکلتا کہ کتاب مین حمد کا لکھنا ضرور ہے بلکہ زبان سے کہنا کافی ہے علاوہ
اسکے حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ دونو حدیثین بخاری کی شرط پر نہین ہین اور ہر ایک مین گفتگو ہے قسطلانی نے کہا اسحدیث
کے اسناد مین قرہ بن عبدالرحیم ہے اور اس مین لوگون نے کلام کیا ہے علاوہ اسکے بخاری نے پیروی کی قرآن مجید کی کہ
پہلی سورہ اقرا اتری اور اسکے شروع مین صرف بسم اللہ ہے اور پیروی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابون کی
بادشاہون کیطرف آپ نے اُن مین صرف بسم اللہ لکہوائی اور پیروی کی اگلے ائمہ حدیث کی جیسے مالک اور عبدالرزاق
اور احمد بن حنبل کی انہون نے بہی اپنی کتابون کے شروع مین صرف بسم اللہ پر قناعت کی ہے حافظ ابن حجر نے
کہا اگر شعرون کی کتاب ہو تو شعبی نے کہا شروع مین بسم اللہ لکھنا چاہیے اور زہری نے کہا یہ سنت جاری ہوئی
کہ شعر مین بسم اللہ نہین لکھتے اور سعید بن جبیر سے اسکا جواز منقول ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور خطیب نے کہا
یہی مختار ہے باب ف یہ لفظ ابوالوقت اور ابن عساکر کی روایت مین ہے اور ابوذر اور اصیلی کی روایت مین باب
کا لفظ نہین ہے کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس باب مین یہ بیان ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترنا کیونکر شروع ہوا ف بعضون نے بدا الوحی کو بدو الوحی نقل کیا ہے بدو کے معنے
ظہور مگر حافظ ابن حجر نے کہا کہ ہمکو یہ روایت نہین پہونچی البتہ بعض روایتون مین یون ہے کَیْفَ کَانَ ابتداءُ
الوحی اور اسکے معنے وہی ہین جو ترجمہ مین لکہے گئے قسطلانی نے کہا وحی کے معنے شرع مین خبر دینا اللہ تعالے کا اپنے
پیغمبرون کو کتاب سے یا رسالت سے یا خواب مین یا الہام سے عینی نے کہا سہیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات
طرح سے وحی آتی تہی ایک تو خواب مین دوسرے گہنٹے کی آواز کی طرح تیسرے دل مین کلام پہونچا دینا چوتھے فرشتہ کا
آنا آدمی کی صورت بنکر پانچوین حضرت جبرئیل کا آنا اپنی خاص صورت مین چھٹے اللہ تعالے کا خود کلام کرنا پردے
کی آڑ مین سے ساتوین وحی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی لاتے تہے مختصرا وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا

اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ اور اس باب مین بیان ہے اس آیت کے معنے کا یعنے وحی بھیجی ہم نیطرف جیسی وحی
بھیجی نوح کیطرف اور ان نبیون کی طرف جو نوح کے بعد ہوئے ف یہ آیت سورہ نسا کے اخیر مین ہے اور شان نزول اسکا یہ
ہے کہ جب اللہ تعالے نے اہل کتاب کے عیب اور گناہ بیان کیے تو وہ غصہ مین آئے اور جو اللہ نے اوتارا تھا اوسکا انکار کرنے
لگے اور کہنے لگے اللہ نے بشر پر کچھ نہین اوتارا تب اللہ تعالے نے اونکو یہ آیت اوتار کر قائل کیا کہ وحی حضرت محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر کچھ نئی نہین آئی ہے ان سے پہلے سب پیغمبرون پر اوتری ہے اور خاص کیا حضرت نوح علیہ السلام کو کیونکہ وہ ابو البشر
ہین مثل حضرت آدم علیہ السلام کی اور اس آیت کی بعد یہ ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَ
الْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَہٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا قسطلانی نے کہا چونکہ اس کتاب
مین وحی حدیث کا جمع منظور تھا اسواسطے اوسکو شروع کیا باب الوحی سے کیونکہ وحی چشمہ شریعت کا ہے اور چونکہ وحی احکام
شرعیہ کے بیان کے لیے ہے تو اس باب کو شروع کیا حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے کیونکہ وہ مناسب ہے آیت سابقہ کے
اسلیے کہ سب پیغمبرون کو وحی ہوئی تھی نیت خالص کرنے کی جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ
مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور خلاص نیت سے ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ ہمارے
پیغمبر کی وحی اسیطرح ہے جیسے اگلے نبیون کی اس وجہ سے کہ اول وحی خواب ہی مین ہوئی ہے سب پیغمبرون کو ابونعیم نے
دلائل مین باسناد حسن روایت کیا علقمہ بن قیس سے اونہون نے کہا اول وحی پیغمبرونکو خواب ہی مین ہوتی ہے تاکہ
کہ انکے دل مضبوط ہوجاوین پھر بیداری مین وحی اترتی ہے عون الباری مین ہے کہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کو
امام بخاری اس باب مین اسلیے لائے کہ ان کی حسن نیت اس تالیف مین ظاہر ہو اور خطابی اور اسمعیلی نے کہا کہ صرف
برکت کیلیے لائے اور ابن منیر نے اسی کو نیک کہا ہے حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ التَّیْمِیُّ اَنَّہٗ سَمِعَ عَلْقَمَۃَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّیْثِیَّ یَقُوْلُ
سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیٍٔ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَآ اَوْ اِلَی امْرَاَۃٍ یَّنْکِحُہَا
فَہِجْرَتُہٗٓ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ ترجمہ امام بخاری نے کہا ہمسے حدیث بیان کی (ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسے)
حمیدی نے انہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی یحیے بن سعید انصاری سے اونہون نے کہا خبر
دی مجھکو محمد بن ابراہیم تیمی نے اونہون نے سنا علقمہ بن وقاص لیثی سے وہ کہتے تھے میں
نے سنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے منبر پر وہ کہتے تھے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

تہے عملون کا مدار نیت پر ہی اور ہر ایک آدمی کو نیت کے موافق ملیگا پہر جسنے ہجرت کی دنیا کمانے کو یا کوئی عورت بیاہنے کو اسکی ہجرت نہین کامون کے لیے ہوئی **ف** اس حدیث کا قصہ سعید بن منصور نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا جو کوئی ہجرت کرے کسی غرض سے اسکو وہی ملے گی ایک شخص نے ہجرت کی اسلیے کہ نکاح کرے ایک عورت سے جسکا نام اُم قیس تہا تو ہم لوگ اسکو مہاجر اُم قیس کہا کرتے تہے اور روایت کیا طبرانی نے اعمش سے ہم مین ایک شخص تہا جسنے پیام دیا تہا ایک عورت کو اس عورت کا نام اُم قیس تہا اوسنے انکار کیا نکاح سے جب تک وہ مرد ہجرت نہ کرے مکہ سے مدینہ کو آخر اسنے ہجرت کی اور اس عورت سے نکاح کیا تو ہم لوگ اسکو مہاجر اُم قیس کہا کرتے تہے اور یہ اسناد صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور یہی وجہ ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی غرضون مین سے عورت کو نکاح کرنیکی تخصیص کی ورنہ اسکے سوا اور نیتین بہی ہوتی ہین بعض علما نے کہا امام بخاری اس حدیث کو یہان اسلیے لائے کہ قائم مقام خطبہ کتاب کے ہو جاوے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی یہ حدیث خطبہ مین فرمائی تہی اور حضرت عمر نے بہی منبر پر اوسکو بیان کیا اور آپ نے یہ حدیث ہجرت کی ساتھ ہی فرمائی اسلیے اسکو بدء الوحی مین لائے کیونکہ ہجرت کے قبل جو وقائع گذرے وہ مثل مقدمہ ہجرت کی تہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وجہ اچھی ہے مگر مین نے کسی روایت مین نہین دیکہا کہ آپ نے ہجرت کرتے ہی سب سے پہلے خطبہ مین یہ حدیث فرمائی ابن بطال نے ابو عبد اللہ بن النجاری سے نقل کیا کہ مضمون باب آیت اور حدیث دونو سے متعلق ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے وحی بہیجی انبیا کو پہر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ مدار عملون کا نیت پر ہے اور فرمایا وَمَآ اُمِرُوٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور یہ حدیث نہایت عظیم الشان ہے ابو عبد اللہ نے کہا حدیثون مین اس سے بڑہکر کوئی جامع حدیث نہین ہے نہ اتنے فائدے کسی اور حدیث سے نکلتے ہین اور عبد الرحمن بن مہدی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور علی بن المدینی اور ابو داؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ حدیث تہائی ہے اسلام کی اور بعضون نے چوتہائی کہا ابن مہدی نے کہا علم کے تیس بابون مین اسکا دخل ہے اور شافعی نے کہا ستر باب مین اور اسکی صحت پر اتفاق ہے اور نکالا اسکو ائمہ ستہ نے سوا مالک کے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا حضرت عمر کے اور حضرت عمر سے سوا علقمہ کے اور علقمہ سے سوا محمد ابن ابراہیم کے اور محمد بن ابراہیم سے سوا یحیی کے اور کسی نے اسکو روایت نہین کیا مگر اسکے ہم معنے اور مؤید بہت سی حدیثین وارد ہین اور غلطی کی اسنے جسنے اس حدیث کو متواتر کہا البتہ یحیی بن سعید سے متواتر ہے یا مراد تواتر معنوی ہو اور تفصیل کی اسمقام مین حافظ ابن حجر نے عون الباری مین ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ کے بعد صحت یا کمال کا لفظ محذوف ہے یعنے عمل صحیح نہین ہوتے یا کامل نہین ہوتے بغیر نیت کے قسطلانی نے کہا بعض روایتون مین اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے بغیر اِنَّمَا کے جیسے صحیح ابن حبان مین اور بعض مین اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ ہے اور یہ حدیث

سوا حضرت عمرؓ کے بیس اور صحابہ نے روایت کی ہے ذکر کیا انکا ابن مندہ نے اور متابعت کی علقمہ کی عبد اللہ اور جابر اور ابو جحیفہ اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور ذو الکلاع اور عطا بن یاسر اور ناشرہ بن سمی اور واصل بن عمرو جزامی اور محمد بن منکدر نے اور متابعت کی تیمی کی سعید بن المسیب اور نافع نے اور متابعت کی یحییٰ کی محمد بن ابو الحسن لیثی اور ابو داؤد بن ابی الفرات اور محمد بن اسحق بن یسار اور حجاج بن ارطاۃ اور عبد ربہ بن قیس انصاری نے اور شاید ان رواۃ کی خبر نہیں ہوئی ان لوگوں کو جو قائل ہوئے تفرد عمرؓ اور علقمہ وغیرہم کے ساتھ اس حدیث کی حافظ ابن حجر نے کہا مراد ان لوگوں کی یہ ہے کہ بطریق صحیح اور کسی طریقہ سے مروی نہیں ہوئی اور یہ شک ہے کسلیے کہ اور طرق معلول ہیں انتہیٰ من فتح الباری وعون الباری و ارشاد الساری ملتقطا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رض أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رض سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس امام مشہور) نے انہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ ابن زبیر بن عوام قرشی سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر ابو عبد اللہ مدنی سے انہوں نے روایت کی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض سے کہ حارث بن ہشام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا آپ پر وحی کیونکر آتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی مجھپر وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار (یعنے ایسی آواز وحی کے وقت سنائی دیتی ہے وہ آواز فرشتے کی ہوتی ہے یا اوسکے پروں کی اور غرض اس آواز سے یہ ہے کہ آپکو سوا اس وحی سننے کے دنیا کی اور کوئی چیز سنائی نہ دیوے) اور وہ مجھپر نہایت سخت گذرتی ہے پھر موقوف ہو جاتی ہے اور میں یاد کر لیتا ہوں فرشتہ سے جو اوسنے کہا اور کبھی فرشتہ ایک مرد کی صورت بنکر میرے پاس آتا ہے اور مجھسے بات کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسکو میں یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہ رض نے کہا میں نے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ پر وحی اترتی تھی کڑکڑاتے جاڑے کے دن میں پھر موقوف ہو جاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینا پھوٹ نکلتا ف حافظ ابن حجر نے کہا وحی کی اور صورتیں بھی ہیں لیکن یہ حدیث حصر کے لیے نہیں ہے بلکہ اکثر ان دونو طرح سے آتی اور پسینہ نکلنے کی یہ وجہ ہوتی کہ وحی سے آپکو کرب اور سختی ہوتی اوسکی سختی سے آپ عرق آلود ہو جاتے اور یہ آپکی وحی میں ہوتا

جسمین گھنٹہ کی سی آواز آتی اور دوسری قسم تو آسان تھی ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اتنا زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا دوسری قسم کی وحی مین کہ وہ سب سے زیادہ آسان ہے مجھہ پر اس حدیث سے یہ نکلا کہ مزید یقین کے لیے کسی امر کی کیفیت پوچھنا درست ہے اور انبیا سے اس قسم کے سوال کر سکتے ہین قسطلانی نے کہا کہ کیفیت وحی کی سمجھنا ہر شخص کے لیے دشوار تھا اسواسطے آپ نے اوسکی مثال دی ایک متصل آواز سے جیسے گھنٹی کی آواز نکلتی ہے جسکو سنتے ہین پر مطلب کچھہ نہین سمجھتے اسی طرح عین حالت وحی مین جلال الٰہی ایسا طاری ہوتا ہے کہ کچھہ بات سمجھہ مین نہین آتی پھر اس حالت کی بعد قدرت الٰہی سے وہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے اور یہ قسم وحی کی مشابہ ہے وحی ملائکہ سے جیسے ابوہریرہ رض نے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ آسمان مین کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے بازو ہلا دیتے ہین عاجزی سے اوسکا کلام سنکر جیسے زنجیر پتھر پر چلے اور طبرانی اور ابن ابی حاتم نے نواس بن سمعان سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب اللہ کلام فرماتا ہے ساتھہ وحی کے تو آسمان لرز جاتا ہے اوسکے خوف سے اور آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہین اور سجدے مین گر پڑتے ہین سب سے پہلے جبرئیل سر اوٹھاتے ہین اللہ تعالےٰ انسے بات کرتا ہے جو چاہتا ہے پھر وہ جاتے ہین اور فرشتون کی پاس سو پوچھتے ہین کیا فرمایا ہمارے پروردگار نے وہ کہتے ہین حق فرمایا پھر وہ جاتے ہین جہان اللہ تعالےٰ انکو حکم کرتا ہے آسمان اور زمین مین اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا جب اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے ساتھہ وحی کے تو آسمان والے ایک جھنکار سنتے ہین جیسے زنجیر کی آواز پتھر پر چلانے سے نکلتی ہے وہ گھبرا جاتے ہین اور اس قسم کی وحی سخت ہوتی کیونکہ اسمین رد ہوتا ہے طبیعت بشریہ کا اوضاع ملکی کی طرف واللہ اعلم حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رض اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلٰى

خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ
لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ
الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى اَتَتْ
وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ
الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ
لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِي مَاذَا تَرَى فَاَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي
فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي اَكُونُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ
قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ اِلَّا عُودِيَ وَاِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ
لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا اَنَا اَمْشِي اِذْ سَمِعْتُ
صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ
الْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَ
اَبُو صَالِحٍ وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهُ **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے یحییٰ بن بکیر (ابوزکریا قریشی مخزومی مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث نے (جو سعد کے
بیٹے ہیں عالم تھے اہل مصر کے) انہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد بن عقیل ایلی قرشی) سے انہوں نے ابن شہاب
(محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی) سے انہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ
ام المومنین سے انہوں نے کہا سب سے پہلی جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئی وہ اچھا خواب تھا جسکو آپ دیکھتے
سوتے میں **ف** قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہو کسلیے کہ حضرت عائشہ اس زمانہ
میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ سنا ہو پس صورت
میں حدیث مرسل نہ ہوگی اور خواب دیکھنے کی مدت چھ مہینے تک تھی جیسے نقل کیا بیہقی نے اور دلائل نبوت کی اس سے پہلے
آپ دیکھ چکے تھے جیسے پتھر کا سلام کرنا بحیرا راہب کا بشارت دینا **ف** تو آپکا یہ حال تھا کہ آپ جو بات خواب میں

دیکہتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمود ہوتی (یعنے ویسا ہی عالم بیداری مین ظہور ہوتا جسکو آپ پہلے سے خواب مین دیکھ
لیتے) پہر آپ کو تنہائی بہلی لگی **ف** یعنے عزلت اور خلوت کیونکہ اسمین فراغت قلب ہوتی ہے اور غیر اللہ سے
انقطاع حاصل ہوتا ہے اور قلب صاف ہوتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس سے پہوٹتے ہین اور خلوت یہ کہ غیر اللہ کا خیال
چھوڑ دیوے یہانتک کہ اپنے نفس کا بہی اُسوقت دل اس قابل ہوتا ہے کہ غیب کے علوم اُسمین سماوین اور رسولخدا صلے
اللہ علیہ وسلم کی خلوت بطریق تقرب تہی نہ اسلیے کہ نبوت کسبی ہے کیونکہ نبوت تو محض عنایت الٰہی ہے (قسطلانی)
ف اور آپ خلوت کرتے تہے غار حرا مین (حرا ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر منا کو جاتے ہوئی بائین ہاتھ پر پڑتا
ہے اب اسکو جبل النور کہتے ہین) وہان آپ عبادت کرتے تہے (مطابق شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے) چند معدود
راتون مین جب تک آپکو اشتیاق نہ ہوتا اپنے گہر والون کے پاس لوٹنے کا اور توشہ اپنے ساتھ لیجاتے پہر لوٹ
کر آتے حضرت ام المومنین خدیجہ کبرے رض کے پاس اتنی ہی راتون کا توشہ اور بنا دیتین یہانتک کہ آپ پر وحی آئی
اور آپ اسی حرا کی غار مین تہے تو فرشتہ (حضرت جبرئیل علیہ السلام پیر کے روز سترہوین رمضان کو چالیس برس
کی عمر مین) آیا آپکے پاس اور کہنے لگا پڑہ آپنے فرمایا مین پڑہا ہوا نہین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ سنکر اُس فرشتے نے مجہکو پکڑا اور دبایا یہانتک کہ اسکا دباؤ حد کو پہونچ گیا (یعنے خوب دبایا) پہر چہوڑ دیا مجہکو
اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین پہر اُس نے مجہکو پکڑا اور دوبارہ دبوچا یہانتک کہ اسکا دبوچنا
حد کو پہونچ گیا پہر چہوڑ دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین پہر اُسنے مجہکو پکڑا اور دبوچا پہر چہوڑ
دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا پیدا کیا آدمی کو خون کی پہٹکی سے پڑہ اور تیرا رب بڑا
عزت دار ہے یا بڑے کرم والا ہے (یعنے یہ آیتین آپ کو سکہلائین اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ) یہ آیتین سنکر آپ لوٹی (جبل حرا سے) اور آپکا دل کانپ رہا تہا ام المومنین
حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس گئے (جو سب سے پہلے آپکی بی بی تہین اور سب سے اشرف رضی اللہ عنہا ان سے راضی ہو) آپنے
فرمایا مجہکو اوڑہا دو مجہکو اوڑہا دو لوگون نے آپکو اوڑہا دیا یہانتک کہ آپکا ڈر جاتا رہا تب آپنے یہ حال خدیجہ سے
بیان کیا اور سارا قصہ اُنسے کہا اور فرمایا مجہے اپنی جان کا ڈر ہے اونہون نے کہا ہرگز نہین قسم خدا کی اللہ تعالی
تمکو کبہی تباہ نہ کریگا (سبحان اللہ ایسی عاقلہ اور صالحہ بی بی کہان پیدا ہوتی ہین) تم تو ناتا جوڑتے ہو اور
(ناتوانون کا) بوجہ اوٹہاتے ہو اور جو لوگون کے پاس نہین ہے وہ اُنکو کما دیتے ہو (یعنے مال اور دولت نا
دارونکو دیتے ہو) اور مہمان کی خاطرداری کرتے ہو اور حق معاملون کی مدد کرتے ہو (معلوم ہوا کہ یہ باتین ایسی

ہین جنسے اللہ تعالے رضی ہوتا ہے اور جن کی وجہ سے انسان تباہی سے بچا رہتا ہے) پہر حضرت ام المومنین (محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبرے رضی اللہ تعالے عنہا) آپ کو لیکر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزے اپنے چچا زاد بہائی کے پاس لائین اور ورقہ وہ آدمی تہے جو (بتونکی پرستش چہوڑکر) نصرانی ہو گئی تہے جاہلیت کی زمانہ مین (اور ظاہر ہے کہ اُس زمانہ مین دین حق نصرانیت کا دین تہا جسکی تعلیم حضرت عیسے علیہ السلام نے کی تہی) اور وہ عبرانی خط لکہتے تہے (اور ایک روایت مین ہے کہ عربی لکہتے تہی) تو انجیل مین اسے عبرانی زبان مین لکہا کرتے جو اللہ کو منظور ہوتا اور وہ بہت بوڑہے تہے یہانتک کہ اُن کی بصارت بہی جاتی رہتی تہی اُنسے حضرت خدیجہ نے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بہتیجے کی بات سن (مراد بہتیجے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیس لیے کہ ورقہ کے تیسرے باپ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتہے باپ کے بہائی تہے یا بر سبیل احترام ایسا کہا) ورقہ نے آپ سے پوچہا ای میرے بہتیجے تم کیا دیکہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اُنسے جو حال دیکہا تہا ورقہ بولے یہ تو ناموس ہین (یعنے صاحب سر اور صاحب وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام اہل کتاب اُنکو ناموس اکبر کہا کرتے تہی) جنکو اللہ تعالے نے اوتارا تہا حضرت موسی علیہ السلام پر کاش جسوقت تمہاری پیغمبری کا زمانہ ہو مین اسوقت جوان ہوتا کاش جسوقت تمکو تمہاری قوم نکالدیگی اوسوقت مین زندہ رہتا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم کے لوگ مجہے نکالدینگے ورقہ نے کہا ہان کبہی کوئی شخص یہ بات لیکر نہین آیا جیسے تم لائے پر لوگ اوسکے دشمن ہوگئے اور جو مین اسدن زندہ رہا تو اچھی طرح تمہاری مدد کرونگا پہر تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ ورقہ کا انتقال ہوگیا (نبوت کی چندروز بعد مکہ مین اور قدی نے جو کہا کہ وہ شام کو گئے تہے وہان سے لوٹتے وقت بلاد لخم اور جذام مین مارے گئے غلط ہے) اور وحی بہی موقوف رہی (تین برس یا ڈہائی برس تک اور آپکو بہت رنج ہوا) ابن شہاب نے کہا مجہے خبر دی ابو سلمہ (عبد اللہ) بن عبد الرحمن نے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری وحی موقوف ہونے کی حدیث بیان کرتے تہے تو کہا انہون نے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مین ایک بار جا رہا تہا مین نے آسمان سے ایک آواز سنی اور اپنی آنکھہ اوپر اوٹہائی دیکہا تو وہی فرشتہ جو حرا مین میرے پاس آیا تہا بیٹہا ہے ایک کرسی آسمان اور زمین کے بیچ مین مین اُسکو دیکہکر ڈر گیا اور لوٹا اپنے گہر کو مینے کہا (اپنے گہر والون سے) مجہے ڈہانپو ڈہانپو (یعنے کپڑے اوڑہا دو) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اوتارین یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ الی قولہ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ یعنے اے اوڑہنے والے اوٹہہ اور ڈر سنا لوگون کو اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک کر اور بتون کی پلیدی

چھوڑا اسکے بعد بہت دیر تک وحی آنے لگی امام بخاری نے کہا یحیی بن بکیر کی متابعت کی ہے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اور
ان کی روایت تفسیر اور ادب میں موجود ہے) اسیطرح متابعت کی انکی ابو صالح نے (یعنے عبد اللہ اور ابو صالح دونوں نے
اوسکو روایت کیا لیث سے جیسے یحیی بن بکیر نے لیث سے روایت کیا ابو صالح کا نام عبد اللہ ہے کاتب اللیث یا عبد
الغفار بن داؤد بکری) اور متابعت کی عقیل کی (جو راوی ہیں ابن شہاب سے) ہلال بن رداد نے زہری سے اور یونس
اور معمر کی روایت میں بعوض یَرْجُفُ فُؤَادُهُ کے يَرْجُفُ بَوَادِرُهُ ہے **ف** بوادر جمع ہے بادرہ کی وہ گوشت جو مونڈھے
اور گردن کے بیچ میں ہے وہ ڈر کے وقت لرزنے لگتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ ورقہ نصرانی تھے مگر اونھون نے
یون کہا کہ یہ وہ ناموس ہیں جو حضرت عیسی پر اوترے تھے کیونکہ حضرت موسی کی کتاب اکثر احکام پر مشتمل تھی
برخلاف حضرت عیسے کی کتاب کے اور ہماری پیغمبر کی کتاب بھی اکثر احکام پر مشتمل ہے یا اسلیے کہ حضرت موسے
فرعون پر عذاب کے لیے بھیجے گئے تھے اسیطرح حضرت بھی اس امت کے فرعون پر عذاب لیکر آئے تھے یعنے ابو جہل لعین اور کفار پر
پر یا اس لیے کہ حضرت موسی کی رسالت پر اتفاق ہے اور حضرت عیسے کی نبوت میں یہودیون کو اختلاف تھا اور سہیلی
نے کہا کہ ورقہ کا اعتقاد حضرت عیسے کے حق میں یہ تھا جیسے اس وقت کے نصاری اعتقاد رکھتے ہیں یہ محال ہے اور خود
ایک روایت میں زبیر بن بکار کے موجود ہے کہ ورقہ نے کہا آ وہ ناموس ہے جو حضرت عیسے پر اوترا تھا مگر اسکی اسناد میں
عبد اللہ بن معاذ ضعیف ہے اور دلائل النبوت میں ابو نعیم نے باسناد حسن روایت کیا کہ پہلے خدیجہ اپنے چچازاد بھائی
ورقہ کے پاس آئیں اور اُنسے سارا حال بیان کیا اونہون نے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو اُن کے پاس حضرت عیسے کے
ناموس آتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ سے ناموس عیسے کہا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ناموس موسے کہا اور دونون صحیح ہیں انتہے عون الباری میں ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ورقہ نے آپکی
نبوت کا اقرار کیا لیکن وہ دعوت سے پہلے مر گئے تو انکا حال بحیرہ راہب کا سا ہوگا اور انکو صحابی کہتے میں اعتراض
ہے لیکن زیادات مغازی میں ابن اسحق سے منقول ہے کہ ورقہ نے کہا تم خوش رہو خوش رہو میں گواہی دیتا ہون تم
وہی شخص ہو جسکے آنے کی حضرت عیسے بن مریم نے خوشخبری دی اور تمہارے پاس وہی ناموس آتا ہے جو حضرت موسے
کے پاس آتا تھا اس روایت کی اخیر میں ہے کہ جب ورقہ مر گئے تو آپنے فرمایا میںنے اوسکو جنت میں دیکھا سفید ریشمی
کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور مجھے سچا کہا تھا اور نکالا اس روایت کو بیہقی نے دلائل میں اور کہا
یہ منقطع ہے بلقینی نے کہا اس صورت میں ورقہ سب مردون سے پہلے مسلمان ٹھیرے اور عراقی نے بھی ایسا ہی کہا
اور ابن مندہ نے انکو صحابہ میں ذکر کیا ہے انتہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى
لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ
مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَرِّكُهُمَا
فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعُهُ
لَكَ صَدْرُكَ وَتَقْرَأَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ثُمَّ
إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح بن عبداللہ یشکری) نے
اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الحسن کوفی ہمدانی) موسی بن ابی عائشہ نے (ابو عائشہ کا نام معلوم نہین ہوا)
اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن جبیر (ابن ہشام کوفی اسدی) نے (جو تابعین مین سے ہین اور انکو
حجاج ظالم نے باندہ کر قتل کیا شعبان ۹۶ سنہ مین اونکے بعد پہر اوسنے کسی کو قتل نہین کیا اور چند ہی روز زندہ رہا)
اونہون نے روایت کی حضرت ابن عباس رض سے (عبداللہ بن عباس ہین جو مفسر ہین قرآن کے ابو الخلفا ہین اکثر برس
کی عمر مین مری طائف مین عبداللہ بن زبیر کی خلافت مین) اس آیت کی تفسیر مین لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ یعنی مت ہلا
اپنی زبان قرآن کے پڑہنے جلدی کیلیے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کے اترنے سختی ہوتی تہی
اور آپ اکثر لبون کو ہلاتے تہے (اس خیال سے کہ کہین بہول نہ جاوین) ابن عباس نے کہا مین اپنی لبون کو ہلاکر
تجہکو بتاتا ہون (اے سعید) جیسے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم لبون کو ہلاتے تہے اور سعید نے کہا مین لبون کو
ہلاتا ہون جیسے مین نے ابن عباس کو ہلاتے ہوئے دیکہا پہر اونہون نے ہلایا اپنی دو لبون کو (اور ابن عباس نے
یہ نہین کہا جیسے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکہا کیونکہ یہ آیت ابتداء نبوت کی ہے اوس وقت
مین ابن عباس پیدا ابہی نہین ہوئے تہے اور احتمال ہے کہ کسی صحابی نے اونسے لبون کا ہلانا بیان کیا ہو یا خود
حضرت نے اور ابو داود طیالسی کی مسند مین ہے کہ ابن عباس نے کہا مین ہلاتا ہون اپنے ہونٹ کو جیسے مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکہا) تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری اے محمد مت ہلا اپنی زبان قرآن کی ساتہ
جلدی کیلیے ہم پر ہے اوسکا جمع کرنا اور پڑہا دینا یعنے تمہاری سینہ مین جمع کرنا اور پڑہا دینا اور جب تم چاہو اسکو پڑہ سکنا

پھر جب ہم اسکو پڑھیں (جبرئیل علیہ السلام کی زبانی) تو تم اسکو سنتے رہو اور چپ رہو پھر ہمارے اوپر ہے اسکا بیان (یعنی
یہ امر کہ تم اسکو پڑھو (مطلب یہ ہے کہ قرآن اترتے وقت پڑھنا ضرور نہیں نہ جلدی کرنا اس خیال سے کہ دل سے نکل جاوے گا کیونکہ
دل میں جمانا اللہ کا کام ہے) ابن عباس نے کہا پھر اسکے بعد جب جبرئیل علیہ السلام آتے تو جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم اون کی قرات سنا کرتے جب جبرئیل چلے جاتے تو آپ پڑھ دیتے اسیطرح جیسے جبرائیل نے پڑھا تھا حَدَّثَنَا
عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ
حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدان نے (اونکا نام ہے عبد اللہ
بن عثمان بن جبلہ عتکی) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ نے (بن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی امام مشہور اتباع تابعین سے)
اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یونس (بن یزید بن مشکان ایلی) نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب)
سے **ح** (یہ حرف اشارہ ہے تحویل کا یعنے ایک اسناد سے دوسری اسناد کیطرف جانا اور اختصار کی غرض سے جب
تحویل منظور ہوتی ہے تو ح لکھدیتے ہیں) اور حدیث بیان کی ہمسے بشر بن محمد نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو
عبد اللہ بن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یونس اور معمر نے انہوں نے روایت کی زہری سے مانند اسکے **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا مطلب یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے اس حدیث کو عبدان کے ساتھ صرف یونس سے نقل کیا
اور بشر بن محمد کے ساتھ یونس اور معمر دونوں سے **ت** زہری نے کہا مجھکو خبر دی عبید اللہ بن عبد اللہ نے (جو مشہور
تابعی اور فقیہ ہیں بن عتبہ بن مسعود) اونہوں نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں
سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی زیادہ سخاوت رمضان میں ہوتی جب جبرئیل آپ سے ملتے اور وہ آپ سے ملاقات کرتے تھے
رمضان کی ہر رات میں اور دورہ کرتے تھے آپکے ساتھ قرآن کا تو بیشک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی
تھے نیکی کرنے میں چلتی ہوا سے (جس سے سب نفع اوٹھاتے ہیں یا جس ہوا کو خدا تعالی پانی برسانے کے لیے بھیجتا ہے)
ف فتح الباری میں ہے امام احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ سے جو چیز مانگتے آپ دیدیتے اور یہ زیادت دوسری
صحیح حدیث میں جابر رض کے موجود ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی چیز مانگی جاتی آپ دیدیتے۔ نووی
نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ سخاوت ہر وقت بہتر ہے دوسرے یہ کہ رمضان میں زیادہ تر سخاوت کرنا چاہیے

تیسرے زیارت صلحا اور اہل خیر کی اور بار بار کرنا اسکا چوتھے رمضان میں قرآن زیادہ پڑھنا پانچویں قرآن کی
تلاوت تمام اذکار سے افضل ہونا چھٹے رمضان کہنا درست ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ قرآن کا
نزول رمضان میں شروع ہوا کیونکہ سارا قرآن آسمان دنیا تک رمضان میں اترا جیسے ابن عباس کی حدیث میں
ثابت ہوا ہے جبرئیل اسکا دور کرتے آپ سے ہر سال جتنا اترتا ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اور جس سال آپکی
وفات ہوئی اُس سال دو بار دور کیا جیسا صحیح حدیث میں حضرت فاطمہؓ سے ثابت ہو چکا ہے اور اس سے معلوم ہو گئی مناسبت
باب کی اس حدیث سے کیونکہ یہ باب ہے بدء الوحی کا اور حدیث سے یہی مضمون نکلتا ہے کہ ابتدا وحی رمضان سے ہوئی قسطلانی نے کہا جب ابتدا وحی کی اور ذکر فراغت
تو اب کچھ اوصاف شروع کیے اُس شخص کے جسپر وحی اترتی تھی اور یہی بیان ہے حدیث آئندہ میں حدثنا ابو الیمان
الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله بن عتبة بن
مسعود ان عبد الله بن عباس اخبره ان ابا سفیان بن حرب اخبره ان هرقل ارسل الیه
فی رکب من قریش وکانوا تجارا بالشام فی المدة التی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ماد فیها
ابا سفیان وکفار قریش فاتوه وهم بایلیاء فدعاهم فی مجلسه وحوله عظماء الروم ثم دعاهم
ودعا ترجمانه فقال ایکم اقرب نسبا بهذا الرجل الذی یزعم انه نبی قال ابو سفیان فقلت انا
اقربهم نسبا فقال ادنوه منی وقربوا اصحابه فاجعلوهم عند ظهره ثم قال لترجمانه قل لهم
انی سائل هذا عن هذا الرجل فان کذبنی فکذبوه فوالله لولا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا
لکذبت عنه ثم کان اول ما سالنی عنه ان قال کیف نسبه فیکم قلت هو فینا ذو نسب قال فهل قال
هذا القول منکم احد قط قبله قلت لا قال فهل کان من آبائه من ملک قلت لا قال فاشراف
الناس یتبعونه ام ضعفاؤهم فقلت بل ضعفاؤهم قال ایزیدون ام ینقصون قلت بل یزیدون
قال فهل یرتد احد منهم سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه قلت لا قال فهل کنتم تتهمونه
بالکذب قبل ان یقول ما قال قلت لا قال فهل یغدر قلت لا ونحن منه فی مدة لا ندری ما
هو فاعل فیها قال ولم تمکنی کلمة ادخل فیها شیئا غیر هذه الکلمة قال فهل قاتلتموه قلت
نعم قال فکیف کان قتالکم ایاه قلت الحرب بیننا وبینه سجال ینال منا وننال منه قال ماذا
یامرکم قلت یقول اعبدوا الله وحده ولا تشرکوا به شیئا واترکوا ما یقول آباؤکم ویامرنا
بالصلوة والصدق والعفاف والصلة فقال للترجمان قل له سالتک عن نسبه فذکرت انه

فيكم ذو نسب كذلك الرسل تبعث في نسب قومها وسألتك هل قال احد منكم هذا القول
فذكرت ان لا قلت لو كان احد قال هذا القول قبله لقلت رجل يأتسي بقول قيل قبله وسألتك
هل كان من آبائه من ملك فذكرت ان لا فقلت فلو كان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابيه وسألتك هل
كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت ان لا فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس
ويكذب على الله وسألتك اشراف الناس اتبعوه ام ضعفاؤهم فذكرت
ان ضعفاءهم اتبعوه وهم اتباع الرسل وسألتك ايزيدون ام ينقصون فذكرت انهم يزيدون
وكذلك امر الايمان حتى يتم وسألتك ايرتد احد سخطة لدينه بعد ان يدخل فيه فذكرت
ان لا وكذلك الايمان حين تخالط بشاشته القلوب وسألتك هل يغدر فذكرت ان لا
وكذلك الرسل لا تغدر وسألتك بما يأمركم فذكرت انه يأمركم ان تعبدوا الله ولا تشركوا
به شيئا وينهاكم عن عبادة الاوثان ويأمركم بالصلوة والصدق والعفاف فان كان ما تقول
حقا فسيملك موضع قدمي هاتين وقد كنت اعلم انه خارج ولم اكن اظن انه منكم فلو اني
اعلم اني اخلص اليه لتجشمت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه ثم دعا بكتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي بعث به دحية الكلبي الى عظيم بصرى فدفعه عظيم بصرى الى هرقل
فقرأه فاذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم الروم
سلم على من اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله
اجرك مرتين فان توليت فان عليك اثم الاريسيين و يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء
بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون
الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون قال ابو سفيان فلما قال ما قال وفرغ من قراءة
الكتاب كثر عنده الصخب فارتفعت الاصوات واخرجنا فقلت لاصحابي حين اخرجنا
لقد امر امر ابن ابي كبشة انه يخافه ملك بني الاصفر فما زلت موقنا انه سيظهر
حتى ادخل الله علي الاسلام وكان ابن الناطور صاحب ايلياء وهرقل سقفا على نصارى
الشام يحدث ان هرقل حين قدم ايلياء اصبح يوما خبيث النفس فقال بعض بطارقته قد
استنكرنا هيئتك قال ابن الناطور وكان هرقل حزاء ينظر في النجوم فقال لهم حين

سألوه إني رأيت الليلة حين نظرت في النجوم ملك الختان قد ظهر فمن يختتن من هذه الأمة
قالوا ليس يختتن إلا اليهود فلا يهمنك شأنهم واكتب إلى مدائن ملكك فليقتلوا من فيهم
من اليهود فبينما هم على أمرهم أتي هرقل برجل أرسل به ملك غسان يخبر عن خبر رسول
الله صلى الله عليه وسلم فلما استخبره هرقل قال اذهبوا فانظروا أمختتن هو أم لا
فنظروا إليه فحدثوه أنه مختتن وسأله عن العرب فقال هم يختتنون فقال هرقل هذا
ملك هذه الأمة قد ظهر ثم كتب هرقل إلى صاحب له برومية وكان نظيره في العلم
وسار هرقل إلى حمص فلم يرم حمص حتى أتاه كتاب من صاحبه يوافق رأي هرقل على خروج
النبي صلى الله عليه وسلم وأنه نبي فأذن هرقل لعظماء الروم في دسكرة له بحمص ثم
أمر بأبوابها فغلقت ثم اطلع فقال يا معشر الروم هل لكم في الفلاح والرشد وأن
يثبت ملككم فتبايعوا هذا النبي فحاصوا حيصة حمر الوحش إلى الأبواب فوجدوها
قد غلقت فلما رأى هرقل نفرتهم وأيس من الإيمان قال ردوهم علي وقال إني قلت
مقالتي آنفا أختبر بها شدتكم على دينكم فقد رأيت فسجدوا له ورضوا عنه فكان ذلك
آخر شأن هرقل قال أبو عبد الله رواه صالح بن كيسان ويونس ومعمر عن الزهري

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان حکم بن نافع نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ قرشی اموی نے
سے انہوں نے روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے
اونکو خبر دی عبد اللہ بن عباس نے اونکو خبر دی ابو سفیان بن حرب نے (جو والد تہے معاویہ کے وہ پیدا ہوئے عام
الفیل سے دس برس پہلے اور اسلام لائے اُس رات کو جسکی صبح مین مکہ فتح ہوا اور حاضر تہے جنگ طائف اور حنین مین اور
ایک آنکھ ان کی پھوٹی جنگ طائف مین اور دوسری آنکھ یرموک کی لڑائی مین اور مرے مدینہ مین سنہ ۳۱ یا ۳۴
مین انکی عمر ۸۸ سال کی تہی اور نماز پڑہی اُنپر حضرت عثمان نے) کہ ہرقل (بکسر ہا و فتح را بروزن دمشق اور بعضون
نے بسکون را اور کسر قاف بہی نقل کیا ہے اوسکا لقب قیصر تہا یہ بادشاہ تہا روم کا اُسنے اول سکہ دار اشرفی
پر اور اس سال بادشاہت کی اور اُسکی سلطنت مین وفات ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی) نے ابو سفیان
کو بلا بہیجا اور کئی سواروں کے ساتہہ قریش کے جو سوداگر تہے شام مین اور یہ اُس زمانہ کا حال ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو سفیان سے صلح کی ایک مدت قرار پا گئی تہی (یعنے صلح حدیبیہ جو دس برس کے لیے ہوئی تہی سنہ ۶ ہجری مین)

یہ لوگ ہرقل کے پاس گئے وہ اور اسکے لوگ ایلیا مین تھے (ایلیا بیت المقدس کو کہتے ہین) اُسنے ان لوگون کو اپنی مجلس
مین بلایا اور ہرقل کے گرد روم کے رئیس جمع تھے پھر اونکو اپنے پاس بلایا اور اپنے ترجمان (وہ شخص جو دوسرے ملک کی بات کا
ترجمہ کرکے بادشاہ کو سمجھاتا ہے) کو بھی بلایا ترجمان نے پوچھا (ابوسفیان اور اونکی ساتھیون سے) تم لوگون مین کون
زیادہ قریب ہے نسب کی راہ سے اس شخص سے (یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے) جو دعوی کرتا ہے کہ مین پیغمبر
ہون ابوسفیان نے کہا مین زیادہ قریب ہون نسب مین اس شخص کے ساتھ ان سب لوگون مین (کیونکہ ابوسفیان
اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب چوتھی پشت یعنی عبد مناف مین ملجاتا ہے) ہرقل نے کہا اچھا اس شخص
کو میرے قریب کرد اور اسکے ساتھیون کو اسکے نزدیک رکھو اسکی پیٹھ کے پیچھے تاکہ یہ شخص ان لوگون کی شرم سے
جھوٹ نہ کہے) پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا ان لوگون سے کہہ مین اس شخص سے (یعنے ابوسفیان سے) اس
شخص کا حال پوچھون گا (جسنے پیغمبری کا دعوی کیا ہے) پھر اگر یہ جھوٹ بولے تو تم کہدینا کہ یہ جھوٹا ہے ابوسفیان
نے کہا قسم خدا کی اگر مجھے یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ بیان کرینگے تو مین جھوٹ باندہتا آپ پر (اسلیے
کہ اُسوقت مین اپکا دشمن تھا) خیر اول ہرقل نے مجھسے یہ پوچھا کہ اس شخص کا (یعنے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا) نسب کیسا ہے تم لوگون مین مین نے کہا نسب تو اونکا ہم لوگون مین بڑا ہے (یعنے بڑے شریف خاندان سے
ہین کیونکہ قریش تمام عربون مین اشرف تھے اور آپ قریش ہو کر بنی ہاشم پھر بنی عبدالمطلب تھے اشرف الاشراف تھے)
پھر ہرقل نے کہا تم مین کسی اور نے بھی کبھی یہ دعوی کیا تھا (کہ مین پیغمبر ہون) اس شخص سے پہلے مین نے کہا نہین پھر
اُسنے کہا اس شخص کے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تھا مین نے کہا نہین پھر اُس نے کہا اس شخص کی پیروی کون لوگ
کرتے ہین غریب لوگ یا بڑے بڑے لوگ مین نے کہا غریب لوگ (یہ ابوسفیان نے باعتبار اکثر کے کہا ورنہ بڑے
لوگون مین بھی کئی آدمی اسلام لاچکے تھے جیسے عمر بن الخطاب حمزہ بن عبدالمطلب وغیرہ) پھر اُسنے کہا اس شخص کے
تابعدار لوگ بڑھتے جاتے ہین یا گھٹتے جاتے ہین مین نے کہا بڑھتے جاتے ہین پھر اُس نے کہا اسکی تابعدار دین
مین سے کوئی اُسکے دین کو برا جانکر پھر بھی جاتا ہے دین مین آنے کی بعد مین نے کہا نہین پھر اُسنے کہا جب اس شخص
نے نبوت کا دعوی نہین کیا تھا تو تم نے کبھی اُسے جھوٹ بولتے دیکھا تھا مین نے کہا نہین پھر اُسنے کہا وہ عہد توڑتا ہے
مین نے کہا نہین اور اب ہمارا اُسکا ایک عہد ہوا ہے ایک مدت کے لیے نہین معلوم اوسمین وہ کیا کرنیگا ابوسفیان
نے کہا بس اتنی ہی بات مجھے لگا دینے کا موقع ملا اور کوئی بات مین شریک کرسکا پھر اُسنے کہا تم اُس شخص سے
لڑے ہو مین نے کہا ہان ہرقل نے کہا پھر تمہاری اسکی لڑائی کیونکر ہوتی ہے (یعنے کون فتحیاب ہوتا ہے اینچ

کہا ہماری اوسکی لڑائی ڈولون کیطرح ہوتی ہے (کبھی ڈول ادہر جاتا ہے کبھی ادہر آتا ہے جب سینچنے والون مین
ایک ڈول ہو لیتے) کبھی ہمکو فتح ہوتی ہے کبھی اوسکو فتح ہوتی ہے وہ ہمارا نقصان کرتے ہین ہم اونکا نقصان کرتے
ہین ہرقل نے کہا وہ شخص تمکو کن باتونکا حکم کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کو پوجو اسکے ساتہہ کسی کو
شریک مت کرو اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہین (بتون کے پوجنے کو) اونکی بات نہ مانو اور حکم کرتا ہے ہمکو نماز
پڑہنے کا سچ بولنے کا زنا اور حرامکاری سے بچنے کا ناتا جوڑنے کا تب ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص
سے (یعنے ابوسفیان سے) مین نے تجہہ سے اوس شخص کا نسب پوچھا تو تونے کہا وہ ہم مین بڑی نسب والا ہے اور
یہی حال ہے پیغمبرونکا وہ ہمیشہ اپنی قوم مین شریف ہوتی ہین اور مینے پوچھا تم مین سے کسی شخص نے اس بات کا دعوی کیا
تہا تو تونے کہا نہین اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اس شخص سے پہلے کسی اور نے بہی یہ دعوی کیا ہوتا تو مین
کہتا اس شخص نے بہی اسکی پیروی کی اور مین نے پوچھا اوسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تہا تو تونے کہا نہین
اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ ہوتا تو مین یہ کہتا کہ وہ اپنے باپ کی سلطنت
چاہتا ہے اور مین نے تجہہ سے پوچھا کہ اس بات کا دعوے کرنیسے پہلے تم نے کبہی اسکو جہوٹ بولتے دیکھا تو تونے کہا نہین
مین یہ سمجہتا ہون جب وہ لوگون پر جہوٹ نہین باندہتا تو خدا پر کیون جہوٹ باندہے گا اور مین نے پوچھا اسکے تابعدار
بڑے آدمی ہین یا غریب آدمی تو تونے کہا غریب لوگون نے اسکی پیروی کی ہے تو پیغمبرون کے تابعدار ایسے ہی لوگ اکثر
ہوتے ہین (کیونکہ غرور والے اپنے غرور مین مرے جاتی ہین اور حسد اور عداوت سے پیغمبر کی تابعداری کو ننگ اور
عار سمجہتے ہین) اور مینے تجہہ سے پوچھا یہ لوگ بڑہتے جاتے ہین یا کم ہوتے جاتی ہین تو تونے کہا وہ بڑہ رہے ہین
اور ایمان کا یہی حال ہے پورا ہونے تک (کہ روز بروز اسکی ترقی ہوتی جاتی ہے جب اپنی حد کو پہونچ جاتا ہے
تو پہر تنزل بہی ہو سکتا ہے) اور مین نے تجہہ سے پوچھا کیا کوئی اسکے دین مین آنکر پہر اس دین کو برا جانکر پہر جاتا
ہے تو تونے کہا نہین اور یہی حال ہے ایمان کا جب اسکی خوشی دلون مین سما جاتی ہے (تو پہر نہین نکلتی اور کفر سے
نفرت ہو جاتی ہے) اور مین نے تجہہ سے پوچھا وہ عہد کرکے توڑتا ہے تو تونے کہا نہین اور پیغمبرونکا یہی حال ہے وہ
عہد شکنی نہین کرتے اور مین نے تجہہ سے پوچھا وہ کن باتونکا حکم کرتا ہے تو تونے کہا وہ حکم کرتا ہے کہ اللہ کو پوجو
اور اسکے ساتہہ کسی کو شریک مت کرو اور منع کرتا ہے تمکو بتون کی عبادت سے اور حکم کرتا ہے تمکو نماز اور سچائی
اور پاکی کا پہر اگر تو جو کہتا ہے (اس شخص کا حال) سچ ہے تو وہ تہوڑے ہی زمانہ مین اس زمین کا مالک ہو جاویگا
جو میرے ان دونو پاؤن کے تلے ہے (یعنے ملک شام کا) اور مین جانتا تہا کہ یہ پیغمبر پیدا ہونیوالا ہے لیکن مجہے گمان نہ تہا کہ وہ تم لوگون مین سے

ہوگا (یعنے قریش مین سے) پہر اگر مین یہ جانون کہ اُس شخص تک پہنچ جاؤنگا (اپنی قوم سے چہٹ کر) البتہ مین ضرور
اس سے ملنے کی کوشش کرون اور اگر مین اُسکے پاس ہوتا تو اُس کے پانون دہوتا گرو سی پہر ہرقل نے آپکا خط منگوایا جو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے پاس دحیہ کلبی کے ہاتہہ بہیجا تہا (سنہ ۶ ہجری مین بعد صلح حدیبیہ کے) بُصرے کے
رئیس کے ذریعہ سے (اُسکا نام حارث بن ابی شمر غسانی تہا) اوسنے ہرقل کو دیدیا ہرقل نے اُس خط کو پڑہا اُسمین لکہا تہا
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد کیطرف سے جو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے ہرقل کو معلوم ہووے جو روم کا رئیس ہے سلام ہووے اُس
شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلے بعد اسکے مین تجہکو بلاتا ہون اسلام کے کلمہ کیطرف (یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف)
مسلمان ہو جا سلامت رہیگا اللہ تجہکو دوہرا ثواب دیگا (ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا دوسرا محمد پر ایمان لانیکا یا
اپنے ایمان لانیکا اور اپنے لوگون کے ایمان کا) پہر اگر تو نہ مانے تو تیرے اوپر گناہ پڑیگا تیرے تابعدارونکا (یعنے رعیت
کا اور کاشتکارونکا کیونکہ وہ بہی تیرے ہی ایمان نہ لانے سے کافر رہینگے اور بعضون نے کہا اُن لوگونکا گناہ ہوگا
جنہون نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا) اور اے کتاب والو مان لو بات کو جو یکسان ہے ہم مین اور تم مین (یعنے قرآن اور
توریت اور انجیل سب مین موجود ہے) کہ نہ پوجین ہم سوا اللہ کے کسی کو اور نہ شریک کرین اوسکے ساتہہ کسی کو اور نہ
بناوین ہم مین سے ایک دوسرے کو رب اپنا خدا کے سوا (یعنے یہ نہ کہین کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین یا مسیح اللہ کے بیٹے ہین معاذ اللہ
قسطلانی نے کہا نہ اطاعت کرین ہم پیرون اور مولویون کی حلت اور حرمت مین کیونکہ پیر اور مولوی اور درویش
سب آدمی ہین ہماری طرح روایت ہے کہ جب یہ آیت اوتری اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے بنا لیا
اہل کتاب نے اپنے عالمون اور درویشون کو خدا اللہ کے سوا تو عدی بن حاتم نے کہا یا رسول اللہ ہم تو عالمون اور درویشون
کی پرستش نہین کرتے تہے آپ نے فرمایا کیا جب وہ کسی چیز کو حلال کر دیتے تہے یا حرام کر دیتے تہے تو تم اُن کی بات مانتے تہے عدی
نے کہا ہان آپنے فرمایا بس یہی مراد ہے اس آیت سے) ف اس حدیث سے صاف نکلا کہ اللہ اور اسکے رسول
کے حکم کے خلاف کسی پیر یا مجتہد کی بات ماننا اور اُسپر چلنا گویا اُس پیر یا مجتہد کو رب بنانا ہے معاذ اللہ اس سے
تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی تقلید وہین تک ہے کہ انسان کو خدا یا رسول کا حکم معلوم نہ ہو اور وہ کسی عالم یا مجتہد
سے اس حکم کو دریافت کر لے تو یہ جائز ہے پر اس عالم یا مجتہد کو یہ نہ سمجہے کہ اسکی بات دین کی اصل سند ہے اصل سند
اللہ ہی کا حکم ہے اور رسول کا حکم بہی اللہ کا حکم ہے اور کسی کو یہ منصب نہین ملا اور جب اللہ یا رسول کا حکم معلوم
ہو جاوے اب کسی عالم یا مجتہد کے قول کی حاجت نہین بقول شخصے آفتاب کی سامنے چراغ کی کیا حاجت ہے ت
پہر اگر وہ نہ مانین توحید کو تو تم کہو ہم خدا کے تابعدار ہین (یہ اللہ تعالے نے خطاب کیا مومنون کو اس آیت مین اور

یہ خط لکھا اس آیت کے اوترنے سے پہلے کہ یہ وہی موافق کلام الٰہی اترا اور بعضون نے کہا یہ آیت شاید دو بار اوتری ہوگی ف
قسطلانی نے کہا ہرقل نے اس خط کو سونے کی ڈبہ مین رکھا تعظیم کی راہ سے اور برابر ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو وہ خط دیتا رہا فرنگ
کے بادشاہ نے ملک منصور قلاون صالحی کے زمانہ مین سیف الدین قلیج کو ایک صندوقچہ دکھلایا سونے کا اوسمین سے ایک خط
نکالا جس کے اکثر حروف مٹ گئے تھے اور کہا یہ تمہارے پیغمبر کا خط ہے ہمارے دادا قیصر کے نام کا اور ہمارے باپ دادا کی وصیت
ہے کہ اس خط کو احتیاط سے رکھو اور جب تک یہ خط تمہارے پاس رہیگا تمہارے خاندان مین سلطنت قائم رہیگی تو ہم اس
خط کی بہت حفاظت کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس سنہ مین ایک اخبار مین دیکھا گیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
کا وہ خط جو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مقوقس کو بھیجا تھا یعنے بادشاہ اسکندریہ کو وہ دستیاب ہوا اور اسکی
عکسی نقلین اوٹھا کر تمام دنیا مین روانہ کی گئین ف ابو سفیان نے کہا ہرقل نے جب باتین کین اور خط کے پڑھنے
سے فارغ ہوا اوسوقت اوسکے پاس بڑا شور ہوا اور آوازین بلند ہوئین اور ہم لوگ باہر نکالدیے گئے مین نے اپنے یارون
سے کہا جب ہم نکالے گئے بیشک ابو کبشہ کے بیٹے کا درجہ بڑھ گیا (یعنے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ ابو کبشہ آپکے
رضاعی باپ ہین) اونسے ڈرتا ہے بنو اصفر کا بادشاہ (بنو اصفر روم کے لوگ کیونکہ اونکے دادا روم بن عیص بن اسحاق نے
حبش کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور زرد رنگ کا لڑکا پیدا ہوا اور بعضون نے کہا اصفر اسلیے اوسکو کہا کہ اسکی دادی
سارہ نے اوسکو سونا پہنایا واللہ اعلم) ابو سفیان نے کہا اوس روز سے مجھے یقین رہا کہ آپ کا غلبہ ہوگا یہانتک کہ اللہ تعالے
نے مجھے مسلمان کردیا اور ابن ناطور جو امیر تھا ایلیا کا اور مصاحب تھا ہرقل کا وہ شام کے نصاریٰ کا سردار تھا (یعنے سردار پادری)
وہ بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا مین آیا تو ایک دن بدمزاج اوٹھا صبح کو اسکے مصاحبون نے کہا آج تمہاری شکل ہمکو نئی
نظر آتی ہے (یعنے ہر روز کے خلاف ہے) ابن ناطور نے کہا ہرقل کاہن بھی تھا نجوم مین نظر کرتا تھا (آئندہ کی بات دریافت
کرنیکے لیے) ہرقل نے بموجب فن نجومین کے معلوم کیا تھا آپ کی ولادت کو اسطرح کہ منجمین کہتے ہین جب علویین کا قران ہوگا برج
عقرب مین تو آپ پیدا ہونگے اور یہ قران ہر بیس سال مین ایک بار ہوتا ہے اور آپ کی ولادت کے پہلے بیس سال مین قران ہوا
تھا جب دوسرا بیسا تمام ہوا تو جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور تیسرے بیسے کی تمام پر خیبر فتح ہوا اور مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر
ہوا) وہ بولا لوگون کے جواب مین مین نے رات کو نجوم مین جب نظر کی تو معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والون کا بادشاہ غالب ہوا
(اور صحیح تھا کیونکہ اونہین دنون مین آپنے کافرون سے صلح حدیبیہ کی تھی اور سورہ فتح اوتری تھی اور مقدمہ تھا
اونکے غلبہ کا) تو اس زمانہ والون مین کون لوگ ختنہ کرتے ہین اسکے مصاحب بولے کوئی نہین کرتا سوا یہودیون کے اور
اونسے کچھ ڈر نہ چاہیے تم لکھدو اپنے علاقہ کے شہرون مین کہ جتنے یہودی ہون انکو مار ڈالین پھر وہ انہی باتون مین تھے

تھے کہ ہرقل کے پاس ایک شخص لایا گیا جسکو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بہیجا تہا وہ بیان کرتا تہا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا حال (کہ ہمارے ملک مین ایک شخص پیدا ہوا ہے جو اپنے تئین نبی کہتا ہے بعضون نے اسکی نبوت کو
مان لیا اور بعضون نے نہ مانا اور دونو طرف والون مین کئی لڑائیان ہوئین) جب ہرقل اُس شخص سے حال پوچھ چکا تو اپنے
مصاحبون سے کہا دیکھو جاؤ اس شخص کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہین وہ گئے اور اُنہون نے دیکھا اسکو پہر کہا وہ ختنہ کیا ہوا ہے
ہرقل نے اس سے پوچھا عربون کا کیا حال وہ ختنہ کرتے ہین وہ بولا ہان ختنہ کرتے ہین ہرقل نے کہا یہی شخص بادشاہ ہے اس
امت کا (یعنے عرب کا جو ظاہر ہوا ہے مراد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین) بعد اسکے ہرقل نے اپنے ایک دوست کو (اسکا
نام ضغاطر تہا) رومیہ مین لکہا اس مقدمہ مین اور وہ ہرقل کے مثل تہا علم مین اور ہرقل حمص (ایک شہر ہے شام مین)
کو گیا وہان پہنچا بہی نہ تہا کہ اوسکے دوست (ضغاطر) کے پاس سے ایک خط آیا جو موافق تہا ہرقل کے رائے کے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے نکلنے اور غالب ہونے کے باب مین اور اُسکی بہی رائے یہی ہوئی کہ آپ نبی ہین (تو ہرقل اور ضغاطر دونون نے
آپکی نبوت کی تصدیق کی پر ہرقل دنیا اور سلطنت کی خواہش سے مسلمان نہ ہوسکا اور ضغاطر مسلمان ہوگیا اور
روم کے لوگون کے پاس گیا اسلام کی دعوت دینے کو اونہون نے اوسکو قتل کیا) آخر ہرقل نے روم کے سردارونکو اپنے محل
مین جو حمص مین تہا بلایا پہر حکم دیا اور محل کے دروازے سب بند کیے گئے بعد اسکے محل کے اوپر سے اُن سردارون پر آمد
ہوا اس ڈر سے کہین سردار غصہ مین آنکر اوسے مار نہ ڈالین) اور کہنے لگا اے روم والو کیا تم اپنا فائدہ اور بہلائی چاہتے
ہو اور یہ بہی چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے اگر تم یہ چاہتے ہو تو اس نبی سے (جو عرب کے ملک مین پیدا ہوا
ہے) بیعت کرو یہ سنتے ہی سب سردار اسطرح لپکے جیسے گورخر لپکتے ہین (وحشت مین آنکر) مگر دیکہین تو دروازے
بند ہین (اور بہاگ جانے کی) جب ہرقل نے دیکہا کہ انکو اسلام سے ایسی نفرت ہے اور ناامید ہوگیا اونکے ایمان لانے سے تو
کہنے لگا پہر بلاؤ ان سردارونکو میرے سامنے جب وہ آئے تو بولا مین نے جو تم سے ابہی کہا تہا وہ تمہاری مضبوطی آزمانے
کے لیے کہا تہا کہ تم اپنے دین مین کیسے مضبوط ہو وہ مین نے دیکہ لی یہ سنکر سبہون نے سجدہ کیا ہرقل کو (حقیقت
سجدہ کیا یا زمین چومی وہ بہی سجدہ کی طرح ہے) اور خوش ہوگئے اس سے بس یہ اخیر حال ہے ہرقل کا (اوسکے بعد مسلمانون
سے لڑتا رہا اور مخالف رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نصرانی رہا یا اوسکے دل مین ایمان ہو پر ظاہر مین اپنے جان کے
ڈر سے چہپاتا رہا امام احمد نے اپنے مسند مین روایت کیا کہ ہرقل نے تبوک سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لکہا کہ مین
مسلمان ہون آپنے فرمایا نہین وہ نصرانی ہے) روایت کیا اسکو صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے زہری سے
یعنے اس حدیث کو جو اوپر گذری شعیب کی روایت سی) ف اور ان تینون کی روایتون کو امام بخاری نے نکالا جہا

اور استیذان اور تفسیر کے بیچ میں اور روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے مغازی میں اور ابو داؤد نے ادب میں اور ترمذی نے
استیذان میں اور نسائی نے تفسیر میں اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت نہیں کیا اور اس باب میں یہ حدیث اسوجہ سے لائے کہ
اسمین اوصاف ہیں ایک شخص کے جنپر وحی آتی تھی اور بیان ہے حالات نبی کا جو سبب ہیں بدء الوحی کے (قسطلانی) (فتح
الباری میں ہے کہ امام بخاری نے ہرقل کے منجم ہونیکا ذکر اسلیئے نہیں کیا کہ نجوم کا اعتبار ثابت ہو بلکہ غرض یہ ہے کہ اگلی نشانیوں
کی تصدیق ہر قسم کے شخص نے کی یہانتک کہ کاہن اور منجم نے بھی انتہی) قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری وحی کے باب سے
فارغ ہوئے جو مثل مقدمہ کتاب کے ہے تو شروع کیا مقاصد دینی کے بیان کو اور چونکہ ایمان اصل ہے تمام دینی مقاصد
کی اور بغیر ایمان کے کوئی مقصد دین کا صحیح نہیں ہوتا اسلیئے پہلے ایمان کا بیان کیا

كتاب الايمان

کتاب ایمان کے بیان میں **ف** ایمان کے معنے لغت میں یقین کرنا اور شرع میں تصدیق کرنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
ان سب باتوں میں جنکو وہ اللہ کے پاس سے لائے انتہی پس کا اتفاق ہے پھر اسکے بعد اختلاف ہے کہ اس تصدیق کے ساتھ اقرار زبان اور اعمال
بھی شرط ہیں یا نہیں اسکا بیان آگے آویگا (فتح)

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بني الاسلام على خمس

باب اس بیان میں کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے اسلام کے معنی لغت میں طاعت اور انقیاد اور یہ نہیں ہوتا مگر احکام کے
قبول کرنے سے اور دل سے یقین کرنے سے اور یہی حقیقت ہے تصدیق کی تو ایمان اور اسلام سے جدا نہیں ہوتا حکما اور وہ دونو
متحد ہیں تصدیق میں گو مختلف ہیں مفہوم میں کیونکہ مفہوم ایمان کا تصدیق قلب ہے اور مفہوم اسلام کا اعمال جوارح
ہیں حاصل یہ کہ شرع میں نہیں ہو سکتا کہ کسی کو مومن کہیں مسلم نہ کہیں یا مسلم کہیں مومن نہ کہیں اور وحدت سے ہماری
یہی مراد ہے اور قرآن میں جو اعراب کے باب میں وارد ہوا کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو اسلام لائے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صرف
ظاہر میں مطیع ہوئے تھے نہ باطن میں تو انکی مثال ایسی تھی جیسے کوئی زبان سے کلمہ پڑھے لیکن دل سے یقین نہ کرے اسپر فقط
ظاہر کے احکام جاری ہوں گے (قسطلانی) وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ اور ایمان کہتے ہیں قول کو یعنے زبان سے شہادتین کا
اقرار کرنے کو یعنے اسکا کہ اللہ جل جلالہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہیں سوا اسکے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اسکے بندے ہیں اور اسکے بھیجے ہوئے ہیں اور فعل کو خواہ فعل قلب ہو یا فعل جوارح فعل قلب تو دل سے
یقین کرنا ان دونو شہادتین کا اور فعل جوارح عبادات جیسے نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ تمام عبادات تو سلف
اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کہتے ہیں دل سے یقین کرنے کو زبان سے اقرار کرنے کو ہاتھ پاؤں سے اعمال بجا لانے
کو اور اس سے انکا ارادہ یہ ہے کہ اعمال شرط ہیں ایمان کے پورے ہونیکے لیے اور اسی وجہ سے وہ قائل ہیں کہ ایمان یزید وینقص زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے اور مرجئہ
کہتے ہیں کہ ایمان فقط دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا شرط نہیں کہتے ہیں اور کرامیہ کہتے ہیں فقط زبان سے اقرار کرنے کو اور معتزلہ کہتے ہیں

کہ ایمان عمل اور نطق اور اعتقاد تینوں کو کہتے ہیں اور معتزلہ اور سلف اہلسنت کے مذہب میں یہ فرق ہے کہ معتزلہ کے نزدیک
اعمال شرط ہیں صحت ایمان کی یعنی بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح نہیں ہوتا اور سلف کے نزدیک اعمال شرط ہیں کمال ایمان کی
یعنے بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح ہو جاتا ہے پر کامل نہیں ہوتا یہ سب گفتگو فیما بینہ وبین اللہ میں ہے لیکن بندونکی نظر میں تو
ایمان صرف اقرار کا نام ہے پھر جو اصول ایمان کا اقرار کریگا اوسپر دنیا میں اسلام کے احکام جاری ہونگے اور اسپر کفر کا
حکم نہ ہوگا مگر جسحال میں کہ اقرار کے ساتھ وہ کام کرے جو اوسکے کفر پر دلالت کرتا ہو مثلاً سجدہ کرے بت کو تو کفر کا حکم
کیا جاویگا اور جو ایسا کام نہ کرے مثلاً اور گناہ کرے جن سے فسق ہوتا ہے جیسے زنا چوری وغیرہ تو ایسے شخص پر بعضے ایمان
کا اطلاق کرتے ہیں بنظر اقرار زبانی کے اور بعضے ایمان کی نفی کرتے ہیں اس نظر سے کہ ایمان پورا نہیں ہوا اور بعضے
کفر کا اطلاق کرتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ کافرونکا فعل کرتا ہے اور بعضے کفر کی نفی کرتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ حقیقۃً کافر نہیں
ہے اور معتزلہ نے ایک واسطہ نکالا وہ کہتے ہیں وہ نہ مومن ہے نہ کافر یہ تو ایک مسئلہ ہوا اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایمان کم
زیادہ ہوتا ہے یا نہیں سلف اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور اکثر متکلمین نے اسکا انکار کیا
ہے وہ کہتے ہیں ایمان جب کم ہوا تو شک ہو گیا ایمان نہ رہا شیخ محی الدین نے کہا مختار یہ ہے کہ تصدیق قلبی بھی
بڑھتی ہے کثرۃ نظر اور وضوح دلائل سے اور اسی سبب سے صدّیق کا ایمان غیر صدّیق کے ایمان سے زیادہ ہے کیونکہ
صدّیق کو شبہ نہیں رہتا اور اسکی تائید یوں ہوتی ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اوسکے دل میں جو ہے کبھی وہ بڑھ جاتا
ہے یہانتک کہ بعض وقتوں میں اسکا یقین اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے پس ایسی تصدیق اور معرفت بھی بقدر ظہور
براہین اور کثرۃ دلائل کے زیادہ ہوتی ہے اور ایمان کم زیادہ ہونے میں ایک مرفوع حدیث بھی نقل کیجاتی ہے روایت
اوسکو دارقطنی نے معاذ بن جبل سے اور کہا کہ اوسکے اسناد میں عمّار بن مطرف منکر الحدیث ہے اور اسکی روایتیں باطل
ہیں اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان قول اور عمل ہے اور زیادہ
اور کم ہوتا ہے اور جو اسکے خلاف کہے وہ بدعتی ہے اور یہ حدیث موضوع ہے بنایا اسکو احمد بن محمد بن حرب نے اور
روایت کیا ابن عدی نے واثلہ بن الاسقع سے اور ابن النجار نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے اور جوزقانی نے ابوہریرہ
سے لیکن یہ سب روایتیں ضعیف اور باطل ہیں البتہ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس اور ابوہریرہ سے نقل کیا
ان دونوں نے کہا کہ ایمان کم ہوتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ماجہ نے ابوالدرداء سے اور ابوہریرہ سے اور عمیر
بن حبیب سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف میں جو حدیث بعضوں نے روایت کی ہے کہ ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا جیسے حاکم نے
ابوہریرہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور جوزقانی نے ابن عباس سے اور ابن حبان نے ابوسعید سے وہ بالاتفاق موضوع اور باطل ہے البتہ محمد بن نصر

مروزی نے اپنی کتاب تعظیم قدر الصلوۃ میں ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور عبد
الرزاق نے اپنی مصنف میں سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر وغیرہم سے یہی روایت کیا اور یہ سب
فقہاء تھے اپنے زمانوں کے اور ابوالقاسم لالکائی نے کتاب السنۃ میں شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابو عبید
وغیرہم سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور امام بخاری سے بسند صحیح روایت کیا کہ میں ہزار سے زیادہ عالموں سے ملا مختلف شہروں
میں اور میں نے نہ دیکھا کسی کو جو اختلاف رکھتا ہو اس میں کہ ایمان قول ہے اور عمل اور کم اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ابی حاتم
اور لالکائی نے طول کیا ان روایات کے نقل کرنے میں جماعت کثیرہ صحابہ اور تابعین سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں
اس باب میں ایک مرفوع حدیث بیان کی ابوالصلت ہروی سے اس نے امام علی بن موسی رضا سے انہوں نے اپنے باپ
امام موسی کاظم سے اونہوں نے اپنے باپ امام جعفر صادق سے اونہوں نے اپنے
باپ امام محمد باقر سے اونہوں نے اپنے باپ امام زین العابدین علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ امام حسین سے اونہوں
نے حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے ایمان دل سے پہچاننا ہے اور زبان سے کہنا ہے اور
ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ہے ابوالصلت نے کہا یہ اسناد ایسا ہے کہ اگر کسی دیوانے پر پڑھا جاوے تو وہ اچھا ہو جاوے یعنی اسکی
برکت سے کیونکہ اس اسناد میں تمام ائمہ علیہم السلام ہیں محدثین نے اس حدیث میں بہت کلام کیا ہے ابن جوزی نے کہا کہ
ابوالصلت پر تہمت ہے اور اس سے حجت لینا درست نہیں اور متابعت کی اسکی عبداللہ بن احمد نے اور وہ اہل بیت سے ضعیف
حدیثیں نقل کرتا ہے سیوطی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور خطیب اور ذکر کیا بخاری نے اور روایت کیا اسکو
بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابوالصلت کو ثقہ کہا ابن معین نے اور کہا وہ جھوٹوں میں سے نہ تھا بلکہ زاہدوں میں سے
تھا اور میزان میں ہے کہ نیک بخت تھا لیکن شیعی تھا مزی نے کہا متابعت کی اس حدیث میں ابوالصلت کی حسن بن
علی تمیمی نے نکالا اسکو تمام نے اپنے فوائد میں اور محمد بن زیاد سہمی نے نکالا اسکو صابونی نے مائتین میں انتہی سیوطی
نے کہا اور متابعت کی اسکی محمد بن اسلم نے نکالا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کیا ابوبکر ابن السنی نے
کتاب الاخوۃ والاخوات میں مانند اس مضمون کے حضرت عائشہ سے اور نکالا اسکو دیلمی نے مسند الفردوس میں دو سند
طرق سے اور دارقطنی نے سعید بن ہبیرہ سے اوس نے حماد بن سلمہ سے اس نے ثابت بنانی سے انس سے مرفوعا اور
اوسکی اسناد میں کئی مجاہیل ہیں اور سعید ضعیف ہے دارقطنی نے کہا نہیں روایت کیا اسکو مگر حبہ نے چرا لیا اسکو
ابوالصلت سے انتہی مختصرا اور حاکم نے مناقب شافعی میں لکھا حدیث بیان کی ہم سے ابوالعباس اصم نے انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو ربیع نے اونہوں نے کہا میں نے سنا امام شافعی سے وہ کہتے تھے ایمان قول ہے اور عمل اور زیادہ ہوتا ہے

اور کم ہوتا ہے اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے ترجمہ شافعی میں اور یہی یہ ہے کہ زیادہ ہوتا ہے عبادت سے اور کم ہوتا ہے گناہ سے
قسطلانی نے کہا صحابہ میں سے حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور ابن عمر اور
عمار اور ابو ہریرہ اور حذیفہ اور عائشہ وغیرہم قائل ہیں کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے اور امام بخاری نے اس مقصد کے ثبوت
کے لیے استدلال کیا آیات قرآنی سے تو کہا قال اللہ تعالی لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ یعنے فرمایا اللہ تعالی نے سورہ
فتح میں) تاکہ بڑہالیں ایمان اپنے ایمان کے ساتھ اور فرمایا سورہ کہف میں وَزِدْنَاهُمْ هُدًى بڑہا دی ہم او نکو ہدایت
(اور ہدایت اور ایمان ایک ہی چیز ہے) اور فرمایا سورہ مریم میں وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى یعنے بڑہاتا ہے
اللہ انکو جنہوں نے راہ پائی ہدایت اور فرمایا سورہ قتال میں وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ
یعنے جنہوں نے راہ پائی او نکو اللہ تعالی نے زیادہ ہدایت دی اور دی او نکو پرہیزگاری اور فرمایا سورہ مدثر میں وَيَزْدَادَ
الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا تاکہ زیادہ ہوجاوے ایمان ایمان والونکا اور فرمایا سورہ براءۃ میں أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ
آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا تم میں سے کسکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے تو جو لوگ ایمان لائے او نکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے
اور فرمایا سورہ آل عمران میں فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا تو ڈرایا انکو لیکن او نکا ایمان اور بڑہ گیا اور فرمایا سورہ
احزاب میں وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا نہیں بڑہا انکو کچھہ مگر ایمان اور رضامندی یہ دونو بڑہ گئے اگر کوئی کہے
کہ ان آیتوں سے تو ایمان کا بڑہنا ثابت ہوتا ہے پر کم ہونا ثابت نہیں ہوتا اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایمان بڑہنے کے لائق
ہوا تو گھٹنے کے قابل ہوگا اور یہ بدیہی ہے وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنَ الْإِيمَانِ اور اللہ کی راہ میں محبت رکہنا اور
اللہ کی راہ میں دشمنی رکہنا دونو ایمان میں داخل ہیں **ف** جیسے ابو داؤد نے ابو امامہ سے روایت کیا اور انہوں
نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عملوں میں افضل ہے اللہ کی راہ میں محبت رکہنا اور اللہ کی راہ میں دشمنی رکہنا
یہ ابو ذر کا لفظ ہے اور ابو امامہ کی روایت میں ہے کہ جسنے دوستی رکہی اللہ کے لیے اور دشمنی رکہی اللہ کے لیے اور دیا
اللہ کے لیے اور نہ دیا اللہ کے لیے اُسنے اپنا ایمان پورا کیا اور ترمذی نے معاذ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد نے اتنا زیادہ
کیا کہ نصیحت کی اسکے لیے اور ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ اپنی زبان کو لگایا اللہ کی یاد میں اور امام احمد نے روایت کیا
عمرو بن الجموح سے کہ بندہ خالص ایمان نہیں پاتا جب تک کہ اللہ کے لیے دوستی نہ رکہے اور اللہ کے لیے دشمنی نہ رکہے اور بزار نے
مرفوعا روایت کیا کہ سب سے زیادہ مضبوط رسی ایمان کی اللہ کی راہ میں محبت رکہنا اور اللہ کی راہ میں دشمنی رکہنا ہے اور غرض
امام بخاری کی اس قول سے یہ ہے کہ ان احادیث کی موجب اللہ کی راہ میں دوستی اور دشمنی ایمان میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ
دوستی اور دشمنی کم اور زیادہ ہوتی ہے تو ایمان بھی کم اور زیادہ ہوگا وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ

اَنَّ لِلْاِيْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُوْدًا وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَكْمِلْهَا

لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْاِيْمَانَ فَاِنْ اَعِشْ فَسَاُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِهَا وَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلٰى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيْصٍ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ نے (جو خلیفہ عادل تھے بنی امیہ میں سے اور انتقال انہوں نے دیر سمعان میں جو حمص میں ہے جمعہ کے دن جب پانچ روز باقی تھے رجب کے سنہ ۱۰۱ھ میں) لکھا عدی بن عدی کو (یہ تابعین میں سے ہیں) کہ ایمان کے فرائض ہیں اور عقائد ہیں اور حدود ہیں یعنی محرمات اور ممنوعات اور سنتیں ہیں یعنی مندوبات اور مستحبات پھر جو کوئی انکو پورا کرے اسنے ایمان پورا کیا اور جو انکو پورا نہ کرے اوسنے ایمان پورا نہ کیا (اس سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور یہی امر کے اثبات کے لیے امام بخاری اس قول کو یہاں لائے ہیں) اور میں اگر جیونگا تو تم سے بیان کرونگا ان سب چیزون کو (یعنی ایمان کے واجبات اور ممنوعات اور مستحبات کو) تاکہ تم اون پر عمل کرو اور جو میں مرگیا تو مجھے تمہاری صحبت میں رہنے کی حرص نہیں ہے **ف** امام بخاری نے اس روایت کو معلق ذکر کیا یعنی بلا اسناد اور نکالا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں عیسے بن عاصم سے انہون نے عدی بن عدی سے اور اسناد اسکا صحیح ہے وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لیکن میرے دلکو اطمینان ہو **ف** پوری آیت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے پروردگار عالم سے عرض کیا اے پروردگار مجھکو دکھلا تو مردونکو کیونکر جلاتا ہے پروردگار نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہیں ہے حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیون نہیں مجھکو یقین تو ہے لیکن میں چاہتا ہون کہ میرے دل کو اطمینان ہو جاوے (یعنے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جاوے جو علم الیقین سے زیادہ ہے) اس فرمانے سے حضرت ابراہیم کے یہ نکلا کہ یقین جو عین ایمان ہے اس میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے ابن جریر نے اسناد صحیح سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا یعنے میں یہ چاہتا ہون کہ میرا یقین زیادہ ہو جاوے اور مجاہد سے روایت کیا کہ میرا ایمان بڑھ جاوے (قسط) وَقَالَ مُعَاذٌ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً اور حضرت معاذ بن جبل رضہ نے (اسود بن ہلال سے) فرمایا ہمارے پاس بیٹھ ایک ساعت ہم مومن ہون یعنے ایمان بڑھاوین (یعنے احکام دین اور خدا اور رسول کا ذکر خیر کرین جس سے ایمان بڑھتا ہے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسود بن ہلال سے روایت کیا ہے) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْيَقِيْنُ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ اور عبداللہ بن مسعود نے کہا یقین تو پورا ایمان ہے (یہ ایک ٹکڑا ہے اس اثر کا جسکو طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا اسکا تتمہ یہ ہے اور صبر آدھا ایمان ہے اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود سے مرفوعا مگر اسکا رفع ثابت نہیں ہے اس اثر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے کیونکہ وہ تجزیہ کے قابل ہے اور امام احمد نے کتاب الایمان میں روایت کیا کہ عبداللہ بن مسعود کہتے تھے یا اللہ زیادہ کر ہمکو ایمان اور یقین اور فہم اور اسناد اسکا صحیح ہے اور یہ صریح ہے زیادتی ایمان کے باب میں) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ

حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ اور عبد اللہ بن عمر نے کہا بندہ تقویٰ کی حقیقت پر نہیں پہونچتا جب تک چھوڑ نہ دے اُس بات کو جو دل میں چبھے یعنے جس فعل کے باب میں خلش ہو اور اُس میں شبہہ ہو کہ شاید یہ خلاف شرع ہو اُسکو بھی چھوڑ دے اس اثر سے یہ نکلا کہ بعض لوگ تقویٰ اور ایمان کے کنہ کو پہونچے ہیں اور بعض نہیں پہونچے پر جو نہ پہونچے اُنکا ایمان ناقص ہے تو ایمان میں زیادتی اور کمی ثابت ہوئی حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ اثر موصولاً مجھکو نہیں ملا البتہ مسلم نے نواس سے اور احمد نے وابصہ سے اور ترمذی نے عطیہ سعدی سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی پرہیزگاروں میں داخل نہیں ہوتا جب تک اُن کاموں کو چھوڑ نہ دے جنمیں کچھ قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ اُن کاموں میں نہ پڑ جاوے جنمیں قباحت ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں ابو الدرداء سے نکالا انہوں نے کہا کہ پورا تقویٰ یہ ہے کہ تو اللہ سے ڈر کر حلال کو چھوڑ دے اس خوف سے کہ کہیں حرام نہ ہو (یعنے شبہہ سے بھی بچا رہے) وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِينًا وَاحِدًا اور مجاہد نے کہا (مجاہد بن جبر مخزومی تابعین میں سے ہیں رفیق تھے عبد اللہ بن عباس کے) اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا تمہارے لیے وہی دین جس کی وصیت کی تھی حضرت نوح علیہ السلام کو یعنے وصیت کی ہم نے تمکو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح کو ایک ہی دین کی اس تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں صحیح روایت کیا شبابہ سے انہوں نے ورقا سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے حافظ ابن حجر نے کہا اس مقام میں اصل نسخہ صحیح بخاری میں غلطی ہوگئی ہے اور صواب یہ عبارت ہے أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَأَنْبِيَاءَهُ دِينًا وَاحِدًا اور ایسا ہی روایت کیا عبد بن حمید اور فریابی اور طبری اور ابن منذر نے اپنی تفاسیر میں اور اس صورت میں کلام صحیح ہوگا کیونکہ آیت میں ذکر ایک جماعت انبیا کا ہے اور اس عبارت میں ضمیر واحد ہے جو صرف حضرت نوح کی طرف پھر سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عبارت صحیح ہو اور تخصیص نوح علیہ السلام کی اسوجہ سے ہو کہ حلال و حرام سب سے پہلے اُنہیں پر اُتری دوسرے یہ کہ آیت میں نوح بالافراد مذکور ہیں اور انبیا کا عطف ہے اُن پر اور مجاہد کی تفسیر میں وہ بھی داخل ہیں کیونکہ ایک کا ذکر کافی ہے اور دوسرے لیے اس صورت میں تصحیف ہوگی (فتح الباری و قسطلانی) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا سَبِيلًا وَسُنَّةً اور ابن عباس نے کہا اس آیت کی تفسیر میں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا یعنے ہم نے تم میں سے ہر ایک کا ایک راستہ اور طریقہ بنایا ابن عباس نے کہا شرعۃ سبیل یعنے راہ اور منہاج سنت یعنے طریقہ اس تعلیق کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں باسناد صحیح روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس آیت سے ہر پیغمبر کا دین علیحدہ معلوم ہوتا ہے اور پہلی آیت سے سب کا دین ایک معلوم ہوتا ہے تو اختلاف ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ اتحاد باعتبار اصول دین کی ہے اور اختلاف باعتبار فروع کے پس دونوں آیتوں میں تناقض نہیں ہے اور سکوت کیا امام ابن حجر اور امام قسطلانی

دونون نے اس مقام مین مناسبت باب سے یعنے یہ بیان نہین کیا کہ ان دونو آیتون کو یہان کیون لائے کیونکہ باب تو زیادتی اور
کمی ایمان کا ہے شیخ نور الحق قدس سرہ نے تیسیر القاری مین لکھا ہے کہ پہلی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ سب پیغمبرون کے دین ایک ہین
اور دوسری آیت سے یہ نکلتا ہے کہ وہ متعدد ہین اور ان دونون مین تطبیق دینے کے لیے یہ کہنا ضرور ہے کہ یک اصل دین کے تو وہ
متحد ہے اور ایک کمال دین وہ مختلف ہے اور دین اسلام کمال مین سب دینون سے زیادہ ہے پس معلوم ہوا کہ دین مین کمی اور زیادتی
ہوتی ہے مترجم نے کہا یہ دونون آیتین مطلب کی دلیل ہین کیونکہ ایک سے تعدد ادیان نکلتا ہے اور ایک سے اتحاد اس صورت
مین ضرور ہوا کہ تعداد اور وجہ سے ہو اور اتحاد اور وجہ سے اور ایمان مین وجوہ متعددہ نکلی اور جب چیز مین متعدد وجوہ ہون
ظاہر ہے کہ اس مین ترکیب ہوگی اور جو مرکب ہے قابل ہے زیادت اور نقصان کے واللہ اعلم دُعَاؤُكُمْ اِيمَانُكُمْ اور ابن عباس
نے کہا اس آیت مین قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ مین دعا سے ایمان مراد ہے روایت کیا اس اثر کو ابن جریر نے ابن عباس سے
اور ظاہر ہے کہ دعا مین کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے تو اسیطرح ایمان مین بھی ہوگی اور بعض نسخون مین اسمقام مین لفظ باب واقع
ہوا ہے اور وہ غلط ہے حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ حدیث
بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسے (بن باذام عبسی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ بن ابی سفیان (بن عبد الرحمن
جمحی مکی) نے اونہون نے سنا عکرمہ بن خالد (بن العاص مخزومی قرشی) سے اونہون نے روایت کی ابن عمر (عبد اللہ بن
عمر بن خطاب رض وہ شریک تھے جنگ خندق اور بیعت الرضوان اور تمام مشاہد مین فی اسماء العلم ستین الدین وافیصلا
تہے سنہ ۷۳ھ مین انتقال کیا) سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے یعنی اسکے
پانچ ستون ہین اور مجموعہ کا نام اسلام ہے ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا خدا کے اور
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکوۃ دینا اگر مال بقدر نصاب ہو چوتھے
حج کرنا اگر قدرت ہو شرائط کے ساتھ) پانچوین رمضان کے روزے رکہنا ف اس روایت مین حج مقدم ہے روزے
پر لیکن مسلم کی روایت مین روزہ مقدم ہے حج پر اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی روایت بالمعنی ہو اور جہاد کو بیان نہین
کیا اسلیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور ہر وقت فرض نہین ہوتا عبد الرزاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جہاد نیک
عمل ہے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث ابتدای اسلام کی ہے جب جہاد فرض نہ تہا اور یہ غلط ہے کسلیے کہ جہاد جنگ
بدر سے پہلے فرض ہوا اور بدر کی لڑائی رمضان سنہ ۲ھ مین ہوئی اور اسی سال روزہ و زکوۃ فرض ہوئے اور اسکے بعد حج فرض ہوا

(فتح مخصًا) **باب** امور الایمان وقول الله عز وجل لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله الی قوله المتقون قد افلح المومنون الآیۃ

ایمان کے کاموں کا بیان اور اللہ جل جلالہ کا قول ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ پھیرو تم منہ اپنا پورب اور پچھم کیطرف بلکہ نیکی یہ ہے جو ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور دیوے مال اسکی محبت سے ناتے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور بردوں کے چھوڑانے میں اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور جو لوگ اپنا اقرار پورا کرتے ہیں جب اقرار کرتے ہیں اور جو صبر کرتے ہیں تکلیف اور مصیبت میں اور صبر کرتے ہیں دشمن کے مقابلہ میں وہی لوگ سچے ہیں اور وہی پرہیزگار ہیں اور فرمایا اللہ نے بیشک مراد کو پہونچے ایماندار لوگ جو اپنی نماز میں دل لگاتے ہیں اور بیکار اور لغو سے نفرت کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور شرمگاہوں کو روکے رہتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں پر ان پر کچھ ملامت نہیں پھر جو کوئی ان کے سوا ڈھونڈے وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور اپنی امانت اور عہد کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ فردوس کے وارث ہیں۔ تمام ہوا ترجمہ ان دونوں آیتوں کا

ف فتح الباری میں ہے کہ امام بخاری ان دونوں آیتوں کو بیان اسلیے لائے تا کہ معلوم ہو کہ قرآن سے بھی ایمان کے کاموں کی تفصیل نکلتی ہے اور عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابوذر رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کو پوچھا آپ نے یہ آیت پڑھی لیس البر ان تولوا وجوهکم آخیر تک غرض اس سے یہ تھی کہ آیت میں ان امور کا بیان ہے جو حقیقۃ تقوی ہیں اور جو حقیقۃ تقوے اختیار کریں وہی مومن ہیں تو گویا مومن کا مسلک اس آیت میں موجود ہے اور دوسری آیت میں بھی متقیوں کا بیان ہے یعنی قد افلح المومنون میں واللہ اعلم

حدثنا عبد الله بن محمد الجعفی قال ثنا ابو عامر العقدی قال ثنا سلیمان ابن بلال عن عبد الله بن دینار عن ابی صالح عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الایمان بضع وستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی (مسندی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو عامر (عبد الملک بن عمرو بن قیس) عقدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان (بن بلال قرشی) نے اونہوں نے سنا عبد اللہ بن دینار (قرشی عدوی مدنی) سے انہوں نے سنا ابو صالح (ذکوان سمان) سے انہوں نے سنا ابو ہریرہ سے (راوی کا نام عبد الرحمن بن صخر دوسی ہے نووی نے کہا اونکے نام میں تیس قول ہیں ابن جوزی نے ۱۸ اور ابن حجر نے ۲۰ بیان کیے ہیں اور ایسا اختلاف کسی کے نام میں نہیں ہوا بقی بن مخلد نے کہا اونہوں نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیث روایت کیں صحیح بخاری میں انکی چار سو چھیالیس حدیثیں مذکور ہیں) انہوں نے سنا جناب نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایک ایمان کی شاخ ہے

ف بعضی روایتوں میں ستر پر کئی شاخیں آئی ہیں ... اور عبد الجلیل نے ایمان کی شاخوں میں کتاب میں

لکین بن ابوعوانہ کی روایت میں ستر پر چھ یا ستر پر سات شاخوں کا لفظ ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں ساٹھ پر چار شاخوں کا ذکر ہے لیکن وہ روایت معلول ہے اور حیا اگرچہ خلقی صفت ہے لیکن اوسکا استعمال بطور شرع کے کسب اور علم اور نیت کا محتاج ہے اور اسی وجہ سے ایمان میں داخل ہے اور وہ حیا مراد نہیں ہے جو انسان کو حق کہنے یا نیک کام کرنے سے روکتی ہے وہ تو مذموم ہے بلکہ مراد وہ حیا ہے جو برائیوں سے روکتی ہے امام ابن حجر نے فتح الباری میں ایمان کی شاخوں کا یوں بیان کیا ہے اس طرح سے کہ شاخیں یا اعمال قلب ہیں یا اعمال لسان یا اعمال بدن اعمال قلب میں چوبیس خصلتیں ہیں ایمان باللہ اور اسمیں داخل ہے ایمان بذات الٰہی و صفات و توحید وغیرہ ایمان بملائکہ و کتب و رسل و تقدیر خیر و شر ایمان بقیامت و قبر و بعث و نشور و حساب و میزان وغیرہ محبۃ اللہ و بغض فی اللہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد تعظیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں داخل ہے آپ پر درود پڑھنا آپ کی سنت کی پیروی کرنا اخلاص اسمیں داخل ہے ترک ریا اور نفاق توبہ خوف رجا شکر وفا صبر رضا بالقضا توکل رحمت تواضع وغیرہ اسمیں داخل ہے بڑائی بڑے کی اور شفقت چھوٹے پر اور ترک کبر اور عجب اور حسد اور غضب اسی طرح زبان کے اعمال سات خصلتوں پر مشتمل ہیں یا توحید کا کلمہ کہنا تلاوت قرآن کرنا علم کا سیکھنا سکھانا دعا ذکر اور اسمیں داخل ہے استغفار اور پرہیز لغو اور فضول کلام سے اسی طرح بدن کی اعمال شامل ہیں اڑتیس خصلتوں پر بعض ان میں سے خاص ہیں اعیان سے اور وہ پندرہ خصلتیں ہیں پاکی حاصل کرنا اسمیں داخل ہے ستر عورت نماز فرض اور نفل زکوٰۃ پر دونوں کا چھوڑانا سخاوت اسمیں داخل ہے کھانا کھلانا مہمان کی ضیافت روزہ فرض اور نفل حج اور عمرہ اور طواف اعتکاف شب قدر کی تلاش دین کو بچا کر بھاگنا اسمیں داخل ہے ہجرت دار الکفر سے نذر پورا کرنا قسم کی حفاظت کفارات کا ادا کرنا اور بعض ان میں سے اتباع سے متعلق ہیں چھ خصلتیں ہیں نکاح کر کے زنا سے بچنا حقوق عیال ادا کرنا والدین سے سلوک کرنا والدین کی نافرمانی سے بچنا اولاد کی تربیت کرنا ناتا جوڑنا مالک کی اطاعت کرنا غلام لونڈی پر شفقت کرنا بعض عامہ خلق سے متعلق ہیں وہ سترہ خصلتیں ہیں امارت کرنا عدل اور انصاف سے جماعت کے ساتھ رہنا اولی الامر کی اطاعت کرنا لوگوں میں اصلاح کرنا اس میں داخل ہے قتال خوارج اور بغات کا مدد کرنا نیکی میں اسمیں داخل ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت حدود اور جہاد اور چوکیداری اور ادائے امانت اور ادائے خمس اور قرض کا ادا کرنا ہمسایہ سے سلوک کرنا حسن معاملہ حلال کا جمع کرنا اپنے موقع میں مال کا خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی سے بچنا سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا لوگوں کی ایذا سے باز رہنا لہو و لعب سے بچنا راہ میں سے ایذا دینے والی چیز کو نکالنا تو یہ سب انہتر خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے انکا شمار کرنا ۷۹ خصلتوں تک انتہے

باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا شعبۃ عن

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی السَّفَرِ وَاِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ثَنَا دَاوٗدُ ابْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج بن ورد واسطی نے اُنہون نے روایت کی عبداللہ بن ابی السفر سے اونہون نے اسمٰعیل (بن ابی خالد احمسی) سے اُنہون نے شعبی (عامر بن شراحیل کوفی) سے اُنہون نے سنا عبداللہ بن عمرو ابن عاص قرشی صحابی سے جو اس کتاب مین اُنسے چھیالیس حدیثین مروی ہین) اُنہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مسلمان (کامل) وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہین یعنے کسیکو برا کہے نہ کسی کی غیبت کرے نہ ہاتھ پاؤن سے کسیکو ستاوے) اور مہاجر وہ ہے جسنے چھوڑ دیا اُن کامون کو جنسے منع کیا اللہ سبحانہ نے **ف** قسطلانی نے کہا مہاجرین کو خطاب کیا اس حدیث سے تاکہ وہ صرف ہجرت پر بہروسا نکریں اور یا یہ اُسوقت فرمایا جب ہجرت کا زمانہ ختم ہوگیا تہا لوگون کا دل خوش کرنیکے لیے **ت** ابو عبداللہ بخاری نے کہا اور ابو معاویہ نے کہا (محمد بن خازم ضریر کوفی نے) حدیث بیان کی ہمسے داؤد بن ابی ہند نے اونہون نے سنا عامر شعبی سے اونہون نے کہا مین نے سنا عبداللہ بن عمرو سے اونہون نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا عبد الاعلی (بن عبد الاعلی سامی) نے داؤد سے انہون نے سنا عامر سے اُنہون نے عبداللہ (بن عمرو بن عاص) سے اُنہون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو اسحٰق بن راہویہ نے اپنے مسند مین موصولاً بیان کیا اور عینی نے عمدۃ القاری مین کہا کہ ان دونو تعلیقو نکے لانیکی غرض یہ ہے کہ پہلی تعلیق سے عامر شعبی کا سماع عبداللہ بن عمرو سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور دوسری تعلیق مین عبداللہ مبہم ہین اور پہلی تعلیق اُس ابہام کو رفع کرتی ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبداللہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہین فتح الباری مین ہے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین کہ جو مسلمان اس صفت سے موصوف ہو وہ کامل ہے گو باقی ارکان اسلام بجا نلاوے بلکہ مراد یہ ہے کہ اور ارکان اسلام کے ساتھ جو یہ صفت رکھتا ہو وہ مسلمان کامل ہے اور یہ حدیث بخاری کے افراد مین سے ہے مسلم نے اسکو نہین نکالا برخلاف اور حدیثون کے کہ وہ سب صحیح مسلم مین بھی موجود ہین

بَابٌ

اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ کونسا مسلمان افضل ہے حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیُّ الْقُرَشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن یحیی بن سعید

اموی قرشی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابی (یحیی بن سعید) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو بردہ نے
جو عبد اللہ بن ابی بردہ کے بیٹے ہیں (انکا نام برید ہے) اونہوں نے سنا ابو بردہ سے (انکا نام عامر ہے) انہوں نے سنا ابو موسی
اشعری عبد اللہ بن قیس بن سلیم سے انہوں نے کہا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا مسلمان افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں باب اطعام الطعام من الاسلام کہانا کہلانا اسلام میں داخل ہے حدثنا عمرو
بن خالد قال ثنا اللیث عن یزید عن ابی الخیر عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن خالد (بن فروخ بصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث (بن سعد مصری امام مشہور)
نے اونہوں نے روایت کیا یزید (ابو رجا ابن ابی حبیب مصری تابعی) سے اونہوں نے ابو الخیر (مرثد بن عبد اللہ یزنی) سے انہوں
نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص) سے ایک شخص نے پوچھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کونسی خصلت اسلام کی بہتر
ہے آپنے فرمایا کہ تو کہانا کہلاوے (مسکین اور دوست اور مہمان اور مسافر کو) اور سلام کرے اوسپر جسکو پہچانتا ہو اور جسکو نہ پہچانتا ہو (یعنی کسی
مسلمان کو خاص نکرے سلام سے کیونکہ اسمین تکبر اور غرور نکلتا ہے بلکہ عام کرے سب مسلمانوں کو اسلیے کہ سب مسلمان بہائی
ہیں) باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ایمان میں داخل ہے یہ بات کہ انسان اپنے بہائی کے
لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبة عن قتادة عن انس عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے مسدد (بن مسرہد بن مسربل بن ارندل بن سرندل بن عرندل بن مالک بن مستورد) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن
سعید بن فروخ نے اونہوں نے سنا شعبہ (بن حجاج واسطی بصری) سے اونہوں نے قتادہ (بن دعامہ بن قتادہ سدوسی) سے
اونہوں نے انس بن مالک (بن نضر خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اون سے اس کتاب میں دو سو اڑسٹھ حدیثیں مروی ہیں)
اونہوں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یحیی بن سعید کے اس حدیث کو روایت کیا حسین (بن ذکوان معلم) سے
(جیسے روایت کیا شعبہ نے) اونہوں نے سنا قتادہ سے اونہوں نے سنا انس بن مالک رض سے اونہوں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوتا جب تک نہ چاہے اپنے بہائی کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے ف
یعنی جیسے اپنے لیے خیر اور بہلائی کا طلبگار ہے ویسی ہی اپنے بہائی دوسرے مسلمان کی بہی بہلائی کا خواہاں ہو اور یہ مبالغہ
کے طور پر فرمایا ورنہ ایمان کامل ہونے کے لیے باقی ارکان ایمان کی بہی ضرورت ہے کرمانی نے کہا یہی ایمان میں داخل ہے کہ جو چیز اپنے
لیے پسند نکرے وہ اپنے بہائی مسلمان کے لیے بہی پسند نکرے اور اسکو بیان نکیا کیونکہ چاہنا ایک شے کا مستلزم ہے اسکی نقیض کے

ح وعن حسین المعلم قال حدثنا قتادة عن انس عن النبی ﷺ

نہ چاہنے کو قسطلانی نے کہا یہ الی کا لفظ ذمی کو بھی شامل ہو سکتا ہے اسطرح کہ اسکے لیے اسلام کی خواہش کرے اور موید ہے اسکی حدیث ابو ہریرہ رض کی جسکو ترمذی نے نکالا ہے یہ ہے کہ چاہ لوگوں کے لیے جو تو چاہتا ہے اپنے لیے تو مسلمان ہوگا

باب حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِيمَانِ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان مدنی) نے انہوں نے روایت کی اعرج (ابو داؤد عبد الرحمن بن ہرمز تابعی مشہور) سے اونہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس شخص کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوتا جبتک میری محبت اسکو اپنے باپ اور بیٹے سے زیادہ ہو (ولد کا لفظ عام ہے شامل ہے لڑکے اور لڑکی کو اور والد کو مقدم کیا اسلیے کہ ولد ہر ایک کو نہیں ہوتا پر والد سب کا ہوتا ہے یا بلحاظ تعظیم یا سبقت زمان کے اور نسائی کی روایت میں پہلے ولد ہے پہر والد اور تخصیص انکی اس وجہ سے ہے کہ تمام عزیزوں میں انسان کو یہ دونوں زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں تو اولاد سے محبت شفقت ہے اور والد سے محبت اجلال اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت احسان کیونکہ آپ کا احسان سب مسلمانوں کی گردن پر ماں باپ کے احسان سے کہیں زیادہ ہے ماں باپ کی بدولت دنیا میں چند روز راحت رہتی ہے اور آپکی طفیل سے دنیا میں ساری عمر راحت اور آخرت میں ابد الآباد لذت اور نعمت اور خوشی رہیگی صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وصحابہ اجمعین)

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن علیہ (اسمعیل بن ابراہیم بن سہم بصری) نے اونہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے اونہوں نے انس بن مالک رض سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحویل اور حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے روایت کی قتادہ سے انہوں نے انس رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے مومن (کامل) نہیں ہوگا جبتک اوسکو میری محبت اپنے باپ اور ماں اور اولاد سب لوگوں سے زیادہ

نہ ہوف قسطلانی نے کہا مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے محبت ایمانیہ ہے وہ کیا ہے پیروی کرنا آپ کی اقوال اور افعال مین نہ محبت طبعی ورنہ محبت طبعی آپکے ساتھہ ابو طالب کو بہت تھی اور باوجود اسکے اُن کو ایمان کا حکم نہین کیا گیا۔ حاصل یہہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت یہی ہے کہ اُنکا اتباع کرے آپ کی حدیث کا ادب کرے آپ کا ارشاد کو سنکر فوراً تسلیم کرے اور اُسکو مقدم کیے تمام جہان کی ہدایت اور ارشاد پر اور یہہ محبت نہین ہو کہ زبانی دعوے کرے اور عمال اقوال سب حدیث کی خلاف ہو معاذ اللہ ایسا شخص تو آپ کا دشمن ہے اسیطرح وہ بہی مومن نہین ہے جو ابو حنیفہ اور شافعی یا اور کسی مجتہد یا پیر کا قول حدیث کے خلاف مان لیوے اور حدیث کو اونکے قول کی وجہ سے ترک کرے اسکو رسول کی محبت سے اورون کی زیادہ محبت ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْيِنَا عَلٰى ذٰلِكَ وَاَمِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ وَاحْشُرْنَا عَلٰى ذٰلِكَ

بَابُ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ باب ایمان کی حلاوت کے بیان مین

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (بن عبید عنزی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوہاب (بن عبد المجید بن الصلت) ثقفی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید بن عمرو بصری) نے انہون نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے انہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے تین باتین جسمین ہونگی اُسکو ایمان کی حلاوت (لذت شیرینی خوبی) ملے گی ایک یہ کہ وہ اللہ اور اوسکے رسول کو باقی سب چیزون سے زیادہ دوست رکہو یعنے دونون سے محبت رکہے معلوم ہوا کہ ایک کی محبت کافی نہین) دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے محبت رکہے محض خدا کے لیے تیسرے یہ کہ پہر کفر اختیار کرنا اوسکے نزدیک ایسا برا ہو جیسے انگارون مین ڈالا جانا

بَابٌ عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ ایمان کی نشانی ہے انصار سے محبت رکہنا

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر نے انہون نے کہا مین نے سنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا ایمان کی نشانی ہے انصار (وہ لوگ مدینہ کے جنہون نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور انکے دو قبیلے ہین اوس اور خزرج) کی محبت اور نفاق کی نشانی ہے

انصار سے دشمنی کی روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے فضائل انصار میں بھی اور مسلم اور نسائی نے اور انصار کو فضیلت اسوجہ
سے ملی کہ انہوں نے مدد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں جب تمام دنیا میں کسی قوم نے انکی مدد نہ کی بلکہ الٹے آپکے
ساتھ ہو کر عارے دین سے اور اختیار کیا اللہ اور رسول کو دنیا کے حظوظ اور فوائد پر) **باب** یہاں باب ہے ساتھ تنوین
کے اور کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور اس میں جو حدیث مذکور ہے اس سے انصار کی وجہ تسمیہ نکلتی ہے پہلے اس قوم کو بنی قیلہ کہتے تھے
جب ان ستر آدمیوں نے لیلۃ العقبہ میں اسلام کی تائید کے لیے آپ سے بیعت کی تو انکا لقب انصار ہوا یعنے مددگار انصار
جمع ہے ناصر کی حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَا أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ
اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا
وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ
وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي
الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ
شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے شعیب (ابن ابی حمزہ حمصی) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھ کو ابو ادریس
عائذ اللہ بن عبد اللہ نے (ان کو خبر دی) عبادہ بن صامت (بن قیس انصاری) نے وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھے
اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو نقیب بنائے گئے تھے لیلۃ العقبہ میں **ف** سیرۃ ابن ہشام میں اسکا قصہ یوں لکھا
ہے کہ پہلے سال انصار کے بارہ آدمیوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عقبہ اولی کے پاس آپ نے ان لوگوں
کی تعلیم کے لیے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا پھر وہ لوٹ کر مکہ میں آئے اور انصار نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا ایام تشریق میں عقبہ کے
پاس جب تہائی رات گذری تو انصار کے لوگوں نے مشرکوں سے چھپ کر آپ سے ملاقات کی اور آپ کی تائید اور مدد کے لیے
بیعت کی یہ ۷۳ آدمی تھے آپ نے ان میں سے ۱۲ آدمیوں کو اپنی اپنی قوم کا نقیب یعنی جوابدار اور نگہبان مقرر کیا
ان نقیبوں میں عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن
خزرج بھی تھے **ت** انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے گرد ایک جماعت تھی اصحاب کی
بیعت کرو مجھ سے اس اقرار پر کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو گے اور چوری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو نہ مارو گے (جیسے مشرک
مار ڈالتے تھے مفلسی کے ڈر سے) اور بہتان نہ باندھو گے جسکو اٹھاتے ہو یعنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے بیچ سے (یعنے

اپنی ذات اور دل سے کیونکہ دل ہاتھ اور پاؤن کے بیچ مین ہے) اور اچھی بات مین نافرمانی نہ کروگے پہر جوکوئی تم مین سے اپنا اقرار
پورا کرے اسکا ثواب اللہ کے اوپر ہے وہ اپنے فضل سے ثواب دیگا) اور جوکوئی تم مین سے ان باتون مین سے کوئی بات کر
بیٹھے پہر دنیا مین اسکو سزا ملجاوے (یعنے حد پڑجاوے) تو آخرت کی گناہ کا یہی کفارہ ہوگیا اور جوکوئی ان باتون مین سے
کچھ کر بیٹھے پہر اللہ تعالے چھپاوے اوسکے قصور کو (دنیا مین اسکی سزا نہ پاوے) تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے معاف کردے
اوسکو اور چاہے عذاب کرے اسکو عبادہ نے کہا پہر ہمنے بیعت کی آپ سے اسی اقرار پر ف قاضی عیاض نے کہا اکثر
علما کا مذہب یہ ہے کہ حدود شرعیہ کفارہ ہین گناہ کے اور جس پر حد قائم ہوگئی اسکا گناہ معاف ہوگیا جیسا اسحدیث سے نکلتا ہے
اور بعضون نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ کی حدیث مین ہے آپنے فرمایا مین نہین جانتا حدود کفارہ ہین اپنے
لوگون کے لیے یا نہین لیکن حدیث عبادہ کی اس سے زیادہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ حدیث ابوہریرہ کی سابق ہو اور پہلے
آپکو اس مسئلہ کا علم نہ ہو پہر اللہ تعالے نے بتلا دیا حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابوہریرہ کی حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور بزار
نے بروایت معمر عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ روایت کیا ہے اور صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور روایت کیا
اسکو احمد نے عبدالرزاق سے اونہون نے معمر سے دارقطنی نے کہا عبدالرزاق متفرد ہین اسکی وصل سے اور ہشام بن
یوسف نے معمر سے مرسلاً روایت کیا ابن حجر نے کہا کہ آدم بن ابی ایاس نے اسکو وصل کیا ابن ابی ذئب سے پہر معمر کی روایت
قوی ہوگئی اور جب حدیث صحیح ہوئی تو جمع کرنا ضرور ہے اور قاضی نے جو وجہ بیان کی وہ اچھی ہے پر عبادہ کی
حدیث لیلۃ العقبہ کی ہے اور ابوہریرہ تو اوسکے سات برس بعد عام خیبر مین مسلمان ہوئے پہر انکی حدیث سابق
کیونکر ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ شاید ابوہریرہ نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو بلکہ اور کسی
صحابی سے سنکر بیان کی ہو اور طول کیا اس مقام مین حافظ ابن حجر نے اور کہا حق یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث سابق
ہے اور عبادہ کی حدیث مین وہ بیعت مراد نہین ہے جو لیلۃ العقبہ کو ہوئی تہی بلکہ اسکے بعد کئی بیعتین ہوئی ہین اور
شاید یہ بیعت انہین مین سے کوئی بیعت ہو قسطلانی نے کہا یہ جو فرمایا وہ اللہ کے سپرد ہے اسکا مفہوم شامل ہے اسکو جسنے
توبہ کی اور جسنے توبہ نہ کی کسی کا جہنم مین جانا یقینی نہین ہے بلکہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے انتہے مختصراً باب ۹
مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ فتنون سے بہاگنا دین مین داخل ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَّتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ
الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے

اونہون نے روایت کی مالک بن انس (امام دار الہجرۃ) سے اونہون نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے اونہون نے اپنے باپ عبداللہ سے اونہون نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک بن سنان خزرجی انصاری) سے (اکثر کتابین مین انسے ۱۱۷۰ حدیثین مروی ہین) کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے وہ زمانہ جب بہتر مال مسلمانونکا بکریان ہونگی جنکے پیچھے وہ پہرتا ہوگا پہاڑون کی چوٹیون پر اور بارش کی جگہون پر بہاگے گا اپنا دین لیکر فتنون سے ف تو یہ بہاگنا دین کی سلامتی کی غرض سے ہوگا نہ کسی دنیاوی غرض سے اس سے معلوم ہوا کہ فتنہ کے وقت عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے مگر جو شخص اس فتنے کو مٹانے کی قدرت رکہتا ہو اسکو لوگون مین رہنا اور فتنے دور کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہے اور یہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ بحسب حال و مکان کے اور اختلاف ہے کہ جب فتنہ نہ ہو تو عزلت کا کیا حکم ہے امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ صحبت بہتر ہے کیونکہ اسمین تعلیم اور تعلم ہوتا ہے عبادت ادب حسن خلق حلم و تحمل و تواضع ان سب صفات کی ضرورت پڑتی ہے جماعت مسلمین زیادہ ہوتی ہے عیادت مریض اتباع جنازہ حضور جمعہ اور جماعات کا ثواب ملتا ہے اور باقی علما کا قول یہ ہے کہ عزلت بہتر ہے اسمین سلامتی ہے انس ہے ذکر الٰہی سے البتہ عزلت واجب ہے اُس فقیہ کے لیے جسکا دین صحبت سے بگڑتا ہے اور صحبت واجب ہے اُسکے لیے جو حق کو پہچانے اور اُسکی پیروی کرے اور باطل کو پہچانے اور اُس سے پرہیز کرے اسیطرح واجب ہے صحبت اُسکے لیے جسکو علم نہ ہو تحصیل علم کے لیے (قسطلانی) امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین عزلت اور صحبت دونوکے فوائد اور ضرر خوب لکہے ہین جسکا جی چاہے مطالعہ کرے اور چونکہ فتنے سے بہاگنا بقدر قوت دین کی ہوتا ہے اور قوت دین دلالت کرتی ہے قوت معرفت پر اسواسطے اوسکا بیان شروع کیا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تم لوگون سے زیادہ اللہ کو جانتا ہون (اور جتنا آدمی کا دین قوی ہوگا اسیقدر معرفت بڑہیگی زیادہ ہوگی اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ ایمان زیادت اور نقصان کی قابل ہے) **وَاَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ** اور بیان مین اسکے کہ معرفت دل کا فعل ہے (تو فقط قول سے ایمان پورا نہ ہوگا جب تک اعتقاد اوسکے ساتھ شریک نہ ہو اور کرامیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور اعتقاد فعل قلب ہے) کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا لیکن مواخذہ کریگا تم سے اسکا جو کمایا تمہارے دلون نے ف یعنی عزم کیا اسکا اور آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو خیال دل مین جم جاوے اسپر مواخذہ ہوگا اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اگر کوئی کہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے معاف کردیا میری امت کو جو خیال دل مین آوے جب تک اسکو زبان سے نہ نکالے یا اوس پر عمل نہ کرے اور یہ خلاف ہے اس آیت کے اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مین وہ خیال مراد ہے جو دل مین گذر جاوے اور جم نہین جاوے ف

اور ہی کو وسوسہ کہتی ہین برخلاف اس خیال کے جو جم جاوے اور اعتقاد ہو جاوے اُسپر مواخذہ ہوگا۔ بدلیل اس آیت کے (قسطلانی)
اور ہمنے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے معلم ترجمہ صحیح مسلم مین بیان کیا ہے فارجع الیہ حافظ ابن حجر نے کہا یہ آیت تو قسم کے باب
مین وارد ہوئی ہے اور اس سے استدلال کیا مولف نے ایمان پر کیونکہ دونو کا مدار عمل قلب پر ہے اور شاید مولف نے زید بن
اسلم کی تفسیر مین کہا ہو یہ مثل اسکے ہے جیسے کوئی کہے اگر مین یہ کام کرون تو کافر ہون تو اسپر مواخذہ نہ ہوگا جب تک اسنے
کفر کا اعتقاد نہ کیا ہو اب مناسبت آیت اور حدیث کی معلوم ہو گئی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ دونو ایمان کی بحث مین داخل ہو سکتے
ہین اور اسمین دلیل ہے قول کرامیہ کے بطلان پر کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور دلیل ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر کیونکہ حضرت صلعم
کا فرمانا انا اعلمکم باللہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ علم کے بہت درجے ہین اور بعض لوگ دوسرون سے علم مین زیادہ ہین اور آپ ان سب لوگون مین
درجہ اعلی رکھتے ہین اور علم باللہ شامل ہے اسکی صفات اور احکام کے علم کو اور متعلقات کو اور یہی ایمان ہے حدثنا
محمد بن سلام قال انا عبدۃ عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم
امرہم من الاعمال بما یطیقون قالوا انا لسنا کہیئتک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من
ذنبک وما تاخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا
ترجمہ حدیث کی ہمسے بیان کی محمد بن سلام (بیکندی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو عبدہ (عبدالرحمن بن سلیمان بن حاجب کلابی کوفی) نے
اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ بن زبیر سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہون نے حضرت ام
المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے انہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگون کو حکم کرتے کسی کام
کا تو ایسی کام کا حکم کرتے جسکے کرنیکی لوگون کو طاقت ہوتی (یعنی ہمیشہ اوسکو کر سکتے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم
آپکی طرح نہین ہین آپکی تو اللہ تعالے نے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے ہین (تو آپ بے فکر ہین اور ہمکو اپنی گناہون کی بڑی فکر ہے
تو عبادت بھی آپسے زیادہ کرنا چاہیے) آپ یہ سنکر غصہ ہوتے (اور ایک روایت مین یون ہے غصہ ہوئے) یہانتک کہ آپکے
چہرے مبارک پر غصہ معلوم ہوتا پھر آپ فرماتے بیشک مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالے سے ڈرتا ہون اور تم سب سے زیادہ اللہ کو
پہچانتا ہون **ف** فتح الباری مین ہے کہ اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ اعمال صالحہ انسان کو بڑے مرتبے پر
پہنچاتے ہین یہانتک کہ گناہ معاف ہو جاتے ہین درجے بلند ہو جاتے ہین کیونکہ آپنے صحابہ کے استدلال پر انکار نہین کیا نہ
اسکی دلیل پر اس جہت سے بلکہ اور جہت سے دوسرے یہ کہ بندہ جب غایت عبادت کو پہونچ جاتا ہے اور اسکے ثمرات حاصل کر لیتا
ہے تو اور زیادہ عبادات پر اہتمام کرتا ہے اس نعمت کی باقی رکھنے کے لیے اور اسکا شکر بجا لانے کے لیے تیسرے یہ کہ شرع
کے حدود پر عزیمت ہو یا رخصت ٹھیر جانا اور سہل کام جو شرع کے موافق ہو اسکو بجا لانا اور دشوار کام خلاف شرع کو چھوڑ دینا

لازم ہے جو تھی عبادت مین میانہ روی جو ہمیشہ نبہہ جاوے بہتر ہے مبالغہ سے جو نبہہ سکے اور چھوٹ جاوے جیسے
دوسری حدیث مین آیا ہے دوڑ آنے والا نہ تو منزل کو پہونچتا ہے نہ جانور کو سلامت چھوڑتا ہے پانچوین یہ کہ صحابہ
کو بڑی رغبت تھی عبادت مین اور بہت طلب کرتے تھے خیر و ثواب کو چھٹے یہ کہ ہر وقت مخالفت شرع کے غصہ کرنا جائز
ہے ساتوین انسان کو ضرورت کے وقت اپنی فضیلت بیان کرنا درست ہی نہ بطور فخر اور تکبر کے آٹھوین یہ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال انسانی کا رتبہ حاصل تھا کیونکہ کمال منحصر ہے دو حکمتون مین ایک عملی دوسری علمی اور
اَتقاکُم سے اشارہ ہے حکمت عملی کیطرف اور اَعلمکُم سے علمی کیطرف اور ابو نعیم کی روایت مین و اَعلمکُم باللہ لایا ہے یہ
زیادت لام تاکید اور ابو اسامہ کی روایت مین وَاللہِ اِنَّ اَبَرَّکُم وَاَتقاکُم آیا ہے انتہی **باب** مَن کَرِہَ اَن یَعُودَ فِی الکُفرِ
کَمَا یَکرَہُ اَن یُلقٰے فِی النَّارِ مِنَ الاِیمَانِ جو شخص کفر مین جانا برا جانے جیسے انگار مین گرنا تو یہ صفت ایمان کی ہے

حَدَّثَنَا سُلَیمَانُ بنُ حَربٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَۃُ عَن قَتَادَۃَ عَن اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلٰثٌ مَن کُنَّ فِیہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الاِیمَانِ مَن کَانَ اللہُ وَرَسُولُہٗ اَحَبَّ اِلَیہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَن اَحَبَّ
عَبدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَن یَکرَہُ اَن یَعُودَ فِی الکُفرِ بَعدَ اِذ اَنقَذَہُ اللہُ کَمَا یَکرَہُ اَن یُلقٰی فِی النَّارِ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (بن بجیل ازدی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے
اونہون نے روایت کی قتادہ (بن دعامہ) سے انہون نے انس (بن مالک) سے انہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے فرمایا آپ نے تین خصلتین ہین جسمین ہونگی وہ ایمان کی لذت اور حلاوت پاویگا ایک تو وہ شخص جسکو اللہ اور
اسکے رسول سے تمام جہان سے زیادہ محبت ہو (یعنے سوا خدا اور رسول کے جتنی چیزین ہین سب سے زیادہ محبت خدا اور رسول
کی ہو) دوسرے وہ جو کسی بندے سے محبت کرے اور صرف خدا کے لیے اُس سے محبت کرے تیسرے وہ جو کفر مین لوٹنا بعد اسکے
کہ خدا نے اسکو چھوڑایا کفر سے ایسا برا سمجھے جیسے انگار مین ڈالا جانا **ف** قسطلانی نے کہا اس محبت کی نشانی یہ ہے
کہ دین اسلام کی مدد کرے قول اور فعل سے اور شریعت مقدسہ کی حمایت کرے اور جو مخالفین شریعت پر اعتراض کریں
اونکا جواب دیوے اور اخلاق و عادات مین آپکی پیروی اختیار کرے مثلاً سخاوت اور ایثار اور حلم اور صبر اور تواضع
وغیرہ جیسے انہون نے کتاب مواہب لدنیہ یا المنح المحمدیہ مین بیان کیا ہے پھر جو کوئی مجاہدہ نفس سے ایسا کریگا وہ ایمان
حلاوت پاویگا اور عبادات کی لذت اوٹھاویگا اور مشاق کا بوجھ اسپر آسان ہوگا بلکہ تکالیف مین بھی اسکو لذت
ہوگی اور اسمین ایک تقریر طویل ہے جو مواہب مین موجود ہے والیہ المشیر بالارشاد جب ایمان کی خصلتونکے بیان سے
فارغ ہوئے اور لوگ ایمان مین متفاوت ہین اور اسی تفاوت کی وجہ سے اعمال مین بھی تفاضل ہوتا ہے تو شروع کیا بیان تفاضل

اعمال کا اور کہا **باب** تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ باب بیان مین زیادہ ہونے اہل ایمان کے اعمال مین ایک دوسرے سے یعنے اعمال کے سبب جو ایک کو دوسرے پر فضیلت ہی اسکا بیان) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاءِ اَوِ الْحَيٰوةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل (بن ابی اویس بن عبد اللہ اصبحی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام مشہور) نے اونہون نے روایت کی عمرو بن یحیے (بن عمارہ) مازنی سے انہون نے اپنے باپ (یحییٰ) سے اونہون نے ابو سعید (سعد بن مالک خدری) سے اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جنتی جنت مین چلے جاوینگے اور دوزخ والے دوزخ مین پہر اللہ تعالیٰ فرماویگا نکال لو دوزخ سے اُسکو جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو **ف** قسطلانی نے کہا اس سے غرض تمثیل ہے تو یہ عیار ہے معرفت کا نہ وزن ہی حقیقۃً اسواسطے کہ ایمان جسم نہین ہے کہ وہ تل جا سکے لیکن وہ معقول ہی اور معقول کی تمثیل محسوس سے کرتے ہین مشابہت دیکر اور تحقیق یہ ہے کہ عمل کو جو عرض ہے ایک جسم مین کر دینگے پہر تولا جاویگا یا عمل خود جواہر ہو جاوینگے اُسوقت وہ ترازو کے ایک پلے مین رکہے جاوینگے اور امام غزالی نے اس حدیث سے نجات نکالی ہی اُس شخص کی جسکو یقین ہو ایمان کا اور مر جاوے اور زبان سے نہ کہہ سکے لیکن اگر قدرت ہو زبان سے کہنے کی اور نہ کہے اور مر جاوے تو احتمال ہے کہ ہمیشہ کیلیے جہنم مین رہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ رہا ہو اور ترجیح دی ہی اور علما نے احتمال ثانی کو اس صورت مین حدیث مین نطق کا لفظ محذوف کرنا پڑیگا اور منشا ان دونون احتمالونکا اختلاف ہی علما کا کہ نطق شرط ہے ایمان کا بغیر اسکے ایمان پورا نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے جماعت علما کا اور اختیار کیا ہی اسکو شمس الدین اور فخر الاسلام نے یا شرط ہے احکام دنیوی جاری کرنیکے لیے اور یہی مذہب ہے جمہور محققین کا اور یہی اختیار ہی شیخ ابو منصور کا **ف** پہر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور وہ جلکر کوئلہ کیطرح کالے ہو گئے ہونگے پہر ڈالے جاوینگے زندگی کی نہر مین یا بارش مین (یہ شک امام مالک کو ہوا جو راوی ہین اس حدیث کی) اور اوگ آوینگے جیسے دانہ اوگتا ہے بہاؤ کے ایک کنارے مین کیا تو نہین دیکہتا دانہ پہلے نکلتا ہے زرد لپٹا ہوا **ف** قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو جنت اور نار کی صفت مین بیان کیا ہی اور وہان اسکے زیادہ شرح کیجاویگی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اسکو روایت کیا کتاب الایمان مین اور بخاری کو یہ حدیث ایک درجہ مسلم سے عالی پہونچی ہے اور روایت کیا اسکو

نسائی نے اور یہ حدیث موطا میں نہیں ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو آگے بیان ہوگی **ف** وہیب نے کہا حدثنا
عمرو اور مالک نے عن عمرو کہا ہے) اور عین الحیاۃ کہا ہے (بغیر شک کے اور میں ایمان کی جگہہ میں خیر کہا ہے) (عمرو ابن یحییٰ
مین ہے کہ وہیب کی اس روایت کو خود مولف نے کتاب الرقاق میں روایت کیا ہے اور اسمین من ایمان ہے اور اسمین اعتراض
کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں من خیر ہے وہیب کی روایت سے) اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر
ہے اور غرض اس سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتے اور معتزلہ پر جو کہتے ہیں گناہ سے ہمیشہ
ہمیشہ دوزخ میں رہیگا **حدثنا** محمد بن عبید اللہ قال حدثنا ابراہیم بن سعد عن صالح عن ابن
شہاب عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی
ومنہا ما دون ذلک وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا
رسول اللہ قال الدین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبید اللہ (ابن محمد زید قرشی) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے ابراہیم بن سعد (ابن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف بن عبد الحارث بن زہرہ) نے انہوں نے روایت کی صالح (ابو
محمد بن کیسان غفاری) سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے ابو امامہ (اسعد) بن سہل بن حنیف رضی سے انہوں
نے سنا ابو سعید خدری (سعد بن مالک) سے وہ کہتے تھے فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار میں
سوتا تھا میں نے دیکھا لوگ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہیں تو کسی کا کرتہ چھاتیوں تک ہے (مثل چولی کے)
اور کسی کا اس سے نیچا ہے اور عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے اور انکا کرتہ (اتنا نیچا تھا کہ وہ اسکو) کھینچ رہے تھے صحابہ
نے عرض کیا اسکی تاویل کیا ہے (تعبیر) یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دین (یعنی کرتہ سے مراد دین ہے اور جسکا کرتہ زیادہ
لنبا تھا اوسکا دین زیادہ تھا حضرت عمر کا دین اور ایمان بہت زیادہ تھا کہ انکا کرتہ نہایت نیچا تھا) **ف** قسطلانی
نے کہا اس حدیث سے عمر فاروق رضی کی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی پر نہیں نکلتی کیونکہ ابو بکر کا بیان حضرت
نے نہیں کیا شاید انکا کرتہ اس سے بھی دراز ہو اور دوسری احادیث صحیحہ متواترہ ابو بکر کی فضیلت میں موجود ہیں اگر معاذ رضی
بھر دا حد کیونکر ہو سکتی ہے اور اس حدیث میں دین کو تشبیہ دی قمیص سے کیونکہ قمیص عورت کو چھپاتا ہے اسیطرح دین دوزخ سے
روکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ ایمان میں تفاضل ہے اور مولف نے اس حدیث کو کتاب التعبیر اور فضائل عمر میں بھی بیا
ن کیا ہے اور مسلم نے اسکو فضائل میں اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے **باب** الحیاء من
الایمان حیا ایمان میں داخل ہے (حیا سے مراد یہان وہ صفت ہے جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے یہ حیا محمود ہے

اور ایک حیا مذموم ہے جو خیر سے روکے مثلاً علم کی بات پوچھنے سے حق بات بیان کرنے سے) حدثنا عبد اللہ بن یوسف
قال اخبرنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مر علی رجل من الانصار وھو یعظ اخاہ فی الحیاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ
فان الحیاء من الایمان ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک
بن انس نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری سے) انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی
(مشہور تابعی فقیہ) سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر گذرے اور وہ اپنے
بہائی کو نصیحت کر رہا تھا حیا کے باب میں (یعنے منع کر رہا تھا حیا سے) جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے
دو (یعنے حیا سے منع مت کر) اسلیے کہ حیا ایمان میں داخل ہے (کیونکہ وہ روکتی ہے گناہوں سے جیسے ایمان روکتا ہے) اس
حدیث کو مولف نے کتاب الادب والصلہ میں اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے **باب** فان
تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم یہ باب التفسیر میں ہے اس آیت کو پہر اگر وہ یعنے کافر توبہ کریں
اور نماز پڑہیں اور زکوۃ دیں تو چھوڑ دو ان کو **ف** بیضاوی نے کہا اس آیت میں دلیل ہے کہ تارک الصلوۃ اور مانع زکوۃ کو
نہ چھوڑنا چاہیے اور غرض مولف کی اس باب سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہیں کہ ایمان اعمال کا محتاج نہیں ہے اور یہ مرجیہ
خارج ہیں اہلسنت سے اور بعض محدثین نے مرجیہ کا اطلاق ابو حنیفہ اور انکے اصحاب پر بھی کیا ہے اس وجہ سے کہ وہ اعمال کو
جز ایمان نہیں کہتے ہیں **حدثنا** عبد اللہ بن محمد المسندی قال حدثنا ابو روح الحرمی بن عمارۃ قال حدثنا
شعبۃ عن واقد بن محمد قال سمعت ابی یحدث عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت
ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ فاذا
فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ **ترجمہ** حدیث بیان کی
ہمسے عبد اللہ بن محمد مسندی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو روح حرمی بن عمارہ (بن ابی حفصہ) نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے اونہوں نے روایت کی واقد بن محمد (بن زید بن عبد اللہ بن عمر) سے انہوں نے
کہا میں نے سنا اپنے باپ (محمد بن زید بن عبد اللہ) سے وہ حدیث بیان کرتے تھے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض (صحابی مشہور)
سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس امر کی کہ کوئی
سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد رسول ہیں اللہ کے اور نماز پڑہیں اور زکوۃ دیویں پہر جب ایسا کریں گے
تو بچالینگے مجھسے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر اسلام کے حق سے نہ بچا سکینگے (جیسے زنا کریں تو رجم کیے جاوینگے یا خون

کرین تو قصاص مین مارے جاوینگے) اور اونکا حساب خدا پر ہوگا یعنے دلون کا حال خدا جانتا ہے ہم ان کامون کی وجہ
سے اونکو مسلمان کہینگے اور اسلام کے احکام اونپر جاری کرینگے اور امور آخرت جنت و نار اور ثواب و عقاب خدا کے سپرد ہین
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بیٹون کی ہے اپنے باپون سے اور ایسی اسنادین بہت ہین لیکن یہ ایسا ایک شخص کی ہے
باپ سے اور اُس نے دادا سے کم ہے اور واقد نے بیان روایت کیا اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے اور یہ حدیث غریب الاسناد
ہے متفرد ہوا اسکے ساتھ شعبہ واقد سے ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور وہ شعبہ سے غریب ہے کیونکہ اُنسے حرمی اور عبد الملک
بن صباح راوی ہین اور حرمی سے بھی غریب ہے اون سے مسندی اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ راوی ہین اور ابراہیم کی روایت
ابو عوانہ اور ابن حبان اور اسمعیل وغیرہم نے نکالی ہے اور عبد الملک سے یہ حدیث غریب ہے اُن سے متفرد ہوا اُنسے ابو غسان
مالک بن عبد الواحد شیخ مسلم نے تو اتفاق کیا شیخین نے اوسکی صحت پر باوجود غرابت کی اور یہ حدیث مسند احمد مین نہین ہے
باوجود وسعت اُس کتاب کے اور بعض لوگون نے اس حدیث کی صحت مین شبہہ کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے اسکو بیان کیا
جب اونکی باپ اور حضرت ابو بکر مین اختلاف ہوا مانعین زکوة کے قتال مین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید عبد اللہ بن عمر کو اُس
وقت اس حدیث کا خیال نہ رہا ہو یا عبد اللہ اُس مقام مین حاضر نہ ہون اور یہ حدیث کو سوا ابن عمر کے ابو ہریرہ نے بھی روایت
کیا ہے اور اس مین دلیل ہے اس امر کی کہ کبھی حدیث مخفی ہو جاتی تھی اکابر صحابہ پر اور عوام صحابہ کو معلوم ہوتی اور اسیلئے آراء
اور قیاس کیطرف التفات نہ کرنا چاہیے جب حدیث اسکے خلاف موجود ہو اور یون نہ کہنا چاہیے کہ اگر یہ حدیث صحیح
ہوتی تو فلان امام یا عالم پر کیسے پوشیدہ رہتی مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر رح کے اس قول سے رد ہو گیا اُن مقلدین کا جو
اپنے امام کے خلاف احادیث صحیحہ کو قبول نہین کرتے اور یہ عذر انکا پیش کرتے ہین کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو گی تو ہمارے امام کو
ضرور پہنچی ہو گی اُنہون نے اسپر عمل نہین کیا اور یہ عذر اونکا لغو ہے کس لیئے کہ جب اکابر صحابہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین
باوجود قرب زمان کی تو اور مجتہدین کس شمار مین ہین اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے کہ ائمہ اربعہ کے وقت مین حدیث
کی ایسی تدوین نہین ہوئی تھی جو بعد کے زمانہ مین ہوئی بلکہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین تو کوئی کتاب حدیث کی نہ تھی اور انکو
صرف وہی حدیثین پہونچین جو عبد اللہ بن مسعود یا حضرت علی سے منقول تھین کیونکہ یہ دونو صاحب کوفہ مین رہتے تھے اور
امام ابو حنیفہ کا وہی وطن تھا اور یہی وجہ ہے کہ امام مالک کی موطا باوجود اہتمام کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ربع بھی احادیث
مرفوعہ نہین ہین اور یہی سبب تھا کہ ان سب ائمہ دین نے حکم کر دیا حدیث پر عمل کرنیکا اور اپنی راے اور قیاس چھوڑ دینے کا
جب حدیث پہونچ جاوے بلکہ امام ابو حنیفہ تو تمام ائمہ سے بڑھکر متابعت حدیث کی تاکید کی ہے اور اونکے نزدیک حدیث
مرسل اور ضعیف اور خبر واحد یہان تک کہ قول صحابی بھی قیاس اور راے پر مقدم ہے اس صورت مین امام ابو حنیفہ رح پر کوئی

الزام نہین ہے اور انکا مذہب یہی ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہو اور حنفی بھی وہی ہے جو اپنے امام کے ارشاد کے مطابق چلے اور
حدیث پر عامل ہو نہ وہ جو امام کے برخلاف حدیث کو ترک کرے اور قیاس اور رائے پر جما رہے ھذا ما الھمنی ربی عز وجل
قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری اس بیان سے فارغ ہوئے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین تو اب شروع کیا مرجیہ کا رد جو کہتے ہین کہ ایمان
صرف تصدیق کا نام ہے اور عمل اسمین داخل نہین ہے باب من قال ان الایمان ھو العمل لقول اللہ تعالی وتلک الجنۃ التی
اورثتموھا بما کنتم تعملون باب بیان مین اس امر کے کہ ایمان عمل کا نام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا یہ جنت ہو جسکے تم
وارث ہوئے اپنے اعمال کی وجہ سے ف ابن حجر نے کہا آیت عام ہے اعمال مین اور ایک جماعت مفسرین سے منقول ہو کہ تعملون
کے معنے یہان تؤمنون ہو تو خاص ہو گی قسطلانی نے کہا وہ جو حدیث آئی ہے کہ کوئی جنت مین اپنے عمل سے نہ جاویگا اسکے خلاف
نہین ہے کیونکہ آیت مین عمل سے عمل مقبول مراد ہے اور حدیث مین مجرد عمل کی نفی ہے اور ظاہر ہے کہ قبول اللہ تعالی کی رحمت
ہے وقال عدۃ من اھل العلم فی قولہ تعالی فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون عن قول لا الہ
الا اللہ اور کئی اہل علم نے کہا ہو اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر مین قسم تیرے رب کی البتہ ہم پوچھینگے سب سے جو وہ عمل کرتے
تھے یعنے لا الہ الا اللہ کے کہنے سے ف حافظ ابن حجر نے کہا اہل علم مین انس بن مالک بھی داخل ہین ترمذی نے انس
سے مرفوعًا روایت کیا اور اسکی اسناد مین ضعف ہو اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی منقول ہو اونکا قول طبری کی تفسیر مین اور طبرانی
میں ملکے باب مین مروی ہو اور اخراج کیا اسکو عبد الرزاق نے تفسیر مین نووی نے کہا یہان سوال کل اعمال سے مراد ہو جن
سے تکلیف متعلق ہے اور تخصیص اسکی توحید سے دعوی بلا دلیل ہے مین کہتا ہون تخصیص کی ایک وجہ ہے وہ یہ
ہے کہ اجمعین مین کفار اور مؤمنین سب داخل ہین اور جو کہتے ہین کہ کفار سوا توحید کے اور اعمال سے مخاطب نہین ہین
انکے نزدیک تخصیص ضروری ہو اور جو کہتے ہین سب اعمال سے مخاطب ہین اونکے نزدیک کل اعمال سے جسمین توحید
بھی داخل ہے سوال ہوگا بہر حال توحید متفق علیہ ہے انتہے عمدۃ القاری مین کہ دعوی تخصیص توحید کا بلا دلیل مقبول
نہین ہو اسلئے کہ کلام عام ہے سوال عن التوحید وغیرہ مین تو دعوے تخصیص توحید کا محتاج ہے دلیل خارجی کا اور
ترمذی کی حدیث ضعیف ہی استدلال کے لائق نہین اور اجمعین مین تعمیم نہین ہے تاکہ مسلمان اور کافر دونو داخل
ہون واللہ اعلم وقال لمثل ھذا فلیعمل العاملون اور فرمایا اللہ تعالی نے ایسا عمل کرتی ہین عمل کرنیوالی اور یہ دلیل
کرتا ہو کہ ایمان ہی عمل ہے جیسا مصنف کا قول ہے لیکن لفظ عام ہے اور دعوے تخصیص کا بغیر برہان مقبول نہین ہو
البتہ اطلاق عمل کا ایمان پر صحیح ہے اس حیثیت سے کہ ایمان عمل قلب ہے لیکن اس سے لازم نہین آتا کہ عمل نفس ایمان ہو جاوے
اور غرض بخاری کی اس باب سے یہ ہو کہ عمل جزو ایمان ہو اور رد منظور ہو اسکا جو کہتا ہو کہ عمل کا ایمان مین کوئی دخل

نہیں تو اس صورت میں مقصود اسکا پورا نہ ہوگا اور اگر مراد یہ ہے کہ عمل کا اطلاق ایمان پر جائز ہے تو اسمیں کوئی ترجیح
نہیں اسلیے کہ ایمان عمل قلب ہے اور وہی تصدیق ہے اور اسکی بحث گذر چکی ہے (قسطلانی) فتح الباری میں ہے کہ
شاید مؤلف کے نزدیک فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ کے معنے فَلْيُؤْمِنِ الْمُؤْمِنُونَ ہیں یا عمل محمول ہے اپنے عموم پر اسواسطے کہ جو
ایمان لاویگا ضرور قبول ہوگا اور جسکا ایمان قبول ہوا وہ عمل ضرور کریگا اور جو عمل کریگا وہ ضرور مراد کو پہونچے گا اور جو
پہونچا اسی کے لیے ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ **حدثنا** اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا
اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن یونس اور موسی بن اسمٰعیل ان دونوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن شہاب (زہری) نے اونہوں نے روایت کی سعید
بن المسیب (بن حزن امام التابعین اور فقیہ مشہور) سے انہوں نے ابو ہریرہ رض (عبد الرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے
کہا پوچھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے (یعنے زیادہ ثواب رکھتا ہے) آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ
اور اوسکے رسول پر پوچھا پھر کونسا آپ نے فرمایا جہاد کرنا کافروں سے لڑنا دین کے لیے پوچھا پھر کونسا عمل آپ نے
فرمایا حج مبرور (یعنے مقبول جسمیں گناہ نہ رہا ہو اور علامت قبول کی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کا حال پہلے سے اچھا
ہو جاوے) **ف** قسطلانی نے کہا اس روایت میں ایمان کے بعد جہاد مذکور ہے اور ابو ذر کی روایت میں حج کا ذکر نہیں ہے
آزادی کا ذکر ہے اور ابن مسعود کی روایت میں پہلے نماز ہے پھر نیکی پھر جہاد اور اگلی حدیث میں سلامتی ہے ہاتھ
اور زبان سے اور یہ سب مضمون صحیح حدیثوں میں وارد ہیں اور اختلاف جو ہے بوجہ اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے
اور اسی وجہ سے اس باب کی حدیث میں نماز اور زکوۃ اور روزہ کو بیان نہیں کیا اور کہتے ہیں فلاں عمل بہتر ہے سب
میں مگر اوس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ من جمیع الوجوہ جمیع احوال و اشخاص میں بہتر ہے بلکہ ایک حال میں بہتر ہے
ایک حال میں دوسرا عمل اوس سے بہتر ہے انتہے فتح الباری میں ہے اگر کوئی کہے جہاد کو کیوں مقدم کیا حج پر حالانکہ
حج رکن ہے اور جہاد رکن نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حج کا نفع صرف حاجی کو ہے اور جہاد کا تمام مسلمانوں کو
ہے **باب** اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهِ
تَعَالٰى قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا اَسْلَمْنَا فَاِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهِ
جَلَّ ذِكْرُهُ اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الْاٰيَةَ باب بیان میں اس بات کے کہ جب اسلام حقیقۃً نہو یعنے دل سے

خلوص کے ساتھ) بلکہ ظاہر میں تابعداری ہو یا جان کے ڈر سے ہو (تو وہ آخرت میں کچھ فائدہ نہ دیگا) **ف** فتح الباری
میں ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ اسلام کے دو معنے آتے ہیں ایک حقیقت شرعیہ تو ایمان کی مرادف ہے یعنے
ہم معنے ہیں اس معنی کے رو سے اسلام اور ایمان ایک ہیں اور یہی مراد ہے اس آیت میں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ میں دوسرے حقیقت لغویہ اسکے معنے تابعدار ہونا اطاعت کرنا اور مناسبت حدیث
کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ مسلمان کا اطلاق ہوا اسپر جو اسلام ظاہر کرے اگرچہ اسکا باطن معلوم نہ ہو وہ
مومن نہ ہوگا اسواسطے کہ حقیقت شرعیہ اسپر صادق نہیں آتی گو حقیقت لغویہ حاصل ہے انتہے **ت** اسلئے کہ اللہ
تعالی فرمایا گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو اسلام لائے (یعنے مسلمانوں کے تابعدار
ہوگئے اور بظاہر اسلام قبول کیا) پھر جب اسلام اپنے حقیقی طور پر ہوگا تو وہی مراد ہے اس آیت میں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ
اخیر تک **ق** قسطلانی نے کہا یہ آیت قَالَتِ الْاَعْرَابُ بنی اسد کے کچھ لوگوں میں اتری وہ قحط سالی میں مدینہ آئے اور شہادتین
کا اقرار کیا اور لگے کہنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم آپ پاس سامان عیال لیکر آئے اور آپ سے لڑے نہیں جیسے فلان قوم کے لوگ لڑے
اور اپنا احسان رکھنے لگے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری تو کہہ تم ایمان نہیں لائے یعنے دل سے باطمینان قلب
مسلمان نہیں ہوئے البتہ یوں کہو ہم اسلام لائے اور اطاعت کی مسلمانوں کی کیونکہ جب زبان سے اقرار ہوا اور دل سے تصدیق
نہ ہو تو وہ اسلام ہے اور جس میں دل اور زبان دونو موافق ہوں وہ ایمان ہے اور امام ابوبکر بن طیب نے کہا کہ یہ آیت حجت ہے
کرامیہ پر اور انکے موافقین پر جو مرجیہ میں سے جو کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرنیکا نام ہے اور اس مضمون کی تائید اس آیت
سے بھی ہوتی ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ کیونکہ اسمیں دلوں میں ایمان کا ہونا بیان کیا نہ زبان پر اور بڑی
قوی دلیل انکے رد کے لیے یہ ہے کہ اجماع ہے منافقین کے کفر پر حالانکہ وہ زبان سے شہادتین کا اقرار کرتے تھے انتہے
قسطلانی مطبوعہ مصر میں یہ آیت زیادہ ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ یعنے جو کوئی اسلام کے
اور کوئی دین ڈھونڈھے تو قبول نہ کیا جاویگا اس آیت سے بھی یہ نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام مرادف ہیں کس لیے کہ اگر ایمان اسلام
کے مغایر ہوتا تو مقبول نہ ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان عین دین ہے اور دین وہی اسلام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا
اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان وہی اسلام ہے اور کشمیہنی اور حموی کے نسخوں میں یہ آیت نہیں
ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں بھی یہ آیت نہیں ہے) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا
وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ

عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ اموی نے انہوں نے روایت کی زہری (ابن شہاب محمد بن مسلم) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اونہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ ان دسوں کو اخیر میں مرے اپنے مکان عقیق میں جو دس میل پر ہے مدینہ سے ۵۵ ہجری میں لائے گئے لوگونکی گردنوں پر مدینہ میں اور دفن ہوئے بقیع میں صحیح بخاری میں انسے بیس حدیثیں مروی ہیں انکے باپ ابو وقاص کا نام مالک قرشی ہے) کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مردوں کو جنکی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی کچھ مال دیا (انکا دل ملانے کو اس لیے کہ انکا ایمان ضعیف تھا) اور سعد بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص کو آپنے چھوڑ دیا (حالانکہ اسنے بھی آپ سے مانگا تھا اسکا نام جعیل بن سراقہ ضمری مہاجری تھا) سعد نے کہا اور وہ شخص ان لوگوں میں جنکو آپنے دیا تھا مجھکو زیادہ پسند تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ آپنے فلاں شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں اسکو مومن سمجھتا ہوں آپنے فرمایا مسلمان (اس سے اسکے ایمان کی نفی منظور نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ مسلم کہنا بہتر ہے کیونکہ اسلام ظاہر حال سے معلوم ہو سکتا ہے اور ایمان دل سے متعلق ہے دل کی خبر خدا کو ہے) پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا بعد اسکے جو حال اسکا مجھے معلوم تھا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا سبب ہے آپنے فلاں شخص کو چھوڑ دیا میں تو قسم خدا کی اسکو مومن سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا مسلمان پھر میں تھوڑی دیر تک چپ رہا بعد اسکے جو حال اسکا مجھے معلوم تھا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایسا ہی جواب دیا پھر آپنے فرمایا اے سعد میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص (جسکو نہیں دیتا) اس سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اس ڈر سے کہ کہیں اللہ تعالے اسکو اوندھا نہ گرا دے جہنم میں (یعنے وہ ضعیف الایمان ہے مجھکو ڈر ہوتا ہے کہ اگر دنیا کا مال میں اسکو نہ دلاؤں تو ایسا نہ ہو وہ کافر ہو جاوے تو ایک شخص کو نہ دینے سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ مجھکو اس سے محبت نہیں بلکہ مجھکو اسی سے زیادہ محبت ہے پر چونکہ اسکا اعتبار ہے کہ اگر میں اسکو کچھ بھی نہ دونگا جب بھی وہ دین نہ چھوڑیگا اسلیے اسکو نہیں دیتا اور جو ضعیف الایمان ہے اسکو پہلے دیتا ہوں) روایت کیا اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبد اللہ بن مسلم) نے زہری سے (جیسے روایت کیا اسکو شعیب نے

قسطلانی نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو گمان غالب پر قسم کہانیکا جواز دوسرے سفارش کا جواز تیسرے سفارش قبول نکرنا جب وہ خلاف مصلحت ہو چوتھی امام کا اختیار مال مین کہ مصالح مسلمین مین صرف کرے پانچوین جنت کا یقینی نہونا کسی کے لیے سوا عشرہ مبشرہ کے چھٹے صرف زبانی اقرار کا کافی نہونا جب تک دل سے اعتقاد نہ ہووے اور اسپر اجماع ہے اور حدیث کا مضمون یہی ہے

باب اَلسَّلَامُ مِنَ الْاِسْلَامِ یہ باب ہے اس بیان مین کہ سلام کرنا اسلام مین داخل ہے (اور ایک روایت مین افشا کا لفظ زیادہ ہے یعنی ظاہر کرنا سلام کا اسلام مین داخل ہے) وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْاِیْمَانَ اَلْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ عمار ابن یاسر صحابی مشہور جو صفین مین حضرت علی رض کے ساتھ ہوکر شہید ہوئے ۳۷ھ مین) نے کہا تین چیزین ہین جو کوئی اونکو جمع کرلے اسنے (پوری) ایمان کو جمع کرلیا ایک تو انصاف کرنا ہے اپنے نفس سے (یعنے اپنے مولی کے حقوق ادا کرنا اور اسکی مناہی سے باز رہنا) دوسرے ہر ایک کو سلام کرنا (خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہو بشرطیکہ مومن ہو) تیسرے باوجود احتیاج کے خرچ کرنا (یہ انتہا کی سخاوت اور کرم ہے کہ اپنے احتیاج پر برادران بندگان خدا کی حاجت کو مقدم رکہنا) **ف** قسطلانی نے کہا اس اثر کو امام احمد نے کتاب الایمان مین اور بزار نے مسند مین اور عبد الرزاق نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کیا فتح الباری مین ہے کہ روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے کتاب الایمان مین سفیان ثوری کے طریق سے اور روایت کیا اسکو یعقوب بن شیبہ نے اپنے مسند مین شعبہ اور زہیر بن معاویہ وغیرہ سے انہون نے ابو اسحاق سبیعی سے انہون نے صلہ بن زفر سے اونہون نے عمار سے اور شعبہ کا لفظ یہ ہے تین باتین جسمین ہونگی وہ اپنا ایمان پورا کرلیا اور ایسا ہی روایت کیا ہم نے اسکو جامع معمر مین ابو اسحاق سے اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین معمر سے اور اخیر مین عبد الرزاق نے یہ کہا کہ پہر مرفوع کیا اسکو عمار نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم تک اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند مین اور ابن ابی حاتم نے علل مین دونون نے حسن بن عبد الله کوفی سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنۃ مین احمد بن کعب واسطی کے طریق سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن الاعرابی نے اپنے معجم مین محمد بن صباح صنعانی سے تینون نے عبد الرزاق سے مرفوعًا اور بزار نے اسکو غریب کہا اور ابو زرعہ نے کہا وہ خطا ہے ابن حجر نے کہا یہ حدیث معلول ہے از روی اسناد کے کیونکہ عبد الرزاق کا حفظ اخیر مین بگڑ گیا تہا اور ان لوگون نے اسی حال مین اُنسے سنا مگر ایسا مضمون رائے سے نہین کہہ سکتے اسلیے وہ مرفوع کے حکم مین ہے اور ہم نے اسکو مرفوعًا روایت کیا دوسرے طریق سے نکالا اسکو طبرانی نے کبیر مین اور اسکی اسناد مین ضعف ہے پر اسکے شواہد اور ہین جنکو مین نے تعلیق التعلیق مین ذکر کیا ہے انتہی حافظ ابن حجر نے کہا تنگی مین خرچ کرنا غایت کرم ہے اسلیے کہ جب احتیاج کی حالت مین خرچ کیا تو تونگری کیحالت مین بہت خرچ کریگا اور نفقہ عام ہے کہ

واجب ہو جیسے عیال کا یا مندوب ہو یا مہمان یا ملاقاتی کے لیے اور تنگی کی حالت میں خرچ کرنا مستلزم ہے وثوق باللہ و زہد فی الدنیا اور قصر امل کو اور سوا انکے اور جہات آخرت کو اور یہ تقریر یقوی ہے حدیث کی رفعہ کو کہ لیے کہ شان آنحضرتکی کلام کے جو جوامع الکلم دیا گیا تہا لائق ہے **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ (ابن سعید ابو رجا) نے انکا نام علی بن سعید بن جمیل الثقفی ہی انہوں کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد نے انہوں نے روایت کی یزید بن حبیب سے (جو مصری ہیں) انہوں نے ابو الخیر (مرثد) سے اونہوں نے عبد اللہ بن عمرو (ابن عاص صحابی مشہور) سے کہا کہ پوچھا ایک شخص نے جناب رسول مقبول سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سی خصلتیں اسلام کی بہتر ہیں (بہ نسبت اور خصلتوں کے) آپنے فرمایا کہ کہانا کہلانا اور سلام کرنا ہر ایک کو جس سے پہچان ہوا اور جس سے نہ ہو (یہ حدیث اوپر گذر چکی مگر مؤلف نے اوپر عمرو بن خالد کی روایت سے بیان کی اور یہاں قتیبہ کی کیونکہ انکی عادت ہے کہ ایک حدیث کو مکرر مختلف سنادوں سے لاتے ہیں اور اوپر گذرا کہ مؤلف نے اس حدیث کو تین مقاموں میں روایت کیا اپنی کتاب میں اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) **باب کفران العشیر** خاوند کی ناشکری کا بیان **ف** عینی نے کہا اس باب کو ابواب سابقہ سے یہ تعلق ہے کہ ان میں اسور ایمان مذکور تہے اور کفر ایمان کی ضد ہے تو ایمان کے بعد اوسکا بیان کرنا مناسب ہے قسطلانی نے کہا کفران کفر بالفتح سے ہی جسکے معنی چھپانیکے ہیں اور وہ ضد ہی ایمان کی کیونکہ حق یعنے توحید کا چھپانا ہے اور ناشکری کو بہی کہتے ہیں لیکن اکثر ایمان کے مقابل کفر اور ناشکری کے لیے کفران بولتے ہیں اور جیسے طاعات کو ایمان کہتے ہیں اسیطرح گناہوں کو کفر کہتے ہیں لیکن یہ کفر اس کفر سے کم ہے جو اسلام سے باہر کر دیتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا تمام گناہوں میں سے خاص کر خاوند کی ناشکری کو بیان کیا ایک نکتہ کے لیے وہ یہ ہی کہ آپنے فرمایا کہ اگر میں سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنیکے لیے حکم دیتا تو بی بی کو حکم دیتا وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے پس خاوند کے حق کو اللہ کے حق سے نزدیک کیا جب عورت نے اپنے خاوند کی ناشکری کی تو گویا وہ اس درجہ کو پہونچ گئی کہ اللہ کے حق کو بھی نمانے گی اور اسپر کفر کا اطلاق ہوا پر یہ کفر اسلام سے باہر نہیں نکالتا **وکفر دون کفر** اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہے **ف** اسمیں اشارہ ہے ایک اثر کیطرف جسکو امام احمد نے کتاب الایمان میں عطا بن ابی رباح کے طریقہ سے بیان کیا (فتح) قسطلانی نے کہا لوگوں کا مال ناحق کہانا ناحق خون میں کم ہے اور مطلب مؤلف کا یہ ہے کہ کفر دو ہیں ایک تو وہ جو گناہ ہے لیکن اسکی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر نہیں ہوتا اس

مین بھی کمی درجہ ہین کیونکہ ایک گناہ دوسرے سے بڑھ کر ہے دوسرے وہ گناہ جو اسلام سے باہر کردیتا ہے یہ کفر حقیقی ہے جیسے
شریک کرنا خدا کے ساتھ کسیکو پیغمبر کا انکار کرنا علی ہذا قیاس عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس باب
مین روایت ہی ابو سعید خدری سے انہون نے سنا جناب سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتح الباری مین ہے یعنے داخل ہر اس
باب مین وہ حدیث جسکو ابو سعید نے روایت کیا اور اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث کا ایک طریقہ اور بھی ہے سوا اس طریق
کے جسکو مؤلف نے یہان بیان کیا اور ابو سعید کی اس حدیث کو مؤلف نے کتاب الحیض مین نکالا عیاض بن عبد اللہ کے
طریق سے انہون نے ابو سعید سے اور اُس مین یہ ہے کہ آپ نے عورتون سے فرمایا صدقہ دو کیونکہ مین نے دیکھا تم جہنم مین
زیادہ ہو انہون نے عرض کیا کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی
ہو اور احتمال ہے کہ ابو سعید کی حدیث سے یہ روایت مراد ہو لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ یہ قاضی ابو بکر نے کہا اور
پہلا قول زیادہ ظاہر ہے اور مؤلف کی عادت کے موافق ہے اور مؤید ہے اسکی یہ کہ وہ روایت ابن عباس کو اس لفظ سے ذکر
لائے ہین وَیَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ اور عشیر سے مراد خاوند ہے اوسکو عشیر کہا بمعنے معاشر کے جیسے اکیل بمعنے مواکل کے اور یہ
روایت ابن عباس کی جز ہے ایک حدیث طویل کا جسکو مؤلف رح کتاب الکسوف مین لائے ہین اسی اسناد سے وہان
پر اوسکی شرح مذکور ہوگی اور یہان ہم دو فائدے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ بخاری حدیث کی تقطیع یعنے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالنا جائز رکھتے ہین بشرطیکہ ہر ٹکڑے کا معنے جدا ہو جسکو ماقبل اور مابعد سے تعلق نہ ہو اور نہ فساد معنے لازم آوے جو
شخص نے اس کتاب کی حدیثون کو شمار کرنا چاہا وہ سمجھا ہے ایک حدیث کو دو حدیثین یا زیادہ بوجہ اختلاف ابتدا کے
اور یہی غلطی ہوئی اس شخص سے جسنے کہا اس کتاب مین بغیر تکرار چار ہزار حدیثین ہین جیسے ابن الصلاح اور شیخ محی الدین
سے منقول ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ بغیر تکرار کے اسمین دو ہزار پانسو تیرہ حدیثین ہین جیسے مین نے مقدمہ مین اسکا
تفصیل سے بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ امام بخاری جب حدیث کو دوبارہ لاتے ہین تو بیفائدہ نہین لاتے کبھی متن مین تغیر
ہوتا ہے کبھی اسناد مین اگر بہت طرق ہوتے ہین تو ہر باب مین ایک طریق لاتے ہین اور کبھی حدیث کو ایک جگہہ
مختصر کردیتے ہین دوسری جگہہ پوری بیان کرتے ہین غرض یہ کہ ساری کتاب مین ایک ہی صورت سے ایک
حدیث دوبار نہین لائے لیتے مختصراً **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُ النَّارَ فَاِذَا اَکْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ
یَکْفُرْنَ قِیْلَ اَیَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ
رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ ترجمہ خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہون نے روایت

کی مالک بن انس امام مشہور نے اوسے اونہون نے زید بن اسلم سے (جو مولی تھے حضرت عمر کے انکی کنیت ابو اسامہ) انہون نے عطا بن
یسار سے اونہون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اونہون نے کہا جناب رسول مقبول سرور عالم سید بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی ہے مین نے دیکھا تو وہان عورتین زیادہ تھین اسوجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہین لوگون نے عرض کیا کیا
اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہین (یعنے خدا کی منکر ہین) آپ نے فرمایا خاوند کے ساتھ کفر (ناشکری) کرتی ہین اور احسان نہین
مانتین اگر تو ان مین کسیکے ساتھ ایک زمانے تک احسان کرے (یعنے اپنی عمر بھر یا ایک مدت تک) پھر وہ تجھسے کوئی بات دیکھے
(جو اسکی مرضی کے خلاف ہو) وہ کہنے لگے گی مین نے تجھسے کبھی بھلائی نہین پائی (اور اگلے سب احسان عمر بھر کے بھول جاویگی)

ف قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم اپنی رعیت کو نصیحت کر سکتا ہے اور عبادات پر رغبت دلا سکتا ہے اور متعلم کو
عالم کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور تابع کو متبوع کیطرف اور یہ بھی نکلا کہ کفر ناشکری کو بھی کہتے ہین اور حق کا انکار کرنے کو اور
گناہون سے ایمان گھٹ جاتا ہے مگر ویسا کفر نہین ہوتا جسکی جزا ہمیشہ کی دوزخ ملتی ہے اور یہ بھی نکلا کہ عورتون کا ایمان
خاوند کا شکر کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور اس حدیث کی سند کل مدنی ہین سوا ابن عباس کے وہ بھی مدینہ مین رہے ہین انتہی مختصرا ۱۲

باب تنوین کے ساتھ اور بعض نسخون مین اضافت کے ساتھ اور مضاف الیہ آگے ہے اَلْمَعَاصِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاہِلِیَّۃِ
وَلَا یُکَفَّرُ صَاحِبُہَا بِارْتِکَابِہَا اِلَّا بِالشِّرْکِ بیان مین اس بات کے کہ گناہ (خواہ صغائر ہون یا کبائر) جاہلیت (وہ
زمانہ جو اسلام سے پہلے تھا) کے کامون مین سے ہین اور گناہونکا کرنیوالا (یعنے ان گناہون کا جو کفر نہین ہین) کافر نہین ہوتا
البتہ شرک کرنے سے کافر ہو جاتا ہے ف فتح الباری مین ہے یعنے ہر ایک گناہ خواہ ترک واجب ہو یا ارتکاب حرام جاہلیت
کے اخلاق اور عادات مین سے ہے اور شرک سب گناہون مین بڑا گناہ ہے اور اسیواسطے اوسکا استثنا کیا اور حاصل
ترجمہ باب کا یہ ہے کہ گناہون پر کفر کا اطلاق جو اگلے باب سے معلوم ہوا وہ مجاز آیا ہے یعنے ناشکری کا نہ کفر جحود کیونکہ
گناہون سے ایسا کفر نہین ہوتا کہ آدمی ملت اسلام سے نکل جاوے اور خوارج نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین گناہون
سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور نص قرآنی اونکا رد کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے سوا شرک کے اور گناہ جسکے چاہے گا بخشدیگا
تو شرک سے جو گناہ کم ہین انکی مغفرت ممکن ہے اور مراد شرک سے اس آیت مین کفر ہے اسلیے کہ جو کوئی جناب سرور عالم کی نبوت
کا مثلاً انکار کرے وہ کافر ہے اگرچہ خدا کے سوا دوسرے کسی کو معبود نہ بناوے اور وہ بالاتفاق بخشا نہ جاویگا اور کبھی
شرک کفر سے خاص ہوتا ہے جیسے اس آیت مین مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ ابن بطال نے کہا امام بخاری رح کی غرض رد ہے
اون لوگون کا جو گناہ کرنیوالے کو کافر کہتے ہین جیسے خوارج خذلہم اللہ تعالی اور کہتے ہین کہ جو گناہ کرتا ہوا مر جاویگا وہ
ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور آیت رد کرتی ہے انکا اسواسطے کہ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ سے یہی لوگ مراد ہین جو سوا

شرک کے اور گناہ ہو پھر مرین بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک امرء فیک جاھلیۃ کیونکہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوذر غفاری رضی سے) تو ایسا آدمی ہے جسمین جاہلیت ہے ف یہ حدیث امام بخاری نے باسناد آگے روایت کی ہے ابوذر نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی تب آپنے یہ حدیث فرمائی اس سے یہ ثابت ہوا کہ گالی دینا جاہلیت کے کاموں مین سے ہے اور ظاہر ہے کہ گالی گناہ ہے پس گناہ جاہلیت کے کام ہوئے کرمانی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث سے جو امام بخاری نے استدلال کیا وہ صحیح نہین کسلیے کہ گالی دینا گناہ صغیرہ ہے اور خوارج صغائر سے تکفیر نہین کرتے حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے آیت ان اللہ لا یغفر الآیہ سے استدلال کیا اور وہ ظاہر ہے اسیواسطے ابن بطال نے بھی پر اقتصار کیا اور ابوذر کا قصہ اسلیے لائے کہ جسمین جاہلیت کی کوئی بات باقی ہو شرک کے سوا وہ کافر نہین ہوتا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور یہ استدلال اس قصہ سے ظاہر ہے اسلیے کہ ابوذر صحابی تھے اور بالاتفاق مسلمانون کے پیشوا تھے وقول اللہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا شرک کو اور بخشے گا شرک سے کم گناہ کو جسکو چاہیگا تو شرک سے کم گناہ کی مغفرت جائز ہوئی پھر جو کوئی توحید پر مرے وہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہیگا اگرچہ اور کبائر کا ارتکاب کیا ہو سوا شرک کے وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فسماھما المؤمنين اور فرمایا اللہ جل جلالہ اگر دو گروہ مومنون کے آپسمین لڑین تو اون مین صلح کرادو تو دونو گروہون کو اللہ تعالیٰ نے مومن فرمایا یہ بھی امام بخاری کی دلیل ہے کیونکہ مسلمانون سے لڑنا گناہ ہے باوجود گناہ کے حق تعالیٰ نے لڑنے والون کو مومن فرمایا اس سے رد ہوگیا خوارج کا جو گناہ کرنے والے کو کافر کہتے ہین اسکے بعد یہ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ یعنے مومن بہائی ہین تو صلح کرادو اپنے بہائیون مین اور قسطلانی کے مطبوعہ مصر مین یہ آیت مذکور نہین ہو اصیلی کی روایت مین ایک حدیث ابوبکرہ کی اس مقام مین زائد ہے اور وہ یہ ہے اذا التقى المسلمان بسیفیھما یعنے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوارین لیکر بھڑین تو دونو کو مسلمان کہا اور یہ بھی دلیل ہے امام بخاری کی اور رد ہے خوارج پر حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن مبارک نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید (ابو اسمٰعیل ازرق) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے

ایوب (سختیانی) اور یونس (ابن عبید بن دینار بصری) نے انہوں نے روایت کی حسن (ابو سعید بن ابی الحسن انصاری) سے
انہوں نے احنف بن قیس (ابو بحر ضحاک) سے انہوں نے کہا میں نکلا اس شخص کی مدد کرنے کو (یعنے حضرت امیر المومنین علی
بن ابیطالب رضہ کی جیسے مسلم کی روایت میں تصریح ہے) پھر مجھسے ملے ابو بکرہ (نفیع بن حارث بن کلدہ صحابی مشہور) انہوں
نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو میں نے کہا اس شخص کی مدد کرنیکو انہوں نے کہا لوٹ جا کیونکہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر بھڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
قاتل تو خیر (دوزخی ہوگا کیونکہ اسنے مسلمان کو قتل کیا) اور مقتول کیوں دوزخی ہوگا آپ نے فرمایا وہ حرص کرتا تھا اپنے
صاحب کے قتل پر یعنے گو وہ مار نہ سکا پر اسکا بھی ارادہ یہی تھا کہ اپنے بھائی کو جسطرح بنے مار ڈالے اسوجہ سے وہ جہنمی ہوا ف
فتح الباری میں ہے کہ احنف بن قیس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھے اور آپکو دیکھا اسلام میں پہلے ایسے لوگوں کو
محدثین کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں اور احنف بنی تمیم کے رئیس تھے اسلام کے زمانہ میں اور انکی مثل لائی جاتی ہے حلم میں اور وہ
نکلے تھے اپنی قوم سمیت حضرت علی رضہ کی مدد کے لیے جنگ جمل میں پھر ابو بکرہ نے انکو منع کیا وہ لوٹ آئے اور ابو بکرہ نے اس حدیث
کو محمول کیا عموم پر یعنے ہر ایک مسلمانوں پر جو آپس میں لڑیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس قتال پر جو بلا حکم شرعی ہو اور خود
قرآن سے ثابت ہے کہ اہل بغی سے لڑو یہانتک کہ وہ راہ پر آویں اور احنف ابو بکرہ کی کہنے سے پھر گئے اور حضرت علی رضہ کے ساتھ
رہے باقی لڑائیوں میں اور اس حدیث کی بحث کتاب الفتن میں آویگی اگر خدا چاہے اسکے راوی سب بصری ہیں اور اس اسناد میں تین
تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایوب اور حسن اور احنف ہیں انتہے مع زیادۃ قسطلانی نے کہا مراد اس حدیث
سے وہ قتال ہے جو بغیر تاویل جائز کے ہو لیکن جب دونوں طرف صحابی ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ قتال اجتہاد سے ہوگا اور صلاح
دین کے گمان کی وجہ سے قتال میں جو صواب پر ہو اسکو دو اجر ہیں اور جو خطا پر ہو اسکو ایک اجر ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو معصیت
کا خیال ٹھان لیوے اور اپنا دل اسپر جما دیوے وہ گنہگار ہوگا اس اعتقاد اور عزم کی وجہ سے اور یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے
کہ جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن گناہ نہ کرے تو اسکو معاف ہو کیونکہ اس حدیث میں ارادہ سے صرف قصد
اور وسوسہ مراد ہے جو دل میں گذرے اور جمے نہیں اور مؤلف نے اس حدیث کو فتن میں اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت
کیا ہے عینی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہونگے یہ اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالے انکو اس فعل
کا بدلہ دیوے اور عذاب کرنا چاہے جیسے اہلسنت کا مذہب ہے اور بعضوں نے کہا اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق ہوئے
اب انکا امر خدا کی مشیت پر موقوف ہے اور حدیث محمول ہے اس قتال پر جو بغیر تاویل شرعی کے ہو اور مذہب حق جس پر اہلسنت
ہیں یہ ہے کہ صحابہ کی مشاجرات اور محاربات سے سکوت کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ مجتہد تھے تاویل پر لڑے تھے اور

ان پیش سو کسی کی غرض دنیا جو ثابت ہو بعض ان میں سے صواب پر ہیں بعض خطا پر اور اللہ تعالے نے مجتہد مخطی پر
ترجیح نہیں کی اور مجتہد مصیب کو دوہرا ثواب ہے لیکن مترجم نے کہا یہ حدیث نسخہ مشہور میں جو قسطلانی کے
متن پر اس باب میں نہیں ہے بلکہ اس باب میں حضرت ابوذر کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے اور اس باب کے بعد ایک باب زیادہ
ہے جسمیں آیت وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا اور یہ حدیث مذکور ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ
دونوں حدیثیں ایک ہی باب میں مذکور ہیں اور اس ترجمہ میں نسخہ مطبوعہ دہلی کا اتباع کیا گیا ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ
وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ
فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ ترجمہ
حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے
انہوں نے روایت کی واصل (ابن حیان) سے انہوں نے معرور (ابن سوید) سے انہوں نے کہا میں ابوذر سے ملا ربذہ میں
(ربذہ ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر اور ابوذر کا نام جندب بن جنادہ غفاری ہے اور وہ مشہور صحابی ہیں جو زاہد
اور دنیا سے نفور تھے) وہ ایک جوڑا پہنے تھے (یعنے ایک چادر اور ایک تہبند دو کپڑوں کو جوڑا کہتے ہیں) انکا غلام بھی
ایک جوڑا پہنے تھا میں نے اسکا سبب پوچھا (یعنے دونوں کے جوڑے یکساں ہونے کا کیونکہ عادت زمانہ کی یہی ہے
غلاموں کے کپڑے مالک کے کپڑوں سے کم قیمت کے ہوتے ہیں) ابوذر نے کہا میں نے گالی گلوج کی ایک شخص سے تو میں نے
اسکو ماں کی گالی دی (یعنے اتنا ادب مقرر میں زیادہ کیا کہ اسکی ماں عجمی تھی میں نے اسکو برا کہا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے
اسکو کہا اے سودا (یعنے کالی) کے بیٹے یہ سنکر جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا اے
ابوذر تو نے اسکو ماں کی گالی دی تو ایسا آدمی ہے جسمیں جاہلیت ہے ف شاید یہ فعل ابوذر نے اسوقت کیا جب
انکو اسکی حرمت معلوم نہ تھی اور مطلب یہ ہے کہ تجھمیں جاہلیت کی ایک خصلت باقی رہگئی ہے ورنہ ابوذر ایمان کے اعلے
درجہ پر تھے لیکن آپ نے اونکو تنبیہ کی یہ کلمہ فرما کر تاکہ پھر ایسی حرکت نہ کریں اور ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ وہ شخص
جن سے ابوذر نے گالی گلوج کی بلال تھے جو مؤذن تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ہر راوی نے روایت کیا کہ
جب بلال نے ابوذر کی شکایت کی سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے ابوذر سے فرمایا کیا تو نے بلال کو
گالی دی اور انکی ماں کو گالی کہا ابوذر نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تجھمیں جاہلیت کے کبر کا کچھ اثر باقی ہے یہ سنکر ابوذر نے

اپنا رخسارہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ میرا اپنا گال زمین پر سے نہ اٹھاؤنگا جبتک بلال اسکو اپنے قدم سے نہ روندیں ابن ملقن نے کہا
کہ پھر بلال نے پاؤں سے انکی گال کو روندا سبحان اللہ ابوذر غفاری عاشق رسول تھے جب مشفق نے یہ فرمایا کہ تجھ میں کبر اور غرور کا
اثر ہے تو عاشق نے اس بری صفت کو خاک میں ملایا اپنا منہہ غلام کے پاؤں سے روندوایا حضرت بلال گو اصل میں غلام تھے
جنکو حضرت ابوبکر صدیق رض نے خرید کر آزاد کر دیا تھا پر رسول مقبول سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف انکو
ایسا حاصل ہوا کہ ساری دنیا کے شریفوں سے گوئے سبقت لے گئے رضی اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوں سے اور حشر میں ہمکو
انکا ساتھ نصیب کرے آمین یا رب العالمین (قسطلانی سے زیادہ) ف تمہارے تابعدار (یعنے خدمتگار اور غلام لونڈی)
تمہارے بھائی ہیں (بوجہ اسلام کے یا اسوجہ سے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں) اللہ تعالے نے اپنے فضل سے) انکو تمہارے ہاتھ
کے تلے رکھا (اور تمکو انکا مالک اور سردار اور حاکم بنایا) پھر جسکا بھائی اسکے ہاتھ کے تلے ہو (یعنے غلام لونڈی نوکر چاکر
خدمتگار میں سے کوئی) تو کھلاوے اسکو جو آپ کھاوے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنے اور مت تکلیف دو انکو اتنے کام کی کہ وہ
عاجز ہو جاویں (یہ نہی تحریمی ہے) اگر ایسی تکلیف دو (یعنے کسی موقع پر ایسا کام پڑ جاوے) تو انکی مدد کرو (خود بھی آکر
کام میں شریک ہو جاؤ) ف قسطلانی نے کہا جب کوئی غلام لونڈی کو اپنے قوت میں سے کھلاوے تو اوس نے اپنے کھانے
میں سے کھلایا اور یہ ضرور نہیں کہ جو چیز آپ کھاوے میوہ ہو یا سالن وغیرہ اسمیں سے اوسکو بھی کھلاوے لیکن ایسا کرنا مستحب ہے
اور غلام لونڈی کی مثل ہیں نوکر اور چاکر اور خدمتگار اور مہمان اور جانور اور اس حدیث سے ممانعت نکلی غلام لونڈیکو گالی دینے
کی اور ترغیب ہے انکے ساتھ احسان اور عمدہ سلوک کرنے کی اور انکے ساتھ نرمی کرنے کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں
ایک کو دوسرے پر فضیلت صرف تقوی کی وجہ سے ہے تو شریف النسب کو شرافت نسب کچھ کام نہ آویگی جب وہ متقی نہ ہووے
کمینہ اگر متقی ہو تو اوسکا تقوی کام آویگا فرمایا اللہ تعالے نے اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت اسکی ہے جو تم میں زیادہ
پرہیزگار ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام کو بھائی کہہ سکتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھی بات کا حکم کرنا چاہیے اور بری بات سے منع
کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے کتاب العتق اور کتاب الادب میں نکالا اور مسلم نے کتاب الایمان اور نذور میں اور ابوداؤد اور ترمذی
نے باختلاف الفاظ انتہی کرمانی نے کہا نووی نے کہا قیاس حدیث دلالت کرتا ہے کہ ابوذر نے جس سے گالی گلوچ کی وہ غلام تھا
حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو ادب مفرد میں روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ میں نے ابوذر پر ایک چادر دیکھی اور انکے غلام
پر ایک چادر (اسی قسم کی) دیکھی میں نے کہا اگر تم اس چادر کو اپنے غلام سے لیکر پہنو تو تمہارے پاس پورا جوڑا ہو جاویگا
اور مسلم کی روایت میں ہے ہم نے کہا اے ابوذر اگر تم یہ دونوں کپڑے لے لو تو ایک جوڑا ہو جاوے اور ابوداؤد کی روایت میں
ہے لوگوں نے کہا اے ابوذر اگر تم وہ کپڑا جو تمہارے غلام پر ہے لے لو اور اپنے کپڑے کے ساتھ ملا لو تو ایک جوڑا ہو جاوے اور

یہ موافق ہے اہل لغت کے قول کے جو کہتے ہیں دو کپڑے جب ملائے تو جوڑا ہو جاتا ہے اور ہر روایت کو موافق جو اصل کتاب میں ہے
جمع کرنے سے دو جوڑے ہو جاتے ہیں اور دونوں روایتوں میں جمع ممکن ہے اس طرح سے کہ ابوذر پر ایک چادر نئی ہوگی اور ایک پرانی اُسی
قسم کی اور ایسا ہی اُنکے غلام کے پاس تو لوگوں نے یہ کہا اگر تم نئی چادر غلام سے لے لو اور اپنی نئی چادر کے ساتھ ملا لو اور اپنی
پرانی چادر غلام کو دیدو تو ایک نیا جوڑا پورا ہو جاویگا اس تاویل سے دونوں روایتیں ایک ہو گئیں اور پوری جوڑی ہونے سے
جو اعمش کی روایت میں ہے ادب مفرد میں یہی مراد ہے یعنی ایک نیا جوڑا پورا ہو جاویگا اور بعض اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ حلہ
یعنے جوڑا نئے دو کپڑوں کا ہوتا ہے جب انکو تہ سے کہولیں تو حلہ کہتے ہیں تحلیل سے اور ابوذر رض کے اس غلام کا نام معلوم
ہوا اور احتمال ہے کہ وہ ابو مراوح ہو جو مولی تہا ابوذر کا اور صحیحین میں اس کی روایت ہے اور مسلم نے کنی میں کہا کہ اس
غلام کا نام سعد تہا اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوذر نے کہا جو شخص مردوں کو گالی دیگا تو وہ اسکے ماں اور
باپ کو گالی دیں گے تب آپنے یہ حدیث فرمائی اور میرے نزدیک یہی ہے کہ ابوذر نے یہ فعل اُسوقت کیا جب انکو اسکی حرمت معلوم
نہ تہی تو گویا جاہلیت کی خصلت اُن میں باقی رہگئی تہی اسیواسطے ابوذر نے کہا کیا اسوقت تک یعنے اتنا بوڑہا میں ہو گیا
ابہی تک مجہہ میں جاہلیت ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ روایت ادب مفرد میں ہے گویا ابوذر نے تعجب کیا کہ باوجود کبر سن کے یہ امر مجہہ
پوشیدہ رہا آپ نے بیان فرمایا کہ یہ جاہلیت کی خصلت ہے اور شرعاً مذموم ہے بعد اسکے ابوذر اپنے غلام کو اپنے برابر رکہتے تہے کہ
لباس وغیرہ میں وہ عمل کیا احتیاطاً اگرچہ لفظ حدیث سے غلام لونڈی کی دلجوئی اور خاطرداری نکلتی ہے نہ مساوات اور برابری
اور ہم باقی تفصیل اسکی کتاب العتق میں خدا چاہے تو بیان کرینگے اور ابوذر کے اس فعل کا سبب دوسری ایک مرفوع روایت
میں مذکور ہے اس سے زیادہ تصریح سے جسکو روایت کیا طبرانی نے ابو غالب سے انہوں نے ابو امامہ سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابوذر کو ایک غلام دیا اور فرمایا کہ کہلاؤ اسکو جو تو کہاوے اور پہنا اسکو جو تو پہنے ابوذر کے پاس اُسوقت ایک
کپڑا تہا انہوں نے اسکے دو ٹکڑے کیے اور غلام کو آدہا کپڑا دیدیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا اور ابوذر سے اسکا
سبب پوچہا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تہا کہ انکو کہلاؤ اور جو تم پہنو انکو پہناؤ آپ نے فرمایا ہاں
مترجم کہتا ہے تو ابوذر رض نے یہ حدیث بیان کرکے معرور کی بات کا جواب دیا کہ میں اسوجہ سے جوڑے کو پورا نہیں کر
سکتا اور جو میں پہنتا ہوں وہی غلام کو پہناتا ہوں سبحان اللہ غلام لونڈی کتنا ایسے لوگوں کو رد ہے جو ان سے
ایسا برتاؤ کریں نہ اُن لوگوں کو جو انکو ذلیل سمجہیں اُنسے گالی گلوچ کریں کہانے پینے کی تکلیف دیں انکی طاقت سے
زیادہ انسے کام لیں یہ فعل حرام اور مکروہ ہیں اور ظالم کو اُنپر مواخذہ اور رحیم ہو سکتا ہے

باب ظلم دون ظلم

ایک ظلم (گناہ) دوسرے ظلم (گناہ) سے کم ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا دون کے معنے یہاں غیر کے ہیں یعنی ظلم کی

قسم ایک اکبر ہیں یا درکھو ہیں یعنی بعضے ظلم دوسرے سے کم ہیں اور یہی زیادہ ظاہر ہے مصنف کے مقصود ہیں اور یہ
جملہ ایک حدیث کا لفظ ہے جسکو روایت کیا امام احمد نے کتاب الایمان میں عطاء سے اور روایت کیا اسکو طاؤس کے
طریق سے ابن عباس سے اسی معنی میں اور یہی مطلب ہے اس آیت کا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ الاٰیۃ تو مؤلف نے
اسکو ترجمہ باب کردیا اور اسپر استدلال کیا حدیث مرفوع سے عینی نے کہا ابن بطال نے کہا باب کا مقصود یہ ہے کہ ایمان تمام
ہوتا ہے عمل سے اور گناہوں سے ایمان گھٹتا ہے لیکن انکی وجہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور لوگ اُن میں مختلف ہیں
بقدر صغر و کبر معاصی انتہی حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی باہلی بصری)
نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے ح کہا امام بخاری نے اور حدیث بیان کی مجھسے
بشر (بن خالد ابو محمد عسکری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد (بن جعفر ہذلی بصری معروف بہ غندر) نے
انہوں نے روایت کی شعبہ (بن حجاج) سے (تو امام بخاری کو یہ حدیث شعبہ سے دو طریق سے پہنچی پہلے طریق میں انکے
اور شعبہ کے درمیان ایک ہی واسطہ ہے ابو الولید کا اور دوسرے طریق میں دو واسطے ہیں لیکن چونکہ دوسرے طریق میں
شعبہ سے غندر راوی ہیں اور وہ سب لوگوں سے زیادہ شعبہ کی روایتوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں اسلیے اس طریق کو بھی نکالا اگرچہ
وہ عالی نہیں ہے) انہوں نے سلیمان (بن مہران اعمش اسدی کاہلی کوفی) سے انہوں نے ابراہیم (بن یزید بن قیس نخعی
ابو عمران کوفی فقیہ مشہور) سے انہوں نے علقمہ (بن قیس بن عبد اللہ) سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رض (صاحب
النعل والوسادہ صحابی مشہور) سے اونہوں نے کہا جب یہ آیت اُتری جو لوگ ایمان لائے اور نہیں ملایا اپنے ایمان کو ظلم
(گناہ) سے انہی کو امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے
کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا اپنے نفس پر (یعنے گناہ نہیں کیے) تب اللہ پاک عزشانہ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا
ظلم (گناہ) ہے ف تو صحابہ نے پہلی آیت کو عموم پر محمول کیا اور انکو فکر پیدا ہوئی کہ گناہ تو ہر شخص سے ہوا
ہے پھر امن پانے والا راہ پانے والا کوئی نہ ہوا اللہ پاک نے دوسری آیت سے یہ بیان فرمایا کہ ظلم سے اس آیت میں
ظلم عظیم مراد ہے وہ کیا ہے شرک تو مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے پھر شرک نہیں کی انکو امن ہے گو
اور چھوٹے ظلموں یعنے گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں آلودہ ہوگئے ہوں قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا

نہ گناہون کو شرک نہین کہتے اور جو کوئی ایمان لاوے پھر شرک کرے اسکو امن ہی اور اسنے راہ پائی اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اور گناہون کی وجہ سے بھی مومن کو عذاب ہو سکتا ہی تو امن کہان ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ امن سے مراد یہان ہمیشہ کی دوزخ سے امن ہی اور شرک کے سوا اور گناہون سے ہمیشہ کی دوزخ نہین ملیگی تو امن ہوا ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ظلم کے درجے ہین اور عام سے کبھی خاص معنے مراد ہوتا ہے اور اس اسناد مین تین تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور وہ اعمش اور ابراہیم اور علقمہ ہین اور تینون فقہا کوفہ مین سے ہین اور اس حدیث کو مولف نے باب احادیث الانبیا اور کتاب التفسیر مین نکالا ہے اور مسلم نے ایمان مین اور ترمذی نے انتہی مختصرا فتح الباری مین ہے ابو نعیم نے اپنے مستخرج مین اتنا زیادہ کیا کہ صحابہ نے کہا جب یہ آیت اوتری اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ تو ہم خوش ہو گئے اور اس سے معلوم ہوا کہ دوسری آیت کا اوترنے کا جو سورۂ لقمان مین ہے یہی سبب ہوا اور بعضی روایتون مین ہی کہ جب صحابہ نے یہ سوال کیا تو آپنے فرمایا کیا تم نے لقمان ع کا قول نہین سنا اور ایک روایت مین ہی کہ ایسا نہین ہے جیسا تم سمجھے ہو اور عیسی بن یونس کی روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا ظلم سے مراد اس آیت مین شرک ہے کیا تم نے لقمان ع کا قول نہین سنا ان روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کو حضرت لقمان کا قول معلوم تہا اور آپنے انکو جتلا دیا اور احتمال ہی کہ اسی وقت یہ آیت اوتری ہو اور آپنے اوسکو پڑہا ہو اور صحابہ کو جتلایا ہو تو دونون روایتون مین اختلاف رہیگا خطابی نے کہا صحابہ کے نزدیک شرک ظلم سے بڑہکر تہی اسواسطے اونہون نے ظلم سے اور دوسرے گناہ سمجھے اور یہ سوال کیا تب یہ آیت اوتری اور میرے نزدیک یہ ہے کہ صحابہ نے ظلم کو عام سمجھا جو شامل ہے شرک اور غیر شرک کو اور آیت مین گو اسکی تصریح نہین ہے کہ جو ظلم کریگا اوسکے لیے امن اور ہدایت نہین ہے پر یہ مفہوم آیت سے نکلتا ہے یا تقدیم لہم سے امن پر کیونکہ یہ تقدیم اختصاص کے لیے ہی جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ مین لیتے مختصرا مترجم کہتا ہے شرک بڑا ظلم ہے بہلا کسیلیے کو اپنے مالک حقیقی کو جس نے پیدا کیا عقل دی اور وہی روزی دیتا ہے اور وہی تندرستی اور تمام نعمتین اسکی چہوڑ کر دوسرے کو مالک بنانا یا مالک حقیقی کیطرح اسکی تعظیم بجا لانا ظلم نہین تو کیا ہے معاذ اللہ یہ ایسا گناہ ہی جسکو کبہی خدا نہین بخشیگا اور سب گناہون کے بخشے جانیکی توقع ہے۔

باب علامۃ المنافق

منافق کی نشانی کا بیان اور ایک نسخہ مین علامات ہی صیغہ جمع سے یعنی نشانیون کا

ف فتح الباری مین ہے کہ جب امام بخاری یہ بیان کر چکے کہ کفر اسیطرح ظلم کے کئی درجے ہین تو اوسکے بعد یہ باب لائے کہ نفاق کے بھی کئی درجے ہین شیخ محی الدین نے کہا مراد بخاری کی اس ترجمہ سے یہی کہ گناہون سے ایمان گھٹ جاتا ہے جیسے عبادت سے بڑہ جاتا ہی اور کرمانی نے کہا اس باب کی مناسبت کتاب الایمان سے یہ ہی کہ نفاق نشانی ہے عدم ایمان کی یا اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض

نفاق کفر ہے اور بعض کفر نہیں ہے اور نفاق کے معنے لغت میں باطن کا خلاف ہونا ظاہر کے پھر اگر یہ عقائد میں ہو تو
وہ نفاق کفر ہے ورنہ نفاق عمل ہے اور اسمیں فعل اور ترک دونوں داخل ہیں اور اسکے درجات متفاوت ہیں انتہے مترجم
کہتا ہے کہ جب امام بخاری نے اوپر یہ بیان کیا کہ کفر کے کئی درجے ہیں ایک تو وہ جس سے ملت سے نکل جاتا ہے اور ایک وہ
جس سے ملت سے نہیں نکلتا لیکن گنہگار ہوتا ہے تو اب یہ بیان کرنا چاہا کہ نفاق کا بھی یہی حال ہے اسکے بھی کئی درجے
ہیں اور نفاق بھی ایک قسم ہے کفر کی کیونکہ نفاق کفر خفی ہے جیسے کفر اکثر جلی کو کہتے ہیں اس صورت میں مناسبت باب الجواب
سابق سے ظاہر ہے **حدثنا** سليمان ابو الربيع قال حدثنا اسمعيل بن جعفر قال حدثنا نافع
ابن مالك بن ابي عامر ابو سهيل عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اية
المنافق ثلث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سلیمان
ابو الربیع بن داؤد زہرانی عتکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری نے جو
قاری مشہور ہیں انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نافع بن مالک بن ابی عامر ابو سہیل (اصبحی تیمی مدنی) نے انہوں
نے روایت کی اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے جو دادا ہیں امام مالک کے انہوں نے ابو ہریرہ رضہ سے انہوں نے
جناب سید انبیا محبوب کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ
بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے اسمیں خیانت کرے **ف** فتح الباری میں ہے
ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ منافق کی نشانیاں محصور ہیں ان تین میں پھر دوسری روایت میں چار نشانیوں کا کیونکر
بیان ہے قرطبی نے اسکا جواب دیا ہے کہ شاید بعد آپکو منافقوں کی اور کوئی خصلت نئی معلوم ہوئی ہو جو پہلے معلوم
نہ تھی اور میں کہتا ہوں کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کسلیے کہ نفاق کی ایک خصلت بیان کرنے سے لازم
نہیں آتا کہ وہ نفاق کی نشانی یہی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہی تینوں خصلتیں علامات ہوں نفاق کی اور خصلت
زائدہ سے تکمیل نفاق ہو علاوہ اسکے مسلم کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود حصر نہیں ہے ان تین علامتوں
میں کیونکہ اونکا لفظ یہ ہے من علامة المنافق ثلث اور ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے اوسط میں ابو سعید
خدری سے اور جب یہ لفظ اسپر محمول ہوگا تو کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ آپنے ایک وقت میں بعضی نشانیوں کو بیان
کیا اور ایک وقت میں دوسری نشانیوں کو اور قرطبی اور نووی نے کہا کہ دونوں حدیثوں کے ملانے سے نفاق کی
پانچ خصلتیں نکلتی ہیں دو تو دونوں میں مذکور ہیں جھوٹ بولنا امانت میں خیانت کرنا اور ایک پہلی روایت
میں وعدہ خلافی کرنا اور دوسری روایت میں اقرار کے بعد دغا کرنا تکرار میں فجور کرنا اور مسلم کی روایت میں دغا

کے عوض وعدہ خلافی مذکور ہے اور شاید یہ تصرف ہو بعض راویونکا لفظ مین کیونکہ مقصود ان دونو کا ایک ہے اس صورت
مین صرف ایک خصلت زائد ہوئی یعنے تکرار مین فجور کرنا اور فجور کہتے ہین حق کو چھوڑ دینا اور حق کے رد کرنیکے لیے حیلے
نکالنا اور یہ خصلت پہلی خصلت یعنے دروغگوئی مین بھی شریک ہو سکتی ہے اور وجہ انحصار کی ان تین خصلتون پر یہ ہے کہ
یہہ تینون تنبیہ کرتی ہین اپنے سوا اور خصلتون پر اسواسطے کہ اصل دینداری منحصر ہے تین چیزون مین قول اور فعل اور نیت
مین تو کذب سے فساد قول ہے اور خیانت سے فساد فعل ہے اور وعدہ خلافی سے فساد نیت ہے کیونکہ وعدہ خلافی وہی
مذموم ہے کہ وعدہ کے وقت ہی نیت ہو اسکے خلاف کرنے کی اور جو نیت ہو وعدہ پورا کرنے کی لیکن کسی عذر یا
مانع کی وجہ سے اسکو پورا نہ کر سکے تو وہ نفاق نہین ہے یہ امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے اور طبرانی نے ایک حدیث
طویل نقل کی ہے جو اس مطلب کی شاہد ہے انہون نے روایت کیا سلمان سے اور اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے اور دل مین
یہ ہو کہ مین اسکے خلاف کرونگا اور اسکا اسناد برا نہین ہے اسمین کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکے ترک پر اجماع ہو اور یہ حدیث
سنن ابوداؤد اور ترمذی مین بھی موجود ہے زید بن ارقم کی روایت سے اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے آدمی اپنے بھائی سے
اور اسکی نیت یہ ہو کہ پورا کریگا پھر پورا نہ کرے تو اسپر گناہ نہین ہے اور وعدے سے مراد حدیث مین وہ وعدہ ہے جو نیکی کے
لیے ہو نہ وہ جو برائی کے لیے ہو اور جسکے تو خلاف کرنا مستحب ہے اور جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ واقعہ کو خلاف بیان کرے
جھوٹ بولنے کی قصد سے نہ یہ کہ مبالغہ کرے کسی عیش کے ذکر مین جو وہ اوٹھا چکا ہو ابن التین نے امام مالک سے نقل کیا ہے
کہ اس قسم کا مبالغہ اس جھوٹ مین داخل نہین ہے اور نہ ضرر کرتا ہے بلکہ مضر وہی کذب ہے جو نقل کرے اشیاء کو برخلاف
واقع بقصد کذب اور امام نووی نے کہا کہ اس حدیث کو ایک جماعت علماء نے مشکل خیال کیا ہے اسوجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین
مسلمان مین بھی پائی جاتی ہین جو بالاجماع کافر نہین ہے پھر یہ کہا کہ اسمین اشکال نہین ہے بلکہ حدیث کا مطلب
صحیح اور صاف ہے اور محققین نے یہ کہا ہے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور جسمین یہ خصلتین
ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے اور متخلق ہے انکے اخلاق سے حافظ ابن حجر نے کہا حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اطلاق
منافق کا ایسے شخص پر مجاز ہے بطریق تشبیہ کے یعنے وہ منافق کے مثل ہے اور یہ اس پر مبنی ہے کہ نفاق سے
نفاق کفر مراد ہو اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ نفاق سے مراد یہان نفاق عمل ہے جو کفر نہین ہے جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا اور قرطبی نے اسی جواب کو پسند کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر کے قول کو کہ انہون نے حذیفہ سے
کہا تھا تم مجھ مین کچھ نفاق پاتے ہو کیونکہ مراد اون کی نفاق کفر نہ تھی بلکہ نفاق عمل اور اسکے مؤید ہے وہ جو دوسری
روایت مین ہے کہ جسمین یہ چارون خصلتین ہونگی وہ خالص منافق ہے اور بعضون نے کہا نفاق کا اطلاق یہان

انذار اور تخویف کے لیے ہو ایسی خصلتون کے ارتکاب سے اور ظاہر معنے مراد نہین اور بعضون نے کہا مراد وہ شخص ہے جو ان خصلتون کی عادت کرے اور بعضون نے کہا منافق سے مراد یہان ایک شخص خاص ہے منافقین سے جسکی خصلتین آپ نے بیان کی ہین اور چھٹا جواب وہی ہے جسکو قرطبی نے پسند کیا ہے انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب رجال کوفی ہین سوا ابو ابراہیم کی اور انکے شیخ تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو مولف نے وصایا اور شہادات اور ادب مین بھی بیان کیا ہے اور امام مسلم نے کتاب الایمان مین اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے انتہی حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قبیصہ (بفتح قاف وکسر بائے موحدہ) بن عقبہ بن محمد ابو عامر سوائی کوفی نے ف قسطلانی نے کہا انکی توثیق مین اختلاف ہو اس وجہ سے کہ انہون نے سفیان ثوری سے سنا حالت صغر مین اور ضبط نہین رکھا تو انکی روایتین حجت ہین مگر جو انہون نے سفیان سے کہین اور امام بخاری کا حجت لانا انکی حدیث سے کافی ہے انکی توثیق کے لیے امام احمد نے کہا وہ ثقہ ہے لا باس بہ لیکن کثیر الغلط ہو اور معارض ہے اسکے ابو حاتم کا قول کہ انہون نے کہا مین نے حدیث بیان کرنیوالون مین سے کسیکو نہین دیکھا جو حدیث کے الفاظ کو خوب یاد رکھے اور اسمین بالکل تغیر نہ کرے سوا قبیصہ اور ابو نعیم کے وفات پائی انہون نے محرم سنہ ۲۱۳ ہجری مین اور نووی نے کہا ۲۱۵ھ مین انتہی ف انہون نے کہا حدیث بیان کی ہے سفیان نے (بن سعید بن مسروق ابو عبد اللہ ثوری امام فقہا مجتہد مشہور نے) انہون نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران کوفی) انہون نے عبد اللہ بن مرہ (تابعی) سے اونہون نے مسروق (ابن اجدع بن مالک ہمدانی کوفی حضرمی تابعی مشہور) سے انہون نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رض) سے انہون نے کہا فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار خصلتین ہین جسمین وہ چارون ہون گی تو وہ نرا منافق ہوگا یعنے منافق عملی نہ اعتقادی اگر اعتقاد اسکا درست ہو) اور جسمین ایک ہوگی ان چارون مین سے تو اسمین ایک خصلت ہوگی نفاق کی جب تک وہ اسکو چھوڑ دے نہین جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے تو وہ خیانت کرے (خواہ امانت مال کی ہو یا کسی راز کی اسکو افشا کرے یا کسی عہدہ اور خدمت کے اسکا حق بجا نہ لاوے اور ظلم کرے یا رشوت کھاوے) اور جب نقل کرے تو جھوٹ نقل کرے اور جب عہد کرے تو دغا کرے اور جب تکرار کرے تو حق سے پھر جاوے۔ امام بخاری نے کہا متابعت کی سفیان ثوری کی شعبہ نے اعمش سے ف

اور یہ متابعت مولف نے کتاب المظالم میں نکالی ہے اور اس حدیث میں تین تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور
اور مولف نے اس حدیث کو باب الجزیہ میں اور مسلم نے ایمان میں اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے فتح الباری میں ہے کہ
قبیصہ کی روایت سفیان سے یحییٰ بن معین نے ضعیف کی ہے اور شیخ محی الدین نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس اسناد
کو متابعۃً ذکر کیا نہ اصالۃً اور کرمانی نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے لفظ اور معنے میں تو متابعت
کیونکر ہوگی حافظ ابن حجر نے کہا مراد شیخ کی متابعت سے یہ ہے کہ یہ حدیث مستخرج وغیرہ میں ثوری سے دوسرے طریقوں سے
مروی ہو اور خود مولف کے پاس بھی دوسرے طریق سے شعبہ کی روایت سے موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولف نے اس مقام پر
متابعت شعبہ کا ذکر کیا اور شاید کرمانی یہ سمجھے کہ متابعت سے ابوہریرہ کی حدیث کی متابعت مراد ہے جو اس سے پہلے اسی
باب میں بیان ہوئی حالانکہ شیخ کا یہ مطلب نہیں ہے ورنہ شاہد کہتے اسی پر بھی کرمانی کا یہ کہنا کہ دونوں میں مخالفت معنوی
ہے مسلم نہیں ہے غایت ما فی الباب یہ ہے کہ ایک میں زیادت ہو اور زیادت ثقہ متفق کی مقبول ہے صاحب تیسیر نے
کہا کہ تابعہ میں ضمیر مفعول قبیصہ کی طرف ہے یعنے قبیصہ کی متابعت کی شعبہ نے یعنے شعبہ نے بھی اس حدیث کو سفیان
سے روایت کیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے شعبہ نے اعمش سے روایت کیا نہ سفیان سے اور باب المظالم میں جو مولف نے
سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے حدثنا بشر انا محمد عن شعبۃ عن سلیمان اور اگر بخاری کی یہ مراد ہوتی تو یوں کہتے تابعہ شعبۃ
عن سفیان بہرحال یہ اعتراض کہ امام بخاری نے قبیصۃ عن سفیان کی روایت کو نکالا حالانکہ وہ ضعیف ہے یحییٰ بن معین
وغیرہ کے قول سے ساقط ہے چند وجوہ سے اول یہ کہ ضعف مختلف فیہ ہے بہت لوگوں نے انکی توثیق بھی کی ہے دوسرے
یہ کہ ذکر اس روایت کا متابعۃً ہے کیونکہ خود مولف کے پاس یہ روایت بروایت بشر عن محمد عن شعبۃ موجود ہے تیسرے
یہ کہ اسکی شاہد ابوہریرہ کی روایت موجود ہے واللہ اعلم **باب قیام لیلۃ القدر من الایمان** باب بیان
میں اس امر کے کہ شب قدر کو عبادت کرنا ایمان میں داخل ہے **ف** قسطلانی نے کہا جب امام بخاری نے کتاب الایمان کو ذکر
کیا اور باخر باب اسکی مناسبت سے بیان کر کے نفاق کی نشانیاں بھی بیان کیں تو پھر ایمان کی نشانیوں کا ذکر شروع
کیا **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یقم لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من
ذنبہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابوالیمان (حکم بن نافع بہرانی حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو شعیب بن
ابی حمزہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالزناد (عبداللہ بن ذکوان قرشی) نے انہوں نے روایت کی اعرج
(عبدالرحمن بن ہرمز مدنی) سے انہوں نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (عبدالرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے کہا کہ

جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کھڑا ہو (عبادت کرے) شب قدر میں ایمان یعنے یقین کہکر کہ وہ حق ہے اور احتساب
سے (حاصل خدا کے واسطے (نہ ریا کے لیے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** قسطلانی نے کہا یعنے سوا حقوق العباد کے
اور گناہ کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جبتک اصحاب حقوق راضی نہ ہوں اس حدیث سے یہ نکلا کہ اعمال
ایمان میں داخل ہیں کیونکہ قیام شب قدر کو ایمان کہا اور اصح اسانید ابو ہریرہ یہ ہے عن ابی الزناد عن الاعرج عن
ابی ہریرۃ اور مولف نے اس حدیث کو باب الصیام میں مطولاً نکالا اور روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور
مالک نے موطا میں انتہے مختصراً فتح الباری میں ہے کہ جب مولف نے نفاق کی نشانیاں اور انکی قباحت بیان کی تو
پھر ایمان کی نشانیوں کا اور انکی خوبی کا بیان شروع کیا کہ مقصود بالاصالۃ ایمان کے متعلقات کا بیان ہے اور اولی
باتیں تبعاً بیان کی گئیں تو بیان کیا کہ قیام شب قدر کا اور قیام رمضان اور صیام رمضان تینوں ایمان میں داخل
اور تینوں کو بروایت ابو ہریرہ بیان کیا انتہے **باب الجہاد من الایمان** یعنی اس بات میں کہ جہاد ایمان میں
داخل ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ مولف نے اس باب کو قیام شب قدر اور قیام رمضان کے بیچ میں ذکر کیا اور مناسبت
اس باب کی ذکر کی تو ظاہر ہے کہ ایمان جہاد کی خصلتوں میں سے ہے لیکن ان دو توبابوں کے بیچ میں لانیکا کیا سبب ہے
اس سبب کو کسی نے بیان نہیں کیا بلکہ کرمانی نے کہا کہ ہمیں فعل سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کی نظر اور کسی مناسبت پر نہیں ہے سوا اسکے
کہ خصائل ایمان کا ذکر منظور ہے اور میں کہتا ہوں کہ قیام شب قدر کی مناسبت قیام رمضان سے تو ظاہر ہے پران دونوں کے
بیچ میں جہاد کو لانے میں ایک نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ شب قدر کا تلاش کرنا بڑی محافظت اور کوشش چاہتا ہے اور نیز یہ بھی
احتمال ہے کہ ملے یا نہ ملے اسیطرح مجاہد شہادت کی تلاش کرتا ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا قصد کرتا ہے اور کبھی اسکو شہادت
ملجاتی ہے تو دونوں میں مناسبت ظاہر ہے کہ دونوں میں کوشش کرنا پڑتی ہے اور دونوں میں کبھی مقصود حاصل ہوجاتا
ہے تو جو شخص شب قدر کو ڈھونڈھنے کی لیے قیام اور عبادت کرے اسکو اجر ہے اور جو شب قدر پاجاوے تو بہت بڑا اجر
ہے اسیطرح مجاہد کو بھی التماس شہادت کا اجر ہے پھر اگر شہادت ملجاوے تو بڑا اجر ہے اور اشارہ کرتا ہے اسکی طرف
یہ کہ آپ نے آرزو کی اللہ کی راہ میں شہادت کی تو مولف نے فضل جہاد کو استطراداً ذکر کیا پھر عود کیا قیام رمضان کی
طرف اور وہ نسبت قیام شب قدر کے عام ہے تو گویا ذکر کیا عام کا بعد خاص کے پھر اسکے بعد صیام کا ذکر کیا کیونکہ صیام
ترک ہے اور قیام فعل ہے اور ترک فعل کا مرتبہ بعد فعل کے ہے یا اسوجہ سے کہ رات دن سے مقدم ہے انتہے بلفظہ مترجم
کہتا ہے کہ مقصود امام بخاری کا اسباب کو بیان لانے سے یہ ہوگا کہ ماہ رمضان میں دو تو معمولی کام ہیں یعنے دنکو روزہ رکھنا
رات کو تراویح پڑھنا ان دونوں کو تو بعد بیان کیا اور دو غیر معمولی کام ہیں اور وہ دونو سخت ہیں اور ان دونو میں احتمال ہے

کہ مقصود حاصل ہو یا نہ ہو گو ثواب ہر طرح سے ہو ایک تو شب قدر کی پانا دوسرے جہاد سے شہادت حاصل کرنا اور یہ بھی
اشارہ ہے کہ اگر جہاد ماہ رمضان میں ہو تو وہ زیادہ ثواب رکھتا ہے بہ نسبت اور مہینوں کے اسیطرح شہادت ماہ رمضان میں
واللہ اعلم **حدثنا** حرمي بن حفص قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا عمارة قال حدثنا
ابو زرعة بن عمرو بن جرير قال سمعت ابا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انتدب
الله عز وجل لمن خرج في سبيله لا يخرجه الا ايمان بي او تصديق برسلي ان ارجعه بما نال
من اجر او غنيمة او ادخله الجنة ولولا ان اشق على امتي ما قعدت خلف سرية ولوددت
اني اقتل في سبيل الله ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حرمی بن حفص
(بن عمر عتکی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد (بن زیاد عبدی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے عمارہ (بن قعقاع بن شبرمہ کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو زرعہ (ہرم یا عبد الرحمن یا عمرو یا عبد اللہ
بن عمرو بن جریر نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے انہوں نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے
فرمایا اللہ ضامن ہوا اس شخص کے لیے جو نکلے اسکی راہ میں اور نہ نکالے اسکو مگر ایمان میرے اوپر اور تصدیق میرے پیغمبرون
کی (یہ مقولہ ہے اللہ جل شانہ کا اور بعض نسخون میں وتصدیق کے بدلے او تصدیق ہے یعنے یا تصدیق میرے پیغمبرون
کی اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے یعنے ایمان مستلزم ہے تصدیق رسل کو اور تصدیق رسل مستلزم ہے ایمان کو تو او
کہنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وہ نکلے اپنے گہر سے خالص ایمان کیوجہ سے میرے پیغمبرون
کو سچا جاننے کی وجہ سے نہ لوٹ اور ناموری حاصل کرنے کیلیے) کس بات کا میں ضامن ہوا اس بات کا کہ میں اسکو لوٹا دونگا
اسکے گہر میں ثواب اور غنیمت (لوٹ کا مال) لیکر یا جنت میں اسکو داخل کرونگا (اگر وہ شہید ہو جاوے) اور جو میری امت
پر شاق نہ ہوتا (یہ حضرت کا مقولہ ہے) تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چہوڑتا **ف** بلکہ ہر لشکر کے ساتھ نکلتا اور آپ
اسوجہ سے ہر لشکر کے ساتھ نہ جاسکتے تھے کہ آپکے نکلنے کی وجہ سے سب لوگ نکلتے اور یہ امر شاق ہوتا کس لیے
کہ ہر ایک کے پاس سواری اور خرچ نہ ہوتا اور بعضون کو دنیا کے کام اور ضرورتیں لاحق ہوتیں تو آپ اپنی امت پر
شفقت فرماتے اور ہر ایک لشکر کے ساتھ نہ نکلتے **ف** اور میں تو چاہتا ہوں کہ مارا جاؤں اللہ کی راہ میں
پہر جلایا جاؤں پہر مارا جاؤں پہر جلایا جاؤں پہر مارا جاؤں **ف** شہادت کا ثواب اور درجہ بار بار حاصل کرنیکے
لیے اس حدیث سے یہ نکلا کہ شہادت کا ثواب بہت بڑا ہے اسیطرح جہاد کی فضیلت اور مؤلف نے یہ حدیث کتاب الجہاد میں
روایت کیا اور مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) اور مطلب باب کا اس فقرہ میں ہے لا یخرجہ الا ایمان بی وتصدیق برسلی

کیونکہ یہ سب کلمات بعلت جہاد ایمان ہیں اور جہاد ایمان کا ایک رکن ہے جب تو مومن ایمان کی وجہ سے
جہاد کرے یہ کلمات ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا سب نسخوں میں وتصدیق برسلی ہے داو سے اور کسی روایت میں او کا لفظ
ثابت نہیں اس صورت میں کرمانی نے جو اشکال بیان کیا اور اسکا جواب نہیں ہے انتہی مختصراً **باب**
تطوع قیام رمضان من الایمان رمضان کی راتوں میں نفل عبادت کرنا ایمان میں داخل ہے **حدثنا**
اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل (بن ابی اویس مدنی اصبحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام
مجتہد مشہور) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہوں نے حمید بن عبد الرحمن (بن عوف
زہری ابو ابراہیم قرشی مدنی) سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو شخص کھڑا ہو عبادت کیلیے تراویح یا اور نوافل کیلیے رمضان میں (یعنے رمضان کی راتوں میں) ایمان کیساتھ خالص خدا کے
واسطے اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** یعنے صغائر اور اللہ کے فضل اور رحمت سے امید ہے کہ کبائر بھی بخشدیے
جاوینگے اور یہی ظاہر ہے سیاق حدیث سے لیکن علما نے بالاجماع یہاں صغائر کی تخصیص کی ہے جیسے اور
حدیثوں میں جنمیں گناہوں کی مغفرت کا ذکر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض حدیثوں میں یہ قید مذکور ہے کہ جب
کبائر سے بچتا ہو کیونکہ کبائر بغیر توبہ یا حد کے ساقط نہیں ہوتے اور اس مقام میں یہ اشکال ہے کہ متعدد امور سے مغفرت
گناہوں کی منقول ہوئی جیسے قیام رمضان اور صیام رمضان اور عبادت شب قدر اور صوم عرفہ اور صوم عاشورہ
وغیرہ سے اور جب ایک عبادت کی وجہ سے گناہ معاف ہو گئے تو دوسرے عبادت سے کیا معاف ہونگے اسکا جواب یہ
ہے کہ اگر گناہ باقی ہونگے تو وہ معاف ہونگے یا درجے بلند ہونگے اور نیکیاں لکھی جاوینگی یا بعض کبائر میں تخفیف
ہوگی اور اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث کی روایت کرنیوالے سب ائمہ ہیں مدینہ کے اور نکالا اسکو مؤلف نے
صیام میں اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا میں (قسطلانی) **باب**
صوم رمضان احتسابا من الایمان رمضان کے روزے خالص نیت سے ایمان میں داخل ہیں **حدثنا**
ابن سلام قال انا محمد بن فضیل قال ثنا یحیی بن سعید عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن فضیل (بن غزوان ضبی) نے

اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سعید (انصاری قاضی مدینہ) نے اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف) سے اُنہوں نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا جناب سید عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص رمضان کے روزے رکھے (یعنے ساری رمضان کے یا بعض کے اگر کل نہ رکھہ سکے بوجہ مرض یا سفر کے) ایمان کے ساتھہ ثواب کی نیت سے (نہ ریا اور نمایش کے لیے) تو اُسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے (قسطلانی نے کہا جب امام بخاری نے قیام اور صیام اور جہاد وغیرہ کے فضائل بیان کیے تو اب بیان کرنا چاہا کہ عمل کرنے والے کو ایسی کوشش نہ کرنا چاہیے کہ تہک کر عاجز ہو جاوے بلکہ میانہ روی اور تدریج اور آہستگی ضرور ہے تاکہ ہمیشہ اچھی عمل ہوتے رہیں اور انکا سلسلہ منقطع نہو اسلیے آگے کا باب لائے) **باب** تنوین کے ساتھہ الدِّيْنُ يُسْرٌ دین آسان ہے وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پسند خدا کو وہ دین ہے جو حق کیطرف مایل (اور باطل سے دور) اور سہل ہو **ف** یعنے آسان ہو جیسے ملت ابراہیمی یعنے دین اسلام جو اہل کتاب کی دین کیطرح مشکل نہیں ہے نہ اُسمیں وہ سختیاں ہیں جو یہود اور نصارے کے علما نے قائم کیں تہیں حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اسحدیث کو اس کتاب میں باسناد روایت نہیں کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہیں ہے البتہ ادب مفرد میں اسکو باسناد روایت کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام احمد بن حنبل وغیرہ نے محمد بن اسحق سے اونہوں نے داؤد بن الحصین سے اُنہوں نے عکرمہ سے اُنہوں نے ابن عباس سے اور اسناد اسکا حسن ہے قسطلانی نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے جیسا زرکشی نے کہا ہے اور مقصود مولف کا اسحدیث کے لانے سے یہ ہے کہ دین کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ آسان اور دشوار اعمال ہی ہوتے ہیں نہ تصدیق حافظ ابن حجر نے کہا دلالت کرتا ہے اس جواب پر وہ جو روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ایک اعرابی سے جسکا نام نہیں لیا کہ اُسنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے بہتر دین تمہارا وہ ہے جو زیادہ آسان ہو اور حنیفیہ ملت ابراہیمی ہے اور حنیف لغت میں اُسکو کہتے ہیں جو ملت ابراہیم پر ہو کیونکہ وہ مڑا ہے باطل سے حق کی طرف اور حنف کہتے ہیں مڑنے اور جہکنے کو اور سمحہ سے مراد سہل فرمایا اللہ تعالے نے مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ انتہے **حدثنا** عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد السلام بن مطہر (بن حسام ازدی بصری) نے

انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمر بن علی (بن عطار بصری) نے انہون نے روایت کی معن بن محمد غفاری سے
انہون نے سعید بن ابی سعید (کیسان) مقبری سے انہون نے ابو ہریرہ رض سے انہون نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپنے فرمایا بیشک دین آسان ہے اور جو کوئی دین مین سختی کریگا تو دین اسپر غالب آجاویگا (دین مین سختی
سے یہ مراد ہے کہ بہت غور اور خوض کرنا اور مبالغہ ہر بات مین وہم کرنا اور تشدد کرنا اور دین کے غالب آنے سے یہ مراد ہے
کہ وہ شخص یہانتک عاجز ہوجاویگا اور اسکا عمل منقطع ہوجاویگا) اسلیے میانہ روی کرو اور بہت بڑہ کر نہ کرسکو تو اسکے
قریب ہو اور خوش رکھو (لوگون کو ثواب کی امید دیکر) اور مدد چاہو صبح کی چل قدمی اور شام کی چل قدمی اور تہوڑی
رات کی چال سے **ف** یہ استعارہ اور تشبیہ کے طور پر فرمایا یعنے اوقات نشاط اور فراغت قلب مین تہوڑی عبادت
اور بندگی کرنا بہتر ہے تاکہ ہمیشہ نبہ جاوے اور چند روز مین چُہٹ نہ جاوے جیسے مسافر کہ اگر رات دن چلے تو دو تین
روز سے زیادہ نہین چل سکتا نہ ایسی چال سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہے برخلاف اسکے اگر صبح کچہ چلا کرے شام
کچہ چلا کرے رات کو کچہ چل لیوے تو مدتون اسطرح سفر کرسکتا ہے اپنی منزل پر پہونچ سکتا ہے اور یہ استعارہ
بہت حسن ہے کہ دنیا فی الحقیقت دار السفر ہے اور منزل مقصود آخرت ہے اور ان اوقات مین بدن چست اور
جی چالاک ہوتا ہے عبادت اور محنت اچھی طرح ادا ہوسکتی ہے اس حدیث کو مؤلف نے رقاق مین اور نسائی نے
روایت کیا اور چونکہ پانچون نمازون کے اوقات انہی تین وقتون مین ہین کیونکہ فجر کی نماز صبح کو ہے اور ظہر اور عصر
شام کو اس لیے کہ روحہ کا ترجمہ شام ہے اور روحہ کہتے ہین زوال آفتاب سے رات تک جو وقت ہوتا ہے اسکو اور مغرب
اور عشاء رات کو ہین اسلیے اس باب کے بعد نماز کو بیان کیا کہ وہ ایمان مین داخل ہے (قسطلانی) **باب تیسوان**

کے ساتہ اَلصَّلٰوۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ نماز ایمان مین داخل ہے وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنی

صَلٰوتَکُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اور بیان ہے اللہ تعالی کے اس قول کا اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہین یعنے
تمہاری نماز کو جو تم نے بیت اللہ کے پاس پڑہی (بیت المقدس کیطرف) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس تفسیر
پر تنصیص ہو گئی اس طریقہ سے جسکو مؤلف نے نکالا اور روایت کیا طیالسی اور نسائی نے شریک وغیرہ سے انہون نے
ابو اسحق سے انہون نے براء سے اسی حدیث مین کہ پہر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنی
صَلٰوتَکُمْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ اس صورت مین مؤلف نے جو عند البیت کہا اسمین اشکال ہے حالانکہ عند البیت کا
ثابت ہے انسے تمام روایات مین اور کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی اس اختصاص کی اور بعضون نے کہا ہے عبارت مین غلطی ہوئی ہے اور صواب
یہ ہے صلوتکم لغیر البیت اور میرے نزدیک اسمین غلطی نہین ہوئی اور یہ عبارت ٹہیک ہے اور مقصود امام بخاری کا دقیق ہے اسکا بیان یہ ہے کہ علماء نے

اختلاف کیا ہے اس حدیث میں جسطرف آپ نماز پڑہا کرتے تہے کہ مین تو ابن عباس نے کہا آپ بیت المقدس کیطرف نماز پڑہا کرتے
تہے مگر کعبہ کیطرف پیٹھ نہین کرتے تہے بلکہ کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچمین کرلیتے اور بعضون نے کہا کہ آپ بیت المقدس
کیطرف نماز پڑہتے تہے اور بعضون نے کہا آپ کعبہ کی طرف نماز پڑہتے تہے پہر جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف
پڑہنے لگے اور یہ ضعیف ہے کس لیے کہ اس صورت مین دو بار نسخ قبلہ لازم آتا ہے اور پہلا قول صحیح ہے اس کی تصحیح
دونو قولون مین ابن صحیح کہا اسکو حاکم نے بروایت ابن عباس اور امام بخاری نے ارادہ کیا کہ اشارہ کرین اسی صحیح قول کیطرف کہ بیت الله کے
پاس جو نماز تہی وہ بیت المقدس کیطرف تہی اور اقتصار کیا اسپر باکتفا اولی کیونکہ جب بیت الله کے پاس کی نماز اور طرف کو ضائع
نہوئی تو وہ نماز بطریق اولی ضائع نہوگی جو بیت الله سے دور اور طرف پڑہی گئی تو تقدیر کلام کی یون ہے یعنی وہ نماز
تمہاری جو تم نے بیت الله کے پاس بیت المقدس کیطرف پڑہی انتہی بلفظہ حدثنا عمرو بن خالد قال نا زهير
قال انا ابو اسحق عن البراء ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اول ما قدم المدینة نزل علی اجداده
او قال اخواله من الانصار وانه صلی قبل بیت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا وکان
یعجبه ان تکون قبلته قبل البیت وانه صلی اول صلوة صلاها صلوة العصر وصلی معه قوم
فخرج رجل ممن صلی معه فمر علی اهل مسجد وهم راکعون فقال اشهد بالله لقد صلیت مع
رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل مکة فداروا کما هم قبل البیت وکانت الیهود قد اعجبهم
اذ کان یصلی قبل بیت المقدس واهل الکتاب فلما ولی وجهه قبل البیت انکروا ذلک قال زهير
حدثنا ابو اسحق عن البراء فی حدیثه انه مات علی القبلة قبل ان تحول رجال وقتلوا فلم ندر ما
نقول فیهم فانزل الله تعالی وما کان الله لیضیع ایمانکم ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عمر بن خالد بن فروخ
حنظلی حرانی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہیر بن معاویہ بن حدیج جعفی کوفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو اسحق (عمرو بن عبد الله ہمدانی کوفی نے) انہون نے روایت کی براء بن عازب بن حارث انصاری اوسی سے کہ جناب رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم جب مدینہ مین تشریف لائے تو پہلے اپنے ننہیال یا ماموؤن مین اوترے جو انصار مین سے تہے (دونون صحیح مین کہا
کیونکہ ایک رشتہ انصار سے مادری تہا اسلیے کہ عبد المطلب آپکے جد امجد کی ماں انصار مین سے تہین) اور آپ نماز پڑہا کیے
بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے تک ف زہیر کی روایت مین اسیطرح بطریق شک کے ہے بیان کیا ہے روایت مسلم نے
مین ابو نعیم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ثوری اور اسرائیل کی روایت مین بہی یہ شک موجود ہے جسکو مؤلف نے بیان کیا اور
ترمذی اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا عمار بن رجا وغیرہ سے انہون نے ابو نعیم سے سولہ مہینے بغیر شک کے اور ایسا ہی امام

مسلم نے ابو الاحوص کی روایت سے نکالا اور نسائی نے زکریا بن ابی زائدہ اور شریک سے اور ابو عوانہ نے عمار بن رزیق سے
سب نے ابو اسحق سے سنا اور ایسا ہی روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ابن عباس سے اور بزار اور طبرانی نے عمرو بن عوف سے سترہ
مہینے نقل کیے اور ایسا ہی طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا اور جمع دونوں روایتوں میں سہل ہے اسطرح سے کہ جسنے سولہ مہینے کہے
اُس نے ایک مہینہ آنے کا اور قبلہ پلٹنے کے دنوں کا لیا اور باقی ایام کو چھوڑ دیا اور جس نے سترہ کہے اُس نے دونوں مہینوں کو
شمار میں کیا (یعنے آنیکا مہینہ اور قبلہ پلٹنے کا مہینہ) اور جس نے شک کیا اُسکو اس میں تردد ہوا اور اسکی وجہ یہ تہی کہ آپ بلا
اختلاف ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے اور تحویل قبلہ نصف رجب ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی یہی صحیح قول ہے اور
اسی پر یقین کیا ہے جمہور علماء نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے بسند صحیح ابن عباس سے اور ابن حبان نے کہا کہ آپ نے سترہ
مہینے اور تین دن تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی اور یہ مبنی ہے اسپر کہ آپ مدینہ میں بارہویں ربیع الاول تشریف لائے اسکے سوا
اور اقوال شاذ ہیں سنن ابن ماجہ میں ہے ابو بکر بن عیاش سے انہوں نے ابی اسحاق سے کہ اٹھارہ مہینے تک آپ نے بیت المقدس
کی طرف نماز پڑہی اور ابو بکر بد حافظہ ہے اور اسکی روایت میں اضطراب ہے ابن جریر نے اسی کی روایت سے سترہ مہینے اور
سولہ مہینے نقل کیے اور بعضوں نے کہا ابن ماجہ کی روایت محمد بن حبیب کے اس قول پر مبنی ہے کہ تحویل قبلہ نصف شعبان
میں ہوئی اور نووی نے روضہ میں یہی ذکر کیا ہے حالانکہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں سولہ مہینے کی روایت کو ترجیح دیا ہے
کیونکہ جزم کیا اسپر امام مسلم نے اور یہ مستقیم نہیں ہوتا کہ تحویل قبلہ شعبان میں ہوا الا اس صورت میں کہ قدوم اور تحویل کے مہینے
لغو کردیے جاویں اور موسے بن عقبہ نے جزم کیا کہ تحویل جمادی الاخری میں ہوئی اور ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ تیرہ مہینے
نماز پڑہی اور ایک قول یہ ہے کہ نو مہینے اور ایک یہ ہے کہ دس مہینے اور ایک روایت میں دو مہینے ہیں اور ایک روایت میں
دو برس ہیں اور اس اخیر قول کا حمل ممکن ہو صواب پر اور سب اقوال کی اسانید ضعیف ہیں اور اعتماد قول اول پر ہے تو سب [illegible]
قول ہوئے انتہے ما فی فتح الباری **ف** آپکو پسند تہا یہ امر کہ آپکا قبلہ بیت الحرام (خانہ کعبہ) کیطرف ہو اور آپنے اول نماز جو کعبہ کیطرف پڑہی وہ عصر
کی تہی آپکے ساتھ لوگوں نے بہی نماز پڑہی پہر اُن لوگوں میں سے جنہوں نے آپکے ساتھ نماز پڑہی تہی (عصر کی بیت اللہ
کیطرف) ایک شخص نکلا اور ایک مسجد والوں پر گذرا (یعنے مسجد بنی حارثہ کے لوگوں پر جسکو اب مسجد قبلتین کہتے ہیں)
اور وہ لوگ رکوع میں تہے وہ شخص بولا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑہی مکہ کیطرف یہ سنکر وہ لوگ اُسی حال میں (یعنے نماز کے اندر ہی) بیت اللہ کیطرف پہر گئے (اور نماز کو نہ توڑا بلکہ
اسکو پورا کیا کعبہ کیطرف اور ایک نماز کو دو جہت کیطرف پڑہا اور دلیل شرعی سے) اور یہود کو بہلا معلوم ہوتا تہا جب
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف نماز پڑہا کرتے تہے (کیونکہ یہود بہی اُسی طرف نماز پڑہتے ہیں)

اہل کتاب بھی اس سے خوش تھے پھر جب آپ نے اپنا روے شریف کعبہ کیطرف کیا تو ان لوگون کو برا معلوم ہوا (تب آیت اتری
سیقول السفہاء آخر تک) زہیر نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو اسحق نے انھون نے سنا براء سے اسی حدیث مین انہون نے
کہا قبلہ بدلنے سے پیشتر کچھہ لوگ مر گئے (وہ دس آدمی تھے انہین مین تھے عبد اللہ بن شہاب زہری اور براء بن معرور) اور کچھہ مارے
گئے پھر ہمنے نہ سمجھا ان کے حق مین کیا کہین (یعنے انکی نماز کام آئی یا بیکار ہوئی) تب اللہ نے یہ آیت اتاری وما کان اللہ
لیضیع ایمانکم یعنے ایسا نہین کرنیکا کہ تمہارا ایمان یعنے تمہاری نماز ضائع کر دیوے (بوجہ قبلہ منسوخ ہوجانے کی بلکہ جو نماز قبلہ بدلنے
سے پہلے پڑہی وہ صحیح ہوئی اور اسکا ثواب ملیگا) ف قسطلانی نے کہا کرمانی نے کہا زہیر کا یہ قول مولف نے معلقاً
ذکر کیا حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اسکو کتاب التفسیر مین موصولا بیان کیا حدیث کے ساتھہ عینی نے کہا اس سے کرمانی
کا قول رد نہین ہوتا اور یہ قول بصورت تعلیق ہے گو مولف نے اسکو موصولا تفسیر مین بیان کیا ہو حدیث کے ساتھہ اور
اختلاف کیا ہے لوگون نے آپ کی نماز مین بیت المقدس کیطرف جب آپ مکہ مین تھے بعض لوگون نے کہا آپ ہمیشہ مکہ
مین کعبہ کیطرف منہ کرتے رہے جب مدینہ مین آئے تو بیت المقدس کیطرف منہ کیا پھر یہ منسوخ ہو گیا بیضاوی نے اس
آیت کی تفسیر مین وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا مین یہ کہا ہے کہ مراد اس قبلہ سے کعبہ ہے آپ مکہ مین کعبہ کیطرف منہ
کر کے نماز پڑہتے تھے جب آپ نے ہجرت کی تو حکم ہوا صخرہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنیکا یہود کا دل ملانے کے لیے اور بعض
لوگون نے کہا کہ آپ مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تھے ابن ماجہ نے روایت کیا کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیت المقدس کی طرف اٹھارہ مہینون تک اور کعبہ کیطرف منہ پھیرنے کا حکم ہوا مدینہ مین
آنیکے دو مہینے بعد اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ آپ مکہ مین بیت المقدس کیطرف منہہ کرتے تھے بیضاوی نے کہا اول صورت مین خدا تعالے
نے جعل ناسخ کی خبر دی اور دوسری صورت مین جعل منسوخ کی اور معنے یہ ہوئے کہ اصل تو یہ تہا کہ تم کعبہ کیطرف منہ کرو
و لیکن ہمنے بیت المقدس کیطرف منہہ کرنیکا اسلیے حکم دیا تا ہم جانین کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا
ہے الٹے پاؤن اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ احکام کا نسخ جائز ہے اور یہود نے اسکا خلاف کیا ہے اور یہ بھی نکلتا
ہے کہ خبر واحد سے نسخ ثابت ہوجاتا ہے اسیطرف مائل ہوئے ہین قاضی ابوبکر وغیرہ محققین علما اور اجتہاد قبلہ مین جائز
ہے اور بیان ہے شرف و مرتبہ جناب رسالت مآب کا کیونکہ اللہ تعالے نے جو آپ کو پسند تھا وہی حکم دیا اور رد ہے مرجیہ کا
جو اعمال دین کو ایمان نہین کہتے اور مولف نے اس حدیث کو کتاب الصلوۃ مین اور کتاب التفسیر مین اور نسائی اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے نکالا ہے انتہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن سعد نے روایت کیا کہ تحویل قبلہ ظہر یا عصر کی نماز مین ہوئی بطور
شک کے اور عمارہ بن اوس سے روایت کیا کہ ہم نے عشا کی دو نمازون مین سے ایک نماز پڑہی اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی نماز جو آپنے

بنی سلمہ کی مسجد مین پڑہی جب بشر بن براء بن معرور مرے ہین وہ ظہر کی نماز تہی اور مسجد نبوی مین جو نماز پہلے آپنے پڑہی
وہ عصر کی نماز تہی اور صبح کی نماز ابن عمر کی روایت کی موافق اہل قبا کے ساتہہ تہی اور یہ امر جمادی الآخر مین ہوا یا رجب یا
شعبان مین اسمین کئی قول ہین اور یہ جو شخص آپ کے ساتہہ نماز پڑہ کر نکلا اسکا نام عباد بن بشر بن قیظی تہا جیسے ابن مندہ نے
روایت کیا طویلہ بنت اسلم سے اور بعضون نے کہا اسکا نام عباد بن نہیک تہا اور جن مسجد والون پر گذرا وہ بنی سلمہ کے لوگ
تہے اور بعضون نے کہا یہ شخص عباد بن بشر تہا اسی نے قبا والون کو فجر کی نماز مین خبر دی جیسے اسکا بیان ابن عمر کی حدیث
مین آویگا جسکو مولف نے کتاب الصلوۃ مین ذکر کیا ہے اور ہم اسی مقام مین جمیع ہین المحدثین کی توجیہ اور دوسرے فوائد
بیان کرینگے اور اہل کتاب سے مراد حدیث مین یہود ہین تو یہ عطف ہی عام کا خاص پر اور بعضون کہا مراد نصاریٰ ہین
کیونکہ وہ بہی اہل کتاب ہین اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نصاری بیت المقدس کیطرف نماز نہین پڑہتے تو وہ کیونکر
خوش تہے اسطرف نماز پڑہنے سے کرمانی نے کہا انکی خوشی بتابعت یہود تہی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ نہایت بعید
ہے قیاس سے اسلیے کہ نصاری تو یہود کے بڑے دشمن ہین اور احتمال ہے کہ واو بمعنے مع کے ہو اور اہل کتاب منصوب ہو تو
ترجمہ یہ ہوگا کہ آپ نماز پڑہتے تہے اہل کتاب کی ساتہہ بیت المقدس کی طرف اور اختلاف کیا ہے لوگون نے آپ کی نماز مین
بیت المقدس کیطرف مکہ مین تو ابن ماجہ نے روایت کیا ابو بکر بن عیاش کے طریق سے کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بیت المقدس کیطرف اٹہارہ مہینون تک پہر قبلہ کعبہ کیطرف پہر گیا مدینہ مین آنے کی دو مہینے بعد
اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ آپنے مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی اور زہری نے اسمین خلاف نقل کیا ہے کہ آپ کعبہ کے
طرف منہہ کرتے یا کعبے کو سامنے اور بیت المقدس کی بیچ مین کرتے مین کہتا ہون اول صورت مین آپ میزاب رحمت کیطرف
پشت کرتے ہونگے اور دوسری صورت مین دونو رکن یمانی کے بیچ مین نماز پڑہتے ہونگے اور بعض لوگون نے یہ گمان
کیا ہے کہ آپ مکہ مین ہمیشہ کعبہ کیطرف نماز پڑہتے رہے جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف منہہ کیا
پہر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ابن عبد البر نے اسکو قول ثانی پر محمول کیا ہے اور موید ہے اسکی حمل کو ظاہر ہے جبرئیل علیہ
السلام کی امامت کیونکہ اسکی بعض طریقون مین یہ ہے کہ یہ امامت باب کعبہ کے پاس تہی اور یہہ جو اس حدیث مین ہے کہ
کچہہ لوگ ان مین سے مارے گئے تو یہ مینے صرف زہیر کی روایت مین پایا اور باقی روایات مین صرف موت کا ذکر ہے اور ایسا
ہی روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن عباس سے کہ جو لوگ بعد نماز فرض ہونیکے قبل تحویل قبلہ
کے مرگئے وہ دس آدمی تہے ان مین سے عبد اللہ بن شہاب ہے اور مطلب بن ازہر اور سکران بن عامر مکہ مین مرے اور حطاب
حارث جمحی اور عمرو بن امیہ اسدی اور عبد اللہ بن حارث سہمی اور عروہ بن عبد العزی اور عدی بن نضلہ حبش کے ملک مین

مرے اور براء بن معرور اور سعد بن زرارہ مدینہ میں مرے انصار میں سے تو ان تین آدمیوں پر تو اتفاق ہے اور اسی مدت کے اندر ایاس بن معاذ اشہلی مرا لیکن اسکے اسلام میں اختلاف ہے اور میں نے تو کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ کوئی مسلمان تحویل قبلہ سے پہلے مارا گیا ہو لیکن نہ دیکھنے سے اور یاد نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسا واقع ہی نہ ہوا ہو پھر اگر یہ لفظ یعنی وقتلوا محفوظ ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ بعض مسلمان اس زمانہ میں مارے گئے ہونگے جو مشہور نہیں ہوئے سوا جہاد کے اور طرح سے اور ان کا نام یاد نہیں رکھا گیا اسلیے کہ اسوقت علم تاریخ کا ایسا اہتمام نہ تھا بعد اسکے میں نے مغازی میں دیکھا تو ایک شخص کا ذکر ملا جسکے اسلام میں اختلاف ہے اسکا نام سوید بن صامت تھا ابن اسحاق نے کہا وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا انصار کے ملنے سے پیشتر عقبہ میں آپ نے اوسپر اسلام پیش کیا وہ کہنے لگا یہ اچھا کلام ہے اور مدینہ کو لوٹا وہاں مارا گیا واقعہ بعاث میں جو ہجرت سے پہلے ہوا اسکی قوم کے لوگ کہا کرتے تھے وہ مسلمان ہو کر مارا گیا احتمال ہے کہ یہی شخص مراد ہو اور بعض فضلا نے مجھسے بیان کیا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ میں مارے گئے ضعیف لوگوں میں سے جیسے عمار کے والدین مگر میں کہتا ہوں اسکا ثبوت کیا ہے کہ یہ بعد معراج کے مارے گئے اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کئی فوائد پر ایک رد ہے مرجیہ کا جو اعمال دین کو ایمان نہیں کہتے دوسرے یہ کہ تغییر حکم کی تمنا جائز ہے جب اوسمیں کوئی مصلحت ہو تیسرے شرف اور بزرگی ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی چوتھے بیان ہے صحابہ کی حرص دین اور شفقت کا اپنے بھائیوں پر اور ایسا ہی خیال انکو اسوقت ہوا جب شراب کی حرمت اتری تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا او انہ یحب المحسنین تک اور انا لا نضیع اجر من احسن عملا اور اسی مناسبت سے مولف نے اسکے بعد یہ باب کہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان جب نیک کام کریگا تو اوسکو ثواب حاصل ہوگا انتہی

باب حسن اسلام المرء اسلام کی خوبی کا بیان قال مالك اخبرني زيد بن اسلم ان عطاء ابن يسار اخبره ان ابا سعيد الخدري اخبره انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا اسلم العبد فحسن اسلامه يكفر الله عنه كل سيئة كان زلفها وكان بعد ذلك القصاص الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف والسيئة بمثلها الا ان يتجاوز الله عنها ترجمہ امام مالک نے کہا خبر دی مجکو زید بن اسلم (ابو اسامہ قرشی مکی) نے اونکو خبر دی عطاء بن یسار (ابو محمد مدنی) نے اونکو خبر دی ابو سعید خدری نے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بندہ مسلمان ہوجاوے (یا عورت) پھر اسکا اسلام اچھا ہو (یعنی یقین کے ساتھ ہو شک وغیرہ نہ ہو خلوص سے کیتا ہو) تو اللہ تعالی اسکی ہر ایک برائی جو اسنے اس سے پہلے کی ہو وہ معاف کردیگا اسکے بعد پھر قصاص ہوگا ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں تک

تک (بعضون نے کہا اس سے زیادہ تضعیف ہوگی اور جواب دیا ہے اوروں نے کہ ابن عباس کی حدیث مین ہے جسکو
مؤلف نے کتاب الرقاق مین بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اسکے لیے دس نیکیاں لکھیگا سات سو نیکیوں تک بلکہ زیادہ تک اور
یہ رد کرتا ہے ان کے قول کو) اور ایک برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی یہ بھی جب ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف نہ کردے اسکو
اور جو معاف کردے تو وہ ایک بھی نہ لکھی جاویگی **ف** قسطلانی نے کہا اسمین دلیل ہے اہلسنت کی کہ بندہ اللہ
کی مشیت مین ہے اگر چاہے تو اُسکے گناہ معاف کردیوے اور اگر چاہے تو اُس سے مواخذہ کرے اور رد ہے اُسکا جو
اہل کبائر کے لیے دوزخ کو قطعی جانتا ہے جیسے معتزلہ کہتے ہیں حافظ ابن حجر نے کہا اول حدیث سے رد ہوتا ہے اُسکا جسنے
ایمان کی زیادتی اور کمی کا انکار کیا اسلیے کہ حسن کے درجون مین تفاوت ضرور ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ
حسن اوصاف ایمان مین سے ہے اور وصف اگر زیادتی اور نقصان کا قابل ہو تو اس سے ذات کی قابلیت زیادتی اور
نقصان کے لیے ثابت نہین ہوتی اور اسکی تحقیق کتاب الایمان کے شروع مین گذر چکی مترجم کہتا ہے کہ عینی کا
اعتراض ساقط ہے اور حافظ ابن حجر کا استدلال صحیح ہے کیونکہ ایمان ایسی ذات نہین ہے جسکا بقا یا قیام بالذات
ہو سکے بلکہ وہ خود ایک صفت ہے اس صورت مین حسن اوصاف ایمان مین سے نہین ہے ورنہ قیام العرض بالعرض
لازم آویگا بلکہ حسن ایمان عبارت ہے اوسکے کمال سے اور نقص ایمان جو مقابل ہے حسن کے عبارت ہے اوسکے عدم تکمیل سے
اور یہ بعینہ زیادت اور نقصان ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا آخر حدیث سے رد ہوتا ہے خوارج وغیرہ کا جو گناہ کرنیوالی
کو کافر جانتے ہین اور ہمیشہ کے لیے دوزخ کا مستحق خیال کرتے ہین اور امام بخاری نے مالک سے اس روایت کو معلقاً
ذکر کیا اور کتاب کے کسی مقام مین اسکا وصل نہین کیا اور ابوذر ہروی نے اسکا وصل کیا اپنی روایت مین صحیح بخاری کی انہون
نے کہا خبر دی ہمکو نضروی یعنی عباس بن فضل نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن ادریس نے انہون نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن خالد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ولید بن مسلم نے انہون نے سنا امام مالک سے
اس حدیث کو اور ایسا ہی وصل کیا اسکو نسائی نے ولید بن مسلم کی روایت سے اور اس سے زیادہ پورا نقل کیا اور ایسا ہی
وصل کیا اسکو حسن بن سفیان نے عبد اللہ بن نافع کے طریق سے اور بزار نے اسحق غزوی کے طریق سے اور اسمعیل نے عبد اللہ
بن وہب کے طریق سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اسمعیل بن ابی ادریس کے طریق سے سب نے روایت کیا مالک سے
اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقون سے مالک سے اور ذکر کیا کہ معن بن عیسی نے اسکو روایت کیا مالک سے
اور ابو سعید کے بدلے ابو ہریرہ کہا اور یہ روایت شاذ ہے اور روایت کیا اسکو سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہون نے
عطا سے مرسلاً اور ہمنے اسکو روایت کیا خلعیات مین اور امام مالک نے اسکو وصل کیا اور وہ خوب مضبوطی سے بیان

کرنیوالے تھے المدینہ کی حدیث کو خطیب نے کہا یہ حدیث ثابت ہے اور بزار نے کہا کہ امام مالک متفرد ہوئے اسکے وصل سے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے طلحہ بن یحیی کے طریق سے اسکا ترجمہ یہ ہے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو مسلمان ہو پھر اسکا اسلام اچھا ہو مگر اللہ تعالی اسکی ہر نیکی جو اس نے کی تھی اسلام سے پہلے لکھ لیگا اور اسکی ہر برائی جو اس نے کی تھی اسلام سے پہلے محو کر دیگا غرض تمام روایات میں نیکیوں کا لکھا جانا ثابت ہے جو اس نے اسلام سے پہلے کی ہونگی اور امام بخاری کی روایت میں یہ فقرہ نہیں ہے بعضوں نے کہا مؤلف نے اسکو عمدًا اسقاط کر دیا کس لیے کہ وہ مشکل ہے قواعد مقررہ سے اور مازری نے کہا کافر کی نیکی صحیح نہیں ہے نہ اسکو ثواب ملیگا نیکی پر اور قاضی عیاض نے اس میں اتفاق کیا اور نووی نے اس قول کو ضعیف کیا اور کہا کہ صواب یہ ہے جیسے محققین علما ہیں کہ کافر کا نیک عمل جیسے صدقہ صلہ رحم وغیرہ در صورت اسلام لانے کے اور اسلام پر مرنے کے اوسکا ثواب اسکو ملیگا اور یہ دعوی کہ یہ مذہب قواعد مقررہ کے خلاف ہے مسلم نہیں ہے اسلیے کہ کافر کے بعض افعال دنیا میں قابل اعتبار ہیں جیسے کافر کفر کی حالت میں کفارہ دیوے ظہار کا تو اسلام لانیکے بعد دوبارہ کفارہ دینا ضرور نہیں حافظ ابن حجر نے کہا حق یہ ہے کہ مسلمان کو حالت اسلام میں اپنے عملوں کے ثواب ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر کے وقت کا عمل مقبول ہو اور حدیث سے صرف ثواب ہونا نکلتا ہے نہ یہ کہ وہ عمل مقبول ہوا اور احتمال ہے کہ قبول معلق اسلام پر ہو پھر اگر اسلام لایا تو وہ عمل قبول اور ثواب ہوا ورنہ نہیں اور نووی کے قول پر جزم کیا ابراہیم حربی اور ابن بطال وغیرہما نے قدما میں سے اور قرطبی اور ابن منیر نے متاخرین سے ابن منیر نے کہا قواعد کے خلاف یہ ہے کہ خداوند تعالی حالت کفر ہی میں اسکا عمل قبول کرے لیکن اسلام میں اگر اسکا ثواب دیوے جو اس نے کفر کی حالت میں کیا تو یہ عنایت خداوندی ہے اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے جیسے ابتداً بغیر عمل کے اوس پر فضل کرے یا جیسے عاجز کو ثواب دیتا ہے ان اعمال کا جو حالت قدرت میں وہ کرتا تھا پھر جب بغیر عمل کے وہ ثواب دے سکتا ہے تو اس عمل پر جو شرائط کے ساتھ نہ ہو ثواب دینے سے کونسا امر مانع ہے ابن بطال نے کہا اللہ اپنے بندوں پر جس طرح سے چاہے تفضل کر سکتا ہے اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں پہونچتا اور دوسروں نے استدلال کیا ہے اوس حدیث سے کہ اہل کتاب جب ایمان لاویں تو انکو دوہرا ثواب ملیگا اور یہ مضمون قرآن سے بھی مستفاد ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر پہلے دین پر مرجاویں تو کوئی عمل صالح انکو فائدہ نہ دیگا بلکہ سب اعمال صالحہ لغو ہو جاوینگے تو معلوم ہوا کہ پہلے اعمال کا ثواب مضاعف ہوگا اعمال ثانیہ پر اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ حضرت عائشہ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ابن جدعان کا حال کہ اسکی نیکیاں اسکے کام آوینگی آپ نے فرمایا اسنے ایک دن بھی یوں نہ کہا ای مالک میرے بخشدے میرے گناہ قیامت کے دن اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اسلام لاتا تو کفر کی نیکیاں اسکو کام آتیں انتہی ملخصًا

حدثنا اسحٰق بن منصور قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا احسن احدكم اسلامه فكل حسنة يعملها تكتب
له بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف وكل سيئة يعملها تكتب له بمثلها ترجمہ حدیث بیان کیا
ہمسے اسحق بن منصور نے انہوں نے کہا حدیث بیان ہمسے عبد الرزاق (بن ہمام بن نافع یمانی صنعانی) نے انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو معمر (بن راشد ابو عروہ بصری) نے انہوں نے سنا ہمام (بن منبہ بن کامل ابو عقبہ یمانی) سے انہوں نے
سنا ابو ہریرہ رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنا اسلام اچھا کرے (اعتقاد
صحیح اور خلاص کے ساتھ) تو جو نیکی وہ کریگا اسکی دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں تک اور جو برائی وہ
کریگا تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی ف اسلمیں اتنا زیادہ کیا ہے تک وہ اللہ تعالیٰ سے ملے حافظ ابن حجر
نے کہا روایت کیا اسحدیث کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اور اسمیں اذا احسن اسلام احدکم ہے اور اسمعیلی نے کہا اور
خطاب اسمیں اگرچہ حاضرین کو ہے پر حکم عام ہے سب کیلیے باب احب الدين الى الله ادومه
اس باب میں یہ بیان ہے کہ بہت پسند خدا کو وہ دین (عمل) ہے جو ہمیشہ کیا جاوے (اگرچہ تھوڑا ہو) ف فتح
الباری میں ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے استدلال ہے اس امر پر کہ ایمان کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ مراد
یہاں دین سے عمل ہے اور دین حقیقی وہی اسلام ہے اور اسلام حقیقی مرادف ہے ایمان کے اور اس سے مناسبت ظاہر ہے
ظاہر ہوگی اس باب کے ماقبل سے کیونکہ جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ اسلام اچھا ہوتا ہے اعمال صالحہ سے تو ارادہ کیا
تنبیہ کرنیکا اس پر کہ بہت کوشش کرنا جو حد مبالغہ کو پہونچ جاوے مطلوب نہیں ہے انتہے حدثنا محمد بن
المثنى قال حدثنا يحيى عن هشام قال اخبرني ابي عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم
دخل عليها وعندها امرأة قال من هذه قالت فلانة تذكر من صلوتها قال مه عليكم بما
تطيقون فوالله لا يمل الله حتى تملوا وكان احب الدين اليه ما داوم عليه صاحبه ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (ابو موسی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی (بن سعید قطان امام حدیث
مشہور) نے انہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ (عروہ بن زبیر
عوام) نے انہوں نے روایت کی حضرت عائشہ رض سے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس
تشریف لائے اور انکے پاس ایک عورت موجود تھی آپ نے پوچھا یہ کون عورت ہے حضرت عائشہ نے کہا فلانی
عورت ہے (عبد الرزاق کی روایت میں معمر سے انہوں نے ہشام سے اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت اچھی شکل کی تھی) اور

اور ذکر کرنے لگیں اُس کی نماز کا حال ف کہ بہت نماز پڑھتی ہے امام احمد نے یحییٰ قطان سے روایت کیا اسمیں
ہے کہ وہ سوتی نہیں ہے نماز پڑھا کرتی ہے اور مؤلف کی روایت میں کتاب صلوٰۃ اللیل میں اور موطا کی روایت میں یہ ہے
کہ رات کو نہیں سوتی یہ عورت مالک کی روایت میں ہے کہ بنی اسد میں سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ عورت حولاء
بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبد العزیٰ سے تھی حضرت ام المومنین خدیجہ رض کے کنبے کی اور مسلم کی روایت میں یہ
بھی ہے کہ لوگوں نے کہا وہ رات کو نہیں سوتی اور دوسری روایت میں زہری سے یہ ہے کہ یہ عورت آپکے سامنے گذری تو قصہ ایک
ہی ہے اور وہ گذرنے والی یہی حولاء بنت تویت تھی جیسے محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ حضرت
عائشہ کے پاس بیٹھی ہوگی جب آپ وہاں تشریف لائے تو وہ کھڑی ہو گئی اور آپ کے سامنے سے گذر گئی تھی مافی فتح الباری حافظ
ابن حجر نے کہا ابن التین نے کہا کہ حضرت عائشہ کو فتنہ کا ڈر نہ تھا جب تو انہوں نے اسکی تعریف اسکے منہ پر کی
میں کہتا ہوں کہ حماد بن سلمہ کی روایت میں یہ ہے کہ جب وہ عورت نکل گئی اسوقت حضرت عائشہ نے اسکی صفت بیان
کی اور نکالا اسکو حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور اسمیں یہ ہے کہ میرے پاس ایک عورت تھی جب وہ کھڑی ہوئی تو آپ نے
پوچھا یہ کون عورت تھی اے عائشہ میں نے عرض کی یہ فلانی عورت تھی اور یہ سب اہل مدینہ سے زیادہ عبادت کرنے
والی ہے انتہیٰ ف آپ نے فرمایا چپ رہ (زجر ہے آپ نے جھڑکا عورت کی تعریف کرنے سے اسکے منہ پر یا اتنا عمل کرنے
سے جو نبہ نہ سکے) تم اُتنا ہی عمل کرو جتنے کی تمکو طاقت ہے (یعنے بلا ناغہ مداومت سے کر سکو اس سے معلوم ہوا کہ طاقت
سے زیادہ تکلیف اٹھانا منع ہے اور یہ نص اگرچہ نماز میں ہے لیکن لفظ عام ہے شامل ہے تمام اعمال کو) تو قسم خدا
کی اللہ تعالیٰ نہیں بیزار ہوگا ثواب دینے سے لیکن تم بیزار ہو جاؤ گے عمل کرتے کرتے (یعنے خدا کے پاس ثواب کی کمی
نہیں لیکن تمہارا خیال ہے) اور سب سے زیادہ پسند آپکو وہ دین (عمل) تھا جو کرنے والا ہمیشہ اسکو کرے ف اگرچہ
قلیل ہو کیونکہ قلیل پر مداومت کرنے سے عبادت ہمیشہ ہوتی رہتی ہے برخلاف کثیر کے جو شاق ہو اور چند روز کے بعد
چھوٹ جاوے اور کبھی قلیل بوجہ مداومت کے کثیر سے زیادہ ہو جاتا ہے جسپر مداومت نہو اور یہ آپکی کمال شفقت
ہے اپنی امت پر کہ جو انکے حق میں بہتر تھا وہ بتایا اور ظاہر ہے کہ یہاں مراد دین سے عمل ہے کیونکہ عقائد کا ترک تو
کفر ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ قسم بغیر قسم کھلائے کہنا درست ہے اور مکروہ نہیں اگر اسمیں کوئی مصلحت ہو اور فضیلت
ہے ہمیشہ عمل کرنیکی اور عمل کو دین کہتے ہیں اور مؤلف نے اسکو کتاب الصلوٰۃ میں اور مسلم اور مالک نے موطا میں روایت کیا
ہے فتح الباری میں ہے کہ ملال کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے بالاتفاق اور یہاں اطلاق بطور مقابلہ کے ہے جیسے
کہا جزاء سیئة سیئة مثلہا قرطبی نے کہا وجہ مجازی یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ثواب موقوف کر دیا بوجہ موقوف کرنے

عمل کے تو تعبیر کی اس سے ساتھہ ملال کے گویا تسمیہ ہے شے کا باسم سبب اور ہروی نے کہا معنے لا یمل اللہ کا یہ ہی کہ وہ اپنا
فضل تمپر سے موقوف کریگا نہیں تک کہ تم تہک جاوگے سوال کرتے کرتے تو نفرت کرنے لگوگے اسکی طرف رغبت کرنے سے اور لوگون
نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ حق طاعت ختم نہ ہوگا یہانتک کہ تم تہک جاوگے مازری نے کہا حتی یہان بمعنی واو کے ہے یعنے اللہ نہین تہکیگا اور
تم تہک جاوگے اور اول توجیہ زیادہ لائق ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے کہا مجازًا اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو واقع ہوا اس
حدیث کی بعضے طریقون مین کہ اتنا ہی عمل کی تکلیف اوٹہاو جتنے کی تم طاقت رکہتے ہو کیونکہ اللہ تعالے ثواب دینے
سے نہین تہکیگا یہانتک کہ تم تہک جاوگے عمل کرتے کرتے لیکن اسکی اسناد مین موسے بن عبیدہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور
مستملی کی روایت مین یہ ہے وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ مَادَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ اور ایساہی عبدہ کی روایت مین ہشام سے
اسحق بن راہویہ کی مسند مین اور ایساہی مولف اور مسلم کی روایت مین ابوسلمہ کے طریق سے اور مسلم کی روایت مین قاسم سے
انہون نے حضرت عائشہ سے اور یہ موافق ہے ترجمہ باب کے اور باقی راویون نے ہشام سے یون روایت کیا وَكَانَ اَحَبُّ
الدِّيْنِ اِلَيْهِ اَيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم اور دونون روایتون مین خلاف نہین ہے کسلیے کہ جو اللہ کو زیادہ پسند
ہے وہی انکے رسول کو بہی زیادہ پسند ہے نووی نے کہا قلیل عبادت پر مداومت کرنیسے ہمیشہ ذکر اور مراقبہ اور اقبال
علے اللہ باقی رہتا ہے برخلاف کثیر شاق کے یہانتک کہ قلیل دائم زیادہ ہو جاتا ہے کثیر منقطع سے مراتب ابن جوزی
نے کہا دائم کو پسند کیا دو وجہون سے ایک تو یہ کہ چہوڑ دینے والا ایسا ہے جیسے بعد وصل کے اعراض کرنیوالا یہ مذموم
ہے اور اسی لیے وعید آئی اس شخص کے لیے جو ایک آیت یاد کرکے پہر اسکو بہول جاوے دوسرے یہ کہ مداومت کرنیوالا ہمیشہ
خدمت مین حاضر ہے اور جو شخص ہمیشہ در دولت پر حاضر رہے گو تہوڑی دیر ہی سہی اسکے برابر وہ نہین ہو
سکتا جو ایک دن بہر حاضر رہے پہر کبہی آوے اور مولف اور مسلم نے ابوسلمہ کے طریق مین حضرت عائشہ سے زیادہ
کیا ہے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال مین خدا کو جسپر ہمیشگی کیجاوے اگرچہ قلیل ہون انتہے باختصار

باب

زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ باب بیان مین اسبات کے کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے **ف** حافظ ابن حجر
نے کہا اس باب سے سولہ باب پہلے مولف نے ایک باب بیان کیا ہے جسمین اہل ایمان کے تفاضل اعمال کا ذکر ہے اور
اس باب مین ابوسعید خدری کی حدیث لائے ہین جو انس کی حدیث کے ہم معنے ہے جسکو اس باب مین بیان کیا اب لوگون
نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تکرار ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ حدیث مین دو احتمال تہے ایک یہ کہ زیادہ اور نقصان
ہو تو ہر ایک احتمال کے لیے جداگانہ باب مقرر کیا اور ابوسعید کی حدیث کو اعمال کے تفاضل مین لیا کیونکہ اسمین [illegible] تفاوت کا
ذکر نہین ہے برخلاف حدیث انس کے اسمین صاف تفاوت مذکور ہے اس ایمان مین جو قلب مین ہوتا ہے کہ جو برابر ہو یا گیہون برابر یا جو کی

ابن بطال نے کہا کہ تصدیق میں تفاوت بقدر علم اور جہل کے ہوتا ہے تو جسکو علم کم ہے اسکی تصدیق چیونٹی کے برابر ہے اور جس
کا علم اس سے زیادہ ہے اسکی تصدیق گیہوں یا جو کے برابر ہے مگر اصل تصدیق جو دل میں ہوتی ہے اسمین نقصان نہین ہو
سکتا اور زیادتی ہوسکتی ہے بزیادتی علم اور مشاہدہ انتہے اور اوپر گذرا کلام نووی کا اس باب مین انتہے وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَ
زِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا یہ دونو آیتین اوپر مذکور ہوچکین پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے زیادہ کی ہمنے اونکو
ہدایت اور ہدایت سے مراد ایمان ہے اور دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور زیادہ ہووے ایمان والونکو اونکا ایمان **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دونو آیتین تو اوپر مذکور ہوچکین پھر اونکو دوبارہ کیون لائے اسکا جواب یہ ہے کہ ان آیتون
کو دوبارہ لائے تیسری آیت کا مطلب واضح کرنیکے لیے کیونکہ ان دونون آیتون سے صاف زیادتی ایمان نکلتی ہے اور زیادتی ایمان
مستلزم ہے نقص کو برخلاف تیسری آیت کے اوسمین کمال ایمان کا ذکر ہے اور کمال نص نہین ہے زیادتی مین بلکہ وہ مستلزم ہے نقص
کو اور نقص مستلزم ہے زیادت کو اور اسیواسطے مؤلف نے تیسری آیت کے بعد یہ کہا جب کمال مین کچھہ رہجاوے تو وہ ناقص ہے اور اسکا
عنوان بیان بھی بدلدیا اوسمین قال کا لفظ کہا وَقَالَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ فَاِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِّنَ الْكَمَالِ فَهُوَ
نَاقِصٌ اور فرمایا اللہ تعالی نے آج کے دن پورا کیا دین تمہارا تو کمال مین جب کچھہ رہجاوے تو وہ ناقص ہے **ف** فتح الباری
مین ہے اس مقام پر بعضون نے اعتراض کیا کہ امام بخاری کی حجت اس آیت سے پوری نہین ہوتی کیونکہ دین کے پورا ہونے سے اگر یہ مراد
ہے کہ مخالفین حجت کہل گئی یا دین اسلام غالب ہوگیا اہل شرک پر تو امام بخاری کا مطلب اس سے ثابت نہین ہوتا اور جو یہ
مراد ہو کہ آج اسلام کے فرائض اور ارکان پورے ہوئے تو لازم آتا ہے کہ اس سے پہلے دین ناقص ہو اور جو صحابہ اس آیت کی اترنے
سے پہلے مرے انکا ایمان ناقص ہو حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ ایمان ہمیشہ کامل رہا ہے اور قاضی ابوبکر بن عربی نے اسکا جواب
یہ دیا ہے کہ نقص ایک امر اضافی ہے لیکن بعضا نقص مذموم ہے اور بعضا نقص مذموم نہین ہے مذموم وہ نقص ہے جو
باختیار ہو جیسے کوئی دین کے فرائض اور ارکان کو جانتا ہو لیکن عمداً انکو بجانہ لاوے اور غیر مذموم وہ نقص ہے جو
اختیاری نہ ہو جیسے کسی کو علم نہ ہو یا غیر مکلف ہو یہ نقص مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے اسجہت سے کہ اسکی دل کو ایمان پر اطمینان
تہا اور اگر زیادہ احکام اسکو معلوم ہوتے تو وہ بیشک عمل کرتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو قبل نزول فرائض کے مرگئے یہی حال
تہا اور اونکا نقص بہ نسبت اُن صحابہ کی جو نزول فرائض تک زندہ رہے نسبی اور اضافی تہا اور یہ کمال ہے من حیث المعنے
اور اسکی نظیر یہ ہے جیسے کوئی کہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام
کی شریعت سے زیادہ کامل ہے اسوجہ سے کہ وہ اون احکام پر مشتمل ہے جنپر پہلی شریعتین مشتمل نتہین باوجود اسکے کہ حضرت
موسے اور حضرت عیسی کی شریعت بہی اپنی اپنی زمانون مین کامل تہی تو اکملیت ایک امر نسبی اور اعتباری ہے واللہ اعلم

حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير ويخرج من النار من قال
لا اله الا الله وفي قلبه وزن برة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير
قال ابو عبد الله قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبي صلى الله عليه وسلم من ايمان مكان
خير ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسلم بن ابراہیم (ابو عمر بصری الازدی فراہیدی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ہشام (بن ابی عبداللہ دستوائی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ (بن دعامہ) نے انہون نے روایت کی
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا (یا نکالا جاویگا) دوزخ سے وہ شخص جسنے کہا
لا الہ الا اللہ **ف** اسمین دلیل ہے کہ زبان سے کلمہ توحید کہنا شرط ہے یا کہنے کو مراد دلمین کہنا ہے تو معنے یہ ہے
جسنے اقرار کیا توحید کا اور تصدیق کی بہرحال اقرار ضرور ہے اسیواسطے ہر بار اسکا اعادہ کیا اور تصدیق
قلبی مین تفاوت ہے اگر کوئی کہے کہ محمد رسول اللہ کیون نہین فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد تو پورا کلمہ ہے اور جز اول گویا نام
ہوگیا ہے اس کلمہ کا جیسے کوئی کہے مین نے قل ہو اللہ پڑھا یعنے ساری سورت پڑھی (فتح الباری) **ف** اور اسکے دلمین
ایک جو برابر نیکی ہو **ف** یعنے ایمان جیسے دوسری روایت مین تصریح ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ یقین رکھتا ہو اوپر
سب باتون پر جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے اگر کوئی کہے کہ وزن تو اجسام مین ہوتا ہے نہ معانی مین اور ایمان
معانی مین سے ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ایمان کو مشابہت دی جسم سے پھر اوسکے واسطے لوازم جسمیت کو ثابت
کیا اور وہ وزن ہے (قسطلانی) **ف** اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دلمین گیہون برابر
نیکی (ایمان) ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون کا وزن جو سے کم ہے اور ایسا ہی ہے
بعضی شہرون مین اور اگرچہ اس روایت مین واو ہے جو ترتیب کو مقتضی نہین پر مسلم کی روایت مین ثم ہے جو ترتیب کے لئے
ہے **ف** اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکے دلمین ایک ذرہ برابر ایمان ہو **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا ذرہ بفتح ذال معجمہ اور تشدید را صحیح ہے اور شعبہ نے اسمین غلطی کی اور ذرہ بضم را روایت کیا اور وجہ غلطی
کی یہ ہے کہ ذرہ بضم را جوار کو کہتے ہین اور وہ مناسب ہے جو اور گیہون کے جو اسمقام مین مذکور ہین اور ذرہ بالفتح اس سے کم وزن
ہے بعضون نے کہا ذرہ وہ ہے جو آفتاب کے شعاع مین سوئی کی نوک کیطرح نظر آتا ہے اور بعضون نے کہا ذرہ چھوٹی چیونٹی ہے اور ابن
عباس سے منقول ہے انہون نے کہا جب تو اپنی ہتھیلی مٹی پر رکھے پھر اسکو جھاڑ دے تو جو گرے وہ ذرہ ہے اور بعضون نے کہا چار ذرے
رائی کے دانے برابر ہوتے ہین اور مصنف نے اواخر توحید مین انس سے مرفوعاً روایت کیا جنت مین جاویگا وہ شخص جسکے دل مین

رائی کے دانے برابر یا اس سے کم ہو اور یہی معنے ہیں ذرہ کے انتہے قسطلانی نے کہا تو ذرے کا وزن دہ ہے جس سے کم
تصدیق جائز نہیں اور گیہوں یا جو میں جو زیادتی ہے وہ اعمال صالحہ کی زیادتی ہے جن سے تصدیق پوری ہوتی ہے
اور نفس تصدیق میں بیشی نہیں ہے یہ مہلب نے کہا اور کرمانی نے کہا ان اجزا کو جو ذرے پر زائد تھے قلب کیطرف نسبت
دی اس لیے کہ ایمان کامل قول اور عمل ہے اور عمل نہیں صحیح ہوتا مگر نیت اور اخلاص قلب سے تو عمل کا نسبت دینا قلب کیطرف جائز
ہوا کیونکہ اوسکا تمام ہونا تصدیق قلبی سے ہے اگر تو کہے کہ تصدیق قلبی کافی ہے دوزخ سے نکلنے کے لیے کیونکہ مومن ہمیشہ
دوزخ میں نہیں رہیگا اور لا الہ الا اللہ کہنا تو احکام دنیوی کے جاری کرنیکے لیے ہے پھر دونو کو جمع کیسے کیا اسکا جواب
یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ صرف تصدیق قلبی کافی نہیں ہے بلکہ قول اور عمل دونو ضروری ہیں
اور بخاری کا مذہب یہی ہے یا نکلنے سے مراد یہ ہے کہ ہم اسکے نکلنے کا حکم دینگے جسکے دل میں تصدیق ہو اور زبان سے
اقرار کرے کیونکہ کلمہ شعار ایمان ہے دنیا میں اور اسی پر مدار ہے احکام کا تو ضرور ہیں دونو باتیں تاکہ دوزخ سے نکلنے کا
حکم صحیح ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر اور یہی نکلتا ہے کہ گنہگار اہل توحید جہنم میں جاوینگے
اور گناہ کبیرہ کرنیوالا کافر نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا اور اسکے راوی سب کے سب لوگ ہیں بصری ہیں اور بخاری
نے اس حدیث کو توحید میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے صفت جہنم میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
ہے انتہے **قال** ابو عبد اللہ قال ابان حدثنا قتادۃ حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من
ایمان مکان خیر ترجمہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رح نے کہا ابان (بن یزید عطار بصری) نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہوں کہا حدیث بیان کی ہمسے انس نے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
حدیث کو اس روایت میں ایمان ہے من خیر کے بدل یعنے نیکی کے بدل ایمان کا لفظ ہے **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا اس تعلیق کو حاکم نے وصل کیا کتاب الاربعین میں ابو سلمہ کے طریق سے اور مؤلف نے اس تعلیق کو دو فائدوں کیلیے
بیان کیا ایک یہ کہ قتادہ کا سماع انس سے اس اسناد میں بتصریح مذکور ہے اور پہلی اسناد میں معنعن کے طور پر ہے اور چونکہ
قتادہ مشہور ہیں ساتھ تدلیس (اپنا شیخ چھپانا) کے تو انکا عنعنہ حجت نہیں جب تک سماع ثابت نہو جاوے اور وہ
ثابت ہوتا ہے اس اسناد سے دوسرے یہ کہ تفسیر ہو جاوے من خیر کی جو پہلی روایت میں ہے کہ خیر سے مراد ایمان ہے انتہے
مع زیادۃ من القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ مؤلف نے ابان کے طریقہ کیوں التفات کی جو
مسلم نہا تدلیس ہے اور اسکو وصل کیوں نہ کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابان اگرچہ مقبول ہے مگر ہشام دستوائی اس سے زیادہ ہے
اتقان اور ضبط میں تو مؤلف نے اسکو بیان کیا اور دوسری روایت کو ذکر کر دیا شبہہ تدلیس کو رفع کرنیکے لیے انتہے

حدثنا الحسن بن الصباح سمع جعفر بن عون حدثنا ابو العميس اخبرنا قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب ان رجلا من اليهود قال له يا امير المؤمنين اية في كتابكم تقرؤنها لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال اي اية قال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا قال عمر قد عرفنا ذلك اليوم والمكان الذي نزلت فيه على النبي صلى الله عليه وسلم وهو قائم بعرفة يوم جمعة

ترجمہ حدیث

بیان کی ہم سے حسن بن صباح نے انہوں نے سنا جعفر بن عون (ابن ابی جعفر مخزومی) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو العمیس ہذلی کوفی عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو قیس بن مسلم (کوفی عابد) نے انہوں نے روایت کی طارق بن شہاب (ابن عبد شمس صحابی) سے انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رض سے ایک یہودی نے کہا (مراد کعب الاحبار ہیں اسلام لانے سے پہلے بیان کیا اسکو مسدد نے اپنے مسند میں اور طبری نے تفسیر میں اور طبرانی نے اوسط میں رجا بن ابی سلمہ سے انہوں نے عبادہ بن نسی سے انہوں نے اسحق بن خرشہ سے انہوں نے قبیصہ بن ذویب سے انہوں نے کعب سے اور مصنف نے مغازی میں ثوری سے روایت کیا انہوں نے قیس بن مسلم سے اسی حدیث کو اس میں یہ ہے کہ یہود کے لوگوں نے کہا اور تفسیر میں ہے کہ یہود نے کہا تو محمول ہے کہ اس وقت یہود کی ایک جماعت حاضر ہوگی اور کعب نے ان سب کی طرف سے کہا ہوگا (فتح)) اے امیر المومنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب میں جسکو تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہود کے لوگوں پر اترتی تو جس دن وہ اتری اس دن کو ہم عید کا دن کر لیتے (یعنی اس دن کو بڑا دن کرتے اور ہر سال اس میں خوشی کرتے) حضرت عمر نے کہا وہ کون سی آیت ہے اس یہودی (یعنی کعب) نے کہا یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم یعنی آج میں نے تمہارا دین پورا کیا (بیضاوی نے کہا مراد مدد اور غلبہ دینا ہے اور دین پر یا بیان کرنا قواعد عقائد اور اصول شرائع اور قوانین اجتہاد کا) واتممت علیکم نعمتی اور پورا کیا میں نے تم پر اپنی نعمت کو (وہ کیا ہے ہدایت دین حق کی اور توفیق خیر یا اکمال دین یا فتح مکہ اور ہدم علامات جاہلیت کا) ورضیت لکم الاسلام دینا اور پسند کیا میں نے واسطے تمہارے دین اسلام کو (یعنی یہی دین ہے اللہ کے نزدیک) حضرت عمر نے کہا ہم جانتے ہیں اس دن کو اور اس جگہ کو جب اور جہاں یہ آیت اتری ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کھڑے تھے عرفات میں جمعہ کے دن ف

فتح الباری میں ہے مسلم نے زیادہ کیا عبد بن حمید کی روایت میں جس نے جعفر بن عون سے اسی حدیث کو میں جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت اتری اور اس جگہ کو جہاں اتری اور اس ساعت کو جس میں اتری رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ جواب سوال کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم اس دن کو عید کر لیتے اور حضرت عمر نے کہا

مین اس وقت اور مکان کو پہچانتا ہون جب اور جہان یہ آیت اتری حالانکہ یہ کہنا تھا کہ ہم نے بھی اس دن کو عید کیا ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ آیت عرفہ کے اخیر دن مین اتری اور یوم العید تو شروع دن سے ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ بعد زوال کے اگر
چاند کی رویت ہو تو عید دوسرے دن ہوگی یہ قول ہے بعض متقدمین کا اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اس روایت مین حضرت عمر نے
اشارہ پر اکتفا کی اور اسحاق نے جو قبیصہ سے روایت کی اوسمین صاف بیان ہے اس روایت مین یہ ہے کہ یہ آیت اتری جمعہ
کے دن عرفہ کے دن اور وہ دونو اللہ کے فضل سے ہماری عید ہین اور طبری اور طبرانی کی روایت مین ہے وہ دونون عید
ہین ہمارے لیے اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک یہودی نے حضرت عمر سے یہ پوچھا انہون کہا یہ آیت
تو دونو عیدون کے دن اتری جمعہ اور عرفہ کے دن تو ظاہر ہوا کہ جواب شامل ہے اس مطلب کو جس دن یہ آیت اتری وہ عید کا دن
ہوا اور یوم عرفہ اسلیے عید ہے کہ وہ شب عید ہے جیسے ایک حدیث مین آیا ہے کہ عید کے دو مہینے دونو ناقص نہین
ہوتے رمضان اور ذی حجہ تو رمضان کو عید کہا حالانکہ عید رمضان کے بعد ہے اگر کوئی کہے کہ اس قصہ سے ترجمہ باب
کیونکر ثابت ہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ قصہ سے معلوم ہوا کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور یہ واقع حجۃ الوداع کا ہے اور وہ زمانہ
ہے آخری بعثت کا جب شریعت پوری ہوئی اور ارکان شریعت تمام ہوئے اور سدی نے کہا کہ اس آیت کے بعد کوئی
حلال یا حرام نہین اترا انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے مغازی مین اور تفسیر مین اور اعتصام مین روایت کیا
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہے **باب** تنوین کے ساتھ الزکوۃ
من الاسلام اس باب مین یہ بیان ہے کہ زکوۃ اسلام مین داخل ہے یعنے اسلام کا ایک رکن ہے وقوله تعالی وما
امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وذلک دین
القیمۃ اور فرمایا اللہ تعالی نے نہین حکم ہوا اہل کتاب والون کو (یہود اور نصاری کو) مگر یہی کہ پوجین اللہ تعالی کو خالص
اسی کیلیے دین رکھین یعنے شرک نکرین یا خلاص کرین عبادت مین ریا نکرین) اور برے اعتقاد سے پھیر رہین یعنے
کفر اور گمراہی سے اور کھڑا کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو اور یہی سیدھا دین ہے (تو آیت سے یہ نکلا کہ زکوۃ دین مین
داخل ہے اور دین اور اسلام ایک ہے تو زکوۃ اسلام مین داخل ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے **حدثنا اسمعیل**
قال حدثنی مالک بن انس عن عمه ابی سهیل بن مالک عن ابیه انه سمع طلحة بن عبید الله
یقول جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوی صوته
ولا نفقه ما یقول حتی دنا فاذا هو یسال عن الاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
خمس صلوات فی الیوم واللیلة فقال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال وذکر له رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیام رمضان قال هل علی غیره قال لا الا ان تطوع قال

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَ
اللهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ **ترجمہ** حدیث
بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابی اویس اصبحی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے (امام) مالک بن انس (فقیہ مشہور
امام المدینہ) نے انہوں نے روایت کی اپنے چچا ابو سہیل بن مالک (نافع مدنی) سے انہوں نے اپنے باپ (مالک بن ابی
عامر) سے انہوں نے سنا طلحہ بن عبید اللہ (بن عثمان قرشی) سے جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین اور مارے گئے یوم الجمل
دسوین جمادی الاولی ۳۶ھ مین اور دفن ہوئے بصرے مین اور مسند مین انکے چار حدیثین مروی ہین) وہ کہتے تھے ایک
شخص آیا (ضمام بن ثعلبہ یا کوئی اور) نجد والون مین سے (نجد وہ بلند ملک جو تہامہ سے شروع ہوا ہے عراق تک) سر
پریشان (یعنے بال بکھرے ہوئے جیسے گنوار ہوتے ہین) ہم اسکی آواز کی گونج سنتے تھے (یعنے بھنبھناہٹ) اور سمجھتے نہ تھے جو
کہتا تھا یہانتک کہ وہ قریب آیا تب معلوم ہوا کہ اسلام کو پوچھتا ہے (یعنے اوسکے ارکان و شرایع کو توحید اور تصدیق
کے بعد یا حقیقت اسلام کو اور یہ تاویل ثانی بعید ہے کسلیے کہ جواب سوال کے مطابق نہ ہوگا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسلام پانچ نمازین ہین رات اور دن مین تو معلوم ہوا کہ سوال ارکان و شرائع سے تھا اور جواب اسکے مطابق ہے
اور مؤید ہے اسکو وہ جو اسمٰعیل بن جعفر کی روایت مین ہے مؤلف کے نزدیک صیام مین خبر دو مجھکو اللہ نے کونسی نمازین مجھپر
فرض کی ہین اور اسلام عین نماز نہین ہے تو یہان اقامت کا لفظ محذوف ہے یعنے پانچ نمازونکا قائم کرنا) وہ شخص بولا
اسکے سوا بھی کوئی نماز مجھپر واجب ہے آپنے فرمایا نہین لیکن اگر تو نفل پڑھنا چاہے **ف** قسطلانی نے کہا یہ حدیث
حجت ہے حنفیہ پر جو وتر کو واجب کہتے ہین اور اصطخری پر شافعیہ مین سے جو عیدین کی نماز کو فرض کفایہ کہتے ہین اور
اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب نہین ہو جاتا بلکہ اتمام اوسکا مستحب ہے جیسے اسکا شروع کرنا اور
نسائی وغیرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزہ کی نیت کرتے پھر افطار کر ڈالتے اور بخاری مین ہے
کہ آپنے جویریہ بنت حارث کو حکم دیا جمعہ کے دن کا روزہ کھول ڈالنے کے لیے اور وہ شروع کر چکی تھین اسکو اس سے معلوم
ہوا کہ نفل کو شروع کرنے سے وہ واجب نہین ہو جاتا اور یہ نص روزے مین ہے باقی عبادات کو اوسپر قیاس کیا اور حج
مین اسکے خلاف حکم ہے کس لیے کہ اگر حج فاسد ہو جاوے تو بھی اوسکے ارکان کو پورا کرنا چاہیے پھر صحیح کا پورا
کرنا بطریق اولے لازم ہوگا۔ یہ اس صورت مین ہے جب اِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ کا استثنا منقطع ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ نفل شروع
کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اور قرطبی نے مالکیہ مین سے کہا ہے کہ مطلب حدیث کا نفی ہے اور کسی چیز کے وجوب کے سوا
تطوع کے اور نفی سے استثنا اثبات ہوتا ہے اور کوئی قائل نہین ہے وجوب تطوع کا اس صورت مین مطلب یہ ہوگا

مگر جب تو شروع کرے نفل کو تو تجھپر لازم ہے پورا کرنا اسکا اور مسند احمد میں ہے حضرت عائشہ کی روایت سے کہ مین نے اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے صبح کی روزہ کی نیت سے پہر ایک بکری ہدیہ آئی ہمارے پاس ہمنے اوسکا گوشت کہایا بعد اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمنے آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا اوسکے بدل ایک روزہ رکہو اور امر وجوب کیلیے ہے تو اس سے بہی معلوم ہوا کہ شروع کر دینے سے نفل کا اتمام لازم ہوجاتا ہے انتہی **ت** پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور روزے ہین رمضان کے وہ شخص بولا مجھپر اور کوئی روزہ بہی واجب ہے سوا رمضان کے آپنے فرمایا نہین لیکن اگر تو نفل روزہ رکہنا چاہے **ف** تو جب تو نفل روزہ رکہے اسکا پورا کرنا واجب نہین (یہ شافعیہ کا قول ہے) یا مطلب یہ ہے کہ جب تو نفل روزہ شروع کردے تو اوسکا تمام کرنا تجھپر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مت باطل کرو اپنے اعمال کو (یہ حنفیہ کا قول ہے) حافظ ابن حجر نے کہا حنفیہ نے جو اس حدیث سے استدلال کیا ہے اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک روزہ نفل کا اتمام فرض نہین ہے بلکہ واجب ہے اور استثنا واجب کا فرض سے منقطع ہے کیونکہ دونو متباین ہین اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تمہارے نزدیک نفی سے استثنا کرنا اثبات کیلیے نہین ہے بلکہ وہ مسکوت عنہ ہوتا ہے تو نفل روزیکا کوئی حکم اس حدیث سے نہ نکلا اور طیبی نے کہا حدیث کا یہ مطلب صحیح نہین جو حنفیہ نے سمجھا ہے مغالطہ ہے اسلیے کہ یہان استثنا غیر جنس سے ہے کیونکہ تطوع کو لازم نہین کہہ سکتے تو مطلب یہ ہوا کہ سوا اسکے اور کوئی روزہ یا نماز تجھپر فرض نہین ہے البتہ اگر تو نفل پڑہنا چاہے تو پڑہ سکتا ہے یا نفل روزہ رکہنا چاہے تو رکہ سکتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ تطوع واجب نہین ہے تو سوا فرض کے اور کچھ واجب نہوا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ ظاہر حدیث سے رد ہوگیا ان لوگونکا جو وتر کو یا سنت فجر کو یا صلوۃ الضحی کو یا عید کی نماز کو یا مغرب کی سنتون کو واجب کہتے ہین انتہی بتغییر **ف** طلحہ نے کہا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے سوا اور کچھ مجھپر ہے (یعنے اور کوئی صدقہ واجب ہے) آپ نے فرمایا نہین مگر جب تو نفل صدقہ دینا چاہے راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہہ موڑ کر چلا اور وہ کہتا تہا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم (بلکہ جو آپنے ارشاد فرمایا اوتنا ہی بجا لاونگا وہ اپنی قوم کا پیغام لانے والا تہا اور دین اسلام کو سیکہنے کیلیے آیا تہا اور اسمعیل بن جعفر کی روایت مین ہے وہ بولا مین نفل نہین کرونگا اور جو اللہ تعالی نے مجھپر فرض کیا ہے اس مین کمی بہی نہین کرونگا یا مراد یہ ہے کہ فرض کی صفت مین کوئی تغییر نہین کرونگا مثلاً ظہر کو تین اور مغرب کو چار رکعت پڑہے (فقط) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھٹکارا پایا اور مراد کو پہونچا یہ شخص اگر سچا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا مراد کو پہونچا یہ اگر سچا ہے قسم اسکے باپ کی یا وہ جنت مین جاویگا قسم اسکے باپ کی اگر سچا ہے اور ابوداؤد نے بہی ایسا ہی روایت کیا اگر کوئی کہے کہ دوسری حدیث مین آپنے ممانعت کی ہے ماں باپ کی قسم کہانے سے پہر خود اسکے

خلاف کیا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید یہ ممانعت سے پہلے کی ہے یا یہ کلمہ عادۃً کہا نہ بہ نیت قسم جیسے عرب عادۃً عورت
پر خفا ہوتے ہیں تو عقری یا حلقی یا اسکے مثل کلمات کہتے ہیں یا رب کا لفظ محذوف ہے یعنی قسم ہے اسکے باپ کے پروردگار کی
اور بعضوں نے کہا کہ یہ قیاس ہے اور اسکی دلیل چاہیے اور سہیلی نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ یہ تصحیف ہے اصل میں واللہ کا لفظ
تھا تو دونوں لاموں کو چھوٹا لکھا پڑھنے والوں نے غلطی سے وابیہ پڑھا اور قرطبی نے اسکا انکار کیا اونہوں نے کہا یہ لفظ روایت
صحیحہ میں موجود ہے اور اسپر اعتماد ضرور ہے اور قرافی نے غفلت کی اور دعوی کیا کہ وابیہ کی روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ موطا
میں نہیں ہے اور شاید انہوں نے ان جوابات کو پسند نہ کیا تو حدیث کو رد کیا حالانکہ حدیث صحیح ہے بغیر شک کے اور قوی جواب
پہلے کے دو جواب ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا مراد کو پہونچا وہ اگر اس نے سچ کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر وہ سچا نہ ہو
اور ان کاموں کو بجا نہ لاوے تو مراد کو نہ پہونچیگا اور نجات نہ پاویگا اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے قول کے اگر کوئی اعتراض کرے
کہ صرف ان کاموں کے کرنے سے کیونکر فرمایا کہ اسکو نجات ہوگی حالانکہ منہیات کا ذکر نہیں کیا ابن بطال نے کہا شاید یہ حدیث
اسوقت کی ہو جب منہیات نہیں اترے تھے اور یہ عجیب ہے کیسے کہ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ پوچھنے والا ضمام تھا اور
زیادہ قدیم مدت اسکے آنیکے ۵ سنہ ہجری ہے ابن بعضوں نے اوسکے بعد کہا ہے اس سنہ سے پہلے منہیات اتر چکے تھے اور صحیح یہ
ہے کہ آپ نے اوسکو خبر دی اسلام کے شرائع سے جیسے اسمعیل بن جعفر کی روایت میں خود مؤلف کے نزدیک باب الصیام
میں آیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اسلام کی شرائع بتلائیں اگر کوئی کہے کہ نجات کا ہونا اس سے کم نہ کرنے
میں تو ظاہر ہے لیکن زیادہ کرنے سے کیا مطلب ہے نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب وہ ان کاموں کو بجا لاوے
تو اسکو نجات ہوگی اور یہ نہیں نکلتا کہ اگر وہ اس سے زیادہ کرے تو نجات نہ ہوگی تو جب اسکی نجات صرف ادائے فرض سے
ہو سکتی ہے تو فرائض اور مندوبات دونو بجا لانے سے بطریق اولے نجات ہوگی اگر کوئی کہے کہ آپنے اسکی قسم پر انکار
نہ کیا حالانکہ آپنے انکار کیا ہے اس قسم پر جو کہائی جاوے نیک کام نہ کرنے پر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف
اشخاص و احوال اور یہ جاری ہے اصل قاعدہ پر کہ فرائض کا بجالانے والا ناجی ہے اور سنن کے ترک کرنیوالے پر گناہ نہیں
ہے اور طیبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس شخص نے یہ کلام مبالغہ کے طور پر کیا کمال التصدیق اور کمال قبول سے یعنی میں آپ کا
فرمانا قبول کیا نہ اسمیں کمی کرونگا نہ بیشی ابن منیر نے کہا احتمال ہے کہ کمی اور بیشی پیام رسانی سے متعلق ہو کیونکہ وہ اپنی قوم
کا قاصد تھا حافظ ابن حجر نے کہا یہ دونو احتمال مردود ہیں اسمعیل بن جعفر کی روایت سے کیونکہ اسمیں صاف موجود ہی کہ میں
نفل ادا کرونگا اور نہ فرض میں کچھ کمی کرونگا انتہے ملخصا قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ سفر کرنا طلب علم کیلیے
مشروع ہے اور بغیر قسم کہلائے قسم کہا [illegible] اور اس حدیث کے سب راوی مدنی ہیں اور اسنا اس کا

مسلسل ہے قتادہ سے کیونکہ اسمعیل اسکو روایت کرتے ہین اپنے ماموں سے (امام مالک سے) وہ روایت کرتے ہین اپنے چچا سے
اپنے باپ سے مؤلف نے اسکو روایت کیا باب الصوم مین اور باب ترک الحیل مین اور نکالا اسکو مسلم نے کتاب الایمان مین اور
ابو داؤد نے صلوٰۃ مین اور نسائی نے صلوٰۃ اور صوم مین **باب** تنوین کے ساتھ اتباع الجنائز من الایمان
جنازے کے ساتھ جانا ایمان مین داخل ہے **ف** کہا حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے ختم تراجم کو جو شعب ایمان مین بیان
ہین جنازے پر ختم کیا کیونکہ یہ دنیا کا آخر ہے اور اسکے بعد اداء خمس کو ذکر کیا ایک اور وجہ سے جسکو ہم بیان کرین گے قسطلانی
نے کہا جنائز جمع ہے جنازہ بفتح جیم اور بکسر جیم کے بالفتح تو میت کو کہتے ہین اور بالکسر نعش کو یا بالعکس **حدثنا**
احمد بن عبد اللہ بن علی المنجوفی قال حدثنا روح قال حدثنا عوف عن الحسن ومحمد عن ابی ھریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتبع جنازۃ ایمانا واحتسابا وکان معہ حتی یصلی علیھا
ویفرغ من دفنھا فانہ یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ومن صلی علیھا ثم رجع
قبل ان تدفن فانہ یرجع من الاجر بقیراط تابعہ عثمان المؤذن قال حدثنا عوف عن محمد عن ابی
ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن عبد اللہ بن علی منجوفی نے
(منجوف انکے پردادا ہین) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے روح (ابن عبادہ بن علاء البصری) نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عوف (ابن ابی جمیلہ عبدی ہجری البصری) نے انہون نے روایت کی حسن (بصری) اور محمد ابن سیرین ابو بکر انصاری
بصری) سے (دونو تابعی مشہور ہین) انہون نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص
ساتھ جاوے کسی مسلمان کے جنازے کے ایمان رکھکر خالص خدا کے واسطے (نہ دنیا کے ڈر اور دکھاوے سے) پھر اُسکے ساتھ رہے (یعنی
جنازے کے) یہانتک کہ نماز پڑھے اور پھر فارغ ہو اُسکے دفن سے تو وہ دو قیراط ثواب لیکر لوٹیگا ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے
برابر ہوگا (تو دو قیراط اُسوقت ملینگے جب نماز بھی پڑھے اور دفن کے تمام ہونے تک شریک رہے) اور جو شخص نماز
(جنازے کی) پڑھکر لوٹ آوے دفن سے پہلے اُسکو ایک قیراط ثواب ملیگا (پھر اگر نماز پڑھے اور قبر تک اکیلا گیا
جنازے کے ساتھ نگیا وہاں دفن مین شریک ہوگیا تو دوسرا قیراط نہ ملیگا نووی نے ایسا ہی کہا ہے) **ف** قسطلانی
نے کہا یہ مطلب حدیث کی مفہوم سے نکلتا ہے اب اگر کوئی دوسرا نص وارد ہو جسمین کہ صرف دفن مین حاضر ہونے سے ایک قیراط
ملتا ہے تو وہ مقدم ہوگا اس مفہوم پر اور جمع کیا جاویگا دونون مین تفاوت قیراط سے اور اگر صرف نماز پڑھ کے اور
جنازے کے ساتھ نگیا تو بھی ایک قیراط ملیگا پر یہ قیراط اُسکے قیراط سے چھوٹا ہوگا جسنے نماز پڑھی اور جنازے کے ساتھ
بھی گیا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ ان دو قیراطون مین سے چھوٹا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط

تشنادت مین اور مسلم کی روایت مین یہی ہے کہ جو شخص نماز پڑھے کسی جنازے پر اور اسکے ساتھ نہ جاوے تو اسکو ایک
قیراط ملیگا لیکن احتمال ہے کہ ساتھ جانے سے مراد بیان نماز کے بعد ساتھ جانا ہو اور اگر ساتھ گیا لیکن نماز مین نہ دفن مین شریک
ہوا تو اسکو کچھ نہ ملیگا بلکہ اشبہ ہے اسکی کراہت منقول ہے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا
اور اس حدیث سے ترغیب نکلی نماز جنازے کی اور جنازے کے ساتھ جانے کی اور دفن مین حاضر رہنے کی اور اسکی راوی سب
بصری ہین سوا ابو ہریرہ کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے ایمان اور جنائز مین انتہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن سیرین
کا تو سماع ابو ہریرہ سے صحیح ہے لیکن حسن کے سماع مین ابو ہریرہ سے اختلاف ہے اور اکثر یہ کہتے ہین کہ انہون نے ابو ہریرہ
سے نہین سنا اور جس نے کہا کہ سنا ہے اسنے وہم کیا باوجود اسکے حسن کثیر الارسال ہین اور انکا عنعنہ سماع پر محمول نہین
ہو سکتا اور مصنف نے اس حدیث کو جیسا سنا تہا ویسا بیان کیا اور قصہ موسی اور بدء الخلق مین بہی ایسی ہی روایت ذکر
کی ہے لیکن ان سب روایتون مین اعتماد مؤلف کا ابن سیرین کی روایت پر ہے کیونکہ وہ یقیناً متصل ہے اور یہ جو فرمایا
جنازے کے ساتھ جاوے اس سے دلیل کی ہے اس شخص نے جو جنازے کے پیچھے چلنا اچھا جانتا ہے حالانکہ یہ استدلال صحیح نہین
کیونکہ ساتھ چلنے سے پیچھے چلنا لازم نہین بلکہ آگے اور پیچھے دونو کو کہہ سکتے ہین جب ساتھ ہو اور یہ مقصد ابن حبان
نے جس حدیث کو صحیح کہا اوسمین موجود ہے ابن عمر کی روایت سے اوسمین آگے چلنا ثابت ہے اور اس روایت سے یہ ثابت
ہوا کہ نماز اور دفن دونو سے دو قیراط ملتے ہین اور صرف نماز سے ایک قیراط ملتا ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے یہ کہا ہے
کہ دونو کا سوا تین قیراط ملتے ہین اور یہ خلاف ہے اور اسکی پوری بحث اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الجنائز مین کرینگے
(فتح الباری) **ف** متابعت کی اروح کی عوف سے روایت کرنے مین عثمان ابن الہیثم بن جہم بصری) نے جو موذن
تہے (جامع مسجد بصرہ کے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عوف (اعرابی) نے انہون نے کہا سنا محمد بن سیرین سے اور حسن
سے روایت نہین کیا) انہون نے کہا سنا ابو ہریرہ رضہ سے انہون نے کہا سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسی حدیث کے
(یعنے اسکے معنی مین نہ لفظ مین اس متابعت کو ابو نعیم نے وصل کیا مستخرج مین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا عثمان
موذن امام بخاری کی شیوخ مین سے ہین پہر اگر امام بخاری نے یہ حدیث ان سے سنی ہو تو بہ نسبت پہلی اسناد کے ایک درجہ
سند عالے ہوئی مگر امام بخاری نے روح کی روایت نقل کی اسلیے کہ روح اتقان مین عثمان سے زیادہ تہے اور اس متابعت
کے ذکر کرنے سے تنبیہ کی اس بات پر کہ اعتماد اس سند مین محمد بن سیرین پر ہے کیونکہ عثمان نے حسن کا ذکر نہین کیا تو شاید
عوف نے کبہی حسن کا ذکر کیا اور کبہی نہ کیا جیسے شیخ بخاری نے بہی باسقاط حسن روایت کی ہے ذکر کیا اسکو ابو نعیم نے مستخرج مین
اور اس متابعت کو ابو نعیم نے وصل کیا مستخرج مین عثمان کی روایت کا یہی مضمون ہے مگر اوسمین وکان معہ کے بدلے مرافقاً تہا

اور وہ تَفَرَّغَ مِنْ دَفْنِهَا کے بدلے وَتُدْفَنَ ہے اور فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ کے بدلے فَلَهُ قِيرَاطٌ ہے اور باقی یہی الفاظ ہیں نسخے

بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ باب اس بیان میں کہ مومن کو ڈرنا چاہیے اپنے اعمال مٹ جانے سے بےخبری میں

ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ باب مرجیہ کے رد کے لیے لائے اگرچہ اگلے ابواب سے بھی ان کا رد ہوا ہے لیکن اور اہل بدعات کا بھی رد ہوا ہے انکے ساتھ اور یہ باب خاص مرجیہ کے رد کے لیے ہے اور مرجیہ ارجاء سے ہے ارجاء کے معنی تاخیر ان کو مرجیہ اسلیے کہتے ہیں کہ انہوں نے اعمال کو ایمان سے مؤخر کیا وہ کہتے ہیں ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اکثر مرجیہ نطق بالشہادتین کو بھی شرط نہیں کرتے اور گنہگاروں کو کامل مومن جانتے ہیں اور کہتے ہیں ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہ کریگا اور انکے مقالات کتب اصول میں مذکور ہیں اور اس باب کی مناسبت باب سابق سے یہ ہے کہ باب سابق میں جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب مذکور ہے تو اس باب میں بیان کیا کہ اگرچہ یہ ثواب اسکو حاصل ہوگا جو خالص خدا کے لیے جنازے کے ساتھ جاوے اسپر بھی مومن کو ہشیار رہنا چاہیے کہ اپنے اعمال پر غرہ نہ ہو اور ڈرتا رہے کہیں اسکا عمل حبط (لغو) نہ ہو جاوے یعنے ثواب نہ ملے اور بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری نے احباطیہ کے مذہب کو قوی کیا جو کہتے ہیں برائیاں نیکیوں کو باطل کر دیتی ہیں قاضی ابوبکر بن عربی نے انکا رد کیا اور کہا کہ احباط دو طرح پر ہے ایک تو ابطال محض جیسے احباط کفر ایمان کا اور احباط ایمان کفر سے دوسرے احباط موازنہ یعنے برائیوں کا پلہ بھاری کر دینا یہ بھی ابطال کے قریب ہے مگر حقیقۃً احباط نہیں ہے کیونکہ جب وہ دوزخ سے نکلیگا تو اسکی نیکیوں کا ثواب اسکو ملجاویگا اور احباطیہ نے ان دونوں احباطوں میں تمیز نہیں کیا اور حکم کیا کہ گنہگار کافر ہیں اور اکثر قدریہ کا یہی اعتقاد ہے انتہی مختصراً نووی نے کہا مراد مؤلف کی حبط سے نقصان ایمان ہے اور ابطال بعض عبادات کا نہ کفر مترجم نے کہا ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے پر یہ فرقہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ گناہوں سے ضرر ہوگا اور گناہ پر عذاب ہو سکتا ہے اس فرقہ کو بھی محدثین نے مرجیہ کہا ہے اور یہ وہ مرجیہ نہیں ہیں جو اہل سنت سے بالکل خارج ہیں امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کیطرف اسی ارجا کی نسبت ہے نہ اس ارجاء کی جو پہلے مذکور ہوا اس امر کو یاد رکھنا چاہیے

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذَّبًا ابراہیم (بن یزید بن شریک) تیمی نے کہا میں نے جب اپنے قول کا مقابلہ کیا عمل سے تو مجھے ڈر ہوا کہیں لوگ مجھکو جھوٹا نہ کہیں

ف یہ ابراہیم تیمی فقہاء تابعین اور عابدین میں سے ہیں مطلب انکے قول کا یہ ہے کہ جو شخص میرے عمل کو دیکھے کہ میرے قول کے مخالف ہے تو میں ڈرتا ہوں وہ میری تکذیب کریگا اور کہیگا اگر تو سچا ہوتا تو تیرا فعل تیرے قول کے خلاف نہ ہوتا اور یہ انہوں نے اسلیے کہا کہ وہ واعظ تھے اور غرض اس قول کے لانے سے یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ ابراہیم تیمی عابد اور واعظ تھے اسپر بھی وہ عمل کی غایت کو نہیں پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اسکی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے

لیکن خود عمل سے قاصر ہے فرمایا کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون تو وہ ڈرے کہیں لوگ انکی تکذیب کریں یعنے
مشابہ ہو جاویں مکذبین کے اس تعلیق کو مؤلف نے وصل کیا اپنی تاریخ میں ابو نعیم سے اور احمد بن حنبل نے زہد میں ابن مہدی سے
دونوں نے سنا سفیان سے انہوں نے ابو حیان تیمی سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یعنے
اس نے کہا یہ آیت اتامرون الناس بالبر مصیبت ہے اس شخص کے لیے جو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا
وہ جاہل ہے یا احمق ہے عقل سے خالی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ واعظ کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تزکیہ نفس
اور تقویٰ کرنا چاہیے نہ یہ کہ فاسق کو وعظ کہنے سے منع کیا انتہی اس اثر کو ابن خلال نے اور محمد بن نصر نے کتاب الناصر ... وقال ابن ابی ملیکۃ

ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یخاف النفاق علی نفسہ ما منہم
احد یقول انہ علی ایمان جبریل ومیکائیل (عبداللہ) ابن ابی ملیکہ نے کہا میں تیس صحابیوں سے ملا آنحضرت کے
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ڈرتے تھے نفاق سے اپنے اوپر یعنے خوف تھا کہیں اخلاص میں خلل آ جاوے اور یہ طریق مبالغہ اور تقویٰ
کے تھا ایسا ان سے واقع نہیں ہوا) کوئی ان میں سے نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل علیہ السلام یا میکائیل علیہ السلام کا
سا ہے کیونکہ ان میں کسی کو یقین نہ تھا کہ ہم اخلاص ہی پر قائم رہیں گے اور کوئی امر ایسا لاحق نہ ہوگا جس سے
اخلاص میں خلل آوے جیسے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کا ایمان ہر ایسا ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ دونوں معصوم ہیں اور
لوازم اور اعراض بشریت سے پاک ہیں اس اثر کے معنے کو طبرانی نے اوسط میں مرفوعاً حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اسکا
اسناد ضعیف ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ سب زیادتی اور نقصان ایمان کے قائل تھے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس تعلیق
کو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں وصل کیا ہے لیکن عدد کا بیان نہیں کیا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو محمد بن نصر مروزی نے
مطولاً کتاب الایمان میں اور ابو زرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی ملیکہ نے جن صحابہ کو پایا ان میں بزرگتر
حضرت عائشہ ہیں اور انکی بہن اسما اور ام سلمہ اور عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن حارث اور مسور بن مخرمہ ان
لوگوں سے ابن ابی ملیکہ نے سنا ہے اور باعتبار سن کے پایا ہے زمانہ حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص کا اور انہوں نے یہ کہا
کہ یہ سب صحابہ نفاق فی الاعمال سے ڈرتے تھے اور کسی سے اسکے خلاف منقول نہیں ہوا تو گویا اجماع ہو گیا اسپر ابن بطال نے کہا
ان کی عمریں زیادہ ہوئیں اور انہوں نے وہ رنگ دیکھا زمانہ کا جس سے مانوس نہ تھے اور نہ قادر ہوئے اسکے انکار پر تو وہ ڈرے کہیں
سکوت کی وجہ سے ہمارے ایمان میں مداہنت نہ ہو جاوے (فتح) مترجم نے کہا اس سے رد ہو گیا متاخرین متکلمین کا جو اپنے
عقائد کی کتابوں میں اس بات کا کہنا درست جانتے ہیں کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کا سا ایمان ہے اور یہ بڑی جرأت
اور جسارت ہے دین میں ایسا ہی کہنے والا اخلاف ہے سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کے طریقہ کے ویذکر عن الحسن ما

خَافَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا اَمِنَهُ اِلَّا مُنَافِقٌ اور حسن بصری سے نقل کیا جاتا ہے انہون نے کہا نفاق سے نہین ڈرتا مگر جو مومن ہے
اور نفاق سے بیڈر نہین ہوتا مگر جو منافق ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو جعفر فریابی نے وصل کیا اپنی کتاب
صفۃ المنافق مین طرق متعددہ سے بالفاظ مختلفہ اور امام بخاری نے جو صیغہ یذکر کا مجہول بیان کیا تو اسوجہ سے نہین کہ یہ اثر ضعیف
ہے بلکہ انکی عادت ہے کہ جب کسی متن کا اختصار یا نقل بالمعنے کرتے ہین تو ایسا ہی لفظ کہتے ہین ورنہ اثر صحیح ہے اور اس اختصار
کی وجہ سے بعضون کو اس کے معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی چنانچہ امام نووی نے کہا خافہ اور امنہ کے ضمیر اللہ کیطرف پھرتی ہے
اور ترجمہ یہ ہے نہین ڈرتا اللہ سے کوئی مگر مومن اور نہین بیڈر ہوتا اللہ سے کوئی مگر منافق اور ایسا ہی شرح کی اسکی ابن تین
اور ایک جماعت متاخرین نے اور کرمانی نے بھی یون ہی تفسیر کی اور یہ مطلب گرچہ فی نفسہ صحیح ہے مگر امام بخاری کے مقصد کے
خلاف ہے اور یہ غلطی ان لوگون سے اختصار کی وجہ سے ہوئی ورنہ اثر کی اصل عبارت صاف ناطق ہے کہ مراد ڈر نفاق سے
ہے اسیطرح بیڈر ہونا نفاق سے جعفر فریابی نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جعفر بن سلیمان نے انہون نے سنا معلے بن زیاد سے انہون نے کہا مین نے سنا امام حسن بصری رح سے وہ حلف کرتے تھے اس مسجد
مین خدا کی جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے کہ نہین گذرا کوئی مومن اور نہ باقی ہا مگر وہ نفاق سے ڈرتا ہے اور نہین
گذرا کوئی منافق اور نہ باقی رہا مگر وہ نفاق سے بیڈر ہے اور کہتے تھے جو نفاق سے نہ ڈرے وہ منافق ہے اور امام احمد بن
حنبل نے کتاب الایمان مین کہا حدیث بیان کی ہمسے روح بن عبادہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام
نے انہون نے کہا مین نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی مومن نہین گذرا اور نہ باقی ہے ایسا جو نفاق سے ڈرتا ہو اور
نہین بیڈر ہوا نفاق سے مگر منافق اور یہ موافق ہے ابن ابی ملیکہ کے اثر کے جو اوپر گذرا اور یہین ہے کہ قریب تھے
نفاق سے بچو اور یہ اور اسکے ڈرنا اگرچہ مطلوب ہے اور محمود ہے لیکن یہ باب دوسرے مطلب کے لیے لایا گیا ہے واللہ اعلم
(فتح الباری) وَمَا يُحَذَّرُ مِنَ الْاِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ اور اس باب مین بیان ہے اسکا
جس سے ڈرایا جاتا ہے اور وہ کیا ہے اصرار کرنا آپس کے جنگ اور گناہون پر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ عطف ہے
خوف پر اور خوف پہلا ترجمہ باب ہے اور یہ دوسرا ترجمہ ہے اور اس باب مین دو حدیثین ہین پہلی حدیث دوسرے ترجمہ سے
متعلق ہے اور دوسری حدیث پہلے ترجمہ سے تو یہان لف و نشر غیر مرتب ہے جیسے اس آیت مین يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ
وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ الآیۃ اور مراد مولف کی اس سے بیان دینے مرجیہ کا جو کہتے ہین گناہون
سے ڈر نہین جب ایمان سالم ہے اور مفہوم اس آیت کا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ
کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہین اصرار کیا انہون نے اپنے گناہ پر جو کیا جانکر رد کرتا ہے مرجیہ کا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے

تعریف کی ان لوگوں کی جو اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں اور اسپر اصرار نہیں کرتے اس سے نکلا کہ جو لوگ اصرار کرتے ہیں گناہ
پر وہ بری ہیں اور اس آیت سے زیادہ صاف دوسری آیت ہے جسکو مولف نے بیان نہیں کیا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ یعنے مت بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور مت پکار کر بات
کرو نبی سے جیسے ایک دوسرے سے پکار کر کرتے ہو ایسا نہ ہو تمہارے اعمال لغو (حبط) ہو جاویں اور تمکو خبر نہ ہو تو جو کوئی نفاق
عمل یعنے گناہ پر اصرار کرے اوسپر خوف ہے نفاق کفر کا اور گویا مصنف نے اشارہ کیا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کیطرف
جسکو امام احمد نے مرفوعًا روایت کیا خرابی ہے اصرار کرنے والوں کی جو اصرار (ہٹ) کرتے ہیں اپنے کاموں پر اور جانتے ہیں یعنے
جانتے ہیں مگر جو کوئی توبہ کرے اللہ اسکو معاف کر دیتا ہے پھر توبہ نہیں کرتے یہ تفسیر ہے مجاہد وغیرہ کی اور روایت کیا ترمذی
نے ابو بکر صدیق رض سے مرفوعًا جسنے توبہ کی اوسنے اصرار نہیں کیا اگرچہ ایک دن میں ستر بار وہی گناہ کرے اور دو موحدین
حسن ہیں (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ
فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عرعرہ (بن برند بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں نے
روایت کی زبید (بن حارث بن عبد الکریم یامی) سے (انکی کنیت ابو عبد الرحمن ہے اور یہ حدیث شعبہ نے منصور بن معتمر سے
بھی سنی ہے اور اعمش سے) انہوں نے کہا میں نے پوچھا ابو وائل (شقیق بن سلمہ اسدی کوفی تابعی مشہور سے) مرجئہ کو
راونکا مذہب کہ گناہ کا کرنیوالا فاسق نہیں ہے صحیح ہے یا غلط) انہوں نے کہا (یعنے ابو وائل نے زبید سے) حدیث
بیان کی مجھسے عبد اللہ (بن مسعود رض) نے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کو گالی دینا
فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے سنا
زبید سے کہ جب مرجئہ پیدا ہوئی تو میں ابو وائل پاس آیا اور ان سے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبید نے ابو وائل
سے مرجئہ کا اعتقاد پوچھا اور یہ سوال اسوقت ہوا جب مرجئہ ظاہر ہو چکے تھے اور ابو وائل کی وفات سنہ ۹۹ یا سنہ ۸۲ میں ہوئی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارجاء کی بدعت قدیم ہے اور ابو وائل کی متابعت کی اس حدیث میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے
اسکو ترمذی نے نکالا اور کہا صحیح ہے لفظ اسکا یہ ہے قِتَالُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ كُفْرٌ وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ یعنے مسلمان کا قتال اپنے بھائی سے
کفر ہے اور سباب فسق ہے اور روایت کیا اسکو ایک جماعت نے عبد اللہ بن مسعود سے موقوفًا اور مرفوعًا اور روایت کیا اسکو نسائی
نے سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا تو غلط ہو گیا دعوی اس شخص کا جسنے کہا کہ ابو وائل متفرد ہیں ساتھ اس حدیث کے اور سباب بکسر سین یعنے
ہیں ایک شخص کی وہ بات بیان کرنا جو اسمیں نہیں ہے عیب کی نیت سے اور بعضوں نے کہا سباب کے معنے یہاں اسپر گالی

گلوچ کرنا اور فسوق کہتے ہین اللہ و رسول کی اطاعت سے نکل جانے کو اور وہ عرف شرع مین عصیان سے زیادہ ہے فرمایا
اللہ تعالے نے وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ تو حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کی تعظیم کرنا چاہیے اور جو ناحق مسلمان
کو گالی دے وہ فاسق ہے اور رد ہے مرجیہ پر اور اس سے ظاہر ہو جاتی ہے ابو وائل کے جواب کی مطابقت سوال سے گویا انہون
نے کہا مرجیہ کا مذہب کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسا فرمایا قسطلانی نے کہا مطلب ابو وائل
کا یہ ہے کہ مرجیہ کا یہ قول کہ کبیرہ کا مرتکب فاسق نہین ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مسلمان کو گالی دینے والا فاسق ہے اور لڑنے والا مسلمان سے کافر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجیہ کا قول غلط ہے
اور مطابقت ہو جاتی ہے زبید کے سوال اور ابو وائل کے جواب مین اور کفر سے مراد یہان وہ کفر نہین ہے جو ملت اسلام سے
باہر کر دیتا ہے بلکہ اطلاق کفر بطور مبالغہ کے ہے تحذیر اور تخویف کے لیے کیونکہ قواعد مقررہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ایسی
کامون سے کفر نہین ہوتا یا اطلاق کفر بطور مشابہت کے ہے یعنے مسلمان سے لڑنا کافر کا فعل ہے یا کفر لغوی مراد ہے جسکے
معنے چھپانے کے ہین گویا اوسنے لڑکر مسلمان کا حق چھپایا یا وہ کیا تھا اوسکی مدد کرنا اعانت کرنا اوسکے ایذا سے باز رہنا فتح
الباری مین ہے اگر کوئی کہے اسحدیث سے مرجیہ کا رد ہوتا ہے لیکن ظاہر اسکا قوت دیتا ہے خوارج کے مذہب کو جو گناہ کرنے
والے کو کافر کہتے ہین اسکا جواب یہ ہے کہ بدعتی پر مبالغہ رد کرنے سے یہ بات نکلتی ہے اور خوارج کی دلیل نہین ہو سکتی کیونکہ
ظاہر حدیث مقصود نہین بلکہ قتال چونکہ سباب سے زیادہ تھا کیونکہ قتال سے جان جاتی ہے تو اوسکے لیے فسق سے زیادہ ایک
لفظ کا استعمال کیا ہے کفر اور حقیقت کفر مراد نہین ہے یہ بیان کیا وہی جسکا خلاصہ قسطلانی سے مذکور ہوا اور
زیادہ کیا یہ کہ بعضون نے کہا کفر سے یہان یہ غرض ہے کہ مآل اس فعل کا کبھی کفر ہوتا ہے اور قاتل مومن شومی و نحوست
سے کفر کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بعید ہے اور اس سے زیادہ بعید وہ تاویل ہے کہ مراد وہ قاتل ہے جو قتل مومن
کو حلال سمجھے کس لیے کہ سب یہ مومن کو بھی حلال سمجھنے والا کافر ہے اور اسکا بیان خدا چاہے تو کتاب المحاربین مین آویگا اور اسی
کے مثل وہ حدیث ہے لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ یعنے میرے بعد کافر مت ہو جانا ایک دوسرے کی گردن
مار کر اسکو مختصراً قسطلانی نے کہا اسحدیث کو بخاری نے ادب مین اور مسلم نے ایمان مین اور ترمذی نے جامع مین ایتا
کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے محاربین مین روایت کیا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمُ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن جعفر (انصاری مدنی) نے انہون نے روایت کی حمید (بن ابی حمید خزاعی بصری) سے انہون نے انس بن مالک (صحابی مشہور) سے (اور اسمعیلی اور ابن عساکر کی روایت مین حدثنا انس ہے تو شبہہ تدلیس جو حمید پر ہے جاتا رہا) انہون نے سنا عبادہ بن صامت (صحابی) سے تو یہ حدیث صحابی نے صحابی سے روایت کی اسنے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے شب قدر کی خبر دینے کو اتنے مین دو شخص مسلمانون مین سے لڑنے لگے (وہ عبد اللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک تھے کعب کا عبد اللہ پر قرض آتا تھا دونون مین تکرار ہوئی اور آواز بلند ہوئی مسجد مین) آپ نے فرمایا مین اسلیے نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتلاؤن لیکن فلان اور فلان لڑے تو میرے دل سے اسکا خیال جاتا رہا (یعنے مین بھول گیا شب قدر کون سی تاریخ ہے مسلم کی روایت مین صاف یہ ہے کہ مین بھول گیا) اور یہ اٹھ جانا شاید تمہارے لیے بہتر ہو (تاکہ تم زیادہ کوشش کرو اسکے طلب مین اور زیادہ عبادت کرو اگرچہ شب قدر کے معلوم ہو جانے مین اس سے زیادہ بہتری تھی) اب ڈھونڈو تم اسکو ستائیسوین اور انتیسوین اور پچیسوین (رات) مین (رمضان کی) **ف** اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اسمین حیران ہوئے ہین بہت علما حافظ ابن حجر نے کہا یہ جھگڑا مسجد مین ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آوازین بلند ہوئین اور آپکے سامنے آوازین بلند کرنا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یہانتک کہ فرمایا ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون یعنے تمہارے اعمال حبط ہو جاوین اور تمکو خبر نہو اور یہی پہلا ترجمہ ہے باب کا کہ مومن کو حبط اعمال سے خوف کرنا چاہیے تو یہ حدیث بھی اس آیت کی باب کے مناسب ہے اور اس آیت کیطرف اشارہ خفیہ حدیث مین موجود ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی منازعت سبب ہوئی ارتفاع شب قدر کی اور حرمان کی اس نعمت عظمی سے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جسجگہہ شیطان آتا ہے وہان سے برکت اور خیر اٹھ جاتی ہے اور مخاصمت طلب حق کیلیے گو مذموم نہین ہے مگر مسجد مین ممنوع ہے وہ تو ذکر الہی کے لیے بنی ہے خصوصا رمضان کے مہینہ مین تو برائی مخاصمت کی اسوجہ سے ہوئی زیادہ تر علاوہ اسکے یہ مخاصمت رفع صوت کو موجب ہوئی بحضور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بنص قرآنی سے ممنوع اور باعث احباط اعمال ہے اور آیت کا یہ مضمون نہین ہے کہ اس امر پر مواخذہ ہوگا جو بلا قصد سرزد ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم نہین جانتے احباط کو کیونکہ تم اس گناہ کو چھوٹا سمجھتے ہو اور کبھی آدمی یہ جانتا ہے کہ یہ فعل گناہ ہے پر یہ نہین جانتا کہ وہ کبیرہ ہے جیسے دوسری احادیث مین ہے کہ ان دو قبر والون کو عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ مین عذاب نہین ہو رہا ہے انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کی مناسبت یون بھی ہوسکتی ہے کہ پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور دوسری احادیث مین یہ کہ مسلمانون مین سے دو آدمی لڑے اور لڑائی مین سباب ضرور ہوا ہوگا تو باوجود سباب کے دونون کو مسلمان کہا اور اس سے رد ہوا قدریہ کا

جو کہتے ہین کہ دوسرے امتی کی قرہو جاتا ہے مگر اس مناسبت کو اس باب کے ترجمہ سے کوئی تعلق نہین ہے اور صحیح وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے کہا اور ایسا سبب بہی ہو سکتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے حرمان نعمت کی سزا ملے اور حرمان نعمت مثل عذاب کے ہے تو گناہ پر عذاب ہوا اور معلوم ہوا کہ مسلمان کو گناہ سے ڈرنا ضرور ہے اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے جو کہتے ہین کہ ایمان ہوتے ہوئے معصیت سے کچھ ضرر نہین ہے اس صورت مین یہ حدیث بہی دوسرے ترجمہ سے متعلق ہوگی اور پہلے ترجمہ سے متعلق کوئی حدیث نہین ہوگی واللہ اعلم

باب سُؤَالِ جِبْرَائِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ باب بیان مین اسکے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت کو پوچہا (یعنے قیامت کے وقت کو وہ کب آویگی) وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزون کو بیان فرمایا (یعنے اکثر چیزونکو کیونکہ قیامت کا وقت آپ نے نہین بتلایا) فتح الباری مین ہے اوپر گذرا کہ مولف کے نزدیک ایمان و اسلام دونو ایک ہین اور حضرت جبرئیل کے سوال اور آپ کے جواب سے ظاہر یہ نکلتا تہا کہ یہ دونو مغایر ہین تو اسکو رد کیا اور کہا ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ دِينًا پہر اسی حدیث مین (جو آگے مذکور ہوگی) آپ نے فرمایا جبرئیل آئے تہے تمکو تمہارا دین سکہانیکو تو آپ نے ان سب باتون کو (ایمان و اسلام اور احسان و قیامت کے اعتقاد کو) دین فرمایا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے بہیجے ہوئے لوگون کو ایمان بتلایا (یعنے اس حدیث مین جو آگے مذکور ہوگی) آپ نے ایمان کی وہ تعریف کی جو حدیث جبرائیل مین اسلام کی کی ہے اس سے یہ نکلا کہ ایمان اور اسلام ایک ہے وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور فرمایا اللہ تعالے نے جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین اختیار کرے تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اسکی طرف سے (اس سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے)

ف یہان مولف نے تین دلیلین بیان کین پہلی دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان و اسلام اور احسان و قیامت کا اعتقاد یہ سب دین ہین یعنے دین مین داخل ہین دوسری دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان و اسلام ایک ہے تیسری دلیل سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے حاصل ان سب کا یہ ہوا کہ ایمان اور اسلام اور دین سب ایک ہین اور یہی مقصود ہے مولف کا حافظ ابن حجر نے کہا ابو عوانہ اسفراینی نے اپنے صحیح مین مزنی سے نقل کیا جو شاگرد ہین امام شافعی کے کہ ایمان اور اسلام ایک ہین اور دونو کا معنے ایک ہی ہے اور یہی سنا ہے انہون نے امام شافعی سے اور امام احمد رح سے مروی ہے کہ ایمان و اسلام متغایر ہین اور ہر ایک قول کی دلیلین ہین جو معارض ہین ایک دوسرے کے خطابی نے کہا اس مسئلہ مین دو بڑے اماموں نے تالیف کی اور ہر ایک نے بہت دلیلین بیان کین اور حق یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص ہے تو ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن نہین ہے تمام ہوا کلام خطابی کا اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ اسلام کا اطلاق

اعتقاد اور عمل دونو نہین ہوتا بخلاف ایمان کے اسمین اعتقاد اور عمل دونو ضرور ہین اور اعتراض ہوتا ہے اسپر کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ورضیت لکم الاسلام دینا کیونکہ اسلام بیان شامل ہے عمل اور اعتقاد دونون کو اسواسطے کہ جوکوئی عمل کرے بغیر اعتقاد کے
اسکا دین خدا کو پسند نہین ہو سکتا اور اسی سے استدلال کیا ہے مزنی اور بغوی نے اور انہون نے حدیث جبرائیل مین کہا کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین اسلام اعمال ظاہرہ کو فرمایا اور ایمان اعتقاد قلبی کو اور یہ اسوجہ سے نہین ہے کہ
اعمال ایمان مین داخل نہین ہین یا اسوجہ سے کہ اعتقاد قلبی اسلام مین ضرور نہین ہے بلکہ یہ تفصیل ہے ایک مجموعہ کی جو ایک شئے ہے اور
سب کو دین کہتے ہین اور اسیواسطے آپنے فرمایا وہ آئے تھے تمہارا دین تمکو سکھلانے کو اور اللہ تعالی نے فرمایا ورضیت لکم الاسلام
دینا اور فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اور ظاہر ہے کہ دین خدا کو اسی وقت پسند اور مقبول ہوگا جب تصدیق
قلبی بھی اسکے ساتھ ہو اور ان سب دلائل سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک لفظ کی ایک حقیقت شرعیہ ہے جیسے ہر ایک کی ایک
حقیقت لغویہ ہے اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے بمعنے تکمیل کے تو جیسے عمل کرنیوالا کامل مسلمان نہین ہو سکتا بغیر
تصدیق کی اسیطرح اعتقاد رکھنے والا کامل مومن نہین ہو سکتا جبتک عمل نہ کرے اور جہان ایمان بولتے ہین اور اسلام مراد
لیتے ہین یا بالعکس تو یہ مجاز ہے بلحاظ قرائن کے اور اسمعیلی نے اہلسنت وجماعت سے یہی نقل کیا ہے انہون نے
کہا دونون کی دلالت جب دونو نکا ایک ہی جگہہ استعمال ہو مختلف ہے لیکن جہان ایک ہی کا استعمال ہو تو دوسرا
بھی اسمین داخل ہے اور اسی پر محمول ہے وہ جو محمد بن نصر نے نقل کیا اور انکی متابعت کی ابن عبد البر نے اکثر علما سے
کہ انہون نے اسلام اور ایمان کو مساوی کہا جیسے حدیث عبد القیس سے نکلتا ہے اور وہ جو بالکائی اور ابن
سمعانی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ انہون نے ایمان اور اسلام مین فرق کیا جیسے حدیث جبرئیل مین ہے تمام ہوا کلام حافظ
ابن حجر کا مترجم کہتا ہے اللہ جزائے خیر دیوے حافظ ابن حجر کو جو بڑے محقق ہین علم حدیث اور شریعت کے کیا خوب فیصلہ
کیا ہے اس اختلافی بحث مین جسمین بڑے بڑے علماء کی عقلین حیران ہین قرآن شریف مین ان الدین عند اللہ الاسلام
اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ان
آیات سے اتحاد ایمان و اسلام نکلتا ہے اور قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا سے تغایر نکلتا ہے
اسیطرح احادیث مین حدیث جبرائیل سے تغایر نکلتا ہے اور حدیث وفد عبد القیس سے اتحاد پس حافظ صاحب نے
یہ فیصلہ کیا کہ جہان ایمان اور اسلام دونونکا استعمال ہے وہان تو تغایر ہے اور جہان صرف ایک لفظ کا استعمال ہے جیسے
صرف ایمان کا یا صرف اسلام کا تو وہان اتحاد ہے اس فیصلہ پر صرف ایک یہی اعتراض ہوتا ہے کہ سورۂ ذاریات مین
ان آیتون مین فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین دونو لفظونکا استعمال ہے اور

مراد ایمان اور اسلام سے یہان ایک ہے اور حافظ صاحب کے قاعدہ بموجب یہان تغایر لازم تہا اور شاید یاد رہے سو اسطے
حافظ صاحب نے اسکا خیال نہ کیا واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَیَّانَ
التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا یَوْمًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ
رَجُلٌ فَقَالَ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ
قَالَ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ
وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ
مَتَی السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا
وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمُ فِی الْبُنْیَانِ فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰیَةَ ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ یَرَوْا شَیْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِیْلُ
جَاءَ یُعَلِّمُ النَّاسَ دِیْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد
(مسرہد) نے انہون کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابراہیم (بن سہم) نے انہون کہا خبر دی ہمکو ابو حیان (یحیی
بن سعید بن حیان) تیمی نے اونہون نے روایت کی ابو زرعہ (ہرم بن عمرو بن جریر بجلی) سے انہون نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین برآمد تھے اسوقت ایک شخص آیا (یعنی
ایک فرشتہ جو آدمی کی صورت مین تہا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل آئے) ف فتح الباری مین ہے یعنے
ایک فرشتہ آیا آدمی کی صورت مین اور مصنف نے تفسیر مین روایت کیا کہ ایک شخص آیا پاؤن سے چلتا ہوا اور
ابو فروہ کی روایت مین ہے ہم آپکے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آیا جو سب لوگون سے زیادہ خوبرو تہا اور سب لوگون سے زیادہ
خوشبودار تہا گویا اسکے کپڑون مین میل بالکل نہ لگا تہا اور مسلم نے روایت کیا طریق کہمس سے حضرت عمر رض سے کہ ایک دن
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص ہمپر نمودار ہوا جسکے کپڑے بہت سفید تھے اور
بال کالے تھے اور ابن حبان کی روایت مین ہے ڈاڑہی بہت کالی تہی اور سفر کا نشان معلوم نہوتا تہا نہ کوئی ہم سے اسکو
پہچانتا تہا یہانتک کہ بیٹھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اپنے گھٹنے آپکے گھٹنون سے ملا دیے اور اپنی ہتھیلیان اپنے
رانون پر رکھین یا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رانون پر رکھین اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے کہ اسکی شکل مسافر کی سی نہ تہی نہ وہ
شہر کا رہنے والا تہا پہر اوسنے لوگون کی گردنین پہاندین یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا جیسے کوئی ہم
سے نماز مین بیٹھتا ہے پہر اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنون پر رکھا اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور ابو عامر

اشعری کی حدیث مین پھر اوسنے اپنا ہاتھ آپ کی گھٹنون پر رکھا ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ فخذیہ کی ضمیر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف پھرتی ہے اور اسی پر یقین کیا بغوی اور اسمعیل تیمی نے اور ترجیح دی اسکو طیبی نے اور نووی اور
اور توربشتی نے کہا کہ فخذیہ کی ضمیر اس شخص کیطرف پھرتی ہے یعنی اوسنے اپنے ہاتھ اپنے دونون رانون پر رکھے جیسے شاگرد استاد کے
سامنے بیٹھتا ہے اور یہ اگرچہ ظاہر ہے سیاق حدیث سے مگر اوسکا ہاتھ رکھنا آپ کے رانون پر ایک ایسا فعل ہے جس سے توجہ
اور دلکا تعلق آپکا کلام سننے کیلیے معلوم ہوتا ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ مسئول کو تواضع اور صبر سائل کی گستاخی اور زیادتی
پر لازم ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ اوس شخص نے مبالغہ کیا اپنا حال چھپانے مین کہ لوگونکو یہ گمان قوی ہو کہ وہ شخص گنوار دیہات
مین سے ہے عرب کے اور اسیواسطے اوسنے لوگونکو پھاندا اور آپ کی قریب گیا اور صحابہ نے اسکا فعل عجیب سمجھا اور دوسری
وجہ یہ بھی تھی کہ وہ شہر والون مین سے نہ تھا اور پیدل آیا تھا اور سفر کا نشان معلوم نہ ہوتا تھا اگر کوئی یہ اعتراض کرے
کہ حضرت عمر نے کیونکر جانا کہ اس شخص کو کسی نے نہ پہچانا اسکا جواب یہ ہے کہ انہون نے ایسا گمان کیا یا لوگون سے پوچھ لیا
ہوگا اور انہون نے کہا ہوگا کہ ہم اسکو نہین پہچانتے مین کہتا ہون کہ دوسرا جواب بہتر ہے اور عثمان بن غیاث کی روایت
مین ایسا ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ لوگ ایکدوسرے کو دیکھنے لگے اور انہون نے کہا ہم اس شخص کو نہین پہچانتے اور امام مسلم نے عمارہ
بن قعقاع کی روایت مین اس حدیث کا سبب ورود بیان کیا ہے اوسکے شروع مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا
مجھ سے پوچھو وہ ڈرے پوچھنے مین تب ایک شخص آیا اور ابن منده کی روایت مین ہے یزید بن زریع کے طریق سے انہون نے
کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ایک شخص آیا تو شاید آپ نے خطبہ ہی مین صحابہ کو پوچھنے
کا حکم دیا ہوگا اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ وہ خطبہ کے وقت مین آیا اور شاید خطبہ اوسوقت ختم ہوگیا ہوگا یا آپ بیٹھے ہونگے
اور راوی نے اسکو تعبیر کیا خطبہ سے انتہی ما قال الحافظ رح **ف** اور کہنے لگا اسلام کے بعد جیسے مسلم کی روایت مین ہے یا محمد
ایمان کس کو کہتے ہین **ف** مصنف نے تفسیر مین زیادہ کیا اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان کسکو کہتے ہین اگر کوئی کہے کہ
اوسنے سلام سے پہلے کیونکر سوال کیا اسکا جواب یہ ہے کہ سلام نہ کرنا مبالغہ ہے اپنے چھپانے مین تاکہ لوگ اسکو گنوار سمجھین یا اسلیے
کہ سلام واجب نہین ہے (یعنے ابتدا سلام کرنا اور جواب دینا واجب ہے) یا اوسنے سلام کیا ہوگا لیکن راوی نے نقل نہین
کیا مین کہتا ہون تیسرا قول معتمد ہے کیونکہ ابو فروہ کی روایت مین ثابت ہوا اسمین یہ ہے کہ اوسکے کپڑے ایسے تھے گویا
انمین میل لگا ہی نہین یہانتک کہ اسنے سلام کیا بچھونے کے کنارے سے اور کہا السلام علیک یا محمد آپنے جواب دیا پھر وہ بولا
اے محمد مین نزدیک آؤن آپنے فرمایا نزدیک آ وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا مین نزدیک آؤن کئی بار اور آپ فرماتے جاتے
تھے نزدیک آ اور ایسا ہی عطا کی روایت مین ابن عمر سے اوسمین یہ ہے کہ اوسنے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ادنو

کی روایت مین ہے اُس نے کہا یارسول اللہ مین آپ سے نزدیک آؤن آپ نے فرمایا نزدیک آ اور سلام کا ذکر نہین کیا غرض روایتین مختلف ہوئین کسی کسی مین یا محمد کہنا ہے یارسول اللہ کسی مین پہلے سلام کیا کسی مین سلام کا ذکر نہین ہے اور ذکر کرنے والا مقدم ہے سکوت کرنیوالی پر اور قرطبی نے کہا بربنا اس روایت کی جسمین سلام کا ذکر نہین ہے اور یا محمد کا ذکر ہے غرض اسکی تھی کہ اپنے تئین چھپا دے اور اسی لیے گنوارون کا سا کام کیا مین کہتا ہون دونو روایتون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ پہلے اوسنے آپکا نام لیا ہو یہی غرض ہے (یعنے چھپانے کی غرض سے) پہر آپ سے خطاب کیا ہو یارسول اللہ کیساتھ قرطبی کی روایت مین ہے اوسنے کہا السلام علیکم یا محمد اس سے یہ نکلا کہ جب کوئی مجلس مین آوے تو عام سلام کرے (یعنے صیغہ جمع سے) پہر جسکو چاہے خاص کر لے اور جن روایتون مین وقف ہوا اُن مین تو صیغہ افراد کا مذکور ہے یعنے السلام علیک یا محمد اور پہلے ایمان سے سوال کیا کیونکہ وہ اصل ہے اور سلام کو اسکے بعد کہا کیونکہ اسلام سے ایمان کے دعوی کی تصدیق ظاہر ہوتی ہے اور اسکے بعد احسان کو ذکر کیا کیونکہ احسان دونو سے متعلق ہے اور عمارہ بن قعقاع کی روایت مین ہے کہ پہلے اسلام کو پوچھا کیونکہ ظاہر اسلام ہے اور ایمان کو اسکے بعد کہا کیونکہ وہ امر باطنی اور قلبی ہے اور طیبی نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے اسلیے کہ اسمین ترقی ہے ادنے سے طرف اعلے کی اور اسمین کچھ شک نہین کہ قصہ ایک ہے اور اختلاف کیا راویون نے اسکے بیان اور سیاق مین کوئی ترتیب نہین ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر مطر وراق کی روایت اوسمین پہلے اسلام کا ذکر ہے پہر احسان کا پہر ایمان کا اور حق یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور تقدیم اور تاخیر رواۃ کیطرف سے ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ سوال ہے ایمان کے متعلقات سے نہ نفس ایمان کی ماہیت سے گویا اُسنے یہ سوال کیا کن چیزون پر ایمان (یقین) کرنا چاہیے

ت آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر یقین کرے **ف** یعنے اللہ تعالے کے وجود کی تصدیق کرے اور اسکے صفات ضروریہ کو مانے اور ظاہر یہ ہے کہ آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ شخص متعلقات ایمان کو پوچھتا ہے نہ حقیقت ایمان کو ورنہ آپ یون جواب دیتے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین تو سوال ایمان شرعی سے ہے اور تعریف مین جو تومن کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد یقین یعنی ایمان لغوی ہے اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ یہ تعریف الشی بنفسہ ہے اور تصدیق حضرت جبرئیل کی مبنی ہے اس امر پر کہ یہ مثل ایک دعوی کے ہے کہ ایمان کا مصداق یہ ہے نہ تصدیق نفس تحدید کی کیونکہ وہ تصور ہے اور اس کی تصدیق متعلق نہین ہو سکتی (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اسکے وجود کا یقین کرین اور اس بات کا کہ وہ موصوف ہے صفات کمال سے اور پاک ہے نقص کی صفات سے مترجم کہتا ہے صفات کمال وہ ہین جو عمدہ اور بہتر صفات ہین جیسے حیوۃ قدرت علم ارادہ مشیت کلام وغیرہ ان صفات سے اللہ تعالے کو موصوف جانے اور نقص کے صفات جیسے محتاج ہونا حادث ہونا کسی سے جنا جانا یا کسی کو جننا بھوک کا ہونا پیاسا ہونا سونا غافل ہونا اونگھنا وغیرہ وغیرہ ایسے صفات سے اللہ جل جلالہ پاک اور منزہ ہے

اب ہی وہ صفات جنمین کوئی نقص اور عیب نہین ہے اور شرع مین وہ صفات خدا کی لیے وارد ہین انپر بھی ایمان لانا واجب ہے
جیسے نزول اور استوا اور مجی اور اتیان اور ضحک اور تعجب وغیرہ وغیرہ اور صفات الٰہیہ کا بیان انپر اپنے مقام پر خدا چاہے تو
تفصیل سے کیا جائیگا۔ اللہ جل جلالہ کے وجود کی تصدیق عقل سے ہی اور وہ انسان کی فطرت مین داخل ہے **ت**
اور اسکے فرشتون پر **ف** کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہین اللہ تعالیٰ نے انکو عزت دی وہ اسکے حکم کے مطابق چلتے ہین
اور فرشتونکو مقدم کیا کتابون اور پیغمبرونپر اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتونکو کتاب دیکر پیغمبرونکے پاس بھیجا اور اس سے
یہ نہین نکلتا کہ فرشتہ پیغمبر سے افضل ہے (فتح) قسطلانی نے کہا فرشتے نور کے اجسام ہین اور جس شکل پر چاہین وہ بن
سکتے ہین **ت** اور اسے ملنے پر **ف** اصیلی کی روایت مین بلقائہ سے پہلے وکتبہ ہی اور باب التفسیر مین باتفاق
رواۃ یہ لفظ مذکور ہی یعنے ایمان لاوے اسکی کتابونپر کہ وہ اسکا کلام ہین اور جو مضمون ان مین ہے وہ حق ہی مشہور کتابین
اللہ جل جلالہ کی چار ہین توریت جو حضرت موسی علیہ السلام پر اوتری اور انجیل جو حضرت عیسی علیہ السلام پر اوتری اور زبور
جو حضرت داود علیہ السلام پر اتری اور قرآن جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوترا اور سوا اسکے تمام صحیفے اور کتابین جنکو
اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبرونپر اوتارا وہ سب حق ہین اور اللہ کا کلام ہین گو انپر عمل کرنیکا حکم اب نہین ہا اور جو مضمون انمین قرآن
کے خلاف ہون وہ سب منسوخ ہو گئے ۱ دوسرے ملنے پر ایمان یہ ہی کہ قبرون سے اوٹھنے کے بعد اوس سے ملاقات ہوگی اور اس
سے دفع ہوگیا یہ اعتراض کہ یہ لفظ مکرر ہے کیونکہ بعث مین داخل ہے اسلیے کہ بعث سے مراد قبرون سے اوٹھنا ہے اور لقاء
سے وہ باتین مراد ہین جو اسکے بعد ہونگی اور بعضون نے کہا لقاء دنیا سے جانیکے بعد ہو جاتی ہے اور بعث اوسکے بعد
ہوگا اور دلالت کرتی ہے اسپر مطر وراق کی روایت انمین یہ ہے وَبِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور ایسا ہی ہے انس اور
ابن عباس کی روایتون مین اور بعضون نے کہا لقاء سے مراد دیدار الٰہی ہے نووی نے اسپر اعتراض کیا کہ کوئی یقین نہین
کر سکتا کہ اوسکو دیدار الٰہی ضرور ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد حدیث سے یہ نہین ہے کہ اپنے لیے دیدار کے حاصل ہونے پر
یقین کرے بلکہ یقین کرے اللہ کا دیدار حق ہے اور وہ نیک بندونکو حاصل ہوگا آخرت مین جیسے اہل سنت کا مذہب ہے
(فتح الباری) **ت** اور اسکے پیغمبرونپر **ف** پیغمبرونپر ایمان لانا یہ ہے کہ ان کو سچا جانے ان باتون مین جو انہون
نے اللہ تعالیٰ کیطرف سے بیان کین اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ایمان اجمالی اللہ کی کتابون اور فرشتون اور پیغمبرونپر کافی
ہے گو انکی تفصیل معلوم نہ ہو مگر جن پیغمبرونکا یا کتابونکا نام معلوم ہو جاوے تو انپر بالتعیین ایمان لانا واجب ہے اور اس ترتیب
کی مناسبت یہ ہے کہ خیر اور رحمت اللہ کیطرف سے ہے اور بڑی رحمت اسکی یہ ہے کہ اوسنے اپنی کتابونکو اپنے بندونپر اوتارا
اور اوتارنے والے فرشتے ہین اور جنپر کتابین اترین وہ پیغمبر ہین تو پہلے ملائکہ کو ذکر کیا پھر کتابونکو پھر پیغمبرونکو (فتح)

ت اور ایمان لاوے تو جی اُٹھنے پر ف یعنے مرنیکے بعد قبرون سے اُٹھنے پر یقین کرے یعنی حشر اور نشر پر
کتاب التفسیر مین یہ ہے اخیر کے جی اُٹھنے پر تو پہلا جی اُٹھنا مائی کے پیٹ مین زندہ ہونا ہے اور دوسرا جی اُٹھنا قبرون سے
ہوگا اور مسلم کی روایت مین وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ہے یعنے ایمان لاوے پچھلے دن پر یعنے قیامت کے دن پر اسکو پچھلا دن کہا کیونکہ وہ دنیا کا
آخری دن ہے یا ایک زمانہ محدود کا اخیر دن ہے اور مراد اوسپر ایمان لانے سے یہ ہے کہ یقین کرے اُن واقعات پر جو اُس دن ہونگے
جیسے حساب کتاب اعمال کا تولا جانا جنت دوزخ وغیرہ اور اسمٰعیلی نے اپنی مستخرج مین اتنا زیادہ کیا وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ یعنے
ایمان لاوے تو تقدیر پر اور یہ ابو فروہ اور مسلم کی روایت مین بھی موجود ہے اور کہمس اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے ایمان لاوے
تو تقدیر پر اور اُسکے بھلے اور برے پر اور ایسا ہی ہے ابن عباس کی حدیث مین اور عطار نے عمر سے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ
شیرین اور تلخ سب اللہ کیطرف سے ہے اور مراد تقدیر سے یہ ہے کہ اللہ تعالے کو اشیا کی ایجاد کرنے سے پہلے اونکے مقادیر اور
زمانو نکا علم تھا پھر جیسا اوسکے علم مین تھا ویسا ہی اُسنے ایجاد کیا تو ہر ایک شے صادر ہے اوسکے علم اور قدرت اور ارادے
سے اور یہ ثابت ہے شرع مین براہین قطعیہ سے اور سلف صحابہ اور تابعین سب کا اسپر اتفاق تھا یہانتک کہ قدر کی بدعت اخیر
زمانہ صحابہ مین نکلی اور نکالنے والا اسکا معبد جہنی تھا بصری جیسے مسلم کی روایت مین ہے اور بعض طوائف قدریہ کا
یہ قول تھا کہ اللہ تعالے کو بندون کے اعمال کا اونکے وقوع سے پہلے علم نہین ہے بلکہ بعد وقوع کے علم ہوتا ہے قرطبی
نے کہا یہ مذہب والے گذر گئے اب کوئی اس مذہب والا نہین ہے اور اس زمانہ کے قدریہ متفق ہین کہ اللہ تعالے عالم ہے افعال عباد کا
اونکے وقوع سے پہلے اور وہ مخالف ہین سلف اہلسنت کے اس بات مین کہ وہ کہتے ہین بندہ اپنے افعال پر آپ قادر مستقل
ہے اور اپنے افعال کا خالق ہے (فتح الباری ملخصاً) ف پھر وہ شخص بولا اسلام کسکو کہتے ہین آپنے فرمایا کہ
اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے (اُسکو پوجے) اور اُسکے ساتھ شرک نکرے ف یعنے خدا کے ساتھ شرک کی
بہت قسمین ہین جو عقائد کی کتابون مین مذکور ہین اور یہان مراد وہ شرک ہے جس سے آدمی ملت اسلام سے باہر ہو جاتا ہے
جیسے خدا کی ذات اور صفات مین کسیکو شریک کرنا خدا کے سوا اور کسی کی عبادت کرنا جیسے نذر کرنا غیر اللہ کی یا غیر
یا طواف کرنا کسی اور کے گہر کا بہ نیت عبادت وغیرہ وغیرہ حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ آپنے حج کا ذکر کیون
نہین کیا اسکا جواب بعضون نے دیا ہے کہ شاید اُس وقت حج فرض نہ ہوگا اور یہ جواب غلط ہے کیونکہ ابن مندہ نے کتاب الایمان
مین بشرط مسلم روایت کیا سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت عمر سے اوسکے شروع مین یہ ہے کہ ایک شخص آیا رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر مین آپکے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور اخیر عمر سے مراد شاید حجۃ الوداع کے بعد ہو کیونکہ
وہ آپکا اخیر سفر ہے اسکے بعد تین مہینہ کے اندر ہی آپکی وفات ہوئی صحیح جواب ہے کہ حج کا ذکر آپنے کیا لیکن بعض

راوی اسکا نقل کرنا بھول گئے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ان راویوں نے اختلاف کیا ہے اعمال کے ذکر مین کہمس کی روایت مین ہی اور حج
کرے تو خانہ کعبہ کا اگر تجھکو وہان تک راہ ملے اور ایسا ہی ہے انس کی حدیث مین اور عطا خراسانی نے روزے کا ذکر نہین کیا
اور ابو عامر کی حدیث مین نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے فقط اور ابن عباس کی حدیث مین شہادتین سے زیادہ کچھہ نہین ہی اور
سلیمان تیمی نے اپنی روایت مین سب اعمال کو ذکر کیا ہے اور اسمین یہ ہو کہ حج کرے تو اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے تو
جنابت سے اور وضو کو پورا کرے اور مطر وراق کی روایت مین ہے قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو راوی نے کہا
آپ نے اسلام کی رسیون کا ذکر کیا تو اس سے جو ہم نے بیان کیا یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض راویوں نے یاد رکہا جسکو بعض بھول گئے
(فتح) ف اور قائم کرے تو نماز کو ف مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے فرض نماز کو ف اور ادا کرے تو
زکوٰۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے تو رمضان کے (اس سے معلوم ہوا کہ صرف رمضان کہنا درست ہے اور اسکا بیان
کتاب الصوم مین خدا چاہے تو آویگا) پھر وہ شخص بولا احسان کس کو کہتے ہین آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے
گویا اسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اسکو نہین دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے ف فتح الباری مین ہے حاصل یہ ہے کہ عبادت مین
اخلاص کرے اور خشوع کرے دل لگاوے اور معبود کا دھیان رکھے یہ دھیان (جسکو مراقبہ کہتے ہین) دو درجہ پر ہے ایک اعلیٰ
وہ یہ کہ غلبہ مشاہدہ مین یہ حال ہو جاوے گویا آنکھ سے خدا کو دیکھ رہا ہے دوسرا ادنیٰ وہ یہ کہ اتنا خیال رکھے کہ اللہ تعالی
اسکے حال پر مطلع ہے اور اسکے ہر ایک عمل کو دیکھ رہا ہے اور ان دونو درجون مین اللہ کی معرفت پیدا ہوتی ہے اسکا
خوف غالب ہوتا ہے چنانچہ عمارہ بن قعقاع کی روایت مین یہی لفظ ہے کہ تو اللہ سے ڈرے گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور انس
کی حدیث مین بھی ایسا ہی ہے قسطلانی نے کہا یہ حدیث جوامع کلم مین سے ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عبادت کے تین درجے
ہین پہلا درجہ تو عوام کے شرائط ظاہری کے ساتھ جس سے تکلیف ساقط ہو دوسرا درجہ استغراق کا مکاشفہ مین
گویا خدا کو دیکھ رہا ہے یہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت ہے اسیواسطے آپ نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ
تیسرا درجہ مراقبہ کا یہ خواص کا مقام ہے یعنی سمجھ کر کہ خدا اسکو دیکھ رہا ہے تو فان لم تکن تراہ نزول ہے مقام مکاشفہ
سے طرف مقام مراقبہ کے یعنے اگر یون عبادت نہ ہو سکے کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے تو خیر اسیطرح عبادت کر کہ خدا تجھکو دیکھ
رہا ہے اور احسان کو ایمان اور اسلام کے بعد بیان کیا اسلیے کہ احسان صفت یا شرط ہے فعل کی اور صفت اور شرط موصوف
اور مشروط کے بعد ہوتی ہے انتہے مختصرا حافظ ابن حجر نے کہا سیاق حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی رویت آنکھ سے
دنیا مین نہ ہوگی اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت دوسری دلیل سے ثابت ہے اور مسلم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جان رکھو کہ دنیا مین تم اپنے مالک کو ہرگز نہین دیکھو گے یہانتک کہ مرجاؤ گے اور بعض

غلاۃ صوفیہ نے اس حدیث کی تاویل بغیر علم کے کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اسمیں اشارہ ہے محو اور فنا کے مقام کیطرف اور فان
لم تکن تراہ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ اگر تو نہ ہو یعنے اپنی ہستی کا خیال چھوڑ دے اور اپنے تئیں فنا کر دیوے تو تو اسکو دیکھیگا اور
یہ تاویل کرنے والے عربیت سے جاہل ہیں اسواسطے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو تراہ ہوتا نہ تراہ الف سے اور کسی طریقہ میں حدیث کے تراہ
بغیر الف کے نہیں ہے علاوہ اسکے اس صورت میں فانہ یراک بیکار ہو جاتا ہے اور یہ ربط اس تاویل کو غلط کرتی ہے کہمس
کی روایت اسمیں یہ ہے فانک ان لا تراہ فانہ یراک اور ایسا ہی ہے سلیمان تیمی کی روایت میں تو نفی متعلق ہے رویت
سے نہ کون سے انتہی مختصراً مسلم نے زیادہ کیا عمارہ بن قعقاع کی روایت سے کہ سائل نے ہر جواب کے بعد کہا صدقت
یعنے سچ کہا آپ نے اور ابو فروہ نے زیادہ کیا جب ہمنے اُس شخص کو صدقت کہتے سنا تو ہمنے انکار کیا اور کہمس کی روایت
میں ہے کہ ہم نے تعجب کیا پوچھتا ہے پھر خود ہی تصدیق کرتا ہے اور مطر کی روایت میں ہے دیکھو اسکو کیونکر پوچھتا ہے
آپ سے اور دیکھو کیونکر تصدیق کرتا ہے آپ کی اور انس کی روایت میں ہے دیکھو وہ سوال کرتا ہے آپ سے اور تصدیق کرتا ہے آپکی گویا آپ
سے زیادہ جانتا ہے اور سلیمان بن بریدہ کی روایت میں ہے لوگوں نے کہا ہمنے کوئی آدمی اسکا سا نہیں دیکھا گویا
وہ سکھاتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے سچ کہا آپ نے سچ کہا آپ نے قرطبی نے کہا صحابہ کو تعجب ہوا اس وجہ سے کہ جو
باتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں وہ آپ ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں اور یہ سائل اس قسم کا نہ تھا جسکی ملاقات
آپ سے ہوئی ہوتی باوجود اسکے وہ ایسا سوال کرتا تھا جیسا جاننے والا شخص کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا آپ نے
سچ کہا اس سبب سے انکو تعجب ہوا (فتح الباری) ف پھر وہ شخص بولا قیامت کب آویگی آپ نے فرمایا جس سے
پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ف ابو فروہ کی روایت میں ہے کہ جب اسنے قیامت کو پوچھا تو
آپ نے سر جھکا لیا اور تین بار اسنے سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہ دیا بعد اسکے سر اٹھایا اور فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ
پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا یعنے قیامت کا وقت نہ جاننے میں ہم تم دونوں برابر ہیں اور ابن عباس کی روایت
میں ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ پانچ چیزیں غیب کی ہیں جنکو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان
اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر تک نووی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جسکو وہ نہ جانتا
ہو تو اسکو صاف کہدینا چاہیے کہ میں نہیں جانتا اور اس سے اسکے مرتبہ میں نقصان نہ ہوگا بلکہ یہ دلیل ہے اسکے ورع
اور کمال تقوی کی اور قرطبی نے کہا مقصود اس سوال سے یہ تھا کہ لوگ قیامت کے وقت پوچھنے سے باز رہیں کیونکہ وہ لوگ
اسکو بہت پوچھا کرتے تھے اور اس جواب سے اُن سب کو یاس ہوگئی قیامت کا وقت معلوم ہونے سے اور یہ سوال اور جواب
حضرت عیسی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میں بھی واقع ہو چکا ہے لیکن حضرت عیسے سائل تھے اور حضرت جبرئیل سے

سوال ہوا تھا حمیدی نے نوادر میں کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن مغول نے
انہوں نے سنا اسمعیل بن رجاء سے انہوں نے سنا شعبی سے انہوں نے کہا حضرت عیسی نے حضرت جبریل سے قیامت کا وقت پوچھا انہوں نے
اپنے بازو جھاڑے اور کہا جس سے سوال کرتے ہو قیامت کا وہ جو سائل سے زیادہ نہیں جانتا (فتح الباری) ف اور میں
تجھ سے بیان کرتا ہوں اسکی نشانیاں ف قرطبی نے کہا قیامت کی نشانیاں دو طرح کی ہیں ایک تو وہ جو عادت کے
موافق ہیں اور دوسرے وہ جو عادت کے خلاف ہیں جیسے آفتاب کا نکلنا پچھم سے اور یہاں مقصود پہلی طرح کی نشانیاں بیان کرنا ہے
کیونکہ دوسری قسم کی نشانیاں تو قیامت کے متصل ہونگی (فتح) ف جب جنے گی لونڈی اپنے میاں کو ف تفسیر میں
ربہا ہے تا تانیث سے یعنی جنے گی لونڈی اپنی بی بی کو حافظ ابن حجر نے کہا اس جملہ کے مطلب میں اگلے اور پچھلے علما نے اختلاف کیا ہے ابن تین
نے کہا اسمیں سات قول ہیں اور میں نے ان کا خلاصہ کیا تو چار قول نکلے پہلا یہ ہے کہ اسلام پھیلے گا اور مسلمانوں کو بہت کثیر
کی عورتیں ملیں گی .... پھر لونڈیاں ہو جاوینگی انسے اولاد ہوگی اور وہ اولاد گویا مالک ہوگی اپنی ماں
کی کیسلیے کہ وہ مالک کی اولاد ہے نووی نے کہا اکثر علما کا یہی قول ہے دوسرا یہ ہے کہ لوگ اپنی ام ولد لونڈیوں کو بیچیں گے
اور بکتے بکتے کبھی انکا بیٹا اونکو خرید لیگا اور اسکو خبر نہ ہوگی یہ میری ماں ہے تیسرا یہ ہے کہ لونڈی بچہ جنے گی جو غیر سید سے ہو
وہ اپنی ماں کو غفلت میں خرید کریگا اور اسکو یہ معلوم نہ ہوگا کہ میری ماں ہے چوتھا یہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی اولاد میں پھیلے
گی اور اولاد اپنی ماں سے لونڈی کیطرح معاملہ کریگی اور اس حدیث میں مولی پر رب کا اطلاق بطور مبالغہ کے ہے یا رب سے مراد مربی ہے
یا یہ حدیث پہلی کی ہے اس کی بعد ممانعت ہوئی یا اس نہی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستثنے ہیں (فتح ملخصا) قسطلانی
نے کہا ربہا تا تانیث سے معنے جان کے ہے جو شامل ہے مرد اور عورت کو اور بعضوں نے کہا تا تانیث اسلیے لائی کہ رب کا اطلاق
اوسپر مکروہ سمجھا انتہے بعضوں نے کہا ربہا تا تانیث کی ساتھ کہنے سے یہ فائدہ ہے کہ جب لڑکی اپنی ماں کو لونڈی کیطرح سمجھے
گی تو لڑکے بطریق اولے ماں کو لونڈی سے بدتر جانیں گے یہ ایک نشانی ہوئی دوسری نشانی یہ ہے ف اور جب
کالے اونٹ چرانیوالے بڑی بڑی عمارتیں ٹھونکیں گے ف کالے اونٹ چرانیوالے میں یہ نسبت سرخ اونٹوں کے یہ کالے
چرانیوالوں کی صفت ہے کہ وہ ذلیل اور مجہول النسب ہونگی حافظ ابن حجر نے کہا یہاں صرف دو نشانیاں بیان کیں اور اشراط
صیغہ جمع ہے جس میں کم سے کم تین چاہییں اسکا جواب یہ ہے کہ کبھی جمع کا اطلاق دو پر بھی ہوتا ہے دوسرے یہ ہے کہ حدیث میں
تین نشانیاں مذکور ہیں لیکن بعض راویوں نے دو ہی بیان کیں وہ تیسری نشانی یہ ہے کہ غریب بادیہ برہنہ لوگ رئیس
بنیں گے یہ تیسری نشانی مولف نے باب التفسیر میں بیان کی اور محمد بن بشر کی روایت میں جسکو مسلم نے نکالا اور ابن خزیمہ نے
تینوں نشانیاں موجود ہیں اور ایسا ہی روایت کیا اسمعیل نے مستخرج میں ابن علیہ کے طریق سے اور ایسا ہی ذکر کیا اسکو عمارہ

بن قعقاع اور ایسا ہی واقع ہوا حضرت عمر کی حدیث میں کیونکہ کہمس کی روایت میں صرف دو نشانیاں کا ذکر ہے اور موافق ہوا اوسکے عثمان بن غیاث اور سلیمان تیمی کی روایت میں تین نشانیوں کا ذکر ہے اور موافق ہوا اسکے عطاء خراسانی اور ایسا ہی کور ہے ابن عباس اور ابو عامر کی حدیث میں (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے کہا تفسیر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب تو ننگے پاؤں ننگے بدن والونکو دیکھیگا وہ لوگوں کے حاکم بنے ہونگے اسمعیل نے زیادہ کیا اونکی صفت میں بہرے گونگے یہ مبالغہ ہی انکی جہل میں یعنے اپنے کانوں اور آنکھوں کو دین کے کاموں میں صرف نہ کرینگے گو اونکے حواس سلیم ہونگے اور اسمعیل کی روایت میں تصریح ہے کہ وہ پادشاہ ہونگے زمین کے اور ابو فروہ کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے اور مراد ان لوگوں سے گنوار دیہاتی لوگ ہیں جیسے سلیمان تیمی کی روایت میں مصرح ہے اور طبرانی نے ابو حمزہ کے طریق سے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا کہ دین کا انقلاب ہے کہ گنوار لوگ فصیح ہو جاوینگے اور وہ شہروں میں بڑے بڑے محل بناوینگے قرطبی نے کہا مقصود اخبار ہی تبدل حال سے کہ جنگلی لوگ حکومت حاصل کرینگے اور شہروں کے مالک ہو جاوینگے قہر سے تو انکے اموال بہت ہونگے اور انکی ہمتیں مصروف ہوں گی عمارتیں بنانے میں اور انپر فخر کرنے میں اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے اس زمانہ میں اور اسی کے متعلق دوسری حدیث ہی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ سب لوگوں میں کامیاب وہ شخص ہوگا جو کمینہ ہے کمینے کا بیٹا اور ایک حدیث یہ ہے کہ جب حکومت نااہل کو دیجاویگی تو قیامت کا انتظار کرو اور دونو حدیثیں صحیح میں ہیں

ت قیامت ان پانچ چیزوں میں ہے جنکو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے **ف** عطاء خراسانی کی روایت میں ہے کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا قیامت ان پانچ باتوں میں ہے غیب کے جنکو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے قرطبی نے کہا پانچ باتوں کے جاننے کی کسیکو طمع نہ کرنا چاہیے اسی حدیث کی وجہ سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کی ان پانچ باتوں سے کی ہے اور یہ صحیح حدیث میں ہے پھر جو کوئی دعوے کرے ان باتوں میں سے کسی بات کے جاننے کا وہ جھوٹا ہے لیکن گمان غیب کی بات میں تو وہ منجم کرتا ہے کسی امر عادی جیسے پر اسپر یقین نہیں ہو سکتا اور ابن عبد البر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ نجومی کی اجرت حرام ہے اور اسکا دینا اور لینا دونو حرام ہیں اور ابن مسعود رضہ سے منقول ہے کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب چیزوں کا علم دیا گیا تھا سوا ان پانچ چیزوں کے اور ابن عمر سے مرفوعاً ایسا ہی مروی ہے نکالا ان دونوں روایتوں کو احمد نے اور حمید بن زنجویہ نے صحابہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا غیب یہی پانچ چیزیں ہیں اور انکے سوا جو غیب کی باتیں ہیں انکو بعض آدمی جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے مترجم نے کہا غرض یہ ہے کہ غیب حقیقی یعنے جو سب لوگوں کے علم سے باہر ہو وہ یہی پانچ چیزیں ہیں انکا علم خاص خداوند کریم کو ہے وہ پانچ چیزیں یہ ہیں قیامت کا آنا علم اسکے پانی برسانا یا نہ برسانا پیٹ میں لڑکا یا لڑکی ہے اسکا جاننا کل کیا ہوگا موت کہاں آئیگی

اسکے سوا جو باتین ہین وہ غیب حقیقی نہین ہین یعنے اونکا علم بعض بندون کو ہے بعض کو نہین بعض باتین فرشتون کو معلوم
ہین آدمیونکو نہین معلوم حضرت عائشہ سے بسند صحیح مروی ہی انہون نے کہا جو شخص یہ دعوے کرے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو یہ پانچ باتین معلوم تہین اسنے بڑا بہتان کیا اور قرآن مین متعدد آیتون سے ثابت ہی کہ غیب کسی کو نہین ہے
سوا اللہ کے البتہ اللہ جو چاہتا ہی تو کبہی غیب کی بات اپنے رسول کو بتلا دیتا ہے ف پہر رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت
پڑہی اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ اخیر تک ف اور بعضی روایتون مین یہ لفظ نہین ہے اخیر تک پر مسلم کی روایت سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپنے اخیر تک یعنے خبیر تک آیت پڑہی پوری آیت یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ
وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ یعنے
اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم یعنے اسکے وقت کا اور اتارتا ہے وہ پانی کو (وہی جانتا ہے اسکے وقت اور مقام کو) اور جانتا ہے
جو کچہ ماؤن کے پیٹ مین ہے (مرد یا عورت پورا یا ادھورا) اور کوئی نہین جانتا وہ کل کیا کریگا (برا یا بہلا) اور کوئی نہین جانتا وہ
کس ملک مین مریگا (جیسے یہ نہین جانتا کب مریگا) ف پہر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اسکو پہر بلا لاؤ لوگ
بلانیکو گئے (یہ جملہ تفسیر مین زیادہ ہے) انہون نے کسیکو نہ دیکہا ف فتح الباری مین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فرشتہ آدمی کی شکل بنکر سوا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور لوگون کے بہی سامنے آسکتا ہے اور دوسرے لوگ بہی اسکی بات
سن سکتے ہین عمران بن حصین سے ثابت ہوا کہ وہ فرشتہ کا کلام سنتے تہے قسطلانی نے کہا آپنے صحابہ کو حکم کیا اوسکے بلانے کا
تاکہ ان لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ یہ پوچہنے والا آدمی نہ تہا فرشتہ تہا ف تب آپنے فرمایا یہ شخص جبرئیل علیہ
السلام تہے جو آئے تہے لوگون کو دین سکہلانے کیلیے ف اسمعیلی کی روایت مین ہے انہون نے چاہا کہ تم سیکہ لو جب
تم نے نہین پوچہا اور ایسا ہی روایت کیا عمارہ نے اور ابو فروہ کی روایت مین ہے قسم اسکی جسنے محمد کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا
مین نہین جانتا تہا اس شخص کو تم سے زیادہ یہ جبرئیل تہے اور ابو عامر کی حدیث مین ہے جب وہ پیٹھ موڑ کر چلے تو ہم نے
رستہ مین اونکا نشان نہ پایا آپنے فرمایا سبحان اللہ یہ جبرئیل تہے لوگون کو دین سکہانیکے لیے آئے تہے قسم اسکی جسکے
ہاتہ مین محمد کی جان ہے وہ کبہی نہین آئے ہین اسطرح سے کہ مین نے اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور سلیمان تیمی کی روایت
مین ہے پہر وہ شخص لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ ہم نے اسکو ڈہونڈا جہان
جہان ڈہونڈنا تہا لیکن انکا پتہ نہ پایا تب آپنے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون شخص تہے۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تہے جو تمہارا
دین تمکو سکہلانے کے لیے آئے تہے ان سے سیکہ لو قسم اسکی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کبہی ایسا نہین ہوا کہ مین نے
اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور اس بار بہی مین نے اونکو نہین پہچانا تہا یہانتک کہ انہون نے پیٹھ موڑی ابن حبان نے

کہا یہ کلمہ سیکھ لیا اُنسے صرف سلیمان تیمی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا سلیمان تیمی ثقات اثبات مین سے ہین اور یعلم الناس منہم
مین اس زیادت کیطرف اشارہ ہو تو وہ متفرد ہوئی ساتھ تصریح اُس چیز کے جسکا اشارہ دوسری روایتون مین بہی موجود ہے
اور سکہانا تعلیم کا حضرت جبرئیل کیطرف مجازاً ہے اسلیے کہ وہ سبب ہوئے آپکے جواب کے اور اسیواسطے حکم کیا انسے سیکھ لینے کا اور
متفق ہوئین روایتین اس امر پر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ڈہونڈہنے کے بعد بتلایا کہ وہ جبرئیل تہے اور صحیح مسلم
مین جو وارد ہوا کہ حضرت عمر نے کہا پہر وہ شخص چلا اور مین ایک زمانہ تک ٹہیر رہا بعد اوسکے آپنے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے
یہ پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے اسکی تطبیق بعض شراح نے
یون کی ہے کہ آپ نے صحابہ کو تہوڑی دیر کے بعد بتلایا مگر اسی مجلس مین بتلایا لیکن خلاف ہوتی ہے اُسکے نسائی اور ترمذی
کی روایت مین تین دن تک ٹہیر رہا اور بعضون نے کہا اس روایت مین غلطی کی ہے راویون نے اور ملیا کو ثلثا کر دیا اور یہ
قول غلط ہے کیونکہ ابو عوانہ کی روایت مین صاف موجود ہے فلبثنا لیالی ہم کئی راتین ٹہیرے رہے فلقینی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بعد ثلاث پہر آپ مجہسے تین راتون کے بعد ملے اور ابن حبان کی روایت مین ہے بعد ثالثة اور ابن مندہ کی روایت
مین ہے بعد ثلاثة ایام اور نووی نے یون جمع کیا ہے کہ شاید حضرت عمر اس مجلس سے اوٹہہ گئے ہون اس سے پیشتر کہ
آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تو آپ نے حاضرین مجلس کو اُسی وقت خبر کر دیا اور حضرت عمر کو تین دن کے بعد خبر دی اور یہ جمع اچھا ہے
ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جبرئیل کو پہچانا اخیر وقت مین جب وہ چلے اور یہ نکلا کہ وہ ایک خوبصورت مرد
کی شکل مین آئے جسکو صحابہ نہین پہچانتے تہے اور نسائی کی روایت مین جو وارد ہے کہ یہ جبرئیل تہے دحیہ کلبی کیصورت مین
آئے تہے یہ وہم ہے کیونکہ دحیہ کو صحابہ پہچانتے تہے اور اس روایت مین حضرت عمر کا کہنا کہ اس شخص کو ہم مین سے کوئی نہین پہچانتا
تہا اور محمد بن نصر مروزی نے کتاب الایمان مین اسی اسناد سے نکالا اس حدیث کو جس اسناد کو نسائی نے نکالا اوسکے اخیر مین یون ہے
یہ جبرئیل تہے تمکو تمہارا دین سکہلانے کیلیے آئے تہے اور یہ روایت محفوظ ہے اور موافق ہے باقی روایتون کے ابن منیر نے کہا
یعلمکم دینکم مین دلالت ہے کہ اچھا سوال بہی علم اور تعلیم ہے کیونکہ حضرت جبرئیل نے سوا سوال کے اور کچہ نہین کیا اور باوجود
اسکے آپنے اُنکو معلم کہا اور یہ قول مشہور ہے کہ حسن السوال نصف العلم ہے قرطبی نے کہا اس حدیث کو ام السنة یعنی سنت کی جڑ کہنا چاہیے کیونکہ
شامل ہے تمام علوم سنت پر اور اسی وجہ سے مصابیح مین اور شرح السنة مین یہ حدیث پہلے رکہی گئی جیسے سورہ فاتحہ
تمام قرآن مین سے پہلے رکہی گئی کیونکہ وہ مشتمل ہے تمام علوم قرآنیہ پر اجمالاً قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث شامل ہے وظائف
عبادات ظاہرہ اور باطنہ پر اور اعمال جوارح اور اخلاص سرائر اور آفات اعمال سے بچنے پر یہانتک کہ تمام شریعت کے علوم اسی
سے نکلتے ہین اور اسیکی طرف رجوع کرتے ہین اور اسیواسطے مین نے اس حدیث کی شرح اچھی طرح سے بیان کی اور دو شرح

اگرچہ بہت ہی لیکن جو علوم اور مسائل اس حدیث سے نکلتے ہیں اونکی نسبت یہ شرح قلیل ہے تو میں نے اختصار کا طریقہ نہیں چھوڑا (فتح الباری)
ف امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں داخل کیا (یعنے ایمان کامل میں
ف اسلیے کہ ان سب باتوں کو دین فرمایا اور دین و ایمان ایک ہیں تو معلوم ہوا کہ اعمال داخل ایمان ہیں اور ایمان زیادہ و
کم ہوتا ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث میں اخلاص اور مراقبہ کی عظمت بیان ہوئی اور یہ بات بھی نکلی کہ عالم کو جب کوئی بات معلوم
نہو تو یہ کہنا چاہیے میں نہیں جانتا اور عالم سے سوال کرنا چاہیے تاکہ سامعین علم حاصل کریں اور احتمال ہے کہ حضرت جبرئیل نے
بحضور صحابہ سوال کیا تاکہ اونکو یہ معلوم ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم علم سے بہرہ ہوئے ہیں اور آپکا علم ماخوذ ہے وحی سے تو اونکی
رغبت اور نشاط زائد ہو اور یہی مراد ہے اس جملہ سے جاء یعلم الناس دینہم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے جو صورت چاہیں بن
سکتے ہیں جیسے آدمی کی چاہیں اور مؤلف نے اس حدیث کو تفسیر اور زکوۃ میں نکالا اور مسلم نے ایمان میں اور ابن ماجہ نے سنن اور فتن میں
اور ابو داؤد نے سنت میں اور نسائی نے ایمان میں اور ترمذی اور احمد اور بزار اور ابو عوانہ نے اور نکالا اسکو مسلم نے حضرت عمر
سے اور نہیں نکالا انکی روایت کو بخاری نے کیونکہ اسمیں اختلاف ہے بعض رواۃ پر ہتے ہے **بابٌ** تنوین کے ساتھ **ف**
کریمہ اور ابوالوقت کی روایت میں باب کا لفظ موجود ہے اور ابوذر اور اصیلی کی روایت میں نہیں ہے اور نووی نے ترجیح دی پہلے نسخہ کو پہلے کی حدیث کو جو یہاں مذکور ہے
پہلے ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں حافظ ابن حجر نے کہا اگر باب کا لفظ مذکور بھی ہو جب بھی چونکہ کوئی ترجمہ مذکور نہیں تو یہ باب
پہلے باب کے فصل کی طرح ہوگا اور تعلق ضرور ہے اور وہ تعلق یہ ہے کہ پہلے باب کے ترجمہ میں امام بخاری نے یہ کہا کہ آپ نے
ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اخیر میں یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں شریک کیا حالانکہ یہ
حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا جب تک دین اور ایمان کا اتحاد نہ نکلے تو اس اتحاد کو ثابت کرنے کو لیے ہرقل کی حدیث لائے جو
اس باب میں مذکور ہے اب انکی مراد پوری ہو گئی کہ دین وہی ایمان ہے مگر کوئی اعتراض کرے کہ ہرقل کافر تھا بادشاہ تھا اوسکا
قول کیا حجت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ انبیاء سابقہ کے کتب سے بیان کیا دوسرے یہ کہ
ابوسفیان نے یہ قول ہرقل کا عبداللہ بن عباس سے بیان کیا جو اس امت کے عالم ہیں اور انہوں نے اوسکو روایت کیا اور اسکا انکار
نکیا قسطلانی نے کہا دونو حدیثوں میں تعلق یہ ہے کہ ان دونوں سے ایمان کا دین ہونا نکلتا ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ ہرقل مومن
نتھا اسکا قول کیونکر حجت ہوگا اور جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ کتب سابقہ سے روایت کیا اور انکی شرع
میں ایک دین تھا اور انکی شریعتیں حجت ہیں جب تک اونکا نسخ ہماری شریعت میں نہو دوسرے یہ کہ صحابہ نے ہرقل کے اس قول
کو نقل کیا اور اسپر سکوت کیا لہٰذا حجت ہے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ
اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهٗ

سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ
أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ
لَا يَسْخَطُهُ۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن حمزہ (ابن محمد بن مصعب بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام قرشی مدنی) نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد (ابن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف قرشی مدنی) نے انہون نے روایت کی صالح
(ابن کیسان غفاری) سے

انہون نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہون نے عبید اللہ سے
عبید اللہ (ابن عتبہ فقیہ مشہور) سے اونکو خبر دی عبد اللہ بن عباس نے انہون نے کہا مجھکو خبر دی ابو سفیان نے کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے
اُنسے کہا مین نے تجھسے پوچھا وہ لوگ (یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار) بڑہ رہے ہین یا کم ہوتے ہین تو نے
کہا وہ بڑھ رہے ہین اور یہی حال ہے ایمان کا یہانتک کہ پورا ہو اور مین نے تجھسے پوچھا کیا کوئی اُنمین سے اس دین مین
آکر پھر اُسکو برا سمجھکر پھر جاتا ہے تو تو نے کہا نہین اور یہی حال ہے ایمان کا جب اُسکی خوشی دلون مین سما جاتی ہے پھر کوئی
اس سے ناراض نہین ہوتا ف تو معلوم ہوا کہ دین اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور یہی مقصود تہا امام بخاری کا **بَابُ**
فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ اس باب مین بیان ہے اُسکی فضیلت کا جو بچے گناہ سے اپنا دین درست رکھنے کو ف
قسطلانی نے کہا یعنی طلب کرے برات کو ذم شرعی یا گناہ سے اپنے دین کے واسطے اور ظاہر ہے کہ دین درست رکھنے کے
لیے گناہ سے بری رہنا اور بچنا ایمان مین داخل ہے یہی تعلق ہے اس باب کو اس کتاب سے حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے یہ چاہا
کہ بیان کرین اس بات کو کہ پرہیزگاری سے ایمان کامل ہوتا ہے اسلیے یہ حدیث ایمان کی کتاب مین لائے مترجم کہتا ہے کہ حدیث
باب سے یہ نکلتا ہے کہ دین کی سلامتی اور بچنی حرام اور مشتبہ سے بچنے مین ہے اور ظاہر ہے کہ دین اور ایمان ایک ہین جیسے
اوپر گذر چکا تو معلوم ہوا کہ حرام کامون سے اور گناہون سے بچنا ایمان مین داخل ہے اور ایمان کو ان کامون کی وجہ سے
نقصان پہونچتا ہے پس وجہ تعلق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ اوپر مولف نے جو حدیثین بیان کین اُنمین افعال ایمان کا ذکر ہے
یعنی جن کامون کو مومن کو کرنا ضرور ہے اب جب اُنسے فراغت ہوئی تو یہ بیان کرنا چاہا کہ ایمان مین بعضے افعال کا ترک بھی ضرور ہے اسلیے
یہ حدیث لائے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ

مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے ابونعیم (فضل بن دکین عمرو بن حماد قرشی تیمی طلحی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کین ہم سے زکریا بن ابی زائدہ
(خالد بن میمون ہمدانی وادعی کوفی) نے انہون نے روایت کی عامر (شعبی) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا زکریا مشہور ہین تدلیس
مین اور بین سے صحیحین وغیرہ مین انکی روایت شعبی سے معنعن ہی پائی لیکن اوسکے بعد مین نے ابن ابی ہیثم کے فوائد مین پایا یزید
بن ہارون سے انہون نے زکریا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبی نے اب تدلیس کا خوف جاتا رہا (یعنے معلوم ہوا کہ
روایت متصل ہے) ف انہون نے کہا مین نے سنا نعمان بن بشیر (بن سعد انصاری خزرجی صحابی مشہور) سے وہ
کہتے تھے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ف حافظ ابن حجر نے کہا نعمان کوفہ مین گئے تھے اور وہان کے
حاکم ہو گئے تھے اور شعبی فقہاء کوفہ مین سے ہین اور اس حدیث کی رجال کوفی ہین ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین ابو حریز کے طریق سے
روایت کیا اونہون نے سنا شعبی سے کہ نعمان بن بشیر نے کوفہ مین خطبہ مین یہ حدیث بیان کی اور مسلم کی ایک روایت مین ہے
کہ انہون نے حمص مین خطبہ پڑہا اور یہ حدیث بیان کی دونون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ شعبی نے دو بار یہ حدیث
سنی ہو کیونکہ وہ دونون شہرون کے حاکم ہوئے تھے ایک کے بعد دوسرے کے اور مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث مین یہ زیادہ کیا کہ نعمان
نے اپنی انگلیون کو دونون کانون کیطرف جھکایا اور کہا سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اور اس سے
رد ہو گیا واقدی اور انکے تابعین کا قول کہ نعمان کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ جو لڑکا
تمیز رکھتا ہو اوسکا تحمل اور سماع قابل اعتماد ہے کیونکہ جب آپ کی وفات ہوئی اوسوقت نعمان کی عمر آٹھ سال کی تھی ابو
عمرو دانی نے کہا اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا نعمان کے اور کسی نے روایت نہین کیا اگر اونکی یہ مراد ہے کہ باسناد
صحیح اور کسی سے مروی نہین ہوئی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کی ابن عمر اور عمار سے مروی
ہے اور معجم کبیر مین ابن عباس سے اور اصبہانی کی ترغیب مین انکی روایتین موجود ہین البتہ انکی اسناد مین گفتگو ہے اور انہون نے
یہ بھی دعوے کیا کہ اس حدیث کو نعمان سے سوا شعبی کے اور کسی نے روایت نہین کیا یہ تو بالکل غلط ہے روایت کیا اسکو نعمان سے
خیثمہ بن عبدالرحمن نے امام احمد کی مسند مین اور عبدالملک بن عمیر نے ابوعوانہ کے صحیح مین اور سماک بن حرب نے طبرانی
مین البتہ شعبی کی روایت مشہور ہے اور شعبی سے ایک جماعت اہل کوفہ نے روایت کی ہے اور اہل جزیرہ مین سے
عبداللہ بن عون نے روایت کی ہے انتہے من فتح الباری قسطلانی نے کہا ابوالحسن قابسی اور یحیی بن معین کا یہ قول کہ نعمان
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہین ہے اس روایت سے رد ہوتا ہے کیونکہ اسمین تصریح ہے سماع کی ف آپ فرماتے تھے
حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے (یعنے جن چیزون کی حلت یا حرمت کی قرآن اور حدیث مین صاف دلیل موجود ہے

اُنکی حلت اور حرمت تو کھلی ہوئی ہے اور اُن دونوں کے بیچ میں کچھ ایسے کام ہیں جو دونوں سے ملتے ہیں یا اُن میں شبہہ ہے ف
پہلا ترجمہ مشبہات کا ہے اور دوسرا مشتبہات کا اور دارمی کی روایت میں متشابہات ہے ف اور اونکو یعنے اونکے حکم
کو اکثر لوگ نہیں جانتے ف ترمذی کی روایت میں صاف ہے کہ اکثر لوگ نہیں جانتے وہ کام یا وہ چیزیں حلال میں ہیں یا
حرام میں اور اس سے نکلتا ہے کہ اونکا حکم پہچاننا ممکن ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کے لیے اور وہ مجتہدین ہیں ہر صورت میں
وہ مشتبہات ہوئے غیر مجتہدین کے حق میں اور بعض کام مجتہدین کے حق میں بھی مشتبہات ہو جاتے ہیں جب دلائل متعارض
ہوں اور ترجیح کی وجہ معلوم نہ ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مراد وہ کام ہیں جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے بلکہ معدودے چند
علما اونکو جانتے ہیں نص یا قیاس یا استصحاب وغیرہ سے پھر جب کسی شی کی حلت یا حرمت میں تردد ہو اور وہاں نص
یا اجماع نہ ہو تو مجتہد کو اوسمیں اجتہاد کرنا چاہیے اور کسی دلیل شرعی سے اسکا حکم نکالنا چاہیے لیکن ایسے مشتبہ امر میں حلت
یا حرمت یا توقف کا حکم کیا جاویگا اسمیں اختلاف ہے جیسے اختلاف ہے اشیا میں قبل ورود شرع کے اور صحیح یہ ہے کہ کوئی حکم
نکیا جاویگا کیونکہ اہل حق کے نزدیک تکلیف شرع سے ہوتی ہے فقط اور کبھی دلیل احتمال سے خالی نہیں ہوتی تو تقوی
اسکا ترک کرنا ہے خاص کر اس قول پر کہ مصیب ایک ہی ہے اور یہی مشہور مذہب ہے امام مالک کا انتہی مختصراً ف پھر جو کوئی
ایسے مشتبہ کاموں سے بچا رہے وہ بچا اپنے دین اور عزت کے بچانے کیلیے ف تاکہ دین میں اوسکے نقصان نہ آوے اور اوسکی
عزت پر لوگ طعنہ نہ کریں اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص شبہ سے پرہیز نہ کرے اپنے کسب اور معاش میں اوسنے اپنے تئیں پیش کر دیا طعنہ
کے لیے اور اسمیں اشارہ ہے دین کے امور پر محافظت کرنیکے لیے اور لوگوں کا لحاظ رکھنے کے لیے ف اور جو کوئی شبہ میں پڑا
اوسکی مثال ایسی ہے ف فتح الباری میں ہے کہ شبہات کی تفسیر علما نے چار چیزوں سے کی ہے ایک تو وہ جسمیں
دلیلوں کا تعارض ہو (یعنے حرمت اور حلت دونوں کی دلیلیں ہوں) دوسرے جسمیں علما کا اختلاف ہو تیسرے جو مکروہ
ہو چوتھی مباح پر وہ مباح مراد نہیں جسکے دونو طرف مساوی ہوں بلکہ جسکا فعل یا ترک راجح ہو باعتبار کسی امر خارج
کے گو مساوی ہوں باعتبار ذات کی ابن منیر نے اپنے شیخ کے مناقب میں نقل کیا وہ کہتے تھے مکروہ ایک گھاٹی ہے حلال اور
حرام کے بیچ میں تو جو شخص مکروہ کام بہت کریگا وہ حرام میں پڑ جاویگا اسیطرح مباح ایک گھاٹی ہے درمیان مکروہ اور حرام
کے تو جو مباح بہت کریگا وہ مکروہ میں پڑ جاویگا موید ہے اسکے ابن حبان کی روایت اسمیں یہ ہے کہ اپنے اور حرام کے بیچ میں ایک
آڑ کرو حلال کی جو ایسا کرے اوسنے بچا لیا اپنی عزت اور دین کو اور جسنے اوسمیں چرایا وہ ایسا ہے جو باڑ کے متصل چراتا ہے
تو احتمال ہے کہ باڑ کے اندر چلا جاوے اور مطلب یہ ہے کہ جس حلال کے استعمال سے مکروہ یا حرام میں پڑنیکا خوف ہو اس سے پرہیز
کرنا چاہیے جیسے عیش کا بہت سامان حاصل کرنا یہ مقتضی ہوتا ہے بہت کمائی کو اور بہت کمانے سے کبھی ناجائز کسب یا ناجائز

حق میں گرفتار ہوجاتا ہے یا نفس میں غرور پیدا ہوتا ہے اور ادنے یہ ہے کہ بندگی کی حقوق ادا کرنے میں واقع ہوتا ہے اور یہ بات
ہے معلوم ہے بلکہ انکھوں سے دیکھا گیا ہے اور میرے نزدیک وجہ اول راجح ہے اور ہوسکتا ہے کہ سب جمیں مراد ہوں اور یہ
مختلف ہے باختلاف رجال تو عالم عقلمند پر کوئی حکم پوشیدہ نہ رہیگا اور وہ اس افت میں نہیں پڑیگا مگر جب مباح اور مکروہ
بہت کریگا اور جو شخص مکروہ بہت کریگا اوسمیں جرأت پیدا ہوجاتی ہے حرام کرنیکی یا عادت اسکی برانگیختہ کرتی ہے حرام کام کرنے
کے لیے اور مصنف نے ورع میں زیادہ کیا ہے جو کوئی شبہ کا کام ترک کریگا تو جسکی مخالفت معلوم ہوجاویگی اوسکو ضرور ترک کریگا اور
جو کوئی شبہہ کے گناہ پر جرأت کریگا وہ قریب ہے کہ اس گناہ میں پڑجاوے جسکا گناہ ہونا یقینی ہے ابن منیر نے اس حدیث سے استدلال
کیا ہے کہ مجمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رہ سکتا ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ وہ مجمل جو بعضوں کے حق میں مجمل ہو بعضوں کے حق میں
نہ ہو یا مثالیں قیاس پر منظور ہے تو استدلال صحیح ہے ورنہ اسپر اعتراض ہے انتہے ف جیسے اس چرواہے کی جو سرکاری
رمنہ کے آس پاس اپنے جانور کو چراتا ہے وہ قریب ہے کہ رمنہ کے اندر چلا جاوے ف سرکاری رمنہ کا ترجمہ ہے حمی وہ مقام
ہے جسکو عرب کے بادشاہ اپنے جانوروں کے چرانے کے لیے خاص کر لیتے تھے اور انکی حدیں محفوظ کر دیتے تھے اور انکی حدود کے اندر جو کوئی
چراتا اسکو سخت سزا ہوتی بعضوں نے کہا یہ مثال شعبی کا قول ہے اور حدیث میں داخل کیا گیا ہے اور یہ صحیحین ہی میں ملا ابن
عباس اور عمار بن یاسر کی روایت میں یہ مثال مرفوعاً مروی ہے اور اسکی راوی اس حدیث میں حفاظ میں اور یہ شبہہ اس وجہ سے پیدا ہوا
کہ ابن جارود اور اسمٰعیلی کی روایت میں ابن عون سے انہوں نے شعبی سے یوں ہے کہ ابن عون نے کہا آخر حدیث میں میں نہیں جانتا
مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا شعبی کا قول ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ جملہ مدرج ہو (فتح الباری) قسطلانی نے
کہا جو کوئی منہیات کا ارتکاب کرے اسکا دل سیاہ ہوجاویگا بوجہ ظلم کے جانے نور تقوے کی اور اعلےٰ ورع یہ ہے کہ حلال کو
حرام کے ڈر سے ترک کرے جیسے ابراہیم بن ادہم نے اپنی مزدوری کو شک کی وجہ سے ترک کیا اور گرسنگی پر صبر کیا اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو چھوڑ دیا اس ڈر سے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو اور جو شخص زیادہ پرہیزگار ہوگا وہ پلصراط سے
جلدی پار ہوجاویگا بشر حافی کی بہن نے امام احمد سے کہا ہم لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر چرخہ کاتتے ہیں پھر ظاہریہ کی
مشعلیں راہ میں سے نکلتی ہیں اور ہمپر اونکی روشنی پڑتی ہے کیا ہمکو اونکی روشنی میں کاتنا جائز ہے انہوں نے کہا
تو کون ہے خدا تجھکو تندرست رکھے وہ بولیں میں بشر حافی کی بہن ہوں یہ سنکر امام احمد روئے اور کہا تمہارے گھر سے سچا
تقوےٰ نکلتا ہے مت کاتو انکی روشنی میں مالک بن دینار بصرے میں چالیس برس رہے اور وہاں کا میوہ نہ کھایا یہانتک کہ
مرگئے سیدہ رابعہ ایک عورت تھیں ہمارے زمانہ میں وہ مکہ میں تیس برس سے زیادہ رہیں اور انہوں نے وہاں کے گوشت اور
میوے نہ کھائے کیونکہ وہ بجیلہ سے آتے تھے اور بجیلہ کے لوگ بیٹیوں کو ترکہ نہیں دلاتے تھے (مہیمن سے) اگر ہمارے زمانہ کے یہی

بجیاد والون کیطرح لڑکیون کو ترکہ نہین دیتے انکی دعوت بہی کہانا تقوی کے خلاف ہے) اس عورت کے باپ نورالدین مینہ
کے یہود کہانے سے انکار کیا کیونکہ معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ نہین دیتے اتہے ف خبردار رہو ہر ایک بادشاہ کا ایک محفوظ رمنہ
ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہ کا محفوظ رمنہ زمین مین حرام چیزین ہین ف یعنے وہ گناہ جنکو اسنے حرام کیا جیسے زنا چوری
وغیرہ تو یہ تمثیل ہے مکلف کو چرواہے کے ساتھ اور نفس کو جانورونکے ساتھ اور شبہات کو رمنہ کے گرداگرد کے ساتھ اور
محارم کو رمنہ کے ساتھ اور شبہات مین گرنے کو حمی کے گرداگرد چرانے کے ساتھ اور وجہ تشبیہ عذاب ہے جیسے چرانے والا اگر رمنہ
کے اندر چرانے لگے تو سزا کے قابل ہوگا ایسے ہی جو شبہات بہت کرے وہ حرام مین پڑ کر عذاب کے لائق ہوگا قسطلانی) ف
خبردار ہو بدن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ اچھا ہوتا ہے تو سارا بدن اچھا ہوتا ہے (یعنے صحیح سالم چاق و چست)
اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے خبردار ہو وہ ٹکڑا دل ہے (جو معدن ہے روح حیوانی کا اور ساری بدن مین
خون اسی سے پہیلتا ہے) ف فتح الباری مین ہے کہ اس سے قلب کی عظمت نکلی اور ترغیب اسکے صلاح کی اور اشارہ
ہوا کہ اچھی کمائی کو صلاح مین دخل ہے اور اس حدیث سے دلیل لائے ہین اسپر کہ عقل دل مین ہے اور اسی کو ہے اللہ تعالی کا قول
فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب اور یہ زیادت صرف روایت شعبی مین ہے
اور شعبی سے بہی اکثر روایات مین منقول نہین البتہ صحیحین مین زکریا کی روایت سے منقول ہے اور متابعت کی اسکی مجاہد نے
امام احمد کے پاس اور مغیرہ نے طبرانی کے پاس اور اس فقرہ کی مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ تقوے اور وقوع دونو قلب سے اصل
ہین کیونکہ وہ ستون ہے بدن کا اور علماء نے اس حدیث کی بہت عظمت بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ ان چار حدیثون مین سے ہے
جنپر مدار ہے احکام کا جیسے ابوداؤد سے منقول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اکیلے اس حدیث سے تمام احکام نکل سکتے ہین قرطبی نے
کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حدیث مشتمل ہے تفصیل حلال اور غیر حلال پر اور اس مین یہ بیان ہے کہ تمام اعمال کا تعلق قلب
سے ہے تو ممکن ہے رد تمام احکام کا اسکی طرف انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا ہمارے نزدیک دل جگہ ہے عقل کی اور حنفیہ
نے اسکا اختلاف کیا ہے اور ہماری دلیل کے لیے یہ آیت کافی ہے فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور جمہور متکلمین کا یہی قول ہمارے
موافق ہے اور ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ عقل دماغ مین ہے اور اول قول فلاسفہ سے منقول ہے اور دوسرا اطباء سے اور اطباء
کی حجت یہ ہے کہ جب دماغ فاسد ہوتا ہے تو عقل بہی فاسد ہو جاتی ہے اور اسکا رد یون کیا ہے کہ دماغ آلہ ہے اونکے نزدیک
اور آلہ کے فساد سے عقل کا فساد لازم نہین آتا اور مؤلف نے اس حدیث کو بیوع مین اور ایسا ہی ابوداؤد اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی نے بیوع مین نکالا اور ابن ماجہ نے فتن مین مترجم کہتا ہے کہ حکماء متاخرین نے دلائل متعددہ اور تجربہ اور تشریح
سے ثابت کر دیا ہے کہ عقل بلکہ تمام قوی ادراکیہ دماغ مین ہین اور دل معدن ہے خون کے گردش کا اسیطرح روح یعنے جان بہی

دماغ کی تیسری کوٹھری میں ہے جو اوپر کی دو کوٹھریوں سے چھوٹی ہے اور قرآن شریف میں جو آیت ہے فتکون لہم قلوب
یعقلون بہا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قلب عقل کا ظرف ہے بلکہ احتمال ہے کہ یہ سببیت کی ہو اور ظاہر ہے کہ قلب سبب ہے
روح حیوانی کی بقا ہے اور روح حیوانی سبب ہے عقل کا اور دوسری آیت جو ہے اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ
قَلْبٌ یہاں قلب سے عقل مراد ہے تو اس وجہ سے کہ قلب محل عقل ہے بلکہ قلب سبب ہے بقاء قوت عاقلہ کا اس صورت میں امام
ابو حنیفہ رح کا قول حکماء متاخرین کی تحقیق کے رو سے صحیح نکلا واللہ اعلم **بَابٌ** اَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الْاِیْمَانِ
پانچواں حصہ لوٹ کے مال سے ادا کرنا یعنی امام کو پہونچا دینا ایمان میں داخل ہے **ف** فتح الباری میں ہے کہ بعضوں
نے خمس کے لفظ کو بفتح خا پڑھا ہے یعنی پانچ چیزوں کا نماز روزہ زکوۃ حج شہادتین ادا کرنا ایمان میں داخل ہو اور یہ معنی قیاس
سے بعید ہے کیونکہ حج کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے دوسرے قواعد اوپر مذکور ہو چکے انکی تکرار بے ضرورت ہے تو صحیح یہی ہے
کہ غنیمت کا پانچواں حصہ مراد ہے اور خمس ضم خا سے ہے انتہی **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ
قَالَ کُنْتُ اَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ یُجْلِسُنِیْ عَلٰی سَرِیْرِہٖ فَقَالَ اَقِمْ عِنْدِیْ حَتّٰی اَجْعَلَ لَکَ سَہْمًا مِّنْ مَالِیْ فَاَقَمْتُ
مَعَہٗ شَہْرَیْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ
الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا
لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِی الشَّہْرِ الْحَرَامِ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ہٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ
نُّخْبِرْ بِہٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِہِ الْجَنَّۃَ وَسَاَلُوْہُ عَنِ الْاَشْرِبَۃِ فَاَمَرَہُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ
اَمَرَہُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ شَہَادَۃُ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا
مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَیَّرِ وَقَالَ
احْفَظُوْہُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِہِنَّ مَنْ وَّرَاءَکُمْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے علی بن جعد بن عبید ہاشمی جوہری بغدادی
نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ نے (جو حجاج کے بیٹے ہیں) انہوں نے روایت کی ابو جمرہ سے **ف** انکا نام نصر بن عمران
بن نوح بن مخلد ضبعی ہے وہ بنی ضبیعہ میں سے تھے اور وہ ایک شاخ ہے قبیلہ عبد القیس کی جیسے رشاطی نے کہا یا بکر بن
وائل کی شاخ ہے لیکن ابو جمرہ عبد القیس کی شاخ میں سے ہیں اور جسنے انکو دوسری شاخ میں سے کہا بخاری کی
شارحوں میں سے اسنے وہم کیا کیونکہ طبرانی اور ابن مندہ نے نوح بن مخلد کے حال میں روایت کیا جو دادا ہیں ابو جمرہ کے
کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو انہوں نے کہا ضبیعہ میں سے جو ربیعہ کی شاخ ہے

آپ نے فرمایا ربیعہ ہین یعنی عبد القیس کا قبیلہ ہے پھر وہ قبیلہ جس مین سے تو ہے (فتح الباری) ت انہون نے کہا مین عبد اللہ
بن عباس کے ساتھ بیٹھتا تھا تو وہ مجھکو اپنے تخت پر بٹھاتے تھے ف اس عزت کا سبب مؤلف نے علم مین بیان کیا
کہ ابو جمرہ مترجم تھے ابن عباس کے یعنے اونکا کلام لوگون کو سنا دیتے یا سمجھا دیتے اور بعضون نے کہا ابو جمرہ فارسی جانتے
تھے وہ عبد اللہ بن عباس کا کلام فارسی مین ترجمہ کرتے اور پہلی صورت مین ترجمہ سے مراد عام ہے جو شامل ہے تفسیر اور
تفصیل کو اور دوسری صورت مین ترجمہ بمعنے مشہور ہے یعنے ایک زبان سے دوسری زبان مین نقل کرنا قرطبی نے کہا
اسمین دلیل ہے کہ ابن عباس ترجمہ کے لیے ایک شخص پر اکتفا کرتے اور بخاری نے اسکے لیے ایک باب مقرر کیا ہے کتاب الاحکام کے
آخر مین اور ابن تین نے اس سے یہ نکالا ہے کہ تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے کیونکہ ابن عباس نے اس روایت مین کہا ٹھیر
تیرے لیے ایک حصہ کرون اپنے مال مین سے اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ شاید مال دینے کا کوئی اور سبب ہو جیسے حج مین مؤلف
نے بیان کیا کہ یہ ایک خواب کی وجہ سے تھا (فتح ملخصاً) ت پھر انہون نے کہا میرے ساتھ رہ تاکہ مین تجھکو ایک حصہ
دون اپنے مال مین سے ابو جمرہ نے کہا پھر مین انکے پاس ٹھیر رہا دو مہینے تک (مکہ مین) بعد اوسکے انہون نے کہا جب عبد
القیس کے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام مسلم نے اپنی روایت مین اسی حدیث
کے ذکر کرنیکا سبب بیان کیا انکی روایت مین یون ہے کہ پھر ایک عورت ابن عباس کے پاس آئی اور انسے پوچھنے لگی ٹھلیا
کے نبیذ کو انہون نے منع کیا مجھ سے مین نے کہا اے ابن عباس مین تو سبز ٹھلیا مین میٹھا نبیذ بناتا ہون اور اسکو پیتا
ہون وہ میرے پیٹ مین قراقر کرتا ہے انہون نے کہا مت پی اوسکو اگرچہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا ہو اور مؤلف نے مغازی مین
روایت کیا کہ ابو جمرہ نے کہا ابن عباس سے میرے پاس ایک گھڑا ہے جسمین نبیذ بناتا ہون اور میٹھا میٹھا اوسکو پیتا ہون
جسمین بہت پیتا ہون اور لوگون مین دیر تک بیٹھتا ہون تو ڈرتا ہون فضیحت سے (کہین یہ لوگون کے سامنے صادر نہ ہو)
ابن عباس نے کہا عبد القیس کے لوگ آئے اخیر تک تو چونکہ ابو جمرہ خود عبد القیس کے لوگون مین سے تھے اور انکی حدیث سے
ممانعت نکلتی تھی نبیذ بنانے کی ٹھلیون مین اسلیے ابن عباس نے اس حدیث کا بیان کرنا ابو جمرہ سے مناسب سمجھا اور اسمین
دلیل ہے کہ ابن عباس کو اسکا نسخ نہین پہنچا اور وہ ثابت ہے بریدہ بن حصیب کی روایت سے صحیح مسلم وغیرہ مین (احادیث سے
یہ نکلتا ہے کہ یہ ممانعت آپ نے منسوخ کر دی اور ہر برتن مین نبیذ بنانے کی اجازت دی) قرطبی نے کہا اسمین دلیل ہے کہ
مفتی کو فتوی کی دلیل صرف بیان کر دینا کافی ہے جب مستفتی سمجھ رکھتا ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا کہ عبد القیس بن
افصی بن دعمی ایک قبیلہ کا باپ ہے اور یہ لوگ اسمین کے جو آپکے پاس آئے تھے چودہ تھے اشج سمیت اور بعضون نے کہا چالیس
تھے تو شاید دو بار آئے ہون گے یا چودہ اچھے شریف لوگ ہونگے اور باقی انکے خدمتگار وغیرہ انتہی ت آپ نے

فرمایا کون لوگ ہین یا کون وفد ہین **ف** یہ شک ابوجمرہ کو ہوئی یا شعبہ کو اور کرمانی نے عجیب بات کہی کہ یہ شک
ابن عباس کو ہوئی اور مین سمجھتا ہون کہ یہ شعبہ کی شک ہے اسلیے کہ قرہ وغیرہ نے اوسکو ابوجمرہ سے بغیر شک کے روایت کیا
نووی نے کہا وفد کہتے ہین اُس جماعت کو جو کسی بڑے شخص سے ملنے کے لیے آگے جاتی ہے اُسکا واحد وافد ہے اور وفد عبد
القیس چودہ سوار تہے سب مین بڑا اُن مین اشج تہا اوسکا نام منذر بن عائذ تہا اور اُن مین سے تہے منقذ بن حبان
اور مزیدہ بن مالک اور عمرو بن مرحوم اور حارث بن شعیب اور عبیدہ بن ہمام اور حارث بن جندب اور صحار ابن العباس
صاحب تحریر نے کہا باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا مین کہتا ہون ابن سعد نے اُن مین سے ذکر کیا عقبہ بن جروہ کو
اور ابوداود نے سنن مین قیس بن نعمان عبدی کو اور ذکر کیا اسکو خطیب نے مبہمات مین اور مسند بزار اور تاریخ ابن ابی خیثمہ مین
جہم بن قثم مذکور ہے اور صحیح مسلم مین بہی اسکا ذکر ہے لیکن نام نہین لیا اور مسند احمد اور ابن ابی شیبہ مین رستم عبدی مذکور ہے
اور ابونعیم کی معرفت مین جویریہ عبدی اور بخاری کے ادب مین زارع بن عامر عبدی تو یہ چہ لوگ ہین باقی کے اور چودہ نفر
ہونیکی صاحب تحریر نے کوئی دلیل بیان نہین کی لیکن ابن مندہ کی معرفت مین ہود عصری سے ایک روایت ہی جس سے
تیرہ نفر ثابت ہوتے ہین اور دولابی نے چالیس نفر روایت کیے ہین ابن ابی جمرہ نے کہا جو آپ نے پوچھا کون لوگ ہین اس
مین دلیل ہے کہ جو مہمان وارد ہو اوسکا حال پوچھنا چاہیے اگر معلوم ہو تاکہ مرتبہ کے موافق اُسکی خاطر کیجاوے انتہے
مختصراً من فتح الباری **ت** اونہون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین **ف** ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے اور
عبدالقیس ربیعہ کی اولاد مین سے تہا اونہون نے جلدی کا بیان کیا جسمین اپنا قبیلہ آگیا قسطلانی نے کہا یہ لوگ اُس سال
آئے جس سال مکہ فتح ہوا اور سبب انکے آنے کا یہ تہا کہ اُن مین سے منقذ بن حبان مسلمان ہو گئے تہے اونہون نے سورہ فاتحہ
سیکہی اور اقرأ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے لوگون کو ایک خط بہیجا اُن کے ہاتہ جب وہ اپنی قوم مین پہنچے
ایک مدت تک اسلام کو چہپاتے رہے اور نماز پڑہتے رہے اونکی بی بی نے اپنے باپ منذر بن عائذ سے بیان کیا جسکو اشج کہتے
تہے کہ میرے خاوند کا مین ایک نیا کام دیکہتی ہون جب سے وہ یثرب سے آئے ہین وہ اپنے ہاتہ پاؤن دہوتے ہین پہر ایک طرف منہ
کر کے کبہی جہکتے ہین کبہی گر پڑتے ہین (رکوع اور سجدے کو کہا) پہر داماد اور خسر سے ملاقات ہوئی اور دونون کی
باتین ہوئین اشج کے دل مین اسلام گہر گیا جب منقذ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کتاب پڑہی اور عبدالقیس کے لوگ
مسلمان ہو گئے اور انہون قصد کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکا اور روانہ ہوئے **ت** آپ نے فرمایا مرحبا اُن
لوگون کو یا اُن وفد کو **ف** مرحبا کے معنی تم اچہی کشادہ جگہہ مین آئے اور یہ عربون کا محاورہ ہے جب کوئی ملاقات کو آتا
ہے تو مرحبا کہتے ہین یا مرحباً اہلاً یا مرحبا اہلاً وسہلاً عسکری نے کہا سب سے پہلے مرحبا سیف بن ذی یزن نے کہا

اور اسمین دلیل ہے کہ آنیوالے کی دلجوئی اور خاطرداری مستحب ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا لوگون کے لیے مرحبا فرمایا ہے
ام ہانی کو کہا مرحبا بام ہانی اور عکرمہ بن ابی جہل کے لیے فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر اور حضرت فاطمہ کے لیے فرمایا مرحبا بابنتی یہ سب
حدیثین صحیح ہین اور نسائی نے عاصم بن بشیر حارثی سے روایت کیا انہون نے اپنے باپ سے وہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے تو آپ نے فرمایا مرحبا وعلیک السلام (فتح الباری) ف نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے ف کیونکہ خوشی
سے مسلمان ہوگئے اگر جنگ کے بعد مسلمان ہوتے تو ذلیل ہوتے لونڈی غلام بنتے شرمندہ ہوتے کہ خوشی سے مسلمان کیون نہ ہوئے تا اون افسون
سے بچ رہتے اور اسمین دلیل ہے کہ سامنے تعریف کرنا جائز ہے اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو (فتح) ف ان لوگون نے عرض کیا یا
رسول اللہ ہم آپ پاس نہین آسکتے مگر حرام مہینے مین ف یعنے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان مہینون
مین سے کسی مہینہ مین کیونکہ یہ چارون حرام مہینے ہین عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ مین ان مہینون مین قتال نہ کرتے تو امن
مین ہوتا ایک ملک سے مسافر دوسرے ملک مین جا سکتے قرہ کی روایت مین ہے الا فی الاشہر الحرم اور حماد بن زید کی روایت
مین ہے الا فی کل شہر حرام اور بعضون نے کہا کہ یہان حرام مہینے سے مراد صرف رجب کا مہینہ ہے کیونکہ مضر کی قوم رجب کے
مہینے کی بہت تعظیم کرتی تھی اسیواسطے ایک حدیث مین رجب کو اضافت دی ہے مضر کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ وہ رجب کی زیادہ
تعظیم کرتے تھے اور حرام مہینون سے مگر قتال چارون حرام مہینے مین حرام سمجھتے اور اسحدیث مین دلیل ہے کہ عبد القیس کی
قوم مضر کی قوم سے پہلے مسلمان ہوئی اور مضر کی قوم ان مین اور مسلمانون مین حائل تھی عبد القیس کی سکونت بحرین
اور اسکے اطراف مین تھی عراق کے متصل شعبہ کی روایت مین ہے انہون نے کہا ہم آپ پاس آتے ہین ایک دور دراز قطعہ سے
اور ایک دوسری حدیث سے بھی انکی سبقت اسلام معلوم ہوتی ہے وہ جو مؤلف نے جمعہ مین روایت کیا ابوجمرہ سے انہون نے
ابن عباس سے کہ اول جمعہ جو پڑھا گیا مسجد نبوی کے جمعہ کے بعد وہ عبد القیس کی مسجد مین تھا جواثی مین تھا جو بحرین کے ملک مین ہے
اور جواثی ایک گانون ہے عبد القیس کا مشہور اور انہون نے جمعہ پڑھا اسی لئے کہ اسلام لانیکے بعد تو معلوم ہوا کہ انکا ملک سب
ملک والون سے پہلے مسلمان ہوا (فتح الباری) ف اور حال یہ ہے کہ ہم مین اور آپ مین قبیلہ ہے مضر کے کافرونکا جو
اور مہینون مین ہمکو آپ تک آنے نہین دیتا اس لیے ہمکو ایک خلاصہ بات بتلا دیجیے جس کی خبر کردین ہم ان لوگون کو جو ہمارے
پیچھے ہین (یعنے ہمارے ملک مین جو یہان نہ آسکے) اور جس کی وجہ سے ہم جنت مین جاوین (اس سے معلوم ہوا کہ اعمال
صالحہ جب قبول ہون تو موجب ہین دخول جنت کی) اور پوچھا انہون نے آپ سے شرابون کو (یعنے شراب کے برتنون کا
حکم) پھر آپ نے انکو حکم کیا چار باتونکا اور منع کیا چار باتون سے ف یہان ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جن باتونکا حکم کیا وہ چار نہین
بلکہ پانچ ہین اور پانچون اسحدیث مین مذکور ہین ایک شہادتین دوسری نماز تیسرے زکوۃ چوتھے رمضان کے روزے پانچوین

لوٹ میں سے پانچواں حصہ دینا پھر یہ کیسے کہا کہ چار باتوں کا حکم کیا اسکا جواب علماء نے کئی طرح سے دیا ہے قرطبی نے
کہا چار باتوں میں پہلی بات نماز ہے اور شہادتین کا ذکر تبرکاً ہے اور طیبی نے بھی اسیطرف میل کیا ہے وہ کہتے ہیں لوگ
مومن تھے اور شہادتین کا اقرار کرتے تھے اس صورت میں شہادتین ان باتوں میں سے نہیں ہو سکتیں جنکو اُن کے بتلانے
کی ضرورت تھی قاضی عیاض نے کہا ادائے خمس ان چار کے سوا ہے اور اسکا ذکر اسلئے ہے کیونکہ یہ لوگ اہل جہاد تھے اور کافروں
کے قریب رہتے تھے پس اسکا حکم بتلا دیا ابن عربی نے کہا نماز اور زکوٰۃ دونوں ملکر ایک ہیں اور باقی تین باتیں ہیں بیضاوی
نے کہا یہ پانچوں باتیں ایمان کی تفسیر ہیں اور ایمان چار باتوں میں سے ایک بات ہے اور باقی تین باتوں کو راوی بھول گیا
یا اوس نے ذکر نہ کیا اور یہ قول قاضی بیضاوی کا صریح خلاف ہے اوس روایت کے جسمیں شہادتین کے ذکر کے بعد ایک کا اشارہ
مذکور ہے اور حج کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اس وقت تک فرض نہیں ہوا تھا نہ اسوجہ سے کہ حج فوراً واجب نہیں ہے کیونکہ فوراً
واجب ہونے سے اُسکی فرضیت نہیں جاتی اور نہ اسوجہ سے کہ حج اونکے نزدیک مشہور تھا کیونکہ یہ مشہور تھا اور لوگوں کے
نزدیک بھی تھا حالانکہ آپ نے بیان کیا اُنسکو اون کے سامنے اور نہ اس وجہ سے کہ اونکو استطاعت نہ تھی بوجہ بانسون کے
راہ کی کیونکہ عدم استطاعت سے ترک اخبار لازم نہیں آتا ملکہ اگر حج فرض ہوتا تو اخبار ضرور تھا تاکہ قدرت کے وقت اسپر عمل کریں اور
مناہی اگرچہ بہت تھی پر انکو وہی بتلائی جنکی انکو ضرورت تھی کیونکہ نبیذ کی برتنوں کا اُن میں بہت رواج تھا اور سنن کبرے
بیہقی میں اس حدیث میں حج کا بھی ذکر ہے لیکن وہ روایت شاذ ہے اسیطرح مسند احمد میں بھی ایک روایت میں حج کا ذکر موجود
اس الیت کی موافق چار باتوں سے وہ باتیں مراد ہیں جو شہادتین اور خمس کے سوا ہیں (فتح الباری ملخصاً) **ف**
حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے وہ بولے اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا (ایمان یہ ہے) گواہی دینا اس بات کی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد اللہ کے
بھیجے ہوئے ہیں اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا
اور منع کیا اونکو چار چیزوں سے ایک تو سبز گھڑے میں نبیذ بنانے سے (جسکو حنتم کہتے ہیں عربی زبان میں بعضوں نے کہا وہ لال گھڑا ہے
جسکی گردن ایک جانب ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا وہ مٹی اور بال اور خون سے بنتا ہے اور بعضوں نے کہا لاکھی مرتبان دوسرے تو نبے میں لاکہو تیسری کھجور کی
لکڑی کی برتن میں (جسکو نقیر کہتے ہیں کھجور کی لکڑی کو کھود کر بناتے ہیں) چوتھے لاکھی برتن میں (جسکو مزفت یا مقیر کہتے
ہیں) اور راوی نے کبھی مزفت کہا اور کبھی مقیر (اور دونوں کے معنے ایک ہیں قسطلانی نے کہا زفت تو مشہور ہے جو برتنوں
پر ملتے ہیں اسی سے ہے مزفت اور مقیر وہ برتن ہے جو قار سے طلا کیا جاوے اور قار اور قیر ایک گھانس ہے جسکو جلا کر کشتیوں
وغیرہ پر ملتے ہیں آپ نے فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور اُنکی خبر کر دو اُن لوگوں کو جو تمہارے پیچھے ہیں (یعنے تمہارے ملک میں

جو یہان نہین آئے ف فتح الباری مین ہے ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین ابو بکرہ سے روایت کیا کہ ڈبا یہ ہے جو
طائف کے لوگ کدو کو لیتے اور انگور کی طرح اوسکو کاٹ کر دفن کر دیتے یہانتک کہ خشک ہو جاتا اور نقیر یمامہ والونکا یہ
کہجور کی جڑہ کو لیکر اوسکو کہودتے پہر رطب یا بسر کا نبیذ اوسمین بناتے پہر اوسکو چہوڑ دیتے یہانتک کہ وہ خشک ہو جاتا اور
حنتم ٹھلیان ہین جنمین شراب آتا تہا اور مزفت یہی برتن ہے جسپر زفت (رال) لگی ہوتی اور یہ سند اونکا حسن ہے اور یہ تفسیر ہے
صحابی کی جسپر اعتماد کرنا بہتر ہے اور وجہ نہی کی یہ ہے کہ ان برتنون مین جو نبیذ بنایا جاتا ہے اسمین نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے
تو احتمال ہے کہ کوئی بیخبری کی حالت مین ایسا نبیذ پی لے جسمین نشہ ہو گیا ہو بعد اسکے پہر آپنے اجازت دی ہر برتن مین
نبیذ بنانیکی بشرطیکہ اسمین نشہ ہو اسکے پینیکی اجازت دی جیسے کتاب الاشربہ مین خدا چاہے تو مذکور ہوگا انتہے قسطلانی
نے کہا صحیح مسلم مین ہو کہ فرمایا آپنے مین نے تمکو منع کیا تہا نبیذ بنانے سے اور برتنون مین سوا مشکون کے لیکن اب نبیذ بناؤ ہر
برتن مین اور نہ پیو اوس شراب کو جسمین نشہ ہو اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ عالم کو مدد لینا چاہیے حاضرین کو سمجہانے کے لیے یا اونکی
بات سمجہنے کے لیے کسی اور شخص سے اگر خود عالم اوس بات پر قادر نہ ہو اور مرحبا کہنا مستحب ہے اوسکے لیے جو ملاقات کو آوے اور فضیلت
والے شخص کی عزت کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مولف نے دس جگہہ نکالا اپنی کتاب مین ایک اسی جگہہ دوسرے خبر واحد مین تیسرے
کتاب العلم مین چوتہے کتاب الصلوۃ مین پانچوین زکوۃ مین چہٹے خمس مین ساتوین مناقب قریش مین آٹہوین مغازی مین نوین
ادب مین دسوین توحید مین اور نکالا اوسکو مسلم نے کتاب الایمان اور کتاب الاشربہ مین اور ابو داؤد اور ترمذی نے
اور کہا حسن ہے صحیح ہے اور نسائی نے علم اور ایمان اور صلوۃ مین انتہے باب مَا جَاءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَ
وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى باب بیان مین اسبات کے کہ اعمال کا ثواب باعتبار شرع مین نیت اور خلوص سے ہوتا ہے
ف یعنے خالص خدا کے واسطے ثواب کے لیے عمل کرنے سے نہ دکہلاوے یا اور کسی غرض کے لیے فتح الباری مین ہے کہ
مولف کوئی حدیث ایسی نہین لائے جسمین یہ مذکور ہو کہ اعمال نیت اور حسبہ (اخلاص) سے صحیح ہوتی ہین بلکہ انہون نے
استدلال کیا حضرت عمر کی حدیث سے نیت کی شرط ہونے پر اور ابی مسعود کی حدیث سے حسبہ کے شرط ہونے پر انتہے ف اور
ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے (یہ تین باتین ہوئین اور تینون اس باب کی احادیث سے ثابت ہوتی ہین) فدخل
فِيْهِ الْاِيْمَانُ یہ مولف کا مقولہ ہے جیسے ابن عساکر نے تصریح کی کہ کہا امام ابو عبد اللہ بخاری نے پہر داخل ہوا اس
کلام مین جو اوپر گذرا ایمان ف یعنے ایمان بہی بغیر نیت کی صحیح نہوگا کیونکہ وہ بہی ایک عمل ہے امام بخاری کے نزدیک
اور جو لوگ ایمان کے معنے تصدیق قلبی کے کہتے ہین انکے نزدیک اسمین نیت کی احتیاج نہین ہے جیسے اور اعمال قلوب مین
مانند خوف اور محبت الہی کیونکہ نیت عمل کے تمیز کرنیکے لیے ہے کہ خالص اللہ کے واسطے وہ عمل کیا یا کسی اور غرض سے دوسرے مراتب

اعمال کی تمیز کے لیے مثلاً فرض اور واجب اور سنت وغیرہ کے لیے تیسرے عبادت کو عادت سے تمیز کرنے کے لیے جیسے روزے کو فاقے
سے (فتح) وَالْوُضُوْءِ اور وضو ف وہ بھی بغیر نیت کے صحیح نہ ہوگا امام شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام
ابو حنیفہ کے نزدیک وضو مین نیت شرط نہین وہ یہ کہتے ہین کہ وضو کوئی مستقل عبادت نہین بلکہ وسیلہ
ہے دوسری عبادت یعنی نماز کا اور اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تیمم بھی وسیلہ ہے حالانکہ وہ اسمین نیت کو فرض جانتے ہین
اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث متعددہ سے وضو پر ثواب ہونا نکلتا ہے تو ضرور ہے اوسمین نیت تاکہ تمیز کرے اسکو غیر
سے اور ثواب حاصل ہو (فتح) وَالصَّلٰوۃِ اور نماز ف نماز مین سب کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ امام ابن قیم نے کہا
زبان سے نیت کہنا نماز مین مستحب نہین ہے کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کی
نیت زبان سے کی نہ کسی صحابی سے یہ امر ثابت ہوا ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ زبان سے نیت کرنے سے قلبی نیت بے
مدد ہوتی ہے اور وہ عبادت ہے زبان کی اور قیاس کیا ہے اسکو بعضون نے حج کے لبیک وہ جو حدیث صحیح مین انس سے
ثابت ہوا کہ آپ لبیک کہتے تھے حج اور عمرہ دونو کی اور اسمین تصریح ہے لفظ نیت کی اور حکم جیسے لفظ سے ثابت ہوتا ہے
ویسے ہی قیاس سے (قسطلانی) مترجم کہتا ہے کہ قسطلانی کی یہ تقریر صحیح نہین ہے کس لیے کہ نماز کے ارکان و اذکار
سماعی ہین اسمین قیاس کو گنجایش نہین ہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کسی روایت مین نماز کی
نیت زبان سے کہنا منقول نہین ہوئی تو وہ بدعت ہوگی اور نیت نام ہے ایک فعل قلبی کا نہ زبان سے کہنے کا اور شرط تمام
اعمال کی وہی فعل قلبی ہے پس وہی کافی ہے نماز مین اور حج پر جو قیاس کیا وہ صحیح نہین ہے کس لیے کہ حج مین عمرہ اور حج دونو
کے ذکر کرنے سے اعلام منظور تھا اور صحابہ کا کہ وہ بھی دونو کی نیت کر سکتے ہین اور مفصل بیان اسکا اپنے موقع پر آویگا۔
قسطلانی نے کہا نیت تکبیر تحریمہ کے ساتھ کرنا چاہیے یعنی تکبیر سے پہلے کیونکہ تکبیر تحریمہ اول ارکان ہے وَالزَّکوٰۃِ اور زکوٰۃ
(فتح الباری مین ہے کہ اگر سلطان زکوٰۃ لیوے تو وہ ساقط ہو جاویگی اگرچہ صاحب مال نیت نہ کرے کس لیے کہ سلطان
اوسکے قائم مقام ہے وَالْحَجِّ اور حج وَالصَّوْمِ اور روزہ۔ اسمین عطاء اور مجاہد اور زفر کا اختلاف ہے وہ کہتے ہین جو
شخص رمضان مین صحیح اور مقیم ہو اوسکو نیت کی احتیاج نہین ہے کیونکہ رمضان مین نفل روزہ صحیح نہین ہے اور ائمہ
اربعہ کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک دن کی نیت کافی ہے اور رمضان کی تخصیص ضرور نہین ہے
(قسطلانی) وَالْاَحْکَامِ اور تمام معاملات نکاح اور بیوع اور جراحات وغیرہ کیونکہ ہر ایک مین قصد شرط ہے پھر اگر
بے اختیار اور بے نیت زبان سے بعتُ یا وہبتُ یا نکحتُ یا طلقتُ نکل جاوے تو وہ لغو ہے پر اسکی تصدیق قرینہ سے
ہوگی مثلاً ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی اور اس نے صحبت کے لیے اوسکو بلایا اور چاہا کہ کہنا انت طاہر لیکن

زبان سے یہ نکل گیا انت طالق (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا جس صورت میں نیت شرط نہیں وہ کسی دلیل خاص کی وجہ سے ہوگا اور ابن منیر نے اسکا ایک قاعدہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس عمل کا فائدہ بالفعل حاصل نہیں ہوتا بلکہ مقصود اس سے طلب ثواب ہے اوسمین نیت شرط ہے اور جسکا فائدہ نقداً اور طبیعت کے لئے اسکا رواج شریعت سے پہلے کیا تھا اوسمین نیت شرط نہیں ہے مگر جب اوسمین بھی کسی وجہ سے ثواب مقصود ہو اور جو امور صرف معانی ہیں جیسے خوف اور رجاء وغیرہ ان میں نیت شرط نہیں ہے اور اقوال میں تین صورتوں میں نیت شرط ہے ایک تو ریا سے بچنے اور تقرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے دوسرے معنے محتمل غیر مقصود سے تمیز کرنے کے لیے تیسرے قصد انشاء تاکہ زبان سے بلا اختیار نکل جانا خارج ہو جاوے انتہی وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ عَلٰى نِيَّتِهٖ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدو اے محمدؐ ہر ایک شخص عمل کرتا ہے اپنی شاکلہ پر یعنی اپنی نیت پر اور یہ تفسیر حسن بصری اور معاویہ بن قرہ مزنی اور قتادہ سے ثابت ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید اور طبری نے اونسے اور مجاہد نے کہا کہ شاکلہ کے معنے طریقہ اور ناحیہ اور یہ اکثر کا قول ہے اور بعضوں نے کہا دین اور مذہب اور مطلب یہ کا قریب ہے نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ یہاں لا محذوف ہے یعنے اور خرچ کرنا آدمی کا اپنے گھر والوں پر خالص خدا کے واسطے صدقہ ہے یعنے اوسمین بھی ویسا ہی ثواب ہے جیسے صدقہ میں ثواب ہے اور یہ مضمون ہے ایک حدیث کا جو آگے مذکور ہوگی وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مکہ کے فتح ہو جانیکے بعد ہجرت نہیں رہی) لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اس حدیث کو مؤلف نے ابن عباس سے جہاد میں موصولا روایت کیا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو (امام) مالک نے انہوں نے سنا یحیی بن سعید (انصاری) سے انہوں نے محمد بن ابراہیم (بن حارث تیمی) سے اونہوں نے علقمہ بن وقاص سے اونہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کی (صحت یا اعمال کا ثواب) نیت سے ہوتا ہے (اس روایت میں انما کا لفظ نہیں ہے اور مسلم کی روایت میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ ہے) اور ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے پھر جسکی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی اوسکی ہجرت اللہ اور رسول کیطرف ہوگی اور جسکی ہجرت دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے ہوگی اوسکی ہجرت انہی کاموں کیطرف ہوگی **ف** یہ حدیث شروع اور ترجمہ کے اوپر مذکور ہو چکی قسطلانی نے کہا مؤلف کی غرض اس

حدیث کو بیان الغیب یہ ہے کہ مرجئہ کا رد ہو جو ایمان کو صرف زبانی قول کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں نیت
اور اعتقاد قلب ضرور ہے **حدثنا** حجاج بن منہال قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عدی بن ثابت
قال سمعت عبد اللہ بن یزید عن ابی مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انفق الرجل علی
اھلہ یحتسبھا فھی لہ صدقۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حجاج بن منہال (ابو محمد انماطی) نے انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں کہا خبر دی مجھکو عدی بن ثابت (انصاری کوفی) نے اور انہوں نے کہا سنا اپنے
عبد اللہ بن یزید (بن حصین انصاری خطمی سے اور وہ صحابی ہیں روایت کرتے ہیں صحابی سے) اور انہوں نے روایت کی ابو مسعود انصاری
(عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری خزرجی بدری) سے (انسے اس کتاب میں گیارہ حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص خرچ کرے اپنے گھر والوں پر (یعنے بی بی اور اولاد پر) خدا کی رضامندی کے لیے تو وہ صدقہ ہے
اوسکے لیے **ف** یعنے مثل صدقہ کے ہی ثواب میں حقیقۃً صدقہ ہے ورنہ ہاشمی پر حرام ہوتا اور معنی حقیقی بالاجماع مراد نہیں ہے
اور صدقہ کا اطلاق نفقہ پر مجاز ہے قرطبی نے کہا مقصود یہ ہے کہ انفاق میں نیت قربت سے اجر ملتا ہے خواہ انفاق واجب
ہو یا مباح اور جو نیت نہ کرے وسکو اجر نہ ملیگا اگرچہ نفقہ ذمہ سے ادا ہو جاویگا اور اس حدیث سے رد ہوا مرجئہ کا جو ایمان صرف
اقرار باللسان کو کہتے ہیں اور مؤلف نے اسکو مغازی میں اور نفقات میں روایت کیا اور مسلم نے زکوۃ میں اور ترمذی نے بر میں اور
کہا حسن صحیح ہے اور نسائی نے زکوۃ میں (قسطلانی) **حدثنا** الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزھری
قال حدثنی عامر بن سعد عن سعد بن ابی وقاص انہ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال انک لن تنفق نفقۃ تبتغی بھا وجہ اللہ الا اجرت علیھا حتی ما تجعل فی فم امرأتک
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حکم بن نافع (ابو الیمان نے) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ قرشی) نے
انہوں نے روایت کی زہری (ابی بکر بن شہاب) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عامر بن سعد نے اونہوں نے سعد بن
ابی وقاص سے روایت کی (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تو کچھ خرچ کرے (تھوڑا یا بہت)
اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے (اور ثواب کے لیے) تجھکو ثواب ہوگا یہانتک کہ اسپر بھی ثواب ہوگا جو تو اپنی جورو کے منہ
میں الیٰ **ف** نووی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ حظ النفس میں بھی جب حق کے موافق ہو تو ثواب ہوگا کیونکہ بی بی کے منہ
میں لقمہ دینا غالباً حالت ملاعبت اور شہوت میں ہوتا ہے باوجود اسکے بھی جب نیت خالص ہو تو اللہ کے فضل سے ثواب
پاویگا حافظ ابن حجر نے کہا اس سے زیادہ تصریح ہے ابو ذر کی روایت میں امام مسلم کے پاس اسمیں یہ ہے صحابہ نے کہا یا رسول
اللہ ہم سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے اسکو ثواب ملیگا آپنے فرمایا البتہ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرتا اخیر حدیث تک

پہر جب اپنی بی بی کو ایک لقمہ کہلانے مین ثواب ہے تو مسکین اور محتاج کو پیٹ بہر کر کہلانے مین کیا ثواب ہوگا اس سے معلوم ہو سکتا ہے قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مولف نے جنائز اور مغازی اور دعوات اور ہجرت اور طب اور فرائض مین روایت کیا اور مسلم نے وصایا مین اور ابوداؤد اور ترمذی نے بہی اسمین اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی نے وصایا اور عشرۃ النساء اور یوم و اللیلۃ مین اور ابن ماجہ نے وصایا مین انتہے

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم باب بیان مین اس بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کیا ہے نصیحت اللہ کیلیے اور اسکے رسول کیلیے اور مسلمانون کے حاکمون کیلیے اور عام مسلمانون کے لیے

ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ مولف نے اسحدیث کو ترجمہ باب مین بیان کیا اور باسناد اسکو روایت نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہی اور مسلم نے اسحدیث کو باسناد روایت کیا ہے تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے ابو ہریرہ سے امام بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ یہ حدیث نہین صحیح ہے مگر تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی نے ابن عباس سے اور بزار نے ابن عمر رض سے اور یہ جو فرمایا دین نصیحت ہے یعنی بڑا جزو دین نصیحت ہے یا حدیث محمول ہے ظاہر پر مطلب یہ ہے کہ جسکے عمل مین نصیحت یعنی اخلاص نہین ہے وہ حقیقت مین دین ہی نہین رکہتا امام مازری نے کہا نصیحت مشتق ہے نصحت العسل سے یعنی صاف کیا مینے شہد کو اور عرب کہتے ہین نصح الشئ جب وہ شے خالص اور بے لوث ہو خطابی نے کہا نصیحت ایک کلمہ جامع ہے جو شامل ہے بہت سے معانی کو اور یہ حدیث اُن حدیثون مین سے ہے جنکو دین کی جو تہائی قرار دی ہے یا امام محمد بن اسلم طوسی نے کہا ہے اور نووی نے کہا بلکہ یہ حدیث کل دین ہے اور اللہ کیلیے نصیحت یہ ہے کہ اُسکی وہ صفت بیان کرے جو اوسکے لائق ہے اور ظاہر اور باطناً اُسکے سامنے عاجزی اور تضرع کرے اور رغبت کرے اُن کامون مین جو اسکو پسند ہین اور ڈرتا رہے اُن کامون سے جو اوسکو ناپسند ہین اور جو لوگ اللہ کے نافرمان ہین اونکو اللہ کا فرمانبردار بنانے مین کوشش کرے اور روایت کیا ثوری نے ابو ثمامہ سے کہ حواریین نے حضرت عیسے علیہ السلام سے عرض کیا اللہ کیلیے نصیحت کرنیوالا کون ہے انہون نے فرمایا جو اللہ کے حق کو لوگونکی خاطر پر مقدم رکہے اور اللہ کی کتاب کیلیے نصیحت یہ ہے کہ اوسکو سیکہے سکہاوے تلاوت اچہی طرح سے کرے یا دا حروف اور مخارج اوسکے معانی سمجہے (اگر عربی جانتا ہو تو عربی تفاسیر سے اور جو نہ جانتا ہو تو اردو مترجم دیکہے غرض قرآن کا مطلب سمجہے) اوسکی حدود پر محافظت کرے اسمین جو حکم ہین اونپر عمل کرے گمراہ لوگ جو اسمین تحریف کرین اسکو دفع کرے (یعنے قرآن مین گمراہ لوگ جو نئے نئے معانی نکالا اپنی تاویلین اونکا رد کرے) اور اللہ کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی تعظیم کرے زندگی اور موت دونون مین اُنکی مدد کرے اونکی سنت کو زندہ کرے تعلم اور تعلیم سے اُنکی پیروی کرے اقوال اور افعال مین اُنسے اور اُنکی تابعدارون سے محبت رکہے

اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی مدد کرے غفلت کے وقت اونکو ہشیار کرے خطا کے وقت اونکو بتلا دے لوگونکو اونپر متفق کرے جو لوگ اونسے نفرت رکہتے ہون اونکی نفرت دور کرے اور بڑی نصیحت اونکی یہ ہے کہ اونکو اچھی تدبیر سے ظلم سے روکے اور منجملہ مسلمانون کے اماموں کے مجتہدین ہین اونکے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکے علوم پہیلاوے انکے مناقب نشر کرے اونکے ساتھ نیک گمان رکہے اور عام مسلمانون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونپر شفقت کرے اونکی نفع رسانی مین کوشش کرے اونکو وہ علوم سکہاوے جو اونکے حق مین مفید ہون اونکی ایذا سے باز رہے اونکے لیے وہ سمجہے جو اپنے لیے برا سمجہتا ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی فائدے نکلے ایک تو دین کا اطلاق عمل پر ہونا کیونکہ نصیحت کو دین کہا دوسرے تاخیر بیان کا جائز ہونا وقت خطاب سے رغبت سلف کی علو اسناد مین اور یہ نکلتا ہے سفیان کی روایت سے جو اونہون نے سہیل سے کی اور وہ صحیح مسلم مین موجود ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو مسند بیان نہین کیا کیونکہ وہ اونکی شرط پر نہ تہی اسلیے کہ راوی اوسکے تمیم ہین اور مشہور طریقہ اوسکا سہیل بن ابی صالح کا طریقہ ہے (اونہون نے روایت کیا عطا بن یزید سے اونہون نے تمیم داری سے) ابن عیینہ نے کہا سہیل اکثر روایتین اپنی بہول گئے اپنے بہائی کی موت کے رنج سے ابن معین نے کہا اونکی روایت سے حجت نہین ہو سکتی اور بعضون نے اونکو نسبت دی سوء حفظ کیطرف اور یہی وجہ ہے بخاری نے اونسے روایت نہین کی اور اور اماموں نے روایت کی اون سے جیسے مسلم اور ابو داؤد ترمذی نسائی وغیرہم نے اور روایت کی اونسے امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اور ثوری اور ابن عیینہ نے اور ابو حاتم نے کہا اونکی حدیث لکہی جاویگی اور ابن عدی نے کہا وہ ثبت ہین اور اون مین کوئی برائی نہین اور اونکی روایتین مقبول ہین انتہی وَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ اور بیان ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانیکا جب نصیحت کرین اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول کیلیے **ف** یعنے ایمان لاویں اللہ اور اوسکے رسول پر اور طاعت کرین دونون کی ظاہرًا اور باطنًا یا دہیانکہ اونکو درست ہو فعلاً اور قولاً اسلام اور مسلمانون کی بہلائی کرین (قسطلانی) **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد بن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ (بن سعید قطان) نے اونہون نے سنا اسمٰعیل (بن ابی خالد البجلی) سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قیس بن ابی حازم (البجلی) نے اونہون نے سنا جریر بن عبد اللہ (بن جابر البجلی) سے اونہون نے کہا بیعت کی مین نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑہنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر ایک مسلمان کی لیے نصیحت کرنے پر (یعنے اوسکی بہلائی چاہنے پر) **ف** قسطلانی نے کہا مسلمان مرد ہو

یا عورت اور نصیحت کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے فرض کفایہ ہے بقدر طاقت جب یہ معلوم ہو کہ وہ اس کی نصیحت قبول کریگا اور
نصیحت کرنیوالے کو ضرر کا ڈر نہو اگر ضرر کا ڈر ہو تو اسکو اختیار ہے نصیحت کرے یا نہ کرے پھر جس شخص کو ایک بکتی ہوئی
چیز میں عیب معلوم ہو تو واجب ہے اوسکا بیان کر دینا بائع ہو یا اجنبی ہو اور سب سے زیادہ ضرور ہے اپنے نفس کی نصیحت کرنا
احکام کی بجا آوری اور مناہی سے باز رہکر اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور زکوۃ اور بیوع اور شروط میں اور مسلم نے ایمان
میں اور ترمذی نے بیعت میں نکالا انتہے فتح الباری میں ہے صرف نماز اور زکوۃ کو بیان کیا کیونکہ یہ دونو مشہور ہیں
اور روزہ کو نہیں بیان کیا اسلیے کہ وہ سننے اور اطاعت کرنے میں داخل ہیں اور زیادہ مؤلف کے پاس بیوع میں جو ہے
سے طریق سفیان سے اونہوں نے اسمعیل سے اور مؤلف نے احکام میں اور مسلم نے شعبی سے روایت کیا اونہوں نے جریر
سے کہا کہ بیعت کی مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر پھر آپنے مجھے سکھلا دیا یہ بھی کہ جہانتک
تجھسے ہو سکیگا اور نصیحت کرنے پر ہر مسلمان کے لیے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے ابو زرعہ کے طریق سے انہوں
نے اپنے دادا جریر سے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ جب جریر کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو کہدیتے (طرف ثانی سے) تو سمجھ لے
ہمنے جو چیز تجھسے لی ہے وہ ہمکو زیادہ پسند ہے اوس چیز سے کہ ہم نے تجھکو دی ہے پھر تو اختیار کر (جو مناسب ہو) اور روایت
کیا طبرانی نے جریر کے ترجمہ میں کہ اونکے غلام نے ایک گھوڑا خریدا تین سو روپیہ کو جب جریر نے اوسے دیکھا تو گھوڑے
والے پاس گئے اور اونہوں نے کہا یہ گھوڑا تین سو روپیہ سے بہتر ہے پھر زیادہ کرتے رہے اوسکی قیمت کو یہانتک کہ آٹھ سو روپیہ
اوسکو دیے قرطبی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے بیعت لیتے جیسے موقع ہوتا تجدید عہد یا تو کید امر کا اور
اسیواسطے صحابہ کا اختلاف منقول ہوا الفاظ بیعت میں **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن زياد بن
علاقة قال سمعت جرير بن عبد الله يوم مات المغيرة بن شعبة قام فحمد الله واثنى عليه وقال عليكم
باتقاء الله وحده لا شريك له والوقار والسكينة حتى ياتيكم امير فانما ياتيكم الآن ثم قال
استعفوا لاميركم فانه كان يحب العفو ثم قال اما بعد فاني اتيت النبي صلى الله عليه وسلم قلت
ابايعك على الاسلام فشرط علي والنصح لكل مسلم فبايعته على هذا ورب هذا المسجد اني لناصح لكم
ثم استغفر ونزل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے اونہوں نے روایت کی زیاد بن علاقہ (بن مالک ثعلبی) سے انہوں نے کہا مینے سنا
جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی مشہور سے (اس کتاب میں انسے دس حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے جس دن مغیرہ بن شعبہ
مرے (مغیرہ کوفہ کے حاکم تھے معاویہ کی خلافت میں جب وہ مرے تو جریر اون کے نائب تھے) تو پہلے اللہ تعالی کی تعریف کی اور ثنا کی

ثنا بیان کی اور کہا تمکو چاہیے اکیلے اللہ سے ڈرنا اوسکا کوئی ساجھی نہین اور لازم ہے تمکو وقار (یعنے تحمل) اور صبر اور
ثبات) اور سکینہ (جو ضد ہے اضطراب کی) یہانتک کہ دوسرا حاکم تمہارا آجاوے وہ اب آتا ہے (کیونکہ معاویہ کو جب مغیرہ
کی موت کی خبر پہنچی تو اونہون نے بصرہ کے حاکم زیاد کو لکھا کہ کوفہ پر جاوین اور وہان کی حکومت حاصل کرین) پھر جریر نے لوگون
سے کہا تم اپنے (مرے ہوئے) امیر کے لیے معافی مانگو (یعنے اللہ تعالی سے دعا کرو کہ اوسکے گناہ معاف فرماوے) اسلیے کہ وہ بھی
معافی چاہتا تہا (یعنے لوگون کی خطاؤن سے درگذر اور معافی کرتا تہا) بعد اوسکے جریر نے کہا اما بعد (یعنے بعد حمد و صلوۃ
کے خطبہ مین یہ لفظ کہنا مسنون ہے اسکے بعد مطلب کا بیان ہوتا ہے) مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور مین نے
عرض کیا کہ مین آپ سے بیعت کرتا ہون اسلام پر آپنے اسلام کی شرط مجہہ سے لی اور نصیحت کی ہر مسلمان کے لیے (یعنے آپنے یہ شرط بھی
ٹہرائی کہ ہر مسلمان کی بھلائی کا خواہان اور اوسکے فائدہ کا جویان رہونگا) مین نے اسپر بیعت کی آپ سے قسم ہے اس مسجد کے مالک
کی مین تمہارا خیرخواہ ہون پھر استغفار کیا اور (منبر پر سے) اوترے **ف** قسطلانی نے کہا جریر نے مغیرہ کی وفات کے
بعد اسلیے خطبہ پڑہا کہ مغیرہ اپنے مرتے وقت جریر کو حاکم کر گئے تہے اور علت اس خطبہ کی یہ تہی کہ لوگ فساد نہ مچاوین اور شور اور فتنہ
نہ پہیلاوین خاصکر اہل کوفہ سے یہ ڈر زیادہ تہا کیونکہ اونکی طبیعت مین شر اور فساد بہت تہا اسلیے جریر نے نصیحت کی
کہ وہ دوسرا حاکم آنے تک صبر اور سکون سے رہین اور کسی قسم کا فساد نہ پہیلاوین اور اس حدیث کو مولف نے شروط مین اور مسلم
نے ایمان مین اور نسائی نے بیعت اور سیر اور شروط مین ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا حدیث مین جو مسلمان کی قید لگی
ہے تو وہ باعتبار اغلب کے ہے ورنہ کافر کے لیے بھی نصیحت لازم ہے اسطرح کہ اسکو بلاوے اسلام کیطرف اور مشورہ مین نیک رائے
دیوے اور اختلاف کیا ہے علمار نے اوسکی بیع پر بیع کرنے مین کہ یہ جائز ہے یا ممنوع ہے مسلمان کیطرح امام احمد نے کہا بیع
کا دوسیر کی بیع پر منع ہونا مسلمان سے خاص ہے اور امام بخاری نے کتاب الایمان کو ختم کیا نصیحت کے باب پر اسمین اشارہ ہے
کہ مین نے بہی اس حدیث پر عمل کیا اور مسلمانون کے حق مین جو بہتر تہا یعنے صحیح حدیثونکا ضعیف حدیثون سے علیحدہ کر دینا
اسکے موافق اس کتاب مین عمل کیا پھر جریر کے خطبہ پر ختم کیا اسمین یہ اشارہ ہے کہ شرائع سے تمسک کرنا واجب ہے یہانتک کہ
وہ شخص آوے جو شرائع کو قائم کرے کیونکہ ہمیشہ ایک طائفہ آپکی امت مین منصور رہیگا اور وہ فقہائے اصحاب الحدیث ہین اور اس قول
مین کہ معافی چاہو اپنی امیر کے لیے اشارہ ہے مومنین کو اپنے حق مین دعا کرنیکے لیے **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا
کتاب الایمان اور اسکے مقدمہ بدء الوحی مین اکاسی حدیثین مرفوع ہین بدء الوحی مین پندرہ حدیثین ہین اور ایمان مین
چہیاسٹھ حدیثین اور مکرر اون مین سے ۳۴ ہین اور متابعات اور معلقات ۲۲ ہین بدء الوحی مین آٹہہ ہین اور ایمان مین
چودہ اور موصول مکرر آٹہہ ہین اور معلق غیر موصول تین ہین اور باقی اڑتالیس حدیثین موصول ہین غیر مکرر اور مسلم نے

ان سب حدیثون کو نکالا سواسات حدیثون کے اور وہ حدیث شعبی کی ہے عبداللہ بن عمرو سے مسلم اور مہاجرین اور حدیث
اعرج کی ابو ہریرہ سے محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم مین اور ابن ابی صعصعہ کی ابو سعید سے فرار من الفتن مین اور انس کی عبادہ سے
لیلۃ القدر مین اور سعید کی ابو ہریرہ سے دین کی آسانی مین اور احنف کی ابی بکرہ سے قاتل اور مقتول مین اور ہشام کی
اپنے باپ سے اونہون نے عائشہ سے انا اعلمکم باللہ اور موقوفات صحابہ اور تابعین تیرہ ہین سوا ان کا طور کے اصل کی
وہ موصول ہے اور اسیطرح خطبہ جریر کا جسپر کتاب الایمان ختم کی انتہے **ایمان کے باب مین اور حدیثین جنکو**
امام بخاری نے نہین نکالا ترمذی نے روایت کیا مالک بن سنان خدری سے مرفوعاً نکلیگا وہ شخص جہنم سے
جسکے دل مین رائی برابر ایمان ہو ابو سعید نے کہا جو شک کرے وہ یہ آیت پڑھے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ابو داؤد نے ابو سعید سے
روایت کیا جو شخص کہے مین راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ص کے رسول ہونے سے اوسکے لیے جنت
واجب ہو گئی اور معاذ بن جبل سے روایت کیا جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور مسلم نے جابر
سے روایت کیا دو باتین سبب ہین ایک شخص بولا سبب کیا ہین آپ نے فرمایا جو مرجاوے شرک کرتا ہو وہ جہنم مین
جاویگا اور جو مرجاوے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا اور مسلم نے صہیب بن سنان سے روایت
کیا مومن پر تعجب آتا ہے اوسکا ہر ایک کام بہتر ہے اور یہ بات سوا مومن کے کسی کو نصیب نہین اگر اسکو خوشی ہوتی ہے وہ شکر کرتا ہے
یہ اوسکے حق مین بہتر ہوتا ہے اور جو رنج ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اوسکے حق مین بہتر ہوتا ہے اور مسلم نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین محمد ص کی جان ہے کوئی اس امت مین سے میرا حال سنکر یہودی یا نصرانی مرجاوے اور جو مین
دیکر بھیجا گیا اوسپر ایمان نہ لاوے تو وہ دوزخیون مین سے ہوگا اور ترمذی نے روایت کیا حضرت علی سے کوئی بندہ مومن
نہین ہوتا جبتک چار باتون پر ایمان نہ لاوے گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی برحق معبود نہین ہے اور مین یعنے محمد ص
اللہ کے رسول ہین اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے موت کے بعد جی اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور ابو داؤد اور
نسائی نے روایت کیا شرید بن سوید سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میری مان نے وصیت کی تھی ایک مومن بردہ آزاد کرنیکی
اور میرے پاس ایک کالی لونڈی ہے نوبیہ کی کیا مین اسکو آزاد کردون آپ نے فرمایا اسکو بلا مین اسکو بلا لایا آپ نے پوچھا تیرا
رب کون ہے وہ بولی اللہ آپ نے فرمایا مین کون ہون وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہین آپ نے فرمایا اسکو آزاد کردے یہ مومن ہے
اور مسلم اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی معاویہ بن حکم سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مین نے
عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے جو میری بکریان چراتی تھی اوسنے ایک بکری کھو دی مین نے پوچھا وہ بکری کہان گئی وہ بولی اسکو بھیڑیے
نے کھا لیا مجھکو رنج معلوم ہوا آخر مین آدمی ہون مین نے اسکے منھہ پر ایک طمانچہ مارا اور میرے اوپر ایک بردہ واجب ہے کیا مین اس لونڈی

ایک ملک ہے حبشہ میں ۱۲

اس باب مین اختصار سے لیے پانچ حدیثین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت ... حدیثین ... ۱۲ منہ

کو آزاد کر دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے وہ بولی آسمان پر ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں
وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں تب آپ نے فرمایا اسکو آزاد کر دے یہ مومن ہے اور [10] روایت کیا مسلم اور ترمذی نے عباس بن عبد المطلب
سے جو شخص راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمدؐ کے رسول ہونے سے اوسنے ایمان کا مزہ چکھا اور [11]
روایت کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن معاویہ سے تین باتوں کو جو کریگا اوسنے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کو اکیلے پوجیگا اور جانیگا کہ سوا
اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے دیگا دل چاہ کر ہر سال اور بوڑھا اور بیمار اور خراب جانور زکوٰۃ
میں نہ دیگا لیکن اوسط مال دیوے کیونکہ اللہ تعالے تمہارا بہتر مال نہیں چاہتا اور نہ حکم کرتا ہے بری مال کے دینے کا اور نسائی [12]
نے بہز بن حکیم سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا اے نبی اللہ کے میں تمہارے پاس نہیں آیا
یہاں تک کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے زیادہ قسمیں کھائیں تہیں کہ آپ پاس نہ آؤنگا نہ آپکا دین قبول کرونگا اور
میں بے عقل آدمی تھا کچھ نہیں جانتا تھا مگر جو اللہ اور اسکے رسول نے مجھکو سکھلایا اور میں آپ سے پوچھتا ہوں اللہ کے واسطے
کہ اللہ تعالے نے آپکو کیا دیکر ہمارے پاس بھیجا ہے آپنے فرمایا اسلام دیکر میں نے کہا اسلام کی کیا نشانیاں ہیں آپنے فرمایا
اسلام کی نشانیاں یہ ہیں کہ تو کہے میں نے اپنا منہ رکھدیا اللہ کے لیے زمین پر اور بیزار ہو گیا میں اللہ کے سوا اور معبودوں سے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے دونوں ایکدوسرے کے مددگار ہیں کسی مشرک
کا اسلام لانیکے بعد کوئی عمل قبول نہوگا جبتک وہ مشرکوں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں میں نہ ملجاوے اور [13] مسلم نے روایت کیا سفیان
بن عبد اللہ ثقفی سے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتلادو کہ پھر آپکے بعد کسیکو اس سے نہ پوچھوں آپنے
فرمایا کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر اسپر قائم رہ اعتقاد پر اور نسائی [14] نے روایت کیا انس رضؓ سے جو کوئی نماز پڑہے ہماری نماز
کیطرح اور ہماری قبلہ کیطرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کھاوے وہ مسلمان ہے اور ابو داؤد [15] نے ابو امامہ
سے روایت کیا جو شخص محبت رکھے اللہ کے لیے اور بغض رکھے اللہ کے لیے اور دے اللہ کے لیے اور نہ دے اللہ کے لیے اوسنے اپنا ایمان پورا
کر لیا اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کیا مسلمان [16] وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں اور مومن
وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اپنی جانوں اور مالوں میں اور [17] ترمذی نے روایت کیا ابو سعید خدری سے جب تم دیکھو
کسی شخص کو مسجد میں جانیکی عادت رکھتا ہے (جماعت کے لیے) تو گواہ رہو اوسکے ایمان پر اسواسطے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے آباد کرتا
ہے اللہ کی مسجدوں کو وہی جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور [18] ابو داؤد نے انس رضؓ سے روایت کیا تین باتیں ایمان کی
جڑ ہیں جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسکو نہ ستانا نہ کافر کہنا کسی گناہ کی وجہ سے نہ کسی عمل کے سبب سے اسکو اسلام سے باہر کرنا اور جہاد
جس روز سے اللہ تعالے نے مجھکو بھیجا قائم رہیگا یہانتک کہ آخر لوگ اس امت کے دجال سے لڑینگے نہ باطل کریگا جہاد کو کسی ظالم

کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل اور ایمان کہنا تقدیر پر اور مسلم اور ابوداود نے روایت کیا ابوہریرہ سے کچھ لوگوں نے
صحابہ میں سے آپ سے پوچھا ہم اپنے دلوں میں وہ خیال پاتے ہیں جنکو زبان سے نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا ایسے
خیال تمکو آتے ہیں انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے اور مسلم نے روایت کیا ابن مسعود سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
ہم میں کوئی اپنے دل میں ایسا خیال پاتا ہے کہ انگارہ ہو جانا جلکر کوئلہ ہو جانا یا آسمان سے زمین پر گر پڑنا اوسکے بیان کرنے
سے بہتر معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا یہ تو محض ایمان ہے ابوداود کی روایت میں ہے شکر ہے خدا کا جسنے شیطان کے مکر کو وسوسہ
کر دیا اور روایت کیا مالک نے عبید اللہ بن عدی سے ایک بار آپ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور چپکے سے آپ سے کچھ
عرض کیا ہم نہ سمجھے کیا کہا آپ سے یہانتک کہ آپ نے پکار کر فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا آپ
نے فرمایا کیا وہ گواہی نہیں دیتا لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی وہ بولا دیتا ہے مگر کسی نہیں دیتا آپ نے فرمایا وہ نماز
نہیں پڑھتا وہ بولا پڑھتا ہے لیکن اوسکی نماز درست ہی نہیں آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکے قتل سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو
منع کیا اور مسلم نے روایت کیا طارق اشجعی سے جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اللہ کے سوا جتنی چیزیں پوجی جاتی ہیں ان میں
سے کسی کو نہ مانے اللہ نے اوسکا مال اور اوسکا خون حرام کیا اب اوسکا حساب اللہ پر ہے اور مسلم اور ابوداود اور نسائی
نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کیا ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی آپ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے
ہم نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجتے رہو گے اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک
نہ کرو گے اور پانچوں نمازیں پڑھو گے اور سنو گے اور اطاعت کرو گے اور ایک بات چپکے سے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں سے کچھ
سوال نہ کرنا تو میں نے دیکھا ان میں سے بعض آدمیوں کا کوڑا گر پڑتا اور وہ دوسرے سے نہ کہتا کہ پھر کوڑا اوٹھا دو اور مالک
اور ترمذی اور نسائی نے امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کیا میں چند انصاری عورتوں کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور عرض کیا ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کچھ شریک نہ کرینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا
کی نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگی نہ بہتان جوڑینگی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے نہ اچھی بات میں آپ کی نافرمانی
کرینگی آپ نے فرمایا یوں کہو جہانتک ہمکو طاقت اور قدرت ہے ہم نے کہا اللہ اور اوسکا رسول ہماری جانوں سے زیادہ ہم پر مہربان
ہے آئیے ہم آپ سے بیعت کریں آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا میری بات سو عورتوں سے ایسی ہے جیسے ایک
عورت سے اور روایت کیا ترمذی نے عمرو بن ابی الاحوص سے میں حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
آپ نے اللہ کا شکر کیا اوسکی تعریف کی وعظ کہی نصیحت کی پھر فرمایا تین بار کونسا دن زیادہ عظمت رکھتا ہے لوگوں نے کہا
حج اکبر کا دن آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور مال اور عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے یہ دن تمہارے اس شہر اس مہینہ میں کوئی قصور

بدلہ لیا جائیگا اسکا مواخذہ اسکی ذات سے ہوگا کسی کے قصور کا مواخذہ اُسکے باپ یا بیٹے سے نہ ہوگا البتہ مسلمان دوسرے مسلمان
کا بھائی ہے تو اوسکا مال حلال نہیں مگر جو حلال کر دیوے اور آگاہ رہو کہ جاہلیت کے زمانے کا سود لغو ہو گیا اب تمکو اصل مال
ملیں گے نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہوگا اور عباس کا سود تو بالکل معاف ہے اور جاہلیت کا ہر ایک خون معاف ہوا اور سب سے پہلے وہ خون معاف
کرتا ہون جو ہذیل نے حارث بن عبد المطلب کا کیا تہا وہ بنی لیث میں دودہ پیتے تہے آگاہ رہو عورتوں سے بھلائی کرو وہ تمہارے
پاس قید ہیں تمکو انپر کچھہ اختیار نہیں سوا اسکے کہ اگر وہ کھلی بدزبانی کرین تو انکو ساتھہ سلانا چھوڑ دو اور مارو ایسی مار
جو سخت نہو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو اب زیادتی نہ کرو آگاہ رہو تمہارا حق عورتوں پر اور انکا حق تم پر ہے تمہارا
حق انپر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو اور تمہارے گہرون میں اسکو اجازت نہ دیں جس سے تم ناخوش
ہو اور انکا حق تم پر یہ ہے کہ تم بھلائی کرو انکے ساتھہ پہنانے اور کھلانے میں آگاہ رہو شیطان نا امید ہو گیا پھر اس ملک میں
پوجے جانے سے ہمیشہ کے لیے لیکن تم اوسکا کہنا مان لوگے چھوٹے کاموں میں جنکو تم چھوٹا سمجھتے ہو وہ اسی سے راضی ہو
جاویگا مسلم نے[۲۲] عمرو بن عاص سے روایت کیا میں حضرت صلعم پاس آیا میں نے کہا اپنا ہاتھہ پھیلائیے تا کہ میں آپ سے بیعت
کرون آپ نے ہاتھہ پھیلایا میں نے ہاتھہ سمیٹ لیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا اے عمرو میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہون آپ نے
فرمایا کیا شرط کرتا ہے میں نے کہا گناہون کی بخشش کی آپ نے فرمایا تجھکو معلوم نہیں کہ اسلام میٹ دیتا ہے اگلے گناہون
کو جو کفر کے زمانے میں ہوئی ہون اور ہجرت میٹ دیتی ہے اگلے گناہونکو اور حج میٹا دیتا ہے اگلے گناہونکو احمد[۲۳] اور ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ سے روایت
کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو ایسا عمل بتلایے جو مجھکو جنت میں لیجاوے اور دوزخ سے دور کرے آپنے فرمایا تو نے
بڑی بات پوچھی یہ آسان ہے جسپر اللہ آسان کرے تو اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھہ کسیکو شریک مت کر نماز پڑھ زکوۃ دے رمضان
کے روزے رکھہ خانہ کعبہ کا حج کر پھر آپنے فرمایا میں نہ بتلاؤن تجھکو خیر کے دروازے روزہ ڈہال ہے صدقہ گناہ مٹاتا ہے جیسا
پانی انگار کو اور رات کی نماز آدھی کی (یعنے تہجد) پھر آیت پڑھی اُن کی کروٹیں جدا رہتی ہیں بچھونوں سے یہانتک کہ یعملون
تک پھر فرمایا میں تجھکو نہ بتلاؤن سر کام کا اور ستون اور بلندی کوہان کی اسکی میں نے کہا ضرور بتلایے یا رسول اللہ
آپنے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اور چوٹی جہاد ہے پھر فرمایا میں ان سب کی جڑ نہ بتلاؤن میں نے کہا کیون نہیں بتلائیے اے نبی اللہ
کے آپنے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اسکو روکے رہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا ہم پکڑے جاوینگے ان باتونپر جو زبان
سے نکالتے ہین آپنے فرمایا تیری ماں تجھپر روے اے معاذ آدمی دوزخ میں اوندہے منہہ گرائے جاوینگے اپنی زبانون کی
وجہ سے یعنے زبان سے جو باتیں نکالتے ہین انکی وجہ سے ابو داؤد[۲۸] نے ابو امامہ سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محبت
رکھے اللہ کے لیے دشمنی رکھے اللہ کے لیے دیوے اللہ کے لیے نہ دیوے اللہ کے لیے اوسنے اپنا ایمان پورا کر لیا ابو داؤد[۲۹] نے ابو ذر سے

سب عملوں سے افضل اللہ کے واسطے دوستی اور اللہ کے واسطے دشمنی رکھنا ہے [۳۱] بیہقی نے شعب الایمان میں انس سے جس میں امانت
نہیں اوسمیں ایمان نہیں اور جو عہد کا پابند نہیں اسکا دین نہیں مسلم نے عبادہ بن صامت سے جو گواہی دیوے اللہ کے سوا کوئی
سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالی اوسپر دوزخ کو حرام کر دیگا [۳۲] مسلم نے عثمان سے جو مرجاوے اور یقین رکھتا
ہو کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں وہ جنت میں جاویگا [۳۳] مسلم نے جابر سے دو چیزیں واجب کرنیوالی ہیں ایک شخص
نے پوچھا کیا واجب کرنے والی ہیں آپ نے فرمایا جو مرے اور شرک کرتا ہو وہ دوزخ میں جاویگا اور جو مرا اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جاویگا [۳۴] مسلم نے ابو ہریرہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے ہمارے ساتھ ابوبکر
اور عمر اور کئی شخص تھے اتنے میں آپ ہمارے بیچ میں سے اٹھے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہیں کسی نے آپکو ایذا نہ پہونچائی ہو گھبراکر ہم اٹھے
سب سے پہلے میں گھبرایا اور آپ کو ڈھونڈھنے نکلا یہانتک کہ بنی نجار کے باغ پر آیا اور باغ کے گرد پھرا دروازہ دیکھتا ہوا لیکن
نہ پایا ایک نالی دیکھی جو باغ کے اندر جاتی تھی میں اسی کی راہ سمٹ کر آپ کے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابو ہریرہ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا آپ ہم میں بیٹھے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہیں آپ پر حملہ نہ ہوا ہو اس
ہم ہوں تو گھبرا گئے اور میں سب سے پہلے گھبرایا اور اس باغ پر آیا اور لومڑی کیطرح اندر گھسا اب لوگ میرے پیچھے ہیں آپنے
فرمایا اے ابو ہریرہ اور اپنی جوتیاں مجھکو دیں اور فرمایا میری یہ دونو جوتیاں لے جا اور جو تجھے اس باغ کے پرے ملے اور وہ
گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اوسکو جنت کی خوشخبری دے میں سب سے پہلے عمر رض سے ملا انہوں نے پوچھا
یہ جوتیاں کیسی ہیں اے ابو ہریرہ میں نے کہا حضرت کی ہیں آپ نے مجھے ان کو دیکر بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا
ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں تو اوسکو جنت کی خوشخبری دوں یہ سنتے ہی حضرت عمر نے ایک مار میری دو چھاتیوں کے بیچ
میں لگائی میں سرین کے بل گرا انہوں نے کہا لوٹ جا اے ابو ہریرہ میں حضرت کی پاس لوٹا اور پکار کر رو دیا عمر میرے اوپر
سوار ہو گئے (یعنے غالب ہوئے) وہ میرے پیچھے ہی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ابو ہریرہ میں
نے عرض کیا میں عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے میرے ہاتھ بھیجا تھا وہ اونکو سنایا اونہوں نے ایک مار میری دونو چھاتیوں
کے بیچ میں جمائی کہ میں سرین کے بل گرا پھر کہا لوٹ جا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے پوچھا یہ کام تمنے کیوں کیا انہوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے صدقے کیا آپنے ابو ہریرہ کو اپنی جوتیاں دیکر بھیجا کہ جو کوئی ملے گواہی دیتا
ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس پر دل سے یقین رکھتا ہو اوسکو جنت کی خوشخبری دے آپنے فرمایا ہاں
حضرت عمر نے کہا تو ایسا مت کیجیے میں ڈرتا ہوں لوگ اسی پر بھروسا کر لیں گے اونکو عمل کرنے دیجیے حضرت نے فرمایا اچھا
اونکو عمل کرنے دو (تو حضرت عمر کی رائے کو آپنے پسند کیا) [۳۵] احمد نے معاذ سے جنت کی کنجیاں گواہی دینا ہے اس بات کی

سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین احمد[۳۶] نے عثمان سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے آپ پر رنج کیا بعضون کی
حالت وسوسہ کے قریب ہوگئی عثمان نے کہا مین اپنی لوگون مین تہا ایک بار مین بیٹہا تہا کہ عمر میرے سامنے سے گذرے اور سلام کیا
مجہے خبر ہوئی انہون نے ابوبکر سے شکایت کی پہر دونو آئے اور دونو نے سلام کیا ابوبکر نے کہا تم نے اپنے بہائی کے سلام کا
جواب کیون نہ دیا مین نے کہا مین نے ایسا نہین کیا عمر نے کہا قسم خدا کی تم نے ایسا کیا مین نے کہا قسم خدا کی مجہکو خبر نہ ہوئی کہ
تم آئے اور تم نے سلام کیا ابوبکر نے کہا عثمان نے سچ کہا تم کو باز رکہا اس سے کسی کام نے مین نے کہا ہان ابوبکر نے کہا وہ کونسا
کام ہے مین نے کہا اللہ تعالے نے اپنے نبی کو اٹہا لیا اس سے پہلے کہ ہم اس کام کی نجات آپ سے پوچہتے ابوبکر نے کہا مین نے
آپ سے پوچہی نجات اس کام کی مین اٹہا اور کہا میرے مان باپ تم پر فدا ہون تم زیادہ لائق تہے اس پوچہنے کے ابوبکر نے
کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کام کی نجات کیونکر ہوگی آپ نے فرمایا جو شخص وہ کلمہ قبول کرے جو مین نے اپنے چچا ابوطالب
سے بیان کیا تہا اور انہون نے قبول نہ کیا تو اسکے لیے نجات ہے (یعنے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) احمد[۳۷] نے مقداد سے
زمین پر کوئی گہر مٹی یا بال کا نہ رہیگا جسمین اللہ اسلام کا کلمہ داخل کرے عزت والے کو عزت دیکر ذلت والے کو ذلت دیکر جنکو
عزت دیگا وہ اس کلمہ کو قبول کرینگے اور جنکو ذلت دیگا وہ اطاعت کرینگے اس کلمہ کی مین نے کہا تو سارا دین اللہ کے لیے ہو
جاویگا احمد[۳۸] نے ابو امامہ سے ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا جب تیری نیکی تجہے بہلی لگے
اور بدی بری لگے اسوقت تو مومن ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا جو تیرے دل مین کہٹکے اوسکو
چہوڑ دے احمد[۳۹] نے عمرو بن عبسہ سے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا شروع مین آپکے ساتھ اسلام پر
کون تہا آپ نے فرمایا ایک آزاد تہا ایک غلام (یعنے ابوبکر اور بلال) مین نے کہا اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا خوش کلامی اور کہانا
کہلانا مین نے کہا ایمان کیا ہے آپنے فرمایا صبر اور سخاوت مین نے کہا کونسا اسلام افضل ہے آپنے فرمایا جس مسلمان کی زبان
اور ہاتہ سے اور مسلمان بچے رہین مین نے کہا کونسا ایمان افضل ہے آپ نے فرمایا خوش خلقی مین نے کہا کونسی نماز افضل ہے آپنے
فرمایا جسمین دیر تک قیام ہو مین نے کہا کونسی ہجرت افضل ہے آپنے فرمایا جو اللہ کو ناپسند ہے وہ چہوڑ دینا مین نے کہا کونسا
جہاد افضل ہے آپنے فرمایا جسکا گہوڑا کاٹا جاوے اور اسکا خون بہایا جاوے مین نے کہا کونسا وقت افضل ہے آپنے
فرمایا اخیر کا حصہ رات کا (یعنے ربع اخیر یا خمس اخیر) احمد[۴۰] نے معاذ سے جو شخص اللہ سے ملے شرک نہ کرتا ہو پانچون نمازین پڑہتا
ہو رمضان کے روزے رکہتا ہو وہ بخشا جاویگا مین نے کہا مین لوگون کو خوش کردون سناکر آپنے فرمایا اونکو عمل کرنے دے احمد[۴۱] نے
معاذ سے اونہون نے حضرت سے پوچہا افضل ایمان کو آپنے فرمایا اللہ کے لیے دوستی رکہنا اللہ کے لیے دشمنی رکہنا اللہ کی یاد پر
زبان لگانا مین نے کہا پہر کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگون کے لیے چاہنا جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے بہی برا لگنا جو اپنے

ایسے برا جانتا ہے مسلم نے ابن عمر سے منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو ریوڑ کے بیچ میں کو جا تی ہے کبھی اس ریوڑ میں
جاتی ہے کبھی اس ریوڑ میں ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے صفوان بن عسال سے ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا اس
نبی پاس چلو وہ بولا نبی مت کہو اگر وہ سن لیگا تو اوسکی چار آنکھیں ہو جاوینگی (یعنے خوش ہو جاویگا کہ یہودی بھی مجھکو نبی
جانتے ہیں) پھر وہ دونو حضرت صلعم کی پاس آئے اور کھلی باتیں پوچھیں آپنے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک
مت کرو چوری مت کرو زنا مت کرو مت مارو اوس جان کو جسکا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے بیگناہ پر تہمت
لگا کر حاکم پاس مت لیجاؤ کہ وہ اوسکو قتل کرے جادو مت کرو سود مت کھاؤ پاکدامن عورت پر تہمت مت کرو مقابلہ کے
دن بھاگنے کے لیے پیٹھ مت موڑو اور تم یہودیوں پر خاص ایک اور حکم ہے وہ یہ کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو (یعنے شکار
نہ کرو) یہ سنکر اون دونوں نے آپکے دونو ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نبی ہو آپنے فرمایا تو پھر میری
تابعداری کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا داؤد علیہ السلام نے دعا کی اپنے مالک سے کہ ہمیشہ انکی اولاد میں نبی رہے اور
ہم ڈرتے ہیں اگر آپکی تابعداری کریں تو یہودی ہمکو مار ڈالیں گے ابوداؤد نے انس سے تین باتیں جڑ ہیں ایمان کی
ایک تو جو لا الہ الا اللہ کہے اوسکو کسی گناہ سے کافر نہ کہنا اور کسی کام کیوجہ سے اسلام سے باہر کرنا (بشرطیکہ وہ کام کفر کا
نہو) اور جہاد جاری رہیگا جسدن سے اللہ نے مجھے بھیجا ہے یہانتک کہ آخری اس امت کی دجال سے لڑیگی اور جہاد کو
موقوف نہ کریگا کسی ظالم کا ظلم نہ کسی عادل کا عدل (یعنے بادشاہ ظالم اور فاسق کے ساتھ بھی ہو کر کافروں سے
جہاد کرنا درست ہے) اور یقین کرنا تقدیر پر ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے جب بندہ زنا کرتا ہے تو اوس سے
ایمان نکل جاتا ہے اور اوسکے سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے پھر جب اوس کام سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اوسکے پاس
لوٹ آتا ہے احمد نے معاذ سے حضرت صلعم نے مجھکو دس وصیتیں کیں اللہ کے ساتھ کسیچیز کو شریک مت کر اگرچہ تو قتل کیا جاوے
اور جلایا جاوے والدین کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجھکو حکم دیویں اپنی بی بی اور مال چھوڑ دینے کا فرض نماز قصداً مت
چھوڑ کیونکہ جو کوئی فرض نماز قصداً چھوڑے اوس سے اللہ کا ذمہ اٹھ گیا شراب مت پی کیونکہ وہ اصل ہے ہر برائی کی
بچ تو گناہ سے کیونکہ گناہ سے اللہ کا غصہ اوترتا ہے کافروں کے مقابلہ سے مت بھاگ اگرچہ لوگ مر جاویں اور جب لوگ مرنے
لگیں (کسی بیماری سے جیسے وبا وغیرہ) اور تو اونمیں ہو تو ٹھہرا رہ (یعنے وہاں سے بھاگ مت) اور اپنی بال بچوں پر
اپنے مقدور کے موافق خرچ کر اور مت اٹھا اونسے لاٹھی اپنی ادب سکھلانے کے لیے اور ڈرا اونکو اللہ سے مسلم
نے ابوہریرہ سے کچھ اصحاب حضرت کے حضرت صلعم کے پاس آئے اور پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ خیال آتے ہیں کہ زبان سے
اونکا نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں آپنے فرمایا تمکو ایسے خیال آتے ہیں اونہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے

مسلم نے ابن مسعود سے کہ تم مین کوئی ایسا نہین ہے جسکا ہمزاد شیطان اور فرشتہ اوسپر مقرر نہ ہوا ہو لوگون نے عرض کیا آپ
پر یا رسول اللہ آپنے فرمایا مجھپر بھی لیکن اللہ نے میری مدد کی اوسپر پس وہ مجھے نہین حکم کرتا مگر بہلائی کا مسلم نے جابر رضہ سے
حضرت صلعم نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پہر اپنے لشکر بھیجتا ہے لوگون کے بہکانیکو پہر جسکا فساد بڑا
ہوتا ہے وہی شیطان سے زیادہ تقرب رکھتا ہے ایک آتا ہے وہ کہتا ہی مین نے ایسا کیا شیطان کہتا ہی تو نے کچھ
کیا پہر ایک آتا ہے اور کہتا ہے مین نے فلانے کو نہین چھوڑا یہانتک کہ جدا کر دیا مین اسکو اسکی عورت سے یہ سنکر شیطان
اسکو اپنے نزدیک کر لیتا ہے اور کہتا ہے تو اچھا ہے اسکو چمٹا لیتا ہے مسلم نے جابر سے شیطان نا امید ہوگیا اسبات سے کہ نمازی
اوسکو پوجین عرب کے جزیرے مین لیکن وہ اسمین ہین اونکو لڑا دیگا ابوداود نے ابن عباس سے ایک شخص حضرت صلعم
پاس آیا اور کہنے لگا میرے دل مین ایک بات آتی ہے مین اگر کویلہ ہو جاون تو بہتر ہے اوسکے بیان کرنے سے آپنے فرمایا
شکر ہے اوس خدا کا جسنے شیطان کا کام وسوسہ پر روک دیا ترمذی نے ابن مسعود سے شیطان کا تصرف ہے اور فرشتے
کا بہی آدمی پر شیطان کا یہ ہے برائی کا وعدہ کرنا حق کا جھٹلانا فرشتے کا یہ ہے بہلائی کا وعدہ دینا حق کی تصدیق
کرنا پہر جو یہ خیال پاوے تو سمجہ لے کہ اللہ کیطرف سے ہے شکر کرے اسکا اور جو پہلا خیال پاوے تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان
سے پہر آپنے آیت پڑہی شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے مفلسی کا اور حکم کرتا ہے تمکو بری بات کا ابوداود نے ابوہریرہ
سے ہمیشہ لوگ پوچھتے رہین گے یہانتک کہ کہا جاویگا اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا اللہ کو کس نے پیدا کیا جب لوگ ایسا کہین تو
تم کہو اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ جنا کسیکو نہ جنا گیا اسکی جوڑ کا کوئی نہین پہر بائین طرف تین بار تہوکو اور شیطان مردود
سے خدا کی پناہ مانگو مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے مینے کہا یا رسول اللہ شیطان میرے اور نماز کے بیچمین حائل ہو گیا
اور قرآن پڑہنے مین وہ بہلا دیتا ہے آپنے فرمایا یہ ایک شیطان کا کام ہے جسکو خنزب کہتے ہین جب تم کو ایسا ہو تو
اللہ کی پناہ مانگو اس سے اور بائین طرف تین بار تہوکو مینے ایسا ہی کیا اللہ تعالے نے اوسکو دور کر دیا مجہسے مالک نے
قاسم بن محمد سے ایک شخص نے انسے پوچھا کہ مجہے نماز مین وہم ہوتا ہے یہ مجہکو گران گذرتا ہے قاسم نے کہا اپنی نماز پڑہے
جا یہ بات تجہسے نجاویگی یہانتک کہ تو پہر جاوے نماز پڑہکر اور یہ کہے مین نے اپنی نماز نہین پوری کی ترمذی اور
احمد اور دارمی نے انس اور ابوذر سے اللہ تعالے نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تو نے مجہکو نہین پکارا اور مجہسے امید نہ رکہی مگر
نے تجہکو بخشدیا جیسا تیرا عمل ہوا اور مجہے پروا نہین اے آدم کے بیٹے اگر تیری گناہ آسمان تک پہونچین پہر تو مجہسے بخشش
چاہے تو مین بخشدونگا اور مین پروا نہین رکہتا اے آدم کے بیٹے اگر تو زمین بہر کے پاس گناہ لاوے پہر تو مجہسے ملے میرے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو مین زمین بہر کے تیرے پاس بخشش لاونگا احمد اور ترمذی نے ابن عباس سے مین حضرت

کے پیچھے تھا ایک دن آپ نے فرمایا اے لڑکے تو اللہ کا خیال رکھ اللہ تیری حفاظت کریگا تو اللہ کا خیال رکھ اسکو اپنے سامنے
پاویگا جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اور جان تو کہ اگر ساری امت تجھے فائدہ پہونچانا
چاہیں تو کسی چیز سے فائدہ پہونچاوینگے مگر جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکھدیا اور اگر ساری امت تجھے نقصان پہونچانا
چاہیں تو وہی نقصان پہونچا وینگے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکھدیا قلم اوٹھہ گئی اور کتابیں خشک ہو گئیں
ترمذی نے انس سے ہر ایک تم میں کا اپنی سب حاجتیں خدا سے مانگے یہانتک کہ جوتی کا تسمہ بھی جب ٹوٹ جاوے اور ایک روایت
میں ہے کہ نمک بھی خدا سے مانگے ابوداؤد اور ترمذی نے ثوبان سے قیامت نہیں قائم ہوگی یہانتک کہ بعض قبیلے مشرکوں سے
ملجاوینگے اور یہانتک کہ بعض قبیلے میری امت کے بتوں کو پوجنے لگینگے احمد اور ابوداؤد نے حذیفہ سے یوں نہ کہو جو اللہ چاہے
اور فلانا چاہیگا بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہیگا پھر جو فلانا چاہیگا مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا یوں نہ کہو بندہ میرا
اور بندی میری سب اللہ کے بندے ہیں اور بندیاں ہیں بلکہ یوں کہو میرا غلام میری لونڈی اور غلام بھی یوں نہ کہے میرا مالک
بلکہ آقا اور سید کہے اور ابوداؤد نے مطرف بن عبداللہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہم نے کہا آپ ہمارے
سید ہیں آپ نے فرمایا سید اللہ ہے ہم نے کہا ہم سے افضل ہیں اور بزرگ ہیں آپ نے فرمایا ایسا ہی کچھ کہو اور ایسا نہو
شیطان تمکو اپنا کہلونا بنالیوے (یعنے جو شیطان چاہے تم منہ سے نکالنے لگو) امام احمد نے مسند میں روایت کیا ابوموسی
سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکدن ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو شرک سے بچو وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ
ہے صحابہ نے عرض کیا پھر ہم اس سے کیونکر بچیں گے آپ نے فرمایا یوں کہو اللہم ہم پناہ مانگتے ہیں تیری تیرے ساتھ کسی
چیز کو شریک کرنے سے جسکو ہم جانتے ہوں اور بخشش چاہتے ہیں اوسکے لیے جسکو نہیں جانتے اور ابوبکر موصلی نے ابوبکر صدیق
سے ایسا ہی روایت کیا اور بغوی نے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر میں مت کرو اللہ کے لیے ساجھی اور تم جانتے ہو کہ ساجھی کا ٹہیرانا
زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی چال سے جو کالے پتھر پر چلے اندھیری رات میں اور وہ یہ ہے کہ انسان قسم کہاوے یوں کہ قسم ہے تیری زندگی کی اور فلانے کی یا قسم ہے میری
زندگی کی اور یا یوں کہے یہ بات نہ ہوتی تو یہ کام ہو جاتا یا یوں کہے اپنے ساتھی سے جو اللہ چاہے اور تو چاہے یا یوں کہے اگر اللہ
اور فلانا شخص نہوتا یہ سب باتیں شرک ہیں امام احمد نے مسند میں عقبہ بن عامر سے حضرت ﷺ نے فرمایا تعویذ لٹکانا شرک
ہے احمد اور ابوداؤد نے ابن مسعود سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے منتر اور تعویذ اور حب کا عمل
شرک ہے ترمذی نے ابو واقد لیثی سے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ایک درخت مقرر کر دیجیے
لٹکانے کا جیسے مشرکین کا ایک درخت ہے آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کہا
جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا ہمارے لیے بھی ایک خدا بنادو جیسے اون کے لیے خدا ہیں ترمذی اور حاکم نے حضرت عمر سے

کہ حضرت ص نے فرمایا جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا اور کسی کی اوسنے شرک کیا مالک نے موطا میں کہ حضرت ص نے فرمایا الہی
تو میری قبر کو بت نہ بنا دیجیو کہ لوگ اسکو پوجیں بڑا غصہ ہوا اللہ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا روایت کیا
یہ مضمون امام بخاری نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی
قبروں کو مسجد بنا لیا ایک روایت میں ہے کہ آپنے حبش کے ایک گرجا کا حال سنا جسمین تصویریں تہیں آپنے فرمایا ان لوگوں کا یہ
حال تہا کہ جب اونمیں کوئی نیک شخص مرجاتا تو اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے وہ بدترین خلق ہیں اللہ کے نزدیک امام احمد نے
قبیصہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے چڑیوں کی آواز سے فال لینا اور نجوم کا عمل کرنا اور برا
شگون لینا شرک میں داخل ہیں امام نسائی نے ابوہریرہ سے جس نے گرہ باندہی پہر اوسمیں پہونکا اوسنے جادو کیا اور جسنے
جادو کیا اوسنے شرک کیا حاکم نے اور اہل سنن نے ابوہریرہ سے جو شخص نجومی پاس گیا یا پہچاننے والی پاس (جو چوری وغیرہ کو بتلاتا
ہے) پہر اوسکو سچا جانا تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا مسلم نے ابوہریرہ سے اللہ تعالی فرماتا ہے میں
سب ساجہی والوں سے بے پرواہ ہوں جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ شریک کرے تو میں اوسکو اور اوسکے ساجہی کو چہوڑ دونگا
احمد نے ابو سعید سے میں تمکو نہ بتلاؤں دجال سے زیادہ ڈر کی بات لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں آپنے فرمایا چہپی شرک
آدمی کہڑا ہوتا ہے نماز کے لیے پہر اوسکو عمدہ طرح سے پڑہتا ہے کیونکہ دیکہتا ہے دوسرے شخص کو نسائی نے ابن عباس سے
ایک شخص نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں آپ نے فرمایا کیا تو نے مجہکو اللہ کا شریک بنایا یوں
کہو جو اللہ چاہے اکیلا احمد نے عبداللہ بن عمر سے جو کوئی برے شگون کے خیال سے کسی کام سے رک جاوے اوسنے شرک
کیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے آپنے فرمایا یوں کہو یا اللہ بہتری نہیں ہے مگر تیری بہتر اور برائی شگون
کی نہیں ہے مگر جو برائی تو چاہے اور کوئی مالک نہیں ہے سوا تیرے امام احمد نے مسند میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور اوسنے گناہ کیا تہا جب آپ کے سامنے کہڑا ہوا تو کہنے لگا یا اللہ میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور نہیں توبہ کرتا محمد ص
کیطرف آپنے فرمایا اسنے حق والی کا حق پہچانا ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے حضرت ص نے فرمایا بدشگونی لینا
شرک ہے بدشگونی لینا شرک ہے احمد اور مسلم نے معاویہ بن الحکم سے میں نے کہا یا رسول اللہ میرا
زمانہ تازہ ہے جاہلیت کا اور اللہ تعالی اسلام کو لایا ہم میں سے بعض لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں آپنے فرمایا تو مت
جا انکے پاس پہر انہوں نے کہا ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی کرتے ہیں آپنے فرمایا یہ وہ بات ہے جسکو وہ لوگ اپنے
دلوں میں پاتے ہیں اور تمکو یہ خیال نہ روکے اخیر حدیث تک ابوداؤد نے عروہ بن عامر سے بدشگونی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے ہوا آپنے فرمایا فال نیک اچہا ہے اگر تم میں سے کوئی بری بات دیکہے تو یوں کہے یا اللہ نیکیاں نہیں لاتا مگر

تو اور برائیان نہین دور کرتا مگر تو کسی مین برائی سے بچنے کی طاقت اور قوت نہین بغیر تیری مدد کے ابو داؤد اور نسائی نے
بریدہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات سے برا شگون نہین لیتے تہے اور جب کسی لڑکے کو بہیجتے کام کو تو اسکا نام پوچہتے پہر اگر اس
کا نام اچہا لگتا تو خوش ہوتے اور خوشی آپکے چہرے پر ظاہر ہو جاتی اور اگر اسکا نام برا لگتا تو یہ برائی آپکے چہرے پر معلوم
ہو جاتی ابو داؤد نے سعد سے بیماری لگنا اور الو کی نحوست اور بد شگونی کچہہ نہین ہو ترمذی نے ضحاک سے ایک بوڑہا گنوار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین بوڑہا ہون گناہون مین ڈوبا ہوا مگر مینے اللہ کے ساتہہ کسی
کو شریک نہین کیا ہے جب سے مین نے اللہ کو پہچانا اور اوسپر ایمان لایا اور مینے اللہ کے سوا کسیکو اپنا ولی نہین بنایا اور مین نے
گناہ اللہ پر جرأت کرکے نہین کیے اور مین شرمندہ ہون اور توبہ کرتا ہون اور استغفار کرتا ہون تو میرا کیا حال ہوگا اللہ کے
پاس تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اللہ شرک کو نہین بخشے گا اور اس سے ورے جسکے چاہے گناہ بخشدیگا ترمذی نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا قرآن مین کوئی آیت اس سے زیادہ مجہکو پسند نہین ہے احمد اور ترمذی اور ابو یعلی اور ابن جریر اور ابن
ابی حاتم اور رویانی اور ابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے سمرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب حوا علیہا السلام جنین تو ابلیس
اونکے گرد پہرا اونکا کوئی بچہ نہین جیتا تہا ابلیس نے کہا اس بچہ کا نام عبد الحارث رکہیو وہ جیئے گا اونہون نے عبد الحارث رکہا
وہ جیا تو یہ شیطان کا اغوا تہا۔ نسائی نے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کسی کو نہین چاہیے کہ سجدہ کرے کسی کے سوا
خدا کے اور بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا اوسمین قصہ ہے ایک عورت کا پہر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
اگر کسی آدمی کو چاہیے ہوتا کہ سجدہ کرے کسی آدمی کو تو مین حکم کرتا عورت کو کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو حاکم نے کہا اسناد
اسکا صحیح ہے حافظ سلیمان نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا امام احمد نے باسناد صحیح جسکے کل راوی ثقہ ہین انس
بن مالک سے کہ ایک اونٹ بہڑک گیا اور صحابہ اس سے ڈرے جب اوس اونٹ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا تو آپ کی طرف آیا اور
سجدے مین گر پڑا آپکے سامنے آپنے اوسکی پیشانی تہامی اور وہ ایسا غریب ہو گیا جیسے پہلے تہا پہر آپنے اوسکو کام مین لگا
دیا اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جانور ہے عقل نہین رکہتا اور آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم تو عقل رکہتے ہین ہمپر زیادہ حق
ہے آپکو سجدہ کرنیکا آپنے فرمایا کسی آدمی کو درست نہین سجدہ کرنا کسی آدمی کے لیے اور اگر آدمی کو سجدہ درست ہوتا
آدمی کے لیے تو مین عورت کو حکم کرتا وہ سجدہ کرتی اپنے خاوند کو کیونکہ خاوند کا بڑا حق ہے اوسپر اور اگر خاوند کے سر سے لیکر پاؤن
تلک ایک زخم ہو جسمین سے خون اور پیپ رہا ہے پہر اسکی عورت سامنے آوے اور اسکو چاٹ لیوے تب بہی اسکا حق ادا نہ کرسکی
حافظ منذری کہا بزار نے بہی اسکے مانند روایت کیا اور نسائی نے اسکو اختصار کے ساتہہ روایت کیا اور ابن حبان
نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے انتہی ابن حبان نے سعد بن عبیدہ سے مین ابن عمر پاس تہا ایک شخص نے کعبہ کی قسم کہائی انہون نے

کہا اُنسے جو تیری اسبات کرنیسے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا کسی
کی اوسنے شرک کیا امام احمد نے حضرت عائشہ سے اسکے پاس تین طرح کے دفتر پیش ہونگے ایک وہ دفتر جسکا اللہ خیال
نکریگا ایک وہ جسمین سے کچھہ نہ چھوڑیگا ایک وہ جسکو نہ بخشے گا تو جسکو نہ بخشیگا وہ شرک کا دفتر ہے اور جسکے طرف خیال
نکریگا وہ وہ گناہ جو بندہ اپنے نفس پر کرتا ہے جیسے نماز یا روزہ ترک کیا تو اللہ اوسکو بخشدیگا اور جسکو نہ چھوڑیگا وہ
بندونکے حق ہین بزار نے انس سے[89] وہ ظلم جسکو اللہ نہین بخشیگا شرک ہے اور جسکو بخشدیگا وہ ظلم ہے اپنی جان پر اور جسکو
نہ چھوڑیگا وہ ظلم ہے بندیکا دوسرے بندیپر احمد نے[90] معاویہ سے ہر گناہ کو اللہ امید ہے کہ بخشدے مگر جو شخص کفر پر مرے
یا کسی مسلمان کو عمداً مار ڈالے احمد نے[91] معاذ سے حضرت نے فرمایا مجھسے مت شریک کر تو اللہ کے ساتھہ کسیکو اگرچہ قتل
کیا جاوے اور جلایا جاوے ترمذی نے[92] ابن عباس سے جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ طبرانی نے[93] معجم کبیر مین حضرت کے زمانے مین
ایک منافق تہا جو مسلمانون کو تکلیف دیتا ابو بکر رض نے کہا ہمارے ساتھہ کہڑے ہو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فریاد کرین اس منافق کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فریاد مجھسے نہین کیجاتی بلکہ اللہ تعالے سے فریاد کیجاتی ہے
شرح السنہ مین امام بغوی نے[94] روایت کیا حضرت صہ نے فرمایا یون مت کہو جو اللہ چاہے اور محمد چاہے صلی اللہ علیہ وسلم
اور کہو جو اللہ چاہے اکیلا نسائی نے[95] قتیلہ سے ایک یہودی حضرت صہ پاس آیا اور کہنے لگا تم شرک کرتے ہو یون کہتے ہو جو
اللہ چاہے اور محمد چاہے اور کہتے ہو قسم کعبہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم کیا جب قسم کہاوین تو یون کہین قسم
ہے کعبہ کے رب کی اور یون کہین جو اللہ چاہے پہر آپ چاہین نسائی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابن ماجہ نے[96] ابو الطفیل سے
مین سے نے خواب مین دیکہا کئی یہودیون کو مین نے کہا تم اچہے لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے عزیر اللہ کا بیٹا ہے انہون
نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یہ نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد چاہے پہر مین نے کئی نصاریٰ کو دیکہا مین نے کہا تم اچہے
لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے مسیح اللہ کا بیٹا ہے انہون نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یون نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد صہ چاہے جب
صبح ہوئی تو مین نے یہ خواب بیان کیا جس سے بیان کیا پہر حضرت صہ پاس آیا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو نے یہ خواب
کسی سے بیان کیا مین نے کہا ہان آپنے اللہ کی تعریف کی اور ثنا پہر فرمایا بعد اسکے طفیل نے ایک خواب دیکہا اور
بیان کیا جس سے بیان کیا اور تم ایک بات کہتے تہے مجہے فلان فلان امر نے اوس سے منع کرنے سے باز رکہا اب مت کہو
جو اللہ چاہے اور محمد چاہے لیکن یون کہو جو اللہ اکیلا چاہے ابو داؤد اور نسائی نے[97] ابو ہریرہ سے مت قسم کہاؤ اپنے
ماں باپ کی اور نہ خدا کے ساتھہ جو ساجہی بنائے جاتے ہین اونکی اور مت قسم کہاؤ اللہ کی مگر سچ پر ابو داؤد نے[98]
ثابت بن الضحاک سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نذر کی بوانہ مین اونٹ نحر کرنے کی پہر اونسنے

آپ سے انکو بیان کیا آپ نے فرمایا کیا جاہلیت کے زمانی مین وہان کوئی بت تہا جو پوجا جاتا تہا لوگون نے کہا نہین آپ نے
فرمایا وہان کوئی عید بھی جاہلیت کی لوگون نے کہا نہین آپنے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو اور نہین پورا کرنا ہے اوس نذر کو
جو اللہ کے گناہ کی ہو اور نہ اوسکو جو آدمی کے اختیار مین نہین ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابن ابی اوفی سے جب معاذ
بن جبل شام سے آئے تو اونہون نے سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے فرمایا یہ کیا ہے معاذ نے کہا یا رسول اللہ مین
شام کے ملک مین گیا وہان مین نے لوگون کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہین اپنے سردارون اور پادریون کو تو مین نے چاہا کہ مین
آپ کے لیے یہ کام کرون آپ نے فرمایا تو مت کر کیونکہ مین اگر حکم کرتا کسی کو کہ وہ سجدہ کرے کسی کے لیے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ
سجدہ کرے اپنے خاوند کے لیے اخیر تک ابن ماجہ کی روایت مین یون ہے اگر مین حکم کرتا کسی کو سجدہ کرنیکا سوا خدا کے اور کسی کے لیے
تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو اور روایت کیا اسکو حاکم نے اختصار کے ساتھ انجاح الحاجۃ مین ہے کہ سجدہ
تحیت یعنے سلام کا سجدہ کرنا سوا خدا کے اور کسی کے لیے کفر نہین ہے جیسے بعض فقہاء نے خیال کیا اور اگر کفر ہوتا تو کسی شریعت
مین درست نہ ہوتا کیونکہ کفر اور شرک کسی دین مین درست نہین ہوا البتہ حرام ہے اکثر علماء کے نزدیک کیونکہ حضرت
نے اس سے منع کیا انتہے مع زیادۃ امام احمد نے ام المومنین عائشہ سے حضرت مہاجرین اور انصار مین تہے اتنے مین ایک
اونٹ آیا اور ننے آپکو سجدہ کیا اصحاب نے کہا یا رسول اللہ جانور اور درخت آپکو سجدہ کرتے ہین ہم تو زیادہ لائق ہین آپکو سجدہ
کرین آپ نے فرمایا پوجو اپنے رب کو اور عزت کرو اپنے بہائی کی اور اگر مین حکم کرتا کہ کوئی سجدہ کرے کسیکو تو بی بی کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے
اپنے خاوند کو امام احمد نے قیس بن سعد سے انہون سے کہا مین حیرہ کو آیا مین نے وہان کے لوگون کو دیکھا وہ سجدہ کرتے تہے
اپنے سردار کو مین نے اپنے دل مین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زیادہ لائق ہین سجدہ کرنے کے پہر مین آپکے پاس آیا اور مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ مین حیرہ کو گیا تہا مین نے وہان کے لوگون کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہین اپنے سردار کو تو آپ زیادہ لائق
ہین سجدہ کرنیکے آپ نے فرمایا اگر تو میری قبر پر گذرے گا تو اسکو سجدہ کریگا مین نے کہا نہین آپ نے فرمایا تو مت کرو (یعنے
زندگی مین بھی سجدہ مت کرو) اگر مین حکم کرتا کسی کو کہ سجدہ کرے کسیکو تو عورتون کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین
کیونکہ اللہ تعالی نے مردونکا حق عورتون پر رکہا ہے (دین خالص پنا ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا خدا کے اور
کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے عبادت مین اور بادشاہون کو شرک ہے عادت مین اور جن فقہاء نے سجدہ تحیت بادشاہون کے
لیے جائز رکہا ہے اونکا قول مردود ہے کیونکہ احادیث صریحہ کے برخلاف ہے انتہے مختصرا) ابوداؤد نے زینب سے جو بی بی
ہین عبد اللہ بن مسعود کی کہ عبد اللہ نے میری گردن مین ایک تاگہ دیکہا تو پوچہا یہ کیا ہے مین نے کہا منتر کا دہاگہ ہے انہون
نے اوسکو کاٹ ڈالا اور کہا تم عبد اللہ کی آل ہو اور بے پرواہ ہو شرک سے احمد نے ابو الطفیل سے اور مسلم نے علی سے

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت ہے اللہ کی اوس پر جو بچ کرے سوا اخلاص کے اور کسی کے لیے امام احمد نے شداد بن اوس سے حضرت صلعم نے
فرمایا جو شخص نماز پڑھے دکھانیکو اوسنے شرک کیا اور جو شخص روزہ رکھے دکھانیکو اوسنے بھی شرک کیا اور جو شخص صدقہ دے دکھانیکو اوسنے
بھی شرک کیا احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اونسے حضرت صلعم فرماتے تھے مجھے ڈر ہے اپنی امت پر شرک کا اور چھپی خواہش کا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے بعد آپکی امت شرک کریگی آپ نے فرمایا ہاں لیکن وہ سورج کو نہ پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو
نہ بت کو بلکہ ریا کرینگے اپنے عملوں میں اور چھپی خواہش یہ ہے کہ صبح کو آدمی روزہ رکھے پھر کوئی شہوت پیدا ہوا اور روزہ چھوڑ دی
۱۰۶ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رض سے کہ آپ نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب اسلام میں کچھ باقی نہ رہیگا مگر نام اوسکا رہیگا اور قرآن میں کچھ باقی
نہ رہیگا مگر اوسکی رسم رہجاویگی مسجدیں اونکی آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے اونکے عالم تمام جہان سے بدتر ہونگے اون میں سے فتنہ
نکلیگا اور انہی میں لوٹ جاویگا امام بیہقی نے مدخل میں حضرت عائشہ سے حضرت صلعم نے فرمایا چھ آدمی ہیں جنپر میں نے لعنت کی اور لعنت کی
اونپر اللہ نے اور ہر نبی نے جسکی دعا قبول ہوتی ہی ایک تو وہ جو اللہ تعالے کی کتاب میں بڑہاوے دوسرے جو تقدیر کو جھٹلاوے تیسرے وہ جو نا
حق زبردستی سے حکومت کرے تاکہ جسکو اللہ تعالے نے عزت دی اوسکو ذلیل کرے اور جسکو ذلت دی اوسکو عزت دیوے اور جو اللہ تعالے کے
حرام کو حلال کرے اور جو میری عترت (اہلبیت) کو حلال کرے (یعنے اونکے ایذا کو) جسکو اوسنے حرام کیا اور جو میری سنت کو چھوڑ دیوے
۱۰۵ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اخیر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو کماوینگے دین کا فریب دیکر اور
لوگوں کے دکھانیکو بھیڑ کی کھال پہنینگے اونکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور دل اونکے بھیڑیے کیطرح ہونگے اللہ تعالے
فرماویگا کیا مجھکو دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں میں اونپر انہی میں سے ایک فتنہ بھیجونگا کہ اون میں
۱۰۷ کے بردبار کو حیران کردیگا ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو ہریرہ سے اس میں ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ جب قیامت کا دن ہوگا

تو قیامت والوں کے پاس اوترے گا اونکا فیصلہ کرنیکے لیے اور سب گروہ گھٹنوں کے بل ہونگے تو پہلے وہ شخص بلایا جاویگا
جسنے قرآن جمع کیا اور وہ شخص جو اللہ کے راہ میں شہید ہوا اور وہ شخص جو بہت مالدار ہوگا تو اللہ تعالے قرآن والے سے کہیگا
کیا میں نے تجھے نہیں بتلایا جو میں نے رسول پر اوتارا وہ کہیگا بیشک الٰہی فرماویگا پھر تو نے کیا عمل کیا وہ کہیگا میں رات دن نمازوں میں
قرآن پڑہتا تہا اللہ تعالے فرماویگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اللہ تعالے فرماویگا تو نے اسلیے یہ کیا تہا
کہ لوگ تجھے قاری کہیں تو ایسا ہو گیا پھر مالدار کا بھی یہی حال ذکر کیا اوس سے کہا جاویگا تو نے اسلیے دیا کہ لوگ تجھکو سخی کہیں لوگ
کہہ چکے پھر جہاد والے سے کہا جاویگا تو اسلیے لڑا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں پھر یہ لوگ سب سے پہلے ہونگے جن سے جہنم کی آگ سلگائی جاویگی
۱۰۸ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے بھی صحیح میں ابن خزیمہ نے محمود بن لبید سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے اوپر نکلے اور فرمایا بچو
چھپے ہوئی شرک سے ہم لوگ عرض کیا یا رسول اللہ چھپا شرک کیا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ آدمی کھڑا ہو اور اپنی نماز کو آراستہ کرے لوگوں کو دکھانے

کیلیے یہی چیپی شرک ہے ابن خزیمہ کی روایت مین ہے شرک خفی یہ ہے کہ آدمی کہڑا ہو نماز مین پہر زیادہ کرے اپنی نماز کو کیونکہ دیکھتا ہو کوئی دوسرا دیکھتا ہے ترمذی نے روایت کیا نواس بن سمعان سے اللہ تعالے نے سیدہی راہ کی ایک مثال بیان کی بیچ اوسکے دونون بازون پر دو گہرین اور ایک روایت مین دو دیوارین ہین ہر ایک مین دروازے ہین کہلے ہوئے دروازون پر پردے پڑے ہین اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اوسکی چوٹی سے اور ایک اوپر سے اور اللہ جل جلالہ بلاتا ہے جنت کیطرف اور جسکو چاہتے ہدایت کرتا ہے سیدہی راہ کیطرف تو وہ دروازے جو اوسکے دونو بازوؤن پر ہین اللہ کی حدین ہین اون حدون مین کوئی نہ جاوے تا کہ پردہ اوٹہے اور جو اوپر سے پکارتا ہے وہ رب کا واعظ ہے (یعنے عقل جو دل مین خدا نے دی ہے) رزین کی روایت مین اسکی تفسیر یون ہے ابن مسعود رضہ سے کہ راہ اسلام ہے اور دروازے محارم ہین اللہ کے اور پردے حدود ہین اللہ کی اور راہ کی چوٹی پر پکارنے والا قرآن ہے اور اوپر کا پکارنے والا واعظ ہے اللہ کا جو ہر مومن کے دل مین ہو اور مسلم نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ اسلام غریب شروع ہوا ہے اور پہر ویسا غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا تو خوشی ہے غریبون کے لیے کہ اول بہی اسلام اونہی سے شروع ہوا تہا اور ختم بہی اونہی پر ہوگا طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہین قبول ہوتا ایمان بغیر عمل کے اور نہ عمل بغیر ایمان کے سیوطی نے جامع صغیر مین کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یا اللہ ہمارا خاتمہ کر ایمان پر اور بچا ہمکو کفر اور ضلالت اور شرک سے آمین یا رب العالمین

کتاب العلم

کتاب علم کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا

باب فضل العلم

باب علم کی فضیلت مین **ف** فتح الباری مین ہے کہ اصیلی اور کریمہ کی روایت مین ایسا ہی ہے اور ابوذر کی روایت مین بسم اللہ کتاب پر مقدم ہے اور ہم نے اسکی توجیہ کتاب الایمان مین بیان کی ہے اور مستملی کی روایت مین باب کا لفظ نہین ہے اور نہ اونکے رفیق کی روایت مین کتاب العلم کا لفظ ہے اور مولف نے علم کی فضیلت شروع کی اور علم کی تعریف بیان نہین کی اسوجہ سے کہ وہ بدیہی ہے اور واضح ہے یا اسوجہ سے کہ تعریف بیان کرنا کتاب کا مقصود نہین ہے اور غزالی اور اونکے شیخ کا یہ قول ہے کہ علم کی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ وہ واضح ہے یا مشکل ہے قسطلانی نے کہا علم کو مقدم کیا طہارت اور صلوۃ پر کیونکہ علم پر مدار ہے ہر چیز کا مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے ایمان کے بعد علم کو کہا اسوجہ سے کہ پہلے انسان کو ایمان لانیکا حکم ہے جب وہ ایمان لایا تو دوسرے علم کا سیکہنا یعنے شریعت کے احکام جاننا فرض ہوا پس علم مقدم ہے باقی احکام پر اسلیے کہ بغیر علم کے احکام کو کیونکر بجا لاویگا اور ایمان پر علم کو مقدم نہین کیا کیونکہ ایمان مبدا ہے ہر ایک خیر کا علم ہو یا عمل اور

رحی کو ایمان پر مقدم کیا کیونکہ ایمان کی معرفت اور تمام متعلقات دین کی وحی سے ہوئی ہے واللہ علم وقول اللہ تعالیٰ اور بیان ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانیکا قسطلانی نے کہا قول کا عطف فضل العلم پر ہے یا علم پر جو کتاب العلم میں جس روایت میں باب مذکور نہیں ہے اور دونو صورتوں میں قول کا لفظ مجرور ہوگا حافظ ابن حجر نے کہا ہم نے قول کو مرفوع دیکھا ہے اصول میں عطف ہے کتاب پر یا جملہ مستانفہ ہے اور عینی نے اعتراض کیا کہ جملہ مستانفہ نہیں ہو سکتا اسلیے کہ جواب ہے کسی سوال کا اور نہ کوئی خبر یا بیان کو ہے انتہی اور یہہ اعتراض ساقط ہے کسلیے کہ حافظ صاحب نے رفع کی دو وجہیں بیان کین اور وجہ اول ظاہر ہے اور دوسری وجہ اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ یرفع اللہ الذین مقولہ ہو قول کا اور بمعنے قال کے ہو تو تقدیر کلام یہ ہے وقال اللہ عز وجل یرفع اللہ الذین آمنوا منکم اخیر تک (ترجمہ) یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ بلند کریگا اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والونکے اور علم والونکے درجے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا آیت کی تفسیر یون کی گئی ہے کہ مومن عالم کے درجے مومن غیر عالم سے بلند ہونگے اور درجے بلند ہونا دلالت کرتا ہے فضیلت پر کیونکہ فضیلت کثرت ثواب اور علو درجات کا نام ہے یہ درجے دنیا میں بلند ہونگے ناموری اور نیکنامی اور شہرت سے اور آخرت میں جنت کے عالی درجے ملینگے تو ثابت ہوگئی آیت سے علم کی فضیلت اور صحیح مسلم میں نافع بن عبد حارث خزاعی سے منقول ہے کہ وہ عامل تھے حضرت عمر کے مکہ میں اُنسے ملے عسفان میں حضرت عمر نے پوچھا تو نے کسکو حاکم کیا وہ بولا ابن ابزی کو جو ہمارا غلام آزاد تھا اونہوں نے کہا تو نے غلام کو حاکم کیا نافع نے کہا وہ اللہ کی کتاب کو پڑہتا ہے اور فرائض کو جانتا ہے حضرت عمر نے کہا تمہاری نبی نے فرمایا اللہ تعالیٰ بلند کریگا اس کتاب سے چند لوگون کو اور اتار دیگا اس کتاب سے کچھ لوگون کو اور زید بن اسلم سے مروی ہے انہوں نے کہا نرفع درجات من نشاء میں کہ مراد علم سے درجے بلند کرنا ہے انتہی قسطلانی نے کہا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم میں سے علم دیے گئے اونکے درجے اللہ تعالیٰ بلند کریگا خاصۃً کیونکہ وہ جامع ہیں علم اور عمل کے ابن عباس نے کہا علماء کے درجے عوام مومنین سے سات سو بلند ہونگے اور ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک پانسو برس کی راہ ہوگی بعض شراح نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں صرف دو آیتیں پر اکتفا کی کیونکہ آیت حجت قاطعہ ہے اور کرمانی نے بعض علماء شام سے نقل کیا کہ بخاری نے پہلے باب بنا لیے تھے پھر حدیثیں بتدریج ان میں لگاتے جاتے تھے اور اس باب میں کوئی حدیث لگانیکا اتفاق نہوا یا تو یہ وجہ ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں انکو اپنی شرط کے موافق نہ ملی یا کسی اور وجہ سے اور بعض علماء عراق نے نقل کیا کہ امام بخاری نے یہ ترجمہ باب قائم کیا اور اسمیں کوئی حدیث ذکر نہیں کی تا کہ یہ معلوم ہو کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی انتہی وقولہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے کہو اے مالک میرے مجھکو زیادہ علم دے **ف** اور اس سے علم کی فضیلت نکلی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمائی کہ علم کے زیادہ ہونیکے لیے دعا کرین اور مراد علم سے علم شرعی ہے جس سے پہچان ہو ان چیزونکی

جو واجب ہیں ہر مکلف پر عبادات اور معاملات میں اور علم اللہ تعالیٰ کا اور اُسکے صفات کا اور تنزیہ اسکی نقائص اور عیوب سے اور مدار اس علم
کا تفسیر اور حدیث اور فقہ پر ہے اور یہ کتاب یعنے صحیح بخاری ان تینوں پر شامل ہے رضی اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف سے اور ہمارے مددگار
اسکی شرح کرنے میں اپنے فضل اور کرم سے اور علم کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہیں لیکن صحیح مسلم میں ابو ہریرہ کی حدیث لائے
ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راہ ڈھونڈھے علم حاصل کرنیکے لیے اللہ تعالیٰ جنت کی راہ اسکے لیے آسان کر دیگا اور امام بخاری
اس حدیث کو نہیں لائے کیونکہ اسمیں اختلاف ہے اعمش پر اور راجح یہ ہے کہ اعمش اور ابو صالح میں اس حدیث میں ایک واسطہ ہے قسطلانی
نے کہا اگر علم کی فضیلت میں صرف یہ آیت ہوتی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ جسمیں اللہ تعالیٰ نے پہلے
اپنا نام لیا پھر ملائکہ کا پھر علم والوں کا تو کافی تھا اور علما وارث ہیں انبیا کے اور جب نبوت سے زیادہ کوئی رتبہ نہیں تو وراثت
نبوت سے بڑھکر کوئی شرف نہ ہوگا البتہ علم کی غایت عمل ہے کیونکہ وہ ثمرہ ہے علم کا اور فائدہ ہے عمر کا اور توشہ ہے آخرت کا اگر
جس شخص نے اوسکو حاصل کیا وہ نیک ہوا اور جسنے نہ حاصل کیا وہ ٹوٹے میں پڑا تو علم افضل ہے عمل سے کیونکہ بغیر علم کے عمل کو
عمل نہیں کہتے اور وہ رد اور باطل ہے اور علم کی کئی قسمیں ہیں ایک تو علم ظاہر یعنے علم شرع وہ تفسیر اور فقہ اور حدیث ہی اور
شیخ عز الدین بن عبد السلام نے علم نحو اور اصول فقہ کو ان بدعتوں میں سے قرار دیا ہے جو واجب ہیں اور ایک علم باطن ہے اور
وہ دو قسم ہے پہلی علم معاملہ اور وہ فرض عین ہے علماء آخرت کے فتوی سے اور اس سے غافل رہنے والا ہلاک ہوگا آخرت میں
مالک الملوک کے قہر سے جیسے اعمال ظاہرہ میں جو کوتاہی کرے وہ ہلاک ہوتا ہے سلاطین دنیا کی تلوار سے فقہا دنیا کے حکم سے
اور حقیقت اس علم کی غور کرنا ہے تصفیہ قلب میں اور تہذیب نفس کی اخلاق ذمیمہ سے بچنے کی ساتھ جنکی شرع میں
مذمت وارد ہے جیسے ریا عجب حسد محبت جاہ اور افتخار اور طمع اور موصوف ہونا اخلاق حمیدہ سے جیسے اخلاص اور شکر اور
صبر اور زہد اور تقوے اور قناعت کے علم بلا عمل وسیلہ ہے بغیر غایت کے اور عمل بلا علم جنایت اور قصور ہے اور علم و عمل دونو بغیر
ورع کے کلفت ہے بلا اجرت تو سب کاموں میں مقدم زہد اور استقامت ہے تاکہ علم اور عمل دونوں سے فائدہ اٹھاوے اور دوسری
قسم علم مکاشفہ وہ ایک نور ہے جو قلب میں ظاہر ہوتا ہے تزکیہ کے بعد اور اوسکے وجہ سے مجمل امور مفصل ہو جاتے ہیں اور اللہ کی
معرفت اور اسما اور صفات اور کتب اور رسل کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسرار خفیہ سے پردے اوٹھ جاتے ہیں تو سمجھ لے اور
تسلیم کرنا کہ سلامت رہے تو اور مت ہو منکروں میں سے تاکہ ہلاک ہو ہلاک ہونیوالوں کے ساتھ بعضے عارفین نے کہا ہے جسکو اس علم
سے کچھ حاصل نہ ہو اوسکے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اور ادنے حصہ یہ ہے کہ اس علم کی تصدیق کرے اور اسکو تسلیم کرے واللہ اعلم تمام
ہوا کلام قسطلانی کا

باب مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ

باب بیان میں اس بات کی کہ جب کسی سے کوئی علم کی بات پوچھی جاوے اور وہ دوسری بات میں مصروف ہو پھر اپنی بات تمام کرکے سائل کو

کو جواب دیوے حدثنا محمد بن سنان قال ثنا فليح ح قال وحدثني ابراهيم بن المنذر قال ثنا
محمد بن فليح قال ثنا ابي قال حدثني هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن ابي هريرة قال بينما النبي صلى
الله عليه وسلم في مجلس يحدث القوم جاءه اعرابي فقال متى الساعة فمضى رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث
فقال بعض القوم سمع ما قال فكره ما قال وقال بعضهم بل لم يسمع حتى اذا قضى حديثه قال اين اراه السائل
عن الساعة قال ها انا يا رسول الله قال فاذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة فقال كيف اضاعتها قال
اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سنان ابو بکر بصری نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے فلیح نے (اونکا نام عبد الملک ہے اور کنیت انکی ابو یحیی ہے اور فلیح لقب ہے) امام بخاری نے کہا اور حدیث بیان
کی مجھسے ابراہیم بن منذر نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن فلیح نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ فلیح نے ف
تو پہلی سند مین امام بخاری اور فلیح کے درمیان ایک واسطہ ہے اور دوسری سند مین دو واسطے ہین ت انہون نے کہا حدیث بیان
کی مجھسے ہلال بن علی نے (اونکو ہلال بن ابی میمونہ اور ہلال بن ابی ہلال اور ہلال بن اسامہ بھی کہتے ہین اور اسامہ اونکے دادا
کا نام ہے اور بعضون نے یہ چار شخص سمجھے ہین حالانکہ یہ چارون نام ایک ہی شخص کے ہین) اونہون نے روایت کی عطاء بن یسار
(میمونہ بنت حارث کی مولی سے) انہون نے ابو ہریرہ (عبد الرحمن بن صخر سے) اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مجلس مین
بیٹھے ہوے لوگون سے باتین کر رہے تھے اتنے مین ایک گنوار آپکے پاس آیا (اوسکا نام معلوم نہین ہوا لیکن بردی نے ابو یعلی سے یہ نقل کیا کہ اس
کا نام رفیع تھا) اور کہنے لگا قیامت کب ہے آپ باتین کرتے رہے (لوگون سے جیسے کر رہے تھے اور گنوار کی بات کا جواب نہ دیا) بعض لوگون نے
کہا آپ نے گنوار کی بات سنی لیکن آپکو اوسکا کہنا برا معلوم ہوا اور بعضون نے کہا نہین سنی جب آپ اپنی باتین کر چکے تو مین سمجھتا ہون
آپ نے فرمایا کہان ہے قیامت کو پوچھنے والا (ف) آپ نے اوسی وقت گنوار کو جواب نہ دیا شاید آپ نے وحی کا انتظار کیا یا آپ دوسرے
سائل کے جواب مین مشغول ہونگے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو جواب دینے مین ترتیب کی رعایت بہتر ہے (قسطلانی) مترجم
کہتا ہے شاید فورا جواب نہ دینے کی یہ وجہ ہوگی کہ آپ دوسری ضروری باتون مین مصروف ہونگے اور اونکے بیان کرنے مین اس سوال
کے جواب دینے سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ گنوار کا سوال کوئی ضروری نہ تھا قیامت کے وقت سے کوئی مذہبی غرض متعلق نہین ہے
اور نہ ٹھیک وقت قیامت کا کسی کو معلوم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپنے جواب مین دیر کی ہو اس وجہ سے کہ لوگ پہچان لین کہ یہ سوال
بے موقع اور فضول ہے بعد اسکے آپنے جواب دیا تا کہ گنوار کو رنج نہ ہو اور ایسا ہو کہ بالکل جواب نہ دینے سے وہ کچھ اور سمجھ لے اور اسکے ایمان مین
خلل واقع ہو ت وہ گنوار بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضائع ہو جاوے تو قیامت کا منتظر رہ یعنی
ایسے وقت سے قیامت قریب ہے) اس گنوار نے عرض کیا امانت کیونکر ضائع ہوگی آپنے فرمایا جب حکومت نالائق کو دی جاوے

ف یعنی قضا اور امارت اور قضا اور افتا کی خدمات نالائقون کو ملین اور جو لوگ انکے مستحق ہون یعنی صاحب علم اور فضیلت
اور صاحب عقل اور رائے وہ محروم رہین یہ امانت کا ضائع ہونا ہے کیونکہ دنیا کی حکومت اور سرداری خدا کی امانت ہے اسکے بندون کے پاس
پس جس بندے کو خدا نے یہ امانت دی ہو اوسکا کام یہ ہے کہ خدا کے حکم کے موجب اس امانت مین عمل کرے اور اوسکے حکم کے خلاف امانت مین
خیانت نہ کرے اور نالائقون کو منصب دینا اور لائقون کو محروم کرنا گویا امانت مین خیانت کرنا ہے یہ امر اگرچہ دنیا کی اکثر
سلطنتون مین جاری ہے پر کافرون کی حکومتون مین اتنی خیانت نہین ہے جتنی اہل اسلام کی حکومتون مین ہے اول تو اس
زمانہ مین اسلام کی حکومت ہی برائے نام رہ گئی ہے وہ بھی اس آفت کی وجہ سے روز بروز تباہ ہوتی جاتی ہے مین نے بچشم خود اسلامی
سلطنت مین دیکھا کہ قضا کی خدمات پر وہ لوگ مقرر ہین جو عربی زبان کی صرف و نحو بھی اچھی طرح سے نہین جانتے اور عدالت شرعی
اور تقوی اور پرہیزگاری کی ایک خصلت بھی ان مین نہین ہے بلکہ عامہ خلائق سے بھی زیادہ فاسق اور فاجر اور بدکار ہین۔ خیر
تو ملکی خدمات ہین اب رہی محض دینی خدمات جیسے محتسب اور خطیب اور امام وغیرہ یہ بھی وہ لوگ ہین جو علم شرع سے بالکل بے بہرہ
اور الف کے نام با بھی نہین جانتے اور بے علمی کے سوا ڈاڑھی منڈے فاسق اور فاجر بھی ہین اکثر مسجدون مین مین نے بچشم
خود دیکھا کہ بڑے بڑے عالم اور مولوی موجود ہین لیکن اون کے ہوتے ہوئے ایک امی جاہل ان پڑھ کو امام بناتے ہین جو قرآن بھی غلط
پڑھتا ہے اور خطبہ بھی غلط پڑھتا ہے لا حول ولا قوۃ معلوم نہین مسلمانون کی عقل کہان تشریف لے گئی ہے اللہ رحم کرے (مترجم)
ت تو قیامت کا منتظر رہ ف قسطلانی نے کہا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حاکم اللہ تعالے کے
اوسکے بندون پر امین ہین اور انکو خلوص اور ایمانداری لازم ہے اور جب وہ حکومت نالائقون کو دین یعنی بے دینون کو تو انہون نے خدا کی امانت
کو ضائع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ خائن (جھوٹے) امین بنین گے اور یہ اوسوقت ہوگا
جب جہال کا غلبہ ہوگا اور اہل حق ضعیف ہون گے حق کی مدد کرنے سے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ سائل کی تعظیم کرنا واجب ہے جب تو آپ
نے پوچھا سائل کہان ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر شاگرد کی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے تو اوسکو دوبارہ استاد سے پوچھ سکتا ہے
جیسے اس گنوار نے پوچھا امانت کیونکر ضائع ہوگی اور مصنف نے اس حدیث کو رقاق مین مختصراً نکالا اور یہ حدیث ان
حدیثون مین سے ہے جنکو سوا امام بخاری کے اور صحاح ستہ والون مین سے کسی نے نہین نکالا فتح الباری مین ہے کہ حاصل
اسباب کا بیان کرنا ہے عالم اور متعلم کے ادب کا عالم کا ادب یہ ہے کہ متعلم پر خفا نہ ہو بلکہ اپنا کام جو کر رہا ہو وہ کرتا جاوے جب
اس سے فراغت ہو تو اوسکو جواب دیوے جیسے آپ نے کیا اور گنوار پر نرمی کی اور خفا نہین ہوئے بے موقع سوال کرنے پر متعلم کا
ادب یہ ہے کہ جب عالم دوسرے کسی کام مین مشغول ہو تو اوسوقت سوال نہ کرے کیونکہ یہی ہے جسنے سوال کیا وہ پہلے جواب پانیکا مستحق
ہوتا ہے اور اسی سے سبق لینے کا حکم سمجھا جاوے گا یعنی جو شاگرد پہلے آوے اسکو پہلے سبق دیا جاوے اور یہی حکم ہے فتاوی اور حکام کا

حدیث مین اشارہ ہے کہ علم سوال اور جواب ہے اور اسیواسطے کہا گیا ہے کہ حسن سوال نصف علم ہے اور اس قصہ کے ظاہر سے دلیل لی ہے
مالک اور احمد وغیرہما نے کہ خطبہ کسی سائل کے سوال سے قطع نکرنا چاہیے بلکہ جب خطبہ سے فارغ ہو اُسوقت جواب دیوے اور جمہور نے اس مین
تفصیل کی ہے کہ اگر سوال اثناے واجبات خطبہ مین ہو تو جواب مین دیر کرے اور اگر غیر واجبات مین ہو تو پہلے جواب دیوے اور اوروں نے
تفصیل یہ کی ہے کہ اگر سوال دین کے ضروریات سے ہو تو جواب دینا پہلے مستحب ہے پھر خطبہ پورا کرے اسیطرح خطبہ اور نماز کے بیچ مین
اور جو ضروریات مین سے نہو تو جواب مین تاخیر کرے اسیطرح اثناء واجبات مین بھی بعضے وقت پہلے جواب دینے کی ضرورت ہوتی
ہے تو اگر جواب دیوے تو خطبہ پھر شروع کرے یہ صحیح ہے اور یہ سب احادیث مختلفہ سے ماخوذ ہے جو اس باب مین وارد ہوئین اگر سوال
اس قسم کا ہو کہ اُسکا جواب جاننا ضرور نہو تو تاخیر کرے جیسے اسحدیث مین خاصکر اوس صورت مین جب تک سائل ادب سے ہو اور اسکی
نظیر دوسری حدیث مین موجود ہے کہ ایک شخص نے قیامت کو پوچھا اور نماز کی تکبیر ہو چکی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
تو فرمایا کہان ہے پوچھنے والا پھر جواب دیا اسکو اور اگر سائل کو فی الفور جواب حاصل کرنیکی ضرورت ہو تو پہلے جواب دیوے جیسے ابو
رفاعہ کی حدیث مین ہے امام مسلم کے پاس کہ آپ خطبہ پڑھتے تھے ایک شخص مسافر آیا جسکو معلوم نہ تہا وہ دین کو پوچھنے لگا آپ
نے خطبہ چھوڑ دیا اور ایک کرسی لائی گئی آپ اوسپر بیٹھے پھر اوسکو دین سکھلانے لگے بعد اوسکے خطبہ کیجگہ پر آئے اور اُسکو پورا
کیا اور سمرہ کی حدیث مین ہے امام احمد کے پاس ایک گنوار نے آپ سے گھرپہوڑ (گوہ) کو پوچھا اور صحیحین مین ہے سالک کے قصے
مین جب وہ مسجد مین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا کیا تونے دو رکعتین پڑھین اخیر حدیث تک اور اسکا
بیان قریب جمعہ کے باب مین آویگا اور حدیث انس مین ہے کہ نماز کی تکبیر ہو جاتی تھی پھر ایک شخص آتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
باتین کرتا یہانتک کہ بعض وقت بعض لوگ اونگھنے لگتے پھر آپ نماز شروع کرتے اور بعض روایتون مین یہ امر خطبہ اور نماز کے درمیان
منقول ہے۔ اور فلیح بالتصغیر جو اسحدیث کے اسناد مین ہے وہ سلیمان کا بیٹا ہے کنیت اُسکی ابو یحیی ہے مدینہ کا رہنے والا امام
مالک کے طبقہ کا ہے اور وہ سچا ہے اوسمین کلام کیا ہے بعض اماموں نے اوسکی حافظے مین اور بخاری نے اسکی حدیث احکام
مین نہین نکالی مگر متابعت کے طور پر اور مواعظ اور آداب مین اُسکی روایت نکالی ہے منفرداً اور یہ اسی قسم مین سے ہے اور پہلے
امام بخاری نے اسحدیث کو بسند عالی فلیح سے روایت کیا بواسطہ محمد بن سنان کے پھر بسند نازل بیان کیا محمد بن فلیح اور ابراہیم
بن منذر دو واسطون سے کیونکہ انہون نے کتاب الرقاق مین اسحدیث کو صرف محمد بن سنان کے واسطے سے بیان کیا ہے تو یہان
دوسرا طریق بھی بیان کیا اور لوگون کو تردد اسلیے ہوا کہ آپ نے اسکی سوال کیطرف توجہ نکی دوسرے یہ کہ آپ اس سائل کو مکروہ
ہی جانتے تھے اور معلوم ہو گیا کہ جواب نہ دینے کے یہی دو سبب نہین ہین بلکہ احتمال ہے جواب مین تاخیر کی اُسبات کو پورا کرنے کے لیے
جسمین مصروف تھے یا آپنے وحی کا انتظار کیا اور یہ جو کہا مین سمجھتا ہون آپنے فرمایا یہ شک ہے محمد بن فلیح کا اور حسن بن سفیان نے

اوسکو عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا اونسے یونس بن محمد نے اونسے فلیح نے اوسمین صاف یہ لفظ ہے کہان ہے سائل اونسکا
نہین ہے اور مناسبت اس حدیث کی کتاب العلم سے یہ ہے کہ نالائقون کو کام سپرد ہونا اسی وقت ہوگا جب جہل کا غلبہ ہوگا علم اوٹھ جاویگا اور
یہہ قیامت کی نشانیون مین سے ہے اسکا مقتضی یہ ہے کہ جبتک علم قائم رہیگا اوسوقت تک قیامت نہین ہوگی اور گویا مؤلف
نے اشارہ کیا کہ علم اکابر علما سے حاصل کرنا چاہیے اور اشارہ کیا ابو امیہ جمحی کی حدیث کیطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
قیامت کی نشانیون مین سے یہ ہے کہ علم چھوٹے اور ادنے درجہ کے لوگون سے لیا جاویگا اور باقی کلام اس حدیث پر اگر خدا چاہے
تو کتاب الرقاق مین آویگا (فتح الباری) **باب** مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ جو شخص علم کی بات پکار کر کہے اسکا بیان

حدثنا ابو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ
فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهِ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا **ترجمہ** حدیث بیان
کیا ہمسے ابو النعمان (عارم بن فضل) نے (عارم انکا لقب ہے اور محمد سدوسی انکا نام ہے اور بعض روایتون مین عارم بن
فضل اصل کتاب مین مذکور ہے لیکن ابن عساکر اور اصیلی اور ابو ذر کی روایت مین مذکور نہین ہے) انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے انہون نے روایت کی ابو بشر سے (اونکا نام جعفر بن ایاس یشکری ہے اور عرف ابن
وحشیہ واسطی ہے) اونہون نے یوسف بن ماہک سے (ماہک تصغیر ہے فارسی ماہ کی ماہ کہتے ہین چاند کو اور دارقطنی نے کہا ماہک
اونکی ماں کا نام ہے اور اکثر علما کہتے ہین کہ اونکی ماں کا نام مسیکہ تہا وہ بیٹی تہین بہز کی) اونہون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
سے اونہون نے کہا ایک سفر مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پیچھے رہگئے (وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تہا جیسے مسلم کی روایت
مین ہے) پہر آپ ہم سے ملگئے اوسوقت نماز کا وقت آگیا تہا ہم وضو کرتے تہے تو ہمنے اپنے پاؤن پر مسح شروع کیا یعنی
مسح کیطرح ہلکا دہونے لگے کہ سوکہی داغ رہگئے) آپنے پکار کر اپنی بلند آواز سے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے
دو بار فرمایا یا تین بار فرمایا **ف** یعنے خرابی ہے ایڑیون والون کی جو دہونے مین کوتاہی کرتے ہین اس حدیث سے رد ہوتا
ہے شیعہ کا جو وضو مین مسح کو کافی سمجھتے ہین پاؤن کے اور دہونا پاؤن کا واجب نہین کہتے فتح الباری مین ہے مصنف
نے ترجمہ باب پر استدلال کیا آپکے پکار کر فرمانے سے خرابی ہے ایڑیون کی اور جہان حاجت ہو پکارنے کی بسبب بعید کے یا کثرت
جماعت کے وہین یہ استدلال پورا ہوتا ہے اور وعظ مین بہی پکارنا اسکی مثل ہے جابر کی حدیث مین ہے جب آپ خطبہ پڑہتے
اور قیامت کا ذکر کرتے تو آپکا غصہ سخت ہوتا آواز بلند ہوتی روایت کیا اسکو مسلم نے اور احمد کی روایت مین زیادہ ہے نعمان
کی حدیث سے کہ اگر کوئی آدمی بازار مین ہوتا وہ بہی سن لیتا اور اس سے استدلال کیا ہے کہ دو بار یا تین بار ایک بات کو کہنا درست ہے

حاضرین سے سمجھانے کے ہیں اور احادیث کے مباحث کتاب الوضو مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن رشید نے کہا اس باب مین اشارہ ہے مؤلف کیطرف کہ انہون نے اس کتاب کے جمع کرنے مین نہایت کوشش کی ہے اور ایسا ہی کیا ہو انہون نے اللہ تعالیٰ اونپر رحم کرے (فتح الباری)

باب قول المحدث حدثنا واخبرنا وانبانا باب بیان مین محدث کے کہنے کے حدیث بیان کی ہمکو یا خبر دی ہمکو یا خبر کی **ف** قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت مین اخبرنا ہے بجائے اخبرنا کے اور کریمہ کی روایت مین انبانا نہین ہے اور اصیلی کی روایت مین اخبرنا نہین ہے اور ابوذر کی روایت مین تینون لفظ موجود مین انبانا اور اخبرنا کے معنے ایک ہین یعنی خبر دی ہمکو اسلیئے ترجمہ مین اسکو مکرر لکھا ہے فتح الباری مین ہے ابن رشید نے کہا اس ترجمہ باب سے غرض یہ ہے کہ اوسکی کتاب مین سب حدیثین سندات ہین مرویات ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین کہتا ہون مراد انکی یہ ہے کہ آیا ان الفاظ کے معنے ایک ہین جدا جدا ہین اور ابن عیینہ کا قول لانے سے یہ نکلتا ہے کہ اوسکا مختار یہی ہے کہ ان لفظون کے معانی ایک ہین وقال لنا الحمیدی کان عند ابن عیینۃ حدثنا واخبرنا وانبانا وسمعت واحدًا اور کہا ہے ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر مکی حمیدی نے (سفیان) بن عیینہ کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا اور انبانا اور سمعت ایک تھے **ف** یعنی سب لفظون کا معنے اور مطلب ایک ہے یہ اصیلی اور کریمہ کی روایت ہے یعنی قال لنا اور روایت حمیدی سے متصل ہے ایسا ہی ذکر کیا اوسکو ابو نعیم نے مستخرج مین قسطلانی نے کہا جعفر بن حمدان نیساپوری نے کہا جب بخاری قال لی فلان کہتے ہین تو مراد عرض یا مناولہ ہے غرض مؤلف کا مذہب یہ ہے کہ ان چارون لفظون مین کوئی فرق نہین اور یہی مختار ہے ان کے نزدیک کیونکہ اونہون نے اپنے استاد حمیدی سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف کوئی قول بیان نہین کیا اور یہی مروی ہے مالک اور حسن بصری اور یحیے بن سعید قطان اور اکثر اہل کوفہ اور اہل حجاز سے اور اسمعیل بن ابی اویس نے امام مالک سے روایت کیا انسے پوچھا گیا ایک حدیث کو یہ سماع ہے انہون نے کہا حدثنا بعضی سماع سے نقل کیجاتی ہے بعضی عرض سے اور ہمارے نزدیک عرض سماع سے کم نہین ہے قاضی عیاض نے کہا اسمین اختلاف نہین ہے کہ جو شخص شیخ کا لفظ سنے وہ کہے حدثنا یا اخبرنا یا انبانا یا سمعتہ یقول قال لنا فلان یا ذکر لنا فلان اور اسطرف مائل ہوئے طحاوی اور صحیح کیا اس مذہب کو ابن حاجب نے اور نقل کیا انہون نے اور علما نے کہ یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا اور بعضون نے کہا یہ لفظ مطلقًا اوسوقت کہنا چاہیئن جب شیخ نے حدیث کو پڑہا ہو اور جو کسی نے شیخ کے سامنے پڑہا ہو تو انکی تقیید ضروری ہے اور یہی مذہب ہے اسحق بن راہویہ اور نسائی اور ابن حبان اور ابن مندہ وغیرہم کا اور باقی علما فرق کرتے ہین وہ کہتے ہین اگر شیخ کی زبان سے حدیث سنی تو حدثنا یا سمعت کہنا چاہیئے اور جو شیخ کو سنائی تو اخبرنا کہنا چاہیئے اور جنابہ بہتر ہے کہ صورت واقعہ کو صاف بیان کردے اگر خود پڑہکر سنائی ہو تو یون کہے قرأت علی فلان یا اخبرنا بقرأتی

علیہ اور جو دوسرے نے پڑھکر شیخ کو سنائی ہو اور اُسنے سنی ہو تو یون کہے قُرِیَ عَلٰی فُلَانٍ وَاَنَا اَسْمَعُ یا اَخْبَرَنَا فُلَانٌ قِرَاءَۃً عَلَیْہِ وَاَنَا
اَسْمَعُ اور انبانا اور اسیطرح نبانا اور انبأنا اُس اجازت کے لیے کہتے ہین جو شیخ اپنے سنے ہوئے کسی کو دیتا ہے اور یہ مذہب ہے ابن
جریج اور اوزاعی اور ابن وہب اور اکثر اہل مشرق کا پہر اونکے اتباع نے اور تفصیل کی ہے وہ کہتے ہین جسنے اکیلے شیخ سے حدیث
سنی ہو وہ حدثنی کہے اور جسنے جماعت مین سنی ہو وہ حدثنا کہے اور جس نے اکیلے شیخ کو پڑھکر سنائی ہو وہ اخبرنی کہے
اور جسنے ایک جماعت مین غیر کی قراءت سنی ہو وہ اخبرنا کہے اور قال لنا یا قال لی یا ذکر لنا یا ذکر لی ان باتون کے لیے کہے
جو مذاکرہ کے وقت سنے اور ابن مندہ نے جزم کیا کہ یہ لفظ اجازت کے لیے ہین اور ایسا ہی ابو یعقوب حافظ نے اور ابو جعفر بن
احمد نے کہا یہ عرض و مناولہ ہے فتح المغیث مین ہے بر تقدیر تسلیم اسکا بہی حکم اتصال کا ہے جمہور کی رائے کی موافق
لیکن رد ہوتا ہے اس امر سے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الصوم مین ابو ہریرہ کی یہ حدیث اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ
اَوْ شَرِبَ عبدان سے روایت کی بہ لفظ حدثنا عبدان اور اسی حدیث کو تاریخ مین یون روایت کی قال لی عبدان
اور ایک حدیث کو تفسیر مین ابراہیم بن موسے سے بلفظ حدثنا روایت کیا پہر ایمان و نذور مین قال لی ابراہیم بن موسیٰ
کہا اور ہمارے شیخ نے یون تحقیق کی ہے کہ لفظ یہ صیغہ یعنے قال لی امام بخاری وہان کہتے ہین جہان متن یا سند انکی
شرط پر نہو اور اسکو متابعات اور شواہد مین لاتے ہین اور ضرور ہے اس اصطلاح کا یاد رکہنا تاکہ سمع اجازت سے ملتبس
نہو جاوے اسفرائینی نے کہا جو اور کوئی پڑہے اور یہ سنے تو اسکو حدثنا کہنا درست نہین اور جو شیخ سے سنی تو اخبرنا کہنا جائز
نہین کیونکہ دونون مین فرق ہے اور جو شخص اسکا خیال نہ رکہے وہ اہل تدلیس مین سے ہے انتہےٰ حافظ ابن حجر نے کہا یہ فرق
مستحسن ہے واجب نہین ہے اونکی غرض تمیز ہے احوال تحمل مین اور بعضون نے گمان کیا ہے کہ یہ فرق واجب ہے تو اسپر
لا طائل حجتین قائم کی ہین البتہ متاخرین کو اس اصطلاح کی رعایت کی احتیاج ہے تاکہ سماع اور اجازت مین فرق رہے
پس متقدمین کے تمام الفاظ محمول ہین سماع پر اور متاخرین مین فرق ہے انتہےٰ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ عبد اللہ بن مسعود نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ سچے ہین سچ فرماتے ہین اللہ کی نسبت لوگون کی نسبت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا تعلیق
ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مؤلف نے وصل کیا کتاب القدر مین اور وہین اسپر بحث کیجاویگی انشاء اللہ تعالےٰ وَقَالَ شَقِیْقٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃً کَذَا شقیق نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا یعنے ابو وائل
نے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق بہی موصولاً کتاب الجنائز
مین مؤلف نے بیان کی وَقَالَ حُذَیْفَۃُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَیْنِ اور حذیفہ بن یمان

(صحابی مشہور) نے کہا حدیث بیان کی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں **ف** فتح الباری میں ہے کہ یہ تعلیق بھی موصولاً کتاب الرقاق میں آویگی اور مراد امام بخاری کی ان تینوں تعلیقوں کے لانے سے یہ ہے کہ صحابی نے کبھی حدثنا کہا کبھی سمعت کہا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک حدثنا اور سمعت میں کوئی فرق نہ تھا

وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ وَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

ابو العالیہ نے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ روایت کیا اور انس نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ اور ابوہریرہ نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربکم تبارک وتعالی **ف** ان تینوں روایتوں کو مؤلف نے کتاب التوحید میں وصل کیا اور یہاں انکے ذکر سے غرض یہ ہے کہ حدیث معنعن یعنی جسمیں عن عن کے ساتھ روایت ہو سماع پر محمول ہے جب ملاقات ثابت ہو جاوے اگرچہ ایک ہی بار ہوا ور صرف معاصر ہونا کافی نہیں ہے جیسے امام مسلم کا قول ہے (فتح الباری) قسطلانی میں ہے ابو العالیہ کا نام رفیع بن مہران ہے وہ حضرت کی وفات کے دو برس بعد مسلمان ہوئے اور ۹۰ھ میں انہوں نے انتقال کیا اور عینی نے کہا وہ براء ہیں نام انکا زیاد بن فیروز قرشی ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ عینی کی غلطی ہے کسلیے کہ یہ حدیث معروف ہے ریاحی کی روایت سے اور وہ رفیع بن مہران ہی ہیں نہ اور کسی کی روایت سے اور عینی نے کہا کہ دونو ابن عباس سے روایت کرتے ہیں پھر یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ ابو العالیہ ریاحی ہیں اور براء نہیں ہیں حافظ ابن حجر نے انتقاض الاعتراض میں عینی کا جواب دیا کہ مؤلف نے خود اس روایت کو توحید میں وصل کیا ہے اور اگر عینی اس مقام کو دیکھتے تو اسپر دلیل نہ مانگتے اس سے عینی کے اعتراض کا حال حافظ ابن حجر پر جو علم حدیث و معرفت رجال میں بے نظیر تھے معلوم ہوا اور اسیطرح جتنے اعتراضات عینی نے اپنی شرح میں حافظ ابن حجر پر کیے ہیں اکثر انمیں سے خود مخدوش اور مجروح ہیں اور حافظ ابن حجر نے انکا جواب انتقاض الاعتراض میں بخوبی دیا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ عینی حنفی مذہب کے فقیہ ہیں لیکن علم حدیث اور رجال میں حافظ ابن حجر کے ہم پلہ نہیں ہیں اسیطرح عربیت اور ادب میں بھی عینی کو حافظ صاحب سے کچھ نسبت نہ تھی چنانچہ جب حافظ صاحب نے چند اشعار عربی عینی کی توصیف میں لکھکر انکے پاس بھیجدیے تو عینی انکا جواب لکھنے سے عاجز ہو گئے اور کچھ روپیہ ایک شاعر کو دیکر حافظ صاحب کی ہجو لکھوائی اور ہم انشاء اللہ تعالی اس ترجمہ میں عینی کی تحقیقات کا مختصر طور سے ذکر کرینگے اور اپنے زعم میں جو انہوں نے امام بخاری اور اہلحدیث کے مذہب کی تضعیف اور حنفیہ کے مذہب کو قوت دی ہے اسکا حال کھولینگے میں نے اپنے استاد مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ سے سنا فرماتے تھے کہ عینی میں اتنا مادہ نہ تھا کہ صحیح بخاری کی ایسی شرح لکھتے مگر جب حافظ ابن حجر نے فتح الباری شروع کی تو عینی کو بھی خیال

پیدا ہوا وہ کیا کرتے کہ اپنی لی بی کی معرفت یا کسی اور کے ذریعہ سے جو اجزا فتح الباری کو حافظ صاحب روز لکھا کرتے چپکے دا منگواتے
اور اونکو دیکھ کر اپنی شرح میں وہ تمام مطالب معہ نشے زائد درج کرتے اور حافظ صاحب کا اعتراضات بھی جڑتے مگر چند روز
میں یہ چالاکی کھل گئی اور حافظ صاحب نے اپنی اجزا کی حفاظت کا انتظام کیا اوس دن سے عینی کو بہت دشواری ہوئی چنانچہ
اوسکے بعد جو شرح عینی نے لکھی وہ اسقدر زور اور قوت کی نہیں ہے جیسے اول کی تھا باب مُ اللہ علم حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ نُوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے روایت
کی عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں
میں ایک درخت ایسا ہی جسکے پتے نہیں گرتے اور مسلمان کی مثال اس درخت کی سی ہے تو مجھ سے بیان کرو وہ کونسا
درخت ہی یہ سنکر لوگ جنگلوں کے درختوں میں پڑ گئے یعنے ان میں فکر کرنے لگے کہ ایسا درخت جنگل کے درختوں میں سے
کونسا ہی اور کھجور کے درخت کا جو مشہور تہا بالکل خیال نہ کیا عبد اللہ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے
لیکن مینے شرم کی (کہنے میں کیونکہ ابو بکر اور عمر بڑے بڑے صحابہ موجود تہے اور عبد اللہ سب میں کم سن تہے) آخر صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے وہ کونسا درخت ہی آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہی **ف** یہ حدیث مولف نے تفسیر
میں نکالی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے اس میں یہ ہے لا یتحات ورقہا ولا ولا ولا ہمین بار خالی ولا کا لفظ ہے علما نے
اسکے معنی یہ کیے ہیں نہیں گرتے پتے اسکے اور نہ موقوف ہوتا ہی سایہ اسکا اور نہ فائدہ اسکا اور نہ میوہ اسکا (قسطلانی) حافظ ابن
حجر نے کہا مجاہد کی روایت ہی مولف نے باب الفہم فی العلم میں ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ رہا مدینہ تک انہوں نے کہا ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے اتنے میں آپ پاس جمار (کھجور کے درخت کا گابہ جو سفید سفید اندر سے نکلتا ہی
عربی میں اسکو شحم النخل کہتے ہیں) لایا گیا آپنے فرمایا درختوں میں ایک درخت ہی اخیر تک اور ہیوع میں ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا آپ جمار کہا رہے تہے۔ اور مسلمان اور کھجور کے درخت میں یہ مشابہت ہے کہ کھجور کے
پتے نہیں گرتے اسیطرح مسلمان کی کوئی دعا بیکار نہیں جاتی حارث بن ابی اسامہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن بیٹھے تہے آپنے فرمایا مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے جسکی پتیاں نہیں گرتیں
تم جانتے ہو وہ کونسا درخت ہی لوگوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہی اوسکی پتیاں نہیں گرتیں اور مسلمان

کی کوئی دعا نہین کرتی (یعنے بیکار نہین جاتی یا تو دنیا مین قبول ہوتی ہے یا آخرت کے لیے اوٹھا رکھی جاتی ہے) اور مصنف
نے باب الاطعمہ مین طریق اعمش سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مجاہد نے انہون نے سنا ابن عمر سے انہون نے
کہا ہم ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین جمار لایا گیا آپ نے فرمایا درختون مین ایک درخت ایسا ہے
جسکی برکت مسلمان کی سی برکت ہے اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ عام ہے اور کھجور کے درخت کی برکت یہ ہے کہ اسکا کوئی
جز بیکار نہین جاتا کسی زمانے مین اوگنے سے لیکر خشک ہونے تک اسکی ہر جز کو طرح طرح سے کہاتے ہین پہر گٹھلیان
تک بہی کام آتی ہین جانورون کے چارے مین اور پوست تک بہی رسیون مین یعنے چہال کی رسیان بنتی ہین (اور اسکا
کوڑا انکیون مین بہرتے ہین) ایسی ہی مسلمان کی برکت ہمیشہ رہتی ہے اسکا نفع خود اسکے لیے بلکہ غیرون کے لیے
مرنے کے بعد قائم ہے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا مجاہد سے انہون نے ابن عمر سے کہ مین اسلیے سمجہہ گیا کہ یہ
کھجور کا درخت ہے کہ آپکے سامنے جمار لایا گیا اوس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی اور اسمین اشارہ ہے کہ عقلمند آدمی کو جس سے
کوئی چیستان پوچھی جاوے بہت سی باتین قرائن سے سمجہہ لینا چاہیین جو سوال کے وقت ہون اور جو شخص چیستان بیان کرے
اسکو چاہیے کہ بالکل چہپانے مین مبالغہ نہ کرے اسطرح کہ پوچھنے والے کو کوئی راہ بوجہنے کے لیے نہ رہے اور مولف نے
مجاہد سے زیادہ کیا باب الفہم فی العلم مین کہ ابن عمر نے کہا مین نے چاہا کہ کہون یہ درخت کھجور کا ہے پہر جو دیکھتا ہون
تو مین سب لوگون مین کم سن تہا اور اطعمہ مین ہے کہ مین جو دیکھون تو دس آدمیون مین دسوان مین ہون سب مین چہوٹا
اور نافع کی روایت مین ہے اور مین نے دیکھا ابوبکر اور عمر کو وہ بات نہین کرتے مجھے بہی بولنا برا معلوم ہوا جب ہم اٹھے
تو مین نے عمر سے کہا ای باوا اور مالک کی روایت عبد اللہ بن دینار سے مولف کے پاس باب الحیا فی العلم مین ہے عبد اللہ
نے کہا مین نے اپنے باپ سے بیان کیا جو میرے دل مین آیا تہا اونہون نے کہا اگر تو اوس وقت کہدیتا تو مجھے زیادہ پسند ہوتا
ایسی ایسی چیزون کے ملنے سے ابن حبان نے اپنے صحیح مین زیادہ کیا مین سمجہتا ہون انہون نے کہا لال اونٹون کے ملنے سے
اور اسحدیث مین سوا اوسکے جو گذرے اور فائدے ہین ایک امتحان لینا عالم کا شاگردون کے ذہن اور ذکاوت کا پہر بیان
کر دینا اگر وہ نہ سمجہہ سکین اور وہ جو ابو داود نے روایت کیا معاویہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل باتون کے پوچہنے
سے منع کیا محمول ہے اس حالت پر جب سوال مین کوئی فائدہ نہ ہو یا کسی شخص کو ذلت دینے کے لیے پوچہا جاوے دوسرے حرص دلانا
فہم فی العلم کی اور مولف نے خود اسحدیث کو باب الفہم فی العلم مین بیان کیا ہے تیسرے مستحب ہونا حیا کا جب تک حیا کی وجہ سے
خلل نہ پیدا ہو اور کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو اور اسوجہ سے حضرت عمر نے آرزو کی کاش انکا بیٹا بولدیتا اور مولف نے
اوسکو باب العلم والادب مین بیان کیا چوتہی دلیل ہے کھجور کے درخت کی برکت کے لیے اور اسکے پہلون کی برکت پہر مولف نے اس امر کے لیے ایک باب

کیا ہے یہ بھی ان دلیل ہے جمار کی بیع جائز ہونے پر کیونکہ جسکا کہانا جائز ہے اوسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اسیواسطے مؤلف نے باب
البیوع میں ذکر کیا اور ابن بطال نے اسپر اعتراض کیا کہ جواز بیع جمار کی اجماعی ہے تو اسکے لیے باب لانا کیا ضرور تھا اسکا جواب یہ ہے
کہ اجماعی ہونا اس سے مانع نہیں کہ اسکا بیان کیا جاوے کیونکہ مؤلف نے اس حدیث کو وہاں بیان کیا جہاں پھلون کی بیع کی صلاحیت
سے پہلے ممانعت مذکور ہے تو کوئی خیال کرسکتا ہے کہ شاید جمار کی بھی بیع منع ہو جبھی دلیل ہے کہ کھجور کے درخت سے جمار نکالنا جائز
ہونیکی اور پہر بھی مولف نے باب کیا الاطعمہ میں تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جمار نکالنا ضائع کرنا ہے مال کو اسیطرح اس حدیث
کو اس آیت کی تفسیر میں لائے ہیں وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ یہ اشارہ کرنیکو کہ مراد درخت سے اس آیت
میں کھجور کا درخت ہے اور بزار نے موسی بن عقبہ سے روایت کیا اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑہی اور لوگوں سے پوچھا تم جانتے ہو یہ کونسا درخت ہے ابن عمر نے کہا مجھے معلوم ہوگیا کہ
کھجور کا درخت ہے لیکن عمر کی وجہ سے میں بات نہ کی (یعنے کم عمری کیوجہ سے) پہر آپنے فرمایا کھجور کا درخت ہے اور اس روایت
کو اگلی روایت کی ساتھہ یوں تطبیق دی ہے کہ آپ پاس جمار لایا گیا آپنے اوسکو کہانا شروع کیا پہر یہ آیت پڑہی اور لوگوں
سے فرمایا درختوں میں ایک درخت ہے اخیر تک اور ابن حبان کی روایت میں ہے عبد العزیز بن مسلم سے انہوں نے سنا عبد اللہ
بن دینار سے اونہوں نے سنا ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص بتلاتا ہے مجھکو اس درخت کو جس
کی مثال مومن کیسی ہے اوسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی ڈالیاں آسمان تک پہنچی ہیں پہر بیان کی حدیث کو اور وہ موید ہے
بزار کی روایت کی قرطبی نے کہا وجہ تشبیہ یہ ہے کہ مسلمان کے دین کی جڑ مضبوط ہے اور جو علوم اور خیر اس سے نکلتے ہیں
وہ غذا ہیں روح کی اور اسکا پہل ہمیشہ اپنے دین میں چھپا ہوا ہے اور اسکی ہر فعل سے نفع ہے حیات اور موت میں اور بعضوں نے
کہا مراد مومن کی شاخیں ایمان میں ہونے سے یہ ہے کہ اسکا عمل بلند ہوتا ہے اور قبول ہوتا ہے اور بزار نے روایت کیا سفیان
بن حسین کے طریق سے اونہوں نے ابی بشر سے اونہوں نے مجاہد سے اونہوں نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مومن کی مثال کھجور کے درخت سی ہے جو اس میں سے تجہے ملا اسمیں فائدہ ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو مختصر طور پر اور
اسناد اسکا صحیح ہے اور اختصار کے ساتھ اس میں مطلب کی صراحت ہے اور بعضوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وجہ تشبیہ یہ ہے جب کھجور
کا سر کاٹ ڈالیں تو درخت مرجاتا ہے یا وہ بغیر پیوند کے بار نہیں لاتا یا ڈوبنی سے مرجاتا ہے یا اسکے گابہ میں آدمی کی منی کی بو
ہے یا وہ عاشق ہوتا ہے یا وہ اوپر ہی پانی پیتا ہے اور یہ سب وجہیں ضعیف ہیں کیونکہ ان وجہوں میں مطلق آدمی سے مشابہت
ہوتی ہے یا کافر اور مومن کی خصوصیت نہیں نکلتی اس سے بھی زیادہ ضعیف وہ وجہ ہے جو کہتا ہے کہ کھجور آدم کی بچی ہوئی
مٹی سے پیدا ہوئی کیونکہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ امثال اور اشباہ کا بیان کرنا خوب سمجھانے کے

یہ درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ تشبیہ میں مشبہ کو سب باتوں میں مشبہ بہ کے مثل ہونا ضرور نہیں ہے کیونکہ مومن کی مثل جمادات میں سے
کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ بڑے کی توقیر چھوٹے کو کرنا لازم ہے اور بڑھ کر بات بولنا بڑے کے سامنے خلاف ادب ہے
اگرچہ ثواب ہو اور یہ بھی نکلا کہ کبھی بڑے عالم پر ایک بات مخفی رہتی ہے اور چھوٹے کو معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ علم اللہ کی نعمت ہے وہ اللہ
یؤتی فضلہ من یشاء اور امام مالک نے اس سے یہ استدلال کیا کہ دل میں جو خطرہ گذرے تمنا اور تعریف کی محبت کا وہ منع نہیں جب
یہ خدا کے لیے ہو کیونکہ حضرت عمر نے آرزو کی کہ انکے بیٹے بول دیتے اور انکی تعریف ہوتی اس سے یہ بھی غرض تھی کہ انکے بیٹے کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب حاصل ہوتا یا آپ انکے لیے دعا کرتے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت عمر کی نظر میں دنیا حقیر
تھی کیونکہ ایک مسئلے کا جواب انکے نزدیک لال اونٹوں سے جو بہت قیمت کے ہوتے ہیں بہتر تھا اور بزار نے اپنی مسند میں کہا کہ
اس حدیث کو اس مضمون سے کسی نے روایت نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا ابن عمر کے اور ترمذی نے اس حدیث کی روایت
کرکے یہ کہا ہے وفی الباب عن ابی ہریرۃ اور ابو ہریرہ کی حدیث مختصراً عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں نکالی اس میں یہ ہے کہ مثال
مومن کی مثال کھجور کی ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان نے انس رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
آیت پڑھی وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ پہر فرمایا کہ مراد اس شجرہ سے کھجور کا درخت ہے موقوفاً ہوا اور اسکے رفع سے
حماد بن سلمہ اور مجاہد کی روایت ہے اوپر گذرا کہ ابن عمر نے کہا میں دسواں آدمی تھا تو ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں
میں جو اس وقت آپکے پاس حاضر تھے ابو بکر اور عمر اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک تھے اگر ان دونوں نے جو روایت کیا وہ اسی
مجلس میں سنا ہو واللہ اعلم انتہی عن فتح الباری بلفظہ مترجم نے کہا حدیث کی مناسبت باب سے ظاہر ہے کیونکہ اسمیں حدثونی
اور حدثنا کا لفظ ہے اور یہ باب انہی لفظوں کی تحقیق کے لیے لایا گیا ہے **باب** طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلٰی
اَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ باب بیان میں اسکے کہ امام اپنے لوگوں سے سوال کر سکتا ہے انکا علم
آزمانے کو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس باب میں بھی حدیث ابن عمر کی بیان کی جو ابھی گذری لیکن
دوسری اسناد سے تاکہ تکرار بلا فائدہ نہ ہو اور کرمانی نے جو کہا کہ بخاری نے اکثر تقلید کی اپنے مشائخ کی یہ قابل قبول
کے نہیں کیونکہ بخاری کی وسعت علم اور قوت تصرف سے جو واقف ہے ایسے کسی شخص نے نقل نہیں کیا کہ وہ تراجم ابواب میں
کسی کے مقلد تھے اور اگر ایسا ہوتا تو انکو اوروں پر فضیلت کیا ہوتی اور بہت سے اماموں سے منقول ہے کہ بخاری کی کتاب جو اور
کتابوں سے ممتاز ہے وہ اس وجہ سے بھی ہے کہ انکی نظر بہت باریک تھی تراجم ابواب میں اور کرمانی کے کلام سے یہ فضیلت
بالکل مٹ جاتی ہے کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے تراجم ابواب میں اپنے مشائخ کی تقلید کی اسکے سوا قتیبہ اور خالد بن مخلد
دونوں کی کوئی کتاب ابواب میں نہیں ہے تو تفریق ابواب میں کیا ہوگی اور کرمانی نے اس کلام کو اپنی شرح میں کئی بار بیان کیا

اور بیچ کرمانی سے پہلے جو عالم گذرے ہیں ان میں سے کسی کا کلام ایسا نہیں پایا جس سے کرمانی کے قول کی تائید نکلی انتہی مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری کی وقت نظر اور باریکی فہم اور حسن استنباط کے ثبوت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حدیث کو اپنی کتاب میں آٹھ بابوں میں لائے ہیں اور کس خوبی اور باریکی سے اس سے مختلف مسائل نکالے ہیں اب وہ جاہل جو کہتا ہے کہ امام بخاری صرف حدیث کے حافظ تھے اور فقہ میں کامل نہ تھے کس منہ سے ایسی بات نکالتا ہے خدا اسکو ہدایت کرے اور اسکا بیان مقدمہ کتاب میں گذرا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے خالد بن مخلد (ابو الہیثم قطوانی بجلی کوفی) نے (اس راوی میں لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن ابن عدی نے کہا اسمیں کچھ برائی نہیں اور بخاری کا اس سے روایت کرنا اسکی توثیق کے لیے کافی ہے) انہوں نے کہا ہمسے حدیث بیان کی سلیمان بن بلال ابو محمد تیمی قرشی مولی فقیہ مشہور نے (وہ بربری تھے خوبصورت اور مرے سنہ ۱۷۲ میں ہارون رشید کی خلافت میں) انہوں نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں میں ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہی مثال ہے مسلمان کی تو بیان کرو مجھ سے وہ کونسا درخت ہے یہ سنکر لوگ جنگل کے درختوں میں پڑے عبد اللہ نے کہا میرے ذہن میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے شرم سے نہیں کہا پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بیان کیجیے وہ کونسا درخت ہے آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے **ف** قسطلانی نے کہا حدیث کو دوبارہ لانے سے یہ غرض ہے کہ اختلاف سند معلوم ہو جس سے تعداد مشائخ اور وسعت روایت معلوم ہوتی ہے اور وہ حکم بھی نکلتا ہے جسکے لیے باب بنایا گیا اور اس سے دقت نظر تراجم ابواب کے تصرف میں پیدا ہوتی ہے انتہی **باب** مَا جَاءَ فِي الْعِلْمِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا باب بیان علم کے فرمایا اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو کہہ اے مالک میرے زیادہ کر علم میرا **ف** یہ باب اس عبارت کے متن قسطلانی مطبوعہ مصر میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں نہیں ہے قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابو ذر اور ابو الوقت کی روایت میں یہ باب ساقط ہے اور اصیلی اور ابو ذر اور ابن عساکر کی روایتوں میں اسکے بعد کا باب ساقط ہے **باب** الْقِرَاءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ باب محدث کے سامنے پڑھنے کے اور اسپر عرض کرنیکے بیان میں **ف** حدیث کی روایت جیسے یوں ہوتی ہے کہ محدث یعنی استاذ اور شیخ اپنے شاگرد کو حدیث سناوے اسیطرح یوں بھی ہوتی ہے کہ شاگرد

استاد کو اوسکی کتاب پڑھکر سناوے اسکی کتاب سے یا یاد سے اور چونکہ بعض سلف دوسری قسم کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے تھے اسواسطے امام بخاری یہ باب لائے اور اس سے یہ غرض ہے کہ استاد کو پڑھکر سنانا بھی مثل استاد سے سننے کے ہے اور اسطرح بھی حدیث کی روایت جائز اور قابل اعتماد ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے عرض کا عطف کیا قرارت پر کیونکہ قرارت عام ہے اور عرض خاص ہے مثلاً طالب جب پڑھے تو وہ قرارت ہے خواہ عرض کرے یا نکرے اور عرض بغیر قرارت کے نہیں ہو سکتا خواہ خود شیخ کے ساتھ عرض ہو یا دوسرے کے ساتھ شیخ کی حضوری میں غرض عرض قرارت سے بھی خاص ہے اور بعضوں نے عرض میں وسعت کی ہے اسطرح سے کہ شاگرد اصل کتاب شیخ کے سامنے پیش کرے وہ اسکو دیکھ لے اور اسکو صحیح سمجھ لے اور اجازت دے شاگرد کو اوسکے روایت کرنے کی ورنہ خود اوسکو پڑھ سناوے نہ شاگرد سے سنے اور حق یہ ہے کہ اسکو عرض مطلقاً نہیں بولتے بلکہ عرض مناولہ بولتے ہیں اور مطلقاً جب عرض بولتے ہیں تو وہی مراد ہے جسمیں قرارت ہوتی ہے امام بخاری نے اس مطلب کو ثابت کرنیکے لیے حسن بصری اور سفیان ثوری اور امام مالک کا قول بیان کیا معلقاً پھر آگے اوسکو وصل کیا اسناد سے تو کہا وَرَأَى

الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَاءَةَ جَائِزَةً اور حسن بصری اور سفیان ثوری اور امام مالک نے قرارت کو جائز کہا ہے

ف یعنی شاگرد کے پڑھنے کو استاد کے سامنے اور وہ جائز رکھتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایسی روایت کی نقل استاد سے صحیح اور قابل اعتماد ہے مگر ابو عاصم نبیل اور عبدالرحمن بن سلام جمحی اور وکیع نے اوسکو جائز نہیں کہا اور صحیح پہلا قول ہے بلکہ قاضی عیاض نے کہا اوسکے جواز میں اختلاف نہیں ہے اور امام مالک جو اسمیں اختلاف کرتا اوسپر بہت انکار کرتے اور کہتے حدیث میں کیونکر جائز نہوگا قرآن میں جائز ہے حالانکہ قرآن کی عظمت حدیث سے زیادہ ہے اور امام مالک کے بعض اصحاب نے کہا میں انکی صحبت میں سترہ برس تک رہا میں نے کسیکو نہیں دیکھا کہ امام مالک نے انکو موطا پڑھ کر سنائی ہو بلکہ لوگ انکو سناتے تھے (قسطلانی) ایک نسخہ میں اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ أَنَّهُمَا يَرَيَانِ الْقِرَاءَةَ وَالسَّمَاعَ جَائِزًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ إِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ حَدَّثَنِي وَسَمِعْتُ امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا میں نے ابو عاصم سے سنا وہ کہتے تھے سفیان ثوری اور امام مالک وہ تو قرات اور سماع دونوں کو جائز کہتے تھے حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسی نے سفیان سے بولے جب محدث کے سامنے پڑھا جاوے (یعنے شاگرد اسکے سامنے پڑھے) تو کچھ قباحت نہیں اگر شاگرد یوں کہے حدیث بیان کی مجھسے یا میں نے سنا اوس سے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت یہاں نہیں ہے وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ

فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آللهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ

الصَّلَوٰةَ قَالَ نَعَمْ فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهُ بِذٰلِكَ فَأَجَازُوهُ اور بعضے لوگ

عالم کے سامنے پڑھنے پر دلیل لائے ہیں ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے اونہوں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اللہ تعالیٰ نے
آپکو حکم کیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں آپنے فرمایا ہاں بس یہ قرارت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ضمام نے اس بات کی خبر دی
اپنی قوم کو اور انہوں نے جائز رکھا اوسکو **ف** یہ حدیث آگے سند کے ساتھ مذکور ہوگی اور اس حدیث سے صاف دلیل ہوتی
ہے قرارت کی جواز پر کیونکہ جیسے ضمام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک حکم شرعی بیان کیا اور آپنے تصدیق
کی ایسا ہی قرارت میں ہوتا ہے کہ شاگرد اپنے استاد کے سامنے پڑھتا ہے اور وہ اسکی تصدیق اور تصحیح کرتا ہے حافظ ابن
حجر نے کہا ان بعض لوگوں سے مراد حمیدی ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں انہوں نے اپنی کتاب نوادر میں لکھا ہے ایسا ہی کہا بعض
علما نے جنکو میں نے پایا اور انکی پیروی کی ہے میں نے مقدمہ میں اپنی شرح کے پھر جب ظاہر ہوا اسکے خلاف اور معلوم ہوا کہ اسکے
کہنے والے ابو سعید حداد ہیں بیہقی نے اسکو روایت کیا معرفت میں ابن خزیمہ کے طریق سے انہوں نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل
بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو سعید حداد سے سنا وہ کہتے تھے میرے پاس ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عالم پر پڑھنے کے باب میں انسے پوچھا گیا اس حدیث کو انہوں نے کہا وہ قصہ ہے ضمام بن ثعلبہ کا انہنے کہا کیا اللہ نے آپکو اسکا
کا حکم دیا آپنے فرمایا ہاں اور ضمام کی وہ حدیث جسکو امام بخاری نے آگے روایت کیا انس سے اس میں یہ ہے کہ ضمام نے اپنی قوم کو
خبر دی ان باتوں کی اور انہوں نے جائز رکھا اسکو بلکہ یہ مضمون اس حدیث کے دوسرے طریق میں ہے جسکو امام احمد وغیرہ نے ابن
اسحق سے نقل کیا اور انہوں نے حدیث بیان کی مجھسے ولید بن نویفع نے انہوں نے سنا کریب سے انہوں نے ابن عباس سے کہ بنی
سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو بھیجا پھر بیان کیا حدیث کو طول کے ساتھ اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ ضمام جب اپنی قوم کے پاس لوٹکر
آئے تو بولے کہ بیشک اللہ جل جلالہ نے ایک پیغمبر بھیجا ہے اور اسپر ایک کتاب اتاری ہے اور میں تمہارے پاس لایا ہوں
اس پیغمبر کے پاس سے ان باتوں کو جنکا تمکو حکم ہوا اور جس سے تمکو منع کیا تو امام بخاری نے جو کہا کہ انکی قوم نے
جائز رکھا یعنے انکی بات کو قبول کیا اور وہ اجازت مراد نہیں ہے جو اہل حدیث کی اصطلاح ہے (فتح الباری) وَاحْتَجَّ
مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُونَ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ اور امام مالک نے دلیل لائی ہے قرارت کے جواز پر چک
سے جو پڑھا جاتا ہے لوگوں پر (یعنے قرضداروں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ اسکو صحیح کہتے ہیں) پھر گواہ کہتے ہیں ہم کو فلاں
شخص نے گواہ کیا **ف** یعنے قرضدار نے جسنے تمسک سنکر قبول کیا تھا تو صرف اسکے سننے سے اور ہاں کہدینے سے اسپر
گواہی دینا جائز ہوئی اور اخبار تو گواہی سے کم ہے تو وہ بطریق اولیٰ سننے پر روایت جائز ہوگی ابن بطال نے کہا یہ دلیل
بہت پکی ہے کیونکہ شہادت اخبار سے تمام حالات میں زیادہ قوی ہے (قسطلانی) فتح الباری میں ہے صک کی جمع
صکاک اور صکوک ہے اور مراد صک سے وہ دستاویز ہے جسمیں مقر کا اقرار لکھا جاتا ہے پھر یہ دستاویز جب پڑھکر مقر کو سنائی

جا دی اور وہ ہان کہدیوے تو اوسپر گواہی دینا درست ہے اگرچہ وہ دوسرے کی عبارت کو زبان سے نہ پڑہے اسیطرح جب عالم کو کتاب
پڑہکر سنائی جاوے اور وہ اوسکا اقرار کرلے تو اوس سے روایت کرنا صحیح ہوگا انتہی ویقرأ علی المقری فیقول القاری اقرأنی
فلان دوسرے دلیل امام مالک یہ لائے ہین کہ پڑہنے والا استاذ کو قرآن سناتا ہے پہر کہتا ہے مجھکو قرآن فلان شخص نے پڑہایا ف
خطیب نے کفایہ مین ابن وہب کے طریق سے روایت کیا مین نے سنا امام مالک سے انسے پوچہا ان کتابون کو جو سنائی جاتی ہین
. . . . کیا سنانیوالا یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے فلان نے یعنے جس نے سنی ہے اونہون نے
کہا ہان ایسا ہی قرآن کا حال ہے ایک شخص دوسرے کے سامنے قرآن پڑہتا ہے پہر کہتا ہے مجھکو اُس نے پڑہایا اور حاکم نے
علوم الحدیث مین مطرف کے طریق سے روایت کیا مین امام مالک کی صحبت مین سترہ برس تک رہا اونکو نہ دیکہا کسیکو
موطا سناتے ہوئے بلکہ لوگ اونکو سناتے تہے اور مین نے انسے سنا وہ بہت انکار کرتے تہے اُس شخص پر جو جائز نہ رکہتا تہا سوا شیخ
کے لفظ سننے کے اور کہتے تہے یہ حدیث مین کیونکر جائز نہ ہوگا قرآن مین تو جائز ہے حالانکہ قرآن حدیث سے بڑا ہے حافظ ابن حجر
نے کہا اب اختلاف اسمین کہ شیخ کو سنانا جائز ہے یا نہین جاتا رہا اور یہ جائز نہ ہونا اہل عراق کے بعض متشددین کا قول تہا خطیب نے
ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اے عراق والو تم اپنا تشدد نہین چہوڑتے حالانکہ سنانا بہی سننے کی مثل ہے اور بعض اہل مدینہ
نے انکی مخالفت مین مبالغہ کیا اونہون نے یہ کہا کہ سنانا سننے سے زیادہ ہے اور نقل کیا اسکو دارقطنی نے غرائب مالک مین امام مالک
سے اور نقل کیا اسکو خطیب نے باسانید صحیحہ شعبہ سے اور ابن ابی ذئب سے اور یحیی بن سعید قطان سے اور اسکی وجہ یہہ بیان کی
کہ سننے مین اگر شیخ سے غلطی ہو جاوے تو شاگرد اسکا رد نہین کرسکتا برخلاف اسکے سنانے مین اگر شاگرد سے غلطی ہو تو شیخ اسکو
درست کرسکتا ہے اور ابو عبید سے روایت کیا اونہون نے کہا جب کوئی دوسرا میرے سامنے پڑہے تو وہ زیادہ مضبوط اور خوب
سمجہائی دیتا ہے مجھکو بہ نسبت اسکے کہ مین خود پڑہون اور یہ قول امام مالک سے مشہور ہے جیسے مؤلف نے اسکو نقل کیا اور سفیان
ثوری سے منقول ہے کہ وہ دونو برابر ہین اور جمہور کے نزدیک یہ قول مشہور ہے کہ شیخ کی زبان سے سننا سنانے سے بہتر ہے جب تک
کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہو جسکے وجہ سے سنانا بہتر ہو جاوے یہہ کلام فتح الباری) **حدثنا** محمد بن سلام قال
ثنا محمد بن الحسن الواسطی عن عوف عن الحسن قال لا باس بالقراءۃ علی العالم **ترجمہ** حدیث بیان کی
ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن حسن واسطی (بن عمران قاضی واسط) نے اونہون
نے روایت کی عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) سے اونہون نے حسن بصری سے اونہون نے کہا عالم کو پڑہکر سنانے مین کوئی حرج
نہین **ف** یعنے پڑہکر سنانے سے صحت روایت مین کوئی خلل نہین ہوتا جیسے عالم سے سننے مین فتح الباری مین ہے کہ
خطیب نے اس اثر کو پورے طور روایت کیا اونہون نے احمد بن حنبل سے روایت کیا انہون نے محمد بن الحسن واسطی سے اونہون نے عوف

اعرابی سے کہ ایک شخص نے حسن بصری کو کہا کہ اے ابو سعید میرا مکان دور ہے اور اختلاف سے بہت گھبراتا ہون
بہتر شاگرد کے پڑھنے میں آپکے نزدیک کوئی قباحت ہو تو میں آپ کو پڑھکر سناؤن اونہون نے کہا پروا نہیں میں تجھکو
پڑھکر سناؤن یا تو مجھکو پڑھکر سنا دے وہ شخص بولا میں یہہ کہون حدیث بیان کی مجھسے حسن نے اونہون نے کہا ہان لہ
ابو الفضل سلیمانی نے کتاب الحث علی طلب الحدیث میں سہل بن متوکل سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے محمد بن سلام نے وہ میں یہہ ہے کہ ہم نے حسن سے کہا یہ کتابیں جو ہمکو پڑھکر سنائی جاتی ہیں ان میں ہم کیا کہیں انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن نے انتہی **وحدثنا** عبید اللہ بن موسی عن سفیان قال اذا قرئ علی المحدث
فلا باس ان یقول حدثنی وسمعت ابا عاصم یقول عن مالک وسفیان القراءۃ علی العالم وقراءتہ سواء
ترجمہ اور حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسی (ابن باذام عبسی) نے اونہون نے روایت کی سفیان ثوری سے وہ کہتے تھے
جب حدیث پڑھی جاوے محدث کے سامنے تو کچھ قباحت نہیں اگر پڑھنے والا یون کہے حدثنی (جیسے اخبرنی کہنا صحیح ہے) امام
بخاری نے کہا سنے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد شیبانی بصری) سے سنا وہ کہتے تھے امام مالک اور سفیان ثوری دونون نے
کہا عالم کو پڑھکر سنانا اور عالم کا پڑھ سنانا دونو برابر ہیں **ف** صحت نقل اور جواز روایت میں مگر امام مالک کے نزدیک استاد
کو پڑھکر سنانا مستحب ہے اور دارقطنی نے ونسے نقل کیا کہ زیادہ مضبوط ہے عالم کے پڑھنے سے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ
شیخ کی قرات طالب کی قرات پر ترجیح رکہتی ہے اور بعضون کے نزدیک دونو برابر ہیں (قسطلانی) **حدثنا** عبد اللہ
ابن یوسف قال حدثنا اللیث عن سعید ہو المقبری عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر انہ سمع انس بن
مالک یقول بینما نحن جلوس مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد اذ دخل رجل علی جمل فاناخہ
فی المسجد ثم عقلہ ثم قال لہم ایکم محمد والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئ بین ظہرانیہم فقلنا
ہذا الرجل الابیض المتکئ فقال لہ الرجل یا ابن عبد المطلب فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اجبتک
فقال لہ الرجل انی سائلک فمشدد علیک فی المسئلۃ فلا تجد علی نفسک فقال سل عما بدا لک
فقال اسئلک بربک ورب من قبلک آللہ ارسلک الی الناس کلہم فقال اللہم نعم فقال انشدک
باللہ آللہ امرک ان نصلی الصلوات الخمس فی الیوم واللیلۃ قال اللہم نعم قال انشدک باللہ آللہ
امرک ان نصوم ہذا الشہر من السنۃ قال اللہم نعم قال انشدک باللہ آللہ امرک ان تاخذ ہذہ
الصدقۃ من اغنیائنا فتقسمہا علی فقرائنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم نعم فقال الرجل
آمنت بما جئت بہ وانا رسول من ورائی من قومی وانا ضمام بن ثعلبۃ اخو بنی سعد بن بکر رواہ

موسیٰ وعلی بن عبد الحمید عن سلیمان عن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھذا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (ابن سعد عالم مصر) نے انہوں نے روایت
کی سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر (بفتح نون و کسرہ میم قرشی مدنی) سے انہوں نے سنا انس
بن مالک رضی (صحابی مشہور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا اسمٰعیلی نے اس حدیث کو
یونس بن محمد سے روایت کیا انہوں نے لیث سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے سعید نے اور ابن مندہ نے بھی ایسا ہی
روایت کیا اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی کی روایت میں جو لیث اور سعید کے بیچ میں محمد بن عجلان وغیرہ کا واسطہ ہے وہ
وہم ہے یا محمول ہے اس پر کہ لیث نے پہلے اس حدیث کو سعید سے بواسطہ سنا ہو پھر بلا واسطہ اور اس حدیث کی اسناد میں ایک اور اختلاف
ہے وہ یہ ہے کہ نسائی اور بغوی نے اس کو حارث بن عمیر سے اور ابن مندہ نے ضحاک بن عثمان دونوں نے روایت کیا سعید مقبری
سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اور امام بخاری نے اس اختلاف کو قادح نہ سمجھا کیونکہ لیث سعید کے شاگردوں میں سب سے زیادہ
ہیں تو انہی کی روایت معتبر ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ سعید نے اس حدیث کو دونوں صحابیوں سے سنا ہو اور لیث کی روایت کو
ترجیح ہے اس وجہ سے کہ سعید کی روایت ابو ہریرہ سے ایک طریقہ معروف ہے اور اس سے عدول وہی کریگا جو ضابط اور
متقن ہو اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ضحاک کی روایت وہم ہے اور دارقطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث کو
عبید اللہ بن عمر اور انکے بھائی عبد اللہ اور ضحاک بن عثمان نے سعید سے روایت کیا عن ابی ہریرۃ اور یہ وہم ہے اور
صحیح لیث کی روایت ہے اور امام مسلم نے اسی وجہ سے یہ اسناد نہیں نکالا بلکہ روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن مغیرہ کے طریق
سے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس سے اور مؤلف نے آگے اس طریقہ کو بھی بیان کیا اور امام مسلم نے جس وجہ سے اگلی اسناد
کو نہیں نکالا وہ دوسرے اسناد میں بھی موجود ہے کیونکہ حماد بن سلمہ ثابت کے شاگردوں میں زیادہ ثابت ہیں اور انہوں نے
اس حدیث کو ثابت سے مرسلاً روایت کیا اور دارقطنی نے حماد کی روایت کو ترجیح دی انتہی مترجم کہتا ہے یہاں سے یہ
معلوم ہوا کہ امام بخاری کو امام مسلم پر فضیلت تھی معرفت حدیث اور ضبط اور اتقان میں کیونکہ امام بخاری نے پہلی
اسناد کو بیان کیا جو انکے نزدیک بیشک درست تھا اس خیال سے کہ بعضوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اسکو تائید دی دوسرے
اسناد سے اگرچہ اس میں بھی اختلاف تھا پر وہ تائید اور متابعت کے لیے کافی ہے اور دونوں طریقے ملکر اعلیٰ طریقہ کے درجہ کو پہنچ گئے
اور امام مسلم نے اس پر خیال نہ کیا اور صرف دوسرے طریقے پر اکتفا کی رحمہ اللہ تعالیٰ ت وہ کہتے تھے ہم ایک بار جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے مسجد میں (یعنی مسجد نبوی میں) اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار مسجد کے
اندر آیا پھر اونٹ کو بٹھلایا اور اسکو باندھ دیا مسجد میں بعد اسکے کہنے لگا تم میں محمد کس کا نام ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم تکیہ لگائے ہوئے تہے صحابہ کے بیچ میں بیٹھے تہے ف فتح الباری میں ہے کہ احمد کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اونٹ کو لٹا کر رہا کر دیا
تمیہ نکالکر بٹھا درست ہے اور باندھ دینے سے یہ مراد ہے کہ اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر اوسکے پاؤں دوہرا کرکے باندھ دیا
رسی سے اور ابن بطال نے اس سے یہ نکالا کہ اونٹ کا پیشاب اور لید پاک ہے کیونکہ جب تک وہ مسجد میں رہیگا اسکے پیشاب
اور لید سے امن نہیں ہو سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر انکار نہ کیا مگر یہ دلالت ضعیف ہے بلکہ احتمال ہے اور
ابو نعیم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونٹ مسجد میں نہیں لیگیا تہا اور احمد اور حاکم نے تصریح ابن عباس سے روایت کی
اوس میں یہ ہے کہ اوسنے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا پھر اسکو باندھا پھر مسجد میں گیا انتہی ت ہم نے کہا یہ جو
سفید رنگ مرد تکیہ لگائے ہوئے (سفید رنگ سے سرخی ملا ہوا کیونکہ آپ نرے سفید رنگ نہ تہے) وہ شخص بولا اے عبد المطلب
کے بیٹے (دادا کیطرف نسبت دی کیونکہ آپکے دادا آپکے والد سے زیادہ مشہور تہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں سنتا (جواب کہا) ف اور آپنے ہاں نہ فرمایا اسلیے کہ اس شخص نے جیسا آپکے شان کے لائق تہا اسطرح
خطاب نہ کیا اور اللہ تعالی فرماتا ہے رسول کو اسطرح نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ضمام کا یہ طور
اگر وہ مسلمان ہو کر آیا تہا تو عذر یہ ہے کہ وہ اس نہی سے واقف نہ ہوگا اور گنواروں کی عادت اسمیں باقی تہی اور وہ آگے کے
بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسنے کہا میں آپسے سختی کرونگا سوال میں اور یہی وجہ تہی کہ صحابہ کو پسند تہا کہ کوئی باہر والا
شخص آوے اور آپسے دین کی باتیں پوچھے کیونکہ صحابہ کو بلا ضرورت سوال منع تہا دوسرے وہ جرأت سے سوال
نہ کر سکتے تہے ثابت کی روایت میں انس سے ہمکو ممانعت ہوئی تہی قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کرنیکی تو ہمکو پسند تہا کہ جنگل کا کوئی عقلمند آدمی آوے اور آپسے سوال کرے اور ہم سنیں ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں
زیادہ کیا وہ لوگ ہم سے زیادہ جری ہوتے تہے کیونکہ صحابہ واقف تہے نہی سے اور گنوار لوگ معذور تہے بوجہ جہل
کے اور عقلمند کی خواہش اسلیے تہی کہ سوال عمدگی سے کرے اور ضمام کی عقلمندی ظاہر ہوئی اوسکے عذر کرنے سے
سوال سے پہلے اور ثابت کی روایت میں ہے کہ ضمام نے پہلے سوال کیا کہ آسمان کسنے بلند کیا اور زمین کسنے بچھایا
قسم دی انکو اوسکی کہ آپ سچ بیان کریں اسکے سوال کے جواب میں اور ہر سوال میں دوبارہ قسم دی تاکید کے لیے پھر
اقرار کیا تصدیق کا اور یہ دلیل ہے ضمام کی دانائی اور عقلمندی کی اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ابو ہریرہ کی
روایت میں ہے کوئی عمدہ سوال کرنیوالا اور مختصر سوال کرنیوالا ضمام سے زیادہ نہیں دیکھا (فتح الباری) ت
وہ شخص بولا میں آپسے کچھ سوال کرنیوالا ہوں اور میں سوال میں سختی کرونگا (اپنے اطمینان کے لیے) تو آپ غصے نہ ہوجیےگا
آپنے فرمایا پوچھ جو تو پوچھنا چاہے وہ بولا میں پوچھتا ہوں آپسے آپکو قسم دیکر آپکے رب کی اور آپسے پہلے جو لوگ

گذرے ہین انکے رب کی کیا اللہ تعالے نے آپکو بہیجا ہے سب لوگون کیطرف اپنا پیام سنانیکو آپنے فرمایا یا اللہ ہان
ف صرف ہان فرمانا کافی تہا مگر آپنے اللہ جل جلالہ کا نام لیا تبرک کیلیے گویا اللہ تعالے کو گواہ کیا اپنے دعوے پر اور
موسی کی روایت مین یون ہے پہر وہ شخص بولا آپنے سچ فرمایا پہر اوسنے کہا آسمان کو کسنے بنایا آپنے فرمایا اللہ نے وہ بولا
زمین اور پہاڑون کو کسنے پیدا کیا آپنے فرمایا اللہ نے وہ بولا پہاڑون مین فائدے کسنے بنائے آپنے فرمایا اللہ نے
وہ بولا تو قسم اوسکی جسنے آسمان کو پیدا کیا اور زمین کو اور بلند کیا پہاڑون کو اور اسمین فائدے بنائے کیا اللہ نے آپکو بہیجا ہے
آپنے فرمایا ہان اور ایسا ہی ہے مسلم کی روایت مین (فتح) ف پہر وہ بولا آپکو قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے
آپکو حکم کیا رات دن مین پانچ نمازین پڑہنیکا آپنے فرمایا یا اللہ ہان ف اصیلی کی روایت مین ان نصلی ہے صیغہ
متکلم سے یعنے آپکو حکم دیا کہ ہم لوگ ہر رات دن مین پانچ نمازین پڑہین قاضی عیاض نے کہا یہ روایت ٹہیک ہے اور مزید
ہے اوسکی ثابت کی روایت مین یون ہے ان علینا خمس صلوات فی یومنا ولیلتنا اور جسنے روایت مین تصلی تا سے
ہو تو مطلب مین کچہہ خلل نہوگا کیونکہ جو آپ پر واجب ہے وہ امت پر بہی واجب ہے جبتک آپکے ساتہہ خصوصیت کی کوئی دلیل
قائم نہو اور کشمیہنی اور سرخسی کی روایت مین الصلوۃ الخمس صیغہ مفرد مذکور ہے (فتح) ف وہ بولا مین آپکو
قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے آپکو حکم کیا اس مہینے مین (یعنے رمضان مین) ہر سال روزہ رکہنیکا آپنے فرمایا
یا اللہ ہان وہ بولا مین آپکو قسم دیتا ہون کیا اللہ تعالی نے آپکو حکم کیا کہ یہ صدقہ ہمارے مالدارون سے لیکر فقیرون کو ہمارے
بانٹیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہان تب وہ شخص بولا مین ایمان لایا اوسپر جو آپ لائے اور مین ایلچی ہون اپنی
قوم کا جو میرے پیچہے ہین اور مین ضمام ہون ثعلبہ کا بیٹا بنی سعد بن بکر کی قوم مین سے ف حافظ ابن حجر نے کہا
یہ جو ضمام نے کہا مین ایمان لایا یہ اخبار ہے اور یہی اختیار ہے بخاری کا اور ترجیح دی اوسکو قاضی عیاض نے کیونکہ
ضمام مسلمان ہونیکے بعد آیا تہا اور آپکے ایلچی کی زبانی اسکو دین کے احکام معلوم ہوگئے تہے مسلم کی روایت مین ہے آپکے
ایلچی نے کہا اور طبرانی کی روایت مین ہے ابن عباس سے ہمارے پاس آپکی کتابین آئین اور آپکے مخبر آئے اور حاکم نے
اس حدیث سے یہ نکالا کہ علو سند طلب کرنا بہتر ہے کیونکہ ضمام کو دین کی باتین آپکے ایلچی کے واسطہ سے معلوم ہوگئی تہین پہر
اونہون نے بلا واسطہ آپ سے سننا چاہا اور احتمال ہے کہ یہ انشاء ایمان ہو اور قرطبی نے اوسکو ترجیح دی کیونکہ حدیث مین
زعم کا لفظ وارد ہے اور زعم اوس قول کو کہتے ہین جسپر اعتبار نہو مین کہتا ہون زعم کا اطلاق یقینی بات پر بہی ہوتا ہے
اور اس روایت مین حج کا ذکر نہین کیا اور مسلم کی روایت مین حج کا ذکر موجود ہے ابن تین نے کہا حج اسوقت تک
فرض نہوا تہا اور یہ غلط ہے کیونکہ ضمام اسوقت آئے جب سوال منع ہوچکا تہا اور یہ ممانعت سورہ مائدہ مین ہے جو اخیر

مین ترمذی نے حدیث مین واقدی اور محمد بن حبیب نے جو کہا کہ نام شعبہ ہجری مین آئے تو صحیح نہین ہے بلکہ صحیح یہ ہے
کہ وہ سنہ ہجری مین آئے تھے ابن اسحاق اور ابو عبیدہ نے اسکا یقین کیا اور بدر زرکشی نے کہا کہ بخاری نے حج کو ذکر نہ کیا کیونکہ حج اوسکو
معلوم تھا حضرت ابراہیم کی شریعت سے اور انہون نے شاید مسلم بھی نہین لکھی اور کتاب ہو نکالا گیا ذکر اسحدیث سے یہ بھی نکلا
کہ خبر واحد پر عمل جائز ہے اور واکیطرف منسوب بنیاد درست ہے اور امر تفسیری پر قسم دینا درست ہے انتہی مختصر از فتح الباری
ف روایت کیا اس حدیث کو موسے اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے انہون نے ثابت سے انہون نے انس سے ف
اور موسی کی روایت موصولا ابو عوانہ کی صحیح مین اور ابن مندہ کی ایمان مین موجود ہے اور امام بخاری نے اسکو بیان نہین
کیا کیونکہ انہون نے سلیمان بن مغیرہ کی روایت کو حجت نہین سمجھا اور اسکے وصل مین بھی اختلاف ہے حماد بن سلمہ نے
اوسکو ثابت سے مرسلا روایت کیا اور دارقطنی نے اوسکو ترجیح دی اور علی بن عبد الحمید کی روایت کو ترمذی نے موصولا
روایت کیا امام بخاری سے اور دارمی نے۔ حافظ ابن حجر نے کہا نسخہ بغدادیہ مین جسکو صغانی نے صحیح کیا اور متعدد نسخون
سے مقابلہ کیا اس عبارت کے بعد یہ حدیث موجود ہے حدثنا موسی بن اسمعیل اخیر تک صغانی نے حاشیہ مین لکھا کہ یہ حدیث
کسی نسخہ مین نہین ہے مگر اس نسخہ مین جو فربری پر پڑھا گیا حافظ ابن حجر نے کہا مین نے بھی یہ حدیث کسی نسخہ مین نہین دیکھی
مترجم کہتا ہے نسخہ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث نہین ہے بلکہ اسکے بعد باب ما یذکر فی المناولۃ ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی مین
یہ حدیث موجود ہے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا سلیمان بن المغیرۃ قال ثنا ثابت عن
انس قال نهينا في القرآن ان نسأل النبي صلى الله عليه وسلم وكان يعجبنا ان يجيء الرجل من
اهل البادية العاقل فيسأله ونحن نسمع فجاء رجل من اهل البادية فقال اتانا رسولك فاخبرنا
انك تزعم ان الله عز وجل ارسلك قال صدق فقال فمن خلق السماء قال الله عز وجل قال فمن
خلق الارض والجبال قال الله عز وجل قال فمن جعل فيها المنافع قال الله عز وجل قال فبالذي
خلق السماء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فيها المنافع آلله ارسلك قال نعم قال وزعم
رسولك ان علينا خمس صلوات وزكوة في اموالنا قال صدق قال فبالذي ارسلك آلله امرك
بهذا قال نعم وزعم رسولك ان علينا صوم شهر في سنتنا قال صدق قال فبالذي ارسلك
آلله امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا حج البيت من استطاع اليه سبيلا قال صدق
قال فبالذي ارسلك آلله امرك بهذا قال نعم قال فوالذي بعثك بالحق لا ازيد عليهن شيئا ولا
انقص فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان صدق ليدخلن الجنة ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل

(تبوذکی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن مغیرہ (ابوسعید بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثابت نے انہوں نے روایت کی انس بن مالک سے انہوں نے کہا ہمکو منع ہوا تھا قرآن میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بلا ضرورت شدید کے) سوال کریں اور ہمکو اچھا معلوم ہوتا اگر کوئی جنگل کا آدمی عقلمند آوے اور آپسے (دین کی باتیں) پوچھے اور ہم سنیں (کیونکہ جنگل کے آدمی کو ممانعت کی خبر نہ ہوتی وہ بلا تکلف سوال کرتا) پھر ایک شخص جنگل والوں میں سے آیا اور اُسنے کہا آپکا پیام پہونچانے والا ہمارے پاس آیا اور ہم سے بیان کیا آپ فرماتے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ زعم کا اطلاق قول اور یقین پر بھی ہوتا ہے) کہ بیشک اللہ عزوجل نے آپ کو بھیجا ہے آپنے فرمایا اوس نے سچ کہا پھر اوس نے کہا تو آسمان کس نے پیدا کیا ہے آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا زمین اور پہاڑ کس نے پیدا کیے ہیں آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا تو پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں (جیسے سونے جانور طرح طرح کے میوے طرح طرح کے درخت) کس نے پیدا کیں آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے پھر اوس نے کہا قسم اوسکی جسنے پیدا کیا آسمان کو اور پیدا کیا زمین کو اور کھڑا کیا پہاڑوں کو اور اُن میں فائدے کی چیزیں بنائیں کیا اللہ نے آپکو بھیجا ہے آپنے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے ہمسے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں ہیں اور زکوۃ اپنے مالوں کی آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ایک مہینے کے روزے ہیں سال بھر میں آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر حج ہے خانہ کعبہ کا جو راہ پاوے آپنے فرمایا سچ کہا وہ بولا قسم ہے اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہاں وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم آپنے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو جنت میں جاویگا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث صرف نسخہ بغداد میں ہے جسکو صحیح کیا علامہ ابو محمد صغانی لغوی نے ابو وقت کی اصحاب سے سنکر اور متعدد نسخوں سے مقابلہ کرکے اور صغانی نے حاشیہ میں کہا کہ یہ حدیث تمام نسخوں میں ساقط ہے مگر اس نسخہ میں موجود ہے جو فربری پر پڑھا گیا ابن حجر نے کہا میں نے بھی کسی نسخہ میں اس حدیث کو نہیں دیکھا مترجم کہتا ہے یہ حدیث نسخہ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے جسنے اس ترجمہ میں ذکر کیا اور فتح الباری مطبوعہ مصر اور ارشاد الساری میں اس حدیث کا ذکر نہیں ہے لیکن روایت کیا اسکو امام مسلم نے اپنے صحیح میں امام نووی نے کہا صحابہ آرزو کرتے تھے کہ جنگل والوں میں سے کوئی عاقل شخص آوے کیونکہ اکثر جنگل والے عاقل نہیں ہوتے اور ان ہی لیے ایک حدیث میں ہے من بدا جفا یعنی جو جنگل میں رہا وہ اکھڑ ہو گیا اور اس وجہ سے کہ جو عاقل ہوگا وہ آداب سوال کو پہچانیگا نہ دوبارہ مشکل بات کو پوچھے گا اور یہ پوچھنے والا بہت عاقل تھا کیونکہ اُس نے ترتیب کی سوال میں

پہلے صانع عالم کو پوچھا پہر نبوت کو پہر نماز کو پہر زکوۃ کو پہر روزے کو پہر حج کو۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عوام مقلدین
کا ایمان صحیح ہے جب انکو ایمان حاصل ہو کالیقین ہو گو وہ اسکے دلائل کو نہ جانتے ہوں اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سائل کا ایمان صحیح کہا اور اسکو دلائل پہچاننے کی ضرورت نہیں بتلائی اور معتزلہ کے نزدیک مقلد کا ایمان صحیح نہیں ہے
انتہی مختصراً **باب** مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ باب بیان میں مناولہ کے
اور عالموں کے لکھنے کے علم کی بات کو اور شہروں کی طرف **ف** حافظ ابن حجر نے کہا جب مؤلف سماع اور عرض کے بیان سے
فارغ ہوئے تو حدیث روایت کرنیکے باقی طریقوں کو بھی بیان کرنا چاہا ان طریقوں میں سے ایک مناولہ بھی ہے اسکی
صورت یہ ہے کہ استاد اپنی کتاب شاگرد کو دیکر کہے یہ کتاب میں نے فلان شخص سے سنی ہے یا یہ میری تصنیف ہے تو اسکو روایت
کر مجھ سے اور عرض مناولہ کی صورت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وہ یہ ہے کہ شاگرد اپنی کتاب کو استاد کے سامنے لاوے اور جمہور
علما نے اس مناولہ سے روایت جائز کہی ہے اور جسنے قرات کو استاد کے سامنے کافی نہیں سمجھا اوسنے مناولہ کو بھی جائز نہیں
رکھا انتہی قسطلانی نے کہا یحیی بن سعید انصاری اور مالک اور زہری نے مناولہ کو مثل سماع کے قرار دیا ہے اور اس میں
حدثنا اور اخبرنا کہنا جائز رکھا ہے لیکن مناولہ کا رتبہ سماع سے کم ہے اکثر علماء کے نزدیک اور یہ مناولہ ہے عرض مناولہ بھی
کے سوا ہے جسکا بیان اوپر گذرا کہ شاگرد استاد کے سامنے کتاب لاوے اور مناولہ میں اجازت ضرور ہے اور اس سے وہ مناولہ نکل
گیا جسمیں اجازت نہ ہو مثلاً استاد شاگرد کو اپنی کتاب دیدیوے پر یہ نہ کہے کہ تو اسکو مجھ سے روایت کر ایسے مناولہ سے روایت کرنا درست
نہیں ہے انتہی **دوسری** صورت مکاتبہ ہے وہ یہ ہے کہ استاد اپنے ہاتھ سے خط لکھے یا کسی اعتباری شخص سے لکھواوے اور
وہ خط شاگرد کے پاس بہیجے اوسمیں یہ لکھے کہ یہ حدیث کو تو مجھ سے روایت کر اور مصنف نے اسکو مناولہ کے مثل قرار دیا اور بعضوں
نے مناولہ کو ترجیح دی ہے اسوجہ سے کہ مناولہ میں بالمشافہ اجازت ہوتی ہے نہ مکاتبہ میں اور اگلے علما کی ایک جماعت نے ان دونوں
میں اخبرنا کہنا جائز کہا ہے اور اسی وہی جو محققین کا مذہب ہے کہ مناولہ اور مکاتبہ کا بیان کردینا ضرور ہے تمام ہوا کلام
حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا مکاتبہ کی صورت یہ ہے کہ محدث کسی غائب شخص کو ایک خط لکھے اپنے ہاتھ سے
یا کسی ثقہ سے لکھوادے ضرورت سے ہو یا بے ضرورت درخواست سے ہو یا بے درخواست اسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یوں
لکھے فلان بن فلان کی طرف سے پہر کوئی حدیث اپنی مرویات سے لکھے ایک بار یا زیادہ یا تصنیف یا نظم اور مکتوب الیہ کو
اجازت دیوے اوسکی روایت کرنیکی مثلاً یوں لکھے میں نے تجھکو اجازت دی اسکی جو میں نے لکھا تیرے لیے یا تیری طرف
پہر اس خط کو طالب کے پاس کسی ثقہ کے ہاتھ بہیجے جو امین ہو اور اسکو بند کرکے اپنی مہر سے سربمہر کر دیوے تاکہ دغابازی کا ڈر نہ ہو
اور اس قسم کا مکاتبہ قوت اور صحت میں مناولہ کے مثل ہے اور مؤلف کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے مناولہ کو بہتر جانا ہے

دمی ہے اور کتابت مین لیث بن سعد اور منصور بن معتمر نے اخبرنا اور حدثنا کا اطلاق جائز کہا ہے اور جمہور کے نزدیک حدثنا
اور لیکن اوسکے بعد قید کا لگانا ضرور ہے مکاتبۃ یا کتابۃ اور جو کتابت اجازت سے خالی ہو تو مشہور قول یہ ہے کہ روایت درست
ہے انتہے وَقَالَ اَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى الْاٰفَاقِ اور حضرت انس رض نے کہا حضرت عثمان رض نے
مصحف لکھوائے پھر وہ مصحف ملکون کو بھیجوا دیے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ اثر ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے
جسکو مولف نے فضائل القرآن مین بیان کیا اور اس اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ سے روایت جائز ہے کس لیے کہ حضرت
عثمان نے ان ملکون والون کو حکم دیا اس لکھے ہوئے مصحف پر اعتماد کرینگے اور اوسکے خلاف مصحف کو چھوڑ دینے کا
اور اس روایت سے یہ غرض ہے کہ مصحف مکتوب کا اسناد حضرت عثمان تک ثابت ہو نہ اصل قرآن کا ثبوت کیونکہ اصل قرآن
متواتر تہا صحابہ مین انتہے قسطلانی نے کہا حضرت عثمان نے ایک مصحف مکہ مین بھیجا اور ایک شام مین اور ایک یمن مین
اور ایک بحرین مین اور ایک بصرے مین اور ایک کوفہ مین اور ایک مدینہ مین رہنے دیا اور مشہور یہ ہے کہ پانچ مصحف لکھوائے
تہے اور دانی نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مصحف لکھوائے تہے اور مین نے جو کتاب فنون قرات مین لکھی ہے
اوس مین اسکا زیادہ بیان ہے تو اوسکو دیکھنا چاہیے انتہے وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ
جَائِزًا اور عبداللہ بن عمر اور یحیے بن سعید اور امام مالک نے مناولہ کو جائز کہا ہے **ف** فتح الباری مین ہے کہ تمام نسخون
مین عمر بضم عین ہے اور مین اوسکو عمری ہی سمجھتا تہا اور تعلیق التعلیق مین یہ اثر انہی سے نکالا اور ایسا ہی یقین کیا کرمانی
نے پھر مجھے معلوم ہوا اس قرینہ سے کہ اونکو مقدم کیا یحیے بن سعید پر کہ وہ عمری نہین ہین کیونکہ یحیی عمری سے زیادہ
ہین سن اور مرتبہ مین بعد اوسکے مین نے تلاش کیا تو یہ اثر عبداللہ بن عمر بن خطاب سے صراحۃً نہین ملا لیکن مین نے ابوالقاسم
بن مندہ کی کتاب الوصیۃ مین بخاری کے طریق سے بسند صحیح ابو عبدالرحمن حبلی سے یہ روایت پائی کہ وہ عبداللہ رض
پاس ایک کتاب لیکر آئی جسمین حدیثین تہین اور کہا اسکو دیکھیے اور جو حدیثین ہین کہ آپ پہچانتے ہون اونکو رہنے دو
اور جو نہ پہچانتے ہون ونکو نکال ڈالون تو ذکر کیا اونہون نے خبر کو اور یہ اصل ہے عرض مناولہ مین اور احتمال ہے کہ یہ عبداللہ
عمر بن خطاب کے بیٹے ہون کیونکہ حبلی نے اونسے سنا ہے اور احتمال ہے کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہون کیونکہ حبلی کی روایت
اونسے مشہور ہے انتہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ تقدیم التعیین کو مستلزم نہین ہے اور جو کوئی اس کا دعوی کرے اسکو ملازمت ثابت
کرنا چاہیے اور حبلی نے جو صرف عبداللہ کہا تو باعتبار اصطلاح اہل حدیث کے عبداللہ بن مسعود مراد ہونا چاہیین اور عمرو بن عاص
کے بیٹے اوسوقت مراد ہوسکتے ہین جب اصل کتاب مین عمرو وارد ہوتا حالانکہ وارد صحیح بخاری کسی نسخہ مین نہین ہی حافظ ابن حجر نے
انتقاض الاعتراض مین اسکا یہ جواب دیا کہ ملازمت ثابت نہ ہونے سے اسکی نفی بہی ضرور نہین اور جہان قرینہ موجود ہو وہان ثبوت

ملازمت ظاہر ہے اور وہ قرینہ تقدیم ہے کیونکہ تقدیم سے اہتمام نکلتا ہے اور اہتمام اوسکا زیادہ ہے جو سن اور توثیق مین زیادہ ہو اور عبداللہ کا حصر عبداللہ بن مسعود مین غلط ہے ائمہ نے اسکے خلاف تصریح کی ہے خطیب رح نے نقل کیا ہے کہ جب مصر کے لوگ عبداللہ کہین تو مراد عبداللہ بن عمرو بن عاص ہین اور جب کوفی عبداللہ کہین تو مراد عبداللہ بن مسعود ہین اور حبلی تو مصری ہین معترض رحم کہتا ہے کہ علامہ عینی نے یہہ غلطی کی اور اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ علم رجال مین حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ رکھتے تھے اونہون نے یہ غور نہین کیا کہ حبلی کس ملک کے ہین اور عبداللہ بن مسعود رضہ کوفہ مین رہے تھے اسواسطے اہل کوفہ کی اصطلاح مین عبداللہ جب مطلق بولین تو عبداللہ بن مسعود مراد ہوتے ہین اور مصر مین عبداللہ بن عمرو بن عاص بہت رہتے تھے انکی اصطلاح مین عبداللہ سے مراد وہی ہوتے ہین اور شاید اہل مدینہ کی اصطلاح مین مطلق عبداللہ سے مراد عبداللہ بن عمر رضہ ہوتے ہون کیونکہ عبداللہ بن عمر اکثر مدینہ منورہ مین رہے اب رہا عینی کا یہ اعتراض کہ اگر یہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہوتے تو صحیح بخاری کے کسی نسخہ مین عمرو واو سے ہوتا حالانکہ تمام نسخون مین یہ لفظ بغیر واو کے ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حافظ صاحب نے اسی خیال سے پہلے یہ احتمال بیان کیا کہ یہ عمر بن خطاب کے بیٹے ہون اور تقدیم اس احتمال کی قرینہ ہے اوسکے قوی ہونے پر اوسکے بعد احتمال بیان کیا کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہون اور ظاہر ہے کہ احتمال سے کوئی امر مانع نہین ہے عینی کا اعتراض اسوقت صحیح ہوتا جب حافظ صاحب یقیناً یہ کہتے کہ یہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور جائز ہے کہ لکھنے والے سے سہواً واو چھوٹ گئی ہو پہر سب نسخون مین اسیکا اتباع کیا گیا ہو قسطلانی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عمر بن عاصم بن عمر بن خطاب ہین ابو عبدالرحمن قرشی مدنی عدوی جنکا انتقال سنہ مین ہوا یا عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور اول کا یقین نہ کیا کرمانی وغیرہ نے اور یہی موافق ہے صحیح بخاری کے تمام نسخون کے کیونکہ سب نسخون مین عمر رضہ عین پہ سقوط واو مذکور ہے انتہی حافظ ابن حجر نے کہا یحیی بن سعید اور مالک کے آثار کو حاکم نے علوم الحدیث مین روایت کیا اسمعیل بن ابی اویس کے طریق سے انمین یہ ہے کہ مینے سنا اپنے ماموں امام مالک بن انس سے وہ کہتے تھے مجھسے یحیی بن سعید انصاری نے کہا جب وہ عراق کو جانے لگے میرے لیے ابن شہاب کی سو حدیثون کو چنو تاکہ مین اونکو روایت کرون تمسے امام مالک نے کہا مینے ان حدیثون کو لکھا اور یحیی بن سعید کے پاس بہیجدیا اور راہرمزی نے ابن ابی اویس ہی کے طریقہ سے روایت کیا امام مالک سے کہ حدیث کی روایت کرنیکے طریقون مین یہ ہے کہ تو عالم کے سامنے پڑہے پہر یہ ہے کہ عالم تیرے سامنے پڑہے اور تو سنتا ہو پہر یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب تجھکو دیدیوے اور کہے اس کو روایت کر مجھسے انتہی

وَاحْتَجَّ بَعْضُ اَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِاَمِيْرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَاْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَاَهُ عَلَى النَّاسِ فَاَخْبَرَهُمْ بِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور بعض حجاز

(جو ملک عرب کا جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف ہے) والون نے دلیل لائی ہے مناولہ پر اس حدیث سے جسمین یہ ہے کہ جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے سردار کے لیے (یا لشکر کے سردار کو) ایک خط لکھا اور فرمایا مت پڑھنا اسکو یہانتک
کہ تو فلان مکان میں پہونچے پھر جب وہ اس مقام میں پہونچا تو اس خط کو پڑھا لوگون کے سامنے اور جو آپ کا حکم تھا وہ لوگون
کو سنا دیا **ف** فتح الباری میں ہے کہ یہ حجاز والے حمیدی تھے (جو شیخ ہین امام بخاری کی) انہون نے یہ نوادر میں بیان کیا
اور امام بخاری نے اسحدیث کو اپنی کتاب میں موصولاً نہین ذکر کیا پر یہ حدیث صحیح ہے اور مین نے اسکو دو طریقون سے
پایا ایک طریقہ تو مرسل ہے اسکو ابن اسحاق نے مغازی میں بیان کیا یزید بن رومان سے اور ابو الیمان نے اپنے نسخہ
مین شعیب سے اونہون نے زہری سے پھر زہری اور یزید دونو نے روایت کیا عروہ بن الزبیر سے اور دوسرا طریقہ موصول
ہے اوسکو طبرانی نے روایت کیا جندب بجلی سے اور اسناد اسکا حسن ہے پھر اسکا ایک شاہد مینے پایا ابن عباس کی روایت
سے طبری کی تفسیر مین اور یہ سب طریقے ملکر صحیح کر دیتے ہین حدیث کو اور اس سریہ (لشکر کے ٹکڑے) کے سردار عبداللہ بن جحش
اسدی تھے جو حضرت ام المومنین زینب رض کے بھائی تھے اور یہ سنہ ۲ ہجری مین سردار بنائے گئے تھے بدر کی لڑائی سے پہلے اور
انکے لشکر مین بارہ مہاجرین تھے اور جندب کی روایت مین یون ہی ہے گول گول پہا تا تک کہ فلان مقام پر پہونچ جاوے اور
عروہ کی روایت مین یون ہے جب تو دو دن کا سفر کر چکے تو خط کو کھول اونہون نے وہین کھولا اوسمین یہ لکھا تھا کہ
تو چلا جا یہانتک کہ نخلہ کو پہونچ جاوے (وہ ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچمین) پھر لا ہمارے پاس قریش کی خبرین
کو اور کسی پر جبر مت کر جندب کی روایت مین ہے تو دو آدمی لوٹ آئے اور باقی لوگ چلے گئے وہ عمرو بن حضرمی سے ملے
اوسکے ساتھ ایک قافلہ تجارتی قریش کا ان لوگون نے اوسکو مار ڈالا تو عمرو بن حضرمی پہلا کافر ہے جو اسلام کے زمانے
مین مارا گیا اور یہ رجب کی پہلی تاریخ مین ہوا اوسکے ساتھ جسقدر مال اسباب تھا وہ لوٹ لائے یہ پہلی لوٹ تھی جو مسلمانو
کو ملی اور مشرکین نے مسلمانون پر عیب کیا تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ اخیر تک اسحدیث
سے مناولہ کا ثبوت ظاہر ہے اسلیے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب انکو حوالے کی اور حکم کیا وہ کتاب اپنے ساتھ
والون کو سنا دینا تاکہ جو اسمین لکھا ہے اسپر عمل کرین اسمین مناولہ بھی ہے اور مکاتبہ بھی ہے اور بعضون نے اس استدلال
پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب مین تغیر اور تبدل کا اندیشہ نہ تھا اس وجہ سے کہ صحابہ سب عادل اور امین تھے اور بعد انکے
ایسا بہروسا نہین ہوسکتا تو قیاس اس کتاب پر کیونکر جائز ہوگا مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ کتاب کا اعتبار اسی صورت
مین ہوتا ہے جب اوسپر مہر ہوا اور اسکا لانے والا معتبر اور امین ہو اور مکتوب الیہ اپنے استاد کا خط پہچانتا ہو اسیطرح اور
شرطون کیساتھ جنکی وجہ سے تغیر اور تبدل کا اندیشہ نہ رہے اور ایسی کتاب کا قیاس اس کتاب پر ہو سکتا ہے انتہے ناقل

الحافظ رحه حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال حدثني ابراهيم بن سعد عن صالح عن ابن شهاب عن
عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود ان عبد الله بن عباس اخبره ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم بعث بكتابه رجلا وامره ان يدفعه الى عظيم البحرين فدفعه عظيم البحرين الى كسرى فلما قراه
مزقه فحسبت ان ابن المسيب قال فدعا عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يمزقوا كل ممزق

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن عبداللہ نے (جو ابو اویس کے بیٹے ہیں) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن سعد (سبط عبدالرحمن بن عوف) نے انہوں نے روایت کی صالح (بن کیسان غفاری مدنی) سے انہوں نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اور انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے انہوں نے کہا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اپنا خط ایک شخص کے ہاتھ (وہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی تھے جیسے اوپر مغازی میں بیان کیا) اور حکم کیا اسکو وہ خط بحرین کے رئیس کو دینے کا (بحرین ایک شہر ہے بصرہ اور عمان کے بیچ میں وہاں کے رئیس کا نام منذر بن ساوی تھا) بحرین کے رئیس نے وہ خط کسرے کو دیا (کسرے کہتے ہیں ایران کے بادشاہ کو یہ کسرے پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا اور جسنے کہا کہ نوشیروان تھا اسنے غلطی کی) کسرے نے جب اس خط کو پڑھا تو اسکو چاک کر ڈالا (اس مردود نے اس خط کی حقارت کی) ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں سعید بن مسیب نے کہا (جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اوسنے آپکا خط چاک کر ڈالا تو آپ غصے ہوئے) پھر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی کسرے والوں پر خدا کرے وہ چاک کیے جاویں بالکل چاک **ف** یعنی حق تعالے انکو پھاڑ دیوے بالکل جیسے انہوں نے میرا خط پھاڑ ڈالا تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ پرویز خسرو جو اسوقت ایران کا بادشاہ تھا غرور اور نخوت کی راہ سے آپکے خط کو پھاڑ ڈالا اور یہ کہا کہ عرب کی یہ طاقت ہے کہ اتنے بڑے بادشاہ کو خط لکھے حق تعالے نے آپکی بددعا سے ایران کی سلطنت کو بالکل نیست و نابود کر دیا خود پرویز کا یہ حال ہوا کہ اسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور آخر حضرت عمر رض کی خلافت میں ایران کی سلطنت تمام دنیا سے اٹھ گئی اور آپ کی بددعا کی وجہ سے ایسی پرانی سلطنت اور ایسی زور و شکوت خاک میں ملگئی اور ایران کی بادشاہزادیاں عربوں کی لونڈیاں بنیں اور آجتک پارسیوں کو بالکل حکومت اور سلطنت نصیب نہیں ہوئی ہر جگہ دوسرے بادشاہ کے تابعدار اور رعیت بنکر رہتے ہیں یہ سزا ہے حق تعالی کی پیغمبر کی بے ادبی اور گستاخی کرنے کی برخلاف اسکے نصاری کے بادشاہ نے آپکے خط کی عظمت کی اور آپکے لیے تحفے اور ہدیے بھیجے گو قوم کے ڈر سے مسلمان نہ ہو سکا خدا تعالی نے نصاری کی سلطنت کو تباہ نہیں کیا اور آجکے زمانہ میں تو نصاری کا

غلبہ تقریباً دنیا کے تمام حصون مین ہوگیا ہے اور معلوم نہین کہ آیندہ سو برس مین کیا حالت ہوتی ہے اور مسلمانون کی
حکومت جو بالکل ضعیف ہوگئی ہے کیا اسکا نام ونشان بھی باقی رہتا ہے یا نہین گو اسلام قیامت تک باقی رہیگا اور
کہین نہ کہین مسلمانون کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہیگی ۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ کتابت کا قصہ تو ابن شہاب نے
موصولاً بیان کیا اور دعا کا قصہ مرسلاً بیان کیا اور اس حدیث سے مکاتبہ کا ثبوت تو ظاہر ہے اور مناولہ بھی نکل سکتا
ہے اسطرح سے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب اپنے ایلچی کے حوالے کی اور اسکو حکم دیا کہ بحرین کے رئیس کے
حوالے کرے اور کہے کہ یہ کتاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ اس ایلچی نے اس کتاب کو نہین سنا اور جو اسمین لکھا اسکو
نہین پڑھا قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی اہل مدینہ ہین اور اسمین ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے اور مؤلف
نے یہ حدیث مغازی اور خبر واحد اور جہاد مین نکالا اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد مین سے ہے یعنے امام مسلم نے اسکو نہین
نکالا اور نسائی نے سیر مین اسکو نکالا ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ
كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ
مَنْ قَالَ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَسٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مقاتل (ابوالحسن مروزی) نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو عبداللہ بن مبارک نے (اور جب صحابہ کے بعد کے لوگون مین مطلق عبداللہ بولتے ہین تو مراد وہی ہوتے ہین) انہون نے کہا
خبر دی ہمکو شعبہ (بن حجاج) نے اونہون نے روایت کی قتادہ (بن دعامہ سدوسی) سے انہون نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہون
نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا عجم کے بادشاہ کو یا روم کے بادشاہ کو یا لکھنا چاہا (اور یہ شک ہے
راوی کو یعنے انس بن مالک رض کو) لوگون نے آپسے عرض کیا وہ لوگ (عجم کے یا روم کے) وہی خط پڑھتے ہین جسپر مہر لگی ہو
تب آپنے ایک انگوٹھی بنوائی چاندی کی اسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ گویا مین آپکے ہاتھ مین اوسکی سفیدی دیکھ رہا ہون
شعبہ نے کہا مین نے قتادہ سے پوچھا یہ کسنے کہا اوسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ اونہون نے کہا انس نے **ف** اس بیان سے معلوم
ہوا کہ قتادہ نے یہ حدیث انس سے سنی ہے اور چونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے ہین اسلئے انکی معنعن روایت اتصال پر محمول
نہین جبتک سماع کی تصریح نہو جاوے امام بخاری نے اپنی کتاب مین جہان کسی مدلس راوی سے روایت کی ہے تو
وہان سماعت ثابت کی ہے یہ احتیاط سوا انکے اور کسی نے کم کی ہے حافظ ابن حجر رح نے فرمایا اس حدیث کے لانے سے
جو فائدہ ہے اس فقرہ سے نکلتا ہے کہ وہ لوگ وہی خط پڑھتے ہین جسپر مہر ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ پر
عمل کرنیکی یہ شرط ہے کہ کتاب پر مہر لگی ہو تاکہ تغیر کا وہم نہ رہے لیکن اگر لانے والا امین اور ثقہ ہو تو مہر سے بے نیاز

کی ضرورت نہین اور حدیث کا بیان جہاد اور لباس مین اگر خلاف ہے تو اوسکا قسطلانی نے کہا روم یا عجم کے لوگ
اوسی کتاب کو پڑھتے تھے جسپر مہر لگی ہو اس سے یہ غرض تھی کہ اونکے راز کی باتین کھلنے نہ پاوین فتح الباری مین کہا ہے کہ
امام بخاری نے روایت حدیث کے طریقون مین صرف اجازت کا ذکر نہین کیا جو خالی ہو مناولت اور مکاتبت سے اور
شاید امام بخاری اسکو کافی نہین سمجھتے ہین اور ابن مندہ نے یہ دعوے کیا کہ امام بخاری جہان قال لی کہتے ہین تو وہ اجازت
ہے اور یہ غلط ہے مین نے ایسے کئی مقامون کو دیکھا جہان اس صحیح مین قال لی کہا ہے اور اور کتابون کو حدثنا کے ساتھ
بیان کیا ہے اور امام بخاری صرف اجازت مین حدثنا کہنا جائز نہین سمجھتے تو معلوم ہوا کہ قال لی جہان کہا ہے
وہ روایت بھی مسموع ہے مگر اس لفظ کہنے سے شاید یہ غرض ہو کہ فرق ہو جاوے ان روایتون مین جو اُن کی شرط
موافق ہین اور جو اس درجہ کو نہین پہنچین واللہ اعلم انتہے **باب** مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ
وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا باب بیان مین دو شخصون کے جو جہان جگہہ پاوے وہان بیٹھ جاوے
اور جو حلقہ مین کچھ خالی جگہہ پاکر بیٹھ جاوے **ف** فتح الباری مین ہے اس باب کی مناسبت کتاب العلم سے یہی ہے کہ
مجلس اور حلقہ سے مراد حدیث مین علم کا حلقہ اور مجلس ہے تو طالب العلم کا ادب اس باب مین مذکور ہے اور اور سب کے باب عالم
کے صفات سے متعلق تھے انتہے **حدثنا** اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا
فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَآوَاهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ
وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے امام مالک نے اونہون نے روایت کی اسحق بن
عبداللہ بن ابی طلحہ (انصاری بخاری) سے جو انس کے اخیافی بھائی کے بیٹے تھے انہون نے کہا کہ ابو مرہ (یزید) نے جو
مولے تھے عقیل بن ابی طالب کے اونکو خبر دی ابو واقد لیثی (حارث بن مالک صحابی) سے سنکر (یہ بدری ہین بعضون کے نزدیک
اور انسے اس کتاب مین ایک ہی حدیث مروی ہے) انہون نے کہا جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مرتبہ مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپکے پاس بیٹھے تھے (آپ انکو دین کی باتین سکھلا رہے تھے) اتنے مین تین

آدمی آئے تو دو شخص آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے اور ایک شخص چلدیا ارشاد یہ تینون شخص ادہر سے
آئے اور مسجد مین سے ہوکر گذرے جیسے انس کی روایت مین ہے کہ تین آدمی گذرنے لگے جب انہون نے آپکی مجلس دیکھی تو دو
ان مین سے آپکی پاس چلے آئے اور تیسرا چلدیا پہر وہ دو شخص آپکی مجلس پر کہڑے ہوئے **ف** فتح الباری مین ہے کہ
اسحدیث کے راوی ابو واقد لیثی ہین اور نسائی کی روایت مین ابو مرہ کی سماع کی ابو واقد سے تصریح ہے اور ابو واقد کا نام
حارث بن مالک یا حارث بن عوف ہے اور بعضون نے کہا عوف بن حارث اور اسحدیث کے راوی سب مدنی ہین اور یہ موطا مین
موجود ہے اور ابو واقد سے اوسکو روایت نہین کیا مگر ابو مرہ نے اور ابو مرہ سے صرف اسحق نے اور ابو مرہ نے انسے دو
تابعیون نے روایت کیا اور اسحدیث کا ایک شاہد ہے انس کی روایت سے اوسکو بزار اور حاکم نے روایت کیا اور اس روایت
مین اتنا ہی ہے کہ وہ دو شخص آپ پر کہڑے ہوئے یعنے آپکی مجلس پر اور موطا کے اکثر راویون نے یہ زیادہ کیا ہے کہ جب وہ
دو شخص کہڑے ہوئے تو اونہون نے سلام کیا اور ایسا ہی ہے ترمذی اور نسائی کی روایت مین اور مولف نے اسکو نہ
نماز کے باب مین سلام کا ذکر کیا اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت مین بہی سلام کا ذکر نہین ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے
کہ جو باہر سے آوے اوسکو سلام کرنا چاہیے اور جو شخص کہڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے شخص کو پہلے سلام کرے اور سلام کے جواب کا ذکر نہیں کیا
کیونکہ وہ مشہور ہے یا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص عبادت مین غرق ہو اوسکو سلام کا جواب دینا معاف ہے اور اسکی بحث
کتاب الاستیذان مین آویگی اور اس روایت مین یہ نہین ہے کہ دونون شخصون نے تحیۃ المسجد پڑہا تو اس وقت تک تحیۃ المسجد
مشروع نہوا ہوگا یا وہ بے وضو ہونگے یا پڑہا ہوگا لیکن راوی نے نقل نہ کیا یا اسوقت اوس نماز کا وقت نہ ہوگا یہ قاضی
عیاض نے اپنے مذہب پر کہا کیونکہ اونکے نزدیک اوقات مکروہ مین تحیۃ المسجد پڑہنا چاہیے اور یہ جو اسحدیث مین آیا ہے
کہ وہ دونو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہڑے ہوئے تو مراد یہ ہے کہ آپ کی مجلس پر کہڑے ہوئے یا علے عند کے معنون
مین ہے یعنے آپکے نزدیک کہڑے ہوئے انتہے علامہ عینی نے عمدۃ القاری مین حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ علے عند
کے معنون مین نہین آیا اور مین جسوقت اسحدیث کا ترجمہ لکھتا تہا اسوقت اتفاق سے موضع فرخ نگر مین تہا جو شہر حیدر
آباد سے سو کوس پر واقع ہے اور اسوقت شب کا وقت تہا کوئی کتاب لغت یا عربیت کی میرے پاس نہ تہی مین عینی کے اس
اعتراض کے جواب دینے مین متردد ہوا اور حافظ ابن حجر رح کے روح مقدس سے یہ کہا کہ اس اعتراض کا جو آپ جواب دیجیے
وہ مین اس ترجمہ مین لکھ دون کیونکہ میرے پاس اسوقت کوئی کتاب نہین ہے اوسیوقت میرے ذہن مین آیا کہ کتاب سیبویہ
مین موجود ہے کہ علے شاذ و نادر عند کے معنی مین آتا ہے اور امرؤ القیس شاعر مشہور عرب کا شعر اسکی تائید کے لیے موجود ہے
امرؤ القیس نے اپنے اس قصیدہ مین جو سبعہ معلقہ مین داخل ہے کہتا ہے وقوفا بہا صحبی علی مطیہم + یقولون لا تہلک اسی

ویحمل یہان علیٰ بالبداہت یعنے عندکے ہی اور صرف امرؤالقیس کا قول اسکے ثبوت کیلیے کافی تہا اور سیبویہ کا قول
جو امام ہے عربیت کا ایک کافی سند ہے اور تعجب ہے کہ علامہ عینی نے اس مشہور قصیدے پر بہی التفات نہ فرمایا ورنہ یہہ
اعتراض انکا ہیکو کرتے اور دوسرا شعر ابوالحسن عنابی کا موجود ہے وہ کہتا ہے وکنت بالبیداء اذا جاءنی رسول
علی املاک جرہم املاک جرہم ایک موضع ہے اور یہان بہی علی بمعنے عند کے ہے کیونکہ شاعر بیدا مین تہا تو رسول خود
املاک جرہم پر کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک ہو سکتا ہے واللہ اعلم **ت** پہر انکے دونون مین سے ایک نے حلقہ مین
خالی جگہہ پائی وہ بیٹہہ گیا اس سے یہ نکلا کہ مجالس ذکر کے لیے حلقہ کرنا مستحب ہے اور یہہ بہی نکلا کہ جسنے پہلے کوئی جگہہ حاصل
کرلی وہ اسکا زیادہ حقدار ہے) اور دوسرا شخص لوگون کے پیچہے بیٹہا اور تیسرا پیٹہہ موڑکر چلدیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپنے فرمایا کیا مین تمکو ان تینون آدمیون کا حال نہ بتلاؤن ان مین سے ایک نے تو پناہ لی
(یعنے جگہہ پکڑی) اللہ تعالیٰ کے پاس اللہ تعالیٰ نے اوسکو جگہہ دی اپنے پاس اور دوسرے نے شرم کی (اندر گہسنے مین) اللہ
تعالیٰ نے بہی اس سے شرم کی **ف** فتح الباری مین ہے جگہہ پکڑی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین
شریک ہو گیا اور اللہ نے اوسکو جگہہ دی یعنے اسکے فعل کی جزا اوسیطرح دی یعنے اپنی رحمت اور رضامندی مین شریک
کرلیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مجالس علم مین ادب کرنا مستحب ہے اور حلقہ مین جو جگہہ خالی ہو اوسکو بہر دینا بہتر ہے جیسے
نماز کی صف مین جو جگہہ خالی ہو اور ایسے خالی جگہہ کے بہرنیکے لیے گردنین پہاندنا درست ہے اگر کسیکو ایذا نہ ہو ورنہ
جہان جگہہ ملے وہین بیٹہہ جانا بہتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جو طلب خیر مین رحمت اٹہا دے وہ تعریف کے لائق ہے
اور یہہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہی اس سے شرم کی یعنے اندر گہسنے مین شرم کی اوسنے جیسے اسکے رفیق نے کیا اسنے حیا کی اللہ کے
رسول اور صحابہ سے یہ قاضی عیاض نے کہا اور انس نے اپنی روایت مین شرم کا سبب بیان کیا حاکم کی روایت مین ہے کہ دوسرا
شخص تہوڑا چلا پہر آنکر بیٹہہ گیا مطلب یہ ہے کہ اسنے شرم کی مجلس کے چہوڑ کر چلے جانے سے جیسے اوسکے تیسرے رفیق نے کیا اور
یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہی اس سے شرم کی اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر رحم کیا اور اسکو عذاب نہین دیا انتہے قسطلانی نے کہا یہ
طریق مشاکلت کے فرمایا کیونکہ حیا تغیر اور انکسار ہے جو انسان کو مذمت کے ڈر سے پیدا ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق مین محال
ہے تو اسکے مجازی معنے مراد ہونگے یعنے ترک عقاب گویا ملزوم کو ذکر کیا اور لازم کو مراد لیا انتہے مترجم کہتا ہے قسطلانی اور
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ دونون نے یہان خلف کا مذہب اختیار کیا اور حیا کی جو ایک صفت الٰہی ہے تاویل
کی اور سلف رحمہم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات مین یہ قول ہے کہ انکو اپنے ظاہری معنو پر رکہینگے اور انکی کیفیت کا علم اللہ
تعالیٰ کو سونپ دینگے اور پاکی کرینگے اوسکے ہر ایک نقص اور عیب کی صفت سے اور مخلوقات اور محدثات کی مشابہت

ہے پس جیسے سمع اور بصر اور نزول اور استوا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات ہین اسیطرح حیا بھی اسکی ایک
صفت ہے اور اسکی کیفیت وہ خوب جانتا ہے یہی طریقہ اسلم ہے اور اسی پر علما حدیث قدیما اور حدیثا چلتے آتے ہین
ت اور تیسرے شخص نے منہ موڑا اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی طرف توجہ نکی **ف** یعنے اسکی طرف سے منہہ پھیر لیا
اعراض کے لیے یہی معنے ہین اور تاویل کی کوئی ضرورت نہین حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ قسطلانی نے یہان بھی تاویل
کی ہے وہ کہتے ہین اعرض سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسپر غصے ہوا اور کہتے ہین کہ یہ بھی مشاکلت کے طور پر ہے کیونکہ اعراض
کے معنے دوسری طرف دیکھنا ہے اور یہ خداوند کریم کے لائق نہین ہے تو ضرور ہے کہ مجازی معنے مراد ہون یعنے سخط اور
غضب حالانکہ سخط اور غضب کی تاویل کچھہ فائدہ نہین دیتی کیونکہ سخط اور غضب کے معنے بھی یہ ہین کہ وہ جوش خون کا جو
انسان کو ایک ناگوار چیز کے دیکھنے یا سننے یا خیال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لائق نہین پھر اسکی بھی تاویل کرنا
پڑیگی اور شاید علامہ قسطلانی اور حافظ صاحب نے اس تاویل پر غور نہین کیا کیونکہ تاویل مین بھی وہی فساد موجود ہے
جو اصلی معنون مین تہا پس عمدہ وہی سلف کا مذہب ہے کہ پہلے ہی سے تاویل کی جڑ کاٹ دین اور ہر ایک لفظ کو اپنے معنے
پر رہنے دین اور مراد اللہ تعالیٰ کے سپرد کرین وہ خوب جانتا ہے حافظ ابن حجر نے فرمایا یہ حدیث محمول ہے اس شخص پر
جو بے عذر ایسی مجلس سے پیٹھہ موڑ کر چلا جاوے یہ جب ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو اور شاید وہ منافق ہو اور رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو اسکا حال معلوم ہو اور انس کی روایت مین ہے کہ اوسنے بے پرواہی کی اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی پرواہ نہ کی
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل معاصی کا حال زجر کے لیے بیان کرنا درست ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین اور یہ بھی نکلا
کہ علم کی مجلس مین شریک ہونا بہت افضل ہے اور عالم یا ذاکر کو علم یا ذکر کے لیے مسجد مین بیٹھنا بہتر ہے اور تعریف ہے
حیا کرنے والے کی اور بیان ہے بیٹھہ جانے کا جہان جگہہ ملے اور ان تین شخصوں کا نام اس حدیث کی کسی طریقہ مین مجھکو نہین
ملا نہ ان مین سے کسی کا نام معلوم ہوا انتہے **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى
مِنْ سَامِعٍ باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کبھی وہ شخص جسکو میرا کلام پہونچے
زیادہ یاد رکہنے والا ہوتا ہے اس شخص سے جسنے مجہہ سے سنا **ف** یعنے جو لوگ میرا کلام سنتے ہین اونکو چاہیے
کہ وہ کلام اور لوگون کو پہنچا دین جنہون نے مجہسے نہین سنا شاید وہ ان سے زیادہ ہون حافظے مین حافظ ابن حجر نے
کہا مولف نے اس باب مین جو حدیث بیان کی وہ اس ترجمہ کے معنون مین ہے اور ترجمہ بعینہ اسی لفظ سے مولف
نے روایت کیا کتاب الحج مین اور قطب حلبی اور دوسرے شراح سے غفلت ہوئی انہون نے کہا اس ترجمہ کو ترمذی نے
ابن مسعود رضہ سے روایت کیا حالانکہ ترجمہ خود اسی کتاب مین دوسری جگہہ موصولا مروی ہے انتہے ۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کو حدیث کی کتابیں اور عالموں سے زیادہ یاد تھیں خدا اُنکے درجے بلند کرے آمین ؎

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَاَمْسَكَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ اَوْ بِزِمَامِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ سِوٰى اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى اَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بشر (بن مفضل بن لاحق رقاشی بصری) نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن عون (عبد اللہ بن ارطبان بصری) نے اونہوں نے روایت کی (محمد) بن سیرین سے اُنہوں عبد الرحمن بن ابی بکرہ (بن حارث ثقفی بصری) سے (یہ سب سے پہلے اسلام کے زمانے میں بصرے میں پیدا ہوئے) اُنہوں نے اپنے باپ (ابو بکرہ دنفیعم) سے اُنہوں نے ذکر کیا جناب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ بیٹھے تھے اپنے اونٹ پر (منا میں یوم النحر کو حجۃ الوداع میں قسطلانی نے کہا آپ اونٹ پر بیٹھے لوگوں کو اپنا کلام سنانے کے لیے اور اونٹ کی پیٹھ کو منبر بنانا سنت ہے جب ضرورت نہو) اور ایک آدمی اونٹ کی نکیل تھامے

ف حافظ ابن حجر نے کہا بعض شارحوں نے اس آدمی کو بلال کہا ہے اور سند لی ہے نسائی کی روایت سے اُم حصین سے کہا کہ حج کیا میں نے تو بلال کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی نکیل کھینچے تھے اور سنن ابن عمرو بن خارجہ کے طریق سے مروی ہے کہ میں آپکے اونٹنی کی نکیل تھامے تھا پھر بیان کیا اُنہوں نے تھوڑا خطبہ آپ کا تو عمرو بن خارجہ کا نام لینا بلال سے اولے تھا اور ٹھیک یہ ہے کہ یہاں آدمی سے مراد ابو بکرہ ہیں اور یہ اسمٰعیلی کی روایت سے ثابت ہے جو اُنہوں نے ابن مبارک کے طریق سے ابن عون سے کی خود ابو بکرہ سے اُس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اپنی اونٹنی پر یوم النحر کو اور میں اُسکی نکیل تھامے تھا۔ اور نکیل تھامنے سے یہ غرض تھی کہ اونٹ ہلے نہیں یا بیباک نہیں اور آپ اطمینان سے خطبہ سناویں انتہے

ف یا باگ تھامے (یہ شک ہے راوی کا اور معنے ایک ہے قسطلانی نے کہا خطام اور زمام وہ رسی ہے جسمیں چھلا بندہا ہے اس چھلے کو برہ کہتے ہیں فتح الباری میں ہے کہ یہ شک ابو بکرہ کے بعد کے راویوں سے ہوا) پھر آپ نے فرمایا یہ کونسا دن ہے ہم خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا اور کوئی نام رکھیں گے اسکے نام کے سوا (ہم آپ کے ادب سے خاموش رہے) آپ نے خود ہی) فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ یوم النحر ہے آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے

یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ اس مہینے کا کچھ اور نام رکھیں گے اسکے نام کے سوا پھر آپ نے فرمایا کیا یہ ذی حجہ کا مہینہ نہیں ہے ہم نے
عرض کیا کیوں نہیں یہ ذی حجہ کا مہینہ ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مستملی اور حموی اور اصیلی کی روایت میں مہینے
کا سوال نہیں ہے اور نہ عبارت ہے یوم النحر قلنا بلی تو انکی عبارت یوں ہے کہ یہ کونسا دن ہے ہم خاموش رہے یہاں تک
کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا اور کچھ نام رکھیں گے اوسکے نام کے سوا آپ نے فرمایا کیا یہ ذی حجہ نہیں ہے اخیر تک اور اسکی
توجیہ ظاہر ہے گویا کل کا اطلاق کیا جز پر مجازاً کیونکہ یوم النحر ایک جز ہے ذی الحجہ کا اور دوسری روایتوں میں امام مسلم کی اور اور محدثین
کے وہی ہے جو کشمیہنی اور کریمہ کی روایت میں ہے (جو متن میں اوپر مذکور ہوئی) بلکہ مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ بھی سوال
ہے کہ یہ کونسا شہر ہے اور یہ سب ابن عون کی روایت میں موجود ہے اور مولف نے جو کتاب الاضاحی میں روایت
کی اوسمیں تینوں باتوں کا سوال موجود ہے ایوب کی روایت سے اور حج میں قرہ کی روایت سے وہ دونو ابن سیرین سے
روایت کرتے ہیں قرطبی نے کہا آپ نے یہ تین سوال کیے اور ہر ایک سوال کے بعد خاموش رہے اس سے یہ مطلب تھا کہ لوگ متوجہ ہو کر
دل لگا کر سنیں اور یہ سمجھیں کہ یہ نصیحت بہت بڑی نصیحت ہے اور سیوطی اسکے بعد یہ فرمایا تمہارا خون اور مال اخیر تک اور یہ مبالغہ
ہے ان اشیا کی حرمت کا اور وجہ تشبیہ کی حرمۃ یومکم الخ میں ظاہر ہے سامعین کے نزدیک کیونکہ شہر اور مہینہ اور دن کی حرمت
اونکے دلوں میں جمی تھی اور جان و مال کی حرمت اونکے دلوں میں ایسی نہ تھی وہ جاہلیت کے زمانہ میں انکو حلال جانتے تھے تو شرع
محمدی نے یہ ثابت کیا کہ مسلمان کی جان و مال اور عزت کی حرمت اس شہر مہینہ اور دن کی حرمت سے بھی زیادہ ہے اور
مشبہ بہ کی حرمت کی کمی کا اعتراض وارد نہ ہوگا اسلیے کہ خطاب مخاطبین کی عادت اور اصطلاح کے موافق ہے انکی عادت
میں مکہ اور ذی حجہ اور یوم النحر کی حرمت جان و مال اور عزت سے زیادہ تھی اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ صحابہ نے ان سب
سوالوں کا یوں جواب دیا کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے اور یہ اونکا حسن ادب ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ جن چیزوں کا
سوال کرتے ہیں ہم کو بھی بخوبی معلوم ہیں اور آپکا مطلب اس سوال سے اور ہے اور سیوطی انہوں نے یہ کہا ہم سمجھے کہ آپ اسکا
نام اور کچھ رکھیں گے سوا اسکے نام کے تو اسمیں اشارہ ہے کہ امور کلیہ کو شارع کے سپرد کر دینا چاہیے اور جو شخص حقائق شرعیہ
کو ثابت کرتا ہے اسکی دلیل ہے انتہی **ف** آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں
ایکدوسرے پر حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اس شہر میں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ خون
کا بہانا مال کا لینا عزت بگاڑنا ایکدوسرے کی حرام ہے قسطلانی نے کہا زرکشی اور برماوی اور عینی نے بھی یوں ہی معنے
کیے ہیں حالانکہ اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ افعال ناحق ناجائز ہیں اور حق سے جائز ہیں تو انتہا کا لفظ مقدر کرنا
بہتر ہے جسکے معنے ناحق لینے کے ہیں مترجم کہتا ہے کہ قسطلانی کا اعتراض ساقط ہے اسوجہ سے کہ ناحق کی قید بداہۃً عقل سے

ہر ایک عاقل کو معلوم ہو جاتی ہے اور جو کام حق سے کیا جاوے اسکی حرمت کی کوئی وجہ نہین اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے
سور کا کہانا حرام ہے اور دوسرا اعتراض کرے کہ اسمین قید لگانا چاہیے بشرطیکہ اضطرار کی حالت نہو کیونکہ اس قسم
کے قیود ظاہر ہین انکے لگانیکی حاجت نہین ورنہ ہر جگہ قیدین لگانا ہونگی اور کلام مین تطویل لاطائل لازم آویگی **ف**
جو شخص اسجگہہ حاضر ہے وہ یہ خبر غائب کو کر دے یعنے انکو بہی میرا یہ حکم سنادے یا تمام احکام سنادے شاید جو حاضر ہے وہ
ایسے شخص کو سنادے جو اس سے زیادہ یاد رکہنے والا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت مین ہے کہ جب آپ نے سوال
کیا تو ہم خاموش رہے اور مصنف نے حج مین جو روایت کی ابن عباس سے اوسمین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا
لوگون کو نحر کے دن پہر فرمایا یہ کونسا دن ہے لوگون نے عرض کیا حرام دن ہے تو ظاہراً دونون روایتون مین تعارض ہوتا
ہے اور جمع اس طور سے ہوگا کہ جس گروہ مین ابن عباس تہے انہون نے جواب دیا اور جس گروہ مین ابو بکرہ تہے انہون نے جواب نہین
دیا یا ابن عباس کی روایت بالمعنے ہے کیونکہ ابو بکرہ کی روایت مین جو مولف نے باب الحج والفتن مین نکالی یہ ہے کہ
آپنے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہین ہے صحابہ نے عرض کیا کیون نہین اور اسکا مطلب یہی ہے کہ یہ یوم حرام ہے اور غایۃ الامر یہ ہے
کہ ابو بکرہ کی روایت مفصل ہے اور ابن عباس کی مختصر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابو بکرہ ابن عباس کی نسبت آپ سے زیادہ
قریب تہے کیونکہ ابو بکرہ آپکے اونٹ کی نکیل تہامے ہوئے تہے اور بعضون نے کہا ہے کہ شاید دو خطبے آپنے پڑہے ہون انکی اگر یہہ
غرض ہے کہ یوم النحر کے دو خطبے پڑہے تو اسکی دلیل بیان کرنا ضرور ہے کیونکہ ابن عمر کی روایت مین جو مصنف نے کتاب الحج مین نکالی
یہہ ہے کہ یہ خطبہ یوم النحر کو تہا جمرات کے بیچ مین حج مین اور اس حدیث مین بہت سے فائدون کے جو اوپر مذکور ہوئے اور فائدے ہین۔
ایک تو ترغیب علم کے پہنچانے کی دوسرے جواز تحمل اہلیت سے پہلے تیسرے فہم کا شرط نہ ہونا ادا مین چوتہے متاخر کا فہم مین مقدم
سے زیادہ ہونا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے اور ابن منیر نے اس سے یہ نکالا کہ راوی کی تفسیر اورون کی تفسیر سے راجح ہے پانچوین جانور
کی پیٹہہ پر بیٹہنے کا جواز اور جو نہی اسمین وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے بے ضرورت ایسا کرنے پر چہٹے یہ کہ خطبہ بلند جگہہ پر کرنا
چاہیے تاکہ سب سامعین امام و خطیب کو دیکہین انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی بصری ہین اور مولف نے اسکو حج اور تفسیر اور
فتن اور بدء الخلق مین نکالا اور مسلم نے دیات مین اور نسائی نے حج اور علم مین **باب** تنوین کے ساتہہ اور یہ ساقط ہے
اصیلی کی روایت مین اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ علم مقدم ہے قول اور عمل پر **ف** فتح الباری مین ہے ابن منیر نے
کہا مولف کی غرض یہ ہے کہ علم شرط ہے صحت قول اور عمل کی تو قول اور عمل دونون کا اعتبار علم سے ہے اور علم مقدم ہے ان دونو
پر کیونکہ علم سے نیت صحیح ہوتی ہے اور نیت سے عمل صحیح ہوتا ہے تو مولف نے اسپر تنبیہ کی تاکہ کوئی اس قول سے کہ علم بغیر عمل کے نفع
نہین دیتا یہ نہ سمجہے کہ علم ذلیل ہے یا علم حاصل کرنے مین سستی کرے لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَبَدَأَ

بالعلم کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اپنے حبیب سرتاج انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پس جان تو کوئی عبادت
کے لائق نہیں یا کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے تو شروع کیا اللہ تعالے نے علم سے **ف** کیونکہ پہلے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا
پھر فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ اور یہ خطاب اگرچہ خاص رسول اکرم سے ہے مگر شامل ہے آپ کی امت کو اور سفیان بن عیینہ نے اس آیت
سے علم کی فضیلت پر استدلال کیا ہے جیسے ابو نعیم نے حلیہ میں اونسے روایت کیا ربیع بن نافع کے طریق سے اونہیں نے یہ
کہ سفیان نے اس آیت کو پڑھا پھر کہا تو نہیں سنتا کہ اللہ تعالے نے پہلے علم سے شروع کیا فرمایا اعلم پھر حکم کیا آپ کو عمل کا اور
اس سے متکلمین کے قول کی بھی دلیل نکلتی ہے کہ معرفت واجب ہے لیکن نزاع جیسا اور ہم نے بیان کیا وجوب تعلیم ادلہ میں ہے
بطور قوانین علم کلام کے اور اسکا کچھ بیان کتاب الایمان میں گزرا (فتح) وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا
الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ اور عالم پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے ترکہ چھوڑا علم کا یا عالم وارث ہوئے
علم کے (اگر ورّثوا تشدید سے پڑھو تو پہلا ترجمہ ہے اور جو ورثوا تخفیف سے پڑھو تو دوسرا ترجمہ ہے فتح الباری میں ہے کہ ترمذی
کی روایت ورّثوا بالتشدید کو تائید کرتی ہے) پھر جسنے علم حاصل کیا اوسنے پورا حصہ حاصل کیا **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے مصحح روایت کیا ابو الدرداء سے اور
حمزہ کنانی نے اسکو حسن کہا اور بعضوں نے اسکو ضعیف کیا بوجہ اضطراب کے اوسکی سند میں لیکن اسکے کئی شاہد ہیں
جنکی وجہ سے حدیث کو قوت ہو جاتی ہے اور مؤلف نے تو یہ نہیں کہا کہ وہ حدیث ہے اسیلئے یہ تعالیق میں شمار نہیں
کیجاتی لیکن ترجمہ باب میں اوسکا لانا دلیل ہے اس امر کی کہ اسکی اصل ہے اور اسکا شاہد قرآن میں موجود ہے اللہ تعالے نے
فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وارث مورث کی قائم مقام
ہے تو وارث کا حکم بھی مورث کا ہے جس باب میں وہ اسکے قائم مقام ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری کا مقصود اس
باب سے بیان ہے علم کے شان کا اور علم کی فضیلت کا اور اس قول سے علم کی فضیلت ظاہر ہے کیونکہ وہ میراث ہے انبیا کی اور
عالم وارث ہے نبی کا اور جیسے کوئی فضیلت نبوت سے زیادہ نہیں ہے اسیطرح کوئی شرف وراثت نبوت سے زیادہ نہیں ہے
پس نفس علم کی فضیلت ہے اگر اسکے ساتھ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ اور اس سے رد ہو گیا ان جاہلوں کا خیال جو عمل ہی کو اصل جانتے
ہیں اور علم کو بے حقیقت اور علما کو حقیر سمجھتے ہیں ان جاہلوں کو معلوم نہیں ہے کہ عمل کی اصل علم ہے اور بغیر علم کے کوئی
عمل صحیح نہیں ہے وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اور جو شخص
ایسے رستہ پر چلے جس میں تلاش کرتا ہے علم کو تو اللہ تعالے اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کر دیگا **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا یہ بھی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس ٹکڑے کو امام مسلم نے اعمش سے اونہوں نے ابو صالح سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کیا

اور روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور صحیح نہین کہا کیونکہ اعمش نے اوس مین تدلیس کی ہے اونہون نے کہا جیسے
حدیث بیان کی گئی ابوصالح کی مین کہتا ہون امام مسلم نے ابو اسامہ سے روایت کیا اونہون نے اعمش سے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابوصالح نے تو تدلیس کی تہمت جاتی رہی اور علم کا رستہ عام ہے شامل ہے تمام رستون کو علوم دین کی تحصیل کے
لیے اور اسمین قلیل اور کثیر سب داخل ہے اور جنت کا رستہ آسان ہوگا اوسکے لیے آخرت مین یا دنیا مین اسطرح سے کہ اوسکو توفیق
ہوگی اعمال صالحہ کی جو جنت کو پہنچاتے ہین اور اسمین خوشخبری ہے طالب العلم کے لیے کہ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان ہوتا
ہے انتہی مترجم کہتا ہے جو شخص طالبین علم کی مدد کرے علم حاصل کرنیکے لیے جیسے انکی لیے مدرسہ بناوے استاد رکھے اونکی خوراک اور
پوشاک کی تدبیر کرے اونکے لیے علم کی کتابین خرید دیوے وہ بھی اسی فضیلت مین داخل ہے اسیطرح جو دین کی کتابین
آسان کر دے پڑھنے والون کے لیے مثلاً اونپر شرح یا حاشیہ لکھے یا دوسری زبان مین اونکا ترجمہ یا تفسیر کرے یا دین کی
کتابون کو چھپوا کر نشر کرے یا دین کی کتابین خرید کرے بلا قیمت دیوے اُن محتاجون کو جو علم کے شائق ہین وہ بھی اس
فضیلت مین داخل ہے اور ہمارے زمانے مین جناب سید علامہ نواب مستطاب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر نے اس
فضیلت کو ایسا حاصل کیا ہے کہ شاید اونسے پیشتر کسی نے کم حاصل کیا ہوگا صدہا کتابین علوم دین مین خود تالیف فرمائین
اور صدہا کتابین بڑی بڑی حدیث اور تفسیر کی اپنی زر ذاتی سے چھپوا کر پھیلائین اور صدہا کتابین اردو زبان مین ترجمہ
کر کے اور ترجمہ کرا کر محتاجون کو بلا قیمت تقسیم کین اور ہر سال یہ سلسلہ برابر جاری ہے حق تعالی اونکی عمر اور علم مین برکت دیوے اور
اونکے لیے جنت الفردوس کا رستہ آسان کرے صحاح ستہ کا ترجمہ بھی انہی کی مدد اور اعانت سے دنیا مین پھیلا حق تعالی اسکو
بھی قبول فرماوے اور اپنے حبیب اکرم رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے ہمارا خاتمہ بخیر کرے اور ہمکو جنت مین
آپکی غلامی اور کفش برداری نصیب کرے آمین یا رب العالمین قسطلانی نے کہا مسند الفردوس مین سعید بن جبیر سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو طالب علم پر کیونکہ اوسکے بدن پر تعب ہوتا ہے اور جو وہ غرور نہ کرتا تو
علانیہ فرشتے اوس سے مصافحہ کرتے لیکن وہ غرور کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اوسپر غالب آوے جو اوس سے زیادہ جانتا
ہے انتہی وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اور فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے اللہ سے
اوسکے بندون مین وہی ڈرتے ہین جو عالم ہین یعنے اسکی قدرت اور سلطنت کو جانتے ہین پھر جو شخص جتنا علم زیادہ رکھتا
ہوگا اوتنا ہی اللہ تعالی سے زیادہ ڈریگا فرمایا نبی کریم علیہ الصلوة والسلام نے مین تم سب سے زیادہ ڈرتا ہون اللہ سے
اور تم سب سے زیادہ تقوی کرتا ہون اللہ کے لیے (قسطلانی) یہ تفسیر عبد اللہ بن عباس رض کی ہے (فتح) وَقَالَ وَمَا يَعْقِلُهَا
اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ اور فرمایا اللہ تعالی نے نہین سمجھتے ہین ان مثالون کو یعنے اونکی خوبی اور فائدون کو مگر عالم جنکو خدا نے عقل دی

دیا ہے اور علم عطا فرمایا ہے وہ فکر کرتے ہیں اور ہر بات کی تہ کو پہونچتے ہیں) وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ اور کہا جہنم والوں نے اگر ہم سنتے (رسول کی کلام کو اس طرح کہ اسکو سمجھتے اور قبول کرتے) یا عقل رکھتے (تمیز) تو ہم نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔ حافظ ابن حجر نے کہا عقل اور تمیز اور سننا اور قبول کرنا حق بات کا یہ اوصاف ہیں اہل علم کے تو مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ہوتے علم والے تو ہم جانتے جو واجب تھا ہمپر اور اسپر عمل کرتے اور جہنم سے نجات پاتے **ف** اس آیت میں اللہ جل شانہ نے کفار کی زبانی بیان کی جب وہ دوزخ میں پڑے ہونگے مطلب یہ ہے کہ ہم نے نہ خود حق کو تحقیق کیا اپنی عقل اور فکر سے اور نہ دوسرے عقل والوں کی بات سنی یعنے نہ مقلد ہوئے نہ محقق بلکہ اسر حق سے منہہ موڑا اور باطل اور طوفان جو شیطان نے سجھایا اسپر جمے رہے اسلیے ہم جہنمی ہوگئے وَقَالَ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور فرمایا اللہ تعالے نے کہہ اے محمد کیا برابر ہیں علم والے اور بے علم یعنے ہرگز نہیں علم والوں کا درجہ بہت بڑا ہے اور بے علم اونکے پاسنگ کو نہیں پہونچ سکتے

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ اور بعض نسخوں میں بجائے يُفَقِّهْهُ کے يُفَهِّمْهُ ہے اور ترجمہ ایک ہے یعنے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالے بھلائی کرنا چاہتا ہے اسکو دین میں سمجھہ دیتا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث خود مؤلف نے دو باب کے بعد نکالا اور اوس میں يفقهه ہے اور يفهمه کی روایت کو ابن ابی عاصم نے کتاب العلم میں ابن عمر کے طریق سے اور سعدان عمر سے مرفوعًا روایت کیا ہے اور اسناد اسکا حسن ہے اور فقہ اور فہم ایک ہے فرمایا اللہ تعالے نے لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا یعنے کوئی بات نہیں سمجھتے اور مراد فہم سے احکام شرعیہ میں انتہی وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ اور علم وہی ہے جو سیکھنے سے حاصل ہو **ف** یعنے علم حاصل کرنے کے لیے محنت سیکھنے کی اوٹھانا ضرور ہے کیونکہ بغیر سیکھنے اور محنت کیے علم حاصل نہیں ہوتا یہانتک کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی محنت اٹھائی اور اللہ تعالے نے انکی تعلیم کی فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ حافظ ابن حجر نے کہا یہ ایک حدیث ہے مرفوع جسکو روایت کیا ابن ابی عاصم اور طبرانی نے معاویہ سے آئین یہ ہے اے لوگو علم سیکھو کیونکہ علم سیکھنے ہی سے حاصل ہوتا ہے اور فقہ فقہ سیکھنے سے اور جسکے ساتھ اللہ تعالے بھلائی چاہتا ہے اوسکو دین میں فقہ یعنے سمجھہ دیتا ہے اسناد اسکا حسن ہے کیونکہ اوسمین ایک مبہم ہے اور اسکو تائید ہوتی ہے دوسرے طریقے سے اور روایت کیا بزار نے مانند اسکے ابن مسعود کی حدیث سے موقوفًا اور روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے مرفوعًا اور اس باب میں ابو الدرداء وغیرہ سے بھی روایت ہے تو دہوکا نہ کہانا چاہیے اس شخص کے قول سے جسنے اسکو امام بخاری کا کلام قرار دیا اور مطلب یہ ہے کہ علم وہی معتبر ہے جو پیغمبرن اور پیغمبرون کے وارثون سے حاصل کیا گیا سیکھ کر انتہی وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا

صہ قلت رواه الطبراني في الكبير عن معاوية ولفظه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا أيها الناس إنما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وإنما يخشى الله من عباده العلماء وفي إسناده راو لم يسم ۱۲ ترغيب منه

جملکی کا نقد تھا) اور ابو ذر غفاری نے جو صحابی مشہور رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اگر تم تلوار رکھو اسپر اور اشارہ کیا اپنی
گردن کیطرف تب بھی میں سمجھوں کہ میں ایک بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے پہنچا سکونگا گردن کٹنے سے پہلے تو البتہ میں پہنچا دونگا اسکو ف اپنی
اگر جان بھی جاتی ہو اور میں سمجھوں کہ ایک حدیث بیان کرنیکی فرصت ہو تو اوسکو بیان کر دونگا اور یہ کمال حرص تھی ابوذر
کی تعلیم علم پر اور مقصود اس سے طلب ثواب ہے کیونکہ جسقدر تعلیم علم میں مشقت زیادہ ہو اوسیقدر ثواب زیادہ ہے حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو ہم نے روایت کیا موصولاً مسند دارمی میں اوزاعی کے طریق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو کثیر نے یعنی مالک بن مرثد نے انہوں نے سنا اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں ابوذر رض کے پاس آیا اور وہ
جمرہ وسطی کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ اونکے پاس جمع تھے اور مسئلے پوچھ رہے تھے ایک شخص آیا اور اونکے پاس کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کیا تمکو ممانعت نہیں ہوئی فتوے دینیکی یہ سنکر ابوذر نے سر اوٹھایا اور کہا کیا تو میرا نگہبان ہے اگر تم تلوار رکھو
اخیر تک اور ابو نعیم نے حلیہ میں ایسی ہی روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ جس شخص نے اونسے یہ گفتگو کی قریش کا ایک شخص تھا اور
جسنے اونکو منع کیا تھا فتوے دینے سے وہ حضرت عثمان رض تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوذر شام کے ملک میں تھے اونسے
اور معاویہ سے بحث ہوئی اس آیت کی تفسیر میں وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ یعنی جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونے اور
چاندی کو اور اسکو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اونکو خوشخبری دے دکھ کی مار کی جسدن وہ گرم کیا جاویگا جہنم کی آگ میں پھر
داغا جاویگا انکی پیشانی اور پسلیوں کو اور پیٹھوں کو اُس سے اور اُنسے کہا جاویگا یہ وہ ہے جو گاڑ رکہا تھا تمنے اپنے لیے
اب چکھو اپنے گاڑے ہوئے خزانے کا مزا تو معاویہ نے کہا یہ آیت خاص اہل کتاب (یعنی یہود اور نصاری) کے حق میں اتری ہے
اور ابوذر نے کہا یہ آیت انکو اور ہمکو دونوں کو شامل ہے (اور صواب ابوذر کا قول ہے جو لوگ زکوۃ نہیں دیتے اور مال جوڑ
رکھتے ہیں مسلمان ہوں یا اہل کتاب سب اس وعید میں داخل ہیں اور جس مال کی زکوۃ دیجاوے وہ اگر گاڑا جاوے تب
بھی کنز نہیں ہے اور جس مال کی زکوۃ نہ دیجاوے وہ گو گاڑا نہ ہو تب بھی کنز ہے) پھر معاویہ نے حضرت عثمان کو اس بارے میں
لکھا اونہوں نے ابوذر کو بلا بھیجا اور ان میں اور ابوذر میں جھگڑا ہوا جسکی وجہ سے ابوذر مدینہ چھوڑ کر ربذے میں چلے
گئے (ربذہ ایک مقام ہے) پھر وہیں رہے یہانتک کہ وفات ہوئی انکی رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا اسکو نسائی نے
اور اسمیں دلیل ہے کہ ابوذر رض کے نزدیک امام کی اطاعت فتوے نہ دینے میں لازم نہیں ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ فتوے
دینا واجب ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں پہونچانے کا حکم دیا اور شاید انہوں نے وہ وعید سنی ہو
جو علم چھپانے والے کے باب میں آئی ہے اور ایسا ہی ایک واقعہ حضرت علی کو حضرت عثمان کے ساتھ پیش آیا اوسکا ذکر آگے
آویگا اور مراد ابوذر رض کی اس کلام سے یہ ہے کہ مجھکو دین کی باتیں سنانے میں اور دین کے مسائل بتلانے میں کسی کا ڈر نہیں ہے

بلکہ اگر تلوار بھی میری گردن پر ہو اور میں مرنے کے قریب ہوں اسوقت بھی اگر کچھ مہلت ملے تو دین کی بات جو سنی ہو ادا کرونگا اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنادونگا - اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعلیم علم پر حرص کرنا چاہیے اور تعلیم علم میں جو تکلیف پیش آوے اوسپر صبر کرنا چاہیے کیونکہ اوسمیں بڑا ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات کہنے میں اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بیان کرنے میں کسی بادشاہ یا امام کے حکم کا خیال کرنا ضرور نہیں بلکہ جو حکم بادشاہ یا امام کا خلاف شرع ہو وہ لغو ہے اسکا ماننا ضرور نہیں وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ عُلَمَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہوجاؤ ربانیین (جیسے قرآن میں وارد ہے) یعنے بردبار (غصہ پینے والے) سمجھدار عالم (یہ تفسیر ابن عباس کی اور بیضاوی نے کہا ربانی یعنے کامل علم اور عمل میں اور امام بخاری نے نقل کیا بعض لوگوں سے) اور کہا جاتا ہے کہ ربانی وہ جو تربیت کرتا ہے لوگوں کی علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں پہلے بتلا کر یعنے بڑی باتیں بتلانے سے پہلے ف یعنے پہلے جزئیات مسائل اور عقائد کی چھوٹی چھوٹی باتیں تعلیم کرتا ہے پھر قواعد کلیہ اور قوانین کی تعلیم کرتا ہے - حافظ ابن حجر نے کہا ابن عباس کی اس تعلیق کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا باسناد حسن اور خطیب نے دوسری اسناد سے وہ بھی حسن ہے اور ابن عباس نے ربانی کی یہ تفسیر کی کہ حکیم اور فقیہ اور ابن مسعود بھی انکے موافق ہوئے روایت کیا انسے ابراہیم حربی نے غریب میں باسناد صحیح اور اصمعی اور اسمعیلی نے کہا کہ ربانی نسبت ہے رب کیطرف یعنے جو شخص رب کے حکم کا خیال رکھے علم اور عمل میں (اردو میں ربانی کے معنے اللہ والے) اور ثعلب نے کہا علما کو ربانی کہتے ہیں وہ تربیت کرتے ہیں علم کی یعنے اہتمام کرتے ہیں اوسکا اور حاصل یہ ہے کہ اختلاف ہے ربانی کی نسبت میں بعض اسکو رب کیطرف نسبت کرتے ہیں اور بعض تربیت کیطرف اور چھوٹی باتوں سے مراد علم کی کھلے مسائل ہیں اور بڑی باتوں سے مراد باریک اور مشکل مسائل ہیں اور بعضوں نے کہا چھوٹی باتوں سے جزئیات مراد ہیں یا فروع یا مقدمات اور بڑی باتوں سے کلیات یا اصول یا مقاصد ابن اعرابی نے کہا عالم کو ربانی نہیں کہتے جب تک وہ عالم اور معلم (یعنے تعلیم دینے والا) اور عامل (یعنے عمل کرنیوالا) نہو اور مؤلف نے اس باب میں صرف تعلیقات پر اکتفا کی اور کوئی حدیث موصول بیان نہیں کی یا تو عمداً ایسا کیا یا اونکی نیت کسی حدیث کو لکھنے کی ہوگی پر اتفاق نہوا واللہ اعلم

باب مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْلَا يَنْفِرُوا اس باب میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی رعایت کرتے تھے وعظ کہنے اور علم سکھلانے میں اسطرح پر کہ وہ نفرت نہ کریں (یعنے ان کی فرصت اور خوشی کے اوقات دیکھ کر اسوقت تعلیم کرتے تھے اور اسوقت بھی اتنی دیر تک جب تک خوشی سے اونکا جی لگتا) حدثنا

مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَۃِ فِی الْاَیَّامِ کَرَاھَۃَ السَّاٰمَۃِ عَلَیْنَا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (بن واقد فریابی ضبی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو سفیان (ثوری) نے انہوں نے سنا اعمش (سلیمان بن مہران کوفی) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ کوفی) سے انہوں نے (عبداللہ بن مسعود رض) سے انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نصیحت کرنیکے وقت ڈھونڈا کرتے تھے دنوں میں یعنے ہر روز نصیحت نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ برا جانتے تھے ہماری ناخوشی کو ف حافظ ابن حجر نے کہا حدیث میں یتخولنا ہے خار معجمہ اور تشدید واو سے یا یتحوننا ہے یا یتحولنا پہلی صورت میں معنے یہ ہیں کہ آپ اوقات کی رعایت کرتے تھے ہمارے نصیحت کرنے میں اور ہر روز نہیں کرتے تھے اور دوسری صورت میں یہ ہے کہ آپ رعایت کرتے تھے حفاظت کرتے تھے وقت کی اور تیسری صورت میں یہ ہے کہ آپ ہماری خوشی اور نشاط کے وقت ڈھونڈتے تھے اور صواب من حیث الروایۃ پہلا لفظ ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عمل صالح میں مداومت کوشش کے ساتھ ترک کرنا مستحب ہے ایسا نہو نفرت ہو جاوے اور اگرچہ ہمیشگی مطلوب ہے مگر وہ دو قسم پر ہے ایک تو ہر روز جب تکلیف نہو دوسرے ایک دن آڑ تا کہ ایک دن رحت ہو یا ہفتہ میں ایک بار مثلاً جمعہ کے دن اور مختلف ہے باختلاف احوال و اشخاص اور قاعدہ یہ ہے کہ حاجت کے وقت ہو نشاط اور خوشی کی رعایت کے ساتھ اور بعض علماء نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ اور نوافل کو سنن رواتب کیطرح روزانہ نہ پڑھنا چاہیے ہمیشہ وقت معین میں اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے بھی اسکے مثل منقول ہے انتہیٰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار (بن عثمان بندار) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ (بن سعید قطان امام حدیث) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) نے اونہوں نے روایت کیا انس سے اونہوں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا آسانی کرو (لوگوں پر) اور مت سختی کرو اور خوش رکھو (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت بیان کرکے) اور مت نفرت دلاؤ اونکو (صرف عذاب الیم اور جہنم کا حال بیان کرکے) ف حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ جو نو مسلم ہو اوسکا دل بہلاؤ اور سخت احکام ایک ہی بار نہ لگاؤ اوس پر مت ڈالو اسیطرح گناہوں سے منع کرنا بھی نرمی سے لازم ہے تاکہ گنہگار مان لیوے اور اسیطرح علم کی تعلیم بھی بتدریج ضرور ہے تاکہ دل لگے اور جب دل لگ جاویگا تو بخوبی علم حاصل ہوگا ورنہ ابتداہی میں نفرت ہو کر چھوٹ جاویگا

باب مَنْ جَعَلَ لِاَھْلِ الْعِلْمِ اَیَّامًا

معلومۃ جو شخص طالبین علم کی تعلیم کے لیے کچھ دن مقرر کرے ف یہ کریمہ کی روایت ہی اور کشمیہنی کی روایت مین ایاما معلومات ہی اور باقی روایتوں مین ایاما معلومۃ ہے یعنی ایک دن مقرر کری حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ قال حدثنا جریر عن منصور عن ابی وائل قال کان عبد اللہ یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السامۃ علینا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عثمان (ابن محمد بن ابراہیم بن ابی شیبہ ابن عثمان بن خواستی عبسی کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کیا ہمسے جریر (ابن عبد الحمید بن قرط ضبی کوفی) نے اونہوں نے روایت کیا منصور (ابن معتمر بن عبد اللہ) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن مسعود (رض) وعظ سناتے تھے لوگون کو ہر جمعرات کو دن ایک شخص نے اونسے کہا (شاید وہ یزید بن معاویہ نخعی ہون (فتح) ای ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن مسعود رض کی) قسم خدا کی مین چاہتا ہون تم ہمکو وعظ سنایا کرو ہر روز (کیونکہ آپ کی وعظ مین ہمکو حلاوت ملتی ہے اور نور حاصل ہوتا ہے دل مین) عبد اللہ نے کہا آگاہ رہو بیشک مین جو روز روز وعظ نہین کہتا تو صرف اس خیال سے کہ تم تنگ ہو جاؤ اور مین تمہاری فرصت اور خوشی کا وقت ڈھونڈتا ہون وعظ کے لیے جیسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری خوشی اور فرصت کا وقت ڈھونڈھتے تھے ہمکو وعظ سنانے کیلیے اسڈر سے کہیں ہمکو نفرت نہ ہو جاوے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی سب راوی کوفی ہین جیسے پہلی حدیث کی سب راوی بصری ہین تھے

باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ باب بیان مین اسکے کہ اللہ جل جلالہ جسکے ساتھہ بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ دیتا ہے ف دین کی سمجھہ اور دنیا کی سمجھہ دونو کو شامل ہے دین کی سمجھہ یہ ہے کہ وہ سچی دین کو اختیار کرتا ہے جھوٹے دینون سے بیزار ہو جاتا ہے گو اسکو ماں اور باپ اور عزیز واقربا اور دوست جھوٹے دین پر ہون سچا دین اسلام ہے مگر اس سچے دین مین بھی جھوٹون نے بہت کچھہ جھوٹ ملا دیا ہے اور اسلام پر اس جھوٹ کا لباس چڑھا کر ایک نیا اسلام قرار دیا ہے یہ جھوٹ کا لباس اسوقت اترتا ہے جب قرآن شریف اور صحیح بخاری سمجھکر پڑھے اور ان دونون کتابون کو تمام جہان کی کتابون پر مقدم کیے اور جو کچھہ ان مین لکھا ہی اوسپر دل سے یقین کرے اور ہاتھہ اور پاؤن سے عمل کرے اور اونکے خلاف جو اقوال یا رسوم ہون اونکو خاک مین ڈالے ہر گز نہ مانے اگرچہ ساری زمانے کی بزرگ اور پیر اور مرشد اسطرف کھینچین اور دنیا کی سمجھہ یہ ہے کہ عقلمندی سے حلال طور سے اپنی معیشت کی فکر کرے ایسی آفتون مین قدم نہ ڈالے جسکا انجام برا ہو حدثنا سعید بن عفیر قال حدثنا ابن وهب عن یونس عن ابن شہاب قال قال حمید بن عبد الرحمن سمعت معاویۃ

خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید ابن کثیر بن عفیر (مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب (عبداللہ بن مسلم قرشی مصری فہری) نے (انکے سوا کسی کو امام مالک نے فقیہ نہیں لکھا) انہوں نے روایت کیا یونس بن یزید ایلی) سے انہوں نے ابن شہاب زہری) سے انہوں نے کہا حمید بن عبدالرحمن (بن عوف) نے کہا میں نے سنا معاویہ (ابن ابی سفیان صخر بن حرب) سے کاتب الوحی تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہوں نے وفات پائی رجب ۶۰ھ ہجری میں اٹہتر برس کی عمر میں اور اس کتاب میں انسے آٹھ حدیثیں مروی ہیں) وہ خطبہ پڑہ رہے تہے کہتے تہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسکے ساتہہ اللہ جل جلالہ بہلائی کرنا چاہتا ہے اسکو سمجہہ دیتا ہے دین میں (شامل ہے ہر سمجہہ کو جو علوم دینی میں ہو اور علم فقہ کی تخصیص سے یہ اولے ہی) اور میں تو بانٹنے والا ہون اور اللہ دیتا ہے (تو سب کو برابر علم کی باتیں سناتا ہون لیکن اپنی اپنی سمجہہ کے موافق جو اللہ نے ہر ایک کو دی ہے ہر شخص فائدہ اٹہاتا ہے) اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر (اسلام پر) قائم رہے گی جو کوئی انکا خلاف کریگا وہ کچہہ نقصان انکو نہ پہنچا سکے گا یہانتک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے گا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث تین حکموں پر شامل ہے ایک تو دین میں سمجہہ رکہنے کی فضیلت پر دوسرے یہ کہ دینے والا فی الحقیقت اللہ ہی ہے تیسرے یہ کہ اس امت میں کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہیگا۔ ان میں سے پہلا حکم باب العلم کے مناسب ہے اور دوسرا صدقات کی تقسیم سے اور اسی واسطے امام مسلم اس حدیث کو زکوٰۃ میں اور مؤلف خمس میں لائے ہیں اور تیسرا حکم قیامت کی نشانیون سے متعلق ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو اعتصام میں بیان کیا ہے اور غرض انکی اشارہ ہے اس طرف کہ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں رہتا یعنے ہر ایک زمانہ میں کوئی نہ کوئی مجتہد شرع کا رہتا ہے اس سے باطل ہوگیا وہ خیال کہ اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم ہوگیا یا اس زمانہ میں کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا (اور اسکی تفصیل اسی باب میں آویگی اور یہ جو فرمایا اللہ کے امر پر رہے گی یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے تو حکم سے مراد وہ ہوا ہے جو قیامت کے قریب چلے گی اور ہر ایک مسلمان کی روح قبض کریگی جسکے دل میں ذرا بہی ایمان ہوگا اور سب برے لوگ رہجاوینگے پہر انہی پر قیامت آویگی اور یہ تینون حکم علم کے باب بلکہ خاص اس ترجمۂ باب سے بہی متعلق ہو سکتے ہیں اس طرح سے کہ جو کوئی اللہ کے دین میں سمجہہ حاصل کرے اسکے لیے بہلائی ہے اور یہ سمجہہ حاصل کرنا کسبی نہیں ہے بلکہ عطائے الٰہی ہے اور یہ عطائے الٰہی قیامت تک قائم رہیگی اور امام بخاری نے یقین کیا ہے کہ مراد اس گروہ سے جنکا ذکر اس حدیث میں ہے کہ وہ قیامت تک اللہ کے حکم پر قائم رہیگا) اہلحدیث ہیں یعنے حدیث کے عالم اور امام احمد بن حنبل نے کہا اگر اس گروہ سے اہلحدیث مراد نہون

زمین نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں اور قاضی عیاض نے کہا امام احمد کی مراد یہ ہے کہ اس گروہ سے مراد اہلسنت یعنی اہل
حدیث اور جو اہلحدیث کا مذہب رکھتے ہیں مراد ہیں اور نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہ گروہ مومنین سے ایک فرقہ ہو جو امر
الٰہی کو قائم کرتے ہیں اور مجاہد یعنی جہاد کرنے والے اور فقیہ اور محدث اور زاہد اور آمر بالمعروف سب اسی گروہ میں
داخل ہوں اور یہ ضرور نہیں کہ یہ سارا گروہ ایک مقام میں جمع ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ جدا جدا ملکوں میں ہوں اور اسکی تفصیل
خدا چاہے تو کتاب الاعتصام میں آوے گی اور مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص دین میں سمجھ حاصل نہ کرے یعنی علوم
اسلام نہ سیکھے اور فروع اور متعلقات کو وہ خیر سے محروم رہا اور ابو یعلی نے اس حدیث کو دوسرے طریقے سے روایت کیا
ہے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اور اسکے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص دین میں سمجھ حاصل نہ کرے اللہ تعالی اسکی پرواہ نہ
کریگا اور معنے صحیح ہیں اسلیے کہ جو کوئی اپنے دین کے کاموں کو نہ پہچانے وہ فقیہ نہ ہوگا اور نہ طالب فقہ تو کہہ سکتے
ہیں کہ اسکے لیے بھلائی نہیں چاہی گئی اور اس میں بیان ہے فضیلت علما کا سائر ناس پر اور بیان ہے دین میں سمجھ حاصل
کرنے کی فضیلت کا اور باقی بیان اسکا کتاب الخمس والاعتصام میں آویگا اگر خدا چاہے انتہے قسطلانی نے کہا میں بانٹتا
ہوں یعنی تقسیم کرتا ہوں تم میں وحی کو بغیر تخصیص کے اور اللہ دیتا ہے تم میں سے ہر ایک کو جسقدر سمجھ وہ
چاہتا ہے تو فرق تمہاری سمجھوں میں ہے اور بعض صحابہ حدیث سنتے تھے اور اسکا صرف کھلا کھلا مطلب سمجھتے
تھے اور بعض صحابہ یا انکے بعد کے لوگ اس حدیث میں سے بہت باریک مسائل نکالتے تھے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسکو
چاہتا ہے دیتا ہے اور طیبی نے کہا وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ میں واو حالیہ ہے اور حال ہے یقسم کے فاعل کا یا اسکے مفعول
کا دوسری صورت میں معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالی ہر ایک کو جسکو سمجھدار کرنا چاہتا ہے استعداد عطا فرماتا ہے اپنے انداز
کے موافق پھر جسکو الہام کرتا ہے میں اسکی استعداد کے لائق علم کی باتیں اسکو دیتا ہوں اور پہلی صورت میں معنے یہ ہوگا کہ
میں جو کچھ کہ معلوم ہوتا ہے سب کو برابر بتا دیتا ہوں اور کسی کو ترجیح نہیں دیتا بتانے سنانے میں لیکن اللہ تعالی ان میں
ہر ایک کو جتنی چاہے عطا عنایت فرماتا ہے اور بعضوں نے کہا یہاں عطا سے عطا مالی مراد ہے اور تقسیم سے بھی
تقسیم اموال مراد ہے اور اس حدیث کا مورد بھی مال کی تقسیم کے وقت ہوا تو مطلب یہ ہوگا کہ جسکو اللہ تعالی نے سمجھ دی
وہ جانتا ہے کہ دینے والا اللہ ہے تو میرے کم دینے سے ناراض نہیں ہوتا کیونکہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور کمی اور زیادتی
بحکم الٰہی ہے انتہے مختصر

باب الفہم فی العلم یعنی معلومات کے دریافت کرنے میں سمجھ کا بیان

ف تو علم سے مراد یہاں معلوم ہے کیونکہ فہم اور علم دونوں ایک ہیں جیسے جوہری نے کہا اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر اور
برماوی نے بہ متابعت کرمانی اور عینی نے اعتراض کیا ہے کہ علم عبارت ہے ادراک جزئی سے اور فہم کہتے ہیں جودت ذہنی اور

اور تیزی ذہن کو (قسطلانی) **حدثنا** علی قال حدثنا سفیان قال قال لی ابن ابی نجیح عن مجاهد قال صحبت ابن عمر الی المدینة فلم اسمعه یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم الا حدیثا واحدا قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاتی بجمار فقال ان من الشجر شجرة مثلها کمثل المسلم فاردت ان اقول هی النخلة فاذا انا اصغر القوم فسکت قال النبی صلی الله علیه وسلم هی النخلة **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبداللہ مدینی امام حافظ مشہور) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے اونہوں نے کہا مجھسے (عبداللہ بن ابی نجیح) نے کہا اونہوں نے روایت کی مجاہد (ابن جبر تابعی مشہور) سے اونہوں نے کہا مین ساتھ رہا عبداللہ بن عمر کے مدینہ تک تو مین نے اونسے کوئی حدیث نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر ایک حدیث (یہ احتیاط تہی بعض صحابہ کی حدیث بیان کرنے مین بغیر ضرورت کی بیان نہ کرتے اس ڈر سے کہ کہین اوسمین کمی بیشی نہ ہو جاوے اور عبداللہ بن عمر اور انکے والد ماجد حضرت عمر اور ایک جماعت صحابہ کا یہی دستور تہا باوجود اسکے عبداللہ بن عمر سے بہت حدیثین مروی ہین کیونکہ اونسے پوچہنے والے اور سوال کرنے والے بہت تہے (فتح) اونہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تہے اتنے مین کہجور کا گابہ لایا گیا آپ نے فرمایا ایک درخت ایسا ہے وہ مثال ہے مسلمان کی مین نے چاہا کہ کہدون وہ کہجور کا درخت ہے پہر جو مین دیکہتا ہون تو مین سب لوگون مین (جو وہان حاضر تہے) چہوٹا ہون (کمسن) اسلیے خاموش رہا (اس سے معلوم ہوا کہ بزرگون کے سامنے بڑہکر بات کرنا بے ادبی ہے) پہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خود ہی) فرمایا وہ کہجور کا درخت ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث اول کتاب العلم مین گذر چکی اور بیان اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ابن عمر نے اس قرینہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہجور کا گابہ لاتے ہی یہ حدیث فرمائی تاڑ لیا کہ وہ کہجور کا درخت ہے اور فہم و فراست اسی کا نام ہے کہ انسان قرائن سے مطلب نکال لے اور امام احمد نے ابو سعید سے روایت کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا (دنیا مین رہنے کا یا آخرت کا سفر کرنیکا) یہ سنکر ابو بکر روئے اور کہنے لگے ہمارے ماں باپ آپ پر قربان لوگون نے تعجب کیا ابو بکر سمجہ گئے کہ اس بندے سے آپ نے اپنے تئین مراد لیا ابو سعید نے کہا ابو بکر رض ہم سب مین زیادہ علم رکہتے تہے (یعنی فہم) انتہے

باب الاغتباط فی العلم والحکمة علم اور حکمت مین رشک کرنیکا بیان

ف قسطلانی نے کہا رشک یہ ہے کہ جیسا دوسرے کو حاصل ہے ویسی ہی اپنے لیے بہی آرزو کرے پر دوسرے کیلیے زوال نہ چاہے اور حسد یہ ہے کہ دوسرے کیلیے زوال چاہے انتہے اور علم اور حکمت اور اعمال خیر وغیرہ مین رشک درست ہے اور حسد مطلقاً حرام ہے وقال عمر رض تفقهوا قبل ان تسودوا حضرت عمر رض نے فرمایا فقیہ بن جاو (یعنے دین کا علم حاصل کرو) اسکے پہلے کہ تم سردار بنو **ف** کشمیہنی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ابو عبداللہ بخاری نے کہا اور اسکے بعد کہ تم سردار بنو (یعنے ہر حال مین علم حاصل کرنے مین شرم نہ کرو کہ سردار یا بادشاہ

رئیس ہو کر پیٹ کمتر ہیں) اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے محمد بن سیرین کے طریق سے روایت کیا اونہون نے احنف
بن قیس سے اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور امام بخاری نے اسکے بعد بڑھایا اور اسکے بعد کہ تم سردار ہو تاکہ معلوم ہو کہ حضرت عمر رض
کی یہ غرض نہیں ہے کہ سرداری کے بعد فقیہہ ہو بلکہ مطلب حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ بعض اوقات میں سرداری اور ریاست علم کی مانع ہوتی
ہے تو اس سے پہلے ہی علم حاصل کر لینا بہتر ہے اور ابو عبید نے غریب الحدیث میں اس قول کی یہ تفسیر کی ہے تم فقیہہ ہو
جاؤ کم سنی میں سردار بننے سے پہلے ورنہ سرداری کا غرور تمکو مانع ہوگا علم حاصل کرنے سے اس شخص سے جو تمسے عمر میں کم
ہے پھر تم جاہل رہجاؤ گے اور شمر لغوی نے کہا سردار بننے سے یہ مراد ہے کہ نکاح کرلو کیونکہ جب آدمی نے شادی کی وہ اپنے گہر والونکا
سردار بنا خاص کر جب اولاد بھی ہو جاوے اور بعضوں نے کہا غرض حضرت عمر کی یہ ہے کہ ریاست کو مت طلب کرو کیونکہ جو
فقیہہ ہو جاویگا ریاست حاصل کرنے سے پہلے وہ ریاست کی خرابیاں اور فتنیں معلوم کرلیگا تو اس سے پرہیز کریگا اور یہ دلیل
بعید ہے کسلیے کہ سرداری عام ہے شادی سے تو سوا شادی کے اور بہی چیزیں علم کے شغل سے مانع ہو سکتی ہیں اور کرمانی
نے کہا کہ جائز ہے تسودوا اسود سے ہو یعنے داڑہی کے سیاہ ہونے سے پہلے علم پڑہلو تو جوانوں کو حکم ہے کہ سیاہی سے
پہلے پڑہ لیں اور بوڑہوں کو حکم ہے کہ سفیدی سے پہلے پڑہ لیں اور اسمیں تکلف ہے خیر یہ تو اس قول کے معنوں میں گفتگو تھی
اب اس قول کی مطابقت ترجمہ باب سے کیسا ہے ابن منیر نے کہا مطابقت اسطرحسے ہے کہ حضرت عمر نے سرداری کو علم کا ثمرہ قرار
دیا اور طالب کو حکم کیا سرداری سے پہلے علم حاصل کرنے کا اور اسسے یہ نکلتا ہے کہ علم رشک کے قابل ہے کیونکہ وہ سبب ہے سرداری
کا۔ حافظ ابن حجر نے کہا میرے نزدیک مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ ریاست اور سرداری اون چیزوں میں سے ہے جنپر اکثر
لوگ رشک اور حسد کرتے ہیں یعنے عادت ایسی ہو لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رشک اور حسد صرف دو امر میں ہوتا
ہے علم یا سخاوت پر اور سخاوت جب ہی عمدہ ہے جب علم کے ساتھ ہو ورنہ وہ مال کو ضائع کریگا تو گویا وہ یہ کہتے
ہیں تم علم حاصل کرو ریاست حاصل ہونے سے پہلے تاکہ تمپر لوگ اچھی رشک کریں اور یہ بھی کہتے ہیں اگر تم ریاست حاصل
کرنے میں جلدی کرو جسکی تاثیر یہ ہے کہ علم سے روکتی ہے تو اس تاثیر کو دور کرو اور علم حاصل کرو تاکہ تمپر رشک واجبی ہو
اور عینی نے عمدۃ القاری میں کہا جو شخص سرداری سے پہلے علم حاصل کریگا تو ضرور لوگ اوسپر رشک کرینگے یعنے اسکی
فقہ اور علم پر تو وہ داخل ہو جاویگا باب الاغتباط فی العلم میں قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَبَعْدَ اَنْ تُسَوَّدُوْا امام ابو عبداللہ یعنے
محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور فقیہ ہو سردار ہونیکے بعد بہی (اگر سرداری سے پہلے نہ بن سکو یہ عبارت نسخہ مطبوعہ
دہلی میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے) وَقَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ کِبَرِ
سِنِّہِمْ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بڑہاپے میں علم حاصل کیا ہے (قسطلانی نے کہا یہ تاکید ہے سابق کی) حَدَّثَنَا

الحُمَیدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِی اِسْمٰعِیلُ بْنُ اَبِی خَالِدٍ عَلٰی غَیْرِ مَا حَدَّثَنَاہُ الزُّھْرِیُّ قَالَ سَمِعْتُ قَیْسَ بْنَ اَبِی حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ مکی) حمیدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے اور عبارت سے سوا اسکے جو زہری نے ہم سے حدیث بیان کی **ف** یعنے زہری نے سفیان سے یہ حدیث اور الفاظ سے روایت کی اور اسمٰعیل نے اور الفاظ سے اور زہری کی روایت کو مولف نے توحید میں نکالا (فتح) **ف** کہا اونہوں نے سنا قیس بن ابی حازم سے کہا میں نے سنا عبداللہ بن مسعود رضی سے کہا فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسد نہیں جائز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حسد کہتے ہیں نعمت کا زوال چاہنے کو کسی شخص سے اب چاہے وہ نعمت اپنی لیے چاہے چاہے نہ چاہے اور بعضوں نے اوسکو خاص کیا ہے اسطرح کہ وہ نعمت اپنے لیے چاہے اور حق یہ ہے کہ حسد عام ہے اور سبب حسد کا یہ ہے کہ طبائع انسانی میں علو اور ترفع کی محبت رکھی گئی ہے تو جب آدمی کسی کے پاس وہ چیز دیکھتا ہے جو اپنے پاس نہیں ہے تو یہ چاہتا ہے کہ اوسکی پاس سے وہ چیز دور ہو جاوے تاکہ میں اوس سے بڑھ جاؤں یا اوسکے برابر ہو جاؤں اور حسد کرنا مذموم ہے جب اس خواہش پر عمل کرے قول یا فعل سے اور حسد کے خیال کو برا جاننا چاہیے اور اوسکو اپنے سے دور کرنا چاہیے اور مستثنیٰ کیا ہے اس میں سے جب نعمت کسی کافر یا فاسق کے پاس ہو جو اس نعمت کو اوسکے معاصی میں صرف کرتا ایسے شخص کی زوال نعمت چاہنا درست ہے یہ تو حکم ہے حسد حقیقی کا مگر اس حدیث میں حسد سے یہ معنے مراد نہیں ہے بلکہ حسد سے رشک مراد ہے (غبطہ) اور اوسکو مجازاً حسد کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان تمنا کرے اپنے لیے ویسی ہی چیز یا صفت ہونیکی جو اور کسی کو حاصل ہے بے یہ خواہش کرے کہ دوسرے سے زائل ہو جاوے اسکی حرص کو منافسہ کہتے ہیں اگر یہ عبادت اور طاعت میں ہو تو محمود ہے اور اسی باب میں وارد ہوا فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور جو معصیت میں ہو تو مذموم ہے اور اسی باب میں وارد ہوا لَا تَنَافَسُوْا اور اگر مباح میں ہو تو مباح ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رشک کسی سے اعظم یا افضل نہیں مگر دو چیزوں سے اور وجہ حصر یہ ہے کہ عبادت یا بدنی ہے یا مالی یا بدنی اور مالی دونو تو بدنی عبادات علم اور حکمت میں آگئی اسلیے کہ حدیث میں حکمت اور قضا بالحکمت اور تعلیم حکمت کا ذکر ہے اور ابن عمر کی روایت میں یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے قرآن سکھایا ہو وہ راتوں کو اور دن کو اوسکو پڑھے ہے اور احمد نے روایت کیا یزید بن اخنس سلمی سے وہ شخص جسکو اللہ نے قرآن دیا وہ اوسکو پڑھا ہے رات کے وقتوں اور دن کے وقتوں میں اور جو قرآن میں حکم ہے اوسپر چلتا اور جائز ہے کہ حسد اپنے معنے حقیقی پر رہے اور استثنا منقطع ہو اور مطلب ہو کہ حسد جائز ہی نہیں لیکن یہ دو

خصلتیں عمدہ ہیں اُسمیں بھی حسد نہیں تو حسد کہیں جائز نہ ہوا انتہی **ف** مگر دو باتوں میں ایک تو اُس بات میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو مال دیا پھر اوسکو طاقت دی اُسکے خرچ کرنے کی حق میں (یعنے عمدہ اور خیر باتوں میں نہ بطور اسراف اور اضاعت کے) دوسرے اس بات میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو حکمت دی (یعنے قرآن یا ہر ایک علم شریعت یا اخلاق جو بُری باتوں سے روکے اور اچھی بات کا حکم کرے) وہ اُسکے موافق حکم کرتا ہے (لوگوں کے فیصلے کرتا ہے) اور لوگوں کو سکھلاتا ہے (اور لوگوں کو) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو ہریرہ نے اس حدیث میں زیادہ کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد سے مراد یہاں رشک ہے تو یہیں یہ ہے کہ ایک شخص بولا کاش مجھکو بھی ویسا ہی مال ملتا جیسے فلاں کو ملا اور میں بھی ویسے ہی کام کرتا جیسے وہ کرتا ہے مصنف نے اس روایت کو فضائل القرآن میں ذکر کیا ہے اور ترمذی کی روایت میں ابو کبشہ انماری سے یہ مذکور ہے کہ جو شخص مال کو حق میں صرف کرے اور جو ایسے مال کی تمنا کرے ان دونوں کا ثواب برابر ہے اور یہیں یہ ہے کہ ایک بندہ کو اللہ نے علم دیا اور مال نہیں دیا اسکی نیت سچی ہے وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلانے کی طرح عمل کرتا ان دونوں کا ثواب برابر ہے اور اسکی چند میں دونوں کا عذاب برابر ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس حدیث کے ظاہر سے دہتا ہے خطابی کا انہوں نے کہا مالدار جب مال کے حق ادا کرے تو وہ فقیر سے افضل ہے البتہ خطابی کا قول جب صحیح ہے کہ فقیر ایسی آرزو نہ کرے اور اس مطلب کے متعلق کچھ بیان کتاب الاطعمہ میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ حسد سے معنے حقیقی مراد ہو اور یہ دو صورتیں حسد کی مستثنےٰ ہوں اور مباح ہوں جیسے بعضا جھوٹ مباح ہے اس صورت میں استثنا متصل ہوگا ایسا ہی کہا ہے زرکشی اور برماوی اور کرمانی اور عینی نے اور بدر دمامینی نے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ حسد کے معنے حقیقی میں زوال نعمت کی خواہش ضرور ہے اور کسی طرح مباح نہیں ہو سکتا خصوصاً مسلمانوں سے جو اللہ کے حکم پر قائم ہیں ایسا حسد کرنا کیونکر جائز ہوگا انتہی **مترجم** کہتا ہے کہ جب ان دو خصلتوں میں سے ایک خصلت پر بھی رشک ہو سکتا ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائی ہوں یعنے مال بھی دیا ہو اور علم دین بھی دیا ہو اور وہ مال کو اپنے موقعوں میں صرف کرتا ہو اور علم کی تبلیغ اور تشہیر کر رہا ہو اوس پر کتنا رشک کیا جاوے وہ تھوڑا ہے اور ایسے بندے بہت کم گذرے ہیں جنکو یہ دونوں نعمتیں عطا ہوئی ہوں اور جب کوئی بندہ ایسا پیدا ہوا ہے تو اسپر لوگوں نے رشک کیا ہے بلکہ رشک تو مومنین صالحین نے کیا ہے اور فساق اور فجار اور کفار اور شرار نے تو آتش حسد مشتعل کی ہے اور وہ درپے ایذا رسانی اور تخریب ایسے شخص کی ہوئی ہیں ہمارے زمانے میں حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے جناب سید علامہ مولانا نواب **ابو الطیب سید محمد صدیق حسن خان بہادر** کو یہ دونوں نعمتیں کامل طور سے عطا فرمائیں اور نواب صاحب ممدوح بشکرانہ نعمت الٰہی مال اور علم دونوں کے حقوق بخوبی ادا فرما رہے ہیں لیکن حاسدین منطوق حدیث نبوی حسد سے جلے جاتے

ہیں اور ایذا دہی اور عداوت سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ اونکے علم اور مال دونوں میں برکت دیوے اور اونکو حاسدون کے حسد سے محفوظ رکھے آمین یا رب العلمین

باب ما ذُکِرَ فی ذَھابِ مُوسیٰ فی البحرِ الی الخضرِ علیہ السلام وقولہ تعالیٰ ھل اَتَّبِعُکَ علیٰ اَن تُعَلِّمَنِ الآیۃ باب بیان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے دریا میں حضرت خضر علیہ السلام کے طرف اور بیان اس آیت کا ہَل اَتَّبِعُکَ عَلیٰ اَن تُعَلِّمَنِ خیر تک **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے مطلب یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے لیے مشقت اوٹھانا ضرور ہے کیونکہ علم ایسی نعمت ہے جسپر رشک جائز ہے اور ایسی نعمت کے لیے تکلیف اوٹھانا ضرور ہے دوسرے اس باب سے یہی نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ عالی رکھتے تھے مگر اونہوں نے طلب علم میں شرم نکی اور دریا اور خشکی کا سفر کیا علم حاصل کرنیکے لیے تو اس باب کی مناسبت ما قبل سے ظاہر ہوگئی اور باب کی عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں گئے حضرت خضر کے پاس حالانکہ یہ امر ثابت ہے مولف وغیرہ کے نزدیک کہ وہ خشکی میں گئے تھے اور حدیث میں آگے آویگا کہ وہ دونوں نکلے پاؤں سے چلتے ہوئے (یعنے موسیٰ علیہ السلام اور اونکے ساتھی) اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے یہانتک کہ وہ آئے صخرہ کے پاس اور دریا میں تو حضرت موسیٰ حضرت خضر کے ساتھ چڑھے تھے اس صورت میں باب کی عبارت میں ایک لفظ محذوف ہے یعنے الی مقصد الخضر کیونکہ دریا میں اپنے کام کے لیے نہیں چڑھے تھے بلکہ حضرت خضر کے ساتھ گئے تھے اور احتمال ہے کہ فی البحر میں ساحل کا لفظ مقدر ہو یعنے دریا کے کنارے کنارے اور ممکن ہے کہ فی البحر کہنا مجازاً ہو کیونکہ ایک جزو ذہاب کا بحر میں بھی تھا تو گویا کہ اطلاق کیا جزو کا کل پر اور ابن منیر نے کہا کہ الی مع کے معنون میں ہے اور ابن رشید نے کہا کہ احتمال ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ امر ثابت ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں سفر کیا جب حضرت خضر کے ملنے کو گئے تو فکان یَتَّبِعُ اَثَرَ الحُوتِ فی البحرِ میں ظرف حضرت موسیٰ سے متعلق ہے اور عبد بن حمید نے ابو العالیہ سے روایت کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر ع سے ملے ایک جزیرے میں سمندر کے جزیروں میں سے اور جزیرے میں جانا بے دریا کے سفر کے نہیں ہو سکتا اور روایت کیا اونہوں نے ربیع بن انس سے کہ جہان مچھلی چلی تھی وہان سے پانی ہٹ گیا تھا اور مثل ایک کہلی در کی ہوگیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام اوسی میں گئے مچھلی کے نشان پر یہانتک کہ پہونچ گئے حضرت خضر ع کے پاس ان دونوں اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دریا میں سوار ہوئے حضرت خضر سے ملنے کو اور ان دونوں موقوف اثروں کے راوی ثقہ ہیں انتہے ما فی فتح الباری اور قسطلانی نے کہا کہ اصیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے دریا میں جنکی عمر ایک سو ساٹھ برس کی ہوئی اور وفات پائی اونہوں نے تیہ میں ساتویں آذار کو جب طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار چھ سو برس گذر چکے تھے اور خضر بفتح خا و کسر ضاد معجمہ اور کبھی ضاد کو ساکن کرتے ہیں اور خا کو کسرہ دیتے ہیں یا فتحہ اونکی کنیت ابو العباس ہے اور اونکے نام میں اختلاف ہے جیسے اونکے باپ کے نام میں اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا رسول

یا فرشتے اور وہ زندہ ہین یا مر چکے ابن قتیبہ نے کہا اونکا نام بلیا ہے بن ملکان اور بعضون نے کہا ابن فرعون جو بادشاہ
تہا حضرت موسیٰ کے وقت مین اور یہ قول غریب ہے اور بعضون نے کہا ابن مالک اور وہ بہائی ہین حضرت الیاس کے اور بعضون
نے کہا حضرت آدم ع کے بیٹے ہین روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اپنی اسناد سے دارقطنی تک اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر ع
ایک نبی ہین بحری بحر والے اور پوشیدہ ہین لوگون کی نظر سے اور وہ زندہ رہین گے قیامت تک کیونکہ اونہون نے آب حیوۃ پیا
ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر اتفاق ہے صوفیہ کرام کا اور اجماع ہے اکثر صالحین کا اور ایک جماعت علما نے
انکی زندگی کا انکار کیا ہے اون مین سے ہین امام بخاری اور ابن المبارک اور حربی اور ابن جوزی اور اسکے متعلق اور بحثین آگے
آوینگی اگر خدا چاہے انتہی مترجم نے کہا کہ جب صحیح یہ قول نکلا کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہین اور حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے سے جلیل القدر پیغمبر اونکے پاس علم سیکہنے کو گئے اور اللہ تعالے نے قرآن شریف مین اونکے شان مین فرمایا آتیناہ
رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما تو اب یہ قصہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر ع نے امام ابوحنیفہ کی فقہ تیس برس مین انسے سیکہی پہر
سال مین ابوالقاسم قشیری کو تعلیم کی اور انہون نے حنفی مذہب مین ہزار کتابین تصنیف کین اور صندوق مین بند کرکے
نہر جیحون مین امانت رکہین جب عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آوین گے تو اون کتابون کو نکالکر اونکے موافق عمل
کرین گے اسیطرح یہ قصہ کہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام امام ابوحنیفہ کے مقلد ہونگے یہ دونو قصے محض بے اصل اور
دروغ بے فروغ ہین بلکہ ایسے قصون کا بنانے والا جاہل اور احمق ہے کیونکہ اس مین صاف ہتک شان انبیا اور ائمہ علیہم السلام
کی لازم آتی ہے ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی مین اسکو خوب رد کیا ہے اور امام
مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہے اور صاحب فتوحات مکیہ لکہتے ہین کہ شان امام مہدی علیہ السلام کی اس سے اعلی ہے اونکو احکام
شریعت کے خدا کیطرف سے تعلیم ہونگے اور امام ابوحنیفہ رح ایک مجتہد تہے اور مجتہدون کیطرح انسے خطا بہی ہوتی ہے پس ایسے
مجتہد کے نبی معصوم اور امام معصوم کیونکر تقلید کر سکتے ہین اور خدا چاہے تو مومنین حضرت عیسے علیہ السلام اور امام مہدی
علیہ السلام کو عنقریب دیکہین گے اور یہ بہی دیکہ لین گے کہ یہ دونو صاحب قرآن اور حدیث کے پیرو ہونگے اور حدیث کی
کتابون کو اور اونکے ترجمون کو رونق دین گے اور جاہل اور متعصب مقلد دین کو اچہی طرح سمجہاوینگے جو کوئی مومن اسوقت
تک زندہ رہے وہ اس گنہگار مترجم کا سلام دونو حضرات کی خدمت مین پہونچا دیوے واللہ الموفق **حدثنا** محمد
بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ
عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ
مُوسَى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي

فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ
قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ
رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لَا فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ
مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَجَعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ
فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ
وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا
وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (اور اصیلی کی روایت میں حدثنی
ہے اسی طرح ابن عساکر کی روایت میں) محمد بن غریر (بغین معجمہ اور ہر دو رائے مہملہ بن ولید قرشی) زہری نے انہوں نے کہا حدثنا
بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم ابن سعد قرشی مدنی زہری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (اصیلی اور ابن عساکر
کی روایت میں حدثنا ہے) میرے باپ (ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف) نے اونہوں نے
روایت کی صالح ابن کیسان مدنی تابعی مشہور سے اونہوں نے ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے حدیث بیان
کی عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ فقیہ مشہور نے خبر دی اونکو اونہوں نے روایت کی (عبید اللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما)
سے اونہوں نے جھگڑا کیا حر بن قیس بن حصن فزاری سے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھی میں (یعنے قرآن میں جنکا
ذکر ہے کہ حضرت موسی اونکے پاس گئے وہ کون صاحب تھے) ابن عباس نے کہا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا میں نے اس حدیث کو کسی طریق میں نہ پایا کہ حر بن قیس کیا کہتے تھے اور یہ جھگڑا اس جھگڑے کے
سوا ہے جو سعید بن جبیر اور نوف بکالی میں ہوا تھا وہ یہ تھا کہ یہ موسے کون سے ہیں آیا موسے بن عمران ہیں (پیغمبر مشہور)
یا موسے ابن میشا اور یہ یہ تھا کہ حضرت موسے کس کے پاس گئے تھے آیا حضرت خضر علیہ السلام پاس یا اور کسی کے پاس **ت**
پھر ان دونوں کے سامنے ابی بن کعب بن منذر انصاری گذرے اونکو بلایا ابن عباس نے (بلانے سے یہ غرض ہے کہ انکو
آواز دی) اور کہا ہے کہ ابن تین نے کہا یہاں اتنی عبارت محذوف ہے کہ ابن عباس کھڑے ہوئے اور ابی رض سے پوچھا
گئے تا ابی بن کعب کو بلایا اپنے پاس جھگڑا اور فیصلہ کرنے کے لیے اور یہ بعید ہے) اور کہا میں نے جھگڑا کیا اپنے اس
ساتھی (یعنے حر بن قیس) کے ساتھ حضرت موسی کے صاحب میں جنکو ملاقات کی راہ انہوں نے چاہی تھی کیا تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا کچھ ذکر سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے
تھے ایک بار حضرت موسے علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے انکے پاس ایک شخص آیا (حافظ ابن حجر نے کہا

اس شخص کا نام معلوم نہین ہوا اور سارے بنی اسرائیل انہی کی اولاد مین ہین) اور کہنے لگا کیا تم جانتے ہو کسی شخص کو جو
تم سے زیادہ عالم رکہتا ہو حضرت موسے ع نے کہا نہین (اور تفسیر مین ہے کہ ان سے پوچھا گیا لوگون مین سب سے زیادہ علم
کس کو ہے انہون نے کہا مجھکو تب اللہ کا عتاب ہوا اور نیز تنبیہ اور تادیب کے لیے تاکہ اور لوگ انکی اقتدا کرین اور ایسی بات منہہ
سے نہ نکالین جسمین خودستائی ہو) پہر اللہ تعالے نے وحی بہیجی حضرت موسی ع پر کہ میرا بندہ خضر تم سے زیادہ علم رکہتا ہے (جو
غیب سے متعلق ہے اور حوادث قدرت سے اگرچہ حضرت موسے ع ظاہر شریعت اور طریقہ سیاست مین حضرت خضر سے
زیادہ علم رکہتے تہے) تب حضرت موسی نے اللہ جل جلالہ سے سوال کیا کہ حضرت خضر سے ملنے کی راہ مجھکو بتلا دے اللہ
جل شانہ نے ایک مچھلی کو انکے لیے نشانی مقرر کی اور انسے کہا گیا جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو لوٹ جا تو حضرت خضر
علیہ السلام سے ملیگا (قسطلانی نے کہا اللہ تعالی نے حضرت موسے سے فرمایا تو خضر کو ڈہونڈہ دریا کے کنارے صخرہ کے
پاس انہون نے عرض کیا اونکا نشان کیونکر ہو تب یون ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل مین رکہلے جہان وہ مچھلی گم ہو جاوے وہین خضر
ملینگے تو انہون نے نمک لگی ہوئی ایک مچھلی لے لی اور اپنے ساتہی سے کہا جب مچھلی گم ہو تو مجھکو خبر کرنا) تو حضرت
موسے علیہ السلام پیروی کرتے تہے یعنے چلے جاتے تہے مچھلی کے نشان پر سمندر مین (اسکا بیان آگے آویگا) آخر حضرت
موسے سے انکے جوان (ساتہی یوشع بن نون) نے کہا تم نے دیکہا جب ہم ٹہیرے تہے صخرہ کے پاس (یعنے پتھر کا گول) تو
مین کہنا بہول گیا یا مین مچھلی بہول گیا (یعنے مچھلی کو گم گیا) ف قسطلانی نے کہا صخرہ سے مراد وہ صخرہ ہے
جہان حضرت موسے نے آرام فرمایا تہا یا وہ صخرہ جو نہر زیت کے پاس ہے اور جب حضرت موسے سو گئے تو وہ بہنی ہوئی مچھلی تڑپنے
لگی اور سمندر مین جا پڑی یہ معجزہ تہا حضرت موسے ع کے لیے یا حضرت خضر کے لیے اور بعضون نے کہا یوشع نے روٹی اور مچھلی
ایک زنبیل مین رکہ لی تہی اور رات کو عین الحیوۃ کے کنارے اترے جب مچھلی پر اس پانی کی ہوا لگی تو وہ زندہ ہو گئی اور
بعضون نے کہا حضرت یوشع نے آب حیات کے چشمہ مین وضو کیا وہ پانی مچھلی پر پڑا وہ زندہ ہو کر پانی مین جا پڑی
ف اور مجھکو شیطان ہی نے بہلایا جو مینے تم سے اسکا ذکر نہین کیا (حالانکہ یہ عجیب حال تہا بہولنے کے لائق نہ تہا مگر یوشع
ایسے بہت معجزے حضرت موسے علیہ السلام کی صحبت مین دیکہ چکے ہونگے اسلیے انکو زیادہ تعجب نہ ہوا اور بعضون نے کہا
استغراق یاد الہی مین مانع ہوا اسکے ذکر کرنے سے اور شیطان کی طرف نسبت دی کسر نفس سے) حضرت موسے علیہ السلام
نے کہا یہی تو ہم چاہتے تہے (یعنے یہی تو مقصود تہا کیونکہ مچھلی گم ہونا وہی نشان تہا خضر کے ملنے کا) آخر دونو لوٹے
اپنے پانوون کے نشانون پر باتین کرتے ہوئے پہر پایا دونون نے حضرت خضر علیہ السلام کو اور وہ معاملہ پیش آیا جسکو اللہ تعالے
نے بیان کیا اپنی کتاب مین ف اور آگے اسکا بیان آویگا حافظ ابن حجر نے کہا علم مین بحث کرنا درست ہے لیکن

حدیث سے نکلا جب اظہار حق کے لیے ہو نہ تعصب اور عداوت اور تنازع کی وجہ سے اہل علم کی تعظیم کرنا اور خبر واحد صادق پر عمل کرنا اور علم حاصل کرنے کے لیے سمندر میں سوار ہونا اور توشہ سفر میں ساتھ رکھنا اور تواضع ہر حال میں لازم ہونا یہ سب باتیں حدیث سے نکلتی ہیں

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

باب بیان میں اسکے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ اوسکو کتاب (قرآن) سکھلا دے **ف** یہ حضرت نے ابن عباس رض کے لیے فرمایا تھا اور بیان اسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ علم دین میں سب سے پہلے قرآن کا سیکھنا یعنی سمجھ کر پڑھنا لازم ہے یا اشارہ ہے اس طرف کہ ابن عباس کو جو حبر بن قیس پر غلبہ ہوا وہ اس دعا کے طفیل سے تھا (رقم) **حَدَّثَنَا** ابو معمر قال حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو بن ابی الحجاج بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الوارث نے کہا حدیث بیان کی ہم سے خالد (بن مہران حذاء) نے اونہوں نے روایت کی عکرمہ (ابو عبد اللہ مدنی ان میں بعضوں نے کلام کیا ہے اسوجہ سے کہ عقیدہ خارجیوں کا رکھتے تھے اور امام بخاری نے اونکو ثقہ سمجھا ہے) سے اونہوں نے ابن عباس رض سے کہا کہ چپٹا یا مجھکو جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے سینہ سے یا اپنے بدن سے) اور فرمایا یا اللہ سکھلا دے اسکو کتاب **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسوقت ابن عباس تمیز دار لڑکے تھے تو حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسے لڑکے کو بہ نیت شفقت گود میں لینا درست ہے دوسری روایت میں مولف کے اس کا سبب مذکور ہے کہ ابن عباس نے آپکے طہارت کے لیے پانی رکھا تھا اور شاید یہی بات کہ ہوا جب ابن عباس ام المومنین میمونہ رض کے گھر میں رہے تھے آپکی نماز شب دیکھنے کے لیے احمد اور ابن حبان نے روایت کیا کہ ابن عباس کو آپکی خالہ میمونہ نے دی اور یہ واقعہ ان کے گھر میں رات کو ہوا امام احمد نے روایت کیا کہ ابن عباس رات کی نماز میں آپکے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا میں تجھکو اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں تو پیچھے ہٹ جاتا ہے انہوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپکے برابر کون نماز پڑھ سکتا ہے اوسوقت آپ نے انکے لیے دعا کی یا اللہ اسکا فہم اور علم زیادہ کر اور کتاب سے مراد قرآن ہے اور سیکھنا اسکا شامل ہے اوسکے حفظ کرنیکو اور اسکا مطلب سمجھنے کو اور مسدد کی روایت میں کتاب کے بدل حکمت ہے اور اسمعیلی نے کہا یہی ثابت ہے تمام روایتوں میں حالانکہ مولف نے وہیب کی روایت سے بھی کتاب کا لفظ نقل کیا ہے تو حکمت سے بھی مراد قرآن ہے اور دوسروں کی روایت بالمعنے ہے اور نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے دوبار میرے لیے دعا فرمائی حکمت سکھنے کی تو شاید یہ واقعہ متعدد ہوا کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد حدیث ہو اور موید ہے اسکے عبید اللہ بن زید کی روایت میں یہ ہے کہ یا اللہ سمجھ دے اوسکو دین میں اور مسلم کی

روایت میں دین کا لفظ نہیں ہے حمیدی نے کہا ابو مسعود نے اطراف میں اس حدیث کو یوں نقل کیا یا اللہ اسکو سمجھ دے
دین میں اور سکھلا دے اسکو تاویل حالانکہ یہ زیادت صحیحین میں نہیں ہے میں کہتا ہوں حمیدی نے شک کیا البتہ یہ زیادت
سعید بن جبیر کی روایت میں ہے جسکو احمد اور ابن حبان اور طبرانی نے نکالا اور ابن سعد نے اسکو روایت کیا عکرمہ سے
مرسلاً اور طریق سے اور بغوی نے معجم صحابہ میں یزید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر ابن عباس کو اپنے نزدیک بٹھاتے
اور کہتے میں نے دیکھا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو بلایا اور تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو
سمجھ دے دین میں اور اسکو تاویل سکھلا دے اور ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں یہ روایت یوں ہے یا اللہ اسکو حکمت سکھلا
دے اور کتاب کی تاویل اور ابن سعد نے طاؤس سے روایت کیا اونہوں نے ابن عباس سے کہ بلایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو حکمت سکھلا دے اور کتاب کی تاویل اور امام احمد نے روایت کیا
اوس میں یہ ہے کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا آپ کی قبول ہوئی ابن عباس کے حق میں وہ عالم تھے اس امت کے
تفسیر اور فقہ میں رضی اللہ عنہ اور اختلاف کیا ہے شارحوں نے کہ حکمت سے یہاں کیا مراد ہے بعضوں نے کہا
قرآن بعضوں نے کہا عمل بالقرآن بعضوں نے کہا حدیث بعضوں نے کہا ٹھیک بات کہنا بعضوں نے کہا خوف بعضوں
نے کہا فہم عن اللہ بعضوں نے کہا عقل بعضوں نے کہا وہ جسکی صحت پر عقل شاہد ہے بعضوں نے کہا نور جس سے فرق ہوتا
ہے الہام اور وسوسہ میں بعضوں نے کہا سرعت جواب صحت کے ساتھ اور یہ سب اقوال مفسرین نے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ
الْحِكْمَةَ میں ذکر کیے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ حکمت سے فہم القرآن مراد ہو اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب
المناقب میں آویگا انتہی قسطلانی نے کہا آپ کی دعا ابن عباس کے حق میں قبول ہو گئی وہ دریا تھے علم کے اور عالم
ربانی اور رئیس تھے مفسرین کے اور ترجمان تھے قرآن کے انتہی **باب** مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ بچہ کا حدیث
سننا کب صحیح ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ حدیث کی تحمل یعنی حاصل
کرنے میں رسننے سے ہو یا دیکھنے سے بلوغ (جوان) ہونا شرط نہیں ہے اور مولف نے اشارہ کیا اس باب سے اوس اختلاف
کی طرف جو امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین میں ہوا جسکو خطیب نے روایت کیا کفایہ میں عبد اللہ بن احمد وغیرہ سے کہ
یحیی نے کہا کم سے کم تحمل حدیث کے لیے پندرہ برس کی عمر ہونا ضرور ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر کو احد کے دن پھیر دیا لیتے مجاہدین میں شریک نہ کیا کیونکہ وہ پندرہ برس کے نہیں
ہوئے تھے یہ خبر امام احمد بن حنبل رح کو پہونچی اونہوں نے کہا جب بچہ کو اتنی عقل ہو جاوے کہ وہ سنی ہوئی بات کو سمجھے
تو اسکا تحمل صحیح ہے اور ابن عمر کی حدیث لڑائی کے باب میں ہے پھر خطیب نے کئی وہتیں صحابہ وغیرہم سے اسکی نقل کیں

خلوا اور جو شخص بچپنے میں سنا تھا اور بڑے ہو کر بیان کیا اور وہ روایتیں قبول کی گئیں اور یہی صحیح ہے اور ابن عبد البر نے
اس پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن معین کی یہ دلیل کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن براء وغیرہ کو واپس کر دیا جنکا سن
پندرہ برس سے کم تھا مردود ہے اسوجہ سے کہ قتال میں قوت اور تجربہ کی حاجت ہے اور غالبا وہ جوانی میں حاصل ہوتا
ہے اور سماع میں صرف فہم کی ضرورت ہے اوسکے لیے تمیز کافی ہے اور امام اوزاعی نے اسپر دلیل قائم کی ہے اس حدیث
سے جسمیں یہ ہے کہ حکم کرو اپنے بچوں کو نماز کا جب وہ سات برس کے ہو جاویں انتہے مختصرا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ
قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰی حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یُصَلِّیْ بِمِنًی اِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ فَدَخَلْتُ
فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھسے مالک بن انس امام مشہور نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن
عتبہ سے اونہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں ایک گدہی (مادہ خر) پر سوار ہو کر آیا ان دنوں میں
کے قریب تھا (یعنی جوان ہونے کو تھا یعنی نابالغ تھا) اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منا میں نماز پڑھ رہے تھے اور
آگے سامنے دیوار (یعنے آڑ) نہ تھی میں بعض صفوں کے سامنے سے گذرا اور گدہی کو میں نے چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور
میں صف میں شریک ہو گیا پھر کسی نے مجھپر اس بات سے اعتراض نہ کیا ف یعنے نمازیوں کے سامنے سے گذر
جانے پر اور گدہی کو سامنے سے لیجانے پر ابن عباس نے مادہ خر کی تصریح کی ابن اثیر نے اس سے یہ دلیل نکالی کہ جب
گدہے کی دبان سامنے جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آدمی کی مادہ یعنے عورت کے سامنے جانے سے کیونکر ٹوٹیگی کیونکہ
عورت گدہی سے اشرف ہے اور یہ قیاس اگرچہ رو سے عقل صحیح ہے مگر ایسے قیاس سے حدیث صحیح کی مخالفت نہیں ہو
سکتی اور اسکا بیان کتاب الصلوٰۃ میں آویگا اور دیوار سے مراد حدیث میں آڑ ہے امام شافعی نے کہا ہے اور سیاق
کلام اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابن عباس نے یہ حدیث بیان کی اس امر پر دلیل لانیکے لیے کہ نماز کے سامنے نکل جانے سے نماز
نہیں ٹوٹتی اور مؤید ہے اسکے بزار کی روایت جسمیں یہ ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑھ رہے تھے اور آپکے
سامنے کسی چیز کی آڑ نہ تھی بعضوں نے کہا ابن عباس پر اعتراض نہ کرنے میں ایک مصلحت تھی وہ یہ ہے کہ خفیف مفسدہ
پر بڑی مصلحت کو ترجیح ہے کیونکہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا ایک خفیف مفسدہ ہے اور نماز میں شریک ہونا بڑی
مصلحت ہے اور ابن عباس کے اعتراض نہ کرنے سے جواز نکالا اور اعتراض نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ لوگ نماز میں

تھے کیونکہ نماز کے بعد اعتراض کر سکتے تھے اسیطرح نماز کے اندر بھی اشارے سے اعتراض کر سکتے تھے اور اس حدیث سے ثبوت
نے ترجمہ باب پر استدلال کیا کہ تحمل میں بلوغ ضرور نہیں ہے اور نابالغ کے حکم میں ہیں غلام اور فاسق اور کافر اگر کوئی اعتراض
کرے کہ ترجمہ باب میں بچے کا لفظ ہے اور ابن عباس اسوقت بچہ نہ تھے بلکہ جوانی کے قریب تھے اسکا جواب یہ ہے کہ بچے سے مراد نا
بالغ ہے یہ جواب کرمانی نے دیا ہے انتہی ما قال الحافظ ابن حجر ملتقطا حدّثنی محمّد بن یوسف قال حدّثنا
ابو مسهر قال حدّثنی محمّد بن حرب قال حدّثنی الزبیدی عن الزهری عن محمود بن الربیع قال عقلت
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجّة مجّها فی وجهی وانا ابن خمس سنین من دلو ترجمہ حدیث بیان کی
ہم سے محمد بن یوسف (بیکندی) نے (اور بعضوں نے کہا یہ فریابی ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ فریابی نے ابو مسہر سے روایت
نہیں کی بلکہ ابو مسہر شیخ ہیں شاگردوں کے اور امام بخاری نے ابو مسہر سے بلا واسطہ بھی سنا ہے ابن مرابط نے کہا کہ
ابو مسہر منفرد ہیں اس روایت میں اور یہ غلط ہے نسائی نے سنن کبریٰ میں اسکو محمد بن مصفی سے اونہوں نے محمد بن حرب سے
روایت کیا ہے اور بیہقی نے مدخل میں محمد بن حوصا سے روایت کیا ہے اونہوں نے سلمہ بن خلیل اور ابو التقی سے ان
دونوں نے محمد بن حرب سے تو ابو مسہر کے سوا تین راوی اور ہو گئے یہ کلام ہے حافظ ابن حجر کا) انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابو مسہر (عبد الاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن حرب (خولانی
حمصی) نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے اونہوں نے محمود بن ربیع بن سراقہ انصاری خزرجی
سے اونہوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلی (پانی کی) میرے منہ پر (کھیل یا برکت کے طور پر جیسے آپ
صحابہ کی اولاد سے کیا کرتے) ایک ڈول کے پانی سے اسوقت میں پانچ برس کا تھا ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ ڈول کی قید
میں نے اس حدیث کے کسی طریقہ میں نہیں پائی نہ صحیحین میں اور نہ جوامع اور مسانید میں سوا زبیدی کے طریق کے اور
زبیدی بڑے حافظوں میں سے ہیں حدیث کی جو زہری سے روایت کرتے ہیں یہانتک کہ ولید بن مسلم نے کہا امام
اوزاعی زہری کے تمام شاگردوں میں زبیدی کو ترجیح دیتے تھے ابو داؤد نے کہا انکی روایتوں میں کوئی خطا نہیں ہے اور
متابعت کی انکی عبد الرحمن بن نمر نے زہری سے اور انکی روایت میں جو طبرانی اور خطیب نے کفایہ میں نکالی عبد
الرحمن بن نمر سے یہ ہے حدیث بیان کی مجھ سے محمود بن الربیع نے اور جسوقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
وفات پائی اوسوقت محمود کی عمر پانچ برس کی تھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود نے جو واقع بیان کیا وہ آپکی زندگی
کے اخیر سال میں ہوا اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا کہ محمود ۹۹ ہجری میں مرے اور انکی عمر ۹۴ سال کی تھی اور یہ مطابق
ہے اس روایت کے اور قاضی عیاض نے الماع میں کہا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ محمود اس وقت چار برس کے تھے یہ

مین یہ مضمون کسی روایت مین صراحتًہ نہین پایا اگرچہ بہت تلاش کی البتہ صاحب استیعاب نے کہا کہ محمود نے کلی کو یاد
رکہا اور اونکی عمر چار پانچ برس کی تہی اور اونکے تردد کی وجہ واقدی کا قول ہے کہ محمود مرتے وقت ۹۳ سال کے تہے اور پہلا
قول صحیح ہے اسناد اوسکا اور وہی اعتماد کے لائق ہے اور واقدی کا قول اگر صحیح ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ اونہون نے
کسر کو چہوڑ دیا جب یہ معلوم ہوا تو اب مہلب نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اونہون نے عبداللہ بن زبیر کی روایت
بیان کی جسمین انہون نے اپنے باپ کو دیکہنا اور انکا آنا جانا بیان کیا ہے اوسمین صاف تصریح ہے سماع کی اور اس
وقت انکا سن تین یا چار برس کا تہا تو وہ محمود سے بہی چہوٹے تہے اور محمود کی قول مین کچہہ سماع مذکور نہین تو ابن الزبیر
کی روایت بیان کرنا اولی تہا ابن منیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ امام بخاری کا مقصد سنت نبوی کا نقل کرنا ہے نہ جو احوال
گذرے ہین انکا بیان کرنا اور محمود نے ایک سنت انکی بیان کی یعنی منہہ پر کلی مارنا بلکہ انکی مجرد روایت مین ایک فائدہ
شرعی ہے یعنی ثبوت انکی صحابیت اور ابن الزبیر کی روایت مین کوئی سنت نبوی مذکور نہین تاکہ وہ اس باب مین داخل ہو
پہر اونہون نے یہ شعر لکہی جسکا مضمون یہ ہے کہ گہر والا خوب جانتا ہے جو اسکے گہر مین ہے اور یہ جواب عمدہ ہے کیونکہ
مقصود سماع سے سنتا ہی یا نقل کرنا کسی فعل یا تقریر کا اور بدر زرکشی نے غفلت کی انہون نے یہ جواب دیا کہ مہلب کو
یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ابن زبیر کا قصہ صحیح ہے بخاری کی شرط پر حالانکہ امام بخاری نے خود اس قصہ کو روایت کیا
مناقب زبیر مین اس صورت مین مہلب کا اعتراض صحیح ہے اور اسکا جواب بہی مذکور ہو چکا اور تعجب ہے اس شخص سے جو
ایک کتاب پر گفتگو کرے پہر اس کتاب کے مقامات سے غافل رہے اور جو بات اوسمین موجود ہے اوسکی نفی کرے۔ نسائی
کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ وہ ڈول لٹکا ہوا تہا اور ایسا ہی ہے ابن حبان کی روایت مین اور مصنف نے
رقاق مین روایت کیا کہ اس ڈول سے جو اونکے گہر مین تہا اور طہارت اور صلوۃ مین ڈول کے بدلے کنوان ہے
اور اس حدیث سے ان فائدون کے جو اوپر گذرے اور بہی فائدے ہین ایک تو بچون کا لانا مجلسون مین دوسرے امام کا جانا
اپنے یارون کی ملاقات کے لیے تیسرے انکے بچون سے ہنسی کرنا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ
پانچ برس کے بچہ کا سماع صحیح ہے اور اس سے کم کا صحیح نہین اور حدیث مین اور بخاری کی تبویب مین اس طرف کوئی اشارہ
نہین بلکہ معتبر فہم ہے تو جو کوئی خطاب کو سمجہے اوسکا سماع صحیح ہے اگرچہ پانچ برس سے کم ہو ورنہ صحیح نہین
اور فقہا کا قول اوسکے قریب ہے اونہون نے سن تمیز چہ یا سات سال قرار دیا ہے اور بڑی عمدہ دلیل فہم معتبر
ہونے کی وہ ہے جو خطیب نے روایت کی ابو عاصم کے طریق سے اونہون نے کہا کہ مین اپنے بیٹے کو لیگیا وہ تین برس کا
تہا ابن جریج پاس انہون نے اوس سے حدیث بیان کی ابو عاصم نے کہا بچہ کو حدیث یا قرآن سکہلانے مین کوئی

کوئی قباحت نہیں اگر وہ تین برس کا ہو مطلب یہی ہے کہ سمجھ رکھتا ہو اور ابو بکر بن مقری حافظ کا قصہ مشہور
ہے کہ انہوں نے چار برس کے بچے کو حدیث سنائی جب اسکا امتحان لیا قرآن کی کئی سورتیں اسکو حفظ تھیں انتہی
مافی فتح الباری **بَابُ الْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ** علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا حافظ ابن حجر نے کہا
مؤلف نے اس باب میں کوئی مرفوع حدیث بیان نہیں کی اور مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث نکالی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی راہ پر چلے جس میں علم ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کرے گا
اور مؤلف نے اس حدیث کو بوجہ اختلاف کے نہیں نکالا انتہی وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ إِلَى عَبْدِ اللهِ
ابْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ اور جابر بن عبد اللہ انصاری صحابی مشہور) ایک مہینے کی راہ پر گئے عبد اللہ بن انیس
جہنی صحابی) پاس ایک حدیث کے واسطے یعنی ایک حدیث اونسے سننے کے لیے اس حدیث کو مؤلف نے ادب مفرد میں
اور احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسندوں میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے روایت کیا انہوں نے جابر بن عبد اللہ
سے سنا وہ کہتے تھے مجھے خبر پہنچی کہ ایک شخص نے ایک حدیث جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو میں
نے ایک اونٹ خریدا پھر اوس پر کجاوا باندھا اور ایک مہینے تک چلا یہاں تک کہ شام کے ملک میں آیا دیکھا تو عبد اللہ بن
انیس کا گھر ہے میں نے دربان سے کہا عبد اللہ سے کہہ جابر تمہارے دروازے پر کھڑے ہیں انہوں نے پوچھا عبد اللہ کے
بیٹے میں نے کہا ہاں پھر وہ باہر نکلے اور مجھ سے معانقہ کیا میں نے کہا ایک حدیث مجھ کو تم سے پہنچی جسکو تم نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مجھ کو ڈر ہوا کہیں اسکے سننے سے پہلے میں مر جاؤں (اس لیے میں تمہارے
پاس آیا اتنی دور کا سفر کر کے) انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن لوگوں کو حشر کریگا ننگے بدن پھر بیان کیا اخیر حدیث تک اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو
طبرانی نے روایت کیا شامیوں کی مسند میں اور تمام نے اپنی فوائد میں حجاج بن دینار کے طریق سے انہوں نے
محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پہنچی تھی
قصاص کے باب میں اور اس حدیث کا راوی مصر میں تھا آخر میں نے ایک اونٹ خریدا اور چلا یہاں تک کہ
مصر میں پہنچا میں اس شخص کے دروازے پر گیا پھر بیان کیا اوسیطرح اور اسناد اوسکا اچھا ہے اور اس حدیث
کا ایک تیسرا طریق ہے جسکو خطیب نے رحلت میں نکالا ابو الجارود عنسی کے طریق سے انہوں نے روایت کی جابر
سے کہا مجھکو ایک حدیث پہنچی قصاص میں پھر بیان کیا اسیطرح اور اسکی اسناد میں ضعف ہے تمام ہوا کلام حافظ
ابن حجر کا مترجم کہتا ہے سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا حافظہ اور تبحر بیان سے معلوم کرنا چاہیے اونکی نظر حدیث کی

غیر مشہور کتابوں پر ایسی کتابیں جیسے اور علماء کی نظر صحیح بخاری یا صحیح مسلم پر ہوتی ہے تو صحیح بخاری تو انکو گویا حفظ تھی اور عینی اور زرکشی وغیرہ علماء کا یہ حال تھا کہ ان سے بخاری کے مقامات میں بھی غفلت ہو جاتی اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کا درجہ اعلیٰ علیین میں کرے اور انکے طفیل سے ہماری مغفرت کرے آمین حافظ ابن حجر نے کہا بعض متاخرین علماء نے دعوے کیا کہ اوس سے وہ قاعدہ ٹوٹ گیا جو مشہور ہے کہ بخاری جب جزم کے ساتھ تعلیق کو بیان کرتے ہیں تو وہ تعلیق صحیح ہوتی ہے اور جہاں صیغہ تمریض بیان کرتے ہیں (جیسے کہا جاتا ہے یا روایت کیا جاتا ہے) تو اس میں کوئی علت ہوتی ہے کیونکہ اس تعلیق کو بخاری رحمہ نے بصیغہ جزم روایت کیا اسکے ایک ٹکڑے کو کتاب التوحید میں صیغہ تمریض ذکر کیا وہاں یوں کہا جابر سے ذکر کیا جاتا ہے انہوں نے عبد اللہ بن انیس سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ حشر کریگا بندوں کو پھر پکاریگا انکو آواز سے اخیر حدیث تک حالانکہ یہ دعوے مردود اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ قاعدہ نہیں ٹوٹا اور امام بخاری کی نظر اس سے زیادہ باریک ہے کہ ان پر ایسا اعتراض کیا جاوے کیونکہ انہوں نے جابر رضہ کا سفر کرنا بصیغہ جزم بیان کیا اسلئے کہ اسکا اسناد حسن ہے اور اسکی تائید بھی ہوئی دوسری اسناد سے اور کتاب التوحید میں جو ٹکڑا بیان کیا اوس پر امام بخاری نے جزم نہیں کیا اسلئے کہ صوت کے لفظ کی نسبت پروردگار کی طرف توقف کے لائق ہے اور تاویل کے محتاج ہے اور اسلئے یہ وہ حدیث جسکے طریق میں اختلاف ہو گو اسکی تائید دوسرے طریق سے ہو جاوے کافی نہیں ہے اور اس سے امام بخاری کی صفائی علم اور باریکی نظر اور حسن تصرف واضح ہے اللہ تعالیٰ اون پر رحم کرے مترجم کہتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں صوت ہے اور اسکی دلیل یہی حدیث ہے عبد اللہ بن انیس کی روایت کیا اسکو احمد اور ایک جماعت اماموں نے اور امام بخاری نے باب الرد علی الجہمیہ میں اسکو معلقاً ذکر کیا اور ایک اثر ابن مسعود کا جب اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے وحی کے ساتھ تو آسمان والے فرشتے سنتے ہیں پھر جب انکے دلوں سے ڈر جاتا رہتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے۔ اس اثر کو امام بخاری نے معلقاً ذکر کیا لیکن امام احمد بن حنبل نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا امام ذہبی نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے بشرط شیخین اور امام بخاری ہی نے اسکو بصیغہ جزم کہا اس سے بھی صحت نکلتی ہے پھر امام بخاری نے باسناد متصل ابو سعید خدری سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ پھر پکارتا ہے اللہ تعالیٰ آواز سے اور ایسا ہی ضبط کیا ہے اکثر علماء نے امام ذہبی نے کہا اثبات صوت [illegible] کے لیے دس پر کئی حدیثیں مرفوع وارد ہیں اور میں نے ان سب حدیثوں کو ایک علیحدہ جزء میں جمع کیا ہے اور بخاری و مسلم نے باسناد صحیح ابو ہریرہ سے روایت کیا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو ندا کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام کو اخیر تک اور ندا اور صوت ایک ہے اور قرآن شریف میں ہے و اذ نادیٰ ربک موسیٰ و نادیناہ ان یا ابراہیم

جب اتنی صحیح حدیثیں اور آیتیں اثبات صوت میں وارد ہیں تو ثبوت صوت میں کیا شک ہے اور تاویل کرنا بعینہٖ مسلک متکلمین کا
طریقہ ہے نہ سلف امت کا اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرے حافظ ابن حجر کی اونہوں نے اس مقام میں بعینہٖ متکلمین کا طریقہ اختیار
کیا اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ عبد اللہ بن انیس کی حدیث صحیح ہے اور اسی لیے امام بخاری نے اسکو اس باب میں بصیغہ جزم
بیان کیا اور کتاب التوحید میں جو یذکر کا لفظ کہا یہ شاذ ہے یا الطریق سہو ہے تو قاعدہ ٹوٹنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ
اکثر مقامات میں یہ قاعدہ نافذ ہے اور ایک یا دو مقام میں خلاف ہو تو ضرر نہیں کرتا اور باقی بیان صوت کا خدا
چاہے تو کتاب الرد علی الجہمیہ میں آویگا۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن بطال نے وہم کیا اونہوں نے کہا کہ جس حدیث میں جابر
بن عبد اللہ کے سفر کا ذکر ہے وہ ستر علی المسلم کی حدیث ہے حالانکہ یہ ایک حدیث کو چھوڑ کر دوسری حدیث کی طرف جانا
ہے ستر علی المسلم کی حدیث میں ابو ایوب انصاری نے سفر کیا عقبہ بن عامر جہنی کے پاس روایت کیا اسکو امام احمد نے سند
منقطع اور روایت کیا اسکو طبرانی نے مسلمہ بن مخلد کی روایت سے کہا جابر میرے پاس آئے اور کہنے لگے ایک حدیث
تم سے مجھ کو پہنچی ہے ستر میں پھر انہوں نے بیان کیا اس حدیث کو اور یہ اتفاق اور شخصوں کو بھی ہوا ہے روایت
کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن بریدہ کے طریق سے کہ ایک صحابی نے سفر کیا فضالہ بن عبید کی طرف وہ مصر میں تھے
ایک حدیث کے لیے اور روایت کیا خطیب نے عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ مجھے حضرت علی کی ایک حدیث پہنچی میں ڈرا
ایسا نہ ہو حضرت علی کی وفات ہو جاوے اور پھر وہ حدیث میں اور کسی کے پاس نہ پاؤں تو میں نے سفر کیا یہاں تک کہ عراق
میں اون کے پاس آیا اور بہت سی حدیثیں ہیں جنکا ذکر طول چاہتا ہے اور شعبی کا قول آگے آتا ہے کہ اس
مسئلہ کے لیے آدمی مدینہ تک کا سفر کرتا اور روایت کیا مالک نے یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے سعید بن المسیب سے
کہا کہ میں کئی کئی دن اور رات کا سفر کرتا ایک حدیث کی طلب کے لیے اور قریب ہے کہ یہی روایت اور شخص سے بھی مذکور ہوگا اور
جابر کی روایت میں دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا چاہیے کیونکہ جابر کو عبد اللہ بن انیس کی روایت اوس
سے پہنچ چکی تھی لیکن انہوں نے اوس پر قناعت نہ کی اور بلا واسطہ اوس سے جا کر سنا اور کتاب فضائل القرآن میں عبد اللہ
بن مسعود کی یہ روایت مذکور ہوگی اونہوں نے کہا اگر میں کسی کو اپنے سے زیادہ اللہ کی کتاب جاننے والا جانتا البتہ میں
اوس کی طرف سفر کرتا اور خطیب نے ابو العالیہ سے روایت کی کہ ہم سنتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی روایت اور وہاں
بصرہ میں ہم خوش نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ مدینہ میں ان کے پاس جاتے اور انسے سنتے اور امام احمد سے کہا گیا کہ ایک شخص جو علم طلب کرتا ہو وہ ایک
شخص کے پاس رہے جسکو بہت علم ہے یا سفر کرے انہوں نے کہا سفر کرے اور جتنے شہروں کے عالموں سے لکھے اور
اس سے معلوم ہوتا ہے جو صحابہ کو حرص تھی احادیث حاصل کرنے کی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو شخص سفر کرے آدمی اوس سے معانقہ کرنا

جائز ہے جہاں کچھ شبہ ہو (یعنے اقرونہ ہو) لسٹہ **حدثنا** ابو القاسم خالد بن خلي قال حدثنا محمد
بن حرب قال الاوزاعي اخبرنا الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس
انه تمارى هو والحر بن قيس بن حصن الفزاري في صاحب موسى فمر بهما ابي بن كعب فدعاه ابن
عباس فقال اني تماريت انا وصاحبي هذا في صاحب موسى الذي سال السبيل الى لقيه هل
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر شانه فقال ابي نعم سمعت النبي صلى الله عليه
وسلم يذكر شانه يقول بينما موسى في ملا من بني اسرائيل اذ جاءه رجل فقال اتعلم احدا
اعلم منك قال موسى لا فاوحى الله تعالى الى موسى بلى عبدنا خضر فسال السبيل الى لقيه فجعل
الله له الحوت اية وقيل له اذا فقدت الحوت فارجع فانك ستلقاه فكان موسى يتبع اثر الحوت
في البحر فقال فتى موسى لموسى ارايت اذ اوينا الى الصخرة فاني نسيت الحوت وما انسانيه الا الشيطان
ان اذكره قال موسى ذلك ما كنا نبغ فارتدا على اثارهما قصصا فوجدا خضرا فكان من شانهما ما
قص الله في كتابه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو القاسم خالد بن خلی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد
بن حرب (خولانی حمصی) نے کہا اوزاعی نے (اور حمصی کی روایت میں ہے حدیث بیان کی ہمسے اوزاعی نے اور اوزاع
ایک گاؤں ہے دمشق کے قریب یا قبیلہ ہے ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد امام اور فقیہ مشہور اوسی طرف منسوب ہیں)
خبر دی ہمکو زہری (محمد بن مسلم) نے اونہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی سے اونہوں
نے ابن عباس رضی سے کہ جھگڑا کیا انہوں نے (یعنے ابن عباس نے) اور حر بن قیس بن حصن فزاری نے حضرت
موسے کے ساتھی میں (وہ خضر تھے یا اور کوئی) پھر ان دونوں کے سامنے سے ابی بن کعب گذری ابن عباس نے انکو
بلایا اور کہا میں اور یہ میرا ساتھی دونوں نے جھگڑا کیا حضرت موسی کے ساتھی میں جنسے ملنے کی موسے نے راہ چاہی کیا
تمنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ ذکر سنا اونہوں نے کہا ہان میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اسکا ذکر سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار حضرت موسی بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور
کہنے لگا تم جانتے ہو کسی ایسے شخص کو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو حضرت موسی نے کہا نہیں (ہر چند حضرت موسی نے
غلط نہیں کہا کیونکہ اونہوں نے یہ کہا کہ میں اپنے سے زیادہ کسی عالم کو نہیں جانتا اور یہ نہیں کہا کہ مجھسے زیادہ کوئی
عالم دنیا میں نہیں ہے پر پیغمبرون کی شان بڑی ہے اور جو بات عوام حقمین جائز ہے وہ کبھی پیغمبرونکے حق میں خطا اور
گناہ سمجھے جاتے ہیں بقول شخصے مقربان را بیش بود حیرانی پروردگار عالم جل جلالہ کو حضرت موسے کا یہ کہنا پسند آیا

تب پروردگار عالم نے اونکو وحی بھیجی تم سے زیادہ ایک بندہ ہمارا علم رکھتا ہے وہ خضر ہے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالےٰ سے اُنسے ملنے کی راہ چاہی اللہ تعالےٰ نے ایک مچھلی اونکے لیے نشانی مقرر کردی اور کہدیا گیا کہ جب مچھلی تم گم کرو تو لوٹ جاؤ تم اُس سے ملوگے پھر موسےٰ ع مچھلی کی نشانی پر چلے جاتے تھے دریا مین آخر موسےٰ ع کے جوان نے (یوشع ع نے) کہا موسےٰ سے تم نے دیکھا جب ہم اوترے تھے صخرہ کے پاس تو مین مچھلی کو بھول گیا اور نہین بھلایا مجھکو اوسکا ذکر مگر شیطان نے حضرت موسےٰ نے کہا ہم تو یہی چاہتے تھے پھر دونون لوٹے اپنے پاؤن کے نشانون پر باتین کرتے ہوئے تو ناگاہ ان دونون نے حضرت خضر ع کو پایا پھر جو قصہ ان دونون کا گذرا وہ اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مین بیان کیا

ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی شرح ابھی تھوڑی اوپر گذر چکی اور دونون روایتون مین فرق تھوڑا سا ہے اور اس حدیث سے علم زیادہ کرنیکی فضیلت نکلتی ہے اگرچہ اوسمین تکلیف ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ علم حاصل کرنیکے لیے بڑے کو چھوٹے کے سامنے جھکنا

باب فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ باب فضیلت مین اوسکے جس نے علم حاصل کیا اور دوسرون کو سکھلایا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علاء (ابوکریب) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن اسامہ (بن زید ہاشمی قرشی کوفی ابواسامہ) نے اونہون نے روایت کی برید بن عبداللہ سے اونہون نے ابوبردہ (بن ابی موسےٰ اشعری رض) سے اونہون نے (اپنے باپ) ابوموسےٰ اشعری عبداللہ بن قیس رض سے اونہون نے جناب رسالتمآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت اور علم (ہدایت سے مراد دلالت ہے اور علم مدلول ہے اور مراد علم سے ادلہ شرعیہ ہین) مجھکو دیکر بھیجا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے زور کا مینہ (بارش) جو زمین پر برسا اب بعضی زمین عمدہ تھی **ف** یہ ترجمہ ہے نقیہ کا جو حدیث مین ہے نون مفتوحہ اور قاف مکسورہ سے اور بعض نسخون مین ثغبہ ہے ثائے مفتوحہ اور غین مکسورہ سے ثغبہ وہ زمین جہان پانی جمع ہوتا ہے پہاڑون اور پتھرون

مین قاضی عیاض نے کہا یہ غلط ہے حافظ ابن حجر نے کہا کتاب کے تمام نسخون مین نقیہ ہے اور مسلم کی روایت مین طیبہ ہے اور ایک روایت مین ثغبہ ہے بمعنے قطعہ کے لیکن یہ لفظ صحیحین مین نہین ہے ابن حبان نے کہا ایک روایت مین بقیہ ہے باے موحدہ سے بعوض نون کی اور مراد نقیہ سے طیبہ اور عمدہ ہے **ت** اوسنے پانی پی لیا اور سوکھی اور ہری گہانس اوگائی اور بعضے قطعے اوس زمین کے سخت تہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابوذر کی روایت مین اخاذات ہے جمع اخاذہ کی اور اخاذہ وہ زمین جو پانی کو روک رکہتی ہے (لیکن سختی کی وجہ سے پیتی نہین) اور اور روایتون مین اور صحیح مسلم مین اجادب ہے جمع جدب کی یعنے زمین سخت جسمین پانی جذب نہو اور ماذری نے اجاذب ذال معجمہ سے لکھا ہے اور قاضی نے کہا یہ وہم ہے اور اسمعیلی کی روایت مین احارب ہے حا اور را مہملتین سے اسمعیلی نے ابو یعلی سے اسکو ضبط نہین کیا خطابی نے کہا یہ روایت کچھ نہین اور بعضون نے اجارد نقل کیا ہے اور یہ جمع ہے جرداء کی یعنے وہ زمین جسمین کچھ نہین اگتا خطابی نے کہا یہ صحیح المعنے ہے اور صاحب مطالع نے ان سب لفظون کو صحیحین کی روایت کہا حالانکہ صحیحین مین صرف دو لفظ منقول ہین اور ایسا ہی جزم کیا قاضی نے (فتح) **ت** اونہون نے پانی کو روک رکہا اور نیز پہر اللہ تعالی جل شانہ نے اون سے فائدہ دیا لوگون کو لوگون نے اوس سے پانی پیا اور پلایا اپنے جانورون کو اور کہیتی کی **ف** اونکے پانی سے حافظ ابن حجر نے کہا صحیح بخاری مین وزرعوا ہے یعنے کہیتی کی اور ابو یعلی اور یعقوب بن اخرم وغیرہ نے بھی ابو کریب سے ایسا ہی نقل کیا اور مسلم اور نسائی نے ابو کریب سے ورعوا نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے اور چرایا نووی نے کہا دونو صحیح ہین اور قاضی نے بلا وجہ مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے (فتح) **ت** اور بعضے قطعون پر اوسی زمین کے پانی پڑا وہ صاف چٹیل میدان تہے (چٹیل جنپر پانی نہ تہمتا ہے نہ سختی کی وجہ سے اون مین جذب ہوتا ہے) نہ تو وہ پانی کو روکتے ہین نہ گہاس اگاتی ہین پہر یہ (تینون قسمین) (جو اوپر مذکور ہوئین) مثال ہین اوس شخص کی جسنے سمجہ حاصل کی اللہ کے دین مین اور فائدہ دیا اسکو اوس چیز نے جسکو اللہ تعالی جل شانہ نے مجہے دیکر بہیجا اوسنے علم حاصل کیا اور دوسرون کو تعلیم کیا اور مثال اوس شخص کی جسنے ادہر سر اوٹہایا (تکبر اور غرور سے مثلا دین مین داخل ہوا لیکن علم دین نہ سنا یا سنا لیکن نہ خود عمل کیا نہ اورون کو سکہلایا) اور نہ قبول کیا اوس ہدایت کو اللہ تعالے جل شانہ کے جو مین دیکر بہیجا گیا (یہ وہ ہے جسنے دین ہی قبول نہ کیا) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا قرطبی نے کہا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کی مثال دی ایک زوردار مینہ سے جو احتیاج کے وقت برسے اور ایسا ہی حال تہا لوگون کا آپکی نبوت سے پہلے تو جیسے مینہ مری ہوئی ملک کو زندہ کرتا ہے ایسے ہی دین کے علم مرے ہوئے دل کو زندہ کرتے ہین پہر دین کے سننے والون کی تشبیہ دی زمین کے مختلف قطعون سے جنپر پانی برستا ہے

بعض لوگ تو اُن مین ایسے نکلے جنہون نے دین کا علم حاصل کیا اوسپر عمل کیا اور اونکو تعلیم کیا اونکی مثال عمدہ ریگڑ زمین کی
سی ہے جسنے پانی کو چوس لیا خود بھی فائدہ اوٹھایا اور اپنی پیداوار سے دوسرون کو بھی فائدہ دیا اور بعض لوگ اون مین
ایسے نکلے جنہون نے علم حاصل کیا اور خود عمل نہ کرسکے پر وہ علم اورون کو پہونچا دیا اونکی مثال اُس زمین کی سی ہے جسنے
پانی کو روک رکھا اور بہنے نہ دیا اس سے لوگون کو فائدہ ہوا گو خود اُسکو فائدہ نہ ہوا کیونکہ وہ سختی کی وجہ سے پانی پی نہ
سکی اور بعض لوگ اونمین ایسے نکلے جنہون نے علم سنا پر یاد نہ رکھا نہ خود عمل کیا نہ دوسرون کو پہونچایا اونکی مثال شور
یا چکنی زمین کی سی ہے جو نہ پانی پیتی ہے نہ اوسکو روکتی ہے آیا اور بہہ گیا پہر سوکہی کی سوکہی اور پہلی قسم ورد دوسری
قسم کے لوگون کو مثال مین ایک ہی جگہہ جمع کیا کیونکہ اون دونون سے فائدہ پہونچا لوگون کو اور تیسری
قسم کے لوگون کو جو بُرے تہی علاحدہ بیان کیا جن سے کچھہ فائدہ نہ ہوا پہر مجھے معلوم ہوا کہ ہر مثال مین دو دو طائفے ہین
اول کے دو عمدہ طائفے تو معلوم ہوئے اور دوسرے کے دو طائفے یہ ہین ایک وہ جو دین مین داخل ہوئے لیکن دین
کا علم بالکل نہ سنا یا سنا پر عمل نہ کیا نہ سکھلایا اونکی مثال شور زمین کی سی ہے اور یہ طائفہ مراد ہے آپکے اس مقول سے
جسنے اوہر سر نہ اوٹہایا یعنے اعراض کیا علم سے نہ خود فائدہ اوٹہایا نہ اورون کو فائدہ پہونچایا اور دوسرے وہ جو
دین ہی مین داخل نہ ہوئے بلکہ اونہون نے کفر اختیار کیا اونکی مثال چکنی صاف زمین کی ہے کہ پانی اوسپر بہا اور چلا گیا
اوسکو کچھہ اثر نہ ہوا اور یہی مراد ہے آپکے اس قول سے کہ اوسنے قبول نہین کیا اس ہدایت کو اخیر تک طیبی نے کہا
دو قسمین لوگون کی رہ گئین ایک تو وہ جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا لیکن اورون کو نہین سکھلایا دوسرے وہ
جسنے خود فائدہ نہ اوٹہایا لیکن اورون کو سکھلایا مین کہتا ہون کہ پہلی قسم اول مین داخل ہے اسلیے کہ فی الجملہ نفع
حاصل ہوا اگرچہ کم و بیش ہوا اور یہی حال زمین کا ہے کسی کی پیداوار سے فائدہ ہوتا ہے کسی کی پیداوار سے سوکھہ
جاتی ہے اور دوسری قسم کا شخص اگر اُسنے فرائض پر عمل کیا اور نوافل کو چھوڑ دیا تو وہ قسم ثانی مین داخل ہے
جیسے اوپر ہمنے بیان کیا اور جو فرائض پر بھی عمل نہ کیا تو وہ فاسق ہے ایسے شخص سے علم حاصل کرنا درست نہین
یا وہ تیسری قسم مین داخل ہے جسنے اوہر سر نہ اوٹہایا تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا حدیث
مین تشبیہ دی اُسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹہایا اور اورون کو بھی فائدہ پہونچایا اُس زمین سے جسنے پانی چوس لیا
پہر گہاس اوگائی اور تشبیہ دی اُسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹہایا پر اورونکو فائدہ نہ پہونچایا اُس زمین سے جسنے
پانی کو روک رکھا اور کچھہ نہ اوگایا اور جسنے علم سے خود بھی فائدہ نہ اوٹہایا اور اورونکو فائدہ پہونچایا اسکی تشبیہ دی اُس مین سے جسمین بالکل پانی
نہین ٹہمتا نہ اوسمین کچھہ اوگتا ہے اور یہ تینون قسمین شامل ہین تمام قسم کے آدمیون کو مترجم کہتا ہے چوتھی قسم

رہ گئی وہ یہ کہ فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ پہونچایا اور شاید جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کو بیان نہ فرمایا کیونکہ یہ نادر ہے یا ایسا شخص درحقیقت تیسری قسم مین داخل ہے کیونکہ جب اوسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا تو وہ کافر رہا اور کافر کے اعمال غیر مقبول ہین تو گویا اوسنے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ اورونکو فائدہ دیا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث مین دوسری قسم کا ذکر نہین ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ آپنے قسم علے اور اونکے بیان کی اور پہلی قسم خود زمین کی قسم سے معلوم ہوتی ہے اسلیے اسکو چھوڑ دیا **مترجم** کہتا ہے سب قسمین لوگون کی چار ہین ایک وہ جسنے خود فائدہ اوٹھایا اور دوسرون کو بھی فائدہ پہونچایا اسکی مثال وہ زمین ہے جسنے پانی چوسا اور اوگایا دوسرے وہ جسنے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ دوسرونکو فائدہ پہونچایا اسکی مثال چکنی پتھر زمین ہے جسپر پانی برسا اور بہ گیا تیسرے وہ جسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ پہونچایا چوتھے وہ جسنے خود فائدہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ نہ پہنچایا اور ان دونو قسمون کی مثال اوس زمین کی ہے جسنے پانی روک لیا لیکن کچھ نہ اگایا تیسرے کی اسوجہ سے کہ اس زمین نے پانی سے خود کوئی فائدہ نہ لیا مگر اورونکو فائدہ دیا کیونکہ اورون نے اوس سے پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور چوتھے کی اسوجہ سے کہ اوس زمین نے خود فائدہ اوٹھایا یعنے تر رہی اور شاداب اورون کو فائدہ نہ دیا کیونکہ کچھ اوگا یا نہین تو یہ قسم شامل ہے دو قسمون کو اس صورت مین نہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک قسم رہ گئی اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حدیث کی عبارت مین صرف دو قسمین مذکور ہین کیونکہ ہر ایک قسم مین دو دو قسمین آپنے بیان کین تو پہلی اور چوتھی قسمین اس عبارت مین مراد ہین فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ اور تقدیر عبارت کی یون ہے فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَمْ یُعَلِّمْ اَحَدًا وَمَثَلُ مَنْ نَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ اور دوسری اور تیسری قسمین اس عبارت مین مراد ہین وَمَثَلُ مَنْ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ ہُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اور تقدیر عبارت کی یون ہے وَمَثَلُ مَنْ لَمْ یَقْبَلْ ہُدَی اللّٰہِ مَنْ لَمْ یَنْتَفِعْ وَلَا نَفَعَ غَیْرَہٗ قسطلانی نے کہا اس حدیث کی سب راوی کوفی ہین اور مسلم نے اسحدیث کو فضائل جناب رسالتمآب مین اور نسائی نے علم مین نکالا **مترجم** کہتا ہے اسحدیث سے ایک اور بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ جس شخص نے علم دین حاصل کیا اور صرف فرائض پر اکتفا کی اور نوافل اور عبادات غیر ضروری ادا نکر سکا مگر علم کی تعلیم اورونکو کی ایسے شخص کی فضیلت مین کچھ شک نہین اور جاہلون کیطرح یہ خیال نکرنا چاہیے کہ وہ عالم بے عمل ہے کیونکہ جناب سرور عالم نے خود اسکی فضیلت بیان فرمائی اوس زمین کی مثال سے جسنے پانی روک رکھا گو خود فائدہ نہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ دیا اور دوسری حدیث مین صاف موجود ہے کہ اللہ جل جلالہ تازہ اور خوش کرے

دس شخص کو جسنے میرا کلام سنا پہر اسکو ادا کر دیا جیسے سنا غرض اس حدیث سے علم دین کی بیشمار فضیلت نکلتی ہے پہر حال علم حاصل کرنے والا اور علم سکھانے والا صاحب فضیلت اور صاحب عظمت ہے اگر اسکے ساتھہ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ نور علیٰ نور ہے اور جو عمل کامل نہو پر علم اور تعلیم ہو تب بھی غنیمت ہے اور جو صرف عمل ہو اور علم نہو وہ محض لغو ہے

ت امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اسحاق نے کہا وکان منہا طائفۃ قیلت الماء **ف** یعنے اسحق بن راہویہ کی روایت میں بعوض قبلت الماء کے قیلت الماء ہے یائے تحتانیہ مشددہ سے اصیلی نے کہا غلطی ہے اسحاق کی اور اوروں نے کہا وہ صحیح ہے اور ترجمہ قیّلت کا یہی ہے پی لیا کیونکہ قیل کہتے ہیں دوپہر کے پینے کو اور عرب کہتے ہیں قیلت الابل یعنے پیا اونٹوں نے دوپہر اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ دوپہر کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں اور جواب دیا گیا کہ قیلت کے معنے مجازاً مطلق پینے کے مراد ہیں ابن درید نے کہا قیل الماء کے معنے جمع ہوا پانی اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ اس صورت میں تمثیل بگڑ جاویگی کیونکہ یہ مثال دوسرے طائفہ کی ہے پہلے طائفہ میں تو وہی زمین چاہیے جسنے پانی پی لیا اور اوگا یا پہر کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ غلطی ہے **ت** قاع اس زمین کو کہتے ہیں جسکے اوپر پانی چڑہ جاوے لیکن ٹہیرے نہیں اس حدیث میں قیعان کا لفظ ہے جو جمع قاع کی تو امام بخاری نے قاع کے معنے بیان کر دیے) اور صفصف کہتے ہیں برابر زمین کو (ہر چند حدیث میں صفصف کا لفظ نہیں مگر قرآن میں قاع کے ساتھہ صفصف کا لفظ بھی موجود ہے اور امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کی تفسیر کے ساتھہ قرآن میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں انکی تفسیر بھی کرتے جاتے ہیں اور بعض نسخوں میں بعوض صفصف کے مصطف ہے اور کریمہ کی روایت میں بجائے اسحق کے ابن اسحق ہے کذا فی فتح الباری

باب رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ باب علم کے اوٹہہ جانے اور جہالت کے پہیلنے کے بیان میں **ف** قسطلانی نے کہا علم کا اوٹہہ جانا مستلزم ہے جہل کے پہیلنے کو دو لفظ توضیح کیلئے کہا حافظ ابن حجر نے کہا مقصود اس باب سے ترغیب ہے علم حاصل کرنیکی کیونکہ علم جب ہی اوٹہتا ہے جب عالم مر جاتے ہیں اور جب تک عالم زندہ ہیں علم نہیں اوٹہہ سکتا اور اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا اوٹہہ جانا قیامت کی نشانی ہے **مترجم** کہتا ہے علم کے اوٹہنے سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد دین کے علموں کا اوٹہہ جانا ہے یعنے قرآن اور حدیث کا علم کیونکہ اس آخری زمانے میں جب ہجرت سے تیرہ سو چہہ برس ۱۳۰۶ ہیں دین کے علما بالکل کم رہگئے ہیں اور دین کے علم کا شوق بالکل جاتا رہا ہے اس زمانے میں صرف دنیا داری کے مفید علوم پڑہتے ہیں جیسے منطق حساب جغرافیہ فلسفہ وغیرہ اور زبان بھی وہی سیکہتے ہیں جو دنیا کے کام آتی ہیں جیسے انگریزی فارسی تلنگی بہاکا وغیرہ بہت کم ایسے لوگ نکلتے ہیں جو اپنے بچوں کو قرآن اور حدیث پڑہاتے ہوں انکی تعلیم کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اسلامی ریاستوں

میں جہان کے حاکم اور عہدہ دار بنے ہوئے ہیں مسلمان کہلاتے ہیں وہ بھی دینی تعلیم کیطرف بالکل توجہ نہیں کرتے بلکہ روز بروز دینی تعلیم کو موقوف کرکے اسکی جگہ میں انگریزی تعلیم قائم کرتے ہیں ان انگریزی مدارس کے بچون کو دیکھیے تو دین کے اصول اعتقاد اور فرائض تک سے غافل ہیں حالانکہ دنیاوی علوم خوب پڑھ چکے ہیں اونکا وبال انکے والدین اور بزرگوں پر ہوگا پس یہ قیامت کی نشانی نہیں تو کیا ہے کہ خود مسلمانوں کو اسلام اور اسلام کے علوم کا خیال نہیں رہا ان بیوقوفون سے کوئی اتنا پوچھے کہ مسلمان کے کیا معنے ہیں اور مسلمانون کی ترقی کس کو کہتے ہیں اگر ہم مسلمان ہی نہ رہے اور دنیا کے سارے سامان حاصل کر لیے تو کیا فائدہ مسلمانون کی ترقی نہ ہوئی بلکہ کافرون کی اور جاہلون کی اسلیے ضرور ہے کہ اسلام کو سنبھال کر اسلام کے عقائد اور علوم حاصل کر کے دنیا کیطرف متوجہ ہون اور تقدیر کا تو اعتقاد یہ ہے کہ جب تک مسلمان اپنے سچے دین پر قائم نہ ہونگے اور قرآن اور حدیث کی پیروی نہ کرینگے اسوقت تک خاص ترقی نہ ہوگی اور ہمیشہ غلامی اور ذلت اور نحوست انکی بڑھتی جاویگی وَقَالَ رَبِيعَةُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ ربیعہ ابن ابی عبدالرحمن مدنی تابعی مشہور امام مالک کے استاذ اور فقیہ نے کہا جسکے پاس تھوڑا سا بھی علم ہو (قرآن یا حدیث کا) اوسکو نہ چاہیے ضائع کرنا اپنے تئیں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ربیعہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں سمجھ اور علم کی قابلیت ہو اسکو نہیں چاہیے کہ اپنے تئیں بیکار رکھے اور علم میں مشغول نہ ہووے تا لائق لوگون کو سکھا دے ورنہ جب وہ مر جاویگا تو علم اوٹھ جاویگا یا یہ مطلب ہے کہ عالم کو اپنے تئیں مشہور کرنا چاہیے اور تعلیم کے لیے مستعد ہونا چاہیے تاکہ اسکا علم ضائع نہ ہو یا مطلب علم کی تعظیم اور توقیر ہے تو غرض یہ ہے کہ علم کو ذلیل نہ کرے اس طرح کہ علم کے بدلے دنیا طلب کرے اور یہ اچھا معنے ہیں لیکن پہلا مطلب باب کے مناسب ہے اور اس اثر کو خطیب نے جامع میں اور بیہقی نے مدخل میں موصولا روایت کیا ہے عبدالعزیز اویسی کے طریق سے اونہون نے مالک سے اونہون نے ربیعہ سے **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عمران بن میسرہ (منقری بصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبدالوارث (بن سعید بن ذکوان تمیمی بصری) نے اونہون نے روایت کی ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے اونہون نے انس بن مالک رض سے کہا کہ فرمایا جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیون میں سے ہے علم کا اوٹھ جانا (یعنے ان نشانیون میں سے جو عادت کے موافق ہیں کیونکہ قیامت کی نشانیان دو طرح کی ہیں ایک تو موافق عادت اور دوسرے خلاف عادت) اور جہل کا جم جانا **ف**

یہ ترجمہ بثت الجہل کا ہے جیسے بخاری کی روایت میں ہے اور مسلم کی روایت میں یبث ہے یعنے پھیل جانا جہل کا کرمانی
نے غلطی سے یہ بخاری کی روایت قرار دی کرمانی نے کہا ایک روایت میں ینبت ہے یعنی پیدا ہونا اور اوگنا جہل کا اور ابن حجر
نے بعضوں سے ینث نقل کیا ہے نث سے یعنے پھیلنا مگر یہ لفظ صحیحین میں نہیں ہے (فتح الباری) **ت** اور شراب کا پیا جانا
(یعنے کثرت سے) اور زنا کا فاش ہونا **ف** مقصود حضرت کا یہ ہے کہ زنا اور شراب خواری قیامت کے قریب کثرت
سے ہوگی اور یہ بات اس زمانہ میں ہے زنا کا تو یہ حال ہے کہ علانیہ فاحشہ اور بدکار عورتیں بازار میں بیٹھتی ہیں اور شادی
اور بیاہ میں علانیہ یہ بدکار عورتیں بلائی جاتی ہیں بلکہ اون بدکاروں کے وہاں جانا اور انسے افعال شنیعہ کرنا عیب نہیں
اور اکثر امرا اور سلاطین انہی کی اولاد میں ہیں اور شراب کا یہ حال ہے کہ ہر کس وناکس استعمال کرنے لگا اور شراب کی دوکانیں
علانیہ لگی ہوئی ہیں اور سب سے زیادہ اہل استطاعت اور امرا اس بلا میں مبتلا ہیں بلکہ حیدرآباد میں امرا اس آفت میں
گرفتار ہیں لاحول ولا قوۃ **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ
حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ
أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً
الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن
سعید قطان نے اونہوں نے روایت کی شعبہ (ابن حجاج) سے اونہوں نے قتادہ ابن دعامہ سے انہوں نے انس ابن مالک رض سے انہوں نے
اونہوں نے کہا (قسم خدا کی) میں تمسے ایک حدیث بیان کرونگا تمسے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا **ف** اور مسلم کی
روایت میں ہے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے جسکو میرے بعد کوئی تمسے بیان نہ کریگا [illegible]
کی روایت میں ہشام سے یہ ہے کہ کوئی تمسے وہ حدیث سوا میرے بیان نہ کریگا اور ابو عوانہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کوئی شخص میرے بعد تمسے بیان نہ کریگا اور انس نے پہچان لیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا
سوا انکے کوئی نہ رہا کیونکہ وہ سب صحابہ کے بعد مرے بصری ہیں اور شاید یہ خطاب بصری ہی والوں سے ہو یا خطاب عام ہے
اور یہ حدیث انہوں نے اخیر عمر میں بیان کی ہو جب صحابہ میں سے کوئی باقی نہ رہا تھا جنکا سماع حضرت سے ثابت ہو
مگر شاذ و نادر جنکو یہ حدیث معلوم نہ تھی ابن بطال نے کہا احتمال ہے کہ انس رض نے زمانہ کا حال علم کا زوال دیکھکر کہا
کہ آیندہ کوئی ایسی حق بات بیان نہ کریگا حافظ ابن حجر نے کہا اول مطلب اولی ہے (فتح الباری) **ت**
میں نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے ہے (دین کے) علم کا گھٹ جانا
(اور بخاری کی روایت میں حدود اور نکاح میں اسیطرح مسلم کی روایت میں اوٹھ جانا ہے تو گھٹ جانا پہلے ہوگا پھر اوٹھ جا

یا گھٹ جانے سے بھی مراد ہو جانا ہے) اور جہالت کا ظاہر ہو جانا اور زنا کا کھل جانا (یعنے علانیہ زنا ہونا) اور عورتونکا بہت ہو جانا یہانتک کہ پچاس عورتونکا خبر گیران ایک مرد ہوگا ف فتح الباری میں ہے بعضونے کہا اسکا سبب ہوگا کہ فتنے بہت ہونگے اور مرد مارے جاوینگے لڑائیون میں اور عورتیں رہجاوینگی ابو عبد الملک نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مسلمانون کی فتحین بہت ہونگی اور عورتیں بہت قید ہو کر آوینگی تو ہر ایک مسلمان بہت سی عورتیں رکھیگا حافظ ابن حجر نے کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو موسے کی حدیث میں جو زکوۃ میں آویگی سبب کی تصریح ہے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کم ہونگے اور عورتیں بہت ہونگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ محض نشانی ہے قیامت کی کسی سبب سے ایسا نہ ہوگا بلکہ اخیر زمانے میں اللہ تعالی ایسا کریگا کہ مرد کم پیدا ہونگے اور عورتیں بہت پیدا ہونگی اور عورتونکا بہت ہونا مناسب ہے ظہور جہل اور ارتفاع علم کے اور پچاس سے حقیقۃً یہ عدد مراد ہے یا مجازاً کثرت مراد ہے اور موید ہے اسکے وہ جو ابو موسے کی روایت میں ہے کہ ایک مرد کی چالیس عورتیں تابع ہونگی اور ان پانچون امرون کی تخصیص کی یہ وجہ ہے کہ یہ سو رخنے دیتے ہیں ان چیزونکے بگڑ جانے کی جنپر مدار ہے اصلاح معاش اور معاد کا وہ چیزیں یہ ہیں دین اور علم کا اٹھ جانا دین میں خلل ڈالے گا اور عقل شراب پینا اوسمین خلل ڈالیگا اور نسب زنا اوس میں خلل ڈالے گی اور نفس اور مال کثرت فتن اون میں خلل ڈالینگے کرمانی نے کہا ان سو میں خلل ہو جانا دلیل ہوئی دنیا کے خراب ہونے کی کیسلیے کہ خلق بیکار نہ چھوڑے جاوینگے اور ہمارے نبی کے بعد دوسرا کوئی نبی آنیوالا نہیں پھر خواہ مخواہ دنیا تمام کیجاویگی اور قرطبی نے مفہم میں کہا یہ حدیث نبوت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے کسلیے کہ آپنے خبر دی ان کامون کے ہونیکی اور ویسا ہی ہوا ہمارے زمانے میں قرطبی نے تذکرہ میں کہا خبر گیران سے مراد وہی جو ان عورتون کی خبر لے سکے انسے وطی کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور احتمال ہے کہ یہ اس زمانے کا ذکر ہو جب زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہیگا ایسے زمانے میں مرد تعداد ازواج کا خیال نہ کرینگے اور پچاس پچاس عورتیں کرینگے شریعت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے حافظ ابن حجر نے کہا ترکمان کے بعض رئیس اس زمانے میں ایسا ہی کرتے ہیں باوجود دعوے اسلام کے اور اللہ مددگار ہے انتہی مترجم کہتا ہے ترکمان کی کیا بات ہندوستان کے رئیس بھی صدہا ہزارہا عورتیں رکھتے ہیں اگر ترکمان کے رئیس تو نکاح کر کے رکھتے ہونگے ایسے نکاح رئیسون اور بادشاہون کی بیگمات سو سو اور دو سو بلکہ چار سو پانسو تک ہوتی ہیں یہ امیر نے بچشم خود اودہ اور حیدر آباد اور دیگر ریاستہائے ہند میں دیکھا ہے اللہ انکو ہدایت کرے اسپر اسلام کا دعوے کرتے ہیں مگر نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوۃ صرف اسی کو اسلام سمجھتے ہیں کہ حضرت پیران پیر کی گیارھوین ربیع الثانی میں اور ربیع الاول میں مجلس میلاد کر لیتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

باب فضل العلم

علم کی فضیلت کا بیان ف فضل کا ترجمہ فضیلت سے کیا ابن منیر نے ایسا ہی کہا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ علم کی فضیلت تو کتاب العلم کے شروع ہی میں گذر چکی پھر یہ تکرار ہے حافظ ابن حجر نے کہا فضل سے مراد یہاں بچا ہوا
یعنے فضلہ ہے اور کتاب العلم کے شروع میں معنے فضیلت ہے تو تکرار نہ ہوگی **حدثنا** سعید بن عفیر قال
حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شہاب عن حمزۃ بن عبد اللہ بن عمر ان ابن عمر قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری
یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سعید بن عفیر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث بن سعد امام مشہور نے کہا حدیث بیان
کی مجھ سے ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم نے اونہوں نے روایت کی حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی عدوی
مدنی سے کہ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا میں نے سنا جناب سید عالم رسول مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا
ایک بار میں سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا میں نے پیا یہانتک کہ میں دیکھتا تھا تازگی میرے ناخونوں
میں نکلی ہی ہے پھر میں نے اپنا جو بچا (بچا ہوا دودھ) عمر بن خطاب رض کو دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی تعبیر آپنے
کیا فرمائی آپنے فرمایا علم کی تعبیر کی **ف** یعنے وہ دودھ سے مراد علم ہے اور مطلب یہ ہے کہ علم نبوت کے بعد جو بچا وہ حضرت
عمر رض کو ملا علم کی مشابہت دودھ سے یہ ہے کہ دودھ مربی بدن ہے اور علم مربی روح ہے یا دونو کثیر النفع ہیں۔ ابن منیر
نے کہا صحت حدیث سے علم کی فضیلت یوں نکلی کہ علم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بچا تہا وہ حصہ ہے اوسکا جو اللہ تعالے نے آپکو
دیا اور کافی ہے یہ شرف علم کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا یہ مبنی ہے اسپر کہ فضل سے ترجمہ باب میں اونہوں نے فضیلت مراد
لی اور غافل ہوئے اس نکتہ سے جو اوپر ہمنے بیان کیا اور اس حدیث کا بیان کتاب التعبیر میں آویگا انشاء اللہ **باب**

الفتیا وہو واقف علی الدابۃ وغیرہا باب اس بیان میں کہ جانور وغیرہ پر سوار رہ کر فتوے دینا درست ہے
حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن عیسی بن طلحۃ بن عبید اللہ عن عبد اللہ
بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فی حجۃ الوداع بمنی للناس یسألونہ فجاءہ رجل
فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء اخر فقال لم اشعر فنحرت قبل
ان ارمی قال ارم ولا حرج فما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شیء قدم ولا اخر الا قال
افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن ابی اویس امام مالک کے بہانجے نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے مالک (ابن انس امام) نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عیسے بن طلحہ بن

عبد اللہ سے انہون نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع مین ٹہیرے منا مین لوگون کے بہبود کے لیے سوال کرتے تہے (یعنے مسئلے پوچہتے تہے) ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجہے خیال نہین رہا مین نے قربانی کاٹنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا قربانی کاٹ اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا شخص آیا اور بولا مجہے خیال نہین رہا مین نے کنکر مارنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کنکر مارلے اور کچہہ حرج نہین پہر آپ سے جس چیز کا سوال ہوا جو کسی نے آگے کرلی تہی یا پیچہے آپ نے یہی فرمایا کہ کرلے اور کچہہ حرج نہین **ف** یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث کے مضمون سے باب کا مطابق ہونا ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ حدیث مین یہ مذکور نہین کہ آپ اُس سوال کا جواب دیتے وقت سواری پر تہے حافظ ابن حجر نے اسکا جواب دیا ہے کہ امام بخاری نے یہان اشارہ کیا اس حدیث کے دوسرے طریق کیطرف جو کتاب الحج مین مذکور ہے اُس مین یہ ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تہے روایت کیا اسکو صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے امام بخاری نے اور متابعت کی انکی معمر نے اور معمر کی روایت کو احمد اور مسلم اور نسائی نے موصولا نکالا اسمین یہ ہے کہ مینے جناب رسالتمآب کو منا مین اونٹنی پر سوار دیکہا پہر کہا حافظ ابن حجر نے کہ ترجمہ باب مین جانور سے مطلق جانور مراد ہے جسپر سواری کیجاوے اور دابہ کے عرفی معنے یہی ہین اور لغت مین دابہ ہر جاندار کو کہتے ہین جو زمین پر حرکت کرے اور بعضون نے یہان دابہ کو خاص کیا ہے گدہے سے اور ان پوچہنے والے شخصون کا نام معلوم نہین ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو نے کسی کا نام نہ لیا کیونکہ پوچہنے والے اسوقت بہت ہونگے اور یہ جو فرمایا کچہہ حرج نہین اس سے غرض یہ ہے کہ تجہپر کچہہ نہین نہ گناہ نہ ترتیب نہ فدیہ اور یہی ظاہر ہے اور بعضون نے کہا صرف گناہ کی نفی منظور ہے اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری صحیح روایتون مین موجود ہے کہ آپ نے کفارہ کا حکم نہین دیا اور اسکی بحث اگر خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی اور اس حدیث کے سب راوی مدینہ والے ہین انتہی قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تجہپر کچہہ نہین نہ گناہ نہ ترتیب نہ فدیہ اور یہی مذہب ہے ہمارے امام شافعی اور احمد اور عطاء اور طاؤس اور مجاہد کا اور مالک اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ترتیب واجب ہے اور ترتیب کی ترک سے دم لازم آویگا کیونکہ ابن عباس نے کہا کہ جو شخص حج مین تقدیم یا تاخیر کرے تو وہ دم دیوے اور حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ تجہپر گناہ نہین کیونکہ تو نے بہولے سے ایسا کیا اور مؤید ہے اسکی جو حضرت علی کی روایت مین ہے طحاوی کے پاس باسناد صحیح کہ مین نے رمی کی اور حلق کیا اور نحر کرنا بہول گیا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عالم سے سوال ہر حال مین درست ہے خواہ سوار ہو یا پیادہ چلا جاتا ہو اور اسکے معارض نہین ہے وہ جو امام مالک سے منقول ہے کہ راہ مین حدیث کا پوچہنا مکروہ ہے کیونکہ منشا انکا نہین بلکہ ٹہیرنے کا اور عبادت کا مقام ہے یا مراد امام مالک کی یہ ہے کہ بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور جب ضرورت ہو تو بلا شبہ درست ہے انتہی

باب

مَنْ اَجَابَ الْفُتْيَا بِاِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّاْسِ جو شخص ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سوال کا جواب دیوے اسکا بیان

حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِيْ حَجَّتِهٖ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَاَوْمٰى بِيَدِهٖ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَاَوْمٰى بِيَدِهٖ وَلَا حَرَجَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے موسی ابن اسمعیل التبوذکی بصری نے (اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب ابن خالد باہلی بصری حافظ بصرہ نے) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب (سختیانی نے) اونہوں نے روایت کی عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے (اس اسناد کے سب راوی بصرے والے ہیں) اونہوں نے کہا کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا حج میں کسی نے کہا میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا فرمایا کچھ حرج نہیں کسی نے کہا میں نے سر منڈایا ذبح سے پہلے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کچھ حرج نہیں ف حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے کہ دونوں سوال ایک ہی شخص نے کئے ہوں یا دو سائل اور ہوں قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مولف نے حج میں دو طریقوں سے روایت کیا اور مسلم اور نسائی نے بھی حج میں اسے

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ فَحَرَّفَهَا كَاَنَّهٗ يُرِيْدُ الْقَتْلَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم (بن بشیر بلخی) نے (مکی اونکا نام ہے اور یہ بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں اور ثلاثیات امام بخاری کی اکثر انہی کے ذریعہ سے ہیں) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ (بن ابی سفیان) نے اونہوں نے روایت کی سالم (ابن عبد اللہ بن عمر بن خطاب) سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوہریرہ (عبد الرحمن بن صخر) سے انہوں نے سنا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا علم اوٹھا لیا جاویگا اور جہل کھیل جاویگا اور فتنے اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اسطرح اوسکو خم کرکے گویا مطلب آپکا یہ قتل تہا ف حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے اسحدیث کو روایت کیا اسحق بن سلیمان کے طریق سے اونہوں نے حنظلہ سے کہا میں نے سنا سالم سے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا کتنی بار میں نے ابوہریرہ کو بازار میں کہڑے دیکھا وہ کہتے تہے علم اوٹھا لیا جاویگا پہر بیان کیا اسکو موقوفا لیکن اسکے آخر سے ظاہر ہوا کہ مرفوع ہے اور ہرج بفتح ہا اور سکون را اسکے بعد جیم ہے اور یہ جو حدیث کے اخیر میں ہے کہ آپکا مطلب شاید قتل تہا یہ سمجہے ہیں راوی کی اشتے ہاتھ خم دینے اور ہلانے سے جیسے کوئی مارتے وقت کرتا ہے یہ سمجہا اور ہرج سے اس روایت کو اکثر روایتوں میں نہیں پایا اور شاید یہ راوی کی تفسیر ہو حنظلہ سے کیونکہ ابو عوانہ نے اسکو

روایت کیا عباس دوری سے انہوں نے ابو عاصم سے انہوں نے حنظلہ سے اسکے آخر میں یہ ہے ہمکو ابو عاصم نے
ایسا بتلایا جیسے کوئی آدمی کی گردن مارتا ہے اور کرمانی نے کہا ہرج سے مراد فتنہ ہے اور قتل مجازاً مراد ہے کیونکہ
وہ لازم ہے ہرج کو مگر جب لغت کے روسے ثابت ہو کہ ہرج قتل کے معنے میں آیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ کرمانی کی غفلت ہے
اس عبارت سے جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن میں ہے کہ حبش کی زبان میں قتل کو ہرج کہتے ہیں اور باقی بحث اس حدیث
کی وہیں آویگی انشاء اللہ تعالے انتہی **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ
فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ قُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتَّى عَلَانِي الْغَشْيُ
فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ
لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ مِثْلَ أَوْ
قَرِيبًا لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا
الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ
وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ
أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا
فَقُلْتُهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمٰعیل تبوذکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب بن
خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن عروہ بن زبیر نے انہوں نے روایت کی فاطمہ بنت منذر
بن زبیر بن عوام سے (جو بی بی ہیں ہشام کی اور چچازاد بہن بھی انکی) انہوں نے اسماء بنت ابوبکر صدیق سے (یہ بی بی
تھیں زبیر رض کی اور ماں تھیں عبداللہ بن زبیر کی مکہ میں سنہ ۷۳ھ میں مریں اور سو برس کی عمر انکی ہو گئی تھی نہ انکا کوئی
دانت گرا تھا نہ عقل میں فتور آیا تھا) انہوں نے کہا میں جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں
میں نے پوچھا کیا حال ہے لوگوں کا (جو پریشان کھڑے ہیں گھبرائے ہوئے) انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنے
سورج کو گہن لگا ہے) دیکھا تو لوگ کھڑے ہوئے ہیں (شاید اسماء رض نے حضرت عائشہ کے حجرے سے مسجد کی طرف دیکھا
تو لوگوں کو نماز میں کھڑے ہوئے پایا) حضرت عائشہ نے کہا سبحان اللہ میں نے کہا کوئی نشانی ہے (قیامت کی یا
عذاب کی) انہوں نے سر سے اشارہ کیا ہاں اسماء نے کہا تب تو میں بھی کھڑی ہوئی (نماز کے لیے) یہاں تک کہ مجھکو غش
آنے لگا (یعنے میری حالت غشی کے قریب ہو گئی) میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی صفت بیان کی بعد اسکے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو مجھکو دکھلائی نہ گئی تھی مگر میں نے
اسکو دیکھ لیا اسجگہ یہانتک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا پھر مجھپر وحی آئی کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤگے جیسے یا قریب
میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (یہ فاطمہ کا قول ہے اونکو شک ہے کہ مثل کا لفظ کہا یا قریب کا) دجال مسیح کی
آزمایش کے (یعنے قبر کا فتنہ بھی کچھ دجال کے فتنے سے کم نہ ہوگا معاذ اللہ خدا سے امید ہے کہ وہ آسان کرے) کہا جاویگا
(قبر والے سے) تو اس شخص کی نسبت کیا اعتقاد رکھتا تھا (شاید آپکی صورت اسوقت نمود ہو جاویگی یا وہ فرشتے انکا نام لیکر
پوچھینگے کہ انکی نسبت کیا اعتقاد رکھتا ہے) تو مومن یا موقن میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (دونوں کے
معنے ایک ہیں یعنی ایماندار یا یقین کرنیوالا) کہیگا محمد ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں (بھیجے ہوئے) ہمارے پاس دلیلیں (معجزے) اور ہدایت لیکر آئے تو ہمنے قبول
کیا اور مان لیا وہ محمد ہیں تین بار ایسا ہی کہیگا پھر اس سے کہا جاویگا تو سو رہ اچھی طرح ہم جانتے تھے کہ تو انپر یقین رکھتا ہے اور منافق
یا مرتاب میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (منافق تو وہ جو دل سے یقین نہیں رکھتا پر ظاہر میں ڈر یا مصلحت کیوجہ
سے زبان سے اقرار کرتا ہے اور مرتاب وہ جسکو شک ہے یقین نہیں ہے) وہ کہیگا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا وہی میں نے
کہا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی اور صغانی کے نسخہ میں
اس حدیث کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ ابن عباس نے کہا مرقد کے معنے مخرج اور حدیث میں مرقد کا ذکر نہیں البتہ سورۃ
یس میں مرقد کا لفظ ہے اور مولف نے اپنے مقام میں اسکی تفسیر کی ہے انتہے اس حدیث کو امام بخاری ترجمہ باب ثابت
کرنیکے لیے لائے اسطرح سے کہ حضرت عائشہ نے اسماء کے سوال کا جواب سر کے اشارے سے دیا قسطلانی نے کہا حدیث سے
عذاب قبر اور سوال منکرین کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی
یا آپکی رسالت میں شبہ ہو وہ کافر ہے اور یہ بھی نکلا کہ غشی سے وضو نہیں جاتا جب تک عقل باقی رہے انتہے مترجم
کہتا ہے حدیث سے تقلید کی برائی نکلی کیونکہ وہ منافق یا مرتاب یہی کہیگا کہ میں لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا مطلب یہ ہے
کہ میں نے خود نہ غور کیا نہ تحقیق کی جیسا لوگ کہتے تھے میں بھی کہنے لگا لاحول ولا قوۃ

باب تحریض النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفد عبد القیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من ورائہم

اس باب میں یہ بیان ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے لوگوں کو ایمان اور علم کی باتیں
یاد رکھنے کا اور جو لوگ انکے پیچھے اپنے ملک میں رہ گئے تھے اونکو خبر کرنیکا حکم دیا وقال مالک بن الحویرث قال
لنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ارجعوا الی اہلیکم فعلموہم مالک بن حویرث (ابن حشیش صحابی مشہور ہیں) نے کہا
(اس کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاو

اور انکو دین کا علم سکھاؤ اور حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب الصلوٰۃ میں موصولاً
روایت کیا) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ
أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا إِنَّا
نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا
فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ
أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ
الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ
رُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
محمد بن بشار (بن عثمان بصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر ہذلی بصری) نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن الحجاج) نے اونہوں نے روایت کی ابو جمرہ (نصر بن عمران بصری) سے انہوں نے
کہا میں ترجمہ کرتا تھا ابن عباس اور لوگوں کے بیچ میں (یعنے ترجمان تھا تو ابن عباس کی بات لوگوں کو دوسری زبان
میں ترجمہ کرکے اور لوگوں کی بات عربی میں ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجھاتا) تو کہا ابن عباس نے عبد القیس (بن افصی
ایک قبیلہ ہے) کے لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے فرمایا کون لوگ ہیں یا کون قوم
ہیں (یہ شک ہے شعبہ کی یا انکے شیخ کی) وہ بولے ہم ربیعہ کے لوگ ہیں (کیونکہ عبد القیس ربیعہ کی ایک شاخ ہے) آپ
نے فرمایا مرحبا تم لوگوں کو یا مرحبا اس قوم کو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے (بلکہ خوشی سے اسلام لائے ورنہ قتل ہوتے
اور رسوا اور خوار ہوتے) اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے پاس آتے ہیں دور دراز ملک سے اور ہمارے اور آپکے
بیچ میں مضر (ایک قبیلہ ہے) کے کافر ہیں (یعنے اونکا ملک ہے) اور ہم آپ پاس نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں (کیونکہ حرام
مہینے میں قتل اور لوٹ نہیں کرتے تھے) تو حکم کیجے ہمکو ایسے کام کا جسکی خبر کردیں ہم اون لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں (یعنے
ہمارے ملک میں ہیں) اور جسکی وجہ سے ہم جنت میں جاویں آپنے اونکو حکم کیا چار باتوں کا (اور ایک بات بڑہا دی) اور منع کیا
انکو چار باتوں سے حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا پھر پوچھا اونسے تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے انہوں
نے عرض کیا اللہ (جل جلالہ) اور اسکا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) خوب جانتا ہے آپنے فرمایا (ایمان یہ ہے) گواہی دینا اس

اس بات کی کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں اور قائم کرنا نماز کو اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے
روزے رکھنا یہ چار باتیں ہوئیں پانچویں بات جو بڑھا دی وہ یہ ہے) لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا اور منع کیا انکو چار
چیزوں سے کدو کے تونبے اور سبز گھڑے اور لاکھی برتن اور چوتھی چیز کو شعبہ نے کہا ابوجمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر (نقیر تو لکڑی کا
برتن کھدا ہوا اور مقیر وہ برتن جس پر قار چڑھی ہو) اور فرمایا آپ نے ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انکو خبر دو **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الایمان کے اخیر میں گذر چکی اور مؤلف نے وہاں اس حدیث کو بسند عالی علی بن
جعد سے اونھوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں مزفت اور مقیر میں شک ہے اور نقیر کو بالجزم بیان کیا ہے
یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ مقیر اور مزفت تو ایک ہے یعنی لاکھی برتن تو تکرار لازم آویگی اور چار چیزیں نہ ہونگی بلکہ
تین ہی ہونگی حافظ ابن حجر رح نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شعبہ نے جو کہا کہ ابوجمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر اس سے یہ غرض
نہیں کہ نقیر اور مقیر دونوں میں تردد کیا یعنی ان میں سے ایک کو قائم کیا بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اونھوں نے دبا اور حنتم اور
مزفت تین چیزوں کو تو بالجزم کہا اور چوتھی چیز میں انکو شک تھا تو کبھی اسکو بیان کیا کبھی بیان نہ کیا اسیطرح انکو شک تھا کہ تیسری
چیز کیا فرمائی تو کبھی مزفت کہا کبھی مقیر اور یہی توجیہ صحیح ہے اور کتاب الایمان میں جو روایت گذری وہ اسکی تائید کرتی
ہے انتہی **باب** الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْئَلَةِ النَّازِلَةِ جب کوئی مسئلہ آن پڑے تو اسکی دریافت کرنیکے لیے سفر کرنا
ف قسطلانی نے اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ کی وَتَعْلِيمِ اَهْلِهِ اور سکھانا اپنے گھر کے لوگوں کا اور کہا صواب
حذف ہے اس عبارت کا کیونکہ یہ دوسرا باب میں مذکور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ
اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا
فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَرَكِبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ
زَوْجًا غَيْرَهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مقاتل (مروزی) نے اونھوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مبارک مروزی
نے اونھوں نے کہا خبر دی ہمکو عمر بن سعید بن ابی حسین (نوفلی مکی) نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن ابی
ملیکہ نے (یہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں اور ابو ملیکہ انکے دادا ہیں) نے اونھوں نے سنا عقبہ بن حارث ابن
عامر قرشی مکی ابو سروعہ سے (جو اسلام لائے فتح مکہ کے دن) **ف** قسطلانی نے کہا عبد اللہ بن ابی ملیکہ کے سماع کا عقبہ
سے بعضوں نے انکار کیا ہے اور مؤلف نے کتاب النکاح میں جو روایت کی اسمیں یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا حدیث

بیان کی ہمسے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے اور مین نے خود اسکو سنا ہے عقبہ سے لیکن عبید کی حدیث
مجہے خوب یاد ہے اور اس مین تصریح ہے ابن ابی ملیکہ کے سماع کی عقبہ سے تو ابو عمران کا قول غلط ہوگیا کہ ابن ابی ملیکہ نے عقبہ
سے نہین سنا اور بیچ مین ایک واسطہ ہے عبید بن ابی مریم کا اور یہ اسناد منقطع ہے انتہی **ف** اونہون نے نکاح کیا
ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے (ابو اہاب کا نام معلوم نہین ہوا لیکن انکا ذکر صحابہ مین ہے اور انکی بیٹی کا نام غنیہ تہا)
پہر انکے پاس (یعنے عقبہ کے پاس) ایک عورت آئی (اسکا نام معلوم نہین ہوا) اور بولی مین نے دودہ پلایا ہے عقبہ بن حارث
اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے (یعنے غنیہ کو) عقبہ نے اُس سے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تونے مجہکو دودہ
پلایا اور نہ تونے مجہسے کبہی اسکا ذکر کیا (گویا عقبہ نے اسکو جہوٹا سمجہا) یہ سنکر عقبہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سوار
ہوئے مدینہ کو (مکہ سے کیونکہ عقبہ کا گہر وہین تہا اور ترجمہ باب اسی فقرہ سے نکلتا ہے کہ مسئلہ دریافت کرنیکے لیے سفر
کرنا) اور آپ سے پوچہا آپ نے فرمایا کیسے (تو اس عورت سے صحبت کریگا) اور کہا گیا (کہ تو اُسکا رضاعی (دودہ) بہائی
ہے (یعنے گو شہادت کامل نہین پر ورع اور تقوے کے خلاف ہے ایسی عورت سے جسمین شبہ ہو حرمت کا صحبت کرنا)
آخر عقبہ نے اُس عورت کو چہوڑ دیا اور اُسنے دوسرا خاوند کیا **ف** اوس دوسرے خاوند کا نام ظریب تہا حافظ ابن حجر نے
کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الشہادات مین آویگی قسطلانی کہا عقبہ نے اس عورت کو صورۃً چہوڑ دیا
یا طلاق دیا احتیاطاً اور ورعاً نہ حکماً کیونکہ رضاع ثابت نہین ہوا اور ایک عورت کے قول سے نکاح فاسد نہین ہوسکتا
نہ ایک عورت کی شہادت پر کوئی حکم ہوسکتا ہے کسی اہل مین البتہ حدیث کے ظاہر پر امام احمد نے عمل کیا ہے اونہون
نے کہا ہے کہ رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہوجاتا ہے اگر وہ قسم کہاکر بیان کرے انتہی **باب**
التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ سیکہنے کے لیے باری باری جانا اسطرح کہ دو شخص یا تین شخص ہون ہر ایک باپ کو روز جانے کی فرصت
نہو تو ایک شخص روز باری باری استاد پاس جایا کرے اور علم حاصل کرے وہ ساتہی کو سنا دیوے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ
قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ
الْاَنْصَارِ فِي بَنِي اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ
مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيمٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ

أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ نے اونہون نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے

تحویل امام ابوعبداللہ (محمد بن اسمعیل بخاری) نے کہا (عبداللہ بن وہب نے کہا **ف** اس تعلیق کو ابن حبان نے وصل کیا اپنے صحیح مین ابن قتیبہ سے اونہون نے حرملہ سے اونہون نے ابن وہب سے اپنی سند سے اونکی روایت مین حضرت عمر کا یہ قول نہین ہے کہ مین اور میرا ہمسایہ انصاری دونو باری باری اترتے تھے (یعنے مدینہ مین) اور وہی مقصود ہے اس باب کا اور یہ صرف شعیب کی روایت مین ہے زہری سے تصریح کی اسکی ذہلی اور دارقطنی اور حاکم وغیرہم نے اور مولف نے اس حدیث کو کتاب النکاح مین صرف ابوالیمان سے روایت کیا ہے اور وہ روایت اس سے زیادہ کامل ہے اور بیان کیا یونس بن یزید کی روایت کو ذکر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ شعیب متفرد نہین ہین اس روایت مین (فتح الباری) **ت** خبر دی ہمکو یونس (بن یزید ایلی) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہون نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور (قرشی نوفلی تابعی) سے اونہون نے عبداللہ بن عباس سے اونہون نے حضرت عمر (ابن خطاب) سے اونہون نے کہا میں اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونون بنی امیہ بن زید مین رہتے تھے (بنی امیہ بن زید ایک قبیلہ ہے لیکن مجازاً اس گاؤن کا نام ہو گیا جہان یہ لوگ رہتے تھے اور بنی امیہ بن زید ایک گاؤن ہے اون گاؤن مین سے جو مدینہ کے عوالی کہلاتے ہین (مدینہ کے مشرق کیطرف سب سے قریب مدینہ سے ان مین سے جو گاؤن ہے وہ تین یا چار میل ہے اور دور والے آٹھ میل ہے) اور ہم دونو باری باری جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس اوترا کرتے تھے (یعنے آیا کرتے تھے) ایکدن وہ اترتا تھا جب مین اترتا تھا تو اسدن کی جو خبر ہوتی وحی وغیرہ وہ مین ہمکو سنا دیتا اور جب وہ اترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا (یعنے اوسدن جو واقعہ ہوتا جو حکم اترتا اوسکی خبر کر دیتا) ایکدن میرے انصاری ساتھی کی باری تھی وہ اترا (پھر لوٹ کر آیا) اور میرا دروازہ زور سے ٹھونکا اور بولا کیا یہان عمر مین مین گھبرا گیا (کیونکہ خلاف عادت اوسنے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا دوسری روایت مین ہے حضرت عمر نے کہا اون دنون ہمکو غسان کے بادشاہ کا ڈر لگا تھا لوگ کہتے تھے وہ ہمپر حملہ کرنیوالا ہے ہمارے دلون مین یہ خیال بھر گیا تھا مین سمجھا وہ آن پہونچا اسوجہ سے ڈر گیا) خیر مین باہر نکلا اوسکے پاس وہ بولا ایک بڑا حادثہ ہوا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کو طلاق دیدیا) پھر مین حفصہ کے پاس گیا

ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انصاری کا قول ہے اور حالانکہ ام المومنین حضرت حفصہؓ پاس حضرت عمر ہی گئے تھے اور کشمیہنی کی روایت مین یہ ہے پھر مین گیا حضرت حفصہؓ پاس یعنے حضرت عمرؓ نے کہا مین

حفصہ بنت عمر کی اور یہ روایت مختصر ہے اصل حدیث میں اس فقرہ کے بعد بڑا حادثہ ہوا ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی میں نے کہا میں ایسا سمجھتا تھا کہ ہو نیوالا ہے (ان جھگڑوں کی وجہ سے جو ہورہے تھے)
پھر میں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے اپنے مضبوط باندھے (جلد چلنے کے لیے) پھر میں اترا اور حفصہ پاس گیا یعنے ام المومنین کے جو میری
صاحبزادی ہیں وہ رو رہی تھیں میں نے کہا کیا تمکو طلاق دیدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں نے کہا میں
نہیں جانتی پھر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے کہا کھڑے کھڑے کیا آپ نے طلاق دیا اپنی عورتوں کو
آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر (تعجب سے کیونکہ انصاری نے بیان کیا تھا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دیدیا)
ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خبر واحد پر اعتماد درست ہے اور صحابہ کے مراسیل پر عمل درست ہے اور طالب علم
کو اپنی معاش کی بھی فکر ضرور ہے مگر جب ان غائب ہو اوسدن کا علم اوروں سے جو حاضر ہوں حاصل کرے قسطلانی نے کہا
مولف نے اسکو نکاح میں نکالا اور مظالم میں اور مسلم نے طلاق میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صوم اور عشرۃ النساء
میں

باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رای ما یکرہ — وعظ اور تعلیم میں غصہ کرنا جب بری بات دیکھے۔

حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفیان عن ابن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود
الانصاری قال قال رجل یا رسول اللہ لا اکاد ادرک الصلوۃ مما یطول بنا فلان فما رایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ فقال یا ایہا الناس انکم منفرون فمن
صلی بالناس فلیخفف فان فیہم المریض والضعیف وذا الحاجۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن کثیر
(بصری) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو سفیان (ثوری) نے انہوں نے سنا اسمعیل بن ابی خالد (کوفی احمسی تابعی طحان المسمی بالمیزان) سے
انہوں نے قیس بن ابی حازم (احمسی کوفی بجلی) سے انہوں نے ابی مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے انہوں نے کہا ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ (اس شخص کا نام حزم بن ابی کعب تھا یہ حافظ ابن حجر نے کہا مقدمہ میں اور کتاب العلم میں کہا کہ بعضوں نے کہا
اسکا نام حزم بن ابی کعب تھا پر کتاب الصلوۃ میں کہا مجھے اسکا نام معلوم نہیں ہوا اور جس نے کہا وہ حزم بن ابی کعب ہے وہم
کیا اسواسطے کہ انکا قصہ معاذ سے ہوا نہ ابی بن کعب سے) میں نماز پا نہیں سکتا اسوجہ سے کہ فلان شخص نماز کو لنبا کرتا ہے **ف**
قسطلانی نے کہا فلان شخص سے مراد معاذ بن جبل ہیں قاضی عیاض نے کہا حدیث کا یہ لفظ لا اکاد ادرک الصلوۃ
ظاہر مشکل ہے کیونکہ جب نماز لنبی ہوگی تو لوگ اوسکو پالینگے نہ پانا کیا شاید لا کے بعد الف زیادہ ہوگیا ہو اور ادرک
کو بدلے اترک تھا تو عبارت یوں تھی لا اکاد اترک الصلوۃ یعنے میں قریب ہوگیا ہوں کہ نماز چھوڑ دوں پھر الف
لا کے بعد زیادہ کر دیا اور ت ر سے جدا ہو کر دال ہوگئی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ اچھی ہے مگر روایت اسکے موافق نہیں ہے

ابوالزناد بن سراج نے کہا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو ضعف تھا تو جب امام نماز کو لنبا کرتا وہ رکوع تک بھی نہ پہنچ سکتا بوجہ
شدت ضعف کے اور نماز کو امام کے ساتھ پورا نہ کر سکتا اسیطرح اسکے کہا میں نماز نہیں پا سکتا یعنے طول کیوجہ سے امام
کے ساتھ پوری نماز نہیں پڑھ سکتا۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ مطلب خوب ہے لیکن مولف نے فریابی سے روایت کیا ہے انہوں
نے سفیان سے اسی اسناد سے اسمیں یہ ہے کہ میں نماز سے ہٹ جاتا ہوں (یعنے جماعت میں شریک نہیں ہوتا) اس
صورت میں لَا اَکَادُ اُدْرِکُ الصَّلٰوۃَ کا مطلب یہ ہوگا کہ میں جماعت سے علاحدہ رہتا ہوں بوجہ تطویل صلوۃ کے
اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ میں آویگا اور اس اختلاف کا بھی ذکر ہوگا جو شاکی اور شکو کی نام میں ہے انتہے۔ بدر دمامینی
نے کہا قاضی عیاض کی توجیہ پر ان صحیح کتابوں کی روایت میں غلطی کا مان لینا لازم آتا ہے جس کی ضرورت نہیں ہے
ت پھر میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی وعظ میں اتنا غصے ہوتے نہیں دیکھا جتنا اوس دن
دیکھا ف کیونکہ آپ پیشتر اس سے منع کر چکے تھے (فتح) قسطلانی نے کہا شدت غضب کا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے
آپکی نصیحت کا خلاف کیا اس وجہ سے کہ آپ پہلے اس سے منع کر چکے ہوں گے یا اس سبب سے کہ انہوں نے کوتاہی کی اچھی طرح سمجھ
سکنے میں جسکا سیکھنا ضرور تھا اس وجہ سے کہ جب آپ زیادہ غصے ہونگے تو لوگوں کو ہمیشہ یہ واقعہ یاد رہیگا اور وہ آپ
کی اس نصیحت کا بخوبی خیال رکھیں گے انتہے مترجم کہتا ہے آپ اس واسطے زیادہ غصہ ہوئے کہ ایسے کاموں سے ڈر ہو
کہیں لوگوں کو دین سے نفرت نہ ہو جاوے اور آئندہ سے ہدایت کا باب بند ہو جاوے یا جبکہ ہدایت ہو چکی ہے وہ گھبرا کر اس
سے پھر جاویں ت پھر آپ نے فرمایا اے لوگو تم نفرت دلاتے ہو (جماعت سے جو دین کا ایک اہم کام ہے اور خاص اس شخص
کا نام نہ لیا جسنے نماز کو لنبا کیا تھا کہ وہ شرمندہ نہ ہو اور یہ کمال لطف و شفقت ہے آپ کی صلوات اللہ علیہ وسلامہ)
پھر جو کوئی نماز پڑھا دے یہ لوگوں کے ساتھ (یعنے جماعت سے پڑھے اگر اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے لنبا کرے) اسکو
ہلکی نماز پڑھنا چاہیے (جو مقتدیوں پر گراں نہ گذرے) اسلیے کہ لوگوں میں (یعنے مقتدیوں میں) کوئی بیمار ہوتا ہے
کوئی ناتوان (کمزور) ہوتا ہے کسی کو کچھ کام ہوتا ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِیْنِیُّ عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ عَنْ
زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُہَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلَہٗ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَۃِ فَقَالَ اعْرِفْ
وِکَاءَھَا اَوْ قَالَ وِعَاءَھَا وَعِفَاصَہَا ثُمَّ عَرِّفْہَا سَنَۃً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِہَا فَاِنْ جَاءَ رَبُّہَا فَاَدِّہَا اِلَیْہِ قَالَ فَضَالَّۃُ
الْاِبِلِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّتْ وَجْنَتَاہُ اَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْہُہٗ فَقَالَ وَمَا لَکَ وَلَہَا مَعَہَا سِقَاؤُہَا وَحِذَاؤُہَا
تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَی الشَّجَرَ فَذَرْہَا حَتّٰی یَلْقَاہَا رَبُّہَا قَالَ فَضَالَّۃُ الْغَنَمِ قَالَ لَکَ اَوْ لِاَخِیْکَ اَوْ لِلذِّئْبِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن محمد (ابوجعفر مسندی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوعامر (عقدی) عبد
الملک بن عمرو) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن بلال مدنی نے انہون نے روایت کی ربیعہ بن ابی
عبدالرحمان (فقیہ مشہور امام مالک کے شیخ) سے انہون نے روایت کی یزید سے جو مولی تھے منبعث کے انہون نے
زید بن خالد جہنی (صحابی مشہور) سے (اس کتاب مین انسے پانچ حدیثین مروی ہین) کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ایک شخص نے (اسکا نام عمیر تہا جو مالک کے باپ ہین بعضون نے کہا بلال موذن بعضون نے کہا جارود عبدی بعضون نے
کہا خود زید بن خالد نے پوچہا تہا) پوچہا لقطہ کو (لقطہ وہ شے جو مالک سے جدا ہو جاوے اور پڑی ہوئی ملے) آپنے فرمایا
پہچان رکہ اوس کا بندھن یا اسکا برتن اور اسکی تہیلی یعنے دل مین اسکی نشانی جما لے تا اوسکے پہچاننے والے کا سچ اور جہوٹ
معلوم ہوسکے یا لپیٹ مال مین مل جاوے) پہر ایک برس تک اسکو پہچنوا (یہ حکم وجوب کیلیے ہے قسطلانی نے کہا ہر روز دو دفعہ
وقت اسکو پہچنواوے پہر ہر دن مین ایک بار پہر ہر ہفتہ مین ایک بار پہر ہر مہینے مین ایک بار) پہر فائدہ اوٹہا اس سے
(اگر ایک برس تک کوئی اسکا مالک نہ ملے) پہر اگر اسکا مالک آوے تو ادا کر وہ مال اسکے مالک کو ایک شخص بولا یا رسول
اللہ اگر گما ہوا اونٹ کسی کا ملے یہ سنکر آپ غصے ہوئے یہانتک کہ آپکے دونون (مبارک) رخسارے سرخ ہو گئے (قربان آپکے
حسن وجمال کے یا اللہ آپکا جمال مبارک ہمکو دکہلا دے آمین) یا راوی نے یون کہا آپکا (مبارک) منہ (ردی تغیر)
سرخ ہو گیا ف اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا غصہ ہونیکی وجہ یہ تہی کہ آپنے گما ہوا اونٹ
پکڑنے سے ممانعت کر دی ہوگی یا سائل کی نافہمی پر غصہ آیا کہ اسنے اونٹ ایسے بڑے جانور کو جو اپنی حفاظت آپ کر سکتا
ہے ان چیزون پر قیاس کیا جنکو اگر نہ اٹہاوین تو وہ تلف ہو جاوین گی انتہے ف پہر آپنے فرمایا تجہے اونٹ
سے کیا واسطہ (یعنے اونٹ کو کیون پکڑتا ہے) اسکی ساتہ اسکی مشک ہے (یعنے اسکا پیٹ کیونکہ وہ کئی دن کا پانی اپنے
پیٹ مین کہہ لیتا ہے پہر کہانا کہاتا رہتا ہے اور پانی کی احتیاج نہین ہوتی) اور اسکے ساتہ اسکا موزہ ہے (یعنے پاؤن
اسکا ایسا ہے کہ اسکو جوتی کی احتیاج نہین نعل دہنے کی ضرورت نہین) وہ خود پانی پر جاتا ہے اور درخت چر لیتا ہے
(یعنے درختون کے پتے کہاتا ہے) پہر چہوڑ دے اسکو (اسی حال مین یعنے چرنے دے) یہانتک کہ اسکا مالک اس سے مل
جاوے ف وہ آپ اپنے اونٹ کو لیگا اور اونٹ کیطرف سے یہی ڈر نہین کہ بہیڑیا وغیرہ اسے کہا لیوے گا اور نہ پانی چارے
کی ضرورت نہین وہ پانچ چار روز کا پانی ایک ہی بار پی لیتا ہے چارہ اسکا جنگل مین ہر جگہ موجود رہتا ہے ف
وہ بولا یا رسول اللہ گمی ہوئی بکری آپنے فرمایا وہ تیری ہے (اگر تو اسکو اٹہا لے) یا تیرے بہائی کی (یعنے اور کسی مسلمان
کی جو اسکو اٹہا لے) یا بہیڑیئے کی ف بہیڑیا گرگ کو کہتے ہین دکن کی زبان مین اسکو لانڈگا کہتے ہین مطلب یہ ہے

لہٰذا اگر بکری کو چھوڑ دیگا تو نہ اوٹھا دیگا نہ اور کوئی مسلمان تو اخیر بہتر یہ ہے کہ بھیڑیا لے جائیگا اس لیے بکری اوٹھانا جائز ہے اور اونٹ میں
یہ ڈر نہیں البتہ اگر اونٹ گاؤن یا شہر میں ملے تو اوٹھا لینا چاہیے کیونکہ ڈر ہے اسکے تلف ہو جانے کا اور شاید کوئی
ظالم اوسے پکڑ کر کاٹ ڈالے یا بیچ ڈالے تو بیچارے مسلمان کا مال ضائع ہو قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی
بحث جو دیکھنا چاہے تو کتاب البیوع میں آویگی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ
بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا
أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ
آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا
رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علاء (ابو کریب کوفی) نے اونہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ کوفی) نے اونہون نے بُرید سے اُنہون نے ابو بردہ (عامر بن
ابی موسیٰ اشعری) سے اونہون نے ابو موسے اشعری سے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی گئین چیزین جنکو
(ان میں قیامت بھی تہی اور اسکے مشابہ سوالات جیسے سورہ مائدہ کی تفسیر میں ابن عباس کی حدیث میں آویگا) آپنے
اونکو ناپسند کیا کیونکہ بے ضرورت سوال کرنا حرکت لغو ہے اور کبھی سوال کی شامت سے حلال چیز حرام ہو جاتی جب
لوگون نے بہت سوال کیے تو آپ غصے ہو گئے بعد اسکے فرمایا لوگون سے پوچھو مجھسے جو تم چاہو قسطلانی نے کہا
شاید اللہ تعالیٰ نے اسوقت حضرت جبرئیل کے ذریعے سے آپکو وحی کی ہو ورنہ آپ غیب کی باتین نہین جانتے تھے بغیر اللہ
تعالیٰ جل جلالہ کے بتلائی ہوئی اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے) ایک شخص (عبد اللہ بن حذافہ قرشی سہمی بولا) یا رسول اللہ میرا باپ
کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پہر اور شخص کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ (یہ سعد بن سالم تہا مولی شیبہ بن ربیعہ
کا جیسے ابن عبد البر نے تمہید میں اسکا نام لیا سہیل بن ابی صالح کے ترجمہ مین اور استیعاب مین نام نہین لیا اور نام
کسی شارح تخریج کو نہین ملا نہ مبہمات کے کسی مصنف کو نہ اسما صحابہ کے اور یہ شخص بلاشبہ صحابی تہا کیونکہ اوسنے یا رسول اللہ
کہا اور مقاتل کی تفسیر میں ایسا ہی قصہ ہے اسمین یہ ہے کہ بنی عبد الدار کے ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا
سعد اسکی نسبت وہی باپ کے سوا اور کیطرف برخلاف ابن حذافہ کے اور اسکا زیادہ بیان سورہ مائدہ کی تفسیر میں آویگا (فتح البا
میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ سالم ہے مولی شیبہ کا جب حضرت عمر نے آپکے چہرے کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ
ہم توبہ کرتے ہین اللہ جل جلالہ کے سامنے (اُن باتون سے جن سے آپکو غصہ آوے) **ف** انس کی روایت مین ہے
کہ حضرت عمرؓ دوزانو بیٹھے اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ (جل جلالہ) سے کہ رب ہمارا ہو اور اسلام سے دین ہونے پر اور محمد

(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبی ہونے پر اور دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ دونوں باتیں کہی ہوں پھر ہر ایک صحابی نے وہ نقل کیا جو اوسکو یاد رہا اور چونکہ قصہ عبداللہ بن حذافہ کا دونوں میں موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہے اور مؤلف نے وعظ اور تعلیم میں غصہ کا بیان کیا اور حکم اور فیصلے میں غصہ کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ حاکم کو حکم ہے کہ جب غصہ ہو اوس وقت حکم نہ کرے اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ واعظ کی شان یہ ہے کہ غصے کی صورت میں ہو کیونکہ وہ ڈرانے والا ہے اسیطرح معلم جب تک غصہ نہ کریگا طالب علم یاد کرنے میں اور سمجھنے میں کوشش نہ کریگا اور یہ ضرور نہیں کہ ہر طالب علم پر غصہ کرے بلکہ ہر ایک طالب علم کی حالت جدا ہے اور حاکم کا حال اسکے خلاف ہے اسکے حق میں غصہ نہایت مضر ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت نے غصے میں کیوں فیصلہ کیا فرمایا تیرا باپ فلان ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم نہیں ہے یا آپ کو خاص جائز تھا کیونکہ آپ غصے میں بھی بجز حق کے منہ سے نہ نکالتے اور آپ معصوم تھے دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے اور آپ جس چیز سے غصہ ہوں وہ مکروہ یا حرام ہوتی ہے برخلاف اوروں کے (فتح)

باب من برك على ركبتيه عند الامام او المحدث جو امام یا محدث کے سامنے دوزانو بیٹھے (یہ ادب ہے اور مستحب ہے)

حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابي فقال ابوك حذافة ثم اكثر ان يقول سلوني فبرك عمر على ركبتيه فقال رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا فسكت

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ) نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجکو انس بن مالک نے کہ جناب رسول مقبول صلوات اللہ علیہ وسلامہ برآمد ہوئے پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے **ف** قسطلانی نے کہا صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ عبداللہ کو اور کسی کا بیٹا کہتے جب اُنکی ماں نے یہ سوال سنا تو کہا میں نے تیرا سا کوئی نافرمان بیٹا نہیں سنا کیا تو نے یہ سمجھا کہ تیری ماں نے ویسا کام کیا جیسے جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں کیا کرتی تھیں پھر تو اپنی ماں کو ذلیل کرتا ہے لوگوں کے سامنے اونہوں نے کہا قسم خدا کی اگر تو میرا نسب ایک کالے غلام سے ملا دیتی تو میں اسی سے مل جاتا **ت** پھر آپ بہت فرمانے لگے پوچھو مجھسے پھر حضرت عمر دوزانو بیٹھے (اس فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ جل جلالہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے (آپکا غصہ جاتا رہا) نا اللہ کہ آپ کے غصے سے (قربان حضرت عمر رض کی کیسے جانثار اور ہوا خواہ تھے رسول کریم کے)

باب من اعاد الحديث

ثلاثا لیفہم عنہ ایک بات کو تین بار کہنے کا بیان تا کہ لوگ خوب سمجھ لیوین فقال الا وقول الزور فما زال
یکررھا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو اور جھوٹ بولنا پہر کئی بار اوسکو فرماتے رہے **ف**
یہ ایک ٹکڑا ہے ابوبکرہ کی حدیث کا جسکو مولف نے شہادات اور دیات مین نکالا اوسکا شروع یہ ہے کیا مین تمسے
کہتا ہوں بڑے بڑے گناہ بیان کرون تین بار یہ فرمایا۔ اس سے بہی ترجمہ باب نکل سکتا ہے (فتح) وقال ابن عمر قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل بلغت ثلاثا اور ابن عمر نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین
نے تمکو پہونچا دیا اللہ کا پیام تین بار یہ فرمایا حافظ ابن حجر نے کہا یہ بہی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب
الحدود مین نکالا شروع اسکا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین فرمایا کونسا مہینہ ہے پہر پورا
کیا حدیث کو اخیر تک) **حدثنا** عبدۃ قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا عبد اللہ بن المثنی قال
حدثنا ثمامۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا سلم سلم ثلاثا واذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلاثا
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدہ (بن عبد اللہ خزاعی بصری کوفی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد
(بن عبد الوارث بن سعید عنبری تمیمی بصری حافظ) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مثنی (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک انصاری) نے (ترمذی اور عجلی نے اُن کو ثقہ کہا) اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک) نے (یہ چچا ہین عبد اللہ بن مثنی کے) اُنہون نے روایت کی (اپنے دادا) انس بن مالک رض سے اُنہون نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ جب سلام کرتے لوگون کو تو تین بار سلام کرتے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یعنے
حضرت صلعم کی عادت ایسی تہی اور مراد یہ ہے کہ انس نے آپکا یہ حال دیکھکر بیان کیا نہ یہ کہ حضرت صلعم نے انس کو خبر دی اور
موید ہے اسکے وہ جو مولف نے کتاب الاستیذان مین روایت کیا اسحق بن منصور سے اُنہون نے عبد الصمد سے اسی اسناد
سے اتنا زیادہ اسمین یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے قسطلانی نے کہا شاید
اجازت لیتے وقت (اندر آنے کی) آپ ایسا کرتے ہون کیونکہ دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جب تم مین سے کوئی
تین بار اجازت لیوے پہر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاوے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ اگر پہلے سلام مین اجازت ملجاوے تو دوسری
یا تیسری بار سلام کرنا ضرور نہین اسیطرح جب دوسرے سلام مین اجازت ملجاوے تو تیسرا سلام کرنا ضرور نہین البتہ احتمال ہے
اسکا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام جب کسی قوم کے پاس تشریف لیجاتے تو استیذان کا سلام ایک کرتے
پہر جب اندر داخل ہوتے تو دوسرا سلام تحیت کا کرتے پہر جب لوٹتے تو تیسرا سلام رخصت کا کرتے اور یہ سب سنت ہین اور
سنت ہا اور آپ جب کوئی بات کرتے تو تین بار اسکو لوٹاتے **ف** کرمانی نے کہا اس سے تو استمرار نکلتا ہے یعنے ہمیشہ آپ ایسا

کرتے دوسری روایت مین اسکی تفسیر ہے تاکہ سمجھہ مین آجاوے اور ترمذی اور حاکم کے مستدرک مین بہتی التقل حسنہ ہے
اور حاکم نے مستدرک مین وہم کیا اور کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو نہین نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
غریب ہے ہم نہین پہچانتے اسکو مگر عبد اللہ بن مثنی کی روایت سے اور عبد اللہ بن مثنے اون لوگون مین ہین جنسے امام
بخاری نے صرف روایت کیا اور امام مسلم نے نہین کیا اونکو ثقہ کہا عجلی اور ترمذی نے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا
وہ صالح ہین اور ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے نقل کیا کہ وہ کچھہ نہین اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہین مین کہتا ہون
مراد نسائی کی یہ ہے کہ بعض روایات مین اونکا اعتبار نہین اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام بخاری بعض ایسے
راویون سے روایت کرتے ہین جن مین گفتگو ہوئی ہے مگر اُس روایت کو نہین نکالتے جو منکر ہے اور ابن معین نے جو کہا
کہ وہ کچھہ نہین مراد اس سے کسی معین حدیث مین ہے جو اُنسے پوچھی گئی ورنہ ابن معین نے خود اونکو قوی کہا اسحٰق بن منصور
کی روایت مین اور حاصل یہ ہے کہ جب کسی شخص کی عدالت ثابت ہو جاوے تو اب اسکا جرح قبول نہ کیا جاویگا جب تک جرح
مفسر نہو (یعنے صاف کوئی امر قادح بیان نہ کیا جاوے اور جرح مبہم یعنے لیس بشیء یا ضعیف یا لیس بثقہ منظور نہ ہوگا)
اور ایسی کوئی قدح کی وجہ عبد اللہ بن مثنے مین بیان نہین کی گئی ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا اور یہ کہا کہ وہ
کبھی غلطی کرتے ہین اور انکی روایت جو منکر ہے وہ وہی ہے جو سوا ثمامہ انکے چچا کے اور دن سے ہو اور بخاری نے تو یہ حدیث انکے
چچا سے روایت کی اور اسمین شک نہین کہ آدمی اپنے گہر والون کی حدیث کو دوسرون سے زیادہ یاد رکہتا ہے ابن منیر نے کہا امام
بخاری اس ترجمہ باب سے یہ ثابت کیا کہ جسنے حدیث کا دوبارہ بیان کرنا مکروہ رکہا ہے اوسکا قول غلط ہے اسیطرح جسنے
طالب علم کی درخواست کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے مکروہ سمجہا اور اُسکو کند ذہنی خیال کیا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے
باختلاف طبائع اور اوہان جس طالب علم کو ایک بار سننے سے یاد نہ رہے وہ دوبارہ سننے کی درخواست کرے تو عیب نہین
اور عالم کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے کوئی عذر نہین بلکہ دوبارہ بیان کرنا اول بار بیان کرنے سے زیادہ ضرور ہے ابن تین نے
کہا تین بار انتہا ہے بیان کی تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا فتح الباری مین قسطلانی نے کہا بدر دمامینی نے کہا ظاہر حدیث
سے کہ تین بار ہوتا تہے یہ نکلتا ہے کہ آپ اسکو چار بار فرماتے حالانکہ ایسا نہین ہے تو مطابقت یہ ہے کہ اعاد بمعنے قال کے ہے یا
اعاد کہا کے بعد قالہا محذوف ہے انتہے **حدثنا** عبدة بن عبد الله قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا
عبد الله بن المثنى قال حدثنا ثمامة بن عبد الله عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا حتى تفهم واذا اتى على قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلثا **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے عبدہ بن عبد اللہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد (بن عبد الوارث) نے انہون

نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبدالصمد بن مثنی (انصاری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ بن عبداللہ اونہوں نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کوئی بات فرماتے تو تین بار اوسکو لوٹاتے (یعنی تین بار فرماتے) تاکہ سمجھ لیں اور (سننے والوں کے جن میں بعضے ہشیار ہوتے ہیں ایک بار میں سمجھ جاتے ہیں اور بعضے بغیر دو تین بار کہے نہیں سمجھتے) اور آپ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے اور سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے کہا اس سلام سے مراد شاید استیذان کا سلام ہے جیسے ابو موسیٰ نے روایت کیا اور اگر راہ میں کوئی مسلمان ملے تو اسکو تین بار سلام کرنا مشروع نہیں ہے میں کہتا ہوں مصنف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے اور کتاب الاستیذان میں ابو موسیٰ کی حدیث کے ساتھ اس حدیث کو لائے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت نے تین بار سلام شاید کیا ہو جب آپ کو یہ خیال ہوا ہو کہ جنکو سلام کیا اونہوں نے نہیں سنا اور کرمانی کا یہ دعوے کہ اس عبارت سے استمرار نکلتا مسلم نہیں ہے بعضوں نے کہا ہے کہ اس عبارت میں صرف اذا کا لفظ ہے اور قضیہ شرطیہ ہے اور ضرور نہیں کہ ہر ایک قضیہ شرطیہ کلیہ ہو اور اگر کلیہ ہو تب بھی تو توجیہ ہو سکتی ہے اذا اتی علی قوم فاستاذن علیہم فسلم علیہم اور یہی صحیح ہے ورنہ اگر حضرت کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہوتا کہ آپ ہر ایک کو تین بار سلام کیا کرتے تو تین ہی رائج ہو جاتا اور مسلمانوں میں ہمیشہ ایسا ہی عمل رہتا **حدثنا** مسدد قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن یوسف بن ماهك عن عبد الله بن عمرو قال تخلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر سافرناه فادرکنا وقد ارهقنا الصلاة صلوة العصر ونحن نتوضا فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوته ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلثا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (یشکری) نے اونہوں نے روایت کی ابو بشر (جعفر بن ایاس) سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے اونہوں نے عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رض سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جو ہم نے کیا پیچھے رہ گئے پھر آپ نے ہمکو پالیا اور نماز کا وقت آگیا تھا یعنی عصر کی نماز کا ہم وضو کر رہے تھے تو ہم نے مسح شروع کیا اپنے پاؤں پر (یعنی ایسا خفیف دھوتا جو مثل مسح کے تھا) آپ نے پکارا بلند آواز سے خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** یہ راوی کی شک ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین بار بات کا کہنا ضرور نہیں بلکہ مقصود سمجھانا ہے اگر ایک بار میں لوگ سمجھ جاویں تو وہی کافی ہے اور اس حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں اگر خدا چاہے تو آویگی (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ حدیث باب من رفع صوته بالعلم میں گذر چکی اور یہاں اعادہ کیا دوسرے مطلب کے لیے اور وہاں اسکو نعمان سے روایت کیا اونہوں نے ابو عوانہ سے یہاں مسدد سے انہوں نے ابو عوانہ سے اور یہاں عصر کی نماز کی تصریح کی باقی سیاق

اسکو کتاب الطہارت میں لاوین گی **باب** تعلیم الرجل امتہ واھلہ انسان کا اپنی لونڈی اور گھر والونکو تعلیم کرنے کا بیان (قسطلانی نے کہا گھر والون میں لونڈی بھی داخل تھی تو یہ عطف ہے عام کا خاص پر) **حدثنا** یہ ابوذر اور ابوالوقت کی روایت سے باقی روایتون میں اخبرنا ہے محمد بن سلام قال حدثنا المحاربی قال حدثنا صالح بن حیان قال قال عامر الشعبی حدثنی ابو بردة عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لهم اجران رجل من اهل الكتاب امن بنبيه وامن بمحمد صلى الله عليه وسلم والعبد المملوك اذا ادى حق الله تعالى وحق مواليه ورجل كانت عنده امة فادبها فاحسن ادبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران ثم قال عامر اعطيناكها بغير شيء قد كان يركب فيما دونها الى المدينة ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام نے (ابوذر کے طریق میں ایسا ہی ہے اور کریمہ کی روایت میں یون ہے حدثنا محمد فقط اور مزی نے اطراف میں اسی پر اعتماد کیا تو کہا روایت کیا اسکو بخاری نے محمد سے کہا گیا کہ وہ سلام کے بیٹے ہیں قسطلانی نے کہا سلام بتخفیف لام ہے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (ابو الوقت اور ابن عساکر کی روایت میں اخبرنا ہے) محاربی (عبدالرحمن بن محمد بن زیاد) نے (ان سے اس کتاب میں یہی ایک حدیث مروی ہے اور ایک عیدین میں ابوعلی جیانی نے کہا بعضون نے محاربی کو بخاری پڑھا اور یہ صریح غلطی ہے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صالح بن حیان (صالح بن صالح بن مسلم بن حیان) نے (یہ ثقہ ہیں مشہور اور صالح بن حیان قرشی دوسرے شخص ہیں انکے طبقہ میں وہ ضعیف ہیں) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حیان انکے پردادا ہیں تو نسبت دی انکو انکی دادا کی طرف اور انکا لقب حی ہے اور یہ لقب نام سے زیادہ مشہور ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ امام بخاری نے صالح بن حیان قرشی سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے تو اسنے غلطی کی اور یہ حدیث معروف ہے انہی کی روایت سے نہ قرشی کی روایت سے گو وہ بھی انہی کے طبقہ میں ہیں اور امام بخاری نے جہاد میں اسکو ابن عیینہ کے طریق سے نکالا انہون نے صالح بن حی سے ابو حسین سے انہون نے کہا میں نے شعبی سے سنا اور اس سے زیادہ تصریح ادب مفرد میں ہے کیونکہ اسمین یہ حدیث اسی اسناد سے مروی ہے اور صالح بن حی کا نام ہے) انہون نے کہا (یعنے صالح نے) عامر (بن شراحیل) شعبی نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بردہ نے انہون نے روایت کی اپنے باپ (ابو موسے اشعری) سے انہون نے کہا جناب رسول مقبول علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا تین آدمیون کے لیے دوہرا ثواب ہے ایک تو وہ مرد (یا عورت) اہل کتاب میں سے (یہود یا نصاریٰ میں سے) جو ایمان لایا اپنے پیغمبر پر (حضرت موسی یا حضرت عیسی علیہما السلام پر) اور ایمان لایا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر **ف** جنکی صفت توریت اور

انجیل مین مذکور ہو اور یہ لاوینگی کہ یہ پیغمبر ہین تمام پیغمبرون اور نبیون سے اقرار لیا گیا تھا اور آپ پر ایمان لانا یہ ہے کہ یقین کرے کہ آپ
وہی پیغمبر برحق ہین جنکی بشارت لکھی توراۃ اور انجیل مین اور اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین آویگی قسطلانی
فتح الباری مین ہے کہ کتاب کا لفظ عام ہے اور معنی خاص ہین یعنے وہ کتاب جو اللہ کیطرف سے اوتری اور مراد اس سے
توراۃ اور انجیل ہے جیسے کتاب و سنت کے نصوص دلالت کرتے ہین جہان اہل کتاب کا اطلاق ہوتا ہے اور بعضون نے کہا یہان کتاب
سے مراد انجیل مقدس مراد ہے اگر ہم یہ کہین کہ نصرانیت یہودیت کی ناسخ ہے ایسا ہی کہا ایک جماعت نے اور نسخ کی
شرط کرنے کی کوئی حاجت نہین کیونکہ حضرت عیسےٰ ع بنی اسرائیل کیطرف بھیجے گئے تہے بلا اختلاف پہر جسنے اونکو مانا وہ
اونکی طرف منسوب ہوا اور جسنے نہ مانا اور یہودیت پر قائم رہا وہ مؤمن نہ ہوگا اوسکو یہ حدیث شامل نہ ہوگی کیونکہ اسمین
شرط ہے کہ اپنے نبی پر ایمان لایا ہو یہان بنی اسرائیل کے سوا جو یہودی ہو یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا اور
اونکی دعوت اسکو نہ پہونچی تو اسکو یہودی مؤمن کہہ سکتے ہین کیونکہ وہ ایمان لایا اپنے نبی حضرت موسےٰ علیہ السلام
اور بعد اونکے کسی نبی کو اوسنے نہین جھٹلایا پہر جسنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ان لوگون مین سے اور
آپ پر یعنے جو آپ پر ایمان لایا وہ حضرت موسیٰ ع اور حضرت عیسےٰ ع سب نبیون پر ایمان لانیوالا) ایمان لایا تو بلاشک
وہ اس حدیث مین داخل ہوگا اور اسی قبیل سے ہین وہ عرب جو یمن وغیرہ مین تہے اور یہودی تہے اونکو حضرت عیسےٰ کی
دعوت نہین پہونچی تھی کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کیطرف بھیجے گئے تہے البتہ اُن یہودیون مین اشکال ہے جو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہے اور یہ ثابت ہوا کہ آیت اس حدیث کے موافق ہے اور وہ آیت یہ ہے وہ لوگ
دیے جاوینگے اپنا اجر دوبار یہ آیت ایک گروہ کے حق مین اتری اُن مین سے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ مین
طبرانی نے رفاعہ قرظی سے روایت کیا یہ آیت مجھ مین اور جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائے اون مین اتری اور طبرانی
نے باسناد صحیح علی بن رفاعہ قرظی سے روایت کیا اونہون نے کہا اہل کتاب مین سے دس آدمی نکلے اون مین سے ابو
رفاعہ بھی تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف پہر ایمان لائے آپ پر اور اونکو ایذا دی لوگون نے تو یہ آیت اتری
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یہ لوگ بنی اسرائیل کے تہے اور حضرت عیسے پر ایمان نہین لائے
تہے بلکہ یہودیت پر قائم تہے یہانتک کہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ثابت ہوا کہ اونکو دوہرا
اجر ملیگا اجنبی نے کہا احتمال ہے کہ حدیث اپنی عموم پر رہے اور حضرت محمد پر ایمان لانا باعث ہوا اگلے دین سابق کی قبول
ہوجانیکا اگرچہ وہ دین منسوخ ہوگیا ہو اور مین اسکی تحقیق آیندہ ذکر کرونگا اور ممکن ہے کہ اُن لوگونکے حق مین جو اسوقت مدینہ مین تہے
یہ کہا جاوے کہ اونکو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعوت نہین پہنچی کیونکہ دین عیسوی کی دعوت اس وقت اکثر شہرون مین نہین پہنچی تھی

اور وہ لوگ یہودیت پر قائم تھے تو وہ مومن تھے اپنے پیغمبر حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ یہانتک کہ اسلام کا زمانہ آیا اور وہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر (اور جب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو حضرت عیسے علیہ السلام پر بھی ایمان لائے) اور اس سے اشکال اوٹھہ جاویگا فائدہ دوسرا بیان اول یہ ہے کہ اس آیت کی شرح میں ہے کہ آیت کعب احبار اور عبد اللہ بن سلام کے حق میں اتری حالانکہ کعب صحابی نہیں ہیں اور وہ مسلمان ہوئے حضرت عمر کے زمانے میں اور تفسیر طبری وغیرہ میں قتادہ سے منقول ہے کہ آیت عبد اللہ بن سلام و سلمان فارسی کے باب میں اتری اور یہ صحیح ہے کیونکہ عبد اللہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے جیسے ہجرت کے باب میں آویگا اور سلمان نصرانی تھے پھر مسلمان ہوئے جیسے بیوع میں آویگا اور یہ دونوں مشہور صحابی ہیں دوسرا یہ ہے قرطبی نے کہا اہل کتاب میں وہ شخص جسکو دوہرا اجر ملیگا وہ ہے جو اپنی شریعت میں حق پر قائم تھا اعتقادًا اور فعلًا یہانتک کہ ایمان لایا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر تو اسکو ایک ثواب اول حق کے تابع ہونے کا ملیگا اور دوسرا دوسرے حق کا یعنی اسمیں یہ اشکال ہوتا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا تھا تو مسلمان ہو جا اللہ تعالے تجھکو دوہرا ثواب دیگا حالانکہ ہرقل ان نصاریٰ میں تھا جو اپنا دین بدل چکے تھے اور ہمارے شیخ الاسلام کی بحث اس بارے میں ابو سفیان کی حدیث بدء الوحی میں اوپر بیان کی ہے تیسرے یہ ہے ابو عبد الملک بونی وغیرہ نے کہا حدیث یہودیوں کو شامل نہیں ہے اور یہ صحیح نہیں ہے جیسے اوپر گذرا اور داودی نے کہا احتمال ہے کہ حدیث تمام امتوں کو شامل ہو ان کاموں میں جو وہ خیر کر چکے جیسے حکیم بن حزام کی حدیث میں ہے جو آگے آویگی میں اسلام لایا انہی خیر پر جو پہلے کر چکا اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں اہل کتاب کی قید ہے تو اوروں کو کیونکر شامل ہوگی البتہ اگر خیر کو ایمان پر قیاس کریں تو شامل ہو سکتی ہے اور اسمیں یعنی اسمیں ایک نکتہ ہے یعنے اشارہ ہے علیت کی طرف یعنی سبب دو اجروں کا ایمان ہے دو پیغمبروں پر اور کافروں کا ایسا حال نہیں ہے اور ممکن ہے کہ فرق کیا جاوے اہل کتاب اور کفار میں اسطرح کہ اہل کتاب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے جیسے اللہ نے فرمایا وہ پاتے ہیں انکو لکھا ہوا توراۃ اور انجیل میں پھر جو ایمان لایا آپ پر اور آپکی پیروی کی ان میں سے اسکو فضیلت ہوئی اوروں پر اور اسیطرح جسنے ان میں سے آپکی تکذیب کی اسکا عذاب بھی اوروں سے زیادہ سخت ہوگا اور ایسا ہی ازواج رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے حق میں کیونکہ انکے گھر میں وحی اترتی تھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث میں بی بیوں کا ذکر کیوں نہ کیا تاکہ چار کا عدد پورا ہو جاتا ہمارے شیخ شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ بی بیوں کا قضیہ انکے ساتھ خاص ہے اور یہ تین شخص قیامت تک باقی رہینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کا مذہب یہ ہے کہ مومن اہل کتاب کا قضیہ ہمیشہ باقی رہیگا اور کرمانی نے دعوی کیا کہ یہ خاص ہے اس سے کہ ایمان لایا آنحضرت کے زمانے میں کیونکہ بعد زمانہ بعثت کے تو ان کے

ف: ایک یہی ہیں یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے کہ آپکی بعثت عام ہے اور اسکا مقتضے یہ ہی کہ یہ تمام نو
ہوگا اس شخص کے لیے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اگر خاص کریں اسکو اس شخص سے جسکو دعوت نہیں پہونچی تو
کچھ فرق نہیں نکلتا ایسے شخص میں آپکے زمانہ میں یا آپکے بعد اس صورت میں جو ہمارے شیخ نے کہا وہی ظاہر ہے
سات جو سمجھا ہے کہ کتابی عورت کا حکم مرد کا سا ہے جیسے تمام احکام میں جاری ہے اور عورتیں مردوں کے تابع
ہیں ان میں مگر جہاں دلیل ہو کہ حکم خاص ہے مردوں سے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا ف دوسرے وہ غلام یا لونڈی
جو اللہ تعالے کا حق ادا کرے (مثلاً نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (یعنے انکی خدمت پوری طرح بجا
لاوے) تیسرے وہ شخص جسکے پاس ایک لونڈی ہو (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس سے صحبت کرتا ہو) وہ اسکو
اچھی طرح ادب سکھاوے (اخلاق حمیدہ) اور اسکی تعلیم کرے (یعنے دین کے احکام سکھلاوے) اچھی طرح سے پھر اسکو آزاد
کرکے اس سے نکاح کرلیوے اسکو بھی دو اجر ہیں ف قسطلانی نے کہا یہاں تصریح کی کہ اسکو بھی دو اجر ہیں
حالانکہ اوپر کی کلام سے یہ بات نکل آتی ہے اس خیال سے کہ کوئی اسکے لیے زیادہ اجر و نکاح احتمال نہ کرے کیونکہ اسنے دو کر
زیادہ کام کیے تادیب اور تعلیم اور عتق اور تزوج اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تادیب اور تعلیم کے اجر تو علاحدہ ہیں خواہ اپنی
لونڈی کو ہو یا اجنبی کو سوا اسکے دو کام عتق اور تزوج ان دونوں کے دو اجر ملینگے اور وطی کچھ شرط نہیں ہے بلکہ قدرت علے
الوطی کافی ہے اور باقی مباحث اس حدیث کے کتاب الجہاد میں آوینگے انتہے مختصراً ف عامر شعبی نے کہا (صالح سے)
ہمنے تجکو یہ حدیث مفت دیدی ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عامر نے خطاب کیا صالح سے اور اسیطرح
کرمانی نے جزم کیا کہ یہ خطاب صالح کیطرف ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شعبی نے یہ خطاب خراسان کے ایک شخص سے کیا
جسنے ان سے پوچھا تھا کوئی شخص لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے تو کیسا ہے اور ہم اسکو بیان
کرینگے اسی کتاب میں حضرت عیسے کے حال میں قسطلانی نے کہا عینی نے بھی حافظ ابن حجر سے اتفاق کیا اور یہی صحیح ہے اور مفت
دینے سے یہ غرض ہے کہ کچھ اجرت نہیں لی ورنہ تعلیم اور تبلیغ کا تو ثواب ملا ف اور ایک زمانہ وہ تھا کہ اس سے تھوڑی
حدیث کے لیے لوگ مدینہ تک کا سفر کرتے ف یعنے کوفہ سے مدینہ منورہ کو ایک چھوٹی سی حدیث سننے کے
لیے جاتے حافظ ابن حجر نے کہا یہ بات جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں تھی پھر حضرت
کے صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے جب ملک فتح ہوئے اور وہاں سکونت اختیار کی اب ہر شہر والوں نے اپنے علماء پر
اکتفا کیا مگر جس شخص کو وسعت علم کی خواہش ہوئی اسنے مختلف شہروں کا سفر کیا اور ہر شہر میں جاکر وہاں کے عالموں
کی حدیثیں لیں مترجم کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کو بہت سی حدیثیں جو بخاری اور مسلم نے روایت

لیکن نہیں ملیں اور انہوں نے ان مسائل میں قیاس کیا کیونکہ امام ابوحنیفہ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لیے مختلف ملکوں کا سفر نہیں کیا جیسے بخاری اور مسلم اور ائمہ حدیث نے مصر اور شام اور یمن اور عراق اور خراسان وغیرہ کا سفر کیا اور ہر ملک کے صحابہ کی حدیثیں جمع کیں پس امام ابوحنیفہ کو وہی حدیثیں پہنچیں ہونگی جو کوفہ کے علماء کو معلوم تھیں اور کوفے میں عبداللہ بن مسعود رہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما امام ابوحنیفہ کے اکثر روایات انہی دو صحابیوں سے ہیں یہ بات علم تاریخ سے ثابت ہے اور ہمیں کسی طرح کی شک نہیں پھر کیا ضرور ہے کہ جس مسئلہ میں ہمکو حدیث صحیح ملجاوے ہم اسکا خلاف کریں اور امام ابوحنیفہ کے قیاس پر جمے رہیں میں سمجھتا ہوں کوئی سمجھدار حق پرست منصف مومن اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل پر کسی کے قول یا فعل کو مقدم نہیں کرنیکا اور اگر پیغمبر سے زیادہ اسکو کسی سے الفت ہے تو وہ مومن نہیں ہمکو جو کچھ عشق اور محبت ہے وہ پیغمبر سے ہے اور ہم جانتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ بھی پیغمبر کے تابعداروں اور کفش برداروں میں سے ایک شخص تھے اور وہ وصیت کر گئے ہیں کہ ہمارے قیاس اور عقل کو پیغمبر کی حدیث کے سامنے دیوار پر پھینک دینا ہمکو ہر طرح حدیث کی پیروی لازم اور ضرور ہے حافظ ابن حجر نے کہا دارمی نے بسند صحیح بسر بن عبیداللہ سے روایت کیا کہ میں ایک حدیث کے لیے ایک شہر کا سفر کرتا اور ابوالعالیہ سے روایت کیا ہم صحابہ کی حدیث سنتے پھر خوش نہ ہوتے جب تک سفر نہ کرتے اور خود انسے جا کر نہ سنتے قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی کوفی ہیں سوا ابن سلام کے اور اس میں ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہے اور مؤلف نے اسکو عتق اور جہاد میں نکالا اور احادیث انبیاء اور نکاح میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے نکاح میں اور ایسا ہی نسائی نے اور ابن ماجہ نے انتہی

باب عِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ امام کا وعظ کہنا عورتوں کو سکھلانے کے لیے اور انکو دین کی باتیں سکھلانا

حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَطَاءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءٍ وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (ازدی انصاری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کیا ایوب (سختیانی) سے کہا سنا میں نے عطاء (بن ابی رباح سلمان کوفی قرشی حبشی اسود اعور فطس اشل اعرج اعمی بالاخرۃ) سے (یہ تابعی ہیں مشہور جلیل اور ثقہ) انہوں نے کہا میں نے سنا ابن

عباس رضی سے انہوں نے کہا گواہی دیتا ہوں میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یا عطاء نے کہا گواہی دیتا ہوں میں ابن
ابن عباس پر **ف** یعنے راوی کو تردد ہے کہ اشہد کا لفظ ابن عباس نے کہا یا عطاء نے کہا اور روایت کیا اسکو اسی
طرح شک کے ساتھ حماد بن زید نے ایوب سے نکالا اسکو ابو نعیم نے مستخرج میں اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے غندر سے
انہوں نے شعبہ سے بالجزم اوسمین یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں دونوں پر اور اس لفظ کے کہنے سے غرض یہ ہے کہ یہ حدیث
یقینی ہے اور یہ واقعہ سچا ہے اور امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ جیسے جو گھر والوں کو وعظ کرنا مستحب بیان ہوا
وہ عام لوگوں کے لیے ہے اور امام اعظم کو اور اسکے نائب کو یہ مستحب ہے کہ علی العموم سب عورتوں کو وعظ سناوے
اور حدیث میں وعظ کی تصریح ہے اور تعلیم اس لفظ سے نکلتی ہے وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ گویا انکو تعلیم کیا کہ صدقہ سے گناہ
معاف ہوتے ہیں **ف** کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے (مردوں کی صف سے عورتوں کی صف کی طرف) اور آپ
کے ساتھ بلال تھے (ابو رباح کے بیٹے حبشی انکی ماں کا نام حمامہ تھا اور آپکے موذن تھے) آپ کو گمان ہوا کہ میری وعظ
(جو آپنے مردوں کو سنائی تھی) عورتوں نے نہیں سنی پھر آپنے عورتوں کو وعظ کی (یعنے نصیحت کی آپنے فرمایا
یعنے تمکو دوزخ میں زیادہ دیکھا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو) **ف** قسطلانی نے کہا
یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ عورتوں کو وعظ کی مجلس میں اسیطرح اور مجالس خیر میں آنا درست ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر
نہو **ف** اور حکم کیا انکو صدقہ دینے کا (یعنے صدقہ نفل کا کیونکہ صدقہ گناہوں کو مٹنے والا ہے یا وہ وقت ایسا تھا جسمیں
صدقہ کی ضرورت تھی تو ایسی عبادت کا حکم دیا) بعضی عورت بالی ڈالنے لگی بعضی انگوٹھی اور بلال نے اپنی کپڑے میں
لینا شروع کیا (امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا) اسمعیل بن علیہ نے کہا ایوب سے روایت کرکے اونہوں نے عطاء سے
اونہوں نے ابن عباس سے کہا میں گواہی دیتا ہوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** قسطلانی نے
کہا یہ جو امام بخاری نے اسمعیل کا قول نقل کیا تعلیق ہے کسلیے کہ امام بخاری نے اسمعیل بن علیہ سے ملاقات نہیں
کی اسمعیل اسی سال مرے جس سال امام بخاری پیدا ہوئے اور مولف نے اس تعلیق کو وصل کیا کتاب الزکوۃ میں حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اسمعیل کی روایت سے جزم ہوتا ہے اس بات کا کہ اشہد ابن
عباس کا کلام ہے اور ایسا ہی جزم کیا ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں شعبہ سے اور ایسا ہی نقل کیا وہب نے
ایوب سے ذکر کیا اسمعیلی نے اور کرمانی نے ایک نا دریافت کہی اونہوں نے کہا وقال اسمعیل احتمال ہے کہ معطوف ہو حدثنا
شعبہ پر تو مراد یہ ہوگی کہ حدثنا سلیمان بن حرب عن اسمعیل اس صورت میں تعلیق نہوگی حالانکہ یہ قول کرمانی کا
مردود ہے کیونکہ سلیمان بن حرب نے اسمعیل سے مطلقاً روایت نہیں کی نہ یہ حدیث نہ اور کوئی حدیث اور مولف

دیا وسکو کتاب الزکوۃ میں وصل کیا موسیٰ بن ہشام سے انہوں نے اسمعیل سے جیسا آگے آویگا اور ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ احتمالات عقلیہ کو نقلی امور میں کوئی دخل نہیں اگر ایسا ہی ہو تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ اسمعیل علیہ کے بیٹے نہ ہوں یا یہ ایوب سختیانی نہ ہوں اور کوئی ہوں اور ایسا ہی تمام رواۃ میں احتمال ہو سکتا ہے پھر ان احتمالوں کی وجہ سے وہ ایسی بات کا قائل ہوگا جو بالکل ناپسند ہے معترض جو کہتا ہے کہ حدیث کا علم سہل تھا اور مذاق نہیں تو وہ ایسا آسان ہے کہ دو چار کتابیں معقولات کی پڑھ لیں اور لگے حدیث کی کتابوں پر شرح یا حاشیے لکھنے حدیث کا علم عقلی نہیں کہ ادہیں گھر بیٹھے خیالی پلاؤ پکا دیں یا باریک باریک موشگافی کریں حدیث میں لیاقت اور تبحر بہت مشکل ہے اور محدث یا حافظ ہونے کے لیے وسیع حافظہ درکار ہے اسکے سوا علم تاریخ اور اسماء الرجال اور لغت کی بہت ضرورت ہے جو لوگ صرف معقولات پڑھے ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانے کے کٹھ ملا انکی کیا بساط ہے کہ حدیث کی تحقیق کا دم بھریں یا محدثین سے گفتگو پر آمادہ ہوں دیکھیے کرمانی اور عینی اور بدر دمامینی اور قسطلانی یہ سب فاضل تھے پر انمیں سے ایک کو بھی حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ تھی ان میں سے ایک کو بھی نہ احادیث ایسی منضبط تھیں جیسے حافظ صاحب کو تھیں نہ حدیث کی اتنی کتابوں پر نظر تھی جتنی کتابوں پر حافظ صاحب کی نظر تھی نہ اسماء الرجال میں حافظ صاحب کی طرح مہارت تھی اور یہی وجہ ہے کہ قسطلانی تو تحقیق رجال وغیرہ میں بالکل حافظ صاحب کے خوشہ چین ہیں اور کرمانی حافظ صاحب سے اسبق ہیں اور انکی شرح مختصر اور نہایت خوب ہے پر انمیں اسی قسم کی غلطیاں ہو گئی ہیں جو فن رجال اور روایت سے متعلق ہیں اور عینی نے اپنی بضاعت سے بہت کم لکھا ہے جو کچھ لکھا ہے وہ حافظ صاحب کی تحریر محقق دیکھکر اور جہاں حافظ صاحب کا خلاف کیا ہے یا حافظ صاحب پر اعتراض کیا ہے یا اپنے ذاتی بضاعت سے لکھا ہے وہاں کبھی غلطی کی ہے اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے البتہ وہ حدیث کے بڑے حافظ اور امام تھے اور ان کی شرح سب شرحوں پر فضل ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو اپنے مال میں سے خاوند کے بلا اجازت صدقہ دینا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ صدقہ ان بہت سے گناہوں کو میٹ دیتا ہے جنکی وجہ سے آدمی جہنم میں جاویگا انتہی

باب الحرص علی الحدیث حدیث حاصل کرنے کے لیے حرص کا بیان (حدیث سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے) **حدثنا** عبدُ العزیزِ بنُ عبدِ اللہِ قال حدثنی سلیمانُ عن عمرِو بنِ ابی عمرٍو عن سعیدِ بنِ ابی سعیدٍ المقبُریِّ عن ابی هُرَیرَۃَ انّه قال یا رسولَ اللہِ مَن اَسعدُ النّاسِ بشفاعتِکَ یومَ القیامۃِ قال رسولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّم لقد ظننتُ یا ابا هُریرۃَ اَن لا یسألُنی عن هذا الحدیثِ احدٌ اوّلُ منکَ لِما رأیتُ

مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن عبد اللہ بن یحییٰ اویسی نے کنیت ابو القاسم ہے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان بن بلال ابو محمد تیمی قرشی نے اونہون نے روایت کی عمرو بن ابی عمرو مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کے مولی ہیں اونہون نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہون نے ابو ہریرہ رضی سے عبد الرحمن بن صخر سے کہ اونہون نے کہا یا رسول اللہ (ف) یہی اکثر لوگون کی روایت ہے اور ابو ذر اور کریمہ کی روایت مین قیل کا لفظ زیادہ ہے انہ قال کے بعد اور یہ غلط ہے اور صحیح اسقاط قیل کا ہے اور شاید وہ قلت تھا غلطی سے قیل ہو گیا اور نے رقاق مین جو روایت کی ہے اس مین قلت ہے اور اسمٰعیلی کی روایت مین انہ سال ہے اور ابو نعیم کی روایت مین یون ہے ان ابا ہریرۃ قال یا رسول اللہ (فتح) (ف) کون شخص سعادتمند ہوگا آپ کی شفاعت سے قیامت کے روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مین جان چکا تھا ای ابو ہریرہ کہ مجھسے اس بات کو تجھسے پہلے کوئی نہ پوچھے گا اسواسطے کہ مین دیکھ چکا تیری حرص کو حدیث سننے کے لیے سعادتمند لوگون مین میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسنے لا الٰہ الا اللہ کو اپنے دل سے خلوص کے ساتھ کہا آدمی کو شک ہے کہ قلب کا لفظ فرمایا یا نفس کا راوی کو شک ہے (ف) حافظ ابن حجر نے کہا لا الٰہ الا اللہ دل سے کہنا اس معنی مین مطلب ہے کہ شرک سے بچا ہوا اور مراد یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ کہے اور صرف جزو اول کو بیان کیا کیونکہ وہ علامت ہے مجموعے کی جیسے بیان مین گذرا اور یہ جو فرمایا دل سے کہے اس سے احتراز ہوا منافق سے اور اسعد کا کلمہ بمعنے سعید کے ہے یہ افعل التفضیل نہین ہے اور احتمال ہے کہ افعل التفضیل ہو یعنے زیادہ سعادتمند مومن مخلص ہوگا اگرچہ ہر کسی کو آپ کی شفاعت سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ آپ شفاعت فرماوینگے کل خلق کو آرام دینے کے لیے قیامت کے دن کی شدت اور تکلیف سے اور شفاعت کرینگے بعضے کافرون کی تخفیف عذاب کے لیے جیسے ابو طالب کے حق مین حدیث صحیح مین آیا ہے اور شفاعت کرینگے بعضی مومنون کی جہنم سے نکالنے کے لیے اور بعضون کی جہنم مین نہ جانے کے لیے اور بعضون کے لیے جنت مین بے حساب جانے کی اور بعضون کے درجے بلند ہونے کی تو ظاہر ہوا کہ شفاعت کی سعادت سے مشرف ہونگے اور زیادہ سعادتمند وہ ہوگا جو مومن مخلص ہے اور مؤلف نے جو رقاق مین روایت کی اوسمین خالصًا من قبل نفسہ ہے یعنے اپنے دل سے خالص ہو کر کہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ کلمہ شہادت زبان سے کہنا چاہیے انتہے

باب

كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ کیونکر اٹھیگا اسکا بیان وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ

وَلَا يُقْبَلُ اِلَّا حَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ فَاِنَّ الْعِلْمَ
لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا اور عمر بن عبد العزیز (خلیفہ عادل متبع سنت) نے ابو بکر بن حزم کو لکہا (یہ محمد بن عمرو
بن حزم انصاری کے بیٹے ہین انکی نسبت کی ہے پردادا کیطرف اور اونکے دادا عمرو صحابی ہین اونکے باپ محمد نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا تہا اور ابو بکر تابعی تہے فقیہ اونکو عمر بن عبد العزیز نے مدینہ کا امیر اور قاضی کیا تہا
اور اسیوجہ سے اونکو یہ خط لکہا اور اونکا نام سوا ابو بکر کے اور کچہ معلوم نہین ہوا بعضون نے کہا انکی کنیت ابو عبد الملک
تہی اور اونکا نام ابو بکر تہا اور بعضون نے کہا اونکی کنیت بہی ابو بکر تہی) دیکہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون
یعنے اونکو اکٹہا کر اور کشمیہنی نے عندک روایت کیا ہے یعنے جو تیرے شہر مین ہون) تو لکہ اونکو ف حافظ ابن
حجر نے کہا اس سے حدیث نبوی کے جمع کی ابتدا نکلتی ہے اور اس سے پہلے لوگون کا بہروسا حفظ پر تہا جب عمر بن عبد
العزیز خلیفہ ہوے پہلی صدی کے اخیر مین علم اٹہ جانیکا ڈر ہوا علما کے مرجانے سے تو انہون نے یہ خیال کیا کہ علم تدوین یعنے
جمع کر لیا اور لکہنے سے منضبط (محفوظ) اور باقی رہیگا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان مین یہ قصہ اس عبارت سے روایت کیا
عمر بن عبد العزیز نے سب ملکون مین لکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو جمع کرو (فتح) ف کیونکہ
مین ڈرتا ہون کہین علم مٹ نہ جاوے اور عالم مر جاوین اور نہین قبول کیجاویگی مگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ف اسلیے کہ حجت اور دلیل دو ہی چیزین ہین قرآن یا حدیث رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کی اس سے
معلوم ہوا کہ سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کے اور کسی کا قول یا فعل صحابہ اور تابعین کے
نزدیک حجت نہ تہا کیونکہ عمر بن عبد العزیز تابعی تہے اور اونکے زمانے مین چند صحابہ بہی زندہ تہے اور یہ بہی معلوم ہوا
کہ علم دین عبارت ہے قرآن اور حدیث سے اور جو علم ان دونون سے نکلے وہ بہی علم دین مین داخل ہے جیسے علم فقہ وہ کوئی
علاحدہ علم نہین ہے بلکہ ملخص ہے ان احکام کا جو قرآن اور حدیث سے نکلتے ہین پہر جو شخص قرآن اور حدیث حاصل کرے
وہی فقیہ ہے اور قرآن اور حدیث یہی دو چیزین اسلام کا مدار ہے اگر حدیث نہ ہو تو قرآن پر عمل نہین ہو سکتا نہ قرآن کا
مطلب سمجہ مین آسکتا ہے اور خود قرآن مین حکم ہے حدیث پر چلنے کا اور ہمکو تو قرآن اور حدیث دونو حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچی ہین پس جیسے قرآن واجب العمل ہے ویسی ہی حدیث شریف بہی واجب العمل
ہے اور یہ نہین ہو سکتا کہ کوئی شخص قرآن پر چلنے کا دعوی کرے اور حدیث کو چہوڑ دے یا حدیث پر چلتا ہو اور قرآن
کو چہوڑے حدیث اور قرآن دونو ایک ہین اور دونو ایک ہی شخص کی زبان سے ہمکو پہنچے ہین گو قرآن اللہ عز وجل
کا کلام ہے اور حدیث اوسکے پیغمبر کا مگر حدیث بہی اللہ عز وجل کا حکم ہے فرمایا اللہ تعالی نے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ

عَنْهُ فَانْتَهُوا اور فرمایا مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور فرمایا مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اس زمانے مین چند مجد پیدا ہوے
خدا اونکو تباہ کرے اور انکی شر سے ہر مسلمان کو بچاوے ایسے پیدا ہوئے ہین جو حدیث کو اعتبار کے قابل نہین جانتے
اور یہ کہتے ہین کہ صرف قرآن سند کے لایق ہے اور حدیث سند نہین کیونکہ بہت حدیثین جھوٹی اور کچی سند کی ہین
اونکا جواب یہ ہے کہ کچی سند کی حدیثین اور جھوٹی حدیثین حدیث کے عالمون نے بڑی بڑی محنتین کر کے جدا کر دی ہین
اور صحیح اور حسن حدیثین جدا کر دی ہین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تو کل حدیثین باجماع علما صحیح ہین اور باقی چھ کتابون
حدیث کی جو ہین اون مین اکثر حدیثین صحیح اور حسن ہین اور کچھ ضعیف بھی ہین پر موضوع (یعنے جھوٹی حدیثین) اُن کتابون
نہین ہین اس صورت مین یہ کتابین اعتبار کے لائق ہین اور صحیح بخاری تو قرآن کے بعد سب کتابون سے زیادہ
صحیح ہے اور تیرہ سو برس تک جتنے مسلمان گذرے انکا اعتماد اس کتاب پر رہا ہے پھر اگر تمکو حدیث کی دوسری
کتابون مین شبہہ ہو تو صرف قرآن اور صحیح بخاری پر عمل کرو اور جب حدیث صحیح ہو جاوے اور کوئی شخص اسکو اعتبار کے
لائق نہ سمجھے تو وہ اسلام سے باہر ہو جاویگا گویا اُسنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کو اعتبار کے لائق
نہ سمجھا معاذ اللہ وہ مسلمان کہان رہ سکتا ہے اور اس شخص کو قرآن پر عمل کرنیکی کونسی ضرورت ہے اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر
بن عبد العزیز جو خلیفہ وقت تھے اور علمانے اُنکو خلفاء راشدین مہدیین مین لکھا ہے اونہون نے اور کسی کے
قول یا فعل کو قابل قبول کے نہ سمجھا گو وہ صحابی ہو یا تابعی کیونکہ اونکے زمانہ مین جتنے مسلمان تھے وہ یا صحابہ تھے یا
تابعین پھر مقلدین ذرا غور کرین تو اونکو معلوم ہو جاویگا کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال یا افعال کیونکر مقبول ہو سکتے
ہین علی الخصوص ایسی صورت مین جب وہ حدیث صحیح کے خلاف ہون حدیث اور قرآن کے خلاف کسی کا قول
مقبول نہین امام ہو یا مجتہد غوث ہو یا قطب ولی ہو یا شہید مُلّا ہو یا درویش یہ سب اسی در کے گدا اور اسی خرمن
کے زلہ ربا ہین یا اللہ تو ہمکو پیرو کر دے قرآن اور حدیث کا اور جب تک ہمکو زندہ رکھے قائم رکھ قرآن اور حدیث
پر اور جلا قرآن اور حدیث پر یا اللہ ہمکو عشق دے قرآن اور حدیث کا اور ہمکو شغل دے قرآن اور حدیث کا اور ہماری
زبان اور جان اور دل سب کو فنا کر دے قرآن اور حدیث کی محبت مین آمین یا رب العالمین **ف** اور لوگون کو
چاہیے کہ علم کو فاش کرین (یعنے اسکو ظاہر کرین لوگون کو سکھلاوین جو کوئی پوچھے اسکو بتاوین چھپا دین نہین)
اور بیٹھین علم پڑھانے کے لیے کیونکہ علم تباہ نہین ہوتا (یعنے ضائع نہین ہوتا) جب تک وہ چھپایا نہین جاتا
ف یعنے پیدا نہین ہوتا ہے جسطرح بند مکان یا بند حجرے مین رکھا جاتا ہے ایسی حالت مین علم ضائع
ہو جاتا ہے یعنی لوگون سے اٹھ جاتا ہے برخلاف اسکے جب علم کی تعلیم مساجد اور جوامع مدارس مین ہوتی رہتی ہے

تو وہ خطا بع نہین ہوتا **حَدَّثَنَا** الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
دِينَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ اِلٰى قَوْلِهِ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
علا بن عبد الجبار ابو الحسن بصری عطار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن مسلم نے اونہون نے
روایت کی عبد اللہ بن دینار سے یہی حدیث عمر بن عبد العزیز کی جو اوپر گذری ذہاب العلماء تک **ف** یہ حدیث نسخہ
مطبوعہ دہلی مین موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر اور متن قسطلانی مین نہین ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وصل اس تعلیق
کا کشمیہنی اور کریمہ اور ابن عساکر کی روایت مین نہین ہے قسطلانی نے کہا اور دو نسخون مین یہ سند موجود ہے اور
اصیلی کی روایت مین بجائے حدثنا کے قال ابو عبد اللہ ہے اور اس وصل سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہاب العلماء کے بعد
جو عبارت ہے وہ امام بخاری کا کلام ہے یا عمر بن عبد العزیز کا کلام ہے لیکن اس سند مین مذکور نہین اور اول احتمال زیادہ
ظاہر ہے اور ابو نعیم نے مستخرج مین اسکی تصریح کی اور بیہقی اس روایت کو اکثر مقامون مین یہین تک بیان کیا یعنی ذہاب
العلماء تک اس صورت مین باقی مصنف کا کلام ہے اونہون نے اسکو بیان کیا عمر بن عبد العزیز کے کلام کے بعد
وصل سے یہ ظاہر کر دیا کہ عمر بن عبد العزیز کا کلام ذہاب العلماء پر ختم ہو گیا ہے انتہے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي
اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ
رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا
قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا
حدیث بیان کی مجھسے مالک بن انس نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے (ابن ابراہیم) اونہون نے عبد اللہ بن
عمرو بن عاص سے اونہون نے کہا مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے (حجۃ الوداع مین جیسے
احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا اونہون نے کہا جب حجۃ الوداع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لے لو علم کو اوٹھ جانے سے پہلے ایک گنوار بولا علم کیونکر اوٹھے گا آپ نے فرمایا آگاہ رہو علم کا اوٹھنا عالمون کا اوٹھنا ہے
تین بار یہ فرمایا) بیشک اللہ تعالیٰ نہین اوٹھا دیگا علم کو چھین کر اسطرح سے کہ چھین لے اوسکو بندون سے (یعنی دلون سے
نکال لیوے یا آسمان کو اوٹھا لیوے ابن منیر نے کہا دلون سے علم کا مٹ جانا ممکن ہے اور قدرت کے رو سے جائز ہے لیکن
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہوگا) لیکن اوٹھا دیگا علم کو عالمون کو اوٹھا کر (یعنی انکی جانین قبض کر کے)
یہانتک کہ جب کسی عالم کو اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھیگا اوسوقت لوگ جاہلون کو اپنا سردار (رئیس) بنا لینگے انسے مسئلے

پوچھینگے وہ بے علم جواب دینگے پھر خود بھی گمراہ ہونگے اوروں کو بھی گمراہ کرینگے (امام مالک کی روایت میں ہے کر اپنی رائے اور عقل
سے جواب دینگے) فربری (ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر جو شاگرد ہیں امام بخاری کے اور راوی ہیں اس کتاب کے
امام بخاری رحمہ سے) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عباس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (بن عبد الحمید ضبی) نے اونہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے اسی طرح
یہ باسنادیں اسی روایت کے **ف** یعنے امام مالک کی روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ راوی کی زیادتی ہے اور یہ اسی
کتاب میں کم ہوا ہے اور قتیبہ کی اس روایت کو مسلم نے نکالا دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث موطا میں کسی نے روایت
نہیں کی سوا معن بن عیسیٰ کے لیکن روایت کیا ہے اسکو مالک کے اصحاب نے جیسے ابن وہب وغیرہ نے موطا سے الگ اور ابن
عبد البر نے کہا کہ سلیمان بن یزید نے بھی اسکو موطا میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث ہشام بن عروہ کی روایت سے مشہور ہوئی
تو ستر آدمیوں سے زیادہ نے حرمین اور عراقین اور شام اور خراسان اور مصر وغیرہ کے لوگوں میں سے انسے یہ حدیث روایت کی
اور موافقت کی انکی اس روایت پر ابو الاسود یتیم نے اور انکی روایت صحیحین میں ہے اور زہری نے اور انکی روایت نسائی میں ہے
اور یحییٰ بن ابی کثیر نے اور انکی روایت صحیح ابی عوانہ میں ہے ان تینوں نے عروہ سے روایت کیا اور عروہ کی متابعت
کی عمر بن الحکم بن ثوبان نے عبد اللہ بن عمرو سے انکی روایت صحیح مسلم میں ہے اور اس حدیث سے ترغیب نکلتی ہے علم کے یاد
کرنیکی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جاہلوں کو رئیس بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ فتویٰ دینا حقیقی ریاست ہے اور اوس
شخص کی مذمت جو بغیر علم کے فتویٰ دیوے اسکی مذمت نکلتی ہے اور جمہور علماء نے دلیل لی ہے اسی سے کہ زمانہ مجتہد سے خالی ہو سکتا ہے
اور ہم اس مسئلے کو جو خدا چاہے تو کتاب الاعتصام میں بیان کرینگے **باب** هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ
فِي الْعِلْمِ کیا امام عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی دن جدا گانہ مقرر کرسکتا ہے حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ
فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ
لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن اصبہانی (عبد الرحمن
بن عبد اللہ کوفی) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو صالح ذکوان سے وہ حدیث روایت کرتے تھے ابو سعید خدری (سعد بن
مالک) سے اونہوں نے کہا عورتوں نے عرض کیا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غالب ہوئے ہمپر مرد آپکے پاس

آئے ہیں (اور آپ کا کلام سننے میں کیونکہ وہ قوی ہیں (اور ہم کمزور) تو آپ ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجیے اپنی طرف
سے آپنے اُنسے وعدہ کیا اور اُس دن اُنسے جاکر ملے پھر انکو نصیحت کی اور حکم کیا دین کے کاموں کا) آپنے جو باتیں
اُنسے فرمائیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کوئی عورت تم میں سے ایسی نہیں جو اپنے تین بچے آگے بھیجے (یعنے اوسکے تین بچے
اُسکے سامنے مر جاویں) مگر اُسکے لیے جہنم سے ایک روک ہو جاویگی ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بچے بھیجے آپنے فرمایا اور دو
ف یعنے دو کا بھی یہی حکم ہے جس عورت کے دو بچے مر جاویں اور وہ صبر کرے اُسکے لیے بھی جہنم سے آڑ ہو جاویگی -
اس عورت کے نام میں اختلاف ہے جسنے عرض کیا تہا اگر دو بچے بھیجے قسطلانی نے کہا وہ عورت ام سلیم تہیں جیسے
احمد اور طبرانی نے روایت کیا یا ام ایمن تہیں جیسے طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا یا ام مبشر تہیں جیسے مولف نے
بیان کیا حافظ ابن حجر نے کہا اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب الجنائز میں آویگا قسطلانی نے کہا مرد کا حکم مثل عورت
کے ہے اس باب میں حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن
ابن الاصبهانی عن ذکوان عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهذا وعن عبد الرحمن بن الاصبهانی
قال سمعت ابا حازم عن ابی هریرة قال ثلاثة لم یبلغوا الحنث ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
بشار نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر بصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
شعبہ بن حجاج نے اونہوں نے روایت کی عبد الرحمن بن اصبہانی سے اونہوں نے روایت کی ذکوان سے اونہوں نے
ابو سعید خدری سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت جو اوپر گذری) ف حافظ
ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس اسناد کو ذکر کیا دو فائدوں کے لیے ایک تو اسواسطے کہ ابن اصبہانی کا نام معلوم ہو جاوے
جو مبہم ہے پہلی روایت میں دوسرے ابو ہریرہ کا طریق زیادہ کرنیکے لیے جو آگے آتا ہے ت اور روایت کی عبد
الرحمن بن اصبہانی سے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو حازم (سلمان اشجعی کوفی) سے اُنہوں نے روایت کی ابو ہریرہ رضہ سے
یہی حدیث اسمیں اتنا ہے کہ وہ تینوں بچے جوان نہ ہوے ہوں ف یعنے بالغ ہونے سے پہلے مر جاویں اور اسکی
علت یہ ہے کہ ایسے بچوں پر بہت رنج ہوتا ہے اور جوان ہونے کے بعد اکثر بچے ماں باپ کے نافرمان ہو جاتے ہیں اور ماں
باپ اُنسے خوش نہیں رہتے اور چونکہ ایسے چھوٹے بچوں کا رنج ماں کو زیادہ ہوتا ہے اسواسطے ماں کی تخصیص کی
اور حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہ کی عورتوں کو وعظ سننے کا اور دین کی باتیں سیکھنے کا بڑا شوق تہا اور وعدہ کا جواز
اور یہ کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں اور ابو ہریرہ کی حدیث مرفوع ہے اور عبد الرحمن کی روایت موصول ہے اور معلق
ہے اور شعبہ نے اسکو عبد الرحمن سے روایت کیا دو اسنادوں سے تو عن عبد الرحمن معطوف ہے پہلی عن عبد الرحمن پر اور جسنے یہ گمان کیا

کہ عبدالرحمن کی روایت معلق بیان کرنے میں وہم کیا (فتح الباری) **باب** من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ
بیان میں اسکے کہ کوئی شخص دوسرے سے کوئی بات سنے پھر سمجھنے کے لیے دوبارہ اُس سے پوچھے (اصیلی کی روایت میں
فراجع فیہ ہے اور ایک روایت میں فراجعہ ہے اور ابوذر کی روایت میں سمع شیئا کے بعد فلم یفہمہ زیادہ ہے یعنی
پھر پوچھے اسکو (قسطلانی) **حدثنا** سعید بن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن عمر قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ
ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لا تسمع شیئا لا تعرفہ الا راجعت فیہ حتی تعرفہ
وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حوسب عذب قالت عائشۃ فقلت اولیس یقول اللہ تعالی
فسوف یحاسب حسابا یسیرا قالت فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش الحساب یھلک
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن ابی مریم نے (ابو مریم انکے پردادا ہیں انکے باپ حکم بن محمد بن ابی مریم ہیں) اونہوں نے
کہا خبر دی ہمکو نافع بن عمر جمحی قرشی مکی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابن ابی ملیکہ (عبداللہ بن عبید اللہ) نے
اونہوں نے کہا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض کا یہ حال تھا وہ کوئی بات ایسی نہ سنتیں جو اونکو معلوم نہ ہوتی یعنے انکی
سمجھ میں نہ آتی مگر وہ اسکو دوبارہ پوچھتیں یہانتک کہ اسکو سمجھ لیتیں (یہ انکی کمال دانائی اور دانشمندی تھی) **ف**
دوبارہ پوچھتیں یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بظاہر منقطع معلوم ہوتی ہے
کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں اونہوں نے اُس زمانہ کو نہیں پایا جب حضرت عائشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ پوچھتیں
لیکن آئندہ کی عبارت سے اوسکا وصل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونہوں نے حضرت عائشہ کا قول نقل کیا تو معلوم ہوا کہ اُنسے
یہ بات سنی ہے **ت** اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے حساب ہوگا اسکو عذاب ہوگا یہ سنکر
حضرت عائشہ نے عرض کیا اللہ تعالے کیا نہیں فرماتا یہ قریب ہے کہ وہ حساب کیا جاوے آسانی سے آپنے فرمایا اس آیت
میں جس حساب کا ذکر ہے اُس سے ترازو کے سامنے لایا جانا مراد ہے لیکن جس سے حساب میں جھگڑا ہوگا وہ تباہ ہوگا **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ کو احادیث کا مطلب سمجھنے میں بڑی حرص تھی اور یہ بھی نکلا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کی بات دوبارہ پوچھنے سے رنجیدہ نہیں ہوتے تھے اور یہ بھی نکلا کہ علم دین میں بحث و مناظرہ
کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ حدیث کا معارضہ قرآن سے کرسکتے ہیں اور یہ بھی نکلا کہ حساب میں تفاوت ہوگا اور
یہ بھی نکلا کہ اس قسم کا سوال ان سوالوں میں داخل نہیں جس سے صحابہ منع کیے گئے تھے اور ایسا ہی اتفاق حضرت عائشہ کے سوا
اوروں کو بھی ہوا ام المومنین جناب حفصہ کی حدیث میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا جو بدر یا حدیبیہ میں شریک
تھا وہ دوزخ میں نہ جاویگا تو انہوں نے کہا اللہ تعالے تو فرماتا ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ثم ننجی الذین اتقوا اور جب یہ آیت اتری الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم تو صحابہ نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جسنے ظلم نہیں کیا (گناہ) اپنی جان پر آپنے فرمایا ظلم سے مراد شرک ہے لیکن صحابہ نے ایسا بہت کم کیا ہے اسلیے کہ وہ عربی زبان کو خوب پہچانتے تھے اس صورت میں جو مذمت مشکل سوال کرنیوالوں کی آئی ہے اُس سے مراد وہ ہے جو الزام دینے کے لیے بے ضرورت سوال کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنکے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کا کھوج کرتے ہیں فساد کرنے کے لیے اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے جب تم ایسے سوال کرنیوالوں کو دیکھو تو وہ وہی لوگ ہیں جنسے اللہ نے ڈرایا اور اسی واسطے حضرت عمر نے صبیغ پر انکار کیا جب اُسنے ایسے سوال بہت کیے اور اسکو سزا دی اور اسکا مفصل بیان چاہیے تو کتاب الاعتصام اور کتاب الرقاق میں آویگا (فتح الباری) **باب** لیبلغ العلم الشاہد الغائب قالہ ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب بیان میں اسکے کہ جو حاضر ہو وہ غائب کو علم کی بات پہنچا دیوے یہ ابن عباس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے **ف** قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو خود مولف نے روایت کیا موصولاً کتاب الحج میں باب الخطبۃ ایام منیٰ میں فتح الباری میں ہے کہ ابن عباس کی روایت میں کسی طریق سے یہ عبارت نہیں ہے بلکہ انکی روایت میں اور سوا انکے اوروں کی روایت میں علم کا لفظ نہیں ہے اور مولف نے مراد اسکا مطلب رکھا کیونکہ پہنچا دینے کا حکم علم ہی کے واسطے ہے انتہی **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال حدثنی اللیث قال حدثنی سعید عن ابی شریح انہ قال لعمرو بن سعید وھو یبعث البعوث الی مکۃ ائذن لی ایھا الامیر احدثک قولا قام بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الغد من یوم الفتح سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی وابصرتہ عینای حین تکلم بہ حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان مکۃ حرمہا اللہ ولم یحرمہا الناس فلا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسفک بہا دما ولا یعضد بہا شجرۃ فان احد ترخص لقتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہا فقولوا ان اللہ قد اذن لرسولہ ولم یاذن لکم وانما اذن لی فیہا ساعۃ من نہار ثم عادت حرمتہا الیوم کحرمتہا بالامس ولیبلغ الشاہد الغائب فقیل لابی شریح ما قال عمرو قال انا اعلم منک یا ابا شریح ان مکۃ لا تعیذ عاصیا ولا فارا بدم ولا فارا بخربۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے لیث (ابن سعد مصری) نے (اصیلی اور ابن عساکر کی روایت میں حدثنا اللیث ہے) انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سعید بن ابی سعید مقبری نے (اصیلی اور ابن عساکر اور ابوالوقت کی روایت میں سعید بن ابی سعید ہے اور کشمیہنی کی روایت میں ھو ابن ابی سعید ہے) انہوں نے روایت کی ابو شریح (خویلد بن عمرو بن صخر خزاعی کعبی صحابی مشہور) سے (اس کتاب میں انسے تین حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے

کہا عمرو بن سعید ابن عاص بن امیہ قرشی اموی ہے (اسکا لقب اشدق تہا اور وہ صحابی نہے اسکا شمار نیک تابعین
مین سے ہے ف عینی نے کہا اسکے باپ کے بہی صحابی ہونے مین اختلاف ہے اور علامہ ابن حجر نے اس عمرو بن سعید کی
نسبت کہا کہ وہ تابعین باحسان مین سے بہی نہین ہے حالانکہ اسکا تابعی ہونا ظاہر ہے کیونکہ اُنکا صحابہ سے اسکی وجہ یہ ہے
کہ عمرو بن سعید علیہ ما یستحقہ عامل تہا مدینہ منورہ کا؟ فوجین تیار کرکے مکہ معظمہ کو عبد اللہ بن زبیر رضہ سے لڑنے کے لیے روانہ
کین کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رضہ نے یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا تہا اور مکہ معظمہ اور حرم محترم کی پناہ لی تہی اور یہ قصہ
مشہور ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ معاویہ رضہ نے مرتے وقت یزید کی خلافت کی وصیت کی تہی تو سب لوگون نے اس سے
بیعت کر لی مگر امام حسین بن علی علیہ وعلی آبائہ السلام اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مردود سے بیعت نہ کی (کیونکہ وہ
فاسق اور فاجر اور امارت کے لائق نہ تہا لیکن محمد بن ابی بکر وہ معاویہ کے مرنے سے پہلے مر چکے تہے اور عبد اللہ بن عمر نے
جب معاویہ مری تو یزید سے بیعت کر لی اور امام حسین علیہ السلام کوفہ کو تشریف فرما ہوئے اسوجہ سے کہ کوفہ والون نے آنکو بلا بہیجا
تہا آپ سے بیعت کرنیکے لیے اور یہی سبب ہے آپکے قتل ہونے کا (میدان کربلا مین بڑے ظلم سے) اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین چہپ رہے
اور انکو کعبہ کا پناہ لینے والا کہتے ہین اور مکہ کے وہی حاکم رہے یہانتک کہ یزید نے اپنے امیرون کو جو مدینہ مین تہے حکم کیا مکہ
پر فوج کشی کرنے کا اور اسکا انجام یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اتفاق کیا یزید کو خلافت سے موقوف کرنے پر (فتح الباری) ف
اور وہ لشکر روانہ کر رہا تہا مکہ معظمہ کو (یہ واقعہ ۶۱ ہجری کا ہے) ای امیر مجہے اجازت دے ایک حدیث مین تجہسے بیان
کرتا ہون جسکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی فتح کے دوسرے روز ارشاد فرمایا (یعنے بیسوین رمضان ۸ ہجری
مین) اس حدیث کو میرے دونو کانون نے سنا اور میرے دل نے اسکو یاد رکہا اور میری دونون آنکہون نے دیکہا جب آپ نے یہ حدیث فرمائی (یعنے
مین نے یہ دوسرے کی آڑ سے نہین سنی بلکہ آنکہون کے سامنے آپ سے سنی اور مقصود ابو شریح کا اسسے یہ ہے کہ یہ حدیث مجہکو بخوبی یاد ہے)
آپ نے اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی ستایش بیان کی پہر فرمایا کہ مکے کو اللہ تعالے نے حرام کر دیا (جسدن آسمان اور زمین پیدا کیا)
اور لوگون نے اسکو حرام نہین کیا ف یعنے مکہ کی حرمت اللہ کیطرف سے ہے اور اسکے حکم سے ہے نہ یہ کہ لوگون نے اپنی طرف سے
اسکو حرام ٹہرا لیا ہو تو حرمت اسکی قدیمی ہے بحکم الٰہی اور جس روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو حرام کیا وہ اسکے
خلاف نہین کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اسکی حرمت دوبارہ ظاہر کی بعد اسکے کہ خانہ کعبہ طوفان کے
وقت ٹہہ گیا تہا اور اسکی بناء مٹ گئی تہی (قسطلانی) ف تو حلال نہین ہے کسی شخص کے لیے جو ایمان رکہتا ہے اللہ تعالے
پر اور پچہلے دن پر (قیامت پر) کہ وہ مکہ مین خون بہاوے اور وہان کا درخت کاٹنا بہی حلال نہین ہے پہر اگر کوئی شخص لڑائی
جائز ہونے کی دلیل نکالے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان لڑائی کی ہے تو اسکا جواب یون کہو کہ اللہ تعالے

نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی (اسکی اور یہ خاص آپکے لیے اجازت تھی) اور تمکو اجازت نہیں دی اور مجھکو بھی جو اللہ تعالیٰ
نے اجازت دی مکہ میں لڑنے کی تو ایک گھڑی دن کے لیے دی بعد اسکے اسکی حرمت آج کے دن ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی
اور چاہیے کہ جو شخص حاضر ہو وہ غائب کو پہونچا دیوے (یعنے یہ بات سنا دے) امام احمد نے روایت کیا کہ یہ اجازت طلوع آفتاب
سے عصر تک تھی صرف قتال کی نہ درخت کاٹنے کی) لوگوں نے ابو شریح سے کہا عمرو (بن سعید) نے یہ سنکر کیا جواب دیا انہوں
نے کہا عمرو نے یہ کہا کہ میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں اے ابو شریح بیشک مکہ نہیں پناہ دیتا ہے گنہگار کو (جسپر حد شرعی لازم
ہو) اور نہ اسکو جو خون کرکے بھاگ جاوے اور نہ اسکو جو چوری کرکے بھاگ جاوے ف حدیث میں خربہ کا لفظ ہے
بفتح خا اور سکون را اور اسکا ترجمہ چوری ہے مستملی کی روایت میں یہی تفسیر ثابت ہے ابن بطال نے کہا خربہ بضم خا فساد اور
بفتح خا چوری قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت میں جیسے قاضی عیاض نے کہا بضم خا منقول ہے جسکے معنے فساد کے
ہیں اور بدر دامینی نے بکسر را یہی نقل کیا ہے اور عمرو بن سعید نے جواب میں تصرف کیا اور ایسا کلام کیا جسکا ظاہر حق
ہے لیکن اسکا مطلب غلط ہے کیونکہ ابو شریح نے اوسپر اعتراض کیا تہا کہ مکہ پر فوجیں بھیجنا اور وہاں لڑائی کرنا حدیث کی
رو سے منع ہے اوسنے یہ جواب دیا کہ مکہ میں بھاگ جانے سے قصاص نہیں رکتا اور یہ صحیح ہے مگر عبد اللہ بن زبیر نے کوئی ایسا
کام نہیں کیا تہا جسکی وجہ سے اونپر حد یا قصاص لازم ہوتا اور مکہ اونکو پناہ دیتا اور ہم اس حدیث کی مباحث کتاب الحج
میں بیان کرینگے اور وہاں یہ بھی ذکر کرینگے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے حرم محترم میں قتال کرنے میں (فتح الباری)
قسطلانی نے کہا کہ عبد اللہ بن زبیر زیادہ مستحق تہے خلافت کے یزید سے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر سے پہلے بیعت ہو چکی تھی
اور یزید سے اوسکے بعد بیعت ہوئی علاوہ اسکے عبد اللہ بن زبیر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تہے انکے سوا
اسکے یزید فاسق اور فاجر تہا اور عبد اللہ بن زبیر علاوہ صحابی ہونے کے زبیر کے بیٹے تہے جو حضرت صلعم کے پھوپھی زاد
بھائی تہے اور عبد اللہ بن زبیر کی ماں اسماء تہیں جو ابو بکر صدیق کی بیٹی اور حضرت عائشہ کی بہن اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی تہیں یزید میں یہ کوئی بات نہ تھی نہ اسکے باپ میں وہ جہ کے تو زبان اس مرتبہ کی تہیں
خیر جاری میں ہے کہ ابو شریح نے عمرو سے کہا میں حاضر تہا اور تو غائب تہا اور ہمکو حضرت صلعم نے حکم دیا غائب کو پہنچا
دینے کا اسلیے ہم نے آپکا حکم تجھے پہنچا دیا اب تجھکو اختیار ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے حج اور مغازی
میں روایت کیا اور مسلم نے حج میں اور ترمذی نے حج میں اور دیات میں اور نسائی نے حج اور علم میں حافظ ابن حجر
نے کہا اس حدیث سے اتنی باتیں نکلتی ہیں شرف مکہ کا تقدیم حمد و ثنا مطلب پر اثبات خاصہ رسول صلعم اسمیں آپ کے
ساتھ تمام احکام میں مگر جہاں تخصیص ثابت ہو جاوے وقوع نسخ فضل ابو شریح بوجہ اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انتہے حدثنا عبد اللہ بن عبد الوھاب حدثنا حماد عن ایوب عن محمد عن ابن ابی بکرۃ عن ابی بکرۃ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان دماءکم واموالکم قال محمد واحسبہ قال واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا الا لیبلغ الشاھد الغائب وکان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ذلک الا ھل بلغت مرتین ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید بصری نے انہون نے روایت کی ایوب (سختیانی) سے انہون نے محمد ابن سیرین سے انہون نے ابن ابی بکرہ (عبد الرحمان) سے انہون نے (اپنے باپ) ابوبکرہ (نفیع) سے (اور ابوذر کے نسخہ مین عن محمد عن ابی بکرہ ہے باسقاط ابن ابی بکرۃ اور صحیح اول ہے) انہون نے ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا آپ نے تمہارے خون اور تمہارے مال (محمد نے کہا مین سمجھتا ہون یہ بھی کہا تمہاری عزتین) تمپر حرام مین (یعنے ایک پر دوسرے کا خون بہانا مال لوٹنا عزت بگاڑنا حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت ہے اس مہینے مین آگاہ رہو البتہ پہونچادیگا جو حاضر ہے غائب کو یعنی جو لوگ اسوقت موجود ہین وہ ان لوگون کو جو اسوقت حاضر نہین ہین یہ حدیث پہونچادین گے) محمد بن سیرین کہتے تھے سچ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یعنے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ حاضرین نے یہ حدیث غائبین کو پہونچادی) آگاہ رہو مین نے کیا پہونچادیا (اللہ کے حکم کو) دوبار یہ فرمایا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یعنے الا ھل بلغت اور وکان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملہ معترضہ ہے اور یہی ٹھیک ہے اسکے سوا جو کہا گیا اوسکی طرف التفات کرنا چاہیے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے اوائل کتاب العلم مین گذر چکی اور اسی سند سے تفسیر سورۂ براۃ مین آویگی وہان ہم بیان کرینگے جو بیان کرنا ہے

باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب بیان مین اسکے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے (خدا ہمکو اس گناہ سے اور تمام گناہون سے بچاوے) حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبۃ قال اخبرنی منصور قال سمعت ربعی بن حراش یقول سمعت علیا یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیلج النار ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن الجعد (جوہری بغدادی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ بن حجاج نے انہون نے کہا خبر دی مجھکو منصور (بن المعتمر) نے انہون نے کہا مین نے سنا ربعی بن حراش (حائے مہملہ کے کسرہ سے بن جحش غطفانی عبسی کوفی اعور) سے (العضون نے کہا انہون نے کبھی جھوٹ نہین بولا اور انہون نے قسم کہائی تھی کہ مین کبھی نہین ہنسون گا جبتک مجھکو معلوم نہ ہو جاوے کہ میرا ٹھکانا کہان ہے جنت یا دوزخ مین) پھر نہین ہنسے مگر مرتے وقت وفات پائی انہون نے عمر بن عبد العزیز

یہ عبارت جو خط وحدا لی دین بساط مترجم کی طرف سے نہین بلکہ عینیؔ کا ترجمہ ہے ۱۲

کی خلافت سنا یا یعنے مین) اُنہون نے کہا مین نے سنا (جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب) علی بن ابیطالب سے
ف قسطلانی نے کہا ان لوگون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے اور عشرہ مبشرہ مین ہین اور خلفاء راشدین
مین اور علماء ربانیین مین اور بہادران مشہورین مین اُنہون نے پانچ برس تک خلافت کی اور وفات پائی کوفہ
مین اتوار کی رات ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مین اور اُنکی عمر ۶۳ برس کی تھی رضی ہو اللہ جل جلالہ اُنسے اور اونکو مارا
عبد الرحمان بن ملجم نے زہر آلود تلوار سے اور اس کتاب مین اُنسے تئیس حدیثین مروی ہین انتہے مترجم کہتا ہے
کہ مجھکو صغر سن سے جناب علی مرتضی رض سے ایک خاص طرح کی محبت اور خلوص قلبی ہے کہ ویسی محبت کسی صحابی سے نہین
ہے اور مین نے جناب موصوف کو اوسی حلیہ کے ساتھ جو کتابون مین مرقوم ہے خواب مین دیکھا ہے اور جناب موصوف
نے میری مدد فرمائی ہے ایک مشکل مین جسکو مین نے اُنسے خواب ہی مین عرض کیا تھا اللہ تعالے ہمکو حشر کرے اونکے
ساتھ اور ہمارے اونکی محبت پر اور جلاوے اونکی محبت پر آمین یا رب العلمین ف وہ کہتے ہین فرمایا جناب سرور عالم رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت جھوٹ باندھو مجھپر کیونکہ جو کوئی جھوٹ باندہے مجھپر وہ جہنم مین جاوے ف
حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث عام ہے شامل ہے ہر قسم کو جھوٹ کو جو باندھا جاوے آپ پر اور بعضے جاہلون کو دہوکا ہوا
اونہون نے ترغیب اور ترہیب کے لیے جھوٹی حدیثین بنالین اور کہنے لگے ہمنے آپ پر جھوٹ نہین باندھا بلکہ ہم نے آپکی
شریعت کی تائید کی اور وہ یہ نہ سمجھے کہ جو آپ نے نہین فرمایا اوسکا نسبت دینا آپکی طرف اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنا
ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور بعضے کرامیہ کا اعتبار نہین اُنہون نے ترغیب اور ترہیب
کے لیے جھوٹی حدیثین بنانا جائز رکھا ہے اور یہ اونکا جہل ہے اور ان مین سے بعضون نے دلیل کی ہے اوس زیادتی
سے جو اس حدیث کی بعض طریقون مین آئی ہے اور وہ ثابت نہین ہے وہ زیادت بزار نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اور
یہ ہے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ لِیُضِلَّ بِہِ النَّاسَ یعنے جو کوئی مجھپر جھوٹ جوڑے لوگون کو گمراہ کرنیکے لیے۔ اس حدیث کی وصل اور
ارسال مین اختلاف ہے اور دارقطنی اور حاکم نے اوسکے ارسال کو ترجیح دی ہے اور دارمی نے اسکو یعلے بن مرہ سے بسند
ضعیف روایت کیا ہے اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تب بھی اُنکی دلیل نہین نکلتی کیونکہ لام اسمین علت کے لیے نہین ہے
بلکہ صیرورت کے لیے اور اسکی نظیر قرآن مجید مین موجود ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ اور مطلب
اسکا یہ ہے کہ جو کوئی مجھپر جھوٹ باندہیگا اوسکا انجام اور مآل یہ ہے کہ وہ لوگون کو گمراہ کریگا یا تخصیص ہے جھوٹ
کی بعض افراد کی اور اسکا مفہوم مخالف مراد نہین ہے جیسے لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ
اِمْلَاقٍ انتہے مختصرا مترجم کہتا ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین حدیث اپنے عموم پر ہے اور ظاہر ہے جب بھی اُنکی دلیل

نہین ہوسکتی کیونکہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی قسم کا جھوٹ باندہا تو لوگونکو گمراہ کر چکا اسلیے کہ
دے لوگ جو خدا اور رسول کا حکم یا فرمودہ نہ تہا اسکو انکا فرمودہ سمجہے اور یہ گمراہی ہے خدا اس سے بچاوے قسطلانی
نے کہا یہ جو فرمایا وہ جہنم مین جاوے یعنے وہ جہنم مین داخل ہوگا کیونکہ یہ اُسکی جزا ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے معاف کر دے
اسکو جیسے اور کبائر کو اسلیے اُسکے لیے جہنم کا داخل ہونا قطعی نہین ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے لیکن مراد اس سے خبر ہے اور مسلم
کی روایت مین یہ ہی جو میرے اوپر جھوٹ بولے گا وہ دوزخ مین جاویگا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے کیونکہ میرے اوپر
جھوٹ بولنا جہنم مین لیجاتا ہے اور بعضون نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹ باندہنے والے کے لیے یعنے خدا کرے وہ جہنم مین
جاوے انتہے **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن جامع بن شداد عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر
عن ابیہ قال قلت للزبیر انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یحدث فلان و فلان
قال اما انی لم افارقہ ولکن سمعتہ یقول من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے ابو الولید ہشام بن عبد الملک طیالسی بصری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہون نے
روایت کی جامع بن شداد (محاربی کوفی) سے اونہون نے عامر بن عبد اللہ بن زبیر (بن عوام اسدی قرشی) سے انہون
نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر صحابی) سے (وہ سب سے پہلے پیدا ہوئے اسلام مین مدینہ مین اور اُنکی داڑہی نہ تہی وفات پائی
سنہ ۷۳ مین) انہون نے کہا مین نے زبیر (بن عوام صحابی مشہور عشرہ مبشرہ مین سے مارے گئے وادی السباع مین جنگ
جمل سے لوٹتے وقت سنہ ۳۶ مین) اس کتاب مین اُنسے نو حدیثین مروی ہین سے کہا مین تم سے نہین سنتا حدیثون کو جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسے فلان اور فلان بیان کرتے ہین (ابن ماجہ کی روایت مین ایک کا نام عبد اللہ بن
مسعود مذکور ہے) زبیر نے کہا خبردار رہو مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہین ہوا **ف** اسمعیلی
کی روایت مین اتنا زیادہ ہے منذ اسلمت یعنے جب سے مسلمان ہوا اور مراد یہ ہے کہ اکثر آپ سے جدا نہین ہوا ورنہ زبیر نے
تو حبش کیطرف ہجرت کی تہی اور جب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی اُسوقت بہی زبیر آپکے ساتھ
نہ تہے اور غرض اُنکی یہ ہے کہ میرا حدیث نہ بیان کرنا اس وجہ سے نہین کہ مین آپکی صحبت مین نہین رہا بلکہ اور وجہ سے ہے
جو آگے مذکور ہوگی اور زبیر بن بکار نے اسکو کتاب النسب مین اور طریق سے روایت کیا ہشام بن عروہ سے انہون نے
اپنے باپ سے انہون نے عبد اللہ بن زبیر سے اونہون نے کہا مجہے رنج ہوا زبیر کے کم روایت کرنے سے تو مین نے اُنسے
اسکا سبب پوچہا انہون نے کہا اے بیٹے میرے مجہکو آپ سے قرابت اور رشتہ داری تہی جیسے تمکو معلوم ہے اور آپکی پہوپہی
میری مان تہین اور آپکی بی بی خدیجہ میری پہوپہی تہین اور آپکی والدہ آمنہ بنت وہب مین اور میری جدہ ہالہ بنت

وہیب ہین اور وہب ابن وہیب وہ تو عبد مناف بن زہرہ کے بیٹے تہے اور زبیر کے نکاح مین تمہاری مان تہین اور آپکے نکاح مین عائشہ تمہاری مان کی بہن تہین لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تہو (فتح) قسطلانی نے کہا زبیر جو حبش کو ہجرت کر گئے تہو اوسکا جواب یون دیا ہے کہ یہ ہجرت شوکت اسلام سے پہلے تہی اور مراد زبیر کی اس حدیث مین یہ ہے کہ جب سے اسلام کی شوکت ظاہر ہوئی اسوقت سے مین آپ سے جدا نہین ہوا اخیر جاری ہین ہہ کہ مراد زبیر کی یہ ہے کہ مین آپ سے سفر اور حضر مین جدا نہین ہوا اکثر یعنے حدیث نہ بیان کرنیکا سبب یہ نہین کہ مین آپکے پاس سے غائب رہا یا مجھے حدیثین معلوم نہین بلکہ مین نے آپ سے سنا اخیر تک تو مین ڈرتا ہون کہین مجہسے ایسی بات نہ نکل جاوے جو مین نے آپ سے نہین سنی اور مین سمجہون کہ سن چکا ہون **ف** لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص جہوٹ باندہے (طوفان جوڑے) مجہپر وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنالیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی روایت ایسی ہی ہے اوسمین متعمداً کا لفظ نہین ہے یعنے قصداً جہوٹ باندہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو اسمعیلی نے غندر کے طریق سے اونہون نے شعبہ سے اور ایسا ہی ہے زبیر بن بکار کی روایت مین جو اوپر بیان ہوئی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اوسی کے طریق سے اوسمین متعمداً کا لفظ زیادہ ہے اور ایسا ہی اسمعیلی کی روایت مین معاذ کے طریق سے انہون نے شعبہ سے اور اس حدیث مین اختلاف ہے راویون کا شعبہ پر اور روایت کیا اسکو دارمی نے دوسرے طریق سے عبداللہ بن زبیر سے اوسمین یہ ہے مَن حدّث عنّی کذبًا اور متعمدًا کا لفظ نہین ہے اور زبیر نے جو اس حدیث سے تمسک کیا حدیث کم بیان کرنے کیلیے وہ دلیل ہے صحیح مذہب کی کہ کذب کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنیکو خواہ عمدًا ہو یا سہوًا اور جو سہوًا ایسا کرے اوسپر اگرچہ بالاجماع گناہ نہین ہے تو بہی زبیر ڈرے کہ اگر بہت حدیثین روایت کرین تو کہین خطا نہ ہو جاوے اور انکو خبر نہ ہو اگرچہ اس خطا سے گنہگار نہ ہون تو زبیر اور جن صحابہ کو بہت حدیثین بیان کرنے سے خطا مین پڑنے کا ڈر تہا انہون نے بہت روایت نہین کی اور جنکو اپنی یاد اور حافظہ پر وثوق تہا اونہون نے روایتین کین یا انکی عمرین دراز ہوئین اور لوگون نے انسے پوچہا اور دین کی بات کو چہپا نہ سکے اور امام احمد کی روایت مین باسناد صحیح ابن عمر سے یون ہے کہ بُنی لہ بیتٌ فی النّار یعنے اوسکے لیے دوزخ مین ایک گہر بنایا جاویگا اور اس اسناد مین دو لطف ہین ایک تو یہ کہ ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنے جامع بن شداد عامر سے اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنے عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے دوسرے یہ کہ بیٹے باپ سے روایت کرتے ہین اور بعض نے ایسی روایتون کو ایک رسالہ مین جمع کیا ہے (فتح الباری ملخصًا) عینی نے کہا یہ حدیث من کذب علیّ فلیتبوّأ مقعدہ من النار نہایت صحیح ہے اور بہت قوی ہے بلکہ ایک جماعت علما نے اسکو متواتر کہا ہے

حدثنا

ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن عبد العزيز قال انس انه ليمنعني ان احدثكم حديثا كثيرا ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال من تعمد علي كذبا فليتبوأ مقعده من النار ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو منقری مصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوارث (بن سعید تمیمی بصری) نے
انہون نے روایت کی عبد العزیز (بن صہیب بصری) سے انہون نے کہا انس (بن مالک) نے کہا مجھے روکتا ہے تمسے
بہت حدیثین بیان کرنے سے یہ کہ فرمایا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قصداً میرے اوپر جھوٹ باندھے
وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا انس بن مالک رض کو بھی وہی ڈر ہوا جو زبیر کو ہوا
تھا اور اسی لیے انہون نے تصریح کی کہ بہت حدیثین بیان کرنے سے مجھے یہ حدیث روکتی ہے اور جو شخص کسی خاطر سے
گرد بہت پھریگا تو ڈر ہے کہین اوسکے اندر نہ گھس جاوے تو اسی ڈر سے صحابہ نے کم حدیثین بیان کین اور باوجود اسکے
انس رض اون صحابہ مین سے ہین جنسے بہت حدیثین مروی ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انس کی وفات بہت مدت کے بعد ہوئی
تو اونکو احتیاج ہوئی حدیثین بیان کرنے کی اور چھپانا ممکن نہ ہوا جیسے اوپر ہمنے ذکر کیا اور جمع اس طور سے ہے کہ اگر
وہ سب حدیثین بیان کرتے جو اونکو معلوم تھین تو جسقدر انہون نے بیان کین اس سے دو چند سہ چند ہو جاتین اور
عتاب کی روایت مین ہے جو مولے تھا ہمر کا مینے سنا انس سے وہ کہتے تھے اگر مجھے ڈر نہ ہوتا خطا ہوجانیکا تو مین تجھسے
سے کئی حدیثین بیان کرتا جنکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے روایت کیا اوسکو امام احمد نے تو غرض انس کی
یہ ہے کہ مین اوسی حدیث کو بیان کرتا ہون جو تحقیق مجھکو یاد ہے اور جسمین شک ہے اسکو بیان نہین کرتا اور بعضون
نے کہا وہ حدیث کے الفاظ کو بعینہ نقل کرتے تھے اور الفاظ کی محافظت کرتے تھے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ
انس سے روایت بالمعنے کا جواز منقول ہے جیسے خطیب نے انسے صراحتہً روایت کیا اور انکی روایات سے بھی یہ
معلوم ہوتا ہے جیسے بسملہ اور تکثیر بار عند الوضوء اور تکثیر طعام کے قصہ مین انتہے قسطلانی کہا انس رض نے یہ بتلایا کہ وہ
بہت حدیثین بیان کرنے سے بچتے ہین اور اسکی وجہ یہ نہین کہ حدیث بیان کرنا منع ہے کیونکہ حدیث کی تو پہونچانے
کا حکم ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بہت بیان کرنے سے غلطی ہو پڑجاوین اور جوینی نے کہا جو شخص قصداً جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہے اور انکے صاحبزادے امام الحرمین نے اسکا رد کیا اور کہا
کہ یہ میرے والد کی واہیات باتون مین سے ایک بات ہے اور متابعت کی امام الحرمین کی بعد والون نے اور ضعیف کیا
جوینی کے قول کو اور ابن منیر نے جوینی کی مدد کی اور کہا اس حدیث مین جو وعید خاص کی ہے اس سے کفر نکلتا ہے
کیونکہ مطلق جہنم مین جانا تو ہر جھوٹ کی سزا ہے آپ پر ہو یا کسی اور پر تو ضرور ہے کہ ٹھکانا بنانے سے ہمیشہ جہنم مین

رہنا مراد ہو اور ہمیشہ جہنم میں ہی رہیگا جو کافر ہے دوسرے یہ کہ آپ پر جھوٹ باندھنا مثلاً حرام کو حلال کرنے کے لیے ہوگا اور حرام کو حلال کرنا کفر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ٹھکانا بنا لینے سے ہمیشہ رہنا لازم نہیں آتا اور بفرض تسلیم ہمیشگی کفر کو مستلزم نہیں ہے جیسے قاتل مومن کے لیے اور جھوٹ باندھنا تحلیل حرام کو مستلزم نہیں بلکہ کبھی کوئی جھوٹ باندھتا ہے حالانکہ جھوٹ باندھنے کو حرام سمجھتا ہے جیسے مومنین ارتکاب کبائر کرتے ہیں **مترجم** کہتا ہے جوینی کا کلام دو طرح صحیح ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ مراد جوینی کی یہ ہے کہ بعض صورتوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ قصداً باندھنا کفر ہو جاتا ہے اور وہ یہی صورت ہے کہ بہ نیت تحلیل حرام یا تحریم حلال کے ہو یا جھوٹ باندھنے کو حلال اور جائز سمجھے اور انکی مراد یہ نہیں ہے کہ یہ حکم کلی ہے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد صورۃً اور مجازاً کفر ہو یعنی کافروں کی مشابہت یا کفر سے ناشکری اور ناسپاسی مراد ہو جیسے حدیث میں ہے مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ اور اسکے نظائر احادیث میں بہت ہیں اس صورت میں امام الحرمین کا اعتراض ساقط ہو جاویگا واللہ اعلم **حدثنا** المَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ یَّقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم بلخی نے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مکی نام ہے اور نسبت نہیں ہے اور یہ امام بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں انہوں نے سترہ تابعین سے سنا ہے ایک ان میں سے یزید بن ابی عبید ہیں جنسے یہ روایت مروی ہے اور یہ حدیث امام بخاری کے ثلاثیات میں سے پہلی حدیث ہے اور اس کتاب میں ثلاثی سے اعلیٰ نہیں ہے اور میں نے ان ثلاثیات کو الگ کیا تو بیس حدیثوں سے زیادہ ہوئیں **ت** انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یزید بن ابی عبید نے (جو مولے ہیں سلمہ بن الاکوع کے) انہوں نے روایت کی سلمہ بن اکوع رض سے انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص میرے اوپر کہے وہ بات جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے **ف** قسطلانی نے کہا اکوع کا نام سنان بن عبد اللہ سلمی تھا اور سلمہ انکے بیٹے صحابی تھے مشہور انکی عمر اسی برس کی تھی اور اس کتاب میں انسے بیس حدیثیں مروی ہیں **حدثنا** مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل منقری تبوذکی بصری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے انہوں نے روایت کی ابو حصین (عثمان بن عاصم کوفی) سے انہوں نے ابو صالح (ذکوان سمان مدنی) سے انہوں نے ابو ہریرہ (دوسی) رض سے انہوں نے جناب رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے میرے نام پر نام رکھو یعنے محمد اور احمد نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو یعنے ابو القاسم اور جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اوسنے مجھکو بیشک دیکھا اسلیے کہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا اور جس نے مجھپر قصداً جہوٹ باندہا وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنا لیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس حدیث کو پورے طور سے کتاب الادب مین روایت کیا ہے اور وہان اسمین جو گفتگو ہے وہ مذکور ہو گی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اس حدیث کی اخیر جملہ پر اکتفا کی ہے کیونکہ اس باب سے وہی جملہ متعلق ہے اور مولف نے اسکا اختصار نہین کیا جیسے انکی عادت ہے تاکہ ظاہر ہو اس بات کیطرف کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ باندہنا حالت بیداری اور خواب دونون مین یکسان ہے اور اللہ سبحانہ خوب جانتا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جہوٹ بولنا گناہ ہے مگر چند حالتون مین جیسے صلاح وغیرہ کی نیت سے اور گناہ پر دوزخ کا وعدہ ہے تو فرق کیا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ باندہنے والے مین اور اور کسی پر جہوٹ باندہنے والے مین اسکا جواب دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ آپ پر قصداً جہوٹ باندہنے والا بعض علماء کے نزدیک کافر ہے جیسے شیخ ابو محمد جوینی نے کہا اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک وہ کافر نہین جب تک اسکو حلال نہ سمجھے دوسرے یہ کہ آپ پر جہوٹ باندہنا کبیرہ ہے اور دوسرے پر صغیرہ ہے اور دوزخ کا وعدہ دونون مین ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ دونو دوزخ مین ایک ہی جگہہ ہون یا دونو ایک ہی مدت تک رہین تو جائز ہے کہ آپ پر جہوٹ باندہنے والا زیادہ عذاب کے مقام مین یا زیادہ مدت تک جہنم مین رہے اور ٹہکانا بنانے مین اشارہ ہے کہ وہ بہت مدت تک دوزخ مین رہیگا بلکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ دوزخ سے کبھی نہ نکلیگا مگر قطعی دلائل اسپر قائم ہین کہ ہمیشہ جہنم مین وہی رہیگا جو کافر ہے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون قسم کے جہوٹ مین فرق کیا ہے مغیرہ کی حدیث مین جو کتاب الجنائز مین آویگی کہ میرے اوپر جہوٹ بولنا ایسا نہین جیسے دوسرے کسی پر جہوٹ بولنا اور اس حدیث کی بحث وہان ذکر کرینگے اگر خدا چاہے اور یہ بھی بیان کرینگے کہ آپ پر قصداً جہوٹ باندہنے والے کی توبہ قبول ہے یا نہین اسمین علماء کا اختلاف ہے اور مولف نے اس باب مین جو ترتیب رکھی حدیثون مین وہ نہایت خوب ہے کیونکہ پہلے حضرت علی کی حدیث کو بیان کیا اور اسمین باب کا مقصد ہے پہر زبیر کی حدیث بیان کی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ آپ پر جہوٹ باندہنے سے بہت پرہیز کرتے تہے پہر انس کی حدیث بیان کی جس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ بہت حدیثین بیان کرنے سے پرہیز کرتے تہے اس خیال سے کہ کہین غلطی مین نہ پڑجاوین یہ نہ تہا کہ وہ حدیثین بیان کرنے سے پرہیز کرتے تہے کیونکہ انکو تو حکم تہا حدیث پہنچا دینے اور سنا دینے کا اور ختم کیا باب کو ابو ہریرہ کی حدیث پر جس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ پر جہوٹ باندہنا ہر طرح حرام ہے خواہ بیداری مین آپ سے سننے کا دعوے کرے یا خواب مین

اور اس حدیث کو بخاری نے مغیرہ سے بھی روایت کیا وہ کتاب الجنائز مین ہی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے وہ اخبار بنی اسرائیل مین ہی اور واثلہ بن اسقع سے وہ مناقب قریش مین ہے لیکن اوسمین صرف اتنا دوزخ مین جانیکا ذکر نہین ہے اور امام مسلم نے اتفاق کیا امام بخاری کے ساتھہ علی اور انس اور ابوہریرہ اور مغیرہ کی روایات نکالنے مین اور امام مسلم نے اسکو ابوسعید سے بھی روایت کیا اور سوا صحیحین کے یہ حدیث بسند صحیح اور کتابون مین عثمان بن عفان اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابوقتادہ اور جابر اور زید بن ارقم سے مروی ہے اور بسند حسن طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید اور ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور عقبہ بن عامر اور عمران بن حصین اور ابن عباس اور سلمان فارسی اور معاویہ بن ابی سفیان اور رافع بن خدیج اور طارق اشجعی اور سائب بن یزید اور خالد بن عرفطہ اور ابوامامہ اور ابوقرصافہ اور ابوموسی غافقی اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی تو یہ سب تیس صحابہ ہوئے اور بسند ضعیف پچاس اور صحابہ سے مروی ہی اور بسند ساقط بیس اور صحابہ سے غرض کل راوی اس حدیث کے سو صحابی ہین اور ایک جماعت علمانے اس حدیث کے طریقون کو جمع کیا ہے اور اول جس شخص کا کلام مین نے اس باب مین دیکھا وہ علی بن المدینی ہین انکی متابعت کی یعقوب بن شیبہ نے انہون نے کہا یہ حدیث بیس طریقون سے روایت کی گئی صحابہ سے حجاز والون سے اور اورون سے پہر ابراہیم حربی اور ابوبکر بزار نے ان دونون نے کہا چالیس صحابہ سے مروی ہوئی اور اسی زمانے مین جمع کیا اس حدیث کے طریقون کو ابومحمد یحیی بن محمد بن صاعد نے اور کچھ تھوڑے طریق زیادہ کیے ابوبکر صیرفی نے کہا جو شارح ہین رسالہ شافعی کی اس حدیث کو ساٹھہ صحابہ نے روایت کیا ہے اور جمع کیا اسکے طریقون کو طبرانی نے اور کچھ زیادہ کیا ابوالقاسم بن مندہ نے کہا اس حدیث کو اسی آدمیون سے زیادہ نے روایت کیا اخراج کیا اسکو بعض نیشاپور کے علمانے تو کچھ زیادہ کیا اور ابن الجوزی نے مقدمہ کتاب موضوعات مین اسکے طریقون کو جمع کیا وہ نوے سے بڑھ گئے اور اسی پر یقین کیا ابن دحیہ نے اور ابوموسی مدینی نے کہا اس حدیث کو سو صحابہ کے قریب روایت کرتے ہین اونکے بعد اس حدیث کے طریقون کو حافظ یوسف بن خلیل اور حافظ ابوعلی بکری نے جمع کیا اور یہ دونو ہمعصر تھے تو ہر ایک نے بعض ایسے طریقے بیان کیے جو دوسرے کو نہین ملے اور ان دونو کے طریقے جمع کرنے سے سو صحابہ کی روایتین پوری ہوتی ہین اس تفصیل سے جو مینے اوپر ذکر کیا کہ اتنی صحیح ہین اتنی حسن اتنی ضعیف اتنی ساقط اور بعض روایتون مین صرف آپ پر جھوٹ باندھنے والے کی مذمت ہے اور یہ خاص وعید منقول نہین اور امام نووی نے نقل کیا کہ یہ حدیث دوسو صحابہ سے مروی ہے اور بوجہ اسکے کثرت طرق کے وہ متواتر ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسپر اعتراض کیا کہ متواتر حدیث مین ہر ایک طبقہ یعنے اول اور آخر اور اوسط برابر رہنا چاہیے کثرت مین اور یہ کثرت اسکے کسی طریق مین نہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ متواتر ہونے سے مراد یہ ہے کہ مجموع

کی روایت مجموع سے ابتدا سے لیکر انتہے تک ہر زمانے مین متواتر ہے اور یہ کافی ہے یقین حاصل ہونے کے لیے اور اس کے طریقہ
کو بہت لوگون نے اُنسے روایت کیا ہے اور متواتر ہے اُنسے البتہ علی کی حدیث کو اُنسے چھ مشہور اور ثقہ تابعیون نے روایت
کیا ہے ایسے طرح ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر کی حدیثون کو پھر اگر ہر ایک روایت کو بھی کہا جاوے کہ وہ اپنے صحابی
سے متواتر ہے تو صحیح ہوگا کیونکہ تواتر مین کوئی معین عدد شرط نہین ہے بلکہ اتنا کافی ہے جس سے یقین حاصل ہو جاوے
اور مین نے شرح نخبۃ الفکر اور نکت علوم الحدیث مین بیان کیا ہے کہ راویون کی عمدہ صفات عدد کے قائم مقام ہو جاتے
ہین اور رد کیا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے متواتر حدیث کی مثال نہین ملتی سوا اس حدیث کے اور مین نے بیان کیا ہے کہ اسکی
مثالین بہت ہین جیسے حدیث من بنی للہ مسجدا اور حدیث موزون پر مسح کرنے کی اور حدیث رفع یدین کی اور شفاعت
کی اور حوض کی اور دیدار الٰہی کی اور الائمہ من قریش اور سوا انکے اور وہ جو بیہقی نے حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث عشرہ مبشرہ
سے مروی ہے اور دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو تو اوسپر بہتون نے اعتراض کیا ہے
لیکن عشرہ مبشرہ کے طریقے موجود ہین اُن طریقون مین جنکو ابن جوزی اور انکے بعد والون نے جمع کیا پر صحیح اون مین حضرت
علی اور زبیر کی روایت ہے اور طلحہ اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ کی حسن ہے اور عثمان کا طریقہ ضعیف ہے اور باقی ضعیف
اور ساقط ہین انتہی ما فی فتح الباری مترجم کہتا ہے اس مقام مین جو حافظ ابن حجر نے شرح کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکا علم
کیسا وسیع تھا اور انکی نظر حدیث اور تاریخ کی کتابون پر کیسی تھی اور اگر حافظ ابن حجر کی کوئی کتاب تصنیف نہ ہوتی سوا
اس شرح کے تو یہی کافی تھا اونکے ثبوت علم اور فضیلت کے لیے بہر حال وہ دریائے بے پایان تھے علم حدیث کے اور حافظ اور امام
تھے اہل اسلام کے اور اگرچہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی نظر بہت وسیع ہے پر وہ تنقید اور تحقیق مین حافظ ابن حجر
کی برابری نہین کر سکتے تنقیح رجال اور رواۃ حدیث مین یہ ایک فضیلت تھی اللہ تعالیٰ نے حافظ ابن حجر کو عطا فرمائی تھی ان پر رحمت
ہو اللہ تعالیٰ کی انپر اور بلند کرے درجے انکے اور سب علماء حدیث کے اور حشر کرے ہمکو انکے ساتھ آمین یا رب العالمین باب

کتابۃ العلم علم کے لکھنے کا بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ مسائل اختلافی مین باب
کا ترجمہ گول گول بیان کرتے ہین اور یہ ترجمہ اسی قسم مین سے ہے کیونکہ سلف کا اختلاف تھا علم کو لکھنے مین بعض لکھتے تھے
بعض نہین لکھتے تھے اگرچہ بعد اسکے اجماع ہو گیا اسکے جواز پر بلکہ لکھنا مستحب ہے اور جس شخص کو بھول جانے کا ڈر ہو اسکو
لیے اگر واجب ہو تو بھی بعید نہین ہے انتہی حدثنا ابن سلام قال اخبرنا وکیع عن سفیان عن مطرف
عن الشعبی عن ابی جحیفۃ قال قلت لعلی ھل عندکم کتاب قال لا الا کتاب اللہ او فھم اعطیہ رجل
مسلم او ما فی ھذہ الصحیفۃ قال قلت وما فی ھذہ الصحیفۃ قال العقل وفکاک الاسیر ولا یقتل مسلم

بکافر۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (محمد) بن سلام نے (جو بیکندی ہین) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو وکیع (بن جراح
بن ملیح کوفی عابد اور زاہد اور فقیہ مشہور نے انتقال کیا انہون نے عاشورہ کے دن ۱۹۷ھ مین) انہون نے روایت
کی سفیان (ثوری) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا اسفیان سے سفیان ثوری ہین کیونکہ وکیع اکثر انسے روایت
کرتے ہین اور ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ لوگ کہتے ہین یہ سفیان بن عیینہ ہین مین کہتا ہون کہ اگر ابن عیینہ ہوتے
تو امام بخاری انکا نسب بیان کر دیتے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب نسب وغیرہ بیان نہ کیا جاوے تو دو شخص ایک نام والون مین سے
وہی مراد ہوتا ہے جس سے ایک طرح کی خصوصیت ہو اور یہ خصوصیت کثرت روایت کی وکیع کو سفیان ثوری سے ہے نہ
سفیان بن عیینہ سے قسطلانی نے کہا عینی نے حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ یہ سفیان
بن عیینہ ہین مترجم کہتا ہے کہ عینی کا اعتراض حافظ صاحب پر محض لغو ہے کیونکہ حافظ صاحب نے خود ابو مسعود دمشقی کا
کا قول بیان کر کے اوسپر یہ اعتراض کیا ہے اور ابو مسعود دمشقی نے یقال بصیغہ شک کہا نہ بطور جزم کے کہ وہ سفیان
بن عیینہ ہین ف اونہون نے مطرف (بن طریف حارثی) سے انہون نے (عامر) شعبی سے انہون نے ابو جحیفہ (وہب
بن عبد اللہ سوائی) سے (حافظ ابن حجر نے کہا اس اسناد کے سب راوی کوفی ہین مگر امام بخاری کے شیخ (یعنے
ابن سلام) وہ کوفہ گئے تھے اور یہ روایت صحابی کی صحابی سے ہے قسطلانی نے کہا ابو جحیفہ صغار صحابہ مین سے ہین) انہون
نے کہا مین نے حضرت علی سے پوچھا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے ف یعنے کوئی کاغذ لکھا ہوا جسکے مضمون کو تمنے
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر مؤلف کی روایت جہاد مین کیا تمہارے
پاس کچھہ وحی ہے سوا اللہ کی کتاب کے اور دیات مین ہے کہ تمہارے پاس کوئی ایسی بات ہے جو قرآن مین نہین اور اسحق بن
راہویہ کے مسند مین جریر سے منقول ہے اونہون نے روایت کی مطرف سے کیا تم کچھہ وحی جانتے ہو اور ابو جحیفہ نے
یہ سوال اسواسطے کیا کہ بعض شیعہ گمان کرتے تھے کہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس خاصکر جناب امیر کے پاس کچھہ ایسی باتین ہین
وحی کی جنسے خاص کیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور شخصون کو وہ باتین نہین بتلائین اور یہی سوال حضرت
علی سے قیس بن عبادہ نے بھی کیا اور اشتر نخعی نے اور انکی روایت مسند نسائی مین ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا
شیعہ گمان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وحی کے اسرار بتلائے ہین ابن ماجہ کی روایت مین ہے
مینے حضرت علی سے کہا تمہارے پاس کچھہ علم ہے ایسا جو لوگون کے پاس نہین انہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہمارے پاس وہی
ہے جو لوگون کے پاس ہے اخیر تک ف اونہون نے کہا نہین مگر اللہ کی کتاب (یہی قرآن جو اب تک جاری اور قائم ہے)
یا سمجھہ جو مسلمان آدمی کو عطا ہوتی ہے ف ابن منیر نے کہا اسمین دلیل ہے کہ حضرت علی رض کے پاس کچھہ لکھی ہوئی تھی

نہین فقہ کے مسائل مین سے جنکو اونہون نے اللہ کی کتاب سے نکالا تہا اور یہی مراد ہے اس عبارت سے (یا سمجہہ جو دی
گئی مسلمان آدمی کو) اور ظاہر یہ ہے کہ انکی غرض یہ ہے کہ قرآن شریف مین غور کرکے انسان اُن مسائل کے جواب
نکال سکتا ہے جو قرآن مین صراحۃً مذکور نہین ہین اور مصنف نے جو دیات مین روایت کی اوسمین یہ ہے کہ ہمارے پاس کچہ
نہین ہے مگر جو قرآن مین ہے الا وہ سمجہہ جو مرد کو دی جاتی ہے کتاب مین مطلب یہ ہے کہ جسکو سمجہہ ہو وہ اور باتین قرآن
سے نکال سکتا ہے اور امام احمد نے باسناد حسن طارق بن شہاب سے روایت کیا کہ مین نے حضرت علی کو منبر پر دیکھا وہ فرماتے تہے قسم اللہ
کی ہمارے پاس کوئی کتاب نہین جو ہم تمکو سناوین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے اور یہ روایت تائید کرتی
ہے اس توجیہ کی (فتح) **ف** یا جو کچہہ اس صحیفہ (ورق) مین ہے (نسائی کی روایت مین یہ ہے پہر اونہون نے
ایک کتاب نکالی اپنی تلوار کے نیام مین سے) مین نے پوچہا اس صحیفہ مین کیا ہے اُنہون نے کہا دیت کا بیان یعنے
دیت کے احکام اور مقادیر اور اقسام کا بیان) اور قیدی چہوڑانے کا بیان (کافر کے ہاتہہ سے) اور یہ حکم ہے کہ مسلمان
کافر کے بدلے قتل نکیا جاوے **ف** یعنے قصاص مین اور اسکی بحث کتاب القصاص والدیات مین آویگی انشاء اللہ تعالے
اور مولف نے اور امام مسلم نے یزید تیمی کے طریق سے روایت کیا اُنہون نے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے اُنہون نے کہا
ہمارے پاس کوئی چیز نہین جسکو ہم پڑہتے ہین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے۔ اس صحیفہ مین یہ تہا کہ مدینہ
حرم ہے اخیر تک اور مسلم نے ابو الطفیل سے روایت کیا اونہون نے حضرت علی رضہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو (یعنے اہل بیت علیہم السلام کو) خاص نہین کیا کسی چیز سے جو عموماً لوگون کو نہ بتلائی ہو مگر اس چیز سے جو میری تلوار
کے نیام مین ہے آپ نے اور ایک لکہا ہوا صحیفہ نکالا اوسمین یہ تہا کہ لعنت کرے اللہ تعالے اوسپر جو سوا خدا کے اور کسی
کے لیے ذبح کرے اخیر حدیث تک اور نسائی نے اشتر وغیرہ کے طریق سے نکالا حضرت علی سے کہ اوس صحیفہ مین یہ تہا کہ
مسلمانون کے خون برابر ہین اور ذمہ کر سکتا ہے اُن مین سے ادنے شخص اخیر حدیث تک اور امام احمد نے طارق بن
شہاب کے طریقہ سے روایت کیا کہ اوس مین صدقہ کے فرائض تہے اور ان روایتون مین جمع اس طور سے ہوگا
کہ صحیفہ ایک تہا اور اس مین یہ سب باتین لکہی ہونگی پہر جس راوی کو جو یاد رہا وہ اُس نے بیان کیا اور قتادہ نے
جو روایت ابو حسان سے کی اُنہون نے حضرت علی سے اوسمین یہ بیان کیا اور یہ جو کہ سب ہی بیان کیا نکالا اسکو
احمد اور بیہقی نے دلائل مین ابو حسان کے طریق سے اسمین یہ ہے کہ حضرت علی رض ایک امر کا حکم کرتے پہر لوگ کہتے ہمنے کیا
اسکو وہ کہتے پہر فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے اشتر نے کہا یہ جو آپ کہتے ہین کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
خاص آپکو بتلائی تہی اور عام لوگون کو نہین بتلائی اخیر تک ذکر کیا حدیث کو طول کے ساتہہ (فتح الباری قسطلانی

نے کہا ہمارے امام شافعی اور مالک اور احمد اور اوزاعی اور لیث وغیرہ علما کا قول اس حدیث کے موافق ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرینگے اور حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے اور دلیل حنفیہ کی وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے قتل کیا اور فرمایا میں اُن سب میں زیادہ عزت رکھتا ہوں جس نے پورا کیا اپنے ذمہ کو روایت کیا اسکو دارقطنی نے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے استدلال کے قابل نہیں اور پوری بحث اسکی اپنے مقام میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ **حَدَّثَنَا** اَبُو نُعَيْمٍ اَلْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَسُلِّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّعْقَلَ وَاِمَّا اَنْ يُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم فضل بن دکین نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شیبان (بن عبد الرحمان نحوی ادیب ابو معاویہ بصری) نے انہوں نے روایت کی یحیے (بن ابی کثیر صالح بن متوکل طائی عطار) سے انہوں نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے کہ خزاعہ (ایک شاخ ہے قبیلہ ازد کی) نے (یعنے خزاعہ کے ایک شخص نے) بنی لیث کے ایک شخص کو مار ڈالا جس سال مکہ فتح ہوا اُس مقتول کے بدلے جسکو بنی لیث نے مار ڈالا تہا **ف** خزاعہ میں سے جاہلیت کے زمانے میں حافظ ابن حجر نے کہا جسنے اسلام کی حالت میں قتل کیا خزاعہ میں سے اسکا نام خراش بن امیہ خزاعی تہا اور جو شخص جاہلیت کے زمانے میں خزاعہ میں سے مارا گیا تہا اسکا نام احمر تہا اور اسلام کے زمانے میں بنی لیث میں سے جو مارا گیا اسکا نام معلوم نہیں ہوا قسطلانی نے کہا سیر میں ہے کہ اسکا نام جندب بن اقرع ہذلی تہا **مترجم** کہتا ہے جس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا جس نے احمر کو مارا تہا **ت** یہ خبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑہا پہر فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے روک دیا مکہ سے قتل کو یا فیل کو امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا ایسا ہی کہا ابو نعیم نے **ف** یعنے شک کے ساتھ قتل یا فیل نسخہ مطبوعہ دہلی میں اس مقام پر یہ عبارت ہے اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيْلَ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَاجْعَلُوهُ عَلَى الشَّكِّ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ الْفِيلَ یعنے کہا محمد
بن اسمعیل بخاری نے اس لفظ کو شک کے ساتھہ رکھو ایسا ہی کہا ابو نعیم نے قتل یا فیل اور ابو نعیم کے سوا اور لوگ (جیسے عبید اللہ
بن موسے وہ روایت کرتے ہیں شیبان سے اور رفیق ہین ابو نعیم کے اور حرب بن شداد وہ روایت کرتے ہین یحییٰ سے
اور رفیق ہین شیبان کے جیسے باب الدیات مین آویگا) فیل کہتے ہین ساتھ حرف فا کے جسکے معنے ہاتھی کے ہین) اور متن قسطلانی
مطبوعہ مصر مین یون ہے اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ شَكَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ یعنے اللہ نے روکا مکہ سے
قتل یا فیل کو شک کیا امام ابو عبد اللہ بخاری نے اور متن فتح الباری مین یون ہے اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ
الْفِيلَ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ اور اسکا ترجمہ اوپر گذرا قسطلانی نے کہا شَكَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ابو ذر اور ابن عساکر
اور حاردن کی روایت مین نہین ہے حاردن کی روایت مین یون ہے قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ هُوَ الْفَضْلُ
ابْنُ دُكَيْنٍ اور اس سے غرض یہ ہے کہ یہ شک امام بخاری کے شیخ سے ہوئی یعنے ابو نعیم سے اور وَاجْعَلُوا صیغہ امر ہے اور
اصیلی کی روایت مین وَاجْعَلُوهُ ہے اور بعض نسخون مین وَجَعَلُوهُ ہے اور بعض نسخون مین بجائے قتل کے قتال ہے یعنے خونریزی
کرنا اور شاید یہ تصحیف ہو انتہی مختصرًا مترجم کہتا ہے مولوی عبد الحق صاحب نے فیض الباری مین اس مقام پر یہ ترجمہ کیا
ہے کہ قتیل یا قتل حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اختلاف قتل اور فیل مین ہے نہ قتیل اور قتل مین اور شاید یہ طبع کی غلطی ہے اور فیض
الباری مین جو ترجمہ غیرہ یقول کا یہ کیا ہے اور باقی لوگ سوائے شک کے فیل کا لفظ بولتے ہین یہ بھی غلط ہے کیونکہ غیرہ
کی ضمیر ابو نعیم کیطرف پھرتی ہے یعنے ابو نعیم کے سوا اور لوگ فیل کہتے ہین نہ شک کیطرف اور تعجب ہے کہ فیض الباری کے
مؤلف نے اسپر غور نہین کیا اس جس صورت مین قتل کا لفظ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ سے قتل کو روک دیا یعنے مکہ
مین قتال اور لڑائی کو حرام کر دیا روک دینے سے مراد منع کر دینا ہے اور جس صورت مین فیل کا لفظ ہو حرف فا سے تو مطلب یہ
ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ سے ہاتھیون کو روک دیا حافظ ابن حجر نے کہا یہ اشارہ ہوگا اس قصے کیطرف جو مشہور ہے کہ حبش کے لوگ
مکہ پر لڑنے کو آئے تھے اونکے ساتھہ ہاتھی تھے اللہ تعالے نے اونکو روک دیا اور ابابیل پرندون کو اونپر مسلط کیا وہ سب ہلاک
ہو گئے اوسوقت اہل مکہ کافر تھے تو جب مسلمان جن سوقت لوگ مکہ والون کی حرمت اور زیادہ چاہیے اور رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مکہ پر جہاد کیا یہ آپ سے خاص تھا اور کسی کو ایسا جائز نہین اور اس مسئلے کا مفصل بیان کتاب
الحج مین آویگا انتہی مترجم نے کہا کہ متن ترجمہ فارسی صحیح بخاری مین یعنے تیسیر القاری مین یہ عبارت یون ہے
اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيلَ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ يَحْيَى يَشُكُّ الْقَتْلَ اَوِ
الْفِيلَ یعنے ابو عبد اللہ نے کہا ابو نعیم نے کہا یحییٰ شک کرتے ہین قتل ہے یا فیل ہے حالانکہ یہ عبارت صحیح کو اسطرح

اور کسی نسخہ مین نہین ملی اور نہ کسی شارح کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین شک ہے کیطرف سے اور تعجب
ہے شیخ الاسلام نے اپنی شرح فارسی مین اسی نسخہ کی پیروی کی اور بغیر غلطی کے کی کہ حرف شک لکر شبہات سے راوی قرار دیا تھا اسکو بنا شد در نسخہ
بخاری مین جیسے دیگر مذکور شیخ الاسلام نے کہا بعض نسخون مین عبارت ہے قال ابو عبد اللہ قال ابو نعیم فاجعلوہ علی الشک
الفیل او القتل قسطلانی نے کہا مولف نے تصریح کی کہ جمہور فیل روایت کرتے ہین حرف فا سے والعلم (ف)
اور مسلط (قابض اور حاکم) کیے گئے مکہ والون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین آگاہ رہو وہ (یعنی مکہ) حلال نہین ہوا
کسی کیلیے مجھسے پہلے اور نہ (آیندہ) حلال ہوگا کسی کیلیے میرے بعد آگاہ رہو کہ میرے لیے حلال ہوا تھا صرف ایک گھڑی
دن کے آگاہ رہو وہ اس گھڑی مین (جسمین مین بات کر رہا ہون) حرام ہے نہ کاٹا جاوے کانٹا اسکا اگر چہ سبب
تکلیف ہو یا خشک ہو اور سکا کاٹنا درست ہے جیسے موذی جانور کا مارنا) اور نہ کاٹا جاوے درخت اسکا اور نہ اٹھایا جاوے
لقطہ اسکا یعنی جو چیز وہان پڑی ہوئی ملی مگر وہ شخص اٹھالیوے جو اوسکو پہنچوا دے پھر جس شخص کا کوئی مارا جاوے اسکو اختیار
دو باتون مین ہے جو پہلی لگے وہ کرے یا تو دیت لیوے یا قصاص لیوے اتنے مین ایک شخص آیا یمن والون مین سے وہ بولا
میرے لیے لکھدیجیے (اس خطبہ کو جو مین نے آپ سے سنا ہے) آپنے فرمایا لکھدو ابو فلان کو (اسکا نام ابو شاہ تھا جیسے سوا اوسکے
لقطہ مین بیان کیا) (اسی فقرہ سے ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کہ علم کا لکھنا جائز ہے) پھر ایک شخص نے کہا قریش کے مگر اذخر
(جو ایک گھاس ہے خوشبودار مکہ مین پیدا ہوتی ہے) یا رسول اللہ (یعنی اسکے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کیونکہ ہم اسکو اپنے
گھرون مین لگاتے ہین (چھت کیلیے لکڑیون پر یا مٹی مین ملاتے ہین تا کہ رخنہ نہ ہونیکو) اور قبرون مین (اسکی سوراخ بند کرتے
ہین) یہ سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر (ف) دو بار تاکید کیلیے یعنی اذخر کا کاٹنا
درست ہے یہ اصیلی کی روایت ہے اور روایتون مین ایک ہی بار ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ شخص قریش کے عباس بن عبد المطلب
تھے جیسے باب اللقطہ مین آویگا اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ قریش کے ایک شخص نے کہا جسکو شاہ کہتے تھے اور یہ غلط ہے
من تیسیر القاری مین ہے فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ثلثا یعنی آپنے فرمایا مگر اذخر تین بار اور یہ بعض نسخون
مین نہین پایا قسطلانی نے کہا بعض نسخون مین یہان ایک عبارت زیادہ ہے امام ابو عبد اللہ نے کہا قاد بالقاف بھی
عبد اللہ سے کہا گیا کہ آپنے کیا چیز اسکے لیے لکھدی انہون نے کہا یہی خطبہ لکھدیا اور یہ عبارت ابوذر اور اصیلی اور ابو الوقت
اور ابن عساکر کی روایتون مین نہین ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمرو قال
اخبرنی وھب بن منبہ عن اخیہ قال سمعت ابا ھریرۃ یقول ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب تابعہ

معمر عن همام عن ابي هريرة ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ (مدینی امام مشہور ثقہ) حدیث از انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (بن عیینہ) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن دینار (مکی جمحی امام مجتہد) نے انہون
نے کہا خبر دی مجھکو وہب بن منبہ (بن کامل بن سیج صنعانی ابناری ذماری) نے انہون نے روایت کی اپنے بہائی (ہمام بن
منبہ) سے وانہون نے کہا مین نے سنا ابوہریرہ رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین کوئی مجھسے
زیادہ آپسے حدیثین روایت نہین کرتا مگر عبد اللہ بن عمرو بن عاص وہ جو کام کرتے تھے مجھسے سوا وہ لکہتے تھے اور مین نہین لکہتا
تھا ف اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو حدیثون کو لکہتے تھے حافظ ابن حجر نے کہا ہمام بن منبہ
وہب سے بڑے تھے لیکن وہ وہب کے بعد مرے اور اس اسناد مین تین تابعی قریب قریب طبقہ کے ایک دوسرے سے روایت کرتے
ہین اور وہ عمرو اور وہب اور ہمام ہین اور ابوہریرہ نے وجہ بیان کی عبد اللہ بن عمرو کی روایتین اپنی روایتون سے زیادہ
ہونے کی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابوہریرہ کو یقین تھا کہ صحابہ مین مجھسے زیادہ کوئی حدیثین روایت نہین کرتا مگر عبد اللہ
بن عمرو حالانکہ عبد اللہ بن عمرو کی روایتین جو موجود ہین ابوہریرہ کی روایتین انسے دو چند اور سہ چند زیادہ ہین
علماء نے اسکے کئی سبب بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ عبد اللہ عبادت مین زیادہ مشغول رہتے تھے بہ نسبت تعلیم کے اس وجہ
سے اونسے روایتین کم ہوئین دوسرے یہ کہ بعد ملک فتح ہونے کے وہ مصر یا طائف مین رہے اور وہان طالب علم اتنے
نہ جاتے تھے جتنے مدینہ جاتے تھے اور ابوہریرہ فتوے دینے اور تحدیث پر مستعد رہے مرتے دم تک اور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ابوہریرہ سے بہت لوگون نے حدیث سنی امام بخاری نے کہا آٹھ سو تابعین نے انسے روایت کی اور یہ کسی صحابی سے
منقول نہین تیسرے یہ کہ ابوہریرہ رض کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی وہ اس دعا کی برکت سے جو سنتے تھے
اسکو بہولتے نہ تھے جیسے ہم آگے بیان کرینگے چوتھے یہ کہ عبد اللہ کو ملک شام مین ایک اونٹ بہر کتابین اہل کتاب کی ہاتھ لگے
تھے وہ ان کتابون کو دیکھتے تھے اور ان مین سے روایت کرتے تھے اس وجہ سے اکثر تابعین نے انکی روایت سے پرہیز کیا اور یہ جو
ابوہریرہ نے کہا مین لکھتا نہ تھا اسکے معارض ہے جو ابن وہب نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کے طریق سے کہ ابوہریرہ
میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گہر لے گئے اور حدیث کی کتابین دکہلائین اور کہا یہ لکھی ہوئی ہین میرے پاس ابن عبد البر نے کہا
ہمام کی روایت زیادہ صحیح ہے اور دونون مین جمع ہو سکتا ہے اس طور سے کہ ابوہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین
نہ لکھتے ہونگے اور اسکے بعد لکہا ہوگا مین کہتا ہون اس سے بہتر ایک وجہ ہے وہ یہ کہ حدیثین انکے پاس لکھی ہوئی ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ انہون نے خود لکھی ہون شاید کسی اور نے لکھی ہون اور یہی قرین قیاس ہے اسلیے کہ انسے یہ ثابت ہوا کہ مین نہین لکھتا تھا
انتہی ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابوہریرہ سے پانچ ہزار تین سو حدیثین مروی ہین اور عبد اللہ سے سات سو حدیثین

ت

متابعت کی وہب بن منبہ کی (اس حدیث کو روایت کرنے میں ہمام سے) معمر (بن راشد) نے اونہون نے روایت کی ہمام سے
اونہون نے ابوہریرہؓ سے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس متابعت کو عبدالرزاق نے روایت کیا معمر سے اور نکالا
اسکو ابوبکر بن علی مروزی نے کتاب العلم میں حجاج بن شاعر سے اونہون نے معمر سے اور روایت کیا احمد نے اور
بیہقی نے مدخل میں عمرو بن شعیب کے طریق سے اونہون نے مجاہد اور مغیرہ بن حکیم سے ان دونون نے کہا ہمنے سنا ابوہریرہؓ
سے وہ کہتے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مجہسے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تہا مگر جو عبداللہ بن عمروؓ سے
ہوا وہ لکہتے تہے اپنے ہاتہ سے اور یاد رکہتے تہے دل سے اور میں یاد رکہتا تہا اور لکہتا نہ تہا انہون نے اجازت مانگی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لکہنے کی آپنے اجازت دی انکو اور اسکا اسناد حسن ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے اسکو نکالا عقیلی نے
عبدالرحمان بن سلمان کے حال میں انہون نے روایت کی عقیل سے اونہون نے مغیرہ بن حکیم سے اونہون نے سنا ابوہریرہؓ
سے انہون نے کہا کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مجہسے زیادہ جاننے والا نہ تہا مگر عبداللہ بن عمرو وہ لکہتے
تہے انہون نے اجازت لی تہی آپ سے اپنے ہاتہ سے لکہنے کی جو آپ سے سنیں آپنے اونکو اجازت دی تہی اخیر حدیث تک اور روایت
کیا احمد اور ابوداؤد نے یوسف بن ماہک کے طریق سے انہون نے عبداللہ بن عمرو سے کہ میں لکہتا تہا جو بات رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تہا پہر مجہکو منع کیا قریش نے اخیر حدیث تک اوسمیں یہ ہے میں لکہتا ہون او قسم اسکی جسکے
ہاتہ میں میری جان ہے آپ کی زبان سے نہیں نکلتا مگر حق اور اس حدیث کے اور بہی طریق ہیں اور ایک سے دوسرے کو قوت ہوتی
ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ یاد رکہنے میں عبداللہ بن عمروؓ اور ابوہریرہ برابر ہون کیونکہ ابوہریرہ کو دعا تہی نہ بہولنے کی اور احتمال
ہے کہ ابوہریرہ نے جو عبداللہ بن عمرو کو اپنے سے زیادہ کہا اوسکا مطلب یہ ہو کہ دعا سے پہلے وہ مجہسے زیادہ تہے کیونکہ یہ
مشہور بات ہے اور وہ لکہہ لیتے سو جسے نہ بہولتے یاد ہو رکہتے ابوہریرہ سے جتنی حدیثیں پہیلیں وہ عبداللہ بن عمرو کی
حدیثون سے دوچند سہ چند بلکہ زیادہ ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوہریرہ اس کام کے لیے مستعد رہے اور مدینہ میں انہون
نے اقامت کی برخلاف عبداللہ بن عمرو کے اور اس حدیث سے اور اگلی حدیث سے اور ابوشاہ کے قصے سے یہ امر معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے حدیث لکہنے کی اجازت دی اور یہ معارض ہے ابوسعید خدری کی روایت کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت لکہو مجہسے قرآن کے سوا اخراج کیا اسکو مسلم نے اور جمع اسطور پر ہے کہ ممانعت خاص تہی قرآن اترنے کے وقت اسواسطے کہ
قرآن اور حدیث ملتبس نہ ہو جاویں اور اجازت اور وقتون میں ہے یا ممانعت اس سے ہے کہ قرآن کے ساتہ ملا کر ایک جگہہ حدیث
نہ لکہو اور الگ الگ لکہنا جائز ہے یا یہ ممانعت پہلی تہی پہر اجازت کی حدیثیں اسکی ناسخ ہیں اور اجازت اسی وقت تہی
جب قرآن میں التباس نہو اور بعضون نے سمجہا ممانعت اسکے لیے ہے جو صرف کتابت پر بہروسا کرے اور یاد نہ رکہے اور بعضون

پھر کہا ابوسعید کی حدیث معلول ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ موقوف ہے ابوسعید پر (یعنے ابوسعید کا قول ہے) یہ امام
بخاری سے منقول ہے اور علماء نے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے حدیث کا لکھنا مکروہ جانا ہے اور انہوں نے مستحب کہا ہے حدیث
کو حفظ کرنا جیسے اگلے لوگ حفظ کرتے تھے لیکن جب ہمتیں پست ہو گئیں اور علماء کو ڈر ہوا علم کے ضائع ہو جانے کا
تو انہوں نے اسکو جمع کیا اور سب سے پہلے جس نے حدیث کو جمع کیا وہ ابن شہاب زہری تھے پہلی صدی کے اخیر میں انہوں نے جمع کیا عمر بن عبد العزیز کے حکم سے پھر بہت کتابیں تالیف
ہو گئیں اور اس کی وجہ سے بڑا فائدہ ہوا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا مترجم کہتا ہے بعض ملحد بیدین یہ حجت کرتے ہیں کہ حدیث
کا اعتبار نہیں کس لیے کہ شارع یعنے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر حدیث کا قائم رکھنا منظور ہوتا تو حکم دیتے اسکے
لکھنے کا قرآن کی طرح حالانکہ آپ نے منع کیا اسکے لکھنے سے اور اس کا جواب حافظ ابن حجر کی تقریر سے معلوم ہو گیا اور انکا جواب
دندان شکن یہ ہے کہ لکھنے کا حکم نہ دینے سے حدیث کی بے اعتباری نہیں ہوتی کیونکہ جب حدیث صحیح ہوئی تو یقین ہو گیا
کہ وہ آپ کا فرمودہ ہے اور قرآن میں صاف حکم ہے کہ جو رسول حکم دیں اوس پر عمل کرو **حدثنا** یحیے بن سلیمان
ابن یحیی قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شھاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما
اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ
قال عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا
عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وبین کتابہ ترجمہ حدیث بیان کی ہے یحیے بن سلیمان بن یحیے (جعفی کوفی نے) انہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے (عبد اللہ) ابن وہب نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو یونس (بن یزید ایلی) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب
(محمد بن مسلم زہری) سے اور انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ (بن عتبہ فقیہ مشہور) سے اونہوں نے روایت کی ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب آپکی بیماری سخت ہو گئی یعنے مرض موت میں جس میں آپکا انتقال ہوگا اور مصنف
نے مغازی میں اور اسمعیلی نے روایت کیا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات آن پہونچی اور مصنف نے سعید بن
جبیر کی روایت میں نکالا کہ یہ واقعہ جمعرات کے روز ہوا اور وفات آپکی چار دن بعد ہوئی (فتح الباری) **ف** آپنے
فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ (یعنے کتاب لکھنے کا سامان مسلم کی روایت میں اسکی تصریح ہے کہ ہڈی لاؤ اور دوات یعنے مونڈھے کی
ہڈی کیونکہ عرب لوگ اوس پر لکھتے تھے (فتح) میں تمکو ایک کتاب لکھدوں (یعنے لکھوا دوں یا خود آپ لکھدیتے معجزے کے طور
پر اور اسکی بحث کتاب الصلح میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور مسند احمد میں ہے کہ آپنے یہ حکم حضرت علی کو دیا تھا انہوں نے کہا مجھکو
حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہڈی مونڈھے کی لانیکا تاکہ آپ وہ باتیں لکھدیں جنکی وجہ سے آپکی امت

آپکے بعد گمراہ نہ ہو) تم اسکے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ نے کہا بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے
اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمکو کافی ہے پھر لوگوں نے اختلاف کیا یعنے صحابہؓ نے کسی نے کہا کتاب لکھوانا چاہیے کسی نے
کہا اسوقت کتاب لکھوانا آپکو اور تکلیف دینا ہے) اور غل شور بہت ہوا ف فتح الباری میں ہے حضرت نے سمجھا کہ یہ کتاب
لکھنی ہوگی اور اسکے لکھنے میں حضرتؐ کو تکلیف ہوگی قرطبی وغیرہ نے کہا ائتونی یعنے لاؤ امر تھا اور امر کا مقتضی یہ
تھا کہ فورًا اسکی تعمیل کیجاتی لیکن حضرت عمرؓ اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ یہ امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ ارشاد ہے اس
کام کیطرف جو زیادہ بہتر ہے اسلیے انہوں نے برا جانا کہ آپکو ایسے کام کی تکلیف دیوین جو آپ پر شاق گذرے ایسی بیماری
کی حالت میں اور اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ کتاب کا لکھا جانا
بہتر ہے کیسلیے کہ اسمین بجاآوری تھی آپکے حکم کی اور زیادہ ایضاح تھا مطلب کا اور آپنے جو حکم دیا صحابہ کو اٹھ جانیکا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا امر وجوب کے لیے نہ تھا بلکہ اختیار کے طور پر تھا اور یہی سبب تھا کہ آپ اسکے بعد کئی دن تک
زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھونیکا حکم نہ دیا اور اگر کتاب لکھنا واجب ہوتا تو آپ اسکو ترک نہ کرتے صحابہ کے اختلاف
کی وجہ سے کیونکہ آپنے اللہ کا حکم پہونچانا ترک نہ کیا کسی مخالف کی مخالفت سے اور بعض اوقات میں صحابہ آپکو جواب دیتے
تھے جبتک یقین نہ ہوتا کہ یہ حکم وجوبی ہے اور جب وجوب معلوم ہو جاتا تو فورًا اطاعت کرتے اور اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالے
کتاب الاعتصام میں آویگی اور یہ واقعہ بھی ان واقعوں میں سے گنا جاتا ہے جن میں حضرت عمرؓ کی رائے حکم الٰہی کے موافق
ہوئی ہے اور اختلاف ہے کہ اس کتاب میں آپ کیا لکھوانا چاہتے تھے بعضوں نے کہا آپ یہ چاہتے تھے کہ احکام شرعیہ کو
صاف صاف لکھوا دیں تاکہ آئندہ اختلاف نہ ہو اور بعضوں نے کہا آپ یہ چاہتے تھے کہ خلفاء کے نام لکھوا دیں جو آپکے
بعد مقرر ہونگے تاکہ خلافت میں اختلاف نہ ہو یہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شروع بیماری میں جب آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تھے یہ فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا تا
کہ میں ایک کتاب لکھدوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہیں کوئی آرزو کرنیوالا (خلافت کی) آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا
کچھ نہ کہے حالانکہ اللہ تعالی انکار کرتا ہے اور مومنین بھی انکار کرتے ہیں ابوبکرؓ کے سوا دوسرے شخص کی خلافت سے نکالا
اسکو مسلم نے اور اول قول زیادہ ظاہر ہے اور شامل ہے دوسری بات کو بھی خطابی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا کہ اگر
آپ مسائل اختلافی میں نص کر دینگے تو علماء کی فضیلت باطل ہو جاویگی اور اجتہاد کو کوئی گنجایش نہ رہیگی اور ابن جوزی
نے اسپر جو اعتراض کیا کہ اگر آپ ایک حکم یا چند احکام پر نص کر دیتے تو اس سے اجتہاد باطل نہ ہوتا کس لیے کہ حوادث
اور واقعات کا حصر ممکن نہیں تو بہر حال اجتہاد کو بڑی گنجایش رہتی ابن جوزی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ خیال

کیا کہ اگر آپ غلبہ بیماری مین یہ کتاب لکھوا دینگے تو منافقون کو اسلام پر طعن کرنیکا ایک موقعہ ملجاویگا اور مغازی مین
اسکی تائید مین کچھ بیان آویگا انتہے **مترجم** کہتا ہے خطابی اور ابن جوزی اور حافظ ابن حجر کے اس بیان سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اور رائی پر دین عمل کرنا ہو سکتا ہے جہان نص نہو اور جب کسی مسئلہ مین قرآن یا حدیث سے
نص ہو تو وہان اجتہاد لغو ہے اور جو اجتہاد نص کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور ایسے اجتہاد پر چلنا اور نص کو چھوڑ دینا
باجماع علما ناجائز ہے قسطلانی نے کہا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی رائے پر اعتراض نہ کیا تو یہ دلیل ہے
اسکی کہ آپنے انکی رائے کو پسند کیا اور توقف حضرت عمر کا اس باب مین صواب تھا خاصکر کیونکہ قرآن مین ہر چیز کا بیان
موجود ہے اور اسیوجہ سے انہون نے کہا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب انتہے **مترجم** کہتا ہے شیعہ کا اعتراض اس باب
مین حضرت عمر پر محض لغو ہے کیونکہ حضرت عمر کی شان اور انکا ایمان اور انہامات انکے خیالات فاسدہ کو صاف
رد کرتا ہے جو شیعہ انکی نسبت کرتے ہین اور اگر بالفرض ایسا ہی تھا تو حضرت نے کتاب کے سامان لانے کا حکم حضرت
علی کو دیا تھا انہون نے یہ سامان لا دیا ہوتا اور کتاب لکھوا دی ہوتی اور آپ خود اسکے بعد کئی روز تک زندہ رہے
اور ابوبکر صدیق سے امامت کرائی اگر آپ کو خلافت کے باب مین کوئی حکم الٰہی آیا ہوتا تو آپ اسکو ضرور لکھوا دیتے
اور شان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ آپنے اللہ جل جلالہ کا حکم اسوقت پہونچایا جب خدا کے سوا کوئی
یار تھا نہ مددگار ہر طرف مجمع کفار اور شرار رہتا تھا اور آپنے کسی کی مخالفت اور ایذا رسانی کا خوف نہ کیا پھر ایسی حالت
مین جبکہ کوئی آپ کا مخالف نہ تھا بلکہ چار طرف جان نثار دوست اور ہوا خواہون کا مجمع تھا آپ اللہ تعالی کے حکم کو کیونکر
چھپاتے اور جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے معاذاللہ ایسا گمان رکھتے ہین خدا انکا منہ کالا کرے **ف** آپنے
فرمایا اٹھ جاؤ میرے پاس سے اور میرے سامنے جھگڑا کرنا مناسب نہین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے
کہ آپنے جو حکم فرمایا تھا اسکی اطاعت کرنا فوراً بہتر تھی اگرچہ جو حضرت عمر نے اختیار کیا وہ صواب تھا کیونکہ بعد کو آپنے
اوسکا تدارک کیا اور قرطبی نے کہا احکام مین جو صحابہ سے اختلاف کیا وہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسے آپنے فرمایا تھا
کوئی تم مین سے عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلہ مین پھر بعض صحابہ ڈرے کہ عصر کی نماز قضا ہو جاویگی انہون
نے راہ مین پڑھ لی اور بعضون نے ظاہر حکم سے تمسک کیا انہون نے نماز نہین پڑھی جب تک بنی قریظہ کے محلہ مین نہ
پہونچ لیے اور آپنے کسی فریق کو ملامت نہ کی کیونکہ دونون نے اجتہاد کیا اور ہر ایک کی نیت بخیر تھی انتہے **ف**
پھر ابن عباس نکلے کہتے تھے مصیبت ہے بڑی مصیبت جسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب لکھوانے سے روکا
ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس ان صحابہ کے ساتھ تھے جو کتاب لکھوانے کے

حکم کے وقت موجود تھے اور وہ اسی وقت نکلے یہ کہتے ہوئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ابن عباس نے یہ قول اسوقت کہا
جب انہوں نے یہ حدیث روایت کی اور مؤلف کی روایت سے جو باب الاعتصام میں ہے اور احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے
اور ابن تیمیہ رحمہ نے رد و رفض میں اسپر جزم کیا ہے اور ہر ایک حدیث کی تفصیل اپنے مقام پر آویگی اور معمر کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے لاختلافہم وتغطہم یعنے اونکا اختلاف سبب ہوا اس کتاب کے نہ لکھے جانیکا اور اس حدیث میں دلیل
ہے کہ علم کی کتابت جائز ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اختلاف کبھی سبب ہوجاتا ہے خیر سے محروم ہونیکا جیسے دو آدمیوں کا جھگڑا
باعث ہوا شب قدر بھول جانیکا اور یہ بھی نکلا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد جائز تھا اُن
مسائل میں جنمیں کوئی حکم آپ پر نہ اترا تھا اور ہم اسکی باقی بحث سیرۃ نبوی کے اخیر میں کتاب المغازی میں انشاء اللہ
تعالی بیان کرینگے انتہے مختصرا **باب** العلم والعظۃ باللیل رات کو تعلیم اور وعظ کا بیان **ف** اسباب کے
لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ عشاء کے بعد جو باتیں کرنیسے ممانعت دوسری حدیث میں آئی ہے وہ خاص ہے
دنیا کی باتوں سے یا بیکار باتوں سے اور دین کی تعلیم اور نصیحت رات کو ہر وقت درست ہے (فتح) **حدثنا** صدقۃ
قال اخبرنا ابن عیینۃ عن معمر عن الزھری عن ھند عن ام سلمۃ وعمرو ویحیی بن سعید عن الزھری
عن ھند عن ام سلمۃ قالت استیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فقال سبحان اللہ ما
ذا انزل اللیلۃ من الفتن وماذا فتح من الخزائن ایقظوا صواحب الحجر فرب کاسیۃ فی الدنیا
عاریۃ فی الاخرۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے صدقہ (بن فضل مروزی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (سفیان) ابن عیینہ
نے اونہوں نے روایت کی معمر (بن راشد) سے انہوں نے زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے ہند (بنت حارث فراسیہ) سے
انہوں نے ام المومنین جناب ام سلمہ رض (اونکا نام ہند ہے یا رملہ بیٹی ہیں سہل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم
کی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اس کتاب میں اُنسے چار حدیثیں مروی ہیں) سے
اور روایت کیا سفیان بن عیینہ نے اس حدیث کو عمرو (بن دینار) اور یحیے بن سعید (انصاری) سے اونہوں نے روایت کی
زہری سے اونہوں نے ہند سے اونہوں نے حضرت بی بی ام سلمہ رض سے انہوں نے کہا ایک رات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جاگ اٹھے (نیند سے) پھر فرمایا سبحان اللہ (یہ تعجب کے لیے ہے) اس رات کو کتنے فتنہ اترے (یعنے عذاب) اور کتنے خزانے
کھل گئے جگاؤ حجرے والیوں کو (یعنے امہات مومنین کو) کیونکہ بہت عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں
(ایسے کپڑے جو باریک ہیں جنمیں سے بدن کھلائی دیتا ہے) وہ ننگی ہونگی آخرت میں **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا وعمرو معطوف ہے معمر پر اس صورت میں بالکسر ہوگا اور ممکن ہے کہ شروع جملہ ہو تو مرفوع ہوگا اور دونو طرح مروی

ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن عیینہ نے اس حدیث کو تین آدمیوں سے سنا معمر اور عمرو اور یحییٰ بن سعید اور حمیدی نے اپنی مسند میں
حدثنا معمر عن الزہری اور حدثنا عمرو و یحییٰ بن سعید ابن عیینہ سے نقل کیا ہے تو اس میں تصریح ہے کہ ابن عیینہ نے
ان تینوں سے یہ حدیث سنی اور یحییٰ بن سعید اس اسناد میں انصاری ہیں نہ یحییٰ بن سعید قطان اور جس نے قطان
سمجھا اوس نے غلطی کی کیونکہ قطان نے زہری سے نہیں سنا نہ ان سے ملاقات کی اور ایک روایت میں ہند کا نام ہے
بلکہ عن امراۃ ابہام کے طور پر ہے اور شاید زہری نے کبھی اس عورت کا نام لیا اور کبھی نام نہ لیا اور امام مالک نے
اوسکو موطا میں روایت کیا یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے زہری سے اس میں ہند کا ذکر ہے نہ ام سلمہ کا
اور خزانے سے یہاں رحمت مراد ہے اور فتنے سے عذاب کرمانی نے کہا اور آپکو یہ امر فرشتوں کے بتلانے سے معلوم ہوا یا آپکو
خواب میں وحی آئی کہ آپکے بعد دنیا میں یہ فتنے ہونگے اور بعضوں نے خزانے کھلنے سے فارس اور روم کا فتح ہونا مراد لیا
ہے اور یہ جو آپنے فرمایا کہ بہت سی عورتیں دنیا میں پہنی ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہوں گی یہ سبب ہے اونکے جگانے کا تا
کہ وہ عبادت میں غفلت نہ کریں اور بہروسا نہ کریں کہ وہ رسول کی بی بیاں ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعجب کے مقام
سبحان اللہ کہنا درست ہے اور جاگتے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے اور اپنے گہر والوں کو رات کی نماز کیلئے جگانا مسنون
ہے خاص کر جب کوئی نشانی پروردگار کی نمود ہو اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الفتن میں آویگی اور اس اسناد میں تین
تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ہند صحابیہ ہے اگر یہ قول صحیح ہو تو ایک صحابیہ دوسری صحابیہ سے روایت
کرتی ہیں اور ایک تابعی دوسرے تابعی سے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب آفت کا ڈر ہو تو نماز پڑھنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور آپ کو جب کچھ رنج ہوتا تو آپ نماز شروع کر دیتے اور جو شخص خواب میں بری بات
دیکھے وہ بھی نماز پڑھے اور اسکا بیان اپنے مقام پر آویگا اور جب ہول کی بات دیکھے تو تسبیح کہے اور عالم اپنے شاگرد کو
ڈر کی بات بتلا دے اور جو اسکی تدبیر ہو وہ سمجھا دیوے انتہے مختصرًا قسطلانی نے کہا آخرت میں ننگے ہونے سے حقیقۃً ننگے ہونا
مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ نیکیوں سے ننگی ہونگی اور یہ حدیث کتاب الفتن میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ انتہے۔ حدیث سے یہ نکلا
کہ رات کو دین کی تعلیم اور نصیحت درست ہے اور یہی مطلب نکالنے کے لیے امام بخاری اس حدیث کو اس باب میں لائے **باب**
السَّمَرِ فِي الْعِلْمِ سونے سے پہلے رات کو علم کی باتیں کرنا **ف** اس سے پہلے باب میں رات کو علم کی باتیں کرنیکا بیان تھا
تو وہ باب خاص ہے اور یہ باب عام ہے **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ
الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى
لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ

فَاِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سعید بن عفیر نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے لیث بن سعد (مصر کے عالم) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبدالرحمان بن خالد (بن مسافر فہمی) نے اُنہون روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اُنہون نے سالم (بن عبداللہ بن عمر) سے اور ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے اُنسے امام بخاری نے صرف یہی حدیث روایت کی وہ بھی سالم کے ساتھہ) اُنہون نے کہا عبداللہ بن عمر (بن خطاب رض) نے کہا نماز پڑہی ہمارے ساتھہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی اپنی اخیر عمر مین (وفات سے ایک مہینہ پہلے) جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے پھر فرمایا بہلا تم بتلاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال یون ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک (یعنے سو برس کے اخیر تک) جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نرہیگا **ف** اصیلی کی روایت مین فَاِنَّ عَلٰی رَأْسِ ہے یعنے سو برس کے ختم تک مطلب یہ ہے کہ اسوقت جو لوگ زمین پر موجود ہین اُن مین سے سو برس پورے ہونے تک کوئی زندہ نرہیگا ابن بطال نے کہا آپ کا مطلب یہ ہے کہ سو برس کی مدت مین اسوقت جو لوگ موجود ہین وہ سب مرجاوینگے تو ڈرایا اُنکو کہ عمر تھوڑی ہے اور ایسے عمرین نہین جیسے اگلی امتون کی تہین تاکہ وہ کوشش کرین عبادت مین اور نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس رات کو جو زمین پر موجود ہے وہ سو برس سے زیادہ نہ جیے گا اور یہ غرض نہین ہے کہ جو کوئی اس رات کے بعد پیدا ہوگا وہ سو برس تک نہ جیے گا (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ حضرت خضر مرگئے اور یہ استدلال تمام نہین کیونکہ جائز ہے کہ زمین سے مراد خاص ہو عرب کی اور خضر اسوقت دریا مین ہون تیسیر القاری مین ہے کہ شاید خضر اس رات کو زمین ہی پر نہ ہون اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہون جنکو تم دیکھتے ہو اور پہچانتے ہو اس صورت مین یہ نص ہوگا حضرت خضر ع کی موت پر انتہی حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الصلوۃ مین آویگی۔ تحفۃ الاخیار مین ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جیسے عمر ایسی کم ٹہیری تو دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے اور دوسرا فائدہ اس بیان کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تہا کہ میرے بعد بعضے جہوٹے لوگ میری صحبت کا دعوی کرینگے جیسے کہ ہندوستان مین کئی سو برس کے بعد بابا رتن حضرت کی صحبت کا دعوی کرتا تہا سو اس حدیث سے اُسکا دعوے غلط ہوگیا اسواسطے کہ حضرت کی قرن کے لوگ سو برس کے اندر گذر گئے مترجم کہتا ہے جیسے حضرت ؐ نے اس حدیث مین ارشاد فرمایا تہا ویسا ہی ہوا سب سے اخیر جو صحابی دنیا سے گذرے وہ عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمر بن جحش لیثی تہے اُنکی کنیت ابو الطفیل تہی جس سال احد کی لڑائی ہوئی وہ اس سال پیدا ہوئے تہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تہا اور ابوبکر سے روایت کی اور سنہ ایکسو دس ہجری مین اونکا انتقال ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **حدثنا** آدم قال

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ
مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا
فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ
نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى
خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حکم بن عتیبہ بن نہاس فقیہ کوفی نے انہوں نے کہا مین نے سنا سعید بن جبیر سے انہوں نے روایت کی ابن عباس سے انہوں نے کہا مین ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث کے گہر مین جو بی بی تہین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس رات کو آپ اونہی کے پاس تہے کیونکہ وہ رات انکی باری کی تھی پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑہی مسجد مین پھر بعد اوسکے (مسجد سے) اپنے ٹہکانے مین آئے (یعنی حضرت میمونہ رض کے حجرے مین) پہر چار رکعتین پڑہین پہر سو رہے پہر کہڑے ہوئے (یعنی بیدار ہوئے) پہر فرمایا چھوٹا لڑکا سو رہا (یہ ابن عباس کو فرمایا پیار سے) یا اور کوئی کلمہ اسی کے مشابہ فرمایا (یہ شک ہے راوی کی) پہر آپ کہڑے ہوئے (نماز کے لیے) مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا آپنے مجہے اپنے داہنے طرف کر لیا پہر آپنے پانچ رکعتین پڑہین گویا رات کی نماز کی کل آٹھ رکعتین ہوئین اور ایک رکعت وتر کی) پہر آپنے دو رکعتین پڑہین (فجر کی سنتین) پہر سو رہے یہانتک کہ مینے آپکے خراٹے کی آواز سنی (پہر آپ جاگے) پہر آپ نکلے نماز کے لیے **ف** یعنی فجر کی نماز کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا کرمانی یہ سمجہے کہ اخیر کی دو رکعتین بہی رات کی نماز مین داخل تہین اور ابن عباس نے اونکو جدا بیان کیا اسلیے کہ ابن عباس نے اونمین اقتدا نہ کی یا پانچ ایک سلام سے پڑہین اور دو ایک سلام سے اور یہ احتمال ہو سکتا ہے لیکن ان دو رکعتون کو فجر کی سنتین کہنا بہتر ہے تاکہ ختم وتر پر ہو اور اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الصلوٰۃ باب الوتر مین انشاء اللہ تعالی آویگی اور ابن عمر کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ آپنے عشا کی نماز کے بعد یہ بات فرمائی کہ اب جو لوگ موجود ہین اُن مین سے دنیا مین سو برس تک کوئی نہ رہیگا تو گویا رات کو دین کی بات کی اور یہی ترجمہ باب تہا اور ابن عباس کی حدیث کی مناسبت مین علماء کا اختلاف ہے ابن منیر نے کہا یہ جو آپنے فرمایا چھوٹا لڑکا سو رہا یہی رات کی بات ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس نے جو فعل آپکے رات کو دیکھے یہی رات کی باتین ہون کیونکہ تعلیم عام ہے قولا ہو یا فعلا تو گویا ابن عباس نے رات کو علم حاصل کیا کرمانی نے کہا یہ جو آپنے ابن عباس کو بائین طرف سے داہنے طرف کر لیا یہ ترجمہ باب ہے گویا آپنے فرمایا میرے داہنے

حضرت کھڑا ہو اور ابن عباس نے کہا میں کھڑا ہوا اور ان سب توجیہوں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک کلمہ کہنے کو سمر نہیں
کہتے اسیطرح ابن عباس نے جو فعال دیکھے اونکو سمر کہتے ہیں نہ سمر کیونکہ سمر خاص ہے زبان سے علاوہ اسکے یہ ایک کلمہ
بھی آپ نے سونے کے بعد فرمایا اور سونیکے بعد جو باتیں کریں وہ سمر نہیں ہے کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کا مقصد
اس حدیث لانے سے یہ ہو کہ جب کئی عزیز باتیں کرنے والے اکٹھا ہوتے ہیں تو آپس میں دلگی کے لیے ضرور کچھہ نہ کچھہ باتیں ہوتی ہیں
حالانکہ یہ روایت آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثیں علم میں اور فائدہ کی کہتے ہیں میں کہتا ہوں ان توجیہوں سے بہتر یہ توجیہ
ہے کہ مناسبت باب اس حدیث کے دوسرے طریق سے نکلتی ہے اور مؤلف نے ایسا بہت کیا ہے اور اسی غرض یہ ہے
کہ حدیث کی طالب کو اوسکے تمام طریقے مستحضر کرنا چاہیے اور ہر ایک راوی کے الفاظ پر دھیان کرنا چاہیے اور حدیث
کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے اس سے کہ گمان پر خوض کیا جاوے اور وہ طریق خود مؤلف نے کتاب التفسیر میں نکالا کریب
سے اونہوں نے ابن عباس سے اوس میں یہ ہے کہ میں ایک رات میمونہ کے گھر میں رہا تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی
تک اپنی بی بی سے باتیں کیں پھر سو رہے اخیر تک اس صورت میں ترجمہ باب کی مناسبت صحیح ہوگئی اور ان تکلفات
کی حاجت نہ رہی شکر اللہ تعالے کا اب اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں سمر دنیا کی باتوں میں ثابت ہوا نہ علم میں اسکا جواب
یہ ہے کہ جب سمر دنیا کی بات میں جائز ہوا تو علم کی باتوں میں بطریق اولی جائز ہوگا اور ہم اس حدیث کو مباحث کتاب
الوتر میں بیان کرینگے اور اسی باب میں داخل ہے انس کی حدیث کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کے
بعد صحابہ کو خطبہ سنایا اور مصنف نے اوسکو کتاب الصلوۃ میں بیان کیا اور انس کی ایک اور حدیث ہے اسید بن حضیر
کے قصے میں مصنف نے اسکو مناقب میں بیان کیا اور ایک حدیث حضرت عمر کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ابوبکر کے ساتھ سمر کرتے تھے مسلمانوں کے کسی کام میں نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی نے اور اسکے راوی ثقہ
ہیں اور وہ صریح ہے اس مطلب میں البتہ اسکی اسناد میں اختلاف ہے علقمہ پر اور اسی واسطے امام بخاری نے اسکو نہیں
نکالا کیونکہ وہ انکی شرط کے موافق نہ ہوگی اور ایک حدیث ہے عبد اللہ بن عمرو کی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ہمسے بنی اسرائیل کے حال بیان کرتے صبح تک اور نہ اٹھتے مگر بڑی نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور یہ روایت ابوحسان کی ہے عبد اللہ بن عمرو سے اور بخاری کی شرط پر نہیں ہے اور
یہ حدیث کہ سمر نہیں ہے مگر مصلی یا مسافر کے لیے اسکو امام احمد نے روایت کیا اور اسکے سند میں ایک راوی مجہول
ہے اور بر تقدیر ثبوت کے علم کا سمر نفل صلوۃ کے سمر کیطرح ہے اور حضرت عمر نے سمر کیا ابوموسے کے ساتھ فقہ کی کہ
پھر ابوموسے نے کہا نماز حضرت عمر نے کہا میں نماز ہی میں ہوں تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا عینی نے حافظ

صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ جب مولف نے کتاب التفسیر میں حدیث دوسری طرح اور دوسرے الفاظ سے بیان کی
تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ باب کی مناسبت اس حدیث سے نکلے جو دوسرے باب میں مروی ہے، اور تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ حدیث
کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے کیونکہ اُن لوگوں نے حدیث کی تفسیر گمان سے نہیں کی بلکہ ترجمہ
باب کی مطابقت گمان سے بیان کی انتہے مترجم کہتا ہے خدا حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے یہ انکا کمال تبحر تہا کہ
انہوں نے اس باب کی مناسبت خود مولف کے دوسرے طریق سے نکالدی اور دوسرے شارح کو یہ امر نہ سوجہا کیونکہ انکو
حافظ صاحب کیطرح صحیح بخاری محفوظ نہ تہی پس تمام تعریف اور شکر گذاری کے لائق تہا نہ اعتراض اور جرح کے
قابل اور یہ امر کہ بخاری ایک ترجمہ باب کی مناسبت دوسرے باب کی حدیث سے نکال لیتے ہیں یہ ظاہر ہے امام بخاری کی
عادت ہے اور اوپر بہی ایسی صورت ایک ترجمہ باب میں گذر چکی ہے اور ساری کتاب میں تو بہت سے مقامات پر
ہوا ہے اور اسمیں جو فائدہ تہا وہ خود حافظ صاحب نے بیان کر دیا ہے یہ اعتراض حافظ صاحب پر نہوا بلکہ امام بخاری
پر اور عینی کی یہ شان نہیں کہ امام بخاری کے اغراض خفیہ اور مطالب دقیقہ کو جو اسرار علوم حدیث میں ہیں سمجھیں
اب رہا حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ حدیث کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے اسکا یہ مفہوم نہیں کہ ان لوگوں
نے اس مقام میں حدیث کی تفسیر گمان سے کی ہے بلکہ غرض حافظ ابن حجر کی یہ ہے کہ کرمانی وغیرہ علماء کا یہ حال ہے
کہ اکثر تفاسیر اور توجیہات ظنی اور عقلی کیا کرتے ہیں حالانکہ علم حدیث میں اس قسم کی توجیہات اکثر غلط نکلتی ہیں
پس جہانتک ہوسکے حدیث کی تفسیر حدیث ہی سے بہتر ہے یا مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ سمر فی العلم جو ترجمہ
باب ہے وہ درحقیقت ایک حدیث ہے کیونکہ امام بخاری کا ترجمہ باب درحقیقت مضمون حدیث ہے خواہ صراحتًا ہو یا
استنباطًا پس حدیث کی تفسیر جب خود حدیث سے ہو جاوے تو اٹکل پچو باتوں سے بہتر ہے واللہ اعلم قسطلانی نے کہا
آپ سو گئے پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا یہ آپکے خصائص میں سے ہے یعنے اُن باتوں میں سے جو آپ سے خاص ہیں
کیونکہ آپکی آنکہیں سوتی تہیں اور دل نہیں سوتا تہا اور اسکی پوری بحث آپ کی تہجد کے باب میں آویگی انتہے مختصرًا

باب حفظ العلم علم کو یاد رکہنے کا بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب میں امام بخاری نے سوا
ابوہریرہ کے اور کسی سے روایت نہیں کی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوہریرہ تمام صحابہ میں حدیث کو زیادہ حافظ تہے
امام شافعی نے کہا ابوہریرہ زیادہ حافظ ہیں اپنے زمانہ کے حدیث روایت کرنیوالوں میں اور ابن عمر رضہ نے انکی جنازہ
پر رقت کی اور کہنے لگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکہتے تہے مسلمانوں کے لیے روایت کیا اسکو ابن سعد
نے اور اس باب میں جو تیسری روایت آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی سب محفوظ حدیثوں کو بیان نہیں کیا۔

باوجود اسکے انکی حدیثین سب سے زیادہ ہین اور عبد اللہ بن عمر کو جو انہون نے اپنے پر مقدم کیا وہ اسکے معارض نہین کیونکہ اور ہم اسکا جواب بیان کر چکے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ نے جو بات سنی اسکو کبھی نہین بھولے اور یہ فضیلت اور کسی کے لیے حاصل نہین ہوئی انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا ثُمَّ يَتْلُو إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيمُ إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن عبد اللہ (اویسی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام الائمہ) نے انہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے انہون نے اعرج (عبد الرحمن بن ہرمز) سے انہون نے ابوہریرہ رض سے انہون نے کہا لوگ کہتے ہین کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثین بیان کین (اور انصار اور مہاجرین نے انکے برابر حدیثین بیان نہ کین یہ مولف نے باب المزارعۃ مین زیادہ کیا) اور اگر دو آیتین اللہ کی کتاب مین نہ ہوتین تو مین کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر ابوہریرہ نے یہ آیت پڑہی جو لوگ چھپاتے ہین جو ہم نے اوتارا نشانیون مین سے اور راہ کی سوجھ رحیم تک ہمارے بھائی مہاجرین ہین سے وہ تو بازار کی خرید فروخت مین مشغول رہتے اور ہمارے بھائی انصار مین سے وہ اپنی کہیتون مین کام کرتے رہتے اور ابوہریرہ پیٹ بھرکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا اور دیکھتا وہ باتین جو وہ نہ دیکھتے اور یاد رکہتا جو وے یاد نہ رکہتے **ف** مطلب ابوہریرہ کا یہ ہے کہ اگر قرآن مین علم چھپانے والون کی برائی نہ ہوتی تو مین حدیث کے بیان کرنے مین اتنی کوشش نہ کرتا پھر بیان کیا اپنے پاس زیادہ حدیثین ہونے کی وجہ کو مسلم کی روایت مین ہے کہ انصار اپنی زمین کے کامون مین مشغول رہتے اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ اونکو مشغول رکہتا اپنی زمینون کا بندوبست اور مصنف نے بیوع مین اتنا زیادہ کیا اینکہ مسکین آدمی تہا صفہ کے مساکین مین سے (صفہ مسجد کا سائبان جسمین حضرت کے وقت فقرا رہا کرتے) اور امام بخاری نے تاریخ مین اور حاکم نے مستدرک مین طلحہ بن عبید اللہ سے اسحدیث کا ایک شاہد روایت کیا ہے اس مین یہ ہے کہ بیشک ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہے جو ہم نے سنتے تہے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوہریرہ مسکین تہے اونکے پاس کچھ نہ تہا وہ مہمان رہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور امام بخاری نے تاریخ مین اور بیہقی نے مدخل مین محمد بن عمارہ بن حزم سے روایت کیا کہ وہ ایک مجلس مین بیٹہے جس مین دس سے زیادہ بوڑہے صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

سلم کے جب تھے ابوہریرہ نے حدیثین بیان کرنا شروع کین اون سے اور ان مین سے بعض شخص اُن حدیثون کو نہین پہچانتے
تھے وہ دوبارہ پوچھتے تھے سمجھنے کے لیے پھر ابوہریرہ حدیثین بیان کرنے لگتے تھے یہان تک کہ کئی مرتبہ اُنہون نے ایسا کیا
اوس مین مین سمجھا کہ ابوہریرہ سب صحابہ سے زیادہ حافظ ہین (حدیث کی) اور احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا اُنہون
نے ابوہریرہ سے کہا اے ابوہریرہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور ہم سب سے زیادہ تم آپ کی حدیث کو
پہچانتے ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کی اسناد مین اختلاف ہے زہری پر امام مالک نے اوسکو اسی
طرح روایت کیا اور موافقت کی اونکی ابراہیم بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے اور روایت کیا اسکو شعیب نے زہری سے
اونہون نے سعید بن المسیب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے اُن دونون نے روایت کیا ابوہریرہ سے اور متابعت
کی شعیب کی یونس بن یزید نے اور دونون اسناد محفوظ ہین صحیح کہا اونکو شیخین نے اور اُنہون نے زہری سے کچھ زیادہ
نقل کیا جسکو ہم دوسری حدیث مین بیان کرینگے (فتح الباری) **حدثنا** احمد بن ابی بکر ابو مصعب
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَغَرَفَ
بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن ابی بکر ابومصعب
(قاضی اور عالم مدینہ شاگرد امام مالک کے) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن ابراہیم بن دینار نے (یہ مفتی تھے مدینہ
کے امام مالک کے ساتھ) اُنہون نے روایت کیا ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمان بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب
قرشی مدنی عامری نے (امام احمد نے کہا ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل تھے مگر امام مالک حدیث کے راویون کو اون سے
زیادہ جانچتے تھے) اونہون نے روایت کیا سعید ابن ابی سعید مقبری سے اُنہون نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اونہون نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ سے بہت حدیثین سنتا ہون اور سنکر بھول جاتا ہون آپ نے فرمایا
تو اپنی چادر پھیلا ابوہریرہ نے کہا مین نے چادر پھیلائی اور آپ نے اپنے دونو ہاتھون سے ایک لپ لیا (اللہ تعالی کے
فیض کا) اور وہ میری چادر مین ڈالدیا پھر فرمایا آپ نے اب چادر لپیٹ لے مین نے اسکو لپیٹ لیا اسکے بعد پھر مین کوئی
بات نہ بھولا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابن عیینہ کی روایت مین زہری سے یہ ہے پھر قسم اُسکی جسنے آپکو سچائی
کے ساتھ بھیجا مین کوئی بات نہ بھولا جو آپ سے سنی تھی اور مسلم نے یونس سے روایت کیا اور اسمین یہ ہے کہ اس روز سے
مین کوئی حدیث نہین بھولا جو آپ نے مجھ سے بیان کی ان روایتون سے نہ بھولنے کی خصوصیت حدیث کی نکلتی ہے
اور شعیب کی روایت مین ہے کہ مین آپ کی اس بات مین سے کچھ نہ بھولا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ نہ بھولنا خاص ہے اسی بات

سے حالانکہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یونس کی روایت کو ترجیح ہے اور جس نے یونس کی موافقت کی کیونکہ ابوہریرہ
نے یہ حدیث نقل کرکے یہ ثابت کیا کہ مجھے بہت حدیثیں یاد ہیں تو صرف ایک بات کے یاد رہنے سے مطلب صحیح نہیں ہوتا اور حیلہ
ہے کہ یہ دو واقع ہوں تو زہری کی روایت خاص ہو ایک بات سے اور سعید مقبری کی روایت عام ہو اور وہ جو ابن وہب
نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کے طریق سے انہوں نے کہا ابوہریرہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی انہوں نے اسکو
نہ پہچانا میں نے کہا یہ حدیث تو میں نے تم سے سنی ہے انہوں نے کہا اگر تو نے مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس لکھی ہوگی اس سے بعض لوگ
دلیل لاتے ہیں کہ نہ بھولنا صرف اسی بات سے خاص ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے اور بفرض ثبوت یہ واقعہ نادر ہے اور
اسی قبیل سے ہے ابوسلمہ کی حدیث ابوہریرہ سے عدوی (یعنے بیماری کا لگ جانا) کچھ نہیں ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ نے اس حدیث
کا انکار کیا اور میں نے نہ دیکھا ان کو کوئی بات بھولتے ہوئے سوا اس حدیث کے مقتضی حکم کہتا ہے ایک یا دو بار ابوہریرہ کے
نسیان سے کچھ قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ حضرتؐ کی دعا کی برکت سے انکو ہزارہا حدیثیں یاد رہیں جو اور دن کو
یاد نہ رہیں اور ایک یا دو حدیثوں کا بھولنا لازمۂ بشری ہے وہ حیلہ نہیں ہو سکتا حافظ ابن حجر نے کہا وہ بات جسکا
ذکر زہری کی روایت میں مبہم ہے تمام طرق میں اور میں نے اسکی تصریح جامع ترمذی اور ابونعیم کے حلیہ میں پائی
ایک اور طریق سے ابوہریرہ سے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک کلمہ یا دو کلمے
یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرضوں میں سے سنے پھر انکو سیکھے یا سکھاوے مگر وہ جنت میں جاویگا پھر بیان کیا حدیث
کو اخیر تک اور ان دونوں حدیثوں سے ابوہریرہ رضہ کی کھلی فضیلت نکلتی ہے اور ایک کھلا معجزہ نبوت کی نشانیوں
میں سے کیونکہ نسیان لوازم انسانی میں سے ہے اور ابوہریرہ نے اقرار کیا کہ یہ مرض ان میں بہت تھا پھر جاتا رہا جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حاکم کے مستدرک میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں اور ابوہریرہ رضہ
اور ایک شخص اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا دعا کرو میں نے اور میرے
ساتھی نے دعا کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین پھر ابوہریرہ نے دعا کی انہوں نے کہا یا اللہ میں تجھ سے
وہی سوال کرتا ہوں جو میرے دونوں ساتھی سوال کرتے ہیں اور میں تجھ سے وہ علم مانگتا ہوں جو نہ بھولے پھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی یہ سوال کرتے ہیں یعنے علم کا جو نہ بھولے آپ نے فرمایا تم دونوں
سے پہلے دوس (ایک قبیلہ ہے) کا لڑکا (یعنے ابوہریرہ) یہ سوال کر چکا اور اس حدیث میں ترغیب ہے علم کے یاد رکھنے کی اور یہ
بھی نکلتا ہے کہ دنیا کا کم ہونا موجب ہوتا ہے علم کے یاد رہنے کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عیالدار کو کمائی کرنا افضل ہے اور یہ
بھی نکلتا ہے کہ اپنی واجبی فضیلت بیان کرنا درست ہے جب لاچاری سے ہو اور غرور اور عجب کی راہ سے نہ ہو لیکن یہ ماقال

الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی قسطلانی نے کہا نسیان کہتے ہین جو بات جان چکے ہون اُسکے بہول جانیکو اور حسے
کہ نہ وہ بات حافظہ مین ہے نہ ذہن مین اور سہو کہتے ہین صرف حافظ سے نکل جانے کو اور سہو اور خطا مین یہ فرق ہے
کہ سہو والا ادنے انتباہ سے واقف ہو جاتا ہے اور خطا اُسکے برخلاف ہے اور مصنف کے بعض طریقون مین یہ مذکور ہے کہ نہ
سمجہاوے کوئی تم سے کہ اپنا یہانتک کہ مین اپنی یہ بات تمام کرون پہر لگا لے اُسکو اپنے سینہ سے اخیر تک انتہے ۱۲
حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ بِهٰذَا اَوْقَالَ غَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ **ترجمہ** حدیث
بیان کی ہمسے ابراہیم بن منذر نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو (ابو اسمعیل محمد بن اسمعیل) بن ابی فدیک (دینار مدنی
لیثی) نے پہر بیان کیا اسی حدیث کو یا کہا (کشمیہنی کی روایت مین ہے اور کہا) اپنے ہاتہ سے ایک لپ ڈالا اوسمین
(یعنی چادر مین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہان بعض شارحون کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ ابن ابی فدیک
کا تو ذکر اگلے اسناد مین بالکل نہین ہوا پہر امام بخاری نے صرف اُن تک یہ سند کیون ختم کر دی اور اخیر تک ساری
سند ذکر نہ کی بعضون نے یہ گمان کیا کہ ابن ابی فدیک وہ محمد بن ابراہیم بن دینار ہین جو اگلی سند مین مذکور ہین اور یہ غلط ہے کیونکہ
ابن ابی فدیک کا نام محمد بن اسمعیل بن مسلم ہے اور وہ لیثی ہین اُنکی کنیت ابو اسمعیل ہے اور ابن دینار جہنی ہین اُنکی کنیت
ابو عبد اللہ ہے البتہ اتنا ٹہیک ہے کہ دونو ابن ابی ذیب سے روایت کرتے ہین اسحدیث کو بہی اور اور حدیثون کو بہی
اور دونو مدنی ہین (یعنی مدینہ کے رہنے والے ہین) اور اُن لوگون نے غفلت کی اس روایت سے جو خود مؤلف نے علامات نبوۃ
مین بیان کی وہان یہ حدیث ابن ابی فدیک سے اخیر سند تک مروی ہے اور مستملی کی روایت مین غرف کے بدلے یحذف ہے
یعنی پہینکے تہے اور یہ تصحیف ہے کیونکہ علامات نبوت کے باب مین صاف فغرف موجود ہے اور ابن سعد نے طبقات مین
ابن ابی فدیک سے اسحدیث کو روایت کیا اوسمین بہی فغرف ہے انتہے مختصرًا **عینی** نے حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا
کہ تصحیف کی دلیل صحیح نہین اور اگر ایسا ہوتا تو صاحب مطالع اسکو بیان کرتے **مترجم** کہتا ہے کہ عینی نے شاید آنکہہ
بند کر کے یہ اعتراض حافظ صاحب پر کیا ہے حافظ صاحب کی یاد اور حافظہ اور معلومات کو دیکہیے کہ اور شراح سے
جو غفلت ہوئی تہی اُسکو بیان کر دیا اور مؤلف نے اسی اسناد سے جو روایت علامات نبوت مین بیان کی تہی اور جس سے اور شراح غافل تہے اسکو ذکر
کر دیا اور جب علامات نبوت مین یہ روایت ابن ابی فدیک کی سند سے موجود ہے اور اس مین فغرف ہے تو ظاہر ہے
کہ یحذف تصحیف (غلط) ہوگا اور ابن سعد کی طبقات کی روایت اس امر پر پوری دلیل ہے اور یہ کیا ضرور ہے
کہ صاحب مطالع ہر ایک تصحیف کو ضرور بیان کرین کیا صاحب مطالع آدمی نہ تہے اور کیا اون سے سہو نہ ہوتا تہا قسطلانی
نے کہا صاحب مطالع کے بیان نہ کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ تصحیف نہ ہو لیکن نفس تصحیف کے لیے کوئی دلیل چاہیے

انتہے مین کہتا ہون دلیل خود مؤلف کی روایت ہی اور ابن سعد کی روایت اسی اسناد سے **حدثنا** اسمٰعیل
قال حدثنی اخی عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال حفظت عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدہما فبثثتہ واما الآخر فلو بثثتہ قطع ہذا البلعوم **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل (بن ابی اویس) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے بھائی (عبد الحمید ابو بکر
بن ابی اویس) نے اونہون نے روایت کی ابن ابی ذئب (محمد بن عبد الرحمان) سے انہون نے سعید مقبری سے انہون
نے ابو ہریرہ رض سے اونہون نے کہا سیکھے مینے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن یاد کیے ایک برتن کو تو مین نے پھیلا یا
(لوگون مین یعنے سکھا دیا اور بتلا دیا اونکو) اور دوسرے برتن کو اگر مین پھیلاؤن تو یہ نرخرا کاٹ ڈالا جاوے
ف حافظ ابن حجر نے کہا برتن سے یہان علم مراد ہے مجازاً یعنے دو طرح کے علم آپسے سیکھے اور یہ صورتین
وہ اعتراض رفع ہو جاوے گا کہ یہ معارض ہے اس روایت کے جو اوپر گذری کہ مین حدیث کو لکھتا نہ تہا کیونکہ ابو ہریرہ کی مراد
یہ ہے کہ مجھے اتنی حدیثین یاد ہین کہ اگر وہ لکھی جاوین تو ان کاغذون سے دو برتن یا دو تہیلے بہر جاوین اور احتمال
ہے کہ ابو ہریرہ نے کسی کو یہ حدیثین سنائی ہون اور اوسنے لکھکر ابو ہریرہ کے پاس رکھا دی ہون اور اول تفسیر اولے
ہے مسند مین ہی ابو ہریرہ سے کہ مین نے تین تہیلیان علم کی آپسے حاصل کین دو کو پھیلا یا اور یہ اس روایت کے خلاف نہین
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک برتن دوسرے سے بڑا ہو اور اگر برابر کے برتنون مین کہا جاوے تو بڑے برتن مین جو آوے وہ دو
برتنون مین سماوے اور رامہرمزی نے منقطع طریق سے روایت کیا ابو ہریرہ سے اسمین پانچ تہیلیان مذکور
ہین اور یہ روایت اگر ثابت ہو تو وہی معنے ہوگا جو اوپر ہم نے بیان کیا اور اس سے یہ نکلا کہ ابو ہریرہ نے حدیث کو
دوسرے صحابہ سے زیادہ پھیلا یا اور نرخرا بلعوم کا ترجمہ ہے مؤلف نے کہا بلعوم وہ نلا ہے جس مین سے کہانا اندر جاتا ہے
اور اسکے کاٹنے سے مقصود قتل ہے اور اسمٰعیلی کی روایت مین لقطع ہذا ہے یعنے کاٹا جاوے سر علماء نے کہا کہ جو علم ابو
ہریرہ نے نہین پھیلا یا وہ عبارت ہے ان حدیثون سے جن مین آپ نے بری حاکمون کے نام اور انکے احوال اور زمانے بیان
کیے تہے اور ابو ہریرہ کبھی کبھی کنایۃً اونمین سے کچھہ بیان کرتے تہے لیکن اوسکو کہولکر بیان نہین کرتے تہے اپنی جان کے
ڈر سے جیسے انہون نے کہا مین پناہ مانگتا ہون سنہ ۶۰ ہجری کے خاتمہ سے اور پناہ مانگتا ہون بچون کی حکومت سے اشارہ
تہا یزید بن معاویہ کی حکومت کا کیونکہ وہ سنہ ۶۰ ہجری مین ہوئی اور اللہ تعالے نے ابو ہریرہ کی دعا قبول کی وہ سنہ ۵۹ ہجری
ایک سال پہلے مر گئے اور کچھہ بیان اسکا کتاب الفتن مین جلد آویگا ابن منیر نے کہا باطنیہ نے اس حدیث کو اپنے
باطل مذہب کے صحیح کرنیکا ایک ذریعہ بنایا ہے اونکا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت کا ایک باطن ہے ایک ظاہر اور اس باطل مذہب کا

نرخرا کاٹے جانے

خلاصہ یہ ہے کہ دین سے باہر ہو جانا (اور شریعت کے احکام سے بے قید ہو جانا) اور مطلب ابو ہریرہ کا
یہ ہے کہ ظالم حاکم جب یہ حدیثیں سنیں گے تو انکے عیب کھل جاویں گے اور انکی گمراہی معلوم ہو جاویگی پھر وہ انکی جان
لینے کی فکر کرینگے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیثیں احکام شرعی کی نہ تہیں ورنہ ان کا چھپانا کیونکر ہو سکتا کیونکہ خود
انہوں نے اگلی حدیثیں وہ آیت بیان کی ہے جس سے علم چھپانے والے کی مذمت نکلتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس علم سے
قیامت کی نشانیاں اور تغیر احوال اور واقعات عظیمہ ہیں اخیر زمانہ کے تو جسکو ان باتوں کا علم نہیں وہ انکا انکار کریگا
بلکہ طرح طرح کے اعتراض بے شعور لوگ کرینگے انتہے قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابو الوقت اور ابو ذر اور
مستملی کی روایت میں اسی حدیث کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَيِ الْبُخَارِيُّ اَلْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ
یعنے امام بخاری نے کہا بلعوم وہ رگ ہے جسمین سے کھانا اترتا ہے اور اسکو عربی زبان میں مری کہتے ہیں یہ قاضی
اور جوہری اور ابن اثیر نے کہا ہے اور فقہا کے نزدیک بلعوم وہ نلی ہے جسمین سانس جاتی اور آتی ہے اور مری وہ نلی
جسمین سے کھانا اور پانی اترتا ہے اور وہ حلقوم کے نیچے ہے اور بلعوم حلقوم کے نیچے ہے اور مراد اس تن سے جسکو
چھپایا فتنوں کی خبریں اور قیامت کی نشانیاں اور وہ آفتیں دین کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لڑکوں کے
ہاتھ سے بیان کی تہی اور ابو ہریرہ کہتے تہے اگر میں چاہوں تو انکے نام بیان کردوں یا امرا ظالم کے اسما مراد ہیں
اور انکا احوال یا مراد علم اسرار ہے جو عام لوگوں سے بچایا گیا ہے اور خاص ہے ان علما سے جو اہل عرفان اور مشاہدہ میں
اور وہ نتیجہ ہے شریعت اور عمل کا اور اس علم کو وہی پاتا ہے جو بحر مجاہدہ میں غوطہ لگا دے لیکن اس علم کی مراد ہونے پر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسکا چھپانا کیسے جائز ہوگا پھر جن لوگوں نے اس حدیث سے اس علم پر استدلال کیا ہے اور بہی
اعتراض ہوتا ہے حالانکہ انکو حاجت نہیں اس سے استدلال کرنے کی کیونکہ ساری شریعت انکے دلائل کی ناطق ہے
اور جو شخص احادیث اور آثار کا تتبع کرے غور کے ساتھ اسکو میری اس بات کا یقین حاصل ہوگا انتہے مختصرا مترجم
کہتا ہے ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ دوسرا علم کیا تہا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ اس علم کے خلاف نہ تہا ورنہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی کلام میں معاذ اللہ تناقض اور تخالف لازم آویگا اور چونکہ ابو ہریرہ نے اس علم کو بیان نہیں کیا پس باطنیہ کا یہ
خیال کہ مراد اس سے علم باطن ہے محض بے دلیل ہے طریقت اور سلوک اور تصوف جو کچھ ہے وہ سب یہی شریعت ہے
اور شریعت کے برخلاف جو چلا وہ کبھی راہ کو نہ پہونچیگا ~ خلاف پیمبر کسے راہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید *
اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کسی مرتبہ اور کسی درجہ پر پہونچ جاوے پر وہ شریعت کے احکام اور فرائض اور واجبات
سے سبکدوش نہیں ہو سکتا اور بعضے جاہل فقیر جو خیال کرتے ہیں کہ جب انسان فنافی اللہ ہو جاتا ہے تو اسکو نماز اور روزہ

اور تمام عبادات معاف ہو جاتی ہیں یہ بڑی گمراہی اور بیدینی ہے خدا کا تقرب کسیکو پیغمبروں سے زیادہ نہیں ہو سکتا
حالانکہ پیغمبر تمام عمر عبادات بجا لاتے رہے بلکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنکی کفش برداری اور غلامی تمام اولیا کو
فخر ہے سب سے زیادہ نماز اور روزے اور عبادت کرتے تھے اور فرماتے تھے کوئی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں جا نہیں
سکتا یہانتک کہ میں بھی مگر یہ کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے مجھکو ڈھانپ لیوے اس صورت میں فقیری اور درویشی اور سلوک
شریعت کے سوا کوئی طریقہ نہیں ہے یہی اتباع شرع انسان کو ہر ایک مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور چونکہ اس اخیر زمانہ میں
طرح طرح کے فساد پھیلے ہیں اور علمار نے ہزاروں اختلافات نکالے ہیں بلکہ سیکڑوں علمار ضلالت اور گمراہی کی
طرف بلاتے ہیں اسوجہ سے عوام کو بڑی پریشانی لاحق ہوتی ہے پر اللہ تعالے کا فضل ہر وقت میں اپنے بندوں پر شامل
حال رہتا ہے اوسکے فضل سے اس زمانہ میں قرآن شریف اور صحیح بخاری کا اردو ترجمہ شایع ہو رہا ہے پس یہ دونو کتابیں
ہر ایک آدمی کو سمجھکر پڑھنا اور انپر عمل کرنا نجات کے لیے کافی ہیں اور جو مولوی یا ملا یا درویش ان دو کتابوں کے خلاف
کہیں یا کسی پیر یا ولی کی کتاب میں انکے خلاف کوئی مضمون ہو وہ انہی کو مبارک رہے ہمکو اس سے کچھ غرض نہیں ہمکو
جو کچھ سروکار ہے وہ خدا اور رسول خدا سے ہے اور شکر خدا کا کہ خدا کی اور رسول کی دونو کی کتابیں ہمکو مل گئیں اور یہی دو کتابیں
ہماری دستور العمل ہیں **بَابُ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَآءِ** عالموں کی بات خاموش ہو کر سننے کا بیان حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حجاج (بن منہال) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج)
نے انہوں نے کہا خبر دی مجکو علی بن مدرک نخعی کوفی نے انہوں نے روایت کی ابو زرعہ (بن عمرو) سے انہوں نے جریر
(بن عبد اللہ بجلی) سے وہ دادا تھے ابو زرعہ کے اور خوبصورت بلند قامت تھے انکا قد اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا
اور انکا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا) کہ جناب سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا حجۃ الوداع
میں (اخیر حج میں جسکے دوسرے سال آپنے وفات پائی) (قسطلانی نے کہا آپنے جمرہ عقبہ کے پاس جہاں لوگ کنکریاں
مارنے کو جمع ہوتے ہیں یہ حدیث فرمائی) خاموش کر لوگوں کو (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلا کہ عالم کی بات خاموش ہو کر
سننا چاہیے) پھر آپنے فرمایا میرے بعد (یعنے میری وفات کے بعد یا اس موقف کے بعد) کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے
کی گردنیں مارکر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ حجۃ الوداع کا لفظ اس حدیث میں زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ
جریر حجۃ الوداع کے دو مہینے بعد اسلام لائے اور ابن عبد البر نے کہا کہ وہ آپ کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے

لیکن بغوی اور ابن حبان کا قول اسکے معارض ہے اونہون نے کہا کہ جریر رمضان سنہ ۱۰ہجری مین مسلمان ہوئے اور
منذری نے اس حدیث کو حجۃ الوداع مین روایت کیا اور یہ صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا اس
مین تاویل بہی ہا نہین ہو سکتی اس صورت مین بغوی کا قول قوی ہوتا ہے اور منذری نے اس مین توقف کیا کیونکہ
جریر کا اسلام بعد حجۃ الوداع کے طرق صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا تم کافر مت بن جانا ایکدوسرے کی گردنیں
مارکر یعنے مسلمانون کو قتل نہ کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے اسکا مطلب یہ ہے کہ کافرونکا سا فعل مت کرنا اور باقی بحث اس کی
کتاب الفتن مین آویگی اگر خدا چاہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو شاگردونکا خاموش کرانا
ضرور ہے کیونکہ عالم وارث ہے پیغمبر کا اور مطلب اونکا یہ ہے کہ ترجمہ باب حدیث کو ملائم ہو جاوے کیونکہ یہ حدیث
آپنے عقبہ کے پاس فرمائی حجۃ الوداع مین اسوقت مجمع بہت تہا اور لوگ رمی جمار وغیرہ کے لیے جمع تہے اور آپنے
فرمایا مجہسے اپنے حج کے اعمال سیکہہ لو جیسے صحیح مسلم مین ثابت ہے پہر جب آپنے لوگون کو خطبہ سنانا چاہا اونکی تعلیم کیلیے
تو مناسب ہوا اونکو خاموشی کا حکم دینا اور سننے اور خاموش رہنے مین فرق معلوم ہوتا ہے اس آیت سے وَاِذَا قُرِئَ
الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا یعنے جب قرآن پڑہا جاوے تو سنو اور سکو اور خاموش رہو اور وہ فرق یہ ہے
کہ کبہی آدمی خاموش ہوتا ہے لیکن سنتا نہین مثلا کسی ورد و فکر مین مشغول ہو اسیطرح سننا کبہی خاموشی کے ساتہ
ہوتا ہے کبہی باتون کے ساتہہ اور سفیان ثوری نے کہا کہ ابتدا علم کے سننے کی یہ ہے پہر خاموشی سے پہر یاد سے پہر
عمل سے پہر نشر یعنے پہیلانے سے اور اصمعی سے خاموش کی تقدیم سننے پر مذکور ہے اور علی بن المدینی نے ابن عیینہ سے
کہا مجہے خبر دی معتمر بن سلیمان نے اونہون نے روایت کی ہمسے انہون نے مطرف سے کہ خاموشی آنکہون سی ہوتی ہے
ابن عیینہ نے کہا ہم نہین جانتے یہ کیونکر ہے انہون نے کہا جب تو ایک شخص سے حدیث بیان کرے اور وہ تیرے چہرہ
نہ دیکہے تو وہ خاموش نہین (کیونکہ وہ تیری طرف متوجہ نہین تو غرض خاموشی سے توجہ اور دل لگانا ہے) اور

یہ محمول ہے الخ (فتح الباری) **باب** مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى
اللّٰهِ عالم کو جب پوچہا جاوے کہ سب لوگون مین کون زیادہ علم رکہتا ہے تو مستحب ہے یہ کہنا کہ خدا کو معلوم ہے کہ کون زیادہ
علم رکہتا ہے یعنے اللہ اعلم کہنا چاہیے) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو
قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ
اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسَى
خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى

الله اليه ان عبدا من عبادي بمجمع البحرين هو اعلم منك قال رب وكيف لي به فقيل له احمل حوتا في مكتل
فاذا فقدته فهو ثم فانطلق وانطلق معه بفتاه يوشع بن نون وحملا حوتا في مكتل حتى كانا عند الصخرة
وضعا رؤسهما وناما فانسل الحوت من المكتل فاتخذ سبيله في البحر سربا وكان لموسى وفتاه
عجبا فانطلقا بقية ليلتهما ويومهما فلما اصبح قال موسى لفتاه اتنا غداءنا لقد لقينا من سفرنا
هذا نصبا ولم يجد موسى مسا من النصب حتى جاوز المكان الذي امر به فقال له فتاه ارايت
اذ اوينا الى الصخرة فاني نسيت الحوت قال موسى ذلك ما كنا نبغ فارتدا على آثارهما قصصا
فلما اتيا الى الصخرة اذا رجل مسجى بثوب او قال تسجى بثوبه فسلم موسى فقال الخضر واني بارضك
السلام فقال انا موسى فقال موسى بني اسرائيل قال نعم قال هل اتبعك على ان تعلمني مما علمت
رشدا قال انك لن تستطيع معي صبرا يا موسى اني على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه انت وانت على
علم علمكه الله لا اعلمه قال ستجدني ان شاء الله صابرا ولا اعصي لك امرا فانطلقا يمشيان على
ساحل البحر ليس لهما سفينة فمرت بهما سفينة فكلموهم ان يحملوهما فعرف الخضر فحملوهما
بغير نول فجاء عصفور فوقع على حرف السفينة فنقر نقرة او نقرتين في البحر فقال الخضر يا موسى
ما نقص علمي وعلمك من علم الله الا كنقرة هذا العصفور في البحر فعمد الخضر الى لوح من الواح
السفينة فنزعه فقال موسى قوم حملونا بغير نول عمدت الى سفينتهم فخرقتها لتغرق اهلها
قال الم اقل انك لن تستطيع معي صبرا قال لا تؤاخذني بما نسيت فكانت الاولى من موسى
نسيانا فانطلقا فاذا غلام يلعب مع الغلمان فاخذ الخضر براسه من اعلاه فاقتلع راسه بيده
فقال موسى اقتلت نفسا زكية بغير نفس قال الم اقل لك انك لن تستطيع معي صبرا قال ابن
عيينة وهذا اوكد فانطلقا حتى اتيا اهل قرية استطعما اهلها فابوا ان يضيفوهما فوجدا
فيها جدارا يريد ان ينقض قال الخضر بيده فاقامه قال موسى لو شئت لاتخذت عليه
اجرا قال هذا فراق بيني وبينك قال النبي صلى الله عليه وسلم يرحم الله موسى لوددنا لو صبر
حتى يقص علينا من امرهما ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی مسندی نے انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے
کہا خبر دی مجھکو سعید بن جبیر نے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی

(رجال) ایک شاخ ہے حمیر قبیلہ کی اور نوف منسوب ہے اسکی طرف تابعی ہے دمشق کا رہنے والا فاضل اور عالم تہا
اسرائیلیات کا جاننے والا اور کعب احبار کی بی بی کا بیٹا تہا قسطلانی نے کہا انکے باپ کا نام فضالہ تہا اور وہ قصہ
خوان تہا اور کہتا ہے کہ جو موسے حضرت خضر کے ساتہہ گئے تہے وہ بنی اسرائیل کے موسے تہے علی نبینا و علیہ السلام
(بلکہ وہ موسے بن میشا تہے) ابن عباس نے کہا جہوٹا ہے اللہ کا دشمن **ف** یعنے نوف ابن تین نے کہا ابن عباس
کی یہ غرض نہی کہ نوف کو اللہ کی ولایت (یعنے اسلام) سے خارج کریں لیکن عالموں کے دل ناحق بات سننے سے نفرت
کرتے ہیں تو اس قسم کے الفاظ بطور زجر اور تحذیر کے نکالتے ہیں اور انکی مراد حقیقی معنی نہیں ہوتے میں کہتا ہوں
ہو سکتا ہے کہ ابن عباس نے نوف کے اسلام میں شبہ کیا ہو کیونکہ حر بن قیس کے حق میں انہوں نے یہ کلمہ نہیں کہا
حالانکہ حر نے بہی اسی قسم کا اختلاف کیا تہا (انکی روایت اوپر گذر چکی) اور یہ جو ابن عباس نے اسکو جہوٹا کہا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ عالم جب کسی شخص کی جسے علم ہو ایسی بات سنے جو غلط ہو تو اسکو جہٹلا دے اور اسکی نظیر جناب رسالتماب
کا قول ہے آپنے فرمایا جہوٹ کہا ابو السنابل نے یعنی بیان کی وہ بات جو واقع کے خلاف ہے (فتح الباری) **ت**
حدیث بیان کی ہمسے ابی بن کعب (صحابی مشہور عالم اہل کتاب) نے **ف** اس سے یہ نکلتا ہو کہ ابن عباس کے نزدیک
خبر واحد حجت تہی جب راوی اسکا ثقہ متقن ہو کیونکہ انہوں نے اسکے خلاف کہنے والے کو جہوٹا اللہ کا دشمن قرار دیا اور
اس اسناد میں ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنی عمرو سعید سے اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنی ابن عباس
ابی سے (فتح) مترجم کہتا ہے اس زمانہ میں بہی جو کوئی حدیث صحیح کی خلاف کہے اگرچہ وہ خبر واحد ہو اسکو جہوٹا اللہ
کا دشمن کہہ سکتے ہیں اور جو کوئی خبر متواتر یا مشہور کا خلاف کرے تو اس سے بہی زیادہ مردود اور مطرود ہے البتہ اگر ایک
حدیث صحیح سے استدلال کر کے دوسری حدیث صحیح کا خلاف کرے تو اسپر اعتراض نہیں ہو سکتا پر اگر ایک حدیث صحیح
کا خلاف کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا امام یا پیر یا غوث یا قطب یا ولی یا مولوی یا ملا یا درویش کے قول کی وجہ سے
کرے یا کسی حدیث ضعیف یا منکر یا مرسل یا منقطع کی وجہ سے تو وہ بہی جہوٹا اللہ کا دشمن ہے جو اللہ کا دوست ہے وہ اسکے رسول
کا دوست ہے اور جو اسکے رسول کا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اس دوستی کی نشانی یہی ہے کہ جب حدیث صحیح ملجاوے
تو ساری جہان کے افعال اور اقوال کو طاق پر رکہے اور سارے عالم کے مولویوں اور ملاؤں اور درویشوں اور مجتہدوں کو سلام
کرے اور حدیث پر عمل کرے اور اسکے خلاف کسی کی بات نہ سنے **ف** جناب رسالتماب سرور عالم حضرت رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** خدا انکی غلامی اور آپ کی پیروی ہمکو نصیب کرے اور آپ کی کفش برداری ساری دنیا
کی سلطنت اور حکومت سے ہزاروں لاکہوں درجے بہتر ہے یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ، عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

ف آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہو خطبہ سناتے تھے اونسے
پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے اونہوں نے کہا میں زیادہ عالم ہوں ف یہ کلمہ آیت کے خلاف نہیں
جسمیں یہ ہے کہ میں اپنے سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا کیونکہ مراد حضرت موسیٰ کی اس لفظ سے بھی یہی ہے کہ میں اپنے
علم کے موافق سب سے زیادہ عالم ہوں ہرچند یہ کلمہ حضرت موسیٰ کا صحیح تھا مگر جناب احدیت کو ناگوار گذرا ایسے عالیشان
بندے جیسے حضرت موسیٰ تھے اونکو یہ کہنا تھا کہ پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ عالم ہے نسائی نے عبداللہ بن عتبہ
سے روایت کیا انہوں نے سعید بن جبیر سے اسی اسناد سے کہ حضرت موسیٰ خطبہ میں کھڑے ہوئے اونکے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے
برابر کسی کو علم نہیں ملا اور اللہ جل جلالہ کو یہ خیال معلوم ہو گیا اسنے فرمایا اے موسیٰ بعض بندے میرے ایسے ہیں جنکو میں نے
وہ علم دیا ہے جو تجھکو نہیں دیا ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا اونہوں نے ابی اسحق سے انہوں نے سعید بن
جبیر سے کہ حضرت موسیٰ نے کہا میں اللہ کا جاننے والا اور اسکے حکموں کا پہچاننے والا اپنے سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا
اور مسلم نے دوسرے طریق سے ابو اسحق سے روایت کیا میں نہیں جانتا زمین پر کسی شخص کو جو مجھسے بہتر یا مجھسے زیادہ عالم
ابن منیر نے کہا ابن بطال نے گمان کیا کہ اگر حضرت موسیٰ اس سوال کا جواب نہ دیتے تو بہتر ہوتا میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی
اللہ تعالیٰ کیطرف اسکا علم سونپنا اور یہی بہتر تھا ہر حال میں جواب دیتے یا نہ دیتے اگر وہ یوں کہتے کہ میں ہوں اور اللہ خوب
جانتا ہے تو بھی پروردگار کا عتاب اونپر نہ ہوتا اور عتاب کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اتنا کہا کہ میں سب سے زیادہ عالم ہوں
(فتح الباری) ف تو اللہ تعالیٰ (جل شانہ) نے اونپر عتاب کیا اسوجہ سے کہ انہوں نے اسکا علم خدا کو نہ سونپا ف
حافظ ابن حجر نے کہا عتاب کے معنے یہاں پر یہی مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے شان کے لائق ہیں نہ معنے مشہور عرف میں جو آدمیوں
میں ہوتا ہے یعنی غصہ قسطلانی نے کہا عتاب تغیر نفس ہے اور وہ محال ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوا
انکی اس بات سے مترجم کہتا ہے قسطلانی کا قول میرے نزدیک خلاف تحقیق ہے عتاب اور غضب مثل اور صفات کے
دونوں صفت الٰہی ہیں اور وہ اپنے معنے ظاہر پر محمول ہیں لیکن ہر حال میں یہ معنے ایسا ہی جیسے اللہ جل شانہ کے شان
کے لائق ہے کیونکہ وہ پاک ہے مخلوقات کی مشابہت سے قسطلانی نے صفات اللہ کے باب میں اکثر مقامات میں متاخرین
متکلمین کی پیروی کی ہے اور سلف کا طریقہ یہ نہیں ہے جیسے ہم اور کئی مقامات میں بیان کر چکے اور آئندہ اسکی
تفصیل خدا چاہے تو مذکور ہوگی ف پھر اللہ تعالیٰ نے اونکو وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ ہے جہاں پر دو دریا ملے ہیں وہ
تجھسے زیادہ علم رکھتا ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت خضر نبی ہیں بلکہ نبی مرسل ہیں اسواسطے
کہ اگر حضرت خضر نبی نہ ہوتے تو عالی کی فضیلت اعلیٰ پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے اور زمخشری نے اسی جگہ سے ایک سوال

لکہا ہے کہ یہ موسی کو تعلیم کی حاجت پڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موسے بن میشا تہے جیسے بعضون کا قول ہے کیونکہ نبی کو سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے اپنے زمانے مین پہر اُسکا جواب یہ دیا ہے کہ نبی کو نبی سے علم حاصل کرنے مین کوئی قباحت نہین اس صورت مین ہوسکتا ہے کہ صاحب خضر حضرت موسی علیہ السلام ہون مین کہتا ہون اس جواب مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب نبی کو اپنے زمانے مین سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے تو اگر وہ دوسرے نبی سے علم حاصل کرے تو اپنے زمانے کے سب لوگون سے زیادہ عالم نہ ہوا (اس اعتراض کا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ شاید مخبر کی مراد سب لوگون سے یہ ہو کہ جو نبی نہون) اور حق یہ ہے کہ حدیث مین جو وارد ہوا کہ ایک بندہ تجھسے زیادہ علم رکہتا ہے اسسے مراد یہ ہے کہ ایک طرح کا خاص علم کیونکہ اسی حدیث مین ہے بعد کو کہ حضرت خضر نے کہا مجھے ایک علم ملا ہے اللہ کی طرف سے جو اُسنے مجہکو سکہلایا تم اُسکو نہین جانتے اور تمکو ایک علم ملا ہے جسکو اللہ تعالے نے نہین سکہلایا مین اسکو نہین جانتا اور نبی کو جو اپنے زمانے والون مین سب سے زیادہ علم رکہنا ضرور ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون کیطرف وہ نبی بہیجا جاے تو اُن لوگون مین اُس سے زیادہ کوئی عالم نہ ہو اور حضرت موسی حضرت خضر کیطرف نہین بہیجے گئے تہے تاکہ اُنسے زیادہ عالم ہوتے اس صورت مین کوئی قباحت نہ ہوگی اگر حضرت خضر کو حضرت موسی سے زیادہ علم ہو اگر ہم یون کہین کہ حضرت خضر نبی مرسل تہے یا ایک خاص علم مین وہ حضرت موسی سے زیادہ تہے اگر ہم یہ کہین کہ وہ نبی یا ولی تہے اور اس تقریر سے بہت سے اشکال رفع ہوجاوینگے اور بڑی دلیل حضرت خضر کی نبوت کی یہی ہے کہ اُنہون نے کہا ما فعلتہ عن امری یعنے یہ کام مینے اپنی رائے سے نہین کیے اور ضرور ہے کہ حضرت خضر کے نبی ہونے کا اعتقاد رکہین تاکہ اہل باطل کو دلیل نہ ملے وہ اہل باطل یہ کہتے ہین کہ ولی نبی سے افضل ہے ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ نبی ولی سے افضل ہے (پہر جن صوفیہ نے کہا ہے کہ ولایت کا مرتبہ نبوت سے زیادہ ہے اونکا قول باطل ہے) ابن منیر نے ابن بطال پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اُنہون نے اس مقام مین بہت سے اقوال سلف کے لکہے ہین جن سے علم کا دعوی کرنیکی ممانعت نکلتی ہے اور یہ نکلتا ہے کہ عالم کو لا ادری کہنے مین نہین جانتا کہنا بہتر ہے حالانکہ یہ اقوال اس مقام کے مناسب نہین ہین کیونکہ حضرت موسی سے پیغمبر جلیل الشان کا قول عوام کے اقوال کی طرح نہین ہے اور نہ انہون نے یہ قول اُس نیت سے کہا جس نیت سے عوام کہتے ہین یعنے غرور اور عجب کی راہ سے اسی طرح ابن بطال نے جو اس سے استدلال کیا ہے کہ عقل سے اعتراض شرع پر نہین ہوسکتا یہ بہی غلطی ہے کیونکہ حضرت موسی نے اعتراض ظاہر شرع سے کیا نہ عقل سے بلکہ اسمین یہ دلیل ہے کہ جو فعل ظاہر شرع کے خلاف ہو اُسپر اعتراض کرنا چاہیے اگرچہ باطن مین وہ درست ہو اور یہی نبوت کا طریقہ ہے (فتح الباری) ف حضرت موسی نے (جناب حدیث سے) عرض کیا مین کیونکر اُس سے ملونگا

پہر پوچھون حکم ہوا ایک مچھلی زنبیل میں لے (یہ مکتل کا ترجمہ ہے اور مکتل کہتے ہین اُس زنبیل کو جسمین پندرہ صاع سماوے
مین) پہر جب تو کہووے اس مچھلی کو تو وہ بندہ (جو تجہہ سے زیادہ علم رکہتا ہے) وہین ملیگا ف قسطلانی نے
کہا حضرت موسیٰ کو حکم ہوا جہان پر دو دریا ملے ہین وہان جائیگا اور ان دو دریاؤن سے مراد بحر فارس اور روم کے دریا ہین
مشرق کی طرف یا افریقیہ مین یا طنجہ مین آ کہ یہ جو فرمایا کہ وہ بندہ تجہہ سے زیادہ علم رکہتا ہے یعنی ایک شی خاص کا جیسے
آگے حضرت خضر کا قول اسپر دلالت کرتا ہے اور ہمین شک نہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر سے افضل تہے
باعتبار خصوصیات رسالت اور کلام الٰہی اور نزول توراۃ وغیرہ کے اور اس لحاظ سے بہی کہ بنی اسرائیل کے تمام مجتہد
انکی شریعت مین داخل تہے اور انکے احکام کے پابند تہے یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی اور خضر کا انتہا مرتبہ
یہ ہوگا کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے برابر ہونگے اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبرون مین افضل ہین اور اگر
ہم یہ کہین کہ خضر نبی نہ تہے بلکہ ولی تہے تو نبی افضل ہے ولی سے اور یہ حکم یقینی ہے اور اسکے خلاف جو کہے کہ ولی افضل
ہے نبی سے وہ کافر ہے کیونکہ یہ مسئلہ شرع سے ثابت ہو چکا ہے اور حضرت موسیٰ کا قصہ حضرت خضر کے ساتھ صرف
حضرت موسیٰ کے امتحان کے لیے تہا تاکہ پہر وہ ایسے بات منہہ سے نہ نکالین اپنے تئین ت پہر حضرت موسیٰ ع چلے
اپنے جوان حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیکر اور مچہلی کو ایک زنبیل مین رکہہ لیا یہانتک کہ صخرہ (پتہر) کے
پاس پہنچے (جو مجمع البحرین کے کنارے پر تہا اور جہان حضرت خضر کے ملنے کا وعدہ تہا) وہان ان دونون نے اپنا سر رکہا
سو گئے پہر مچہلی زنبیل سے باہر نکلی اور دریا مین اُسنے اپنا رستہ پکڑا ف قسطلانی نے کہا اس مچہلی مین نمک لگا ہوا
تہا اور یہ مردہ تہی سوکہی ہوئی لیکن اُسپر آب حیات گرا صخرہ کی جڑ مین سے اور وہ زندہ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ
نے مچہلی پر سے پانی کا بہنا روک لیا اور طاق کی طرح وہ پانی کہڑا ہوگیا اور پانی کے اندر اسکے لیے رستہ بن گیا
ف اور یہ (یعنے مچہلی کا زندہ ہونا اور پانی کا بہنا اُسپر سے رک جانا) حضرت موسیٰ اور انکے جوان کے لیے ایک
تعجب تہا خیر پہر وہ دونو چلے جسقدر رات باقی رہی تہی اور سویرے اور دن مین ف امام مسلم کی روایت مین اور خود
مؤلف کی روایت مین باب التفسیر مین یون ہے کہ وہ دونو چلے باقی دن مین اور رات مین اور یہی صحیح ہے تو پہر
روایت مین قلب ہوگیا ہے یعنی لیلتہما کو یومہما کی جگہہ رکہہ دیا ہے اور یومہما کو لیلتہما کی جگہہ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ
آگے یہ مذکور ہے جب صبح ہوئی حالانکہ صبح رات ہی کے بعد ہوتی ہے نہ دن کے بعد حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے
کہ قلب نہوا اور صبح سے یہ غرض ہو کہ اوس دن کے بعد جو رات ہوئی اسکی صبح کو یعنے جب دن ساری دن چلے تہے ت جب
صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا ہمارا صبح کا کہانا سامنے لا ہم تو اس سفر سے تہک گئے اور حضرت

سوسی اور ابھی نہین تہکے تہے مگر اسوقت سے جب اسجگہہ سے آگے بڑہ گئے تہے جہان تک جانیکا حکم تہا (یہی ایک
قدرت الٰہی تہی) انکے جوان نے کہا تم تبلاؤ جب ہم صخرہ کے پاس ٹہیرے تہے تو مین مچہلی کو گم کر دیا مین اسکا ذکر
کرنا بہول گیا (ابن عساکر کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ شیطان نے اسکا ذکر مجہکو بہلا دیا اور عاجزی ہی تہی حضرت یوشع
کی کہ بہولنیکی نسبت شیطان کی طرف کی) حضرت موسی نے کہا ہم تو یہی چاہتے تہے (یعنے اسی تلاش مین تہے کہ دیکہین
مچہلی کہان گم ہوتی ہی وہین ہمارا مقصد ہی) پہر دونون لوٹے اپنے پانون کے نشانون پر جب صخرہ کے پاس آئے تو دیکہا
ایک شخص کہ وہ ایک کپڑا اوڑہے ہوئی ہین (یعنے سورہے ہین) حضرت موسی علیہ السلام نے سلام کیا حضر علم نے کہا تمہارے
ملک مین سلام کہانسے آیا **ف** مولف نے کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے تمہارے ملک مین سلام کہان ہی مطلب حضرت
خضر کا یہ تہا کہ اس ملک مین سلام کا رواج نہین شاید وہ ملک دار الکفر ہوگا یا اس ملک مین سلام علیک کے بدلے اور
کوئی لفظ کہتے ہونگے اس سے یہ نکلا کہ پیغمبرون کو بہی غیب کا علم نہین ہے یعنی غیب کی کوئی بات نہین جانتے مگر جو اللہ تعالی
انکو بتلا دیتا ہے اسکو جان لیتے ہین کیونکہ اگر خضر کو بہی غیب کی ہر ایک بات معلوم ہوتی تو وہ حضرت موسے کو پہلی ہی سے
پہچان لیتے (فتح الباری) **ف** حضرت موسی نے کہا مین موسی ہون حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسی
انہون نے کہا ہان پہر حضرت موسی نے کہا مین تمہارے ساتہہ رہ سکتا ہون اسلیے کہ تم مجہکو سکہلاؤ اس ہدایت کی باتون
مین سے جو اللہ جلنے تمکو سکہلائی ہین **ف** قسطلانی نے کہا اگرچہ حضرت موسی نبی اور صاحب شریعت تہے مگر جو امر انکی
شریعت سے متعلق نہ تہا اوسکے سیکہنے سے کوئی قباحت لازم نہین آئی کیونکہ رسول اصول دین مین مرسل الیہم سے زیادہ عالم ہونا
ضروری ہی اور حضرت موسے نے یہان بڑا تواضع اور ادب برتا کیونکہ انہون نے اپنے تئین بے علم قرار دیا یہ کلام صوفیہ کا
ہے اور اسکے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسی حضرت خضر کیطرف ہی بہیجے گئے تہی یعنے حضرت خضر بہی انکی امت
مین تہے حالانکہ ایسا نہین ہے پہر اگر حضرت خضر علم مین حضرت موسی سی زیادہ بہی ہون تب بہی کوئی اشکال نہین **ت**
حضرت خضر نے کہا تم میرے ساتہہ صبر کر سکوگے (کیونکہ میرے کام ظاہر مین خلاف شرع ہوتے ہین پر باطن مین شرع کے
موافق اور بہ حکم الٰہی ہوتے ہین) ای موسی اللہ تعالی نے مجہکو ایک علم سکہلایا ہے جسکو تم نہین جانتے (یعنے اوتنا نہین
جانتے جتنا مین جانتا ہون) اور تمکو ایک علم دیا ہے جسکو مین نہین جانتا (یعنے اوتنا نہین جانتا جتنا تم جانتے ہو
کیونکہ شرع کی ضروری باتین اور احکام تو حضرت خضر کو بہی معلوم ہونگے اسیطرح حضرت موسی بہی بقدر ضرورت علم
باطن سے مطلع تہی پر حضرت خضر کیطرح اوس فن کے ماہر نہ تہے) حضرت موسی نے کہا اگر خدا چاہے تو تم مجہکو صبر کرنیوالا
پاؤگے (یعنے مین تم پر اعتراض نہ کرونگا) اور مین تمہاری نافرمانی کسی کام مین نہ کرونگا **ف** یہ ادب ہے شاگرد کا

استاد کے ساتھ اور مرید کا پیر کے ساتھ کہ اسکے سامنے خاموش اور فوراً اعتراض نہ کرے اور جو وہ حکم دیوے اسکی
اطاعت کرے مگر شرط یہ ہے کہ پیر اور استاد کا حکم شرع کے خلاف نہو اگر شرع کے خلاف ہو تو ہرگز نہ ماننا چاہیے ف
خیر پھر دونوں یعنے حضرت موسی اور خضر علیہما السلام چلے (اور حضرت یوشع بھی اونکے ساتھ تھے پر اونکا ذکر نہ کیا کیونکہ
وہ تابعین میں تھے) پاؤں پاؤں چل رہے تھے سمندر کے کنارے اور کوئی کشتی اونکے پاس نہ تھی اتنے میں ایک کشتی اونکے سامنے
سے نکلی (حضرت موسی اور حضرت خضر اور یوشع علیہم السلام) ان لوگوں نے کشتی والوں سے گفتگو کی کشتی والوں نے
حضرت موسی اور حضرت خضر کو بے کرایہ سوار کر لیا (یہاں یوشع کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ تابع تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ
وہ سوار نہ ہوئے ہوں) پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اوسنے ایک چونچ یا دو چونچیں پانی سمندر میں (پانی
پیا) حضرت خضر نے کہا اے موسے میرا اور تمہارا علم ان دونوں علموں نے اللہ کے علم میں سے اتنا کم کیا ہے جتنا اس
چڑیا کی ٹھونگ نے سمندر میں ف حافظ ابن حجر نے کہا اس عبارت کا ظاہر مطلب مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ
کا علم کم نہیں ہو سکتا تو مطلب اسکا یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا
نے سمندر میں سے اور اس سے بہتر یہ تاویل ہے کہ علم سے مراد معلوم ہو یعنے تمہارے اور میرے علم نے اللہ کے معلومات میں سے
اتنے لیے ہیں جتنا پانی اس چڑیا نے سمندر سے لیا ہے اسمعیلی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس چڑیا کے پانی پینے سے سمندر بالکل
نہیں گھٹا اسیطرح میرے اور تمہارے علم سے اللہ تعالے کا علم کم نہیں ہوا اور ابن جریج کی روایت میں وہ عبارت ہے
جسمیں کچھ اشکال نہیں اور صحیح یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم ایسا ہے جیسے وہ پانی جو چڑیا کے منہ میں گیا سمندر کے
سامنے اور یہی مطلب ہے اس عبارت کا بھی جو اس روایت میں ہے اور اس قصے میں کئی فائدے ہیں وہ یہ ہیں
کہ اللہ تعالے اپنے ملک میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور یہ مخلوقات ہیں جیسا چاہتا ہے نفع یا نقصان ویسا
حکم کرتا ہے عقل کو اسکے کاموں میں کچھ دخل نہیں اور اسکے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں بلکہ مخلوقات پر رضا اور
تسلیم واجب ہے کیونکہ عقلیں عاجز ہیں اسکے اسرار ربوبیت دریافت کرنے سے پس اسکے حکم میں نہ چون ہو
سکتا ہے نہ چرا جیسے اسکے وجود میں کہاں اور کیسے نہیں ہو سکتا مترجم کہتا ہے یہ اخیر کا فقرہ غلط ہے حدیث
شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے پوچھا ہمارا پروردگار کہاں ہے اور جناب سرور عالم نے خود لونڈی سے پوچھا اللہ
کہاں ہے پس یہ سہو ہے حافظ ابن حجر سے رحمہ اللہ تعالے حافظ ابن حجر نے یہ بھی نکالا کہ عقل سے حسن و قبح
معلوم نہیں ہو سکتا اور حسن اور قبح دونو شرع سے معلوم ہوتے ہیں تو جس چیز کی شرع نے تعریف کی وہ حسن ہے
اور جس چیز کی برائی کی وہ قبیح ہے اللہ تعالے جو کام کرتا ہے کوئی کام اوس کا حکمت اور فائدے سے

سے خالی نہیں پھر سب کام اسکی مرضی پر موقوف ہیں کوئی اسپر جبر کرنیوالا یا زور ڈالنے والا نہیں ہے نہ کوئی کام
اوسپر واجب یا لازم ہے بلکہ جیسا اسکی علم میں آچکا ہے اُس موافق وہ کرتا ہے اُسکا حکم نافذ ہے اسکی حکمت یا
بھید کو بعض آدمی بعض کاموں میں سمجھ سکتے ہیں اور بہت سے کاموں میں عقل حیران ہوتی ہے اسلیے آدمی کو لازم ہے کہ
اعتراض سے بچے کیونکہ اعتراض کا انجام خرابی اور بربادی ہے اور یہاں ہم دو غلطیاں لوگوں کی بیان کرتے ہیں
پہلی غلطی یہ ہے کہ بعض جاہل یہ سمجھے ہیں کہ حضرت خضرؑ موسیٰ سے افضل تھے اونکی دلیل یہی قصہ ہے اور یہ اُس
جاہل کی قصور نظر ہے اوسنے حضرت موسیٰ کے مراتب اور مناصب پر نظر نہیں کی خصوصیت رسالت اور سماع کلام اللہ
اور عطا توراۃ وغیرہ وغیرہ حضرت موسیٰ کے بیشمار فضائل ہیں اسکے سوا ایک فضیلت بڑی یہ ہے کہ تمام نبی بنی اسرائیل
کے پیغمبر اونکی شریعت میں داخل ہیں اور اونکے دین کے احکام کے پابند ہیں یہانتک کہ حضرت عیسیٰ بھی اور اسکی دلیلیں قرآن
میں بہت ہیں اور یہ آیت کافی ہے یَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي اونکی فضیلت کے
لیے اور احادیث انبیا میں حضرت موسیٰ کے وہ فضائل مذکور ہونگے جو کافی ہیں اور خضر اگر نبی بھی ہوں تو وہ بالاتفاق
رسول نہیں ہیں اور رسول افضل ہے اُس نبی سے جو رسول نہو اور اگر ہم یہ بھی کہیں کہ حضرت خضر رسول تھے تب بھی حضرت
موسیٰ کی رسالت اونسے بڑی ہوئی ہے پس یہی افضل ہونگے اور حضرت خضرؑ کی انتہا یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک
پیغمبر کے برابر ہونگے تب بھی موسے افضل ہونگے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور جو ہم یہ کہیں کہ
خضر نبی نہیں ہیں بلکہ ولی ہیں تو نبی ولی سے افضل ہے اور یہ یقینی امر ہے عقلاً اور نقلاً اور اسکے خلاف جو کہے
وہ کافر ہے دوسری غلطی وہ ہے جو بعض ملحد بیدینوں نے کی انہوں نے ایک راہ ایسی نکالی جس سے احکام شریعت بالکل چھٹ
ہوجاتے ہیں انہوں نے کہا حضرت خضر اور موسیٰ کے قصے سے یہ نکلتا ہے کہ شریعت کے احکام عوام اور غبیا احمقوں کے
لیے ہیں اور جو لوگ اولیا ہیں یا خاصان حق ہیں اونکو ان نصوص شرعیہ کی احتیاج نہیں اونکے دل صاف ہیں وہ اسرار
کائنات اور احکام جزئیہ سے واقف ہو جاتے ہیں علم ربانی اور حقائق الٰہی کی وجہ سے پس وہ بے پرواہ ہیں احکام
شرعیہ سے جو کلی ہیں جیسے خضر کا حال تھا وہ ان علموں سے بے پرواہ تھے جو موسیٰ کو ملے تھے اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث
پوچھ اپنے دل سے اگرچہ لوگ تجھے فتوے دیویں قرطبی نے کہا یہ قول بیدینی اور کفر ہے کیونکہ یہ انکار ہے شریعت کا اور اللہ
تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ اسکے پیام اور اسکے پیغمبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہیں اور اللہ نے حکم کیا اپنے بندوں کو پیغمبران
کی اطاعت کرنیکا اور اسپر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے پھر جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ ان احکام پہچاننے کا ایک اور
رستہ ہے سوا پیغمبروں کے رستہ کے وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا اور اس سے توبہ بھی نہ لی جاویگی کیونکہ ایسے شخص نے گویا نبوت

کا دعویٰ کیا اور ہم نے اس مذہب کے بعض لوگوں کا حال سنا وہ کہتے ہیں ہم کوئی بات مردوں سے نہیں لیتے بلکہ اس سے لیتے ہیں جو زندہ ہے کبھی نہیں مریگا یعنے خدا سے بلا واسطہ) اور یہ کفر ہے باتفاق علما اور جس شخص نے حضرت خضرؑ کے قصہ سے یہ دلیل لی کہ ولی کو خلاف شرع کرنا درست ہے وہ بھی گمراہ ہوا اور اسکی دلیل صحیح نہیں کیونکہ حضرت خضر نے شرع کے خلاف کوئی کام نہیں کیا کشتی کا تختہ توڑنا ایک ظالم کے ظلم سے غریبوں کو بچانے کے لیے پہر اسکا جوڑ دینا نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل اور یہ مسلم کی روایت سے نکلتا ہے کہ جب وہ کشتی بیگار پکڑنے والوں سے چھٹ گئی تو حضرت خضر نے وہ تختہ پہر جوڑ دیا اور بچہ کا قتل رہ شاید اس شریعت میں اس مصلحت سے جائز ہوگا کہ والدین تباہ اور کافر ہو جاویں اور دیوار کا اٹہا دینا تو عین احسان ہے برائی کے بدلے اور حضرت موسیٰ کا اعتراض صرف ظاہر کے رو سے تھا بطور صلاح اور رواسے کے (فتح الباری مختصرًا) ف پہر حضرت خضرؑ نے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا اسکی تختوں میں حضرت موسیٰ نے کہا ان لوگوں نے تو ہمکو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے انکی کشتی پہاڑ ڈالی تاکہ کشتی والوں کو ڈبو دو حضرت خضرؑ نے کہا میں نے نہیں کہا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے حضرت موسیٰ نے کہا مت پکڑو مجھکو بہول پر تو یہ پہلا اعتراض حضرت موسیٰ کا بہولکر تہا پہر دونو چلے (کشتی سے اترنے کی بعد) ایک لڑکا لڑکوں کے ساتھ کہیل رہا تہا حضرت خضر نے اسکا سر اوپر سے پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اسکا سر اکھاڑ ڈالا (اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا سر کاٹ ڈالا) حضرت موسیٰ نے کہا تم نے ایک بے قصور جان کو بغیر جان کے بدلے مارا حضرت خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے ابن عیینہ نے کہا اس کلام میں زیادہ تاکید ہے پہلے سے (کیونکہ اسمیں لک زیادہ ہی) پہر دونو چلے یہانتک کہ ایک گانوں والوں کے پاس آئے اونسے کہانا مانگا گانوں والوں نے کہانا کہلانے سے انکار کیا (حالانکہ اس گانوں میں کہیں ٹہیرنے اور سونے کی جگہہ نہ تھی اور سردی بھی تھی رات کا وقت تہا) پہر دونوں نے دیکھا ایک دیوار جو اس گانوں میں وہ گرنے کی قریب تہی حضرت خضر نے اپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا اور اسکو سیدہا کر دیا حضرت موسیٰ نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے (گانوں والوں سے) حضرت خضر نے کہا یہ جدائی ہے مجہہ میں اور تم میں (یعنے یہ اعتراض سبب ہے جدائی کا یا یہ وقت جدائی کا وقت ہے یعنے اب پہر تمہارا ساتھ ہو چکا تم اعتراض سے باز نہیں آتے) حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰ پر ہمکو آرزو ہے کاش موسیٰ صبر کرتے اور اعتراض نہ کرتے) تاکہ اور قصے اون دونوں کے ہمسے بیان کیے جاتے ف قسطلانی نے کہا قرطبی نے حکایت کی کہ جب موسیٰ نے بچہ کے مارنے پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اس بچہ کا بایاں کاندہا کہولا اوسکی ہڈی کو گوشت سے جدا کیا اوس پر لکہا تہا کہ یہ کافر ہے اللہ پر کبہی ایمان نہ لاویگا اور اس حدیث کو امام بخاری نے دس مقام سے زیادہ میں

نکالا ہے انتہے **باب** مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا ایک شخص کھڑے کھڑے ایک عالم سے مسئلہ پوچھے اور وہ بیٹھا ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب کے لانے سے یہ غرض ہے کہ عالم اگر بیٹھا ہو اور اسکے سامنے کوئی شخص کھڑا ہو کر اس سے مسئلہ پوچھے تو اسمین قباحت نہین بشرطیکہ عالم غرور کے راہ سے ایسا نہ کرے اور یہہ صورت اس حدیث مین داخل نہین ہے جس مین یہ ہے کہ جس شخص کو لوگون کا سامنے کھڑے ہونا پسند ہو وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنا لیوے **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ قَالَ اَخْبَرَنِي جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ اَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهٗ قَالَ وَمَا رَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ قَائِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان بن ابی شیبہ نے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو جریر بن عبد الحمید نے اونہون نے روایت کی منصور بن معتمر سے اونہون نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے ابو موسی (عبد اللہ بن قیس اشعری رض) سے اونہون نے کہا ایک شخص جناب سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (قربان آپکے) اللہ کی راہ مین لڑنا کون سا ہے کیونکہ کوئی ہم مین سے لڑتا ہے غصے سے اور کوئی غیرت سے (اور کوئی قوم کی بھلائی کے لیے اور کوئی ملک کی بھلائی کے لیے) یہہ سنکر حضرت نے اپنا سر اوٹھایا اوسکی طرف ابو موسی نے کہا (یا اور کسی راوی نے) آپنے سر اسواسطے اوٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا تھا اور آپ بیٹھے تھے (اسی فقرہ سے ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے) پھر آپنے فرمایا جو کوئی لڑے اسلیے کہ اللہ کا کلمہ (یعنے دین اسلام کا یا کلمۂ اخلاص) بلند ہو (اور کفر کا کلمہ پست ہو یعنے دین کے لیے لڑے کفر مٹانے کو) وہ اللہ کی راہ مین ہے

ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ جوامع الکلم مین سے ہے آپنے ایسا جواب دیا کہ سوال سے زیادہ مطالب کو شامل ہے اور حدیث سے انما الاعمال بالنیات کی حدیث کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاجتمند اگر سامنے کھڑا رہے تو برا نہین بشرطیکہ جسکے سامنے کھڑا ہو اسکے دل مین غرور کا خیال نہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد وہی ہے جو اللہ کا دین بلند کرنے کے لیے لڑے اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الجہاد مین آویگی اگر خدا چاہے (فتح) قسطلانی نے کہا جو شخص ثواب کے واسطے اللہ کی رضامندی کے لیے لڑے وہ بھی اس مین داخل ہے کیونکہ وہ بھی بلند کرتا ہے اللہ کے کلمہ کا اور اس جواب نے سوال کا سینے جمع کر لیا کیونکہ غضب (غصہ) اور غیرت کبھی اللہ کے لیے ہوتے ہین کبھی دنیا کے لیے تو آپنے مختصر جواب دیدیا اسلیے کہ اگر غصے کی تقسیم کرتے تو طول ہوتا اور شاید وہ نہ سمجھتا اب اگر کوئی کہے کہ سوال تو لڑائی سے تھا اور جواب مین لڑنے والے کا ذکر ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جواب سے لڑائی اور لڑنے والا

دونون کا حال معلوم ہوتا ہے یا سوال قتال بمعنے مقاتل کے ہو سکتے

باب السؤال والفتيا عند رمي الجمار

کنکریان مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ عالم اگر عبادت مین مشغول ہو تو یہ سوال کا مانع نہین بشرطیکہ اوسمین غرق نہ ہو اور رمی جمار وغیرہ مناسک حج مین کلام جائز ہے اور یہ حدیث باب الفتیا علے الدابہ مین گذر چکی **حدثنا** ابو نعيم قال حدثنا عبد العزيز بن ابي سلمة عن الزهري عن عيسى بن طلحة عن عبد الله بن عمرو قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم عند الجمرة وهو يسئل فقال رجل يا رسول الله نحرت قبل ان ارمي قال ارم ولا حرج قال آخر يا رسول الله حلقت قبل ان انحر قال انحر ولا حرج فما سئل عن شيء قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے (ابو سلمہ انکے دادا کا نام ہے اور باپ کا نام عبد اللہ ہے اور ابو سلمہ کا نام ماجشون ہے) اونہون نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہون نے عیسے بن طلحہ (بن عبید اللہ قرشی تیمی) سے اونہون نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رض) سے اونہون نے کہا مینے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو جمرہ (عقبہ) کے پاس دیکھا اور آپ سے سوال ہو رہے تھے (یعنے لوگ دین کی باتین پوچھ رہے تھے) ایک شخص بولا یا رسول اللہ مینے نحر کیا (اونٹ کاٹا) کنکر مارنے سے پہلے آپ نے فرمایا کنکر مارلے اور کچھ حرج نہین دوسرا بولا یا رسول اللہ مینے سر منڈا لیا نحر کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا نحر کرلے اور کچھ حرج نہین پھر آپ سے کسی بات کی آگے یا پیچھے کرنیکا سوال نہین ہوا مگر آپ نے یہی فرمایا کہ کر لے اور کچھ حرج نہین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہان بعض لوگون نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق نہین کیونکہ ترجمہ باب مین رمی کے وقت جواب اور سوال کا ذکر ہے اور حدیث مین صرف یہ ہے کہ آپ اوسوقت جمرہ کے پاس تھے اور اسکا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر عموم لفظ سے استدلال کرتے ہین تو جمرہ کے پاس سوال ہونا شامل ہے رمی کیوقت یا اسکے بعد سوال کرنیکو انتہے مختصراً

باب قول الله تعالى وما اوتيتم من العلم الا قليلا

اس آیت کا بیان کہ تمکو علم نہین ملا مگر تھوڑا علم **حدثنا** قيس بن حفص قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الاعمش سليمان عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله قال بينا انا امشي مع النبي صلى الله عليه وسلم في خرب المدينة وهو يتوكأ على عسيب معه فمر بنفر من اليهود فقال بعضهم لبعض سلوه عن الروح وقال بعضهم لا تسئلوه لا يجيء فيه بشيء تكرهونه فقال بعضهم لنسئلنه فقال يا ابا القاسم ما الروح فسكت فقلت انه يوحى اليه

فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ فَقَالَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هِيَ كَذَا فِي قِرَاءَتِنَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے قیس بن حفص (ابن قعقاع دارمی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد (ابن زیاد بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش سلیمان (بن مہران) نے اونہوں نے روایت کی ابراہیم (بن یزید نخعی) سے اُنہوں نے علقمہ بن قیس (نخعی) سے اُنہوں نے عبد اللہ (بن مسعود رض) سے اُنہوں نے کہا ایک بار مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا مدینہ کے اجاڑ مکانون مین (یہ ترجمہ خرب کا ہے خا معجمہ سے اور بعض روایتون حرث ہے حا مہملہ اور ثائے مثلثہ سے تو ترجمہ ہوگا مدینہ کے کہیتون مین) اور آپ ٹیکا لگاتے تھے کہجور کی ایک چہڑیکا جو آپکے ساتھ تھی پہر آپ چند یہودیون کے سامنے سے گذرے (چند نفر کا ترجمہ ہے اور نفر کہتے ہین تین سے دس آدمیون تک کو حافظ ابن حجر نے کہا مجھے اون یہودیون کے نام معلوم نہین ہوئے) تو یہودیون مین سے بعضون نے بعضون سے کہا آپسے سوال کرو روح کیا ہے (یعنے جان کی حقیقت پوچھو) اور بعضون نے کہا مت سوال کرو آپسے ایسا نہو کہ آپ ایسی بات فرماوین جو تمکو بری معلوم ہو پہر اُن مین سے بعضون نے بعضون سے کہا (قسم خدا کی) ہم تو آپسے ضرور پوچہینگے روح کو پہر ایک شخص اونمین کا کہڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابو القاسم روح کیا چیز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اونہون نے روح کی حقیقت پوچھی جو جاندار مین ہے اور بعضون نے کہا روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام مین اور بعضون نے کہا حضرت عیسے علیہ السلام مین اور بعضون نے کہا روح سے مراد قرآن ہے اور بعضون نے کہا خلق عظیم روحانی اور بعضون نے اور کچھہ کہا اور اسکی تفصیل کتاب التفسیر مین خدا چاہے تو آویگی اور وہان ہم یہ بھی بیان کرینگے کہ روح حیوانی مین لوگون نے کیا کیا کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسکی حقیقت خدا ہی جانتا ہے انتہے قسطلانی نے کہا یہود نے قریش کے لوگون سے کہا اگر آپ روح کی حقیقت بیان کرین تو آپ نبی نہین مین اور اسیواسطے بعض یہود نے کہا تم آپسے مت پوچھو ایسا نہو کہ آپ اسکی حقیقت بیان نہ کرین اور ایک دلیل آپکی نبوت کی معلوم ہو اور یہ امر یہود کو ناگوار تہا انتہے **ف** یہ سنکر آپ چپ ہو رہے (ابن مسعود رض نے کہا) مین نے یہ کہا کہ آپ پر وحی آرہی ہے پہر مین کہڑا ہو گیا (آپکے اور یہود کے بیچ مین یا اسلیے کہ میرے بیٹھنے سے آپکو تکلیف ہو) پہر جب وحی کی حالت جاتی رہی (اور اسکی سختی جاتی رہی) آپنے فرمایا وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ اخیر تک یعنے پوچھتے ہین تمسے روح کو تم کہدو روح میرے رب کا ایک حکم ہے **ف** یعنے اسکی ایک مخلوق ہے جو اسکے حکم سے پیدا ہوئی اور اسکی حقیقت اسی کو خوب معلوم ہے یہ جواب ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسے علیہ السلام نے فرعون کو دیا جب اُسنے خداوند کریم

کی حقیقت پوچھی حضرت موسی نے کہا وہ آسمانون اور زمین کا اور جو چیزین اون دونون مین ہین اونکا مالک ہے
بیان کی صفت اوسکی کیونکہ حقیقت اوسکی وہی جانتا ہے اور بعضون نے کہا کہ آپنے روح کی حقیقت اسلیے بیان نہ
کی کہ یہود کے نزدیک آپکی نبوت ثابت ہو جاوے کیونکہ انہون نے اسکی حقیقت بیان نہ کرنا نبوت کی نشانی قرار دی
تھی اور روح کی حقیقت مین اگلے اور پچھلے عالمون اور حکیمون کا بہت اختلاف ہے لیکن اکثر متکلمین اہلسنت
اسبات کے قائل ہین کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن مین ہر رگ و ریشہ مین اسطرح سے پھیلا ہوا ہے جیسے گلاب
مین پانی اور شیخ کی نے کہا روح وہ سانس ہے جو اندر جاتی اور باہر نکلتی ہے (قسطلانی) ف اور نہین
ملا اونکو مگر تھوڑا علم یعنی اللہ تعالے کے معلومات مین سے بہت تھوڑی چیزین آدمیون کو معلوم ہین اعمش
نے کہا ایسا ہی ہے ہماری قرات مین یعنے وما اوتوا اور اکثر قاریون نے وما اوتیتم پڑھا ہے اور یہی مشہور
ہے

باب مَن تَرَكَ بَعضَ الاختِيارِ مَخَافَةَ اَن يَقصُرَ فَهمُ بَعضِ النَّاسِ عَنهُ فَيَقَعُوا فِي اَشَدَّ مِنهُ

ایک بہتر اور افضل بات کو اس ڈر سے نہ کرنا کہ بعضے لوگ اسکو نہ سمجھین اور اسکے نہ کرنے سے وہ کسی گناہ مین پڑ جاوین

حَدَّثَنَا عُبَيدُ اللهِ بنُ مُوسَى عَن اِسرَائِيلَ عَن اَبِي اِسحٰقَ عَنِ الاَسوَدِ قَالَ قَالَ لِي ابنُ الزُّبَيرِ كَانَت عَائِشَةُ تُسِرُّ اِلَيكَ كَثِيرًا فَمَا حَدَّثَتكَ فِي الكَعبَةِ قُلتُ قَالَت لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَولَا قَومُكِ حَدِيثٌ عَهدُهُم قَالَ ابنُ الزُّبَيرِ بِكُفرٍ لَنَقَضتُ الكَعبَةَ فَجَعَلتُ لَهَا بَابَينِ بَابٌ يَدخُلُ النَّاسُ وَبَابٌ يَخرُجُونَ فَفَعَلَهُ ابنُ الزُّبَيرِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسے (عبسی کوفی) نے انہون نے روایت کی اسرائیل بن یونس بن ابی اسحق سبیعی سے اونہون نے اپنے دادا ابو اسحق سے انہون نے اسود ابن یزید بن قیس نخعی سے اونہون نے کہا مجھسے عبد اللہ بن زبیر نے کہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی تم سے بہت باتین چھپا کر کہتی تہین تو کیا حدیث بیان کی تمسے کعبہ کے بابمین مین نے کہا حضرت عائشہ رض نے مجھسے بیان کیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا زمانہ نیا ہوتا ابن زبیر نے کہا یعنے کفر کا زمانہ (مطلب یہ ہے کہ اگر قریش کے کفر کا زمانہ قریب نہ گذرا ہوتا بلکہ اونکا اسلام پرانا ہو گیا ہوتا) البتہ مین توڑتا کعبہ کو اور اسمین دو دروازے کرتا ایک دروازہ تو لوگون کے اندر جانے کے لیے اور ایک دروازہ باہر نکلنے کے لیے پھر ابن زبیر نے (یہ حدیث اسود سے سنکر) ایسا ہی کیا ف یعنے کعبہ کو توڑا اور اوسمین دو دروازے نصب کیے ایک شرقی اور ایک غربی اور جیسا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا اسکے مطابق بنایا اور ویسا ہی جو تہی بار تہی لیکن حجاج ظالم نے حسد کی راہ سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کر دیا جیسا

جاہلیت کے زمانہ مین تہا حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب الحج مین ہوگا اور ترجمہ
باب اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ قریش کے دلون مین کعبہ کی بڑی عظمت تہی اسلیے حضرتؐ کو ڈر ہوا اگر
کعبہ کو توڑین تو کہین قریش آپکی نسبت بدگمانی کرین کہ آپنے یہ کام فخر کی راہ سے کیا اور اس گمان کے سبب سے
وہ تباہ ہون تو اس بڑے فساد کو روکنے کے لیے چہوٹا فساد گوارا کیا یعنے کعبہ کا نہ توڑنا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ
اگر فساد کا ڈر ہو تو ایک بہتر یا افضل کام کو ترک کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ فساد اس کام کے ترک سے بڑا ہو اور یہ بہی نکلتا
ہے کہ اگر کسی بڑے گناہ مین پڑ جانے کا ڈر ہو تو چہوٹے گناہ کی ممانعت سے باز رہ سکتے ہین اور یہ بہی نکلتا ہے کہ
امام اپنی رعیت کا انتظام جسطرح مناسب اور قرین مصلحت ہو کر سکتا ہے اگرچہ جو کام امام اختیار کرے وہ دوسرے کام
سے جسکو ترک کرے کم درجہ کا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ حرام اور خلاف شرع نہ ہو مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے یہ بہی نکلتا
ہے کہ کسی امر مستحب یا سنت کے فعل سے اگر جاہل اس قسم کے فساد پر آمادہ ہوتے ہون جنکی وجہ سے کوئی امر حرام واقع ہونے
کا اندیشہ ہو جیسے مسلمان کو مارنا یا زخمی کرنا یا قرآن یا حدیث شریف کی نسبت بے ادبی کرنا یا مسلمانون کی جماعت میں تفرقہ
پہونچتا ہو تو اس امر مستحب یا سنت کو بطریق مصلحت ترک کر سکتے ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ ان جاہلون کو نرمی اور ملائمت سے
سمجہا دین اور جو کام حدیث شریف سے ثابت ہو اسکے کرنیکی ترغیب دلاوین اور یہ جو بعضے لوگ دلیل لاتے ہین
کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے اسکو سو شہید کا ثواب ہے اور جو شخص میری مری ہوئی
سنت کو جلاوے آخیر تک تو یہ استدلال ایسے مقام مین جہان فساد عظیم اور تباہی اہل اسلام کا خوف ہو درست نہین
کیونکہ یہان حضرتؐ کی سنت یہی ہے کہ مصلحت پر عمل کیا جاوے اور ایک امر خفیف کے لیے امر عظیم سے بچاؤ کیا جاوے
جیسے احادیث کثیرہ سے مستفاد ہے امام بخاری نے اس باب مین بیان کی واللہ اعلم **باب** مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا
دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَّا يَفْهَمُوْا علم کی بعضی باتین جیسے لوگون کو بتانا اور بعض لوگون کو نہ بتانا
اس خیال سے کہ انکی سمجہہ مین نہ آوین گی وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُّكَذَّبَ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حضرت علی بن ابی طالب رضنے فرمایا بیان کرو لوگون سے دین کی وہ باتین (جنکو لوگ پہچانتے
ہین یعنے انکی عقل مین آتی ہین اور انکو سمجہہ سکتے ہین) کیا تم پسند کرتے ہو کہ لوگ اللہ اور اسکے رسول صلعم کو
جہٹلاوین **ف** یہ روایت ابوذر کے نسخہ مین آگے اسناد سے مذکور ہے اور اکثر نسخون مین اسیطرح ہے پہلے
معلقًا مذکور ہے پہر اسکا اسناد جیسے اس نسخہ مین ہے اور کشمیہنی کی روایت مین بالکل ساقط ہے آدم بن ابی ایاس
نے اخیر مین اتنا زیادہ کیا اور چہوڑ دو بیان کرنا ان باتون کا جنکو وہ نہ سمجہین اور ایسا ہی روایت کیا اسکو

ابونعیم نے مستخرج میں اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ متشابہ آیتوں اور حدیثوں کا بیان کرنا عوام کے واسطے مناسب نہیں ہے
اور ابن مسعود کا قول بھی ایسا ہی ہے جسکو روایت کیا مسلم نے کہ نہیں بیان کریگا تو کسی قوم سے کوئی حدیث
جسکو وہ نہ سمجھیں مگر وہ بعضوں کے لیے فتنہ ہوگی اور جن لوگوں نے حدیث نہیں بیان کرنا بعض آدمیوں سے مکروہ جانی ہے
انمیں سے ہیں امام احمد انہوں نے مکروہ جانا ہے اُن حدیثوں کا بیان کرنا (عوام سے) جنکے ظاہری معنے سے سلطان پر
وقت سے لڑنے کی اجازت نکلتی ہے اور امام مالک انہوں نے مکروہ جانا ہے احادیث صفات کا بیان کرنا اور ابو یوسف
نے غرائب کا اور انسے پہلے ابوہریرہ نے اور ایسا ہی حذیفہ سے منقول ہے اور حسن نے انکار کیا انس کی حدیث پر جو انہوں
نے حجاج سے بیان کی تھی اور وہ عرینہ کے لوگوں کی حدیث تھی کیونکہ حجاج نے اس حدیث کو وسیلہ بنایا ظلم اور خون
ریزی کا ایک واہی تاویل سے اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی حدیث کی ظاہری معنے سے بدعت کی تقویت نکلتی ہو اور وہ
ظاہری معنے مراد نہ ہو تو اسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے اس شخص سے جس سے ڈر ہو ظاہری معنے سمجھنے کا (فتح الباری)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرَّبُوْذٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ بِذٰلِكَ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسی (عبسی) نے انہوں نے روایت کی معروف بن خربوذ سے انہوں نے ابو
الطفیل عامر رضی اللہ سے (وہ سب صحابہ سے بعد مرے) انہوں نے حضرت علی رضہ سے یہی حدیث (جو اوپر گذری)
قسطلانی نے کہا یہ اسناد مولف کے عالی اسنادوں میں سے ہے کیونکہ یہ ثلاثی ہے اور ابو الطفیل صحابی ہیں اور مولف نے
سند کو بعد ذکر کیا اور اثر کو پہلے اسکی تین وجہیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ تمیز دی حدیث کے اسناد اور اثر کی اسناد میں پہلے متن حدیث
کا اسناد پہلے بیان کرتے ہیں پھر حدیث اور اثر میں اسکا الٹا کیا دوسرے یہ کہ اسناد ضعیف ہے بوجہ ابن خربوذ کے تیسرے
یہ کہ تفنن اور بیان جواز کے لیے اور بعض نسخوں میں اسناد مقدم بھی مذکور ہے اور کشمیہنی کی روایت میں یہ اثر بالکل مذکور
نہیں ہے حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ
قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ
مَا مِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى
النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ
عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحق بن ابراہیم (بن راہویہ) (مجتہد اور فقیہ امام مشہور) نے انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن ہشام (بن ابی عبد اللہ دستوائی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے

م قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک

باپ نے (ہشام نے) انہوں نے قتادہ (بن دعامہ) سے اونہوں نے کہا ہم سے بیان کی ہم سے انس بن مالک رضی نے (اور قتادہ کے اس لفظ سے تدلیس کا شبہہ جاتا رہا) انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت معاذ بن جبل آپکے ساتھ سوار تھے کجاوہ پر (کجاوہ رحل پڑھا ہے لیکن مولف نے جو روایت جہاد مین کی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسوقت گدھے پر سوار تھے) فرمایا ای معاذ جبل کے بیٹے انہوں نے کہا حاضر ہون حاضر یا رسول اللہ آپنے فرمایا ای معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون حاضر یا رسول اللہ تین بار ایسا ہوا (یعنے آپنے تین بار معاذ کو پکارا اور انہوں نے تینوں بار یہی جواب دیا) آپنے فرمایا کوئی ایسا نہین ہے جو گواہی دیوے اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا خدا کے اور بیشک محمد اوسکے رسول (بھیجے ہوئے) ہین دل مین سچ جانکر (نہ نفاق سے) مگر اللہ تعالے اوسکو حرام کر دیگا دوزخ پر معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مین اسکی خبر لوگون کو نہ دیدون وہ خوش ہوجاوین آپنے فرمایا اگر تو اسکی خبر کر دیگا تو وہ اوسی پر بھروسا کرلین گے (یعنے صرف شہادت پر اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دینگے جن سے ایمان پورا ہوتا ہے) اور معاذ نے یہ حدیث اپنے مرتے وقت بیان کردی اس ڈر سے کہ گنہگار نہ ہون (یعنے حدیث کے چھپانے سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ چھپانا تو بحکم رسول تھا تو اوسکے ظاہر کرنے مین گنہگار ہونیکا ڈر ہے نہ چھپانے مین اسکا جواب یہ ہے کہ چھپانیکا حکم ان لوگون سے تھا جو اوسی پر بھروسا کرلین اون لوگون سے جنمین معاذ نے اس حدیث کو بیان کیا ہوگا یا معاذ یہ سمجھے کہ حضرت نے جو اس حدیث کے ظاہر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت تنزیہی تھی نہ تحریمی اور جو ممانعت تحریمی ہوتی تو معاذ کسی سے بیان نہ کرتے کذا قال القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث مین یہ اشکال ہوتا ہے کہ جو شخص ان دو باتون کی گواہی دیوے وہ جہنم مین نہ جاویگا حالانکہ اور دلائل قطعی سے اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ مسلمانون کا ایک گروہ گنہگار جہنم مین جاویگا پھر شفاعت کیوجہ سے وہان سے نکالا جاویگا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ان دو باتون کی گواہی دیوے اور اسی سبب سے حضرت نے معاذ کو اس حدیث کو فاش کرنیکی اجازت نہ دی کیونکہ شاید بعض لوگ صرف شہادتین کو کافی سمجھکر اعمال صالحہ مین کوتاہی کرتے اور علمار نے اسکے سوا اور جواب بھی دیے ہین ایک یہ کہ مقصود حدیث سے وہ شخص ہے جو گناہون سے توبہ کرکے ان دونون باتون کی گواہی دیوے پھر مرجاوے اور گناہ نہ کرے دوسری یہ کہ یہ حدیث اسوقت کی ہے جب فرائض نہین اترے تھے اس جواب مین یہ خلل ہے کہ مسلم نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا حالانکہ وہ اخیر زمانے مین اسلام لائے تھے اور اکثر فرائض اسوقت اتر چکے تھے اور ایسا ہی امام احمد نے باسناد حسن ابو موسے سے روایت کیا اور ابو موسے اوسی سال آئے ہین جس سال ابو ہریرہ آئے تیسرے یہ کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے فرمائی کیونکہ اکثر ایسا تھا

قولہ یا معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون حاضر یا رسول اللہ

ہے کہ جو موحد ہوتا ہے وہ عبادت بجا لاتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے چوتھی یہ کہ دوزخ کے حرام ہونے سے یہ مقصود
ہے کہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنا اوس پر حرام ہو جاویگا پانچوین یہ کہ مراد دوزخ سے وہ طبقہ ہے جو کافروں کے لیے خاص
ہے نہ وہ طبقہ جسمین گنہگار موحد رہینگے چھٹی یہ کہ مراد یہ ہے کہ اوسکا سارا بدن دوزخ پر حرام ہوگا کیونکہ مومن
کے سجدے کے اعضا کو دوزخ نہ کہاویگی جیسے حدیث شفاعت سے ثابت ہے اسیطرح اوسکے زبان کو بھی نہ کہاویگی جس
سے توحید اور رسالت کا اقرار کیا اور جو فرمایا دل سے سچ جانکر گواہی دیوے اس سے منافق کی شہادت خارج
ہو گئی کیونکہ ایسی شہادت جسکو دل مین یقین نہ ہو کچھ کام نہ آویگی اذًا یتکلوا کشمیہنی کی روایت مین ینکلوا ہے
نون سے یعنی وہ باز رہینگے اعمال صالحہ سے اور بزار نے باسناد حسن ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو اجازت دی لوگون کو خوشخبری دینے کی پھر عمر رضہ معاذ سے ملے اور انسے کہا تم جلدی
مت کرو پھر وہ اندر گئے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپکی رائے سب سے بہتر ہے لیکن لوگ جب یہ
حدیث سنینگے تو اوسی پر بھروسا کر لینگے پس آپنے معاذ کو واپس بلا لیا اور یہ رای بھی حضرت عمر کی ان راین
مین سے ہے جو اللہ کے حکم کے موافق ہوئین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی
اجتہاد درست تہا انتہے مترجم کہتا ہو اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بعضی دین کی باتین خاص آدمیون سے
کہہ سکتے ہین اور عوام سے نہین کہہ سکتے جیسے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث معاذ سے بیان کی
اور اورون کو سنانے کی اجازت نہ دی اور کرمانی نے اس مقام پر ایک غلطی کی ہے انہون نے کہا کہ عند موتہ کی ضمیر حضرت
کیطرف پھرتی ہے یعنی معاذ نے حضرت کی وفات کے وقت یہ حدیث بیان کر دی اور یہ صریح مخالف ہے اس روایت کے
جسکو امام احمد نے نکالا سند صحیح جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہون نے کہا مجھسے بیان کیا اس شخص نے جو معاذ
کی وفات کے وقت حاضر تہا انہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث کو اور نہین منع
کیا مین نے اوسکو تمسے مگر اس ڈر سے کہ تم بھروسا کر لوگے پھر بیان کی یہی حدیث حدثنا مسدد قال حدثنا
معتمر قال سمعت ابي قال سمعت انسا قال ذكر لي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لمعاذ من لقي الله
لا يشرك به شيئا دخل الجنة فقال الا ابشر الناس قال لا اخاف ان يتكلوا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
مسدد بن مسرہد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معتمر بن سلیمان بن طرخان بصری نے انہون نے
کہا مین نے سنا اپنے باپ (سلیمان) سے انہون نے کہا مینے سنا انس رضہ سے انہون نے کہا بیان کیا گیا مجھسے **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا کسی طریقہ مین مینے نہین پایا کہ انس سے یہ حدیث کسنے بیان کی اسیطرح جابر سے اس روایت مین جو امام

احمد سے اوپر گذری اور جابر اور انس نے خود یہ حدیث معاذ سے نہیں سنی کیونکہ معاذ شام کے ملک میں مرے اور انہوں نے مرتے
وقت یہ حدیث بیان کی اور جابر اور انس دونو اسوقت مدینہ میں تھے تو وہ معاذ کے موت کیوقت حاضر نہ ہو سکے اور معاذ کی موت
کے وقت عمرو بن میمون اودی حاضر تھے جو مخضرمین میں سے ہیں جیسے کتاب الجہاد میں آویگا اور روایت کیا اسکو نسائی نے عبد الرحمن
بن سمرہ صحابی سے اونہوں نے اسکو معاذ سے سنا تو احتمال ہے کہ مراد انس اور جابر کی ان دونو شخصوں میں سے کوئی شخص
ہو اور مزی نے اطراف میں یہ حدیث مسند انس میں روایت کی اور یہ انس کے مراسیل میں سے ہے تو اسکا ذکر کرنا مبہمات میں
مناسب تھا انتہی قسطلانی نے کہا انس نے اس شخص کا نام نہ لیا جس سے یہ حدیث سنی اور اس سے حدیث کی صحت میں کچھ
خلل نہیں ہوتا کیونکہ اسکا متن دوسرے طریق سے ثابت ہے دوسرے یہ کہ انس نے عادل سے روایت کی ہوگی وہ صحابی ہوگا یا
غیر صحابی تو جہالت ضرر نہ کریگی اور احتمال ہے کہ یہ شخص عمرو بن میمون ہو یا عبد الرحمان بن سلمہ ف کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ سے جو شخص اللہ سے ملے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو وہ جنت میں جاویگا ف
حافظ ابن حجر نے کہا شرک کی نفی کی اور نفی شرک مستلزم ہے توحید کو اسیطرح مستلزم ہے اثبات رسالت کو کیونکہ جو شخص
اللہ کے رسول کو جھٹلاوے اوسنے اللہ کو جھٹلایا اور جسنے اللہ کو جھٹلایا وہ مشرک ہے یا مراد یہ ہے کہ جو شخص ایمان رکھکر مرے
اور سب باتوں جنپر ایمان لانا واجب ہے اور جنت میں جانے میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جنت میں جانا عام ہے خواہ عذاب
سے پہلے جنت میں جاوے یا عذاب کے بعد جاوے انتہی مترجم کہتا ہے نفی شرک توحید کو مستلزم نہیں کیونکہ اللہ تعالی
کا منکر شرک کی نفی کرتا ہے پر توحید کو ثابت نہیں کرتا اسیطرح توحید اثبات رسالت کو مستلزم نہیں کیونکہ جائز ہے کہ
اسکو کسی نبی کی رسالت نہ پہونچی اور ایسے موحدین بہت گذرے ہیں جو صرف توحید کے قائل ہیں اور نبوت کی خبر انکو
نہیں پہنچی اور شاید اب بھی بعض ملکوں میں ایسے لوگ ہوں پس یہ دونوں دعوے حافظ ابن حجر کے قبول نہیں ہو سکتے اور
شاید مراد حافظ صاحب کی یہ ہو کہ جو معاذ اللہ اللہ کا منکر ہے اوسکا تو جہنمی ہونا ظاہر ہے اس لیے حضرت نے اسکو
بیان نہ کیا اور کلام آپکا ان لوگوں میں ہے جو خدا کو مانتے ہیں انکی دو ہی قسمیں ہیں مشرک یا موحد اسیطرح جو موحد
ایسا ہے کہ اوسنے نبی کو نہیں جھٹلایا بلکہ نبوت کی خبر اسکو نہیں پہونچی وہ جنت میں جاویگا کیونکہ اوسنے رسالت کا
انکار نہیں کیا اور اللہ کا ماننا گویا نبوت کا ماننا ہے واللہ اعلم ف معاذ نے عرض کیا کیا میں لوگوں کو خوشخبری
کردوں یہ خبر دیکر آپنے فرمایا نہیں میں ڈرتا ہوں کہیں وہ بھروسا کر لیویں ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ معاذ نے
اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے اسکی خبر کردی تو پہلے معاذ یہ سمجھے کہ آپنے جو خبر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت عام
ہے ہر شخص کو خبر کرنیکی اسوجہ سے انہوں نے کسی کو خبر نہ کی بعد اسکے انکو معلوم ہوا کہ ممانعت عام طور سے خبر کرنیکی نہیں

منع میں لوگون کو خبر کرنے کی اسلیے انہون نے مرتے وقت خاص آدمیون کو خبر کر دی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر ممانعت عام ہوتی تو وہ کسی کو خبر کرتے اور اس جواب پر اعتراض کیا گیا ہے اس روایت سے جو امام احمد نے نکالی باسناد منقطع معاذ سے روایت ہے کہ جب انکی وفات کا وقت ہوا تو اونہون نے کہا کہ لوگون کو میرے پاس بلا لو پھر لوگ آئے اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرتا ہو تو اللہ اسکو جنت مین لیجاویگا اور مین تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالا نہ تھا مگر مرتے وقت اور میرے گواہ اس حدیث کے سننے پر ابو الدرداء ہین ابو الدرداء نے کہا میرے بھائی نے سچ کہا اور وہ تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالے نہ تھے مگر مرتے وقت اور ابو ایوب سے بھی ایسا ہی مروی ہے مسند مین ابو ظبیان کے طریق سے کہ ابو ایوب نے روم کا جہاد کیا پھر بیمار ہو گئے جب انکی وفات قریب ہوئی تو انہون نے کہا مین تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو مین تمسے وہ حدیث بیان نہ کرتا مینے سنا آپ سے آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک کسیکو نہ کرتا ہو تو جنت مین جاویگا اور جب اس جواب پر ان دونو حدیثون سے اعتراض ہوا تو اصل اشکال کا یہ جواب دیا جاویگا کہ معاذ کو معلوم ہو گیا کہ آپ کی ممانعت تحریمی نہ تھی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ابو ہریرہ رض کو حکم دیا لوگون کو اس خوشخبری دینے کے لیے پھر حضرت عمر ملے اور ابو ہریرہ کو ڈھکیلا اور کہا لوٹ جا جسطرح آیا اور حضرت عمر اونکے پیچھے ہی داخل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ایسا نہ کیجیے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ بھروسا کر لین گے تو ان کو عمل کرنے دیجیے آپ نے فرمایا اچھا اونکو عمل کرنے دے روایت کیا اسکو مسلم نے تو اتنا یہ فرمانا معاذ سے کہ مین ڈرتا ہون لوگ بھروسا کر لین گے ابو ہریرہ کے قصہ کے بعد ہوگا اس صورت مین یہ ممانعت بنظر مصلحت کے ہوئی نہ حرمت کے لیے اور اسی لیے معاذ نے اسکی خبر کر دی کیونکہ تبلیغ (یعنی پہونچا دینے) کا حکم عام ہے واللہ اعلم انتہی مافی فتح الباری اور یہ جو فرمایا لَا اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا تو لا کے بعد ایک فعل محذوف ہے یعنی لا تبشر مت خوشخبری دے اونکو اور اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا الگ جملہ ہے اور کریمہ کی روایت مین اِنِّیْ اَخَافُ ہے اور حسن بن سفیان کے مسند مین عبید اللہ بن معاذ سے اونہون نے معتمر سے مروی ہے لَا دَعْهُمْ فَلْیَتَنَافَسُوْا فِی الْاَعْمَالِ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَتَّکِلُوْا یعنی مت خوشخبری دو بلکہ چھوڑ دو انکو وہ ایک دوسرے کی حرص کرین عمال مین کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ وہ بھروسا کر لیوین (فتح)

بَابُ الْحَیَاءِ فِی الْعِلْمِ علم سیکھنے یا سکھانے مین شرم کرنا کیسا ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اوپر گذرا کہ حیا ایمان مین داخل ہے اور مراد اس سے حیا شرعی ہے جو بزرگون کی حرمت کے لیے ہوتی ہے اور یہ عمدہ صفت ہے اور وہ حیا جس سے کوئی امر شرعی ترک ہو مذموم ہے اور وہ حیا شرعی نہین بلکہ ضعف اور جبن ہے وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْیٍ وَّلَا مُسْتَکْبِرٌ مجاہد (مشہور تابعی بزرگ) نے کہا جسکو شرم ہوگی یا

غرور ہوگا وہ علم نہ سیکھے گا ف حافظ ابن حجر نے کہا مجاہد کے قول میں شرم (حیا) سے مراد وہی صفت مذموم ہے
جو کار خیر سے باز رکھے اور غرض انکی یہ ہے کہ علم حاصل کرنیوالوں کو ترغیب ہو شرم اور تکبر چھوڑنے کی کیونکہ دونو علم
سیکھنے میں خلل ڈالتے ہیں اور اس اثر کو ابو نعیم نے حلیہ میں موصولا روایت کیا علی بن المدینی کے طریق سے انہوں نے ابن عیینہ
سے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے اور اسناد اسکا صحیح ہے موافق مصنف کی شرط کے انتہی وَقَالَتْ عَائِشَةُ

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے کہا
اچھی عورتیں ہیں انصار کی وہ حیا کی وجہ سے باز نہیں رہتیں سمجھ حاصل کرنے سے ف یعنے دین کے مسائل انہوں
نے جو ضروری ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیے اور پوچھنے میں شرم نہ کی انکی طفیل سے ساری عالم کی عورتوں کو
فائدہ ہوا اس تعلیق کو امام مسلم نے وصل کیا ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے عائشہ
سے اور مراد حدیث میں جسکی شرح ہے کہ اسماء بنت یزید انصاری نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل
پوچھا تھا قصہ میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ
اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِيْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ
يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ حدیث بیان کی محمد بن سلام نے (سلام بروزن کلام بالتخفیف اور بیکندی ہیں)
انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابو معاویہ (محمد بن خازم ضریر تمیمی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام (بن عروہ) نے انہوں نے
روایت کی اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہوں نے زینب بنت ام سلمہ سے (انکے باپ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی
تھے) اور انکی نسبت ماں کیطرف شرف اور فضیلت کے لیے کیونکہ انکی ماں ام المومنین ام سلمہ تھیں اور وہ ربیبہ تھیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی یعنی بیٹی انہوں نے روایت کی ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضہ سے انہوں نے کہا ام سلیم (بنت ملحان انس کی ماں)
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالی نہیں شرم کرتا سچی بات سے ف
حافظ ابن حجر نے بیان تاویل کی یعنے اللہ نہیں حکم کرتا حیا کا سچی بات میں اور قسطلانی نے کہا نہیں باز رہتا حق کے
بیان کرنے سے اور یہ دونو تاویلیں بے ضرورت ہیں کس لیے کہ مراد یہاں حیا سے وہ صفت ہے جو مذموم ہے یعنے حق
بات کے کہنے میں شرم کرنا اور ایسی صفت سے حق تعالی پاک ہے اور وہ حیا جو محمود ہے وہ تو اللہ کے لیے ثابت ہے جیسے
دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کو بہت شرم ہے اور کریم ہے اور یہ صفت خدا کی بہت حدیثوں میں ثابت کی گئی ہے

اور اسکی تاویل کرنا سلف کے طریقے کے خلاف ہے بلکہ وہ محمول ہے اپنے ظاہری معنے پر اور اسکی کیفیت اللہ کو معلوم ہے حافظ ابن حجر نے کہا ام سلیم نے یہ کلمہ اسلیے کہا کہ اونکا عذر ہو جاوے مردون کے سامنے ایسی بات پوچھنے مین اور مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے اونسے کہا تمنے عورتون کو فضیحت کیا تمنے **ف** کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اسکو احتلام ہو (یعنے خواب مین دیکھے کہ کوئی اُس سے جماع کرتا ہے) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب پانی دیکھے (یعنے جاگ کر منی کو دیکھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر منی نہ دیکھے تو غسل لازم نہین) یہ سنکر ام المؤمنین ام سلمہ نے اپنا منہہ ڈھانپ لیا (مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے منہہ ڈھانپ لیا اور شاید دونو اسوقت موجود ہون) اور کہنے لگین یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے (یعنے انزال ہوتا ہے) آپنے فرمایا ہان تیرے ہاتھہ مین مٹی لگو (یعنے تجھے محتاجی آوے اس سے مقصود بددعا نہین ہے بلکہ جھڑکی اور گھرکی کے وقت کلمہ کہتے ہین) پھر عورت کا بچہ عورت کی صورت پر کیون پڑتا ہے **ف** یعنے اگر انزال نہین ہوتا اور عورت کی منی نہین نکلتی تو بچہ عورت کے مشابہ کیون ہوتا ہے ایک حدیث مین ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور غلیظ ہوتا ہے اور عورت کا زرد رقیق پھر جو کوئی اوپر ہو جاتا ہے یا پہلے نکلتا ہے لڑکا اسی کے مشابہ ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ سوال دین کا کرنا ضرور ہے حاجت کے وقت اور اسمین شرم نہین کرنا چاہیے اور یہی مقصود ہے امام بخاری کا اس باب مین حافظ ابن حجر نے کہا اسکی بحث کتاب الطہارۃ مین خلد چاہیے تو آوےگی **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنی مالك عن عبد الله بن دینار عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان من الشجر شجرة لا یسقط ورقها وهی مثل المسلم حدثونی ما هی فوقع الناس فی شجر البادیة ووقع فی نفسی انها النخلة قال عبد الله فاستحییت فقالوا یا رسول الله اخبرنا بها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هی النخلة قال عبد الله فحدثت ابی بما وقع فی نفسی فقال لان تکون قلتها احب الی من ان یکون لی کذا وکذا

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک بن انس (امام مشہور) نے اونہون نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے انہون نے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختون مین بیشک ایک درخت ہے جسکے پتے نہین جھڑتے اور وہی درخت مثال ہے مسلمان کی بیان کرو مجھسے وہ کونسا درخت ہے یہ سنکر لوگون کا خیال جنگل کے درختون مین گیا اور میرے دلمین آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پر مین نے شرم کی (بات کرنے مین بزرگون کے سامنے) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتلا دیجیے ہمکو وہ درخت آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے عبد اللہ نے کہا پھر مینے اپنے باپ (حضرت عمر رض) سے بیان کیا جو میرے دلمین آیا تھا اونہون نے کہا اگر تو کہہ دیتا اوسکو جسوقت آپنے پوچھا

تہا) تو مجھے زیادہ پسند ہوتا اس سے کہ میرے واسطے ایسے ایسے مال ہون **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے
شروع مین گذر چکی اور یہان اسلیے لائے کہ اسمین فاستحییت کا لفظ ہے یعنی شرم کی مین نے (کیونکہ اس باب مین شرم کی
بیان ہے یعنی علم مین شرم کرنیکا) دوسرے یہ کہ حضرت عمر نے تاسف کیا ابن عمر کے نہ کہنے پر تاکہ اونکی فضیلت معلوم ہوتی
تو ابن عمر کے شرم نے انکی فضیلت کہو دی اور اگر انہون نے بزرگون سے شرم کی تہی تو ممکن تہا اور کسی سے کہدیتے وہ بیان
کر دیتا اور دونو مصلحتین پوری ہو جاتین اور اسی وجہ سے مولف نے اس باب کے بعد یہ باب کہا کہ جو کوئی شرم کرے پہر وہ دوسرے
سے کہے سوال کر لیے **باب** مَنِ اسْتَحْيَى فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ جو کوئی شرم کرے علم کی بات پوچھنے مین تو وہ دوسرے
سے کہدے وہ پوچھے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (بن مسرہد) نے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبداللہ بن داؤد (بن عامر خریبی) نے انہون نے روایت کی منذر ثوری (کوفی ابو یعلی) سے انہون نے محمد بن
حنفیہ سے (حنفیہ انکی مان نہین انکا نام خولہ بنت جعفر حنفی یمامی تہا اور یہ بی بی تہین حضرت علی کی انتقال کیا انہون
نے سنہ ۸۰ یا ۸۱ یا ۸۳ ہجری اور دفن ہوئی بقیع مین) انہون نے اپنے باپ) حضرت علی رض سے انہون نے کہا مین ایک
مرد تہا بہت مذی والا (یعنے مذی میری بہت نکلتی تہی مذی اس پانی کو کہتے ہین جو شروع بوس و کنار مین نکلتا ہے
اور اسکے نکلنے سے شہوة بڑہ جاتی ہے) تو مین نے حکم کیا مقداد (بن اسود) کو (اسود انکو لے پالک بیٹا تہا اور اصل باپ انکے
عمرو بن ثعلبہ ہین یہ ان صحابیون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے وفات پائی انہون نے سنہ ۳۳ ہجری مین حضرت عثمان کی خلافت
مین) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہین (مذی کا حکم) انہون نے پوچہا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم
آتا ہے **ف** اور غسل لازم نہین آتا حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الطہارة مین آویگی اور بعضون نے اس حدیث
سے یہ استدلال کیا ہے کہ خبر ظنی پر اعتماد ہو سکتا ہے اگرچہ امر یقینی پر قدرت ہو حالانکہ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ مقداد نے
حضرت علی رض کے سامنے پوچہا تہا پہر خبر یقینی ہوئی نہ ظنی **باب** ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ علم کی
بحث اور فتویٰ دینا مسجد کے اندر **ف** یعنے دین کا علم پڑہنا اور پڑہانا اور دینی مباحثہ کرنا مسجد کے اندر درست
ہے اگرچہ آوازین بلند ہون اور بعضون نے اسمین توقف کیا اس وجہ سے کہ مباحثہ مین آواز بلند ہوتی ہے اور آواز
بلند کرنا مسجد مین ناجائز ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ

يُهِلَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ أَفْقَهْ هَذِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ ابن سعید نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد (امام مصر) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی نافع (بن سرجس) نے جو مولی (غلام آزاد) تہے عبداللہ بن عمر بن خطاب کے اونہون نے روایت کی عبداللہ بن عمر سے کہ ایک شخص مسجد مین کہڑا ہوا **ف** اس شخص کا نام معلوم نہین ہوا اور مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مواقیت حج کا سوال مدینہ سے سفر کرنے سے پہلے تہا (فتح) **ف** اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کہان سے ہمکو حکم کرتے ہین احرام باندہنے کا (اور لبیک پکارنے کا) آپنے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندہین اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے ابن عمر نے کہا لوگ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے احرام باندہین یلملم سے (وہ ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑون مین سے مکہ سے دو منزل پر) ابن عمر کہتے تہے مین نے یہ اخیر فقرہ (یمن والون کی احرام کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سمجہا **ف** یعنی مین نے خود نہین سنا یہ ابن عمر کی کمال احتیاط تہی حدیث بیان کرنے مین اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الحج مین خدا نے چاہا تو آویگی (فتح الباری) مترجم نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اس شخص نے یہ مسئلہ مواقیت کا مسجد کے اندر پوچہا اور آپنے مسجد ہی مین جواب دیا تو معلوم ہوا کہ دین کا مذاکرہ اور مباحثہ مسجد مین درست ہے اور یہی ترجمہ باب تہا

باب مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ پوچہنے والے کا جتنا پوچہے اوس سے زیادہ جواب دینا **ف** ابن منیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ جواب کا مطابق سوال ہونا لازم نہین بلکہ اگر سوال خاص ہو اور جواب عام ہو تو بہی درست ہے اور ہر ایک حکم عموم لفظ پر محمول ہوگا نہ خصوص سبب پر اور اہل اصول نے جو لکہا ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے اس سے مراد یہ نہین ہے کہ جواب سوال سے زیادہ نہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب ایسا ہونا چاہیے جس سے سائل کا مطلب نکل آوے اگر اور مطالب بہی اس سے نکلین تو اور بہتر ہے (فتح مختصرا)

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن ابی ذئب (محمد) بن عبدالرحمن

مدنی) نے انہوں نے روایت کی نافع سے انہوں نے (عبد اللہ) بن عمر رض سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ابن ابی ذئب نے اسی حدیث کو روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے سالم (ابن عبد اللہ) سے انہوں نے ابن عمر رض سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مطلب یہ ہے کہ آدم نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے دو سندوں سے روایت کیا اور ایک نسخہ میں وَابنُ اَبِی ذِئبٍ عَنِ الزُّہرِیِّ کی جگہ یوں ہے وَعَنِ الزُّہرِیِّ اور یہ عطف ہے عَن نَافِعٍ پر) ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) آپ سے پوچھا محرم (یعنے جو احرام باندھے ہو) کونسا لباس پہنے آپ نے فرمایا نہ پہنے قمیص اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ اور نہ کنٹوپ اور نہ وہ کپڑا جسمیں ورس (زرد خوشبودار گھانس) یا زعفران لگی ہو پھر اگر چپل نہ ملے (پاؤں میں پہننے کو) تو موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے یہانتک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جاویں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں خدا چاہے تو آویگی اور سوال یہ تھا کہ محرم کیا پہنے آپ نے جواب دیا کہ فلانی فلانی چیزیں نہ پہنے اس سے یہ نکلا کہ ان چیزوں کے سوا اور سب چیزیں پہن سکتا ہے تو جواب سوال سے زیادہ ہوا کیونکہ سوال ان چیزوں سے نہ تھا جنکو محرم نہیں پہن سکتا قسطلانی نے کہا اس جواب میں ایک بڑی خوبی اور فصاحت ہے اسلیے کہ جن چیزوں کا پہننا احرام میں ناجائز ہے انکا شمار ہو سکتا ہے اور جنکا جائز ہے وہ بیحد چیزیں ہیں پھر اگر آپ ان چیزوں کو بیان کرتے جن سے سوال تھا تو کلام میں تطویل ہوتی اور یہ فائدہ نہ نکلتا جواب نکلا کیونکہ اب معلوم ہو گیا کہ ان چیزوں کے سوا اور سب چیزیں مباح ہیں اور سوال حالت اختیار تھا آپ نے حالت اضطرار زیادہ بیان کی کہ اگر جوتے نہ ملیں تو موزوں کو کاٹ کر پہن لے انتہی **خاتمہ** آخر ہے کتاب العلم کا حافظ ابن حجر نے کہا اس کتاب میں مرفوع حدیثیں ایک سو دو ہیں ان میں سے متابعات میں بصیغہ تعلیق ۸ ہیں اور ان تعلیقوں کو مؤلف نے وصل نہیں کیا وہ چار ہیں اور باقی اسی حدیثیں موصول ہیں اور مکرر ان میں سے سولہ حدیثیں ہیں اور بحذف مکرر ۷۶ حدیثیں ہیں اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا مگر سولہ حدیثوں کو اور بائیس موقوفات ہیں صحابہ وغیرہم کی چار ان میں سے موصول ہیں اور باقی معلق ہیں ابن رشید نے کہا امام بخاری نے کتاب العلم کو اس باب پر ختم کیا کہ سائل کو سوال سے زیادہ جواب دینا اس میں یہ اشارہ ہے کہ میں نے اس کتاب میں جواب کی انتہا کر دی ہے اور مسائل شرعیہ کو خوب بیان کیا ہے انتہے **علم کے باب میں وہ حدیثیں جنکو امام بخاری نے نہیں نکالا** ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ حضرت کے سامنے دو شخصوں کا ذکر ہوا ایک عالم تھا اور دوسرا عابد آپ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنے شخص پر اور ایک روایت میں ترمذی کی یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے یہانتک کہ

چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین دعا کرتے ہین اس شخص کے لیے جو لوگون کو نیک باتین سکھلاتا ہے ترمذی
نے ابن عباس سے روایت کیا مرفوعًا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدون سے زیادہ سخت ہی رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا
روایت کیا کیا اچھا ہے دین کا فقیہ جب اسکی احتیاج ہو تو وہ فائدہ دیتا ہے اور جب اسکی احتیاج نہ ہو تو وہ بھی لوگون سے بے پرواہ
رہتا ہے رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کیا جسنے میری سنتون مین سے کسی مردہ سنت کو جلایا اسنے
مجھکو دوست کہا اور جسنے مجھکو دوست کہا وہ میرے ساتھ ہوگا ابوداؤد اور ترمذی نے ابو الدردا سے روایت کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی راہ چلے علم حاصل کرنے کے لیے اللہ اسکو جنت کی راہ چلاویگا اور فرشتے
اپنے بازو بچھا دیتے ہین طالب علم کی خوشی کے لیے اور عالم کے لیے دعا کرتے ہین مغفرت کی آسمان والے اور زمین والے اور
مچھلیان پانی کے اندر اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کی چاندنی اور ستارون پر اور عالم وارث
ہین پیغمبرون کے اور پیغمبرون کی میراث روپیہ اشرفی نہین ہے بلکہ علم ہے پھر جسنے علم کو لیا اوسنے پورا حصہ لیا ترمذی
نے انس سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص علم کی طلب مین نکلے وہ اللہ کی راہ مین ہے جب تک لوٹ لے اور ایک روایت
مین ہے کہ جسنے علم کو طلب کیا اوسکے اگلے گناہ کا کفارہ ہوگیا رزین نے عقبہ بن عامر سے مرفوعًا روایت کیا علم سیکھو
گمان کرنیوالون سے پہلے یعنی ان لوگون سے پہلے جو اٹکل سے گفتگو کرتے ہین ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا فرائض
کا علم سیکھو اور قرآن کو سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ اٹھنے والا ہے ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے رزین نے زیادہ
کیا کہ جو عالم فرائض نہین جانتا اسکی مثال ایسی ٹوپی کی سی ہے جسمین سر نہین ہے اور لیٹنے سر ڈھانپنے کا ترمذی نے
ابو سعید سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا مومن نیک بات سننے سے سیر نہین ہوتا یہانتک کہ اسکا انجام جنت
ہوتا ہے اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حکمت کی بات مسلمان کی گمی ہوئی چیز ہے جہان اسکو پاوے وہ اسکا زیادہ
حقدار ہے ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعًا روایت کیا کہ علم تین چیزین ہین انکے سوا فضول ہے آیت
جو محکم ہے سنت جو قائم ہے حصہ جو انصاف کا ہے ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص
سے علم کی بات پوچھی جاوے وہ اسکو چھپاوے قیامت مین اسکو آگ کی لگام پہنائی جاویگی (تیسیر الوصول مین ہے
کہ اس حدیث مین علم سے مراد وہ علم ہے جسکا سکھانا واجب ہے جیسے اسلام کے ارکان بتانا اس کافر کو جو اسلام کو
پوچھے یا نو مسلم نماز کو دریافت کرے یا حلال حرام کو اور نفل علم کی تعلیم واجب نہین) ابوداؤد نے سہل بن سعد سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی اگر تیرے سبب سے کوئی شخص ہدایت پاوے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے لال اونٹون سے
ترمذی نے ابو ہارون عبدی سے روایت کیا ہم ابو سعید خدری کے پاس آتے تھے وہ کہتے تھے مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وصیت سو آپ نے فرمایا تمسے لوگ تمہارے تابع ہین اور لوگ تمہارے پاس آوینگے زمین کے کنارون سے دین سمجھ کر
کرنیکے لیے پہر جب وہ لوگ تمہارے پاس آوین تو انکو اچھی وصیت کرو ترمذی نے یزید بن سلمہ سے روایت کی مینے عرض کیا یا
رسول اللہ مینے آپ سے بہت حدیثین سنین اور مین ڈرتا ہون کہین بہول نجاوین اول و آخر بہول جاوٴن تو مجہے ایک ایسی بات
فرمایے جو جامع ہو آپ نے فرمایا ڈر اللہ سے جہانتک تو جانتا ہے زمین نے زیادہ کیا اور عمل کر اسپر ابو داوٴد نے روایت
کیا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رض سے انہون نے کہا مین ہر چیز کو لکہتا تہا جو سنتا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہر قریش نے مجہکو منع کیا اور کہا تم لکہتے ہو ہر بات کو حالانکہ آپ بشر ہین خوشی اور غصے دونو حالت مین باتین کرتے ہین
تو مین نے لکہنا موقوف کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اپنے منہہ
کیطرف اور فرمایا لکہہ قسم اسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اس منہہ سے نہین نکلتی مگر حق بات ترمذی نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا ایک انصاری نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین آپسے حدیث سنتا ہون وہ مجہکو
بہلی معلوم ہوتی ہے لیکن یاد نہین رہتی آپنے فرمایا مدد لے اپنے داہنے ہاتہہ سے اور اشارہ کیا لکہنے کا ابو داوٴد نے
مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت کیا زید بن ثابت معاویہ کے پاس گئے انہون نے زید سے ایک حدیث پوچہی
زید نے بیان کی معاویہ نے ایک آدمی کو حکم کیا اسکے لکہنے کا زید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا حدیث
کے لکہنے کا پہر مٹا دیا اسکو مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت لکہو
مجہسے سوا قرآن کے اور جسنے سوا قرآن کے کچہہ لکہا ہو وہ اسکو مٹا ڈالے (تیسیر الوصول مین ہے کہ یہ حکم پہلے تہا پہر
اجازت ہوئی لکہنے کی اور سبنے اجماع کیا جواز کتابت پر اور اجماع نہین ہوتا مگر صحیح بات پر اور بعضون نے کہا کہ آپ
نے حدیث کو قرآن کے ساتہہ ملا کر ایک صحیفہ مین لکہنے سے منع کیا تہا کہ دونو خلط نہو جاوین) ترمذی نے ابو الدردا
سے روایت کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے آپ نے اپنی آنکہہ آسمان کیطرف لگائی پہر فرمایا یہ وہ وقت
ہے کہ علم لوگون سے اٹہہ جاویگا اور وہ علم کی کوئی بات پر قادر نہونگے زیاد بن لبید انصاری نے کہا ہم سے
علم کیونکر اٹہیگا اور ہم نے تو قرآن پڑہا اور قسم خدا کی ہم اسکو پڑہتے رہین گے اور پڑہاتے رہین گے اپنی اولاد اور
عورتون کو آپ نے فرمایا تیری ماں تجہکو روے اے زیاد مین تو تجہکو مدینہ کے فقہا مین شمار کرتا تہا یہود اور نصاری
کے پاس بہی توراة اور انجیل ہے پہر وہ کیا کام آتی ہین انکے کیونکہ انہون نے اوسپر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے ایسے ہی قرآن ہیگا
اور لوگ اسکو پڑہین اور پڑہاوینگے مگر بیفائدہ ہوگا کسلیے کہ صرف قرآن کے الفاظ طوطے کیطرح پڑہہ لین گے نہ
اسکا مطلب سمجہین گے نہ اسپر عمل کرینگے) جبیر نے کہا پہر مین عبادہ بن صامت سے ملا اور کہا مین نے تم نے سنا ابو الدردا تمہارے

بہائی کیا کہتے ہین ادریس نے بیان کی اُنسے جو ابو الدرداء نے کہا تہا عبادہ کو کہا سچ کہا ابو الدرداء نے اور اگر تو چاہے تو
مین تجہے بتلادون سب سے پہلے جو علم لوگون سے اوٹہیگا وہ خشوع ہے (یعنے عاجزی خدا کے سامنے اور گڑگڑانا) قریب ہے
کہ تو جامع مسجد مین جاویگا اور وہان ایک شخص بہی خشوع والا نہ پاویگا ۲۱ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم
نے فرمایا آدمی کان ہین سونے اور چاندی کی کانون کیطرح جو اُن مین جاہلیت کے زمانے مین بہتر تہے وہی اسلام کے
زمانے مین بہتر ہین جب کہ سمجہ حاصل کرین ۲۲ مسلم نے ابو ہریرہ رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب آدمی مر جاتاہے تو اُسکا
عمل موقوف ہو جاتاہے مگر تین عملون کا ثواب قائم رہتاہے صدقہ جاریہ علم نافع اولاد صالح ۲۳ مسلم نے ابو ہریرہ رضہ
سے روایت کیا جو کوئی کسی مسلمان کی سختی دنیا کی سختیون مین سے دور کرے اللہ تعالی اُسکی سختی آخرت کی سختیون
مین سے دور کریگا اور جو کسی نادار کو آسانی دیوے (یعنے اپنے قرض کا تقاضا نہ کرے) اللہ اوسپر آسانی کریگا دنیا اور
آخرت مین اور جو کسی مسلمان کا عیب ڈہانکے خدا اوسکا عیب ڈہانکیگا دنیا اور آخرت مین اور اللہ اپنے بندے کی
مدد مین ہے جب تک وہ اپنے بہائی مسلمان کی مدد مین ہے اور جو کوئی ایک راہ چلے علم کو ڈہونڈہنے کیلیے اللہ اُسکے لیے
جنت کا ایک رستہ آسان کریگا اور جو لوگ کسی گہر مین اللہ کے گہرون مین سے اکٹہا ہون اور اللہ کی کتاب کو پڑہین اور
اُسکے معنے بیان کرین تو اونپر تسکین اوترتی ہے اور رحمت انکو ڈہانپ لیتی ہے اور فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور
اللہ اونکا اپنے پاس والے فرشتون مین ذکر کرتاہے اور جسکا عمل دیر کرے (یعنے عمل مین قصور ہو) اُسکا نسب کچہہ کام
نہ آویگا ۲۴ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا سب سے پہلے جس شخص کا قیامت کے دن فیصلہ ہوگا وہ
شخص ہوگا جو شہید ہواہے وہ لایا جاویگا اللہ تعالی اُسکو اپنی نعمتین بتلادیگا وہ اُنکو پہچانیگا پہر اُس سے فرمادیگا
تو نے ان نعمتون کے لیے کیا عمل کیا وہ بولیگا مین لڑا تیرے راہ مین یہانتک کہ شہید ہوا اللہ فرماویگا تو جہوٹا ہے تو
اس لیے لڑا تہا کہ لوگ تجہے بہادر کہین پہر لوگون نے تجہے بہادر کہا بعد اوسکے حکم ہوگا وہ منہ کے بل کہینچکر دوزخ مین ڈالا
جاویگا اور ایک وہ شخص ہوگا جسنے علم سیکہا اور سکہلایا اور قرآن پڑہا وہ لایا جاویگا اللہ اُسکو اپنی نعمتین معلوم کراویگا
وہ اونکو پہچان لیگا پہر اُس سے فرماویگا تو نے اُنکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مینے علم سیکہا اور سکہلایا اور تیری رضا کی
کے لیے قرآن پڑہا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹ کہتاہے تو نے علم اسلیے پڑہا کہ لوگ تجہکو عالم کہین اور قرآن اسلیے پڑہا کہ لوگ قاری کہین ایسا ہو گیا
پہر حکم ہوگا وہ منہ کے بل کہینچکر دوزخ مین ڈالا جاویگا اور ایک شخص ہوگا جسکو اللہ نے مالدار کیا ہوگا اور اُسکو مال کی سب قسمین عطا کی ہونگی
وہ لایا جاویگا اوسکو اپنی نعمتین بتلادیگا وہ اونکو پہچانیگا اللہ تعالی فرماویگا تو نے اُنکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مین
نے کوئی راہ ایسی نہین چہوڑی جسمین خرچ کرنا تجہے پسند ہو مگر مینے تیرے واسطے اُسمین خرچ کیا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹا ہے

تو نے یہ کام اسلیے کیا تہا کہ لوگ تجہکو سخی کہیں اور ایسا ہو گیا پہر حکم ہوگا اسکو منہ کے بہل کہینچکر دوزخ میں ڈالدینگے
[٢٥] مسلم نے ابو مسعود انصاری سے روایت کیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میری سواری
چل نہیں سکتی مجہے سواری دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے ایک شخص بولا میں اسکو بتلا دوں
ایک شخص جو اسکو سواری دیوے آپ نے فرمایا جو شخص بہلی بات بتلادے اسکو بہلی بات کرنیوالے کے برابر ثواب ہے [٢٦] مسلم
نے جریر سے روایت کیا ہم سویرے نکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپکے پاس کچہ لوگ آئے جو ننگے تہے کملی
عبا ڈالے ہوئے تلواریں لٹکائے ہوئے ان میں مضر کے لوگ زیادہ تہے بلکہ سب مضر کے تہے انکو دیکہکر آپکا چہرہ متغیر
ہو گیا کیونکہ انپر فاقہ کا اثر دیکہا پہر آپ اندر گئے پہر باہر آئے اور بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی تکبیر کہی آپنے
نماز پڑہی پہر خطبہ سنایا اور آیت پڑہی یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ اخیر تک
اور آیت سورہ حشر کی اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور فرمایا خیرات کرے مرد اپنے دینار اور درہم اور
کپڑے اور گیہوں اور کہجور میں سے یہانتک کہ فرمایا ایک کہجور کا ٹکڑا ہی سہی تو ایک انصاری آدمی ایک تہیلہ لایا اوس سے اسکا ہاتہ
تہکنے کو تہا بلکہ تہک گیا تہا بعد اوسکے پے در پے لوگوں نے دینا شروع کیا یہانتک کہ میں نے اناج کے دو ڈہیر دیکہے اور آپکا
چہرہ چمکنے لگا (خوشی سے) گویا سونا بہرا ہوا تہا آپنے فرمایا جو شخص اسلام میں اچہا کام جاری کرے اوسکو اسکا ثواب ہے
اور جو کوئی اسپر عمل کرے اسکے بعد اسکا بہی ثواب ہے اور عمل کرنیوالوں کا ثواب کچہ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں بری بات کا
رواج دے اوسپر اسکا عذاب ہوگا اور جو اسکے بعد وہ کام کرینگے اونکا بہی عذاب ہوگا اور کرنیوالوں کا عذاب کچہ کم نہوگا [٢٧] ابن ماجہ
نے انس سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت
پر اور علم کا سکہانا نالائق کو ایسا ہی جیسے سور کو جواہر اور موتی اور سونا پہنادینا بیہقی نے کہا یہ حدیث کئی طریقوں
سے مروی ہے اور سب طریقے ضعیف ہیں [٢٨] ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا منافق میں دو صفتیں جمع
نہیں ہوتیں ایک تو خوش خلقی دوسرے دین کی سمجہہ [٢٩] ترمذی اور ابن ماجہ نے کعب بن مالک اور ابن عمر سے روایت کیا حضرت صلعم نے
فرمایا کہ جو شخص علم حاصل کرے فخر کرنیکے لیے عالموں پر یا بیوقوفوں سے لڑنے کے لیے یا لوگوں کے منہ اپنی طرف پہیرنیکے لیے تو اللہ
اسکو دوزخ میں لیجاویگا [٣٠] احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص وہ علم جو خدا کے لیے سیکہا جاتا ہے دنیا کے متاع کے لیے سیکہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بہی نہ پاویگا
[٣١] احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابن مسعود سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تازہ کرے
اس بندے کو جسنے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور ہمیشہ یاد رکہا اور پہنچا دیا اسکو یعنی دوسرے کو سنا دیا بعض لوگ

ایسے ہین جو فقہ کی بات اوٹہا لیتے ہین لیکن فقیہ نہین ہوتے اور بعضی فقہ کی بات اوٹہانے والی اسکو ایسے شخص کو پہنچاتے ہین
جو اوس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے تین چیزین ہین کہ نہین چوری کرتا اونپر مسلمان کا دل خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور خیر خواہی
مسلمانون کی اور جماعت اہل اسلام کے ساتھ رہنا کیونکہ دعا انکی گھیرے ہوئے ہے اونکو پیچھے سے (یعنے شیطان سے بچاتی
ہے) ترمذی نے ابن عباس سے حضرت نے فرمایا جسنے قرآن مین عقل سے کہا وہ ٹہکانا اپنا دوزخ مین بنا لیوے اور ایک
روایت مین ہے بغیر علم سے کہا ترمذی اور ابوداؤد نے جندب سے فرمایا حضرت صلعم نے جسنے قرآن مین عقل سے کہا اور
اوسنے ٹہیک کہا تو بہی غلطی کی احمد اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا قرآن مین جہگڑنا کفر ہے (یعنے ایک آیت
کو دوسری آیت سے جہٹلانا) احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا حضرت صلعم نے سنا کچھ لوگون
کو قرآن مین بحث کرتے ہوئے آپنے فرمایا تمسے پہلے لوگ اسی امر مین تباہ ہوئے اونہون نے اللہ کی کتاب کو رد کیا اسکے بعض
سے اور اللہ کی کتاب اس طرح سے اوتری ہے کہ ایک مقام دوسرے مقام کو سچ کرتا ہے (یعنے آپس مین اختلاف نہین) تو مت
جہٹلاؤ ایک حصے کو اسکے دوسرے حصے سے اور جسقدر تم جانو تو تمین سے وہ کہو اور جو نہ جانو وہ سونپ دو اسکے جاننے
والے کو (یعنے اللہ اور رسول کو) بغوی نے شرح السنۃ مین ابن مسعود سے فرمایا حضرت صلعم نے قرآن اوترا ہے سات زبانو
(عربیکے) اور ہر ایک آیت کا ظاہر ہے اور باطن اور ہر حد کا ایک مقام ہے جہان پہونچنے سے آدمی مطلع ہوتا ہے ابوداؤد
نے عوف بن مالک اشجعی سے فرمایا حضرت صلعم نے وعظ وہی کریگا جو حاکم ہو یا مامور یا تکبر کرنے والا اور دارمی کی روایت
مین ریاکار ہے ابوداؤد نے ابوہریرہ سے فرمایا حضرت صلعم نے جسکو فتوے دیا گیا بغیر علم کے اسکا گناہ فتوے دینے والے پر (یعنے
جاہل کا گناہ اس عالم پر ہے جسنے اوسکو غلط فتوے دیا) اور جسنے اپنے بہائی کو ایک کام کا مشورہ دیا اور یہ جانتا تہا بہتر دوسرا کام
ہے سو خیانت کی اسکی ابوداؤد نے معاویہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے منع فرمایا غلطی مین ڈالنے والی (یعنے مشکل
سوالات کرنیسے (بے ضرورت) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا مرفوعاً قریب ہے وہ زمانہ جب لوگ اونٹون کے
کلیجے مارین گے (یعنے اونکو چلا دین گے) علم کی طلب مین پہر مدینہ کے عالم سے زیادہ کوئی عالم نہ پاوین گے ابن عیینہ نے
کہا امام مالک ہین اور یہی کہا عبد الرزاق نے ابوداؤد نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ
عزت اور بزرگی والا اس امت مین ہر صدی کے اخیر پر ایسے شخص کو پیدا کریگا جو دین کو نیا کر دیگا (یعنے پہر دین کی مٹی
سنتین جاری کریگا اور دین کے احکام مشہور کریگا) بیہقی نے ابراہیم بن عبد الرحمن سے حضرت صلعم نے فرمایا اس علم کو
پچہلے لوگون مین سے اچہے لوگ اوٹہا دینگے اور دور کرینگے اسمین سے حد سے بڑہنے والونکا غلو اور تہمت جہوٹون کی اور تاویل
جاہلون کی دارمی نے حسن سے مرسلاً فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص مر جاوے علم کی طلب مین اور اسکی نیت اسلام کو زندہ

کرینکی ہو اوسین اور پیغمبرون مین ایک درجہ کا فرق ہوگا جنت مین دارمی نے حسن سے مرسلاً حضرت صلعم سے پوچھا گیا
بنی اسرائیل کے دو شخصون سے ایک تو عالم تہا فرض پڑھ لیتا پہر بیٹھتا اور لوگون کو علم سکہاتا اور دوسرا دنکو روزہ رکہتا اور
رات کو عبادت کرتا کون اُن دونون مین افضل تہا آپنے فرمایا پہلی شخص کی فضیلت جو فرض پڑھ کر بیٹھتا اور لوگون
کو علم سکہاتا دوسرے شخص پر جو دنکو روزہ رکہتا رات کو کہڑا رہتا عبادت مین ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین کے ادنے
شخص پر ۔ دارمی نے واثلہ بن اسقع سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص طالب علمی کرے پہر علم حاصل کرے اسکو دوہرا ثواب ہے
اور جو علم حاصل نہ کرے تو اکہرا ثواب ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جو عمل اور
نیکی کا ثواب پہونچتا ہے وہ ان چیزون کا ہوتا ہے علم کا جسکو اوسنے پڑہا اور پہیلایا یا نیکبخت اولاد جسکو چھوڑ گیا
قرآن جسکو چھوڑ گیا مسجد جسکو بنا گیا مسافرخانہ جسکو بنا گیا نہر جسکو جاری کر گیا صدقہ جو اپنے مال مین سے نکالا
صحت اور زندگی مین ان چیزونکا ثواب مرنے کے بعد بھی پہونچتا رہتا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
سے اونہون نے کہا مین نے حضرت صلعم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ جل جلالہ نے مجھکو وحی بہیجی کہ جو کوئی علم حاصل کرنیکے لیے
ایک راہ چلیگا مین اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کر دونگا اور جسکی مین آنکہین چھین لونگا اوسکو جنت دونگا اور
علم کا زیادہ ہونا بہتر ہے عبادت کے زیادہ ہونیسے اور دین کی جڑ پرہیزگاری ہے دارمی نے ابن عباس سے
اونہون نے کہا درس کرنا علم کا تہوڑی دیر رات کو بہتر ہے تمام رات عبادت کرنیسے دارمی نے عبداللہ بن عمرو
سے حضرت صلعم گذرے مسجد مین دو مجلسون پر آپنے فرمایا دونو نیک کام کر رہے ہین لیکن ایک مجلس والے افضل ہین یہ
لوگ تو اللہ کو پکارتے ہین اور اوس سے اپنا مطلب چاہتے ہین وہ چاہے دے چاہے نہ دے اور یہ لوگ تو فقہ یا علم سیکہ رہے
ہین اور جاہل کو سکہلاتے ہین انکا درجہ زیادہ ہے اور مین تو سکہانے والا بہیجا گیا ہون پہر بیٹھ گئے آپ اُن
لوگون مین بیہقی نے شعب الایمان مین ابو الدرداء سے حضرت صلعم سے پوچھا گیا فقیہ کی حد کیا ہے آپنے فرمایا
میری امت کے فائدے کے لیے جو شخص چالیس حدیثین دین کی یاد کر لیوے اللہ تعالیٰ اوسکو فقیہ اوٹہاویگا اور مین قیامت کے دن
اسکی شفاعت کرونگا اور گواہ ہونگا اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا تم جانتے ہو کون زیادہ
سخی ہے لوگون نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ سب سے زیادہ سخی ہے پہر
آدمیون مین مین سب سے زیادہ سخی ہون اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہوگا جو علم سیکہے پہر اسکو پہیلا دے
وہ قیامت کے دن ایک امیر کیطرح آویگا یا ایک گروہ کیطرح اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا دو حرص کرنے
والون کا پیٹ نہین بہرتا ایک تو علم کی حرص کرنے والے کا وہ علم سے سیر نہین ہوتا دوسرے دنیا کی حرص کرنیوالے

کہ وہ دنیا سے سیر نہین ہوتا دارمی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہون نے کہا حرص کرنیوالے سیر نہین ہوتے علم کی حرص والا اور دنیا کی حرص والا اور دونو برابر نہین ہین علم کی حرص کرنیوالا تو اللہ کی رضامندی زیادہ حاصل کرتا جاتا ہے اور دنیا والا شرارت مین بڑھتا جاتا ہے پھر انہون نے یہ آیت پڑھی دنیادار کے حق مین کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی اور علم والے کے حق مین یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرینگے اور قرآن پڑھین گے وہ کہین گے ہم امیرون کے پاس جاوینگے اور انسے دنیا حاصل کرینگے اور اپنے دین کو انسے بچا لینگے حالانکہ ایسا نہ ہوگا جیسے کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہین اسیطرح امیرون کی نزدیکی سے سو گناہون کے کچھ نہ ملے گا (یعنے جب امیرونکی صحبت مین عالم لوگ جاوینگے تو یہ ممکن نہین کہ عالمون کا دین محفوظ رہے بلکہ ضرور ان کے دین مین ضرر پہونچیگا) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا انہون نے کہا اگر علم والے علم کی حفاظت کرین اور لائق لوگون کو سکھلاوین البتہ سردار ہوجاوین اپنے زمانے والون کے لیکن انہون نے علم کو خرچ کیا دنیا والون کے لیے تاکہ اسکی وجہ سے دنیا ملے پھر ذلیل ہوگئے انکی نظرون مین مین نے سنا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص تمام فکرون کو ایک فکر کردے یعنے صرف آخرت کی فکر رکھے اللہ اوسکے فکر کو کافی ہوگا اور جسکی فکرین دنیا کے امور مین پھیل جاوین تو اللہ پرواہ نہ کریگا وہ دنیا کے کسی جنگل مین ہلاک ہو دارمیؒ نے اعمشؒ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا آفت علم کی بھولنا ہے اور علم کا ضائع کرنا یہ ہے کہ نالائق کے سامنے بیان کرے دارمی نے روایت کیا حضرت عمرؓ نے کعبؓ سے کہا علم والے کون ہین انہون نے کہا جو علم پر عمل کرتے ہین حضرت عمرؓ نے کہا عالمون کے دلون مین سے علم کو کونسی چیز نکالتی ہے اونہون نے کہا طمع دارمی نے احوص بن حکیم سے اونہون نے اپنے باپ سے ایک شخص نے حضرت صلعم سے برائی کو پوچھا آپنے فرمایا مجھسے برائی کو مت پوچھو بلکہ بھلائی کو پوچھو تین بار یہ فرمایا برون سے بری برے عالم ہین اور اچھون سے اچھے اچھے عالم ہین دارمی نے ابوالدرداءؓ سے انہون نے کہا سب سے زیادہ بدتر اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس عالم کا مرتبہ ہوگا جسنے فائدہ نہ اٹھایا اپنے علم سے دارمی نے زیاد بن حدیر سے مجھسے حضرت عمرؓ نے کہا تو جانتا ہے اسلام کو کونسی بات گرا دیتی ہے مین نے کہا نہین انہون نے کہا اسلام کو گرا دیتی ہے عالم کی غلطی اور منافق کا جھگڑا اللہ کی کتاب مین اور گمراہ سردارون کی حکومت دارمی نے حسنؒ سے انہون نے کہا علم دو ہین ایک تو قلب کا علم (یعنے علم باطن) وہ فائدہ دینے والا علم ہے اور ایک زبان کا علم وہ اللہ کی حجت ہے

آدمیون پر (یعنے دونو علم شرع کے عالم ہین اور دونو ضروری ہین) ترمذی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پناہ مانگو اللہ کی غم کے کنوے سے لوگون نے عرض کیا غم کا کنوان کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا ایک نالہ ہے دوزخ کا
اوس سے دوزخ بھی ہر روز چارسو بار پناہ مانگتی ہے لوگون نے کہا اوسمین کون جاوے گا آپنے فرمایا قاری جو ریا کرتے
ہین اپنے عملون مین ابن ماجہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے بدتر قاری خدا کے نزدیک وہ ہین جو امیرون کی ملاقات کو جاتے
ہین محاربی نے کہا امرا ظالم (فاسق) امیر ہین [٦٣] بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علیؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا قریب
ہے وہ زمانہ جب اسلام کچھ باقی نہ رہے گا مگر اسکا نام رہجاویگا اور قرآن کچھ باقی نہ رہیگا مگر اوسکے لفظ رہجاوینگے (یعنے
قرات اور تجوید بغیر سمجھنے معانی کے اور بغیر عمل کرنے اسکے اوامر اور نواہی پر) مسجدین انکی آباد ہونگی (ظاہر مین) پر حقیقت
مین وہ ویران ہونگی ہدایت سے (یعنے سیدھے راستے پر کوئی نہ ہوگا) اونکے عالم بدتر ہونگے اون سب لوگون سے جو آسمان
کے نیچے ہین انہین کے پاس سے فساد نکلے گا اور انہین مین لوٹ جاویگا [٦٤] دارمی اور دارقطنی نے ابن مسعودؓ سے روایت
کیا حضرت صلعم نے مجھسے فرمایا علم سیکھو اور لوگون کو سکھلاؤ اور فرائض سیکھو (یعنے ترکے کا علم) اور لوگون کو سکھلاؤ
قرآن سیکھو اور قرآن کو سکھلاؤ کیونکہ مین مرنے والا آدمی ہون اور علم قریب ہے کہ گم ہوجاوے اور فتنے پھیل جاوین یہان
تک کہ دو آدمی ایک فرض مین اختلاف کرینگے اور کسیکو ایسا نہ پاوینگے جو اونکا فیصلہ کرے [٦٥] احمد اور دارمی نے ابوہریرہؓ
سے حضرت صلعم نے فرمایا جس علم سے فائدہ نہ لیا جاوے اسکی مثال اوس خزانہ کی ہے جسمین سے خرچ نہ کیا جاوے اللہ کی
راہ مین [٦٦] بزار نے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب اللہ تعالی کسی بندے کیساتھ
بھلائی چاہتا ہے تو اسکو سمجھدار کردیتا ہے دین مین اور اسکے دل مین ہدایت ڈالدیتا ہے [٦٧] طبرانی نے تینون معاجم مین
ابن عمرؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا افضل عبادت دین مین سمجھ حاصل کرنا ہے اور افضل دین پرہیزگاری ہے [٦٨] طبرانی
نے اوسط مین اور بزار نے حذیفہ بن الیمان سے حضرت صلعم نے فرمایا عبادت کی فضیلت سے علم کی فضیلت زیادہ
ہے اور بہتر دین تمہارا پرہیزگاری ہے [٦٩] طبرانی نے اوسط مین عبد اللہ بن عمروؓ سے حضرت صلعم نے فرمایا تہوڑا علم بہت
عبادت سے بہتر ہے اور کافی ہے آدمی کو فقہ جب وہ عبادت کرے اللہ کی اور کافی ہے آدمی کو جہل جب وہ اپنی راے
پر مغرور ہو ابن عبد البر نمری نے کتاب العلم مین معاذ بن جبل سے حضرت صلعم نے فرمایا علم سیکھو اوسکا سیکھنا اللہ کیلیے خوف
ہے اور اوسکی طلب عبادت ہے اوسکا ذکر تسبیح ہے اوسکی بحث جہاد ہے اوسکا سکھانا جسکو نہین جانتا صدقہ ہے اوسکا خرچ اوسکے اہل
کے لیے قربت ہے کیونکہ وہ نشانی ہے حلال اور حرام کی اور مینار ہے اہل جنت کی راہون کا اور وہ انیس ہے وحشت
مین اور ساتھی ہے تنہائی مین اور بات کرنیوالا ہے خلوت مین اور دلیل ہے خوشی اور رنج مین اور ہتہیار ہے

دشمنون کے مقابلہ مین اور زینت ہے دوستون کے سامنے اللہ علم کیوجہ سے کچھ قومونکو بلند کریگا اونکو بہتری مین مقتدا اور
امام کریگا لوگ اونکے نشانونپر لوگ چلین گے اور انکے کامونکی لوگ پیروی کرینگے اور اونکی رائے پر لوگ ختم کرینگے فرشتے
اونکی صحبت کی خواہش کرینگے اور اپنے بازو اونپر پہیرینگے اور ہر ایک تر اور خشک اونکی لیے استغفار کریگی اور دریا کی
مچھلیان اور کیڑے اور جنگل کے درندے اور چارپائے یہ سب استغفار کرینگے اونکی لیے کیونکہ علم زندگی ہے دلون کی جہالت
سے اور چراغ ہے نگاہ کا تاریکیون سے بندہ علم کی وجہ سے اچھون کے درجون پر پہنچتا ہے اور بلند درجے پاتا ہے دنیا اور
آخرت مین علم مین غور کرنا روزے کے برابر ہے اور اسکا درس نماز مین کھڑے ہونے کے برابر ہے علم کیوجہ سے ناتے ملائے
جاتے ہین اور علم کی وجہ سے حلال اور حرام معلوم ہوتا ہے اور وہ امام ہے عمل کا اور عمل اسکا تابع ہے جو نیکبخت ہین انکو
علم حاصل ہوتا ہے اور جو بدبخت ہین وہ علم سے محروم رہتے ہین احمد اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ نے صفوان
بن عسال سے روایت کیا اونہون نے کہا مین حضرت صلعم کے پاس آیا وہ مسجد مین تکیہ لگائے تھے اپنی سرخ چادر پر مین نے
کہا مین علم حاصل کرنیکو آیا ہون آپ نے فرمایا مرحبا علم کے طلب کرنیوالے کو جو علم کی طلب کرتا ہے اسکو فرشتے اپنی بازون
سے گھیر لیتے ہین پھر ایک پر ایک سوار ہوتے ہین یہانتک کہ پہلے آسمان تک پہونچ جاتے ہین اور یہ محبت کیوجہ سے ہے اس چیز
کے جسکو وہ طلب کرتا ہے طبرانی نے معجم کبیر مین سخبرہ سے دو شخص حضرت صلعم کے سامنے سے گذرے آپ نصیحت کر رہے تھے
آپ نے فرمایا تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو جب آپ کھڑے ہوئے اور آپکے اصحاب جدا ہو گئے اونہون نے عرض کیا آپ نے
جو ہم سے فرمایا کہ تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو یہ خاص ہمارے لیے فرمایا یا سب لوگون کے لیے آپ نے فرمایا جو بندہ علم کو طلب کرتا
ہے اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہو جاتا ہے طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت عمر رض سے فرمایا حضرت صلعم نے کسی کمانیوالے نے
علم کی بزرگی کے برابر بزرگی نہین کمائی وہ دکھاتا ہے اپنے صاحب کو ہدایت کا رستہ یا پھیر دیتا ہے اسکو ہلاکت
کے رستے سے اور نہین مضبوط ہوتا دین اسکا جب تک مضبوط نہ ہو عمل اسکا بزار اور طبرانی نے اوسط مین ابوذر اور
ابوہریرہ سے روایت کیا اون دونون نے کہا ایک باب علم کا سیکھنا ہمارے نزدیک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے اور فرمایا
حضرت صلعم نے جب طالب علم کو موت آتی ہے اور وہ علم کی طلب مین ہوتا ہے تو وہ شہید مرتا ہے ابن ماجہ نے ابوذر سے
فرمایا حضرت صلعم نے اے ابوذر اگر تو صبح کو اوٹھے پھر اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھے تو وہ تیرے لیے سو رکعت سے بہتر ہے اور اگر
تو صبح کو اوٹھے اور علم کا ایک باب سیکھے عمل کرے اسپر یا نہ کرے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے یہ حدیث کا اسناد
حسن ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ سے فرمایا حضرت صلعم نے دنیا پر لعنت ہے اور جو چیزین دنیا مین ہین اونپر بھی لعنت
ہے مگر اسمین اللہ کا ذکر اور جو اسکی مثل ہے (یعنی عبادات وغیرہ) اور عالم اور علم سیکھنے والا ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین عبداللہ بن مسعود سے

فرمایا حضرت صلعم نے جسنے علم کا ایک باب کہ لوگون کو سکہانے کیلیے سیکہا تو ستر صدیقون کا ثواب ملیگا ابو نعیم اور بزار
سے روایا حضرت صلعم نے جو شخص ایک کلمہ یا دو کلمے یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرائض مین سے سیکہے پہر انکو سکہلاوے
وہ جنت مین جاویگا ابو ہریرہ نے کہا اسکے بعد پہر مین کوئی حدیث نہ بہولا جسکو مین نے سنا حضرت صلعم سے منذری
نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اگر حسن کا سماع ابو ہریرہ سے صحیح ہو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا افضل
صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم سیکہے پہر اپنے بہائی کو سکہاوے طبرانی نے اوسط مین ابن عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا
اس امت کے عالم دو ہین ایک تو وہ جسکو اللہ نے علم دیا اسنے خرچ کیا علم کو لوگون کے لیے اور مال کی حرص کی
اور علم کے بدلے قیمت نہ لی ایسے عالم کے لیے دریا کی مچہلیان اور خشکی کے جانور اور آسمان کے نیچے پرندے دعا کرتے
ہین دوسرے وہ جسکو اللہ نے علم دیا اوسنے بخل کیا علم مین اللہ کے بندون سے اور طمع کی مال کی اور علم کے بدلے قیمت
لی اسکو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جاویگی اور ایک پکارنے والا پکار کریگا یہ شخص وہ ہے جسکو اللہ نے علم دیا
اسنے بخیلی کی اسمین اللہ کے بندون سے اور اسپر طمع سے مال لیا اوسکے بدلے قیمت لی یہی حال ہے کا یہانتک کہ حساب
سے فراغت حاصل ہوگی ابن ماجہ نے ابو امامہ سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا لازم کر لو اپنے اوپر اس علم کو اوسکے اوٹہنے
سے پہلے اور جمع کیا آپ نے کلمہ کی اور بیچ کی انگلیون کو اسطرح پہر فرمایا کہ عالم اور علم سیکہنے والا دونو شریک ہین بہلائی مین
اور باقی آدمیون مین بہلائی نہین ہے احمد نے انس بن مالک رض سے حضرت صلعم نے فرمایا عالمون کی مثال
زمین مین ستارون کی سی ہے اونسے راہ ملتی ہے خشکی اور دریا کی اندہیریون مین پہر جب ستارے مٹ جاوین تو راہ پانیوالے
راہ گم کرنیکے قریب ہو جاوینگے ابن ماجہ نے معاذ بن انس سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے علم سکہایا اسکو
اوسپر عمل کرنیوالے کے برابر ثواب ملیگا اور عمل کرنیوالے کا ثواب کم نہ ہوگا طبرانی نے معجم کبیر مین ثعلبہ بن حکم سے
حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن عالمون سے فرماویگا جب اپنی کرسی پر اپنے بندون کا فیصلہ کرنے کے لیے
بیٹہے گا مین نے اپنا علم اور حلم تم مین نہین رکہا تہا مگر اسلیے کہ جو تم سے ہوا وہ بخشدون اور مجہے پرواہ نہین
منذری نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین طبرانی نے معجم کبیر مین ابو موسے سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ
تعالی بندون کو اوٹہاویگا پہر ان مین سے عالمون کو الگ کریگا اور فرماویگا اے جماعت عالمون کی مین نے اپنا علم
تمکو اسلیے نہین دیا تہا کہ تمکو عذاب کرون جاؤ مین نے بخشدیا تمکو اصبہانی نے ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا
عالم اور عابد دونون سامنے لائے جاوینگے تو عابد سے کہا جاویگا جنت مین جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹہیر جا تاکہ تیری
سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے بیہقی نے جابر بن عبد اللہ سے حضرت صلعم نے فرمایا عالم اور عابد دونو اوٹہائے جاوینگے

پھر عابد سے کہا جاویگا جنت مین جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹھیر رہ تا کہ تیری سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے جو
تو نے انکو آداب اچھے کیے تھے اصبہانی نے عبداللہ بن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجے
زیادہ ہوگی ہر دو درجون کے بیچ مین ستر برس کا فاصلہ ہوگا گھوڑے کی دوڑ سے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان لوگون
کے لیے بدعت نکالتا ہے عالم اسکو دیکھتا ہے اور منع کرتا ہے اُس سے اور عابد اپنے رب کی عبادت کیطرف متوجہ رہتا ہے
نہ بدعت کیطرف رخ کرتا ہے نہ اسکو پہچانتا ہے دارقطنی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی کوئی
عبادت دین کی سمجھ حاصل کرنے سے افضل نہین اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور ہر چیز کا ستون ہے اور دین
کا ستون فقہ ہے ابوہریرہ نے کہا اگر مین ایک ساعت بیٹھون اور فقہ حاصل کرون تو مجھے شب قدر کے جاگنے سے زیادہ پسند ہے
ایک روایت مین یہ ہے کہ ایک رات کو صبح تک جاگنے سے زیادہ پسند ہے طبرانی نے اوسط مین ابوہریرہ سے روایت کیا
وہ مدینہ کے بازار مین گئے وہان کھڑے ہوئے اور بولے اے بازار والو تم کیسے عاجز ہو وہ بولے اسکا کیا مطلب ہے اے
ابوہریرہ انہون نے کہا حضرت صلعم کا ترکہ بٹتا ہے اور تم اس جگہہ ہو جاتے نہین اپنا حصہ نہین لیتے انہون نے کہا وہ کہان
ہے ابوہریرہ نے کہا مسجد مین یہ سنکر بازار والے جلدی سے نکلے اور ابوہریرہ ٹھیرے رہے یہانتک کہ وہ لوٹے ابوہریرہ نے
کہا کہو کیا حال ہے انہون نے کہا ہم مسجد گئے اور اسکے اندر داخل ہوئے تو وہان کوئی چیز نہین دیکھی جو بٹتی ہو
ابوہریرہ نے کہا تم نے مسجد مین کسی کو نہین دیکھا انہون نے کہا ہمنے چند لوگون کو دیکھا جو نماز پڑہ رہے تھے اور
چند لوگ قرآن پڑھ رہے تھے اور چند لوگ حلال و حرام کا ذکر کر رہے تھے ابوہریرہ نے کہا تم بختی تمہاری یہی تو ترکہ
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد نے قبیصہ بن مخارق سے روایت کیا
مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپنے فرمایا اے قبیصہ تو کیون آیا مین نے عرض کیا میرا سن زیادہ ہوگیا اور
میری ہڈی پتلی ہوگئی تو مین اسلیے آیا کہ آپ مجھے وہ باتین سکھلا دین جس سے اللہ تعالے مجھکو فائدہ دیوے آپنے
فرمایا اے قبیصہ تو نہین گذرے گا کسی پتھر یا درخت یا ڈھیلے پر مگر وہ تیرے لیے استغفار کریگا اے قبیصہ جب تو صبح
کی نماز پڑھے تو تین بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہہ تو محفوظ رہے گا نابینائی اور جذام اور فالج سے اے قبیصہ کہہ یا اللہ
مین مانگتا ہون جو تیرے پاس ہے اوس مین سے اور روان کر مجھ پر فضل اپنا اور پھیلا دے مجھ پر رحمت اپنی اور اتار
مجھ پر برکتین اپنی طبرانی نے معجم کبیر مین ابوامامہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص صبح کو مسجد مین جاوے
بہتر علم سیکھنے یا سکھانے کے لیے اسکو سوا کوئی غرض نہ ہو اسکو پوری حج کرنے والے کا ثواب ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ
سے حضرت صلعم سے مین نے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص میری اس مسجد مین آوے صرف بہتری کی نیت سے علم سیکھنے یا سکھانے

کے لیے وہ مثل مجاہد کے ہے اللہ کی راہ میں اور جو کوئی اور کام کے لیے آوے وہ ایسا ہے جو کسی دوسرے کا سامان دیکھے [۹۴] طبرانی
نے اوسط میں حضرت علی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جو بندہ علم کی طلب میں جوتا یا موزہ پہنے یا اور کوئی کپڑا تو اللہ اوسکے
گناہ بخشدیگا جب ہی وہ اپنے گھر کی چوکھٹ سے پار ہو [۹۵] ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے سنا
مینے حضرت صلعم سے آپ فرماتے تھے جو شخص صبح کرے علم کے ارادے سے جسکو وہ سیکھتا ہو اللہ کیلئے تو اللہ اسکے لیے ایک دروازہ
کھولدیگا جنت کی طرف اور فرشتے اسکے لیے اپنے بازو بچھاوینگے اور آسمان کے فرشتے اسکے لیے دعا کرینگے اور
سمندر کی مچھلیاں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کی چاند کی سب سے چھوٹے ستارے پر
آسمان میں اور عالم وارث ہیں پیغمبرون کے اور پیغمبرون نے روپیہ اور اشرفی نہیں چھوڑا بلکہ اونکا ترکہ علم ہے
پھر جس نے علم کو لیا اسنے اپنا حصہ لیا نبوت کی ترکے میں سے اور عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جسکی تلافی نہیں ہو سکتی
اور ایسا رخنہ ہے جو بند نہیں ہو سکتا اور عالم جو مرجاوے ایک ستارہ ہے جو بے نور ہو گیا ایک قبیلے کی موت عالم کی
موت سے آسان ہے [۹۶] طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا یا اللہ رحم کر میرے خلیفوں پر
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی خلیفے کون ہیں آپنے فرمایا جو لوگ میرے بعد پیدا ہونگے اور میری حدیثیں روایت کرینگے
اور لوگون کو سکھلاوینگے [۹۷] طبرانی نے معجم کبیر میں ابوالدرداء سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کوئی لوگ ایسے نہیں جو اللہ کی
کتاب پڑھتے ہون اور آپس میں ایکدوسرے کو سکھلاوین مگر وہ مہمان ہونگے اللہ کے اور فرشتے اونکو گھیر لینگے اونکے اوٹھنے تک
یا دوسری بات میں مصروف ہونے تک اور کوئی عالم موت کے ڈر سے علم کی طلب میں نکلے گا یا علم کو نہ لکھے گا اس ڈر سے کہ وہ مٹ
نہ جاوے مگر اوسکی مثال غازی کی سی ہوگی جو اللہ کی راہ میں نکلے اور جسکا عمل دیر کرے اوسکا نسب جلدی نہ کریگا اسکے ساتھ
[۹۸] طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے لازم کرلے تو عالموں کے پاس بیٹھنا اور سنا کر حکیموں
کا کلام کیونکہ اللہ تعالی مردہ دل کو جلاتا ہے حکمت کی نور سے جیسے جلاتا ہے مردہ زمین کو زور کے مینہ سے [۹۹] ابو یعلی نے ابن عباس سے
کہا گیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون اچھا ہے فرمایا آپنے جسکے دیکھنے سے اللہ یاد آوے اور اسکی بات سے تمہارا علم بڑھے اور اسکا عمل آخرت
کو یاد دلاوے [۱۰۰] ابوداؤد نے ابوموسی سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی تعظیم میں داخل ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور حافظ
قرآن کی جو اوسمین کمی و بیشی نہ کرے اور حاکم عادل کی تعظیم [۱۰۱] طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا برکت تمہارے بڑون کے ساتھ ہے [۱۰۲] احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے انہی سے حضرت صلعم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ جو بڑے
کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے [۱۰۳] حاکم نے ابن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا
ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے [۱۰۴] احمد اور طبرانی اور حاکم نے عبادہ بن صامت سے حضرت صلعم

نے فرمایا میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے طبرانی[۱۰۶] نے واثلہ سے ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی بزرگی نہ کرے ترمذی[۱۰۷] اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کا شرف یا بڑے کا حق نہ پہچانے طبرانی[۱۰۸] نے اوسط میں ابوہریرہ سے علم سیکھو اور علم کے لیے تقاہت اور تمکین سیکھو اور جس سے علم حاصل کرو اوسکے سامنے عاجزی کرو (یعنے اوسکا ادب کرو) احمد[۱۰۹] نے سہل بن سعد ساعدی سے یا اللہ میں وہ زمانہ نہ پاؤں یا تم وہ زمانہ نہ پاؤ جسمین عالم کی تابعداری نہ کیجاوے اور حلیم سے شرم نہ کیجاوے دل عجمی لوگون کے سے اور زبانین عرب کی ہون طبرانی[۱۱۰] نے کبیر میں ابوامامہ سے تین آدمیون کی ذلت وہی کریگا جو منافق ہوگا بوڑھے مسلمان کی اور عالم کی اور حاکم عادل کی احمد[۱۱۱] اور طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن بسر سے جب تو بیس آدمیون میں یا کم یا زیادہ میں ہو پھر تو اونکے منہ دیکھے اور ان میں کوئی ایسا نہ ہو جس سے خوف کرتے ہون اللہ کی رضامندی کے لیے تو جان لے کہ کام بہت باریک ہو گیا طبرانی[۱۱۱] نے کبیر میں ابومالک اشعری سے میں اپنی امت پر تین باتون سے ڈرتا ہون ایک یہ کہ دنیا بہت ہو جاوے اور وہ آپس میں حسد کرنے لگین دوسرے یہ کہ اللہ کی کتاب کھولی جاوے اور مومن اوسکو لیوے اور اسکی تاویل جاننے کے پیچھے پڑے حالانکہ اسکی تاویل نہیں جانتا مگر اللہ اور جو لوگ پکے ہین علم میں وہ کہتے ہین ہم ایمان لائے اسپر سب ہمارے مالک کیطرف سے ہے اور نصیحت وہی مانتے ہین جو عقل رکھتے ہین تیسرے یہ کہ کسی علم والے کو دیکھین پھر اسکو تباہ کردین اور اسکی پرواہ نہ کرین ابوداؤد[۱۱۲] نے ابوہریرہ سے جو شخص صرف کلام سیکھے لوگون کے دل لبھانے کے لیے اللہ تعالے قیامت کے دن اوسکی فرض اور نفل قبول نہ کریگا عبدالرزاق[۱۱۳] نے ابن مسعود سے انہون نے کہا تمہارا کیا حال ہوگا اس فتنے میں جب چھوٹا اوسمین بڑا ہو جائیگا اور بڑا بوڑھا ہو جاویگا اور فتنے کی بات کو (یعنے بدعت کو) لوگ سنت ٹھیرالین گے جب اس بدعت کو کسی دن بدلین گے تو لوگ کہین گے یہ بری بات ہے راوی نے پوچھا یہ کب ہوگا انہون نے کہا جب امانت دار تم مین کم ہونگے اور امیر بہت ہونگے اور فقیہ کم ہونگے اور قاری بہت ہونگے (یعنے صرف الفاظ پڑھنے والے) اور علم فقہ دنیا کے لیے حاصل کیا جاویگا اور آخرت کے کامون سے دنیا کی طلب کیجاویگی عبدالرزاق[۱۱۴] نے حضرت علی سے انہون نے فتنون کا بیان کیا جو اخیر زمانہ میں ہونگے حضرت عمر نے کہا ایسا کب ہوگا اے علی انہون نے کہا جب فقہ حاصل کیجاویگی دین کے سوا اور غرض سے اور علم سوا عمل کے اور غرض سے اور آخرت کے کام سے دنیا طلب کیجاوے گی طبرانی[۱۱۵] نے کبیر میں سمرہ بن جندب سے کوئی صدقہ لوگون نے اسکے برابر نہیں دیا جیسے علم کو پھیلایا (علم کی کتابین یعنے حدیث اور تفسیر کی چھاپین علم پڑھایا اور سکھایا عالمون اور طالب علمون کی علم کی کتابین تقسیم کین) طبرانی[۱۱۶] نے کبیر میں ابن عباس سے کیا عطیہ ہے یہ کلمہ ایک

[illegible]

حق بات جو تو سنے پہر اپنے بہائی مسلمان کو سنا دے اور سکہا دے [117] ابو یعلے اور بیہقی نے انس بن مالک سے بیان کیا
بتاؤں بہت سخی اللہ سب سے زیادہ سخی ہے اور میں آدمیوں میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد بہت
سخی وہ شخص ہے جسنے علم سیکہا پہر اسکو پہیلایا وہ اکیلا قیامت کے دن ایک گروہ کی طرح آویگا اور وہ شخص جسنے اپنی جان
دینے میں سخاوت کی یہانتک کہ مارا جاوے [118] احمد نے انس سے جسکی زبان سے حق نکلے اور اسکے بعد لوگ اسپر عمل کریں تو اوسکا
ثواب قیامت تک جاری رہیگا پہر قیامت کے دن اللہ اسکو پورا ثواب دیگا [119] احمد اور بزار اور طبرانی نے کبیر میں اور اوسط
میں ابو امامہ سے چار آدمیوں کی ثواب مرنے کے بعد قائم رہینگے ایک تو وہ جو اللہ کی راہ میں چوکی پہرہ دیتا رہا اور اسی حال
میں مر گیا دوسرے وہ جسنے علم سکہایا جب تک لوگ اسپر عمل کرینگے اسکو ثواب حاصل ہوگا تیسرے وہ جسنے ایک صدقہ جاری کیا
جب تک وہ صدقہ جاری رہیگا اسکو ثواب پہونچتا رہیگا چوتہے وہ جسنے ولد صالح چہوڑا وہ اسکے لیے دعا کرتا ہے [120] حاکم نے
حضرت علی سے انہوں نے کہا اس آیت کی تفسیر میں قوا انفسکم واہلیکم نارا سکہاؤ اپنے گہر والوں کو نیک باتیں [121] ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابوہریرہ سے کہ جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچہی جاوے وہ اسکو چہپاوے قیامت
کے دن اسکو انگار کی لگام پہنائی جاویگی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر ابن ماجہ کی ایک روایت میں
یوں ہے جو شخص کسی علم کا حافظ ہے پہر وہ اسکو چہپاوے [122] ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو سے جو علم چہپاوے اللہ
تعالی اسکو انگار کی لگام قیامت کے دن پہناویگا [123] ابو یعلے نے ابن عباس سے جو کوئی علم سے سوال کیا جاوے پہر وہ اسکو چہپاوے
قیامت کے دن انگار کے لگام پہنے ہوئے آوے گا اور جو شخص قرآن میں نے جانے بوجہے کہیگا وہ قیامت کے دن انگار کی
لگام پہنے ہوئے آویگا اسکے راوی ثقہ ہیں [124] ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے جو شخص ایسا علم چہپاوے جو لوگوں کو مفید ہے
دین کے کام میں قیامت کے دن اللہ تعالی اسکو انگار کی لگام پہناویگا [125] ابن ماجہ نے جابر رض سے جب اس امت کے پچہلے لوگ اگلوں
پر لعنت کریں پہر جو کوئی حدیث چہپاوے اوسنے اللہ کا حکم چہپایا [126] طبرانی نے کبیر میں علقمہ بن سعید بن عبد الرحمان بن
ابزی سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہا کہ حضرت صلعم نے ایک روز خطبہ پڑہا تو مسلمانوں کے گروہوں
کی تعریف کی پہر فرمایا بعض قوموں کا کیا حال ہے اپنے ہمسایوں کو نہیں سمجہاتے نہ انکو علم سکہاتے ہیں نہ نصیحت
کرتے ہیں نہ حکم کرتے ہیں (اچہی بات کا) نہ منع کرتے ہیں بری بات سے اور کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو نہیں
سیکہتے ہیں اپنے ہمسایوں سے نہ تفقہ حاصل کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں قسم خدا کی لوگوں کو چاہیے کہ اپنے
ہمسایوں کو سکہا دیں اور سمجہا دیں اور نصیحت کریں اور حکم کریں (اچہی بات کا) اور منع کریں بری بات سے اور لوگوں
کو چاہیے کہ اپنے ہمسایوں سے سیکہیں اور سمجہ حاصل کریں اور نصیحت مانیں ورنہ میں انکو جلد سزا دونگا پہر آپ اوترے

(منذری سے) بعض لوگون نے کہا تم کیا سمجھتے ہو آپ نے کن لوگون کو مراد لیا اونہون نے کہا اشعری لوگون کو وہ فقیہ ہین اور انکے ہمسایے دو تمیز ہین پانیون پر رہنے والے اور جنگل مین رہنے والے یہ خبر اشعری لوگون کو پہونچی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے ایک قوم کی تعریف کی اور ہماری برائی کی ہمارا کیا حال ہے آپ نے فرمایا لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون کو تعلیم کرین اور انکو نصیحت کرین اور نیک باتکا حکم کرین بری باتسے منع کرین اور لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون سے علم سیکھین اور نصیحت پکڑین اور فقہ حاصل کرین ورنہ مین انکو جلدی سزا دونگا دنیا مین لوگون نے عرض کیا یا رسول کیا ہم اور لوگون کو بھی جتا دیوین آپ نے پھر بھی فرمایا پھر انہون نے کہا کیا ہم اورون کو بھی جتا دیوین آپ نے یہی فرمایا پھر انہون نے کہا ہمکو ایک سال کی مہلت دیجیے آپ نے ایک سال کی مہلت دی تاکہ اونکو سمجھاوین اور سکھاوین اور نصیحت کرین پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لُعِنَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن بَنِی اِسرَائِیلَ آخیر تک [127] ابو منصور دیلمی نے مسند مین اور ابو عبدالرحمن سلمی نے اربعین مین ابوہریرہ سے روایت کیا ایک علم چھپا ہوا ہے اسکو نہین جانتے مگر جو عالم ہین اللہ تعالے کے پہچاننے والے پھر جب وہ علم بیان کرتے ہین تو اسکا انکار وہی کرتے ہین جو غافل ہین اللہ جل جلالہ سے [128] طبرانی نے کبیر مین ابن عباس سے علم دلسے سکھاو کیونکہ علم مین خیانت کرنا مال مین خیانت کرنیسے زیادہ ہے اور اللہ تم سے پوچھنے والا ہی [129] مسلم اور ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے حضرت صلعم دعا کرتے تھے یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیری اس علم سے جو فائدہ نہ دیوے اور اس دلسے جو نہ جھکے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو [130] طبرانی اور ابو نعیم نے انس بن مالک سے عذاب کے فرشتے فاسق قاریون کو بت پرستون سے پہلے پکڑینگے وہ کہین گے بت پرستون سے بھی ہم پہلے پکڑے گئے انسے کہا جاویگا جاننے والے نہ جاننے والون کیطرح نہین ہین [131] ترمذی نے صہیب سے حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص نے قرآن مین جو باتین حرام ہین انکو حلال کیا وہ قرآن پر ایمان نہین لایا [132] ترمذی نے ابو برزہ اسلمی سے حضرت صلعم نے فرمایا بندے کے قدم نہ سرکین گے جب تک اس سے نہ پوچھا جائیگا کہ تونے اپنی عمر کا ہے مین فنا کی اور اپنے علم مین کیا کیا اور اپنے مال کو کہانسے کمایا اور کا ہے مین خرچ کیا اور اپنے بدنکو کا ہے مین پرانا کیا بیہقی کی روایت مین ہے کہ اپنی جوانی سے کا ہے مین فنا کی [133] طبرانی نے کبیر مین ولید بن عقبہ سے حضرت صلعم نے فرمایا کچھ لوگ جنت کے جہنم کے لوگون کے پاس جاوینگے اونسے کہین گے تم جہنم مین کیون گئے ہم تو قسم خدا کی جنت مین تمسے سیکھکر گئے وہ کہین گے ہم کہتے تھے (یعنے اورونکو نصیحت کرتے تھے) اور خود نہین عمل کرتے تھے [134] ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے مالک بن دینار سے انہون نے حسن سے مرسلاً جو بندہ خطبہ پڑھتا ہے (وعظ کہتا ہی)

اللہ اُس سے پوچھیگا کہ تیری نیت اس سے کیا تھی۔ مالک بن دینار جب اس حدیث کو بیان کرتے تو روتے یہانتک
کہ رونا بند ہو جاتا پھر کہتے تم سمجھتے ہو کہ میں جو باتیں تم سے کرتا ہوں اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور
میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھسے پوچھیگا قیامت میں کہ میری نیت کیا تھی اس کلام سے (یعنے خالص
خدا کے لیے کہا تھا یا اور کسی مقصد کے لیے دنیا کمانے کی یا ریا کی نیت سے) بیہقی[135] نے لقمان بن عامر سے ابوالدردا رضی
کہتے ہیں ڈرتا ہوں اپنے پروردگار سے کہ میں قیامت کے دن مجھکو بلاوے سب خلق کے سامنے اور فرماوے اے
عویمر میں کہونگا حاضر ہوں تیری خدمت میں پھر وہ فرماوے تونے کیا عمل کیا اپنے علم پر۔ بزار[136] نے معاذ بن جبل سے
اونہوں نے کہا میں حضرت صلعم کے سامنے آیا آپ طواف کرتے تھے خانہ کعبہ کا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون
برے ہیں آپنے فرمایا یا اللہ بخش دے تو پوچھ نیکی کو اور مت پوچھ بدی کو برے لوگ وہ ہیں جو عالم ہو کر برے ہوں
لوگوں میں۔ بزار[137] نے ابوبرزہ سے مثال اُس شخص کی جو لوگوں کو نیک باتیں سکھاتا ہو اور اپنے تئیں بھول جاتا ہے
مثال فتیلے کی ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلاتا ہے۔ طبرانی[138] نے کبیر میں عبداللہ بن عمرو رضی سے کہ
لوگ ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں لیکن فقہ یاد رکھتے ہیں اور جسکو علم فائدہ نہ دیوے اوسکا جہل نقصان پہونچاویگا
تو قرآن پڑھ جبتک وہ تجھکو منع کرتا رہے (بری باتوں سے) اگر تجھکو منع نہ کرے تو تو تجھکو نہیں پڑھتا (یعنے جب قرآن
کی تاثیر دل پر ہوا اور جن باتوں سے قرآن میں ممانعت ہے اون سے باز نہ رہے تو صرف لفظوں کا رٹنا کچھ فائدہ نہ دیگا)
طبرانی[139] نے کبیر میں جندب بن عبداللہ ازدی سے مثال اُس شخص کی جو لوگوں کو نیکی سکھاتا ہے اور اپنے تئیں
بھول جاتا ہے چراغ کی ہے وہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلا دیتا ہے اسناد اوسکا حسن ہے۔ طبرانی[140] نے کبیر میں
واثلہ بن اسقع سے ہر عمارت وبال ہے اُسکے مالک پر مگر جو ایسے ہو اور اشارہ کیا اپنی ہتھیلی سے (یعنے بقدر ضرورت
کے ہو) اور ہر ایک علم وبال ہے عالم پر مگر جسپر وہ عمل کرے۔ طبرانی[141] نے صغیر میں اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی سے سب سے
زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اُس عالم کو ہوگا جسکو اُسکا علم فائدہ نہ دیوے۔ بزار[142] اور طبرانی نے کبیر میں عمار بن یاسر رضی
سے اونہوں نے کہا مجھکو حضرت صلعم نے قیس کے ایک قبیلے کیطرف بھیجا اونکو اسلام کی باتیں سکھلانے کے لیے میں جو وہاں
گیا تو دیکھا وہ لوگ وحشی اونٹوں کیطرح ہیں انکی آنکھیں اوپر اٹھی ہوئی ہیں اونکو اونٹ یا بکری کے سوا دوسری
فکر نہیں ہے یہ دیکھکر میں حضرت صلعم کے پاس لوٹ آیا آپنے فرمایا اے عمار تونے کیا کیا میں نے سارا حال اون لوگوں کا
بیان کیا اور جو غفلت انکی تھی وہ آپسے عرض کی آپنے فرمایا اے عمار میں اس سے زیادہ عجیب تجھسے کہوں کچھ لوگ ایسے
ہیں جو جانتے ہیں اُن باتوں کو جنکو یہ لوگ نہیں جانتے پھر انکی طرح غافل ہیں (اور گناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں)

طبرانی نے صغیر اور اوسط مین حضرت علی رض سے مین اپنی امت مین مومن اور مشرک کا ڈر نہین ہے کہتا ہون تو اپنے ایمان
کی وجہ سے رکا رہتا ہے اور مشرک کو اسکا کفر میٹ دیتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے تم پر اُس منافق کا ہے جو زبان دان ہو وہ باتین
کہیگا جسکو تم اچھا جانتے ہو اور وہ کام کریگا جسکو تم برا جانتے ہو [۱۴۲] طبرانی نے کبیر مین اور بزار نے بسند صحیح عمران بن حصین سے
سب سے زیادہ جو مین ڈرتا ہون تمہارے اوپر اپنے بعد وہ ہر منافق ہے جو زبان کا عالم ہو [۱۴۳] اصبہانی نے انس بن
مالک سے آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اسکا دل زبان کے موافق نہو اور زبان دل کے اور جسکا عمل اسکے قول کے موافق ہو
اور جسکا ہمسایہ اوسکے ایذا اون سے بے ڈر رہے [۱۴۷] طبرانی نے ابن مسعود سے انہون نے کہا مین سمجھتا ہون آدمی علم کو بھول
جاتا ہے جیسا اوسنے سیکھا گناہ کی وجہ سے جسکو وہ کرتا ہے [۱۴۸] احمد اور بیہقی نے منصور بن زاذان سے انہون نے کہا مجکو
خبر دی گئی کہ بعضے لوگ دوزخ مین ڈالے جاوینگے اور دوزخ والے انکی بو سے پریشان ہونگے وہ کہین گے خرابی ہو
تیری تو کیا کام کرتا تھا ہمکو وہ کافی نہ تھا جس آفت مین ہم ہین یہانتک کہ ہم پہنچے تیری بو مین اور تیری بدبو مین وہ کہیگا
مین عالم تھا لیکن مینے فائدہ نہ اوٹھایا اپنے علم سے [۱۴۹] طبرانی اور بزار اور ابو یعلی نے عباس بن عبد المطلب اور عمر بن خطاب رض
سے اسلام پھیلیگا یہانتک کہ سوداگر سمندر مین جاوینگے اور گھوڑے پانی مین گھسین گے اللہ کی راہ مین پھر ایسے لوگ پیدا
ہونگے جو قرآن پڑھینگے اور کہین گے ہمسے زیادہ قاری کون ہے ہمسے زیادہ عالم کون ہے ہم سے زیادہ سمجھدار کون ہے
پھر آپنے فرمایا اپنے اصحاب سے ان لوگون مین کچھ بہتری ہوگی انہون نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا وہ لوگ تم ہی مین سے ہونگے اسی امت مین اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۵۰] طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن عبد اللہ
بن عباس سے کہ حضرت صلعم ایک رات مکہ مین اُٹھے اور فرمایا یا اللہ مینے پہونچا دیا تیرا حکم ہمین بار یہ فرمایا پھر حضرت عمر رض
کھڑے ہوئے اور وہ نرم دل تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ بیشک آپنے پیام پہونچا دیا اور ترغیب لائی اور کوشش کی اور نصیحت
کی پھر آپنے فرمایا ایمان پھیلیگا یہانتک کہ کفر کو اپنے ٹھکانون پر ہٹا دیگا اور دریاؤن مین اسلام سماویگا اور ایک
زمانہ لوگون پر ایسا آویگا لوگ اُسوقت قرآن سیکھینگے اور پڑھینگے پھر کہینگے ہم نے پڑھا اور جانا اب ہمسے بہتر
کون ہے کیا ان لوگون مین کچھ بہتری ہوگی لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے آپنے فرمایا وہ تم مین سے
ہونگے اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۵۱] طبرانی نے ابن عمر رض سے جو شخص کہے مین عالم ہون وہ جاہل ہے [۱۵۲] ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ بیہقی نے ابو امامہ سے جو شخص مرا (لڑائی جھگڑا جسمین نفسانیت ہو نہ اظہار حق) ورنہ اسکو
مناظرہ کہین گے وہ جائز ہے بعضون نے کہا مراد جھٹلانا قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت سے یہ کفر ہے بعضون نے
کہا مراد جھگڑنا آیات متشابہات مین) کو ترک کرے اور وہ غلطی پر ہو تو اسکے لیے جنت کے گرد گھر بنایا جاویگا

اور جو مرا کو ترک کرے اور وہ حق پر ہو اسکے لیے جنت کے بیچا بیچ ایک گھر بنایا جاویگا اور جسکا خلق اچھا ہو اسکے لیے جنت کی بلندی میں گھر بنایا جاویگا [153] طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے میں ضامن ہوں ایک گھر کا جنت کے گرد اوسکے لیے جو مرا کو چھوڑ دیوے اور وہ حق پر ہو اور جنت کے بیچ میں اوسکے لیے جو جھوٹ کو چھوڑ دیوے ہنسی اور ٹھٹھے میں اور جنت کی بلندی میں اوس شخص کے لیے جسکی خصلت اچھی ہو (یعنے خوش خلق ہو) [154] طبرانی نے کبیر میں ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک رضی سے انہوں نے کہا حضرت صلعم ایک دن ہمارے سامنے نکلے اور ہم دین کی کسی بات میں مرا کر رہے تھے آپ بہت غصے ہوئے کہ ایسا غصے کبھی نہیں ہوئے تھے پھر جھڑکا ہمکو اور فرمایا چھوڑو (یہ بات) اے محمد صلعم کی امت تم سے پہلے لوگ اسی سبب سے تباہ ہوئے چھوڑ دو مرا کو اسمیں بہتری کم ہے چھوڑ دو مرا کو کیونکہ مومن مرا نہیں کرتا چھوڑ دو مرا کو کیونکہ مرا کرنے والے کا ٹوٹا پورا ہوا چھوڑ دو مرا کو کیونکہ یہ گناہ کافی ہے کہ تو مرا کرتا ہے چھوڑ دو مرا کو کیونکہ مرا کرنیوالے کی میں شفاعت نکرونگا قیامت کے دن چھوڑ دو مرا کو میں جنت میں تین گھر کا ضامن ہوں اوسکے گرد اور بیچ اور بلندی میں اسکے لیے جو سچا ہو کر مرا کو چھوڑ دیوے چھوڑ دو مرا کو اول جس سے منع کیا مجھکو میرے پروردگار نے بت پوجنے کے بعد وہ مرا ہے اخیر حدیث تک [155] بزار اور طبرانی نے تینوں معاجم میں معاذ بن جبل سے میں ضامن ہوں ایک گھر کا جنت کے آس پاس اور جنت کے بیچ میں اور جنت کے اعلے میں جو شخص مرا کو چھوڑ دے حق پر ہو کر اور جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ ٹھٹھا کرتا ہو اور جسکا خلق اچھا ہو (یعنے ان تینوں کے لیے ان تینوں گھروں کا ضامن ہوں) [156] طبرانی نے کبیر میں ابو سعید خدری رضی سے ہم حضرت صلعم کے دروازے کے پاس بیٹھے تھے بحث کرتے ہوئے کوئی اس آیت سے دلیل لاتا کوئی اس آیت سے اتنے میں آپ نکلے آپکا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انار کا دانہ آپکے چہرے میں پھوڑا گیا آپنے فرمایا اے لوگو کیا تمکو یہی حکم دیا گیا کیا تمکو یہی حکم ہوا میرے بعد کافر مت بن جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر [157] ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی سے کوئی لوگ ایسے نہیں جو ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاویں مگر وہ جو لڑنے لگیں پھر یہ آیت پڑھی مَا ضَرَبُوْهُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا [158] ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے تجھکو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہے [159] ابو داؤد اور ابن حبان اور طبرانی نے ابو ہریرہ اور زید بن ثابت سے کہ قرآن میں مرا کرنا کفر ہے [160] طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کام تین طرح کے ہیں ایک وہ جسکی اچھائی کھل گئی اس کام کو کر اور ایک وہ جسکی برائی کھل گئی اس سے پرہیز کر اور ایک وہ کام جسمیں اختلاف ہے اسکو سونپ کر اسکے جاننے والے کی طرف امام قسطلانی رح نے کہا جب امام بخاری رحمہ اللہ تعالی وحی کی حدیثوں سے فارغ ہوگئے جو اصل ہے شرع کے حکموں کی تو اسکے بعد ایمان کی کتاب لائے اسکے بعد علم کی کتاب اسکے بعد عبادتوں کو شروع کیا

اور انکی ترتیب ہی کہی جو حدیث مین تہی یعنے پہلے نماز کو رکہا پہر زکوۃ کو پہر حج کو پہر روزے کو تو نماز کو مقدم
کیا سب عبادات پر کیونکہ ایمان کے بعد نماز سب عبادتون سے افضل ہے اور نماز سے پہلے طہارت کا بیان
کیا اسلیے کہ طہارت کنجی ہے نماز کی جیسے ابو داؤد نے باسناد صحیح روایت کیا دوسرے یہ کہ طہارت شرط ہے نماز کی
اور شرط طبعًا مقدم ہے مشروط پر تو وضعًا بہی اسکو مقدم کیا انتہیٰ ما قال القسطلانی رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الْوُضُوْءِ کتاب وضو کے بیان مین **ف** وضو بضم واو اُس فعل کا نام ہے جو نماز سے
پہلے کیا جاتا ہے اور بفتح واو پانی کو کہتے ہین جس سے وضو کیا جاتا ہے ابن عساکر کی روایت مین بسم اللہ کتاب الوضو
کے بعد ہے اور بعضی روایتون مین باب ہے تنوین کے ساتہہ فی الوضوء **بَابٌ** مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا
قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى
الْكَعْبَيْنِ باب بیان مین اس آیت کے جو سورۂ مائدہ مین ہے اے ایمان والو جب تم کہڑے ہو نماز کے لیے تو دہو و منہہ
اپنا اور ہاتہہ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون پر اور دہو و اپنے پانوکو دو نون ٹخنون تک **ف** حافظ
ابن حجر نے کہا مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے اس طرف کہ سلف نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنے مین اکثر علما نے کہا
ہے کہ یہان ایک لفظ محذوف ہے محدثین یعنے جب تمکو وضو نہ ہو اور تم نماز کے لیے کہڑے ہو اور بعضون نے کہا
یہ حکم عام ہے پر بے وضو کے لیے وضو واجب ہے اور با وضو کو نیا وضو کرنا مستحب ہے اور بعضون نے کہا پہلے نیا وضو کرنا سب کے
لیے واجب تہا پہر یہ وجوب باوضو کے حق مین منسوخ ہو گیا اور استحباب باقی رہا اور دلیل اسکی وہ ہے جو احمد اور ابو داؤد
نے عبد اللہ بن حنظلہ انصاری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم کیا گیا وضو کا ہر نماز کے لیے
خواہ وضو ہو یا نہ ہو جب یہ امر آپ پر دشوار ہوا تو وضو معاف کیا گیا مگر اس صورت مین جب حاجت ہو جاوے اور
مسلم نے بریدہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے جس دن مکہ فتح ہوا آپنے
کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین حضرت عمر نے عرض کیا آپنے وہ کام کیا جو نہین کرتے تہے آپنے فرمایا مین نے قصدًا ایسا کیا
مطلب یہ ہے کہ بیان جواز کے لیے ایسا کیا اور انس کی حدیث اس باب مین باب الوضوء من غیر حدث مین آویگی اب علما
نے اختلاف کیا ہے کہ وضو کس چیز سے واجب ہوتا ہے بعضون نے کہا حدث سے واجب ہوتا ہے مگر یہ وجوب موسع ہے اور
بعضون نے کہا حدث اور نماز کے لیے اٹہنے سے اور ایک جماعت شافعیہ نے اسکو ترجیح دی ہے اور بعضون نے کہا نماز کے لیے
اٹہنے سے فقط اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اصحاب سنن نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا مجہے حکم ہوا وضو کا

اسی حالت میں جب نماز کے لیے اوٹھو اور بعض علماء نے وضو میں نیت واجب ہونا اس آیت سے نکالا ہے کیونکہ
مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونیکا ارادہ کرو تو وضو کرو نماز کے لیے اور اسکی مثل ہے یہ قول اذا رأیت
الامیر فقم یعنی جب تم امیر کو دیکھو تو کھڑے ہو یعنے کھڑے ہو اسکے واسطے اور دلیل لائی ہے اس آیت سے اونسے جو
کہتا ہے وضو مدینہ میں فرض ہوا اور اس سے پہلے ابن عبد البر نے کہا سب اہل سیر کا اتفاق ہے کہ غسل جنابت کا آپ
پر مکہ میں فرض ہوا تھا جس وقت نماز فرض ہوئی اور آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی بغیر وضو کے ابن عبد البر نے کہا
اس بات کو کوئی عالم ایسا نہیں جو نہ جانتا ہو حاکم نے مستدرک میں کہا اہلسنت کو احتیاج ہے اس دلیل کی جس سے
رد ہو یہ بات کہ آیت مائدہ کے اوترنے سے پہلے وضو نہ تھا پھر انہوں نے ابن عباس کی حدیث بیان کی اسمین یہ ہے کہ حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاس تشریف لے گئیں اور وہ رو رہی تھیں انہوں نے کہا قریش
کے اس گروہ نے آپکو مار ڈالنے کا قصد کیا ہے آپ نے فرمایا میرے پاس وضو کا پانی لاؤ پھر وضو کیا اخیر حدیث تک میں
کہتا ہوں اس حدیث سے اسکا رد ہوتا ہے جو ہجرت سے پہلے وضو کے وجود کا انکار کرے اور اسکا رد نہیں ہوتا جو اس وقت
وضو کے واجب ہونے کا انکار کرے ابن جہم مالکی نے یقین کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے وضو مستحب تھا ابن حزم نے یقین
کیا کہ وضو مدینہ میں شروع ہوا اور رد کرتا ہے ان دونوں کا وہ جو ابن لہیعہ نے مغازی میں نکالا ابو الاسود سے انہوں نے
روایت کی عروہ سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول وقت وضو سکھایا جب
آپ پر وحی لیکر آئے اور یہ روایت مرسل ہے اور وصل کیا اسکو امام احمد نے ابن لہیعہ کے طریق سے اونہوں نے کہا
ابن لہیعہ نے روایت کی زہری سے انہوں نے عروہ سے اونہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے زید سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے
رشدین بن سعد سے انہوں نے عقیل سے انہوں نے زہری سے ایسا ہی لیکن انہوں نے زید بن حارثہ کا سند میں
ذکر نہیں کیا اور نکالا اسکو طبرانی نے اوسط میں لیث سے انہوں نے عقیل سے موصولاً اور اگر یہ روایت ثابت ہو
تو صحیح کی شرط پر ہوگی اگرچہ مشہور ابن لہیعہ کی روایت ہے انتہی میں کہتا ہوں اس روایت سے بھی ابن حزم کا رد ہوتا
ہے نہ ابن جہم کا کیونکہ وضو سکھانے سے اسکا وجوب لازم نہیں آتا امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ خلیل اور
اصمعی اور ابو حاتم سجستانی اور ازہری اور ایک جماعت علماء نے دونوں معنوں کے لیے وضو بفتح واو کہا ہے اور صحاح
میں کہا کہ دونوں معنوں کے لیے ضمہ واو بھی منقول ہے اور وضو مشتق ہے وضاءت سے وضاءت کے معنے حسن اور نظافت اور چونکہ
نمازی کی نظافت اس فعل سے ہوتی ہے اس لیے اسکو وضو کہا انتہی قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَبَیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ وضو میں فرض

ایک ایک بار ہی **ف** یعنے عضاؤں کا دہونا ایک ایک بار فرض ہے اور یہ اشارہ ہے ضمن آیت کیطرف جو مؤلف نے اسکے بعد ابن عباس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور یہ بیان ہے اُس اجمال کا جو آیت مین ہی کیونکہ آیت مین عدد کا تعین نہ تہا پس حضرت صلعم نے بیان کر دیا کہ ایک ایک بار دہونا تو واجب ہے اور اس سے زیادہ مستحب ہے اور اسکی متعلق حدیثین آگے مذکور ہونگی اور ابن ماجہ نے جو روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو ہے جسکے بغیر اللہ تعالی نماز کو نہیں قبول کرتا تو اسمین فعل اور قول دونو نکا بیان ہی پر یہ حدیث ضعیف ہے اسکو ابن ماجہ نے نکالا اور اسکے اور طریق بہی ہین لیکن سب ضعیف ہین (فتح) وَتَوَضَّأَ اَيْضًا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلٰثًا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا ہے اور تین تین بار بہی **ف** اصیلی کی روایت مین وَثَلٰثًا ثَلٰثًا بتکرار ہے حافظ ابن حجر نے کہا ان دونو تعلیقون کا ذکر موصولا ایک جداگانہ باب مین آوے گا انشاء اللہ تعالی وَلَمْ يَزِدْ عَلٰی ثَلٰثٍ اور تین تین بار سے زیادہ نہین کیا **ف** یعنے کسی حدیث مرفوع مین یہ وارد نہین ہوا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دہویا بلکہ آپ سے برائی وارد ہوئی اُس شخص کی جسنے تین بار سے زیادہ دہویا اور یہ ابو داؤد نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے اپنے دادا سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا پہر فرمایا جسنے اس سے زیادہ کیا یا اس سے کم کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا اسکا اسناد عمدہ ہے لیکن امام مسلم نے اسکو عمرو بن شعیب کے منکرات مین شمار کیا کیونکہ اسکے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ تین سے کم جسنے دہویا اسنے بہی برا کیا اور اسکا جواب دیا ہے کہ تین سے کم دہونا برا ہے لیکن ظلم تین سے زیادہ دہونا ہے اور بعضون نے کہا ہمین ایک لفظ محذوف ہے یعنے جس نے ایک بار سے بہی کم کیا اور تائید کرتا ہے اسکی جو روایت کیا نعیم بن حماد نے مطلب بن خطاب سے مرفوعا کہ وضو ایک ایک بار ہے اور دو دو بار اور تین تین بار پہر اگر ایک سے بہی کم کیا تو خطا کی اور یہ حدیث مرسل ہے پر راوی اسکے ثقہ ہین اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کو سب راویون سے کمی کا ذکر نہین کیا ہے بلکہ اکثر راویون نے صرف زیادہ کرنیکا ذکر کیا ہے ایسا ہی روایت کیا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین اور ایک نادر بات نقل کی ابو حامد اسفرائنی نے بعض علماء سے کہ تین سے کم دہونا درست نہین اور شاید ان علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی اور یہ بالاجماع غلط ہے اور دوسری حادیث سے صاف ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے دو دو بار اور ایک ایک بار وضو کیا اور امام مالک نے جو کہا کہ مین ایک بار دہونا پسند نہین کرتا مگر عالم کے لیے تو اس سے زیادہ ہونیکا وجوب ثابت نہین ہوتا (فتح الباری) وَكَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْاِسْرَافَ فِيْهِ وَاَنْ يُّجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور مکروہ رکہا ہے علم والون نے اسراف کرنا وضو مین اور بڑہانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کے نقل ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس کلام سے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا ہلال بن یساف سے جو تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا یوں کہا جاتا تھا کہ وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو نہر کے کنارے پر ہو اور روایت کیا اسکے مانند ابو الدرداء اور ابن مسعود سے اور اسی مضمون میں ایک حدیث ہے مرفوع جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد ضعیف عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا انہوں نے کہا تین بار کر اسکے بعد زیادہ کرنا اور احمد اور اسحق وغیرہما اماموں نے کہا تین سے زیادہ دھونا جائز نہیں اور ابن مبارک نے کہا مجھے ڈر ہے کہ جو کوئی تین بار سے زیادہ دھووے وہ گنہگار ہوگا اور شافعی نے کہا مجھے پسند نہیں کہ وضو کرنے والا تین سے زیادہ کرے اگر زیادہ کرے تو میں اسکو مکروہ نہیں کہونگا یعنے حرام نہیں کہونگا کیونکہ پسند نہ ہونے سے کراہت ثابت ہو چکی اور یہی قول صحیح ہے شافعیہ کے نزدیک کہ تین بار سے زیادتی مکروہ تنزیہی ہے اور دارمی نے جو شافعیہ میں سے ہیں نقل کیا ہے بعض لوگوں سے کہ تین بار سے زیادہ کرنا وضو کو باطل کرتا ہے جیسے نماز میں زیادہ کرنا اور یہ قیاس فاسد ہے اور زیادتی کی حرمت یا کراہت سے یہ لازم آتا ہے کہ نیا وضو مطلقاً کرنا مستحب نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے کہ اس زیادتی کا حکم یعنے زیادتی کی کراہت یا تحریم کب ہوگی صحیح یہ ہے کہ اگر وضو سے فرض یا نفل پڑھ لے تو زیادتی کا حکم اوٹھ گیا اور بعضوں کے نزدیک صرف فرض پڑھنے سے اوٹھیگا اور بعضوں نے کہا ہر عبادت سے یہاں تک کہ سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف سے بھی اور بعضوں نے کہا اس عبادت کے ادا کرنے سے جسکے لیے وضو کیا اور یہ عام ہے اور بعض حنفیہ کا یہ قول ہے کہ تین بار سے زیادتی کرنا اسوقت مکروہ ہے جب اس زیادتی کو سنت سمجھے ورنہ کوئی عدد کا تعین نہیں ہے پس اگر چار بار یا پانچ بار دھویا تو بھی کوئی الزام نہیں خاصکر جب ثواب کی نیت ہو کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ وضو پر وضو کرنا نور ہے میں کہتا ہوں یہ حدیث ضعیف ہے اور شاید مصنف نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا اور اسکی تفصیل سورۂ مائدہ کی تفسیر میں آویگی اور اس زیادتی میں سے وہ حالت مستثنے ہے جب معلوم ہو کہ عضو میں سے کوئی مقام سوکھا رہ گیا ہے تو صرف اسی مقام کو دھولیوے اور اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد صرف شک ہو کہ کوئی مقام سوکھا رہ گیا اور یقین نہ ہو تو نہ دھووے کیونکہ اسمیں وسواس کا ضرر پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور وسواس برا ہے انتہے قسطلانی نے کہا ایک بار دھونا اسوقت ہوگا جب سارا عضو دھل جاوے اگر وضو کرتے میں شک ہو کہ دو بار یا تین بار دھویا تو اکثر کو لیوے تاکہ چوتھی بار کی زیادتی سے محفوظ رہے اور صحیح یہ ہے کہ اقل یعنے کم کو لیوے جیسے رکعات کے عدد میں انتہے عینی اور خیر جاری میں ہے کہ امام بخاری نے یہ کلام و بین النبی صلے اللہ علیہ وسلم اسلیے کہا کہ آیت سے صرف ایک بار دھونا نکلتا ہے تو امام بخاری نے یہ بیان کرنا

جیا تاکہ ایک بار سے زیادہ دہونا منع نہین بلکہ مستحب ہے لیکن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے زیادتی ثابت ہے نیل الاوطار مین ہے کہ احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک گنوار آیا وہ آپ سے وضو کو پوچھتا تہا آپ نے اسکو وضو تین تین بار دکھلایا پھر فرمایا یہ وضو ہے جو کوئی اسپر زیادہ کرے اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا اور اسحدیث کو ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے بہی روایت کیا حافظ نے کہا یہ طرق صحیحہ سے مروی ہے اور فتح الباری مین تصریح کی ابن خزیمہ نے اسکو صحیح کہا اور ابوداؤد کی روایت مین یون ہے جسنے زیادہ کیا اسپر یا کم کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا اور نسائی مین زیادتی کی نہین ہے اور نسائی مین کم کیا نہین ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس سند مین محدثین کو گفتگو ہے اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا زیادتی ہے طہارت مین اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کیا اونہون نے کہا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قریب ہے کہ اس امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زیادتی کرینگے طہارت اور دعا مین اور ایسا کرنے والا برا ہے اور ظالم ہے۔ برا ہے یعنی چونکہ اولے کو ترک کیا اور سنت کی حد سے بڑہ گیا اور ظالم ہے اسوجہ سے کہ اسنے چیز کو اپنی جگہہ مین نہ رکہا دوسری جگہہ رکہا اور ابوداؤد کی روایت مین جو کم کیا ہے یہ مشکل ہوا ایک جماعت علما کو حافظ نے کہا کہ برائی اور ظلم دونو اسکے لیے ہین جو کم اور زیادہ دونو کرے اور جائز ہے کہ برائی کمی مین ہو اور ظلم زیادتی مین اقرب قاعدون سے زیادہ مشابہ ہے اور اول توجیہ سیاق سے زیادہ موافق ہے اور ممکن ہے توجیہ ظلم کی کمی مین اسطرح کہ اوسنے جب کمی کی تو گویا اپنے نفس پر ظلم کیا کیونکہ تین بار کے ثواب سے محروم رہا اسیطرح برائی کی بہی کیونکہ تارک سنت برا ہے البتہ اسکی توجیہ کمی مین مشکل ہے اسی لیے کمی کی روایت مین اعتدا کا لفظ نہین ہے اور اسمین اختلاف نہین ہے کہ تین بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے انتہی

باب لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ باب بیان مین اس بات کے کہ نماز بغیر طہارت کے یعنے وضو یا غسل کے قبول نہین ہوتی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث کا لفظ ہے جسکو مسلم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد وغیرہ نے ابو الملیح بن اسامہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور اسحدیث کے کئی طریقے ہین لیکن کوئی طریقہ امام بخاری کی شرط پر نہ تہا اسیواسطے امام بخاری نے اسکو ترجمہ باب مین ذکر کیا اور باب مین ایک اور حدیث لائے جو اسکی قائم مقام ہے انتہی قسطلانی نے اسمقام پر ایک بحث کی جسکو ہمنے عام فہم نہ ہونیکے سبب سے ذکر نہ کیا

حدثنا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ

مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے اسحق بن ابراہیم حنظلی نے انہوں نے کہا خبردی ہمکو عبدالرزاق ابن ہمام نے انہوں نے کہا خبردی ہمکو معمر ابن راشد نے انہوں نے روایت کی ہمام بن منبہ سے انہوں نے سنا ابوہریرہ رضی سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو اسکی نماز قبول نہ ہوگی جبتک وضو کرے ایک شخص حضرموت (ایک شہر ہے یمن میں ایک قبیلہ ہے) والا بولا حدث کسکو کہتے ہیں اے ابوہریرہ انہوں نے کہا پھسکی یا پاد ف پھسکی فساء کا ترجمہ ہے اور پاد ضراط کا فساء اور ضراط دونوں باد کو کہتے ہیں جو مقعد سے نکلتی ہے پر جسمیں آواز نہ ہو وہ فساء ہے اور جسمیں آواز ہو وہ ضراط ہے یعنی گوز حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو باب ترک الحیل میں بھی لا کر اسحاق بن نصر اور ابوداود نے احمد بن حنبل سے ان دونوں نے روایت کی عبدالرزاق سے وہیں یہ ہے کہ اللہ قبول نہ کریگا نماز اسکی جسکو حدث ہوا اخیر تک اور مراد قبول سے یہاں صحیح ہونا ہے یعنی کافی ہوجانا اور ذمہ سے ساقط ہوجانا اور حقیقی معنے قبول کے اور ہیں اور وہی مراد ہیں اس حدیث میں کہ جو شخص کاہن کے پاس جاوے اسکی نماز قبول نہ ہوگی کیونکہ کاہن کے پاس جانے والے کی نماز صحیح ہوجاویگی پر اسکا ثمرہ نہ ملیگا اور یہی قبول حقیقی ہے کہ ثمرہ ملے یعنی رضا اور خوشنودی پروردگار اور نعمائے بہشت وغیرہ اور کبھی عمل صحیح ہوتا ہے لیکن قبول نہیں ہوتا اور اسی لیے بعضے اگلے علماء نے کہا ہے کہ اگر ایک نماز میری قبول ہوجاوے تو وہ ساری دنیا سے مجھکو زیادہ پسند ہے یا ابن عمر رض کا قول ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے اور حدث سے مراد وہ چیز ہے جو قبل یا دبر سے نکلے اور ابوہریرہ نے خاص معنے بیان کیا کیونکہ یہ حدث کبھی نماز کے اندر واقع ہوجاتا ہے اور باقی حدث جیسے ذکر کا چھونا یا عورت کا چھونا منہ بھر کے قے ہونا یا پچھنے لگانا ان چیزوں کو شاید ابوہریرہ حدث نہ سمجھتے ہونگے اور مؤلف کا بھی یہی قول ہے انہوں نے ایک باب قائم کیا ہے اس مطلب کے لیے وہ آگے آویگا اور بعضوں نے کہا ابوہریرہ نے خاص انہیں دو چیزوں کو بیان کیا کیونکہ سائل کو اور حدث معلوم ہونگے اور اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ حدث سے نماز باطل ہوجاتی ہے خواہ وہ اختیار سے ہو یا بے اختیاری سے اور یہ کہ ہر نماز کے لیے وضو واجب نہیں ہے کیونکہ قبول کی نفی کی وضو تک تو وضو کی حالت میں قبول ثابت ہوا اور وضو سے مراد پانی سے وضو کرنا ہے یا جو وضو کے قائم مقام ہو جیسے تیمم اور نسائی نے باسناد قوی ابوذر رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے تو شارع نے تیمم کو بھی وضو کہا اور مراد یہ ہے کہ نماز اسکی قبول ہوگی جو وضو کرے باقی نماز کی شرطوں کے ساتھ انتہے قسطلانی نے کہا مصابیح میں ہے کہ بعض فاضلوں نے یہ اعتراض کیا کہ ابوہریرہ کی حدیث سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی حدث کی حالت میں نماز پڑھے پھر وضو کرلے تو وہ نماز قبول ہوجاوے میں نے اسکا جواب یہ دیا کہ ایسی نماز اجماعاً صحیح نہیں ہے اور حدیث سے بھی یہی مضمون نکل سکتا ہے اسطرح کہ وضو کرنا نماز

کی اجابت ہو نہ عدم قبول کی تو مطلب ہوگا کہ تم میں سے ایک کی نماز حالت حدث میں قبول نہ ہوگی جب تک وضو نہ کرے یعنے
وضو کر کے پڑھے اس صورت میں یہ اعتراض ساقط ہو جاویگا انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے قبول
نہیں کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہ صدقہ کو جو ریکی مال میں سے اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا اور اس باب میں اسامہ
بن عمیر الد ابو الملیح اور ابوہریرہ اور انس اور ابوبکر صدیق اور زبیر بن عوام اور ابوسعید خدری وغیرہم سے روایتیں ہیں حافظ نے کہا
شیخ اسکے سب طریقے اور الفاظ ترمذی کی شرح میں لکھی ہیں نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ طہارت
شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اسمین اختلاف ہے کہ نماز کے لیے طہارت کب فرض ہوئی ابن جہم نے کہا کہ
شروع اسلام میں وضو سنت تہا پہر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور نے کہا پہلے سے فرض تہا اور حافظ ابن حجر نے
اسکی پوری تفصیل فتح الباری میں شروع کتاب الوضو میں کی ہے (اور ہم اوسکا ترجمہ کر چکے ہیں) اب اختلاف کیا ہے علما نے
کہ آیا وضو فرض ہے ہر شخص پر جو نماز کے لیے اوٹھے یا اسی پر جسکو حدث ہو بعض علماء سلف اسطرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے
لیے وضو فرض ہے (اگرچہ وضو ہو اور حدث نہ ہوا ہو) کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ یعنے جب تم نماز کے لیے
اوٹھو تو دہو و اپنے مونہوں کو اخیر تک اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ ابتدائی اسلام میں ہر نماز کیلیے وضو کرنیکا حکم تہا پہر یہ حکم منسوخ
ہوگیا اور بعضوں نے کہا یہ امر استحبابی ہے (یعنے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے) اور بعضوں نے کہا مستحب نہیں ہے بلکہ وضو اوسی
کے لیے مشروع ہے جسکو حدث ہو لیکن اگلے وضو کو نیا کرنا ہر نماز کے لیے مستحب ہے نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ پہر
اہل فتوے کا اسپر اجماع ہوگیا اور انمین اختلاف نہیں رہا اور معنے آیت کا انکے نزدیک یہ ہے کہ جب تم حدث کی حالت میں نماز کے
لیے اوٹھو اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اکثر علما کا یہی قول لکھا ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر وہ جو روایت کیا
احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن حنظلہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا حکم ہوا تہا خواہ باوضو
ہوتے یا بے وضو جب آپ پر یہ شاق ہوا تو وضو معاف ہوگیا مگر جب حدث ہو اور مسلم نے بریدہ سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تہے پہر جس دن مکہ فتح ہوا آپ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑہیں حضرت عمر نے کہا آپ نے
وہ کام کیا جو نہیں کرتے تہے آپ نے فرمایا میں نے عمدًا ایسا کیا یعنے اس امر کو ظاہر کرنے کیلیے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑہنا
جائز ہیں اور دارمی نے اپنے مسند میں اسپر استدلال کیا اس حدیث سے کہ وضو نہیں ہے مگر حدث سے تو حق یہی ہے کہ ہر نماز کے لیے
وضو مستحب ہے اور صاحب منار نے جو اسمین شک کیا وہ صحیح نہیں اسواسطے کہ احادیث میں تصریح ہے کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تہے حضرت کے وقت تک اور وہ عام ہے کہ حدث سے ہو یا بغیر حدث کے اور آیت کا بہی

مضمون یہی ہے اور آیت مین حدث کی قید نہین ہے اور احمد نے ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کی اگر میری امت پر شاق نہوتا تو
مین ونکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت وضو کرنیکا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنیکا یہ حدیث بڑی دلیل ہے اس مطلب کی اور مصنف رحمہ اللہ اسکو باب فضل الوضوء و
صلوٰۃ مین بیان کرینگے اور جماعت نے سوا مسلم کے روایت کیا کہ حضرت ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے ترمذی نے انس سے اور زیادہ
کیا آپ طہارت سے ہوتے یا بے طہارت اور جس حدیث مین بکریون کے گوشت سے وضو نہ کرنیکا ذکر ہے اس مین دلیل ہے وضو پر نیا وضو
کرنیکی کیونکہ آپ نے حکم کیا اس بات کا کہ بکری کا گوشت کہانا وضو کو نہین توڑتا پہر سائل سے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو
وضو کرلے اور احادیث صحیحہ وضو کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین جیسے یہ حدیث کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جو وضو کرے
پہر پورا کرے وضو کو بعد اسکے کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ مگر اوسکے لیے آٹھون دروازے
جنت کے کہل جاوینگے جس مین سے چاہے وہ جاوے نکالا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے عقبہ بن عامر سے اور ایک حدیث کہ
وضو کے ساتھ اسکے گناہ نکل جاتے ہین پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ روایت کیا اسکو مسلم اور مالک
اور ترمذی نے ابوہریرہ سے اور ایک حدیث جو کوئی میرے اس وضو کیطرح وضو کرے اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکی نماز اور مسجد کیطرف جانا الگ ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے عثمان سے اور ایک حدیث جب تو وضو
کرے تو تو نے گناہون سے اپنے غسل کیا جیسے اوس دن تہا جس دن تیری مان نے تجہے جنا روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی
نے ابوامامہ سے اور انکے سوا بہت حدیثین ہین جنکو ہم اخیر باب مین خدا چاہے تو بیان کرینگے) تو جو شخص حق کا طالب
اور ثواب کا خواہان ہو وہ ان دلیلون کو نہ چہوڑیگا جنکی روشنی آنکہہ والے پر پوشیدہ نہین ہی اور ان حدیثون کو چہوڑ کر
ایک لغو شبہہ مین نہ پڑیگا وہ شبہہ یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے سے کہین اس وعید مین داخل نہو جو حدیث مین وارد
ہے جسنے اس پر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا کیونکہ بہت دلیلون سے یہ امر ثابت ہی کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا افضل ہے اور
ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنا رخصت ہے بلکہ بعض علما اسطرف گئے ہین کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے
جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اور عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
کوئی طہارت پر وضو کرے اسکے لیے اللہ تعالے دس نیکیان لکہے گا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد
نے پہر یہ حدیث نص ہے مطلوب پر اور اسکے بعد بہی کیا کوئی شک رہتی ہی اور حافظ منذری نے کہا روایت کیا
اسکو رزین نے اور کہا یہ حدیث کہ وضو پر وضو نور پر نور ہے تو اسکی کوئی اصل مجہے یاد نہین حضرت کی حدیث سے
اور شاید یہ سلف مین سے کسیکا قول ہے مترجم کہتا ہے کہ رزین بن معاویہ عبدری نے عبداللہ بن زید سے روایت کیا
کہ حضرت نے وضو کیا دو دو بار اور فرمایا کہ وہ نور پر نور ہے مگر رزین کی سند کا حال معلوم نہین اور اکثر انکی سند ضعیف ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے اس تقریر سے رد ہو گیا بعض علماء کا یہ کلام کہ وضو پر وضو کرنے میں حدیث کا خلاف ہوتا ہے کہ جسنے
زیادہ کیا تین بار پر اسنے ظلم کیا اور برا کیا کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ وضو کرتے وقت تین بار سے زیادہ نہ دہووے
اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب باوضو ہو تو تجدید وضو کی نہ کرے کیونکہ تجدید وضو کی ہر نماز کے لیے متعدد احادیث سے
ثابت ہے امام شوکانی نے حدیث باب کی شرح میں لکھا کہ اس حدیث سے اُن لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہین کہ سبیلین
(یعنے قبل اور دبر) کے سوا اور جگہہ سے جو چیز نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسے قے اور پچھنے لگانا اور ذکر کو چھونا حالانکہ یہ
استدلال ابوہریرہ کی تفسیر سے ہے اور صحابی کی تفسیر حجت نہیں ہے اور اس مین علماء اصول کا اختلاف ہے مترجم کہتا ہے کہ ابوہریرہ
کی تفسیر سے بھی یہہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ابوہریرہ نے حدث کا حصر نہیں کیا ورنہ پاخانہ اور پیشاب حدث نہ ہوگا
حالانکہ وہ بالاتفاق حدث ہین بلکہ ابوہریرہ نے منجملہ حدثون کے دو حدث بیان کر دیے یہہ سکی آواز یا داور ان کی یہہ
غرض نہین ہے کہ ان دونون کے سوا اور کوئی چیز حدث نہیں ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو بکرہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر عقدی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے
اونہون نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے انہون نے سلیمان بن بریدہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تہے جب مکہ کی فتح کا دن ہوا تو آپ نے کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین حدیث بیان کی ہمسے ابن
مرزوق نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عاصم اور ابو حذیفہ نے ان دونون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان
نے انہون نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے اونہون نے سلیمان بن بریدہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے مکہ کے فتح کے دن پانچ نمازین پڑہین ایک وضو سے اور مسح کیا دونون موزون پر حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو نہیں
کرتے تہے آپ نے فرمایا مینے عمداً ایسا کیا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو حذیفہ
نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے علقمہ نے انہون نے روایت کی
سلیمان سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ وضو کرتے تہے ہر نماز کے لیے بعض لوگ اسطرف گئے
ہین کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے اور انکی دلیل یہی حدیث ہے اور اکثر علماء اسکے خلاف ہین وہ کہتے ہین وضو واجب نہیں ہے
مگر حدث سے اور انکی موافق ہے یہ حدیث جو بیان کی ہمسے یونس نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو اسامہ بن زید اور ابن جریج اور ابن سمعان نے اونہون نے روایت کی محمد بن منکدر سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے کہ
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت کے پاس گئے آپ کے ساتھ آپکے اصحاب تہے اسنے ایک بہنی ہوئی بکری پیش کی
آپ نے کہایا اور ہم نے بہی کہایا پہر ظہر کا وقت آیا آپ نے وضو کیا اور نماز پڑہی پہر آپ لوٹ بچے ہوئے کہانے کیطرف پہر کہایا

پھر عصر کی نماز کا وقت آیا آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ابو جعفر طحاوی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپ نے ظہر اور
عصر کو اسی وضو سے پڑھا جو ظہر کے وقت کیا تھا اور ابن بریدہ نے جو روایت کی آپ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے تو فضیلت
حاصل کرنے کے لیے ہوگا نہ وجوب کے لیے اگر کوئی یہ کہے کہ وضو پر وضو کرنے میں کچھ فضیلت ہے ہم کہیں گے ہاں ہے ہم سے حدیث بیان
کی یونس نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابن وہب نے اور انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی عبد الرحمان بن زیاد بن انعم نے اور انہوں نے روایت
کی ابو غطیف ہذلی سے اور انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر وہ اپنے گھر کی مجلس میں گئے میں بھی
انکے ساتھ گیا یہاں تک کہ عصر کی اذان ہوئی انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر نکلے میں بھی انکے ساتھ نکلا انہوں
نے عصر کی نماز پڑھی پھر اپنی مجلس کو لوٹے میں بھی انکے ساتھ لوٹا جب مغرب کی اذان ہوئی انہوں نے پھر وضو کا پانی منگوایا
میں نے کہا یہ کیا ہے اے ابو عبد الرحمن ہر نماز کے لیے وضو کرنا انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ سنت نہیں ہے بلکہ پہلا وضو فجر
کی نماز کے لیے ساری نمازوں کو کافی ہے جب تک مجھے حدث نہ ہو لیکن میں نے سنا رسول اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے
طہارت پر اوسکے لیے دس نیکیاں لکھی جاوینگی تو اے بھتیجے میرے میں نے رغبت کی اسمیں (اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے) تو جائز ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا ہو جیسے ابن بریدہ نے روایت کیا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے نہ اس وجہ سے کہ وضو ہر نماز
کے لیے واجب تھا اور انس بن مالک نے جو روایت کیا وہ بھی دلالت کرتا ہے حدیث بیان کی ہم سے ابن مرزوق نے اور انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے وہب بن جریر نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے انہوں
نے انس بن مالک رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اس سے وضو کیا میں نے انس سے کہا کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا تم انہوں نے کہا ہم تو کئی نمازیں ایک
وضو سے پڑھتے تھے تو انس نے بھی یہی حکم سمجھا آپ کے فعل کا اور ہر نماز کے لیے وضو اونپر فرض نہیں جانا اور یہ بھی جائز ہے
کہ پہلے ہر نماز کے لیے وضو واجب تھے پھر یہ وجوب منسوخ ہو گیا ہو پھر ہمنے غور کیا کہ کچھ اثر اس مضمون کے ملتے ہیں یا نہیں تو
ابن ابی داؤد نے حدیث بیان کی ہم سے اور انہوں نے کہا ہم سے وہبی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہم سے ابن اسحق نے
حدیث بیان کی اور انہوں نے روایت کی محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے محمد نے کہا میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے کہا عبد اللہ بن عمر جو ہر
نماز کے لیے وضو کرتے ہیں خواہ باوضو ہوں یا بے وضو اسکا کیا سبب ہے انہوں نے کہا اسما بنت زید بن خطاب نے
انسے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے انسے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حکم ہوا
ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا خواہ باوضو ہوں یا بے وضو جب یہ شاق ہوا آپ پر تو حکم ہوا ہر نماز کے لیے مسواک کرنیکا اور ابن عمر یہ سمجھتے
تھے کہ انہیں طاقت ہے ہر نماز کے لیے وضو کرنیکی تو وہ وضو کو نہیں چھوڑتے تھے کسی نماز کے وقت اس حدیث سے یہ نکلا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم ہوا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا تو جو اوپر ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی وضو کافی ہے جب تک حدث نہ ہو دوسری دلیل عقلی یہ ہے کہ وضو مثل غسل کے ہے اور غسل وقت گذرنے سے نہیں ٹوٹتا تو وضو بھی نہ ٹوٹے گا تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ مسافر کو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھنا جائز ہیں اور یہ خلاف مقیم میں ہو اور حدث جیسے طہارت واجب کرتا ہے مسافر پر اسی طرح مقیم پر تو وقت کا نکلنا جیسے مسافر کا وضو نہیں توڑتا اسی طرح مقیم کا بھی نہیں توڑیگا اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک جماعت علماء نے یہی کہا ہے حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ابو عمران جونی سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ ابو موسیٰ اشعری کے ساتھی لوگوں نے وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی جب عصر کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہوئے وضو کرنے کو ابو موسیٰ نے کہا تمکو کیا ہوا کیا حدث ہوا انہوں نے کہا نہیں ابو موسیٰ نے کہا پھر بغیر حدث کے وضو کرتے ہو وہ زمانہ قریب ہے جب آدمی اپنے باپ اور بھائی اور چچا اور چچا کے بیٹے کو قتل کریگا لیکن حدث کے بغیر وضو کریگا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے کہا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے ہم سب نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک ہمکو حدث نہ ہوتا تھا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے کہا خبر دی مجھکو مسعود بن علی نے انہوں نے روایت کی عکرمہ سے کہ سعد رض کل نمازوں کو ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک حدث نہ ہوتا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے پھر بیان کیا اسی طرح مگر انہوں نے عکرمہ کا ذکر نہیں کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ حضرت علی رض ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم ابو جعفر نے کہا اس آیت سے ہر نماز کے لیے وضو واجب ہونا نہیں نکلتا کیونکہ جائز ہے کہ آیت میں حالت حدث مراد ہو یعنی جب بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ایوب سے انہوں نے محمد سے کہ شریح سب نمازوں کو ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے حدیث بیان کی ہم سے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے یزید بن ابراہیم سے انہوں نے حسن سے وہ اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے تھے یعنی کئی نمازوں کو ایک وضو سے پڑھنے میں انتہی مختصرا **باب** فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء یعنی وضو کی فضیلت کے بیان میں اور وہ لوگ جو وضو کے نشانوں سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہونگے (قیامت کے دن) انکی فضیلت

ف حافظ ابن حجر نے کہا مستملی کی روایت میں الغر المحجلین ہے تو عطف ہے وضوء پر اور و الغر المحجلون بالرفع استیناف ہے اور خبر محذوف ہے یعنی لہم فضل یا یہ حکایت ہے حدیث کی جو مسلم نے روایت کی اس میں یہ ہے انتم الغر المحجلون حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن خالد عن سعيد بن ابي هلال عن نعيم المجمر قال رقيت مع ابي هريرة على ظهر المسجد فتوضأ فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان امتي يدعون يوم القيمة غرا محجلين من اثار الوضوء فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر (مصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (بن سعد) نے اونہوں نے روایت کی خالد بن یزید مصری تابعی) سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال (تیمی مصری) سے اونہوں نے نعیم بن عبد اللہ مدنی عدوی) مجمر سے ف مجمر بضم میم اور سکون جیم اجماع سے ہے اور بعضوں نے اوسکو مجمر بضم میم اور فتح جیم اور تشدید میم مجمر سے پڑھا ہے ہر حال میں مجمر کے معنی خوشبو دینے والا یعنی بخور کرنے والا یعنی عود یا لوبان کو جلا کر دھونی دینے والا نعیم اور انکے باپ عبد اللہ دونو مجمر تھے یعنی خوشبو دیتے تھے مسجد نبوی کو اور بعضوں نے کہا کہ نعیم کے باپ مجمر تھے اور انکے بیٹے کو مجازاً کہا اور یہ غلط ہے کیونکہ ابراہیم حربی نے جزم کیا کہ نعیم بھی یہ کام کرتے تھے اس سند کے چھ راویوں میں سے تین مصری ہیں یعنی لیث اور خالد اور یحیی اور تین مدنی (فتح) ت انہوں نے کہا میں ابو ہریرہؓ کے ساتھ چڑھا مسجد (نبوی) کی چھت پر اونہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جاوینگے انکے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید ہونگے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کی سفیدی یا مطلق سفیدی (مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی) بڑھانا چاہے وہ بڑھائے ف حافظ ابن حجر نے کہا حلیمی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وضو اس امت کا خاصہ ہے حالانکہ مصنف نے سارہ کے قصے میں نقل کیا کہ جب ظالم بادشاہ نے انکے نزدیک آنا چاہا تو وہ کھڑی ہوئیں وضو کرنے لگیں اور نماز پڑھنے لگیں اور جریج راہب کے قصے میں کہ وہ کھڑا ہوا پھر وضو کیا اور نماز پڑھی تو خاصہ اس امت کا منہ اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی ہے قیامت کے دن وضو اور مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ سے تصریح موجود ہے اور بعضوں نے حلیمی پر اس حدیث سے اعتراض کیا ہے یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اس سے دلیل لانا صحیح نہیں دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ اگلے انبیا وضو کرتے ہوں پر انکی امت پر وضو نہ ہوا یہ جو ابو ہریرہ نے کہا کہ جس کا جی چاہے اپنی سفیدی بڑھاوے تو علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کسقدر بڑھانا مستحب ہے بعضوں نے کہا ہاتھ کو مونڈھے تک اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھونا مستحب ہے اور یہ بات ابو ہریرہ سے روایۃً اور رایاً دونو طرح ثابت ہے اور ابن عمر سے انکا فعل منقول ہے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور ابو عبید نے باسناد حسن اور بعضوں نے کہا مستحب بڑھانا یہی ہاتھ کا آدھی باز و تک اور پاؤں کا آدھی

پنڈلی تک اور بعضون نے اس سے زیادہ کہا اور ابن بطال اور ایک گروہ مالکیہ نے کہا کہ ٹخنے اور کہنی سے بڑہانا مستحب نہین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے اسپر زیادہ کیا اوسنے برا کیا اور ظلم کیا اور یہ استدلال صحیح نہین ہے اور مسلم کی روایت سے صراحتہً اسکا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہ دعوے کہ علماء نے ابوہریرہ کے مذہب کے خلاف پر اجماع کیا غلط ہے کیونکہ ابن عمر سے بہی یہی منقول ہے اور ایک جماعت سلف سے اسکے استحباب کی قائل ہوئی ہے اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور احادیث سے وضو کا جواز مسجد کے چہت پر نکلتا ہے جب اس سے مسجد مین خلل یا مسجد مین رہنے والون کو تکلیف نہ ہو قسطلانی نے کہا مخالفین کا استدلال اس حدیث سے کہ جسنے اسپر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا صحیح نہین اسلیے کہ اس حدیث مین زیادتی تین بار سے مراد ہے نہ زیادتی مقدار کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ جملہ پہر جو کوئی تم مین سے چاہے وہ اپنی سفیدی بڑہاوے ظاہر یہ ہے کہ حدیث مین داخل ہے لیکن امام احمد کی روایت مین نعیم نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ جملہ ابوہریرہ کا قول ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مین نے اس جملہ کو کسی روایت مین نہین پایا حالانکہ اس حدیث کو دس صحابہ نے روایت کیا ہے اور ابوہریرہ سے بہی سوا نعیم کے اور کسی نے روایت نہین کیا انتہی

باب لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ یہ بیان اسبات کے کہ اگر شک ہو حدث ہوا یا نہین تو وضو نہ کرے **حدثنا** علیٌّ قال حدثنا سفیانُ قال حدثنا الزهریُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِيْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ اَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيحًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبد اللہ مدینی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہری (محمد بن مسلم) نے انہون نے روایت کی سعید بن مسیب سے اور عباد بن تمیم سے (عباد بن تمیم بن زید انصاری تابعی ہین اور ذہبی نے اونکو صحابہ مین شمار کیا ہے) انہون نے **ف** یعنے سعید اور عباد دونون نے اور احتمال ہے کہ صرف عباد نے اپنے چچا سے روایت کی اور سعید اوسکو مرسلاً روایت کیا اول صاحب اطراف کا قول ہے اور دوسرے احتمال کی تائید کرتی ہے معمر کی روایت زہری سے اونہون نے سعید بن المسیب سے انہون نے ابو سعید خدری سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور راوی اسکے ثقہ ہین لیکن امام احمد پوچہے گئے اس روایت سے انہون نے کہا منکر ہے انتہی **ف** عباد کے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی ہین اور وہ قتل کیے گئے ماہ ذی حجہ مین حرہ مین سنہ ٦٣ ہجری مین اور انسے اس کتاب مین ٩ حدیثین مروی ہین) کہ انہون نے (یعنے عبد اللہ بن زید نے بتصریح کی اسکی ابن خزیمہ نے) شکایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کی جسکو شبہہ ہوتا ہے کسی چیز کا نماز مین (یعنے حدث کا شبہہ ہوتا ہے یعنے خیال پیدا ہوتا ہے کہ کچہہ نکلا دبر سے) آپنے فرمایا نہ پہرے یا نہ مڑے (یہ شک ہے راوی کا) جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے

ف کیونکہ اسوقت حدث کا یقین ہوگا مطلب یہ ہے کہ شک ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اب شک عام ہے خواہ نماز کی حالت میں ہو یا اور حالت میں ہر وقت یہی حکم ہے اور بعض مالکیہ نے اسکو خاص کیا ہے نماز کی حالت سے اور نماز سے باہر اگر ایسا شک ہو تو وضو کرنا واجب کہا ہے اب یہ یا تو اسطرح سے بھی ہو سکتا ہے کہ مقعد کے قریب ہاتھ لگا دے پھر اسکو سونگھے اور اسمین اسکی دلیل نہیں جو کہتا ہے دبر کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ خاص دبر کا چھونا کیا ضرور ہے اسکے آس پاس کافی ہے نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شے اپنی اصل پر رہیگی جب تک اوسکے خلاف پر یقین ہو اور شک سے اصل کا حکم باطل نہ ہوگا لیکن امام مالک سے مروی ہے کہ وضو ٹوٹ جاویگا اس صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ حالت نماز میں نہ ٹوٹیگا نماز کے باہر ٹوٹ جاویگا اور یہ تفصیل حسن بصری سے بھی منقول ہے اور پہلا قول مشہور مذہب ہے مالک کا یہ قرطبی نے کہا اور ابن قاسم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ابن نافع نے انسے روایت کیا کہ وضو لازم نہیں مطلقاً جمہور علماء کے موافق اور ابن وہب نے انسے روایت کیا کہ وضو کر لینا بہتر ہے اور بعضوں نے کہا یہ حدیث اسکے لیے ہے جسکو وسواس کا مرض ہو اور یہ باطل ہوتا ہے ابو ہریرہ کی روایت سے جو عام ہے صحیح مسلم میں آئین یہ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے پیٹ میں کچھ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ پاوے اور مسجد سے نہ نکلے اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز نہ توڑے تصریح کی اسکی ابو داؤد نے اپنی روایت میں عراقی نے کہا مالک کے مذہب میں زیادہ احتیاط ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث کے خلاف کوئی احتیاط عمدہ نہیں خطابی نے کہا اس حدیث سے دلیل لا سکتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر شراب کی بو کسی کے منہ سے آوے تو اسکو حد نہ پڑیگی کیونکہ شارع نے بو پر ایک حکم مرتب کیا اور دونوں میں فرق ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ حد شبہ سے دفع ہو جاتی ہے اور یہاں شبہ قائم ہے اور حدث میں ایسا شبہ قادح نہیں ہے مختصراً مع تغییر من فتح الباری و نیل الاوطار میں ہے کہ مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھ نکلا یا نہیں تو وہ مسجد سے نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے اور اسی باب میں ابو سعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور احمد کے اسناد میں علی بن زید بن جدعان ہے اور ابن عباس سے روایت کیا بزار اور بیہقی نے اور انکی اسناد میں ابو اویس ہے لیکن متابعت کی اسکی دراوردی نے اور اس حدیث سے جو قاعدہ نکلا اوس سے بہت مسائل نکلتے ہیں مثلاً کسی نے شک کیا اپنی بی بی کی طلاق یا لونڈی غلام کے عتاق یا کسی پانی کی نجاست میں یا کسی چیز کی طہارت میں یا کپڑے کی یا کھانے کی نجاست میں یا شک کی کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار یا رکوع اور سجدہ کیا یا نہ کیا یا شک کی کہ نیت روزے کی کی یا نماز کی یا وضو کی یا اعتکاف کی تو ان سب کا یہی حکم ہے کہ شک کا کوئی اثر نہیں اور اصل نہ ہونا حادث کا ہے یعنے جو حکم اصلی ہے وہ باقی

رہیگا اور جس امر حادث میں شک ہے وہ لغو ہوگا مثلاً ایک پانی پاک تھا اب شک ہوئی کہ وہ نجس ہو گیا یا نہیں تو سابق کا حکم یعنے طہارت قائم رہیگی اور نجاست کا خیال لغو ہے انتہی مختصراً

بَابُ التَّخْفِيْفِ فِي الْوُضُوْءِ ہلکا وضو کرنیکا جواز

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ صَلّٰى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهٖ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ مِنْ شَنٍّ مُّعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا يُخَفِّفُهٗ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهٗ وَقَامَ يُصَلِّيْ فَتَوَضَّاْتُ نَحْوًا مِّمَّا تَوَضَّاَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَنْ شِمَالِهٖ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ اَتَاهُ الْمُنَادِيْ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهٗ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ قُلْنَا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَاَ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ مدینی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن دینار مکی سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو کریب نے (ابن ابی مسلم قرشی ابو رشدین) نے انہوں نے روایت کی ابن عباس رض سے انہوں نے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑھی اور کبھی سفیان نے یوں کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے لیٹے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی (غرض یہ ہے کہ سفیان نے کبھی لفظ کہا (سو رہے) اور کبھی یہ کہا کروٹ سے لیٹے) (علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا) پھر حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے کبھی مختصر طور سے اور کبھی یعنی عمرو بن دینار سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رض کے پاس رہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوئے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر روایتوں میں فقام ہے اور ابن السکن کی روایت میں فنام ہے یعنے آپ سو رہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہی صحیح ہے کیونکہ اسکے بعد یہ عبارت ہے جب تھوڑی رات گذری تو آپ کھڑے ہوئے میں کہتا ہوں کہ فقام بھی صحیح ہو سکتا ہے اسطرح کہ جملہ ثانیہ تفصیل ہو جملہ اولی کی اور فا تفسیری ہو **ف** جب تھوڑی رات گذری تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر وضو کیا ایک مشک سے جو لٹکی ہوئی تھی ہلکا وضو عمرو اسکا ہلکا پن اور اسکا تھوڑا پن بیان کرتے تھے **ف** ابن منیر نے کہا ہلکے پن سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو بہت

نہیں ملا اور تہوڑا پن یہہ کہ ایک ایک بار سو زیادہ نہ دہویا اور قسطلانی نے کہا کہ ہلکے پن سے یہ مراد ہے کہ ملکا دہویا لیکن
پورا عضو دہویا اور حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ملنا عضو کا واجب ہے وضو میں ف اور کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے
مین نے بہی ویسا ہی (ہلکا) وضو کیا (جیسے آپنے کیا تہا) ف یہان کرمانی نے ایک غلطی کی اونہون نے کہا ابن
عباس نے نحو کا لفظ کہا مثل نہ کہا کیونکہ آپ کی مماثلت پر کوئی قادر نہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ دوسری روایت مین
مولف کے نصنعت مثل ما صنع موجود ہے البتہ مماثلت سے یہ لازم نہیں آتا کہ من جمیع الوجوہ مساواۃ ہو مترجم کہتا ہے کہ حدیث
کے علم مین صرف ذہنی گہوڑے دوڑانیکا انجام یہی ہوتا ہے جو کرمانی سے کئی مقامات مین ہوا اگر وہ بجائے ان خیالات کے
حدیث کی کتابونکو منضبط کرتے اور انکے الفاظ اور اختلاف روایات کو حفظ کرتے جیسے حافظ ابن حجر نے کیا تو اس قسم کی غلطیاں
ان سے نہ ہوتین ف پہر مین آیا اور آپکے بائین طرف کہڑا ہوا اور کبہی سفیان نے بجائے عن یسارہ کے عن شمالہ کہا (اور
مطلب ایک ہے) آپنے مجہے پہیر لیا اور داہنے طرف اپنے کر لیا پہر نماز پڑہی جتنی اللہ نے چاہی پہر لیٹ رہے اور سو رہے یہانتک کہ
خراٹے لینے لگے پہر پکارنے والا آپکے پاس آیا اور آپ کو پکارا نماز کیلئے آپ اسکے ساتھہ کہڑے ہوئے نماز کیلئے پہر آپنے
نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ف حالانکہ آپ سو گئے تہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا حدث نہیں
بلکہ سونے مین چونکہ غفلت ہوجاتی ہے تو حدث کا گمان ہوتا ہے اسلئے سونے کو حدث کے قائم مقام کر دیا اور رسول اللہ صلعم
اللہ علیہ وسلم سونے مین غافل نہ ہوتے تہے اسلئے کہ آپ کی آنکہہ سوتی تہی اور دل بیدار رہتا تہا پس اگر آپ کو حدث ہوتا تو
معلوم ہوجاتا اسیواسطے آپ جب سوکر اٹہتے تو کبہی وضو کرتے اور کبہی وضو نہ کرتے خطابی نے کہا آپ کا دل سونے سے روکا
گیا تاکہ وحی کو یاد رکہے جو سوتے مین آتی تہی (فتح الباری) ف سفیان نے کہا ہمنے عمرو بن دینار سے کہا بعضے
لوگ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکہہ سوتی تہی اور دل نہین سوتا تہا عمرو نے کہا مین نے عبید بن عمیر بن
قتادہ لیثی (تابعی) سے سنا وہ کہتے تہے پیغمبرون کا خواب وحی ہے پہر یہ آیت پڑہی مین دیکہتا ہون خواب مین کہ
مین تجہکو ذبح کر رہا ہون ف یہ حضرت ابراہیم نے کہا تہا حضرت اسمعیل علیہ السلام سے حافظ ابن حجر نے کہا عبید
بن عمیر کبار تابعین مین سے تہے اور انکے باپ عمیر بن قتادہ صحابی تہے اور یہ قول کہ پیغمبرونکا خواب وحی ہے حدیث
ہے امام مسلم نے اسکو مرفوعاً روایت کیا اور اسکا بیان توحید مین آویگا اور اس آیت سے انہون نے یہ دلیل لی کہ اگر
خواب پیغمبرونکا وحی نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کے ذبح پر صرف خواب دیکہکر مستعد نہ ہوتے اور داؤدی نے
یہان امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ عبید بن عمیر کا یہ قول اس باب سے کچہہ تعلق نہیں رکہتا حالانکہ یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ
امام بخاری اکثر ایسی شرطین کی ترجمہ باب سے زیادہ کوئی جملہ حدیث کا ذکر کرینگے اور اگر داؤدی کا یہ مطلب ہے کہ یہہ

قول باب کی حدیث سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تو وہ غلط ہے اور باقی بحث اسحدیث کی خدا چاہے تو کتاب الوتر میں آویگی اور
اسحدیث کا اسناد کل ہے سب لوگ مکہ کے ہیں سوا علی کے وہ بھی ایک مدت تک مکہ میں رہے ہیں اور اسمیں ایک تابعی دوسرے
تابعی سے یعنی عمرو کریب سے روایت کرتا ہے انتہی **باب** اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ وضو پورا کرنیکا بیان **ف** پورا کرنے سے
ظاہر مراد یہی ہے کہ اعضاء وضو کو پورا دہووے اگرچہ ایک بار ہو یعنے کوئی مقام خشک رہے اور اگر پورا کرنے سے تین بار دہونا مراد
لیویں تو بھی ہو سکتا ہے جیسے حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آپنے پورا وضو نہیں کیا کیونکہ نا ممکن ہے کہ آپنے اعضاء
وضو میں سے کچھ دہونا چھوڑ دیا ہو کذا فی تیسیر القاری قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْاِنْقَاءُ عبد اللہ بن عمر
نے کہا وضو کا پورا کرنا میل کا صاف کرنا ہے **ف** یعنے اعضاء وضو کو ملکر دہونا اور انکو صاف کرنا میل کچیل سے یہی وضو
کا پورا کرنا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں باسناد صحیح روایت کیا اور یہ تفسیر
لازم کے ساتھ ہے کیونکہ پورا کرنا عادۃً مستلزم ہے صاف کرنیکو اور ابن منذر نے باسناد صحیح روایت کیا کہ عبد اللہ
بن عمر اپنے دونوں پانوں کو وضو میں سات بار دہوتے تھے اور شاید یہ مبالغہ انکا صرف پانوں میں اور اعضاء میں
اسوجہ سے ہوگا کہ پانوں میں میل کچیل زیادہ لگتا ہے کیونکہ عرب لوگ اکثر ننگے پاؤں چلتے تھے انتہی قسطلانی نے کہا
اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا ظلم اور تعدی ہے پھر ابن عمر سات بار کیسے دہوتے تھے اسکا جواب
یوں دیا ہے کہ ظلم و تعدی اس صورت میں ہے جب تین بار دہونیکو سنت نہ سمجھے لیکن اگر سنت سمجھکر زیادہ کرے
تو وہ اس باب سے ہوگا کہ وضو پر وضو نور علی نور ہے تیسیر القاری میں اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ وضو پر وضو اس صورت
میں ہوگا جب ہر عضو کو تین بار دہووے اور باوجود اسکے بھی سات بار دہونا دو وضو سے بھی زیادہ ہے مترجم
کہتا ہے صحیح جواب ابن عمر کیطرف سے یہ ہے کہ انہوں نے یہ فعل ہمیشہ نہیں کیا نہ سات بار دہونا سنت سمجھتے تھے بلکہ انہوں
نے وضو کے لیے تین ہی بار دہویا ہوگا اور باقی چار بار صفائی اور میل چھوڑانے کی نیت سے اور وہ جائز ہے اور
ظلم و تعدی اس صورت میں ہے جب وضو کی نیت سے سات بار دہوئے قسطلانی نے کہا مصابیح میں ہے کہ لغت میں
اسباغ الوضوء کہتے ہیں اسکو تمام اور کامل کرنیکو اور سنن میں مبالغہ کرنیکو انتہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ
دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ
فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ
ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ

بینھما ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہوں نے روایت کی امام مالک سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ (ابن ابی عیاش مدنی) سے انہوں نے کریب سے جو مولیٰ تھے ابن عباس کے انہوں نے اسامہ بن زید (بن حارثہ کلبی مدنی) سے (جو محبوب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور محبوب کے بیٹے تھے یعنی حضرت زید کے وہ متبنیٰ تھے انکے باپ اور دادا دو صحابی تھے اور تینوں سے اس کتاب میں احادیث مروی ہیں) سنا وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے (جس راستے سے حاجی جاتے ہیں) تو آپ اترے پھر پیشاب کیا پھر وضو کیا از زمزم کے پانی سے جیسے زوائد مسند میں باسناد حسن مروی ہے) اور پورا وضو نہیں کیا (یعنی ہلکا وضو کیا کیونکہ آپ جلدی چلنے والے تھے مزدلفہ کو اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے ہلکا وضو کیا بعضوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک بار اعضا کو دھویا لیکن اعضا کو پورا دھویا یا پانی کم صرف کیا عادت سے اور یہ قول بعید ہے کہ مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھ دھویا یا استنجا مراد ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ میں آپ پر پانی ڈالتا تھا اور ظاہر ہے کہ حاجت کے وقت اسامہ کیسے پاس جاتے اور پانی ڈالتے) میں نے عرض کیا کیا آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز کی جگہ تیرے آگے ہے پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ میں آئے تو اترے اور وضو کیا اور پورا کیا وضو کو ف فتح الباری میں ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرا وضو کر سکتے ہیں اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو یہ خطابی نے کہا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شاید آپکا پہلا وضو جاتا رہا ہو قسطلانی نے کہا پہلے وضو کو ہلکا کیا کیونکہ وہ نماز کے لیے نہ تھا بلکہ طہارت قائم رکھنے کیلیے اور اس سے یہ نکلتا ہے تازہ وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ دوسرا وضو جائز نہیں جب تک پہلے وضو سے نماز نہ پڑھے کیونکہ یہ ایسا ہوگا جیسے تین بار سے زیادہ دھویا ایک وضو میں اور یہی اصح ہے شافعیہ کے نزدیک انہوں نے کہا نیا وضو کرنا مسنون نہیں مگر جب پہلے وضو سے کوئی نماز فرض یا نفل پڑھ چکا ہو مترجم کہتا ہے اوپر امام شوکانی کی تحقیق گذر چکی کہ تازہ وضو کرنا ہر حال میں مستحب ہے اور وہی حق ہے ف پھر نماز کی تکبیر ہوئی آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے (ہم میں سے) اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا پھر عشا کی تکبیر ہوئی آپ نے عشا کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے بیچ میں کوئی نماز نہ پڑھی (یعنی سنت نفل وغیرہ) حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث موطا میں ہے اور اسکے راوی سب مدنی ہیں اور اس میں ایک تابعی کی روایت دوسرے تابعی سے ہے یعنی موسیٰ کی کریب سے اور اس بحث اس حدیث کی کتاب الحج میں آجاوے تو آویگی)

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

منہ کا دھونا دونوں ہاتھوں سے ایک چلو سے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے چلو لینا ضرور نہیں اور اشارہ ہے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا جس میں یہ ہے کہ آپ اپنا منہ دونوں ہاتھ سے

دہوتے تھے ۔ حدثنا محمد بن عبد الرحیم قال اخبرنا ابو سلمة الخزاعی منصور بن سلمة قال
اخبرنا ابن بلال یعنی سلیمان عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس انه توضأ فغسل
وجهه اخذ غرفة من ماء فمضمض بها واستنشق ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا
اضافها الى يده الاخرى فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليمنى ثم
اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليسرى ثم مسح برأسه ثم اخذ غرفة من ماء فرش على
رجله اليمنى حتى غسلها ثم اخذ غرفة اخرى فغسل بها رجله يعنى اليسرى ثم قال هكذا رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ ۔ ترجمہ حدیث کا بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحیم ابن ابو زہیر بغدادی صاعقہ
نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو ابو سلمہ خزاعی منصور بن سلمہ بغدادی حافظ نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو ابن بلال یعنی سلیمان نے
انہون نے روایت کی زید بن اسلم سے انہون نے عطاء بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے کہ اونہون نے وضو کیا ف
ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو میں بتلاؤن تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے پھر انہون نے
ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا ف تو منہ دہویا اب اسکی تفصیل بیان کیجاتی ہے کیونکر دہویا) ایک چلو لیا
پانی کا اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اس سے یہ نکلا کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنون ہے)
پھر ایک چلو لیا اوسکو اسطرح سے جھکایا دوسرے ہاتھ پر یعنی دونو ہاتھون میں پانی کر لیا ایک ہاتھ کا تاکہ اچھی طرح سے
دہویا جاوے کیونکہ ایک ہاتھ کبھی ساری منہ پر نہیں پھر سکتا) پھر اس سے منہ دہویا لینے چلو سے اور صیلی اور کریمہ کی
روایت میں یہ ہے کہ دونو ہاتھون سے منہ دہویا) پھر ایک چلو لیا پانی کا اور اس سے داہنا ہاتھ دہویا پھر ایک چلو لیا پانی کا اور
اس سے بایان ہاتھ دہویا پھر مسح کیا اپنے سر پر ف حافظ ابن حجر نے کہا مسح کے لیے نئے چلو لینے کا ذکر نہیں کیا
اس سے دلیل لاتا ہے وہ شخص جو مستعمل پانی کو پاک کرنے والا جانتا ہے لیکن ابو داؤد کی روایت میں ہے پھر ایک
مٹھی لی پانی کی اور اپنا ہاتھ جھاڑا پھر مسح کیا سر پر نسائی نے اتنا زیادہ کیا اور دونو کانونپر ایک بار اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ اندر کانون کے دونو کلمے کی اونگلیون سے اور اونکے اوپر دونو انگوٹھون سے اور ابن خزیمہ کی روایت
میں ہے کہ اپنی دونو انگلیان کانون کے اندر ڈالیں تھے ف پھر ایک چلو لیا پانی کا اور داہنے پانونپر تھوڑا تھوڑا
پانی چھڑکا یہانتک کہ اسکو دہو ڈالا ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صراحت نکلتی ہے پانون دہونیکی اور یہ معلوم ہوتا ہے
کہ صرف پانی چھڑکنے پر اکتفا نہیں کی اور ابو داؤد اور حاکم کی روایت میں جو ہے کہ آپنے داہنے پانونپر پانی چھڑکا
اور اس پانونمیں آپ جوتا پہنے تھے پھر دونو ہاتھون سے مسح کیا قدم کے اوپر اور جوتی کے نیچے یعنی ایک ہاتھ قدم پر پھیرا اور دوسرا

ہاتھ جوڑ کے تلی تو یہاں مراد مسح سے پانی بہانا ہے تاکہ سارا عضو دُھل جاوے اور تر روایت صحیح ہوئی آپ مسح کرتے وضو کرتے
تھے جوتا پہن کر جیسے مؤلف اسکو ابن عمر سے روایت کرینگے اور یہ جو ابو داود کی حدیث میں ہے کہ ایک ہاتھ جوتی کے تلی پھیر لیا اس سے
مراد مجازاً قدم کے نیچے کا جانب ہے ورنہ یہ روایت شاذ ہے اور اسکا راوی ہشام بن سعد اسکی روایت جب منفرد ہو تو حجت نہیں
پھر جس صورت میں دوسری روایتوں کے خلاف ہو تو کیونکر حجت ہوگی انتہی **ت** پھر ایک بائیں چلو لیا اور اس سے بایاں
پانو دھویا پھر کہا ایسا ہی دیکھا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے **ف** قسطلانی نے کہا ایک
چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک اسطرح کہ تین بار پہلے کلی کر لیوے پھر تین بار ناک میں
پانی ڈالے دوسرے اسطرح کہ ایک بار کلی کرے پھر ایک بار ناک میں پانی ڈالے ایسا ہی تین بار کرے اور باقی تفصیل اسکی کتب
المصنفہ میں آویگی **باب** التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الْوِقَاعِ بسم اللہ ہر کام میں کہنا چاہیے یہانتک کہ
جماع میں بھی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا باب کی حدیث سے یہ عموم نہیں نکلتا مگر اسکو امام بخاری نے قیاس سے نکالا
کیونکہ جب جماع میں جہاں چپ رہنے کا حکم ہے بسم اللہ کہنے کا حکم ہوا تو اور کاموں میں بطریق اولیٰ حکم ہوگا اور اس میں اشارہ ہے اسبات
کا کہ وہ حدیث جو پائخانہ پھرتے وقت اور جماع کے وقت اللہ کو ذکر کرنے کی ممانعت میں آئی ہے ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث صحیح ہو
تو بھی باب کی حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ باب کی حدیث میں وہ وقت مراد ہے جب جماع کا ارادہ ہو اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے
علقمہ بن مسعود سے کہ آپ جب صحبت کرتے اپنی بی بی سے پھر انزال ہوتا تو فرماتے یا اللہ مت کر مجھکو عنایت فرماوے کہ اس میں
شیطان کا حصہ **ت** کہ اس سے مؤلف کا اطلاق مقید ہو جاتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس باب سے
یہ قصد کیا کہ وضو کے وقت بسم اللہ کہنا ثابت کریں اسلیے اس حدیث کو لائے اور وہ جو حدیث مشہور ہے کہ جسنے اللہ کا
نام وضو پر نہ لیا اسکا وضو نہ ہوا اگرچہ صاف تھی اس مطلب میں لیکن امام بخاری کی شرط پر نہ تھی بلکہ مطعون تھی
اسلیے اس حدیث کو نہ لاسکے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو نہ کیا اسکی نماز نہ ہوئی اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہیں ہوا اور ابن ماجہ نے سعید بن
زید اور ابوسعید سے ایسا ہی روایت کیا اور ان سب کی اسناد میں گفتگو ہے امام بخاری نے کہا سب سے اچھی اس باب میں رباح
بن عبدالرحمن کی یعنی سعید بن زید کی حدیث ہے اور اسحق بن راہویہ سے پوچھا گیا کونسی حدیث زیادہ صحیح ہے بسم اللہ
کہنے میں وضو کے وقت انہوں نے کہا ابوسعید کی حدیث اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے علل میں اور دارقطنی
اور ابن السکن اور حاکم اور بیہقی نے محمد بن موسی مخزومی سے انہوں نے یعقوب بن سلمہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے ابوہریرہ سے روایت کیا اور حاکم نے اسکو اسی طریقہ سے نکالا اور کہا یعقوب بن ابی سلمہ اور دعوی کیا کہ یعقوب

ماجشون ہی اور اسلوجہ سے اسکو صحیح کہا حالانکہ یہ وہم ہے حاکم کا اور صحیح یہ ہے کہ یہ یعقوب بن سلمہ لیثی ہیں امام بخاری نے کہا
اُنسے اپنے باپ سے سنا سو معلوم نہیں ہوا اور نہ اُسکے باپ کا سننا ابوہریرہ سے معلوم ہوا پر اُس کے باپ کو ابن حبان نے ثقات
مین بیان کیا اور یہ کہا کبھی وہ خطا کرتا ہے اور یہ نشانی ہے اسکو ضعف کی کیونکہ اسکی روایت بہت کم ہے اور
سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا تو جب کم روایت ہوتے ہوئے وہ غلطی کرتا ہے تو کیونکر کہہ سکتے
ہین کہ وہ ثقہ ہے ابن الصلاح نے کہا حاکم کو اس اسناد مین شبہ ہو گیا تو انکے روایت کرنیسے یہ حدیث ثابت نہیں
ہو سکتی ذہبی نے میزان مین لکھا کہ یعقوب بن سلمہ لیثی نے اپنے باپ سے ابوہریرہ کی حدیث روایت کی اسکا وضو نہین
جو اللہ کا نام نہ لیوے اور یہ ایک شیخ ہے جو عمدہ نہین ہے اور یعقوب سے روایت کی محمد بن موسی فطری اور ابو عقیل
یحیے نے اور اسکا باپ سلمہ کا بھی حال معلوم نہین اور سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا زیلعی نے
کہا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا اور اسمین یہ ہے عَن یَعقُوبَ بنِ اَبِی سَلَمَۃَ عَن اَبِیہِ عَن اَبِی ہُرَیرَۃَ اور کہا
حَدِیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ وَلَم یُخَرِّجَاہُ اور مسلم نے حجت لی یعقوب بن ابی سلمہ ماجشون سے اور نام ابوسلمہ کا دینار ہے تمام
ہوا کلام حاکم کا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہا امام مین کہ یہ حاکم کی غلطی ہے اونکا ذہن یعقوب بن سلمہ سے یعقوب
بن ابی سلمہ کیطرف چلا گیا اور یعقوب بن ابی سلمہ سے مسلم نے حجت لی ہے نہ یعقوب بن سلمہ لیثی سے جو اس حدیث کا
راوی ہے اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے اس حدیث کو روایت کیا ابن ابی فدیک سے جنسے حاکم نے روایت کیا اور
انکی روایتون مین یعقوب بن سلمہ ہے بخاری نے تاریخ کبیر مین کہا کہ سلمہ کا سماع ابی ہریرہ سے اور یعقوب کا
اپنے باپ سے دونو ثابت نہین یہ انہون نے سلمہ کے ترجمہ مین بیان کیا انتہی) حافظ منذری نے کہا کہ روایت کیا
ابوہریرہ کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طبرانی اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے حالانکہ ایسا نہین کیونکہ
بخاری وغیرہ نے کہا کہ سلمہ کا سماع ابوہریرہ سے معلوم نہین ہوتا نہ یعقوب بن سلمہ کا اپنے باپ سے تو حدیث صحیح کیونکر
ہو سکتی ہے اور اس باب مین بہت حدیثین وارد ہین لیکن کوئی گفتگو سے خالی نہین اور حسن اور اسحق بن راہویہ اور اہل
ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ وضو مین بسم اللہ کہنا واجب ہے پس جو کوئی عمداً بسم اللہ کو ترک کریگا اسکا وضو درست
نہ ہوگا اور ایسی ہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور بیشک ایسا باب ہے جسمین حدیثین وارد ہین اگرچہ وہ کلام سے خالی نہین
پر انکو قوت ہوتی ہے ایک دوسرے سے اور کثرت طرق سے انتہی اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے دارقطنی اور
بیہقی کے پاس ابو ہریرہ سے اسمین یہ ہے کہ وضو نہین کیا اسنے جسنے اللہ کا نام نہ لیا اوسپر اور نماز نہین پڑھی جسنے وضو
نہین کیا اور اسکی اسناد مین محمود بن محمد ظفری ہے وہ قوی نہین میزان مین ہے محمود بن محمد ظفری یحیے بن صاعد کا

کا شیخ اوسنے حدیث روایت کی ایوب بن نجار سے دارقطنی نے کہا وہ قوی نہین ابن معین نظر سے حدیث کی ہمسے ابن صاعد نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن نجار نے اونہون نے روایت کی یحیی سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے ابوہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نہین کیا اُسنے جسنے اللہ کا نام لیا او سپر اور اسکی اسناد مین ایوب بن نجار
ہے جو روایت کرتا ہے یحیی بن ابی کثیر سے اور یحیی بن معین نے ایوب بن نجار سے نقل کیا کہ اوسنے یحیی سے صرف ایک ہی
حدیث سنی ہے جو اسکے سوا ہے زیلعی نے کہا ایوب نجار کو ائمہ جماعت نے ثقہ کہا ہے لیکن بیہقی نے اسمین یہ علت نکالی
کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ایوب نے کہا کہ مینے یحیی سے نہین سنا مگر ایک حدیث کو اور وہ حدیث آدم اور موسی کے ملنے کی ہے
نقل کیا اسکو ابن ابی مریم نے یحیی بن معین سے انتہی) اور طبرانی نے اوسط مین روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت ؐ نے
فرمایا اے ابا ہریرہ جب تو وضو کرے تو کہہ بسم اللہ والحمد للہ کیونکہ تیرے محافظ فرشتے ہمیشہ تیرے لیئے نیکیاں لکھتے رہین گے
یہانتک کہ تجھکو حدث ہو اس وضو کے بعد طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے عمرو بن ابی سلمہ ابراہیم سے وہ ابوہریرہ
سے اور یہ اسناد ضعیف ہے (ذہبی نے کہا کہ عمرو بن ابی سلمہ کو ابو حاتم نے کہا لا یحتج بہ اور ساجی نے کہا ضعیف ہے اور یحیی بن معین
نے بھی اسکو ضعیف کہا اور عقیلی نے کہا اسکی حدیث مین وہم ہے) اور طبرانی نے اوسط مین اعرج کے طریق سے انہون نے
ابوہریرہ سے مرفوعا روایت کیا جب کوئی تم مین سے اپنی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اسکو
دہو نہ لیوے اور بسم اللہ کہے ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس زیادت کے ساتھ متفرد ہوا عبد اللہ بن محمد ہشام بن عروہ سے اور وہ
متروک ہے (مترجم کہتا ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسپر خیال نہین کیا زیلعی اور امام شوکانی اور
اکابر محدثین نے اور وہ طریقہ امام طحاوی کا ہے شرح معانی الآثار مین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علی
بن داؤد بغدادی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عفان بن مسلم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمان بن حرملہ نے اونہون نے سنا ابو ثفال مری سے وہ کہتے ہین مینے سنا
رباح بن عبد الرحمان بن ابی سفیان بن حویطب سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجھسے میری دادی نے اونہون نے سنا
ابوہریرہ سے وہ کہتی تھے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین اور اس اسناد مین رباح بن عبد الرحمان اور اسکی جدہ مجہول ہین اور روایت
کیا اسکو امام طحاوی نے دوسرے طریق سے رباح بن عبد الرحمان سے اوسنے ابن ثوبان سے اوسنے ابوہریرہ سے مثل اسکی
اور دونو سندون مین ابو ثفال مری ہے جسنے روایت کرتا ہے عبد الرحمان بن حرملہ اور وہ مضطرب ہے اس حدیث مین کبھی
اسکو روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ ابوہریرہ سے اور کبھی روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ سعید بن زید سے

عبد اللہ بن محمد

ابو ثفال المری

اور سعید بن زید کی روایت آگے آویگی امام بخاری نے کہا اوسکی حدیث مین اعتراض ہے نقل کیا اسکو عقیلی نے آدم
بن موسی سے اونسے ابو ثفال سے اور اثرم نے کہا مینے ابو عبد اللہ سے پوچھا التسمیہ فی الوضو کو اونہون نے کہا اچھی حدیث
اس باب مین ابو سعید کی حدیث ہے مینے کہا پھر عبد الرحمان بن حرملہ نے کیا روایت کیا اونہون نے کہا یہ روایت ثابت
نہین ہے حدیث بیان کی وہیب اور بشر بن فضل نے اون دونون نے روایت کی عبد الرحمن بن حرملہ سے اونسے ابو ثفال
سے وہ کہتا تہا مینے سنا رباح بن عبد الرحمان سے وہ کہتے تہے حدیث بیان کی مجھسے میری دادی نے اونسے سنا اپنے باپ
سے یعنی سعید بن زید سے وہ کہتے تہے مینے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے وضو نہ کیا اوسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اوسکا وضو نہین اور میرے اوپر ایمان نہین رکہتا وہ شخص جو انصار کو دوست نہین رکہتا یہ
وہیب کا لفظ ہے ذہبی نے کہا ابو ثفال شاعر تہا مُری اسکا نام ثمامہ بن حصین تہا اوس سے روایت کیا ابن حرملہ اور صدقہ
مولی زبیر اور سلیمان بن بلال اور دراوردی نے اور ایک جماعت نے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ثمامہ بن وائل ہے بہر حال وہ
قوی نہین انتہی) امام شوکانی نے کہا یہ حدیث یعنی تسمیہ فی الوضو کی مروی ہے ابو سعید اور سعید بن زید سے
جیسے مصنف نے بیان اور عائشہ اور سہل بن سعد اور ابی سبرہ اور ام سبرہ اور علی اور انس سے تو ابو سعید کی حدیث کو احمد اور دارمی
اور ترمذی نے علل مین اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور ابن السکن اور بزار اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اس
لفظ سے کہ نہین ہے وضو اوسکا جو اللہ کا نام نہ لیوے سے اور ابن عدی نے گمان کیا کہ زید بن حباب متفرد ہوا ساتھ اسکے
کثیر بن زید سے حافظ نے کہا ایسا نہین ہے بلکہ دارقطنی نے اسکو روایت کیا ابو عامر عقدی سے اور ابن ماجہ نے ابو
احمد زبیری سے اور کثیر بن زید کو ابن معین نے کہا وہ قوی نہین ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے لیکن اسمین ضعف ہے اور
ابو حاتم نے کہا صالح الحدیث ہے لیکن قوی نہین ہے اسکی حدیث لکہی جاویگی (میزان مین ہے کثیر بن زید اسلمی مدنی اسنے
روایت کی سعد مقبری سے ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے اسمین ضعف ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور ابن دورقی
نے یحیی سے روایت کی اسمین کچہہ قباحت نہین اور ابن ابی مریم نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ ثقہ ہے اور ابن مدینی نے
کہا کہ وہ صالح ہے اور قوی نہین ابن عدی نے کہا مینے اسکی حدیث مین کوئی قباحت نہین دیکہی) اور کثیر بن زید نے
اس حدیث کو روایت کیا ربیح بن عبد الرحمان بن ابی سعید سے ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے امام بخاری نے کہا منکر الحدیث
ہے احمد نے کہا وہ مشہور نہین مروزی نے کہا احمد نے اس حدیث کو صحیح نہین کیا اور کہا کہ اس باب مین کوئی حدیث ثابت
نہین اور بزار نے کہا اس باب مین کل حدیثین قوی نہین ہین اور روایت کیا گیا اس باب مین کثیر بن زید سے
اونسے ولید بن رباح سے اونسے ابی ہریرہ سے عقیلی نے کہا اس باب مین جتنی سندین آئی ہین سب مین ضعف ہے

احمد بن حنبل نے کہا ابو سعید کی حدیث یا اس باب مین سب سے اچھی اور اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین جانتا اور سب مین اچھی یہی حدیث کثیر بن زید
کی ہے ربیح سے اور اسحق نے کہا کہ ابو سعید کی حدیث اس باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا ابو سعید کی حدیث
کو روایت کیا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین کثیر بن زید سے انہون نے ربیح بن عبد الرحمان سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے
ابو سعید سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کہا اسکو پھر بیان کیا اسناد سے اثرم سے کہ مین نے پوچھا امام احمد بن
حنبل سے وضو مین بسم اللہ کہنے کو انہون نے کہا اس باب مین سب سے اچھی حدیث کثیر بن زید کی ہے اور مین اس باب
مین کوئی ثابت حدیث نہین جانتا اور مجھے امید ہے کہ جو بسم اللہ نہ کہے اسکا وضو ہو جائیگا کیونکہ اس باب مین کوئی حدیث ایسی
نہین ہے جس مین حکم کرون ترمذی نے علل کبیر مین کہا محمد بن اسمعیل رح نے کہا ربیح بن عبد الرحمان منکر الحدیث ہے انتہی اور
سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی و بزار اور احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور عقیلی اور حاکم نے روایت کیا اور اسمین علت یہ
ہے کہ اختلاف اور ارسال اور اسکی اسناد مین ابو ثفال ہے رباح سے اور وہ دونو مجہول ہین غرض یہ حدیث بھی صحیح نہین ہے
ایسا ہی کہا ابو حاتم اور ابو زرعہ نے اور تلخیص مین اس حدیث پر یعنی گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی اور
ابن ماجہ نے ابو ثفال سے روایت کیا اونہون نے رباح بن عبد الرحمان سے اُنسے سنا اپنی دادی سے جو سعید بن زید کی بیٹی تھیں
اونہون نے سنا اپنے باپ سعید بن زید سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی جو اوپر گذرا ترمذی نے کہا امام
احمد نے کہا مین اس باب مین کوئی حدیث ایسی نہین جانتا جسکا اسناد عمدہ ہو محمد بن اسمعیل یعنی بخاری نے کہا اچھی اس
باب مین رباح بن عبد الرحمان کی حدیث ہے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کہا اور ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ اسکے اسناد مین تین شخص مجہول ہین ایک تو دادی رباح کی جسکا نہ نام معلوم ہوا
نہ حال اور نہ اور کسی حدیث مین اسکا ذکر ہے اور رباح بھی مجہول الحال ہے اور ابو ثفال بھی مجہول الحال ہے باوجودیکہ
وہ ان تینون مین زیادہ مشہور ہے کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت کی ان مین سے ہین دراوردی انتہے ابن ابی
حاتم نے اس حدیث کو کتاب العلل مین بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح نہین ہے ابو ثفال مجہول ہے
اور رباح مجہول ہے ترمذی نے علل کبیر مین کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے ابو ثفال کا نام پوچھا اونہون نے نہ پہچانا
پھر حسن بن علی خلال سے پوچھا انہون نے کہا ثمامہ مترجم کہتا ہے سوا اسکے ایک بڑی علت یہ ہے کہ ابو ثفال مری کبھی اسکو
روایت کرتا ہے اسی اسناد سے ابو ہریرہ سے جیسے ابن طحاوی اور عقیلی سے نقل ہوا اور ذہبی نے ابو ثفال کا نام ثمامہ
بن حصین بتایا ہے میزان مین لکھا ہے اور وہ قوی نہین ہے جیسے گذرا اور عائشہ رض کی حدیث کو بزار اور ابو بکر بن ابی شیبہ
نے اپنی مسندون مین اور ابن عدی نے روایت کیا اسکی اسناد مین حارثہ بن محمد ہے وہ ضعیف ہے ذہبی نے

میزان میں کہا کہ حارثہ بن محمد بن عبدالرحمان انکی بہائی ہے عبدالرحمان کا وہ روایت کرتا ہے اپنی دادی عمرہ سے
اور اپنے باپ سے اور اس سے روایت کرتے ہیں ابو معاویہ اور ابو اسامہ ضعیف کہا اسکو احمد اور ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک
ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کو ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا اسکی اسناد میں
عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ہے وہ ضعیف ہے اور متابعت کی اسکی اوسکے بہائی ابی بن عباس نے
اور وہ مختلف فیہ ہی میزان میں ہی عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی نے سنا اپنے باپ سے اور ابو حازم سے
اور اس سے روایت کی ابو مصعب اور ابن کاسب نے اور اس سے قریب بیس حدیثوں کے مروی ہیں بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے
اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا وہ قوی نہیں ہی زیلعی نے کہا سہل بن سعد ساعدی کی حدیث کو
ابن ماجہ نے اس لفظ سے روایت کیا کہ نماز نہیں اسکی جسکا وضو نہیں اور وضو نہیں اسکا جسنے اللہ کا نام لیا ہے اور ابو سبرہ
اور ام سبرہ کی حدیث کو دولابی نے کنی میں اور بغوی نے صحابہ میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اسکی اسناد میں عیسی
بن سبرہ ہی وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم اوسط میں کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبداللہ حضرمی نے
انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب بن سلمہ انصاری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن یزید بن
عبداللہ بن انیس نے اونہوں نے روایت کی عبداللہ بن سبرہ سے انہوں نے اپنے دادا ابو سبرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز نہیں ہے مگر وضو سے اور وضو نہیں اسکا جو اللہ کا نام نلیوے ہے اور علی رض کی حدیث کو ابن عدی نے روایت
کیا اور کہا اسکا اسناد مستقیم نہیں ہے اور انس رض کی حدیث کو عبدالملک بن حبیب اندلسی نے روایت کیا اور وہ نہایت ضعیف ہے
میزان میں ہی کہ وہ حدیث کے کاموں میں تہا اور مصنف ہے واضحہ کا بڑی وہم والا ہے ابن حزم کہتے تہی وہ ثقہ نہیں
ہے حافظ ابو بکر بن سید الناس نے کہا عبدالملک بن حبیب حدیث نہیں جانتا اور اسکو ضعیف کیا ہے بہتوں نے اور
بعضوں نے تہمت لگائی ہی کذب کی ویسے ابن حزم نے کہا اوسکی روایت ساقط اور مطروح ہے حافظ نے کہا ان
سب احادیث کے ملنے سی حدیث کو قوت ہو جاتی ہے اور اسکی اصلیت معلوم ہوتی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا ہمکو ثابت ہوا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہے ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا یہ باب صریح حسن
اور صحیح غیر صریح سے خالی نہیں ہے اور یہ احادیث دلالت کرتی ہیں تسمیہ کے وجوب پر وضو میں اور یہی قول ہے عترت
اور ظاہریہ اور اسحاق کا اور ایسی ہی ایک روایت ہے امام احمد بن حنبل سے اب اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ یہ وجوب
خاص ہے اس شخص کے لیے جسکو وضو کیوقت بسم اللہ یاد آوی یا مطلقاً واجب ہے تو عترت کا یہ قول کہ خاص اس شخص کے لیے
جسکو وضو کے وقت بسم اللہ یاد آوی اور ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ مطلقاً واجب ہے اور شافعیہ اور حنفیہ اور مالک اور ربیعہ کا

عبدالمہیمن بن عباس

عیسی بن سبرہ

عبدالملک بن حبیب السلمی

یہ قول ہے کہ بسم اللہ کہنا سنت ہے وضو میں جو لوگ واجب کہتے ہیں انہوں نے دلیل لی ہے ان حدیثوں سے جو اوپر گذریں اور
جو سنت کہتے ہیں انکی دلیل عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے مرفوعاً جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام لیوے تو اسکا سارا
بدن پاک ہوجاویگا اور جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام نہ لیوے تو اسکے فقط وضو کے عضا پاک ہونگے روایت کیا اسکو دارقطنی اور
بیہقی نے اور اسکی اسناد میں ابوبکر داہری ہے عبد اللہ بن حکیم اور وہ متروک ہے اور منسوب ہے وضع کیطرف (ذہبی نے
میزان میں کہا کہ عبد اللہ بن حکیم ابوبکر داہری البصری روایت کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اسمعیل بن ابی خالد اور جماعت سے اور اس سے
روایت کرتے ہیں عمرو بن عون اور جبارہ بن المغلس امام احمد نے کہا وہ کچھ نہیں اور ابن معین نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن معین
نے کہا ایکبار وہ ثقہ نہیں ہے اور ایسا ہی نسائی نے کہا جوزجانی نے کہا وہ کذاب ہے) اور روایت کیا اسکو دارقطنی
اور بیہقی نے ابوہریرہ سے اور اسکی اسناد میں مرداس بن محمد بن عبد اللہ بن ابان اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونوں
ضعیف ہیں (ذہبی نے میزان میں کہا میں اسکو نہیں پہچانتا اور اسکی حدیث منکر ہے وضو میں) اور روایت کیا اسکو
دارقطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے اور اسکی اسناد میں یحیی بن ہشام سمسار ہے اور وہ متروک ہے (زیلعی نے کہا یحیی بن ہاشم سمسار
نے اعمش سے اور انہوں نے شقیق بن سلمہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی طہارت کرے تو اللہ کا نام لیوے اسکا سارا بدن پاک ہوجاویگا اگر اللہ
کا نام نہ لیوے وضو پر تو صرف وہی مقام پاک ہوگا جسپر پانی بہا اور یہ روایت ضعیف ہے میں نہیں جانتا اسکو اعمش سے کسی نے
روایت کیا ہو سوا یحیی بن ہاشم کے اور وہ متروک ہے اور ابن عدی نے اسکو نسبت دی ہے وضع کیطرف روایت کیا اسکو (انتہی
تو بیہقی نے بہتر نکالا اسکی ابوہریرہ اور ابن عمر سے اور ضعیف کیا ان دونوں حدیثوں کو ابن جوزی نے تحقیق میں کہا
کہ یہ حدیث تو بسم اللہ کو واجب کہنے والوں کی حجت ہے کیونکہ جب سارا بدن پاک نہ ہوا تو حدث باقی رہا چند عضا میں اور جب
تک حدث باقی ہے نماز صحیح نہیں ہوتی (ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن ہاشم سمسار ابوزکریا غسانی کوفی وہ روایت
کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اعمش سے اور اس سے روایت کرتے ہیں تمتام اور محمد بن ایوب رازی وغیرہما جھٹلایا اسکو
ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک ہے ابن عدی نے کہا وہ بغداد میں حدیث بناتا تھا اور چراتا تھا صالح بن جزرہ نے کہا میں نے
یحیی بن ہاشم کو دیکھا تھا وہ جھوٹ بولتا تھا حدیث میں انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے نیل الاوطار میں جو یحیی کا باپ ہشام
لکھا ہے یہ سہو ہے اور صحیح ہاشم ہے جیسے ذہبی اور زیلعی نے کہا) ان لوگوں نے جو بسم اللہ کو سنت جانتے ہیں حدیث لا وضوء
لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ کی تاویل کی ہے کہ جو بسم اللہ نہ کہے اسکا وضو کامل نہیں ہوتا جیسے لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ اور موید
ہے اسکی وہ حدیث کہ اللہ کی یاد مسلمان کے دل میں ہے خواہ بسم اللہ کہے یا نہ کہے اور بیہقی نے عدم وجوب پر دلیل کی ہے کہ فرمایا حضرت

نے تم مین سے کسی کی نماز پوری نہین ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے جسطرح سے اوسنے اوسکو حکم دیا کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جب وضو پورا کریگا تو نماز پوری ہوگی اور پورا وضو وہی ہے جسکا اللہ نے حکم دیا اور اللہ نے حکم نہین دیا بسم اللہ کہنے کا اسکے شروع مین (مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام بیہقی کا صحیح نہین کیونکہ کما امرہ اللہ مین وہ باتین بھی آگئین جنکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسلیے کہ رسول کا حکم بھی اللہ کا حکم ہے ورنہ نیت بھی وضو مین واجب نہوگی کیونکہ نیت کا حکم بھی قرآن مین نہین ہے حالانکہ امام بیہقی قائل ہین اسکے وجوب کے حدیث سے) اور نسائی اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے انس کی حدیث سے بھی دلیل لی ہے استحباب تسمیہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے وضو کا پانی ڈھونڈا لیکن پانی نہ پایا آپ نے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس پانی ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن مین رکھا اور فرمایا وضو کرو اللہ کا نام لیکر یہ حدیث صحیحین مین بھی موجود ہے پر اسمین یہ نہین ہے کہ وضو کرو اللہ کے نام کے ساتھ (مترجم کہتا ہے شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین اس حدیث کو وجوب تسمیہ کی دلیل قرار دی ہے اور یہ لفظ توضؤا باسم اللہ معمر کی روایت مین ہے جو ثابت اور قتادہ سے ہے انہون نے انس سے اسکے اخیر مین یہ ہے انس نے کہا مینے دیکھا آپکی انگلیون مین سے پانی نکل رہا تھا یہانتک کہ اخیر مین جو شخص تھا اسنے بھی وضو کرلیا انس سے پوچھا کتنے آدمی اسوقت ہونگے انہون نے کہا ستر آدمیون کے قریب تھے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور نسائی اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا یہ حدیث تسمیہ وضو کے باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے اور اسمین کوئی حجت نہین اس شخص کی جو تسمیہ کو واجب نہین کہتا نووی نے کہا ممکن ہے کہ اس مسئلہ مین حجت لیجاوے ابوہریرہ کی حدیث سے جو کوئی کام شان والا اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جاوے وہ ناقص ہے (مترجم کہتا ہے یہ حدیث بھی وجوب تسمیہ کی دلیل ہے کیونکہ وضو بھی ایک شان والا کام ہے اور نقصان ترک فرض سے ہوتا ہے نہ ترک سنت سے کیونکہ سنت کل اور جز نہین اسکے فوت ہونے سے نقصان کیسے ہوگا اور اصل مین جب کوئی بات رہجاوے تو وہ ناقص ہوتی ہے جیسے کتاب مین کچھ ورق کم ہون تو اسکو ناقص کہین گے برخلاف اسکے کہ پہلی کتاب کو ناقص نہین کہینگے) امام شوکانی نے کہا یہ سب دلیلین تسمیہ کے عدم وجوب پر ضعیف ہین اور نہ ان مین سے کسی حدیث مین اس مطلب کی صراحت ہے (بلکہ اولٹا انسے وجوب نکلتا ہے) اور وہ جو حدیثین ہمنے دس صحابہ سے وجوب تسمیہ مین نقل کین اگر حجت کے لائق ہون تو انسے تسمیہ کی فرضیت ثابت ہوجاویگی مگر ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین لکھا بعض روایات مین لا وضوء کاملا ہو اور اس سے دلیل لی ہے رافعی نے حافظ نے کہا مینے یہ لفظ کسی طریق سے نہین پایا پھر اگر یہ زیادت ثابت ہو تو اس سے زیادہ تصریح کی کوئی دلیل نہوگی اس شخص کے لیے جو تسمیہ کے عدم وجوب کا قائل ہے (مترجم کہتا ہے مجھکو امام شوکانی کی اس تقریر سے اتفاق نہین اور یہ لفظ کسی صحیح طریق بلکہ غیر معتبر مین بھی نظر سے

نہین گذرا اور جو شخص علم وجوب پر اس حدیث سے دلیل لاتا ہے اسکو اسکی سند معتبر بیان کرنا چاہیے اور بالفرض اگر ثابت ہو
تب ادنیٰ قدر ہی صحیح نہین ہو سکتے دعویٰ کی کیونکہ نفی کمال ترک واجب مین ہی کہہ سکتے ہین مثلاً کوئی زنا یا چوری کرے یا امانت
مین خیانت کرے تو کہتے ہین اسکا ایمان کامل نہین ہے اور کیا اس کہنے سے یہ نکلیگا کہ زنا اور چوری اور خیانت کا ترک
واجب نہین ہے) اور جس شخص نے یہ کہا کہ تسمیہ اسی پر واجب ہے جسکو بسم اللہ یاد ہو اسنے دلیل کی ہے اس حدیث سے کہ جسنے وضو کیا
اور اللہ کا نام لیا اسکا تمام بدن پاک ہو جاویگا اور اوپر اس حدیث کی بحث گذری ان لوگون نے کہا ہمنے باب کیہ حدیثون
کو اسپر محمول کیا جسکو بسم اللہ یاد ہو (اور وہ بسم اللہ نہ کہے تو اسکا وضو صحیح نہ ہوگا) اور یہ حدیث (اس پر نص) جو بھولے سے بسم اللہ
نہ کہے اور اس صورت مین دلیلون مین جمع ہو جاویگا اور پوشیدہ نہین جو اعتراض اسمین ہے تمام ہوا کلام امام شوکانی
کا نیل الاوطار مین علامہ ابو الطیب نے روضہ ندیہ مین لکھا ہے کہ حدیث وجوب تسمیہ کی متعدد صحابہ سے مروی ہے
اور سب روایات ملکر حجت ہین بلکہ ابو ہریرہ کی اکیلی روایت حجت ہے کیونکہ وہ حسن ہے انتہے اس صورت مین صحیح مذہب
یہی ہوگا کہ بسم اللہ کہنا وضو کے شروع مین واجب ہے اور امام شوکانی نے فقہ حدیث مین تسمیہ کو جزو وضو قرار دیا ہے
اب بیان چند احادیث کو بیان کرتا ہون جنسے حنفیہ اور شافعیہ نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اور جنکو امام شوکانی
نے ذکر نہین کیا پہلی حدیث وہ ہے جو روایت کی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے سعید بن ابی عروبہ سے انہون نے قتادہ
سے انہون نے حسن سے انہون نے حضین بن منذر سے انہون نے مہاجر بن قنفذ سے انہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تھے مینے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا نہین روکا
مجھکو جواب دینے سے مگر یہ کہ مین باوضو نہ تھا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین نوع اول مین قسم اول کے
ابن خزیمہ نے اپنی سند اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور انہون نے نہین
نکالا اسکو اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ہی نکلتا ہے کہ سلام کا جواب دینا باوضو بہتر ہے یا یہ خاصہ ہو آپ کا
اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ حالت حدث مین بسم اللہ کہنا درست نہین کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ
کا ذکر ہر حالت مین کرتے علاوہ اسکے حنفیہ ذکر الٰہی کو حالت جنابت مین بھی درست جانتے ہین اسیطرح جنب کو کھانا کھاتے
وقت بسم اللہ کہنا درست جانتے ہین پھر جب جنابت مین تسمیہ جائز ہوئی تو حالت حدث مین اسکا کہنا کیونکر منع ہوگا اسکے
سوا یہ حدیث ضعیف ہے زیلعی نے کہا یہ معلول ہے اور معارض ہے معلول اسوجہ سے کہ ابن دقیق العید نے امام مین لکھا
کہ سعید بن ابی عروبہ اخیر عمر مین مختلط ہو گیا تھا (اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا) تو جسنے اختلاط سے پہلے سنا اسکی روایت
صحیح ہے ابن عدی نے کہا احمد بن حنبل نے کہا یزید بن زریع نے اس سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور روایت کیا اسکو نسائی

شعبہ سے اونہوں نے قتادہ سے اور یہ نہیں ہے کہ نہیں روکا مجھکو اخیر تک مگر روایت کیا اسکو حماد بن سلمہ نے حمید وغیرہ
سے انہوں نے حسن سے اونہوں نے مہاجر سے منقطعا تو اسحدیث میں تین علتیں ہوئیں دوسری حدیث ابو داؤد نے روایت
کیا اپنے سنن میں محمد بن ثابت عبدی سے اونسے نافع نے کہا میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ ایک کام کو گیا حضرت ابن عباس پاس
انہوں نے حاجت سے فراغت پائی تو کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک کوچہ میں سے گذرے اور آپ
پائخانہ یا پیشاب سے فارغ ہوکر نکلے تھے اتنے میں ایک شخص نے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا پھر آپنے دیوار پر ہاتھ
مارا اور منہ پر مسح کیا پھر ایک ہاتھ مارا اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا کہنیوں تک پھر ہتھیلی پر بعد اوسکے فرمایا مجھے نہیں روکا
جواب دینے سے مگر یہ کہ میں طہارت سے نہ تھا زیلعی نے کہا نووی نے خلاصہ میں کہا محمد بن ثابت عبدی اکثر محدثین کے
نزدیک قوی نہیں ہے اور انکار کیا ہے بخاری وغیرہ نے اسپر اس حدیث کی رفع کرنے میں انہوں نے کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث
موقوف ہے ابن عمر پر انتہی اور معارض ہے ان دونو حدیثوں کے وہ جو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کریب سے انہوں
نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں ایک رات کو اپنی خالہ میمونہ رض کے پاس سویا جو بی بی تھیں حضرت رسولخدا صلے
اللہ علیہ وسلم کی اخیر تک اور یہ اس میں ہے کہ آپ آدھی رات کو یا اوسکے بعد جاگے اور نیند کو اپنے منہ سے پونچھنے لگے پھر دس
آیتیں اخیر سورہ آل عمران کی پڑھیں پھر ایک لٹکی مشک کی طرف اٹھے اور وضو کیا اچھی طرح پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی اس حدیث سے
ذکر الہی اور قرات قرآن کا جواز حالت حدث میں نکلتا ہے البتہ صحیحین کی حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپنے سلام
کا جواب دینے کے لیے تیمم کیا چنانچہ بخاری اور مسلم نے ابو جہیم سے نکالا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے
آئے ایک شخص ملا اسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا یہانتک کہ دیوار پاس آئے وہاں مسح کیا اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھر جواب
دیا اسکے سلام کا اور مسلم نے اپنی سند اس قصے میں ابن عمر تک نہیں پہونچائی لیکن انہوں نے روایت کیا ضحاک
بن عثمان سے انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے
تھے اس نے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا اس روایت میں تیمم کا ذکر نہیں ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنے مسند میں ابوبکر
سے جو ایک شخص تھا عمر بن خطاب رض کی آل میں سے اسنے روایت کی نافع سے اونسے ابن عمر سے یہی قصہ اور اس میں یہ
ہے کہ آپنے سلام کا جواب دیا اور فرمایا مجھے اس لیے جواب دیا تو یہ کہے میں نے آپ کو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا
اُس سے پھر جب تو مجھکو اس حال میں دیکھے تو سلام مت کیجیو کیونکہ میں جواب نہیں دونگا تجھکو اور ذکر کیا اسحدیث کو
عبدالحق نے احکام میں بزار کے سند سے پھر کہا یہ ابوبکر بیٹا ہے عمر بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کا اور ثقہ
کہا اسکو مالک نے اور کوئی برائی نہیں اسمیں لیکن ضحاک بن عثمان کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ ضحاک ابوبکر سے زیادہ

ثقہ ہے اور شاید یہ دو واقع ہوں انتہے ابن القطان نے اپنی کتاب میں اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا
کہ یہ ابوبکر عمر بن عبدالرحمن کا بیٹا ہے اور حدیث میں نہ اسکا نام مذکور ہے نہ اسکے باپ اور دادا کا میں کہتا ہوں
اس بات کی تصریح سند سراج میں ہے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن ادریس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبداللہ بن رجا نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن عمر
بن خطاب نے اونہوں نے روایت کی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے پہر ذکر کیا اسی روایت کو اور روایت کیا ابن
ماجہ نے سنن میں عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اونہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک شخص گذرا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپ پیشاب کر رہے تہے اُسنے سلام کیا آپ نے فرمایا جب تو مجہکو اس حالت میں دیکہے تو سلام مت کر
کیونکہ اگر تو ایسا کریگا تو میں تجہکو جواب نہ دونگا اور روایت کیا اسکو بزار نے اسمیں یہ ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیا
تیسری حدیث امام بیہقی نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اس حدیث سے جسکو روایت کیا چاروں سنن والوں نے
علی بن یحیی بن خلاد سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اپنے دادا سے اونہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے
اس شخص کے قصے میں جسنے بری طرح نماز پڑہی تہی آپ نے فرمایا جب تو کہڑا ہو تو وضو کر جسطرح سے اللہ نے تجہکو حکم کیا
اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے ایک کی نماز پوری نہیں ہوتی جبتک وضو پورا نہ کرے جسطرح اللہ نے حکم دیا پہر
دہووے منہ اپنا اور دونو ہاتہہ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرے سر پر اور دہووے دونو پاؤں دونو ٹخنوں تک پہر تکبیر کہے
اللہ عز وجل کی اور حمد کرے اسکی یعنی الحمد پڑہے پہر جو قرآن پڑہ سکے پڑہے پہر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا منہ جما دے یا
پیشانی جما دے فرمایا زمین پر یہاں تک کہ سب جوڑوں کو آرام ہو جاوے پہر تکبیر کہے اور سیدہا بیٹہے اخیر تک ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن قطان نے کہا یحیی بن علی بن خلاد کا حال معلوم نہیں اسکا باپ علی ثقہ تہا اور اسکے دادا یحیی
بن خلاد سے بخاری نے روایت کی ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن علی بن خلاد بن رافع زرقی روایت کرتا ہے اپنے باپ سے
وہ اپنے دادا سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو وضو کر جسطرح
اللہ نے حکم دیا تجہکو ابن قطان نے کہا یحیی بن علی اسی حدیث سے پہچانا جاتا ہے روایت کی اس سے اسمعیل بن جعفر
نے اور میں نے اسمیں ضعف نہیں پہچانا میں کہتا ہوں لیکن وہ مجہول ہے) امام بیہقی نے کہا ہمارے اصحاب نے حجت لی ہے
اس حدیث سے عدم وجوب تسمیہ میں مترجم کہتا ہے اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس حدیث سے یہ حجت پوری نہیں ہوتی اگرچہ
یہ حدیث امام شوکانی نے بروایت بیہقی ذکر کی ہے پر اسکے دوسرے طریقے ذکر نہیں کیے جو سنن اربعہ میں موجود ہیں اسلیے
ہمنے اسکو دوبارہ ذکر کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دلیل کی عدم وجوب تسمیہ پر اسی مہاجر بن قنفذ کی حدیث

سے جو اوپر گذری لیکن انکی روایت میں ایک تو یہی سعید بن ابی عروبہ ہے جو اخیر میں بگڑ گیا تھا دوسرے سعید سے عبد الوہاب بن عطاء
خفاف روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے مضطرب الحدیث ہے امام احمد نے کہا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے تا پہر
کہا امام طحاوی نے خدا ہمپر اور انپر رحم کرے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا اللہ کا
نام لینا مگر طہارت پر اور سلام کا جواب اسوقت دیا جب وضو کر چکے تو اس سے یہ نکلا کہ آپنے بسم اللہ کہنے سے پہلے وضو کیا اور
یہی مطلوب ہے (اور جواب اس حدیث سے اوپر گذر چکا اور وہ استدلال کے لائق نہیں ہے) امام طحاوی نے کہا یہ جو حدیث ہے
وضو نہیں اسکا جو اللہ کا نام لیوے سو اسکے یہ معنی بھی ہیں جو بسم اللہ واجب کہنے والوں نے سمجھے ہیں اور یہ بھی معنے ہو
کہ وضو اسکا کامل نہیں اور اسکی نظیر یہ حدیث ہے وہ مسکین نہیں ہے جسکو ایک لقمہ یا دو لقمے پہیر دیتے ہیں اس سے یہ غرض نہیں کہ
ایسا شخص بالکل مسکین نہیں ہے تا کہ اوسپر صدقہ حرام ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کامل مسکین نہیں ہے پہر بیان کیا اس حدیث
کو کئی طریقوں سے اور روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ مومن وہ نہیں ہے جو رات کو پیٹ بہر کر سووے اور اسکا ہمسایہ بھوکا رہے
اور جواب اس نظیر کا وہی ہے کہ کامل ہونیکا معنے ہمارے مخالف نہیں کیونکہ جب اجزا میں سے کوئی جزو گھٹ جاوے تو اسکو
بھی ناقص اور ناکامل کہہ سکتے ہیں پہر امام طحاوی نے ایک اور دلیل بیان کی وہ یہ کہ نکاح اور بیوع وغیرہ میں تسمیہ شرط نہیں تو وضو
میں بھی نہ ہوگی اور یہ دلیل کافی نہیں ہے کیونکہ شارع کا اختیار ہے کہ جس عبادت میں چاہے تسمیہ شرط رکھے جسمیں چاہے نہ رکھے
علاوہ اسکے نکاح اور بیوع عبادات نہیں ہیں تو قیاس وضو کا انپر بے جوڑ ہے اور نظیر اسکی ذبح ہے کیونکہ ذبح میں تسمیہ شرط
ہے اور امام طحاوی نے یہ تاویل کی ہے کہ ذبح میں تسمیہ بیان ملت کے لیے ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وضو کے شروع میں تسمیہ بھی بیان
امتیاز کے لیے ہے تا کہ وضو ممتاز ہو جاوے عادتاً منہ ہاتھ دہونے سے واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ (مدینی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جریر (بن عبد الحمید) نے انہوں نے روایت کی منصور (بن معتمر) سے اونہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے
ابن عباس سے وہ پہونچاتے تھے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا اگر تم میں کا ایک جب اپنی بی بی کے پاس
آوے (یعنے اس سے صحبت کرنا چاہے) تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنے اللہ کے نام سے یا اللہ
بچا ہمکو شیطان سے اور دور رکہہ شیطان کو اس سے جو تو ہمکو عنایت فرماوے (یعنی ہماری اولاد سے) پہر ان دونوں کو اولاد دی تو شیطان
اسکو نقصان نہ دیگا ف قسطلانی نے کہا یہ کلام وہ اس حدیث کو پہونچاتی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کریب کا

کلام سے مطلب انکا یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف نہیں ہے بلکہ مستند ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن احتمال ہے کہ ابن عباس نے یہ حدیث کسی صحابی سے سنی ہو اور اسمیں حصر ضرر آور احتمال ہے کہ بلا دوام ضرر نہ پہنچے اور شیطان کے نقصان سے بچے کیونکہ ثابت ہے کہ شیطان کا اثر آدمی پر ہوگا اور وہ شیطان کے اغواء سے محفوظ رہیگا یا یہ معنی ہیں کہ شیطان اسکو خبطی نہ کریگا اور اسکے عقل یا بدن کو ضرر نہ پہنچاویگا یا پیدایش کے وقت اسکو نہ چھو دیگا یا کافر نہ بنا دیگا اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اپنی سند سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنی بی بی سے صحبت کرے اور بسم اللہ نہ کہے تو شیطان اسکے ذکر پر لپٹ جاتا ہے اور اسکے ساتھ صحبت کرتا ہے اور یہی مقصد ہے اس آیت کا لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ انتہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب النکاح میں آویگی کرمانی نے کہا اونہوں نے ایک نسخہ میں دیکھا جو فربری پر پڑھا گیا تھا مصنف سے کہا گیا جو شخص عربی اچھی طرح نہیں جانتا فارسی میں بسم اللہ کہدے اونہوں نے کہا ہاں

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْخَلَاءِ

پاخانہ جاتے وقت کیا کہے

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ إِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (ابن ابی ایاس) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے اونہوں نے کہا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ کے اندر جانے (لگتے) تو فرماتے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری شیطانوں اور شیطانیوں سے یا برائی اور گناہوں سے

ف یہ دونوں جمع ہیں خبیث اور خبیثہ کے ابن اعرابی نے کہا خبیث عرب کے کلام میں گالی ہے اگر کلام میں ہے تو کفر طعام میں ہے تو حرام شراب میں ہے تو مضر ترمذی کی روایت میں ہے اعوذ باللہ من الخبث والخبیث یا من الخبث والخبائث شک کے ساتھ غرض خبث میں با کو ضمہ ہے یا سکون ضمہ کی صورت میں جمع ہے خبیث کی یعنی شیطان اور خبائث جمع خبیثہ کی یعنی شیطانی اور اس حدیث کو عمری نے روایت کیا اسمیں یہ ہے جب تم پاخانہ جاؤ تو یہ کہو بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور اسناد اسکا مسلم کی شرط پر ہے (فتح مختصراً)

ف متابعت کی آدم بن ابی ایاس کی محمد بن عرعرہ نے شعبہ سے (یہ روایت مولف نے دعوات میں نکالی) اور غندر (محمد بن جعفر بصری) نے شعبہ سے روایت کی اسمیں یہ ہے جب آپ آتے پاخانہ کو (یہ بزار نے روایت کی اپنی مسند میں محمد بن بشار سے انہوں نے غندر سے اور احمد بن حنبل نے غندر سے روایت کی اسمیں یہ ہے جب پاخانہ جاتے) اور موسی (ابن اسمعیل تبوذکی) نے حماد (ابن سلمہ بن دینار بصری) سے روایت کی (یہ حماد ابدال میں سے

ہوئی اور ہوا بعض نے بعد نکاح کیے پر اولاد نہ ہوئی کیونکہ ابدال کی اولاد نہیں ہوتی) اسمین یہ ہے جب پائخانہ کے اندر جانے (اسکو بیہقی نے وصل کیا ہے) اور سعید بن زید نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے اوسمین یہ ہے کہ جب ارادہ کرے پائخانہ کے اندر جانے کا ف یہ سعید بن زید بن درہم جہضمی بصری بہائی حماد بن زید کا اور اسکی روایت کو مؤلف نے ادب مفرد میں وصل کیا اسمین یہ ہے حدیث بیان کی ہمسے ابو النعمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن زید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے انس نے اور اس تعلیق کے لانیسے یہ غرض ہے کہ پائخانہ کے اندر جانیسے یہاں مراد اندر جانے کا ارادہ کرنا ہے حافظ ابن حجر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ دعا ہر موقع پر پڑھنا چاہیے جب حاجت کرنے لگے پائخانہ میں ہو یا اور کسی مقام میں مثلاً برتن میں پیشاب کرے اور پائخانہ میں اگر حاجت کو جاوے تو اندر گھسنے سے پیشتر یہ دعا پڑہے اور جو پائخانہ نہ ہو تو جب حاجت شروع کرنے لگے مثلاً کپڑے اوٹہاوے اُسوقت کہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور سعید بن زید سچا ہے بعضوں نے اسکے حافظے میں کلام کیا ہے اور امام بخاری نے اس کے سوا اس تعلیق کے اور کوئی روایت اس کتاب میں نہیں کی اور متابعت کی سعید کی اس لفظ پر عبد الوارث نے اور نکالا اسکو بیہقی نے اپنے طریق سے اور وہ بخاری کی شرط پر ہے اور یہاں شراح کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ مؤلف نے پائخانہ اور استنجا کے ابواب کو وضو کے ابواب کے بیچ میں کیوں بیان کیا اس سے پہلے بھی وضو کا ذکر ہے اور اسکے بعد بھی وضو کے ابواب ہیں کرمانی نے کہا امام بخاری حسن ترتیب کو نہیں دیکھتے بلکہ اونکی غرض حدیث کا نقل کرنا ہے اور جو متعلق ہے حدیث کے تصحیح سے پھر اس تقریر کو خود کرمانی نے دوسرے مقاموں میں باطل کیا ہے اور تعجب ہے کرمانی سے کہ انہوں نے امام بخاری کی طرف ایسی نسبت کی حالانکہ ابواب کا اہتمام جیسا امام بخاری نے کیا ہے ویسا اور کسی مصنف کا معلوم نہیں ہوا یہانتک کہ ایک جماعت ائمہ نے کہا کہ امام بخاری کی فقہ اونکے تراجم ابواب میں ہے البتہ اس مقام میں جو انہوں نے ترتیب رکھی ہے اُس سے بادی الرائے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ترتیب کا چنداں خیال نہیں مگر کتاب الصلوۃ میں ابواب کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور یہاں پائخانہ جانیکا بھی ذکر بے مناسبت نہیں کیونکہ پہلے باب میں یہ بیان کیا کہ وضو کے شروع میں بلکہ ہر حال میں اللہ کا نام لینا مشروع ہے اور اُسکی نظیر یہ دوسرا باب ہے یعنی جیسے پائخانہ جانے وقت اللہ کا ذکر مشروع ہے اب اس باب کے ذیل میں استنجا کے باقی آداب اور شرائط بھی بیان کر دیے پھر وضو کا بیان شروع کیا جو اصلی مقصد اس کتاب کا ہے انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا مؤلف نے وہ حدیث بیان نہ کی جسمین پائخانہ سے نکلنے کی دعا ہے کیونکہ وہ اونکی شرط پر نہ تھی اور وہ حدیث ہے حضرت عائشہ کی ابن حبان اور ابن خزیمہ کے صحیحوں میں کہ حضرت جب پائخانہ سے نکلتے تو کہتے

تو فرماتے تھے غفرانک اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کی آپ جب پاخانے سے نکلتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذہب عنی الاذی وعافانی
اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا الحمد للہ الذی اخرج عنی ما یؤذینی وامسک علی ما ینفعنی اسمعیل الاولی
میں ہے کہ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں پاخانہ جانیکی یہ دعا نقل کی بسم اللہ اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور
ابن ماجہ نے جو حدیث انس سے روایت کی اوسکے اسناد میں ہارون بن اسحق ہے نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے
کہ وہ سچا ہے اور عبدالرحمان محاربی ہے محمد کا بیٹا ابن معین اور نسائی نے اسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے اسمیں کچھ برائی نہیں
وہ تدلیس کرتا تھا امام احمد نے کہا اور اسمعیل بن مسلم ہے اگر وہ عبدی ہے تو ثقہ کہا اسکو ابو حاتم نے اور اگر بصری ہے تو ضعیف
ہے اور دونوں حسن سے روایت کرتے ہیں اور روایت کیا اس حدیث کو نسائی اور ابن السنی نے ابوذر سے اور سیوطی نے رمز کیا
اسکی صحت پر مترجم کہتا ہے ابن ابی شیبہ نے اسکو موقوفاً روایت کیا ابوذر پر

باب وضع الماء عند الخلاء پاخانے کے پاس پانی رکھنا

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ہاشم بن القاسم قال حدثنا ورقاء عن عبید اللہ بن ابی یزید عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل الخلاء فوضعت لہ وضوء قال من وضع ہذا فاخبر فقال اللہم فقہہ فی الدین

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن محمد (مسندی جعفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہاشم (ابو النضر تمیمی لیثی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ورقاء (بن یشکری) نے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباس رض سے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں گئے میں نے انکے لیے وضو کا پانی رکھا (کہ آپ پاخانہ سے فراغت پاکر اس سے وضو کریں اور بعضوں نے کہا استنجے کے لیے رکھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا (پاخانہ سے نکلکر) یہ پانی کسنے رکھا ہے لوگوں نے کہا (یعنی میمونہ انکی خالہ نے) ابن عباس نے رکھا ہے فرمایا اللہ اسکو سمجھ دے دین میں

ف تیمی نے کہا اس سے استحباب نکلتا ہے دعا کا اس شخص کے لیے جو خدمت کرے ابن منیر نے کہا آپ نے جو سمجھ کی دعا کی انکو خدمت کے بدلے اسکی مناسبت یہ ہے کہ ابن عباس نے عقلمندی کی اور تین کاموں میں (یعنی پانی پاخانہ کے اندر لیجانے اور باہر رکھنے اور بالکل پانی نہ رکھنے) اونہوں نے دوسرا کام اختیار کیا جو مناسب تھا اور یہ انکی دانائی کی دلیل تھی تو مناسب ہوا اور زیادہ سمجھ حاصل ہونے کی دعا کرنا ایسے لڑکے کے لیے جو چھٹپن میں اتنا عاقل ہو (فتح)

باب لا تستقبل القبلۃ ببول ولا غائط الا عند البناء جدار او نحوہ پیشاب پاخانے کیوقت قبلے کیطرف منہ نہ کرنا چاہیے مگر کسی عمارت کے پاس جیسے دیوار وغیرہ کے درست ہے

ف حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے جو حدیث اس باب میں ذکر کی اس سے پاخانہ کے وقت قبلے کیطرف منہ اور پیٹھ کرنیکی مطلقا ممانعت نکلتی ہے میدان میں ہو یا عمارت میں اور مؤلف نے جو عمارت کے پاس قبلے کیطرف منہ

کرنے کا جواز ترجمہ باب مین ثابت کیا ہے حدیث سے نہین نکلتا اسکے تین جواب دئیے ہین ایک یہ کہ حدیث مین غائط کا لفظ ہے اور
غائط اُسی جگہہ کو کہتے ہین جو میدان مین ہو اور یہ جواب اسمعیلی نے دیا اور یہی قوی سب مین دوسرے یہ کہ قبلے کیطرف منہ کرنا یا
پیٹھہ یہ میدان مین صادق آویگا اور جب عمارت کی آڑ ہو تو قبلے کیطرف منہ اور پیٹھہ ہوا یہ ابن منیر نے کہا اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پھر عمارت کی آڑ مین نماز درست نہ ہونا چاہیے کیونکہ قبلے کیطرف منہ نہ ہوا تیسرے یہ استثنا عمارت
کا ابن عمر کی حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی اگرچہ یہ حدیث دوسرے باب مین مذکور ہے مگر بلحاظ حدیث ہونیکے گویا یہ دونو
ایک ہی ہے یہ ابن بطال نے کہا اور ابن تین نے اسکو پسند کیا مگر اس جواب کا مقتضی یہ ہے کہ تفصیل تراجم کا کوئی معنے نہ ہو
اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم نے غائط کو حقیقی معنے پر کیون محمول کیا اور اسکو عام کیون نہ رکھا تاکہ وہ میدان اور عمارت دونو
کو شامل ہو جاوے خاصکر ایسی حالت مین جب صحابی نے جو اس حدیث کا راوی ہے یہی عام معنے سمجھا ہو کیونکہ اُس صحابی نے
کہا جیسے مصنف نے قبلہ اہل مدینہ مین ذکر کیا کہ پھر ہم شام مین آئے وہان کہڈیون کو دیکھا قبلے کیطرف بنی ہوئین ہم انپر
مڑ جاتے تھے اور استغفار کرتے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ ابو ایوب نے غائط کو اپنے حقیقی اور مجازی معنے مین عام کیا اسوجہ
سے کہ انکو تخصیص کی حدیث نہین پہونچی ہو گی اور اگر ابن عمر کی حدیث اس تخصیص پر دلالت نہ کرتی تو ہم بھی تعمیم کے قائل
ہوتے لیکن عمل کرنا دونو دلیلون پر اولے ہے ایک کو لغو کر دینے سے اور جابر سے وہ حدیث ہے نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ
وغیرہم نے وہ جو تائید کرتی ہے اسکی اور احمد کا لفظ یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے قبلے کیطرف
پیٹھہ کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرنے سے جب ہم پیشاب کرین پھر مین نے آپکو دیکھا وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف
منہ کر کے پیشاب کرتے تھے اور حق یہ ہے کہ یہ روایت تیمی کی حدیث کا ناسخ نہین ہے جیسے بعضون نے گمان کیا بلکہ یہ محمول ہے
اسپر کہ جابر نے آپکو عمارت مین ایسا کرتے دیکھا ہو گا بلکہ آپکی عادت ایسی ہی تھی آپ مبالغہ کرتے پردہ پوشی مین اور ابن
عمر نے جو آپکو دیکھ لیا یہ بلاقصد تھا جیسے آگے آویگا پس ایسی ہی جابر کی روایت ہے اور یہ دعوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہ خصوصیت تھی بلا دلیل ہے کیونکہ خصائص احتمال سے ثابت نہین ہوتے اور ابن عمر کی حدیث سے جو آگے آویگی قبلہ کیطرف
پیٹھہ کرنیکا عمارت مین جواز نکلتا ہے اور جابر کی حدیث سے منہ کرنیکا اور اگر جابر کی حدیث نہ ہوتی تو صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھہ
کرنیکا جواز نکلتا اور منہ کرنیکا قیاس پیٹھہ کرنے پر نہ ہو سکتا کیونکہ منہ کرنا بہ نسبت پیٹھہ کرنیکے زیادہ سخت ہے اور بعض
لوگون نے صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھہ کرنا جائز کہا ہے اور منہ کرنا جائز نہین کہا اور یہ نقل کیا گیا ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد
سے اور جمہور علماء کہتے ہین کہ میدان مین منہ کرنا اور پیٹھہ کرنا دونو ناجائز ہین اور عمارت مین دونو درست ہین اور یہی مذہب ہے
مالک اور شافعی اور اسحق کا اور یہی متوسط ہے تمام اقوال مین کیونکہ اس مذہب پر تمام دلیلون پر عمل ہوتا ہے اور اسکی وجہ وہی ہے

جو اوپر ابن منیر سے نقل ہوئی کہ عمارت میں منہ کرنا دیوار وغیرہ کیطرف مضاف ہے تو ملے ہے عرفًا اور بعض علما نے کہا کہ میدان
اور عمارت دونو برابر ہین اور ہر جگہ مین منہ اور پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہی مشہور قول ہے ابو حنیفہ کا اور احمد اور ابو ثور صاحب شافعی نے
بھی یہی کہا ہے اور مالکیہ مین سے ابن عربی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور ظاہریہ مین سے ابن حزم نے اور انکی دلیل یہ ہے کہ نہی مطلق
ہے باب جت پر اور ان لوگون نے جابر کی حدیث کو صحیح نہین کہا اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ میدان اور عمارت دونون مین مطلقًا
جائز ہے اور یہی قول ہے عائشہ اور عروہ اور ربیعہ اور داؤد کا اونہون نے یہ کہا کہ احادیث اس باب مین متعارض ہین تو اصل اباحت
قائم رہی تو یہ چار مذہب ہوے جو مشہور ہین علما سے اور نووی نے شرح مہذب مین انکے سوا اور کوئی مذہب بیان نہین کیا حالانکہ
اس مسئلہ مین تین مذہب اور ہین ایک یہ کہ عمارت مین پیٹھ کرنا درست ہے بدلیل حدیث ابن عمر کے اور منہ کرنا جائز نہین ابو یوسف
کا یہی قول ہے دوسرے یہ کہ منہ کرنا اور پیٹھ کرنا عمارت اور صحرا دونون مین نادرست ہے یہانتک کہ بیت المقدس کیطرف بھی
جو منسوخ قبلہ ہے اور یہی منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے بدلیل معقل اسدی کی حدیث کے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونو قبلونکی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمین ایک
راوی مجہول ہے اور بفرض صحت اس حدیث سے خطاب اہل مدینہ کو ہے اور جو انکی سمت پر ہو کیونکہ اہل مدینہ جب بیت المقدس کیطرف
منہ کرتے ہین تو کعبہ کیطرف پیٹھ ہوتی ہے تو علت حرمت کی کعبہ کیطرف پیٹھ ہونا ہے نہ بیت المقدس کیطرف منہ ہونا اور
خطابی نے یہ دعویٰ کیا کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا حرام نہین ہے باجماع علما بشرطیکہ اوسطرف منہ کرنے سے کعبہ کیطرف پیٹھ
ہو اور یہ اجماع کا دعویٰ صحیح نہین کیونکہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمین خلاف ہے جیسے ہم نے بیان کیا اور بعض شافعیہ
بھی اسی کے قائل ہوے ہین نقل کیا اسکو ابن ابی الدم نے تیسرے یہ کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو انکی سمت پر
ہون لیکن جن لوگون کا قبلہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو اونکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونو درست ہین کیونکہ حضرت نے
فرمایا مشرق کیطرف منہ کرو یا مغرب کیطرف یہ ابو عوانہ کا قول ہے جو صاحب تھا مزنی کا انتہی مختصرًا حدثنا آدم
قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا الزھری عن عطاء بن یزید اللیثی عن ابی ایوب الانصاری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلۃ ولا یولھا
ظھرہ شرقوا او غربوا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
(محمد بن عبد الرحمن بن مغیرہ بن حارث) ابن ابی ذئب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (محمد بن مسلم) زہری نے اونہون
نے روایت کی عطاء بن یزید لیثی (جندعی تابعی مشہور) سے اونہون نے ابی ایوب (خالد بن زید بن کلیب انصاری) سے یہ ابو ایوب
کبار صحابہ مین سے ہین جنگ بدر مین شریک تھے اور حضرت جب پہلے پہل مدینہ مین تشریف لائے تھے تو انہی کے گھر اوترے تھے اونہون نے

وفات پائی روم کے جہاد میں سنہ ۵۰ ہجری میں اور بعضوں نے کہا اوسکے بعد اس کتاب میں انسے سات حدیثیں مروی ہیں) انہوں
نے کہا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ میں آوے تو قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ
کرے اسطرف **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پیٹھ کرے اسطرف پیشاب یا پاخانہ میں اور
یہاں پاخانہ سے مراد وہ فضلہ ہے جو دبر سے نکلتا ہے اور پہلے پاخانہ سے جگہ مراد ہے حاجت کی اور وجہ اس ممانعت کی
یہ ہے کہ قبلے کیطرف نجاست چھوڑنا تعظیم اور ادب کے خلاف ہے اور بعضوں نے کہا وجہ ممانعت کی کشف عورت ہی ہے اسطرف
اس صورت میں جہاں کشف عورت ہو تو قبلے کیطرف ممانعت ہو گی مثلاً وطی میں بھی ابن شاس مالکی نے یہ قول اختیار کیا
ہے اور شاید اس مذہب والے نے دلیل لی ہے موطا کی روایت سے مت منہ کرو قبلے کیطرف اپنی شرمگاہوں کو ساتھ لیکن مراد اس
سے یہی ہے کہ حاجت اسطرف پھیرو انتہٰی مختصراً **ف** لیکن پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو **ف** یہ حکم خاص اہل مدینہ سے
اور جنکا قبلہ اسیطرف ہے جسطرف اہل مدینہ کا ہے لیکن جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو اوسکو اتر یا دکہن کیطرف منہ کرنا
چاہیے (قسطلانی) نیل الاوطار میں ہے احمد اور مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جب تم میں سے
کوئی اپنی حاجت کیلیے بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور امام احمد نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں تمہارے باپ کیطرح ہوں تمکو سکھلاتا ہوں (یعنی جیسے باپ شفقت اور پیار
سے چھوٹی اور بڑی سب باتیں اپنے بچوں کو سکھاتا ہے اور بچوں کی بھلائی اور بہتری کا خواہاں اور جویاں رہتا ہے
ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے محبت ہے بلکہ باپ کی کیا حقیقت ہے آپ سو درجہ باپ سے زیادہ ہیں اور
انکا احسان ہزاروں ماں باپ سے زیادہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر جب تم میں سے کوئی پاخانے کو جاوے تو قبلے کیطرف
منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اخیر تک اس حدیث کو امام مالک نے بھی روایت کیا
اور اس باب میں ابو ایوب سے صحیحین میں مروی ہے جیسا آگے آویگا اور سلمان سے صحیح مسلم میں اور عبداللہ بن حارث ابن
جزء سے سنن ابن ماجہ اور ابن حبان میں اور معقل بن ابی معقل سے سنن ابوداؤد میں اور سہل بن حنیف سے مسند
دارمی میں مترجم کہتا ہے ابو ایوب کی حدیث تو ابھی امام بخاری کی روایت سے بیان ہوئی اور آگے بھی اسکا ذکر آویگا اور سلمان کی حدیث
یہ ہے ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھلاتے ہیں یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان
نے کہا بیشک آپنے ہمکو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرکے (پاخانہ پھرنے سے) اور منع کیا ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنے سے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم میں استنجا نہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں اور عبداللہ
بن حارث بن جزء زبیدی کی حدیث یہ ہے میں پہلا ہوں وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی تم میں نہ

سے پیشاب نہ کرے قبلے کیطرف اور مین نے سب سے پہلے یہ حدیث لوگون سے بیان کی اور معقل بن ابی معقل اسدی کی حدیث یہ ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون قبلون کیطرف پاخانہ یا پیشاب مین مُنہ کرنے سے اور سہل بن حنیف کی حدیث یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم میرے ایلچی ہو مکہ والون کیطرف تم کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو سلام کہتے ہین اور حکم کرتے ہین جب تم نکلو (حاجت کے لیے) تو مت مُنہہ کرو قبلے کیطرف اور مت پیٹھہ کرو اُسطرف امام شوکانی نے ابو سعید خدری کی حدیث کو بیان نہین کیا جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ انہون نے گواہی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ نے منع کیا قبلے کیطرف مُنہ کرنے سے پاخانہ یا پیشاب مین اور ایک روایت مین ابن ماجہ کے ابو سعید سے یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مجھکو کھڑے ہوکر پانی پینے سے اور قبلے کیطرف منہ کرکے پیشاب کرنے سے) اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ پیشاب یا پاخانے مین قبلے کیطرف مُنہ کرنا یا قبلے کیطرف پیٹھہ کرنا درست نہین ہے اور اختلاف کیا ہے علمار نے اسمین کئی اقوال پر پہلا قول یہ ہے کہ امر مطلقاً جائز نہین نہ جنگلون مین نہ عمارت مین اور یہی قول ہے ابو ایوب انصاری صحابی کا اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور ابو ثور اور احمد کا ایک روایت مین ایسا ہی کہا امام نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین ہے کہ اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابن حزم نے محلی مین اسکو نقل کیا ہے ابو ہریرہ اور ابن مسعود اور سراقہ بن مالک اور عطا اور اوزاعی اور سلف صحابہ اور تابعین سے (مترجم کہتا ہی کہ یہی قول حق ہے اور یہی مذہب ہے محققین علمار حدیث کا اور یہی قوی ہی باعتبار دلیل کے) دوسرا قول یہ ہی کہ مطلقاً جائز ہے صحرا مین ہو یا عمارت مین اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ربیعہ امام مالک کے شیخ کا اور داؤد ظاہری کا ایسا ہی نقل کیا نووی نے شرح مسلم مین انسے اور یہی مذہب ہے امیر حسین کا تیسرا قول یہ ہے کہ صحرا مین حرام ہے بستی مین حرام نہین ہی اور اسی طرف گئے ہین مالک اور شافعی اور یہی مروی ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور اسحق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے ایک روایت مین تصریح کی اسکی نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین عبد اللہ بن عباس کو زیادہ کیا اور فتح الباری مین ہی کہ جمہور کا یہی مذہب ہے چوتھا قول یہ ہی کہ قبلے کیطرف منہ کرنا تو کہین جائز نہین نہ جنگل مین نہ بستی مین لیکن پیٹھہ کرنا دونو جگہہ درست ہی اور یہ ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد رحمہما اللہ تعالی سے پانچوان قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہ کے لیے ہے بطور ادب کے تو ایسا کرنا مکروہ ہی اور یہی مذہب ہے امام قاسم بن ابراہیم کا اور اشارہ کیا اسکی طرف احکام مین اور قاضی زید نے کہا کہ امام ہادی علیہ السلام کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ہے کہ مؤید باللہ اور ابو طالب اور ناصر اور نخعی کا یہی قول ہے اور ایسی ہی ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل اور ابو ثور اور ابو ایوب انصاری سے چھٹا قول یہ ہے کہ عمارت مین پیٹھہ کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا ذکر کیا یہ فتح الباری مین ساتوان

قول ہے کہ مطلقاً حرام ہے یہانتک کہ بیت المقدس کیطرف بھی مُنہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہ منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے جیسے فتح الباری میں ہے اور دونوں قبلوں میں فرق نہیں کیا امام نووی نے نقل کیا لیکن انہوں نے تصریح کی کہ وہ مکروہ ہے

آٹھواں قول یہ ہے کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو اہل مدینہ کی سمت پر ہوں لیکن جنکا قبلہ مشرق ہے یا مغرب انکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا درست ہے یہ ابو عوانہ نے کہا جو مزنی کے صاحب ہیں پہلے مذہب والوں نے اُن احادیث سے استدلال کیا جو ممانعت میں آئی ہیں جیسے ابو ایوب کی حدیث ہے اور ابو ایوب اور سلمان کی اور اور لوگوں کی جو اوپر گذریں اُن لوگوں نے کہا کہ ممانعت اسی وجہ سے ہے کہ قبلے کی حرمت کے خلاف ہے اور یہ بات دونوں جگہہ حاصل ہے جنگل میں ہو یا عمارت میں اور اگر حائل کافی ہوتا تو جنگل میں بھی جائز ہوتا کیونکہ جنگل میں بھی آخر پہاڑ دریا وادی وغیرہ ضرور حائل ہونگے اور ابن عمر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کیطرف منہ کیے ہوئے اور کعبہ کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت میں اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید یہ فعل ممانعت سے پہلے ہوگا اسصورت میں یہ حکم منسوخ ہے تصریح کی اسکی ابن حزم نے اور جابر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب میں قبلہ کیطرف مُنہ کرنے سے پھر میں نے وفات سے ایک سال پہلے دیکھا کہ آپ قبلہ کیطرف منہ کیے ہوتے تھے (حاجت میں) اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اسکی اسناد میں ابان بن صالح ہے اور وہ مشہور نہیں ہے ابن حزم نے کہا اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جابر کی حدیث کو ترمذی اور بزار نے حسن کہا اور بخاری اور ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور بہتر جواب یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل قول کا معارضہ نہیں کر سکتا جیسے علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور وہ جو حدیث حضرت عائشہ کی وارد ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا کہ بعض لوگ برا جانتے ہیں اپنی شرمگاہوں کو قبلے کیطرف کرنا آپ نے فرمایا لوگوں نے ایسا کیا اچھا میرے پاخانے کی بیٹھک کو قبلے کیطرف پھیر دو اسکا جواب دیا ہے کہ اسکی اسناد میں خالد بن ابی الصلت ہے اور وہ مجہول ہے ہم نہیں جانتے وہ کون ہے ابن حزم نے کہا ذہبی نے اسکے ترجمہ میں لکھا کہ یہ حدیث اسکی منکر ہے اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ اسناد اسکا حسن ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی معرفت رجال میں اور تنقید حدیث میں امام نووی سے زائد ہیں انہوں نے میزان میں لکھا کہ خالد بن الصلت جو مالک سے نقل کرتا ہے وہ مالک سے وہ عائشہ سے کہ میری پاخانہ کی بیٹھک قبلے کیطرف پھیر دو یہ پہچانا نہیں جاتا منفرد ہوا اس سے یہ روایت کرنے میں خالد حذاء اور یہ حدیث منکر ہے کبھی اسکو حذاء نے عراک سے روایت کی اور کبھی ایک شخص سے اوس نے عراک سے اور خالد بن ابی الصلت سے روایت کی ہے سفیان بن حسین اور مبارک بن فضالہ وغیرہما نے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں لکھا اور میں نہیں جانتا کسیکو کہ جس نے ضعیف کیا اسکو لیکن یہ حدیث منکر ہے دوسرے امام نووی نے اسناد کو حسن کہا اور اسناد کی حسن ہونے سے حدیث کا حسن ہونا لازم نہیں آتا جیسے

اصول حدیث مین مقرر ہو چکا ہے) دوسرے مذہب والون نے دلیل لی ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ کی حدیثون سے اونکا ذکر آگے
آویگا ان لوگون نے کہا کہ یہ حدیثین ممانعت کی حدیثون کی ناسخ ہین تیسرے مذہب والون نے دلیل لی ہے ابن عمر اور عائشہ کی حدیثون
سے کیونکہ یہ دونو واقعے عمارت مین تھے یہ لوگ کہتے ہین اس توجیہ سے احادیث مین جمع ہو جاتا ہے اور جہانتک ممکن ہو احادیث
مین جمع کرنا واجب ہے حافظ نے فتح مین کہا یہ عدل ہی تمام اقوال مین کیونکہ اس مذہب پر سب دلیلون پر عمل ہوتا ہی اور رد
کرتی ہو اس مذہب کو جابر کی حدیث جو آگے آویگی کیونکہ اسمین عمارت کی قید نہین ہی اور کبھی اوسکا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جابر کی روایت
ایک حکایت ہی جو عام نہین ہو سکتی اور اسکی تحقیق آگے کی باب مین آویگی اور وہ جو ابن عمر سے مروی ہی کہ اونکی ممانعت
میدان مین ہوتی تھی جیسے کہ آویگا اس مذہب کو قوت دیتا ہے چوتھے مذہب والون نے دلیل لی ہے سلمان کی حدیث سے
جو صحیح مسلم مین ہے اور اسمین صرف منہ کرنیکی ممانعت ہی اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ احادیث صحیحہ مین پیٹھ کرنے کی ممانعت
موجود ہی تو جب زیادت صحیح ہو تو اوسپر عمل کرنا واجب ہے پانچوین مذہب والون نے عائشہ اور جابر اور ابن عمر کی حدیث سے
دلیل لی ہے اور اونکا ذکر آگے آویگا اون لوگون نے کہا کہ یہ حدیثین نہی کو معنے حقیقی سے کراہت کیطرف پھیرتی ہین
اور یہ امر عائشہ اور جابر کی حدیث سے نہین نکلتا کیونکہ ان دونو حدیثون مین حکایت ہی ایک فعل کی اور قول کے معارض نہین
ہوتا جیسے علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور ممانعت کی حدیث مین جو یہ لفظ ہی منہ مت کرو یہ خطاب ہی امت کے لیے البتہ
اگر حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہوتی تو اس سے یہ بات نکلتی چھٹے مذہب والون نے ابن عمر کی حدیث سے دلیل لی ہی کیونکہ
اوسمین یہ ہے کہ اونہون نے حضرت کو دیکھا حاجت مین پیٹھ آپکی قبلے کیطرف تھی اور منہ شام کیطرف تہا اسمین بھی
وہی اعتراض ہے جو اوپر گذرا ساتوین مذہب والون نے دلیل لی ہے ابوداؤد کی روایت سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے دونون قبلون کیطرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ مین ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا حافظ نے فتح مین کہا
یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمین ایک راوی مجہول الحال ہے اور بر تقدیر صحت مراد اس سے اہل مدینہ ہین اور وہ لوگ جو انکی سمت
پر ہین کیونکہ وہ جب بیت المقدس کیطرف منہ کرتے ہین تو کعبے کیطرف پیٹھ ہوتی ہے پس علت ممانعت کی کعبے کیطرف پیٹھ
کرنا ہی نہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا اور خطابی نے دعوی کیا ہی اجماع کا اسپر کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا حرام نہین ہے
بشرطیکہ کعبہ کیطرف پیٹھ نہ ہوتی ہو اور اسمین یہ اعتراض ہوتا ہی کہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمین خلاف ہے پس اجماع
کہان ہوا انتہی اور بحر مین ہی کہ عطا اور زہری اور منصور باللہ اور مذہب کا یہی قول ہے آٹھوین مذہب والون نے دلیل
لی ہی اس قول سے کہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو اور یہ استدلال نہایت واہی اور رکیک ہے اور جب تو سب مذہب جان چکا
اور انکی دلیلین بھی معلوم کر چکا تو اب جو ٹھیک ہے وہ تجھپر پوشیدہ نہ رہیگا اور قریب اسکی تصریح آویگی اور یہ مقام شرح سے

کے مقامون مین سب سے اچھے ہیں امام شوکانی نے دوسرے باب مین ابن عمر کی حدیث کہ مین ایکدن ام المومنین حفصہ کے گھر پر چڑہا تو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کرتے ہوئے شام کیطرف آپکا منہ تہا اور کعبے کیطرف پیٹھ تہی نقل کی اور بیان کیا کہ اس حدیث سے کعبے کیطرف پیٹھ کرنا حاجت کے وقت جائز نکلتا ہے اور اس سے دلیل لی ہے اس شخص نے جو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونو جائز جانتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ یہ حدیث ناسخ ہے ممانعت کی حدیثون کی اور عتقاد اوسکا یہ ہے کہ یہہ فعل مطلقاً مباح ہے اور یہی حدیث حجت لی ہے اونسے جسنے عدم جواز کو خاص کیا ہے صحرا سے جیسے گذرا اور جسنے عمارت مین کعبے کی طرف پیٹھ کرنا جائز سمجھا ہے اور جسنے ممانعت کو خاص کیا ہے منہ کرنے سے نہ پیٹھ کرنے سے جنگل مین ہو یا بستی مین اور یہ چار مذہب ہین ان آٹھ مذہبون مین سے جو اوپر گذرے پہر بیان کیا جابر کی حدیث کو اور کہا جابر کی حدیث کو بزار اور ابن جارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بزار نے اسکو حسن کہا اور ابن السکن نے اور نووی نے اوس مین توقف کیا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ ابان بن صالح قرشی کے حافظ نے کہا ابن عبد البر نے وہم کیا کیونکہ ابان بن صالح بالاتفاق ثقہ ہے اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ وہ مجہول ہے غلط ہے ان دونو حدیثون سے نسخ نہین نکلتا ممانعت کی احادیث کا کیونکہ وہ قولی ہین اور یہ حکایت ہے ایک فعل کی اور عائشہ کی حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن حزم نے محلی مین کہا کہ یہ حدیث ساقط ہے اور خالد بن ابی الصلت اسکی اسناد مین مجہول ہے ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو جواز کی دلیل تمام ہو جاتی کیونکہ اور حدیثون مین یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید جواز آپکا خاص ہو اور علاوہ اسکے فعل معارض نہین ہوتا قول کے پر یہ حدیث صحیح نہین اور اعتبار کے قابل نہین اس صورت مین انصاف یہی ہے کہ مطلقاً ممانعت کا قول صحیح ہے جب تک نسخ یا تخصیص یا معارضہ کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور ایسی دلیل کوئی ہمکو معلوم نہین ہوئی اور وہ جو ابو داؤد نے مروان اصفر سے روایت کیا اونہون نے کہا مینے ابن عمر کو دیکھا اونہون نے اپنی اونٹنی قبلے کیطرف بٹھائی پیشاب کرنیکو اسکی آڑ مین مینے کہا ای ابو عبد الرحمن کیا اس سے منع نہین کیا گیا انہون نے کہا بیشک منع کیا گیا مگر یہ ممانعت اسی حالت مین ہے جب میدان مین ایسا کرے لیکن جب تیرے اور قبلے کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو جو تجھکو ڈہانپ لیوے تو کوئی قباحت نہین تو اس سے سکوت کیا ابو داؤد نے اور ابو داؤد سے روایت صحیح ہوئی کہ وہ سکوت اسی روایت سے کرتے ہین جو صالح ہو اور حجت لانیکے لائق ہو اور ایسا ہی سکوت کیا اس سے منذری نے اور نہین کلام کیا اسپر تخریج سنن مین اور حافظ ابن حجر نے اسکو تلخیص مین ذکر کیا اور اسپر کلام نہین کیا اور فتح مین کہا ہے کہ اسکو ابو داؤد اور حاکم نے باسناد حسن روایت کیا اور دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے یہ ممانعت صحرا مین ہے عمارت مین نہین پس اثر سے صحرا مین یہی مطلقاً

ابان بن صالح

ممانعت نہین نکلتی بلکہ اُسوقت جب کوئی چیز آڑ نہ ہو اور شاید ابن عمر نے اسلیے کہا کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ام المومنین حفصہ کے گھر مین قبلے کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت مین تو وہ سمجھے کہ ممانعت میدان مین ہے نہ عمارت مین
اور کچھہ صحابی کی حجت نہین جیسے اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور روایت کیا بیہقی نے عیسے خیاط کے طریق سے مین نے
شعبی سے کہا مجھے تعجب ہوتا ہے ابو ہریرہ اور ابن عمر کے اختلاف سے نافع نے ابن عمر سے روایت کیا کہ مین ام المومنین حفصہ
کے گھر مین گیا میری نگاہ ناگہان جا پڑی تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پائخانہ دیکھا قبلے کیطرف اور ابو ہریرہ نے
کہا جب کوئی تم مین سے پائخانہ کو جاوے تو قبلے کیطرف مُنہ نہ کرے اور نہ قبلے کیطرف پیٹھ کرے شعبی نے کہا دونون سچ
کہا ابو ہریرہ کا قول تو جنگل سے متعلق ہے کیونکہ اللہ کے بعضے بندے ہین فرشتے اور جن کہ وہ نماز پڑھتے ہین اونکے
سامنے کوئی پیشاب یا پائخانہ نہ کرے ان کی طرف پیٹھ کرے اور تمہارے پائخانے تو گھر کیطرح ہین جو بنائے گئے وہان قبلہ
نہین ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے مختصراً انتہی منصور باللہ اور غزالی اور ضمیری کا یہ قول ہے کہ پائخانہ یا پیشاب مین چاند اور
سورج اور تارون کیطرف بھی منہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ شریف ہین اللہ نے انکی قسم کھائی ہے تو مشابہ ہوئے کعبے کے
ایسا ہی ہے بحر مین اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہین اور کراہت پر یہ دلیل لائی گئی ہے کہ حکیم ترمذی نے حسن سے روایت کیا کہ
مجھسے سات صحابیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور وہ ابو ہریرہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو اور عمران بن
حصین اور معقل بن یسار اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک ہین ان مین سے کوئی دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے حدیث
مین کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کی جگہہ پیشاب کرنے سے اور منع کیا ٹہرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے اور
منع کیا سڑک پر پیشاب کرنے سے اور منع کیا کہ آدمی پیشاب کرے اسطرح کہ اسکی شرمگاہ سورج یا چاند کیطرف کھلی ہو
پھر بیان کی ایک لنبی حدیث پانچ ورق مین اسیطرح حافظ نے کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھہ اصل نہین اور وہ عباد
بن کثیر کی تراشی ہوئی ہے اور مدار اس حدیث کا اسی پر ہے نووی نے شرح مہذب مین کہا یہ حدیث باطل ہے ابن الصلاح نے
کہا عباد بن کثیر کی یہ روایت مشہور نہین اور وہ ضعیف ہے اور ایسی بحث اس مسئلہ کی تو سوا اس کتاب کے اور کسی کتاب
مین نہ پاویگا اور شاید تو غور کے بعد سمجھے جو مین نے لکھا اور کسی کا محتاج نہ ہوگا انتہے مختصراً مترجم کہتا ہے یہ عباد
بن کثیر جسنے یہ حدیث حسن سے روایت کی بڑا عابد اور زاہد تہا پر حدیث کی روایت مین اسکا اعتبار نہین ابن معین نے
کہا وہ کچھہ نہین بخاری نے کہا ترکوہ ابن ادریس نے کہا شعبہ استغفار نہین کرتے تہے عباد بن کثیر کے لیے اور نسائی نے
کہا متروک ہے سفیان ثوری اسکے جنازے پر نہین گئے ابن مبارک نے کہا مین سفیان پاس گیا وہ کہتے تہے عباد بن
کثیر کی حدیث سے بچو ابن مبارک نے کہا مین نے عباد بن کثیر سے افضل کوئی نیک باتون مین کسی کو نہین دیکھا لیکن

حدیث اوسکی کچھ نہین ابن معین نے کہا اسکی حدیث نہین لکھی جاویگی ذہبی نے کہا عباد نے کئی حدیثین روایت کین جو منکر
اور موضوع اور باطل ہین پہر بیان کیا اونہین سے کئی احادیث کو میزان مین اس سے نکلتا ہے کہ عبادت اور زہد اور درویشی اور
چیز ہے اور حدیث کا علم دوسری چیز ہے ہر کسے را بہر کاری ساختند **بَابُ مَنْ تَبَرَّزَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ** تشریح
دو اینٹین رکہکر پاخانہ پہرے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ نَاسًا
يَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ
لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا
بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلَى اَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ وَاللهِ قَالَ
مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ
بن یوسف (تنیسی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس) نے اونہون نے روایت کی یحیی بن سعید انصاری (مدنی)
سے اونہون نے محمد بن یحیی بن حبان (انصاری نجاری مازنی) سے اونہون نے اپنے چچا واسع بن حبان (بن منقذ) سے (انہون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور انکو صحابی کہتے ہیں) اونہون نے روایت کی عبد اللہ بن عمر رض سے وہ کہتے تہے بعض لوگ (جیسے
ابو ایوب اور ابو ہریرہ اور معقل اسدی) کہتے ہین جب تو بیٹھے حاجت کے لیے تو مت منہ کر قبلے کیطرف اور نہ بیت المقدس
کیطرف (مقدس بفتح میم اور سکون قاف اور کسر دال اور بضم میم اور تشدید دال مفتوحہ دونو طرح صحیح ہے) تو عبد اللہ
بن عمر نے کہا البتہ مین ایک دن چڑہا اپنے گہر کے چہت پر تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے
حاجت کے لیے منہ انکا بیت المقدس کیطرف تہا **ف** حافظ نے کہا عبید اللہ بن عمر کی روایت مین جو آگے آویگی یہ ہے کہ مین
حفصہ کے گہر کی چہت پر چڑہا یعنی اپنی بہن کے اور مسلم کی روایت مین اس کی تصریح ہے اور ابن
خزیمہ کی روایت مین یون ہے مین حفصہ بنت عمر پاس گیا اور گہر کی چہت پر چڑہا اس صورت مین بہن کے گہر کو اس روایت
مین اپنا گہر کہا کیونکہ بہن کو بہائی سے بڑا تعلق ہے یا حفصہ کا گہر دوسری روایت مین اسلیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حفصہ کو اسی گہر مین رکہا اور گہر حفصہ کے پاس رہا یہانتک کہ وہ مر گئین پہر عبد اللہ اسکے وارث ہوئے اور اسکو اپنا
گہر اسلیے کہا اس روایت مین کہ اخیر مین وہ اونکے پاس آیا کیونکہ یہ حفصہ کے حقیقی بہائی تہے ابن خزیمہ کی روایت مین یہ
ہے مینے نظر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف آپ اپنے پاخانے مین تہے اور ایک روایت مین انکی یہ ہے مینے آپ کو
دیکھا آپ حاجت کر رہے تہے ایک اینٹ کی آڑ کیے ہوئے اور حکیم ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا مینے دیکھا آپ کو

پاخانہ میں اور ابن عمر کی نیت انکو جھانکنے کی نہ تھی بلکہ کسی ضرورت سے چھت پر چڑھے تھے جیسے بیہقی نے نافع کے طریق
سے روایت کیا تو انکی نظر بلا قصد پڑ گئی اور اس حالت میں بھی انہوں نے یہ نظر خالی نہ جانے دی بلکہ ایک حکم شرعی حاصل
کیا اور شاید انہوں نے پیٹھ کی طرف سے آپ کو دیکھا ہوا اور اس سے ابن عمر کی حرص معلوم ہوتی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
حالات ڈھونڈھنے میں اور آپکی پیروی کرنے میں اور وہ ایسے ہی تھے رضی اللہ عنہ (فتح) ف عبد اللہ بن عمر
نے کہا تو شاید ان لوگوں میں سے ہے جو لپٹے ہوئے چوتڑوں پر نماز پڑھتے ہیں ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ خطاب واسع کو
جنہوں نے اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا اور غلطی کی اُسنے جس نے سمجھا کہ یہ جملہ مرفوع ہے اور امام مالک نے کہا چوتڑ پر
نماز پڑھنا یہ ہے کہ اپنا پیٹ چوتڑوں سے لگا وے سجدے میں اور یہ خلاف ہے اس شکل کے جسکا حکم ہوا سجدے میں وہ کیا ہے کہ
پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا اور نہایہ میں ہے اسکی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ گھٹنوں کو پھیلا دے اور چوتڑوں پر ٹکا دیوے (یعنی
سرین میں سے لگا دے) یہاں اشکال یہ ہے کہ اس جملے کو اگلے مسئلہ سے کیا نسبت ہے بعضوں نے کہا مطلب ابن عمر کا یہ ہے کہ تو
سنت سے ناواقف ہے کیونکہ اگر واقف ہوتا تو یہ بھی جانتا کہ یہ ممانعت میدان میں ہے یا فرق کرتا کعبے اور بیت المقدس میں اور
کنایہ کیا اس مطلب کا اس طرح کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو چوتڑوں پر نماز پڑھتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے والا ضرور سنت سے
جاہل ہوگا یہ کرمانی کی تقریر ہے اور اسمیں جو تکلف ہے وہ ظاہر ہے اور سیاق عبارت میں یہ مذکور نہیں کہ واسع نے
پہلا مسئلہ ابن عمر سے پوچھا تھا کہ وہ انکو نسبت دیتے طرف جہالت کے اور بفرض تسلیم یہ کہنا کہ جو شخص چوتڑوں پر سجدہ کریگا
وہ پاخانہ کی سنتوں سے بھی ناواقف ہوگا صحیح نہیں اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص چوتڑوں پر سجدہ کرے لیکن پاخانہ کے
آداب سے واقف ہو اور عمدہ وجہ مناسبت کی وہ ہے جو امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتی ہے انکی روایت میں ہے واسع سے
اونہوں نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبد اللہ بن عمر بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے مڑا اور انکے
پاس گیا اونہوں نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک تو شاید ابن عمر نے واسع کی سجدے میں کوئی
ایسی بات دیکھی جو انکے نزدیک صحیح نہ تھی تو انہوں نے دریافت کیا اسکو یہ جملہ کہہ کر اور پہلے پاخانے کا مسئلہ بیان
کیا اسلئے کہ وہ مرفوع ہے اور محقق روایت سے انکے نزدیک ثابت تھا تو اسکو مقدم کیا اس امر مظنون پر اور یہ بھی احتمال ہے کہ
یہ قول بعض لوگوں کا انہوں نے قریب میں سنا ہو تو انکو بھلا لگا کہ واسع جو تابعی تھے اس حکم کو پہچانتے ہیں تاکہ نقل کریں
اوسکو انسے اسکے علاوہ ان دونوں مسئلوں میں بھی خاص طرح سے ایک مناسبت نکل سکتی ہے اس طرح سے کہ شاید جو شخص
اپنا پیٹ سرین سے لگا کر سجدہ کرتا تھا وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ قبلے کی طرف شرمگاہ کرنا ہر حالت میں مکروہ ہے جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا کہ علت نہی بعضوں کے نزدیک یہی ہے اور نماز میں چار حالتیں ہیں قیام اور رکوع اور سجود اور قعود اور ان سب

حالتوں میں شرمگاہ چوتڑوں کے بیچ میں چھپ جاتی ہے مگر جب سجدے میں پیٹ کو چوتڑوں سے علیحدہ رکھے تو یہ بات ممکن نہیں اسلیے اوسنے سجدے میں پیٹ کو چوتڑوں سے لگایا تاکہ شرمگاہ کا سامنا قبلے سے نہ ہو حالانکہ یہ فعل عبث اور مبالغہ تھا اور سنت کے خلاف ہے اور شرمگاہ کا سامنا نہ ہونے کے لیے لباس کافی ہے جیسے قبلے کی طرف استنجا کرنے میں دیوار کی آڑ کافی ہے تو جب ابن عمر نے اس تابعی سے پہلا حکم بیان کیا تو دوسرے حکم کی طرف بھی اشارہ کر دیا اور دیکھتے دیکھکر جو سجدے میں ان تابعی کی دیکھی ہوئی تھی اس کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا واللہ کرتا ہے یہ کہ ابن عمر کے گمان کا جو خیال تھا اور اسیوجہ سے ابن عمر نے اونپر سختی نہیں کی زجر میں واللہ اعلم مترجم کہتا ہے سبحان اللہ اللہ بخشے حافظ ابن حجر کے درجے مراتب بلند کرے کیسی عمدہ مناسبت سمجھا میں بیان کی جو اور شارحوں کی سمجھ میں نہیں ف میں نے کہا میں نہیں جانتا قسم خدا کی کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں یا نہیں یا میں نہیں جانتا کہ استقبال کعبہ و بیت المقدس کا حکم کیا ہے حدیث تھا میں) امام مالک نے کہا چوتڑوں پر نماز پڑھنا یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھے اور زمین سے اونچا نہ ہو یعنے سجدہ اسطرح کرے کہ زمین سے لگا رہے یعنے پیٹ رانوں سے لگا دے اور زمین پر پڑ جاوے

باب خُرُوجِ النِّسَاءِ اِلَى الْبَرَازِ عورتوں کا میدان میں نکلنا پاخانہ کے لیے یعنے جنگل کو جانا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ اِذَا تَبَرَّزْنَ اِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ اَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَاَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ اَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى اَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْحِجَابَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن بکیر نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث ابن سعد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عقیل نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہوں نے عروہ (بن زبیر) سے اونہوں نے (ام المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ رض) سے اونہوں نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بی بیاں رات کو نکلتی تھیں جب پاخانہ کو جاتیں مناصع کی طرف (مناصع وہ مقامات ہیں جو مدینہ کے خیر میں ہیں بقیع کی طرف اور مناصع ایک کھلا میدان ہے) تو حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے کہ پردہ میں رکھیے اپنی بی بیوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردے کا حکم نہیں دیتے تھے تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ آپکی بی بی ایک رات کو نکلیں عشا کے وقت اور وہ ایک عورت تھیں لنبے قد کی اور عورتوں میں مل نہ سکتیں حضرت عمر نے انکو آواز دی آگاہ رہو ہمنے تمکو پہچان لیا اے سودہ (حضرت عمر نے یہ اسلیے کہا) انکو حرص تھی پردے کی یعنے وہ یہ چاہتے تھے کہ پردے کا حکم اترے) ف حضرت عمر نے جو رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنی عورتونکو پردے مین کیجیے اسکا یہ مطلب تہا کہ اونکو گہر کے باہر نکلنے سے منع کر دیجیے کیونکہ حضرت عمر نے پردے کی آیت اترنے کے بعد سودہ رضہ سے کہا جیسے آگے آویگا اور احتمال ہے کہ غرض حضرت عمرؓ کی پہلے یہہ ہو کہ آپ اپنی عورتونکو منہ ڈہانپنے کا حکم کرین جب یہہ غرض انکی حاصل ہوئی تو انہون نے پہر یہ چاہا کہ انکے جثے بہی پردے مین رہین تاکہ پردہ پوشی پوری ہو جاوے اور آپ نے اسکا حکم نہ دیا کیونکہ اسمین حرج تہا اور یہ احتمال زیادہ ظاہر ہے اور حضرت عمر آیت حجاب کو ان حکمون مین شمار کرتے تہے جو انکی رائے کے موافق اتری جیسے سورہ احزاب کی تفسیر مین آویگا اس صورت مین آپکی بی بیون کی پردہ پوشی پائخانے جاتے وقت پہلی یہہ تہی کہ اندہیرے مین نکلتی تہین تا کوئی نہ دیکہے جیسے حضرت عائشہ نے اس حدیث مین کہا کہ وہ رات کو نکلتی تہین اور قریب ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث مین جو انکے تہمت کے باب مین ہے یہ آویگا کہ میرے ساتہہ ام مسطح نکلی مناصع کیطرف اور وہ ہمارا پائخانہ تہا اور ہم نہین نکلتی تہین مگر رات کو پہر دوسری رات تک ٹہیری تہین بعد اسکے حجاب کا حکم اترا انہون نے کپڑونسے اپنے تئین چہپایا لیکن جثے انکے کبہی معلوم ہو جاتے اور اسی لیے حضرت عمر نے حجاب اترنے کے بعد سودہ سے کہا قسم خدا کی تم ہمسے پوشیدہ نہین ہو (گو کپڑونسے بدن ڈہنپا ہے) بعد اسکے پائخانے گہرون مین بنائے گئے اب پوری پردہ پوشی ہو گئی جیسے اسی تہمت کی حدیث مین ہے کہ یہ واقعہ پائخانے بننے سے پہلے کا ہے اور تہمت کا قصہ حجاب کی آیت اترنے سے پہلے کا ہے اور اسکی شرح اپنے مقام مین خدا چاہے تو آویگی انتہے (فتح) **ت** پہر اللہ تعالی نے حجاب (پردہ) اتارا **ف** مستملی کی روایت مین یون ہے کہ پہر اللہ تعالی نے پردے کی آیت اتاری ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین زیادہ کیا زبیدی کی روایت سے انہون نے ابن شہاب سے کہ پہر اللہ تعالی نے پردہ اتارا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اخیر تک اور سورہ احزاب کی تفسیر مین آویگا کہ اس آیت کے اترنے کی یہ وجہ ہوئی کہ حضرت زینب بنت جحش کا ولیمہ ہوا اور تین صحابی کہانا کہا کر حجرے ہی مین جمے رہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شرم کی اونکو باہر جانے کیلیے حکم دینے مین تب حجاب کی آیت اوتری اور قریب ہے کہ حضرت عمر کی حدیث آویگی جسمین ہے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی بی بیون پاس نیک اور بد سب قسم کے لوگ جاتے ہین کاش آپ انکو حکم دیجیے پردہ کرنے کا اسوقت حجاب کی آیت اتری اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین مجاہد کے طریق سے روایت کیا کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہانا کہا رہے تہے آپکے ساتہہ بعض صحابہ بہی تہے اور حضرت عائشہ بہی کہاتی تہین اتنے مین ایک مرد کا ہاتہہ حضرت عائشہ کے ہاتہہ سے لگ گیا یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا تب حجاب کی آیت اتری اور ان سب قصون مین جمع اس طور ہوگا کہ حجاب کے اسباب متعدد ہوئے اور زینب کا قصہ آخری سبب ہے کیونکہ قصہ آیت حجاب مین مذکور ہے یا آیت حجاب سے بعض قصون مین یہ آیت مراد ہو یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ لٹکالین اپنے اوپر گہونگٹ اپنے (فتح) قسطلانی نے کہا کہ

کہ سودہ بنت زمعہ حضرت عمر کی اخیر خلافت میں مریں اور بعضوں نے کہا معاویہ کی خلافت میں سنہ ۵۴ھ میں اور حجاب کا
مسئلہ اُن گیارہ مسئلوں میں سے ہے جنمیں حضرت عمرؓ کی رائے کی موافق قرآن اترا اور اسکی تفصیل سورہ احزاب کی تفسیر میں آویگی
بعون اللہ وقوتہ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَۃَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ فِیْ حَاجَتِکُنَّ قَالَ هِشَامٌ یَعْنِی الْبَرَازَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے زکریا بن یحییٰ بن صالح لولوی بلخی حافظ نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ
(حماد بن اسامہ کوفی نے) اور انہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے انہوں نے سنا اپنے باپ (عروہ بن زبیر) سے انہوں نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا تمکو اجازت ہوئی حاجت کیلیے نکلنے کی ہشام نے
کہا حضرت عائشہ کی مراد حاجت سے پایخانہ ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کا پورا بیان کتاب التفسیر میں آویگا
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ حجاب اترنیکے بعد نکلیں حاجت کے لیے اور وہ فربہ عورت تہین حضرت
عمر نے انکو دیکھا تو کہا اے سودہ قسم خدا کی تم ہمسے چھپی ہوئی نہیں ہو تو دیکھو کیسے نکلتی ہو یہ سنکر وہ لوٹیں اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ رات کا کہانا کہا رہے تہے اتنے میں وحی آئی آپنے فرمایا تمکو اجازت ہے
حاجت کے لیے نکلنے کی ابن بطال نے کہا اسحدیث کی فقہ یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے ضروری کاموں کے لیے نکلنا اور پہرنا
درست ہے اور اس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ مرد عورتوں سے راہ میں بات کر سکتے ہیں ضرورت کے وقت اور یہ بہی نکلا کہ آدمی
اپنی ماں کو دین کی نصیحت کر سکتا ہے کیونکہ سودہ ماں تہین مومنوں کی اور یہ بہی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امور
شرعیہ میں وحی کا انتظار کرتے کیونکہ آپنے حجاب کا حکم نہ دیا باوجودیکہ چاہتے تہے یہانتک کہ آیت حجاب اتری اسیطرح
نکلنے کی اجازت نہ دی جب تک وحی نہ اتری انتہی ملخصًا قسطلانی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آیت میں جس حجاب
کا حکم ہے وہ یہ نہیں کہ گہروں سے باہر نہ نکلیں یہ اور قسم کا حجاب ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ چادروں سے اپنے تئیں چہپا لیویں اسطرح
کہ سوا دونوں آنکہوں کے اور کوئی عضو کہلا نہ رہے

بَابُ التَّبَرُّزِ فِی الْبُیُوْتِ

گہروں میں پایخانہ پہرنے کا
بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف اس باب کو اگلے باب کے بعد اسواسطے لائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ عورتوں کا پایخانہ کے
لیے نکلنا ہمیشہ نہیں رہا بلکہ پہر پایخانے گہروں میں بن گئے اب انکو نکلنے کی حاجت نہ رہی مگر ضرورت سے مترجم کہتا ہے
اگلے باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں بہی پایخانہ کے لیے جنگل کو جاتیں
اس سے شاید کوئی یہ سمجہہ لیوے کہ پایخانہ کے لیے جنگل ہی میں جانا چاہیے اور گہر میں پایخانہ بنانا نادرست ہے پس
امام بخاری اس باب کو لائے تاکہ معلوم ہو کہ گہر میں بہی پایخانہ بنانا درست ہے حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ

حدثنا انس بن عیاض عن عبید الله عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن واسع بن حبان عن عبد الله
ابن عمر قال ارتقیت فوق ظہر بیت حفصة لبعض حاجتی فرأیت رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقضی حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (یہ ابو ذر کی روایت
ہے کشمیہنی سے اور روایتوں مین حدثنا ہی) ابراہیم بن منذر (قرشی حزامی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
انس بن عیاض (ابو ضمرہ لیثی مدنی) نے اونہوں نے روایت کی عبید اللہ (بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن
خطاب) سے اونہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے اونہوں نے اپنے چچا واسع بن حبان سے اونہوں نے عبد اللہ بن
عمر سے اونہوں نے کہا مین ام المومنین حفصہ کے گہر کے چہت پر چڑہا کسی کام کے لیے تو مینے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا آپ حاجت کر رہے تہے قبلے کیطرف پیٹہ کیے ہوئے شام کیطرف منہ کیے ہوئے (حافظ
ابن حجر نے کہا اس سند کے کل راوی مدینہ والے ہین) حدثنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا یزید قال اخبرنا
یحییٰ عن محمد بن یحییٰ بن حبان ان عمه واسع بن حبان اخبره ان عبد الله بن عمر اخبره قال
لقد ظهرت ذات یوم علی ظهر بیتنا فرأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قاعدا علی لبنتین
مستقبل بیت المقدس ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم (بن یوسف دورقی) نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے یزید (بن ہارون) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو یحییٰ (بن سعید انصاری) نے اونہوں نے روایت کی
محمد بن یحییٰ بن حبان سے کہ اونکے چچا واسع بن حبان نے خبر دی اونکو کہ عبد اللہ بن عمر نے خبر دی انکو اونہوں نے
کہا مین ایکدن اپنے گہر کے چہت پر چڑہا تو مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکہا آپ دو اینٹون پر بیٹہے ہوئے ہین
بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے ف اس روایت مین یہ نہین ہے کہ کعبہ کیطرف پیٹہ کیے ہوئے تہے مگر جب
بیت المقدس کیطرف منہ ہوا تو کعبے کیطرف ضرور پیٹہ ہوگی مدینہ مین اور شام اور بیت المقدس دونو ایک ہی جہت
مین ہین اسواسطے پہلی روایت مین شام کا لفظ ہی اور اس روایت مین بیت المقدس کا **باب الاستنجاء بالماء**
پانی سے استنجا کرنیکا بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض یہ ہے کہ جس شخص نے پانی سے استنجا نا مکروہ
اوسکا قول غلط ہی اسیطرح جسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا نہین کیا اور ابن ابی شیبہ نے باسناد
صحیح حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا انسے پوچہا گیا پانی سے استنجا کرنے کو اونہوں نے کہا اگر پانی سے
استنجا کرون تو میرے ہاتہ مین بو رہیگی اور نافع سے روایت کیا عبد اللہ بن عمر پانی سے استنجا نہین کرتے تہے
اور ابن زبیر سے روایت کیا کہ ہم پانی سے استنجا نہین کرتے تہے اور ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا اونہوں نے انکار

کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا اور ابن حبیب سے نقل کیا جو مالکیہ میں سے ہیں کہ انہوں نے مکروہ کہا پانی سے استنجا کرنیکو کیونکہ پانی غذا ہے یعنی کہ پانی کھانیکی چیز ہے انتہے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ وَاسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ اَجِيْءُ اَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ يَعْنِيْ يَسْتَنْجِيْ بِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک (طیالسی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی ابو معاذ سے اونکا نام عطاء بن ابی میمونہ (بصری) تھا انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا ہمارے ساتھ ف دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے ہم میں سے یعنی انصار میں سے اور تصریح کی اسکی اسمعیلی نے اپنی روایت میں اور مسلم کی روایت میں نحوی ہے یعنی میری مانند لڑکا یعنی میری عمر میں اور لڑکا غلام کا ترجمہ ہے غلام وہ ہے جو پیدا ہوا ہو یہ ابو عبید نے کہا اور محکم میں ہے کہ دودھ چھٹنے سے سات برس کی عمر تک غلام ہے اور زمخشری نے اساس البلاغۃ میں نقل کیا کہ غلام کہتے ہیں لڑکے کو جب تک اسکی داڑھی نہ نکلے اور بعد داڑھی نکلنے کے غلام کہیں گے مگر مجازًا (فتح الباری) قسطلانی نے کہا غلام وہ ہے جس کی مونچھیں اگنے لگیں اور بعضوں نے کہا جب وقت سے پیدا ہو جوانی تک اور اس لڑکے کا نام انس نے بیان نہیں کیا بعضوں نے کہا وہ ابن مسعود ہیں اور انکو مجازًا غلام کہا ہے صورتًا [illegible] کہ اسکا یہ مطلب ہوگا کہ صحابہ میں سے ہے یا آپکے خادموں میں سے اور اسمعیلی کی روایت میں جو من الانصار ہے یہ راوی کا تصرف ہوگا اوسنے منا کا مطلب یہ سمجھا کہ ہماری قوم میں سے اور نقل بالمعنے کیا یا انصار کا اطلاق اور صحابہ پر بھی جائز ہے اگرچہ عرفًا انصار خاص ہیں اوس اور خزرج سے اور بعضوں نے کہا اس لڑکے سے مراد ابو ہریرہ ہیں اور اسکا ایک شاہد ملا ہے اور ابو ہریرہ کو بھی انصاری کہنا مجازًا ہوگا لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ انس کے جوان ہونیکے بعد اسلام لائے ہیں دوسرے یہ کہ ابو ہریرہ بڑے تھے تو انکو انس کیونکر کہتے کہ میرے ہم سن غلام جیسے مسلم کی روایت میں ہے تصریح کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اس لڑکے سے ابن مسعود کو مراد لیا ہے اون پر بھی یہی اعتراض ہوتا ہے بلکہ ابن مسعود تو ابو ہریرہ سے بھی زیادہ تھے پھر انکو انس اپنی مانند یعنی ہم سن کیونکر قرار دیتے اور تعجب ہے کہ قسطلانی نے اس اعتراض کو خاص کیا دوسرے قول سے ف ایک ڈول (چمڑے کا برتن) پانی کا لیکر آتے ہشام نے کہا مطلب انس کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس پانی سے استنجا کرتے ف حافظ ابن حجر نے کہا حدیث میں یعنی یستنجی بہ ہشام کا قول ہے اور مصنف نے اس روایت کو بعد اسکے نکالا سلیمان بن حرب سے انہوں نے

یہ عبارت نہیں ہے البتہ عقیلہ نے روایت کیا اسکو محمد بن جعفر کے طریق سے اونہوں نے شعبہ سے اُنہوں نے کہا پانی سے استنجا کرتے تھے اور روایت کیا اسمٰعیلی نے ابن مرزوق کے طریق سے شعبہ سے او سمین یہ ہے کہ ہم بہن اور انصار کا ایک لڑکا ہمارے ساتھ دونو جاتے ایک ڈول لیکر جس میں پانی ہوتا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کرتے اور مصنف نے روح بن القاسم سے روایت کیا انہوں نے عطاء بن ابی میمونہ سے او سمین یہ ہے کہ جب آپ اپنی حاجت کے لیے باہر جاتے تو ہم پانی لیکر آتا آپ اس سے دہوتے اور مسلم نے خالد حذاء کے طریق سے روایت کیا اُنہوں نے عطاء سے اونہوں نے انس سے او سمین یہ ہے کہ پہر آپ نکلے ہمارے پاس اور استنجا کیا تہا آپ نے پانی سے اور ان روایتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ استنجا کی حکایت انس کا قول ہے جو راوی ہیں حدیث کی اور اس سے رد ہو گیا اصیلی کا جنہوں نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ پانی سے استنجا کرنے میں اس حدیث سے اونکا استدلال صحیح نہیں کیونکہ یستنجی یہ انس کا قول نہیں ہے بلکہ وہ ابو الولید کا قول ہے جو ایک راوی ہیں شعبہ سے اصیلی نے کہا اور روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن حرب نے شعبہ سے اسمیں یہ نہیں ہے تو احتمال ہے کہ یہ پانی وضو کے لیے لائے ہوں تمام ہوا کلام اصیلی کا اور یہ احتمال اصیلی کا ان روایتوں سے غلط ہوتا ہے جو اوپر ہم نے بیان کیں اسیطرح رد ہو گیا اس شخص کا جس نے یہ گمان کیا کہ یستنجی بالماء مدرج ہے اور عطاء کا قول جو روایت کرتا ہے انس سے اس صورت میں یہ روایت مرسل ہوگی اور مرسل روایت حجت نہیں ہے جیسے ابن تین نے ابو عبد الملک البونی سے نقل کیا کیونکہ خالد کی روایت سے جو اوپر ہم نے بیان کی یہ نکلتا ہے کہ انس کا قول ہے کیونکہ اُنہوں نے کہا پہر آپ باہر نکلے اور بدر زرکشی کے نکت میں اس مقام میں غلطی ہو گئی ہے اُنہوں نے یہ اعتراض اسمٰعیلی کا قرار دیا ہے حالانکہ وہ اعتراض اصیلی کا ہے اور اسکے سوا بدر زرکشی نے اس اعتراض کو قائم رکہا ہے گویا اسکو پسند کر لیا ہے حالانکہ یہ اعتراض پسند کے قابل نہیں جیسے ابہی ہم نے بیان کیا اسی طرح کرمانی نے اس اعتراض کی نسبت ابن بطال کیطرف کی ہے اور یہ اعتراض قائم رکہا ہے اور ابن بطال نے یہ اعتراض اصیلی سے لیا ہے انتہی ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں روایت کیا ابراہیم بن جریر سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیضہ میں گئے اور حاجت ادا کی پہر جریر ایک ڈول پانی کا لیکر آئے آپ نے استنجا کیا اور صحیح ابن حبان میں حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے کبہی نہیں دیکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے نکلے ہوں اور پانی نہ لیا ہو اور ترمذی نے انسے روایت کیا اور کہا حسن صحیح ہے انہوں نے کہا اپنے خاوندوں کو حکم کرو پاخانے اور پیشاب دہونیکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے اور ان حدیثوں سے رد ہوتا ہے اسکا جسنے پانی سے استنجا کرنا مکروہ کہا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا حذیفہ اور ابن عمر اور زہری اور

ابن مسیب سے ایسی روایتیں اوپر گذریں مگر زہری کی روایت ہے انہوں نے کہا ہم لوگ پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے اور ابن مسیب نے کہا پانی سے استنجا کرنا عورتوں کا وضو ہے یہ اسکی دلیل ہے اور بعضوں نے کہا پانی ہوتے ہوئے ڈھیلوں اور پتھروں سے استنجا درست نہیں ان سب پر حدیثیں حجت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں سے بھی استنجا کیا ہے اور ابوہریرہ آپ کے ساتھ تھے پانی کا ڈول لیے ہوئے اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ پانی اور ڈھیلوں دونوں سے استنجا کرنا افضل ہے تو پہلے پتھروں سے صاف کرے تاکہ ہاتھ میں نجاست نہ لگے پھر پانی سے دھووے اور پیشاب اور پاخانہ دونوں میں یہی حکم ہے جیسے ابن سراقہ اور سلیم رازی نے کہا ہے اور قفال شاشی نے محاسن الشریعۃ میں جو کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حکم خاص ہے پاخانہ سے یعنے ڈھیلا لیکر پانی لینا صرف پاخانہ کے بعد بہتر ہے اور پیشاب کے بعد صرف پانی سے دھونا مسنون ہے اب اگر ایک پر قناعت کرنا چاہے یعنے صرف پانی یا صرف ڈھیلوں پر تو پانی پر قناعت کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے نجاست کا جرم اور اثر دونوں دور ہو جاتے ہیں اور ڈھیلوں سے صرف جرم دور ہوتا ہے اور خنثی مشکل کے لیے پانی معین ہے اور پتھروں میں طہارت شرط ہے مگر جب پتھروں اور پانی دونوں میں جمع کرے جیسے صاحب مجاز نے غزالی سے نقل کیا تمام ہوا کلام قسطلانی کا امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ حدیث سے استنجا کرنا پانی سے ثابت ہوتا ہے اور حدیث کی پیروی کرنا بہتر ہے اور شاید سعید بن المسیب نے لوگوں کو اس باب میں غلو کرتے دیکھا ہوگا یعنے وہ ڈھیلوں سے استنجا کرنے کو منع کرتا ہوگا تو انہوں نے اُسکی مقابلہ میں یہ کہا کہ یہ وضو عورتوں کا ہے تاکہ اسکا غلو دور ہو اور بعض مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا اسی وقت درست ہے جب پانی نہ ہو اور جب بعض فقہا نے ایسا کہا تو شاید سعید کے زمانہ میں بھی کسی نے ایسا کہا ہو اور سعید نے اُسکا رد کیا اور اختلاف ہے علما کا کہ صرف ڈھیلوں پر اکتفا کرنا درست ہے یا نہیں تو شافعیہ اور حنفیہ اس طرف گئے ہیں کہ پانی سے دھونا واجب نہیں اور صرف ڈھیلوں سے پاک کرنا کافی ہے مگر جس صورت میں نجاست مقعد سے متجاوز ہو جاوے تو دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن زبیر اور ابن مسیب اور عطا کا اور انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب کوئی تم میں سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتھروں سے استنجا کرے وہ کافی ہے جیسے اوپر گذرا اور عترت اور حسن بصری اور ابن ابی لیلی اور حسن بن صالح اور ابو علی جبائی کا یہ قول ہے کہ صرف ڈھیلے لینا کافی نہیں ہے نماز کے لیے اور پانی سے دھونا واجب ہے اور حجت انکی یہ آیت ہے فلم تجدوا ماء فتیمموا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت وضو کے باب میں ہے نہ استنجا کے باب میں اور وضو میں پانی ضرور ہے اور تیمم اُس وقت جائز ہے جب پانی نہ ہو اور آیت سے استنجا کا یہ حکم نہیں نکلتا جسمیں نزاع ہے اور ان لوگوں نے کہا کہ اس حدیث سے یعنے انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا ہم یہ کہتے ہیں کہ بیشک اس حدیث سے یہ نکلتا ہے مگر یہ کہاں نکلتا ہے کہ استنجا کے لیے پانی سے دھونا ضرور ہے اور فقط آپکے فعل سے

تمہارا مطلب ثابت نہیں ہوتا ورنہ دوسری حدیث سے جسمین ڈھیلون سے استنجا کرنا مذکور ہے تمہارے خلاف مطلب ثابت
ہوگا کہ ڈھیلے لینا ضرور ہے اور کافی ہیں اور لوگون نے کہا کہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا
اونہون نے عورتون سے کہا اپنے خاوندون کو حکم کرو پانی سے استنجا کرنے کا کیونکہ مجھے انسے شرم آتی ہے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے صرف بیان کیا کہ حضرت صلعم کا فعل ایسا تھا اور یہ
نہیں روایت کیا کہ آپ نے پانی سے دہونے کو ضرور فرمایا اور لوگون نے کہا اصحاب قبا کی حدیث سے ہمارا مطلب نکلتا ہے اور
اللہ نے انکی تعریف کی اسی وجہ سے کہ پانی سے استنجا کرتے تھے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور آیت تو ہماری حجت ہے
کیونکہ اصحاب قبا کی تخصیص سے معلوم ہوتا ہے کہ اور لوگ ایسا نہیں کرتے تھے یعنے پانی سے نہیں دہوتے تھے اور اگر پانی سے
دہونا واجب ہوتا تو سب دہوتے اور تعریف ہونے سے وجوب نہیں نکلتا غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ پانی سے دہونا اولے ہوگا علاوہ
اسکے قبا کی حدیث میں گفتگو ہے جیسے آگے آویگا انتہے منتقے الاخبار میں ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے
روایت کیا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ
قبا والون کے حق میں اوتری وہ پانی سے استنجا کرتے تھے تو انکے شان میں یہ آیت اتری شوکانی نے نیل میں کہا ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنے مسند میں ابن عباس سے کہ یہ آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ
یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ قبا والون کے باب میں اتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے پوچھا تم کیا کرتے ہو کہ خدا نے تمہاری تعریف
کی انہون نے کہا ہم پتھرونکے بعد پانی لیتے ہیں بزار نے کہا ہم نہیں جانتے اس حدیث کو زہری سے کسی نے روایت کیا ہو سوا
محمد بن عبدالعزیز کے اور نہ محمد بن عبدالعزیز سے کسی نے سوا اسکے بیٹے کے حافظ نے کہا محمد بن عبدالعزیز کو ضعیف کہا
ابوحاتم نے اونہون نے کہا وہ اور اسکے دونو بہائی عمران اور عبداللہ کی کوئی حدیث مستقیم نہیں ہے اور عبداللہ
بن شبیب دوسرا راوی بہی جو بزار کی سند میں موجود ہے وہ بہی ضعیف ہے ذہبی نے میزان میں کہا محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری
روایت کرتا ہے اپنے باپ اور زہری وغیرہ سے اور وہ قاضی ہوگیا تہا مدینہ کا میں سمجھتا ہون بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث
ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسی کی صلاح سے امام مالک کو کوڑے پڑے نسائی نے کہا متروک ہے دارقطنی نے کہا ضعیف ہے
اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا اسمین صرف پانی سے استنجا کرنیکا ذکر ہے اور ایسا ہی تصریح کی نووی اور ابن رفعہ نے کہ کسی
حدیث میں نہیں کہ صحابہ ڈہیلون اور پانی میں جمع کرتے ہون اور نہ صحاح کی حدیث کی کتابون میں ہے اور ایسا ہی کہا محب
طبری نے لیکن بزار کی روایت انکا رد کرتی ہے گو یہ روایت ضعیف ہے اور ابوہریرہ کی روایت جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے روایت کیا وہ بہی ضعیف ہے اور وجہ سند کی ایسا ہی کہا حافظ نے اور روایت کیا احمد اور ابن خزیمہ اور طبرانی اور حاکم نے

محمد بن عبدالعزیز ضعیف — عبداللہ بن شبیب

عویم بن ساعدہ سے مانند اسکے اور نکالا حاکم نے مجاہد کے طریق سے جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے عویم بن ساعدہ پاس کسی کو بھیجا اور پوچھا یا وہ کیا طہارت ہے جسکی تعریف کی اللہ تعالے نے تم میں انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی نہیں
نکلتا پاخانہ سے مرد ہو یا عورت مگر وہ اپنی دبر کو دھوتا ہے (پانی سے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی طہارت
مراد ہے اللہ کی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابو سفیان طلحہ بن نافع سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو ابو ایوب اور جابر
بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابن قانع نے محمد بن
عبد اللہ بن سلام سے اور ابو نعیم نے معرفت صحابہ میں نقل کیا کہ اس حدیث میں اختلاف ہے شہر بن حوشب پر اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے ابو امامہ سے اور امام شافعی نے ام میں اسکو ذکر کیا بغیر اسناد کے غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے پانی سے استنجا
کرنا ثابت ہوتا ہے اور ایسا کرنے والوں کی تعریف نکلتی ہے کیونکہ پانی سے دھونے میں کمال طہارت ہے انتہے کلام الامام الشوکانی
رحمہ اللہ تعالے تیسیر الوصول میں ہے کہ رزین نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قبا والو بیشک اللہ نے تمہاری اچھی تعریف
کی طہارت میں تو وہ کیا ہے انہوں نے کہا ہم استنجا میں جمع کرتے ہیں ڈھیلوں اور پانی میں حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ
قزوینی نے اپنی سنن میں کہا حدیث بیان کی ہمسے ہناد بن سری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص نے انہوں
نے روایت کی منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے کہا میں نے جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پاخانہ سے نکلے ہوں اور پانی نہ لیا ہو حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن
عمار نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صدقہ بن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عتبہ بن ابی حکیم
نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے طلحہ بن نافع ابو سفیان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو ایوب
انصاری اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے کہ یہ آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ اتری تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار کے اللہ نے تمہاری تعریف کی طہارت کے باب میں تو تمہاری طہارت کیا ہے
انہوں نے کہا ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہی بات ہے تو
اسکو لازم کرو حدیث بیان کی ہمسے علی بن محمد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وکیع نے انہوں نے روایت کی شریک
سے انہوں نے جابر سے انہوں نے زید عمی سے انہوں نے ابو صدیق ناجی سے انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے انہوں نے
کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقعد کو تین بار دھوتے تھے ابن عمر نے کہا ہم نے بھی ایسا کیا تو یہ دوا بھی ہے
اور طہارت بھی ہے ابو الحسن بن سلمہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو حاتم اور ابراہیم بن سلیمان واسطی نے ان دونوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابو نعیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے گذرا حدیث بیان کی

ہمسے ابو کریب نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن ہشام نے انہون نے روایت کی یونس بن حارث سے اونہون نے ابراہیم بن
ابی میمونہ سے انہون نے ابو صالح سے انہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا والونکے حق مین اوتری
یہ آیت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنی اسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک ہونا اور اللہ چاہتا ہے
پاک رہنے والون کو آپنے فرمایا وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تب اونکے باب مین یہ آیت اتری مترجم کہتا ہے حافظ ابن ماجہ
یہ چار حدیثین اس باب مین لائے کہ اُسمے پانی سے استنجا کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ مقصود ابن ماجہ کا ان حدیثون سے پورا
ہوتا ہے اور جن لوگون نے پانی سے استنجا کرنا ضرور سمجھا ہے یا پانی اور ڈہیلون دونو کو جمع کرتے ہین انکا استدلال
ان احادیث سے پورا نہین ہوتا حضرت عائشہ کی حدیث سے اتنا ہی نکلتا ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ہمیشہ پائخانہ کے بعد پانی لیتے دیکھا اور اُس سے پانی لینے کا وجوب نہین نکلتا البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک
چیز پر اکتفا کرے تو پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے بنسبت ڈہیلو پر اکتفا کرنیکے کیونکہ آپکی عادت شریف اکثر یہی معلوم
ہوتی ہے کہ پانی پر اکتفا کرتے طلحہ بن نافع کی حدیث مین لازم کرلو اسکو اگرچہ بظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے پر سیاق
حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ لفظ وجوب کے لیے نہین ہے اور اگر اسکا وجوب شارع کو منظور ہوتا تو قبا والون کی
تخصیص کرتے بلکہ سب لوگون کو پانی لینے کا حکم فرماتے حالانکہ ایسا نہین کہا تو لازم کرلو ایک تاکید ہے اس عادت کی
ہمیشگی کے لیے جسپر اللہ تعالی نے انکی تعریف کی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہے جیسے امام شوکانی کی کلام سے معلوم ہوا
اسکی اسناد مین عتبہ بن ابی حکیم ہے یحیی بن معین نے کہا وہ ضعیف ہے اور احمد نے اسکو ضعیف کہا نسائی نے کہا وہ قوی نہین مرہ نے — عتبہ بن ابی حکیم
کہا ضعیف ہے اور طلحہ بن نافع ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہین ابن المدینی نے کہا اسکو لوگ ضعیف کرتے تہے حضرت — طلحہ بن نافع
عائشہ کی دوسری حدیث اسمین بہی صرف پانی سے دہونا ثابت ہوتا ہے نہ اسکا وجوب اور اسکا اسناد بہی ضعیف ہے شریک
کثیر الغلط ہے اور اسکا دادا سنان بن انس نخعی قاتل امام حسین علیہ السلام کا ضعیف کیا اسکو یحیی بن سعید اور ابن مثنی اور ابن — سنان بن انس
مبارک اور جوزجانی وغیرہم نے ابراہیم بن سعید نے کہا شریک نے چار سو حدیثون مین غلطی کی ہے دارقطنی نے کہا وہ
قوی نہین اور جابر جعفی ہے لیث نے کہا وہ کذاب ہے یحیی القطان نے اسکو ترک کیا نسائی نے کہا متروک ہے ابو داود — جابر جعفی
نے کہا وہ قوی نہین یحیی نے کہا اسکی حدیث نہ لکہی جاویگی اسکو سوا وہ رافضی تہا اور قائل تہا رجعت کا ابو حنیفہ نے کہا مین
نے کوئی زیادہ جہوٹا جابر جعفی سے نہ دیکہا جو بات مین نے اس سے پوچہی اسنے ایک حدیث اسمین سنادی اور کہتا تہا کہ میرے
پاس پچاس ہزار حدیثین ہین جو مین نے کسی سے بیان نہین کین اور زید عمی ہے جو بیٹا ہے حواری کا کنیت اسکی ابو الحواری ہے — زید عمی
وہ واعظ تہا ہرات کا مرہ نے کہا وہ کچہہ نہین ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابن عدی نے کہا

شفیعہ نے کسی شخص سے روایت نہیں کی جو زید عمی سے زیادہ ضعیف ہو اور اسکی روایتیں بہت منکر ہیں اور ابو الصدیق ناجی ہے جسکا نام بکر
بن عمرو ہے ابن سعد نے کہا اسکی حدیثوں میں لوگ کلام کرتے ہیں اور منکر کہتے ہیں غرض اس حدیث میں چار شخص ضعیف ہیں یعنی شریک
اور جابر اور زید عمی اور ابو الصدیق اور ان سب میں جابر زیادہ ضعیف ہے بلکہ متہم بالکذب ہے اسلیے یہ روایت بالکل قابل اعتماد نہیں ہے
اب رہی ابوہریرہ کی حدیث اسکو بھی حافظ نے ضعیف کہا ہے اور اسکی اسناد میں ابراہیم بن ابی میمونہ ہے ذہبی نے اسکو ضعفا میں لکھا اور
کہا روایت نہیں کرتا اس سے کوئی سوا یونس بن حارث کے اور یونس بن حارث کو ضعیف کہا یحییٰ نے اور احمد نے ابن ماجہ نے
کہا ہم اسکو بہت ضعیف کہتے تھے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جب بھی اس سے صرف پانی لینے کا ثبوت ہوتا ہے نہ اسکے وجوب کا
زیلعی نے لکھا بزار نے اپنی مسند میں کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن شبیب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن
عبد العزیز نے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ کی کتاب میں پایا زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے
ابن عباس سے یہ آیت قبا والوں کے باب میں اتری فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے انسے پوچھا انہوں نے کہا ہم پتھر ڈھیلے کے بعد پانی لیتے ہیں بزار نے کہا ہم نہیں جانتے کسیکو اُسنے یہ حدیث روایت کی ہو
زہری سے مگر محمد بن عبد العزیز اور اس سے بھی کسی نے روایت نہیں کی سوا اسکے بیٹے کے شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے
امام میں کہا ابن ابی حاتم نے کہا محمد بن عبد العزیز بن عمر بن عبد الرحمان بن عوف روایت کرتا ہے ابو الزناد اور زہری اور ہشام
بن عروہ اور اپنے باپ سے اور روایت کی اس سے بکار بن عبد اللہ اخی ہمام نے اور اسمعیل بن بکار نے اور ابراہیم نے میں نے اپنے
باپ سے اسکا حال پوچھا انہوں نے کہا تین بھائی ہیں محمد بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن عبد العزیز اور عمر بن عبد العزیز
اور یہ تینوں ضعیف ہیں حدیث میں اور نہیں کسی کی حدیث مستقیم نہیں اور محمد بن عبد العزیز کی کوئی حدیث ابو الزناد
اور زہری اور ہشام بن عروہ سے صحیح نہیں ہے تمام ہوا کلام انکا اور شیخ محی الدین نووی کو اس حدیث سے غفلت ہو گئی انہوں
نے خلاصہ میں کہا ابن ماجہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے یہ جو مشہور ہے تفسیر اور فقہ کی کتابوں میں کہ پتھر اور پانی میں جمع کرنا یہ باطل
ہے نہیں پہچانا جاتا انتہی مترجم کہتا ہے زیلعی اور امام شوکانی دونوں نے اعتراض کیا امام نووی پر حالانکہ امام نووی پر یہ
اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ جائز ہے کہ مراد امام نووی کی یہ ہو کہ کسی ثابت یا صحیح حدیث سے اسکا ثبوت نہیں ہے
اور یہ حق ہے اسلیے کہ بزار کی حدیث ضعیف ہے اور اعتماد کے لائق نہیں ہے اور اسکی اسناد میں دو ضعیف موجود ہیں ایک محمد بن عبد
العزیز دوسرے عبد اللہ بن شبیب وہ بھی ضعیف ہے اور محمد بن عبد العزیز کا حال اوپر گذر چکا اب عبد اللہ بن شبیب کا حال سنیے
وہ اس سے بدتر ہے ذہبی نے کہا وہ واہی ہے ابو احمد حاکم نے کہا وہ ذاہب الحدیث ہے رازی نے کہا اسکی گردن مارنا درست ہے
عبدان نے کہا ابن شبیب نے حدیثیں چرائیں نضر بن سلمہ شاذان سے اور شاذان بن عدی نے انکو سنایا ابن حبان نے کہا

وفیہ یونس بن حارث

وفیہ عبد اللہ بن شبیب

وو حدیثوں کو قلب کر دیتا تھا اور چرا تا تھا پھر ایسی روایت جسکی راوی ایسے ہوں کیونکر ثابت ہو سکتی ہے اور حاکم نے اسی
حدیث کو روایت کیا اسمیں صرف پانی سے استنجا کرنا مذکور ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ سے روایت کی اسمیں بھی جمع
کا ذکر نہیں ہے غرض یہ روایت بزار کی بالکل ضعیف اور واہی ہے پس صحت میں امام نووی کا قول صحیح ہے اور زیلعی اور
شوکانی کا اعتراض ساقط ہے زیلعی نے کہا طلحہ بن نافع کی حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا (وہ اوپر گذر چکی) اسکی سند حسن ہے
(یہ صحیح نہیں) اسکی سند ضعیف ہے اوسکی اسناد میں دو شخص ضعیف ہیں جیسے اوپر گذرا اور عتبہ بن ابی حکیم میں لوگوں نے کلام کیا
ابو حاتم نے کہا وہ صالح الحدیث ہے ابن عدی نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اسمیں کوئی برائی نہ ہوگی اور نسائی نے اسکو
ضعیف کیا اور ابن معین سے اسکی بابت دو روایتیں ہیں اور اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نکالا اور اسکو صحیح کیا اور
بیہقی نے اپنی سنن میں (امام بیہقی نے یہ باب بنایا اس حدیث کے لیے کہ جمع کرنا استنجا میں پتھروں اور پانی کا حالانکہ اس حدیث سے
باب کا مضمون نہیں نکلتا اور اس باب میں ایک اثر ہے جو عمدہ ہے اسکو بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا زائدہ سے انہوں نے
عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے علی بن ابی طالب رض سے اوسمیں یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگ مینگنیاں ہگتے تھے (یعنی سوکھا
سخت پاخانہ) اور تم تو پتلا پاخانہ پھرتے ہو تو پتھروں کے بعد پانی لیا کرو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف
میں انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن یعلی نے اونہوں نے روایت کی عبد الملک بن عمیر سے اونہوں نے حضرت
علی رض سے اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں حدیث بیان کی ہم سے ثوری نے انہوں نے عبد الملک بن
عمیر سے یہی حدیث مترجم کہتا ہے کہ اول تو یہ حدیث موقوف ہے اور صحابی کا قول اکثر علماء کے نزدیک حجت نہیں ہے
دوسرے یہ اثر بھی عمدہ نہیں کیونکہ اسکا راوی تینوں کتابوں میں (یعنی مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبد الرزاق اور سنن بیہقی کا)
میں عبد الملک بن عمیر ہے ذہبی نے کہا اسکی عمر بڑی ہوئی اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا ابو حاتم نے کہا وہ حافظ نہیں اسکا
حافظہ بگڑ گیا تھا احمد نے کہا وہ ضعیف ہے غلطی کرتا ہے ابن معین نے کہا وہ خلط کرتا ہے ابن خراش نے کہا شعبہ اسکو
پسند نہیں کرتے تھے کوسج نے امام احمد سے نقل کیا کہ انہوں نے اوسکو بہت ضعیف کہا البتہ عجلی نے اوسکو ثقہ کہا
اور نسائی نے کہا لیس بہ باس لیکن جرح مقدم ہے تعدیل پر کیونکہ یہ جرح مفسر ہے واللہ اعلم خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ استنجا
جو پاخانے کے بعد ہو خواہ ڈھیلوں سے پاک کرے خواہ پانی سے اور ڈھیلوں سے پاک کر کے پھر پانی لینا کسی صحیح
حدیث سے ثابت نہیں البتہ بعض صحابہ اور علماء سلف نے اوسکو بہتر جانا ہے اور پیشاب کے بعد استنجا پانی سے کرنا جائز ہے
اور پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا عموم حدیث سے نکل سکتا ہے اور صحابی کے فعل سے ثابت ہے میں نے سنا اپنے استاذ مولانا
بشیر الدین صاحب قنوجی تغمدہ اللہ بغفرانہ سے وہ فرماتے تھے کہ پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف

ایک اثر حضرت عمرؓ کا نقل کیا ہے کہ انہون نے پیشاب کیا پھر اپنے ذکر کو دیوار پر پھیرا اور یہہ فعل شاید ضرورت سے کیا کہ وہان پانی نہ ہوگا سوا اس کے اس اثر کی اسناد کا حال معلوم نہین کہ کیسا ہی بعد اوسکے مینے دیکھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین یہہ اثر مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے یسار بن نمیر سے اونہون نے کہا کہ حضرت عمرؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار سے رگڑتے یا پتھر سے اور پانی نہین لگاتے تھے تو شاہ صاحب نے کہا کہ اہلسنت نے اسپر اتفاق کیا اور پیشاب کے بعد ڈھیلا لینے مین کوئی مرفوع حدیث نہین ہے بلکہ یہہ حضرت عمرؓ کا مذہب ہے انہون نے قیاس کیا پیشاب کو پاخانے پر اور اتفاق کیا انکی تقلید پر علمار نے انتہے اور اللہ تعالے توفیق دیوے سب کو انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی پیروی کرنیکی اور بچا دے انکو غلو اور وسوسون اور احداث فی الدین اور بدعات سے اور شاید یہہ تفصیل اس مسئلہ کی اور کسی کتاب مین نہ ملے گی تو یاد رکھو اسکو اور غنیمت سمجھو اسکو

باب من حمل معه الماء لطهوره باب بیان اسکے کہ انسان کے ساتھ پانی اٹھایا جاوے اوسکی طہارت کے لیے وقال ابو الدرداء الیس فیکم صاحب النعلین والطهور والوساد ابو الدرداء نے کہا کیا تم مین جوتیون والا اور طہارت کا پانی والا اور تکیہ والا نہین ہے

ف حافظ ابن حجر نے کہا یہہ خطاب علقمہ بن قیس کو ہے اور مراد جوتیون والے اور پانی والے اور تکیے والے سے عبد اللہ بن مسعودؓ ہین وہ ان خدمتونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجا لاتے اور جوتیون والے سے یہہ غرض ہے کہ وہ جوتیان اٹھانیوالے تھے اور جوتیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین اور یہہ حدیث موصولا اخراج کیا ہے مولف نے کتاب المناقب مین آویگی اور مولف نے جو انس رضی کی حدیث کو ساتھ اسکے ٹکڑا بیان کیا اسمین اشارہ ہے کہ لڑکے سے مراد حدیث مین عبد اللہ بن مسعود ہین اور اوپر ہم بیان کر چکے کہ لڑکے کا اطلاق کبھی بڑے پر مجازا ہوتا ہے اور ابو داود نے ابو ہریرہ رضی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو مین ایک کٹوری مین پانی لیکر آتا آپ اس سے استنجا کرتے تو احتمال ہے کہ لڑکے سے ابو ہریرہ مراد ہون اور تائید کرتی ہے اسکو مصنف کی روایت جسکی بیان مین ابو ہریرہ رضی سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈول اٹھاتے تھے آپکے وضو اور حاجت کے لیے اور مسلم کی روایت مین جو اسکا صغر سن معلوم ہوتا ہے اس سے ابن مسعود کا مراد ہونا بعید معلوم ہوتا ہے اور ابو ہریرہ مراد ہو سکتے ہین اسطرح کہ صغر سے نوسلمی مراد ہو اور مسلم نے جابر کی لمبی حدیث مین روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو گئے آپکے پیچھے جابر گئے ایک ڈول لیکر تو احتمال ہے کہ لڑکے سے مراد جابر ہون اور وہ انصاری بھی ہین انتہے مختصرا التیسیر القاری مین ہے مطلب ابو الدرداء کا اس کہنے سے یہہ ہے کہ مسئلے ابن مسعود سے کیون نہین پوچھتے وہ بوجہ ان خدمات کے حضرتؐ سے بہت قریب رہتے تھے تو وہ زیادہ واقف ہین اور انکے ہوتے ہوئے تمکو میری اور شام والون کی احتیاج نہین ہے حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبة

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِہٖ تَبِعْتُہٗ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا اِدَاوَۃٌ مِّنْ مَّاءٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (واشحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے اونہوں نے روایت کی عطا بن ابی میمونہ سے (اونکی کنیت ابو معاذ ہے) انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے (پیشاب یا پانخانہ کے لیے) تو آپکے پیچھے جاتا میں اور ایک لڑکا ہم میں سے (یعنے انصار میں سے یا آپکے خادموں میں سے) ہمارے ساتھ ایک ڈول ہوتا پانی کا

باب فِیْ حَمْلِ الْعَنَزَۃِ مَعَ الْمَاءِ فِی الْاِسْتِنْجَاءِ استنجا کے لیے جب نکلے تو پانی کے ساتھ برچھی بھی لیجانا

ف برچھی عنزہ کا ترجمہ ہے حافظ ابن حجر نے کہا عنزہ وہ لکڑی ہے جو نیزہ سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں بھال (پیکان) لگی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا عنزہ چھوٹا حربہ ہے اور کریمہ کی روایت میں حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ عنزہ وہ لکڑی ہے جسپہ سنان (بھال) لگی ہو اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش نے یہ لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجی تھی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہتھیار کے طور پر تھی اور اسکا بیان انشاء اللہ عیدین میں آویگا انتہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَۃً یَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ تَابَعَہُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَۃَ اَلْعَنَزَۃُ عَصًا عَلَیْہِ زُجٌّ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار (بندار) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن جعفر (غندر) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی عطا بن ابی میمونہ (بصری تابعی) سے اونہوں نے سنا انس بن مالک رض سے وہ کہتے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانخانہ میں جاتے اور میں اور ایک لڑکا ایک ڈول پانی کا اوٹھاتے اور برچھی آپ پانی سے استنجا کرتے

ف حافظ ابن حجر نے کہا مراد پانخانہ سے یہاں جنگل ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے اور برچھی کا ساتھ لینا بھی قرینہ ہے جنگل میں جانیکا کیونکہ برچھی کی آڑ میں اسوقت نماز پڑہیں گے جب اور کچھ سترہ اور کچھ آڑ نہ ملے (یعنے دیوار یا مکان کی) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر آپ گھر کے پانخانہ میں جاتے تو انس کی خدمت کی کیا ضرورت تہی وہاں کی خدمت تو گھر والوں سے متعلق تہی اور بعض لوگوں نے برچھی لیجانے کی یہ غرض بیان کی ہے کہ حاجت کے وقت اسسے پردہ کر لیا جاوے حالانکہ برچھی سے پردہ نہیں ہو سکتا ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ برچھی کو سامنے گاڑ دیں اور اسپر کوئی کپڑا وغیرہ ڈالدے کہ اس سے آڑ ہو جاوے یا اپنے پاس زمین پر گاڑے اشارہ کرنیکے لیے کہ کوئی پاس آکر نہ گذرے اور برچھی سے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ سخت زمین کو اس سے کہود لیویں (تاکہ پیشاب کرنیکے وقت چھینٹیں نہ اوڑیں) اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ موذی جانوروں کو

اس سے دفع کرین کیونکہ آپ دور جاتے تھے قضاے حاجت کیلیے اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ استنجا کے بعد وضو کرتے اور وضو کے بعد نماز پڑھتے تو برچھی کا سترہ (آڑ) کرتے اور یہ وجہ سب وجہون سے زیادہ ظاہر ہے اسیلیے امام بخاری نے اسکے بعد سترہ کے باب مین بھی بیان کیا ہے اور اس حدیث سے انہون نے پیشاب کے دھونے پر بھی دلیل لی ہے جیسے آگے آویگا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آزاد شخص سے خدمت لے سکتے ہین خصوصًا جب وہ مستعد ہو خدمت کیلیے تاکہ تواضع کی عادت حاصل ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت گذاری شرف ہے شاگرد کا کیونکہ ابو الدرداء نے ابن مسعود کی مدح کی ان باتون سے کہ وہ جوتیون والے پانی والے تکیہ والے تھے اور اس حدیث سے ابن حبیب کا رد ہوا جسنے پانی سے استنجا کرنا منع کیا ہے اسوجہ سے کہ پانی غذا ہے کیونکہ مدینہ کا پانی شیرین تھا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ وضو کرنا برتن سے مستحب ہے نہ نہرون سے اور حوضون سے اور یہ دلیل صحیح نہین کیونکہ اس حدیث مین یہ کہان ذکر ہے کہ آپنے نہر یا حوض ہوتے ہوئے اسکو چھوڑ دیا اور برتن سے وضو کیا انتہے **ت** متابعت کی محمد بن جعفر کی نضر (بن شمیل مازنی بصری) نے اور شاذان (اسود بن عامر شامی بغدادی) نے شعبہ سے روایت کرنے مین **ف** یعنے ان دونو نے بھی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی جیسے محمد بن جعفر نے روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا نضر کی روایت کو امام نسائی نے موصولًا روایت کیا اور شاذان کی روایت خود مصنف نے صلوۃ مین نکالی اور اس حدیث کے سب راوی بصری ہین **ت** (امام بخاری نے کہا) عنزہ وہ لکڑی ہے جسپر بھال لگی ہو (قسطلانی نے کہا یہ عبارت صرف کریمہ کی روایت مین ہے اور روایتون مین نہین ہے)

باب النَّهْيِ عَنِ الاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے مطلق ممانعت کا لفظ کہا اسمین اشارہ ہے کہ انکو معلوم نہین ہوا کہ یہ ممانعت تحریمی ہے یا تنزیہی یا کوئی قرینہ اس بات کا معلوم نہوا کہ یہ ممانعت تحریمی نہین ہے بلکہ تنزیہی ہے بطور ادب کے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے اور ایک جماعت شافعیہ کے کلام سے بھی یہی نکلتا ہے لیکن نووی نے کہا کہ جس شافعی نے یہ کہا ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا جائز نہین اسکی مراد یہ ہے کہ یہ مباح نہین ہے کہ اسکا کرنا اور نہ کرنا دونو برابر ہون بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور اسکا نہ کرنا بہتر ہے اور جسنے حرام کہا اسکے نزدیک بھی استنجا داہنے ہاتھ سے درست ہو جاویگا لیکن ایسا کرنیوالا گنہگار رہیگا اور اہل ظاہر و بعض حنابلہ نے کہا کہ استنجا درست ہی نہ ہوگا انتہے مختصرًا۔ امام نووی نے کہا مستحب ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کسی حال مین نہ کرے مگر جب عذر ہو پھر اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ سے دھووے اور اگر ڈھیلون سے استنجا کرے تو اگر دبر کو صاف کرتا ہو تو بائین ہاتھ سے صاف کرے اور اگر ذکر کو صاف کرتا ہو اور ڈھیلے کا زمین پر رکھنا ممکن ہو یا اپنے دونو پانون کے بیچ مین اسطرح سے کہ ذکر کا مسح اس سے ہو سکے تو ذکر کو بائین ہاتھ سے

تہامی اور ڈھیلے پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور ڈھیلا اوٹھانا ضرور پڑے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ سے اوٹھاوے
اور ذکر کو بائین ہاتھ سے تہامی اور ڈھیلے پر مسح کرے اور داہنا ہاتھ ہلاوے یہی صواب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے
کہ ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو داہنے ہاتھ سے تہامے اور ڈھیلا ذکر پر پھیرا دے اور بایان ہاتھ ہلاوے
اور یہ صحیح نہین کیونکہ اس مین بلا ضرورت مس ذکر ہوتا ہے اور وہ منع ہے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کی ممانعت کی وجہ
یہی کہ داہنا ہاتھ عزت اور بزرگی رکھتا ہے تو اسکو بچانا چاہیے نجاست وغیرہ سے انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار
مین کہا کہ داہنے ہاتھ سے ذکر چھونے کی ممانعت اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت دونو حدیثون مین وارد ہین پھر
جب داہنے ہاتھ کے استعمال کی ضرورت آن پڑے تو جو امر ہلکا معلوم ہو اسمین داہنا ہاتھ استعمال کرے اور جو ضرورت
نہ ہو تو ان دونو کامون مین داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا جائز نہین ہے انتہی حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ
وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن فضالہ (بصری زہرانی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ہشام (بن عبداللہ) نے وہ دستوائی ہین (اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ ہشام ایک اور ہین حسان کے بیٹے انکا
گمان نہ جاوے اور یہ دونو بصری ہین اور ثقہ ہین ایک ہی طبقہ کے) اونہون نے روایت کی یحیی بن ابی کثیر (طائی)
سے اونہون نے عبداللہ بن ابی قتادہ (سلمی) سے اونہون نے اپنے باپ (ابو قتادہ حارث یا نعمان یا عمرو بن ربعی
انصاری) سے (یہ سوار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ احد اور اسکے بعد کی لڑائیون مین شریک تھے اور اختلاف
ہے کہ بدر مین حاضر تھے یا نہین اس کتاب مین انسے تیرہ ۱۳ حدیثین مروی ہین وفات پائی اونہون نے مدینہ یا کوفہ مین سنہ ۵۴
ہجری مین) اونہون نے کہا فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم مین سے (پانی) پیے تو برتن کے
اندر سانس نہ لیوے (بلکہ برتن سے منہ علیحدہ کرکے سانس لیوے) جیسا سنت ہے اور اسکا بیان کتاب الاشربہ مین آویگا
انشاء اللہ تعالی اور یہ ممانعت تنزیہی ہے بطور ادب کے وجہ اسکی یہ ہے کہ کبھی سانس کے ساتھ تھوک یا رینٹ نکل آوے
یا بدبودار بخار تو اس سے پینے والے کو اور اورونکو بھی نفرت پیدا ہوگی اور جب پاخانہ کو آوے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ
سے نہ چھووے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے **ف** فتح الباری مین ہے کہ خطابی نے اسجگہ ایک بحث کی ہے
اور نقل کیا ہے ابو علی بن ابی ہریرہ سے کہ انہون نے خراسان کے ایک فقیہ سے یہ مسئلہ پوچھا وہ اسکا جواب نہ دے سکا پھر خطابی نے
اسکا جواب دیا ہے جسپر اعتراض ہوتا ہے اور حاصل سوال کا یہ ہے کہ استنجا کرنیوالا جب بائین ہاتھ سے استنجا کریگا تو ضرور

داہنے ہاتہہ سے ذکر کو چہوویگا اور جب بائین ہاتہہ سے ذکر تہامے تو داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنا ہوگا حالانکہ حدیث مین دونو امرونکی ممانعت ہے خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ استنجا کرنے والے کو چاہیے کہ ان چیزونکا قصد کرے جو بہاری ہین جیسے دیوار وغیرہ اور بائین ہاتہہ سے استنجا کرے اگر یہ ممکن نہو تو اپنا مقعد زمین سے لگا دے اور ڈہیلہ وغیرہ جس سے استنجا کرتا ہے اوسکو دونوا ایڑیون یا پانو کے انگوٹہون کے بیچ مین تہام لیوے اور بائین ہاتہہ سے استنجا کرے تو ان صورتون مین داہنا ہاتہہ بالکل نہ لگے گا تمام ہوا کلام خطابی کا اور ایسی شکل ہے جسکا کرنا غالبًا دشوار ہوگا اور طیبی نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنے کی ممانعت صرف دبر سے خاص ہے اور چہونیکی ممانعت ذکر سے خاص ہے تو اعتراض اصل ہی سے باطل ہے اور طیبی کا قول کہ داہنے ہاتہہ کی ممانعت دبر سے خاص ہے مردود ہے اور چہونا اگرچہ ذکر سے خاص ہے پر دبر بہی قیاسًا ذکر کے مثل ہے بلکہ دبر ذکر سے زیادہ ہی کیونکہ گوہ بہ نسبت پیشاب کے زیادہ غلیظ ہے علاوہ اسکے دبر سے صرف نجاست ہی نکلتی ہے اور ذکر سے کبہی نطفہ نکلتا ہے جو پاک ہے اور انسان کی پیدایش اوسی سے ہے اور ذکر کی تصریح سے حدیث مین یہ نہین نکلتا کہ اور چیزونکا داہنے ہاتہہ سے استنجا مین چہونا درست ہے بلکہ عورت کی شرمگاہ بہی مثل ذکر کے ہے اور ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اکثر خطاب مردون سے ہوتا ہے اور عورتین جوڑ ہین مردون کی ہر حکم مین مگر جو حکم مردون سے خاص ہو و کرمانی اور جو صورت خطابی نے بیان کی اسمین صواب وہ ہے جو امام الحرمین نے کہا اور انکے بعد امام غزالی نے وسیط مین اور بغوی نے تہذیب مین کہ ذکر کو بائین ہاتہہ سے تہامے مگر اسکے سوا پہر اور چیز کو داہنے ہاتہہ سے تہامے اور چونکہ وہ چیز نہین ہلتی اسلیے داہنے ہاتہہ سے استنجا نہوا نہ داہنے ہاتہہ سے ذکر چہونا پڑے اور جسنے یہ دعوی کیا کہ ایسی حالت مین داہنے ہاتہہ سے استنجا ہوگا یہ غلط ہے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے داہنے ہاتہہ سے آبدست مین پانی ڈالے انتہی

باب لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ إِذَا بَالَ باب بیان مین اس بات کے کہ پیشاب کرنے مین ذکر کو داہنے ہاتہہ سے نہ تہامے **ف** قسطلانی نے کہا جب مولف نے داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنیکی ممانعت بیان کی تو اسکے بعد یہ باب لایے جسمین داہنے ہاتہہ سے ذکر کو چہونیکی ممانعت نکلتی ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس ترجمہ باب سے یہ غرض ہے کہ اگلے باب مین جو ذکر کو داہنے ہاتہہ سے چہونیکی ممانعت مذکور ہوئی وہ خاص ہے پیشاب کی حالت سے اور اور حالتون مین یہ امر مباح ہے اور بعض علمار کا یہ قول ہے کہ اور حالتون مین بطریق اولی منع ہے کیونکہ پیشاب کے وقت چہونیکی ضرورت ہوتی ہے اور جب ضرورت کیحالت مین منع ہوا تو بے ضرورت ضرور منع ہوگا ابو محمد بن ابی جمرہ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حاجت استنجا کیحالت سے خاص نہین اور پیشاب کیحالت مین اسلیے منع ہوا کہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنا منع ہے تو ذکر کا چہونا منع کر دیا گیا تاکہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کی نوبت ہی نہ پہونچے اور یہ مادہ بالکل قطع ہو جاے اور جو لوگ ذکر کا چہونا اور حالتون مین درست جانتے ہین وہ طلق بن علی کی حدیث سے دلیل لاتے ہین جب انہون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپ نے فرمایا وہ تو تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے اس سے ہر حال میں مس ذکر کا جواز نکلا مگر پیشاب کی حالت اس صحیح حدیث سے مستثنی ہوئی اور باقی حالتوں میں اباحت قائم رہی انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ ترجمہ باب اگلی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا تو اسکے دوبارہ لانے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب یہہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو متعدد بابوں میں لاتے ہیں جب اس سے متعدد مسائل نکلتے ہیں اور اسکے ساتھ یہہ بھی کرتے ہیں کہ اسنادوں کو بدلتے ہیں تو یہہ تکرار بھی فائدے سے خالی نہیں ہے البتہ اگر اسناد ایک رہتا تو تکرار بے فائدہ ہوتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یوسف نے (جو فریابی ہیں) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (عبد الرحمن بن عمرو) اوزاعی (امام اور فقیہ اور عالم اہل شام مشہور) نے انہوں نے روایت کی یحیی بن ابی کثیر سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے (ابن خزیمہ کی روایت میں یحیے کے سماع کی تصریح ہے عبد اللہ سے اور ابن منذر کی روایت میں حدثنا ہے تو اسنادوں میں تدلیس کا شبہ جاتا رہا) انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ) سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ نے جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور نہ سانس لیوے برتن کے اندر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا کہ اس ہاتھ سے بھی استنجا کرنا منع ہے جسمیں اللہ کے نام کی انگوٹھی ہو کیونکہ جب داہنے ہاتھ سے منع ہوا بوجہ اسکی شرافت کے تو اس سے بطریق اولے منع ہوگا اور مالک سے جو ایک روایت اسکی عدم کراہت میں آئی ہے اسکا انکار کیا ہے علماء حذاق نے مالکیہ سے اور بعضوں نے کہا اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ کھانے کے لیے کہا گیا ہے اور احتمال ہے کہ کھانے کے وقت استنجا کا خیال آوے اور کھانے سے نفرت پیدا ہو اور برتن میں سانس نہ لینے کو جو استنجا کے بعد بیان کیا اسکا تعلق یہ ہے کہ مومنین اقتدا کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال میں اور ثابت ہوا کہ آپ جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور وضو سے بچا ہوا پانی کبھی پیتے تو مومن بھی اس کی پیروی کرینگے اور وضو کے بعد پانی پئیں گے اسلیے پینے کا ادب بھی سکھلا دیا اور یہ ممانعت خاص پینے کے وقت سے ہے اور حاکم کی روایت میں ابو ہریرہ سے اسکی تصریح ہے اسمیں یہ ہے کہ کوئی تم میں سے برتن کے اندر سانس نہ لیوے جب اسمیں سے پی رہا ہو انتہے مختصراً

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

ڈھیلوں اور پتھروں سے استنجا کرنیکا بیان **ف** اس باب سے غرض ذکر اسکا ہے جو کہتا ہے کہ استنجا خاص پانی سے ضرور ہے اور صرف ڈھیلوں پر قناعت کرنا کافی نہیں **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى

سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ
فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا
رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے احمد بن محمد مکی (ابو الولید ازرقی یہ دادا ہین ابو الولید محمد بن عبد اللہ کے جنکی تاریخ ہے مکہ کی اور یہ
اوہین اونکے ہمنام احمد بن محمد مکی انکی کنیت ابو محمد ہے اونکے دادا کا نام عون ہے اور لقب قواس او روہم کیا اونے جنہون گمان
کیا کہ امام بخاری نے دوسرے احمد بن محمد سے روایت کیا اور اُسنے جسنے اون دونو کو ایک سمجہا) نے اوہنون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو مکی (قرشی اموی) نے اونہون نے روایت کی اپنے دادا (سعید بن عمرو
بن سعید بن عاص بن امیہ قرشی اموی) سے ف فتح الباری مین ہے انکے باپ عمرو بن سعید اونکا لقب اشدق تہا
اور وہ امیر ہوگیا تہا مدینہ کا اور وہ لشکرون کو روانہ کرتا تہا مکہ معظمہ کیطرف جیسے ابو شریح خزاعی کی حدیث مین گذرا دہی عمرو
عبد الملک بن مروان کی خلافت مین دمشق پر غالب ہوگیا تہا پہر عبد الملک نے اسکو قتل کیا اور اسکی اولاد کو مدینہ کو روانہ
کر دیا اوسکا بیٹا مکہ مین تہا جب عباسیون کی دولت ہوئی تو وہ وہین رہ گئے تو اس اسناد مین دو مکی ہین اور دو مدنی ت
اونہون نے ابو ہریرہ رض سے اونہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچہے گیا اور آپ حاجت کے لیے برآمد ہوئے تہے
تو آپ کسیطرف نگاہ نہین کرتے تہے مین آپکے قریب گیا تب آپنے فرمایا مجہے کچہہ پتہر ڈہونڈہ دے مین اُنسے صاف کرونگا
(یعنے استنجا کرونگا) اور ہڈی اور گوبر مت لانا ہو میرے پاس ف ہر چند آپنے پتہر ڈہونڈ ہنے کا حکم فرمایا تہا مگر آپکو خیال ہوا
کہ شاید ابو ہریرہ یہ سمجہین کہ جس چیز سے صفائی ہو جاوے وہ کافی ہے پتہر کی خصوصیت نہین اسواسطے آپنے فرما دیا کہ
ہڈی اور گوبر نہ لانا انکے سوا جو چیز صاف کر دے وہ کافی ہے اگرچہ پتہر نہ ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پتہر کی کوئی خصوصیت
استنجا مین نہین اور جو پتہر کی خصوصیت ہوتی جیسے بعض حنابلہ اور ظاہریہ کہتے ہین تو پہر نہی کو ان دونو چیزونسے
خاص کرنیکی کوئی وجہ نہ رہیگی اور پتہر کے ذکر کی وجہ یہ ہی کہ پتہر اکثر ملتے ہین (خصوصا عرب کے ملک مین) مصنف
نے اس حدیث کو بعث مین روایت کیا اسمین یہ زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے عرض کیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے کہ ہڈی اور
گوبر کی کیا خصوصیت ہے آپنے فرمایا یہ دونو چیزین جنونکی خوراک ہین اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت خاص ہے ان دونو
چیزونسے اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جو کہائی جاتی ہے آدمیون مین (اس سے استنجا کرنا جائز ہے) اسیطرح اُن چیزونسے
جنکی حرمت ہے جیسے علم کی کتابین اور جسنے کہا علت نہی کی گوبر سے یہ ہی کہ وہ خود نجس ہے اور گوبر پر قیاس کیا
ہر نجس اور ناپاک چیز کو اور ہڈی کی یہ ہی کہ وہ چکنی ہے تو اس سے نجاست صاف نہ ہوگی اور قیاس کیا ہڈی پر ہر ایک صاف

چکنی چیز کو جیسے شیشہ آئینہ وغیرہ اور موید ہے اسکو وہ جو دارقطنی نے روایت کیا اور صحیح کہا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلعم نے منع
کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور فرمایا ان دونوں سے پاکی نہیں ہوتی اور اس سے رد ہوا اس شخص کا جو کہتا ہے کہ ہڈی
اور گوبر سے استنجا درست ہے گو منع ہے اور کتاب المبعث میں جنوں کا قصہ مفصل مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی فتح الباری
ف پھر میں اپنے کپڑے کے کونے میں پتھر لایا اور آپ کے بازو رکھ دیے اور ہٹ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے آپ نے
ان پتھروں سے استنجا کیا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے سرداروں کے پیچھے جانیکا جواز نکلتا ہے اگرچہ وہ اسکا حکم
نہ کریں اور امام کا خدمت لینا اپنی رعیت سے اور جو شخص حاجت کر رہا ہو اسکے پاس سے سرک جانا اور ادھر سے منہ پھیر
لینا اور استنجا کے سامان حاصل کرنے میں دوسرے کی مدد کرنا اور استنجا کرنیوالے کے پاس یہ سامان رکھ دینا تاکہ اسکو تکلیف نہ ہو
طہارت میں اور اسکے کپڑے آلودہ نہ ہوں انتہی قسطلانی نے کہا ابوداود نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ جنوں میں سے کچھ جن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو منع کر دیجیے گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالی نے ہمارا رزق ان میں رکھا ہے آپ نے منع کر دیا انسے اور فرمایا یہ تمہارے بھائی جنوں کے
توشے ہیں انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنیکی ممانعت کئی طریقوں
سے ثابت ہوئی اور ہمیں شبہ ہے کہ جس چیز سے استنجا درست نہیں اور عترت اور شافعی اور انکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ ہڈی
اور گوبر سے استنجا جائز ہی نہ ہوگا اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جائز ہو جاویگا لیکن مکروہ ہے اسواسطے کہ غرض دور کرنا نجاست
کا ہے اور وہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں سے بھی اور اول قول کی دلیل وہ ہے جو دارقطنی نے نکالا ابوہریرہ سے منتقی الاخبار میں
کہ احمد اور مسلم اور ابوداود نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا اور انہوں نے کہا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی
اور اونٹ کی مینگنی سے استنجا کرنے سے اور دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ منع کیا آپ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا
کرنے سے اور فرمایا یہ دونوں پاک نہیں کرتے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اسی لفظ سے روایت کیا اور روایت
کیا اسکو مسلم نے ابن مسعود سے اور ابوداود اور دارقطنی اور نسائی نے اور حاکم نے انہی کی حدیث سے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے
طول کے ساتھ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے زبیر سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور احمد اور دارمی نے سہل بن حنیف سے اسکی
بھی اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد میں عبدالکریم بن ابی المخارق ہے اور وہ ضعیف ہے باتفاق اہل حدیث اور ابوداود اور نسائی نے
رویفع سے اور دارقطنی نے ایک صحابی سے اور یہ جو ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ وہ دونوں پاک نہیں کرتے اس سے رد ہو گیا
قول ابوحنیفہ رح کا کہ استنجا انسے جائز ہو جاویگا منتقی الاخبار میں ہے کہ احمد اور مسلم نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جنوں کا بلانیوالا آیا میں اسکے ساتھ گیا اور میں نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا

ہمارے ساتھ گئے اور جنوں کے نشان بتلائے اور انکی آگوں کے نشان انہوں نے آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا تمہارے واسطے ہر
ایک ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا جاوے اور وہ تمہارے ہاتھ میں آوے اوس پر خوب گوشت چڑھ جاویگا اور ہر ایک مینگنی تمہارے
جانوروں کی خوراک ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مت استنجا کرو ان دونوں چیزوں سے کیونکہ یہ دونوں چیزیں تمہارے
بھائی جنوں کی خوراک ہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور اس باب میں
زبیر بن عوام سے بھی روایت ہے نکالا اسکو طبرانی نے ضعیف سند سے اور سلمان سے روایت کیا اسکو مسلم نے اور جابر سے روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے جیسے گذرا اور
اس باب میں متعدد احادیث وارد ہیں جنمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنیکی صاف ممانعت ہے اور ہم نے ان میں سے بعض طریقے
اوپر بیان کیے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے دلائل النبوۃ میں آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ابن مسعود جن کی رات کو نصیبین کے جن میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے انکو ہڈی اور گوبر
سے فائدہ پہونچایا ابن مسعود نے کہا یا رسول اللہ یہ چیزیں انکے کیا کام آوینگی آپ نے فرمایا وہ کسی ہڈی کو نہ پاوینگے
مگر اوس پر گوشت دیکھیں گے جتنا اوس ہڈی پر پہلے تھا جس دن وہ لی گئی اور کوئی گوبر نہ پاوینگے مگر اسمیں وہ دانے پاوینگے
جو اوس دن تھے جس دن وہ کھائے گئے تھے پس کوئی استنجا نہ کرے ہڈی سے اور نہ گوبر سے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے ابن مسعود سے
کہ جنوں کے قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمدؐ اپنی امت کو منع کر دیجیے ہڈی اور گوبر اور کوئلے سے
استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالی نے ان چیزوں میں ہمارا رزق رکھا ہے ابن مسعود نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
منع کر دیا اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے (وہ ضعیف ہے) مصنف نے کہا اس حدیث میں تنبیہ ہے اس پر کہ جانوروں کی لید بھی
نجاست کھلانا منع ہے امام بخاری نے باب الجن میں اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ڈول اوٹھاتے تھے پانی کا وضو اور حاجت کے لیے ایک بار وہ ڈول لیے آپکے پیچھے جا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا کون ہے انہوں نے کہا
میں ابو ہریرہ ہوں آپ نے فرمایا مجھے پتھر ڈھونڈ دے میں انسے استنجا کرونگا اور ہڈی اور لید میرے پاس مت لانا پھر میں پتھر
لیکر آیا انکو اوٹھائے تھا اپنے پلو (کپڑے کے کنارے) میں یہانتک کہ میں نے ان پتھروں کو آپکے دونوں بازو رکھ دیا پھر میں
سرک گیا یہانتک کہ جب آپ نجاست سے فارغ ہوئے تو میں چلا اور میں نے عرض کیا ہڈی اور لید کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا
یہ دونوں چیزیں جنوں کا کھانا ہیں اور میرے پاس نصیبین کے جنوں کے قاصد آئے تھے اور وہ اچھے جن ہیں انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں
نے اللہ سے انکے لیے دعا کی کہ جب وہ کسی ہڈی یا لید پر گذریں تو اس پر کھانا پاوینگے انتہی مترجم کہتا ہے سلمان کی روایت اس باب میں
جو صحیح مسلم میں ہے باب لا تستقبل القبلۃ میں گذر چکی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرتؐ نے فرمایا میں تمہارے باپ
کی طرح ہوں اپنے بیٹوں کے لیے سکھاتا ہوں تمکو جب تم پاخانہ جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ اور حکم کیا آپ نے تین

فاسمعیل بن عیاش

تیہر وںکا اور منع کیا گوبر اور لید اور ہڈی سے اور منع کیا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے اور خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے
فرمایا استنجا میں تین پتھر چاہییں جنمیں گوبر نہ ہو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر سے اور سلمان سے کہ منع کیے گئے ہم ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے اور ایک صحابی سے
کہ حضرت صلعم نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر یا کھال سے اور ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے
اور رویفع بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے رویفع شاید تیری زندگی لمبی ہوگی تو لوگوں کو خبر کر دے کہ جو کوئی استنجا کرے
جانور کے گوہ سے یا ہڈی سے تو محمد صلعم اس سے بیزار ہیں اور ابوداود کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جو کوئی گرہ دے ڈاڑھی میں یا گنڈہ
لٹکاوے پہر امام طحاوی نے کہا خدا ہمپر اور اونپر رحم کرے کہ بعض لوگوں نے ان حدیثوں سے حجت کر کے ہڈی سے استنجا کرنا
جائز نہیں کہا اور اونہوں نے کہا کہ ہڈی سے استنجا کرنا شامل نہ کریگا ہے اور بعضوں نے اونکا خلاف کیا اور یہ کہا کہ ہڈی سے
استنجا کرنیکی ممانعت اسوجہ سے ہے کہ توشہ ہے جنوںکا تو حکم کیا آدمیوں کو کہ اونکو نجس کریں استنجا کر کے نہ اسوجہ سے کہ ہڈی
پتھر کیطرح نہیں اور یہہ استدلال کیا اس مذہب پر ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مت استنجا کرو ہڈی اور گوبر سے کیونکہ
یہ توشے ہیں تمہارے بھائی جنوں کے اور دوسری حدیث سے ابن مسعود کے اونہوں نے کہا جنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے تخیران میں مکہ کی ایک گھاٹی میں بلکہ آپ سے توشہ مانگا آپنے فرمایا جو ہڈی تمہارے ہاتھ میں پڑیگی جسپر اللہ کا نام
لیا گیا اوسپر خوب گوشت چڑہ جاویگا اور مینگنی تمہارے جانوروںکا چارہ ہوگی اونہوں نے کہا آدمی ہمکو نجس کر دینگے ہمیں
وقت آپنے فرمایا مت استنجا کرو کسی جانور کی لید سے اور نہ ہڈی سے وہ توشہ ہے تمہارے بھائی جنوںکا اور تیسری حدیث
سے ابوہریرہ کے کہ میں حضرت صلعم کے پیچہے چلا آپ حاجت کو نکلے اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹہاتے تھے میں آپ سے نزدیک ہوا اور
کہنکارا اور ملنا چاہا آپنے فرمایا کون ہے میں نے کہا ابوہریرہ آپنے فرمایا اے ابوہریرہ مجھکو چند پتھر ڈہونڈہ دے کہ میں ان سے
استنجا کروں اور میرے پاس ہڈی اور گوبر مت لانا ابوہریرہ نے کہا میں آپکے پاس پتھر لایا چادر میں اوٹہا کر اور آپکے بازو کے
دیے پہر میں سرک گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو میں آپکے پیچہے ہوا اور میں نے پتھروں اور ہڈی اور گوبر کا تو پوچھا
آپنے فرمایا میرے پاس نصیبین کے جنوں کے قاصد آئے اور وہ اچہے جن ہیں اونہوں نے مجھسے توشہ مانگا میں نے انکے لیے
دعا کی اللہ سے کہ وہ گذریں کسی ہڈی یا گوبر پر مگر اسپر کہانا پاویں اور کہا امام طحاوی نے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضرت
نے ہڈی سے استنجا منع کیا جنوں کے توشے ہونیکی وجہ سے نہ اسوجہ سے کہ اس سے پاکی نہیں ہوتی جیسے پتھر سے پاکی ہوتی
ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالی کا مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام طحاوی کا عجیب ہے
کیونکہ ان حدیثوں سے ممانعت کی ایک وجہ یہ بہی نکلتی ہے کہ ہڈی جنوں کا توشہ ہے اور جائز ہے کہ ممانعت کی اور وجہیں

بھی ہوں اور جنون کا توشہ ہو نہیں یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ استنجا کرنا کافی ہے جیسے ابوحنیفہ رح کا قول ہے اور شاید امام
طحاوی کو اس حدیث کی خبر نہیں ہوئی جو دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کی اور کہا کہ صحیح ہے اور اسمیں صاف یہ مذکور ہے کہ ہڈی اور
گوبر پاک نہیں کرتے پھر یہ کہنا امام طحاوی کا کہ وہ پاک کرتے ہیں صریح اس صحیح حدیث کے برخلاف ہے اور اس وجہ سے اونکا
مسامحت احناف
قول بلکہ خود ابوحنیفہ کا قول عمل کے لائق نہیں بلکہ عمل اسی صحیح حدیث پر لازم ہے زیلعی نے کہا کہ دارقطنی کی اس حدیث
کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا اور اسمیں یہ علت کی کہ اسکی اسناد میں سلمہ بن رجاء ہے ابن عدی نے کہا وہ اکثر افراد اور
غرائب روایت کرتا ہے اور حدیث کی اسنے چند ایسے لوگوں سے جنپر نہیں متابعت ہوئی اسکی مترجم کہتا ہے کہ سلمہ بن
رجاء دارقطنی کی سند میں بھی موجود ہے کیونکہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو یعقوب بن کاسب سے اونہوں نے سلمہ بن رجاء سے
اونہوں نے حسن بن الفرات سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابو حازم سے اونہوں نے ابوہریرہ سے پھر کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے اور زیلعی نے ابن
عدی کا قول اسلیے نقل کیا کہ اس حدیث کی صحت میں خلل پیدا ہو حالانکہ ابن عدی کے اس قول سے اسناد کی صحت میں کوئی خلل نہیں
ہوتا کیونکہ سلمہ بن رجاء پر کسی نے کذب کی تہمت نہیں کی بلکہ ابوزرعہ نے کہا وہ سچا ہے البتہ عباس نے یحیی سے نقل کیا
کہ وہ کچھ نہیں اور نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے اور یہ جرح مبہم ہے اور تعدیل ایسی جرح پر مقدم ہے اور افراد اور غرائب کا
ہونا ضعف کا باعث نہیں ہو سکتا بہت سے ثقہ مشائخ حدیث چند روایتوں میں متفرد ہیں جیسے امام مالک کے غرائب
سفیان کے غرائب تقریب میں حافظ ابن حجر نے سلمہ کو صدوق لکھا ہے اور کہا کہ روایت کیا اس سے امام بخاری نے اپنی
فيه موسى بن ابي اسحق
صحیح میں اور ترمذی اور ابوداؤد نے اور سکوت کیا اس حدیث کی صحت پر حافظ ابن حجر اور شوکانی نے جب دارقطنی سے
اسکی صحت نقل کی البتہ امام طحاوی نے جو ایک حدیث ایک صحابی سے اس باب میں نقل کی اور وہ اوپر گذری جسمیں کہاں کا
وعبد الله بن ع
لفظ زیادہ ہے وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے اسکو روایت کیا موسی بن ابی اسحق انصاری سے اونہوں نے عبد اللہ
بن عبد الرحمن سے اونہوں نے ایک صحابی سے کہ حضرت نے منع کیا کہ کوئی تم میں سے استنجا کرے ہڈی گوبر یا کہاں سے
دارقطنی نے کہا کہ ذکر صحیح نہیں ہے ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ موسی بن ابی اسحق مجہول ہے
اونہوں نے کہا ابن ابی حاتم نے اسکو ذکر کیا اور اسکا حال نہیں پہچانا تو وہ انکے نزدیک مجہول ہے اور عبد اللہ بن عبد الرحمن
بھی مجہول ہے اونہوں نے کہا یہ حدیث مرسل بھی ہے کیونکہ اس صحابی کا حال معلوم نہیں کہ اونہوں نے حضرت سے سنا ہے یا
نہیں اور یہ دونوں راوی امام طحاوی کی اسناد میں بھی موجود ہیں اور اس قبیل کی بہت حدیثیں ضعیف اور منکر شرح معانی الآثار
میں موجود ہیں اور جو شخص طحاوی کی کتاب کو ابوداؤد اور ترمذی کی سنن کے برابر خیال کرے وہ بھی جاہل ہے اور جس شخص نے
معاذ اللہ انکی کتاب کو صحیح بخاری کی ہم پلہ قرار دیا تو وہ اجہل خلق اللہ اور متعصب ہے **باب لا یستنجی بروث** گوبر سے

استنجا کرے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا زهیر عن ابی اسحٰق قال لیس ابو عبیدة ذکره ولکن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیه انه سمع عبد الله یقول اتی النبی صلی الله علیه وسلم الغائط فامرنی ان اٰتیه بثلاثة احجار فوجدت حجرین والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثة فاتیته بها فاخذ الحجرین والقی الروثة وقال هذا رکس وقال ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق حدثنی عبد الرحمٰن

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہیر (بن معاویہ جعفی کوفی) نے (یہ حدیث کے سب راوی کوفی ہیں) انہوں نے روایت کی ابو اسحٰق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی تابعی) سے (ہر چند اخیر میں انکے حافظے میں فتور آگیا تھا مگر زہیر نے انسے یہ حدیث اس فتور سے پہلے سنی ہے) ابو اسحٰق نے کہا یہ حدیث مجھسے ابو عبیدہ (عامر بن عبد اللہ بن مسعود) نے بیان نہیں کیا بلکہ عبد الرحمٰن بن اسود نے اپنے باپ (اسود بن یزید نخعی کوفی) سے **ف** ابو اسحٰق نے اسلیے بیان کیا کہ ابو عبیدہ کی روایت اگرچہ اس سے اعلیٰ ہے مگر منقطع ہے کیونکہ انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور صحیح یہی ہے اور عبد الرحمٰن کی روایت اسود سے انہوں نے ابن مسعود رض سے موصول ہے کیونکہ اسود صحابی اور شاگرد تھے ابن مسعود کے اور ابو اسحٰق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے بھی روایت کی ہے اور یہ روایت ترمذی نے نکالی اسرائیل بن یونس سے انہوں نے ابو اسحٰق سے تو مراد ابو اسحٰق کی یہ ہے کہ اب میں یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں روایت کرتا بلکہ عبد الرحمٰن سے روایت کرتا ہوں (فتح الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث کی روایت میں ابو اسحٰق پر اختلاف ہوا ہے اسرائیل نے روایت کی ابو اسحٰق سے انہوں نے ابو عبیدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور ابن مغول وغیرہ نے ابو اسحٰق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن مسعود سے اس میں عبد الرحمٰن کا ذکر نہیں اور زکریا بن ابی زائدہ نے ابو اسحٰق سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن یزید سے انہوں نے اسود سے اور معمر نے ابو اسحٰق سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے اور یونس بن ابی اسحٰق نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو الاحوص سے انہوں نے عبد اللہ سے اور اسی واسطے دارقطنی نے اعتراض کیا امام بخاری پر اس حدیث کی روایت کرنے میں لیکن انہوں نے کہا ان سب طریقوں میں عمدہ وہی طریقہ ہے جو امام بخاری نے نکالا یعنے زہیر کا ابو اسحٰق سے پھر یہی اختلاف کچھ نقصان دہ نہیں کیونکہ ابو اسحٰق پر بہت اختلاف ہوا ہے اور اس اعتراض کا جواب دیا کہ اختلاف ہونا حافظ کے نزدیک اضطراب کا باعث نہیں ہوتا مگر جب اختلاف کی سب وجہیں برابر ہوں اور یہاں زہیر اور اسرائیل کی وجہ اور وجہوں سے راجح ہے کیونکہ اور وجہوں کے اسناد میں گفتگو ہے اسکے علاوہ اکثر طریقوں کا پھرنا زہیر کی روایت کیطرف ممکن ہے اور متابعت کی زہیر کی یوسف بن اسحاق نے جیسے آگے آویگا انتہی مختصراً **ف** اس میں تین تابعی ہیں یعنی ابو اسحٰق اور عبد الرحمٰن اور اسود جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں) انہوں نے یعنے اسود نے سنا

عبد اللہ بن مسعود رضی سے (حافظ ابن حجر نے کہا بعض لوگوں نے اس اسود کو اسود بن عبد یغوث زہری سمجھا ہے اور
یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اسود بن عبد یغوث مسلمان ہی نہیں ہوا اور سکا جینا اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرنا کہاں)
وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پائخانہ کو آئے پھر مجھ کو حکم کیا تین پتھر لانیکا **ف** یہ مطابق ہے سلمان کی
حدیث کے کہ حضرت نے فرمایا کوئی تم میں سے تین پتھر و نسے کم میں استنجا نہ کرے روایت کیا اسکو مسلم نے اور اسی حدیث
پر عمل کیا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اہلحدیث نے انہوں نے تین پتھروں کو شرط کیا ہے اور تین سے کم درست نہیں
رکہا اور اسکے ساتھ صفائی کی بھی شرط کی ہے پھر اگر تین سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لیوے لیکن طاق عدد مستحب ہے کیونکہ دوسری
حدیث میں ہے جو کوئی استنجا کرے تو طاق پتھر و نسے کرے پر یہ واجب نہیں ہے اسلیے ابو داؤد نے باسناد حسن زیادہ کیا
جو کوئی ایسا نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس مذہب پر تمام روایتوں میں جمع ہو جاتا ہے جو اس باب میں وارد
ہوئیں خطابی نے کہا اگر غرض صرف صفائی ہوتی تو عدد کا شرط کرنا بیفائدہ تھا پھر جب عدد کی شرط ہوئی اور صفائی
بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں امر واجب ہیں اور نظیر اسکی عدت ہے ساتھ تین طہر کے پھر اگر رحم کی صفائی ایک طہر
سے بھی معلوم ہو جاوے جب بھی تین طہر ضرور ہیں (فتح) **ف** مینے دو پتھر پائے اور تیسرا ڈھونڈھا تو نہ ملا میں نے
ایک لید پائی وہ لے آیا ابن خزیمہ کی روایت میں ہے وہ گدہے کی لید تھی اور تیمی نے کہا کہ روث (لید) خاص ہے
خچر اور گھوڑے اور گدہے سے آپ نے دونو پتھر لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے **ف** امام طحاوی
نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تین پتھر شرط نہیں ہیں کیونکہ اگر تین شرط ہوتے تو آپ تیسرا ضرور منگواتے اللہ ان پر رحم کرے
انکو غفلت ہوگئی اس حدیث سے جسکو روایت کیا امام احمد نے اپنی مسند میں معمر سے انہوں نے ابو اسحق سے انہوں نے علقمہ سے
اسمیں یہ ہے کہ آپ نے لید کو پھینک دیا اور فرمایا وہ نجس ہے ایک پتھر مجھکو لادے اسکے راوی سب ثقہ اور ثبت ہیں اور متابعت
کی معمر کی ابو شیبہ واسطی نے اور وہ ضعیف ہے نکالا اسکی روایت کو دار قطنی نے اور متابعت کی ان دونوں کی عمار بن رزیق نے
جو ثقات میں سے ہے ابو اسحق سے اور بعضوں نے کہا کہ ابو اسحق نے علقمہ سے نہیں سنا لیکن اس حدیث کی سماع کو کرابیسی نے
ثابت کیا ہے اور اگر سماع ثابت نہ ہو تو حدیث مرسل ہوگی اور مرسل حجت ہے مخالفین کے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک اور امام
طحاوی حنفی ہیں) اور ہمارے نزدیک بھی جب اسکی تائید ہو جاوے اور اگر یہ حدیث ثابت نہ ہو جب بھی امام طحاوی کا استدلال پورا
نہیں ہوتا کیونکہ آپ نے جو حکم پہلے تین پتھروں کا دیا تھا اسی پر اکتفا کی اور تیسرا پتھر لانے کے لیے دوبارہ حکم نہ دیا یا ان دو
پتھروں میں سے کوئی پتھر ایسا ہوگا جسکے کئی کنارے ہوں اور سکا دوسرا کنارہ تیسرے پتھر کے قائم مقام ہو گیا کیونکہ مقصود
تین بار پونچھنا ہے اور وہ ایک پتھر سے بھی ممکن ہے جسکے تین کنارے ہوں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے پتھر کے

ایک کنارے سے استنجا کیا اُسکو پھینک دیا پھر دوسرا آیا اور اُسکے دوسرے کنارے سے مسح کیا تو دونوں کو کافی ہوگا بلا خلاف
اور ابو الحسن بن قصار نے کہا جو مالکی ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود تیسرا پتھر لائے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو
تب بھی اسکی دلیل جو تین کا عدد شرط نہیں کہتا باقی ہے کیونکہ آپ نے دونوں مقاموں کے لیے (یعنے بڑے اور چھوٹے استنجا
کے لیے) تین پتھر لیے تو ہر ایک کے لیے تین سے کم ہوئے اور یہ پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے جیسے ہمنے بیان کیا
اور شاید ابن قصار کو اسی طریقے کی خبر ہوئی جو دارقطنی نے نکالا اور احتمال ہے کہ آپکو ایک ہی استنجا کی ضرورت ہوئی ہو
اور اگر دونوں استنجے ہوئے ہوں تب بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے چھوٹا استنجا زمین پر رگڑ کے ادا کیا ہو اور بڑا استنجا ان تین پتھروں
سے یا یہ پتھر دو دو کنارے والے ہوں تو چھ پتھروں کے حکم میں ہوئے اور مخالفین کا یہ قیاس کہ سر کے مسح میں بھی عدد شرط نہیں ہے
تو استنجا میں بھی شرط نہ ہوگا فاسد ہے اسلیے کہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے جیسے اوپر ہمنے بیان کیا سلمان اور ابو ہریرہ
کی حدیث سے (فتح الباری مع زیادہ) قسطلانی نے کہا مالک اور ابو حنیفہ اور داؤد کے نزدیک تین کا عدد استنجا میں شرط
نہیں ہے انتہے نیل الاوطار میں ہے کہ امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد اور دارقطنی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جاوے تو تین پتھروں سے استنجا کرے وہ کافی
ہیں اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا اور ابو داؤد اور نسائی نے ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور اس حدیث
سے نکلتا ہے کہ استنجا میں تین پتھر لینا واجب ہیں اور اسمیں اختلاف ہے جو ہمنے بیان کیا باب نہی المتخلی عن استقبال
القبلۃ میں بحر میں ہے کہ تین پتھروں سے استنجا کرنا اجماعاً مشروع ہے انتہے شوکانی نے اس باب میں یہ بیان کیا کہ حدیث
سے ثابت ہے کہ استنجا اور تین پتھر لینا استنجا میں واجب ہیں اور تین سے کم جائز نہیں کیونکہ آپ نے منع کیا تین سے
کم میں استنجا کرنے سے البتہ تین سے زیادہ درست ہیں کیونکہ اسمیں اور زیادہ صفائی ہے اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن
راہویہ اور ابو ثور کا مذہب یہ ہے کہ تین پتھر لینا واجب ہیں یا تین بار پونچھنا (ایک ہی پتھر سے جسکی کئی کنارے ہوں)
اور جب دونوں استنجا منظور ہوں تو چھ بار پونچھنا واجب ہے ہر ایک میں تین تین بار انہوں نے کہا افضل یہ ہے کہ چھ بار
چھ پتھروں سے پونچھے (یعنے تین پتھروں سے دبر کو اور تین سے ذکر کو) اگر ایک ہی پتھر ایسا ہو جسکے چھ کنارے ہوں تو بھی کافی
ہے اسی طرح اگر کوئی ایسا سنگین کہ انگلی ہی کنارے سے دوسرے کنارے تک تری نہ پہونچے تو اس سے بھی استنجا درست ہے اور اگر تین پتھر
سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لینا واجب ہے اور مالک اور داؤد کا یہ قول ہے کہ مقصود صفائی ہے اگر ایک پتھر سے صفائی
ہو جاوے تو وہی کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے بعض شافعیہ سے اور عترت اور ابو حنیفہ رح کا یہ قول ہے کہ ڈھیلوں سے استنجا
کرنا واجب نہیں ہے اور ہادویہ کے نزدیک اوس پر واجب ہے جو تیمم کرے جب وہ پانی سے استنجا نہ کر سکے نجاست دور کرنیکے لیے یہ لوگ

کہتے ہیں جو سب پر کوئی دلیل نہیں ہے حالانکہ استنجا کا امر ہے حدیثوں میں اور مخالفت ہے اوسکے ترک کی بابت تین سے
کم میں استنجا کرنیکی بھی مخالفت ہے تو کیونکر صحیح ہوگا کہ وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے انتہے امام شوکانی نے دوسرے باب میں
کہا کہ بعض اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ استنجا پتھر کے سوا اور کسی چیز سے درست نہیں ہے کیونکہ حضرت نے نص کر دیا پتھر پر
تو سوا پتھروں کے اور چیزیں جائز نہ ہونگی اور جمہور علما یہ کہتے ہیں کہ پتھر کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ لکڑی اور کپڑے سے بھی
استنجا درست ہے اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اگر پتھر کی خصوصیت ہوتی تو آپ ہڈی اور مینگنی اور لید سے کیوں منع کرتے بلکہ پتھر کے سوا
سب چیزوں سے منع کر دیتے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک سخت پاک چیز سے جو نجاست کو دور کرے اور محترم نہ ہو استنجا درست ہے
انتہے روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت صلعم سے پوچھا گیا استنجا کو آپ نے فرمایا تین پتھر ہوں
جنمیں لید نہ ہو اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے سلمان سے کہ حضرت صلعم نے ہمکو حکم کیا تین پتھروں سے کم میں استنجا نہ کریں اور یہ
حکم کیا کہ ان تین پتھروں میں لید اور ہڈی نہو شوکانی نے کہا کہ پہلی حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور دوسری حدیث صحیح مسلم
میں موجود ہے اور حنفیہ نے انکا معارضہ کیا ہے ابن مسعود کی حدیث سے اور جواب دیا ہے اونکا حافظ ابن حجر نے جیسے اوپر گذرا
اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابن مسعود کی حدیث فعلی ہے اور یہ حدیثیں قولی ہیں اور قول مقدم ہے فعل پر تعارض کے وقت انتہی مختصرا
امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ابو ہریرہ اور عائشہ اور سلمہ بن قیس اور خزیمہ بن ثابت اور سلمان کی حدیثوں کو
پھر کہا کہ جو لوگ تین کا عدد شرط جانتے ہیں وہ ان حدیثوں سے دلیل لیتے ہیں اور ہماری دلیل حدیث ہے ابو ہریرہ کی اوس میں یہ
ہے کہ جو کوئی استنجا کرے تو طاق عدد سے کرے جسنے ایسا کیا تو اچھا ہے اور جسنے نہیں کیا اوسپر حرج نہیں ہے امام شوکانی نے
کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اسکا مدار ابو سعید حبرانی پر ہے اوس میں اختلاف ہے
بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے حافظ نے کہا صحیح نہیں اور ابو سعید سے حصین حبرانی روایت کرتا ہے اور وہ مجہول ہے ابو
زرعہ نے کہا شیخ ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں بیان کیا اور دارقطنی نے علل میں اس حدیث کا اختلاف بیان کیا
(ذہبی نے میزان میں کہا حصین حمیری حبرانی اسکا حال معلوم نہیں اور یہ تابعین کے زمانہ میں تھا) شوکانی نے کہا امام احمد نے
جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث
کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور اسکو روایت کیا ضیا اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اسکو نسائی نے شیوخ زہری میں اور ابن
مندہ نے معرفت میں اور طبرانی نے ابو غسان محمد بن یحیے کنانی سے اونہوں نے اپنے باپ ابن شہاب کے بھتیجے سے اونہوں نے
ابن شہاب سے خبر دی مجھکو خلاد بن سائب نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ
فرماتے تھے جب آدمی پائخانہ پھرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے خلاد بن سائب سے اونہوں نے اپنے باپ سے

یہ بغوی کی روایت بہی ہے اور ابن حزم نے اول طریق مین یہ علت نکالی کہ اسکی اسناد مین محمد بن یحیی مجہول ہے اور یہ خطا ہے وہ معروف ہے اوس سے روایت کیا امام بخاری نے اور نسائی نے کہا اومین کوئی قباحت نہین حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ بہت سی دلیلین اس امر پر قائم ہین کہ تین پتہرون سے کم مین استنجا درست نہین اور جس نے اوسکو درست کہا اوسکی پاس کوئی دلیل ایسی نہین جو انکے مقابلہ مین تمسک کے لائق ہو انتہی دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین علامہ ابو الطیب لکہتے ہین کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے تو طاق (پتہرون) سے کرے جو ایسا کرے تو اچہا ہے اور جو نہ کرے تو کچہ حرج نہین اس حدیث سے ہر چند طاق لینے کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن استنجا کا عدم وجوب نہین نکلتا اور یہ نہین کہہ سکتے کہ جب طاق لینا واجب نہ ہوا تو دو پتہر کافی ہین کیونکہ تین پتہرون سے کم لینے کی ممانعت حدیث صحیح سے ثابت ہے اور اس حدیث مین اور اس حدیث مین جمع کرنا ضرور ہے وہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ تین ہے اور پر طاق عدد لینا واجب نہین یعنی جو کوئی چار یا چہہ پتہر لیوے تو کچہہ قباحت نہین انتہی مختصرًا اور اسی کتاب مین علامہ موصوف لکہتے ہین کہ احادیث استجمار یعنی پتہر لینے کو مطلق وارد ہین شامل ہین پاخانہ پہرنے والیکو اور پیشاب کرنیوالیکو اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جیسے پاخانہ کے بعد پتہرون سے استنجا کرنا مشروع ہے ویسے ہی پیشاب کے بعد بہی اور یہ اس حدیث کی خلاف نہین ہے اِذَا بَالَ اَحَدُکُمْ فَلْیَنْتُرْ ذَکَرَہٗ ثَلٰثًا یعنی جب کوئی تم مین سے پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو تین بار نچوڑ ڈالے (یعنی استبرا کرے) نکالا اوسکو احمد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے عیسی بن یزداد سے انہون نے اپنے باپ سے ابن معین نے کہا عیسی کا حال معلوم نہین اور اوسکے باپ کا ثوری نے کہا اتفاق کیا ہے لوگون نے اوسکے ضعف پر اور ابو حاتم نے کہا اوسکی حدیث مرسل ہے کیونکہ یہ حدیث قابل حجت لانیکے نہین ہے اور بفرض تسلیم استجمار (یعنی پتہر سے استنجا کرنا) استبرا کے خلاف نہین ہے کیونکہ پتہر باہر کو خشک کرنیکے اور پاک کرنیکے لیے ہے اور استبرا اندر جو رہ گیا اوسکے نکالنے کے لیے اور ممکن ہے دونون کا ہو سکنا اسطرح کہ پہلے استبرا کرلین پہر استجمار کرین علاوہ اسکے استجمار کی احادیث تواتر معنوی تک پہونچی ہین اور استبرا کی حدیث ضعیف ہے تو استبرا کی حدیث لینا اور استجمار کی احادیث چہوڑ دینا ممکن نہین اور عجیب بات یہ ہے کہ جلال نے ضوء النہار مین دو مقامون پر لکہا ہے کہ استبرا کی حدیث صحیحین مین ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ یہ وہم ہے صحیحین مین اس حدیث کا بالکل نشان نہین انتہی مترجم کہتا ہے شاید جلال نے وہ حدیث جو بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی جسمین دو شخصون کے عذاب کا ذکر ہے اور بیان ہے کہ ان مین سے ایک پیشاب سے ستر نہین کرتا تہا مراد لی ہے مگر بخاری مین اس حدیث مین لَا یَسْتَتِرُ ہے اور مسلم کی روایت لَا یَسْتَنْزِہُ ہے البتہ ابن عساکر کی روایت مین لَا یَسْتَبْرِئُ ہے مگر استبرا سے مراد یہان بچنا ہے یعنی جو مرادف ہے ستر کے اور جسکو اصطلاح مین استبرا کہتے ہین پس جلال کو دہوکا ہوا شاید لا یستتر کو انہون نے

لا یستتر ہی پڑھا اور یہہ بھی احتمال ہے کہ اونکے نسخہ میں لا یستبری ہو اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں اس حدیث کو صحیحین سے نقل کیا اوسمیں لا یستبری ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ اس باب میں اور احادیث بھی وارد ہین اور مین اونکو باختصار ذکر کرتا ہون اول حدیث وہ ہے جو روایت کی دارقطنی نے سنن میں حدیث بیان کی ہمسے عبد الباقی بن قانع نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن حسن بن حسن مصری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عاصم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زمعہ بن صالح نے اونہون نے روایت کی سلمہ بن وہرام سے انہون نے طاوس سے انہون نے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت ادا کرے تو تین پتھر سے استنجا کرے یا تین لکڑیون سے یا تین مٹھی مٹی کی زمعہ نے کہا مینے یہہ حدیث ابن طاوس سے بیان کی انہون نے کہا مجھکو خبر دی میرے باپ نے اونہون نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا دارقطنی نے کہا اسکو نہیں مسند کیا مگر احمد بن حسن مصری نے اور وہ کذاب ہے اسکے سوا اور لوگ اس حدیث کو طاوس سے مرسلا روایت کرتے ہیں یعنی ابن عباس کا ذکر نہیں ہے اور روایت کیا اسکو ابن عیینہ نے سلمہ سے انہون نے طاوس سے اونکا قول اور روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے علل متناہیہ میں دارقطنی کے طریق سے اور ذکر کیا یہی کلام دوسری حدیث وہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا حماد بن الجعد سے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے خلاد جہنی نے انہون نے روایت کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتھر سے استنجا کر لیا کرے پھر ابن معین اور نسائی نے حماد بن الجعد کو ضعیف کیا پھر کہا کہ حدیث اسکی اچھی ہے باوجود ضعف کے اسکی حدیث لکھی جاوے گی اور میزان میں ہے کہ حماد بن جعد جسکو ابن الجعد بھی کہتے ہین روایت کی اسنے قتادہ سے اور اس سے روایت کی ابو قبیصہ نے ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں اور ایکبار کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے اور اچھا کہا اسکو ابو حاتم نے تیسری حدیث وہ ہے جو طبرانی نے اپنی معجم میں روایت کی معقل بن زیاد سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے عثمان بن ابی سودہ سے انہون نے ابو شعیب حضرمی سے اونہون نے ابو ایوب انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتھرون سے استنجا کرے کیونکہ یہ کافی ہین زیلعی نے تخریج ہدایہ میں کہا کہ امام بخاری نے جو حدیث عبد اللہ بن مسعود کی اس باب میں روایت کی ہے اسپر تین اعتراض ہوئے ہین پہلے یہ کہ یہ روایت منقطع ہے ابو اسحاق نے عبد الرحمن سے نہیں سنا اور ابو اسحق نے تدلیس کی ہے اس اسناد میں امام بیہقی نے خلافیات میں کہا ابن شاذکونی نے کہا مین نے کوئی تدلیس اس سے زیادہ عجیب نہیں دیکھی نہ اس سے زیادہ پوشیدہ کیونکہ ابو اسحق نے اسمین کہا نہیں حدیث بیان کی مجھسے ابو عبیدہ نے لیکن عبد الرحمن نے فلانے سے اور یون نہیں کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد الرحمن نے دوسرے یہ کہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے کہا مین نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے اسرائیل نے یون روایت کیا عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی عُبَیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اسنجی یحیی بن سعید القطان فی الروایۃ تو ابو زرعہ نے کہا اختلاف کیا راویوں نے اسکے اسناد میں بعض تو یوں کہتے ہیں عن ابی اسحاق عن الاسود عن عبداللہ
اور بعض عن ابی اسحق عن عبد الرحمن بن یزید عن عبداللہ اور بعض عن ابی اسحق عن علقمۃ عن عبداللہ اور صحیح میرے نزدیک ابو عبیدہ
کی حدیث ہے اور اسیطرح روایت کیا اسرائیل نے ابو اسحق سے اونہوں نے ابو عبیدہ سے اور اسرائیل ان سب راویوں میں زیادہ حافظ
ہیں ترمذی نے کہا میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی سے پوچھا کون سی روایت اس باب میں ابو اسحق سے زیادہ صحیح ہے تو اونہوں
نے کچھہ فیصلہ نہ کیا پھر میں نے محمد بن اسمعیل سے پوچھا اسکو انہوں نے بھی کچھہ فیصلہ نہ کیا اور گویا اونہوں نے زہیر کی روایت
کو ابو اسحق سے اونسے عبدالرحمن بن الاسود سے اونسے اپنے باپ سے اونسے عبداللہ بن مسعود سے زیادہ صحیح پایا اور اسیوجہ سے اس روایت کو
اپنے صحیح میں درج کیا اور میرے نزدیک ان سب روایتوں میں اسرائیل کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ زیادہ حفظ رکھنے والا ہے
ابو اسحق کی حدیث کو اور قوت دیتی ہے اور متابعت کی اسرائیل کی قیس بن الربیع نے میں کہتا ہوں یہہ کہ دارقطنی نے روایت کیا اور بیہقی
نے عبدالرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے اونہوں نے ابی اسحق سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے اونہوں نے ابن مسعود سے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کو تشریف لے گئے اور ابن مسعود کو حکم کیا تین پتھر لانے کا وہ دو پتھر اور ایک
لید لائے آپ نے لید پھینک دیا اور فرمایا یہہ پلید ہے میرے پاس پتھر لا بیہقی نے کہا متابعت کی معمر کی ابوشیبہ نے یعنی ابراہیم
بن عثمان نے ابو اسحق سے شیخ نے کہا دو جواب ان اعتراضوں کا یہہ ہے جواب پہلے اعتراض کا یہہ ہے کہ امام بخاری نے تنبیہ
کردی اسپر کہ ابو اسحق نے اسمیں تدلیس نہیں کی اونہوں نے اس حدیث کو روایت کرنیکے بعد کہا کہ ابراہیم بن یوسف نے اپنے
باپ سے روایت کی اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے کہا یہہ حدیث بیان کی مجھہ سے عبدالرحمن نے اور امام بیہقی نے خلافیات
میں اس جواب پر اعتراض کیا کہ ابراہیم بن یوسف کا یہہ کہنا اس حدیث کو متصل نہیں کرتا پھر انہوں نے نقل کیا عباس
دوری کے ذریعہ سے یحیی بن معین سے اونہوں نے کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق کچھہ نہیں تھے اور امام بخاری نے
جو ابراہیم بن یوسف کی روایت کو تدلیس کا احتمال رفع کرنیکے لیے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک ابراہیم
اعتبار کے لائق ہے اور مؤید ہے اسکی کہ ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے ابراہیم کی حدیث لکھی
جاویگی اور اسکی حدیث حسن ہے میں کہتا ہوں ذہبی نے میزان میں کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سبیعی روایت
کرتا ہے اپنے باپ اور اپنے دادا سے اور اس سے روایت کی ابو کریب اور ایک جماعت نے عباس نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ
کچھہ نہیں جوزجانی نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں اور ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکھی
جاوے گی لیکن ابو حاتم نے کہا اس نے اپنے باپ سے کچھہ نہیں سنا تھا اس سے
ایک اور علت پیدا ہوئی کہ اگر ابو اسحق کا سماع عبدالرحمان سے مان لیا جاوے تب بھی اس روایت میں انقطاع رہتا ہے

کیونکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے نہیں سنا اور یہ اعتراض امام بخاری کی غرض پر کچھ قادح نہیں کیونکہ امام بخاری اس روایت کو مستقل طور سے
نہیں لائے بلکہ صرف ابو اسحق کے سماع کو عبدالرحمان سے ثابت کرنے کے لیے لائے ہیں اور ایک دوسری وجہ تدلیس رفع کرنیکی وہ جو
اسمعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کی یہی حدیث یحیی بن سعید سے اونہوں نے زہیر بن معاویہ سے اونہوں نے ابی اسحق سے اونہوں نے
عبدالرحمن سے پھر کہا کہ یحیی بن سعید راضی نہیں ہوتے تھے زہیر سے وہ روایت لینے پر ابو اسحق کی جو ابو اسحق نے نہ سنی ہو جواب
دوسرے اعتراض کا یہ ہے کہ امام بخاری نے اسکو اختلاف نہیں سمجھا بلکہ متعدد اسنادیں خیال کیں اور جن لوگوں نے ابو عبیدہ کی
روایت کو صحیح خیال کیا جیسے ابو زرعہ اور ابو عیسی ترمذی اونپر رد کرتی ہے امام بخاری کی یہ روایت کیونکہ اسمیں صاف یہ ہے کہ
ابو اسحق نے کہا ابو عبیدہ نے یہ حدیث بیان نہیں کی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں سنی
جواب تیسرے اعتراض کا یہ ہے کہ اس روایت کو یعنی میرے پاس ایک پتھر لا دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور یہ روایت
منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے خود اقرار کیا کہ اونہوں نے علقمہ سے نہیں سنا اور بیہقی نے اسکی تصریح کی دوسرے مقام میں اپنی سنن
کے اونہوں نے باب الدیۃ میں کہا کہ ابو اسحق کی روایت علقمہ سے منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے علقمہ کو دیکھا پر اونسے سنا نہیں
انتہی تمام ہوا کلام شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ امام بخاری کی اس حدیث سے حنفیوں کی
حجت نہیں نکلتی کیونکہ احتمال ہے کہ آپ نے لید کو بدل کر پتھر اور لے لیا ہو اور جب احتمال آیا تو استدلال باطل ہو گیا پھر زیلعی
نے کہا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ثور بن یزید سے اونہوں نے حصین حمیری سے اونہوں نے ابو سعید سے اونہوں نے
ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے جو ایسا کرے تو اچھا
ہے اور جو نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے اپنے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں اور ابن حبان
نے صحیح میں اور یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے پر اسمیں یہ نہیں ہے کہ جو کوئی ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں
امام بیہقی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو تو مراد اس سے وہ طاق عدد ہے جو تین کے اوپر ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے جو روایت
کی بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً جب کوئی تم میں سے استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے کیونکہ اللہ طاق ہے اور
دوست رکھتا ہے طاق کو کیا تو نہیں دیکھتا کہ آسمان سات ہیں اور زمینیں بھی سات ہیں اور طواف کے پھیرے بھی سات
ہیں اور بیان کیا کئی چیزوں کو تمام ہوا کلام بیہقی کا زیلعی نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ حدیث صحیح ہے کیونکہ ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا اس صورت میں یہ کہنا بے موقع ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث صرف
ابن حبان کے نزدیک صحیح ہونے سے لازم نہیں آتا کہ امام بیہقی کے نزدیک بھی وہ صحیح ہو اور اوپر گذر چکا کہ اس حدیث کی
اسناد میں حصین حمیری مجہول ہے اور سیوطی اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو کہا کہ وہ صحیح نہیں ہے دوسرا اعتراض زیلعی نے

ما کیا تین سے زیادہ طاق عدد پر اس حدیث کو محمول کرنا بے دلیل ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بے دلیل نہیں کیونکہ دوسری
صحیح روایتوں میں حضرت سے ثابت ہے کہ آپ نے تین سے کم پتھر لینے سے منع کیا پھر اسکو آپ نے منع کیا اسکو اس حدیث میں
جائز کیونکر فرماویں گے اگر اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ اگر تین سے زیادہ طاق عدد اس حدیث سے مراد ہو تو تین سے زیادہ پتھر لینا مستحب ٹھیریگا
کیونکہ آپ نے اسکا حکم کیا حالانکہ ان لوگوں کے نزدیک تین سے زیادہ پتھر لینا بدعت ہیں جب تین سے صفائی ہو جاوے اور جو تین
سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لینا واجب ہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جسکی صفائی تین پتھر سے نہ ہو اور
ایسی حالت میں تین سے زیادہ پتھر لینا واجب ہیں اور طاق عدد لینے پانچ یا سات مستحب ہیں اور یہی مطلب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر
تین پتھر سے صفائی ہو اور زیادہ کی ضرورت پڑے تو طاق عدد اختیار کرے اگر ایسا نہ کرے بلکہ چار یا چھ سے صفائی
کرے تو بھی قباحت نہیں اور دلیل اس تخصیص کی وہی احادیث ہیں جو تین سے کم کی ممانعت میں وارد ہیں اور جنکا ذکر اوپر
ہو چکا جو تیسرا اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ کی کیا استنجا انکو نہیں سمجھا وہ سات ہیں اگر صحیح ہو تو بھی
اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ طاق سے وہ عدد مراد ہے جو تین سے زیادہ ہو کیونکہ آپ نے طاق کا ایک فرد بیان کیا یعنے
سات اور جو مراد آپ کی خاص سات کا عدد ہو تو سات پتھر سے استنجا کرنا واجب ہو جاویگا کیونکہ اسکا حکم ہے اس حدیث میں اور
جواب اسکا یہ ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث سے ثابت نہیں کیا کہ طاق خاص ہے سات سے تاکہ استنجا سات پتھر سے کرنا
لازم آجاوے بلکہ غرض امام بیہقی کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ شارع کی کلام میں طاق کا اطلاق تین سے زیادہ عدد پر بھی
ہوا ہے اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ پہلی روایت میں طاق سے یہی عدد مراد ہو تاکہ یہ حدیث اور احادیث کو موافق ہو جاوے
اس صورت میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی واللہ اعلم ف اور ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق سبیعی ہمدانی کوفی نے
اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے ابو اسحق سے اس میں یہ ہے (ابو اسحق نے کہا) حدیث بیان کی مجھ سے عبد الرحمن
بن اسود بن یزید نے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ رد کریں اس شخص پر
جسنے کہا کہ ابو اسحاق نے اس روایت میں تدلیس کی جیسے منقول ہوا سلیمان شاذکونی سے انہوں نے کہا نہیں سنا زیادہ
جیسی تدلیس نہیں سنی کہی ابو اسحاق نے کہا ابو عبیدہ نے اسکو بیان نہیں کیا بلکہ عبد الرحمن نے روایت کی اپنے باپ سے
اخیر تک اور یہ نہیں کہا کہ عبد الرحمن نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی اور اسمعیلی نے ابو اسحق کی صحت سماع پر اس حدیث کی عبد الرحمن
سے دلیل قائم کی ہے کہ یحیی قطان نے اس حدیث کو روایت کیا زہیر سے اور یحیی زہیر سے وہی روایتیں لیتے ہیں ابو اسحق
کی جو ابو اسحق نے سنی ہو اور شاید اسمعیلی نے یہ بات استقراء سے پہچانی جیسے قطان کی روایت کو یحیی کریا یحیی نے ایسا کہا ہوگا
بہر حال تدلیس کی علت دور ہو گئی اور بعض لوگوں نے ایک اور علت نکالی ہے اضطراب کی اور دارقطنی نے ابو اسحق پر جو اختلاف

ہوا ہے اس حدیث میں کی اسکو بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسکا ذکر مقدمہ میں کیا ہے لیکن امام بخاری کے نزدیک زہیر کی روایت ارجح
ہے کیونکہ متابعت کی زہیر کی یوسف نے جو بیٹا ہے ابو اسحق کا اور متابعت کی انکی دونوں کی شریک قاضی اور زکریا بن ابی زائدہ
نے اور ورقا نے اور ابو اسحاق کی متابعت کی عبد الرحمن سے یہ حدیث روایت کرنے میں لیث بن ابی سلیم نے اور لیث کی روایت کو
ابن ابی شیبہ نے نکالا اور اسکی حدیث استشہاد کے قابل ہے اور اکثر یہ وجہ زہیر کی روایت کی ترجیح کی یہ ہے کہ ابو اسحق کو ابو عبیدہ کا طریق
معلوم تھا لیکن انہوں نے اس سے عدول کیا بخلاف اسرائیل کی روایت کہ اوسمیں ابو عبیدہ کی روایت ہے اور عبد الرحمن کی روایت
کا ذکر نہیں جیسے ترمذی وغیرہ نے اسرائیل کے طریق کو نکالا تو جب زہیر کی روایت میں ابو اسحق نے عبد الرحمن کا طریقہ اختیار کیا
ابو عبیدہ کا طریقہ معلوم ہوتے ہوئے تو ثابت ہوا کہ ابو اسحق کے نزدیک بھی عبد الرحمن کی روایت ارجح ہے واللہ اعلم اب جب کہ استنجا
کے ابواب سے فارغ ہوئے جو ذیل میں آ گئے تھے تو پھر وضو کا بیان شروع کر دیا جیسے استنجا کے ابواب سے پہلے وضو کا ذکر تھا **باب**
الوضوء مرۃ مرۃ ایک ایک بار اعضا کا دھونا وضو میں **حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن زید**
ابن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس قال توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ مرۃ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
محمد بن یوسف فریابی نے نہ بیکندی نے کیونکہ سفیان سے مراد ثوری ہیں اور ثوری سے فریابی روایت کرتے ہیں نہ بیکندی اور غلطی
کی قسطلانی نے جو کہا کہ مراد فریابی ہیں یا بیکندی) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے نہ سفیان بن عیینہ نے
اور غلطی کی کرمانی اور قسطلانی نے کہ کہا کہ مراد ثوری ہیں یا سفیان بن عیینہ اور یہ شک انکی مبنی ہے اس پر کہ محمد بن یوسف فریابی
مراد ہیں یا بیکندی اور ہم کہہ چکے کہ مراد فریابی ہیں تو یہاں سفیان سے ثوری مراد ہونگے اور ابو داؤد اور اسمٰعیلی نے تصریح کی انکی
سماع کی زید بن اسلم سے) اونہوں نے روایت کی زید بن اسلم (تابعی مدنی) سے اونہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا **ف** یعنے ہر ایک عضو کو
ایک ایک بار دھویا اور یہ حدیث مجمل ہے اور اسکا بیان باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة میں ہو چکا فتح الباری
میں ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا اور امام مسلم نے اسکو روایت نہیں
کیا اور اس باب میں مروی ہے عمر اور جابر اور بریدہ اور ابو رافع اور ابن الفاکہ اور عبد اللہ بن عمر اور عکراش بن ذویب سے
تو عمر رض کی حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث قوی نہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے بھی اور جابر کی حدیث
کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور بریدہ کی روایت کو بزار نے نکالا اور ابو رافع کی حدیث کو بھی بزار نے نکالا اور ابن
فاکہ کی حدیث کو بغوی نے معجم میں روایت کیا اور اسکی اسناد میں مہدی بن فضل متروک ہے اور عبد اللہ بن عمر کی حدیث
کو بزار نے نکالا اور عکراش کی حدیث کو ابو بکر خطیب نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں واجب ایک ایک بار دھونا

ہے اور دہونے میں اقتصار کیا اور حضرت رسول کریم نے اور اگر دو یا تین بار دہونا واجب ہوتا تو آپ ایک بار پر اقتصار نہ فرماتے
شیخ محی الدین نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ وضو میں ایک ایک بار عضا کا دہونا واجب ہے اور تین بار سنت ہے اور احادیث
صحیحہ میں ایک ایک بار دہونا اور دو دو بار اور تین تین بار منقول ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ بعض اعضا کو تین بار دہویا
اور بعض کو دو بار اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب صورتیں جائز ہیں اور تین بار دہونا کمال ہے اور ایک بار کافی ہے انتہے کلام
الامام الشوکانی رحمہ مترجم کہتا ہے کہ اس باب میں دو صحابہ سے بھی مروی ہے اون میں سے ابی بن کعب ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا پھر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وظیفہ ہے وضو کا اور یہ ایسا وضو ہے جو
اسکو نہ کرے اسکی نماز اللہ تعالے قبول نہ کریگا پھر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ وضو اسکا ہے جو ایسا وضو کرے اسکو دو حصے
ملینگے ثواب کے پھر وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو میرا اور مجھ سے پہلے مسلمانوں کا ہے زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور
اسکی اسناد میں زید بن ابی الحواری ہے ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابو زرعہ نے کہا واہی الحدیث
ہے اور عبد اللہ بن عمر ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں امام بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے ابن حبان نے کہا اس سے حجت لینا
جائز نہیں انتہے اور ان میں سے زید بن ثابت اور ابو ہریرہ دارقطنی نے اپنی کتاب غرائب مالک میں علی بن الحسن سامی
سے روایت کیا اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس نے انہوں نے روایت کی ربیعہ سے اونہوں نے سعید بن
المسیب سے انہوں نے زید بن ثابت اور ابو ہریرہ رض سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک
بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ عمل کو قبول نہیں کرتا بے اسکے اور وضو کیا دو دو بار اور فرمایا اس سے اللہ تعالی ثواب دگنا کرتا ہے
دو بار اور تین تین بار وضو کیا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا ہے دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھہ
اس حدیث کے علی بن الحسن سامی اور وہ ضعیف تھا انتہے زیلعی کہا عبد اللہ بن عمر کی حدیث کو کئی طریقے میں سب سے بہتر وہ طریق
ہے جو روایت کیا دارقطنی نے انسے اس میں یہ ہے کہ حضرت نے وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے جسکے بغیر
اللہ تعالی نماز کو قبول نہیں کرتا پھر دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو اسکا ہے جسکو دو بار دونا ثواب ملیگا پھر وضو کیا تین تین
بار اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن میں اور دونوں نے کہا کہ متفرد ہوا ساتھہ اس
حدیث کے مسیب بن واضح اور وہ ضعیف ہے اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا کہ مسیب بن واضح سے حجت نہیں لیجاویگی
اور یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں انتہے عبد الحق نے احکام میں کہا کہ یہ طریق اس حدیث کے سب طریقوں سے
اچھا ہے اور نقل کیا اونہوں نے ابن ابی حاتم سے کہ مسیب سچا ہے لیکن غلطی بہت کرتا ہے دوسرا طریقہ وہ ہے جو ابن ماجہ نے نکالا ہے
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پھر فرمایا یہ وضو ہے اسکا جسکی نماز اللہ تعالی قبول نہ کریگا بغیر اسکے

زید بن ابی الحواری

علی بن الحسن سامی

مسیب بن واضح

پہر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ اندازہ کا وضو ہے (یعنے بیچ کا) اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ بہت پورا وضو ہے اور وضو
ہے میرا اور وضو ہے اللہ کے دوست ابراہیم علیہ السلام کا اور جو شخص اسطرح وضو کرے پہر وضو سے فارغ ہونیکے بعد یہہ کہے اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو اسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کہولے جاوینگے وہ جس میں سے چاہے جاوے اور روایت
کیا اسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں اونکا لفظ یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا پہر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا
یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز نہیں قبول کرتا مگر اس سے پہر پانی منگوایا اور دو دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو ہے اسکا
جو دو بار ثواب دیا گیا پہر پانی منگوایا اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو ہے میرا اور مجھسے پہلے پیغمبروں کا بیہقی نے
کہا اسطرح روایت کیا اسکو عبدالرحیم بن زید عمی نے اپنے باپ سے اور مخالفت کی ان دونوں کی اوروں نے اور وہ قوی نہیں ہیں
روایت میں ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے پوچہا اس حدیث کو جو عبدالرحیم بن زید عمی نے روایت کی اپنے
باپ سے اونہوں نے معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے ابن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا الفاظ حدیث
کا تو اونہوں نے کہا عبدالرحیم بن زید متروک الحدیث ہے اور اسکا باپ زید ضعیف الحدیث ہے اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے صحیح نہیں ہے میرے باپ نے کہا ابو زرعہ سے پوچہا اس حدیث کو انہوں نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک واہی ہے اور معاویہ
بن قرہ ابن عمر سے نہیں ملا انتہے زیلعی نے کہا پہر میں نے اس حدیث کو طبرانی کے معجم اوسط میں پایا مرحوم بن عبدالعزیز سے
اونہوں نے عبدالرحیم بن زید عمی سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے
اسکے دادا سے پہر بیان کیا اس حدیث کو اور کہا ایسا ہی روایت کیا اسکو مرحوم بن عبدالعزیز نے عبدالرحیم بن زید سے اور روایت
کیا اسکو یحییٰ وغیرہ نے عبدالرحیم بن زید سے اور کہا عن ابن عمر اور روایت کیا ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ابن ماجہ کی سند سے اور معلول
کہا اسکو بوجہ عبدالرحیم بن زید اور اسکے باپ کے اور دونوں کو ضعیف کہا اتمام میں ہے کہ زید عمی میں اختلاف ہے نسائی اور ابو زرعہ
نے اسکو ضعیف کہا اور حسن بن سفیان نے کہا وہ ثقہ ہے احمد بن صالح نے کہا اسکا لقب عمی اسلیے ہوا کہ جب اس سے کوئی بات
پوچہتے تو وہ کہتا میں اپنے عم (چچا) سے پوچہ لوں انتہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جابر کی حدیث کی تخریج نہیں کی اور
اتنا ہی کہا کہ ترمذی نے اسکی طرف اشارہ کیا حالانکہ جابر کی حدیث سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی میں موجود ہے حافظ ابن ماجہ نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبداللہ بن عامر بن زرارہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے اونہوں نے روایت کی ثابت بن ابی صفیہ کالی
سے اونہوں نے کہا میں نے ابو جعفر سے پوچہا کہ تمنے حدیث روایت کی جابر رض سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک
ایک بار اونہوں نے کہا ہاں میں نے کہا اور دو دو بار اور تین تین بار اونہوں نے کہا ہاں اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد میں شریک ہے عبداللہ
ہے اوسکا حال اوپر گذر چکا ضعیف کیا اسکو اکثر علما نے اور ثابت بن ابی صفیہ کے حق میں احمد اور ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں ابو حاتم نے

عبدالرحیم بن زید

زید عمی

ثابت بن عبداللہ

کہا وہ لیس بالحدیث ہے نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے سلیمانی نے اسکو رافضیوں میں گنا پہر روایت کی ابن حبان نے ابن عباس کی حدیث یحیی بن سعید قطان کے طریق سے اونہوں نے سفیان سے اونہوں نے زید بن اسلم سے اونہوں نے عطاء بن یسار سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا ایک ایک چلو سے ترمذی نے کہا اسی حدیث کو روایت کرنیکے بعد اور روایت کی وکیع نے یہ حدیث ثابت بن ابی صفیہ سے کہا ابو حمزہ سے ابو جعفر سے کہا ہم سے بیان کیا ہے جابر نے کہ وضو کیا رسول اللہ نے ایک ایک بار کہا ہاں بیان کیا ہم سے ہناد اور قتیبہ نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے اونہوں نے ثابت سے اور یہ زیادہ صحیح ہے شریک کی روایت سے اسلیے کہ مروی ہے بہت سی کتب سے ثابت سے مثل وکیع کی روایت کے اور شریک سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں اور ثابت ابن ابی صفیہ وہ ابو حمزہ ثمالی ہیں انتہی پہر کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو کریب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رشدین بن سعد نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو ضحاک بن شرحبیل نے اونہوں نے روایت کی زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عمر سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تبوک کی لڑائی میں آپ نے وضو کیا ایک ایک بار اور اس حدیث کی اسناد میں رشدین بن سعد ہے ضعیف کیا اسکو احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور جوزجانی نے اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں حضرت عمر کی حدیث کو روایت کیا ابن لہیعہ کے طریق سے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا آپ نے ایک ایک بار وضو کیا اور ابن لہیعہ ضعیف ہے پہر روایت کیا ابن عباس کی حدیث کو ابو عاصم کے طریق سے اُن سے سفیان نے اُنسے زید بن اسلم سے اونسے عطاء بن یسار سے اُنسے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں تمکو خبر نہ کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی ایک ایک بار یا میں نے کہا کہ آپ نے وضو کیا ایک ایک بار پہر روایت کیا عبد اللہ بن عمر کی حدیث کو اور اسکا اسناد جید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پہر روایت کیا ابو رافع سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو دیکھا آپ نے وضو کیا تین تین بار اور میں نے آپکو دیکھا آپ نے دہویا (اعضا کو) ایک ایک بار اور اسکا اسناد بھی جید ہے اور اسمیں ہے سلیمان واسطی اور عبد العزیز بن محمد دراوردی اگرچہ دونوں میں بعضوں نے کلام کیا ہے پر یہ دونوں ثقہ ہیں امام طحاوی نے کہا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ تین تین بار دہونا فضیلت حاصل کرنیکے لیے ہے اسلیے کہ فرض ہے دیکھنے فرض ایک ایک بار دہونا ہے

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ دو دو بار وضو کرنیکا بیان

حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حسین بن عیسی بن حمران دامغانی بسطامی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یونس بن محمد بن مسلم مؤدب ابو محمد مؤذن نے اونہوں نے کہا حدیث بیان

کی ہے فلیح بن سلیمان (عبدالملک) نے اور انہوں نے روایت کی عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم (مدنی انصاری تابعی) سے
انہوں نے عباد بن تمیم (بن زید انصاری مازنی) سے انہوں نے عبداللہ بن زید (بن عاصم بن کعب انصاری مازنی ابو محمد) سے ف حافظ ابن
حجر نے کہا یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں اور انہوں نے ایک حدیث مشہور روایت کی ہے حضرت ﷺ کے وضو میں اور یہ اسکا مختصر
ہے جیسے آگے آویگی مالک وغیرہ کی روایت سے مگر اوسمیں دو دو بار دھونا صرف ہاتھوں کو کہنیوں تک ہے البتہ نسائی نے روایت
کیا سفیان بن عیینہ کے طریق سے عبداللہ بن زید کی حدیث میں اوسمیں ہاتھ اور پاؤں کا دو دو بار دھونا مذکور ہے اور سر کا مسح
اور منہ کو تین بار دھونا ہی لیکن اس روایت میں ایک اعتراض ہے جسکی طرف ہم اشارہ کرینگے آگے انشاء اللہ تعالی اور اس صورت
میں لازم یہ تہا کہ عبداللہ بن زید کی حدیث کو اس باب میں لایا جاتا کہ بعض اعضا کا ایک بار دھونا بعض کا دو بار بعض کا تین بار
اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابن حبان نے ابوہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو
کیا دو دو بار اور یہ قوی شاہد ہے فلیح کی روایت کا تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجمل اس مالک کی حدیث کی سوا ہو انتہی حافظ صاحب
نے تقریب میں لکہا کہ عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب انصاری مازنی اونکی کنیت ابو محمد ہے مشہور صحابی ہیں انہوں نے
حضرت ﷺ کے وضو کی صفت روایت کی ہی اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں ہی نے مسیلمہ کذاب کو مارا ہے شہید ہوئے حرہ میں سنہ ۶۳
ہجری میں انتہی قسطلانی نے کہا یہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نہیں جنہوں نے اذان کو خواب میں دیکہا تہا مترجم کہتا ہے یہ
وہم ہے قسطلانی کا اور انکی کنیت ہی ابو محمد ہے اسلیے انکو وہم ہوا اور صحیح وہی ہی جو حافظ ابن حجر نے کہا زیلعی نے کہا عبداللہ
بن زید بن عبد ربہ نے اذان کو روایت کیا نہ وضو کو اور یہ وہم سفیان بن عیینہ نے کیا اور سوا انکے جتنے لوگ اس حدیث کو عمرو بن یحیی سے روایت
کرتے ہیں جیسے مالک وغیرہ وہ سب عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں ت اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا دو دو بار ف امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا اس حدیث کو امام احمد نے بہی اسیطرح روایت کیا
ہے اور اس باب میں روایت ہے ابوہریرہ اور جابر سے لیکن ابوہریرہ کی حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسکی اسناد میں عبداللہ بن فضل ہے اور اس سے روایت کیا جماعت نے لیکن منفرد ہوا اوس سے
روایت کرنیمیں عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان اور اسوجہ سے حدیث حسن ہو گئی ابوداؤد نے کہا اسمیں کوئی قباحت نہیں
اور وہ مظالم پر تہا بغداد میں علی بن المدینی نے کہا اوس میں کوئی قباحت نہیں اور ایسا ہی کہا احمد اور ابو زرعہ نے اور ابو حاتم
نے کہا اوسمیں قدر کا کچھ مادہ تہا اور اسکی عقل اخیر عمر میں بگڑ گئی تہی اور وہ مستقیم الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں یحیی نے ایک بار
کہا وہ ضعیف ہے دوسری بار کہا اوسمیں کچھ قباحت نہیں اور اسمیں ایک لمبا کلام ہے اور جابر کی حدیث کیطرف ترمذی نے
اشارہ کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دو بار وضو کرنا جائز ہے اور کافی ہے اور اسمیں کسیکا خلاف نہیں انتہی مترجم

فضیلت عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان

کہتا ہے اور متن سے بیان کیا جابر کی حدیث کو کہ نکالا اس کو مسلم و ابن ماجہ اور ترمذی نے اور اس باب میں مروی ہے اور صحابہ سے بھی
جیسے ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر سے بھی اور انکی حدیثیں وہ ہرگز صحیح نہیں اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے دو بار
وہی کہا کہ جابر کی حدیث کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا اور یہ اشارہ اوس کا باب ما جاء فی الوضوء مرۃ مرۃ میں ہی ہے روایت کیا
انہوں نے جابر کی حدیث کو باسناد باب ما جاء فی الوضوء مرۃ و مرتین و ثلثا میں اور حافظ ابن حجر نے جو ابوہریرہ کی حدیث میں ترمذی
سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا صحیح ہے مراد اس سے اسناد کی صحت ہے ترمذی نے اسکی اسناد کو حسن صحیح کہا اور حدیث کو حسن غریب کہا جیسی
نقل کیا امام شوکانی رح نے امام ابوحنیفہ سے حماد کی روایت کیا اونہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود بن یزید سے اونہوں نے حضرت عمر رض سے کہ انہوں
نے وضو کیا تو دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے اور کلی دو بار کی اور ناک میں پانی دو بار ڈالا اور منہ کو دو بار دھویا اور دونوں بانہوں کو دو بار دھو
اور سر پر مسح کیا دو بار آگے سے لیکر گئے اور پیچھے سے لائے اور دونوں پاؤں کو دھویا دو بار **باب** الوضوء ثلثا ثلثا تین تین بار
ہر ایک عضو کو دھونا وضو میں **حدثنا** عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی قال حدثنی ابراہیم بن سعد عن
ابن شہاب ان عطاء بن یزید اخبرہ ان حمران مولی عثمان اخبرہ انہ رای عثمان بن عفان دعا باناء فافرغ
علی کفیہ ثلاث مرار فغسلہما ثم ادخل یمینہ فی الاناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجہہ ثلثا و
یدیہ الی المرفقین ثلاث مرار ثم مسح براسہ ثم غسل رجلیہ ثلث مرار الی الکعبین ثم قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضا نحو وضوئی ہذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما
تقدم من ذنبہ وعن ابراہیم قال قال صالح بن کیسان قال ابن شہاب ولکن عروۃ یحدث عن حمران فلما
توضا عثمان قال لاحدثنکم حدیثا لولا آیۃ ما حدثتکموہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یتوضا
رجل یحسن وضوءہ ویصلی الصلوۃ الا غفر لہ ما بینہ وبین الصلوۃ حتی یصلیہا قال عروۃ الآیۃ
ان الذین یکتمون ما انزلنا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے ابراہیم بن سعد (عبد الرحمن بن عوف کے پوتے) نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہوں
نے کہا کہ عطاء بن یزید لیثی مدنی تابعی مشہور نے اونکو خبر دی **ف** اس اسناد میں سب مدینے والے ہیں اور اس میں تین تابعی
ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں حمران بن ابان اور عطاء اور ابن شہاب اور اسکے بعد کے اسناد میں چار تابعی ہیں حمران اور عروہ برابر
والے اور ابن شہاب اور صالح بن کیسان برابر والے (فتح) **ت** کہ حمران نے کہا جو مولی (غلام آزاد) تھے حضرت عثمان کے
انکے اونہوں نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ امیر المومنین ذو النورین کو قسطلانی نے کہا ہم نہیں
جانتے کہ انکے سوا کسی شخص نے پیغمبر کی دو صاحبزادیاں کو نکاح میں لایا ہو اور یہ شہید ہوئے یوم الدار میں جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ کو

ہجری مین اصح ہو اللہ اعلم سے) انہون نے برتن منگوایا شعیب کی روایت مین جو آگے آویگی کہ وضو کا پانی منگوایا اور ایسا ہی روایت
کیا مسلم نے یونس کے طریق سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو کا پانی لانے مین دوسرے کی مدد لینا درست ہے (فتح) اور اپنی دونو ہتھیلیون پر تین
بار پانی ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسکو تین بار دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے نہ اٹھے ہون جیسا گذرا (فتح)
پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ داہنے ہاتھ سے چلو لینا چاہیے اور یہ نہین نکلتا کہ چلو لینے کی نیت کرنا شرط
ہے یا نہین) اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا **ف** کشمیہنی کی روایت مین استنثر کے بدلے استنشق ہے اور معنی قریب قریب ہے یعنے ناک
مین پانی ڈالا اور تین بار کا اسمین ذکر نہین لیکن شعیب کی روایت مین جو آگے آتی ہے تین بار کی صراحت ہے اور اس حدیث کے کسی طریقہ
مین تین بار کی قید نہین پائی البتہ ابن منذر نے یونس سے اپنے نسخہ مین اسکی صراحت کی ہے اور ابو داؤد نے دو طریقون سے
ایسا ہی نکالا حضرت عثمان سے اور سب روایتون مین پہلے کلی کا ذکر ہے (فتح) **ت** پھر اپنے منہ کو تین بار دھویا **ف** یعنے کلی
اور ناک مین پانی ڈالنے کے بعد اور علماء نے اسکی حکمت یہ بیان کی ہے کہ پانی کے تین اوصاف ہین رنگ اور مزہ اور بو تو چلو مین پانی
لینے سے اسکا رنگ آنکھ سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ کلی کرنے سے اور بو ناک مین پانی ڈالنے سے اسلیے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے
کو مقدم کیا اور یہ دونو سنت ہین منہ دھونے سے پہلے اور منہ دھونا فرض ہے (فتح) **ت** اور دونو ہاتھون کو دونو کہنیون تک
تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر **ف** صحیحین کے کسی طریق مین مسح کا عدد مذکور نہین تو ایک بار مسح کرنا مسنون ہے اس طرح سے کہ پہلے
دونو ہاتھون کو پیشانی پر سے گدی تک لیجاوے پھر پیشانی تک لوٹا لاوے اور یہ ایک بار مسح ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور
امام شافعی نے کہا کہ مسح تین بار کرنا مستحب ہے جیسے دھونا ہر ایک عضو کا اور دلیل انکی روایت ہے مسلم کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تین تین بار وضو کیا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے اور صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ آپنے مسح کو مکرر نہین کیا
تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اکثر اعضا کو تین تین بار پاک کیا یا مراد وہ اعضا ہین جو دھوئے جاتے ہین ابو داؤد نے سنن مین
کہا حضرت عثمان کی سب صحیح حدیثین اسپر دلالت کرتی ہین کہ سر کا مسح ایک بار کرنا چاہیے اور ابن منذر نے کہا کہ رسول اللہ
سے سر کا مسح ایک بار ہی ثابت ہے اور مسح مبنی ہے تخفیف پر تو اسکا قیاس دھونے پر صحیح نہ ہوگا کیونکہ دھونے سے مبالغہ منظور
ہے عضو کو پورا کرنے مین اور اگر مسح مین بھی عدد کا اعتبار ہو تو وہ مثل دھونے کے ہو جاویگا کیونکہ دھونا کہتے ہین پانی بہانے
کو اور ملنا شرط نہین صحیح مذہب پر اکثر علماء کے نزدیک اور ابو عبید نے مبالغہ کیا اور انہون نے کہا ہم سلف مین سے کسی شخص کو
نہین جانتے جسنے سر کا مسح تین بار مستحب کیا ہو سوا ابراہیم تیمی کے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے انس
اور عطا وغیرہما سے تین بار مسح نقل کیا ہے اور ابو داؤد نے دو طریقون سے حضرت عثمان سے تین بار مسح روایت کیا اور ان دونو
طریقون مین سے ایک طریق کو ابن خزیمہ نے صحیح کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے (فتح مع زیادة) امام شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا

ترمذی نے ابو حیہ سے روایت کیا اور کہا صحیح ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے وضو کیا پھر دونو ہاتھ دھوئے یہانتک کہ اونکو صاف
کیا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دھویا اور تین بار دونو ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا ایکبار پھر دونو پاؤ
دھوئے ٹخنوں تک پھر کہا میں نے چاہا تمکو دکھلاؤں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تھے اور روایت کی اسحدیث کو ابن ماجہ نے
اور روایت کیا سلمہ بن الاکوع اور ابن ابی اوفے سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں انس سے اوسمیں یہ ہے کہ مسح
کیا اپنے سر پر ایکبار حافظ نے کہا اسناد اسکا اچھا ہے اور روایت کیا اسکو ابو علی بن سکن نے رزین بن حکیم سے اونہوں نے ایک مرد انصار
سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حضرت عثمان کی حدیث طول کے ساتھ اسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایکبار اور یہ حدیث
صحیحین میں بنا ہے پر اسمیں عدد کی قید نہیں ہے اسیطرح عبد اللہ بن زید کی حدیث بھی صحیحین میں ہے اوسمیں سر کا مسح مطلق ہے کوئی عدد
مذکور نہیں حافظ نے کہا عبد اللہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایکبار اسیطرح ابن عباس کی حدیث میں جو آگے
آویگی اوسمیں بھی یہی ہے کہ مسح ایکبار کیا اور ابو داود نے ابن ابی لیلے کے طریق سے نکالا اوسمیں یہ ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا
اونہوں نے وضو کیا اوسمیں یہ ہے کہ اپنے سر پر ایکبار مسح کیا پھر کہا میں نے ایسا ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے
اور ابو داود نے ابن جریج کے طریق سے بھی نکالا کہ حضرت علی رض نے مسح کیا اپنے سر پر ایکبار اور ترمذی نے ربیع سے روایت کیا کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے اونہوں نے کہا کہ آپ نے مسح کیا آگے اور پیچھے دونو کنپٹیوں پر اور دونو کانوں پر
ایکبار ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکی صحیح ہونے میں اعتراض ہے کیونکہ ترمذی نے یہ حدیث ابن عقیل کے طریق سے
روایت کی اور نسائی نے امام حسین بن علی رض سے روایت کیا اونہوں نے حضرت علی رض سے کہ انہوں نے مسح کیا اپنے سر پر ایکبار اور روا
کیا اسکو امام احمد اور بیہقی نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی سے اوسمیں یہ ہے کہ ایکبار مسح کیا سر کا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے زر
بن حبیش سے اوسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر یہانتک کہ اسمیں سے پانی ٹپکتا تھا اور نسائی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو وضو سکھلایا اوسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اونہوں نے ایکبار اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سر کا مسح ایکبا
ہی بار کرنا سنت ہے اور اسمیں اختلاف ہے عطا اور اکثر عترت کا اور شافعی کا یہ قول ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار کرنا افضل ہے اور انکی
دلیل حدیث ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی کہ ان دونو نے تین بار مسح کیا اور دونو حدیثوں میں کلام ہے لیکن حضرت
علی کی حدیث تو نکالا اسکو دارقطنی نے عبد خیر سے امام ابو یوسف کی روایت سے اونہوں نے امام ابو حنیفہ رح سے اونہوں نے خالد بن
علقمہ سے اونہوں نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی رض سے دارقطنی نے کہا کہ ابو حنیفہ رح نے اور حافظوں کا خلاف کیا
اسحدیث میں اور تین بار کا لفظ کہا حالانکہ وہ ایکبار ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الملک بن سلع سے اونہوں نے عبد خیر
سے اس روایت میں بھی یہ ہے کہ آپ نے مسح کیا اپنی سر اور کانوں پر تین بار اور ایسا ہی روایت کیا بیہقی نے خلافیات میں ابو حیہ کے طریق

سے اونہون نے حضرت علی رض سے اور روایت کیا اسکو بزار نے بھی اور روایت کیا بیہقی نے سنن مین محمد بن علی کے طریق سے اونہون نے
اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے اونہون نے انکے دادا حضرت علی رض سے وضو کی صفت کو اور طبرانی نے بھی روایت کیا اوسکی اسناد
عبد العزیز بن عبید اللہ سے ہے حافظ نے کہا وہ ضعیف ہے اور حضرت عثمان رض کی حدیث کو نکالا ابو داؤد و بزار اور دارقطنی نے اور
یہ بھی کہ سر کا مسح تین بار اور اسکی اسناد مین عبد الرحمن بن وردان ہے ابو حاتم نے کہا اوسمین کچھ قباحت نہین اور ابن معین نے کہا
وہ صالح ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور متابعت کی اسکی ہشام بن عروہ نے روایت کیا اسکو بزار نے اور روایت
کیا اونہون نے اسکو عبد الکریم کے طریق سے اونہون نے حمران سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو علقمہ کی
حدیث سے جو مولی ہین ابن عباس کا حضرت عثمان سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے
عامر بن شقیق کے طریق سے اوسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایسا
ہی کیا اور عامر بن شقیق کے باب مین اختلاف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور ابن سکن نے اور اسکی اسناد مین ابن دارہ
مجہول ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے عطا بن ابی رباح سے اونہون نے عثمان سے اور اسکی سند منقطع ہے اور روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین ابن بیلمانی ہے وہ نہایت ضعیف ہے اور وہ روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے دوسرے اسناد سے اوسمین اسحق بن یحیی ہے وہ قوی نہین ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے حضرت
عثمان سے اوسمین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے وضو کیا تین تین بار اور اسناد اسکا اچھا ہے اور حدیث مسلم اور بیہقی نے روایت کی دوسرے
طریق سے اوسمین مسح کا ذکر نہین ہے بیہقی نے کہا یہ حدیث کئی غریب طریقون سے مروی ہے حضرت عثمان سے اور ان طریقون مین
سر کا مسح تین بار مذکور ہے مگر یہ خلاف ہے ثقات کی روایت کے اور اہل معرفت کے نزدیک حجت نہین ہین اگرچہ ہمارے بعض اصحاب
حجت لاتے ہین اونسے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد نے جسکو مصنف آگے ذکر کریگا اور ابن جوزی نے کشف المشکل مین میل
کیا ہے اسطرف کہ تکرار مسح کی روایت صحیح ہے اور ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا ہم سلف کے کسی عالم کو نہین جانتے جس سے تین بار
سر کا مسح منقول ہو سوا ابراہیم تیمی کے حافظ نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر اور عطا اور زاذان اور
میسرہ سے اور ابو العلا کے طریق سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے اور کہا کہ نادر بات یہ ہے جو شیخ ابو حامد اسفرائنی
نے نقل کیا بعض علما سے کہ انہون نے واجب کیا تین بار مسح کرنیکو اور صاحب ابانہ نے اسکو نقل کیا ابن ابی لیلی سے اور مجاہد
اور حسن بصری اور ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو نصر کا جو شافعی کے اصحاب مین سے ہین یہ قول ہے کہ مسح کی تکرار مستحب نہین
اور انکی حجت وہ ہے جو صحیحین مین عثمان اور عبد اللہ بن زید کی حدیثین مروی ہین جنمین مسح کا عدد مذکور نہین حالانکہ اور اعضا
مین تین تین بار کا ذکر ہے اور حجت لی انہون نے باب کی حدیث سے اور اسکے بعد جو روایتین ذکر کرینگے جنمین ایکبار مسح کرنے

کی تصحیح ہے اور انصاف یہ ہے کہ تین بار مسح کرنیکی حدیثیں اعتبار کے درجے تک نہیں پہونچیں تا کہ اُنسے حجت لینا لازم ہو کیونکہ اس میں
زیادت ہے اس صورت میں صحیحین کی روایات پر عثمان اور عبد اللہ بن زید وغیرہ کے عمل کرنا ضرور ہے خاص کر جب اور روایتوں
میں ایک بار کی تصحیح ہو اور یہ حدیث کہ جو اُس پر زیادہ کرے اُسنے برا کیا اور ظلم کیا جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے صحیح کہا حکم کرتی ہے
وضو میں زیادتی کی ممانعت کا یعنے اس وضو پر زیادتی کا جسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور سعید بن
منصور کی روایت میں اسی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ نے مسح کیا اپنے سر کا ایک بار پھر فرمایا جو کوئی زیادہ کرے اخیر تک
حافظ نے فتح میں کہا جو حدیثیں تکرار مسح میں آئی ہیں اگر وہ صحیح ہوں تو انکا مطلب یہ ہے کہ ساری سر پر مسح کرنا چاہیے نہ یہ
کہ کئی مسح مراد ہیں اور نسائی کی روایت میں عبد اللہ بن زید سے اور ربیع سے ترمذی اور ابو داؤد میں دو بار مسح کرنا منقول
ہے اور انمیں بھی گفتگو ہے جو اوپر گذری اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد نے ابن عباس رضہ سے کہ اونہوں نے دیکھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے پھر بیان کیا حدیث کو سب اعضا تین بار دھوئے اور مسح کیا اپنے سر اور دونو
کانو پر ایک بار اور ابو داؤد نے حضرت عثمان سے روایت کیا اونہوں نے ایسا ہی وضو کیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے ہوئے دیکھا شوکانی نے کہا پہلی حدیث میں دار قطنی نے علت نکالی اور صحیح کیا اوسکا ابو الحسن
بن قطان نے اور کہا جو علت انہوں نے نکالی وہ علت نہیں ہے اور حدیث یا صحیح ہے یا حسن اور دوسری حدیث پر گفتگو ہے
وہ آگے گذر چکی مصنف نے کہا حضرت عثمان کی حدیث صحیحین سے اوپر گذری جس میں سب اعضا میں تین تین بار ہے اور سر کے
مسح میں تین بار نہیں ہے ابو داؤد نے کہا عثمان کی کل صحیح روایتیں اسپر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک ہی بار ہے
کیونکہ ان روایتوں میں تین تین بار وضو مذکور ہے اور سر کے مسح میں اسقدر ہے کہ مسح کیا اور اسمیں عدد کا ذکر نہیں انتہے
تمام ہوا کلام امام شوکانی کا نیل الاوطار میں زیلعی نے تخریج ہدایہ میں کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو انس کی حدیث بیان کی کہ انہوں
نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار پھر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حدیث انس کی روایت
سے غریب ہے اور اصل حدیث صحیحین میں موجود ہے عبد اللہ بن زید کی روایت سے اوسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر پھر آگے
سے لیگئے اور پیچھے سے لے آئے ایک بار اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے جو دوسرے کی تقلید سے یہ کہا کہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید
نے امام میں لکھا روایت کیا انس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں راشد ابی محمد حمانی کی روایت سے اونہوں نے کہا میں نے
انس کو زاویہ میں دیکھا تو میں نے کہا مجھکو بتلاؤ وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکر تھا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ تم حضرت
کو وضو کراتے تھے یہ سنکر انس نے وضو کا پانی منگوایا پھر ایک طشت اور پیالہ لایا گیا اور اُنکے سامنے رکھا گیا اونہوں نے اپنے
ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونو پہونچوں کو اچھی طرح دہویا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دہویا

پھر داہنا ہاتھ نکالا اوسکو تین بار دھویا پھر بایان ہاتھ تین بار دھویا پھر سر پر مسح کیا ایک بار فقط یہ کہا کہ ہاتھون کو اپنے دونو
کانو نپر پھرایا اور انپر مسح کیا اور یہ حدیث نہ امام مین پائی نہ طبرانی کے معجم اوسط مین اور ضعیف کرتی ہے اسکو ابن ابی شیبہ کی
روایت مصنف مین اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحق ازرق ابو العلا نے اونہون نے روایت کی قتادہ سے اونہون نے انس سے کہ وہ مسح
کرتے تھے سر پر تین بار اور ہر ایک مسح کے لیے نیا پانی لیتے تھے اور اس باب مین ایک اور حدیث ہے جسکو چارون سنن والون نے عبد خیر سے روایت
کیا اونہون نے حضرت علی سے اونکے پاس ایک برتن لایا گیا پانی کا اور طشت انہون نے برتن سے پانی ڈالا داہنے ہاتھ پر پھر دونو ہاتھ
دھوئے تین بار پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار پھر منہ کو دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایان ہاتھ تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن
مین ڈالا اور سر پر ایک بار مسح کیا پھر داہنا پانون تین بار دھویا اور بایان پانون تین بار دھویا پھر کہا جسکو اچھا معلوم ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضو کو جاننا
وہ ایسا ہی تھا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث بیان کی ہمسے حفص بن غیاث نے انہون نے روایت
کی اعمش سے اونہون نے ابو اسحق سے اونہون نے اپنے دادے سے اونہون نے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تین تین بار وضو کرتے تھے مگر مسح ایک ہی بار کرتے تھے اور اس روایت مین ہمارے اصحاب کا مطلب صاف ہے لیکن یہ روایت
ضعیف ہے اور ایک اور حدیث ہے جسکو نکالا ابو داؤد نے عباد بن منصور سے اونہون نے عکرمہ بن خالد سے اونہون نے سعید بن جبیر رض
سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ اونہون نے حضرت صلعم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے پھر بیان کیا اعضا مین تین تین بار دھونا اور
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانو نپر ایک بار اور عباد بن منصور کے باب مین گفتگو ہے یحیے بن سعید نے اوسکو پسند نہین کیا ابن معین
نے کہا وہ کچھ نہین نسائی نے ضعیف کیا ابن الجنید نے کہا وہ متروک ہے قدری ہے لیکن عباس نے یحیے سے روایت کیا کہ اسکی
حدیث تھی نہین پر لکھی جاویگی اور ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور ایک اور حدیث ہے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین یحیے بن حبان
سے اونہون نے محمد بن عبد الرحمن بن سعد مخزومی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے دادا نے کہ حضرت عثمان رض
اپنے چند اصحاب کو لیکر نکلے یہانتک کہ مقاعد مین بیٹھے پھر پانی منگوایا وضو کا اور دونو ہاتھ اپنے تین بار دھوئے اور کلی کی تین بار
اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ دھویا تین بار اور دونو ہاتھ دھوئے تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور دونو پانو
دھوئے تین بار پھر کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور مین با وضو تھا پر مین نے چاہا تمکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھلانا اور مسح تین بار کرنے مین بعضی حدیثین صریح ہین اور بعضی گول گول صریح حدیثین یہ ہین
عامر بن شقیق بن جمرہ کی حدیث انہون نے روایت کی شقیق بن سلمہ سے اونہون نے کہا مینے حضرت عثمان رض کو دیکھا اونہون نے
اپنے ہاتھ تین بار دھوئے اور سر پر مسح کیا تین بار پھر کہا مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپنے ایسا ہی کیا ابو داؤد نے کہا اس حدیث کو
وکیع نے اسرائیل سے روایت کیا اور کہا کہ وضو کیا انہون نے تین تین بار فقط اور حضرت عثمان کی صحیح حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ انہون نے

سر کا مسح ایک بار کیا کیونکہ راویون نے سب اعضا تین تین بار کہا ہے اور سر کے مسح مین عدد کو بیان نہین کیا اور عامر بن شقیق
کا حال اوپر گذر چکا ابن معین نے اوسکو ضعیف کہا اور ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہین اور نسائی نے کہا اوسمین کچہ قباحت
نہین اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اپنی سنن مین صالح بن عبد الجبار سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
عبد الرحمان بن بیلمانی نے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عثمان رض سے کہ اونہون نے وضو کیا مقاعد مین
پہر بیان کیا مسح کو تین بار اور اعضا کو بہی تین تین بار ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا کہ صالح بن عبد الجبار کو مین نہین پہچانتا
مگر اسی حدیث مین اور وہ مجہول الحال ہے اور محمد بن عبد الرحمن بن بیلمانی کو بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے نقل کیا یہ ترمذی نے
اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند مین حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر نے اونہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن وردان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اونہون نے روایت کی حمران سے
اونہون نے عثمان سے یہی حدیث   بزار نے کہا ہم نہین جانتے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حمران سے کچہ روایت کی
ہو مگر یہی حدیث اور روایت کیا اسکو ابو داود نے اپنی سنن مین عبد الرحمان بن وردان سے اور عبد الرحمن بن وردان اسکی کنیت ابو بکر
غفاری ہے ابن معین نے کہا وہ اچھا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا مینے اپنے باپ سے اسکا حال پوچھا اونہون نے کہا اسمین کچہ برائی
نہین اور اس حدیث کا ایک چوتہا طریقہ ہے جسکو بیہقی نے خلافیات مین نکالا اور سنن مین اسکی طرف اشارہ کیا لیث بن
سعد سے اونہون نے خالد سے اونہون نے سعید بن ابی ہلال سے اونہون نے عطا بن ابی رباح سے کہ حضرت عثمان رض کے پاس وضو کا
پانی لایا گیا پہر بیان کیا حدیث کو اور کہا کہ مسح کیا سر پر تین بار پہر پہا تک کے گدی اور دونو کانونکا بہی شیخ تقی الدین نے امام مین
کہا یہ حدیث منقطع ہے عطا بن ابی رباح نے حضرت عثمان کو نہین دیکھا اور حضرت علی کی حدیث اسکی بہی کئی طریقے ہین
ایک تو دارقطنی نے نکالا امام ابو یوسف قاضی سے اونہون نے امام ابو حنیفہ رح سے اونہون نے خالد بن علقمہ سے اونہون نے
عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی رض سے کہ اونہون نے وضو کیا پہر دونو ہاتہ تین بار دہوئے اسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار
اور اپنے دونو پاؤن کو دہویا تین بار پہر کہا جو شخص چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پورا دیکھنا وہ اسکو دیکھے اور ایک
روایت مین یہ ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا دارقطنی نے کہا ابو حنیفہ رح نے ایسا ہی روایت کیا خالد
بن علقمہ سے اونہون نے عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی رض سے اور کہا مسح کیا اپنے سر پر تین بار اور مخالفت کی ابو حنیفہ کی
ایک جماعت نے ثقہ اور حافظون کی جیسے زائدہ بن قدامہ اور سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو عوانہ اور شریک اور ابو الاشہب جعفر بن
الحارث اور ہارون بن سعد اور جعفر بن محمد اور حجاج بن ارطاط اور ابان بن تغلب اور علی بن صالح اور حازم بن ابراہیم اور حسن
بن صالح اور جعفر بن الاحمر ان سب لوگون نے روایت کیا اسکو خالد بن علقمہ سے اور سب نے یہ کہا کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور

ہم نہین جانتے کہ کسی نے اسحدیث مین تین بار مسح نقل کیا ہو سوا ابو حنیفہ کے انتہی دوسرا طریقہ بزار نے نکالا اپنی مسند مین ابو داؤد طیالسی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے انہون نے روایت کی ابو اسحق سے انہون نے ابو حیہ بن قیس سے اونہون نے حضرت علی کو جسے مین دیکھا اونہون نے وضو کیا اور دونو ہاتہہ دہوئے پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور سر پر مسح کیا تین بار اور دونو پانون دہوئے ٹخنون تک تین تین بار پہر کہا مین نے چاہا کہ تمکو دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تہے ابن قطان نے اپنی کتاب مین بزار سے یہ روایت نقل کی اور یہ نہین کہا کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف اور اسحدیث کا ایک اور طریق ہے جو طبرانی نے اپنی کتاب مین شامیون کے مسند مین نکالا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن علی بن خلف دمشقی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن عبد الرحمان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عبد الرحمان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عیاش نے اونہون نے روایت کی عبد العزیز بن عبید اللہ سے اونہون نے عثمان بن سعید نخعی سے انہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاؤن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہم نے کہا کیون نہین پہر انکے پاس ایک طشت لایا گیا پانی کا اونہون نے دونو پہونچے دہوئے اور منہ تین بار پہر دونو ہاتہہ کہنیون تک تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایک پانی سے اور دونو پانون کو دہویا تین بار اور عبد اللہ بن زید کی حدیث کو نسائی نے سنن مین نکالا سفیان بن عیینہ سے اونہون نے عمرو بن یحیے سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے جنہون نے اذان خواب مین دیکہی انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ نے وضو کیا اور منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو دو بار اور دونو پانون کو دو بار دہویا اور سر پر مسح کیا دو بار اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن مین پہر کہا مخالفت کی سفیان بن عیینہ کی مالک اور وہیب اور سلیمان بن بلال اور خالد واسطی وغیرہم نے ان سب لوگون نے روایت کیا اسکو عمرو بن یحیے سے اوسمین یہ ہے کہ پہر مسح کیا اپنے سر کا اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے ایک بار ابن عبد البر نے کہا دو بار سر کا مسح کسی نے بیان نہین کیا سوا ابن عیینہ کے اور وہم کیا اسمین ابن عیینہ نے اور مین سمجہتا ہون انہون نے آگے سے لیجانے اور پیچھے سے لانے کو دو بار سمجہا اور ابن عیینہ سے مسدد اور محمد بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے ایسا ہی روایت کیا یعنے دو بار مسح کو بیان کیا اور حمیدی نے یون روایت کیا کہ مسح کیا اپنے سر پر اور دو بار کا ذکر نہین کیا گول گول حدیثین یہ ہین ایک تو عبد اللہ بن زید کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا روایت کیا اسکو بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو انس سے کہ حضرت عثمان نے وضو کیا مقاعد مین اور کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پہر وضو کیا تین تین بار بیہقی نے کہا امام شافعی نے اسحدیث پر اعتماد کیا مکرر مسح مین حالانکہ یہ روایت مبہم ہے اور دوسری صحیح

روایتوں میں جو حضرت عثمان سے ثابت ہیں یہ ہے کہ تکرار مسح کے سوا اور اعضاء میں کئی ہے اور سر پر ایک ہی بار مسح کیا اور امام بیہقی نے کہا کہ نادر
روایتوں سے تکرار مسح حضرت عثمان سے منقول ہے مگر وہ ردی ہیں خلاف ہیں حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کے اور اہل معرفت کے نزدیک حجت نہیں
ہیں اگرچہ ہمارے بعض اصحاب نے اس سے حجت لی ہے انتہی اور ترمذی نے روایت کیا سفیان سے کہ انہوں نے ابو اسحق سے انہوں نے ابو حیہ سے انہوں نے
حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار بعضے ہمارے اصحاب نے کہا کہ ایسی حدیثوں سے مسح کی تکرار ثابت نہیں ہوتی کیونکہ
تین بار کا عدد ان اعضاء سے متعلق ہے جو دھوئے جاتے ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ترمذی نے اسی حدیث کو ابو الاحوص سے روایت کیا انہوں نے
ابو حیہ سے انہوں نے حضرت علی رض سے اس میں یہ ہے کہ انہوں نے وضو کیا اور دونو پہونچوں کو دہویا پھر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی
ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہوں کو تین بار اور مسح کیا سر پر ایک بار پھر دونو پاؤں دہوئے پھر کہا میں نے چاہا تمکو دکھلاؤں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر تہا تو یہ روایت تفسیر ہے پہلی روایت کی اور مؤید ہے اسکے حضرت عثمان کی حدیث صحیحین میں
کہ انہوں نے وضو کیا تو منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہوں کو تین بار پھر کہا اور مسح کیا سر پر اور کوئی عدد بیان نہیں کیا پھر کہا اور دونو
پاؤں دہوئے تین بار مخالف یہ کہتا ہے کہ وضو شامل ہے دہونے اور مسح کرنیکو تو جب کہا وضو کیا تین تین بار اس سے یہ نکلا کہ مسح بھی تین بار
کیا تمام ہوا کلام زیلعی کا **ت** پھر دہویا اپنے دونو پاؤں کو تین بار دونو ٹخنوں تک پھر کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص وضو کرے میرے وضو کی طرح **ف** نووی نے کہا یوں نہیں فرمایا کہ میرے وضو کی مثل کیونکہ آپکی مثل درحقیقت کوئی وضو نہیں کر سکتا
حافظ ابن حجر نے کہا مثل کا لفظ بھی موجود ہے خود مؤلف کی روایت میں رقاق میں معاذ بن عبد الرحمان سے اور انہوں نے حمران سے انہوں
نے عثمان سے اور صیام میں یہ ہے جو میرا وضو کرے یا اور مسلم نے زید بن اسلم سے روایت کیا حمران سے اور اس میں یہ ہے کہ جو وضو کرے میرے وضو
کی مثل اس صورت میں نحو (طرح) کا لفظ راویوں کا تصرف ہے کیونکہ نحو کا اطلاق مجازاً مثلیت پر ہوتا ہے اور مثلیت اگرچہ ظاہر
میں مساوات کو مقتضی ہے لیکن کبھی اسکا اطلاق غلبہ مشابہت پر بھی ہوتا ہے اور اس صورت میں دونو روایتیں منطبق ہو جاوینگی
(فتح) **ت** پھر دو رکعتیں پڑھے اور اپنے جی میں باتیں نہ کرے ان دونو رکعتوں میں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث
سے یہ نکلا کہ وضو کے بعد دو رکعتیں پڑہنا مستحب ہے اور اسکو تحیۃ الوضو کہتے ہیں اور جی میں باتیں نہ کرنے سے یہ غرض ہے کہ جن خیالات
کا دفع ہو سکتا ہے ان میں دل نہ لگاوے اور جو وسوسے بے اختیار آجاتے ہیں وہ معاف ہیں قاضی عیاض نے نقل کیا بعضوں سے کہ مراد
وہ شخص ہے جسکے دل میں ان دونو رکعتوں میں مطلق وسوسہ نہ آوے اور شاہد ہے اسکی وہ روایت جو ابن مبارک نے زہد میں نکالی اس
میں ہے کہ جسکے جی میں باتیں نہ کریں اور امام نووی نے اسکا رد کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی اگرچہ دل میں بعضے وسوسے
ایسے آجاویں جو جمے نہیں البتہ جس شخص کے ذہن میں بالکل وسوسے کسی طرح کا نہ آوے اسکا درجہ نہایت اعلی ہے پھر یہ خیالات بعضے دنیاوی
ہوتے ہیں انکو تو مطلقاً دفع کرنا چاہیے اور حکیم ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اس میں یہ ہے کہ جی میں باتیں نہ کرے دنیا کی اور ان

مبارک نے بھی زہری سے یہ حدیث کو نکالا اور ابن منبہ نے مصنف میں بعضی خیالات آخرت سے متعلق ہوتے ہیں پھر اگر وہ بے تعلق ہوں تو
دنیاوی خیالات کے مشابہ ہیں اونکو بھی دفع کرنا چاہیے اور اگر اس نماز سے متعلق ہوں تو انکو دفع نہ کرے اور باقی بحث اس حدیث کی
خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی (فتح) **ت** اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** کبائر ہوں یا صغائر لیکن
علماء نے صغائر کو خاص کیا ہے کیونکہ ایک روایت میں کبائر کا استثناء ہی اور یہ اسکے باب میں ہوگا جسکے گناہ صغائر بھی ہوں
اور کبائر بھی لیکن جسکے گناہ صرف صغائر ہوں تو وہ بالکل معاف ہو جاوینگے اور جسکے گناہ صرف کبائر ہوں تو بقدر صغائر کے
اونمیں تخفیف ہو جاویگی اور جسکے نہ صغائر ہوں نہ کبائر اسکی نیکیاں زیادہ ہو جاوینگی اس حدیث سے یہ نکلا کہ کام کرکے تعلیم کرنا جائز
ہے کیونکہ شاگرد کی سمجھ میں خوب آجاتا ہے اور وضو میں ترتیب لازم ہے اور اخلاص کی ترغیب اور ڈرانا اوسکو جو نماز میں دنیا کے
خیالات کرے اور اسکو جو گناہ کا عزم کرے کیونکہ اکثر نماز میں وہ باتیں زیادہ یاد آتی ہیں جنمیں انسان پھنسا رہتا ہے بہ نسبت غیر نماز کے
اور مصنف نے رقاق میں اس حدیث کو روایت کیا اسکے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مغرور ہو یعنے
یہ خیال کرکے کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں برے کام زیادہ مت کرو کیونکہ بندہ کو معلوم نہیں کہ اسکی نماز قبول ہوئی یا نہیں
اور گناہ بھی نماز سے فنا ہونگے جو قبول ہو (فتح) **ت** اور روایت کی ابراہیم (ابن سعد) سے یعنے ہمسے عبد العزیز بن عبد اللہ
اویسی نے اور مغلطائی نے کہا کہ یہ تعلیق ہے حالانکہ مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے روایت کیا انہوں
نے اپنے باپ سے ان دونوں سندوں کے ساتھ اور جب یعقوب کے باپ سے دونوں سندیں موجود ہوں تو عبد العزیز کے پاس ہونے سے کیا مانع
ہے اور اسکے بعد میں نے ابو عوانہ کے صحیح میں یہ دوسری روایت عبد العزیز اویسی کے طریق سے پائی اور میرا خیال صحیح نکلا شکر اللہ کا
(فتح) اونہوں نے کہا صالح بن کیسان نے کہا ابن شہاب (زہری) نے کہا لیکن عروہ کیحدیث بیان کرتے تھے حمران سے
جب حضرت عثمان نے وضو کیا تو کہا میں تمسے ایک حدیث بیان کروں اگر ایک آیت نہ ہوتی تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا
تمسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی شخص ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے اور نماز پڑھے مگر
اسکے گناہ بخشے جاوینگے جو دوسری نماز تک ہوں جسکو وہ پڑھے عروہ نے کہا آیت سے مراد یہ آیت ہے ان الذین یکتمون ما
انزلنا **ف** من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون یعنے جو
لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اتارا ہم نے نشانیوں اور ہدایت کی باتوں میں سے بعد اسکے کہ ہم بیان کر چکے اسکو لوگوں کے
لیے کتاب میں وہی لوگ لعنت کرتا ہے انپر اللہ جل جلالہ اور لعنت کرتے ہیں اونپر لعنت کرنیوالے یہ آیت سورہ بقرہ دوسرے
پارے میں ہے بغوی نے کہا یہ آیت یہود کے مولویوں میں اوتری جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور صفتوں کو
جو توریت شریف میں تھیں چھپاتے تھے اور رجم کا حکم اور دوسرے احکام پوشیدہ کرتے تھے حافظ ابن حجر نے کہا ابن شہاب کے

دونوں شیخوں نے یعنی عطاء بن یزید اور عروہ نے خلاف کیا ایک دوسرے کا اس حدیث کے روایت کرنے میں حمران سے انہوں نے عثمان سے
تو عطاء نے ایک طرح روایت کی اور عروہ نے دوسری طرح اور یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ الگ الگ دو حدیثیں ہیں اور ان دونوں
کو معاذ بن عبد الرحمن نے روایت کیا اور بخاری نے اسکے طریق سے نکالا عطاء کی روایت کیطرح اور مسلم نے عروہ کی روایت
کیطرح اور روایت کیا اسکو مسلم نے دوسرے طریق سے ہشام بن عروہ سے (فتح) قسطلانی نے کہا جی میں باتیں کرنے سے
غرض یہ ہے کہ دنیا کی خیالات نہ کرے اس صورت میں آخرت کے خیالات جو پڑھتا ہے قرآن سے اسکے معانی میں فکر مخل ہونگے اور
حضرت عمر رض نماز میں اپنے لشکر کا سامان کرتے اور جو لوگ دنیا کے مجاہلوں سے پاک ہیں اور اللہ کی یاد انکے دل پر غالب ہے
اونسے یہ بات ممکن ہے کہ دل میں کوئی خیال نہ آوے سعد سے مروی ہے کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوا تو مجھے اور کوئی خیال سوا نماز کے نہیں
آیا زہری نے کہا اللہ سعد پر رحم کرے اگر یہ بات واقعی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ سوا پیغمبر کے اور کسی شخص میں نہ ہوگی اور یہ آیت اگرچہ
اہل کتاب کے شان میں ہے مگر اوسکا لفظ عام ہے اور اسیواسطے حضرت عثمان نے اس سے استدلال کیا اور ظاہر حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ مغفرت حاصل نہ ہوگی جب تک اچھا وضو اور نماز دونوں نہ کرے ابن دقیق العید کی کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے
اور جن لوگوں نے اس حدیث کو صرف وضو کی فضیلت میں ذکر کیا ہے انپر یہی اعتراض ہوتا ہے اور جواب ممکن ہے اسطرح
کہ وضو جز ہے سبب فضیلت کا اور ایسی جز کی فضیلت ظاہر ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ثواب یعنی اگلے گناہوں
کی مغفرت جب ہی حاصل ہوگا جب وضو اور نماز دونوں کرے اور صرف وضو سے بھی ثواب ہوگا اور ابوہریرہ کی صحیح حدیث
میں ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے تو اسکے گناہ نکل جاتے ہیں اوسمیں نماز کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ حدیث محمول ہو اس حدیث
پر لیکن مسلم نے حضرت عثمان سے روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ نماز اور مسجد کو جانے کا الگ ثواب ہے اور جواب یہ ہے کہ شاید یہ مختلف
ہو باختلاف اشخاص تو بعضے کو صرف وضو سے مغفرت حاصل ہو جاوے اور بعضے کو وضو اور نماز دونوں سے واللہ اعلم انتہی مختصرا

بَابُ الْاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوْءِ وضو میں ناک سنکنے کا بیان **ف** یعنی جو پانی ناک کے اندر وضو میں جاتا ہے اوسکو باہر
نکالنا اندر سے ناک کو صاف کرنیکے لیے خواہ یہ کام ہاتھ کی مدد سے کرے یا بغیر ہاتھ کی مدد کے اور مالک سے منقول ہے کہ بغیر ہاتھ کی
مدد کے مکروہ ہے کیونکہ مشابہت ہوتی ہے جانور سے اور مشہور یہ ہے کہ مکروہ نہیں تو مستحب یا یہ ہے کہ ہاتھ سے سنکنا ہے نسائی نے اسپر باب
باندھا ہے اور حضرت علی سے ایسی ہی روایت کی ہے (فتح) ذَكَرَهُ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذکر کیا ہے ناک سنکنے کو (وضو میں) حضرت عثمان اور عبد اللہ بن زید اور ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے **ف** حضرت عثمان کی حدیث تو اوپر گذر چکی اور عبد اللہ بن زید کی آگے آویگی اور ابن عباس کی حدیث صفۃ الوضوء میں گذری
لیکن اسمیں ناک سنکنے کا ذکر نہیں ہے اور شاید مراد امام بخاری کی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی

مرفوعًا آئی ہین یہ ہے ناک سنکو دو بار اچھی طرح سے یا تین بار اور ابوداؤد طیالسی کی روایت مین ہے جب کوئی تم مین سے وضو کرے اور
ناک سنکے تو دو بار یا تین بار ایسا کرے اور اسکا اسناد اچھا ہے رفتح حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو اِدْرِيسَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ
فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان مروزی) نے اونہون نے کہا خبر
دی ہم کو عبداللہ (ابن مبارک) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یونس (بن یزید ایلی) نے انہون نے روایت کی (ابن شہاب) زہری
سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو ابوادریس (عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی تابعی) نے اونہون نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونہون نے
روایت کی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص وضو کرے وہ ناک سنکے اور جو شخص پتھرون سے استنجا
کرے وہ طاق پتھر لیوے ف حافظ ابن حجر نے کہا ناک سنکنے امر ہے اور اس سے وجوب نکلتا ہے تو جن لوگون نے ناک مین پانی ڈالنا
واجب کیا ہے جیسے احمد اور اسحق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر نے اُن کو ناک سنکنے کے وجوب کا بھی قائل ہونا لازم ہے اور مغنی
والے کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے وجوب کے بھی قائل ہین اور کہتے ہین ناک مین پانی ڈالا پر انہین ہوتا جب تک ناک
سنکے نہین اور ابن بطال نے تصریح کی کہ بعض علما ناک سنکنے کو وجوب کے قائل ہین اور اس سے غلط ہوتا ہے یہ قول کہ اجماع
ہے اوسکے واجب نہونے پر اور جمہور کہتے ہین کہ یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا اور کہا حسن ہے اور حاکم نے اور کہا
صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ نے تجھکو حکم دیا اور اس مین ناک سنکنے کا ذکر نہین
ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ کا حکم عام ہے اس سے جو آیت وضو مین مذکور ہے کیونکہ اللہ نے حکم دیا اپنے پیغمبر کی اطاعت کا تو کیا او
اللہ کا حکم بھی آپ ہی سے معلوم ہوا اور جن لوگون نے آپ کا وضو نقل کیا ہے اُن مین کسی نے یہ نقل نہین کیا کہ آپ نے ناک مین پانی ڈالنا
ترک کیا یا کلی کرنا اور اس سے رد ہوا اسکا جو کلی کو واجب نہین کہتا اور کلی کے لیے تو حکم ثابت ہے سنن ابوداؤد مین باسناد صحیح
اور ابن منذر نے کہا کہ امام شافعی نے جو ناک مین پانی ڈالنا واجب نہین کیا حالانکہ اسکا حکم صحیح حدیث مین ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اجماع
کیا علما نے کہ جو کوئی ناک مین پانی ڈالنا چھوڑ دیوے وہ وضو کا اعادہ کرے اور امام شافعی نے اس مین کسی کا اختلاف نہین
پایا اور یہ ایک قوی دلیل ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے ایسی صورت مین اعادہ کا لزوم منقول نہین البتہ عطا سے منقول ہے کہ
اعادہ کرے اور عطا سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہون نے رجوع کیا اس قول سے یہ سب کلام ابن منذر کا ہے اور اس روایت مین ناک
سنکنے کا عدد مذکور نہین اور حمیدی نے اپنی مسند مین روایت کی اسمین یہ ہے کہ طاق بار سنکے اور یہ روایت امام مسلم کی ہے اور
عیسیٰ بن طلحہ کی روایت مین ابوہریرہ سے جو مصنف نے بدء الخلق مین نکالی ہے کہ جب کوئی تم مین سے جاگے اپنی نیند سے پھر وضو کرے
تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اوسکے ناک مین سوتا رہتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ناک اندر سے صاف ہو اور حروف کے

مخالف ہے صاف صحیحین اور باقی محققین اسکی ہم اپنی جگہ بہت بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ دیراتحمیر کرے سعنی بدیت جو شخص جمار لیئے چھوٹے پتھر وغیرہ استعمال کرے استنجا میں اور بعضوں نے کہا دہونی ہیں خوشبو کی اور ابن حبیب نے ابن عمر سے نقل کیا ہے اور ابن عبدالبر نے انکار کیا ہے اور ابن خزیمہ نے روایت کی خلاف نقل کیا اپنی صحیح میں اور عبدالرزاق نے معمر سے اور حسن سے استنجا کو واجب نہیں کہا انکے دلیل ہے یہ حدیث سو حالانکہ اس سے اختیار نکلتا ہے کہ چاہے پتھر وں سے استنجا کرے چاہے پانی سے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا عینی نے جو کہا کہ اجماع ہے ناک سنکنے کی عدم وجوب پر اسکا رد ہو گیا ابن بطال کے قول سے کہ بعض علما اسکے وجوب کے قائل ہیں وضو میں اور ابن عباس کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے موقوفاً روایت کیا انتہے اور یہ وہم ہے کیونکہ احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا جیسے اوپر گذرا نیل میں ہے کہ صحیح کہا اسکو ابن القطان نے اور حافظ نے تلخیص میں اسکو ذکر کیا اور ضعیف نہیں کہا اسی طرح منذری نے تخریج سنن میں اسکو نسبت دی ابن ماجہ کی طرف اور اسمیں کلام نہیں کیا اور اس حدیث سے ناک سنکنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے وضو میں لیکن ایک بار جہنکنا واجب ہوگا یا تینوں بار یا دو بار خاص اس حدیث سے اور ممکن ہے کہ دوسری اور تیسری بار کے عدم وجوب پر استدلال کریں اس حدیث سے کہ وضو ایک ایک بار ہے انتہی نیل میں ہے کہ اہل بیت میں سے ہادی اور قاسم اور مؤید باللہ کا یہی قول ہے کہ وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اور ناک سنکنا واجب ہیں اور یہی قول ہے ابن ابی لیلیٰ اور حماد بن سلیمان کا اور شرح مسلم نووی میں ہے کہ ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابوبکر بن المنذر کا قول ہے ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے غسل اور وضو میں اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے وجوب کے دلائل یہ ہیں ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے اور سلمہ بن قیس کی حدیث ترمذی اور نسائی میں کہ جب تو وضو کرے تو ناک جہناک اور احمد اور شافعی اور ابن جارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی اور اہل سنن اربعہ نے روایت کی لقیط بن صبرہ سے اسمیں یہ ہے کہ مبالغہ کر ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو اور ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور رد کیا حافظ نے تلخیص میں اسکا جسنے علت نکالی لقیط کی حدیث میں کہ عاصم سے کسی نے روایت نہیں کی سوا اسمعیل بن کثیر کے اور وہ کچھ نہیں حافظ نے کہا عاصم سے اوروں نے بھی روایت کی ہے اور صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور بغوی اور ابن قطان نے اور نووی نے کہا وہ حدیث صحیح ہے اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے حکم دیا کلی کا اور ناک میں پانی ڈالنے کا اور دارقطنی نے کہا نہیں مسند کیا اسکو مگر ہدبہ نے اور اوروں نے اسکو روایت کیا عمار سے مرسلاً اور یہ ضرر نہیں کرتا کیونکہ ہدبہ ثقہ ہے اور صحیحین میں اس سے روایت ہے تو اسکا رفع مقبول ہے

دیکھو نیل الاوطار صفحہ ۱۲۰

اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اس حدیث کو نقل کیا اور اسمین کلام نہین کیا حالانکہ انکی عادت ہے کہ جس حدیث مین ضعف
ہوتا ہے اسپر کلام کرتے ہین اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور لیث اور حسن بصری اور زہری اور ربیعہ اور یحییٰ بن سعید اور قتادہ
اور حکم بن عتیبہ اور محمد بن جریر طبری اور ناصر کا اہلبیت مین سے یہ قول ہے کہ ناک مین پانی لینا واجب نہین ہے نہ ناک چھنکنا اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور زید بن علی کا اہلبیت علیہم السلام مین سے یہ قول ہے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا دونو غسل جنابت
مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پھر اگر کسی نے غسل مین ان دونو کو ترک کیا تو دوبارہ نماز پڑھے اور ان لوگون نے
دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ دس باتین پیغمبرون کی سنتون مین سے ہین پھر بیان کیا کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کو اور رد کیا اسکو
حافظ نے تلخیص مین کہ یہ روایت اس طرح سے وارد نہین ہوئی کہ دس باتین سنتون مین سے ہین بلکہ یون ہے کہ دس باتین فطرت
سے ہین اور اگر اس طرح سے بھی وارد ہوتی تب بھی عدم وجوب کی دلیل نہ ہوگی کیونکہ سنت سے مراد یہان طریقہ ہے نہ سنت
اصطلاحی اور دوسری دلیل انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوعًا کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہے روایت کیا اسکو دارقطنی
نے حافظ نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین قاسم اور اسمعیل بن مسلم دونو ضعیف ہین زیلعی نے کہا
اور روایت کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے انہون نے عطا سے انہون نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کلی اور ناک
مین پانی ڈالنا اس وضو مین ہے جو تمام نہین ہوتا بغیر ان دونو کے دارقطنی نے کہا جابر جعفی ضعیف ہے اور اختلاف ہوا ہے
اس سے بعضون نے اس حدیث کو جابر سے مرسلًا نقل کیا ہے عطا سے اور یہی اثبات کے مشابہ ہے تنقیح مین ہے کہ جابر جعفی کو
جمہور علما نے ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اس حدیث کے بعد سکوت کیا اور ابن جوزی کی عادت ہے کہ اپنے موافق بات مین
جابر کی حدیث سے حجت لاتے ہین اور اپنی مخالف بات مین اسکو ضعیف کرتے ہین تیسری دلیل انکی یہ حدیث ہے وضو کر جیسے
اللہ نے تجھکو حکم کیا ہے یہ حدیث اوپر گذری اور قرآن مین کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا ذکر نہین ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ منہ دھونے
کا حکم قرآن مین ہے اور یہ دونو باتین منہ دھونے مین داخل ہین اسکے سوا انکا وجوب بحکم رسول ہے اور رسول کا حکم امر الٰہی
ہے اور آپنے مواظبت کی ان دونو پر وضو مین اور ایک بار بھی انکا ترک آپ سے منقول نہین جیسے یہ منقول نہین کہ آنکھ کے دھویا
ہو اور آنکھ کے اندر دھونا واجب ہے ابن عمر اور موید باللہ کے نزدیک اور یحییٰ بن ناصر اور شافعی سے منقول ہے کہ وہ مستحب ہے
ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین لقیط بن صبرہ کی حدیث کو بیان کر کے کہا کہ ابو بشر دولابی نے ثوری کی روایات مین
کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو ابن مہدی نے انہون نے روایت کی سفیان سے انہون نے
ابو ہاشم سے انہون نے عاصم بن لقیط سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا
جب تو وضو کرے تو مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو ابو الحسن بن القطان نے کہا یہ حدیث

صحیح ہے اور اسمین صحیح امر ہی اسکے ساتھ حضرت کی مواظبت بہی موجود ہے اور شرح ترمذی مین وجوب کی دلیل یہ بہی بیان کی ہے
کہ بیہقی نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی اور ناک مین پانی ڈالنا اُن ضروری وضو مین سے ہے جو ضروری ہے
اور اسکی اسناد مین محمد بن ازہری جوزجانی ضعیف ہے اور بیہقی نے اسکو دوسری طرح سے بہی نکالا ابو سعید احمد بن محمد صوفی سے اور انہون نے ابن
عدی حافظ سے اور انہون نے عبداللہ بن سلیمان اشعث سے اور انہون نے حسین بن علی بن مہران سے اور انہون نے عصام بن یوسف سے
اور انہون نے ابن مبارک سے اور انہون نے ابن جریج سے اور انہون نے سلیمان بن یسار سے انہون نے زہری سے اور انہون نے عروہ سے اور انہون نے
عائشہ سے جب یہ امر ثابت ہوا تو تجہکو معلوم ہو گیا کہ حق مذہب یہی ہے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور ناک سنکنا تینون امر واجب ہیں
وضو مین انتہی منتقے الاخبار مین ہے کہ احمد اور نسائی نے حضرت علی سے روایت کیا اور انہون نے وضو کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک مین پانی
ڈالا اور بائین ہاتہ سے ناک سنکی تین بار ایسا کیا پہر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوکانی نے کہا اسکی اسناد
مین موسی ابن عبدالرحمن اگر مسروق کندی کا بیٹا ہے تو وہ ثقہ ہے اور جو حلبی انطاکی ہے تو وہ بہی سچا ہے پر غریب باتین
نقل کرتا ہے اور دوسری امام نسائی نے روایت کی ہے اور خالد بن علقمہ ہمدانی ہے ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے
اور باقی سب رجال ثقات ہین انتہی زیلعی نے تخریج مین کہا امام مین ہے کہ ابن عبدالبر نے کہا ناک مین پانی لینے کا حکم کسی حدیث
مین نہین پایا جاتا مگر ہمام کی روایت مین ابو ہریرہ سے اور انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے
وضو کرے تو اپنے دونون نتہنون مین پانی لیوے پہر ناک سنکے روایت کیا اسکو مسلم نے اور لقیط بن صبرہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم
نے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون کا اور مبالغہ کر ناک مین پانی لینے مین مگر جب تو روزہ دار ہو نکالا اسکو چارون عالمون نے
اپنے سنن مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنے صحیحون مین اور حاکم نے مستدرک مین
اور ایک روایت مین ابوداؤد کے اسی حدیث مین یہ ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر اور روایت کیا اسکو ابو بشر دولابی نے اس جمع
مین جسمین سفیان ثوری کی حدیثین جمع کی ہین ابو ہاشم اسمعیل بن کثیر سے انہون نے عاصم بن لقیط سے اور انہون نے اپنے باپ لقیط بن
صبرہ سے مرفوعا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون مین اور مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو انتہی ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین اس حدیث کو اسی سند سے نقل کیا پہر کہا یہ سند صحیح ہے اور ابن مہدی کی جہت سے زیادہ حافظ مین کیونکہ ہم
نے اسکو ثوری سے روایت کیا اور اسمین کلی کا ذکر نہین تمام ہوا کلام ابن القطان کا اور ایک اور حدیث ہے جسکو بیہقی نے سنن مین ہدبہ
بن خالد سے روایت کیا اور انہون نے حماد بن سلمہ سے اور انہون نے عمار بن ابی عمار سے انہون نے ابو ہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم کیا کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا بیہقی نے کہا ہدبہ نے اسکو دوسری بار روایت کیا تو مرسلا بیان کیا ابو ہریرہ کا نام نہین
لیا اور مین سمجہتا ہون کہ ہدبہ نے کبہی اس حدیث کو موصولا روایت کیا کبہی مرسلا اور متابعت کی ہے ہدبہ کی داؤد بن محبر نے حماد سے

اوسنے بھی وصل کیا اور مخالفت کی ان دونوں کی ابراہیم بن سلیمان خلال نے جو شیخ ہے یعقوب بن سفیان کا اوسنے کہا عن حماد عن عمار عن ابن عباس عن ابی ہریرہ کو بدلے اور یہ روایت ثابت نہیں ہوئی پھر نکالا امام بیہقی نے عصام بن یوسف سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن مبارک نے اونہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اوس وضو میں سے ہے جو ضروری ہے اور ایک روایت میں یہ ہے جسکے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی پھر اسناد کیا دارقطنی تک متفرد ہے اس روایت سے عصام اور وہم کیا اوس نے اسمیں اور صواب اسکا روایت کرنا ہے ابن جریج سے انکی سلیمان بن موسیٰ سے مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اسکو دارقطنی نے اسیطرح اور مرسل زیادہ صحیح ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو دونو سفیانوں نے اور اور لوگوں نے انتہی مترجم کہتا ہے اگر کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہو وضو میں جیسے امام ابوحنیفہ کا قول ہے تو ضرور انکا ترک بھی کبھی اگرچہ ایک ہی بار حضرت صلعم سے منقول ہوتا حالانکہ کسی روایت میں اونکا ترک مذکور نہیں اور یہ مواظبت صاف وجوب پر دلالت کرتی ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں وضو میں دس فرض لکھے ہیں ایک نیت دوسری بسم اللہ کہنا تیسرے کلی کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا پانچویں منہ دھونا چھٹے ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا ساتویں سر کا مسح کرنا آٹھویں دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا نویں ترتیب دسویں پے در پے اعضا کا دھونا یعنے ایک کے بعد ایک اسطرح کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پاوے اور امام ابوحنیفہ نے وتر کو اسی مواظبت کے وجہ سے واجب قرار دیا اور قرآن میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہ ہونے سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ واجب نہیں ہیں کیونکہ بہت چیزوں کا وجوب احادیث سے ثابت ہوا ہے جیسے وتر کا نماز عیدین کا وغیرہ وغیرہ اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جتنے صحابہ نے وضو کی روایتیں کی ہیں ان سبھوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو نقل کیا ہے اور وضو کی روایت کرنیوالے بائیس صحابہ ہیں عبداللہ بن زید بن عاصم عثمان بن عفان ابن عباس مغیرہ بن شعبہ علی بن ابی طالب مقدام بن معدیکرب ربیع بنت معوذ ابومالک اشعری ابوہریرہ ابوبکرہ وائل بن حجر نفیر ابوجبیر کندی ابوامامہ عائشہ انس کعب بن عمرو یمانی ابوایوب انصاری عبداللہ بن ابی اوفیٰ براء بن عازب ابوکاہل عبداللہ بن انیس اور ان سبھوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا نقل کیا ہے اور تعجب ہے امام شافعی سے کہ باوصف شدت متابعت حدیث کے وہ اسکے وجوب کے قائل نہیں ہوئے لیکن عبداللہ بن زید کی حدیث کو تو روایت کیا صحاح ستہ والوں نے اپنی اپنی کتابوں میں مالک سے اونہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن پاس موجود تھا اونہوں نے پوچھا عبداللہ بن زید سے رسول اللہ کے وضو کو انہوں نے ایک کٹورہ پانی کا منگوایا اور لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیا پہلے کٹورہ میں سے پانی ڈالا اسکو جھکا کر ہاتھ پر اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر اپنا ہاتھ کٹورے میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی

تین بار تین چلوؤں سے (یعنے ایک چلو لیا اور آدہے سے کلی کی آدہا ناک میں ڈالا ایسا ہی تین بار کیا) تو کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دونو تین
چلوؤں میں تین بار ہو گیا۔ امام ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلی اور ناک میں پانی ملا کر ڈالتے تہے تو آدہے
چلو سے کلی کرتے اور آدہا ناک میں ڈالتے اور ایک چلو میں تو یہی ممکن ہے اگر دو یا تین چلو لیوے تو ملانا بہی ہو سکتا ہے اور جدا کرنا
بہی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تہی کہ دونو کو ملا دیتے ایک چلو میں جیسے صحیحین میں ثابت ہے عبد اللہ بن زید کی حدیث
میں اور کسی صحیح حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ آپنے کلی اور ناک میں پانی کو الگ الگ چلو سے کیا ہو البتہ طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے
اونہوں نے دادا سے روایت کی کہ آپ جدا جدا کرتے تہے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں لیکن یہ حدیث اسی طریقہ سے مروی ہے اور طلحہ کے دادا
کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور آپ داہنے ہاتہ سے ناک میں پانی ڈالتے اور بائیں ہاتہ سے ناک سنکتے) پہر لینا ہاتہ کٹوری میں ڈالا
اور لیا منہ دہویا تین بار اور دونو ہاتہوں کو دونو کہنیوں تک تین بار دہویا پہر لینا ہاتہ کٹوری میں ڈالا اور سر پر مسح کیا اور آگے
سے لیگئے دونو ہاتہوں کو اور پیچہے سے لائے ایک بار پہر دونو پاؤں کو دہویا روایت کیا اس حدیث کو ایک جماعت نے عمرو بن یحیے سے
جیسے امام مالک نے روایت کی مگر سفیان بن عیینہ نے عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کہا اور یہ وہم ہے سفیان کا صحیح عبد اللہ بن زید
بن عاصم ہیں اور ابن عبد ربہ اذان کی حدیث کے راوی ہیں اور ایک دوسرا وہم کیا سفیان نے اسمیں انہوں نے کہا مسح کیا اپنے سر پر دوبار
ابن عبد البر نے کہا دو بار کا لفظ کسی نے نہیں کہا سوا سفیان کے اور مالک و وہیب اور سلیمان بن بلال اور خالد واسطی وغیرہم
کی روایات میں صرف یہی ہے کہ آگے سے لیگئے اور پیچہے سے لائے اور شاید سفیان نے اسکا مطلب سمجہا کہ دوبار مسح کیا اور عثمان
بن عفان کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا حمران سے جیسے اگلے باب میں گذری اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی
ڈالنے کا ذکر ہے اور ابو یعلی اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کیا اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سنا آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر دونو ہاتہ دہووے پہر تین بار کلی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈالے اور تین بار منہ دہووے اور دونو
ہاتہ کہنیوں تک تین بار دہووے اور سر کا مسح کرے پہر دونو پاؤں دہووے پہر بات نہ کرے اور یہ کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو اُسکے گناہ جو دونو وضوؤں کے بیچ میں ہیں بخش دیے جاوینگے اور ابن عباس کی حدیث کو امام
بخاری نے روایت کیا جو اوپر گذری اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا موجود ہے اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو امام بخاری
نے روایت کیا کتاب اللباس اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مذکور ہے اور حضرت علی کی حدیث کو چاروں سنن والوں نے روایت
کیا عبد خیر سے اور حدیث باب الوضوء ثلٰثا ثلٰثا میں گذر چکی اسمیں بہی کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان ہے اور مقدام بن معدیکرب
کی حدیث کو ابو داؤد نے نکالا عبد الرحمن بن میسرہ سے اونہوں نے مقدام سے اسمیں یہ ہے کہ حضرت کے پاس وضو کا پانی لایا گیا
آپنے وضو کیا تو دونو پہونچوں کو تین بار دہویا اور منہ کو تین تین بار دہویا پہر دونو ہاتہوں کو تین تین بار دہویا پہر کلی کی اور ناک

پانی ڈالا تین بار پھر مسح کیا اپنے سر اور دونو کانونپر اوپر انکے اور اندر انکے ابن دقیق العید نے امام میں کہا علی بن المدینی نے کہا عبد
الرحمان بن میسرہ مجہول ہے اس سے روایت نہیں کی کسی نے حدیث کے سوا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا روایت کیا اسکو امام احمد
اور ضیاء نے مختارہ میں اور اسناد اسکا صالح ہے اور ربیع بنت معوذ کی حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے ایک بار اونہون نے بیان کیا کہ آپ نے ربیع سے فرمایا میرے لیے پانی ڈال وضو کا پھر بیان کیا آپکے
وضو کا حال تو کہا آپنے اپنے دونو پہونچون کو دہویا تین بار اور منہ کو تین بار اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور دونو
ہاتہونکو دہویا تین تین بار اور مسح کیا سر پر دو بار شروع کیا اخیر سر سے اور ماتہے تک دونو ہاتہون کو لائے پہر شروع کیا آگے
سے اور پیچہے تک دونو ہاتہون کو لیگئے اور مسح کیا دونو کانونپر انکے باہر اور اندر دونو جانب سے اور دہویا دونو پاؤن کو تین بار
اور ابو مالک اشعری کی حدیث کو عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا معمر سے انہون نے قتادہ سے انہون نے شہر بن حوشب سے
اونہون نے عبد الرحمان بن غنم سے اونہون نے ابو مالک اشعری سے اور انکا نام حارث تہا اونہون نے کہا آؤ مین تمہارے لیے نماز پڑہون
رسول اللہ کی پہر انہون نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور دونو ہاتہہ تین بار دہوئے اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ کو تین
بار دہویا اور دونو باہون کو اور مسح کیا سر پر اور دونو کانونپر اور دونون قدمون کو دہویا پہر ظہر کی نماز پڑہی تو فاتحہ پڑہی
اور بائیس تکبیرین کہین اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم میں عبد الرزاق کے طریق سے اور اسیطرح روایت کیا اسکو
امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے اپنے مسندون میں اور ابو ہریرہ کی حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں روایت
کیا عطا سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں حدیث بیان کی ہمسے محمد نے اونہون نے کہا حد
بیان کی ہمسے حفص بن عمر حوضی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہمام نے انہون نے روایت کی عامر احول سے اونہون نے عطا
سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا
تین بار اور مسح کیا سر پر اور دہویا اپنے دونو قدمونکو اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند میں حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
بکار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معشر نے انہون نے روایت کی سعید سے اونہون نے ابو ہریرہ سے انہون نے کہا ایک
شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب نماز کا وقت آگیا آپنے پانی منگوایا پہر دونو ہاتہہ دہوئے پہر کلی کی اور ناک
سنکی اور منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانو کو تین تین بار دہویا پہر اپنے کپڑے
کے نیچے پانی چہڑکا پہر فرمایا وضو کو اسیطرح پورا کرتے تہے مین متر جم کہتا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث کو امام مسلم نے نکالا اپنے صحیح
مین اوسمین یہ ہے کہ انہون نے وضو کیا پہر منہ دہویا تو پورا کیا وضو کو اخیر تک پر اوسمین کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر
نہین ہے اور ہم اس حدیث کو آگے انشاء اللہ تعالی نقل کرینگے اور ابو بکرہ کی حدیث روایت کیا بزار نے اپنی مسند میں عبد الرحمان

بن بکار سے انہوں نے عبد العزیز بن ابی بکرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے یعنی ابو بکرہ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے
وضو کیا تو دونو ہاتھ تین بار دھوئے اور کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دھویا تین بار اور دونو بانہوں کو کہنیوں تک
پھر مسح کیا سر پر اور دونو پانوں دھوئے یہ حدیث مختصر ہے بزار نے کہا عبد الرحمن اچھا ہے اور وائل بن حجر کی حدیث کو بزار نے روایت کیا
اپنے مسند میں انہوں نے کہا میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ کے سامنے برتن لایا گیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ پر تین بار برتن
کو جھکایا پھر داہنا ہاتھ پانی میں ڈبویا اور داہنی بانہہ دھوئی یہانتک کہ کہنی سے بڑھ گئی پھر بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے دھویا یہانتک
کہ کہنی سے بڑھ گئی تین بار پھر سر پر مسح کیا تین بار اور دونو کانوں کے باہر کی طرف تین بار اور گردن کی پشت پر میں سمجھتا ہوں یہ
بھی کہا کہ داڑھی کی اوپر کی جانب بھی تین بار پھر داہنے ہاتھ سے داہنا پانوں دھویا اور انگلیوں کو جدا کیا یا ان میں خلال کیا اور پانی
اوپر اٹھایا یہانتک کہ ٹخنے سے بڑھ گئے پھر پانی کو پنڈلی تک پھیرا پھر بائیں پانوں کو اسیطرح دھویا پھر ایک چلو لیا پانی کا اور اپنا ہاتھ
پھر اوس سے اوپر رکھا یہانتک کہ سر کے کونوں سے پانی بہنے لگا اور فرمایا یہ پورا کرنا ہے وضو کا اور میں نے نہیں دیکھا انکو تنگی
ہوئی کسی کپڑے سے امام میں کہا کہ اسحدیث کو محمد بن حجر بن عبد الجبار روایت کرتا ہے اور امام بخاری نے کہا کہ اسمیں اعتراض ہے
اور نفیر کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا معاویہ بن صالح سے انہوں نے عبد الرحمن بن جبیر سے انہوں نے اپنے باپ جبیر
بن نفیر سے انہوں نے اپنے باپ نفیر سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے حکم دیا انکے لیے وضو کا پانی لانیکا اور فرمایا
وضو کرو ابو جبیر انہوں نے شروع کیا منہ سے آپ نے فرمایا مت شروع کر اپنے منہ سے کیونکہ کافر شروع کرتا ہے اپنے منہ سے پھر آپ نے وضو
کا پانی منگوایا اور دونو ہاتھوں کو دھو کر صاف کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار پھر منہ کو دھویا تین بار پھر داہنے ہاتھ کو
کہنی تک تین بار پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانوں کو دھویا انتہی اور روایت کیا اسحدیث
کو بیہقی نے سنن میں اور اسمیں نفیر کا نام نہیں لیا اور ذہبی نے مختصر میں اونپر اعتراض کیا اور کہا کہ نفیر کا ذکر اونسے رہ گیا اور
ابو امامہ کی حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا اور حضرت عائشہ کی حدیث کو نسائی نے سنن کبرے میں روایت کیا سالم
سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے دکھلایا سالم کو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تھے تو کلی کی اور ناک سنکی تین بار
اور اپنے منہ کو دھویا تین بار پھر داہنے ہاتھ کو دھویا تین بار اور بائیں ہاتھ کو دھویا تین بار اور اپنا ہاتھ سر کے آگے کی جانب رکھا پھر
مسح کیا ایک بار اخیر سر تک پھر دونو ہاتھ پھیرے اپنے دونو کانوں پر سالم نے کہا میں عائشہ کے مکان پر جایا کرتا اور میں انکے سامنے بیٹھتا
وہ مجھ سے باتیں کرتیں ایکدن میں گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین میرے لیے دعا کرو برکت کی انہوں نے کہا کس بات میں کہا اللہ
تعالی نے مجھے آزاد کرا دیا انہوں نے کہا اللہ تعالے تجھے برکت دیوے اور پردہ ڈال لیا میرے سامنے پھر میں نے انکو نہ دیکھا اسدن کے
بعد اور انس کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا معلے بن اسد سے حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن عبد اللہ ابو خالد قرشی نے

اُنہوں نے کہا مینے حسن بن ابی حسن بصری کو دیکہا اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا تو ایک کوزہ پانیکا لایا گیا اور وہ ایک طشت
مین ڈالا گیا اُنہوں نے اپنا ہاتہہ تین بار دہویا اور کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہ دہوئے
دونو کہنیوں تک تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو کانونپر
اور خلال کیا داڑہی مین اور دونو پاؤن کو دہویا ٹخنون
تک پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے انس بن مالک نے کہ یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کعب بن عمرو یامی کیحدیث کو ابو
داؤد نے سنن مین روایت کیا لیث بن ابی سلیم سے اونہوں نے طلحہ بن مصرف سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اُنہوں
نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا آپ وضو کر رہے تہے اور پانی آپکے منہ سے بہ رہا تہا اور آپکی داڑہی سے آپکے سینے
پر تو مینے دیکہا آپ جدا جدا کرتے تہے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین سکوت کیا اسحدیث سے ابو داؤد نے اور منذری نے اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم مین اور اسمین یہ ہے پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور ابو ایوب کیحدیث کو طبرانی نے معجم مین اور اسحق
بن راہویہ نے مسند مین روایت کیا واصل بن سائب سے اُنہون نے ابو سورہ سے اونہوں نے ابو ایوب سے اُنہون نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے اور اپنی اونگلیون کو داڑہی کے نیچے سے باہر کیطرف نکالتے پہر ڈاڑہی
کا خلال کرتے طبرانی نے روایت کیا حسین بن اسحق تستری سے اونہوں نے سعید بن یحیی اموی سے اُنہون نے اپنے باپ سے
اُنہون نے واصل سے اور عبد اللہ بن ابی اوفی کیحدیث کو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند مین نکالا اونہوں نے یزید بن ہارون سے اونہوں نے
ابو الورقاء فائد بن عبد الرحمن سے اونہوں نے ابن ابی اوفی سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے پہر دونو ہاتہ دہوئے
تین بار پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونو
کانونپر اور دونو پاؤن کو دہویا انتہے روایت کیا اسحدیث کو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین محمد بن میمون زعفرانی کے ترجمہ
مین ابو الورقاء سے اور کہا محمد بن میمون ثقہ ہے اور براء بن عازب کیحدیث کو امام احمد نے مسند مین نکالا اونہوں نے اپنے
بیٹوں سے کہا جمع ہو جاؤ تاکہ مین تمکو دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تہے اور نماز کیونکر پڑہتے تہے
کیونکہ مین نہین جانتا کہ اب اور کتنے دنون تمہارے ساتہ رہونگا پہر اونہوں نے جمع کیا اپنے بیٹون اور اپنے گہر والون کو اور وضو
کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دہویا پہر داہنے ہاتہ کو تین بار دہویا پہر بائین ہاتہ کو تین بار
پہر مسح کیا اپنے سر پر اور اپنے دونو کانونپر اوپر کیجانب اور اندر کیجانب اور داہنے پاؤن کو تین بار دہویا اور بائین پاؤن کو
تین بار پہر کہا اسطرح مینے کوتاہی نہین کی تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دکہلانے مین یہ روایت مختصر ہے اور
ابو کاہل کیحدیث طبرانی نے اپنے معجم مین روایت کیا ہشیم بن حجاز سے اونہوں نے یحیی بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو کاہل سے اور انکا
نام قیس بن عائذ تہا اونہوں نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا آپنے فرمایا میرے نزدیک آ مین تجہکو دکہلاؤن کہ نماز کیلیے

کیونکر وضو کرتے ہین ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی وجہ سے ہمکو بہت بہلائی دی پہر آپنے اپنا ہاتہہ تین بار دہویا اور کلی کی
اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہونکو دہویا تین بار اور سر پر مسح کیا اور تعداد بیان نہین کی
اور دونو پاؤن کو دہویا اور تعداد بیان نہین کی پہر فرمایا ایسے ہی کامل وضو اپنے مقاموں مین کہہ اور بچا ہوا پانی طہارت
رکہا اپنے گہر والون کیلیے اور مت ہدا دا اپنے خادم سے (وضو کر اپنے آپ) روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے کامل میں اور کہا کہ
اسکی اسناد مین ہشیم ہے اور نقل کیا یحیی بن معین سے کہ انہون نے ضعیف کہا ہے اسکو اور احمد نے اور انہون نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عبد اللہ
بن انیس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے علی بن سعید رازی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ابو کریب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن الحباب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حسین بن عبد اللہ
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عبد الرحمان بن عباد بن یحیی بن خلاد زرقی نے اونہون نے کہا ہم عبد اللہ بن انیس کے پاس گئے
اونہون نے کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر وضو کیا اور کیونکر نماز پڑہی ہمنے کہا کیون نہین دکہلائیے
اونہون نے اپنے دونو ہاتہہ دہوئے تین تین بار اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار اور اپنے منہ کو دہویا تین بار اور دونو
ہاتہون کو دونو کہنیون تک تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر آگے سے لیگئے اور پیچہے سے لائے اور چہوا اپنے دونو کانون کو
اور دہویا اپنے دونون پاؤن کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پہر نماز پڑہی
طبرانی نے کہا حدیث عبد اللہ بن انیس سے اسی سند سے مروی ہے زیلعی نے کہا ان سب حدیثون مین بسم اللہ کہنے کا ذکر نہین ہے
البتہ ایک ضعیف حدیث مین ہے جسکو دارقطنی نے سنن مین نکالا حارثہ بن ابی الرجال سے انہون نے عمرہ سے اونہون نے
عائشہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طہارت کو ہاتہہ لگاتے (یعنے پانی کو وضو کیلیے) تو اللہ کا نام لیتے

باب الاستجمار وترا ابو بکر نے کہا جب وضو کو اٹہتے تو بسم اللہ کہتے پہر اپنے دونو ہاتہون پر پانی ڈالتے
طاق ڈہیلے لیکر استنجا کرنیکا بیان **ف** بعضون نے یہان اشکال کیا ہے کہ وضو کے بابون مین استنجا کا ذکر کیسے آیا اسکا
جواب یہ ہے کہ اس کتاب مین مولف نے استنجا کے ابواب وضو کے ابواب سے جدا نہین کیا اور احتمال ہے کہ یہہ باب کسی اور
جگہہ کا ہو مولف نے جیسے ہمنے مقدمہ مین بیان کیا اور کتاب الوضو کی شرح مین اسکی توجیہ بیان کر چکا ہون فتدبر

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ
فَلْيُوتِرْ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ
لَا يَدْرِي اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس نے

امام مشہور نے انہوں نے روایت کی ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان) سے انہوں نے اعرج (عبد الرحمان بن ہرمز) سے انہوں نے ابوہریرہ سے
کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر اسے ناک میں پانی ڈالنے کا وجوب نکلتا
ہے اسے ناک سنکے اور جو شخص پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے اور جب تم میں سے کوئی جاگے سو کر تو اپنا ہاتھ دھوئے وضو کے پانی
میں ڈالنے سے پہلے کیونکہ کوئی تم میں سے نہیں جانتا اوسکا ہاتھ رات کو کہاں رہا ف امام شافعی اور جمہور نے اس حدیث کی عموم کو
لیا ہے اور ہر نیند کے بعد ہاتھ دھونا مستحب کہا ہے اور امام احمد نے فرمایا کہ یہ حکم رات کے سونے کے بعد ہے کیونکہ اخیر حدیث میں یہ ہے
کہاں رہا رات کو ہاتھ اوسکا ابوداؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے جب کوئی تم میں سے رات کو اوٹھے اور ابو عوانہ
کی روایت میں یوں ہے جب صبح کو وضو کے لیے اوٹھے اور یہ دونوں امام احمد کے قول کی تائید کرتی ہیں البتہ دن کے سونے کو رات
کے سونے پر قیاس کر سکتے ہیں امام احمد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رات کو جب سو کر اوٹھے تو یہ حکم بطور وجوب کے ہے نہ دن کو اور ایک روایت
اون سے یہ بھی ہے کہ دن کے نیند کے بعد یہ حکم بطور استحباب کے ہے لیکن اتفاق کیا ہے علماء نے کہ اگر بن دھوئے پانی میں ہاتھ ڈالدیگا
تو پانی نجس ہوگا اور اسحاق اور داؤد اور طبری کا یہ قول ہے کہ نجس ہو جاویگا اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو ابن عدی نے
نکالی اوس میں یہ ہے کہ اگر ہاتھ ڈالدے بن دھوئے تو وہ پانی بہا دے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ابو عوانہ نے جمہور کے لیے یہ دلیل
لی ہے کہ آپ نے رات کو سو کر اوٹھے اور لٹکی مشک سے وضو کیا اور اسکا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ یہ حکم امت کے لیے ہے دوسری
دلیل لی ہے کہ اس حدیث میں مسلم اور ابوداؤد کی روایتوں میں تین بار دھونے کا حکم ہے اور جہاں نجاست ہو وہاں یہ قید
استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ دلیل بھی اعتراض سے خالی نہیں کیونکہ مخالف اس دلالت کو کیوں ماننے لگا اخیر جمہور یہ کہتے ہیں
کہ اگر ہاتھ بن دھوئے پانی میں ڈالدیگا تو مکروہ ہے اور یہ کراہت اوسوقت دور ہوگی جب تین بار ہاتھ دھولیوے اور ہاتھ سے اس حدیث
میں پہنچا مراد ہے بالاتفاق اور سعید بن منصور نے بسند صحیح ابوہریرہ سے روایت کیا کہ وہ ایسا کرتے تھے اور اسکی ترک میں
کچھ قباحت نہیں دیکھتے تھے اور ابن عمر اور براء سے بھی ایسے ہی روایت آگے آویگی اور یہ حکم اوسکے لیے ہے جو نیند سے جاگے لیکن
جو جاگتا ہو اوسکو دھونا مستحب ہے جیسے عثمان اور عبد اللہ بن زید کی روایت سے ثابت ہے اور نہ دھونا مکروہ نہیں کیونکہ اوسکی
ممانعت نہیں آئی اور جو یہ فرمایا کہ اوسکو معلوم نہیں رات کو اوسکا ہاتھ کہاں رہا یعنی نجاست کے مقام پر لگا یا نہیں
امام شافعی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کرتے اور عرب کا ملک گرم ہے تو احتمال ہے کہ سوتے میں پسینا
آوے اور انکا ہاتھ نجاست کے مقام پر پہنچے یا کسی پھوڑے پر یا خون پر کسی جانور کے یا نجاست پر اور آلودہ کر لیوے اوسپر اعتراض
کیا گیا اس صورت میں کپڑے کو بھی دھونے کا حکم چاہیے تھا اور اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس صورت پر جب ہاتھ میں
پسینا ہو یہ نجاست سے تھوڑی جگہ میں یا یہ کہ ہاتھ ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے پانی میں اور کپڑوں کے ڈبونے کی ضرورت نہیں

پڑتی وضوء مین اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ عبادت مین احتیاط لازم ہو اور نجاست کا تین بار دھونا مستحب ہے اور استنجا کی مقام اگر نجاست کا اثر رہ جاوے تو نماز ہوجاتی ہو اور خصوصیت ہے اوس مقام کی اور سونا وضو کا ناقض ہے اور بس قدر سی وضو ٹوٹنا قوی ہو اور تھوڑا پانی ہاتھ ڈوبنے سے مستعمل نہین ہوتا انتہی ما فی فتح الباری باختصار قسطلانی نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف سنی تو اوسکو قبول کی اور سر اور آنکھون پر مانے ہم نے سنا ہو کہ ایک شخص نے یہ حدیث سنی تو کہنے لگا ہاتھ رات کو کہان رہتا ہو پھر ایک بار وہ سویا اور جاگا تو کیا دیکھتا ہو کہ اوسکا ہاتھ مقعد کے اندر چلا گیا تھا آخر اوس نے توبہ کی اور شرمندہ ہوا اور ہم اللہ تعالی سے مانگتے ہین کہ وہ ہم کو ایسے خرابیون سے محفوظ رکھے انتہی منتقی مین ہو کہ سوا امام بخاری کے اورون کی روایتون مین تین بار دھونا مذکور ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت مین ہو کہ جب رات سے جاگے اور دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کیا اور کہا کہ اسناد اوسکا حسن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر جاگے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو دھو نہ لے تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا اوسکا ہاتھ رات کو کہان رہا یا کہان پھرا نیل مین ہو کہ اس حدیث کی کئی طریقے ہین اور ابن عدی کی روایت مین اتنا زیادہ ہو فلیرقہ یعنے بہا دوے اوس پانی کو لیکن ابن عدی نے کہا کہ یہ زیادت منکر ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اور ابن حبان کی روایت مین این باتت یدہ منہ یعنے کہان رہا ہاتھ اوسکا اوسکی جسم مین سے ابن مندہ نے کہا اس زیادت کی راوی ثقہ ہین اور مین اوسکو محفوظ نہین جانتا اور اس باب مین دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن خزیمہ نے اور ابن ابی حاتم نے علل مین حضرت عائشہ سے روایت کیا اور لیثے باپ سے نقل کیا کہ وہ وہم ہے اور اس حدیث سے اور دوسری صحیح حدیثون سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ وضو سے پہلی دونو ہاتھون کا دھونا سنت ہو اور وجوب مین اختلاف ہو جمہور کا یہ قول ہے کہ واجب نہین ہو اور امام احمد سے وجوب منقول ہے رات سے سوکر اوٹھنے والے کے لیے اور برتن کی قید سے حوض نکل گیا اوس مین ہاتھ ڈالنا درست ہے مصنف نے کہا اکثر علما یہی کہتے ہین کہ یہ امر استحبابی ہو اور جو ہاتھ ڈالدیگا تو پانی نجس نہ ہوگا کیونکہ شک سے نجاست ثابت نہین ہوتی مگر اسحاق بن راہویہ اور حسن بصری اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ پانی نجس ہوجاویگا اور اکثر علما کہتے ہین کہ نظیر اوسکی دوسری حدیث ہو ابوہریرہ کی کہ جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اوسکی بانسون پر رہتا ہو متفق علیہ حالانکہ ناک سنکنے کو وجوب کا سوکر اوٹھتے وقت کوئی قائل نہین انتہی مختصرا زیلعی نے کہا مسلم کی روایتین یون ہین کہ اپنا ہاتھ نہ ڈبودے برتن مین یہانتک کہ اوسکو دھولے تین بار اور ابن ماجہ کی روایت مین ہو جابر سے کہ وہ نہین جانتا کہان رات کو رہا ہاتھ اوسکا اور نہ یہ جانتا ہو کہ کس جگہ پھرا اوسنے ہاتھ کہا اور بزار کی روایت مین فلا یغمسن ہے نون تاکید کے ساتھ انتہی مختصرا **باب** غسل الرجلین باب پاؤن دھونے کے بیان مین **ف** اکثر نسخون مین ایسا ہی ہو اور ابوذر کی روایت مین اتنا زیادہ ہو ولا

بمسح على القدمين يعنے مسح نکرے دونو پاؤن پر حدثنا موسى قال حدثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن يوسف بن ماهك عن عبد الله بن عمرو قال تخلف النبي صلى الله عليه وسلم عنا في سفرة فادركنا وقد ارهقنا العصر فجعلنا نتوضأ ونمسح على ارجلنا فنادى باعلى صوته ويل للاعقاب من النار مرتين او ثلثا **ترجمه** حدیث بیان کی ہمسے موسی ابن اسمعیل تبوذکی نے اونہونے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ وضاح یشکری نے اونہونے روایت کی ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ واسطی سے اونہونے یوسف بن ماہک سے اونہونے عبد اللہ بن عمرو سے اونہونے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین ہمارے پیچھے رہ گئے امام مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تھا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو اس سفر مین آپکے ساتھ تھے مگر اونکا ساتھ رہنا ثابت نہین ہوا اگرچہ حجۃ الوداع مین اور غزوہ فتح مین وہ ساتھ تھے لیکن آپ نہین مکہ سے مدینہ کو نہین گئے بلکہ جعرانہ سے اور احتمال ہے کہ عمرۃ القضا کا سفر مراد ہو کیونکہ عبد اللہ بن عمرو اسی ماہ مین ہجرت کی ہے پھر آپ ہمسے مل گئے اور عصر کا وقت آن پہنچا تھا یا عصر کی نماز مین ہمنے دیر کی تھی تو ہم وضو کرنے لگے اور اپنے پاؤن پر مسح کرنے لگے آپنے بلند آواز سے پکارا خرابی ہے اوڑیون کی جہنم کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** ابن بطال نے کہا صحابہ نے اول وقت عصر کی نماز پڑھنے مین دیر کی اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملجاوین اور آپکے ساتھ نماز پڑھین جب وقت تنگ ہوا تو وہ جلدی کرنے لگے وضو مین اور جلدی کیوجہ سے وضو پورا نہ کیا آپنے یہ حال دیکھا اور یہ حدیث فرمائی مین کہتا ہون ابن بطال نے جو بیان کیا وہ ایک احتمال ہے اور احتمال ہے کہ اونہونے دیر کی ہو اسوجہ سے کہ وہ باوضو ہون یا پانی ملنے کی امید ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر امام مسلم کی روایت جب ہم کو راہ مین پانی ملا تو بعض لوگون نے جلدی کی عصر کے وقت یعنی وضو کیا جلدی مین اور امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ آپنے انکار کیا اونپر مسح کرنے کی وجہ سے نہ اسوجہ سے کہ اونہونے سارے پاؤن کو نہین دہویا اور اسلیے اونہونے ترجمہ باب مین یہ لکھا کہ مسح نکرے دونو پاؤن پر اور ظاہر روایت متفق علیہ یہی ہے اور امام مسلم کی سفر والی روایت مین یہی ہے کہ ہم پہنچے اونکے پاس تو انکی اوڑیان سفید چمک رہی تھین اونکو پانی نہین لگا تھا اور اس سے دلیل لی ہے اوس شخص نے جو پاؤن کے مسح کو کافی جانتا ہے اس صورت مین انکار اس امر پر ہوگا کہ سارے پاؤن پر مسح نہین کیا لیکن متفق علیہ روایت کو ترجیح ہے اور سفر والی روایت کی تاویل کرینگے اوسے محمول کرینگے اور احتمال ہے کہ پانی نہ لگنے سے یہ مراد ہو کہ دہونیکا پانی نہین لگا تا کہ دونو روایتون مین جمع ہو جاوے اور اس سے زیادہ تر صحیح امام مسلم کی روایت مین ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جناب رسالت مآب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جسنے ایڑی نہین دہوئی تھی تو یہی فرمایا اور دوسرے یہ کہ جسنے مسح جائز رکھا ہے وہ ایڑی کے مسح کو واجب نہین کہتا

اور یہ حدیث اوس پر حجت ہے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نزال بن سبرہ سے
اونہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا اونہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے لوگوں کے لیے رحبہ میں پھر پانی لایا گیا اونکے پاس اونہوں نے
مسح کیا اپنے منہ اور دونو ہاتھوں پر اور مسح کیا سر پر اور اپنے دونو پاؤں پر اور اپنا بچا ہوا پانی وضو سے پیا پھر کہا بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ
مکروہ ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہوا ہو امام طحاوی نے
کہا اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے کیونکہ اسمیں یہ بھی ہے کہ حضرت علی نے منہ پر بھی مسح کیا تو اس مسح سے غرض
دھونا مراد ہے اور پاؤں کے مسح سے بھی یہی مراد ہو سکتا ہے پھر روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حضرت علی میرے پاس آئے
اور انہوں نے پانی بہایا تھا پھر اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا ہم ایک تن پانی کا لیکر آئے اونہوں نے کہا اے ابن عباس میں تیرے
لیے اس طرح وضو نہ کروں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے میں نے کہا ہاں فدا ہوں تمپر ماں باپ میرے پھر بیان کیا اونکی لمبی
حدیث کو کہا پھر اونہوں نے دونو ہاتھوں سے ایک لپ پانی کا لیا اور اسکو مارا اپنے داہنے قدم پر پھر بائیں قدم پر ایسا ہی کیا اور روایت
کیا طحاوی نے ابن عباس سے کہا کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیلی بھر کر پانی لیا پھر اسکو چھڑک دیا اپنے دونو قدموں پر اور
آپ جوتی پہنے ہوئے تھے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ انہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے پاؤں کی پشت پر اور کہا اگر
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو البتہ قدم کے نیچے کا جانب زیادہ حق رکھتا تھا مسح کا اوسکی اوپر کی جانب سے
اور روایت کیا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور اونکی جوتی اونکے پاؤں میں ہوتی تو اپنے دونو پاؤں کی پشت پر مسح کر لیتے اپنے
دونو ہاتھوں سے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور روایت کیا طحاوی نے رفاعہ بن رافع سے کہ وہ بیٹھے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا آپ نے تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک
کہ وہ وضو کو پورا کرے جیسے اللہ تعالے نے اسکو حکم دیا ہے پھر دھووے منہ اپنا اور دونو ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے اپنے سر اور دونو پاؤں پر ٹخنوں
تک اور روایت کیا طحاوی نے عباد بن تمیم سے اونہوں نے اپنے چچا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں
پاؤں پر اور عروہ بھی ایسا ہی کرتے تھے امام طحاوی نے کہا اب بعض لوگ ان حدیثوں کی طرف گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں پاؤں کا بھی حکم
ہے جو سر کا حکم ہے کہ اونپر مسح کیا جاوے اور دوسرے لوگوں نے انکا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دھوئے جاویں اور انکی دلیل حدیثیں ہیں
پھر روایت کیا عبد خیر سے کہ حضرت علی رحبہ میں آئے اور اپنے غلام سے کہا کہ وضو کا پانی لاؤ پانی اور طشت لایا اونہوں نے وضو کیا
اور دھویا اپنے دونو پاؤں کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روایت کیا حضرت عثمان سے کہ انہوں
نے وضو کیا تو دونو پاؤں کو تین تین بار دھویا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور روایت کیا مستورد

بن شعبہ اور قرشی ہیں وہ کہتے تہے میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اپنے چہنگلیا سے رگڑتے تہے پاؤن کی انگلیون کے بیچ میں طحاوی نے کہا یہ نہین
ہو سکتا مگر پاؤن کے دہونے میں اسواسطے کہ مسح میں ہاتھ اس مقام تک نہین پہونچتے بلکہ مسح صرف پاؤن کی پشت پر ہوتا ہے اور روایت کیا ابو داود نے ربیع سے
کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے تو آپ نے دہویا اپنے دونو پاؤن کو تین تین بار اور روایت کیا ربیع سے
سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے تہے پہر وضو کرتے نماز کے لیے تو انہون نے دونو پاؤن کو تین تین بار دہویا اور روایت
کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین
تین بار اور مسح کیا سر پر اور دہویا دونو پاؤن کو اور روایت کیا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آیا اور آپ سے پوچہا وضو کیونکر ہے آپ نے پانی منگوایا پہر وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دہویا دونو پاؤن کو پہر فرمایا
وضو اسیطرح ہے جس نے اس سے بڑہایا یا گہٹایا اس نے برا کیا اور ظلم کیا اور روایت کیا عمرو بن یحیی مازنی سے انہون نے اپنے باپ سے انہون
نے عبد اللہ بن زید بن عاصم سے کہا تم مجہکو دکہلا سکتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تہے انہون نے پانی منگوایا پہر
وضو کیا اور دونو پاؤن دہوئے اور روایت کیا جبیر بن نفیر سے انہون نے اپنے باپ سے کہ ابو جبیر کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے آپ نے حکم دیا انکے لیے وضو کا پانی لانیکا اور فرمایا وضو کرلے ابو جبیر انہون نے پہلے اپنے منہ مین پانی ڈالا آپ نے فرمایا منہ سے
مت شروع کر کیونکہ کافر اپنے منہ سے شروع کرتا ہے اور آپ نے پانی منگوایا پہر وضو کیا تین تین بار پہر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پاؤن
دہوئے اور روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پہر اپنا منہ دہوتا ہے تو
اوسکے منہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اس نے دیکہا اپنی آنکہہ سے پہر جب دونو ہاتہہ دہوتا ہے تو ہاتہون سے ہر ایک گناہ نکل
جاتا ہے جو اوسکے ہاتہون نے تہاما پہر جب پاؤن دہوتا ہے تو پاؤن سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اسکا پاؤن چلا تہا اور روایت کیا ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا فرماتے تہے کوئی مسلمان ایسا نہین جو وضو کرے پہر اپنے پاؤن دہوے مگر پانی کے ٹپکنے سے ہر ایک
گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف وہ چلا تہا اور روایت کیا ثعلبہ بن عباد عبدی سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے کہا تم کیا جانو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے حدیث بیان کی صفت اطہار کی آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہین جو وضو کرے اچہی طرح پہر اپنا منہ دہووے
یہانتک کہ پانی اوسکی ٹہوڑی سے بہہ جاوے پہر ہاتہہ دہووے یہانتک کہ پانی اوسکی کہنیون سے بہے اور پاؤن دہووے یہانتک کہ پانی اسکی ٹخنون
کیطرف سے بہے پہر کہڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے مگر اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے کہ سنا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جب بندہ اپنے وضو کا پانی منگوا لے پہر منہ دہووے تو اوسکے گناہ منہ سے گرجاتے ہین اور داڑہی کے اطراف
سے پہر جب ہاتہہ دہوتا ہے تو اوسکے گناہ پوروں کے ناخنون سے نکل جاتے ہین پہر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اوسکے گناہ بالون کے کنارون سے نکل جاتے
ہین پہر جب پاؤن دہوتا ہے تو اوسکے پاؤن کے گناہ تلوون سے نکل جاتے ہین اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ

وضو کیونکر ہی آپ نے فرمایا جب تو نے وضو کری اور ساتھ دونوں ہاتھ تین بار دھوئے تو تیری گناہ ناخنون اور پوروں کے بیچ میں سے نکل جاتی ہیں اور جب تو کلی
کری اور تھنوں میں پانی ڈالا اور منہ دھویا اور ہاتھ کہنیوں تک اور دھوئے تو دونوں پاؤں ٹخنوں تک تو تو دھل جاویگا اکثر گناہوں سے اپنی ان حدیثوں
سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض پاؤں کا دھونا ہے اس واسطے کہ اگر مسح فرض ہوتا تو دھونے میں ثواب نہ ملتا جیسے کہ سر دھونے میں ثواب نہ ملیگا اور روایت کیا
جابر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے پاؤں میں ایک جگہ دیکھا جسکو نہ پہنچا تھا تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے اور دوسری روایت
میں ہے کہ خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے پورا کرو وضو کو اور روایت کیا عائشہ سے وہ پکارتی تھیں عبد الرحمن کو پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور روایت کیا ابوہریرہ نے مانند اسکی اور عبد اللہ بن حارث بن جزء سے خرابی
ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے اور روایت کیا عبد اللہ بن عمرو سے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور دوسری روایت کی اونسے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے وضو کیا اور اپنے پاؤں میں سے کچھ چھوڑ دیا آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو اور دوسری
روایت کی انسے کہ ہمنے سفر کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا آپ ایک پانی پر آئے درمیان مکہ اور مدینہ کے عصر کا وقت آگیا بعض
لوگ آگے بڑھ گئے ہم انکے پاس پہنچے تو اونہوں نے وضو کیا تھا اور انکی ایڑیاں چمکتی تھیں پانی نہ لگا تھا اون سے آپ نے فرمایا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو دوسری روایت میں ہے کہ ہم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے اپنے پاؤں پر بلال نے پکارا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے دو بار یا تین بار امام طحاوی نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا وارجلکم میں جو قرآن میں آیا ہے پھر روایت کیا عبد اللہ بن مسعود
سے کہ انہوں نے زبر سے پڑھا ہے یعنی لام کو زبر دیا اور ابن عباس سے ایسا ہی اور مجاہد سے کہ اونہوں نے کہا قراءت نے رجوع کیا دھونے
کیطرف اور پڑھا لام کی زبر سے اور عروہ سے اور شہر بن حوشب سے ایسا ہی اور شعبی سے کہ قرآن مسح کے ساتھ اوترا اور حدیث سے دھونا نکلا اور
مجاہد سے کہ اونہوں نے لام کی زیر سے پڑھا اور ابراہیم سے منیرہ کہا اسود نے کیا حضرت عمر اپنے پاؤں دھوتے تھے انہوں نے کہا ہاں دھوتے تھے اور
ابراہیم سے کہ وضو کیا حضرت عمر نے پھر دھوئے پاؤں اپنے اور ابو حمزہ سے میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار دھو
تے تھے اور ابن جریج سے میں نے ابوہریرہ کو ایک بار وضو کرتے دیکھا جب اپنی بانہوں کو دھوتے تو بازو کی نصف تک پہنچ جاتی اور پاؤں میں پنڈلی
کے نصف تک پہنچے اونسے ذکر کیا انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں اپنی سفیدی بڑھاؤں کیونکہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے
تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید منہ سفید ہاتھ پاؤں آوینگے وضو سے اور مجاہد سے انکو ذکر آیا پاؤں کے مسح کا اونہوں نے کہا ابن عمر اپنے
دونوں پاؤں کو دھوتے تھے اور میں انپر پانی ڈالتا تھا اور عبد اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے تھے جب وضو کرتے تھے اور
عبد الملک سے میں نے عطا سے کہا کیا تمکو کسی صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا ہے کہ انہوں نے مسح کیا ہو پاؤں پر انہوں نے کہا نہیں اور تیمم میں
پاؤں کے مسح ساقط ہو جانے سے لازم نہیں آتا کہ وضو میں انپر مسح کریں کیونکہ تیمم میں جنب صرف منہ اور ہاتھ پر مسح کرتا ہے اور غسل میں یہ
مسح کافی نہیں تو یہ دلیل لغو ٹھیری انتہی ما قال الطحاوی مختصرا امام طحاوی نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا انکو پاؤں کو

پیر دہونیکا اصلاح کہ کہیں مسح کہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ فرض پاؤن دہونا ہے اور اعتراض کیا اسپر ابن منیر نے کہ ساری پاؤن کا حکم دہونیکو مستلزم نہیں
کیونکہ سر کا سارا مسح عام ہونا چاہیے حالانکہ وہ ہونا ضرور نہیں ابن خزیمہ نے کہا اگر پاؤن کا مسح کرنیسے فرض ادا ہوجاتا تو اسپر جہنم کے عذاب کا کیون
وعدہ دیا جاتا اور اسیکے اشارہ کیا اسطرف کہ شیعون کی کتاب یہ نہیں ہے کہ مسح کرنا واجب ہے کیونکہ وارجلکم مین زیر کی قرارت سے یہی مضمون
نکلتا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیثین متواتر ہین کہ آپنے اپنے دونو پاؤن کو دہویا ہے اور ہمنے اکیس حدیثین صفت
وضو مین بیان کین اور ان سب مین پاؤن دہونا مذکور ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرنیوالے ہین اللہ تعالی کے حکم کو اور عمرو بن عبسہ کی حدیث
مین جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے نکالا ہے کہ پہر دہوئے اپنے دونو پاؤن کو جیسے اللہ نے اسکو حکم دیا اور کسی صحابی سے اسکے خلاف ثابت نہین ہوا البتہ
حضرت علی اور ابن عباس اور انس سے پاؤن کا مسح منقول ہے لیکن انسے رجوع بہی ثابت ہوا اور صفت وضو مین حضرت علی کا بہی وضو منقول
ہوا انہون نے پاؤن دہوئے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اتفاق کیا پاؤن کے دہونیپر روایت کیا
اسکو سعید بن منصور نے اور طحاوی اور ابن حزم نے دعوی کیا کہ پاؤن کا مسح کرنا منسوخ ہو گیا انتہی ما قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ فی فتح الباری
شوکانی نے نیل مین کہا اس باب مین اور حدیثین بہی آئی ہین ایک حضرت عائشہ کی حدیث امام مسلم کی صحیح مین دوسرے معیقیب کی حدیث
امام احمد کی مسند مین تیسرے خالد بن الولید اور چوتہی یزید بن ابی سفیان اور پانچوین شرحبیل بن حسنہ اور چہٹی عمرو بن عاص کی حدیثین
سنن ابن ماجہ مین اور ان مین یہ ہے کہ پورا کرو وضو کو خرابی ہے ایڑیون کی جہنم سے ساتوین عبداللہ بن عمر کی آٹہوین ابو امامہ کی مصنف
ابن ابی شیبہ مین اور حدیث روایت کی گئی ہے ابو امامہ سے اور انکے بہائی سے اور دعونسے اور ایک ثنا کے طور پر جیسے ابن سید
الناس نے کہا نوین حضرت عمر سے صحیح مسلم مین دسوین ابو ذر غفاری سے اور اسکی اسناد مین ابو امیہ ضعیف ہے گیارہوین خالد بن معدان
سے امام احمد کی مسند مین امام نووی نے کہا تمام فقہاء کا تمام شہرون مین اسپر اتفاق ہے کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب ہے وضو مین اور مسح انکا
کافی نہین اور دہونے کے ساتھ مسح کرنا واجب نہین اور اسکے خلاف کسی معتبر شخص سے ثابت نہین ہے لیکن امامیہ نے کہا کہ پاؤن پر مسح
کرنا واجب ہے اور محمد بن جریر طبری اور جبائی اور حسن بصری کا یہ قول ہے کہ مسح کرے خواہ دہووے اور بعض ظاہریہ کا یہ مذہب ہے کہ دہونا اور مسح
کرنا دونو واجب ہین اور حسن نے پاؤن کا دہونا واجب نہین کیا اسکو دلیل وارجلکم ہے بکسر لام قرآن مین وہ کہتا ہے کہ یہ قرارت صحیح اور مشہور اور
درست ہے اسکا جواب دیا کہ کسرہ لام کا بطریق جر علی الجوار ہے اور عطف اسکا وجوہکم پر ہے جیسا کہ خلاف ہے گو سیبویہ اور اخفش نے اسکو جائز
رکہا ہے مگر مخالف اسکو کیون مانینگے اور صحیح جواب یہ ہے کہ واجب ہے آیت اسپر محمول کرنا یعنے جر علی الجوار پر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمیشہ پاؤن کو دہویا ہے اور کسی صحیح طریقہ سے پاؤن کا مسح کرنا آپسے ثابت نہین ہے بلکہ مسح پر وعید ثابت ہے ویل للاعقاب من
النار اور دوسرے یہ کہ آپنے حکم دیا پاؤن دہونیکا جیسے دارقطنی نے جابر سے روایت کیا کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم وضو
کرین نماز کیلئے کہ اپنے پاؤنکو دہو ڈالین اور عمرو بن عبسہ اور ابو ہریرہ کی روایت مین بہی آپکے قول سے پاؤن کا دہونا ثابت ہے اور عمرو بن عبسہ کی حدیث

صحیح مسلم میں بیان ہے اس مضمون کا کہ پھر دھووے دونوں پاؤں اپنے دونوں ٹخنوں تک اور ابو ہریرہ کی حدیث صحیح مسلم اور موطا اور جامع ترمذی میں ہے اور مضمون اسکا یہ ہے کہ
جب دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جو پاؤں سے اسکی طرف گیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے اور ایسا ہی عبد اللہ
صنابحی کی حدیث میں جو مالک اور نسائی نے نکالی اور فرمایا آپ نے اس وضو کے بعد جسمیں پاؤں دھوئے تھے جو کوئی زیادہ کرے اس پر یا کم
کرے اس میں تو اسنے برا کیا اور ظلم کیا نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے صحیح طریقوں سے اور صحیح کہا اسکو
ابن خزیمہ نے اور مسح کرنا کمی ہے بہ نسبت دھونے کے اور آپ نے اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ تعالی نے تجکو حکم کیا پھر وضو کی ترکیب بیان کی تو اسمیں
پاؤں کا دھونا فرمایا اور صحابہ نے اجماع کیا پاؤں دھونے پر تو ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جر کی قرارت محمول ہے جر علی الجوار پر اور زجاج کو
معلوم ہے اور جو حکم ہر اگرچہ یہ ترکیب پانی ہو اور ظاہر کے خلاف ہم سمجھ والے کہتے ہیں کہ ابو داؤد نے اوس بن ابی اوس ثقفی سے روایت کی کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک قوم کی کنارہ پر آئے پھر وضو کیا جوتیوں پر مسح کیا اور پاؤں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اسکی اسناد میں یعلی
بن عطا روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور ابن قطان نے یہ علت نکالی کہ عطا اسکا باپ مجہول ہے اور بعض راوی اس حدیث کو اوس بن ابی اوس
سے روایت کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس تابعین میں سے تھا اس صورت میں اوس کا حال دریافت کرنا چاہیے اور
اسکی اسناد میں ہشیم روایت کرتا ہے یعلی سے امام احمد نے کہا ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا اور ہشیم کی تدلیس مشہور ہے اسکا جواب ہو سکتا
ہے کہ عطا کو ابو حاتم نے ثقہ کہا اور دوسرے یہ کہ ابو داؤد نے اس حدیث سے سکوت کیا اما اوس بن ابی اوس کو ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر
کیا اور ہشیم نے اپنی سماع کی تصریح کی یعلی سے سعید بن منصور کی روایت میں تو تدلیس اور عنعنہ کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن عبد البر نے
اوس بن ابی اوس کے حال میں کہا اس سے کئی حدیثیں مروی ہیں ایک ان میں سے پاؤں پر مسح کرنا ہے اور اسکا اسناد ضعیف ہے
پس حدیث حجت نہ ہوگی خاصکر جب امام احمد نے تصریح کی ہو کہ ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا سمجھ والے کہتے ہیں کہ طبرانی نے عباد بن تمیم سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تھے اور دونوں پاؤں پر مسح کرتے
تھے ہم جواب دیتے ہیں کہ ابن عبد البر نے تمیم کے صحابی ہونے میں شبہ کیا اور حدیث کو ضعیف کہا سمجھ والے کہتے ہیں دارقطنی نے رفاعہ بن
رافع سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز تمام نہیں ہوتی اخیر تک اس حدیث میں یہ ہے کہ مسح کرے اپنے سر
اور دونوں پاؤں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو بھی ان احادیث صحیحہ کثیرہ کا معارضہ نہیں کر سکتی جو اوپر ہمنے بیان کیں تو ضرور ہے
تاویل اس حدیث کی اسی طور سے جو آیت کی تاویل ہے ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا حازمی نے اوس بن ابی اوس کی حدیث کو جو اوپر
گذری یحیی بن سعید کے طریق سے بیان کرکے یہ کہا کہ یہ حدیث متصلا نہیں پہچانی جاتی مگر یعلی کی روایت سے اور اسمیں اختلاف ہے
اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو بعض علما کہتے ہیں کہ مسح کا جواز پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا پھر نکالا انہوں نے اس حدیث کو ہشیم کے طریق سے اسکے
اخیر میں یہ ہے ہشیم نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور امامیہ جو مسح کو واجب جانتے ہیں انہوں نے کوئی عمدہ دلیل اسکی وجوب پر قائم

ٹخنوں تک اور مسح کرے اپنے سر پر اور دونوں پاؤں پر ٹخنوں تک انتہی اور ممکن ہے کہ اس حدیث میں پاؤں کا عطف منہ پر ہو تو مطلب ہوگا کہ پاؤں دھووے ۱۲ منہ

نہین کی اور مخالفت کی انہون نے کتاب اور سنت متواترہ کی قولاً اور فعلاً انتہی علامہ ابو الطیب نے کہا ابو جریر نے کہا انس
دونون پاؤن کا مسح کرتے تو انکو تر کر لیتے یہ اسناد صحیح ہے انس کا لفظ یہ ہے کہ قرآن نازل ہوا ہی ساتھ مسح کے اور سنت ساتھ غسل
کے یہ اسناد بھی صحیح ہے ایوب نے کہا مینے عکرمہ کو دیکھا دونون پاؤن پر مسح کرتے تھے یہ آثار نہایت غریب ہین محمول
ہین اوپر اس بات کے کہ مراد مسح سے غسل خفیف ہے انتہی ملتقطاً مترجم کہتا ہے کہ ان حدیثون
سے امامیہ کا مذہب ثابت ہونا ممکن نہین کیونکہ وہ جو مسح کے قائل ہین مداومت کرتے ہین اسپر
مسح پر اور پاؤن کا دہونا کافی نہین سمجھتے یہ برعکس ہے اس ہدایت اور مواظبت نبوی کے
جو سیکڑون حدیثون سے نکلتی ہے کہ آپ پاؤن کے دہونے کا حکم کرتے تھے اور پاؤن کو ہمیشہ دہویا کرتے تھے اور اگر آپکی عادت مسح کی
ہوتی تو لامحالہ صحابہ اسکو نقل کرتے بلکہ مسح کی نقل بھی متواتر ہوتی اسلیے کہ وضو ان عبادتون مین سے ہے جو روزانہ کیجاتی ہین اور
لطف یہ ہے کہ خود امامیہ کی صحیح حدیث کی کتابون مین حضرات ائمہ علیہم السلام سے پاؤن کا دہونا منقول ہے اور اسپر شاہد ہے اس امر کا
کہ امامیہ نے پاؤن کے مسح کو اہلسنت اور جماعت کی ضد سے لازم سمجھ لیا ہے اور یہ نہین جانتے کہ ایسی ضد اور ہٹ دہرمی دین اور ایمان
مین جو خالص خدا کی رضامندی کے لیے چاہیے تباہ کرنیوالی ہے بچاوے اللہ ہر مسلمان کو اس آفت سے منتقے الاخبار مین ہے کہ امام مسلم نے
ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جسنے اپنی ایڑی نہین دہوئی تھی آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کے لیے
جہنم سے اور امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ لوگونکو دیکھا انہون نے وضو کیا اور انکی ایڑیون کو پانی نہین لگا تہا
آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی آگ سے اور احمد اور دارقطنی نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا انہون نے کہا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی اور تلوؤن کی آگ سے اور احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے جریر بن حازم سے انہون نے قتادہ
سے انہون نے انس بن مالک سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور اسنے وضو کیا تھا اور اپنے پاؤن پر ناخون برابر سوکھا
چہوڑ دیا تھا آپنے فرمایا لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر دارقطنی نے کہا منفرد ہوا اسکے جریر بن حازم قتادہ سے لیکن وہ ثقہ ہے قسطلانی
نے کہا ابوہریرہ کیحدیث تو صحیحین مین ہے محمد بن زیاد کی روایت سے روایت کیا اسکو بخاری نے آدم سے اور مسلم نے قتیبہ سے اور ابن ابی
شیبہ سے اور روایت کیا دونون اسکو ابن سیرین سے انہون نے ابوہریرہ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے اور جابر کیحدیث کو ابن ماجہ نے
بہی نکالا اور اسکے اسناد مین سب ثقہ ہین اور عبد اللہ بن حارث کیحدیث مین کسی نے کلام نہین کیا مجمع الزوائد مین ہے کہ اسکے راوی
ثقہ ہین اور انس کیحدیث کو ابن ماجہ نے نکالا اور ابن خزیمہ نے حافظ نے کہا ابوداؤد نے اس حدیث کو خالد بن معدان کے طریق سے نکالا انہون نے
بعض صحابہ سے ایسا ہی بیہقی نے کہا یہ حدیث مرسل ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور اس مین بحث ہے اثرم نے کہا مینے امام ائمہ
احمد بن حنبل سے پوچھا یہ اسناد عمدہ ہے انہون نے کہا ہان مینے کہا جب کوئی تابعی یون کہے کہ مجھسے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایک صحابی نے اور اسکا نام نہ لیا تو حدیث صحیح ہوگی اونہون نے کہا ان سندون کے نے اسمین یہ علت نکالی کہ اوسکی اسناد مین بقیہ ہے اور روایت کی
اوس نے بحیر سے اور وہ تدلیس کرتا ہے اور مستدرک مین بقیہ کے سننے کی تصریح ہے اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے حافظ نے
کہا اس اطلاق مین بحث ہے اور ابن عمر نے روایت کی ابوبکر اور عمر سے اون دونون نے کہا ایک شخص آیا اور اوسنے وضو کیا تھا اور اوس کے
پاؤن کی پشت پر ناخون برابر انگوٹھے کے سوکھا رہ گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو اوسنے
ایسا ہی کیا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور دارقطنی نے سنن مین وازع بن نافع
سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے ابوبکر سے اوسکی اسناد مین مغیرہ بن سقلاب ہے رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے وازع
بن نافع سے ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث باطل ہے اور وازع ضعیف ہے اور عقیلی نے مغیرہ کو ضعفا مین ذکر کیا
اور اوسکے ترجمہ مین کہا کہ نہین متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوئی جنابت کا غسل کرے اور کچھ بدن سوکھا رہ جاوے آپ نے فرمایا وہ جگہہ دہو دے پھر نماز پڑھے اوسکی اسناد
مین عاصم بن عبد العزیز ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وضو کے لوٹانے کا اور ابن ابی حاتم نے اسمین علت
نکالی کہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم مین ہے اوس مین یہ ہے کہ لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر اور پوری حدیث صحیح مسلم مین یون ہے
جابر نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤن مین سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسے دیکھا فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر وضو کیا پھر نماز پڑھی) اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ وضو کے اعضا مین اگر ناخون
برابر سوکھا رہ جاوے تو وضو کا اعادہ لازم ہے اور اس پر سب علما کا اتفاق ہے اور ان حدیثون سے یہی نکلتا ہے کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب
ہے انتہی ما قال الامام الشوکانی مع زیادۃ علامہ ابوالطیب روضہ ندیہ مین فرماتے ہین حق یہ ہے کہ قرآن سے پاؤن کا دہونا اور پاؤن پر مسح
کرنا دونون نکلتے ہین کیونکہ نصب اور جر دونون قراءتین ثابت ہین تو دلیل قرآنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہونا بھی کافی ہے اور مسح بھی کافی ہے
لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ پاؤن کا دہونا فرض ہے نہ مسح اور صحابہ سے حدیثین متواتر ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وضو مین آئین ہے کسی مین مسح مذکور نہین البتہ موزون پر مسح ثابت ہے حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ ان لوگون کا اعتبار نہین جو پیرو اپنی
نفسانی غالب ہوئی اور اونہون نے پاؤن کے دہونے کا انکار کیا ظاہر آیت سے دلیل لا کر حالانکہ پاؤن کے دہونے کا انکار ایسا ہی ہے جیسے کوئی
جنگ بدر یا احد کا انکار کرے البتہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ احتیاط یہ ہے کہ دہو لے اور مسح مین جمع کرے یا اونکا فرض مسح ہے اگرچہ دہونے کی ترک
پر بحث ملامت ہو سکتی ہے تو ایسی باتون مین علما کا توقف ممکن ہے جب تک اصل حال خوب نہ کہلجاوے انتہی علامہ ابو الطیب نے اسپر
اعتراض کیا کہ دلیل قائم ہے کہ مسح کافی نہین ہے پر اور جمع تو نص قرآنی سے نہین نکلتا بلکہ جمع کا قول ایسا ضعیف ہے کہ اسپر کوئی دلیل

نہین پہر توقف سو کیا فائدہ ہے انتہے بعض نے کہا آیت دلیل ہے مسح رجلین پر لیکن مراد اس سے غسل خفیف ہے جس طرح
سنت مین آیا ہے بہرحال بر تقدیر غسل رجلین واجب ہے اور تخفیف یہ فرض لابدی ہے بدلیل آیت وحدیث
احسن استدلال اس بات پر کہ اطلاق مسح کا غسل خفیف پر آتا ہے حدیث علی ہے کہ وہ نماز ظہر پڑہکر لوگون
کے کام کے لیے صحن کوفہ مین بیٹھے وقت نماز عصر کا آیا کوزہ آب لائے ایک چلو پانی لیکر مونہہ ہاتھ سر
پاؤن کا مسح کیا رواہ البیہقی وروی البخاری بعض معناہ ہان جو کوئی شیعہ مین سے مسح رجلین مثل مسح خف
محسوب کہتا ہے وہ ضال ومضل ہے اسیطرح وہ شخص جو مسح وغسل دونو کو جائز کہتا ہے مخطی ہے مسلم کی روایت مین
آیا ہے ثم غسل قدمیہ کما امرہ اللہ یعنے پہر اپنے پاؤن کو دہویا جیسے اللہ نے حکم کیا یہ دلیل ہے اس بات پر
کہ قرآن نے حکم غسل کا دیا ہے حارث نے علی بن ابی طالب سے بہی اسیطرح نقل کیا ہے کہا اغسلوا القدمین الی
الکعبین کما امرتم یعنے اپنے دونو قدمون کو ٹخنون تک دہوؤ جیسے تمکو حکم ہوا یہان سے مطلب اُس روایت کا بہی
کہل گیا جس مین یہ آیا ہے کہ علی نے اپنے دونو قدمون پر پانی چہڑکا اور وہ جوتا پہنے تہے پہر انکو ملا کہ مراد اوس چہڑکنے
سے غسل خفیف ہے اندر نعلین کے کیونکہ کوئی مانع نہین ہے ایجاب غسل سے درحالیکہ پاؤن مین جوتا ہو مراد
جوتے سے اس جگہہ چپل ہے اسکے اندر غسل قدم ہو سکتا ہے اس روایت مین رد ہے متعمقین متنطعین
موسوسین پر یہی حال روایت حذیفہ کا ہے جس مین یون آیا ہے کہ آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہورے
پر ایک قوم کے پہر پیشاب کیا کہڑے ہوکر پہر پانی منگا کر وضو کیا النعلین پر مسح کیا یہ حدیث صحیح ہے لیکن
جریر نے کہا روایت ثقات مسح علی خفیہ ہے یعنے اپنے موزون پر مسح کیا تو جمع ممکن ہے اسطرح پر کہ پاؤن مین
خف ہون خفین پر نعلین ہون کیونکہ یہ جائز نہین ہے کہ اللہ کے فرائض اور رسول اللہ کی سنن متنافی ومتعارض
ہون حضرت سے امر بعموم غسل قدمین بعضو مین پانی سے بفعل مستفیض ثابت ہو چکا ہے وہ قاطع عذر ہے واسطے
اس شخص کے جسکو وہ امر پہونچ چکا انتہی ملتقطا **باب** المضمضۃ فی الوضوء وضو مین کلی کرنیکا بیان قالہ ابن عباس
وعبد اللہ بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابن عباس اور عبد اللہ بن زید نے بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل کیا ہے ف ابن عباس کی حدیث اوپر گذری اور عبد اللہ بن زید کی آگے آویگی حافظ نے کہا کلی کے یہ معنی ہین کہ پانی کو منہ
مین لیوے پہر اسکو پہر اکر تہوک دیوے اور شافعیہ کا مشہور قول ہے کہ پہرانا شرط نہین ہے اور عجیب ہے اور شاید مراد یہ ہے کہ پہرانیکی تخصیص
نہین اگر نگل جاوے یا چہوڑ دے کہ وہ خود بہ جاوے تب بہی کافی ہے انتہی حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال
اخبرنی عطاء بن یزید عن حمران مولی عثمان بن عفان انہ رای عثمان بن عفان دعا بوضوء فافرغ علی یدیہ من انائہ فغسلہما

ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثًا ثُمَّ
مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّاَ
نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان
(حکم بن نافع) نے انہون نے خبر دی ہمکو شعیب (ابن ابی حمزہ) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو عطا بن زید
نے انہوں نے روایت کی حمران سے جو مولی (آزاد کیے ہوئی) تھے حضرت عثمان بن عفان کے انہوں نے دیکھا حضرت عثمان کو انہوں نے وضو کا
پانی منگوایا اور اپنے دونو ہاتھو پر برتن سے پانی ڈالا پھر دہو یا دونو ہاتھونکو تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کی پانی مین ڈالا پھر کلی کی اور
ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی پھر اپنے موںہہ کو تین بار دہو یا اور اپنے دونو ہاتھونکو کہنیوں تک تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر پھر اپنے
پاؤنکو تین بار دہو یا پھر کہا مینے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تھے اسیطرح جیسے مینے یہ وضو کیا اور
آپ نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے اندو نو رکعتون مین اپنے جیمین باتین نکرے اسکی شرح اوپر
گذر چکی بعضون نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ خلوص سے پڑہے عجب اور ریا کی راہ سے تو اللہ تعالی اوسکی اگلی گناہ بخش دیگا **ف** یہ حدیث مع شرح
اوپر گذر چکی لیکن اس روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا امام مسلم کی روایت مین اتنا
زیادہ ہے کہ زہری نے کہا ہمارے علما یہ کہتے تھے یہ وضو بہت پورا ہے نماز کیلیے فتح و قسطلانی نے کہا یہ حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف
اور مسند دونو مین روایت کیا اسمین یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ٹھنڈی رات مین وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کو جانا چاہتے تھے مین پانی لیکر
آیا انہون نے اپنے منہ اور ہاتھو پر بار بار پانی ڈالا مینے کہا بس کیجے تمہارا وضو پورا ہو گیا اور رات بہت سرد ہے انہون نے کہا پانی ڈال مینے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی بندہ وضو پورا کریگا تو اللہ تعالی اوسکی اگلی اور پچہلی گناہ بخش دیگا حافظ ابن حجر نے
فرمایا اصل اس حدیث کی صحیحین مین ہے کئی طریقون سے اور اسمین یہ زیادہ نہین کہ پچہلی گناہ بھی بخشی جاوینگی اور روایت کیا اس حدیث کو حافظ
ابوبکر احمد بن علی بن سعید مروزی نے جو شیخ ہین امام نسائی کے مسند عثمان مین اور متابعت کی ابن ابی شیبہ کی ایک جماعت نے انمین سے
ابن محمد بن سعید بن یزید تستری نکالا اور نسخہ عبد الرزاق نے انتہی قسطلانی نے کہا کہ سب روایتون مین کلی مقدم ہو اوسکی بعد ناک
مین پانی ڈالنا ہے اور یہ دونو سنت ہین وضو مین اور غسل مین اور امام احمد کے نزدیک واجب ہین اور افضل یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ چلو دیکر
انکو کرے اور ایک قول یہ ہے کہ جمع کرنا افضل ہے تو اولے یہ ہو کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین آدہے سے کلی کرے اور آدہا ناک مین ڈالے
امام نووی نے کہا یہی زیادہ صحیح ہے اور اسکو وجوب یا استحباب کی بحث اوپر مفصل گذر چکی **باب** غَسْلِ الْاَعْقَابِ ایڑیان دہونیکا بیان وَکَانَ ابْنُ
سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ اِذَا تَوَضَّاَ اور محمد بن سیرین (تابعی مشہور خواب کی تعبیر بیان کرنیوالے) انگوٹھی کی جگہہ کو دہوتے جب وضو کرتے
ف اس تعلیق کو مؤلف نے تاریخ مین وصل کیا ہے موسی بن اسمعیل سے انہون نے مہدی بن میمون سے انہون نے ابن سیرین سے اور ابن ابی شیبہ نے

سے روایت کیا اونھوں نے خالد سے اونھوں نے ابن سیرین سے کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اور دونوں اسناد صحیح ہیں اور دوسری روایت معمر سے ہے اوس حالت میں کہ انگوٹھی ڈھیلی ہو تو صرف ہلانے سے پانی اوسکے نیچے پہنچ جاویگا اور ابن ماجہ نے ابو رافع سے مرفوعاً ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو اتنی کہ پانی اسکے نیچے خود بخود چلا جاتا ہو تو ہلانا ضرور نہیں اور جو تنگ ہو تو اسکو ہلادے دلیل اسکی یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث کو دار قطنی نے بھی روایت کیا لیکن اسکے اسناد میں معمر بن محمد بن عبید اللہ ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں انتہی حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ قَالَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن زیاد نے اونھوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے وہ ہمارے اوپر سے گذرتے تھے اور لوگ وضو کرتے تھے لوٹے سے اونھوں نے کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ جناب رسول مقبول حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے ف اس حدیث میں آپکا ذکر کنیت سے کیا اور یہ بھی اچھا ہے اور ذکر کرنا بصفت رسالت زیادہ اچھا ہے اس سے یہ نکلا کہ عالم کو اپنے قول پر دلیل لانا بہتر ہے اور حاکم نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا خرابی ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے (فتح)

بَاب غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ جوتوں کے اندر پاؤں کو دھونا اور جوتوں پر مسح نہ کرنا ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چپل (یا جوتا) پہنے ہو تو پاؤں کو دھووے اور موزوں کی طرح جوتے کے مسح پر اکتفا نہ کرے اور اشارہ کیا اس روایت کی طرف جو حضرت علی اور اور صحابہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے مسح کیا اپنے جوتوں پر جنھوں میں پھر نماز پڑھی اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع وارد ہے جسکو ابو داؤد وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ سے نکالا لیکن ضعیف کیا اس حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ اماموں نے حدیث کے اور امام طحاوی نے کہا کہ جوتوں پر مسح کرنا اجماع کے خلاف ہے کیونکہ جب جوتے بہت پھٹ جاویں اتنے کہ پاؤں کھل جاویں تو اسپر بالاجماع مسح جائز نہیں ہے اسیطرح چپل پر بھی ناجائز ہوگا کیونکہ اوسمیں پاؤں کھلے رہتے ہیں اور یہ استدلال صحیح ہے مگر مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اس اجماع کی سند کیا ہے (فتح) مترجم کہتا ہے احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جورب پر اور جوتوں پر ترمذی نے کہا حدیث صحیح ہے ابو داؤد نے کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس حدیث کو نقل نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور روایت کیگئی یہ حدیث ابو موسے اشعری سے لیکن یہ روایت متصل نہیں ہے نہ قوی ہے البتہ ابن ماجہ نے اوس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا وہ متصل نہیں ہے اسلیے کہ روایت کیا اس کو ضحاک بن عبد الرحمان نے ابو موسی سے بیہقی نے کہا ضحاک کا سماع ابو موسے سے ثابت نہیں ہے اور کہا قوی نہیں ہے اسلیے کہ اسکی اسناد میں عیسی بن سنان ہے وہ ضعیف ہے حجت لانیکے لائق نہیں اور ضعیف کیا اسکو یحیی بن معین نے اور اس باب میں

امام بیہقی نے روایت کی ابن عباس سے اور ابو داؤد نے اوس بن ابی اوس سے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور
مسح کیا جوتوں پر (چپلوں پر) اور ابن خزیمہ نے حضرت علی سے اور احمد بن عبید صفار نے اور بیہقی نے انس سے اور ان سب روایتوں کے ملانے سے یہ نکلتا
ہے کہ جوتی پر مسح کرنا بالکل بے اصل نہیں ہے گو اکثر علماء نے اسکا خلاف کیا ہو زیلعی نے تخریج میں کہا ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو
کہا حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربین اور نعلین پر امام نسائی نے سنن کبریٰ میں کہا ہم
نہیں جانتے کسی اور نے متابعت کی ہو ابو قیس اودی کی اس حدیث کی روایت کرنے میں ہزیل بن شرحبیل سے اور صحیح مغیرہ سے یہ روایت ہے کہ
آپ نے مسح کیا دونوں موزوں پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ۵ ۲۳ قسم میں جو تیسری قسم ہے امام بیہقی نے کہا مغیرہ کی
حدیث منکر ہے ضعیف کیا اسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور مسلم
بن حجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزوں پر مسح کرنیکی روایت ہے اور ایک جماعت سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا نووی نے کہا ہر
ایک سے ہر ایک شخص ترمذی پر مقدم ہے اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حفاظ حدیث نے اس روایت کی ضعف پر اور ترمذی کا یہ قول
قبول نہ کیا جاویگا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابو قیس اودی کا نام عبد الرحمن بن ثروان ہے حجت لی
ہے اس سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے سنن میں کہا کہ ابو محمد یحییٰ بن منصور نے کہا میں نے امام مسلم کو دیکھا انہوں نے
ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ ابو قیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل کی روایت قبول نہیں ہو سکتی خصوصاً جب مخالفت کریں اکابر
عمدہ راویوں کی انہوں نے مغیرہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے مسح کیا موزوں پر اور کہا کہ ظاہر نص قرآنی ترک نہیں ہو سکتا
ابو قیس اور ہزیل کی روایت سے اور یہی امام مسلم کا یہ قول ابو العباس محمد بن عبد الرحمن دغولی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن
محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو قدامہ سرخسی سے سنا وہ کہتے تھے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا میں نے سفیان ثوری سے کہا اگر
تم ابو قیس کی حدیث مجھ سے بیان کروگے ہزیل سے تو میں اسکو قبول نہیں کرونگا تب انہوں نے کہا وہ حدیث ضعیف ہے پھر بیہقی نے بسند امام
الائمہ احمد بن حنبل سے روایت کیا انہوں نے کہا یہ حدیث صرف ابو قیس اودی کی روایت سے منقول ہے اور عبد الرحمن بن مہدی نے
انکار کیا اس حدیث کو بیان کرنے سے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور بیہقی نے بسند علی بن المدینی سے نقل کیا انہوں نے کہا مغیرہ کی حدیث مسح
کے باب میں مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے روایت کی اور ہزیل بن شرحبیل نے بھی روایت کی مگر انہوں نے جوربوں کا ذکر کیا تو مخالفت کی اور
لوگوں کی اور روایت کی بیہقی نے باسناد یحییٰ بن معین سے انہوں نے کہا سب لوگ اس میں موزوں کا ذکر کرتے ہیں سوا ابو قیس کے شیخ
نے کہا جو ابو قیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ اسکی روایت جمہور کی روایت کے خلاف نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک امر زائد مذکور کیا اور ایسی
زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور خاص کر ایسی حالت میں کہ وہ ایک مستقل طریقہ سے ہزیل کی روایت مغیرہ سے اور مشہور روایتوں کی سند میں نہیں
اور تائید کرتا ہے مغیرہ کی روایت کو وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں عیسیٰ بن سنان سے انہوں نے ضحاک بن عبد الرحمن سے

نے ابو موسیٰ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جوربوں اور جوتوں پر زیلعی نے کہا میں نے حدیث ابن ماجہ کی اپنے نسخہ میں نہیں
پائی اور نہ ابن عساکر نے اطراف میں اسکو ذکر کیا اور شاید حدیث ابن ماجہ کی بعض نسخوں میں ہو اور اسی لیے ابن جوزی نے تحقیق میں اس
حدیث کو نسبت دیا ابن ماجہ کیطرف اور شیخ تقی الدین نے بھی امام میں ایسا ہی کیا مترجم کہتا ہے ہمارے نسخے میں سنن ابن ماجہ کی یہ
حدیث موجود ہے زیلعی نے کہا ابو موسیٰ کی اس حدیث کو عقیلی نے بھی کتاب الضعفا میں نکالا پھر اسمین علت کی عیسیٰ بن سنان سے جسکو سعدی اور
کہا ضعیف کہا اور اسکو یحییٰ بن معین وغیرہ نے طیبی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس صورت پر کہ جوتی جوربوں پر پہنے ہوں جیسے خطابی نے کہا تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف جوربوں کے مسح پر قناعت نہیں کی بلکہ انکے ساتھ نعلین پر بھی مسح کیا اور شیخ نے کہا کہ جوتوں پر
مسح کرنا منسوخ ہے جیسے سنن دارمی میں ہے امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی نے اپنی مسند میں فرمایا خبر دی ہمکو ابو نعیم نے
حدیث بیان کی ہمسے یونس نے انہوں نے روایت کی ابو اسحاق سے انہوں نے عبد خیر سے اور انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے
وضو کیا اور مسح کیا دونو جوتوں (چپلوں) پر پھر کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں یہ خیال
کرتا کہ پاؤں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہے اوپر کیجانب مسح کرنے سے ابو محمد یعنی دارمی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے قرآن کی اس آیت سے
وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے جوتوں کا مسح ثابت ہوا اور اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی
سب ثقات ہیں اور یہ باب کی تمام حدیثوں سے قوی ہے اور تعجب ہے کہ امام شوکانی اور زیلعی نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا ان حدیثوں کے سوا
اور کئی آثار اس باب میں وارد ہیں عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں کہا خبر دی ہمکو ثوری نے انہوں نے روایت کی زبرقان سے انہوں نے
کعب بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنی جوربوں اور نعلین پر پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
لگے خبر دی ہمکو ثوری نے اور انہوں نے روایت کی منصور سے انہوں نے خالد بن سعد سے اور انہوں نے کہا ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنے
جوربوں پر جو بال کے تھے اور مسح کرتے تھے اپنی نعلین پر خبر دی ہمکو ثوری نے انہوں نے روایت کی اعمش سے اور انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے
ہمام بن حارث سے انہوں نے ابی مسعود سے جیسے اوپر گذرا خبر دی ہمکو ثوری نے یحییٰ بن ابی حیہ سے انہوں نے ابو الجلاس سے انہوں
نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلین پر خبر دی ہمکو ثوری نے اعمش سے انہوں نے اسمٰعیل بن رجا سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے کہا میں نے برا بن عازب کو دیکھا وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلوں پر خبر دی ہمکو معمر نے انہوں نے اعمش
سے انہوں نے ابراہیم سے کہ ابن مسعود مسح کرتے تھے موزوں پر اور جوربوں پر انتہی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ
أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ
وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ

وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ
لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى
تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ۔ ترجمہ ہم سے بیان کی عبداللہ بن یوسف تنیسی نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو امام مالک
نے انہوں نے روایت کی سعید مقبری سے انہوں نے عبید بن جریج (مدنی) سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا اے ابو عبدالرحمن میں
تم کو چار باتیں کرتے دیکھتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں دیکھتا کرتے ہوئے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے جن کو عبید نے دیکھا تھا) عبداللہ بن عمر نے کہا وہ کون سی باتیں ہیں اے ابن جریج انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں تم
(طواف میں) ہاتھ نہیں لگاتے کعبہ کے کونوں کو سوا حجر اسود اور رکن یمانی کے (شاید اور صحابہ سب کونوں کو ہاتھ لگا کر
چومتے ہوں اور ایسا ہی صحیح ہے امیر معاویہ اور ابن زبیر سے اور اس کا ذکر کتاب الحج میں آوے گا) اور میں دیکھتا ہوں تم سبتی جوتے پہنتے
ہو (سبتی وہ صاف چمڑا جس پر بال نہ ہوں اور بعضوں نے کہا گائے کا چمڑا جو دباغت کیا جاوے) اور میں دیکھتا ہوں تم اپنے بالوں
کو زرد رنگتے ہو یا کپڑے کو اور میں دیکھتا ہوں جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی لبیک پکارنے لگتے ہیں اور تم جب
تک آٹھویں تاریخ نہیں ہوتی (اور منا کو جانے کا وقت نہیں آتا) عبداللہ نے کہا کعبہ کے کونوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا سوا رکن یمانی اور حجر اسود کے اور لیکن سبتی جوتیاں (تو) اپنے صاف بن
بال نرم ستری کی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے تھے جس پر بال نہ ہوتے (تو اعتراض
کی کوئی وجہ نہیں اور یہ اعتراض اس خیال سے تھا کہ ایسی جوتیاں تکلف والی دنیادار پہنتے ہیں اور غریب لوگ تو بال لگے ہوئے
چمڑے کی پہنتے) اور ان کو پہنے ہوئے وضو کرتے (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے
پاؤں ان جوتیوں کے اندر ہی دھو لیتے) اور زرد رنگ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ زرد رنگتے تھے کپڑوں کو
جیسے سنن ابو داؤد میں ہے کہ آپ ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگتے یہاں تک کہ عمامہ کو بھی یا بالوں کو کیونکہ سنن میں ہے
کہ آپ داڑھی کو زرد رنگتے تھے اور اکثر صحابہ اور تابعین نے زرد خضاب کیا ہے) اس لیے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں اور لیکن
لبیک پکارنا تو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک پکارتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی
ہوتی (یعنی منا کو جانے کے لیے اور یہ آٹھویں تاریخ کو ہوتا) شافعی اور مالک اور احمد نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہے
کہ باقی دو کونوں کو نہ چومنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ دونوں کونے اپنی جگہ پر نہیں رہے تھے اور مشرکین نے حطیم کو کعبہ سے خارج کر دیا تھا اس

یعنی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم احرام نہیں باندھتے

صورت مین اگر کعبہ حضرت ابراہیم کی حدود پر بنایا جاوے تو چارون کونے چھونا مستحب ہوگا اور عبد اللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا جب کعبہ
کو بنایا کہ ابراہیمی پر بنایا تھا اور معاویہ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے بھی ایسا ہی منقول ہے مؤلف نے اس حدیث کو
لباس میں اور مسلم اور ابو داؤد نے حج میں نکالا اور نسائی نے طہارت میں اور ابن ماجہ نے لباس میں حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث
کی باقی بحث کتاب اللباس میں آویگی اگر خدا چاہے **باب التَّيَمُّنِ فِي الوُضُوْءِ وَالغُسْلِ** وضو اور غسل میں داہنی
طرف سے شروع کرنا **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ
اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ
مِنْهَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن علیہ نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث) جو مردون کو
غسل دیتیں اور بیمارون کی خبر گیری کرتیں اور جنگ خیبر میں موجود تھیں اس سے انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عورتوں سے اپنی صاحبزادی اعلی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل میں شروع کرو انکی داہنی جانبوں سے اور وضو کے
مقاموں سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا جو کتاب الجنائز میں آویگی اور بیان اوسکے لانے سے غرض یہ ہے
کہ دوسری حدیث میں جو تیمن کا لفظ آیا ہے اوسکی تفسیر ہو جاوے کیونکہ تیمن کے کئی معنے ہیں داہنے سے شروع کرنا داہنی ہاتھ
سے دینا لینا برکت قسم کا قصد کرنا تو اس حدیث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ تیمن سے مراد دوسری حدیث میں اول معنے ہیں قسطلانی نے کہا
نکالا اوسکو مسلم نے اور نسائی اور ابن ماجہ نے **حدثنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَشْعَثُ
بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي
تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے حفص بن عمر حوضی بصری نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے شعبہ ابن حجاج نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو اشعث بن سلیم نے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا (سلیم بن اسود
محاربی سے) انہوں نے روایت کی مسروق سے (جو اجدع کے بیٹے ہیں انکی کنیت ابو عائشہ ہے) انہوں نے روایت کی حضرت عائشہ
سے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا داہنی طرف سے شروع کرنا جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں
اور طہارت کرنے میں اور سب کاموں میں **ف** شیخ تقی الدین نے کہا پاخانہ میں جانا اور مسجد سے نکلنا ان کاموں سے مستثنی ہیں
ان میں بائین جانب سے شروع کرنا چاہیے حافظ ابن حجر نے کہا مسئلہ اتنی ہی داہنی جانب سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ
وہ عبادت اور زینت میں افضل ہے اور ثابت ہے حدیث سے اور جوتا اوتارنے میں بائین سے شروع کرنا چاہیے اسیطرح وضو میں
پہلے داہنا ہاتھ دھونا چاہیے اور غسل میں پہلے داہنا جانب اور اس سے یہ بھی نکالا ہے کہ امام کے داہنی جانب نماز پڑھنا اور مسجد پر

داہنی طرف بیٹھنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا اور پینا مستحب ہے نووی نے کہا شرع کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک عزت اور زینت کا کام داہنے
طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو کام عزت اور زینت کے خلاف ہیں انکا بائیں سے اور اجماع کیا علما نے وضو میں داہنے سے شروع
کرنا سنت ہے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے اسکا وضو درست ہو جاوے گا اور مراد امام نووی کی اہلسنت کے علما ہیں کیونکہ شیعہ کے
نزدیک وضو میں داہنے سے شروع کرنا واجب ہے اور سید مرتضیٰ شیعی نے غلطی کی اور وجوب کی نسبت دی امام شافعی کیطرف اور بیان اور
تجرید جو کتابیں ہیں شیعہ کی انمیں بھی وجوب کی نسبت دی ہے ساتوں فقیہوں کیطرف اور یہ غلط ہے اور رافعی کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ امام احمد کے نزدیک بھی یہ امر واجب ہے حالانکہ ایسا معلوم نہیں ہوا مغنی میں تصریح ہے کہ اسکے عدم وجوب میں اختلاف معلوم
نہیں ہوا انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے نکالا کتاب الصلوٰۃ اور لباس میں اور مسلم نے طہارت میں اور
ابو داؤد نے لباس میں اور ترمذی نے صلوٰۃ میں اور نسائی نے طہارت اور زینت میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں انتہی اور شوکانی
نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن مندہ نے صحیح کہا اور ابن حبان کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ داہنی طرف سے شروع
کرنیکو پسند کرتے تھے ہر بات میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے اور ابو داؤد
کی ایک روایت میں ہے کہ آپ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنا جہانتک ہو سکتا اپنے سب کاموں میں اور مہدی نے بحر
میں کہا کہ امامیہ اور عترت کے نزدیک وضو میں داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابو داؤد
نے ابو ہریرہ سے روایت کی اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع
کرو اور اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسنے اعمش سے اور اسنے ابو صالح
سے اور اسنے ابو ہریرہ سے ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت صحیح ہونے کے لائق ہے اور نسائی اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو داہنے سے شروع کرتے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں داہنے ہاتھ اور داہنے
پاؤں سے شروع کرنا واجب ہے لیکن اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ کپڑا پہننے میں بھی داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے حالانکہ اسکے
وجوب کا کوئی قائل نہیں ہے اور حضرت علی سے مروی ہے اور انہوں نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا داہنی طرف سے شروع کروں یا بائیں
طرف سے جب وضو کو پورا کروں روایت کیا اسکو دارقطنی نے انہوں نے کہا ایک شخص آیا حضرت علی کے پاس اور اس نے پوچھا وضو
کو تو کہا میں شروع کروں داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے انہوں نے اپنے منہ سے آواز نکالی طشت کے طور پر پھر پانی منگوایا اور پہلے
بائیں ہاتھ کو دھویا اسکے بعد داہنے کو اور بیہقی نے اسی طریق سے روایت کیا حضرت علی سے انہوں نے کہا کچھ پرواہ نہیں اگر میں
بائیں سے شروع کروں وضو میں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اسی لفظ سے اور روایت کیا ابو عبید نے کہ ابو ہریرہ داہنی
طرف سے شروع کرتے تھے یہ خبر حضرت علی کو پہنچی انہوں نے بائیں سے شروع کیا اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے حضرت علی

اور ابن مندہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ وضو میں اور جوتا پہننے میں ۱۲

سے حافظ نے کہا یہ روایت منقطع ہے مگر ایک طریقہ دوسرے طریقہ کو قوی کرتا ہے اور یہ روایتیں حجت ہیں امامیہ پر کیونکہ وہ حضرت علی کے قول اور فعل کو مانتے ہیں انتہی مختصراً

باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰة جب نماز کا وقت آوے تو اسوقت پانی ڈھونڈھنا وضو کے لیے **وقالت عائشة حضرت الصبح فالتمس الماء فلم یوجد فنزل التیمم** اور حضرت عائشہ نے کہا صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کو ڈھونڈھا نہ ملا تب تیمم کا حکم اترا **ف** یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو کتاب التیمم میں انشاء اللہ آویگی اور اس لفظ سے مولف نے وصل کیا تفسیر سورہ مائدہ میں ابن منیر نے کہا اس قول کے لانے سے یہ غرض ہے کہ نماز کے وقت آنے سے پہلے پانی کا ڈھونڈھنا واجب نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر انکار نہیں کیا پانی ڈھونڈھنے میں دیر کرنے پر اس سے نکلا کہ یہ امر جائز ہے (فتح) **حدثنا عبد اللّٰه بن یوسف قال اخبرنا مالك عن اسحاق بن عبد اللّٰه بن ابی طلحة عن انس بن مالك قال رأیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وحانت صلوٰة العصر فالتمس الناس الوضوء فلم یجدوا فاتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بوضوء فوضع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی ذلك الاناء یده وامر الناس ان یتوضأوا منه قال فرأیت الماء ینبع من تحت اصابعه حتی توضأوا من عند اٰخرهم** **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے انہوں نے روایت کی اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے اونہوں نے انس بن مالک سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر لوگوں نے وضو کا پانی ڈھونڈھا اور پانی نہ ملا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپنے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھدیا (ابن مبارک کی روایت میں ہے ایک شخص ایک پیالہ لایا اوسمیں تھوڑا سا پانی تھا آپ اپنی انگلیاں پھیلا نہ سکے اسمیں کیونکہ وہ چھوٹا تھا پھر آپنے اپنی انگلیاں ملاکر اس میں ڈالیں) اور لوگوں کو حکم دیا اسمیں سے وضو کرنیکا انس نے کہا میں نے دیکھا پانی آپکی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہانتک کہ وضو کرلیا اس شخص نے بھی جو اخیر میں تھا (یعنے سب نے وضو کرلیا یہانتک کہ جو اخیر میں تھا اسکی بھی باری آگئی) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص پاس اپنے وضو سے زیادہ پانی ہو وہ دوسرے کو وضو کیواسطے پانی دیوے اور یہی نکلا کہ وضو کرنیوالا اگر قلیل پانی میں سے چلو بھر کر لیوے تو وہ پانی مستعمل ہوگا اور شافعی نے اس سے یہ دلیل کی ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دہونیکا حکم جو دوسری حدیث میں آیا ہے وہ استحبابی ہے قاضی عیاض نے کہا اس معجزہ کو آپکے بہت صحابہ نے نقل کیا ہے تو وہ قطعی ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسکو سوا انس کے اور کسی نے روایت نہیں کیا گو اس واقعہ کیوقت بہت صحابہ کرام حاضر تھے دونوں کے کلام میں بڑا اختلاف ہے اور ہم اسکی تفصیل علامات النبوۃ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو بے وضو ہو اسکو پانی ڈھونڈھنا مستحب ہے اور رد ہوگیا ان ملحدین کا

جو معجزہ کا انکار کرتے ہیں اور یہ حدیث کو مولف نے علامات النبوۃ میں نکالا اور مسلم اور ترمذی نے مناقب میں اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی
نے کتاب الطہارت میں انتہی **بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الْإِنْسَانِ** جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جاویں وہ پاک ہے
ف کیونکہ نہانیوالے کے بال اکثر پانی میں گرتے ہیں اور جو بال نجس ہو تو پانی بھی نجس ہو جاویگا اور یہ امر منقول نہیں ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل میں اس سے پرہیز کرتے ہوں بلکہ آپ بالوں کی جڑوں میں خلال کیا کرتے اور ایسی حالت میں کچھ
نہ کچھ بال اوٹ کر پانی میں گرتے ہونگے تو معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور امام شافعی کا قول قدیم
بھی یہی ہے اور جدید میں انہوں نے صاف کہدیا کہ وہ پاک ہیں اور ایک جماعت شافعیہ نے اسی کو صحیح کہا اور ایک جماعت نے کہا کہ بال
نجس ہونیکا قول صحیح ہے اور مولف نے بال کی طہارت پر استدلال کیا باب کی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت کے بال
مبارک اور مکرم ہیں اور اور بالوں کا قیاس آپکے بالوں پر نہیں ہو سکتا اور ابن منذر اور خطابی نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ طہارت کے
باب میں اس خصوصیت پر کیا دلیل ہے اور اگر یہ اعتراض صحیح ہو تو منی کی طہارت پر یہ حدیث سے کیونکر دلیل لا دینگے کہ حضرت عائشہ
آپکے کپڑے سے منی کو چھیل ڈالتیں کیونکہ اعتراض کرنیوالا یہ کہیگا کہ آپ کی منی پر اور منی کا قیاس صحیح نہیں اور حق یہ ہے کہ احکام
شرعیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی مثل اور لوگوں کے ہے مگر جہاں تخصیص کی دلیل پائی جاوے اور بہت سی دلیلیں اسپر
قائم ہوئیں کہ آپکے فضلے (یعنی پیشاب اور پاخانہ اور پسینا وغیرہ) پاک تھے اور ائمہ نے کہا کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی اب
شافعیہ کی کتابوں میں جو اسکے خلاف لکھا ہے وہ التفات کے لائق نہیں کیونکہ شافعیہ کے اماموں نے بالوں کی طہارت کو تسلیم کیا
ہے یہ اختلاف آدمی کے بالوں میں ہے لیکن اون جانور کے بالوں میں جو حلال نہیں یا ذبح نہیں کیا گیا اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک
صحیح یہ ہے کہ وہ نجس ہیں اور اکثر علما کے نزدیک وہ پاک ہیں اور بغوی نے شرح سنۃ میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ
کی مردار بکری میں جو فرمایا صرف اسکا کھانا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردار کے اور اجزا سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اسکا مطلب
کا بیان جدا چاہیے تو ایک جداگانہ باب میں آویگا (فتح) وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَرَى بِهِ بَأْسًا أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَ
الْحِبَالُ اور عطا بن ابی رباح (تابعی مشہور) اسمیں قباحت نہیں سمجھتے تھے آدمیوں کے بالوں سے ڈوریاں اور رسیاں بنانیکو ف اس
تعلیق کو محمد بن اسحاق فاکہی نے اخبار مکہ میں بسند صحیح موصولاً روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ عطا بن ابی رباح برا نہیں سمجھتے
تھے فائدہ اٹھانا آدمیوں کے بالوں سے جو مونڈے جاتے ہیں منا میں (فتح) وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ اور اس باب
میں یہ بیان ہے کتوں کے جوٹھے کا اور کتوں کے آنے جانے کا مسجد میں ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کے نزدیک
کتے کا جوٹھا پاک ہے قسطلانی اور عینی نے کہا امام بخاری آگے جو حدیثیں لائے ہیں انسے غرض یہ ہے کہ کتے کے جوٹھے کی طہارت
ثابت ہو ابن بطال نے کہا امام بخاری نے چار حدیثیں لکھکے باب میں بیان کیں انسے یہ مطلب ہے کہ کتے کا پاک ہونا ثابت کریں کہ

لئے کا جوٹھا پاک ہے امام شوکانی نے کہا اکثر علما کے نزدیک کتا اور اسکا لعاب نجس ہے اور عکرمہ اور مالک کے نزدیک ایک روایت میں پاک ہے انتہی وقال الزهري إذا ولغ الكلب في إناء ليس له وضوء غيره يتوضأ به ابن شہاب زہری نے کہا زہری بڑے فقیہوں میں سے تھے اور استاد امام مالک کے جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالدے اور سوا اس برتن کے اور پانی نہ ہو تو وضو کرے اوس سے اس روایت کو وصل کیا اسکو ولید بن مسلم نے اپنی مصنف میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں باسناد صحیح زہری سے وقال سفيان هذا الفقه بعينه يقول الله فلم تجدوا ماء فتيمموا سفیان نے کہا یہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے اللہ تعالی کے اس فرمانے سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو وهذا ماء وفي النفس منه شيء يتوضأ به ويتيمم اور کتے کا جوٹھا پانی ہے لیکن دل میں ذرا شبہ آتا ہے اسوجہ سے وضو کرے اوس سے اور پھر احتیاطًا تیمم کر لیوے ف حافظ ابن حجر نے کہا سفیان سے مراد ثوری ہیں اور اسکی تصریح ہے ولید بن مسلم کی روایت میں تو سفیان کے نزدیک کتے کا جوٹھا پاک تھا جب تو انہوں نے اس سے وضو کرنیکا حکم دیا اور یہ جو قید لگائی دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے کہ اگر دوسرا پانی موجود ہو تو اسی سے وضو کرنا اولی ہے کیونکہ کتے کے جوٹھے میں شبہ ہے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دع ما يريبك الى ما لا يريبك اور تیمم کا حکم اسلیے دیا کہ کتے کا جوٹھا مشکوک ہے تو احتیاط کی عبادت میں اور جن لوگوں کے نزدیک کتے کا جوٹھا نجس ہے انکے نزدیک اس سے وضو نکرے اور تیمم کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسے پانی کو بہا دیوے پھر تیمم کرے تاکہ سب کے نزدیک تیمم درست ہو جاوے (فتح ملخصًا) **حدثنا** مالك بن إسمعيل قال حدثنا إسرائيل عن عاصم عن ابن سيرين قال قلت لعبيدة عندنا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم أصبناه من قبل أنس أو من قبل أهل أنس فقال لأن تكون عندي شعرة منه أحب إلي من الدنيا وما فيها **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مالک بن اسمعیل بن غسان نہدی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی نے انہوں نے روایت کی عاصم بن سلیمان احول بصری سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا میں نے عبیدہ بن عمرو سلمانی یا ابن قیس بن عمرو سلمانی سے کہا ہمارے پاس کچھ بال ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جو ہمکو پہنچے انس کی طرف سے یا انس کے گھر والوں کی طرف سے کیونکہ ابن سیرین کے باپ سیرین مولی تھے انس کے اور انس ربیب تھے ابو طلحہ کے اور ابو طلحہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال دیئے تھے جیسے دوسری روایت میں آویگا یہ سنکر عبیدہ نے کہا اگر میرے پاس ان (مبارک) بالوں میں سے ایک بال ہو تو وہ زیادہ محبوب ہے مجھکو ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اوس سے **ف** عبیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ سے ملاقات نکر سکے پر اسلام لائے تھے آپکی وفات سے پہلے ایسے لوگوں کو اہلحدیث کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں یہ لوگ صحابہ سے اوتر کر ہیں اور تابعین سے ذرا چڑھکر اگرچہ شمار انکا بھی تابعین میں ہے صحابہ اور تابعین کا تو زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھا اور اسوقت محبت ایمانی کا بڑا جوش تھا ہر ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال انکے نزدیک ساری دنیا سے بہتر تھا اب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کو تیرہ سو برس گذر گئے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق موجود ہیں جو آپکے ایک بال کو کیا بلکہ آپ کی جوتی کی خاک
کو ساری دنیا سے افضل جانتے ہیں ؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ ٭ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ٭ اور سبحان اللہ اس عشق و
محبت کی یہی ہے کہ آپ کی سنت کو اور آپکے طریق پر چلنے کو تمام جہان کی نعمتوں اور لذتوں پر مقدم رکھتے ہیں آپکے قول یا فعل
کے سامنے کسی مجتہد یا عالم یا پیر یا درویش کے قول یا فعل کیطرف خیال بھی نہیں کرتے یہی لوگ عاشق ہیں حضرت رسول کریم صلے
اللہ علیہ وسلم کے اور زبانی ڈینگ مارنیوالے اور حلوا اور پلاؤ کھانیوالے بہت ہیں پر انمین عشق تو کیا ذرہ بھی بو بھی حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نہیں ہے وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت چلنے کیلئے مصلحت ڈھونڈھتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ
کہیں آپ کی سنت پر چلنے سے کوئی ملا یا عالم یا درویش ناراض نہ ہو جاوین یا کوئی بادشاہ یا رئیس یا اون کے مرید اور معتقد
بے اعتقاد نہ ہو جاوین ایسے لاحول ولا قوۃ ۔ حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کو ترجمہ باب سے یہ تعلق ہے کہ انس نے حضرت کے بالون کو
حفاظت سے رکھا اور عبیدہ نے ایک بال ملنا بڑی آرزو کی کیونکہ وہ طاہر اور شریف تھا اس سے یہ نکلا کہ انسان کا بال پاک ہے
اور جب بال پاک ہوا تو جس پانی سے بال دہویا جاوے وہ بہی پاک ہے انتہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد الرحیم (بغدادی)
نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن سلیمان ضبی بزار ابو عثمان سعدویہ حافظ مشہور نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے عباد بن عوام واسطی ابو سہل نے اونہون نے روایت کی عبد اللہ بن عون سے انہون نے محمد بن سیرین سے انہون نے انس بن
مالک رضہ سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے آپکے بالون میں سے ابو طلحہ نے بال لیے
ف ابو طلحہ انصاری ام سلیم کے خاوند تھے جو انس کی ماں تہین ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو روایت کیا اسمین یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مونڈنیوالے کو حکم دیا اوس نے آپکا سر مونڈا اور آپنے داہنی طرف کے بال ابو طلحہ کو دیے پھر بایان جانب منڈایا
اور حکم کیا انکو کہ ان بالون کو بانٹ دیں لوگون کو مسلم کی روایت میں یون ہے جب آپ کنکریان مار چکے اور قربانی کاٹ چکے تو اپنا داہنا
جانب سر کا مونڈنیوالے کو دیا اوسنے اوسکو مونڈا پھر ابو طلحہ کو بلایا اور وہ بال انکو دیدیے پھر بایان جانب مونڈنیوالے کو دیا اوس نے
اسکو مونڈا وہ بال بہی ابو طلحہ کو دیے اور فرمایا بانٹ دو یہ لوگون کو اور ایک روایت میں مسلم کے یہ ہے کہ آپنے داہنی جانب
کے بال جو لوگ آپکے نزدیک تھے انکو بانٹ دیے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے داہنی طرف کے بال بانٹے لوگون کو کسی کو ایک
کسی کو دو بال اور بائین جانب کے بال ام سلیم کو دیدیے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ کو دیے اور ان روایتون میں تناقض نہیں
ہے بلکہ جمع یون ہو سکتا ہے کہ آپنے دونو جانب کے بال ابو طلحہ کو دیدیے اور داہنی جانب کے انہون نے بانٹ دیے لوگون کو آپکے حکم سے

اور بال بائیں جانب کے ام سلیم کو دیدیے یعنے اپنی بی بی کو آپ کے حکم سے امام احمد نے ایک روایت میں زیادہ کیا یہ بال ام سلیم کو دیے تاکہ اپنی خوشبو میں ڈالے امام نووی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ سر منڈانے میں داہنی طرف سے شروع کرنا بہتر ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا سوا ابو حنیفہ کے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی صحیح ہے ہمارے نزدیک اور یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے برکت لینا جائز ہے اور ان کا رکھ چھوڑنا درست ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ سر مونڈنے والا کون تھا صحیح یہ ہے کہ معمر بن عبد اللہ تھا جیسے بخاری نے ذکر کیا اور بعضوں نے کہا خراش بن امیہ اور صحیح یہ ہے کہ خراش نے حدیبیہ میں سر مونڈا تھا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث میں جس سر منڈانے کا ذکر ہے وہ حجۃ الوداع میں ہوا اور ابو طلحہ کا نام زید بن سہل بن اسود انصاری تھا اور وہ سب جنگوں میں شریک تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے انتہیٰ منتقی الاخبار میں ہے کہ مسلمان آدمی موت سے نجس نہیں ہوتا اور نہ اس کے بال اور اجزا جو جدا ہو جاویں نجس ہیں اور ہم نے آپ کا قول بیان کیا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا اور وہ شامل ہے زندہ اور مردے کو بخاری نے کہا ابن عباس نے کہا مسلمان نجس نہیں ہوتا زندگی میں نہ مرنے کے بعد پھر امام احمد کی روایت سے نکلا کہ ام سلیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو اپنی خوشبو میں ملاتیں اور روایت کیا احمد نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے کہ عروہ بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کھڑا ہوا اور اس نے دیکھا آپ کے اصحاب کا حال آپ کے ساتھ آپ جب تھوکتے تو ہر ایک لپکتا اس تھوک کو لینے کے لیے اور آپ کے بالوں میں سے کوئی بال نہ گرتا مگر لوگ اس کو لے لیتے اور روایت کیا احمد نے عبد اللہ بن زید سے جو اذان کی روایت کرنے والے ہیں کہ وہ حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نحر کرنے کے مقام میں اور ایک شخص قریش کا قربانی کے جانور بانٹ رہا تھا تو عبد اللہ کو کچھ نہ ملا نہ ان کے ساتھی کو پھر آپ نے اپنا سر منڈایا اپنے کپڑے میں اور بال ان کو دیے اور اور لوگوں کو بھی بانٹے اور ناخن کترائے اور وہ ان کے ساتھی کو دیے عبد اللہ نے کہا آپ کے بال ہمارے پاس ہیں اور ان پر خضاب ہے مہندی اور وسمہ کا مترجم کہتا ہے ان سب حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہمیشہ صحابہ لیتے رہے اور دو بار آپ نے سر منڈایا اور سارے سر کے بال تقسیم کر دیے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام ہیں تو بال بھی آپ کے زمین نہیں کھا سکتی پھر کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جس بال کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مشہور اور متواتر ہو تو ہم اس کی تکذیب کریں بلکہ ہم کو ایسے بال کی تعظیم اور حرمت لازم ہے اگرچہ اس میں شک بھی ہو اس لیے کہ اگر وہ آپ کا بال فی الحقیقت ہیں تو ہم اس کی بے ادبی کرنے سے گنہگار ہوں گے اور جو نہیں ہے تو ہم اس کا ادب کرنے سے گناہگار نہ ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو جانتا ہے کہ ہم نے اس کا ادب اس نسبت کی وجہ سے کیا جس کی خبر دی لوگوں نے اور تعجب ہے بعضے لوگوں سے جو اتباع سنت کا دعویٰ کرتے ہیں اور خواہ مخواہ اس قسم کے آثار شریفہ کی تکذیب کیا کرتے ہیں اور اللہ بچاوے غلو اور تعصب سے اور

بے ادبی سے بعض لوگوں نے باوجود علم کے ایسے کلمات منہ سے نکالے کہ انکی نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے اور وہ غافل ہیں اس امر سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلے یہانتک کہ پائخانہ اور پیشاب بھی اور آپکے مبارک جسم کا ہر جز طاہر اور شریف اور مقدس ہے اور اسپر اتفاق کیا تمام علماء حدیث نے رضی اللہ عنہم

باب إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا

جب کتا کسی برتن میں پانی پی لے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے **ف** اس باب میں امام بخاری نے چار حدیثیں لائے ہیں اور ان چاروں حدیثوں سے یہ بات نکالی ہے کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے پہلی حدیث سے اسطرح کہ کتا جب کسی برتن سے پانی پی لیوے تو اسکے سات بار دھونیکا حکم ہوا حالانکہ سور کتے سے زیادہ نجس ہے اور آدمی کا گوہ اور موت بھی نجس ہے اور ہر ایک نجاست میں ایک بار یا حد درجہ تین بار دھونا کافی ہے تو معلوم ہوا کہ سات بار دھونیکا حکم نجاست کیوجہ سے نہیں بلکہ کسی اور مصلحت سے ہے وہ یہ کہ کتا بعضا زہریلا ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ برتن میں اسکی زہر کا اثر چھوڑ دے اور انسان کو ضرر ہو اسمیں مبالغہ کیا صفائی میں اور اسیوجہ سے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے ملکر دھوؤ دوسری حدیث سے اسطرح کہ جس شخص نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو ضرور موزہ کتے کے منہ سے لگا ہوگا پس اگر کتا نجس ہوتا تو موزے سے پانی پلانے پر آپ ثواب نہ بتلاتے تیسری حدیث سے اسطرح کہ جب کتے کا آنا جانا مسجد میں ہوا تو ضرور اسکا لعاب اور اسکا پسینا مسجد کی زمین سے لگیگا چوتھی حدیث سے اسطرح کہ جب کتے کا شکار درست ہے اور شکاری جانور میں کتے کے منہ کا لعاب ضرور لگتا ہے تو معلوم ہوا کہ اسکا لعاب اور منہ پاک ہے ورنہ وہ جانور نجس ہو جاتا اور اسکا کھانا بھی حرام ہوتا اور جو لوگ کتے کو نجس جانتے ہیں اور اسکے جوٹھے کو ناپاک سمجھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ سات بار دھونے کے حکم سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ نجس نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ تین بار دھونا رفع نجاست کے لیے ہو اور چار بار زہر وغیرہ کے اندیشہ کو دور کرنے کے لیے اور دوسری حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اوس نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو جائز ہے کہ موزے سے پانی بھر کر اوسکے منہ میں ڈالدیا ہو یا اس شخص نے اپنا موزہ پانی پلانے کے بعد پاک کر لیا ہو یا اگلی شریعتوں میں کتا نجس نہ ہو تیسری دلیل البتہ قوی ہے مگر احتمال ہے کہ مسجد میں کچھ نہ لگتا ہو اور اصل طہارت ہے مسجد کی تو شک سے نجاست کا حکم کیونکر ہوگا اور چوتھی دلیل میں یہ احتمال ہے کہ حضرت عالم ہو شکار سے بوجہ ضرورت کے یا جس جگہ زمین کتے کا لعاب لگتا ہے اوسکا بھی دھونا واجب ہو اور بیان نہ کیا اسکو کیونکہ دھونے کی حدیث سب کاموں میں شامل ہے واللہ اعلم **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (عبد اللہ بن یوسف تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے انہوں نے روایت کی ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان قرشی مدنی) سے انہوں نے (عبد الرحمن بن ہرمز) اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں پیئے تو اس برتن کو سات بار دہووے مسلم اور نسائی کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے کہ اس برتن میں جو ہو اوسکو بہا دیوے اور اس سے وہ مذہب قوی ہوتا ہے کہ دہونیکا حکم نجاست کیوجہ سے ہے ورنہ بہانا
کیا ضرور تہا کیونکہ اس میں ضائع کرنا ہے مال کا خصوصاً جب برتن میں شوربا یا اور کوئی چیز ہو مثلاً کہانا وغیرہ لیکن نسائی
نے کہا اس زیادتی کو سوا علی بن مسہر کے دوسرے نے روایت نہیں کیا اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ زیادتی محفوظ نہیں ہے اور ابن
عبد البر نے کہا ذکر نہیں کیا اوسکو اعمش کے اصحاب سے حفاظ نے جیسے ابو معاویہ اور شعبہ نے اور ابن مندہ نے کہا کہ یہ زیادتی
کسی طریقہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں سوا علی بن مسہر کے طریقے کے میں کہتا ہوں یہ زیادتی عطار کے طریق میں ابو ہریرہ
سے مرفوعاً نکالا اوسکو ابن عدی نے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور ایسا ہی بہانیکا ذکر کیا حماد بن زید نے ایوب سے اونہوں نے ابن
سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے موقوفاً اوسکا اسناد صحیح ہے نکالا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے (فتح) مترجم کہتا ہے اول تو بہانا
سوا علی بن مسہر کے اور کسی طریقہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور جو مان لیا جاوے کہ بہانیکی زیادتی صحیح ہے
تو بہی اس سے نجس کہنے والے کا مذہب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ بہانا ضرر کے اندیشے سے ہو نہ نجاست کے وجہ سے اور یہی
احتمال ظاہر ہے کس لیے کہ اگر صرف نجاست کا خیال ہوتا تو بہانا کچھ ضرور نہیں بلکہ یہ حکم ہوتا کہ جانور کو کہلا دیا جاوے یا اور کسی کام
میں لایا جاوے برخلاف اسکے جب اسمیں سمیت کا اندیشہ ہوا تو بہانا ضرور کیا گیا حافظ ابن حجر نے کہا امام مالک کی
روایت میں صرف سات بار دہونے کا ذکر ہے اور مٹی لگانیکا ذکر نہیں اور مٹی لگانیکا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے ابو ہریرہ سے
مگر ابن سیرین کی روایت میں اور ابن سیرین کے بہی بعض اصحاب نے اوسکا ذکر نہیں کیا اور دارقطنی نے اوسکو روایت کیا
حسن اور ابو رافع سے اور بزار نے عبد الرحمن سے جو باپ ہیں سدی کے اب اسمیں اختلاف ہے راویوں کا کہ مٹی کب لگا دے تو مسلم
نے روایت کیا ہشام بن حسان سے انہوں نے ابن سیرین سے اس میں یہ ہے کہ پہلی بار مٹی لگا دے اور ایسا ہی روایت کیا اکثر
لوگوں نے ابن سیرین سے اور ایسا ہی ہے ابو رافع کی روایت میں اور قتادہ کی روایت میں اختلاف ہے سعید بن بشیر نے قتادہ
سے روایت کیا انہوں نے ابن سیرین سے کہ پہلی بار میں مٹی لگا دے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابان نے قتادہ سے روایت کیا کہ
ساتویں بار میں لگا دے نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور شافعی نے روایت کیا سفیان سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین
سے انہیں میں ہے کہ پہلی بار میں یا کوئی ایکبار میں مٹی لگا دے اور سدی کی روایت ہے بزار سے کہ کوئی ایک بار میں اور ایسا
ہی ہے ہشام بن عروہ کی روایت میں ابو الزناد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے تو جمع ان روایتوں میں اس طرح سے کیا جاویگا کہ کوئی
ایک تو مبہم ہے اور پہلا بار اور ساتواں بار معین ہے اب اختیار ہے دہونیوالے کو خواہ پہلی بار میں مٹی لگا دے خواہ ساتویں بار میں لگا دے
اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رواں چیز میں جیسے پانی ہے نجاست متعدی ہو جاتی ہے اپنی جگہ سے اور جب ان چیزوں کے کسی حصہ میں نجاست

پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاتی ہے اور تھوڑا پانی نجاست لگنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جو برتن پانی سے لگا ہوا ہے وہ بھی نجس ہو جاتا ہے اور حدیث
خلاف کیا ہے مالکیہ اور شافعیہ نے مالکیہ نے کہا کہ سات بار دھونا واجب ہے لیکن مٹی سے دھونا ضرور نہیں قرافی نے کہا تعجب ہے انکو
سے کہ صحیح حدیثوں میں مٹی لگانیکے باب میں وارد ہوئیں اور انہوں نے عمل نہیں کیا اور نیز ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ سات
بار دھونیکا حکم استحبابًا ہے لیکن مشہور انکے اصحاب میں یہ ہے کہ وہ واجب ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم بطور تعبد کے ہے اسلیے کہ کتا انکے
نزدیک پاک ہے اور بعض متاخرین نے سوا نجاست کے اور ایک حکمت اسمیں بیان کی ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے
کہ کتا نجس ہے لیکن انکا قاعدہ یہ ہے کہ پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر نجس نہیں ہوتا جبتک اوسکے اوصاف نہ بدلیں تو سات بار دھونا
نجاست دور کرنیکے لیے نہ ہوگا بلکہ بطور تعبد کے اور انپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض الفاظ میں یہ ہے کہ پاکی تمہارے
برتن کی جب کتا اسمیں منہ ڈالے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوو نکالا اوسکو مسلم نے اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برتن
ناپاک ہو گیا کتے کے منہ ڈالنے سے اور اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ پاکی سے صفائی اور نظافت بھی مراد ہوتی ہے جیسے قرآن میں ہے
کہ صدقہ انکو پاک کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک پاک کرنیوالی ہے منہ کی اور جو لوگ نجاست کو علت قرار دیتے ہیں انکی دلیل قوی
ہے اور ابن عباس سے ثابت ہوا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھونیکا حکم نجاست کی وجہ سے ہوا اور کتا نجس ہے روایت کیا اسکو محمد بن
نصر مروزی نے باسناد صحیح اور کسی صحابی سے اوسکے خلاف صحیح نہیں ہوا اور حنفیہ نے کہا کہ نہ سات بار دھونا واجب ہے نہ مٹی
لگانا اور امام طحاوی نے حنفیہ کیطرف سے کئی عذر بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ خود ابوہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کتے کے منہ ڈالنے
میں تین بار دھونیکا حکم کیا اور اس سے ثابت ہوا کہ سات بار دھونیکا حکم منسوخ ہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ابوہریرہ نے
یہ حکم استحبابًا دیا ہو یا اس روایت کو اسوقت بھول گئے ہوں اور ان سب احتمالوں کے ساتھ نسخ ثابت نہ ہوگا علاوہ اسکے ابوہریرہ سے
یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم دیا اور اس روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ یہ روایت موافق ہے انکی حدیث کی اور
یہ وجہ بھی ہے کہ اس روایت کو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا اور تین بار دھونیکی روایت کو
عبدالملک بن ابی سلیمان نے نقل کیا عطا سے انہوں نے ابوہریرہ سے اور پہلا اسناد بہت قوی ہے دوسرے اسناد سے دوسرے یہ کہ گوہ زیادہ نجس
ہے کتے کے جوٹھے سے اور گوہ کا سات بار دھونا لازم نہیں تو اسکا بھی لازم نہ ہوگا اور جواب یہ ہے کہ زیادہ نجس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکا حکم
بھی زیادہ سخت ہو اور یہ قیاس ہے نص کے مقابلہ میں اور وہ فاسد ہے تیسرے یہ کہ یہ حکم اسوقت کا تھا جب کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا تھا جب وہ
حکم منسوخ ہوا تو یہ بھی منسوخ ہو گیا اور جواب یہ ہے کہ کتوں کے مار ڈالنے کا حکم تو اوائل زمانہ ہجرت میں ہوا تھا اور دھونیکا حکم اسوقت کا نہیں
ہے بلکہ اسکے بہت بعد کا ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ابوہریرہ اور عبداللہ بن مغفل نے اور یہ دونوں اسلام لائے سنہ ۷ ہجری میں بلکہ مسلم کی روایت
سے صاف نکلتا ہے کہ دھونیکا حکم قتل کے حکم کے بعد ہوا چوتھے یہ کہ شافعیہ پر آٹھ بار دھونا لازم آتا ہے اسلیے کہ عبداللہ بن مغفل کی روایت میں یہ ہے اسلیے جب

امام مسلم نے نکالا کہ سات بار دہو ڈالو اور آٹھویں بار اوس میں مٹی لگاؤ اور جواب یہ ہے کہ اگر شافعیہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کریں تو اس پر کیا ضرور ہے کہ حنفیہ بھی اوس پر عمل نہ کریں ہاں اگر شافعیہ اس حدیث کی کوئی معقول توجیہ کریں تو خیر ورنہ شافعیہ اور حنفیہ دونوں ملامت کے لائق ہونگے حدیث پر عمل نہ کرنیکی وجہ سے ایسا ہی کہا ابن دقیق العید نے اور بعض شافعیہ نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لیے یہ عذر کیا ہے کہ اجماع کیا علما نے اسکے خلاف پر اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ اجماع کہاں ہے امام حسن بصری نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کے موافق کہا ہے اور حرب کرمانی نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور امام شافعی سے منقول ہے کہ اونہوں نے کہا عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کی صحت مجھکو معلوم نہیں ہوئی لیکن یہ عذر قبول نہ کیا جاویگا اوسکو اسلیے جب حدیث کی صحت سے وقف ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر ترجیح ہے حالانکہ ترجیح کی ضرورت اوسوقت ہوتی ہے جب دونوں حدیثوں میں تعارض ہو اور یہاں تعارض نہیں ہے کیونکہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل کرنے سے ابو ہریرہ کی حدیث پر عمل ہو جاتا ہے نہ بالعکس اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر ہم اس باب میں ترجیح پر چلیں تو مٹی لگانیکی روایتوں پر بالکل عمل نکرنا چاہیے کیونکہ مالک کی روایت کو ترجیح ہے اور دوسروں کی روایتوں پر اور انکی روایت میں مٹی کا ذکر بالکل نہیں ہے باوجود اسکے ہم مٹی لگانیکے قائل ہوئے کیونکہ یہ زیادتی ہے ثقہ کی فتح الباری مختصرًا منہ رحمہ کہتا ہوں تو صحیح ثابت ہوا کہ کتا جب برتن میں منہ ڈالدے تو اوسکو سات بار دہونا چاہیے اور آٹھویں بار مٹی لگا کر دہونا چاہیے اگرچہ یہ دہونا تعبدًا ہو نہ نجاست دفع کرنیکے لیے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے حنفی ہو یا شافعی یا مالکی اوسکا عذر دلیل کے رو سے مرجوح ہے امام شوکانی نے کہا کہ ابن عباس اور عروہ بن الزبیر اور محمد بن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد کا مذہب یہی ہے کہ کتا جب برتن میں منہ ڈالدے تو اسکو سات بار دہونا چاہیے اور عترت اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ کتے کے لعاب اور دوسری نجاستوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ سات بار دہونیکا حکم حدیث میں استحبابًا ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو طحاوی اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے موقوفًا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دہویا جاویگا اور ابو ہریرہ ہی راوی ہیں سات بار کی حدیث کے تو اس سے معلوم ہوا کہ سات بار دہونا منسوخ ہے اور یہ درست نہیں ہوتا جمہور کے نزدیک کیونکہ حدیث کے خلاف راوی کی تاویل اور راوی کا عمل انکے نزدیک حجت نہیں ہے انتہی پھر امام شوکانی نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لی ہے علما نے کتے کی نجاست پر کیونکہ جب اوسکا لعاب نجس ہوا اور لعاب منہ سے نکلتا ہے اور منہ اشرف ہے اوسکے اعضا سے تو باقی بدن اوسکا بطریق اولیٰ نجس ہوگا اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی اللہ کا قول ہے کہاؤ وہ شکار جو کتے پکڑ لیں تمہارے لیے اور شکار میں کتے کا تہوک ضرور لگیگا اور ہمکو حکم نہیں ہوا اسکو دہونیکا اور اوسکا جواب یوں دیا ہے کہ کہانیکی اباحت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو شکار نجس ہو گیا ہو اوسکا دہونا واجب ہے اور دہونیکا حکم اسلیے نہ دیا کہ اور دلیلوں سے نجس کے دہونیکا حکم نکلتا ہے اور اسپر اتفاق کی اور اگر مان لیا جاوے تب بھی یہ خصوصیت صرف شکار پر منحصر رہیگی اور دلیل لی ہے

ان لوگون نے اس حدیث سے جو ابو داؤد مین ہے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے اور جاتے اور لوگ پانی نہ چھڑکتے اور یہ حدیث بخاری مین ہے اور ترمذی نے اتنا زیادہ کیا کہ کتے پیشاب بھی کرتے تھے مسجد مین اور اسکا جواب دیا ہے کہ کتون کی پیشاب کی نجاست پر اجماع ہے تو حدیث اجماع کا معارضہ ہو سکیگا مترجم کہتا ہے کہ حدیث ہر حال مین حجت ہے اور اجماع اوسکو منافی نہین ہے کیونکہ جب زمین سوکھ جاوے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اکثر علما کے نزدیک اور جائز ہے کہ زمین کا حکم یہی ہو کہ جب پیشاب اسپر پڑجاوے اور سوکھ جاوے تو زمین پاک ہو گئی اب دہونے کی حاجت نہین اسکے خلاف اجماع نہین رہا تاکہ یہ کہا جاوے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے علاوہ اسکے اجماع بالاستقلال کوئی حجت شرعی نہین جیسے قرآن یا حدیث حجت ہے مگر امام شوکانی کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حدیث ایسی نہین ہے جو اجماع کے معارض ہو کیونکہ ابن عمر نے صرف ایک واقعہ نقل کیا کہ لوگ وہان پانی نہ ڈالتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل یا قول نقل نہین کیا ورنہ اسکا اتباع ہمارے نزدیک اجماع پر مقدم ہے جیسے قیاس پر مقدم ہے پھر امام شوکانی نے کہا کہ کتون کا آنا اور جانا طہارت پر دلالت نہین کرتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسوجہ سے پانی نہ ڈالا ہو کہ نجاست کا مقام معلوم نہ ہو یا اسلیے کہ زمین سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہے حافظ نے کہا اقرب یہ ہے کہ یہ حکم ابتدا کا ہے پھر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا اور اوسکو پاک اور صاف رکھنے کا اور دروازے بنانیکا اوسمین اور دلیل لی ہے پاک کہنے والون نے ان حدیثون سے جو شکاری کتے اور کہیت کے کتے اور ریوڑ کے کتے پالنے کی اجازت مین آئی ہین اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس اجازت سے طہارت نہین نکلتی ہے مترجم کہتا ہے حنفیہ نے تین بار دھونے کیلیے دلیل لی ہے ایک مرفوع روایت سے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن مین عبد الوہاب بن ضحاک سے انہون نے اسمعیل بن عیاش سے انہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے ابو الزناد سے اونہون نے اعرج سے انہون نے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے گا برتن کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور یہ روایت حجت کے لائق نہین کیونکہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے عبد الوہاب بن ضحاک اسمعیل بن عیاش سے اور وہ متروک ہے اور عبد الوہاب کے سوا اور لوگ اس حدیث کو روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے اسی اسناد سے اوسمین یہ ہے کہ دہووے اسکو سات بار اور یہی ٹھیک ہے انتہی اور سوا اسکے اسمعیل بن عیاش خود ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عبد الملک بن ابی سلیمان سے انہون نے عطا سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے کہا جب کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اوسکو بہا دے پھر دہووے اسکو تین بار اور نکالا دارقطنی نے اسی اسناد سے ابو ہریرہ سے کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالدیتا تو وہ اسکو بہا دیتے اور تین بار اسکو دہوتے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل مین نکالا حسین بن علی کرابیسی سے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسحاق ازرق نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الملک نے انہون نے روایت کی عطا سے انہون نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتا منہ ڈالے تم مین سے کسی کے برتن مین تو اوسکو بہا دیوے اور

تین بار اوسکو دہووے پھر ابن عدی نے اس حدیث کو عمر بن شبیہ سے نکالا انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ازرق نے پھر نقل کیا اس
حدیث کو موقوفاً ابن عدی نے کہا نہیں مرفوع کیا اس حدیث کو سوا کرابیسی کے اور کسی نے اور میں نے کرابیسی کی کوئی حدیث منکر نہیں پائی
سوا اس حدیث کے اور احمد بن حنبل نے جو طعن کیا کرابیسی پر وہ اس وجہ سے کہ مسئلہ لفظ بالقرآن میں انہوں نے خلاف کیا تھا باقی حدیث
کی روایت میں اوسمیں کوئی قباحت میں نے نہیں پائی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے علل متناہیہ میں ابن عدی کے طریق
سے پھر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے نہیں رفع کیا اسکو کرابیسی کے سوا اور کسی نے اور کرابیسی کی حدیث حجت کے لائق نہیں بیہقی نے
کتاب المعرفۃ میں کہا ابوہریرہ کی یہ روایت کہ کتے کے منہ ڈالنے سے برتن تین بار دہویا جاویگا متفرد ہوا اسکے ساتھ عبد الملک عطا کے
اصحاب میں سے اور عطا ابوہریرہ کے اصحاب میں سے ہے اور ثقہ حافظ ساتھی عطا کے اور ابوہریرہ کے سات بار دہونا روایت کرتے ہیں اور
عبد الملک کی وہ روایت جو ثقات اور حفاظ کے خلاف ہو قبول نہ کیجاویگی اور ترک کیا عبد الملک کو شعبہ نے اور نہیں حجت
لی اُنسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور اختلاف کیا راویوں نے عبد الملک سے اس روایت میں بعضے تو اوسکو مرفوعاً روایت کرتے
ہیں اور بعضے ابوہریرہ کا قول اور بعضے ابوہریرہ کا فعل اور امام طحاوی نے موقوف روایت پر اعتماد کیا سات بار کی حدیث
منسوخ ہونے میں اور کہا کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرینگے خصوصاً اس حدیث کی جو خود انہوں نے
روایت کی اور کیونکر جائز ہوگا چھوڑ دینا اوس روایت کا جو بہت سے ثقہ حافظوں نے روایت کی متعدد طریقوں سے ایک ایسی
روایت کی وجہ سے جسکا روایت کرنیوالا مشہور ہے حافظوں کا خلاف کرنے میں انتہی حدثنا اسحاق قال اخبرنا عبد
الصمد قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار قال سمعت ابی عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان رجلا رای کلبا یاکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفہ فجعل یغرف لہ بہ حتی ارواہ
فشکر اللہ لہ فادخلہ الجنۃ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ابن منصور بن بہرام کوسج ابو یعقوب مروزی نے انہوں
نے کہا خبر دی ہمکو عبد الصمد ابن عبد الوارث نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار مدنی عدوی نے
اونہوں نے کہا میں نے سنا اپنے باپ عبد اللہ بن دینار تابعی مشہور سے اونہوں نے روایت کی ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو کیچڑ کھا رہا تھا پیاس سے اوس نے اپنا موزہ لیا اور اس سے
پانی بھر کر اوسکو پلانے لگا یہاں تک کہ اوسکو چھکا دیا اور اللہ تعالیٰ نے اوسکا یہ کام قبول کیا اور اسکو جنت میں لیگیا حافظ
ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کتے کا جوٹھا پاک ہونے پر کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اوس نے موزے سے کتے کو پانی
پلایا اور اسپر یہ اعتراض ہے کہ یہ استدلال موقوف ہے اس بات پر کہ اگلی شریعتیں ہمپر بھی حجت ہیں اور اس میں اختلاف
ہے اور اگر ہم اسکو مان لیں تو بھی یہ کہینگے کہ اگلی شریعت اس مقام میں حجت ہے جہاں اسکا نسخ اور کسی دلیل سے معلوم نہ ہوا

ہوا اور اگر یہی مان لین کہ مطلقاً ایسی شریعت حجت ہے جب بھی یہ استدلال پورا نہ ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ اوسنے یہ پانی اور برتن میز
ڈال کر پلایا ہو یا بعد پلانیکے اپنا موزہ دھولیا ہو یا پہر اوس موزے کو نہ پہنا ہو (فتح) اور اس حدیث کی باقی مباحث کتاب الشرب مین
آوینگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو شرب مین نکالا اور مظالم مین اور ادب مین اور بنی اسرائیل کے حال مین
اور مسلم نے حیوان مین اور ابوداؤد نے جہاد مین **وَقَالَ** اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ ترجمہ احمد بن شبیب ابن سعید ابو عبد اللہ تمیمی حنظلی نے کہا (جو امام بخاری کے
شیخ ہین) حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ شبیب نے اونہون نے روایت کی یونس ابن یزید ایلی سے اونہون نے ابن شہاب
محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حمزہ بن عبد اللہ ابن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی نے اونہون نے روایت
کی اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے آتے اور جاتے تہے مسجد مین
(یعنی مسجد نبوی مین) پہر لوگ اون مقامون مین سے کسی مقام پر پانی نہین چہڑکتے تہے **ف** چہڑکنا دہونے سے کم ہے تو جب
پانی چہڑکتے نہ تہے تو دہونا بہی ضرور نہ نکلا یہ حدیث بہی امام بخاری کتے کے جوٹہے کی طہارت ثابت کرنے کیلیے لائے حافظ
ابن حجر نے کہا ابو نعیم اور بیہقی نے اس حدیث مین ایک لفظ زیادہ کیا ہے کہ وہ کتے پیشاب بہی کرتے تہے (یعنے مسجد مین) اور
ایسا ہی روایت کیا ابوداؤد اور اسماعیلی نے اور اس مین دلیل نہین ہے کتے کے پاک ہونے کی کیونکہ کتے کا پیشاب بالاتفاق
نجس ہے یہ ابن منیر نے کہا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ سب جانورون کا پیشاب پاک ہے مگر آدمی کا اور یہی قول ہے ابن وہب
کا نقل کیا یہ اسمعیلی وغیرہ نے اون سے اور اسکا بیان پیشاب دہونے کے باب مین آویگا منذری نے کہا پیشاب کرنیکی روایت کا
مطلب یہ ہے کہ مسجد کے باہر کتے پیشاب کرتے اپنے ٹہکانون مین پہر مسجد مین آتے اور جاتے کیونکہ اوس زمانے مین مسجد کے دروازے
نہ تہے اور روک نہ تہی اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کتے کو چہوڑ دیتے ہون وہ مسجد مین آتا جاتا ہو تاکہ اوسکو خراب کرے پیشاب
وغیرہ سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ جب کتا پاک ٹہیرا تو اوسکو چہوڑ دینے مین کیا تامل ہے جیسے بلی کو چہوڑ دیتے ہین اور ٹہیک
ہے کہ یہ حکم ابتدای اسلام کا ہے پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنے کا اور اوسکو پاک اور صاف رکہنے کا اور اوسکو دروازے بنانیکا اور یہ
اشارہ کرتی ہے اس طرف اسمعیلی کی روایت اسی حدیث مین ابن عمر سے کہ عمر کہتے تہے بلند آواز سے بچو تم لغو سے مسجد مین اور
عمر نے کہا مین رات کو مسجد مین سوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور کتے آتے جاتے اخیر تک اس سے یہ نکلتا ہے
کہ شروع زمانے مین ایسا ہی تہا پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا یہانتک کہ بیہودہ بات کرنا بہی مسجد مین منع ہوئی اور ابن بطال نے
اس حدیث سے دلیل لی ہے کتے کا جوٹہا پاک ہونے پر اسطرح سے کہ کتے کی عادت ہے کہ کہانیکے مقام پر ضرور جاتا ہے اور بعض صحابہ کا

کوئی گھر نہ تھا سوا مسجد کے تو ضرور کتوں کا لعاب مسجد کی زمین سے لگتا ہوگا جب تو کچھ کہا تا ہوگا اور چھینٹے انکو جو مسجد میں گرتیں اور اسپر یہ
اعتراض نہ ہو کہ مسجد کی پاکی کا یقین تھا اور یہ احتمال ہے جو ابن بطال نے کہا اور یقین احتمال سے نہیں جاتا دوسرے یہ کہ اس
قسم کا استدلال جو اشارۃً ہو معارضہ نہ کریگا اوس مضمون سے جو صاف طرح سے دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جب کتا برتن میں
منہ ڈالے تو اسکو سات بار دھویا جاوے اور ابو داؤد نے سنن میں اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ زمین پر جب نجاست لگے پھر وہ خشک
ہو جاوے تو پاک ہو جاویگی کیونکہ پانی نہ چھڑکنا صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ زمین پاک ہو جاتی ہے انتہےٰ ما قال الحافظ
ابن حجر فی فتح الباری قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور اسمٰعیلی اور ابو نعیم نے روایت کیا حَدَّثَنَا حَفْصُ
بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِذَا اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ
اُرْسِلُ كَلْبِي فَاَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ آخَرَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے حفص بن عمر بن حارث بن سنجرہ نمری ازدی بصری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن
حجاج نے انہوں نے روایت کی ابن ابی السفر (عبد اللہ بن سعید بن جبیر) سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم
بن عبد اللہ طائی سے جو کوفہ میں مرے ۶۸ھ ہجری میں مختار کے زمانے میں بعضے کہتے ہیں وہ ایک سو اسی ۱۸۰ برس جیے اس کتاب میں
انسے سات حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کتوں کے شکار کو جیسے مؤلف نے
کتاب الصید میں اسکی تصریح کی) آپ نے فرمایا جب تو اپنا سکھایا ہوا کتا چھوڑے پھر وہ مار ڈالے (شکار کے جانور کو) تو کھا اسکو
اسلیے کہ اوس نے پکڑا اس شکار کو اپنے لیے (جب تو اسمیں سے کھالیا) میں نے کہا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں پھر اوسکے ساتھ
دوسرے کتے کو بھی پاتا ہوں اور دونوں نے وہ جانور پکڑا ہوتا ہے آپ نے فرمایا مت کھا ایسے شکار کو جس میں دوسرا غیر کتا شریک ہو
جاوے کیونکہ تو نے بسم اللہ کہی ہے اپنے کتے پر اور نہیں کہی دوسرے کتے پر ف حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الصید میں اس حدیث
کی پوری بحث آویگی اور یہاں مصنف اس حدیث کو اسلیے لائے کہ اس سے دلیل لاویں اپنے مذہب پر یعنی کتے کا جوٹھا پاک ہونے
پر اور یہ حدیث سے نکلتا ہے اسطرح کہ آنحضرتؐ نے اجازت دی عدی کو اس شکار کے کھانیکی جسکو سکھایا ہوا کتا مار ڈالے اور یہ قید نہیں
لگائی کہ اسکا منہ جہاں لگے اوس مقام کو دھونا چاہیے اور اسی وجہ سے امام مالک نے کہا کیونکر کھایا جاویگا کتے کا شکار کیا ہوا جانور
جب اوسکے منہ کا لعاب نجس ہوگا اسمٰعیلی نے اسکا جواب دیا ہے کہ حدیث کی یہ غرضؓ کہ کتے کا مار ڈالا مثل ذبح کے ہے اور حدیث سے یہ نہیں نکلتا
کہ کتے کا مارا ہوا جانور پاک ہے یا ناپاک ہے انتہی مختصرًا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو بیوع میں نکالا اور صید میں اور ذبائح
میں اور مسلم نے اور ابن ماجہ نے **باب** مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ یہ باب ہے اس مذہب کے کہ

وضو نہیں ٹوٹتا مگر اس چیز سے جو دونوں راہوں میں سے کسی راہ سے نکلے یعنے قبل سے یا دبر سے ف فتح الباری میں ہے مؤلف نے اشارہ کیا
اس سے کہ بعضوں کا اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ قے اور پچھنے لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لقوله تعالیٰ او جاء احد
منكم من الغائط کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آدمی حاجت سے فارغ ہو کر یعنے پیشاب یا پاخانہ
دونوں سے ف یا چھوؤ تم عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی پر اخیر تک آیت سورہ مائدہ میں ہے اور مؤلف نے اس سے
استدلال کیا اس امر پر کہ وضو اسی سے ٹوٹتا ہے جو حدث سبیلین سے نکلے یعنے قبل یا دبر سے کیونکہ غائط کہتے ہیں پاخانہ کی جگہ
کو پھر جو چیز سبیلین سے نکلے اوسکو مجازاً غائط کہنے لگے اور قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے عورت کے چھونے سے اور ذکر کا چھونا
بھی مثل عورت کے چھونے کے ہے اور اسکا ثبوت صحیح حدیث سے ہے پر وہ حدیث شیخین کی شرط پر نہیں ہے اور مالک نے اوسکو صحیح کہا
اور سوا شیخین کے اور جتنے علما نے صحیح حدیثیں جمع کیں اون سبھوں نے اوسکو صحیح کہا اور سونا اسواسطے وضو کو توڑتا ہے کہ اوسمیں
گمان ہوتا ہے حدث نکل پڑنے کا کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنکھیں ڈاٹ ہیں دبر کی اور عورت کا چھونا اور مس ذکر اسواسطے کہ ان
دونوں میں گمان ہے مذی کے نکلنے کا تو تمام حدث رجوع کر گئے سبیلین کیطرف فتح سے زیادہ قسطلانی نے کہا آیت میں عورت
کے چھونے سے مراد ہاتھ لگانا ہے جیسے ابن عمر نے تفسیر کی اور امام شافعی اسی کے قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے جماع ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لمس کا لفظ جماع سے خاص نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلمسوه
بايديهم اور حضرت صلے اللہ علیہ نے ماعز سے فرمایا لعلك لمست انتهى وقال عطاء فيمن يخرج من دبره الدود او من ذكره نحو
القملة يعيد الوضوء اور عطا بن ابی رباح نے کہا جسکی دبر یا پاخانے کے مقام سے کیڑا نکلے یا ذکر سے جوں کیطرح کوئی جانور
نکلے تو وہ پھر وضو کرے ف کیونکہ دبر یا ذکر سے کوئی چیز نکلنا وضو کو توڑ دیتا ہے یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحق
اور ابی ثور اور سفیان ثوری اور اوزاعی کا اور قتادہ اور مالک نے کہا کہ کیڑے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا قسط اس تعلیق
کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے باسناد صحیح وصل کیا اور ابراہیم نخعی اور حماد بن ابی سلمہ نے کہا کہ خلاف معمول کوئی چیز نکلنے
سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مالک کا قول ہے مترجم کہتا ہے حق اس باب میں وہی ہے جو امام بخاری نے عطا سے روایت کیا یعنے
وضو کا ٹوٹ جانا اور اس مطلب میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے جو دارقطنی نے غرائب مالک میں نکالی ابن عمر سے کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ٹوٹتا ہے وضو مگر اوس چیز سے جو قبل یا دبر سے نکلے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں احمد بن
عبد اللہ بن محمد الحجاج ہے اور وہ ضعیف ہے وقال جابر بن عبد الله اذا ضحك في الصلوة اعاد الصلوة ولا يعيد الوضوء
جابر بن عبد اللہ نے کہا جب نماز میں ہنسے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور وضو دوبارہ نہ کرے ف کیونکہ نماز میں ہنسنے یعنے قہقہہ کرنے
سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا اور اسپر اتفاق کیا اکثر علماء نے اور خلاف کیا انکا ابراہیم نخعی اور اوزاعی

اور ثوری اور ابو حنیفہ اور انکی اصحاب نے اُنھون نے کہا نماز کی اندر قہقہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اجماع ہے اسپر کہ نماز کی باہر قہقہ کرنے
سے وضو نہین ٹوٹتا اور مؤلف نے جو روایت جابر سے نقل کی اوسکو وصل کیا سعید بن منصور اور دارقطنی وغیرہما نے اور یہ صحیح ہے
جابر سے موقوفًا اور نکالا اوسکو دارقطنی نے دوسرے طریق سے جابر سے مرفوعًا اور ضعیف کیا اسکو ابن منذر نے کہا نماز کی باہر قہقہ کرنے
کسی کے نزدیک وضو نہین جاتا اور نماز کے اندر لوگون نے اختلاف کیا اور جو قائل ہوا وضو کی ٹوٹ جانے کا اوس نے مخالفت کی
کہلے قیاس کی اور دلیل لی اونھون نے ایک ایسی حدیث سے جو صحیح نہین ہے اور یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و
سلم کے اصحاب جو خیر القرون مین تھی اللہ کے سامنے اور اُسکی رسول کے پیچھے نماز مین ہنسین۔ علاوہ اسکی حدیث مین مطلق ہنسنے کا
لفظ ہے اور ان لوگون نے اوسکو خاص کیا ہے قہقہ سے قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ نے کہا جب رکوع اور سجدے والی نماز مین اتنی
آواز سے ہنسے کہ اوسکی پاس والے سنین تو نماز باطل ہوجاویگی اور وضو بھی ٹوٹ جاویگا اور اگر پاس والے نہ سنین تو وضو نہ
ٹوٹیگا کیونکہ یہ حدیث ابن عدی نے کامل مین نکالی جو کوئی نماز مین ہنسے قہقہ مار کر وہ لوٹا دے وضو اور نماز کو انتہے زیلعی نے
کہا نماز کی اندر ہنسی کے باب مین مسند اور مرسل دونو طرح کی احادیث وارد ہین لیکن مسند حدیثین تو مروی ہین ابو موسے
اشعری اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن الحصین اور ابی الملیح سے
تو ابو موسی کی حدیث کو طبرانی نے معجم مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن زہیر تستری نے اونھون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے محمد بن عبدالملک دقیقی نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن نعیم واسطی نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے مہدی بن میمون نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن حسان نے اونھون نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے
اونھون نے ابو العالیہ سے اونھون نے ابو موسی سے اونھون نے کہا ایکبار رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہا رہے تھے لوگون کے ساتھ
اتنے مین ایک شخص آیا اور گڑھے مین گر پڑا جو مسجد مین تھا اوسکی نگاہ مین فتور تھا یہ دیکھکر بہت سے لوگ ہنس پڑے نماز مین
تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہنسا ہو وہ وضو کو لوٹا دے اور نماز کو لوٹا دے انتہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث
کا اسناد حسن ہے اور اسکے سب راوی ثقات ہین البتہ ایک محمد بن ابی نعیم واسطی ہین یحیے بن معین نے کلام کیا ہے حافظ ابن
حجر نے کہا کہ وہ صدوق ہے اور یہ حدیث باب کی سب حدیثون سے اچھی ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ اس حدیث حسن کی جسکی تائید اور
احادیث ضعیفہ سے ہوئی عمل نہ کیا جاوے اور جو سب حدیثون کو اس باب مین ملا دین تو کہہ سکتے ہین کہ یہ حدیث درجہ حسن تک
پہونچ گئی ہے اور اللہ جزاے خیر دیوے امام ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمہ کو کہ اونھون نے اس مسئلہ مین قیاس جلی کو ترک کیا اور
حدیث کا اتباع کرکے قہقہ سے وضو کے ٹوٹنے کا بھی حکم دیا اب ابن منذر کا یہ کہنا کہ دلیل ایسی حدیث سے لی جو صحیح نہین ہے اُس
وقت قبول کے لائق تھا جب اس حدیث کی تائید اور طرق سے نہ ہوتی جنکو ہم آگے بیان کرینگے البتہ اسقدر کہنا ابن منذر کا

صحیح ہو کہ حدیث پر عمل کرنا موجب ہے اس امر کو کہ مطلق ضحک کو جو نماز مین ہو ناقض وضو کہیں اور امام صاحب نے جو قہقہہ کو خاص کیا ہے
اوسکے لیے حدیث سے کوئی حجت نہین نکلتی لیکن اسکا جواب بھی یہ ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث اور دوسرے طریقون مین جنکی اسانید ضعاف
ہین قہقہہ کی تخصیص موجود ہے چونکہ ضحک سے وضو ٹوٹنا قیاس جلی کے خلاف تھا اسلیے امام صاحب نے اس امر کو خاص کیا اون
قیود کے ساتھ جو مورد مین وارد ہی ہین اب یہ کہنا ابن منذر کا کہ صحابہ جو خیر القرون تھے کیسے ہوسکتا ہے کہ انکے سامنے اور اس کے
رسول کے پیچھے نماز کے اندر ہنسین اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مین یہ کہان تصریح ہے کہ تمام صحابہ ہنسے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جلیل صحابی
نے ایسا کیا ہو احتمال ہے کہ بعض اعراب نے جو نئے مشرف باسلام ہوے ہون یہ حرکت وقوع مین آئی ہو دوسرے یہ کہ بعض وقت ہنسی بے
اختیاری آجاتی ہے اور ایسے بے اختیاری امر مین کوئی مواخذہ شرعاً نہین ہوسکتا گو ادب کے خلاف ہو اور اس قسم کے افعال و اقوال
اگر مخالف ہم سے جدال پر آمادہ ہو تو ہم اجلائے صحابہ سے بھی نقل کر سکتے ہین چہ جائے کہ عوام صحابہ سے وقوع انکا منقول ہو اور یہ نقل
بطرق متعددہ مروی ہے جن مین یہ احتمال ہرگز نہین ہوسکتا کہ یہ ساری جھوٹ اور دروغ گو ہین۔ اس مسئلہ سے سب سے پہلے امام
ابو حنیفہ کے مقلدون کو سبق لینا چاہیے کہ انکے امام کا یہ طرز تھا کہ حدیث ضعیف کے مقابل بھی قیاس جلی کو ترک کر دیتے تھے اور
اس زمانہ کے حنفیہ کا یہ حال ہے کہ حدیث صحیح کے مقابل بھی متاخرین فقہا کے قیاس کو قبول کرتے ہین اور حدیث صحیح پر نہین چلتے یہ
لوگ یقیناً اپنے امام کی ہدایت کے برخلاف ہین اور قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے سامنے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصاری
سے اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روافض سے علیحدہ ہو جاوینگے اسیطرح حضرت امام ابو حنیفہ بھی ایسے حنفیہ سے بیزار اور جدا ہو جاوینگے
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اس مضمون پر شاہد ہے وکفی باللہ شہیدا اور ابو ہریرہ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا
اپنی سنن مین عبد العزیز بن حصین سے اونہون نے عبد الکریم بن ابی امیہ سے انہون نے حسن سے اونہون نے ابو ہریرہ سے انہون نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے جب قہقہہ کرے تو دوہراوے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا عبد العزیز ضعیف ہے اور عبد الکریم متروک
ہے اور اسکے سوا یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ حسن بصری نے ابو ہریرہ سے نہین سنا ابن عدی نے کہا اس اسناد کی بلا عبد العزیز اور عبد الکریم
سے ہے اور وہ دونو ضعیف ہین ابن عمر کی حدیث کو ابن عدی نے کامل مین روایت کیا بقیہ سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھ
سے میرے باپ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن قیس سکونی نے اونہون نے روایت کی عطا سے اونہون نے ابن عمر رض سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز مین ہنسے قہقہہ لگا کر تو وہ دوہراوے وضو کو اور نماز کو ابن جوزی نے علل متناہیہ
مین کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے کیونکہ بقیہ کی عادت ہے تدلیس کی اور شاید اوس نے یہ حدیث کسی ضعیف سے سنا ہو پھر اوسکا
نام نکال ڈالا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بقیہ نے اس روایت مین تصریح کی حدیث بیان کرنے کی اور مدلس جب تصریح
کرے سماع کی تو تدلیس کی تہمت دور ہو جاتی ہے اور بقیہ اسی قسم مین ہے ابن عدی نے کہا بعض راوی عمر بن قیس کہتے

ہین اور وہ عمرو ہی انتہی اور انس کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا داؤد بن محبر سے اور اسنے ایوب بن خوط سے اور اسنے قتادہ سے اوسنے
انس سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ہمارے ساتھ اتنے مین ایک شخص آیا آنکھون کا معذور پھر بیان
کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اور کہا کہ داؤد بن المحبر متروک الحدیث ہے اور ایوب ضعیف ہے اور صواب وہ روایت ہے جو قتادہ سے انہوں نے
ابو العالیہ سے مرسلاً روایت کی گئی پھر نکالا دارقطنی نے عبد الرحمن بن عمرو بن جبلہ سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلام
بن ابی مطیع نے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے انس اور ابو العالیہ سے کہ ایک اندھا گرا پھر ذکر کیا حدیث کو اور کہا نہیں روایت کیا
اوسکو سلام سے سوا عبد الرحمان بن عمرو بن جبلہ کے اور وہ متروک ہے بناتا ہے حدیثون کو پھر نکالا اوسکو سفیان بن محمد فزاری
سے اونہوں نے عبد اللہ بن وہب سے اونہوں نے یونس سے اونہوں نے زہری سے انہوں نے سلیمان بن ارقم سے اونہوں نے حسن سے
انہوں نے انس سے مانند اوسکی اور کہا کہ سفیان کا یہ حال ہے اور اچھا حال اسکا یہ ہے کہ اوسنے وہم کیا ہو ابن وہب پر اگر عمداً
ایسا نہیں کیا یعنے یہ جو انس کا نام لیا کیونکہ کئی لوگون نے اوسکو روایت کیا ابن وہب سے اون مین سے ہین خالد بن خداش اور
سونت بن یزید اور احمد بن عبد الرحمن بن وہب وغیرہ انمین سے کسینے انس کا نام نہین لیا بلکہ مرسلاً حسن سے نقل کیا ہے پھر اوسکی
روایتین نکالین بعد اوسکی روایت کیا زہری سے اونہوں نے کہا قہقہہ مین وضو نہین ہے اور کہا کہ اگر یہ حدیث زہری کے نزدیک
صحیح ہوتی تو اوسکے خلاف فتوی نہ دیتے اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو روایت کیا ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی
نے تاریخ جرجان مین اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے امام ابو بکر احمد بن ابراہیم اسمعیلی نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو عمرو محمد بن عمرو بن شہاب بن طارق اصبہانی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو جعفر احمد بن فورک نے انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن احمد اشعری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمار بن یزید بصری نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے موسی بن ہلال نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے انس بن مالک نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص نماز مین بشدت قہقہہ لگاوے اوسپر لازم ہے وضو اور نماز انتہی اور جابر کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن
یزید بن سنان سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش نے اونہوں نے روایت
کی ابو سفیان سے انہوں نے جابر سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین کا ہنسے اپنی نماز مین وہ وضو
کرے پھر نماز کو دوہراوے پھر کہا یزید بن سنان ضعیف ہے اوسکی کنیت ابو فروہ رہاوی ہے اور اسکا باپ بھی ضعیف ہے اور
وہم کیا اوسنے اس حدیث مین دو جگہ ایک تو حدیث کو مرفوع کرنے مین دوسرے اوسکے لفظ مین اور صحیح روایت اعمش سے اوسنے
ابو سفیان سے اوسنے جابر سے یہ ہے کہ جابر نے کہا جو شخص نماز مین ہنسے وہ نماز کو دوہرا دے اور وضو کو نہ دوہراوے اور ایسا ہی روایت
کیا اسکو اعمش سے ایک جماعت نے ثقہ حافظون کی اونمین سے ہین سفیان ثوری اور ابو معاویہ ضریر اور وکیع اور عبد اللہ بن داؤد خریبی

اور عمر بن علی مقدمی وغیرہم اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شعبہ اور ابن جریج نے یزید بن ابی خالد سے اور انہوں نے ابو سفیان سے اور انہوں نے
جابر سے پھر اُنکی روایتیں نکالیں جابر سے کہ اونہوں نے کہا جو شخص نماز میں ہنسے وہ نماز کو لوٹا دے اور وضو کو نہ لوٹا دے اور ایک روایت
میں ہے کہ نماز زیادہ ہے کہ وضو ٹوٹنے کا حکم اُسوقت ہوا تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہنسے تھے اور **عمران** بن
حصین کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا اسمعیل بن عیاش سے اور انہوں نے عمر بن قیس ملائی سے اور انہوں نے عمرو بن عبید سے اور انہوں نے حسن سے اور انہوں نے
عمران بن حصین سے انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص نماز میں ہنسے زور سے تو دہرا دے
وضو اور نماز کو پھر کہا کہ عمر بن قیس مکی ضعیف ہے اور عمرو بن عبید کو بعضوں نے کہا وہ کذاب ہے اور نکالا اوسکو بیہقی نے عبد الرحمن
بن سلام سے اور انہوں نے عمر بن قیس سے اس حدیث کو اور نکالا اوسکو ابن عدی نے دوسرے طریق سے بقیہ سے اور انہوں نے محمد خزاعی سے
اور انہوں نے حسن سے اور انہوں نے عمران بن حصین سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو نماز میں ہنستا تھا کہ لوٹا
تو اپنے وضو کو انتہی ابن عدی نے کہا محمد خزاعی بقیہ کے مجہولین مشائخ میں سے ہے اور یہ حدیث روایت کی جاتی ہے محمد بن راشد
سے اور انہوں نے حسن سے اور ابن راشد مجہول ہے انتہی **اور ابو الملیح** کے باپ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن اسحاق سے
اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے حسن بن دینار نے اور انہوں نے حسن بصری سے اور انہوں نے ابو الملیح بن اسامہ سے اور انہوں نے اپنے
باپ سے اونہوں نے کہا ہم ایکبار نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اتنے میں ایک شخص آیا انکھوں کا اندھا پھر
اسحاق نے کہا حدیث بیان کی مجھسے حسن بن عمارہ نے اور انہوں نے روایت کی خالد حذا سے اور انہوں نے ابو الملیح سے انہوں نے اپنے
باپ سے مانند اسکی دارقطنی نے کہا حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ دونو ضعیف ہیں اور دونوں نے خطا کی اسناد میں اور
روایت کیا اوسکو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری سے اور انہوں نے ابو العالیہ سے مرسلاً اور حسن بہت روایت کرتے
ہیں مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن حسن بن عمارہ کی یہ حدیث خالد حذا سے اور انہوں نے ابو الملیح سے اور انہوں نے
اپنے باپ سے ایک قبیح وہم ہے بلکہ روایت کیا اوسکو خالد حذا نے حفصہ بنت سیرین سے اور انہوں نے ابو العالیہ سے انہوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور روایت کیا اوسکو ایسا ہی سفیان ثوری اور ہشیم اور وہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے اور ابن
اسحاق نے اضطراب کیا اس روایت میں حسن بن دینار سے یہ حدیث نقل کرنے میں تو کبھی روایت کیا اوسکو حسن بن دینار سے انہوں نے
حسن بصری سے اور کبھی روایت کیا حسن بن دینار سے انہوں نے قتادہ سے اور انہوں نے ابو الملیح سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور قتادہ نے روایت
کیا اسکو ابو العالیہ سے مرسلاً اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو سعید بن ابی عروبہ اور مسلم بن ابی الذیال اور معمر اور ابو عوانہ اور سعید
بن بشیر وغیرہم نے پھر ذکر کیا ان پانچوں کی روایتوں کو اور کہا یہ پانچ ثقہ ہیں جنہوں نے روایت کیا اوسکو قتادہ سے اور انہوں نے ابو العالیہ
سے مرسلاً اور راوی ہیں حوط اور داؤد بن محبر اور عبد الرحمان بن جبلہ اور حسن بن دینار یہ سب متروک ہیں اور ان میں سے کوئی

ایسا نہین ہے جس سے حجت لینا درست ہو اگرچہ اوسکا خلاف کرنیوالا نہو پھر جس حال مین ہر ایک کے مخالف پانچ ثقہ ہون قتادہ
کے اصحاب مین سے تو کیونکر اوسکی روایت حجت ہوگی پھر اپنی سند سے روایت کیا محمد بن سلمہ سے اوسنے ابن اسحاق سے اوسنے حسن
بن دینار سے اوسنے قتادہ سے اوسنے ابو الملیح سے اوسنے اپنے باپ سے اور بیان کیا اسی حدیث کو اوس مین یہ ہے کہ کچھ لوگ آپکے
پیچھے ہنس دیے اور کہا کہ حسن بن دینار متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث اسکی صواب سے بعید ہے اور ہم نہین جانتے کہ کسینے
متابعت کی ہو حسن کی اس روایت مین انتہے اور مرسل حدیثین چار ہین ایک ابو العالیہ کی دوسری معبد جہنی کی تیسری
ابراہیم نخعی کی چوتھی حسن کی لیکن ابو العالیہ کی حدیث مرسل اوسکے دو طریق ہین ایک تو خود ابو العالیہ سے اور یہی صحیح
ہے اور یہ مروی ہے کئی طریق سے قتادہ اور حفصہ بنت سیرین اور ابو ہاشم رمانی کے روایتون سے تو قتادہ کے طریق کو روایت کیا
معمر اور ابو عوانہ اور سعید بن ابی عروبہ اور سعید بن بشیر نے اور معمر کی روایت کو نکالا عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین قتادہ سے
اوسنے ابو العالیہ سے کہ ایک اندھا گر پڑا کنوی مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اپنے یارون کے ساتھ تو بعض
لوگ جو آپکے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ہنس دیے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جو کوئی ہنسا ان مین سے وہ لوٹا وے وضو کو
اور لوٹا وے نماز کو اور نکالا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سے اپنی سنن مین اور لیکن حفصہ کا طریق تو وہ مروی ہے
خالد حذا اور ایوب سختیانی اور ہشام بن حسان اور مطر وراق اور حفص بن سلیمان سے اور ان سب روایتون کو دارقطنی نے
نکالا اور لیکن ابو ہاشم رمانی کا طریق تو روایت کیا اوسکو شریک اور منصور نے نکالا اسکو دارقطنی نے اور نکالا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے شریک کے طریق سے فقط اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے اپنی مراسیل مین دوسری ابو العالیہ کی روایت اور
کسی نے نکالا اوسکو دارقطنی نے خالد بن عبد اللہ واسطی سے اور انہون نے ہشام بن حسان سے اور انہون نے حفصہ سے اور انہون
نے ابو العالیہ سے اونہون نے ایک انصاری مرد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اتنے مین ایک شخص گذرا جسکی
نگاہ مین فتور تھا وہ کنوے مین گر پڑا تو لوگون مین سے کئی گروہ ہنس پڑے پھر حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص
ہنسا وہ لوٹا وے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو خالد نے اور نہین نام لیا اوس شخص کا اور نہ بیان
کیا کہ وہ شخص صحابی تھا یا نہین اور خالد نے کچھ نہ کیا اور مخالفت کی خالد کی پانچ حافظ ثقہ شخصون نے اور اون کا قول اولی ہے
ساتھ صواب کے انتہے زیلعی نے کہا کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ خالد کی مخالفت ان پانچون نے نہین کی بلکہ خالد نے اونکی
روایت پر زیادتی کی اور خالد ثقہ عدل ہے تو اوسکی زیادتی مقبول ہے پھر دارقطنی نے اپنی سند سے روایت کیا عاصم سے انہون نے
کہا ابن سیرین نے کہا حسن اور ابو العالیہ کی مرسل روایتین مت لو اور تم بصری کے دو شخصون کی روایتین مت بیان کرو ایک ابو العالیہ
کی اور ایک حسن بصری کی کیونکہ یہ دونو پرواہ نہین کرتے تھے کسی سے حدیث روایت کرنے مین اور ابن عدی سے بسند روایت کی ابن سیرین نے

کہا جاتا راوی ایسی ہین کہ اونکی حدیثین لوگ سچی سمجھتے ہین اور انکو پرواہ نہ تھی کسی سے حدیث سننے مین پہر بیان کیا حسن اور ابوالعالیہ اور
حمید بن ہلال کو اور بعضین ذکر کیا جیسے تہے شخصکو اور ایک شخص نے جو تہے کا نام لیا انس بن سیرین اور معبد جہنی کی مرسل کو
روایت کیا دارقطنی نے امام ابوحنیفہ سے اونہون نے منصور بن زاذان واسطی سے اونہون نے حسن سے اونہون نے معبد جہنی سے اونہون نے رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ایک بار نماز مین تہے اتنے مین ایک اندہا آیا نماز کے ارادے سے پہر وہ گر پڑا ایک گڈہے مین یہ دیکہکر لوگ ہنس
پڑے یہانتک کہ قہقہہ لگایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جس نے تم مین سے قہقہہ لگایا وہ لوٹا دے وضو کو اور
نماز کو دارقطنی نے کہا وہم کیا اسحدیث مین ابوحنیفہ نے منصور پر کیونکہ منصور نے روایت کیا اسکو محمد بن سیرین سے اونہون نے معبد سے
اور یہ معبد صحابی نہین اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تقدیر مین اسی نے گفتگو کی اور یہ تابعین مین سے تہا نقل کیا یہ منصور سے غیلان
بن جامع اور ہشیم بن بشیر نے اور یہ دونون زیادہ حافظ ہین ابوحنیفہ سے اسناد کے پہر نکالا اسحدیث کو ان دونونکی روایت سے اور ابن
عدی نے کہا کہ معبد کا ذکر اس اسناد مین کسی نے نہین کیا مگر ابوحنیفہ نے اور ابوحنیفہ نے غلطی کی آمین ہم سے ابن حماد نے کہا اور وہ
مائل تہا ابوحنیفہ کیطرف کہ یہ معبد ہوذہ کا بیٹا ہے ابن عدی نے کہا یہ ابن حماد کی غلطی ہے کیونکہ معبد بن ہوذہ انصاری ہے اور یہ
معبد جہنی ہے انتہے اور ابراہیم نخعی کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے ابومعاویہ سے اوس نے اعمش سے اوس نے ابراہیم سے کہ اونہون
نے کہا ایک شخص آیا اندہی آنکہون والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تہے اخیر حدیث تک ہے دارقطنی نے علی بن المدینی
سے بسند روایت کی اونہون نے کہا کہ مینے عبدالرحمن بن مہدی سے کہا اسحدیث کو ابراہیم نے مرسلاً روایت کیا اونہون نے کہا مجہ
سے شریک نے حدیث بیان کی ابوہاشم سے اونہون نے کہا مینے یہ حدیث ابراہیم سے بیان کی ابوالعالیہ کی روایت سے تو ابراہیم کی روایت
ابوالعالیہ کیطرف پہر گئی کیونکہ ابوہاشم نے کہا کہ مینے ابراہیم سے اسکو ذکر کیا انتہے اور یہ جو دارقطنی نے بیان کیا علی بن المدینی
سے ابن عدی نے کامل مین اسی عبارت سے اوسکو نقل کیا اور ابن عدی نے یحیی بن معین سے نقل کی اسناد سے اونہون نے کہا
ابراہیم کی مرسل حدیثین صحیح ہین مگر بحرین کے سوداگر کی روایت اور قہقہہ کی روایت مین کہتا ہون قہقہہ کی روایت تو معلوم ہو چکی
اور بحرین کے سوداگر کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے وکیع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے اعمش نے اونہون نے روایت کی ابراہیم سے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک سوداگر آدمی ہون بحرین کو آتا
جاتا ہون آپنے اوسکو حکم دیا دو دو رکعت پڑہنے کا یعنے قصر کا اور حسن کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے یونس سے اوس نے
ابن شہاب سے بہتیجے نے اپنے چچا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے سلیمان بن ارقم نے اونہون نے روایت کی حسن سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اوس شخص کو جو نماز مین ہنسے وضو اور نماز لوٹانیکا نکالا اسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو شافعی
نے اپنی سند مین خبر دی ہمکو ثقہ نے یعنی یحیی بن حسان نے اونہون نے روایت کی معمر سے اونہون نے ابن شہاب سے اونہون نے سلیمان بن

۱۰ مراد حسن سے حسن بصری ہین اور ابن سیرین [illegible]

ارقم سی اونہون نے حسن سی اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی شافعی نی کہا یہ روایت قبول نکی جاویگی کیونکہ وہ مرسل ہی ابن دقیق العید
نے کہا کہ سلیمان بن ارقم ابن شہاب اور حسن کے بیچ مین ہی اور وہ اہلحدیث کی نزدیک متروک ہی مین کہتا ہون امام محمد نے کتاب الآثار
مین اسکو نکالا تو کہا خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے منصور بن زاذان نی اونہون نے روایت کی حسن
بصری سی پہر بیان کیا اسکو اور ابن عدی نی کامل مین علی بن المدینی سی نقل کیا باسناد اونہون نے کہا مجھسی عبد الرحمان بن مہدی
نے کہا اور وہ سب لوگون سی زیادہ جاننے والے تہے قہقہہ کی حدیث کو کہ اس روایت کا مدار ابو العالیہ پر ہے مینی کہا روایت کیا اسکو
حسن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی مرسلاً عبد الرحمن نے کہا حدیث بیان کی ہمسی حماد بن زید نی اونہون نے حفص بن سلیمان سے انہون
نے کہا مینی یہ حدیث حسن سی بیان کی تہی حفصہ سی سنکر اوس نے ابو العالیہ سی مینے کہا اوسکو روایت کیا ابرہیم نخعی نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد الرحمان نے کہا حدیث بیان کی ہمسی شریک نے اونہون نے ابو ہاشم سے اونہون نے کہا مینے یہ حدیث ابرہیم
سے بیان کی ابو العالیہ سی سنکر مینے کہا روایت کیا اسکو زہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی مرسلاً عبد الرحمان نے
کہا مینے یہ حدیث پڑہی زہری کے بہتیجے کی کتاب مین اوس نے روایت کی زہری سی اوس نے سلیمان بن ارقم سے اوس نے
حسن سے انتہے بیہقی نے سنن مین کہا امام احمد نے فرمایا اگر زہری اور حسن کے پاس اس باب مین کوی صحیح حدیث ہوتی تو
اوسکے خلاف فتوی دینا جائز نہ رکہتے اور صحیح ہوئی روایت قتادہ سی اوس نے حسن سی کہ وہ نماز مین ہنسنے سے وضو کو لازم نہین
سمجہتے تہے اور شعیب بن ابی حمزہ سے اور اوروں سی انہون نے زہری سی نقل کیا کہ اونہون نے کہا نماز مین ہنسنے سے نماز پہر پڑہنا
چاہیے اور وضو دوبارہ نکرنا چاہیے بیہقی نے کہا یہ حدیث باسانید موصولہ مروی ہی مگر وہ سب روایتین ضعیف ہین اور یہ
احادیث اونہون نے خلافیات مین ذکر کین انتہے ابن عدی نے کامل مین کہا یہ حدیث کو حسن بصری اور قتادہ اور ابرہیم
نخعی اور زہری نی مرسلاً روایت کی اور ہر ایک روایت مین اختلاف ہی موصولاً اور مرسلاً اور سب روایتین اخیر مین لوٹ جاتی
ہین ابو العالیہ کیطرف اور ابو العالیہ مین لوگون نے کلام کیا اسحدیث کی وجہ سی لیکن باقی حدیثین انکی مستقیم ہین اور اچہی ہین
حاکم نے کتاب مناقب الشافعی مین کہا شافعی نے کہا ابو العالیہ ریاحی کی حدیثین ریاح ہین یعنے ہوا ہین یعنی ضعیف ہین حاکم
نے کہا مراد امام شافعی کی قہقہہ کی حدیث ہی فقط کیونکہ ابو العالیہ سی کبہی اسکو روایت کرتا ہے محمد بن سیرین اور کبہی حفصہ بنت سیرین
اور کبہی مرسلاً اور کبہی ابو العالیہ عن رجل اور یہ ابو العالیہ تابعین کے ثقات مین سی ہی جن کی عدالت پر اتفاق ہی انتہے بیہقی نے
کتاب المعرفۃ مین کہا کہ امام شافعی کا یہ قول کہ ابو العالیہ ریاحی کی روایات ریاح ہین مراد اس سے وہ روایات ہین جو ابو العالیہ
مرسلاً نقل کرین اور جو موصولاً نقل کرین وہ صحبت مین انتہی ابن عدی نی کامل مین حسن بن زیاد لولوئی کے ترجمہ مین ذکر کیا جو
شاگرد تہا امام ابو حنیفہ کوفی کا فقہ مین اپہلے نقل کیا ابن معین سے کہ وہ جہوٹا ہی کچہ نہین اور نقل کیا اور لوگون سے کہ تہمت کی لوگو ا

نے بہت سی بات کی محبت کی اور اہل بیت کی جسکا تعین جو دلالت کرتی ہے اسپر بیہقی نے اپنی اسناد سے نقل کیا امام شافعی سے کہ انہوں
نے مناظرہ کیا حسن بن زیاد سے ایک دن تو اون سے کہا تم کیا کہتے ہو اس شخص کو بارے میں جسنے ایک پاکدامن کو تہمت لگائی نماز
کی نماز میں حسن نے کہا اوسکی نماز باطل ہو جاویگی امام شافعی نے کہا اور اسکا وضو حسن نے کہا وضو قائم رہیگا امام شافعی نے کہا تم
نماز میں ہنسے حسن نے کہا اوسکی نماز اور وضو دونو باطل ہو جاوینگے شافعی نے کہا تو نماز میں ہنسنا ایک پاکدامن کو زنا کی تہمت لگانا
سے بھی زیادہ ہے تو لاجواب کر دیا حسن بن زیاد کو انتہے مترجم کہتا ہے امام ذہبی نے میزان میں اس قصہ کو اور طرح سے نقل کیا اسمیں
یہ ہے کہ حسن بن زیاد اور شافعی کی کسی نے دعوت کی اور وہاں یہ گفتگو ہوئی تو حسن بن زیاد چلدیے اور یہ الزام پاجانا حسن کا
اسوجہ سے تھا کہ وہ علم حدیث میں مہارت نہ رکھتے تھے ورنہ شافعی کو جواب دیتے کہ ہمارے نزدیک حدیث مرسل مقبول ہے اور ابو العالیہ
کی مرسل روایت ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہنسنے میں وضو اور نماز دونو کے لوٹانیکا پھر اگر امام شافعی ابو العالیہ
کی روایت کو ضعیف کرتے یا مرسل حدیث میں گفتگو کرتے تو اسمیں بحث کی گفتگو ہوسکتی تھی اور یہ قیاس امام شافعی کا قبول نہیں
ہوسکتا کیونکہ ایسا ہی حنفی شافعی پر اعتراض کرسکتا ہے کہ سور کا گوہ زیادہ نجس ہے یا پاخانہ پھر سور کے گوہ میں ہاتھ ڈالنے سے وضو
نہیں ٹوٹتا اور ذکر کو اگرچہ وہ پاک ہے چھونے سے کیونکر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ گفتگو امام شافعی کی بطور ظرافت
کے تھی ورنہ خدا انپر رحم کرے وہ اور مجتہدوں سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنیوالے تھے اور ترک کرنیوالے تھے قیاس اور رائے کے حدیث
کے خلاف میں بیہقی نے کہا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قہقہہ سے وضو ٹوٹ جانا خاص نماز میں تھا اور دلیل لی ہے اس روایت سے
جسکو نکالا دارقطنی نے سنن میں شریک سے اونہوں نے اعمش سے اونہوں نے ابو سفیان سے اونہوں نے جابر سے انہوں نے کہا جو شخص نماز میں ہنسے
اوسپر وضو نہیں ہے اور وضو کا حکم اون لوگوں کے لیے تھا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہنسے تھے حالانکہ یہ روایت صحیح نہیں ہے
ابن معین نے کہا شریک کچھ نہیں ہے اور احمد نے کہا لوگوں نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور فلاس نے بھی ایسا ہی کہا اور ہنسی سے وضو نہ ٹوٹنے
کی دلیل ایک اور حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے ابو شیبہ سے اونہوں نے یزید ابو خالد سے اونہوں نے ابو سفیان سے اونہوں نے جابر سے انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہنسنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا اور ابو شیبہ کا نام ابراہیم بن عثمان ہے احمد
نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا کہ جب یہ اکیلا کوئی روایت کرے تو اوسکی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں ہے بیہقی
نے کہا ابو شیبہ نے اسکو روایت کیا مرفوعاً اور وہ ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور باوجود ضعف اسناد کے اسکے
متن میں اضطراب ہے کیونکہ اسی اسناد سے ایک روایت یوں ہے کہ بات کرنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا نکالا اوسکو
دارقطنی نے اور تبسم سے نماز باطل نہ ہونیکی باب میں دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو نکالا طبرانی نے اپنی معجم میں اور ابو یعلی موصلی نے اپنی
مسند میں اور دارقطنی نے سنن میں وازع بن نافع عقیلی سے اونہوں نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جابر

سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ عصر کی اتنے مین آپ نے تبسم فرمایا نماز مین جب آپ نماز سے فارغ ہوے
تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تبسم فرمایا نماز مین آپ نے فرمایا میکائیل میرے سامنے سے گذرے انکی بازو پر غبار تھا تب مینے تبسم کیا
وہ لوٹ رہے تھے قوم کو ڈھونڈھ کر دارقطنی نے سکوت کیا اس حدیث سے حالانکہ وازع بن نافع بہت ضعیف ہے اور معجم طبرانی مین
میکائیل کے بدلے جبرئیل کا نام دیکھا اور ذکر کیا اس حدیث کو سہیلی نے روض الانف مین دارقطنی سے اور کلام کیا اوسپر اور بیان کیا
اپنی کلام کو کہ میکائیل تھے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اور علت کی وازع سے اور کہا وہ بہت وہم کرتا ہے
تو باطل ہے حجت لانا اوس سے ایک دوسری حدیث ہے جسکو روایت کیا طبرانی نے معجم صغیر مین ثابت بن محمد زاہد سے اونہون نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان ثوری نے اونہون نے ابو الزبیر سے اونہون نے جابر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے
نماز کو نہین توڑتا تبسم کرنا اور دانت کھول دینا لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قہقہہ طبرانی نے کہا نہین مرفوع کیا اسکو سفیان سے
کسی نے سوا ثابت کے پھر نکالا اوسکو عبد الرزاق کے طریق سے سفیان ثوری سے موقوفاً اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے
کامل مین اسمین یہ ہے لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قرقرہ (یعنے قہقہہ) ابن عدی نے کہا مین نہین جانتا اسکو مگر ثابت کی روایت سے
ثوری سے اور شاید ثابت نے یہ حدیث ثوری کی سنی ہو اوس نے ابو الزبیر سے پھر شبہ ہو گیا ثابت کو انتہی اور روایت کیا اسکو ابن حبان
نے کتاب الضعفا مین محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اوس نے ابو الزبیر سے اوس نے جابر سے مرفوعاً جب کوئی شخص ہنسے اپنی نماز
مین تو اوسپر وضو ہے اور نماز اور جب تبسم کرے تو اوسپر کچھ نہین انتہے حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ حسن نے قہقہہ سے نماز مین وضو کو
لازم کیا اور دوسرے علما اس کے قائل نہین ہوے اور اس باب مین ایک حدیث ہے کہ اہل معرفت نے اتفاق نہ کیا اوسکی صحیح ہونے
پر اور اصح یہ ہے کہ جسکو احتیاط منظور ہو وہ وضو دوبارہ کر لے اور جو نہ کرے تو اوسپر کچھ الزام نہین ہے انتہے مختصراً (وقال الحسن
اِن اَخَذَ مِن شَعرِہٖ و اَظفارِہٖ او خلع خُفَّیہ فلا وُضُوءَ علیہ) اور حسن ابن ابی الحسن بصری نے کہا جب لینے بال
(کترے یا مونڈھے) یا اپنے ناخون اوتار ڈالے تو اوسپر وضو نہین (یعنی دوبارہ وضو کرنا لازم نہین ہے) اس خیال سے کہ پہلا مسح بالون پر
ہوا تھا یا موزون پر اور اب بال اور موزے نہین ہے تو سر اور پاؤن بغیر طہارت کے رہ گیا۔ حافظ ابن حجر نے کہا پہلے مسئلے کو حسن سے موصولاً روایت
کیا سعید بن منصور اور ابن منذر نے باسناد صحیح اور مخالفت کی اوسمین مجاہد اور حکم بن عتیبہ اور حماد نے اونہون نے کہا جس نے ناخون
کترائے یا مونچھ کے بال کترائی تو اوسکو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور ابن منذر نے نقل کیا کہ اجماع ہو گیا حسن کے قول پر اور دوسرے مسئلے
کو حسن سے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح اور موافقت کی حسن کی ابراہیم نخعی اور طاؤس اور قتادہ اور عطا نے اور ایسا ہی فتوے
دیتے تھے سلیمان بن حرب اور داؤد اور مخالفت کی انکی جمہور علما نے تو جنہون نے موالاۃ کو واجب کیا ہے وہ کہتے ہین دوبارہ وضو
کرے اور جو موالاۃ کو واجب نہین کہتے وہ کہتے ہین صرف دونو پاؤن دھو ڈالے اور یہی زیادہ ظاہر ہے شافعی کے مذہب مین اور موطا

مین کہ پہر اگر اسکا یہ ہے کہ پہر سے وضو کرے اور بعض شافعیہ کے نزدیک واجب ہے گو مرالاہ واجب نہین اور یہ ہے اسکا عکس متواتر
سے نہی وقال ابو ہریرۃ لا وضوء الا من حدث اور ابو ہریرہ نے کہا وضو لازم نہین ہوتا مگر حدث سے ف روایت کیا اسکو
اسمعیل قاضی نے احکام مین بسند صحیح مجاہد سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے شعبہ سے
انہون نے سہیل بن ابی صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا اور اس مین اتنا زیادہ ہے یا بو سے (رفع تحتانی) مین ہو کر
امام احمد اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو
نہین ہے مگر آواز سے یا بو سے بیہقی نے کہا حدیث ثابت ہے اور بخاری مسلم نے نکالا اوسکو ستون مین عبد اللہ بن زید سے اور روایت
کیا اوسکو احمد اور طبرانی نے سائب بن خباب سے اوس مین یہ ہے کہ وضو نہین ہے مگر بو سے یا آواز سننے سے ابن ابی حاتم نے کہا
مینے اپنے باپ سے ابو ہریرہ کی اس حدیث کو سنا لا وضوء الا من صوت او ریح اونہون نے کہا یہ وہم ہے
شعبہ کا انہون نے حدیث کو مختصر کر ڈالا اور پوری حدیث سہیل سے اون کے اصحاب نے یون روایت کی جب کوئی تم مین سے نماز مین ہو
پھر اوسکو دل مین وسوسہ پیدا ہو یا دبر سے کا نونہ نکلے بیانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے شوکانی نے کہا شعبہ امام ہین حافظ ہین
حدیث کے اور ابو حاتم کا کلام مقبول نہین انتہیٰ مختصرًا مترجم کہتا ہے امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے پھر اوسکو شبہ ہو کہ اوسکے پیٹ سے کچھ نکلا یا نہین تو مسجد سے
باہر نہ نکلے جبتک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے مسک الختام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے ویذکر عن جابر ان

٦ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوۃ ذات الرقاع فرمی رجل بسہم فنزفہ الدم فرکع وسجد ومضی فی صلوتہ
اور ذکر کیا جاتا ہے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی لڑائی مین تھے ف
حافظ ابن حجر نے کہا اس لڑائی کا بیان خدا چاہے تو کتاب المغازی مین آویگا سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ یہ لڑائی سنہ چار ہجری
مین ہوئی اور ذات الرقاع اوسکو اسلیے کہتے ہین کہ اس لڑائی مین صحابہ نے اپنے جھنڈون مین پیوند لگائے تھے اور بعضون
نے کہا وہان ایک درخت تھا جسکو ذات الرقاع کہتے تھے انتہیٰ ف وہان ایک شخص کو ایک تیر لگا ف اور اسکا قصہ یہ ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گھاٹی مین اوترے اور فرمایا آج رات کو کون ہمارا پہرہ دیگا تو مہاجرین مین سے ایک شخص اٹھا
اور انصار مین سے ایک اور دونون آدمی گھاٹی کے منہ مین رہے پھر دونو نے رات کو بانٹ لیا پہر کے لیے تو مہاجر سو رہا اور انصاری
کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا ایک شخص آیا کافرون مین سے اور اوس نے انصاری کو دیکھکر ایک تیر مارا وہ تیر انصاری کے لگا پھر
اوس نے تیر نکال لیا اور نماز پڑھتا گیا پھر اوس دوسرے کافر نے دوسرا تیر مارا انصاری نے پھر ایسا ہی کیا پھر تیسرا تیر مارا انصاری نے
بہی نکال لیا اور رکوع کیا اور سجدہ کیا اور نماز پڑھی پھر اپنے رفیق کو جگایا جب اوس نے یہ خون دیکھا تو کہا تم نے مجھکو پہلے

مسئلہ عدم وضو از خروج دم

ہی تیر میں کیوں نہ جگا دیا انصاری نے کہا میں ایک سورت پڑھ رہا تہا تو مجہے اچہا معلوم ہوا اوسکو موقوف کرنا روایت کیا اس قصہ کو
بیہقی نے دلائل میں دوسرے طریق سے اور کہا کہ انصاری کا نام عباد بن بشر تہا اور مہاجر کا عمار بن یاسر اور سورہ کہف کا سورہ تہا
(فتح) زیلعی نے تخریج میں کہا کہ بیہقی کی روایت میں یہ ہے کہ عمار بن یاسر سو رہے اور عباد بن بشر کہڑے نماز پڑہتے تہے انہوں نے
کہا میں نماز میں ایک سورت پڑھ رہا تہا کہف کی تو میں نے پسند نکیا اسکا توڑنا انتہے حقیقت میں نماز صحابہ کی نماز تہی اللہ انپر
رحم کرے اور انکے درجے بلند کرے **ف** اور بہت خون اسمیں سے بہا لیکن انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اپنی نماز پڑہے گیا۔
ف حافظ ابن حجر نے کہا جابر کے اس قصہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صدقہ بن یسار
نے اونہوں نے روایت کی عقیل بن جابر سے اونہوں نے اپنے باپ سے طول کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداود اور دارقطنی نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے سب نے روایت کیا ابن اسحاق کے طریق سے اور ابن اسحاق کے شیخ صدقہ
ثقہ ہیں اور عقیل سے میں نہیں جانتا کسی نے روایت کی ہو سوا صدقہ کے اور اسی واسطے امام بخاری نے اس روایت میں جزم کا
صیغہ بیان نہیں کیا بلکہ یوں کہا ذکر کیا جاتا ہے جابر سے یا اسلیے کہ امام بخاری نے اوسکو مختصر کیا یا اسلیے کہ ابن اسحاق میں جو
اختلاف ہے بعضوں نے کلام کیا اون میں (فتح) حافظ ابن حجر نے کہا مولف کی غرض اس قصہ کے لانے سے یہ ہے کہ حنفیہ کے مذہب
رد کریں حنفیہ کہتے ہیں کہ جب خون نکلکر بہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس انصاری نے نماز کیونکر پڑہی
حالانکہ اوسکا بدن اور کپڑا نجس ہو گیا تہا خون سے خطابی نے اسکا جواب دیا ہے کہ شاید خون اسطرح سے بہا ہو کہ اوسکے
کپڑے اور بدن سے الگ گرا ہو اور یہ بعید ہے قیاس سے اور احتمال ہے کہ کپڑے پر گرا ہو لیکن اسنے کپڑا الگ کر دیا ہو اور جسم پر اتنا
لگا ہو جتنا معاف ہے اور اگر اس اعتراض کا جواب نہ ہو سکے تب بہی اتنی بات نکلتی ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اور امام
بخاری کی یہی غرض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں خون نکلنے سے نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ اسکے بعد انہوں
نے حسن کا اثر بیان کیا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں میں نماز پڑہتے رہے اور صحیح ہوئی یہ روایت کہ حضرت عمر نے نماز پڑہی اور انکے
زخم سے خون بہتا تہا (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ اور حسن بصری نے کہا ہمیشہ مسلمان
نماز پڑہتے تہے اپنے زخموں میں **ف** حافظ ابن حجر نے بیان نہیں کیا کہ حسن کے اس اثر کو کس نے موصولاً روایت کیا اور قسطلانی
نے اور عینی نے اسکی یہ تاویل کی کہ زخموں میں نماز پڑہنے سے یہ غرض ہے کہ خون نہیں بہتا تہا اون میں ہے اور دلیل اسکی یہ ہے
کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ہشیم سے انہوں نے یونس سے انہوں نے حسن سے کہ وہ وضو لازم نہیں سمجھتے تہے خون کے
نکلنے سے مگر اس خون سے جو بہتا ہو اور اسناد اسکا صحیح ہے عینی نے کہا حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور حسن کا یہ اثر حنفیہ کی حجت ہے
مخالفین پر قسطلانی نے کہا امام بخاری نے جو اثر نقل کیا وہ یہ نہیں ہے کیونکہ امام بخاری کے اثر میں صحابہ کا حال ہے اور عینی

نے جو اثر نقل کیا وہ خود حسن کا مذہب ہے واللہ اعلم وقال طاؤس ومحمد بن علي وعطاء واهل الحجاز ليس في الدم
وضوء اور طاؤس ذکوان بن کیسان یمانی حمیری فقیہ مشہور ہا اور امام محمد بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام جنکا لقب باقر
ہے اور عطاء بن ابی رباح ہا نے کہا اور حجاز کے علماء نے کہ خون میں وضو نہیں ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ طاؤس کے اثر کو
ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے کہ طاؤس خون میں وضو نہیں دیکھتے تھے بلکہ دہو ڈالتے تھے خون کو پہر الا
جاتا بس یہی کافی ہے اور امام محمد باقر کے اثر کو سمویہ نے موصولاً روایت کیا حافظ ابو البشر کے فوائد میں جو سمویہ کی طریق سے انہوں نے
کہا ہمنے ابو جعفر باقر سے پوچھا نکسیر پھوٹنے کو انہوں نے کہا اگر خون کی ایک نہر بہ نکلے تو میں اس سے وضو نہ کروں اور عطاء بن ابی
رباح کے اثر کو عبد الرزاق نے روایت کیا ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے انتہی قسطلانی نے کہا امام محمد باقر کو باقر اسلیے کہتے
تھے کہ انہوں نے علم کو چیر لیا اور اسکے حقائق تک پہنچ گئے رضی اللہ عنہ وعصر ابن عمر بثرة فخرج منها الدم ولم يتوضأ
اور عبد اللہ بن عمر نے ایک پہنسی کو دبایا اس میں سے خون نکلا پھر وضو نہیں کیا ف اور نماز پڑھی روایت کیا اسکو ابن
ابی شیبہ نے باسناد صحیح (فتح) وبزق ابن ابي اوفى دما فمضى في صلوته اور عبد اللہ بن ابی اوفی جو کوفہ میں سب صحابہ کے
بعد مرے سنہ ۸۷ ہجری میں اور امام ابو حنیفہ نے انکو دیکھا اسوقت انکی عمر سات برس کی تھی قسطلانی نے خون تھوکا اور
نماز پڑھی گئے ف روایت کیا اسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں عطاء بن السائب سے کہ انہوں نے دیکھا عبد اللہ بن ابی اوفی
کو ایسا ہی اور سفیان نے عطاء سے انکا حافظہ بگڑنے کے پہلے سنا ہے تو اسناد صحیح ہے وقال ابن عمر والحسن فيمن
يحتجم ليس عليه الا غسل محاجمه اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری نے کہا جو شخص پچھنے لگاوے اوسپر کچھ نہیں ہے مگر
جس مقام پر پچھنے لگے ہوں اسکو دہو ڈالے ف اور وضو کرنا ضرور نہیں کیونکہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا حافظ ابن حجر نے
کہا ابن عمر کے اثر کو شافعی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ ابن عمر جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقاموں کو دہو
اور حسن بصری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ حسن سے پوچھا گیا ایک شخص پچھنے لگاوے تو کیا لازم ہے اوسپر
انہوں نے کہا پچھنے کے مقامات کو دہو ڈالے اور لیث سے منقول ہے کہ پچھنے کے مقامات پر مسح کر لے اور نماز پڑھے اور انکا دہونا
بھی ضرور نہیں انتہی مختصراً اصل یہ ہے کہ قاسمیہ اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد بن حنبل اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک
بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاویگا اور ابن عباس اور ناصر اور مالک اور شافعی اور ابن ابی اوفی
اور ابو ہریرہ اور جابر بن زید اور ابن مسیب اور مکحول اور ربیعہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ بہتا ہو اور اول طائفہ نے
دلیل لی ہے حدیث سے جسکو نکالا ابن ماجہ اور دارقطنی نے اسمعیل بن عیاش سے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ
سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو قے آوے یا نکسیر پھوٹے یا منہ بہر جاوے

نکلے یا مذی نکلے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے پھر اپنی نماز پر جوڑ لگا لے یعنے بنا کرے جتنی پہلے پڑھ چکا تھا اوسکو قائم رکھکر آگے سے پڑھے) اور اس بیچ مین بات نہ کرے دارقطنی نے کہا ابن جریج کے اصحاب جو حافظ ہین سب حدیث کو ابن جریج سے روایت کرتے ہین وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور حدیث مین بہتون نے علت نکالی ہے کہ اسمعیل بن عیاش اسکو روایت کرتا ہے ابن جریج سے جو حجازی ہین اور اسمعیل کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے اور مخالفت کی اسمعیل کی اور حافظون نے ابن جریج کے اصحاب مین سے تو اسکو روایت کیا مرسلاً جیسے مصنف نے کہا اور صحیح کیا اوسکے ارسال کو ذہلی نے اور دارقطنی نے علل مین اور ابو حاتم نے اور کہا کہ اسمعیل کی روایت خطا ہے اور ابن معین نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام احمد نے کہا کہ صواب یون ہے ابن جریج سے انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے اسمعیل بن عیاش سے اونہون نے عطا بن عجلان سے اور عباد بن کثیر سے اونہون نے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے اور کہا کہ عطا اور عباد دونو ضعیف ہین اور بیہقی نے کہا کہ صواب اس حدیث کا ارسال ہے اور رفع کیا اوسکو سلیمان بن ارقم نے بھی لیکن وہ متروک ہے اور اس باب مین ابن عباس سے روایت کی دارقطنی اور ابن عدی اور طبرانی نے اوس مین یہ ہے جب تم مین سے کسی کی نکسیر پھوٹے نماز مین تو وہ نماز چھوڑ دے اور خون دھو لینے سے پھر تازہ وضو کرے اور نماز شروع کرے حافظ نے کہا اسکی اسناد مین سلیمان بن ارقم ہے وہ متروک ہے اور دارقطنی نے ابو سعید سے روایت کیا اوس مین یہ ہے جب تم مین سے کوئی قے کرے یا اوسکی نکسیر پھوٹے اور وہ نماز مین ہو یا حدث کرے تو نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر آوے اور بنا کرے اوس نماز پر جو پڑھ چکا تھا اسکی اسناد مین ابو بکر زاہری ہے وہ متروک ہے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین موقوفاً حضرت علی سے اور اسناد اوسکا حسن ہے کہا یہ حافظ نے اور سلمان سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور امام مالک نے موطا مین ابن عمر سے روایت کیا کہ اون کی جب نکسیر پھوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پھر لوٹ آتے اور بنا کرتے اور امام شافعی نے ابن عمر کا قول ایسا ہی روایت کیا اور دلیل لی ہے اون لوگون نے حضرت علی کی حدیث سے کہ اللہ نے وضو فرض کیا ہے ہر حدث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وضو سات باتون سے لازم ہے اور اسمین بہتے ہوئے خون کا بھی ذکر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہوئی حدیث کے معتبر امامون کی روایت سے زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین کہا کہ حضرت علی کی یہ حدیث کہ اونہون نے سات باتون کو حدث گنا غریب ہے اور شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث زیدیہ کی کتابون مین منقول ہے اور امام بیہقی نے خلافیات مین ابوہریرہ سے روایت کیا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹایا جاویگا وضو سات باتون سے پیشاب نکلنے سے اور بہتے ہوئے خون سے اور قے سے اور منہ بھر کر اولٹی سے اور کروٹ پر سونے سے اور نماز مین قہقہہ کرنے سے اور خون نکلنے سے انتہی اور اسکی اسناد مین سہل بن عفان اور جارود بن یزید

دوسری ضعیف ہین دوسری کہ مرفوع ہے اوسکو انس کی روایت کہا کہ پچھنے لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور نہین زیادہ کیا پچھنے کے مقامات دہونے پر روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے حافظ نے کہا اوسکی اسناد مین صالح بن مقاتل ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عربی نے یہ دعوی کیا کہ دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ دارقطنی نے اپنی سنن مین اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ صالح بن مقاتل قوی نہین ہے اور امام نووی نے ضعفا مین اسکو ذکر کیا اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ خون کا نکلنا وضو کو نہین توڑتا لیکن اسپر اول طائفہ والون نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک حکایت ہے فعل کی تو معارض نہ ہوگی قول کے اور مصنف نے کہا ایک جماعت صحابہ سے یہ صحیح ہوا کہ اونہون نے تہوڑا خون نکلنے سے وضو نہ کیا اور انس کی حدیث اسپر محمول ہے اور جمع حدیثون سے وضو کا ٹوٹنا خون سے نکلتا ہے مراد اون مین یہ ہے کہ بہت سا خون نکلے جیسے امام احمد اور انکے موافقین کا مذہب ہے اور اس صورت مین جمع ہوجاتا ہے حدیثون مین شوکانی نے کہا اس جمع کی تائید کرتی ہے وہ روایت جو دارقطنی نے کی ابوہریرہ سے مرفوعا ایک قطرے یا دو قطرے خون مین وضو نہین ہے مگر جب بہتا ہوا خون ہو اور اوسکی اسناد مین محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور وہ متروک ہے حافظ نے کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو روایت کیا شافعی اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابن عمر سے کہ اونہون نے دبایا ایک پہنسی کو جو اونکے منہ پر تہی اور اوس مین کچہ خون نکلا پہر اونہون نے اوسکو ملدیا اپنی اونگلی مین پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور امام بخاری نے اس اثر کو تعلیقا بیان کیا اور ابن عمر سے یہہ بہی مروی ہے کہ وہ جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقامات دہو ڈالتے ذکر کیا اوسکو ابن حجر نے تلخیص مین اور ابن عباس سے مروی ہے اونہون نے کہا پچھنیون کا اثر دہو ڈال اپنے بدن سے اور کافی ہے یہ تجھکو روایت کیا اوسکو شافعی نے اور ایسا ہی اثر کیا شافعی نے ابن ابی اوفی سے اور امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین اوسکو وصل کیا اور ابوہریرہ سے موقوفا ایسا ہی روایت کیا اور بخاری نے معلقا جابر سے ایسا ہی نکالا اور ابن خزیمہ نے اوسکو وصل کیا اور ابوداؤد نے عقیل بن جابر کے طریق سے اونہون نے اپنے باپ سے اور بیان کیا اون دو آدمیون کا قصہ جو نگہبانی کر رہے تہے پہر اون مین سے ایک کو تیر لگے اور وہ نماز پڑہتا رہا یہ قصہ اوپر گذر چکا اور عقیل بن جابر کو میزان مین کہا کہ اوس مین جہالت ہے کاشف مین ہے کہ ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکہا اور ایسا ہی مروی ہے حضرت عائشہ سے حافظ نے کہا یہ روایت مجھکو نہین ملی تو یہ جماعت ہے صحابہ کی جسکو مراد لیا مصنف نے اور تو پہچان چکا جو حق ہے اس باب مین اس حدیث سے پہلی حدیث کی شرح مین شوکانی نے اس سے پہلی حدیث کی شرح مین کہا یہ حدیث کہ وضو نہین ہے مگر آواز سے یا بو سے ثابت ہے جیسے اوپر گذرا تو اوسکا کلمہ حصر کا ہے جو اس سے نکلتا ہے کہ خون یا قی وضو کو نہین توڑتی مگر جب کوئی دلیل قائم ہو اور دلیل کوئی ایسی قائم نہین ہوئی جس مین کلام نہ ہوا ہو اور اس صحابی کا قصہ جسکو تیر لگے تہے ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا ہوگا لیکن آپنے یہ نہین فرمایا کہ اوسکی نماز باطل ہوگئی تو ثابت ہوا کہ خون نکلنے سے دوسرا وضو کرنا

واجب ہے اللہ تعالی پر وہ بات جوڑتا ہے جو اوس نے نہین فرمائی انتہی مختصراً زیلعی نے تخریج مین کہا کہ امام بیہقی نے امام شافعی
سے باسناد روایت کیا کہ حضرت عائشہ کی یہ حدیث جسکو قے آوے اخیر تک جو اوپر گذری ثابت نہین ہے اور اگر صحیح ہو تو مراد اسمین
وضو کرنے سے خون دھونا ہے نہ نماز کا وضو اور یہ تاویل شافعی کی درست نہین ہے کس لیے کہ اگر وضو سے اوس مین خون کا دھونا مراد
ہوتا تو نماز چھوڑ دینے سے اور چلے جانے سے نماز باطل ہو جاتی اسیطرح خون دھونے سے اور اس صورت مین نماز مین جو بنا لگانا
بھی درست نہوتا بلکہ سرے سے نماز پڑھنے کا حکم ہوتا اور اسمعیل بن عیاش کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور انھون نے زیادہ کیا
حضرت عائشہ کو اسناد مین اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر مرسل بھی ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مرسل حجت ہے البتہ ابو سعید
خدری کی حدیث معلول ہے کیونکہ اوسکے اسناد مین ابوبکر داہری ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا احمد نے کہا کچھ نہین اور سعدی
نے کہا کہ وہ کذاب ہے اور ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تھا اور سوا اسکے یہ کہ روایت کیا اس حدیث کو حجاج نے زہری سے اور انھون نے
عطا بن یزید سے اور انھون نے ابو سعید خدری سے اور معلوم نہین کہ یہ حجاج کون ہے اگر حجاج بن ارطاۃ ہے تو اوس نے زہری سے نہین
سنا اور نہ اوس سے ملا اور ابن جوزی نے تحقیق مین ہمارے اصحاب کے لیے دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین
نکالا فاطمہ بنت ابی حبیش سے اوسمین یہ ہے کہ یہ ایک رگ ہے اور حیض نہین ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض
چلا جاوے تو خون دھو ڈال ہشام نے کہا میرے باپ نے کہا پھر وضو کر تو ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے اور مخالف نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ہر نماز کے لیے وضو کر یہ عروہ کا کلام ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے لیکن اوس نے
اوسکو معلق کیا کیونکہ اگر عروہ کا کلام ہوتا تو وہ یون کہتے پھر وہ وضو کرے ہر نماز کے لیے جب کہا کہ وضو کر تو ہر نماز کے لیے تو
معلوم ہوا کہ خطاب ہے فاطمہ کیطرف اور وہ حضرت کا کلام ہے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور اسکو عروہ کا کلام نہین قرار دیا
اوسمین یہ ہے کہ جب خون چلا جاوے تو خون دھو اور وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے انتہی کہتا ہے زیلعی کہ یہ استدلال صحیح
نہین اور اگر یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہوتی تو انکا مذہب قوی ہو جاتا کس لیے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وجہ استدلال صحیح نہ ہونے
کی یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہے اوس خون مین جو سبیلین کے سوا اور مقامات سے نکلے اور استحاضہ کا خون تو قبل سے نکلتا ہے اور
وہ حدث ہے البتہ امام مالک پر اس حدیث سے حجت ہو سکتی ہے وہ کہتے ہین خون یا کیڑا جو غیر معتاد ہو وہ اگر سبیلین سے بھی نکلے تو بھی
ناقض وضو نہین ہے لیکن شافعی اور محققین علماء حدیث کے نزدیک جو سبیلین سے نکلے وہ حدث ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا اس باب
مین اور ایک حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے عمرو قرشی ابو خالد واسطی سے اور انھون نے ابو ہاشم سے اور انھون نے
زاذان سے اور انھون نے سلمان سے اور انھون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیکھا میرے ناک سے
خون بہتا تھا آپنے فرمایا تازہ وضو کر اور روایت کیا اوسکو بزار نے اپنی مسند مین اور سکوت کیا اوس سے ابن القطان

نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا عمرو بن خالد ابو خالد واسطی بناتا ہی حدیث کو اور ابن معین نے کہا وہ جہوٹا ہے اور ابن جوزی نے
تحقیق میں کہا وکیع نے کہا عمرو بن خالد ہمارا ہمسایہ تہا اور حدیث بناتا تہا جب اوسکا حال معلوم ہو گیا تو وہ واسط کو چلدیا ابو زرعہ
نے کہا وہ حدیث بناتا تہا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفا میں یزید بن عبد الرحمن بن خالد دالانی
سے اونہوں نے ابو ہاشم سے پہر یہی اسناد ہی جو گذرا اور کہا کہ معلول ہے بوجہ دالانی کے وہ بہت خطا کرتا ہے اوسکی حدیث
حجت نہیں ہے جب موافق ہو اور روایتوں کے تو جب متفرد ہو تو کیونکر حجت ہوگی اور ایک اور حدیث ہی جسکو روایت کیا
دار قطنی نے عمر بن رباح سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن طاؤس نے اونہوں نے روایت کی اپنے
باپ سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے جب خون نکلتا نماز میں تو آپ
وضو کرتے پہر جوڑ لگاتے اپنی نماز پر اور مخالفہ یہ کہتا ہی اسکی سند کو عمر بن رباح ہے ابن عدی نے کامل میں کہا عمر بن
رباح ابن طاؤس کا مولے ابن طاؤس سے باطل روایتیں نقل کرتا ہے اوسکی متابعت کوئی نہیں کرتا اور نقل کیا ابن
عدی نے بخاری سے کہ اونہوں نے کہا عمر بن رباح دجال ہے اور تحقیق میں ہے دار قطنی نے کہا وہ متروک ہی ابن حبان
نے کہا وہ ثقہ لوگوں سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے اور اسکی حدیث لکہنا جائز نہیں مگر تعجب کے طور پر اور ایک اور
حدیث ہی جسکو روایت کیا ابن عدی نے کامل میں زید بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بہتے
خون سے وضو ہے ابن عدی نے کہا ہم نہیں پہچانتے اس حدیث کو مگر احمد بن فرج کی روایت سے اور اسکی
روایت حجت نہیں ہے لیکن لکہی جاوے گی ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا کہ احمد بن الفرج سے ہم نے
حدیثیں لکہیں اور ہمارے نزدیک وہ سچا ہے اور ایک اور حدیث ہی جسکو دار قطنی نے نکالا سنن میں یزید
بن خالد سے اونہوں نے یزید بن محمد سے اونہوں نے عمر بن عبد العزیز سے اونہوں نے تمیم داری سے کہ فرمایا
جناب رسالت مآب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بہتے خون سے وضو ہے دار قطنی
نے کہا عمر بن عبد العزیز نے نہ تمیم کو دیکہا نہ اون سے سنا اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں
زیلعی نے کہا یہ تو مرفوع حدیثیں ہوئیں ان میں کوئی سقم سے خالی نہیں اور جو صحیح ہے اوس سے استدلال
پورا نہیں ہوتا) اب آثار اس باب میں یہ ہیں امام مالک نے موطا میں روایت کیا ابن عمر سے کہ جب اون
کی ناک سے نکسیر پہوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پہر لوٹتے اور جتنی نماز پڑہی ہوتی اسپر
جوڑ لگاتے اور روایت کیا اوسکو شافعی نے مسند میں امام مالک سے اور شافعی نے کہا حدیث بیان کی ہم
سے عبد المجید نے اونہوں نے روایت کی ابن جریج سے اونہوں نے زہری سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے

ابن عمر سے وہ کہتے تھے جبکہ نکسیر پھوٹے یا مذی نکلی یا قے کرے تو وہ نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر لوٹے اور بنا کرے
اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں خبر دی ہم کو ثوری نے انہوں نے روایت کی ابو اسحاق سے انہوں نے حارث
سے انہوں نے حضرت علی سے انہوں نے کہا جب پاوے کوئی تم میں سے اپنے پیٹ میں پاخانے کی حرکت یا نکسیر پھوٹے
یا قے ہو تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے اگر بات کرے تو سرے سے نماز پڑھے ورنہ اگلی نماز پر جوڑ لگاوے اور
اوسکو شمار کرے خبر دی ہمکو معمر نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے حضرت علی سے مثل اس
کے مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے اس دوسرے اسناد کو حسن کہا ہوگا ورنہ پہلا اسناد ضعیف ہے کیونکہ حارث
میں بڑا کلام ہے محدثین کو بعضوں نے اوسکو کذاب تک کہا ہے خبر دی ہمکو ثوری نے انہوں نے عمران بن ظبیان
حنفی سے انہوں نے حکیم بن سعد حنفی سے انہوں نے کہا سلمان نے کہا جب تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کی حرکت
پاوے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے بات نہ کرے پھر وہاں سے شروع کرے جس آیت تک پڑھا تھا یعنی بنا کرے
اگلی نماز پر) خبر دی ہمکو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا جب
آدمی کی نکسیر پھوٹے نماز میں یا اوسکو قے ہو جاوے یا مذی نکلی تو وہ لوٹ جاوے اور وضو کرے پھر لوٹے اور اپنی
نماز پوری کرے اگلی نماز پر جبتک بات نکی ہو اور روایت کیا مالک نے موطا میں خبر دی ہمکو یزید بن عبد اللہ بن
قسیط نے انہوں نے دیکھا سعید بن المسیب کو اونکی نکسیر پھوٹی اور نماز پڑھ رہے تھے پھر آئے وہ ام المومنین ام سلمہ
کے حجرے میں اور وضو کا پانی لایا گیا انہوں نے وضو کیا پھر لوٹے اور بنا کی اوس نماز پر جو پڑھ چکے تھے نووی نے
خلاصہ میں کہا وضو کو ٹوٹنے اپنے نہ ٹوٹنے میں خون یا قے یا قہقہہ سے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے انتہے ما قال الزیلعی
فی تخریج الہدایۃ رحمہ اللہ تعالی ابن عبد البر نے استذکار میں کہا کہ امام مالک کے نزدیک نکسیر پھوٹنے اور قے کرنے سے
اور پیپ نکلنے سے وضو لازم نہیں اور وضو نہیں واجب ہوتا مگر حدث سے جو دبر سے نکلے یا ذکر سے یا سونے سے اور یہی مذہب
ہے ایک جماعت کا مالکیہ میں سے تو امام مالک کے نزدیک جو خون دبر سے نکلے اوس میں وضو نہ ہوگا کیونکہ وہ معتاد نہیں ہے
اور امام شافعی کا قول امام مالک کے موافق ہے مگر سبیلین سے جو نکلے خواہ وہ معتاد ہو یا غیر معتاد جیسے خون یا پتھری یا
کیڑا یا اور کچھ تو وہ ناقض وضو ہے اونکے نزدیک اور جو لوگ خون کو حدث نہیں جانتے سوا سبیلین کے انمیں سے ہیں مالک اور
اور یحیی بن سعید انصاری اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور ابو ثور اور عینی نے کہا کہ یہی قول ہے ابن عباس اور عبد اللہ بن
ابی اوفی اور جابر اور ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور قائل ہیں وضو ٹوٹنے کے خون نکلنے سے اگرچہ وہ سبیلین کے
سوا اور مقامات سے نکلے عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عمر اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابو الدرداء اور ثوبان

اور یہی قول ہے زہری اور علقمہ اور اسود اور عامر شعبی اور عروہ بن زبیر اور نخعی اور قتادہ اور حکم بن عیینہ اور حماد اور ثوری اور حسن بن صالح بن حیی اور عبید اللہ بن حسین اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا انتہی کتاب الحجج میں محمد بن حسن شیبانی کہتے ہیں خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہوں نے روایت کی حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ جسکی نکسیر پھوٹے نماز میں یا حدث ہو تو وہ نکلے اور بات نہ کرے البتہ اللہ تعالی کا ذکر کر سکتا ہے پھر وضو کرے اور لوٹ آوے اپنی جگہہ پر اور جو نماز باقی رہگئی تھی اوس کو پڑہ لے اور جسقدر پڑہ چکا تھا اوسکو حساب میں رکھے اگر بات کرلے تو سر سے پڑہے خبر دی ہمکو محمد بن ابان بن صالح قرشی نے اونہوں نے حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے اونہوں نے کہا جب زخم سے خون بہے تو وضو کر لوٹا دے خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عبد العزیز بن عبید اللہ نے اونہوں نے کہا میں نے سنا شعبی سے وہ کہتے تھے وضو واجب ہے ہر نکلتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ہشام بن حسان نے اونہوں نے روایت کی حسن بصری سے اونہوں نے کہا وضو واجب ہے ہر بہتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو عباد بن عوام نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حجاج بن ارطاۃ نے اونہوں نے کہا خبر دی مجہکو ایک شخص نے عمرو بن حارث بن ابی ضرار سے اونہوں نے حضرت عمر سے کہ جس شخص کی نکسیر پھوٹے نماز میں وہ لوٹ جاوے پھر وضو کرے پھر پڑہے باقی نماز اور شمار کرے اوس نماز کو جو گذر گئی انتہی

اور حق یہ ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح مرفوع کسی جانب نہیں ہے جو کچھ ثابت ہے وہ آثار ہیں صحابہ اور تابعین کے پس احتیاط پر جو کوئی عمل کرے وہ خون نکلنے سے دوبارہ وضو کرلے اور جو نہ کرے اوس پر کچھ لازم نہیں ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ جو چیزیں باتفاق علما حدث ہیں وہ یہ ہیں۔ پاخانہ[۱]۔ پیشاب[۲]۔ گوز[۳]۔ حیض[۴]۔ نفاس[۵]۔ مذی نکلنا[۶]۔ جنون[۷]۔ نشہ[۸]۔ بیہوشی[۹]۔ اور جو چیزیں باختلاف حدث ہیں وہ یہ ہیں قبل[۱] یا دبر سے خلاف معمول کوئی شی نکلنا جیسے خون یا کیڑا یا ریح یا پتھر یا ریت وغیرہ کسی[۲] اور مقام سے سوا قبل یا دبر کے خون یا پیپ نکلنا قے[۳] کرنا غشی[۴] ہو جانا ذکر[۵] یا قبل یا دبر کو چہونا سونا[۶] استحاضہ[۷] یا بواسیر کا خون نکلنا عورت کو مس[۸] کرنا یعنی چہونا آگ[۹] کی پکی ہوئی چیز کہانا اونٹ[۱۰] کا گوشت کہانا ودی[۱۱] نکلنا مردے کو غسل[۱۲] دینا اور چونکہ امام بخاری نے چند نواقض وضو کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا اسلیے کہ اونکے نزدیک ناقض وضو وہی تہا جو سبیلین سے نکلے پس ہم اور نواقض کا ذکر بترتیب مع ادلہ کرتے ہیں تا کہ اس کتاب کو دیکھنے والوں کو اور کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت نہ پڑے وباللہ التوفیق **قے کا بیان** امام شوکانی نے کہا عترت اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن انہوں نے کئی شرطیں کی ہیں ایک تو یہ کہ معدہ سے ہو دوسرے منہ بہر کے ہو تیسرے ایک بار کی ہو اور شافعی اور انکے اصحاب اور ناصر اور باقر اور صادق علیہما السلام کا یہ قول ہے کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا ابو حنیفہ کی دلیل ایک تو وہی حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جسکو قے ہو یا نکسیر پہوٹے اخیر تک اور یہ حدیث مع اوسکی علتوں

کے اوپر گذر چکی اور روایت کیا اس حدیث کو امام محمد نے کتاب الحجج مین ابن جریج سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور اسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین بعد کہا دونو طریقون سے محفوظ نہین ہے اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین کہا کہ اسمعیل بن عیاش کو ثقہ کہا ہے بعضون نے اہل شام سے روایت کرنے مین نہ اور لوگون سے اور ابن جریج حجازی ہین اور اہل حجاز اور کوفہ سے اوسکی روایت متروک ہے اور دوسری دلیل ابو الدردا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پہر وضو کیا معدان نے کہا مین ثوبان سے ملا دمشق کی مسجد مین پاس تسے مینے یہ حدیث بیان کی اونہون نے کہا ابو الدردا نے سچ کہا مینے آپ پر وضو کا پانی ڈالا تہا شوکانی نے کہا اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن ثلاثہ اور ابن جارود اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی اور طبرانی اور ابن مندہ اور حاکم نے روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ آپ نے قے کی تو افطار کیا ابن مندہ نے کہا اسکا اسناد صحیح اور متصل ہے اور بخاری اور مسلم نے اوسکو نہین نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد مین اختلاف ہے ترمذی نے کہا جید کیا اس حدیث کو حسین معلم نے اور ایسا ہی کہا احمد نے اور طبرانی نے اس حدیث مین بہت اختلاف بیان کیا بیہقی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین اختلاف ہے اگر یہ صحیح ہو تو محمول ہے اوس قے پر جو عمداً کیجاوے اور امام بیہقی نے دوسرے مقام مین کہا کہ اسناد اس حدیث کا مضطرب ہے اور ایسی روایت سے حجت نہین ہو سکتی زیلعی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور شیخین نے نہین نکالا اسکو اور مخالف نے اس مین یہ اعتراض کیا کہ اوسکی اسناد مین اضطراب ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ بعض راویون کے اضطراب سے دوسرے راویون کی روایت مین خلل پیدا نہین ہوتا ابن جوزی نے کہا اثرم نے کہا مینے امام احمد سے کہا لوگون نے اضطراب کیا اس حدیث مین اونہون نے کہا حسین معلم نے جید کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا وہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا اونہون نے کہا اس حدیث مین وضو کرنے سے منہ دہونا مراد ہے اور یہ مشہور ہے عرب کی کلام مین پہر سند روایت کی معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا ہم منہ اور ہاتہ دہونیکو وضو کہتے تہے اور یہ واجب نہین ہے بیہقی نے کہا اس روایت کی اسناد مین مطرف بن مازن ہے اور لوگون نے کلام کیا اوس مین اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ اونہون نے کہا تاکہ کہا کرو دونو ہاتہ دہوئے پہر منہ پر مسح کیا اور کہا یہ وضو ہے اوسکا جسکو حدث نہ ہو انتہی تیسری دلیل ابو سعید خدری کی حدیث ہے اور اسکا بیان ہم علتون کے اوپر گذر چکا چوتہی دلیل ابن عمر کا اثر ہے جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین وہ بہی اوپر گذر چکا پانچوین دلیل زید بن علی کی حدیث ہے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلس یعنے منہ بہر کر قے حدث ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا نہین روایت کیا اوسکو زید بن علی سے کسی نے سوا اسوار بن مصعب کے اور وہ متروک

ہے چوتھی دلیل حضرت علی کا اثر ہے کہ حدث سات ہین اور اس روایت کا پتہ نہین ملا ساتوین دلیل ابوہریرہ کی حدیث ہے مرفوعا کہ ٹوٹ جاتا وضو سات چیزون سے اور اسکا ذکر مع علت کے اوپر ہو چکا اور ان سب دلیلون مین دوسری اور چوتھی دلیل اچھی ہے اور اسکے بعد تیسری دلیل ہے اور باقی دلیلین اعتبار کے لائق نہین ہین اور شافعیہ معارضہ کرتے ہین ان دلائل کا ثوبان کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پھر مجھسے وضو کا پانی مانگا اور وضو کیا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قے سے وضو کرنا فرض ہے آپنے فرمایا اگر فرض ہوتا تو تو اللہ کی کتاب مین پاتا یعنے قرآن مین روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین عتبہ بن سکن ہے دارقطنی نے کہا نہین روایت کرتا اسکو کوئی سوا عتبہ بن سکن کے اوزاعی سے اور وہ متروک الحدیث ہے اور جب ثوبان کی حدیث کا یہ حال ہے تو وہ معارضہ کے لائق کیونکر ہوگی بعض شافعیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ثوبان کی حدیث قولی ہے اور ابوالدرداء کی فعلی اور قولی راجح ہے فعلی پر اور یہ استدلال لغو ہے کیونکہ ثوبان کی حدیث حجت لینے کے قابل ہی نہین پھر قولی اور فعلی کا کیا ذکر ہے حق یہ ہے کہ اس باب مین ابوحنیفہ کا مذہب قوی ہے از روے دلیل کے اور اقرب باحتیاط ہے پس اسپر عمل کرنا اولی ہے **غشی کا بیان** حافظ ابن حجر نے کہا غشی ایک بیماری ہے جو بہت تعب کے بعد ہو جاتی ہے اور یہ بیہوشی سے کم ہے اگر سخت ہو تو وہ مثل بیہوشی کے ہے اور اس سے بالاجماع وضو ٹوٹ جاویگا اور اختلاف اوس غشی مین ہے جو خفیف ہو بعضون کے نزدیک یہ بھی ناقض وضو ہے اور صحیح یہ ہے کہ ناقض نہین ہے اور دلیل اسکی اسماء کی حدیث ہے جسکو امام بخاری آگے بیان کرینگے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ اتفاق ہے علما کا اسپر کہ عقل کے جاتے رہنے سے وضو ٹوٹ جاویگا جیسے جنون اور بدہوشی اور نشہ کہ خواہ شراب کا ہو یا نبیذ کا یا بہنگ کا یا دوا کا اتنہے **ذکر کو چھونے کا بیان** امام شوکانی نے کہا ذکر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ اور ابن عباس اور عائشہ اور سعد بن ابی وقاص اور عطا اور زہری اور ابن مسیب اور مجاہد اور ابان بن عثمان اور سلیمان بن یسار اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور مالک کا اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے عورت کی شرمگاہ چھونے سے اور حضرت علی علیہ السلام اور ابن مسعود اور عمار اور حسن بصری اور ربیعہ اور عترت اور ثوری اور ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہ قول ہے کہ ذکر یا قبل کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مرد کا وضو ذکر کے چھونے سے ٹوٹ جاتا ہے اور عورت کا وضو اپنی شرمگاہ چھونے سے نہین ٹوٹتا اب جن لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے وہ اس شرط سے کہ ہاتھ مین اور ذکر مین کوئی چیز حائل نہ ہو جیسے کپڑا وغیرہ اور شافعیہ نے ایک شرط اور لگائی ہے کہ ہتھیلی کیطرف سے چھوئے اور اس شرط کی کوئی دلیل کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس سے پائی نہین جاتی دلیل اول فریق کی حدیث ہے عروہ بن الزبیر کی انہون نے کہا

مین مروان پاس گیا وہان ذکر ہوا کن چیزون سے وضو لازم آتا ہے تو مروان نے کہا خبر دی مجھکو بسرہ بنت صفوان نے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چھوے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور مالک اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی رود وغیرہم نے
زیلعی نے کہا یہ حدیث دو طریقے سے مروی ہے ایک کا طریقہ عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونہون نے عروہ
بن زبیر سے دوسرا طریقہ ہشام کا عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا یہ حدیث اس باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے اور نسائی نے کہا کہ ہشام نے
اپنے باپ عروہ سے یہ حدیث نہین سنی اور ایسا ہی کہا طحاوی نے شرح معانی الآثار طحاوی نے کہا ہشام نے اسکو روایت کیا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن
حزم سے پھر نکالا اسکو ہمام نے اسنے ہشام بن عروہ سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے عروہ نے تو لوٹ گئی حدیث ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کیطرف انتہی مین کہتا ہون ترمذی نے روایت کیا اسکو یحیی بن
سعید قطان سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ نے بسرہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند مین
حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سعید نے اونہون نے روایت کی ہشام سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ نے کہ بسرہ بنت صفوان نے خبر دی اسکو
اور بیہقی نے سنن مین کہا روایت کیا اسکو یحیی بن سعید قطان نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے تو
اس مین تصریح کی ہشام کے سننے کی عروہ سے اور دار قطنی نے اس حدیث کے طریقون کو بارہ تیرہ ورقون مین
جمع کیا امام شوکانی نے کہا ابوداؤد نے کہا مین نے امام احمد سے کہا بسرہ کی حدیث صحیح نہین ہے اونہون نے کہا وہ صحیح ہے
اور صحیح کہا اسکو دار قطنی اور یحیی بن معین نے نقل کیا اسکو ابن عبد البر نے اور ابو حامد بن شرقی نے جو شاگرد ہین
امام مسلم کے اور بیہقی اور حازمی نے بیہقی نے کہا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا اسوجہ سے کہ اختلاف
ہوا اس مین کہ عروہ نے اوسکو سنا مروان سے یا بسرہ سے لیکن اوسکے تمام راویون سے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہر
اسمعیلی نے کہا امام بخاری کو یہ حدیث نکالنا تہی کیونکہ اونہون نے اسکے مثل دوسرے روایت کو نکالا ہے اور بڑا
قدح اس حدیث مین یہ ہوا ہے کہ مروان نے اس حدیث کو عروہ سے بیان کیا تو عروہ کو شک ہوا پہر مروان نے اپنے چوکیدارون مین
سے ایک چوکیدار کو پاس بسرہ کے بہیجا وہ لوٹ کر آیا اور بولا کہ بسرہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی تو عروہ اور بسرہ مین ایک
کا واسطہ ہے اور اسکی عدالت مین طعن ہو سکتا ہے مترجم کہتا ہے مروان نے وہ وہ کام کیے ہین کہ خدا کی پناہ حضرت عثمان
کے قتل کا باعث یہی شخص ہوا اور طلحہ کو جو عشرہ مبشرہ مین سے تہے جنگ جمل مین اسی نے شہید کیا اور جب معاویہ
نے یزید علیہ ما یستحقہ سے بیعت کرائی تو مروان نے کہا یہ ابو بکر اور عمر کی سنت ہے عبد الرحمان بن ابی بکر نے

کہا نہین ہرقل اور قیصر کی سنت ہے مروان نے کہا تمہاری شان مین یہ آیت اوتری ہے اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِی اُخرج
یہ خبر حضرت عائشہ کو پہونچی اونہون نے کہا قسم خدا کی اس آیت سے عبد الرحمن مراد نہین ہے اور اگر مین چاہون تو
جسکے حق مین اوتری ہے اُسکا نام بیان کردون البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی
ہے اور مروان اُسوقت اپنے باپ کے پشت مین تہا تو مروان ایک ٹکڑا ہے اسکی لعنت کا باوجود اسکے بعض
محدثین نے مروان کی روایت سے حجت لی ہے اور یہ کہا ہے کہ ان عیبون کے ساتھ مروان حدیث کی روایت
مین جھوٹا نہ تہا اور ہم یہ کہتے ہین کہ فاسق کی خبر بموجب نص قرآنی واجب التوقف ہے اور حجت نہین ہے پہر جو اشق
الفساق اور معاذ اللہ بمنطوق حدیث نبوی ملعون ہو اوسکی حدیث کیونکر حجت ہوسکتی ہے اور اللہ رحم کرے
امام بخاری پر اونہون نے مروان سے روایت کی اور مس ذکر کی حدیث کو روایت نہین کیا کیونکہ اوسکی روایت
مین اختلاف ہے اور امام مسلم نے مروان کی تنہا روایت کو حجت نہین سمجہا اور وہ لائق ہے اسی کے واللہ اعلم
بعبادہ) یا مروان کا چوکیدار ہے اور مجہول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور اور اماموں نے کہا ہے
کہ عروہ نے اس حدیث کو خود بسرہ سے سنا ہے اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان مین ہے کہ عروہ نے کہا مین بسرہ کے پاس گیا اور اوس سے پوچہا اس حدیث کو اونہون
نے تصدیق کی اور یہی جواب دیا ہے دارقطنی اور ابن حبان نے حافظ نے کہا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے اس حدیث
کے بہت طریقے بیان کیے اور دارقطنی نے دو جز اس حدیث کی تحقیق مین لکہی اور بعضون نے ابن معین سے
نقل کیا اونہون نے کہا تین حدیثین صحیح نہین ہین ایک مس ذکر کی دوسرے لا نکاح الا بولی تیسرے کل مسکر
خمر یا کل مسکر حرام حافظ نے کہا ابن معین سے یہ قول ثابت نہین ابن جوزی نے کہا ابن معین سے ثابت
نہین ہوا کہ اونہون نے ایسا کہا ہو اور انکا مذہب یہی تہا کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میمونی نے
یحیی بن معین سے نقل کیا کہ بسرہ کی حدیث مین وہی قدح کرتا ہے جو اسپر عمل نہین کرتا اور طحاوی نے اس
حدیث مین یہ طعن کیا کہ ہشام نے اوسکو نہین سنا اپنے باپ سے یعنی عروہ سے کیونکہ طبرانی کی روایت مین ہشام
اور عروہ کے بیچ مین ایک واسطہ ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو کا اور یہ طعن دفع کیا گیا ہے اسطور سے کہ ہشام نے
اوسکو کبھی روایت کیا اپنے باپ سے اور کبھی ابو بکر بن محمد سے اور حاکم کی روایت مین اسکی تصریح ہے کہ ہشام کے
باپ نے اون سے یہ حدیث بیان کی اور جمہور نے اوسکو روایت کیا ہشام سے اوس نے اپنے باپ سے تو شاید ہشام نے
یہ حدیث اپنے باپ سے بلا واسطہ بہی سنی اور ابو بکر کے واسطہ سے بہی اور کبھی اس طرح نقل کیا
کبھی اس طرح تمام ہوا کلام شوکانی کا ابن سکن نے کہا بسرہ کی حدیث زیادہ جید ہے اون سب حدیثون

سے جو اس باب مین روایت کی گئین مسک الختام مین ہے کہ بسرہ کی حدیث تنہا بہتر ہے طلق کی حدیث سے زیلعی نے کہا کہ طبرانی نے معجم اوسط مین بسرہ کی حدیث کو نکالا عبد الحمید بن جعفر کی روایت سے اور نے ہشام بن عروہ سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے بسرہ سے مرفوعا جو شخص چہوئے اپنی شرمگاہ کو یا اپنی فوطون کو وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے طبرانی نے کہا فوطون کا ذکر ہشام سے کسی نے نہین کیا سوا عبد الحمید بن جعفر کے انتہی اور روایت کیا اسکو ترمذی نے عبد الرحمن بن ابی الزیاد سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے بسرہ سے اور راوی سند سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ۳۲ نوع مین قسم اول کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے ابن حبان نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم مروان بن حکم کی حدیث سے حجت لین اپنی کسی کتاب مین لیکن عروہ نے قناعت نہین کی مروان سے سننے پر یہانتک کہ مروان نے اپنے چوکیدار کو بسرہ پاس بہیجا اوس نے بسرہ سے پوچھا پہر لوگون کے پاس آیا اور بسرہ نے جو کہا تہا وہ بیان کر دیا تب بہی عروہ نے قناعت نہ کی یہانتک کہ عروہ خود بسرہ کے پاس گئے اور ان سے یہ حدیث سنی تو حدیث عروہ کی بسرہ سے متصل ہے منقطع نہین ہے اور مروان اور چوکیدار دونو زائد تہی اسناد مین پہر نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے بسرہ سے او نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اور اسکے اخیر مین یہ ہے کہ عروہ نے کہا مین بسرہ کے پاس گیا اور انسے پوچہا تو اونہون نے تصدیق کی ابن حبان نے کہا وضو سے مراد یہان ہاتہہ دہونا ہے اگرچہ عرب ہاتہہ دہونے کو وضو کہتے ہین اور مسند سے نقل کیا عروہ بن الزبیر سے انہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ کو چہوئے وہ وضو کرے نماز کا سا وضو اور باسناد نقل کیا عروہ سے اونہون نے بسرہ سے انہون نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چہوئے وہ وضو کو اعادہ کرے اور اعادہ اسی وضو کا ہوتا ہے جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے اور طحاوی نے ضعیف کیا اس حدیث کو پہلے اسناد سے اور نقل کیا ابن عیینہ سے کہ انہون نے شمار کیا ایک جماعت کا جو حدیث نہین پہچانتے تہے اور کہا کہ جو لوگ ان سے حدیث نقل کرتے تہے اونسے ہم ہنسا کرتے تہی پہر ذکر کیا اون لوگون مین سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا پہر نکالا اس حدیث کو اوزاعی کے طریق سے خبر دی ہمکو زہری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے تو ثابت ہوا انقطاع اس حدیث کا اور ضعف اسکا اول سند سے روایت کیا اسکو امام مالک نے موطا مین اور روایت کیا اون سے امام شافعی نے مسند مین اور شافعی کے طریق سے روایت کیا اسکو بیہقی نے پہر کہا اور روایت کیا اوسکو یحیی بن بکیر نے مالک سے اور زیادہ کیا اسمین کہ وضو کرے نماز کا سا وضو شافعی نے کہا ہمنے اپنا مذہب بسرہ کی سوا اور لوگون

سے نقل کیا اور جو شخص ہمارے اوپر عیب کرتا ہے بسرہ کی روایت کا وہ خود روایت کرتا ہے عائشہ بنت عجرد اور ابو خداش
اور کئی عورتوں سے جو مشہور نہیں ہیں اور ان کی روایتوں سے حجت لیتا ہے باوجود اسکے وہ بسرہ کو ضعیف کرتا
ہے حالانکہ انکی ہجرت قدیم تھی اور انکی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم تھی اور انہوں نے یہ حدیث مہاجرین اور
انصار کے گھر میں بیان کی جہاں مہاجرین اور انصار بہت جمع تھے اور کسی نے انکی بات کا انکار نہ کیا اور جب عبد اللہ
بن عمر نے یہ حدیث کو سنا تو وہ ہمیشہ وضو کرتے رہے ذکر کے چھونے سے یہاں تک کہ انکا انتقال ہوا بیہقی نے
کہا امام بخاری اور امام مسلم نے بسرہ کی حدیث کو نہیں نکالا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ عروہ نے اسکو بسرہ سے
سنا یا عروہ نے مروان سے سنا اور مروان نے بسرہ سے لیکن راوی اسکے سب وہ ہیں جن سے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے

دوسری دلیل حدیث ہے ابو ہریرہ کی روایت کیا امام احمد نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنا ہاتھ پہونچا دے اپنے ذکر تک اور کوئی چیز آڑ نہ ہو تو اسپر وضو واجب ہے شوکانی نے کہا ابن حبان
نے اسکو اپنی صحیح میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند میں عادل ہیں جنہوں نے نقل کیا اسکو
اور صحیح کہا اسکو حاکم اور ابن عبد البر نے اور نکالا اسکو بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں ابن سکن نے کہا کہ یہ جید
ہے اس باب میں سب حدیثوں سے اور روایت کیا اسکو شافعی اور بزار اور دارقطنی نے یزید بن عبد الملک سے نسائی
نے کہا وہ متروک ہے اور ضعیف کہا اسکو اور روایت کیا ابن حبان نے کہا میں نے یزید کی روایت سے حجت نہیں لی کیونکہ
اس سے ہم بیزار ہیں کتاب الضعفا میں بلکہ نافع کی روایت سے حجت لی ہے زیلعی نے کہا امام احمد نے مسند میں اور
طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے یہ حدیث کو روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے من افضى بيده
الى فرجه ليس دونها حجاب فقد وجب عليه وضوء الصلوة بیہقی نے کہا یزید بن عبد الملک میں لوگوں نے گفتگو کی
ہے پھر باسناد نقل کیا احمد بن حنبل سے اور ان سے پوچھا گیا یزید کو تو انہوں نے کہا وہ ایک شیخ ہے مدینہ والوں میں سے
اور اسمیں کوئی برائی نہیں ہے پھر بیہقی نے یہ حدیث کو امام بخاری کے طریق سے نکالا موقوفاً ابو ہریرہ پر ذہبی نے
مختصر میں کہا بخاری نے اسکو اپنی تاریخ میں نکالا موقوفاً انتہی میزان میں ہے کہ یحیی نے کہا یزید کچھ نہیں اور
احمد بن صالح نے کہا اسکی حدیث کچھ نہیں ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے ابن عدی نے کہا اسکی اکثر روایتیں غیر محفوظ
ہیں احمد نے کہا اسکی حدیثیں منکر ہیں نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے پھر ذکر کیا ذہبی نے ابن یزید کی مناکیر میں
سے کہ معن بن عیسی نے روایت کیا اس سے اور اس نے سعید مقبری سے اور اس نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہی حدیث انتہی

تیسری دلیل ام حبیبہ کی حدیث ہے اور انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص

اپنی شرمگاہ کو چھوئی وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو احمد اور ابو زرعہ نے ابن السکن نے کہا نہین اس حدیث مین کوئی علت نہین پایا اور شرمگاہ کا لفظ شامل ہے قبل اور دبر کو مرد کے اور عورت کی اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا مذہب جس نے وضو ٹوٹنا خاص کیا ہے مردون سے یعنے مالک کا زیلعی نے کہا ترمذی نے اپنی کتاب مین کہا امام بخاری نے کہا مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہین سنا اور روایت کی اس حدیث کو مکحول نے ایک شخص سے روایت کیا اس نے عنبسہ سے تو امام بخاری نے شاید اس حدیث کو صحیح نہ سمجھا اور انہون نے کہا سب سے صحیح حدیث اس باب مین علاء بن حارث کی حدیث ہی مکحول سے اونہون نے عنبسہ بن ابی سفیان سے اونہون نے ام حبیبہ سے انتہے اور یہ خلاف ہے اوس قول کے جو ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا بسرہ کی حدیث کے باب مین کہ اونہون نے کہا بسرہ کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اس باب مین انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کے اعتراض کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ دونون قولون مین خلاف نہین کیونکہ احتمال ہے کہ مراد امام بخاری کی یہ ہو کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثین اور سب حدیثون سے جو اس باب مین وارد ہوئین زیادہ صحیح ہین اور جائز ہے کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثین برابر ہون صحت مین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ ہر ایک حدیث باب کی سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے یعنے انکے سوا اور حدیثون سے امام طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہین سنا حدیث بیان کی ہمسے ابن ابی داود نے اونہون نے کہا میں نے سنا ابو مسہر سے وہ ایسا ہی کہتے تھے زیلعی نے کہا اس صورت مین یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع شافعیہ کے نزدیک حجت نہین ہے انتہے

چوتھی دلیل ابو ایوب کی حدیث ہی اونہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد مین اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہی بالاتفاق اور بعضون نے اوسکو تہمت لگائی ہے اور یہ اسحاق بن محمد فروی نہین ہے جو راوی ہے ابن عمر رضے اللہ تعالے عنہ کی حدیث کا وہ ثقہ ہے اور ابن جوزی سے ان کو ایک سمجھا اور دونو کو ضعیف کہا

پانچوین دلیل جابر رضے اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی تم مین سے اپنا ذکر چھوئے تو اوس پر وضو لازم ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور شوکانی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور اثرم نے ابن عبد البر نے کہا کہ اوس کا اسناد اچھا ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اوسکو روایت کیا سنن مین شافعی علیہ الرحمۃ کے طریق سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع سے اخیر تک اسمین یہ ہے کہ جب کوئی تم مین سے اپنا ہاتھ پہنچائے

شرمگاہ تک تو وضو کرے شافعی نے کہا میں نے حافظوں کی ایک جماعت سے سُنا سوا ابن نافع کے وہ روایت کرتے ہیں اس حدیث کو
اور جابر کا ذکر نہیں کرتے امام طحاوی نے کہا جتنے حافظوں نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے روایت کیا وہ سب اسکو موقوف کرتے
ہیں محمد بن عبد الرحمن پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور مرسل روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے اور
شافعیہ نے اسکا جواب دیا ہے کہ عبد اللہ بن نافع نے اوسکو وصل کیا اور وہ ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور رد کیا
گیا یہ جواب اسطور سے کہ مخالفت کی ابن نافع کی اور ثقات حفاظ نے اور طعن کیا ابن نافع میں بخاری اور احمد نے پس ایسے
شخص کی زیادتی جو مخالف ہو اور ثقات کی کیونکر قبول کیجاویگی چھٹی دلیل حدیث ہے عمرو بن شعیب کی عن ابیہ عن
جدہ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس مرد نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو وہ وضو کرے اور جس عورت نے اپنی شرمگاہ چھوئی
وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں بقیہ بن ولید سے اوس نے محمد بن الولید سے اوس نے
عمرو بن شعیب سے بیہقی نے کہا محمد بن ولید ثقہ ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو ترمذی نے بھی اور ترمذی نے علل میں
کہا کہ امام بخاری نے کہا حدیث میرے نزدیک صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں بقیہ بن ولید ہے اور وہ مدلس ہے مگر یہاں تدلیس
کا شبہ نہیں ہے کیونکہ بقیہ نے یہ کہدیا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن الولید نے انتہے زیلعی نے کہا امام بیہقی نے اس حدیث
کو ابن عدی کے طریق سے نکالا اپنی اسناد سے یحیی بن راشد سے اوس نے عبد الرحمان بن ثابت بن ثوبان سے اوس نے
اپنے باپ سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اور کہا کہ مخالفت کی انکی مثنے بن صباح نے اسناد میں اور وہ قوی نہیں ہے پھر نکالا
مثنے کی روایت کو اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید بن المسیب سے اوس نے بسرہ بنت صفوان سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ
آپ کیا سمجھتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے یا مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے وضو کے بعد آپ نے فرمایا وضو کرے
ایسے ہی عمرو نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے سعید بن المسیب نے کہ مروان نے بسرہ کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو بسرہ نے کہا چھوڑ
مجھکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کے پاس فلان اور فلان تھی اور عبد اللہ بن عمر تھے آپ نے حکم کیا مجھکو
وضو کرنیکا انتہے امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا بلکہ
انکی کتاب سے حدیثیں بیان کیں تو انکے قول کے موافق یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع انکے نزدیک حجت نہیں زیلعی نے کہا
اکثر علما نے عمرو بن شعیب کے حدیث سے حجت لی ہے جب راوی اُن سے ثقہ ہو لیکن جب راوی مثنی بن الصباح یا ابن لہیعہ کیطرح
ہو تو وہ روایت حجت نہوگی اور عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اس میں بعض نے کلام کیا ہے اس وجہ
سے کہ وہ روایت کرتا ہے اپنے دادا کی کتاب سے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین مزی نے کہا عمرو بن شعیب کی روایت میں چار حال ہیں ایک تو مشہور عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ کی دوسرے عمرو بن شعیب عن ابیہ عبد اللہ بن عمرو تیسرے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو تو عمرو کے تین جد ہوئے اور ان میں ایک جد محمد دوسرے عبد اللہ ہیں

عمرو بن العاص اور محمد تابعی ہیں اور عبد اللہ اور عمرو دونو صحابی ہیں تو اگر دادا سے مراد محمد ہیں تو حدیث مرسل ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور اگر مراد عمرو بن عاص ہیں تو حدیث منقطع ہے کیونکہ عمرو کے باپ شعیب نے عمرو بن عاص کو نہیں پایا اور اگر مراد عبد اللہ بن عمرو ہیں تو ضرور ہے یہ ثابت کرنا کہ شعیب نے عبد اللہ سے سنا ہے اور دارقطنی وغیرہ کی صحیح روایت میں یہ ثابت ہوا ہے کہ عمرو نے اپنے باپ شعیب سے سنا ہے اور شعیب نے اپنے دادا عبد اللہ سے سنا ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب سماع عمرو کا شعیب سے اور شعیب کا عبد اللہ سے بسند صحیح ثابت ہوا تو اب طحاوی کا یہ اعتراض رفع ہو گیا کہ یہ روایت منقطع ہے اور منقطع مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے ساتویں دلیل حدیث ہے عبد اللہ بن عمر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چھوئے وہ نماز کا سا وضو کرے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اسحاق بن محمد فروی سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر عمری سے انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے زیلعی نے کہا کہ اسحاق بن محمد فروی ثقہ ہے اور اس سے بخاری نے روایت کیا اپنی صحیح میں اور وہ اسحاق بن ابی فروہ نہیں ہے جو ایوب کی حدیث میں گذرا اور ابن جوزی نے تحقیق میں وہم کیا اور دونوں کو ایک کر دیا اور اعتراض کیا اسپر صاحب تنقیح نے انتہی شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عبد اللہ بن عمر عمری ہے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے عبد العزیز بن ابان کے طریقہ سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے ایوب بن عتبہ کے طریق سے اور اس میں بھی کلام ہوا ہے انتہی مترجم کہتا ہے اس حدیث کے اور دو طریقے ہیں سوا اونکے جو شوکانی نے ذکر کیے نکالا انکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں پہلا طریقہ صدقہ بن عبد اللہ کا ہشام بن زید سے انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اور دوسرا طریقہ علاء بن سلیمان کا زہری سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے ابن عمر سے اور ضعیف کیا پہلے طریق کو طحاوی نے اس طرح کہ صدقہ بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ہشام بن زید اون اہل علم میں سے نہیں ہے جن کی روایت سے ایسی باتیں ثابت کیجاویں اور دوسرے طریق کو اس طرح کہ علاء بن سلیمان ضعیف ہے مخالفین کے نزدیک واللہ اعلم آٹھویں دلیل حدیث ہے زید بن خالد جہنی کی انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں ابن اسحاق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے محمد بن مسلم زہری نے اونہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے زید بن خالد سے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو ترمذی اور بزار نے بھی امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ محمد بن اسحاق مخالف کے نزدیک حجت نہیں ہے خصوصاً جب وہ منفرد ہو اور مخالف ہو دوسری روایتوں کے اور یہ حدیث منکر ہے اور احتمال ہے کہ غلط ہو کیونکہ جب مروان نے عروہ سے ذکر کو پوچھا تو عروہ نے اپنی رائے سے یہی جواب دیا کہ اسمیں وضو نہیں ہے پھر جب مروان نے بسرہ کی حدیث بیان کی تو عروہ نے جو کہا وہ اوپر گذرا اور یہ واقعہ زید بن خالد کے مرنے کے بعد کا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عروہ بسرہ پر انکار کرتے

اوس بات کا جو خود انہوں نے زید بن خالد سے سنی تہی انتہے **مترجم** کہتا ہی محمد بن اسحاق امام ہیں اور حدیث کے بڑے حافظ امام
احمد بن حنبل نے کہا وہ حسن الحدیث ہیں ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہیں دار قطنی نے کہا وہ صالح الحدیث ہیں اور انکا کوئی گناہ
نہیں مگر اتنا کہ انہوں نے اپنی سیرت میں منقطع اور منکر روایتوں کو بہر دیا ہے اور اکثر شعر ایسے ہیں جنکی نسبت
غلط کی ہی شعبہ نے کہا ابن اسحاق امیر المومنین ہیں حدیث میں ابن مدینی نے کہا میں نے سوا دو حدیثوں کے اور کوئی منکر حدیث
انکی نہیں دیکہی العباس روایت کو لوگ کے مناکیر میں شمار کیا ہے ذہبی نے میزان میں کہا یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث
بیان کی مجہسے میرے باپ نے انہوں نے روایت کی ابن اسحاق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے زہری نے اونہوں نے
عروہ سے اونہوں نے زید بن خالد جہنی سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص اپنی شرمگاہ کو
چہوئے وہ وضو کرے کہا جاتا ہے یہ حدیث غلط ہے اور صواب بسرہ ہے زید کے بدلے انتہے **نویں دلیل** حدیث ہے حضرت
عائشہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہے اون لوگون کی جو اپنی شرمگاہیں چہوتے ہیں پہر نماز پڑہتے
ہیں اور وضو نہیں کرتے حضرت عائشہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ حکم تو مردوں کے لیے ہے عورتوں کا کیا
حکم ہے آپ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چہوئے تو وضو کرے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اسکی اسناد میں
عبد الرحمن بن عبد اللہ عمری ہے احمد نے کہا وہ جہوٹا ہے نسائی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا وہ متروک ہے ابو حاتم
نے کہا وہ جہوٹ بولتا تہا اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو امام طحاوی نے نکالا شرح معانی الآثار میں لیکن
اوسکی اسناد میں عمر بن شریح ہے وہ حجت لینے کے لائق نہیں اور دوسرا اعتراض اس حدیث پر طحاوی نے یہ کیا کہ یہ
بہی مروی ہے عروہ سے اور جو عروہ کو یہ حدیث معلوم ہوتی تو مروان پر کیوں انکار کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث منکر ہے زیلعی
نے کہا ابو یعلے موصلی نے اپنی مسند میں اسکے خلاف حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے ابو یعلی نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے حجاج بن مخلد نے حدیث بیان کی ہمسے عمر بن یونس یمامی نے حدیث بیان کی ہمسے فضل بن قرواش نے حدیث بیان کی ہمسے حسین بن زرعہ نے اونہوں نے روایت
کی اپنے باپ سے اونہوں نے سیف بن عبد اللہ حمیری سے انہوں نے کہا میں اور کئی مرد میرے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گئے
اور ان سے پوچہا کوئی شخص اپنی شرمگاہ چہوئے یا عورت اپنی شرمگاہ چہوئے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تہے مجہے پروا
نہیں میں شرمگاہ اپنی چہوؤں یا اپنی ناک کو انتہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کی حدیث کو ترمذی نے ذکر کیا اور ابو حاتم
نے اوس میں علت نکالی اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے انتہے **دسویں دلیل** حدیث ہے ابن عباس کی روایت کیا
اوسکو امام بیہقی نے اور اسکی اسناد میں ضحاک بن حمزہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے **گیارہویں دلیل** حدیث ہے نعمان
بن بشیر کی روایت کیا اوسکو ابن مندہ نے **بارہویں دلیل** حدیث ہے انس کی **تیرہویں دلیل** حدیث ہے ابی بن

کعب کی چودھوین دلیل حدیث ہی معاویہ بن حیدہ کی پندرھوین دلیل حدیث ہی قبیصہ کی ذکر کیا ان حدیثون کو ابن منذر
نے سولھوین دلیل حدیث ہی اروی بنت انیس کی ذکر کیا اوسکو ترمذی نے روایت کیا اوسکو بیہقی نے سترھوین
دلیل حدیث ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت کیا اوسکو حاکم نے اٹھارھوین دلیل حدیث ہی ام المومنین ام سلمہ
کی ذکر کیا اوسکو حاکم نے انیسوین دلیل حدیث ہی مصعب بن سعد بن ابی وقاص کی وہ کہتے تھے مین قرآن مصحف
لیے رہتا تہا اپنے باپ کے سامنے مین نے اپنی شرمگاہ کو چہوا تو اونہون نے حکم دیا مجہکو وضو کرنیکا روایت کیا اوس کو
مالک اور طحاوی نے بسند صحیح بیسوین دلیل حدیث ہی قتادہ کی اونہون نے کہا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس
دونون کہتے تہے جو مرد اپنے ذکر کو چہوے وہ وضو کرے شعبہ نے کہا مین نے قتادہ سے کہا تمنے یہ کس سے سنا اونہون
نے کہا عطا بن ابی رباح سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے اکیسوین دلیل حدیث ہی زہری کی سالم سے اونہون
نے دیکہا اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) کو اونہون نے ایک نماز پڑہی جو کبہی مینے نہین دیکہا تہا اونکو پڑہتے ہوئے مینے
اون سے کہا یہ نماز کیسی اونہون نے کہا مین نے اپنی شرمگاہ چہولی تہی اور مین بہول گیا تہا وضو کرنا روایت کیا اوسکو طحاوی
نے بسند صحیح اور روایت کیا طحاوی نے مجاہد سے ہمنے نماز پڑہی عبد اللہ بن عمر کے ساتھ پہر وہ چلے پہر اونہون نے اپنا
اونٹ بٹہایا مینے کہا اے ابو عبد الرحمان ہم تو نماز پڑہ چکے اونہون نے کہا ابو عبد الرحمان کو یہ معلوم ہے مگر مین نے اپنا
ذکر چہولی تہی پہر وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑہا اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ نماز پڑہی
عبد اللہ بن عمر نے آفتاب نکلنے کے بعد مین نے کہا آج تمنے وہ نماز پڑہی جو نہین پڑہتے تہے اخیر تک اور روایت کیا
امام مالک نے نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر کہتے تہے جب تم مین سے کوئی اپنا ذکر چہوے تو اوسپر وضو واجب ہوگیا بائیسوین
دلیل امام مالک نے عروہ سے روایت کیا وہ کہتے تہی جو شخص اپنا ذکر چہوے اوسپر وضو واجب ہوا اور روایت کیا امام مالک
نے سالم سے مینے دیکہا اپنے باپ عبد اللہ بن عمر کو غسل کر کے پہر وضو کرتے ہین مینے پوچہا اے باپ کیا غسل کافی نہین
ہے وضو سے اونہون نے کہا ہان کافی ہے لیکن کبہی ایسا ہوتا ہے کہ غسل کے بعد مین اپنا ذکر چہولیتا ہون تو وضو کرتا
ہون یہ تمام دلائل ہین اون لوگون کے جو ذکر کو چہونا ناقض وضو سمجہتے ہین اب مخالفین کے دلائل سنئیے پہلی دلیل
حدیث ہی طلق بن علی کی اور سب دلیلون سی بہتر ہے یہ حدیث کئی طریقہ ہین ایک طریقہ سنن والون کا سوا ابن ماجہ
کے ملازم بن عمر سے اونہون نے عبد اللہ بن بدر سی اونہون نے قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ طلق بن علی سے
اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سی پوچہا گیا کوئی شخص اپنے ذکر کو چہوے نماز مین آپ نے فرمایا ذکر
نہین ہے مگر ایک ٹکڑا تجہ مین سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ترمذی نے کہا یہ حدیث زیادہ

اچھی ہے اس باب میں جو روایت کی جاتی ہے اور یہ اور اس باب میں ابو امامہ سے بھی مروی ہے اور روایت کیا طلق کی
حدیث کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے قیس بن طلق سے اونہوں نے اپنے باپ سے اور ایوب اور محمد بن جابر میں بعضون
نے کلام کیا ہے اور حدیث ملازم بن عمرو کی زیادہ صحیح اور بہت اچھی ہے دوسرا طریق ابن ماجہ کا ہے محمد بن جابر سے انہوں
نے قیس بن طلق سے اور محمد بن جابر ضعیف ہے فلاس نے کہا متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ کچھ نہیں تیسرا طریق
عبد الحمید بن جعفر کا ہے ایوب بن محمد عجلی سے اونہوں نے قیس بن طلق سے نکالا اسکو ابن عدی نے اور عبد الحمید کو
ضعیف کیا ثوری نے اور ایوب بن محمد عجلی کو ضعیف کیا ابن معین نے چوتھا طریقہ ایوب بن عتبہ یمامی کا ہے قیس
بن طلق سے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا اسکو امام احمد نے اور امام محمد نے کتاب الحجج میں اور ابو حنیفہ نے اپنی
مسند میں اور ابن معین نے کہا ایوب بن عتبہ کوئی چیز نہیں نسائی نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے اور نکالا اس حدیث کو
امام طحاوی نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ اور ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پھر کہا کہ ملازم کی روایت صحیح ہے اور
مستقیم الاسناد ہے اور اسکے اسناد میں اضطراب نہیں ہے نہ متن میں تو وہ بہتر ہے ان حدیثوں سے جو وضو ٹوٹ
جانیکے باب میں ہمنے بیان کین یعنے بسرہ اور زید بن خالد اور عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ام حبیبہ اور جابر اور
عمرو بن شعیب کی احادیث سے جو اوپر گذرین اسلئے کہ اسنادون میں اضطراب ہے اور مجھسے حدیث بیان کی ابن ابی
عمران نے انہون نے کہا میں نے سنا عباس بن عبد العظیم عنبری سے وہ کہتے تھے میں نے سنا علی بن المدینی
سے وہ کہتے تھے ملازم کی روایت بسرہ کی حدیث سے اچھی ہے تو اگر اسناد کی راہ سے دیکھیے تو ملازم کی حدیث بسرہ
کی حدیث سے بہتر ہے اور جو عقل کی راہ سے دیکھیے تو وہ کہتے ہیں جو ذکر کو ہتیلی کے پشت سے چھوے یا دونون بازوون
سے تو وضو واجب نہیں ہوگا پس ایسا ہی واجب ہونا چاہیے اگر ہتیلی سے چھوے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ران سے ذکر چھوے
تو وضو واجب نہ ہوگا مخالفین کے نزدیک حالانکہ یہان عورت ہے پھر اگر ہاتھ سے چھوئے جو عورت نہیں ہے تو بطریق اولی
وضو واجب نہ ہوگا انتہی شوکانی نے کہا طلق کی حدیث کو صحیح کہا عمرو بن علی فلاس نے اور کہا کہ ہمارے نزدیک وہ
زیادہ عمدہ ہے بسرہ کی حدیث سے اور علی بن المدینی سے منقول ہے اونہوں نے بھی کہا کہ طلق کی حدیث ہمارے نزدیک
اچھی ہے بسرہ کی حدیث سے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور طبرانی اور ابن حزم نے اور مخالفین یہ کہتے ہیں کہ ضعیف
کیا اوسکو شافعی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن جوزی نے اور دعوی کیا ابن حبان اور طبرانی
اور ابن عربی اور حازمی اور اوروں نے کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے بیہقی نے کہا بسرہ کی حدیث کی ترجیح طلق کی حدیث
پر اسطرح ہوتی ہے کہ طلق کی حدیث کے جو راوی ہیں اون سے بخاری اور مسلم نے حجت نہیں لی اور بسرہ کی حدیث کے سب راوی اونسے

صحت کی ہے بخاری اور مسلم نے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ بسرہ طلق کے بعد اسلام لائے اور طلق اوس سے پہلے اسلام لائے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے حالانکہ یہ تقریر صحیح نہیں ہے اور محققین علما کے نزدیک یہ نسخ کی دلیل نہیں ہوسکتی ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا طلق کی حدیث نے ایک عالم کو وہم میں ڈالا کہ وہ معارض ہے بسرہ کی حدیث کے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ طلق کی حدیث منسوخ ہے اسلیے کہ طلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کے پہلے سال میں آئے تھے جب مسلمان مسجد نبوی کو بنا رہے تھے مدینہ میں پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مدینہ کی مسجد کو بنایا تھا اور ابوہریرہ نے مس فرج سے وضو کا واجب ہونا روایت کیا اور وہ اسلام لائے سنہ ۷ھ میں تو ابوہریرہ کی حدیث طلق کی حدیث کی سات برس بعد ہے اور طلق اپنے شہر کو لوٹ گئے تھے پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا اوس نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا ہم چھ آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف چلے پانچ تو بنی حنیفہ کے تھے اور ایک بنی ضبیعہ بن ربیعہ کا تھا یہانتک کہ آپ پاس پہنچے اور آپ سے بیعت کی اور آپکے ساتھہ نماز پڑہی اور آپ سے بیان کیا کہ ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپ کا وضو کا بچا ہوا پانی آپ نے فرمایا یہ پانی لیجاؤ جب تم اپنے شہر میں پہنچو تو اوس گرجا کو توڑ ڈالو اور وہان یہ پانی چھڑک دو پھر اوسکی جگہہ ایک مسجد بناؤ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا شہر دور ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اور پانی اوس میں ملا لیتے جانا اوسکی عمدگی اور خوشبوئی بڑہتی جاویگی آخر ہم نکلے اور ہم نے ڈول کے اوٹھانے میں سستی کی کہ کون اوسکو لیجاوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ہر ایک شخص کی باری مقرر کر دی پھر ہم اوسکو اوٹھانے کے لیے پھر ہم نکلے اور اپنے شہر کو آئے اور جیسا آپ نے حکم دیا تھا ویسا ہم نے کیا اور اون لوگون کا پادری طے قبیلے کا ایک شخص تھا جب ہم نے نماز کے لیے اذان دی تو وہ پادری بولا اوسکو چھوڑ دو پھر وہ پادری بھاگ گیا اور پھر کسی نے اوسکو نہیں دیکہا انتہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طلق بن علی حضرت کے پاس آکر چلے گئے پھر معلوم نہیں ہوا کہ وہ دوبارہ مدینہ کو آئے ہوں اور جو اسکا دعوی کرے اوسکو کسی صاف حدیث سے یہ امر ثابت کرنا چاہیے اور ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی تمام ہوا کلام ابن حبان کا اور عبد الحق نے احکام میں طلق کی حدیث کو بیان کیا اور اس سے سکوت کیا اس سے نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے جیسے اونکی عادت ہے اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں اسکا پیچھا کیا اونہوں نے کہا طلق کی حدیث کو قیس بن طلق روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور دارقطنی نے سنن میں ابن ابی حاتم سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے باپ سے اور ابوزرعہ سے اس حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا قیس بن طلق کی روایت

سے حجت نہین ہو سکتی اور اس حدیث کو اونہون نے ضعیف کیا اور ثابت نہین
رہا ابن قطان نے کہا طلق کی حدیث مین اختلاف ہے تو یون کہنا چاہیے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو صحیح نہ کہنا چاہیے اور بیہقی
نے سنن مین طلق کی حدیث کو انکار کیا ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پہر کہا کہ ملازم بن عمرو مین گفتگو ہے اور یہ گفتگو کچھ نہین ہے اور بیہقی
کا جو شافعیہ مین سے ہین اس باب مین اعتراض کرنا قبول نہین ہو سکتا میزان مین ہے کہ ملازم بن عمرو کو ثقہ کہا ابن معین اور
ابو زرعہ اور نسائی نے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور کہا کہ اسکا حال قریب ہے میزان مین
ہے مین نے ملازم کو صرف اسیوجہ سے اس کتاب مین درج کیا ورنہ وہ سچا ہے) بیہقی نے کہا کہ روایت کیا اس حدیث کو محمد بن جابر
یمامی اور ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق سے اور وہ دونو ضعیف ہین اور روایت کیا اوسکو عکرمہ بن عمار نے قیس سے اس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور وہ ان سبتین بہتر ہے اور عکرمہ بن عمار مین اختلاف ہے طعن کیا اس مین یحیی بن سعید
قطان اور احمد بن حنبل نے اور ضعیف کیا اوسکو امام بخاری نے بہت (مین کہتا ہون عکرمہ بن عمار سے امام مسلم نے اپنی
صحیح مین روایت کیا اور ثقہ کہا اوسکو یحیی بن معین اور علی اور بہتون نے) اور قیس کے باب مین امام شافعی نے کہا ہمنے
اوسکا حال دریافت کیا تو ہمنے کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا ہو اس طرح کہ ہم اوسکی حدیث مان لیوین اور معارضہ کیا اسکا
اوس شخص نے جسکے ثقہ اور ثبت ہونے کو ہم نے پہچان لیا پہر بیہقی نے بسند نقل کیا یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ
سے اونہون نے کہا قیس کی حدیث سے حجت نہین لیجاویگی (میزان مین ہے کہ عثمان بن سعید نے یحیی بن معین سے نقل کیا
کہ قیس ثقہ ہے اور ثقہ کہا اوسکو عجلی نے) پہر امام بیہقی نے کہا اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہم کہینگے کہ ابتدای ہجرت مین ایسا
ہی حکم تہا اور ابو ہریرہ وغیرہ کا سماع اوسکے بعد ہی کیونکہ طلق اوسوقت آئے تہے جب آپ مسجد بنا رہے تہے پہر امام بیہقی
نے روایت کیا حماد بن زید سے اونہون نے محمد بن جابر سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قیس بن طلق نے اونہون
نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ مسجد بنا رہے تہے آپنے فرمایا مٹی
ملا کیونکہ تو مٹی ملانا خوب جانتا ہے مینے آپ سے پوچہا اگر کوئی شخص وضو کرے تو اپنا ذکر چہوے آپنے فرمایا وہ تجہہ
مین سے ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ طلق کی حدیث اوس پر محمول ہے جب ہتیلی کی پشت سے ذکر کو چہوئے پہر اپنے
سند سے روایت کیا طلق سے اونہون نے کہا مین نماز پڑہ رہا تہا اتنے مین اپنی ران کہجانے لگا تو میرا ہاتہ ذکر کو لگ
گیا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا آپنے فرمایا وہ تجہہ مین سے ہے اور جو شخص اپنی ران کہجاوے تو ظاہر یہی
ہے کہ ہتیلی کی پشت سے کہجاویگا انتہے (یہ کلام بیہقی کا مقبول نہین کیونکہ ران ہتیلی کی طرف سے بہی کہجاتے ہین
بلکہ ظاہر یہی ہے اور تعجب ہے کہ امام بیہقی کے سے محدث اپنے مذہب کی طرفداری مین اتنے غرق ہوت حالانکہ شافعیہ کا

یہ قول کہ ہتھیلی کیطرف سے چھونا ناقض ہے اور پشت کیطرف سے چھونا ناقض نہیں محض دل سے گڈھی ہوئی بات ہے قرآن اور حدیث اور آثار صحابہ میں مطلق اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور صحیح یہی ہے کہ جسطرح ہاتھ سے ذکر کو چھوئے اور کوئی آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا خواہ ہتھیلی کیطرف سے چھوئے یا پشت کیطرف سے) امام شوکانی نے کہا بسرہ کی حدیث کی تقویت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ طلق کی حدیث بھی سابق کے حکم کے موافق ہے اور بسرہ کی اوسکے خلاف ہے تو رجوع کیا جاویگا اوسی طرف دوسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے بہت سے طریقے ہیں اور وہ صحیح ہے اور اسکو صحیح کہنے والے بہت ہیں بہ نسبت طلق کی حدیث کو صحیح کہنے والوں کے اور تیسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے شاہد بہت ہیں اُنکو اوپر ہمنے بیان کیا اور چوتھی یہ کہ بسرہ نے یہ حدیث مہاجرین اور انصار کے گھر میں بیان کی جہاں وہ لوگ بکثرت تھے اور پانچویں یہ کہ طلق بن علی سے خود اسکے خلاف مروی ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور صحیح کہا اوسکو تو احتمال ہے کہ طلق نے ابتدا میں یہ حدیث سنی ہو حضرت سے پھر اسکے بعد یہ حدیث سنی جو موافق ہے بسرہ کی حدیث کی انتہی مختصر زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی فسوی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن محمد حنفی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن عتبہ نے اونہوں نے روایت کی قیس بن طلق سے اونہوں نے اپنے باپ طلق بن علی سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنا ذکر چھوئے وہ وضو کرے اور یہ سند ضعیف ہے کیونکہ حماد بن محمد اور اُسکا شیخ ایوب دونوں ضعیف ہیں طبرانی نے کہا نہیں روایت کیا اس حدیث کو ایوب بن عتبہ سے کسی نے مگر حماد بن محمد نے اور دوسری حدیث کو بھی حماد بن محمد نے روایت کیا اور میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور گمان غالب یہ ہے کہ طلق نے وضو نہ ٹوٹنے کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے سنی ہو پھر یہ حدیث اوسکے بعد سنی تو موافق ہوئی طلق بسرہ اور ام حبیبہ اور ابوہریرہ اور زید بن خالد وغیرہم کے جنہوں نے حضرت سے وضو کا حکم روایت کیا ہے مس ذکر سے اور طلق نے ناسخ اور منسوخ دونوں کو سنا تمام ہوا کلام طبرانی کا مترجم کہتا ہے طبرانی کی یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی اور طبرانی کا اوسکو صحیح کہنا انصاف کے خلاف ہے اور اسکی کئی وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکے اسناد میں ایوب بن عتبہ ہے قاضی یمامہ کا جو طلق سے عدم نقض روایت کرتا ہے اور ضعیف کیا اس طریق کو بیہقی اور ترمذی اور اکابر محدثین نے ایوب کی وجہ سے حالانکہ متابعت کی ہے ایوب کی محمد بن جابر اور عبداللہ بن بدر اور کئی شخصوں نے اور ضعیف کیا ایوب کو امام احمد اور ابن معین اور بخاری اور ابو حاتم اور ابن عدی اور اکثر ائمہ حدیث نے دوسرے یہ کہ متفرد ہوا ساتھ اس روایت کے ایوب سے حماد بن محمد حنفی اور وہ ضعیف ہے ضعیف کہا اسکو صالح بن محمد حافظ نے اور عقیلی نے کہا نہیں صحیح ہوئی حدیث اوسکی اور ذکر کیا اوسکو ذہبی نے ضعفا میں تیسرے یہ کہ معارض

کیا حماد کو ایک جماعت ثقات نے مثل ابو حنیفہ اور محمد بن حسن شیبانی اور حجاج اور اسد اور عبد الحمید بن جعفر وغیرہم نے ان سب نے ایوب سے یہی روایت کیا کہ طلق نے حضرت سے پوچھا ذکر کو اسنے فرمایا وہ ایک ٹکڑا ہے تجھ میں سے یا تیرے بدن میں سے پس ان دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد کی روایت غلط اور منکر ہے غلطی کی اوسمیں حماد نے یا خود ایوب نے غلطی کی کیونکہ ابو حاتم نے کہا کہ ایوب کی کتابیں صحیح ہیں لیکن جو حدیث وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا ہے تو اوس میں غلطی کرتا ہے دارقطنی نے کہا وہ ترک کیا جاویگا اور کبھی کہا معتبر کہا جاویگا ابن حبان نے کہا وہ سخت وہم کرتا ہے اور تعجب ہے کہ باوصف ان استقامت کے امام شوکانی نے اس مقام میں طبرانی کی تصحیح پر سکوت کیا حالانکہ یہ اون کی عادت کے خلاف ہے) امام شوکانی نے کہا جیتی بات یہ ہے کہ طلق کی حدیث کو اونکے بیٹے قیس نے روایت کیا اور شافعی نے کہا کہ ہمنے قیس کا حال دریافت کیا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکا حال جانتا ہو اور ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا کہ قیس بن طلق سے حجت نہیں قائم ہو سکتی انتہے زیلعی نے کہا حازمی نے اپنی کتاب ناسخ و منسوخ میں کہا کہ اہل علم نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو لازم نہیں ہے اون کا تمسک طلق کی حدیث سے ہے اور یہی منقول ہے حضرت علی بن ابی طالب اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن الحصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں اور سعید بن المسیب سے ایک روایت میں اور سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمان اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور یحیی بن معین اور اہل کوفہ سے اور مخالفت کی انکی اور لوگوں نے اونہوں نے کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو لازم آتا ہے بسرہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی منقول ہے عمر بن خطاب اور انکے بیٹے عبد اللہ اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ اور ام حبیبہ اور بسرہ بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں اور عروہ بن الزبیر اور سلیمان بن یسار اور عطاء بن ابی رباح اور ابان بن عثمان اور جابر بن زید اور زہری اور مصعب بن سعد اور یحیی بن ابی کثیر اور سعید بن المسیب سے صحیح تر روایت میں اور ہشام بن عروہ اور اوزاعی اور اکثر اہل شام اور شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور یہ لوگ طلق کی حدیث کے دو جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ ضعیف ہے دوسرے یہ کہ وہ منسوخ ہے ضعیف ہونا اسوجہ سے کہ ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر دونوں ضعیف ہیں اہل حدیث کے نزدیک اور روایت کیا اوس کو ملازم بن عمرو نے عبد اللہ بن بدر سے اونہوں نے قیس سے مگر بخاری اور مسلم نے ان لوگوں سے حجت نہیں لی اپنی کتابوں میں اور کلام کیا ہے لوگوں نے قیس بن طلق میں شافعی نے کہا ہمنے قیس کا حال پوچھا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا

ہوا اور اوسکے کہنے سے ہم اوسکی حدیث قبول کرین یحیی بن معین نے کہا لوگون نے بہت گفتگو کی ہے قیس بن طلق مین اور نہین
حجت لی جاویگی اوسکی حدیث سے اور ابن ابی حاتم سے منقول ہے اونہون نے کہا مین نے اپنے باپ سے اور ابو زرعہ سے حدیث کو
پوچھا اونہون نے کہا قیس بن طلق سے حجت نہین قائم ہوسکتی اور ضعیف کیا دونون نے اوسکو ان لوگون نے کہا کہ قیس بن
طلق کی روایت کو بخاری اور مسلم نے جیسے روایت نہین کیا ویسے اوسکے کسی راوی سے حجت نہین لی اور بسرہ کی حدیث
کو اگرچہ بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا بوجہ اختلاف کے جو واقعہ ہوا عروہ کے سماع مین بسرہ سے یا مروان سے لیکن
اسکے تمام راویون سے حجت لی ہے اور اونہون نے بیان کیا کہ اونہون نے مروان سے بہی تو بسرہ کی حدیث کو ترجیح ہوگی اور رد
کیا طلق کی حدیث کو عکرمہ بن عمار نے قیس سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور عکرمہ بن عمار قوی
ہے ان سب لوگون مین جو روایت کرتے ہین قیس سے لیکن اوس نے مرسلاً روایت کیا اور اوسکی روایت منقطع ہے
اور لیکن منسوخ ہونا تو وہ اس وجہ سے کہ طلق کی حدیث ابتدا اسلام کی ہے یہ روایت کیا طلق سے اوس نے کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور لوگ مسجد بنا رہے تہے اور سوے اسکے کہ طلق نے خود وضو ٹوٹ جانا روایت
کیا ہے مس ذکر سے یہ بیان کیا طبرانی نے حدیث کو جو اوپر ہمنے نقل کی حازمی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ صحیح
ہے اور طلق نے دونون کو سنا ہے دیکہو اب جو لوگ مس ذکر کو وضو کا ناقض نہین سمجہتے وہ اعتراض کرتے ہین بسرہ
ایک غیر مشہور عورت ہے اور راویون نے اوسکی نسب مین اختلاف کیا ہے اور اس سے اسکا مجہول ہونا نکلتا ہے کیونکہ
بعضے اوسکو کنانیہ کہتے ہین اور بعضے اسدیہ اور اگر مجہول نہ ہو تب بہی بسرہ طلق کے برابر نہین ہوسکتی کیونکہ طلق مشہور
صحابی ہے اور اوسکی روایتین بہت ہین اور اوسکی صحبت طویل ہے اور راویون کا اختلاف بسرہ کی حدیث مین اس سے بہی
اسکا ضعف نکلتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عورت کی روایت مرد کی بہ نسبت ضعف کیطرف مائل ہے اور عمرو بن علی
فلاس سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا طلق کی حدیث ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے زیادہ ثابت ہے اور اسکا جواب یون
دیا ہے کہ بسرہ مشہور عورت ہے اور اوسکی شہرت کا وہی انکار کریگا جو راویون کا حال نہین جانتا یہ امام مالک سے بسند
نقل کیا اونہون نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان جو دادی ہے عبد الملک بن مروان کی یا اوسکی مان ہے تو پہچان لو اوسکو
اور مصعب زبیری نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد مبایعات مین سے ہے اور ورقہ بن نوفل اوسکے چچا
تہے اور صفوان بن نوفل کی کوئی اولاد نہ تہی سوا بسرہ کے اور بسرہ بی بی تہین معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کے
اب رہا راویون کا اختلاف بسرہ کی روایت مین تو طلق کی حدیث مین بہی اس قسم کا اختلاف موجود ہے یہ جس حدیث کا
طریقہ بہی صحیح ہو اور علت سے خالی ہو تو اوسکی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور باقی لوگون کا اختلاف ضرر نہین کرتا اور

مالک کا طریقہ صحیح ہے اور اسکی صحت اور عدالت مین کوئی شک نہین (مترجم کہتا ہے مالک کے طریق مین مروان موجود ہے
اور ابن حبان نے کہا ہم پناہ مانگتے ہین کہ مروان کی روایت سے حجت لین اور ذہبی نے اوسکو ضعفا مین ذکر کیا اور کہا
کہ اوسکی اعمال ہلاک کرنیوالے ہین اوس نے طلحہ کو ایک تیر مارا اور کیا جو کیا) حازمی نے کہا کہ بسرہ کی حدیث کو
صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا سوا بسرہ کے انمین سے ہین عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام حبیبہ
اور کثرت سے روایات سے ترجیح ہوتی ہے اور اسکے مقابل جو روایات ہین انکے طریقے اس درجہ کے یا اوسکے قریب نہین
ہین البتہ طلق بن علی کی حدیث کا طریقہ ہے اور وہ ایک ہے اس باب مین اور بعض کوفہ والون نے گمان کیا ہے کہ کثرت
رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی کیونکہ ہر ایک روایت سے غلبہ ظن ہے تو ایسا ہوا جیسے ایک طرف دو گواہ ہون اور ایک طرف
چار اور رد کیا گیا یہ قول کہ غلبہ ظن روایت کے باب مین معتبر ہے نہ شہادت مین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر پچاس عورتین
ایک واقعہ کی گواہی دیوین تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور دو مردون کی گواہی قبول ہوجاویگی حالانکہ پچاس عورتون
کی گواہی زیادہ قوت رکھتی ہے یقین مین اسیطرح شارع علیہ السلام نے گواہی کے باب مین عالم اور جاہل کی گواہی
برابر رکھی ہے اور دو عالمون کی گواہی مثل دو جاہلون کی گواہی کے ہے لیکن روایت مین عالم کی روایت کو ترجیح
ہے اور اسمین کسی کا خلاف نہین ہے اس صورت مین بسرہ اور طلق کی روایتون کا فرق معلوم ہوگیا اور بسرہ کی
حدیث پر عمل کرنا واجب ہوا تمام ہوا کلام حازمی کا دوسری دلیل حدیث ہے ابو امامہ کی کہ ایک شخص نے پوچھا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ مین نے اپنے ذکر کو چہوا نماز مین آپنے فرمایا کچہ قباحت نہین وہ ایک ٹکڑا ہے تیرے تن سے
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکی اسناد مین جعفر بن الزبیر ہے بخاری
اور نسائی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور قاسم بہی اسکے اسناد مین ضعیف ہے تیسری دلیل حدیث ہے عصمہ بن
مالک خطمی کی اور وہ صحابہ مین سے تہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مین نے نماز مین کہجایا تو میرا ہاتہہ شرمگاہ کو لگ
گیا آپنے فرمایا مین بہی ایسا کرتا ہون روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث بہی ضعیف ہے
ابن عدی نے کہا اس کے اسناد مین فضل بن مختار ہے اور اسکی حدیثین منکر ہین ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور حدیثین
اوسکی منکر ہین اور وہ جہوٹی روایتین نقل کرتا ہے انتہے چوتہی دلیل روایت کیا امام طحاوی نے مصعب بن سعد سے
اونہون نے کہا مین اپنے باپ کے سامنے مصحف پکڑتا تہا ایکبار مین نے کہجایا تو میرا ہاتہہ شرمگاہ پر لگ گیا میرے باپ نے کہا تیرا
ہاتہہ شرمگاہ پر لگا مین نے کہا ہان مین نے کہجایا انہون نے کہا اپنا ہاتہہ مٹی مین رگڑو اور وضو کا حکم نہ دیا اور ایک روایت
مین ہے کہ انکے باپ نے حکم دیا ہاتہہ دہونے کا اور ایک روایت مین ہے کہ اوٹہہ اور ہاتہہ دہو اور ایک روایت مین ہے قیس بن

ابی حازم سے کہ پوچھے گئے سعد مس ذکر سے اونہوں نے کہا اگر نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو کچھ قباحت نہیں اور ایک روایت میں
ہے اونہیں سے کہ ایک شخص نے سعد سے کہا اوس نے اپنا ذکر چھوا نماز میں اونہوں نے کہا کاٹ ڈال ذکر کو وہ تو ایک ٹکڑا ہے تیرے بدن
کا نکالا ان سب احادیثوں کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور روایت کیا امام محمد نے کتاب الحجج میں قیس بن ابی
حازم سے کہ ایک شخص آیا سعد بن ابی وقاص پاس اور بولا کیا ذکر کا چھونا نماز میں درست ہے اونہوں نے کہا اگر تو جانتا ہے
کہ وہ نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو پانچویں دلیل روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں نہیں پرواہ کرتا
ذکر کو چھوؤں یا اپنی ناک کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس مس ذکر سے وضو نہیں سمجھتے تھے نکالا اوسکو طحاوی
نے اور محمد نے روایت کیا کتاب الحجج میں ابن عباس سے انہوں نے کہا نماز کے اندر ذکر کو چھونے میں میں پرواہ نہیں
رکھتا اوس کو چھوؤں یا اپنے ناک کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مس ذکر میں وضو نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عطا ابن ابی رباح سے
کہا اے ابو محمد ایک شخص نے وضو کیے پیچھے اپنی شرمگاہ کو چھوا ایک شخص بولا ابن عباس کہتے تھے اگر تو اوسکو نجس جانتا ہے
تو کاٹ ڈال عطا نے کہا قسم خدا کی ابن عباس کا یہی قول تھا نکالا اونکو امام محمد نے کتاب الحجج میں چھٹی دلیل روایت
کیا طحاوی نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے اونہوں نے کہا میں نہیں پرواہ رکھتا کہ ناک کو چھوؤں یا کان کو
یا ذکر کو اور امام محمد نے کتاب الحجج میں روایت کیا کہ حضرت علی نے فرمایا مس ذکر میں میں نہیں پرواہ رکھتا اوسکو چھوؤں
یا اپنی ناک کے کنارے کو اور ایک روایت میں ہے کہ اوسکو چھوؤں یا اپنی ناک کو یا اپنے کان کو ساتویں دلیل طحاوی
نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے میں نہیں پرواہ رکھتا اپنے ذکر کو چھوؤں نماز میں یا اپنی کان کو یا اپنی ناک کو اور
امام محمد نے روایت کیا کتاب الحجج میں کہ ابن مسعود سے پوچھا گیا مس ذکر سے وضو کرنا اونہوں نے کہا اگر ذکر نجس ہے تو کاٹ ڈال
اوسکو اور اسی کتاب میں ابو قیس بن شرحبیل سے انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا میں اپنا بدن کھجاتا ہوں اور نماز میں ہوتا ہوں تو ذکر چھو لیتا ہوں
انہوں نے کہا ذکر ایک ٹکڑا ہے تجھ میں سے اور علقمہ بن قیس سے اسی کتاب میں ہے کہ ایک شخص ابن مسعود پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی ذکر چھوئی نماز میں
انہوں نے کہا تو نے اوسکو کاٹ کیوں نہ ڈالا پھر کہا ذکر سارے بدن کی طرح ہے آٹھویں دلیل طحاوی نے روایت کیا
عمیر بن سعید سے انہوں نے کہا میں ایک مجلس میں تھا جس میں عمار بن یاسر بھی تھے تو ذکر آیا مس ذکر کا اونہوں نے کہا
وہ ایک ٹکڑا ہے تیرا اوسکا چھونا میری ناک کی طرح اور تیری ہتھیلی کے وسط اور جگہ بھی ہے (یعنی ذکر بھی کا چھونا کیا ضرر رکھتا)
اور روایت کیا اوسکو امام محمد نے کتاب الحجج میں اسی لفظ سے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ میری ناک یا تیری ناک کی طرح
نویں دلیل طحاوی نے روایت کیا حذیفہ سے وہ کہتے تھے میں پرواہ نہیں رکھتا ذکر کو چھوؤں یا اپنی ناک کو اور

کتاب الحجج مین براء بن قیس سے امام محمد نے نکالا مین نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا کوئی شخص اپنے ذکر کو نماز مین چھوئے انہون نے کہا وہ ایسا ہی جیسے اپنے سر کو چھوئے دوسری روایت مین ہے کہ ذکر کا چھونا مثل ناک چھونے کے ہے **دسوین دلیل** طحاوی نے حسن بصری سے روایت کیا انہون نے پانچ صحابہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جن مین حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین تہے اور ایک شخص اور تہا یہ سب ذکر سے وضو کو لازم نہین جانتے تہے اور روایت کیا طحاوی نے عمران بن حصین سے علاحدہ بہی اسیطرح **گیارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین سعید بن المسیب سے نکالا وہ کہتے تہی مس ذکر مین وضو نہین ہے **بارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین ابراہیم نخعی سے نکالا وہ کہتے تہے نماز مین ذکر چھونے کے باب مین کہ ذکر ایک ٹکڑا ہے تیرے بدن مین سے **تیرھوین دلیل** امام محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین ابو الدرداء سے ان سے پوچھا گیا اس ذکر کو انہون نے کہا وہ ایک ٹکڑا ہے تجہہ مین سے۔ امام محمد نے کہا ہم کیونکر ان صحابہ کی حدیثین اور انکے اتفاق کو چہوڑ دین ایک بسرہ بنت صفوان کی حدیث سے جس کے ساتھ کوئی مرد نہین ہے اور عورتین ضعیف ہین روایت مین اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر حضرت عمر نے کہا تہا کہ ہم اپنے دین مین ایک عورت کی بات کو جائز رکہنے والے نہین تو اسی طرح بسرہ بنت صفوان کا قول اتنے صحابہ کے مخالف نہ سنا جاویگا انتہے مترجم کہتا ہے اللہ تعالی رحم کرے امام محمد پر انہون نے غور نہ کیا اور صحابہ کی روایات پر جو بسرہ کی حدیث کی تائید مین آئین اور وہ اٹہارہ صحابہ ہین جنکی روایات کو اوپر ہمنے ذکر کیا پہر بسرہ اکیلی کیونکر ہوئی اور حضرت عمر رض نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہین کیا تہا اور بسرہ کی حدیث نہ کتاب اللہ کے خلاف ہے نہ سنت رسول اللہ کے پہر اسکا قبول نہ کرنا انصاف کے خلاف ہے امام طحاوی نے کہا ہم نہین جانتے کہ صحابہ مین سے کسی نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کا فتوی دیا ہو سوا ابن عمر کے اور مخالف ہوئے انکے اکثر صحابہ تہے اور یہ امام طحاوی کا کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ سوا ابن عمر کے اور کئی صحابہ بہی اسی کے قائل ہین چنانچہ حازمی نے حضرت عمر اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور جابر اور عائشہ اور ام حبیبہ اور بسرہ بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص کا یہی مذہب بیان کیا امام شوکانی نے کہا حق انہی لوگون کا مذہب ہے جو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہین اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مس ذکر سے وضو مستحب ہے اور روکتی ہے اسکو ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری اسمین یہ ہے کہ واجب ہے وضو اسپر اور حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے کہ خرابی ہو ان لوگون کی جو اپنی شرمگاہون کو چہوتے ہین اور وضو نہین کرتے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ایسی بد دعا نہین ہوتی مگر واجب کی ترک پر اور وضو سے مراد یہی وضوء شرعی ہے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے لیکن مس ذکر مین یہ شرط ہے کہ بغیر حائل یعنے آڑ کے مس کرے

اور یہ شرط کہ ہتیلی سے مس کرے بے دلیل ہے جیسے اوپر گذرا اور جابر بن زید سے مروی ہے کہ اگر قصداً مس کرے تو وضو ٹوٹ جاویگا اور جو بھولے سے مس کرے تو نہیں ٹوٹیگا اور جو حدیثیں اوپر گذریں وہ اسکا رد کرتی ہیں کیونکہ انمیں عمداً کی قید نہیں ہے انتہی زیلعی نے کہا صاحب تنقیح نے نقل کیا کہ سفیان اور ابن جریج دونوں نے مس فرج کا ذکر کیا ابن جریج نے کہا اوسکے وضو کرنا چاہیے اور سفیان نے کہا وضو نکرنا چاہیے کیا تم سمجھتے ہو اگر اوس نے اپنے ہاتھ میں منی کو لے لیا ابن جریج نے کہا ہاتھ دھو ڈالے سفیان نے کہا تو منی زیادہ ہے یا ذکر ابن جریج نے کہا یہ بات شیطان نے تمہارے منہ سے نکلوائی انتہی مطلب ابن جریج کا یہ تہا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا اور اٹکل پچو باتیں بنانا شیطان کا اغوا ہے علامہ ابو الطیب روضہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ حق اس باب میں وضو ٹوٹ جانا ہے مس ذکر سے اور امام شوکانی نے وبل الغمام میں اہل حدیث کا مذہب یہی قرار دیا کہ مس ذکر ناقض وضو ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکہا کہ ذکر کا چہونا ایک فعل شنیع ہے اور اسیواسطے استنجا میں ممانعت ہوئی ذکر کو اپنے ہاتھ سے تہامنے کی اور اختلاف کیا ہے اس سے وضو ٹوٹنے میں علمای سلف نے فقہاء صحابہ اور تابعین میں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں معارض روایتیں آئیں ہیں انتہی مترجم کہتا ہے کہ اگر کثرت ادلہ پر نظر ڈالی جاوے تو وضو ٹوٹ جانیکی دلیلیں بہت ہیں اور متعدد احادیث اوس بارے میں وارد ہوئیں اور اگر قیاس جلی اور صحابہ اور تابعین کے تعامل کو لیا جاوے تو نہ ٹوٹنے کا جانب قوی ہے کیونکہ نہ ٹوٹنے کیطرف حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس ہیں اور یہ حضرات تفقہ اور جودت رائے اور قرب نبوی میں اپنے زیادہ تہے جو ٹوٹنے کے قائل ہیں دوسرے یہ کہ مس ذکر کا قیاس مس امراۃ پر بہت مناسب ہے حالانکہ عورت کا مس ناقض وضو نہیں ہے اکثر علما کے نزدیک اور اسکا بیان آگے آویگا باوجود ان سب باتوں کے اقرب باحتیاط اور اولی یہی ہے کہ مس ذکر سے وضو کر لیوے واللہ اعلم **سونے کا بیان** امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا کہ سونے کے باب میں آٹھ مذہب ہیں پہلا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے یعنے کسی حال میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی منقول ہے ابو موسی اشعری اور سعید بن المسیب اور ابو مجلز اور حمید اعرج سے اور یہی قول ہے شیعہ امامیہ کا اور بحر میں ہے کہ یہی مذہب ہے عمرو بن دینار کا اور دلیل اون کی انس کی حدیث ہے جو آگے مذکور ہوگی دوسرا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو ہے یعنی ہر حال میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا یہی مذہب ہے حسن بصری اور مزنی اور ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ کا اور یہی نادر قول ہے شافعی کا ابن منذر نے کہا میرا بھی قول یہی ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے اور بحر میں ہے کہ عترت کا یہی قول ہے مگر ایک یا دو جہونکوں سے وہ کہتے ہیں وضو نہیں ٹوٹتا اور دلیل ان کی حدیث ہے صفوان بن عسال اور علی اور معاویہ کی

تیسرا مذہب یہ ہے کہ بہت سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہر حال میں اور تھوڑے سونے سے نہیں ٹوٹتا کسی حال میں نووی نے کہا یہی مذہب ہے زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور دلیل انکی انس کی حدیث ہے اور یہ حدیث کہ جو اتنا سو جاوے کہ لوگ اوسکو سویا کہیں تو اوس پر وضو ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور ان لوگوں کی مراد اگر تھوڑے سونے سے ایک یا دو جھونکے ہیں تو یہی عترت کا مذہب ہے اور جو مراد عام ہے تو علاحدہ مذہب ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ اگر نماز کی کسی شکل پر سو جاوے جیسے رکوع یا سجدہ یا قیام یا قعود میں تو وضو نہیں ٹوٹیگا خواہ سوتے وقت نماز میں ہو یا نہ ہو اور اگر کروٹ یا چت سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا نووی نے کہا ابوحنیفہ اور داؤد کا مذہب یہی ہے اور ایک نادر قول ہے شافعی کا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جب بندہ اپنے سجدے میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالی اس سے فخر کرتا ہے فرشتوں پر روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور قیاس کیا انہوں نے قیام اور قعود اور رکوع کو سجدے پر پانچواں مذہب یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے میں سو جاوے تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹے گا نووی نے کہا ایسا ہی منقول ہے امام احمد سے شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کی شکل میں حدث ہونیکا زیادہ گمان ہے اور اس مذہب کو بدر التمام اور سبل السلام میں یوں نقل کیا ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے سونے سے مگر رکوع اور سجدے کی شکل میں سونے سے نہیں ٹوٹتا اور دلیل اوس کی وہی ہے کہ جب بندہ سجدے میں سو جاتا ہے اور قیاس کیا رکوع کو سجدے پر چھٹا مذہب یہ ہے کہ سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر جب سجدے کی شکل پر سوے نووی نے کہا یہی منقول ہے امام احمد سے اور اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ سجدے میں کوئی بھی زیادہ حدث ہو جانیکا گمان ہے ساتواں مذہب یہ ہے کہ نماز میں کسی حال پر سوے وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے باہر ٹوٹ جاتا ہے بحر میں ہے کہ زید بن علی اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور دلیل لی ہے اوسی حدیث سے جب بندہ سجدے میں سو جاتا ہے آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب بیٹھ کر سو جاوے اپنا مقعد زمین پر جما کر تو وضو نہیں ٹوٹتا خواہ تھوڑا سووے یا بہت سووے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور اسکے سوا سب شکلوں میں ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا شافعی کا یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سونا فی نفسہ حدث نہیں ہے بلکہ اوس میں احتمال ہے حدث ہونیکا بیخبری میں اور دلیل اسکی حدیث ہے علی اور ابن عباس اور معاویہ کی شوکانی نے کہا میرے نزدیک یہ سب مذہبوں میں صواب کے قریب ہے اور اس مذہب پر تمام دلیلوں میں جمع ہو جاتا ہے اور دررِ بہیہ میں اہلحدیث کا مذہب قرار دیا ہے کہ کروٹ پر لیٹنے سے وضو جاتا رہتا ہے اور اور شکلوں پر سونے سے نہیں جاتا اب جسقدر حدیثیں سونے کے باب میں وارد ہوئی ہیں وہ بیان کیجاتی ہیں **پہلی** حدیث روایت کیا امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے صفوان بن عسال سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے جب ہم مسافر ہوتے کہ نہ اوتاریں اپنے موزوں کو تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن نہ اوتاریں پاخانہ اور پیشاب اور سو جانے سے اور روایت

کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین خطابی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو شافعی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے بہی اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکی بنا ابن عاصم بن ابی النجود ہے اور وہ سچا ہے لیکن اوسکا حافظہ خراب تہا اور متابعت کی اوسکی ایک جماعت نے اور روا کیا عاصم سے اس حدیث کو چالیس سے زیادہ آدمیون نے ایسا ہی کہا ابن مندہ نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا بہی ناقض وضو ہے کیونکہ بیان کیا اوسکو پاخانہ اور پیشاب کے ساتھ جو حدث ہین **دوسری** حدیث روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ اور امام احمد اور دارقطنی نے بقیہ سے اونہون نے وضین بن عطا سے اونہون نے محفوظ بن علقمہ سے اونہون نے عبدالرحمن بن عائذ سے اونہون نے علی بن ابی طالب سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے مقعد کی ڈاٹ دونو آنکہین ہین پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور اس حدیث مین دو علتین ہین ایک تو بقیہ اور وضین بن عطا نے کلام کیا ہے یہ ابن منذر نے کہا اور ابن دقیق العید نے دونون مین جہگڑا کیا اور کہا کہ بقیہ کو بعض علما نے ثقہ کہا ہے اور ابوزرعہ نے عبدالرحمن بن ابراہیم سے پوچہا وضین بن عطا کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی نے کہا مین اسکی حدیثون مین کوئی برائی نہین پایا دوسری علت یہ ہے کہ ابن عائذ نے حضرت علی سے نہین سنا نقل کیا یہ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے کتاب العلل اور کتاب المراسیل مین تو روایت منقطع ہوئی اور علل مین اتنا زیادہ ہے کہ اونہون نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے پوچہا اس حدیث کو تو دونون نے کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور نووی نے خلاصہ مین کہا اسکا اسناد اچہا ہے جوزجانی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن عائذ حضرت عمر سے روایت کرتا ہے جیسے جزم کیا بخاری نے تو علی سے نہ سننا کیسے ہو سکتا ہے واللہ اعلم **تیسری** حدیث امام احمد اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا بقیہ سے اونہون نے ابی بکر بن ابی مریم سے اونہون نے عطیہ بن قیس سے اونہون نے معاویہ سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا آنکہہ ڈاٹ ہے دبر کا پہر جب آنکہہ سو جاوے تو ڈاٹ چہٹ گیا منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد سے پوچہا گیا معاویہ اور علی کی حدیث کو تو انہون نے کہا علی کی حدیث زیادہ ثابت ہے اور زیادہ قوی شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین بہی بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے ابوبکر بن ابی مریم سے اور وہ ضعیف ہے اور ان دونون حدیثون کو ضعیف کیا ابوحاتم نے اور منذری اور ابن الصلاح اور نووی نے حضرت علی کی حدیث کو حسن کہا زیلعی نے کہا معاویہ کی حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین روایت کیا اور زیادہ کیا پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور اس حدیث مین بہی دو علتین کی ہین ایک تو ابوبکر بن ابی مریم مین کلام کیا ہے ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا وہ قوی نہین دوسرے مروان بن جناح نے اس حدیث کو عطیہ بن قیس سے روایت کیا اور اس نے معاویہ سے موقوفاً ایسا ہی ذکر کیا

وضین بن عطا

معاویہ

ابوہریرہ

ابن عباس

اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ ہارون زیادہ معتبر ہے ابوبکر بن ابی مریم سے انتہی چوتھی حدیث دارقطنی نے روایت کیا
علل مین ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ہے وضو ہر سونے پر مگر جو شخص ایک یا دو جھونکی لیوے اپنے
سر سے انتہی دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہے **پانچوین حدیث** ابوداود اور ترمذی اور دارقطنی اور احمد
نے روایت کیا ابوخالد یزید دالانی سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے ابوالعالیہ سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے دیکھا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے سجدے مین یہانتک کہ آپ خراٹے لینے لگے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے ابن عباس
نے کہا یا رسول اللہ آپ سو رہے تھے آپ نے فرمایا وضو نہین واجب ہے مگر کروٹ پر سو جانے سے کیونکہ جب کروٹ پر
لیٹا تو جوڑ ڈھیلے ہو گئے انتہی ملتقی مین ہے کہ امام احمد نے کہا یزید دالانی مین کوئی برائی نہین اور بعضون نے
کہا دالانی کی اس حدیث کو ضعیف کیا ہے انقطاع کیوجہ سے شعبہ نے کہا قتادہ نے ابوالعالیہ سے چار حدیثین سنی ہین اور
یہ حدیث اون مین سے نہین ہے زیلعی نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
دارقطنی نے سنن مین روایت کیا اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے ابوخالد دالانی قتادہ سے اور یہ حدیث صحیح نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اوسمین یہ ہے کہ وضو نہین واجب ہوتا اوس شخص پر جو سو جاوے بیٹھکر یا
کھڑا ہو کر یا سجدے مین یہانتک کہ اپنے پہلو پر سووے کیونکہ جب پہلو اپنے کروٹ پر سووے تو اوسکے جوڑ ڈھیلے ہو گئے
پھر کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے یزید بن عبد الرحمن دالانی ترمذی نے کہا روایت کیا اوسکو سعید بن ابی
عروبہ نے قتادہ سے اونہون نے ابن عباس سے ابن عباس کا قول اوس مین ابوالعالیہ کا ذکر نہین ہے اور نہ مرفوع ہے انتہی
ابوداود نے کہا یہ قول کہ وضو اوس پر ہے جو کروٹ پر سووے منکر ہے نہین روایت
کیا اس کو کسی نے مگر یزید دالانی نے قتادہ سے اور ایک جماعت نے ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے اس حدیث کا شروع روایت کیا ہے اوس مین یہ عبارت نہین اور وہ کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتادہ نے
یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہین سنی اور ابوداود نے کتاب السنة مین کہا اس حدیث مین کہ کسی بندے کو نہ چاہیے کہ یون کہے
کہ مین بہتر ہون یونس بن متی علیہ السلام سے کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے نہین سنا مگر تین حدیثونکو اور دوسرے مقام پر
کہا شعبہ نے کہا قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف چار حدیثین سنی ہین ایک حدیث یونس بن متی کی دوسری حدیث ابن
عمر کی نماز مین تیسری حدیث تین قاضیون کی چوتھی حدیث ابن عباس کے میرے پاس گواہی دی عمدہ آدمیون نے تو اس
تقریر سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث منقطع ہے ابن حبان نے کہا یزید دالانی بہت غلطی کرتا تھا بہت وہم کرتا تھا اس
سے حجت لینا جائز نہین جب تک ثقات کے موافق ہو پھر جب متفرد ہو تو کیونکر اوسکی روایت سے حجت لی جاویگی احمد اور

نسائی اور ابن معین نے کہا اس مین کچھ برائی نہین ترمذی نے علل مین کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچھا انھون نے کہا یہ حدیث کچھ نہین روایت کیا اوسکو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انھون نے ابن عباس سے اون کا قول اور اس مین ابو العالیہ کا ذکر نہین کیا اور مین نہین پہچانتا کہ ابو خالد دالانی نے قتادہ سے سنا ہو اور ابو خالد سچا ہے لیکن وہ وہم بہت کرتا ہے اور یہ تقریر امام بخاری کی مذہب پر ہو کہ اونہون نے اتصال کے لیے سماع کی شرط رکہی ہو اگرچہ ایک ہی بار ہو اور ابن عدی نے کہا کہ ابو الخالد دالانی لین الحدیث ہو اور باوجود اسکی اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور متابعت کی اوسکی اس روایت پر مہدی بن ہلال نے بہ سند نقل کیا مہدی بن ہلال سے کہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن عطا بن ابی رباح نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سو جاوے کہڑے یا بیٹہے اوسپر وضو نہین یہانتک کہ اپنی کروٹ زمین سے لگا دے امام شوکانی نے کہا اس حدیث کو ضعیف کیا احمد اور بخاری نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو داؤد نے سنن مین اور ابراہیم حربی نے اپنی علل مین اور ترمذی نے بیہقی نے خلافیات مین کہا کہ منفرد ہوا ساتھہ اسکے ابو خالد دالانی اور انکار کیا اسپر تمام اماموں نے حدیث کے اور سنن مین کہا کہ انکار کیا اوسپر تمام حافظون نے اور انکار کیا اوسکے سماع کا قتادہ سے اور اس یزید کو ثقہ کہا ابو حاتم نے اور افراط کی ابن حبان نے تو کہا اوس سے حجت لینا جائز نہین ذہبی نے مغنی مین کہا مشہور ہے اور اسکی حدیث حسن ہو اور میزان مین کہا ابو حاتم نے کہا یہ سچا ہے چھٹی حدیث ابن عدی نے روایت کی مہدی بن ہلال کے طریقہ سے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے جو ابہی گذری شوکانی نے کہا اس کی اسناد مین مہدی بن ہلال ہے اور اسکو تہمت لگی ہے حدیث کے بنانے کی میزان مین ہے کہ مہدی کو جہوٹا کہا یحیی بن سعید اور ابن معین نے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ بدعتی ہے حدیث بناتا ہے اور ابن عدی نے اوسکی کئی حدیثین بیان کین اور اوسکی اکثر روایتون پر کسی نے متابعت نہین کی منجملہ انکے ایک یہ روایت ہو یعقوب بن عطا سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے اپنے دادا سے مرفوعا کہ جو شخص بیٹہکر سو جاوے اوسپر وضو نہین ہے یہانتک کہ اپنی کروٹ زمین سے لگا دے انتہے اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس حدیث کو تخریج ہدایہ مین ذکر کیا اور اسپر کلام نہ کیا شوکانی نے کہا کہ ابن عدی نے اس حدیث کو نکالا عمر بن ہارون بلخی کے طریق سے اور وہ متروک ہو اور مقاتل بن سلیمان کے طریق سے اور اسپر تہمت ہے حدیث بنانیکی ساتوین حدیث ابن عدی اور بیہقی نے روایت کی بحر بن کثیر سقا سے اوس نے میمون خیاط سے اوس نے ابن عباس سے اونہون نے حذیفہ بن الیمان سے اونہون نے کہا کہ مین مدینہ کی مسجد مین بیٹھا تہا اور

ہوئے لے رہا تھا نیند سی اتنے مین ایک شخص نے پیچھے سی مجھکو گود مین لیا مین نے جو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجھپر وضو واجب ہوا آپ نے فرمایا نہین جبتک تو اپنی کروٹ نہ رکھی زمین پر
بیہقی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سے بحر بن کنیز سقا اور وہ ضعیف ہے نہین حجت لی جاویگی اوسکی روایت سے میزان
مین ہے نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے یحیی نے کہا وہ کچھ نہین اسکی حدیث نہ لکھی جاویگی اور اس سے
ایک بہتر ہے اور بخاری نے کہا وہ قوی نہین اہلحدیث کے نزدیک ابن معین نے کہا اوسکی حدیث نہ لکھی جاویگی
ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے انتہی مختصرًا اور نیل الاوطار مین بجاے بحر بن کنیز کے بحر بن کثیر ہے اور یہ غلطی
ہے کاتبون کی **آٹھوین** حدیث ابو ہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بندہ سو جاتا ہے نماز
مین تو اللہ تعالی اوس سے فخر کرتا ہے فرشتون مین روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن شاہین نے اور روایت
کیا اوسکو بیہقی نے انس سے اور ابن شاہین نے ابو سعید سے بہی شوکانی نے کہا اوسکے سب طریقون مین گفتگو
ہے **نوین** حدیث ابو ہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مستحق ہو سونے کا (یعنے کروٹ
پر سووے) اوسپر وضو واجب ہو گیا بیہقی نے کہا یہ حدیث مرفوعًا مروی ہوئی اور صحیح نہین ہے اور روایت کیا اس
کو بیہقی نے موقوفًا ابو ہریرہ پر باسناد صحیح دارقطنی نے کہا وہ موقوفًا صحیح ہے **دسوین** حدیث انس کی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب عشا کی انتظار مین جھونک لیتے اپنے سرون سے پہر نماز پڑھتے وضو نکرتے
روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے خالد بن حارث سے اونھون نے شعبہ سے اوس نے قتادہ سے
اونے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سوتے تھے پہر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے
شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی نے ام مین روایت کیا اور ترمذی نے ابو داؤد نے کہا شعبہ نے ایک روایت
مین زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ مینے دیکھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جگائے جاتے نماز کے لیے یہان تک کہ مین انمین سے بعضون کے خراٹے سنتا پہر وہ کھڑے
ہوتے اور نماز پڑھتے اور وضو نکرتے زیلعی نے کہا انکار کیا اس روایت کو بیہقی نے ابن مبارک سے اونھون نے معمر سے
اونھون نے قتادہ سے اونھون نے انس سے اور ابن مبارک نے کہا ہمارے نزدیک مراد یہ ہے کہ وہ صحابہ بیٹھے بیٹھے سو
جاتے اور اسیپر حمل کیا حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی اور شافعی نے اور یہ مطلب ظاہر ہے دوسری روایت سے
جس مین یہ ہے کہ وہ جھونک لیتے اپنے سرون سے کیونکہ جھونک لینا بدون بیٹھے سونے کے نہین ہو سکتا ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا رد کرتا ہے اس تاویل کو وہ جو روایت کیا بزار نے اپنی مسند مین عبد الاعلی سے

اوس نے شعبہ سے اوس نے قتادہ سے اوس نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے پھر اپنی گردنیں رکھ دیتے زمین پر یا بعضے اُن میں سے سو جاتے پھر نماز کو اوٹھتے اور یہ روایت صحیح ہے ایک امام کی شعبہ سے اور روایت کیا قاسم بن اصبغ نے یحییٰ بن سعید قطان سے اونھوں نے شعبہ سے یہی مضمون یہ روایت بھی ایک امام کی ہے شعبہ سے ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت محمول ہے خفیف سونے پر اور رد کرتی ہے اس قول کو ترمذی اور بیہقی کی روایت کہ اُنکے خراٹے سنے جاتے اور روایت کیا اوسکو احمد نے یحییٰ قطان سے اور ترمذی نے بندار سے اوس میں یہ نہیں ہے کہ اپنی گردنیں زمین پر رکھتے اور بیہقی اور بزار اور خلال نے اُنکی روایتوں میں یہ ہے کہ گردنیں رکھکر سوتے واللہ اعلم گیارہوین حدیث امام مسلم نے روایت کیا ابن عباس سے ایک رات مین اپنی خالہ اُم المومنین میمونہ کے گھر مین رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے مین آپ کی بائین طرف کھڑا ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داہنے طرف کیا پھر جب مین اونگھتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے آخر آپ نے گیارہ رکعتین پڑھین اور یہ ایک ٹکڑا ہے ابن عباس کی حدیث کا جسکو نکالا امام بخاری اور مسلم نے زیلعی نے کہا اونگھنے سے وضو نہ جانیکی یہی حدیث دلیل ہے بارہوین حدیث بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کیا مین اپنی خالہ میمونہ کے پاس سو رہا پھر رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تیرہ رکعتین پڑھین پھر لیٹ رہے اور سو گئے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پھر بلال آئے اور آپ کو پکارا نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھ لی اور وضو نہ کیا۔ نووی نے کہا یہ خاصہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کا وضو کروٹ پر سونے سے بھی نہ جاتا اور دلیل اوسکی دوسری روایت ہے کہ فرمایا آپ نے میری آنکھین سوتی ہین دل نہین سوتا تیرہوین حدیث امام بیہقی نے روایت کیا یزید بن قسیط سے اوس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے تھے جو شخص دونو پاؤن کھڑا کر کے سرین پر بیٹھ کر سو جاوے یا کھڑے کھڑے سو جاوے اوسپر وضو نہین ہے یہانتک کہ کروٹ سے لیٹے جب کروٹ سے لیٹے تو وضو کرے حافظ نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اور یہ روایت موقوف ہے چودہوین حدیث امام مالک اور شافعی نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر کہتے تھے جب کوئی تم مین سے کروٹ پر سو جاوے تو وضو کرے سید علامہ مسک الختام مین فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سونے سے وضو جاتا رہتا ہے جیسے صفوان کی حدیث مین ہے اور تصحیح کی اوسکی ترمذی اور خطابی نے اور یہ سونا عام ہے اور صحابہ سے ثابت ہے کہ وہ سوتے تھے اتنا کہ خراٹے لیتے تھے پھر وضو نہین کرتے تھے تو ضرور ہے کہ یہ سونا خاص کیا جاوے اوس سونے سے جس مین بالکل غفلت ہو جاوے اور کروٹ رکھنے سے غفلت بالکل ہو جانا ضرور نہین ہے مترجم کہتا ہے نوم کے باب میں

اور یا آٹھہ مذہب گذر چکے اور یہ نوان قول ہے اور فقیر کے نزدیک حق یہ ہے کہ مختلف ہے باختلاف اشخاص اور فی نفسہ نوم ناقض وضو نہیں ہے بلکہ نوم مین حدث ہوجانیکا احتمال ہے پس جو شخص کہ کم کہاتا ہو اور اسکو حدث بہت کم ہوتا ہو اور اسکو بہروسا ہو کہ سونے مین بہی حدث نہین ہوتا تو اسکا وضو سونے سے نہ ٹوٹے گا اگرچہ وہ کروٹ سے بہی سووے اور جسکو یہ بہروسا نہ ہو اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا جب حدث کا احتمال غالب ہوجاوے اور وہ ان شکلون مین ہے جن مین مقعد کہلجاتا ہے جیسے سجدے یا رکوع کیحالت یا کروٹ کیحالت اور بیٹہنے مین مقعد نہین کہلتا تو وہان غالب عدم حدث ہی ہے سوا بیٹہنے کے اور شکلون مین سوجانے سے ایسے شخص کا وضو جاتا رہیگا اسی طرح جو شخص ذری سی نیند مین بالکل غافل اور مدہوش ہوجاتا ہے اوسکا وضو ہر حالت مین سونے سے جاتا رہیگا اور جسکو ہوش رہتا ہے اسکا کسی حالت مین سونے سے وضو نہ جاویگا جبتک ایسا نہ سووے کہ بالکل بیہوش ہوجاوے واللہ تعالی اعلم

استحاضے یا بواسیر کے خون کا بیان استحاضہ یا بواسیر کا خون اگرچہ معمولی اور معتاد نہین ہے مگر چونکہ سبیلین سے نکلتا ہے اسلیے ناقض وضو ہے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور یہی حق ہے اور بعض مالکیہ نے اسمین خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین سبیلین سے اگر عادت کے خلاف کوئی شے نکلے تو وہ ناقض وضو نہین ہے اور دلیل جمہور علما کی حدیث ہے بخاری کی فاطمہ بنت ابی حبیش کے باب مین کہ حضرت نے اوسسے فرمایا پہر وضو کر ہر نماز کے لیے اور بیان اسکا عنقریب آتا ہے کتاب الحیض مین مفصلاً آویگا

عورت کو چہونیکا بیان نیل الاوطار مین ہے کہ عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر اور زہری اور شافعی اور انکے اصحاب اور زید بن اسلم وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ عورت کا چہونا ناقض وضو ہے مسک الختام مین ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے خواہ یہ چہونا شہوت سے ہو یا بے شہوت کے اور عورت خواہ اجنبی ہو یا غیر اجنبی اور حضرت علی اور ابن عباس اور عطا اور طاوس اور عترت اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ ناقض نہین ہے مگر ابو حنیفہ اور ابو یوسف یہ کہتے ہین کہ مباشرت فاحشہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنے عورت اور مرد دونون ننگے ہوکر لپٹین اور مرد کی ذکر عورت کی شرمگاہ سے لگجاوے انتشار کے ساتہہ گو مذی نہ نکلے پہلے مذہب والونکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا یعنے یا چہوا ہو تم نے عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو کیونکہ لمس کا ظاہری معنے چہونا ہے اور یہی معنے مراد لیا ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اور روایت کیا مالک اور شافعی نے عبداللہ بن عمر سے وہ کہتے تہے جو کوئی بوسہ دیوے اپنی عورت کو یا چہوے اوسکو اپنے ہاتہہ سے اوسپر وضو ہے اور روایت کیا بیہقی نے ابن مسعود سے انہون نے کہا بوسہ دینا لمس مین داخل ہے اور لمس سے وضو لازم ہے اور لمس جماع سے کم ہے

اور حاکم نے دلیل لی لمس سے چھونا مراد ہونے پر حدیث سے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ کوئی دن ایسا نہ ہوتا یا ایسا کم دن ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آویں اور ہمکو بوسہ نہ دیویں اور لمس نہ کریں اور بیہقی نے دلیل لی ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے انہوں کی زنا لمس ہے اور ماعز کے قصے میں ہے کہ حضرت نے فرمایا شاید تو نے بوسہ لیا یا لمس کیا اور حضرت عمر کے قول سے انہوں نے کہا بوسہ لمس میں داخل ہے اوس سے وضو کرو اور روایت کیا شافعی نے حضرت عمر اور ابن مسعود سے کہ وہ بوسہ کو اور اسکے مانند کاموں کو لمس میں سمجھتے تھے اور کہتے تھے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **حنفیہ** ان دلیلوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن کی آیت میں لمس سے مراد جماع ہے چنانچہ عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں باسناد ابن عباس سے نقل کیا کہ انہوں نے لمس کی تفسیر کی ساتھ جماع کے اور ابن عباس کا قول تفسیر کے باب میں راجح ہے اور صحابہ کے اقوال پر اسلیے کہ حضرت نے اونکے لیے دعا کی یا اللہ انکو قرآن سکھلا دے اب رہا قول ابن عمر اور ابن مسعود کا اور حضرت عمر کا وہ حجت نہیں ہے برخلاف احادیث صحیحہ مرفوعہ کے جنکا بیان آگے آویگا اور اللہ رحم کرے امام ابو حنیفہ پر کہ اونہوں نے ابن مسعود کا قول اس باب میں ترک کیا حدیث کی مخالفت کی وجہ سے اور یہی شان ہے علماء محققین کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل کسیکا قول واجب الاتباع نہیں جانتے اگرچہ صحابی کا ہو پھر اور علما و عرفا اور اولیا کس شمار میں ہیں اب رہی حدیث حضرت عائشہ اور ماعز کی اون سے یہی نکلتا ہے کہ لمس کے معنے چھونے کے بھی ہیں اور اس سے انکار کس کو ہے بحث تو اس میں تھی کہ اس آیت میں لمس سے جماع مراد ہے یا چھونا مراد ہے اور وہ ان حدیثوں سے نہیں نکلتا پہلے مذہب والوں نے دلیل لی ہے معاذ بن جبل کی حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور ترمذی نے اپنی کتاب میں عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اونہوں نے معاذ بن جبل سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں ایک شخص ایک عورت سے ملا جس سے پہچان نہ تھی پھر جو کچھ وہ مرد اپنی عورت سے کرتا تھا وہ سب اس عورت سے کیا لیکن جماع نہ کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری قائم کر تو نماز کو دن کے دونوں کنارے اور رات کے حصوں میں اخیر تک معاذ نے کہا پھر آپ نے اوس شخص کو حکم دیا کہ وضو کرے اور نماز پڑھے معاذ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص ہے اس شخص سے یا تمام مسلمانوں کے لیے ہے آپ نے فرمایا نہیں سب مسلمانوں کے لیے ہے ترمذی نے کہا اسکا اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ عبد الرحمن بن ابی لیلے نے معاذ بن جبل سے نہیں سنا اور معاذ بن جبل حضرت عمر کی خلافت میں مر گئے اوسوقت عبد الرحمن بن ابی لیلی چھوٹے تھے چھ برس کے اور روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں اور اونکے لفظ یہ ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اوس شخص کے

باب مین جس نے ایک عورت سے جو اوسکو حلال نہ تھی سب کچھ کیا سوا جماع کے آپ نے فرمایا وضو کر اچھی طرح پھر نماز پڑھ راوی نے کہا تب اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری اور معاذ نے کہا یہ حکم خاص اسی شخص کے لیے ہے یا سب مسلمانون کے لیے آپ نے فرمایا بلکہ سب مسلمانون کے لیے ہے زیلعی نے کہا اس حدیث سے حجت نہیں ہو سکتی اول تو یہ ضعیف اور منقطع ہے دوسرے وضو کا حکم اس حدیث مین برکت اور گناہ معاف ہونے کے لیے ہو نہ اسلیے کہ یہ فعل حدث تھا اور اسیواسطے حضرت نے یون فرمایا اچھا وضو کر اور دوسری حدیث مین اسکی نظیر موجود ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھکو گناہون سے معاف کرے آپ نے فرمایا گناہ کو چھپا اور اچھا وضو کر پھر دو رکعتین پڑھ پھر کہہ یا اللہ اخیر تک اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اور اس مین یہ ہے کہ وضو مین جو عضو دھویا جاتا ہے اوس کے گناہ نکل جاتے ہین انتہیٰ شوکانی نے کہا شعبہ نے اس حدیث کو عبد الرحمان سے مرسلاً روایت کیا ہے جیسے سنن نسائی مین ہے اور یہ اصل قصہ صحیحین مین موجود ہے پر اوس مین وضو اور نماز کا حکم نہین ہے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ عورت کا چھونا ناقض وضو ہے کیونکہ یہ ثابت نہین ہوا کہ وہ شخص باوضو تھا لمس سے پہلے پھر آپ نے لمس کے بعد اوسکو حکم دیا دوبارہ وضو کرنیکا زیلعی نے کہا امام بیہقی نے ایک اثر ابن مسعود سے اور ایک اثر ابن عمر سے اور ایک اثر حضرت عمر سے نقل کیا ہے کہ لمس وہ ہے جو جماع سے کم ہو اور جو کوئی لمس کرے اوسپر وضو ہے پھر کہا کہ مخالفت کی انکی ابن عباس نے انہون نے کہا کہ لمس سے مراد جماع ہے اور لمس جو چھونے کے معنون مین ہے اوس سے وضو لازم نہین آتا پھر بیہقی نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا اونہون نے ابن عباس سے کہ اونہون نے کہا المس اور مباشرت سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے جس لفظ سے چاہتا ہے انتہیٰ مسک الختام مین ہے کہ راجح ابن عباس کا قول ہے کیونکہ قرآن مین بہت سے مقامات مین ملامست اور مس سے جماع مراد لیا گیا ہے انتہیٰ زیلعی نے کہا کہ حضرت عمر کے اثر کو ابن عبد البر نے ضعیف کیا ہے اور کہا وہ خطا ہے اور صحیح ابن عمر سے ہے نہ عمر سے انتہیٰ

حنفیہ اور عترت کے دلائل جو عورت کے چھونیکو ناقض وضو نہین جانتے بہت ہین پہلی دلیل حضرت عائشہ کی حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالی ابو سلمہ سے اونہون نے عائشہ سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی تھی اور میرے پاؤن آپکے قبلے مین تھے آپ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤن دبا دیتے مین پاؤن سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو مین پاؤن پھیلا دیتی اون دنون گھرون مین چراغ نہ تھا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ جب سجدے کا ارادہ کرتے تو میرا پاؤن دبا دیتے مین پاؤن کو سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے یہ پہلا طریق ہے اس حدیث کا اور اسکے اور کئی طریق ہین دوسرا طریق مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اونہون نے حضرت عائشہ

سے اونہون نے کہا ایک رات مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو مین آپ کو ڈہونڈہنے لگی اپنے ہاتھ سے اور چراغ
نہ ہونیکی وجہ سے تو میرا ہاتہہ آپکے دونو پاؤن پر پڑا اور وہ کھڑے ہوئے تہے سجدہ مین آپ فرماتے تہے پناہ مانگتا
ہون تیری خوشی کی تیرے غصے سے اور تیری تندرستی کی تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیری تجہہ سے مین
تیری پوری تعریف نہین کرسکتا تو ایسا ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی انتہے ان دونون طریقون کو امام
نسائی نے اپنی سنن مین روایت کیا ایک باب بنا کر وہ باب یہہ ہے وضو نہ کرنا مرد کا اپنے عورت کو بے شہوت چہونے
سے اور مخالفین اسحدیث کو محمول کرتے ہین کہ شاید مس آڑ کے ساتہہ ہوا ہوا اور یہ تاویل بعید ہے اور بعض الفاظ
اسحدیث کے اس تاویل کو رد کرتے ہین جیسے تو دیکھیگا ان شاء اللہ تعالی تیسرا طریق ابو داؤد اور ترمذی اور
ابن ماجہ نے روایت کیا اعمش سے انہون نے حبیب بن ابی ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ایک عورت کو اپنی بی بیون مین سے پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا عروہ نے
کہا مین نے حضرت عائشہ سے کہا وہ عورت سوا تمہارے اور کون ہے یہ سنکر وہ ہنس دین انتہے پہر ابو داؤد نے اسکو
روایت کیا عبد الرحمان بن مغراء سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے ہمارے اصحاب نے اونہون نے روایت کی عروہ مزنی سے اونہون نے حضرت عائشہ سے یہی حدیث ابو داؤد
نے کہا یحیی بن سعید قطان نے کہا ایک شخص سے تو مجہہ سے نقل کر کہ یہ دونو حدیثین یعنے اعمش کی حدیث یہ اور
اسی اسناد سے مستحاضہ کی حدیث کہ وہ وضو کرتی تہی ہر نماز کے لیے کچہہ چیز نہین ہین یعنے ضعیف ہین ابو داؤد
نے کہا ثوری سے منقول ہے اونہون نے کہا نہین حدیث بیان کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے مگر
عروہ مزنی سے یعنے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے حدیث ہی نہین بیان کی کچہہ ابو داؤد نے کہا حمزہ زیات نے حبیب
سے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی انتہے اور ترمذی نے عروہ کو بیان نہین
کیا کہ وہ کون سے ہین اور ابن ماجہ نے اپنی اسناد مین تصریح کی کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ایسا ہی روایت کی دار قطنی
نے اور راوی اس سند کے سب ثقے ہین ترمذی نے کہا مین نے سنا محمد بن اسمعیل سے وہ ضعیف کہتے تہے اسحدیث کو
اور کہتے تہے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچہہ نہین سنا ترمذی نے کہا اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے کچہہ صحیح نہین ہوا انتہے امام بیہقی نے اپنی سنن مین اسحدیث کو روایت کیا اور اسکو ضعیف کہا اور کہا کہ
یہ حدیث رجوع کرتی ہے عروہ مزنی کیطرف اور وہ مجہول ہے ہم اوسکا یہ جواب دیتے ہین کہ ابن ماجہ اور دار قطنی
کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہے اب رہا ابو داؤد کا

روایت کرنا دوسری اسناد سے جس مین عروہ مزنی کا ذکر ہے تو یہ روایت خود ضعیف ہے کیونکہ عبد الرحمن بن مغراء مین لوگون نے کلام کیا ہے ابن المدینی نے کہا وہ کچھ نہین ہے روایت کرتا تھا اعمش سے چھ سو حدیثین جنکو ہمنے چھوڑ دیا اور وہ قوی نہ تھا ابن عدی نے کہا ابن مدینی کا کہنا صحیح ہے کیونکہ اوسنے اعمش سے ایسی حدیثین روایت کین ہین جنپر کوئی اوسکی متابعت نہین ہوتا اب جو ابو داود نے ثوری سے نقل کیا کہ حبیب بن ابی ثابت نے نہین حدیث بیان کی ہے مگر عروہ مزنی سے تو اس قول کو ابو داود نے مسنداً نہین نقل کیا دوسرے ابو داود نے اس قول کو پسند نہین کیا بلکہ اوسکو رد کیا کیونکہ اوسکے بعد کہا کہ حمزہ زیات نے حبیب سے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے انھون نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی اور ظاہر ہے کہ صحت حدیث کی موقوف ہے سماع اور اتصال پر تو معلوم ہوا کہ حبیب نے عروہ بن الزبیر سے سُنا اور ابو داود اسکو ثابت کرتے ہین اور ثوری کا قول اگر ثابت ہو تو وہ نافی ہین اور اثبات مقدم ہے نفی پر اور ابو داود کی مراد اس صحیح حدیث سے یہ حدیث ہے کہ حضرت فرماتے تھے یا اللہ تندرستی دے مجھے میرے بدن مین اور تندرستی دے مجھے میری آنکھ مین روایت کیا اسکو ترمذی نے دعوات مین اور کہا غریب ہے اور سنا مین نے محمد بن اسمعیل سے وہ کہتے تھے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچھ نہین سُنا اور بیہقی کا کہنا اگر صحیح ہو کہ یہ عروہ مزنی ہین تو احتمال ہے کہ حبیب نے اس حدیث کو دونو عروہ سے سنا ہو اور ایسی صورت بہت حدیثون مین واقع ہوئی ہے اور ابن عبد البر قائل ہوئے ہین اس حدیث کی تصحیح کیطرف اور کہا کہ صحیح کہا اوسکو کوفہ والون نے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو ثقہ لوگون نے حدیث کے اماموں مین سے اور حبیب کی ملاقات کا عروہ بن الزبیر سے کوئی امر مانع نہین کیونکہ حبیب نے اون لوگون سے روایت کی ہے جو سن مین عروہ سے بڑی تھے اور عروہ سے پہلے مرے ہین اور ابن عبد البر نے ایک مقام مین کہا کہ اس مین کوئی شک نہین کہ حبیب نے عروہ کا زمانہ پایا ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا شوکانی نے کہا ابن حزم نے کہا اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جو صحیح ہو تو وہ محمول ہے اسپر کہ اوس وقت کا حکم ہے جب مس مراۃ ناقض وضو نہ تھا اور روایت کیا اسکو شافعی نے معبد بن نباتہ سے اوسنے محمد بن عمرو سے اوسنے ابن عطاء سے اوسنے عائشہ سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بوسہ دیتے تھے بعضے اپنی بی بیون کو اور وضو نہین کرتے تھے شافعی نے کہا مجھے معبد کا حال معلوم نہین اور اگر وہ ثقہ ہو تو یہ حدیث حجت ہے حافظ نے کہا یہ حدیث دس طریقون سے مروی ہے جنکو بیہقی نے خلافیات مین بیان کیا اور دسون طریقون کو ضعیف کیا اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن عبد البر اور ایک جماعت علماء نے انتہی مترجم کہتا ہے کہ ضعیف حدیث کے بھی جب اتنے بہت سے طریق ہو جاوین تو وہ حسن کے درجہ کو

پہنچ جاتی ہے اب یہی بحث خاص دربارہ اسناد کی تو حبیب بن ابی ثابت طبقہ ثالثہ میں ہیں تابعین کے اور ثقہ ہیں اور
فقیہ ہیں اور امام ہیں جلیل الشان اور انہوں نے انتقال کیا ۱۱۹ھ میں اور عروہ نے انتقال کیا ۹۴ھ ہجری میں
اور طبقہ ثالثہ کے تابعی وہ ہیں جنہوں نے صحابہ کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے مثل امام حسن بصری اور ابن سیرین
کے اور عروہ بن الزبیر تو خود تابعی ہیں طبقہ ثانیہ کے پھر حبیب کے سماع میں عروہ سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے اور امام مسلم
کے مذہب کے موافق تو سماع کے لیے معاصرت کافی ہے پھر یہ اسناد صحیح ہے اور بر شرط امام مسلم کے بلانزاع اور صحیح ہے
اور بر شرط امام بخاری کی اگر ابوداؤد کے قول کے موافق حبیب کا سماع عروہ سے ثابت ہو جاوے ورنہ امام بخاری کی
شرط پر صحیح نہ ہو گی کیونکہ انہوں نے سماع کے لیے ایک بار ملاقات ثابت ہونا شرط رکھی ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر
ملاقات حبیب کی عروہ سے ثابت بھی نہ ہو جب بھی حدیث میں کچھ نقص نہیں آسکتا اسلیے کہ حبیب جب ثقہ اور
فقیہ اور امام اور جلیل ہیں تو گمان غالب یہی ہے کہ انہوں نے نہ روایت کی ہو گی مگر ثقہ سے جو واسطہ ہو گا انکے اور
عروہ کے بیچ میں واللہ اعلم چوتھا طریق ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ثوری سے انہوں نے ابوروق سے
انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بی بیوں کو بوسہ دیتے تھے
پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے ابوداؤد اور نسائی نے کہا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے
نہیں سنا بیہقی نے کہا ابوحنیفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ابوروق سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے حفصہ سے اور
ابراہیم نے نہ عائشہ سے سنا ہے نہ حفصہ سے اور صحیح روایت یوں ہے کہ حضرت نے روزے میں بوسہ لیا لیکن
ضعیفوں نے اوسکو یوں کر دیا کہ آپ نے بوسہ سے وضو نہ کیا اور جو اس حدیث کا اسناد صحیح ہو تو ہم اوسکے قائل
ہو جاویں زیلعی نے کہا امام بیہقی نے جو یہ اعتراض کیا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا اسکا جواب
یہ ہے کہ دارقطنی نے اپنی سنن میں اس طریقہ کو روایت کرنے کے بعد کہا کہ اس حدیث کو معاویہ بن ہشام نے ثوری
سے روایت کیا انہوں نے ابوروق سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے تو
یہ سند موصول ہے اور معاویہ ثقہ ہیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں اون سے روایت کیا ابوداؤد نے کہا وہ ثقہ ہے
ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے) اور ابوروق عطیہ بن حرب ہیں اون سے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور امام
احمد نے کہا اون میں کوئی قباحت نہیں ابن معین نے کہا وہ صالح ہے ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے ابن عبدالبر
نے کہا کوفہ والوں نے کہا وہ ثقہ ہے اور کسی نے اوسکو نہیں ذکر کیا جرح کے ساتھ اور ثقہ لوگوں کے مراسیل اہل
کوفہ کے نزدیک حجت ہیں اور بیہقی نے یہ جو کہا کہ صحیح روایت روزہ میں بوسہ لینا ہے پھر ضعیفوں نے اوسکو بدل دیا

کر دیا تو تضعیف ہے راویوں کی بغیر دلیل کے اور دونو حدیثیں مختلف ہیں انتہی مترجم کہتا ہو امام بیہقی کی مراد تضعیف سے
ہے اگر ابو حنیفہ ہیں تو خیر کلام کیا اون میں نسائی اور بخاری اور دارقطنی نے پر یہ کلام محققین علما کے نزدیک مقبول
نہیں ہے اور وہ ثقہ ہیں امام ہیں اہلسنت کے امام ہیں اور رئیس ہے شان انکی رضی ہو اللہ تعالی اون سے اور اگر مراد
ثوری ہیں تو بالکل غلط ہے کیونکہ سفیان ثوری تو امام ہیں اہلحدیث کے اور اہل فقہ کے اور اہل تصوف کے اور نہیں کلام
کیا انکی امامت میں کسی نے بہر حال یہ حدیث اس طریقے سے یعنے معاویہ بن ہشام کے طریق سے متصل ہے اور صحیح ہے
اوسکی صحت میں کوئی شبہ نہیں علی الخصوص جب اور بہت طریقوں سے اوسکی تقویت ہو جاوے اور حافظ ابن حجر نے
تخریج میں اس طریق کو ضعیف کہا ہے ضعف کی کوئی وجہ بیان نہ کی اور باطل ہوتا ہے اس حدیث سے وہ جو شیخ مجد الدین عبد السلام
نے کہا کہ متوسط مذہب اس باب میں یہ ہے جس سے جمع ہوتا ہے احادیث میں کہ شہوت سے عورت کو چھونا ناقض وضو ہے
اور بلا شہوت چھونا ناقض نہیں ہے کیونکہ اپنی عورت کو بوسہ لینا بغیر شہوت کے نہیں ہو سکتا واللہ تعالے اعلم
پانچواں طریق ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے محمد بن فضیل نے اونہوں نے روایت کی حجاج سے اونہوں نے عمرو بن شعیب سے اونہوں نے زینب سہمیہ سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے پھر بوسہ لیتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور
وضو نہیں کرتے تھے اور کبھی میرے ساتھ ایسا کرتے زیلعی نے کہا یہ سند عمدہ ہے مترجم کہتا ہے مخالفین یہہ
اعتراض کر سکتے ہیں کہ زینب سہمیہ جو بیٹی ہے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کی اوسکا حال معلوم نہیں اور نہیں روایت کی
اوس سے کسی نے سوا ابن ماجہ کے ذہبی نے کہا یہ زینب بیوی تھی عمرو بن شعیب کی اور منفرد ہوا اوس سے روایت کرنے
میں عمرو اور عمرو نے بھی اوس سے یہی ایک حدیث روایت کی بوسے کی اور دوسرا اعتراض یہ کر سکتے ہیں کہ حجاج بن
ارطاۃ جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے وہ بھی ضعیف ہے ابن معین نے کہا وہ قوی نہیں اور ایسا ہی کہا نسائی نے
اور دارقطنی نے کہا اوس سے حجت نہیں لیجاویگی اور اچھا کہا اوسکو عجلی اور احمد اور ابو حاتم نے لیکن وہ تدلیس
کرتا ہے اور یہاں تدلیس کا بھی شبہ ہے چھٹا طریق نسائی نے روایت کیا ابن ہاد یعنے یزید بن عبد اللہ سے اوس نے
عبد الرحمن بن قاسم سے اوس نے قاسم سے اوس نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے
تھے اور میں آپکے سامنے آڑی پڑی تھی جیسے جنازہ آڑہ پڑا ہوتا ہے جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو مجھکو چہو دیتے اپنے پاؤں
سے زیلعی نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور ابن ہاد سے باتفاق حجت کی جاویگی ساتواں طریق اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسند میں روایت کیا خبر دی ہم کو بقیہ بن الولید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الملک بن محمد نے

اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اون کو بوسہ دیا اور آپ روزہ سے تھے اور فرمایا کہ بوسہ سے وضو نہین ٹوٹتا اور روزہ کہلتا ہے اور فرمایا اے حمیرا ہمارے دین میں
وسعت ہے انتہی مصنف رحمہ اللہ کہتا ہے لیکن اس مین بڑی گفتگو ہے مگر حبیب تدلیس نکرے اور مشہور لوگون سے روایت کرے
تو ایسے لوگون کے نزدیک اوسکی روایت مقبول ہے آٹھوان طریق بزار نے روایت کی حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل
بن یعقوب بن صبیح نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن موسی بن اعین نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے میرے
باپ نے اونہون نے روایت کی عبد الکریم جزری سے اونہون نے عطا سے اونہون نے عائشہ رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بوسہ لیتے تھے بعض عورتون کا پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے اور عبد الکریم سے روایت کیا مالک نے موطا مین اور روایت کیا
اس سے بخاری اور مسلم نے اور ثقہ کہا اسکو ابن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ وغیرہم نے اور محمد بن اعین مشہور ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ اور ابو حاتم
نے اور نکالا اسکو مسلم نے اور اسکا باپ مشہور ہے اس سے روایت کی بخاری نے اور محمد بن اسمعیل سے روایت کی نسائی نے اور ثقہ کہا اوسکو ابو عوانہ و
غیرہ نے اور روایت کیا اوس سے ابن خزیمہ نے صحیح مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین حافظ ابن حجر نے
کہا اس روایت کے سب راوی ثقہ ہین تو یہ حدیث بھی صحیح ٹھیری اور روایت کیا دارقطنی نے اسناد کو دوسری وجہ سے عبد الکریم
سے اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے بزار کے طریقے سے اور کہا مین اس حدیث مین کوئی علت نہین جانتا جسکی
وجہ سے یہ ترک کی جاوے اور مین اس روایت مین طعن کی کوئی وجہ نہین پاتا سوا اسکے کہ ابن معین نے کہا عبد الکریم
کی روایت عطا سے ردی ہے کیونکہ محفوظ نہین ہے حالانکہ ثقہ جب اپنی روایت مین منفرد ہو تو یہ انفراد ضرر نہین کرتا
تو اب یون کہہ سکتے ہین کہ یہ حدیث آیت اوترنے سے پہلے کی ہے یا لامستم سے مراد جماع ہے جیسے ابن عباس نے کہا
تمام ہوا کلام عبد الحق کا اگر کوئی اعتراض کرے کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن مہدی سے اونہون نے ثوری سے
اونہون نے عبد الکریم سے اونہون نے عطا سے اونہون نے کہا کہ بوسہ مین وضو ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ اس روایت مین
جسکو بزار نے نکالا عبد الکریم نے زیادت کی یعنے اوسکو رفع کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور احتمال ہے کہ
عطا نے ایک بار ایسا فتوی دیا ہو اور ایک بار مرفوع حدیث اس باب مین بیان کی ہو نوان طریق دارقطنی نے
نکالا سعید بن بشیر سے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے منصور بن زاذان نے اونہون نے زہری سے انہون
نے ابو سلمہ سے انہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بوسہ لیتے تھے جب نماز
کو نکلتے اور وضو نکرتے تھے دارقطنی نے کہا منفرد ہوا ساتھ اسکے سعید اور وہ قوی نہین ہے زیلعی نے کہا یہ
سعید ثقہ ہے اوسکو ثقہ کہا شعبہ اور دحیم نے ایسا ہی کہا ابن جوزی نے روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک مین

اور ابن عدی نے کہا مین اوسکی روایتون مین کوئی قباحت نہین پاتا اور غالب اس کا صدق ہے اور اقل درجہ یہ ہے کہ اوسکی
روایت تائید کیلیے کافی ہوگی **دسوان** طریق دارقطنی نے نکالا زہری کے بھتیجے سے اونہون نے زہری سے انہون
نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اونہون نے کہا بوسہ لینے سے نماز لوٹائی نجاویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تہے اپنی
بعض بیبیون کا اور نماز پڑہتے تہے اور وضو نہین کرتے تہے اور دارقطنی نے اس روایت مین کوئی علت نہین نکالی
مگر یہ کہ منصور نے زہری کے بھتیجے کا خلاف کیا انتہے اور اسکا جواب یون ہوسکتا ہی کہ شاید زہری نے یہ حدیث ابوسلمہ اور
عروہ دونو سے سنی ہو اور منصور سے ابوسلمہ کی روایت بیان کی اور اپنے بھتیجے سے عروہ کی مگر امام بیہقی نے خلافیات
مین کہا کہ زہری کے بھتیجے کی اکثر روایتین مجہول شخصون سے ہین تو اسمین غور کرنا چاہیے اور ذکر کیا حافظ ابن حجر نے
تخریج مین اس حدیث کو اور کوئی اعتراض نہ کیا اوسپر **گیارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا ابوبکر نیشاپوری سے
اونہون نے حاجب بن سلیمان سے اونہون نے وکیع سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون
نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اپنی بعض بی بیون کو پہر نماز پڑہی اور وضو نہ
کیا پہر ہنسین حضرت عائشہ زیلعی نے کہا نیشاپوری امام ہین مشہور اور حاجب مین کسی کا طعن معلوم نہین ہوا اور
امام نسائی نے اس سے روایت کی اور ثقہ کہا اوسکو اور دوسرے مقام مین کہا کہ اوس مین کوئی برائی نہین اور باقی
اسناد تو پوچہنا ضرور نہین (کیونکہ اوس مین سب امام ہین اور ثقات) مگر دارقطنی نے اسکے بعد کہا متفرد ہوا
اس حدیث سے حاجب وکیع سے اور حاجب نے اوس مین وہم کیا اور صواب وکیع سے یہ روایت ہی کہ حضرت بوسہ لیتے تہے
اور روزہ دار ہوتے تہے اور حاجب کی کوئی کتاب نہ تہی وہ اپنی یاد سے حدیث بیان کرتا تہا انتہے زیلعی نے کہا
حاجب اگر متفرد ہوا تو کیا قباحت ہوئی وہ ثقہ ہے اور یاد سے حدیث بیان کرنا اگر کثرت خطا کو مستلزم ہو اتنی کہ
حدیث اسکی ترک کردی جاوے تو وہ ثقہ نہ رہیگا لیکن نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور اتنی خطا ہو کہ اوس کا ثقہ
پن نجاوے تو کیا ضرور ہے کہ اوس نے وہم کیا ہو بلکہ وہم کی نسبت اسوجہ سے ہو کہ وہ اکثر لوگون کے خلاف روایت
کیا انتہے **بارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا علی بن عبدالعزیز وراق سے انہون نے عاصم بن علی سے انہون
نے ابو ادریس سے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ہشام بن عروہ نے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ
سے اونکو پہنچا عبداللہ بن عمر کا یہ قول کہ بوسہ مین وضو ہے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تہے اور
روزہ دار ہوتے تہے پہر وضو نہین کرتے تہے دارقطنی نے کہا مین نہین جانتا کہ عاصم سے اسطرح روایت کی ہو کسی نے
سوا علی بن عبدالعزیز کے تمام ہوا کلام دارقطنی کا اور یہ علی مصنف ہے مشہور روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک

مین اور عاصم سے امام بخاری نے روایت کیا اور ساتھ اوس کے تائید لی امام مسلم نے **دوسری** حدیث ابو امامہ کی ہے روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین رکن بن عبد اللہ شامی سے اور اوس نے مکحول سے اور اوس نے ابو امامہ باہلی سے اور اونہون نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی وضو کرے پھر اپنی بی بی کو بوسہ دیوے اور اوس سے کھیلے کیا اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا آپ نے فرمایا نہین ابن کہا کہ رکن کو ضعیف کیا ابن معین نے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اور علت بیان کی رکن کی اور کہا کہ رکن نے مکحول سے چھ سو حدیثین روایت کی ہین جن مین اکثر کی کوئی اصل نہین ہے اور اس سے حجت لینا کسی حال مین جائز نہین ہے انتہی **تیسری** حدیث ابو ہریرہ کی ہے روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے پھر نماز کو نکلتے اور تازہ وضو نہ کرتے سکوت کیا اس حدیث سے زیلعی نے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ اوس کے اسناد مین یزید بن سنان ضعیف ہے **چوتھی** حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا حضرت نے نہین ہے بوسے مین وضو روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے مسند مین اور صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس پر موقوف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین موقوفاً اور انکے سوا اور دلائل بھی ہین چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ کنگھی کرتی تھین حضرت کے اور آپ اعتکاف مین ہوتے اور ظاہر یہ ہے کہ آپ اعتکاف مین مسجد مین بے وضو نہ ہونگے اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین قرآن پڑھتے تھے اور مین حائضہ ہوتی اور وفات کی حضرت نے انکی گود مین اور ظاہر ہے کہ آپ کی وفات بے وضو نہ ہوئی ہوگی پس اوپر کے دلائل سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ عورت کا چھونا ناقض وضو کہتے ہین انکے پاس کوئی صحیح مرفوع حدیث نہین ہے بجز چند صحابہ اور تابعین کے اقوال کے اور جو لوگ کہتے ہین کہ وہ ناقض نہین ہے اونکے پاس متعدد حدیثین موجود ہین اور کئی حدیثین ان مین سے بلا نزاع صحیح ہین اس صورت مین واجب ہے رجوع کرنا ان احادیث کی طرف اور واجب ہے لمس سے جماع مراد لینا جو قرآن مین وارد ہے اور اسی کو ترجیح دیا امام شوکانی وغیرہ محققین علما حدیث نے اور تصریح کردی اونہون نے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا اس باب مین اقوی ہے امام شافعی کے مذہب سے اور رد کئے دلائل انکے اور بعض علما نے دلیل لی ہے اس باب مین اس حدیث سے جو روایت کی بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا مین ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عورت اور مرد سب ملکر ایک برتن سے وضو کرتے تھے کیونکہ ایسی حالت مین مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے ضرور لگ جاتا ہوگا اب یہہ تاویل کہ پہلے مرد وضو کر لیتے تھے پھر عورتین وضو کرتی تھین ظاہر مستفاد کے خلاف ہے اسیطرح دلیل لی ہے حضرت عائشہ کی اس حدیث سے کہ مین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونو ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور ہم دونون کے ہاتھ اوس مین ایک کے بعد دوسرے کے پڑتے تھے روایت کیا اوسکو طحاوی اور اصحاب سنن نے کیونکہ ایسی حالت مین بھی

اکثر ایک کا ہاتھ دوسرے سے لگ جاتا ہے واللہ اعلم پانچویں حدیث ابن عمر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور
وضو نہیں کرتے تھے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا میں غالب عقیلی کے ترجمہ میں میزان میں ہے کہ غالب بن عبید اللہ عقیلی
کو ابن معین نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا وہ متروک ہے اور روایت کیا اس حدیث کو عمر بن ایوب نے غالب
سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور وضو کا اعادہ
نہیں کرتے تھے انتہی مختصرا اور اس حدیث کے ضعف کی ایک دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے بسند صحیح گذرا کہ انہوں نے
حکم دیا بوسے سے وضو کرنے کا پھر اگر عبد اللہ کو یہ حدیث پہنچی ہوتی تو وہ اسکے خلاف ہرگز حکم نہ دیتے اسلیے کہ عبد اللہ سخت
پیروی کرنیوالے تھے سنت کی اور احتمال ہے کہ وہ حکم پہلے کا ہو پھر عبد اللہ کو یہ حدیث حضرت عائشہ سے پہونچی ہو جیسے کہ
اوپر ایک روایت میں گذرا کہ حضرت عائشہ کو عبد اللہ کا قول اس باب میں پہونچا تب انہوں نے یہ حدیث بیان کی واللہ اعلم

آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا امام شوکانی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے
وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ٹوٹتا تو ایک جماعت صحابہ کا جن میں چاروں خلیفہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء
اور ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن سمرہ اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ اور
ابی بن کعب اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن عبد اللہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور
اکثر تابعین کا اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور عبد اللہ بن المبارک اور امام احمد اور اسحاق بن
راہویہ اور یحیی بن یحیی اور ابو ثور اور ابو خیثمہ اور سفیان ثوری اور اہل حجاز اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ وضو
نہیں ٹوٹتا اور ایک طائفہ علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طائفہ کی دلیلیں یہ ہیں پہلی وہ جو روایت کیا
احمد اور مسلم اور نسائی نے ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظ سے اونہوں نے ابو ہریرہ کو دیکھا مسجد پر وضو کرتے ہوئے ابو ہریرہ نے
کہا میں وضو کر رہا ہوں اسلیے کہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے اور میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو
کرو ان چیزوں سے جنکو آگ لگی ہو یعنے آگ سے پکائی گئی ہوں دوسری روایت کیا انہی لوگوں نے حضرت عائشہ رض سے
کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو اس سے جسکو آگ لگی ہو تیسری روایت کیا اونہوں نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت نے وضو
کرو ان چیزوں سے جن میں آگ لگی ہو چوتھی روایت کیا ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو ان چیزوں
سے جنکو بدل دیا ہو آگ نے ابن عباس نے کہا کیا ہم وضو کریں گرم پانی سے اونہوں نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے تو مثلیں مت بیان کر اوسکے لیے پانچویں روایت کیا ابن ماجہ نے انس بن مالک رض
سے وہ لیتے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر رکھتے تھے اور کہتے تھے یہ بہرے ہو جاویں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے یہ ذکر سنا ہو آپ فرماتے تھے وضو کرو اُن چیزوں سے جو آگ سے پکی ہوں چھٹی روایت کیا امام نسائی نے مطلب بن عبد اللہ
بن حنطب سے ابن عباس نے کہا کیا وضو کروں اوس کھانے کو کہ جسکو اللہ کی کتاب میں حلال پاتا ہوں اسوجہ سے
کہ وہ آگ سے پکا ہے ابوہریرہ نے یہ سنکر کنکریاں جمع کیں اور کہا میں گواہی دیتا ہوں ان کنکریوں کے شمار برابر کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزوں سے جو آگ سے پکی ہوں ساتویں روایت کیا نسائی نے ابوایوب سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزوں سے جن کو آگ لگی ہو آٹھویں روایت کیا نسائی نے ابوطلحہ سے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کرو اون چیزوں سے جنکو آگ نے بدلا ہو اور ایک روایت میں ہے جنکو آگ نے پکایا ہو نویں
نسائی نے روایت کیا ابوسفیان بن سعید سے وہ ام حبیبہ پاس گئی جو بی بی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خالہ تھیں
ابوسفیان کی انھوں نے ابوسفیان کو ستو پلائے پھر اُن سے کہا وضو کر لے بھانجے میرے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے وضو کرو ان چیزوں سے جنکو آگ لگی ہو دسویں ترمذی نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وضو لازم ہے اُس کھانے سے جسکو آگ لگی ہو اگرچہ پنیر کا ٹکڑا ہو یہ سنکر ابن عباس نے کہا کیا ہم تیل سے وضو کریں
گرم پانی سے وضو کریں ابوہریرہ نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو حضرت کی حدیث سنے تو باتیں نہ بنایا کر ترمذی نے کہا اس باب
میں ام حبیبہ اور ام سلمہ اور زید بن ثابت اور ابوطلحہ اور ابوایوب اور ابوموسی سے بھی روایت ہے گیارھویں روایت کیا
طحاوی نے مطر وراق سے کہ حسن بصری نے آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنیکا علم انس سے لیا اور انس نے ابوطلحہ سے
اور ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بارھویں امام طحاوی نے روایت کیا کہ ابوطلحہ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا پھر
اوس سے وضو کیا تیرھویں امام طحاوی نے روایت کیا قاسم سے جو مولے تھے معاویہ کے اونھوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور
میں نے لوگوں کو دیکھا وہ جمع ہیں ایک بڈھے پاس جو اُن سے حدیث بیان کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے اونھوں نے کہا یہ سہل
بن حنظلہ ہے میں نے اون سے سنا وہ کہتے تھے حضرت نے فرمایا جو شخص گوشت کھاوے وہ وضو کرے چودھویں روایت
کیا طحاوی نے ابوقلابہ سے اونھوں نے ایک صحابی سے حضرت کے اونھوں نے کہا کہ ہم وضو کرتے تھے اُن چیزوں سے
جنکو آگ نے بدلا ہو اور دودھ سے کلی کرتے تھے اور کھجور سے کلی نہ کرتے تھے امام شوکانی نے کہا پہلا گروہ یہ جواب دیتا
ہے کہ یہ حدیثیں منسوخ ہیں جابر کی حدیث سے جو آگے آویگی دوسرے یہ کہ مراد وضو سے ان حدیثوں میں منہ اور ہاتھ
دھونا ہے پہونچوں تک نووی نے کہا یہ اختلاف صدر اول میں تھا بعد اوسکے علما نے اتفاق کیا اسپر کہ آگ کی
پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا امام شوکانی نے کہا پہلا جواب اسوقت صحیح ہوتا ہے جب ہم یہ مان
لیں کہ حضرت کا فعل آپکے قول کا مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ علم اصول میں اسکے خلاف ثابت ہوا ہے اور جائز

حدلایا گوشت اور روٹی آپنے مین لقمے کہا لیے پہر نماز پڑہائی اور پانی کو ہاتہہ نہ لگایا چودہوین ابوداود نے
مغیرہ بن شعبہ سے مین مہمان گیا حضرت کے پاس ایک رات آپنے حکم کیا بکری کے ایک ران بہوننے کا وہ بہونی گئی اور آپ
چھری لیکر میرے لیے گوشت کاٹ رہے تہے اتنے مین بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا آپنے چہری ڈالدی اور فرمایا کیا
ہوگیا اوسکو خاک لگے اوسکے ہاتہون مین اور کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے سولہوین ابوداود نے عبید بن ثمامہ
مرادی سے کہ عبداللہ بن حارث بن جزء ہمارے پاس آئے وہ حدیث بیان کرتے تہے مسجد مین اونہون نے کہا مجہہ سمیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سات آدمی تہے یا چہہ ایک گہر مین اتنے مین بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا ہم سب نکلے
رستہ مین ایک شخص پر گذرے جسکی ہانڈی آگ پر چڑہی ہوئی تہی آپنے فرمایا کیا تیری ہانڈی پک گئی وہ بولا ہان
میرے باپ اور مان آپ پر فدا ہون آپنے اوس گوشت مین سے ایک تکا لیا اور اسکو چباتے رہے یہانتک کہ تکبیر تحریمہ
کہی نماز کی اور مین دیکہہ رہا تہا آپ کیطرف سترہوین ترمذی نے جابر سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مین
آپکے ساتہہ تہا تو ایک انصاری عورت پاس گئی اوسنے ایک بکری کو کاٹا آپکے لیے اور ایک طباق ترکہجور کا
لائی آپنے اوس مین سے کہایا پہر وضو کیا ظہر کا اور نماز پڑہی پہر وہ لائی کچہہ بچا ہوا گوشت بکری کا آپنے اوسکو
کہایا پہر عصر کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ترمذی نے کہا اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ اور ابن مسعود اور ابورافع
اور ام الحکم اور عمرو بن امیہ اور ام عامر اور سوید بن النعمان اور ام سلمہ سے اٹہارہوین ابن ماجہ نے روایت کی
زہری سے اونہون نے کہا عشا کا وقت آیا ولید یا عبدالملک کے زمانے مین مین اوٹہا وضو کرنے کو جعفر بن عمرو بن امیہ
نے کہا مین گواہی دیتا ہون اپنے باپ پر اونہون نے گواہی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپنے آگ کا پکا کہانا کہایا
اور وضو نہ کیا پہر علی بن عبداللہ بن عباس نے بہی اپنے باپ پر ایسی ہی گواہی دی اونیسوین ابن ماجہ نے ابوہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست کہایا پہر کلی کی اور دونو ہاتہہ دہوئے اور نماز پڑہی بیسوین
طحاوی نے محمد بن عمرو بن عطا سے وہ ابن عباس پاس گئے ام المومنین میمونہ کے گہر مین اونہون نے ہاتہہ مارا میرے
ہاتہہ پر اور کہا مین تعجب کرتا ہون ان لوگون سے جو وضو کرتے ہین آگ سے پکے ہوئے کہانے سے قسم خدا کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کپڑے پہنے پہر آپ پاس ثرید لایا گیا آپنے اوس سے کہایا پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا ✤
اکیسوین طحاوی نے محمد بن منکدر سے اونہون نے کہا مین حضرت کی بعض بیبیون پاس گیا اور مینے کہا حدیث
بیان کرو آگ سے پکے کہانے کے باب مین اونہون نے کہا کم ایسا ہوا ہے کہ حضرت ہمارے پاس آتے اور ہم آپکے لیے
ایک دانہ نہ پہونتی جو مدینہ مین ہوتا پہر آپ اسمین سے کہاتے اور نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے بائیسوین طحاوی نے محمد

بن منکدر سے اونہون نے کہا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فلان بی بی پاس گیا اور ر انکا نام لیا عمارہ نے کہا مین بہول گیا تو انہون
نے کہا کہ حضرت ہمارے پاس آئے اور ایک پیٹ لٹکتا ہوا تہا آپ نے فرمایا اگر تو اسکو پکاوے اس طرح اس طرح آخر ہمنے اسیطرح
تیار کیا آپ نے کہایا اور وضو نہ کیا تیئیسوین طحاوی نے ام حکیم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور
دست کہایا پہر بلال نے اذان سُنائی آپ کو آپ نے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چوبیسوین طحاوی نے عبید اللہ سے
اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کا پیٹ پکایا آپ نے اس مین
سے کہایا پہر عشا کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا پچیسوین طحاوی نے ہند بنت سعید بن ابی سعید خدری سے اونہون نے
اپنی پہپہی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف لائے پہر آپ نے ہماری پاس بکری کا مونڈہا کہایا پہر
کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چہبیسوین طحاوی نے عبد اللہ بن حارث زبیدی سے ہمنے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کہانا کہایا مسجد مین جو بہونا گیا تہا پہر نماز کی تکبیر ہوئی ہمنے اپنے ہاتہہ کنکریون سے پونچہے اور
نماز پڑہنے لگے کہڑے ہوے اور وضو نہ کیا ستائیسوین طحاوی نے عمرو بن عبید اللہ سے اونہون نے کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ نے مونڈہے کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اٹہائیسوین
ام عامر سے اور وہ ایک عورت تہین ان عورتون مین سے جنہون نے بیعت کی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ آئین
آپکے پاس ایک ہڈی لیکر بنی عبد الاشہل کی مسجد مین آپ نے اوس ہڈی کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوے نماز پڑہی اور
وضو نہ کیا اونتیسوین طحاوی نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کا ایک ٹکڑا کہایا پہر وضو کیا پہر اسکے
بعد مونڈہا کہایا (بکری کا) پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا امام طحاوی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اخیر امر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے ہوئے کہانون سے اور جو اسکے مخالف ہے وہ منسوخ ہے یا اس صورت
مین جب مخالف حکم مین وضو سے نماز کا وضو مراد ہو اور جو ہاتہہ دہونا مراد ہو تو وہ حدیث بہی دلیل ہے کہ یہ کہانا حدث
نہین ہے مقتضے مین ہے کہ ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کا پکا ہوا کہانا کہانے کے بعد وضو کرنا واجب نہین ہے
اور ان حدیثون سے استحباب وضو کی نفی نہین نکلتی اور اسیواسطے جب ایک شخص نے آپ سے پوچہا کہ بکری کا گوشت
کہا کر ہم وضو کرین تو آپ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اور اگر وضو ایسا کہانا کہا کر مستحب
نہ ہوتا تو آپ اسکی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس صورت مین وضو کرنا اسراف اور پانی کا ضائع کرنا ہوگا بے فائدہ انتہے
یہ تو مرفوع حدیثین تہین اور اس باب مین صحابہ اور تابعین کے آثار بہی بہت ہین امام مالک نے روایت کیا ربیعہ سے
کہ انہون نے شام کا کہانا حضرت عمر کے ساتہہ کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور ابان بن عثمان سے کہ حضرت عثمان نے

روٹی اور گوشت کہایا پہر کلی کی اور دونوں ہاتہ دہوئے اور منہ کو پونچہا اونہنے پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور حضرت علیؓ اور
عبداللہ بن عباسؓ سے کہ وہ دونو وضو نہیں کرتے تہے اون کہانوں سے جو آگ سے پکے ہوں اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے
کہ اون کے باپ آگ کا پکا ہوا کہانا کہاتے تہے اور وضو نہ کرتے تہے اور جابرؓ سے اونہوں نے حضرت ابوبکر کو دیکہا اونہوں
نے گوشت کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور عبدالرحمان بن زید انصاری سے کہ انس بن مالک جب عراق سے آئے تو انکی
ملاقات کو گئے ابوطلحہ اور ابی بن کعبؓ نے اون دونوں کے سامنے کہانا رکہا جو آگ سے پکا تہا پہر کہایا سب نے
اور انس اٹہے اور وضو کیا ابوطلحہ اور ابی بن کعب نے کہا کہ کہانا کہا کر وضو کرتا کیا تم نے عراق والوں سے سیکہا ہے انس
نے کہا کاش میں وضو نہ کرتا اور کہڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعبؓ پہر نماز پڑہی دونو نے اور وضو نہ کیا **امام طحاوی**
نے جابرؓ سے انہوں نے ابوبکر اور عمر سے ایسا ہی نقل کیا اور ابراہیم نخعی سے کہ ابن مسعودؓ اور علقمہ دونو نماز کے لیے نکلے پہر
ایک پیالہ لایا گیا علقمہ کے گہر سے جس میں ثرید اور گوشت تہا دونو نے کہایا اور کلی کی ابن مسعودؓ نے اور انگلیاں دہوئیں
پہر نماز میں کہڑے ہوے اور ابن مسعودؓ سے اونہوں نے کہا اگر میں بری بات منہ سے نکالوں اور اس سے وضو کروں تو بہتر ہے
میرے نزدیک اس سے کہ پاک لقمہ کہا کر وضو کروں اور عبید بن جنین سے اونہوں نے کہا میں نے دیکہا عثمانؓ کو اون کے سامنے
ثرید لایا گیا اونہوں نے کہایا پہر کلی کی پہر ہاتہ دہویا پہر کہڑے ہوے اور نماز پڑہائی لوگوں کے لیے اور وضو نہ کیا اور
ابو نوفل بن ابی عقرب کنانی سے اونہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ کو دیکہا اونہوں نے پتلی روٹی کہائی اور گوشت
یہاں تک کہ چربی بہہ آئی انکی انگلیوں پر پہر اونہوں نے ہاتہ دہویا اور مغرب کی نماز پڑہی اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباسؓ کے
پاس ایک پیالہ لایا گیا ثرید اور گوشت کا عصر کے وقت اونہوں نے اس میں سے کہایا پہر پانی لایا گیا تو اپنی انگلیوں کے
کناروں کو دہویا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباسؓ پاس کچہ لوگ آئے اونہوں نے اونکو کہانا کہلایا
پہر انکے ساتہ نماز پڑہی اپنے بچہونے پر اونہوں نے اوسی بچہونے پر اپنے منہ اور پیشانیوں کو رکہا اور وضو نہیں کیا
اور ابن عمرؓ سے اونہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا تم - آگ کے پکے کہانے سے وضو میں کیا کہتے ہو ابوہریرہؓ نے کہا وضو کرو ایسا کہانا
کہا کہ ابن عمر نے کہا تو تیل اور گرم پانی سے بہی وضو کرنا چاہیے ابوہریرہ نے کہا تم قریش کے آدمی ہو اور میں دوس کا
ہوں ابن عمر نے کہا شاید تم اس آیت سے دلیل لیتے ہو بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنے وہ جہگڑالو لوگ ہیں اور مجاہدؒ سے کہ ابن
عمر نے کہا مت وضو کرو کوئی کہانا کہانے سے اور ابو امامہؓ سے کہ اونہوں نے گوشت روٹی کہائی پہر نماز پڑہی اور وضو
نہ کیا اور کہا وضو اس چیز سے ہے جو باہر نکلے نہ اوس چیز سے جو اندر جاوے انتہے مترجم کہتا ہے جو احادیث اور آثار اس
باب میں آئے تہے وہ سب اوپر بیان ہو چکے اور ابن شہاب زہری اور ایک طائفہ علما اس طرف گئے ہیں کہ وضو کرنا ضرور ہے

جب آگ سے پکا کھانا کھاوے وہ کہتے ہیں کہ وضو نہ کرنے کی حدیثیں منسوخ ہیں اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ آگ سے پکا
کھانا وضو نہیں توڑتا مگر اونٹ کا گوشت امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کے نزدیک وضو توڑ دیتا ہے اور اسکا بیان
آگے آویگا اور امام شوکانی نے وضو ٹوٹ جانیکو ترجیح دی ہے ہر آگ سے پکی کہانیسے سوا بکری کے گوشت کے اور میرے نزدیک بلحاظ دلائل
اور تعامل صحابہ کرام کے وضو نہ ٹوٹنا قوی ہے البتہ اونٹ کے گوشت کہانیسے وضو ٹوٹ جانا قوی ہے اسمیں بھی احتیاط یہ ہے کہ ہر ایک آگ کی پکی کہانیسے
تازہ وضو کرلیوے واللہ تعالیٰ اعلم اونٹ کا گوشت کھانا امام شوکانی نے کہا اکثر علما کا یہ قول ہے کہ اونٹ کا
گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا نووی نے کہا اسیطرف گئے ہیں خلفائے اربعہ اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس
اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور جمہور تابعین اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور انکے
اصحاب اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اسیطرف گئے ہیں احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور
یحییٰ بن یحییٰ اور ابو بکر بن المنذر اور ابن خزیمہ اور اسیکو اختیار کیا ہے حافظ ابو بکر بیہقی نے اور یہی منقول ہے
اصحاب حدیث سے اور ایک جماعت صحابہ سے اور بحر میں ہے کہ شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور امام محمد سے بھی ایسا ہی
منقول ہے بیہقی نے کہا امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جانے میں حدیث
صحیح ہو تو میں اسکا قائل ہو جاؤنگا بیہقی نے کہا اس باب میں دو حدیثیں صحیح ہوئیں ایک جابر بن سمرہ کی دوسری
براء کی ایسا ہی کہا احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے جابر بن سمرہ کی حدیث کو امام احمد اور مسلم نے روایت کیا
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم وضو کریں بکریوں کے گوشت سے آپنے فرمایا اگر تیرا
جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اوسنے کہا کیا ہم وضو کریں اونٹ کے گوشت سے آپنے فرمایا ہاں
وضو کر اوسنے کہا میں نماز پڑھوں بکریوں کے تھان میں آپنے فرمایا ہاں وہ بولا نماز پڑھوں اونٹوں کے تھان
میں آپنے فرمایا نہیں براء بن عازب کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابن جارود اور ابن خزیمہ نے اور کہا اسکی صحت میں کسی کا خلاف نہیں کہ پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے سے آپنے فرمایا وضو کرو اس سے اور پوچھے گئے بکریوں
کے گوشت سے آپنے فرمایا مت وضو کرو اس سے اور پوچھے گئے اونٹوں کے مندے میں نماز پڑھنے سے آپنے فرمایا
مت پڑھو نماز وہاں کیونکہ وہاں شیاطین گذرتے ہیں اور پوچھے گئے بکریوں کے مندے میں نماز پڑھنے کو تو فرمایا وہاں
نماز پڑھو وہاں برکت ہے۔ امام شوکانی نے کہا ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے ابن ابی لیلی
پر انہوں نے روایت کیا براء سے یا اسید بن حضیر سے یا ذی الغرۃ سے اور صحیح براء ہے اور ایسا ہی نقل کیا ابن

ابی حاتم نے علل میں اپنے باپ سے حافظ نے کہا بعضوں نے کہا کہ ذی العزۃ براء بن عازب کا لقب ہے اور صحیح یہ ہے کہ ذی العزۃ اور شخص ہیں اور نام انکا یعیش ہے ۔ اور روایت کیا عبد اللہ بن احمد نے مسند میں اور طبرانی نے ذی العزۃ کی حدیث کو انہوں نے کہا کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ چل رہے تھے اور اس نے کہا یا رسول اللہ نماز کا وقت آجاتا ہے اور ہم اونٹ کی تھان میں ہوتے ہیں کیا نماز پڑھ لیں وہاں آپ نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کیا ہم وضو کریں اونٹ کا گوشت کھا کر آپ نے فرمایا ہاں پھر وہ بولا کیا ہم نماز پڑھیں بکریوں کے تھانوں میں آپ نے فرمایا ہاں اور اس نے کہا وضو کریں ہم بکری کا گوشت کھا کر آپ نے فرمایا نہیں مجمع الزوائد میں ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہیں اور احمد اور بیہقی نے کہا کہ اس باب میں صحیح دو حدیثیں ہیں ایک جابر کی دوسری براء کی اور ایسا ہی کہا اسحق نے اور روایت کیا طحاوی نے مانند روایت امام مسلم کے جابر بن سمرہ سے اس میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ہم وضو کریں اونٹوں کے گوشتوں سے آپ نے فرمایا ہاں پھر کہا گیا کیا ہم وضو کریں بکریوں کے گوشتوں سے آپ نے فرمایا نہیں اور اسکے راوی ثقہ ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے گوشتوں سے وضو کرنیکا اور نہ وضو کرنیکا بکریوں کے گوشتوں سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے اسید بن حضیر سے کہ حضرت نے فرمایا مت وضو کرو بکریوں کے دودھ سے اور وضو کرو اونٹوں کے دودھ سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے براء بن عازب سے کہ پوچھے گئے حضرت اونٹوں کے گوشت سے وضو کرنے سے آپ نے فرمایا وضو کرو اُن سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے محارب بن دثار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے وہ کہتے تھے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وضو کرو اونٹوں کے گوشتوں سے اور مت وضو کرو بکریوں کے گوشتوں سے اور وضو کرو اونٹوں کے دودھ سے اور مت وضو کرو بکریوں کے دودھ سے اور نماز پڑھو بکریوں کے تھان میں اور مت پڑھو اونٹوں کے تھان میں اور اسید بن حضیر اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیثوں کا اسناد ضعیف ہے ترمذی نے کہا اسید بن حضیر کا نام لینا خطا ہے اور صحیح براء بن عازب ہے ابن ابی حاتم نے علل میں اپنے باپ سے نقل کیا کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث منکر ہے اور اوسکی ایک اصل ہے موقوفا امام شوکانی نے کہا جو لوگ کہتے ہیں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ دلیل لیتے ہیں جابر کی حدیث سے جو اوپر گذری کہ اخیر امر حضرت کا وضو نہ کرنا تھا آگ سے پکی چیزوں سے نووی نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کے گوشت کی حدیث خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہے اور بعضوں نے کہا یہ حدیث ناسخ ہے اونٹ کے گوشت کی حدیث کی اور یہ باطل ہے کیونکہ عام ناسخ نہیں ہو سکتا خاص کا مسک الختام میں ہے کہ بعضے یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم استحبابا ہے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے اور طول کیا اس مقام میں شوکانی نے فلیرجع الیہ ابن عبد البر نے کہا

بعضوں نے یہ تاویل کی کہ وضو سے مراد یہاں ہاتھ دھونا ہے اور یہ باطل ہے کس لیے کہ اگر ہاتھ دھونا مراد ہوتا تو بکری کے گوشت سے بھی کیوں فرماتے وضو نہ کرو حق یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام طحاوی نے جو قیاس کیا اونٹ کے گوشت کا بکری کے گوشت پر حلت اور طہارت وغیرہ میں اور اسی پر قیاس کیا دونوں سے وضو واجب ہونیکو تو یہ قیاس فاسد ہے کیونکہ نص کے مخالف ہے اور حضرت نے خود فرق کیا دونوں میں نماز پڑھنے کے لیے اور وضو کرنے کے لیے زرکشی نے کہا خلقت اونٹ کی جن سے ہے اور اسی لیے حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہکر اوس پر چڑھنے کا تو حکم کیا اوسکا گوشت کھا کر وضو کرنے کا جیسے کہ حکم دیا وضو کا غصے کے وقت واللہ اعلم **ودی نکلنا** ودی وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد کبھی نکل آتی ہے بعضوں نے کہا پیشاب کا بقیہ ہے پس اگر پیشاب کا بقیہ ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاویگا سب کے نزدیک اور صحیح یہ ہے کہ ودی علاحدہ ہے اور ایک غیر معمولی چیز ہے اس صورت میں جمہور کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جاویگا کیونکہ سبیلین سے جو نکلے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے ابو امامہ سے روایت کیا اونہوں نے کہا وضو اوس چیز سے ہے جو باہر نکلے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ غیر معمولی چیز اگر سبیلین سے بھی نکلے تو اوس سے وضو نہیں جاتا امام مالک نے موطا میں ایک باب قائم کیا ودی کے نکلنے سے وضو نہ کرنے کا اور روایت کیا سعید بن المسیب سے ان سے پوچھا ایک شخص نے اور کہا کہ مجھے تری معلوم ہوتی ہے نماز میں کیا توڑ دوں میں نماز کو سعید نے کہا اگر بہ آوے میری ران تک تو بھی نہ توڑوں میں نماز کو یہاں تک کہ تمام کروں نماز کو مصفی میں ہے کہ اکثر علما وضو معاف ہونیکے قائل نہیں ہیں کیونکہ پیشاب کا اگر قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور ودی بھی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اسطرح کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر نمازی کو وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اوس طرف التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن المسیب کا یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے شک کو رفع کرنے کے لیے زرقانی نے کہا کہ سعید بن المسیب کا مذہب یہی ہے کہ نماز میں تری نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ ٹپکے بھی اور مالک نے اوسکو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضہ پر ابو عمر نے کہا اگر مذی اس کثرت سے بہتی ہو کہ بدن اور کپڑا مصلی کا بھر جاوے تو وہ مانع نہ ہوگی نماز کی مگر نماز کے قبل اسکو دھو لینا چاہیے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو حنیفہ اور شافعی نے اسمیں خلاف کیا ہے انکے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے امام محمد نے اپنی موطا میں کہا کہ ہمارا بھی مذہب یہی ہے اگر کسی آدمی کو وسوسہ ہوا اور شیطان اسکے دل میں شک ڈالا کرے تو وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور روایت کیا مالک نے صلت بن زبید سے اونہوں نے پوچھا سلیمان

ین بسیار کرتی ہا ہون یا سوچ کہا پانی چہرک نہ سرا نیچے تہ بند یا ازار پر اور غافل ہو جا اس سے یعنے اسکا خیال کر میت کو غسل دینا ہی
کے باب میں علما نے اختلاف کیا ہی اصحاب نبی کے اور اور ون میں سے بعضے کہتے ہین جو شخص مردے کو غسل دیوے تو اوسپر غسل واجب ہے اور بعضے کہتے وضو واجب
ہے اور امام مالک کا مذہب یہی کہ غسل مستحب ہے اور واجب نہین ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد نے کہا
ہے مجھے امید ہے کہ اوسپر غسل واجب ہو گا اور ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہے نہ وضو اور یہی قول ہے ابن المبارک کا
اور اسحاق کے نزدیک وضو لازم ہے اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین ابو ہریرہ کی حدیث امام احمد اور
نسائی اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان اور ابن حزم نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور جو کوئی مردے کو اوٹھاوے وہ وضو کرے نیل مین ہے کہ روایت کیا
اوسکو بیہقی نے بھی اور اسکے اسناد مین صالح ہیں مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بزار نے تین
طریقون سے ابو ہریرہ سے اور ابن حبان نے بیہقی نے کہا صحیح اوسکا موقوف ہونا ہے بخاری نے بھی ایسا ہی کہا اور روایت کیا
اوسکو دارقطنی نے اور اوسکے راوی ثقہ ہین اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا ادنی درجہ اس حدیث کا
یہ ہوگا کہ حسن ہوگی ابو داؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور مین نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تہے میت کو غسل دینے سے صرف
وضو کرنا کافی ہے امام احمد نے کہا اس باب مین کچھ صحیح نہین ہے اور علی بن المدینی نے بھی ایسا ہی کہا ذہلی نے کہا
اس باب مین کوئی حدیث ثابت مین نہین جانتا اور جو ثابت ہوتی تو سبکو اوسپر عمل کرنا لازم ہوتا اور ایسا ہی کہا ابن
منذر نے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا علل مین کہ نہین رفع کیا اس حدیث کو ثقات نے اور اسکا وقف
صحیح ہے اور رافعی نے کہا کہ حدیث کے عالمون نے اس باب مین کوئی مرفوع صحیح نہین کہی حافظ نے کہا کہ ترمذی نے
ابو ہریرہ کی اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اوسکے دوسرے طریقے بھی ہین ذہبی نے مختصر بیہقی
مین کہا کہ یہ حدیث زیادہ قوی ہے اون بعض حدیثون سے جن سے فقہا نے حجت لی ہی اور اس باب مین روایت ہے
حضرت عائشہ سے نقل کیا اوسکو امام احمد نے اور ابو داؤد اور بیہقی نے اور اسکے اسناد مین مصعب بن ابی شیبہ ہے اور اوس
مین گفتگو ہے اور ضعیف کیا ہے اوسکو ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور اس باب
مین حضرت علی سے مروی ہے اور حذیفہ سے ذکر کیا انکو ابن ابی حاتم نے اور دارقطنی نے علل مین اور کہا ثابت نہین
ہے سبل السلام مین ہی کہ محدثین کے طریق پر ثابت نہین ہے اور فقہا کے طریق پر ثابت ہی کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہین اور
ماوردی نے کہا کہ بعض اہلحدیث نے اس حدیث کے ایک سو بیس طریقے لکھے ہین حافظ نے کہا یہ کچھ بعید نہین ہے
مختصر کی حدیث امام احمد نے روایت کی اور یہین ہے کہ کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے عائشہ کی حدیث ابو داؤ

ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے چار چیزوں سے جنابت سے اور جمعہ سے اور حجامت سے اور میت کو غسل دینے سے
روایت کیا اوسکو امام احمد اور دارقطنی نے منتقی میں ہے کہ اسناد اسکا امام مسلم کی شرط پر ہے اور دارقطنی نے کہا کہ
مصعب بن شیبہ اسکے اسناد میں نہ قوی ہے نہ حافظ اور روایت کیا اسحدیث کو بیہقی نے بھی اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ
نے علی کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی اور بزار اور بیہقی
نے حذیفہ کی حدیث روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس کی حدیث روایت کیا اسکو
دارقطنی اور حاکم نے مرفوعًا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو غسل دینے سے تمپر غسل نہیں ہے بیہقی نے
کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے اور اسکا رفع صحیح نہیں ہے اور ابن عطا نے کہا مت نجس
سمجھو اپنے مردوں کو کیونکہ مومن نجس نہیں ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث مرفوعًا
مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور حاکم نے اور ابن عباس سے بھی مرفوعًا منقول ہے مت نجس کہو اپنے مردوں کو اور
یہ حدیث کہ مومن نجس نہیں ہوتا صحاح میں مشہور ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا تمپر غسل
نہیں ہے میت کو غسل دینے میں کیونکہ تمہارا میت پاک مرتا ہے اور وہ نجس نہیں ہے تو کافی ہے تم کو ہاتھ دہو ڈالنا بیہقی
نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکے اسناد میں ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ ہے لیکن ثقہ کہا اوسکو نسائی نے اور
اور لوگوں نے اور حجت لی اوس سے امام بخاری نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے عمر رض
کی حدیث ہم غسل دیتے تھے میت کو پھر کوئی ہم میں سے غسل کرتا اور کوئی غسل نہ کرتا روایت کیا اوسکو خطیب نے ابن حجر
نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث اونہوں نے غسل دیا ابوبکر کو جب وہ مر گئے پھر باہر نکلیں اور جو
مہاجرین موجود تھے اون سے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے اور میں روزہ سے ہوں تو کیا مجھپر غسل واجب ہے انہوں
نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے واقدی کے طریق سے انہوں
نے زہری کے بھتیجے سے انہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ غسل دیویں اون کو
اسماء بنت عمیس پھر وہ تھک گئیں تو اونہوں نے مدد لی عبد الرحمن سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہیں ابن ابی ملیکہ
سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے سعد بن ابراہیم سے اور سب مرسل ہیں ابن عمر کی حدیث اونہوں نے خوشبو لگائی
سعید بن زید کے ایک بیٹے (عبد الرحمان) کو اور انکا جنازہ اٹھایا پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا روایت
کیا اوسکو مالک نے موطا میں امام محمد نے اپنے موطا میں کہا کہ ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک وضو نہیں
ہے اوسپر جو جنازہ اٹھاوے یا خوشبو لگاوے یا کفن یا غسل دیوے میت کو اور یہی قول ہے ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا شوکانی

نے کہا حضرت علی اور ابو ہریرہ اور ناصر کا ایک قول اور امامیہ کا قول ہے کہ مردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہے اور اکثر
عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ غسل مستحب ہے اور یہی حق ہے مترجم کہتا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ جو
کوئی غسل دے میت کو چھوڑ دے یا اسکا جنازہ اٹھا وے وہ تازہ وضو کر لیوے واللہ اعلم حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ
اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ ن الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا کَانَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ مَا لَمْ یُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ مَا
الْحَدَثُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ الصَّوْتُ یَعْنِی الضَّرْطَۃَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن بن مغیرہ بن حارث ابن ابی ذئب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
سعید مقبری نے اونہوں نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بندہ نماز میں رہتا ہے (یعنی
نماز کا ثواب اسکو ملتا رہتا ہے) جبتک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے جبتک اوسکو حدث نہو ایک شخص عجمی
(جس کو عربی فصیح نہ آتی ہو گو عرب کا ہو اور شاید یہ شخص وہی ہو حضرموت کا رہنے والا جس کا ذکر کتاب الوضوء کے شروع
میں گذرا) بولا حدث کیا ہے اے ابو ہریرہ انہوں نے کہا آواز یعنی گوز یعنی باد اور جو بلا آواز ہو اسکو پھسکی
کہتے ہیں اور عربی میں فسا ابو داود کی روایت میں یوں ہے کہ وضو نہیں ہے مگر باد یا پھسکی سے اور خاص کیا ان دونوں
حدثوں کو کیونکہ مسجد کے اندر غالبًا یہی ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سوال ایک خاص حدث سے تھا جو نماز کے اندر بھی
ہو جاتا ہے ورنہ اور حدث اس سے بھی زیادہ سخت ہیں جیسے پاخانہ اور پیشاب اور یہ حدیث کل سب ایسی مدینہ کے
ہیں سوا آدم کے وہ بھی مدینہ گئے تھے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ
عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک طیالسی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے
اونہوں نے روایت کی محمد بن مسلم زہری سے اونہوں نے عباد بن تمیم انصاری سے اونہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن زید
مازنی سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے مت پھیر (نمازی اپنے نماز سے) یہانتک کہ آواز
سنے یا بدبو پاوے (حدث کی یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ
مُنْذِرٍ اَبِیْ یَعْلَی الثَّوْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْاَلَ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ فِیْہِ الْوُضُوْءُ رَوَاہُ شُعْبَۃُ
عَنِ الْاَعْمَشِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر بن عبد الحمید

نے اونہون نے روایت کی (سلیمان بن مہران) اعمش سے اونہون نے منذر ابی یعلی ثوری سے اونہون نے محمد بن حنفیہ سے اونہون نے کہا فرمایا حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب نے مین ایک شخص تہا بہت مذی والا (یعنے مذی میری بہت نکلتی تہی) تو مین نے شرم کی کہ پوچہون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حکم اوسکا کیونکہ حضرت کی صاحبزادی حضرۃ سیدۃ النساء خاتون جنت علیہا السلام میرے نکاح مین تہین اور داماد کو ایسی باتین خسر کے سامنے کہنا شرم کی بات ہی) آخر مینے مقداد بن الاسود (صحابی مشہور محب اہل بیت یہ ثعلبہ کی بیٹے ہین اور اسود نے ان کو پال لیا تہا) کو حکم کیا (مذی کا مسئلہ حضرت سے پوچہنے کے لیے) اونہون نے پوچہا آپ سے آپنے فرمایا مذی نکلنے سے وضو ہے (اور غسل نہین ہے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الغسل مین اگر خدا چاہے تو آویگی اور ایک طریق اسحدیث کا کتاب العلم مین گذر چکا اور یہان اسحدیث کو اسلیے لائے کہ اوس سے نکلتا ہے کہ وضو واجب ہے مذی سے کیونکہ وہ حدث ہی اور سبیلین سے نکلتی ہے انتہے عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے روایت کیا اون دونو نے کہا کہ منی وہ پانی ہے جو کود کر شہوت کے وقت نکلتا ہے اور بچہ اوسی پانی سے پیدا ہوتا ہے اوس مین تو غسل لازم ہے اور مذی وہ پانی ہے جو عورت سے بوس و کنار کرتے وقت نکل آتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے اور ودی وہ پانی ہی جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد نکلتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے انتہی اور مذی بالاتفاق علما حدث ہی یعنے سب کے نزدیک مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس مین اختلاف ہے کہ مذی نکلنے کے بعد تمام ذکر کا دہونا ضرور ہے یا نہین مالک اور احمد اور اہلحدیث کے نزدیک ضرور ہے اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک صرف اوس مقام کا دہونا کافی ہے جہان سے مذی نکلتی ہے اور سارے ذکر کا دہونا ضرور نہین **اس باب مین جو حدیثین وارد مین وہ یہہ ہین** ١- ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا حسن صحیح ہے سہل بن حنیف سے اونہون نے کہا مین مذی سے بڑی تکلیف اور سختی اوٹہاتا تہا اور مین اکثر اس سے غسل کیا کرتا تہا تو مینے ذکر کیا اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کافی ہے تجہکو مذی سے وضو مینے عرض کیا یا رسول اللہ کپڑے مین جو لگ جاتی ہے اوسکو کیا کرون آپنے فرمایا کافی ہے تجہے یہ کہ ایک چلو پانی لیوے اور اپنے کپڑے پر چہڑک دیوے جہان تو سمجہے کہ مذی لگ گئی ہے اور اثرم کی روایت مین یہ ہے کہ مین مذی سے تکلیف اٹہاتا تہا پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور مینے آپ سے یہ بیان کیا آپنے فرمایا کافی ہے تجہکو ایک لپ پانی لینا اور چہڑک دینا اوسپر شوکانی نے کہا اسحدیث کی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ ضعیف ہے جب عنعن روایت کرے کیونکہ وہ تدلیس کرتا ہے لیکن اسحدیث مین عنعنہ نہین ہے بلکہ صریح ہے حدیث بیان کرنا ٢

احادیث مذی

ترمذی اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن سعد سے اونہون نے کہا مین نے حضرت سے پوچھا جو پانی کے بعد پانی نکلے آپ نے فرمایا
یہی مذی ہے اور ہر ایک نر کی مذی نکلتی ہے تو دہو اس سے شرمگاہ اپنی اور فوطی اپنی اور وضو کر جیسے نماز کے لیے
وضو کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا اوس کا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا روایت
کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور عبد الحق نے احکام مین کہا کہ اسکے اسناد سے حجت نہ لیجاویگی ۳ طبرانی نے معقل
بن یسار سے کہ حضرت عثمان مذی سے تکلیف اوٹہاتے تھے انہون نے ایک شخص کو حضرت کے پاس بہیجا اوس نے آپ سے
پوچھا آپ نے فرمایا یہ مذی ہے اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے دہو ڈال اوسکو پانی سے اور وضو کر اور نماز پڑہ ۴ طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین حضرت علی سے کہ مین مذی دیکہتا تہا تو مین نے حکم دیا مقداد کو حضرت سے پوچہنے کا آپ نے فرمایا بے
شک ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی نکلے اوس مین غسل ہے اور جب مذی نکلے تو اوس مین وضو ہے ۵ اسحاق بن
راہویہ نے اپنی مسند مین حضرت علی سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا آپ سے مذی کو آپ نے فرمایا ہر نر کی
مذی نکلتی ہے تو ذکر کو دہووے اور وضو کرے ۶ حضرت علی کی یہی روایت جو متن مین مذکور ہوئی اور مسلم کی روایت میں
یہ ہے کہ ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور ایک روایت مین بخاری کے یہ ہے اپنے ذکر کو دہو اور وضو کر شوکانی نے کہا ابوداؤد
نے اس حدیث کو روایت کیا سلیمان بن یسار سے اونہون نے مقداد سے اور ایک روایت مین امام احمد اور نسائی اور
ابن حبان کے یہ ہے کہ حضرت علی نے عمار بن یاسر کو حکم دیا پوچہنے کا اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت علی
نے خود پوچہا اور ابن حبان نے دونون روایتون مین مطابقت کی ہے اس طور سے کہ شاید دو مرتبہ سوال ہوا ہو اور روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے عروہ کے طریق سے حضرت علی سے اوس مین یہ ہے کہ اپنے فوطون کو دہووے اور ذکر کو لیکن عروہ نے حضرت
علی سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین عبیدہ سے اونہون نے حضرت علی سے اور اس اسناد مین کوئی
طعن نہین ہے انتہے ۷ امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے حضرت علی نے کہا ہم نے مقداد کو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اونہون نے پوچہا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دہو ڈال
نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اور سوای پیشاب اور پاخانہ کے اور نجاستون مین ڈہیلے سے پاک
کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور مسئلہ پوچہنے مین کسیکو وکیل کرنا درست ہے انتہے باختصار ۸
امام نسائی نے حضرت علی سے یہی مضمون اوس مین یہ ہے کہ مین نے ایک شخص سے کہا پوچہنے کو جو میرے پہلو مین بیٹہا تہا
دوسری روایت مین یہ ہے کہ مین نے مقداد سے کہا جب کوئی آدمی اپنی عورت پاس بیٹہے پہر مذی نکل آوے اور جماع
نہ کرے اسبات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہہ کیونکہ مین شرم کرتا ہون آپ سے یہ پوچہنے مین آپ کی صاحب

زادی ہے نکاح مین ہے مقداد نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دہووے اور نماز کاسا وضو کرے تیسری روایت مین رافع
بن خدیج سے یہ ہے کہ حضرت علی نے عمار کو حکم دیا چوتھی روایت مین مقداد سے یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکے
یعنے دہووے اور نماز کاسا وضو کرے ٩ ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ابی بن کعب پاس وہ آئے اونکے ساتھ حضرت عمر تھے
پھر ابی نکلے اور کہا کہ مین نے مذی دیکھی تو اپنے ذکر کو دہویا اور وضو کیا حضرت عمر نے کہا کیا یہ کافی ہے انہون نے کہا ہان حضرت عمر نے کہا
کیا تو نے یہ رسول اللہ صلعم سے سُنا انہون نے کہا ہان ١٠ امام مالک نے اسلم عدوی سے حضرت عمر نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجھ
سے جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم مین کسی کو تو دہو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا
ہے ١١ امام مالک نے جندب سے جو بیٹے عبد اللہ بن عمر سے پوچھا مذی کا حکم اونہون نے کہا جب بیٹے تم کو تو پاوے تو اپنی
شرمگاہ دہو اور جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ویسا وضو کر ١٢ امام طحاوی نے سلیمان بن ربیعہ سے اونہون نے نکاح
کی ایک عورت بنی عقیل کی وہ اوسکے پاس جاتے اور اس سے کھیلتے اونہون نے پوچھا حضرت عمر سے اونہون نے کہا جب
تو پانی دیکھے تو اپنی شرمگاہ اور فوطون کو دہو اور نماز کاسا وضو کر ١٣ امام طحاوی نے ابن عباس سے کہ تین چیزین
ہین منی اور مذی اور ودی تو مذی اور ودی مین اپنے ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور منی مین غسل کرے ١٤ امام
طحاوی نے ابو حمزہ سے اونہون نے کہا ابن عباس سے مین جانور پر سوار ہوتا ہون تو مذی نکل آتی ہے ابن عباس نے کہا اپنے
ذکر کو دہو ڈال اور وضو کر جیسا نماز کے لیے کرتا ہے ١٥ امام طحاوی نے حسن سے مذی اور ودی مین اپنی شرمگاہ
دہووے اور وضو کرے نماز کاسا ١٦ امام طحاوی نے سعید بن جبیر سے جب کسی کی مذی نکلے تو حشفہ کو دہووے (ساری
کو) اور نماز کاسا وضو کرے امام شوکانی نے کہا مذی بالاتفاق نجس ہے مگر امامیہ کے نزدیک پاک ہے اور احادیث سے
یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے کے بعد سارے ذکر اور فوطون کو دہووے اور یہی قول ہے اوزاعی اور بعض حنابلہ اور بعض
مالکیہ کا اور عترت اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور یہ کہتے ہین کہ اوسی جگہہ کا دہونا واجب ہے جہان مذی لگ جاوے بدن سے
اور تعجب ہے ابن حزم سے اونہون نے ظاہری ہو کر جمہور کا مذہب اختیار کیا اور کہا کہ سارے ذکر کا دہونا بے دلیل ہے
انتہے حق اوزاعی اور بعض حنابلہ کا قول ہے کہ سارے ذکر اور فوطون کو دہووے جیسے عبد اللہ بن سعد کی حدیث مین
گذرا ف اور روایت کیا اس حدیث کو شعبہ نے اعمش سے ف یعنے شعبہ نے بھی جریر کی متابعت کی حافظ ابن حجر
نے کہا شعبہ کی روایت کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین روایت کیا اسی طرح مین کہتا ہون متابعت کی جریر کی
سوا شعبہ کے ہشیم نے بھی اعمش سے اور اس نے منذر ابی یعلے سے اور اس نے محمد بن حنفیہ سے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ ہر شخص کی مذی نکلتی ہے حدثنا سعد بن حفص قال حدثنا شیبان

عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذٰلِكَ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہم سے سعد بن حفص (ابو محمد طلحی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان ابن عبد الرحمن نحوی ابو معاویہ) نے اونہوں نے روایت کی یحییٰ (ابن ابی کثیر بصری تابعی) سے اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ ابن عبد الرحمان عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف تابعی مشہور) سے انکو خبر دی عطا بن یسار (مدنی) نے انکو خبر دی زید بن خالد (مدنی صحابی) نے کہ اونہوں نے پوچھا حضرت عثمان بن عفان ذو النورین رض سے تبلاؤ مجھکو جب کوئی شخص جماع کرے (یعنے دخول ہو جاوے) اور منی نہ نکلے (یعنے انزال نہ ہو) حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو اپنے دہو ڈالے حضرت عثمان نے کہا یہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زید نے کہا پھر مین نے یہی مسئلہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضے اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اون سب نے یہی حکم دیا زید کو **ف** یعنے سب نے یہی کہا کہ ایسی صورت مین وضو کافی ہے اور غسل ضرور نہیں ہے حافظ صاحب نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الغسل مین آویگی اور وہان یہی معلوم ہوگا کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس باب مین اس حدیث کی بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ جماع کرنا یعنے دخول اگرچہ انزال نہ ہو وضو کو واجب کرتا ہے اور وضو غسل مین داخل ہے اور اوائل اسلام مین صرف وضو ہی واجب تہا ایسی صورت مین بعد اوسکے حضرت نے یہ حکم دیا کہ جب دخول ہو جاوے تو غسل واجب ہے گیا اگرچہ انزال نہ ہو یہ خلاصہ ہے حافظ صاحب کی تحقیق کا **مترجم** کہتا ہے امام بخاری کے نزدیک یہ حکم منسوخ نہیں ہوا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اونہوں نے کتاب الغسل مین یہ کہا کہ غسل واجب ہونے کی حدیث زیادہ عمدہ ہے اور ہم نے کتاب الوضوء مین جو دوسری حدیث اس باب مین بیان کی یعنے یہی حدیث تو اسوجہ سے کہ صحابہ نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین اور غسل مین زیادہ احتیاط ہے انتہے زیادہ احتیاط کے کہنے سے یہ نکلتا ہے کہ وضو بہی کافی ہے مگر احتیاط کے خلاف ہے اور جو یہ حکم منسوخ ہوتا امام بخاری کے نزدیک تو کتاب الغسل مین تصریح کرتے کہ کتاب الوضو مین جو حدیث ہم نے بیان کی وہ منسوخ ہے اس حدیث سے علاوہ اسکے منسوخ حدیث کا بیان کرنا بے فائدہ ہے اور یہ توجیہ کہ وضو کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ غسل کا واجب ہونا منسوخ ہوا ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف وضو کافی ہے اور غسل واجب نہیں اور غسل کے اندر جو وضو آجاتا ہے اسپر اطلاق وضو کا نہیں ہوتا واللہ تعالی اعلم قسطلانی نے کہا پہلے صحابہ میں اس مسئلہ مین اختلاف تہا پھر اجماع ہو گیا غسل واجب ہونے پر اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور

زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابن مسعود اور رافع بن خدیج اور ابو سعید خدری اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور زید بن ثابت اور عطا بن ابی رباح اور ہشام بن عروہ اور اعمش اور بعض ظاہریہ کا یہی قول ہے کہ دخول سے غسل واجب نہین ہر جب تک انزال نہ ہو لتے ہے مترجم کہتا ہے ہم بھی اس مسئلہ کی تحقیق خدا چاہے تو کتاب الغسل ہی میں کرینگے اور اس کے متعلق جتنی حدیثین وارد ہوئی ہین ان کو وہین بیان کرینگے واللہ المستعان حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهٗ وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن منصور (ابن بہرام) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو نضر ابن شمیل ابو الحسن مازنی بصری نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ (ابن حجاج) نے اونہون نے روایت کی حکم (ابن عتیبہ) سے اونہون نے ذکوان ابو صالح (زیات مدنی) سے اونہون نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک انصاری) سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد کو بلا بھیجا (عتبان کو جو مالک کا بیٹا ہے جیسے مسلم کی روایت مین ہے یا صالح کو جیسے ابن اسحاق نے مغازی مین نقل کیا یا رافع بن خدیج کو جیسے امام احمد نے نکالا اور مسلم کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے) وہ آیا اور اسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمنے شاید تجھکو جلدی مین ڈالا **ف** یعنی جماع سے اچھی طرح فارغ نہ ہونے دیا حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قرینہ پر عمل کر سکتے ہین اور وہ قرینہ یہ تھا کہ اوس صحابی نے آنے مین دیر کی جتنی غسل مین دیر ہوتی ہے اور یہ عادت کے خلاف تھا کس لیے کہ صحابہ حضرت کے یاد فرمانے پر فوراً حاضر ہوتے پھر آپ نے اوپر غسل کا نشان دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ جماع مین مصروف تھے اور احتمال تھا کہ اونہون نے انزال سے پہلے نکال لیا ہوگا یا انزال کے بعد تو بھی پوچھا اور اس سے یہ بھی نکلا کہ طہارت پر مداومت کرنا مستحب ہے کیونکہ آپ نے انکار نہ کیا انکی دیر لگانے پر اور شاید یہ واقعہ اوس سے پہلے کا ہے جب آپ کے بلانے پر فوراً حاضر ہونا واجب ہوا کیونکہ واجب مین مستحب کے لیے دیر نہین کر سکتے اور عتبان وہی ہین جنہون نے حضرت سے خواہش کی تھی کہ میرے مکان مین تشریف لاکر نماز پڑھیے تا کہ مین اوس جگہ کو نماز کی جگہ مقرر کر لون اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ اوسی موقعہ کا ہو اور انہون نے غسل مین جلدی کی ہو حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے **ت** اوس نے عرض کیا ہان (آپ کا فرمانا صحیح تھا) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جلدی مین ڈالا جاوے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تجھپر وضو ہے (غسل کرنا ضرور نہین)

متابعت کی نضر کی اس روایت مین اور وہب ابن جریر بن حازم انسے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے امام ابو
عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا غندر محمد بن جعفر اور یحیی ابن سعید قطان نے شعبہ سے وضو نہین نقل کیا **ف**
یعنے غندر اور یحیی نے بھی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی اسی اسناد اور متن سے پر انکی روایتون مین عَلَيْكَ الْوُضُوْءُ
نہین ہے حافظ ابن حجر نے کہا وہب کی روایت کو ابو العباس بن سراج نے اپنی مسند مین نکالا اور غندر اور یحیی کی
روایتون کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور یحیی کی روایت مین یون ہو فَلَيْسَ عَلَيْكَ غُسْلٌ یعنے تیرے اوپر غسل نہین
ہے اور غندر کی روایت مین یون ہے فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ عَلَيْكَ الْوُضُوْءُ اور ایسا ہی نکالا اوسکو مسلم اور ابن ماجہ اور
اسماعیلی اور ابو نعیم نے تو شاید امام بخاری کے کسی شیخ نے یہ حدیث یحیی اور غندر دونو سے نقل کی ہو اور لفظ یحیی
کا ذکر کیا ہو واللہ اعلم **بَابُ** الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ باب اس بیان مین کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرا دے
تو کیا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ
كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى
الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَقَالَ أُسَامَةُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ فَقَالَ الْمُصَلّٰى
أَمَامَكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے اونہون نے روایت
کی یحیی بن سعید انصاری تابعی سے اونہون نے موسی بن عقبہ اسدی مدنی تابعی سے اونہون نے کریب سے جو مولے
تھے ابن عباس کے اونہون نے اسامہ بن زید سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے عرفات سے تو متوجہ ہوئی گھاٹی
کی طرف اور حاجت سے فارغ ہوئے اسامہ نے کہا پھر مین نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے تھے مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا نماز کا مقام تیرے آگے ہے **ف** یعنی مزدلفہ مین جہان مغرب
اور عشا ملا کر پڑھتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی وضو مین دوسرے کی مدد لینے پر
اور یہ نہ کہا کہ یہ فعل جائز ہے یا کیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسے امور کو جن مین اختلاف ہوتا ہے مبہم رہنے
دیتے ہین نووی نے کہا مدد لینا وضو مین تین طرح ہے ایک تو پانی لانے مین اس مین کچھ کراہت نہین مین کہتا
ہون افضل یہ ہے کہ اس مین بھی مدد نہ لیوے دوسرے یہ کہ دوسرا آدمی اعضا کو دھووے اور یہ مکروہ ہے مگر ضرورت سے تیسرے
یہ کہ دوسرا آدمی پانی ڈالے اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسرے یہ کہ اولی کے خلاف ہے مگر جائز ہے اور
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب ثابت ہوا کہ حضرت نے ایسا کیا تو پھر وہ اولی کے خلاف نہ رہا بلکہ اولی ہو گیا اس لیے کہ
جو فعل حضرت کرے وہی اولی ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ بعض کام آپنے جواز کو بیان کرنے کے لیے کیے تو

اسکے حق مین وہ اولی کے خلاف نہ ہوئی پر دوسرے کے حق مین اوسکے خلاف ہین اور کرمانی نے کہا جب اولی اسکا ترک ہوا تو اوسکا فعل مکروہ ہوگا اور جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر فعل جو مکروہ ہے اسکا کرنا اولی کے خلاف ہے مگر جو اولی کے خلاف ہو وہ ضرور نہین کہ مکروہ ہو کیونکہ مکروہ کا اطلاق کبھی حرام پر بھی ہوتا ہے انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ مترجم کہتا ہے مین ان موشگافیون کو اور باریکیون کو پسند نہین کرتا اور مین بری ہون ان باتون سے اللہ اور اوسکے رسول کی رضامندی کے لیے میری یہ رائے ہے کہ جو فعل حضرت نے کیا وہی اولی ہے امت کے لیے بھی بشرطیکہ اوسکی تخصیص آپ سے ثابت نہ ہو پس اس مسئلہ مین بھی حق یہی ہے کہ اکثر آپ اپنے ہاتھ سے وضو کرنا اور خود ہی پانی ڈالنا بہتر ہے کیونکہ آپ نے اکثر ایسا کیا اور کبھی کبھی خصوصًا سفر مین یہ افضل ہے کہ دوسرا شخص پانی ڈالے اور آپ اپنے ہاتھ سے اعضا کو دھووے جیسے حضرت نے کیا اور یہی اولی ہے اور یہی الیق ہے اور یہی علی صواب ہے پس جو فعل حضرت نے کیا اور وہ آپ سے خاص نہ تھا وہی امت کے حق مین بھی اعلے اور اولے اور افضل ہے اگرچہ سارے زمانے کے ملا اور مولوی اوسے اولی نہ کہین بلکہ معاذ اللہ خلاف اولی کہین ؎ بخدا ابروی تو محراب دل حافظ نیست ۔۔ طاعت غیر تو در مذہب ما نتوان کرد ۔۔ اس تقریر سے حافظ ابن حجر کے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جس کام کو کیا اوسکو اولی کے خلاف کہنے مین بھی علما کو تامل ہے اور جس نے کہا اوس نے یہ حکمت بیان کی کہ اورون کے حق مین خلاف اولی ہے اور آپ کے حق مین وہی اولی تھا کیونکہ آپ نے بیان جواز اور امت کی تعلیم کے لیے کیا پھر معاذ اللہ حضرت نے جس کام کو کیا اور کوئی اوسکو مکروہ یا حرام یا قبیح کہے وہ تو مردود اور ملعون اور کافر ہے اگر جان بوجھکر کہ یہ حضرت کا فعل ہے وہ ایسا کہتا ہے اور اس سے توبہ لی جاوے ورنہ قتل کیا جاویگا لعنۃ اللہ علیہ وعلے اتباعہ ارشاد الساری مین ہے جلال محلی نے کہا یون نہ کہا جاویگا کہ وضو کا پانی دوسرے سے ڈلوانا اولی کے خلاف ہے اب یہ حدیث کہ مین اپنے وضو مین کسی سے مدد نہین لیتا حضرت عمر نے جلدی کی آپ پر وضو کا پانی ڈالنے مین تو نووی نے شرح مہذب مین کہا کہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین انتہی حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی (فلاس بصری حافظ مشہور) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الوہاب (ابن عبد المجید ثقفی بصری) نے اونہون نے کہا مین نے سنا یحیی بن سعید (انصاری تابعی) سے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو سعد بن ابراہیم (ابن عبد الرحمان بن عوف

قرشی تابعی ہنے انکو خبر دی نافع بن جبیر بن مطعم (قرشی نوفلی مدنی تابعی) نے انھون نے سنا عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے
وہ حدیث بیان کرتے تھے مغیرہ بن شعبہ ابن مسعود ثقفی صحابی مشہور ہیں اسلام لائے حدیبیہ سے پہلے اور امیر تھے کوفہ کے
وفات پائی ۵۰ھ ہجری مین ان سے اس کتاب مین گیارہ حدیثین مروی ہین ا سے وہ ساتھ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سفر مین اور آپ تشریف لیگئے حاجت کے لیے اور مغیرہ نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے
تھے پھر آپ نے اپنے منہ کو دھویا اور دونو ہاتھونکو اور مسح کیا اپنے سر پر اور مسح کیا دونو موزونپر **ف** حافظ صاحب نے
کہا اس حدیث کی بحث موزونپر مسح کے باب مین آویگی اور اس باب مین اس حدیث کو لانے سے غرض یہ ہے کہ دلیل لیجاوے
وضو مین مدد لینے پر ابن بطال نے کہا وضو ان عبادتون مین سے ہے جن مین مدد لینا درست ہے اور نماز ان مین سے
نہین ہے اور ان دونو حدیثون سے اتنا ہی نکلتا ہے کہ وضو مین اتنی مدد لینا کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا جاوے مکروہ نہین
ہے تو پانی لا دینا بطریق اولی مکروہ نہ ہوگا البتہ اعضا کا دہلانا یہ مکروہ ہے اور ان دونو حدیثون سے اسکا جواز
نہین نکلتا ہان مستحب یہ ہے کہ وضو کے متعلق کسی کام مین مدد نہ لیوے اور وہ جو روایت کیا ابو جعفر طبری نے ابن
عمر سے وہ کہتے تھے مجھے پروا نہین کوئی میری مدد کرے وضو مین یا رکوع مین یا سجدے مین تو اس سے مراد وہ
مدد ہو کہ وضو کرنے والے کے اعضا دھونے مین مدد کرے نہ یہ کہ پانی ڈالنے مین کیونکہ طبری نے مجاہد سے روایت کیا
وہ ابن عمر پر پانی ڈالتے تھے اور ابن عمر اپنے دونو پاؤن دھوتے تھے اور حاکم نے مستدرک مین ربیع بنت معوذ
سے روایت کیا انھون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لائی آپ نے فرمایا ڈال مین نے ڈالا اور
اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ حضر مین بھی ایسی مدد لینا درست ہے کیونکہ باب کی دونو حدیثین سفر سے متعلق ہین
اور امام بخاری اس حدیث کو نہین لائے اس لیے کہ انکی شرط پر نہ تھی انتہے مختصراً نیل الاوطار مین ہے کہ وضو مین مدد
لینے کو مکروہ کہا ہے عترت نے اور فقہا نے لیکن بحر مین ہے کہ پانی ڈالنا بالاجماع جائز ہے کس لیے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا وضو مین اور غزالی وغیرہ شافعیہ نے کہا کہ آپ نے مدد لی اس لیے کہ آپکی آستینین تنگ
تھین اور انکار کیا اسکا ابن الصلاح نے اور کہا کہ حدیث سے مدد لینے کا جواز مطلقاً نکلتا ہے کیونکہ آپنے منہ
بھی دھویا اسیطرح کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا تھا اور بعض فقہا نے کہا کہ یہ مدد سفر مین تھی آپ نے چاہا کہ رفیق چھوٹ
جاوین حافظ نے تلخیص مین کہا کہ اسپر اعتراض ہے اور جس نے مدد کو مکروہ جانا ہے اسنے دلیل لی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے حضرت عمر کو جب وہ دوڑے آپکے ہاتھو پر پانی ڈالنے کے لیے مین اپنے وضو مین
کسی سے مدد نہین لیتا نووی نے شرح مہذب مین کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین اور نکالا اس حدیث کو

کو بزار اور ابو یعلی نے سند میں نضر بن منصور کے طریق سے اور ننے ابو الجنوب سے عقبہ بن علقمہ سے اور نضر ضعیف ہے مجہول ہے اور اس سے حجت نہ لی جاویگی عثمان دارمی نے کہا میں نے ابن معین سے کہا نضر بن منصور روایت کرتا ہی ابن ابی معشر اُن لوگون کو تم پہچانتے ہو اونہون نے کہا یہ لکڑی ڈہونے والے ہین (یعنے غیر معتبر لوگ ہین) اور دلیل لی ہے ابن عباس کی حدیث سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کو کسی کے سپرد نہ کرتے (یعنے کسی سے اوسمین مدد نہ لیتے) روایت کیا اوس کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین مطہر بن ہیثم ہے اور وہ ضعیف ہے اور یہ ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد لی وضو مین اسامہ سے جیسے پہلی حدیث مین گذرا روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور مدد لی آپنے ربیع بنت معوذ سے پانی ڈالنے مین لینے دو نوں تا تھو نیر نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ اور ابو مسلم کجی نے ربیع سے اور ابن الصلاح نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے حافظ نے کہا ابوداؤد کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ ربیع نے حضرت کے واسطے پانی لا دیا تھا اور ترمذی نے تو پانی کا بھی ذکر نہین کیا البتہ مستدرک مین ہے کہ ربیع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی ڈال اوس نے ڈالا اور ابن ماجہ نے ام عیاش سے روایت کیا اونہون نے کہا مین وضو کراتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مین کھڑی ہوتی تھی آپ بیٹھے ہوتے تھے حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے صفوان بن عسال سے اونہون نے کہا مین نے وضو مین پانی ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفر اور حضر مین اس حدیث کو امام بخاری نے تاریخ کبیر مین بھی نکالا حافظ نے کہا اسمین ضعف ہے شوکانی نے کہا ضعف کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اوس کے اسناد مین حذیفہ بن ابی حذیفہ ہے اور ان تمام احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ پانی ڈالنے مین مدد لینا جائز ہے اور مکروہ نہین ہے اور جو حدیثین مدد نہ لینے کے باب مین آئی ہین وہ ضعیف ہین مگر یہ امر ثابت نہین ہوا کہ حضرت نے اپنے اعضاء وضو مین اور کسی سے ملوائے ہون نہ کوئی قول آپ کا اس کے جواز مین ثابت ہی تو ظاہر یہی ہے کہ وضو کے اعضاء اگر اور

. . . .

کسی سے ملوائے گا تو وضو جائز نہ ہوگا اور یہی ظاہریہ کا قول ہے انتہے مختصراً مترجم کہتا ہی اس مقام مین حافظ ابن حجر اور امام شوکانی پر یہ اعتراض کیا ہے بعضون نے کہ ابوداؤد کی کتاب مین ربیع کی ایک روایت مین صاف یہ موجود ہے اسکبی لی وضوء اور ظاہر سکب کے معنے یہی ہین کہ وضو کا پانی ڈالا البتہ اگر سکب سے یہ مطلب ہو کہ وضو کا پانی کسی برتن مین ڈالدے تو خیر مگر یہ ظاہر کے خلاف ہی کیونکہ حاکم نے مستدرک مین اسی حدیث کو ربیع سے روایت کیا جس مین زیادہ تصریح ہے اس بات کی کہ اونہون نے وضو مین آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا تھا البتہ ترمذی

کی کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی اور اس اعتراض کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں اسکبی لی الوضوء سے لام سے
جس کے معنے یہی ہیں کہ پانی ایک برتن میں لاکر رکھدی جیسے انس کی حدیث میں ہے طبرانی میں یا انس اسکب لی وضوءًا
فسکبت لہ اور کبشہ کی حدیث میں ہے جو سنن اربعہ میں ہے فسکبت لہ وضوءً اور جو سکب یہاں برتن میں پانی ڈالنے
کے معنوں میں ہوتا تو اسکی عکس گذرتے اور شان حافظ ابن حجر کی بڑی ہے اس سے کہ ایسے اعتراض ان پر کیے جاویں مگر
ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا
برتن لیکر آئی آپ نے فرمایا پانی ڈال میں نے ڈالا اور اس روایت سے معترض کے اعتراض کی تائید ہوتی ہے اور امام نسائی
نے سنن میں ایک باب قائم کیا خدمتگار وضو کا پانی ڈالتا جاوے تو کیسا ہے پھر یہ حدیث لائے عَنِ الْمُغِيرَةِ سَكَبْتُ
عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَوَضَّأَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنے میں نے جنگ تبوک میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پانی ڈالا جب آپ نے وضو کیا تو مسح کیا دونو موزوں پر اور اس میں سکب کا تعدیہ علی سے ہے
بلا لام کے جیسا ابوداؤد کی روایت میں ہے **بَابٌ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ** باب بیان میں اسکے کہ
قرآن کا پڑھنا حدث کے بعد اور ان حالتوں میں جہاں حدث کا گمان ہو درست ہے کرمانی نے کہا کہ وغیرہ
کی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے یعنے قرآن اور دوسری چیزوں کا جیسے ذکر یا سلام وغیرہ پڑھنا درست ہے حدث
کے بعد بھی اور حدث سے مراد چھوٹا حدث ہے یعنے جس سے وضو لازم آتا ہے نہ جنابت جسکو بڑا حدث کہتے ہیں کیونکہ جنابت
کی حالت میں قرآن پڑھنا درست نہیں ہے شوکانی نے کہا حدث کی حالت میں اگرچہ قرآن پڑھنا اور جو اسکے مانند
ہے جیسے ذکر یا سلام وغیرہ درست ہے لیکن مکروہ ہے تنزیہا اور افضل یہ ہے کہ طہارت کے ساتھ پڑھے مترجم کہتا ہے
کہ کراہت تنزیہی باطل ہوتی ہے ان احادیث سے جن میں یہ ہے کہ حضرت ذکر کرتے اللہ کا ہر وقت اور شاید خصوصیت
ہو حضرت کی مگر اس خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور مناسب یوں کہنا ہے کہ حدث کی حالت میں جائز ہے اور
طہارت کے ساتھ افضل ہے اس باب میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ یہ ہیں مہاجر بن قنفذ کی حدیث انہوں نے سلام
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ وضو کر رہے تھے آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ وضو سے فارغ ہوئے
پھر جواب دیا بعد اسکے فرمایا مجھکو کچھ نہیں روکا جواب دینے سے مگر اسی نے کہ میں نے برا جانا اللہ کی یاد کرنا
بغیر وضو کے روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے بھی اور ایک روایت میں
ابوداؤد کی یہ ہے کہ آپ اسوقت پیشاب کر رہے تھے اور بیان اس حدیث کا مع اپنے متعلقات کی تیمم کے باب
میں گذر چکا ہے ابوجہیم بن حارث کی حدیث صحیحین میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بیر جمل کی طرف

سے ایک شخص آپ سے ملا اوس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار کے پاس آئے آپ نے مسح کیا اپنے منہ اور
دونون ہاتھ پر پھر سلام کا جواب دیا حضرت علی کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کو ادا کرتے پھر نکلتے اور
قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کہاتے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے روایت کیا اس
کو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور
بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور ابن سکن اور عبد الحق اور بغوی نے شرح السنۃ مین اور ابن خزیمہ
نے کہا یہ حدیث میرے اصل مال کی تہائی ہے اور شعبہ نے کہا مین نے کوئی حدیث اس سے زیادہ اچھی بیان نہین کی شافعی
نے کہا اہل حدیث اسکو ثابت نہین کہتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن سلمہ اسکا راوی بگڑ گیا تہا اور اس نے یہ
حدیث بوڑہا ہونے کے بعد روایت کی ایسا ہی کہا شعبہ نے اور خطابی نے کہا کہ امام احمد اس حدیث کو ضعیف کہتے تہے
اور نووی نے کہا ترمذی نے اکثر علما کا خلاف کیا کیونکہ اکثر علما نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور اوپر وہ لوگ بیان
ہو چکے جنہون نے ترمذی کی موافقت کی اس حدیث کے صحیح کہنے مین اور بخاری نے نقل کیا عمرو بن مرہ سے جو راوی ہے اس حدیث
کا وہ کہتا تہا کہ عبد اللہ بن سلمہ ہم سے حدیث بیان کرتے تہے تو بعضی حدیثون کو ہم پہچانتے اور بعضی کو نہ پہچانتے اور
روایت کیا اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین پانچ طریقون سے اور سب مین عبد اللہ بن سلمہ موجود ہے
حاکم نے مستدرک مین کہا بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو نہین نکالا کیونکہ اونہون نے حجت نہین لی عبد اللہ بن سلمہ سے
طحاوی کا ایک لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب حالون مین قرآن پڑھتے مگر جنابت کی حالت مین اور ایک
لفظ مین یہ ہے کہ آپ سب حالون مین ہم کو قرآن سکہاتے مگر جنابت کی حالت مین حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرتے ہر وقت روایت کیا اوسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور
ذکر کیا اوسکو امام بخاری نے بغیر اسناد کے شوکانی نے کہا امام مسلم نے بہی اس حدیث کو روایت کیا نووی نے کہا جو
شخص حاجت مین مصروف ہو یعنی پیشاب یا پائخانہ کر رہا ہو وہ اللہ کی یاد کرے تو مکروہ ہے اور علما نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین نہ تسبیح کرے نہ تکبیر نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دیوے نہ چھینکنے والے کا اور جو خود چھینکے تو الحمد للہ نہ
کہے اور نہ اذان کا جواب دیوے اسیطرح جماع کی حالت مین بہی کوئی ذکر الہی نہ کرے اگر ان حالتون مین چھینکے تو
دل مین الحمد للہ کہہ لیوے اور زبان نہ ہلاوے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی تو اگر کوئی شخص ان حالتون مین ذکر
الہی کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور اکثر علما کا اور ابن منذر نے اوسکو نقل کیا ابن
عباس اور عطا اور سعید جہنی اور عکرمہ سے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین نے کہا کہ حاجت کی حالت مین ذکر الہی

کرنا برا نہین اب حاجت کیوقت بات کرنا وہ بہی منع ہو مگر ضرورت کیوقت درست ہے جیسے کوئی اندہا کنوے مین گرتا ہو یا سانپ یا بچہو کسی اندہے کو کاٹنے آوے تو اوسکو خبر دیوے انتہے ابن عمر کی حدیث امام طحاوی نے روایت کی نافع سے اونہون نے کہا مین ابن عمر کے ساتہہ گیا ابن عباس پاس کسی کام کے لیے اونہون نے اپنی حاجت ادا کی اور اوس دن یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین اور آپ پائخانہ یا پیشاب سے نکلے تہے اوس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ شخص گلی مین غائب ہونے لگا تب آپ نے اپنے دونو ہاتہہ دیوار پر مارے اور تیمم کیا منہ کے لیے پہر دوسری بار ہاتہہ مارے اور تیمم کیا دونو ہاتہون کے لیے پہر اوس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نہین روکا مجہکو تیرے سلام کا جواب دینے سے مگر اس نے کہ مین باوضو نہ تہا اور روایت کیا امام طحاوی نے ضحاک بن عثمان کے طریق سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ پیشاب کر رہے تہے آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار پاس آئے اور تیمم کیا عمرو بن عبسہ کی حدیث امام طحاوی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو رات کو باوضو سووے اور اللہ کی یاد پر پہر رات کو جاگے اور اللہ سے مانگے کوئی چیز دنیا یا آخرت کی مگر اللہ تعالی اوسکو عنایت فرماویگا معاذ بن جبل کی حدیث اسی مضمون کی روایت کیا اوسکو امام طحاوی نے اور اس باب مین جو آثار وارد ہوئے ہین وہ یہ ہین ابن عباس اور ابن عمر رضہ سے روایت کیا امام طحاوی نے کہ وہ دونو قرآن پڑہتے تہے اور بے وضو ہوتے تہے اور روایت کیا ابن عباس سے کہ وہ اپنا ورد پڑہتے تہے قرآن کا اور بے وضو ہوتے اور روایت کیا ابان سے اور اوس نے ابن عمر سے کہا جب مین پانی بہاؤن تو اللہ کا ذکر کرون اونہون نے کہا پانی بہانے سے کیا مراد ہے مین نے کہا جب پیشاب کرون اونہون نے کہا ہان اللہ کی یاد کر اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ عبد اللہ بن مسعود ایک شخص کو پڑہا رہے تہے (قرآن) جب فرات کے کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو رہا عبد اللہ نے کہا تجہے کیا ہوا وہ بولا مجہکو حدث ہوا عبد اللہ نے کہا پڑہے جا وہ پڑہنے لگا اور عبد اللہ اوسکو بتانے لگے اور روایت کیا سلمان سے اونکو حدث ہوا وہ قرآن پڑہنے لگے لوگون نے کہا تم کو حدث ہوا اور تم قرآن پڑہتے ہو اونہون نے کہا ہان مین جنب نہین ہون اور روایت کیا شعبہ سے اونہون نے کہا مین نے قتادہ سے پوچہا ایک شخص بے وضو قرآن پڑہے اونہون نے کہا مین نے سعید بن المسیب سے سنا وہ کہتے تہے ابو ہریرہ کبہی ایک صورت پڑہتے اور وہ بے وضو ہوتے ذکر کیا ان تمام آثار کو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ لَا بَاْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَّامِ اور منصور بن المعتمر نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اونہون نے کہا حمام مین قرآن پڑہنے مین کچہ قباحت نہین **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر

کو سعید بن منصور نے موصولاً روایت کیا ابو عوانہ سے اونہون نے منصور سے اسی طرح اور روایت کیا عبد الرزاق نے ثوری سے
اونہون نے منصور سے اونہون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن پڑہنے کو انہون نے کہا حمام قرآن پڑہنے
کے لیے نہین بنا ہے مین کہتا ہون یہ ابو عوانہ کی روایت کے خلاف نہین ہے کیونکہ اس سے جواز نکلتا ہے اور سعید بن
منصور نے محمد بن ابان سے روایت کیا انہون نے حماد بن ابی سلیمان سے اونہون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن
پڑہنے کو اونہون نے کہا مکروہ ہے اور پہلا اسناد زیادہ صحیح ہے اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت کیا انہون نے کہا
برا گہر ہے حمام اوس مین ستر دور کیجاتی ہے اور وہان ایک آیت بہی قرآن کی نہین پڑہی جاتی اور اس سے قرآن
پڑہنے کی کراہت حمام مین نہین نکلتی بلکہ یہ بیان ہے حمام کے حال کا کہ وہان غفلت ہوتی ہے ذکر الٰہی سے اور
ابو حنیفہ سے بہی اسکی کراہت منقول ہے اور مخالفت کی انکی امام محمد اور امام مالک نے اون دونون نے کہا مکروہ
نہین ہے کیونکہ کراہت کی کوئی خاص دلیل نہین ہے اور یہی کہا صاحب عدہ اور صاحب بیان نے شافعیہ مین سے اور
امام نووی نے تبیان مین بہی عدم کراہت نقل کی البتہ شرح کفایہ مین ہے کہ پڑہنا نہ چاہیے اور حلیمی نے کہا حاجت
کیوقت بہی قرآن پڑہنا اسی کی مثل ہے اور سبکی کبیر نے عدم کراہت کو ترجیح دیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن کا پڑہنا اور
بہت پڑہنا مطلوب ہے پہر اگر حدث کیحالت مین منع ہو تو بہت ثواب جاتا رہے گا پہر کہا حمام مین اگر قاری پاک مکان
مین ہو اور کشف ستر نہ ہو تو قرآن پڑہنا مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے **مترجم** کہتا ہے فتاوی قنیہ جو حنفیون کی بڑی
معتبر کتاب ہے اوس مین لکہا ہے کہ قرآن کا پڑہنا پائخانہ مین درست ہے لیکن قسطلانی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ
حمام اور پائخانے مین قرآن کا پڑہنا مکروہ ہے پائخانہ مین تو نجاست کی وجہ سے اور حمام مین مستعمل پانی کی وجہ سے
اور وہ بہی نجس ہے اور حق میرے نزدیک کراہت ہے کیونکہ امام ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانہ مین تشریف لیجاتے تو اپنی انگوٹہی نکال لیتے ترمذی نے
کہا یہ حدیث صحیح ہے اور یہ اثر ثابت ہے کہ آپ کی انگوٹہی کا نقش محمد رسول اللہ تہا روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور
حاکم نے بہی نسائی نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور ابو داؤد نے کہا منکر ہے اور دارقطنی نے اسمین اختلاف بیان
کیا اور نووی نے کہا کہ ترمذی کا قول رد کیا گیا ہے اور منذری نے کہا ٹہیک یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ راوی
اسکے سب ثقہ ہین اور متابعت کی انکی ابو الفتح قشیری نے اور علت اس حدیث کی یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو ہمام نے
ابن جریج سے اور ابن جریج نے زہری سے نہین سنا بلکہ روایت کیا اوسکو زیاد بن سعد سے اونہون نے زہری سے
دوسرے لفظ سے اور روایت کیا اوسکو ہمام کے ساتہہ مرفوعاً یحییٰ بن ضریس بجلی اور یحییٰ بن متوکل نے نکالا ان

دونون روایتون کو حاکم اور دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو عمر بن عاصم نے اور وہ ثقات مین سے ہین ہمام سے موقوفاً
انس پر اور بیہقی نے اوس کا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوسکے ضعف کیطرف اور راوی اسکے سب ثقہ ہین
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ
تھا پھر آپ جب پاخانے جاتے تو اوسکو اتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے
احادیث ضعیفہ مین اور اسکے راوی سب ثقے ہین مگر محمد بن ابراہیم رازی وہ متروک ہے اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی کا اوتارنا
اسی وجہ سے تھا کہ اوسپر اللہ کا نام کندہ تھا پس زبان سے بھی اللہ کا ذکر کرنا پاخانے اور نجس مقامات مین مکروہ ہوگا البتہ
ذکر قلبی کرسکتا ہے اور اسکے لیے کوئی مقام اور کوئی وقت مانع نہین ہے اور یہ ذکر قلبی کہ زبان سے کوئی حرف نہ
نکلے نہ آواز اہل باطن کے نزدیک مستحب ہے بلکہ شیخ شہاب الدین سہروردی نے اوسکی فضیلت مین ایک حدیث
بھی نقل کی ہے اور علماء ظاہر کا یہ قول ہے کہ جب تک زبان سے حروف نہ نکالے اور اتنی آواز نہ نکلے کہ خود سنے اوس
وقت تک ذکر کا ثواب نہ ہوگا اور قرآن شریف سے ذکر قلبی کیطرف اشارہ نکلتا ہے اور حق اس باب مین اہل باطن کا
قول ہے مگر یہ ضرور ہے کہ عبادات شرعیہ مین اسیطرح ذکر کرے جیسے علماء ظاہر نے کہا ہے اور تائید کرتا ہے
کراہت کی وہ مضمون بھی جو روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اوس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ
آپ نے تیمم کیا پھر سلام کا جواب دیا اور یہ حدیث مہاجر بن قنفذ کے طریق سے اور کئی بار گذر چکی تو کانی نے کہا اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حاجت کرتے وقت اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے اگرچہ وہ ذکر واجب ہو جیسے سلام کا جواب دینا
نووی نے کہا اس پر اتفاق ہے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے اونہون نے کہا
مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دو مرد نہ نکلین پاخانے کو جاتے ہوے اپنا ستر کھولے
ہوے باتین کرتے ہوے کیونکہ اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے اس سے اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے
اپنی صحیح مین اوس سے حجت لی ہے اور بعض حافظون نے عکرمہ کی اس حدیث کو ضعیف کیا ہے یحیی بن ابی کثیر سے لیکن
اس تضعیف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ مسلم نے اوسکی حدیث نکالی یحیی سے اور بخاری نے اسکی روایت سے
پیچھے شہادت لی ہے اور ترغیب و ترہیب مین ہے کہ اوسکے اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے اور
وہ مجہولون مین سے ہے اور ابن سکن نے اس حدیث کو نکالا اور صحیح کہا اور ابن قطان نے جابر سے اوس مین یہ ہے کہ جب دو
آدمی پاخانہ کرین تو ہر ایک اپنے ساتھی سے چھپ جاوے اور باتین نہ کرین حافظ ابن حجر نے کہا یہ معلول ہے انتہی

وَيُكْتَبُ الرِّسَالَةُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ رسالہ خط بے وضو لکھ سکتا ہے **ف** چونکہ رسالہ
میں اول میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے اسی طرح کتاب میں اکثر اللہ کا ذکر آتا ہے اور کبھی قرآن کی آیت بھی لکھنا ہوتی ہے
تو پوچھنے والے نے خیال کیا کہ شاید بے وضو اسکا لکھنا مکروہ ہوگا تو ابراہیم نے کہا کہ مکروہ نہیں ہے اور بعض نسخوں
میں یکتب ہے صیغہ مضارع سے اور بعض نسخوں میں یکتب ہے یا بی جارہ سے تو عطف ہوگا بالقراۃ پر یعنے کچھ قباحت
نہیں ہے بے وضو رسالہ لکھنے میں اور رسالہ سے مراد کتاب اور خط ہے اور یہیں علم کی کتابیں بھی داخل میں حافظ ابن
حجر نے کہا اس اثر کو عبد الرزاق نے ثوری سے روایت کیا انہوں نے منصور سے انہوں نے کہا میں نے ابراہیم سے پوچھا
کیا میں بے وضو رسالہ لکھوں ابراہیم نے کہا ہاں وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ اِزَارٌ فَسَلِّمْ وَ
اِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ اور حماد بن ابی سلیمان نے فقیہ مشہور ابو حنیفہ کے استاذ نے ابراہیم سے نقل کیا اگر حمام والے تہ بند باندھے
ہوں تو انکو سلام کر ورنہ سلام نہ کر **ف** روایت کیا اسکو ثوری نے اپنے جامع میں اور سلام کرنا منع ہوا جب ننگے
ہوں تاکہ انکی ذلت ہو کیونکہ وہ بدعت میں مصروف ہیں یا اسوجہ سے منع ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور سلام کا جواب دینگے اور سلام
بھی ذکر الٰہی ہے کیونکہ سلام علیکم قرآن میں موجود ہے اور سلام اللہ کا نام ہے اور دوسری توجیہ پر اس اثر کا ذکر باب
کے مناسب ہے جاوے گا لیکن عینی نے کہا ہے اول توجیہ میں یہ اثر باب سے تعلق نہ رکھیگا اور اسکا لانا صرف حمام کی مناسبت
کی وجہ سے ہوگا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ
عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ
النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ
مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ
فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک نے امام مشہور نے
انہوں نے روایت کی مخرمہ بن سلیمان (مدنی) سے انہوں نے کریب سے جو مولی تھے ابن عباس کے کہ عبد اللہ بن عباس نے بیان
کیا ان سے کہ وہ ایک رات ام المومنین میمونہ کے پاس رہے جو بی بی تھیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ابن عباس

کی خالہ تہین ابن عباس نے کہا تو مین بچہونے کے عرض مین لیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اوسکی لنبائی مین لیٹے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدہی رات ہوگئی یا اوس سے کچہ تہوڑا بعد تو آپ جاگے پہر بیٹہے اور لینے ہاتہہ سے نیند کو پونچہنے لگے اپنے مونہہ سے (یعنے آنکہین ملنے لگے ہاتہون سے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد آنکہون کا مسح کرنا ہے کیونکہ نیند پر مسح نہین ہو سکتا یا نیند کے اثر کا مسح کرنا ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ نیند کا اثر تو خود نیند ہے اور یہ اعتراض لغو ہے کس لیے کہ نیند کا اثر خود نیند نہین ہو سکتا بلکہ پلکون کا لٹکنا آنکہون کا چپک جانا یہ نیند کا اثر ہے اور اسکا مسح ہو سکتا ہے **ف** پہر آپنے دس آیتین پڑہین سورہ آل عمران کے اخیر کی (یعنے ان فی خلق السموات سے اخیر سورت تک) **ف** باب کا ترجمہ یہین سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نیند سے اوٹہے تہے اور اپنی بی بی کے ساتہہ سوئے تہے اور پہر آپنے اسکے بعد وضو کیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ باوضو نہ تہے باوجود اسکے آپنے قرآن پڑہا ابن بطال نے کہا اس سے رد ہو گیا اوس شخص کا جو قرآن کا پڑہنا بے وضو مکروہ جانتا ہے ابن منیر نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ آپ کا وضو نیند سے نہین جاتا تہا کیونکہ آپنے فرمایا میری آنکہین سوتی ہین اور دل نہین سوتا اور آپنے جو اس کے بعد وضو کیا وہ احتمال ہے کہ وضو پر وضو کیا ہو یا ان آیتون کے پڑہنے کے بعد آپ کا وضو جاتا رہا ہو تو آپنے وضو کیا ہو حافظ ابن حجر نے ابن منیر کا یہ جواب دیا کہ وضو پر وضو کرنا نرا احتمال ہے جسپر کوئی دلیل نہین یا ور سونے سے آپکا وضو نہ جانا مسلم ہے پر یہ کہان سے معلوم ہوا کہ اُس سونے مین آپ کا وضو قائم رہا تہا اور جب آپنے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو جاتا رہا تہا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب آپ اپنی بی بی کے ساتہہ سوئے تو ظن غالب ہے کہ مساس اور لمس ہوا ہوا اور اس سے بہی وضو ٹوٹ جاتا ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہو جاویگا اور امام بخاری کا یہ مطلب اس حدیث سے نہین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو صرف سونے سے ٹوٹ جاتا تہا کیونکہ امام بخاری نے اس حدیث کو دوسرے باب مین نکالا اور اس مین یہ ہے کہ آپ لیٹے رہے پہر سو گئے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پہر نماز پڑہی **ف** پہر آپ کہڑے ہوئے ایک مشک کیطرف جو لٹک رہی تہی پہر وضو کیا اوس سے اور اچہی طرح وضو کیا پہر کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے ابن عباس نے کہا مین بہی کہڑا ہوا اور جیسا آپنے کیا تہا مینے بہی کیا پہر مین گیا اور آپکے بائین پہلو مین جاکر کہڑا ہوا آپنے اپنا داہنا ہاتہہ میرے سر پر رکہا اور میرا داہنا کان پکڑ کر آپ اسکو ملنے لگے (پیار سے یا تنبیہ کی نیت سے کہ داہنی طرف کیون نہ کہڑا ہوا) پہر آپنے دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین پہر دو رکعتین (یعنے سب بارہ رکعتین) پہر وتر پڑہا (یعنے ایک رکعت وتر کی ادا کی) پہر آپ لیٹے رہے یہانتک کہ موذن آیا پہر آپ کہڑے ہوئے اور دو رکعتین ہلکی پہلکی پڑہین (یعنے فجر کی سنتین) پہر حجرے سے باہر

باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑہی اپنے اصحاب کے ساتہہ ف قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ اور وتر
اور تفسیر مین نکالا اور مسلم نے صلوٰۃ مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے **بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ**
باب بیان مین اوسکے کہ وضو نہین لازم آتا غشی سے مگر اوس غشی سے جو سخت ہو ف یعنی جس سے بالکل ہوش اور حواس
جاتے رہین اور اس سے رد کیا مصنف نے اوس شخص کا جو مطلق غشی سے وضو کو لازم کہتا ہے حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ
عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي
فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتَّى
تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَ
أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ
إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ
فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا وَ
أَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل ابن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے مالک ابن انس امام
مشہور نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ ابن زبیر بن عوام سے اونہون نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر بن زبیر
بن عوام سے اونہون نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر سے (وہ بی بی تہین زبیر کی) اونہون نے کہا مین حضرت عائشہ
پاس گئی جو بی بی تہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسوقت سورج گہن ہوا دیکہا تو لوگ نماز پڑہ رہے ہین اور
حضرت عائشہ بہی نماز پڑہ رہی ہین مین نے کہا لوگون کو کیا ہوا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا آسمان
کیطرف اور کہا سبحان اللہ (نماز کے اندر یعنے تم سورج کو نہین دیکہتین اوس مین گہن لگا ہے) مین نے کہا کچھ
نشانی ہے (لوگون کے عذاب کی) انہون نے اشارہ کیا ہان پہر مین کہڑی ہوئی یہانتک کہ غشی نے مجھکو ڈہانک
لیا (یعنے مجھکو غش آگیا کہڑے کہڑے یا پریشانی سے) اور مین اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی ف ابن بطال نے کہا
غشی ایک بیماری ہے جو بہت تہکنے کے بعد پیدا ہوتی ہے یا بہت کہڑے رہنے کی بعد اور یہ ایک قسم ہے بیہوشی کی
مگر بیہوشی سے کم ہے اور اسماءؓ نے اپنے سر پر پانی ڈالا اوسکو دفع کرنے کیلیے اور اگر غشی سخت ہوتی تو بیہوشی ہوتی

کیطرح ہوجاتی اور ہوتی ہی وضو ٹوٹ جاتا ہی بالاجماع اور اسما نے اپنے سر پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے حواس قائم تھے پس
ایسی حالت مین وضو نہ ٹوٹیگا اور یہ دلیل اسما کے فعل سے ہی اسوجہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑہتی
تہین اور آپ اپنے پیچھے والون کو نماز مین دیکھتے تہے تو آپنے انکار نہ کیا اسما پر وضو نہ کرنے سے اور اس حدیث کی کچھ
بحث کتاب العلم مین گذری اور باقی بحث کتاب الکسوف مین آویگی انشاءاللہ تعالی (فتح) ف جب حضرت نماز
سے فارغ ہوئے اور پھرے (نماز سے یا مسجد سے) تو آپنے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی پھر فرمایا کوئی چیز ایسی
نہین ہے جسکو مین نے نہ دیکھا تہا مگر وہ مجھکو دکھلائی گئی اسی جگہہ مین یہانتک کہ دوزخ اور بہشت بہی اور مجھپر وحی
ہوئی کہ تمہارا امتحان ہوگا قبرون مین جیسے دجال سے امتحان ہوگا یا قریب دجال کے امتحان کے (فاطمہ نے کہا مین
نہین جانتی اسما نے کونسا لفظ کہا (یعنے یون کہا جیسے دجال کا امتحان یا قریب دجال کے امتحان کے) تم مین
سے ایک کے پاس آوینگے (یعنے فرشتے اللہ کے) اور کہینگے تو اس شخص کو (یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو) کیا جانتا تہا پہر مومن یا موقن مجھے یاد نہین اسما نے کونسا لفظ کہا (دونو لفظون کے معنے ایک مین
یعنے یقین کرنے والا ایماندار جسکے دل مین شک اور شبہ اور نفاق نہ ہو) کہیگا وہ محمد ہین اللہ کے رسول ہمارے
پاس دلیلین لیکر آئے اور ہدایت (یعنے معجزے اور قرآن) تو ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے اور پیروی کی پہر
اوس سے کہا جاویگا تو سو رہ نیک بخت ہم تو جانتے تہے کہ تو یقین کرنے والا تہا لیکن منافق یا مرتاب مجھے یاد
نہین اسما نے کونسا لفظ کہا (منافق کے معنے دل مین کفر زبان پر ایمان رکھنے والا مرتاب وہ جسکو شک ہو پورا
پورا یقین نہ ہو دین کی باتون کا) وہ کہیگا مین نہین جانتا مین نے لوگون کو سنا وہ کچھ کہتے تہے تو مین نے بہی کہا
ف یعنی معاذاللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو لوگ شاعر یا کاہن کہتے تہے مین بہی ایسا ہی سمجھا
اور مین نے خود غور نہین کیا لوگون کی بات پر چلا معاذاللہ انتہا درجہ تقلید کا یہی نتیجہ ہی باپ دادا کی باتین
اگلے بزرگون کی باتین خاندان کی رسمین قوم کی رسمین پیر و مرشدون کی باتین درویشون اور فقیرون کی
رسمین عورتون کی رسمین کسیکو بغیر سمجھے بوجھے مان لینا حماقت اور سفاہت ہی بلکہ قرآن اور حدیث پر پیش کرنا
چاہیے جو اوسکے موافق ہو وہ خیر ورنہ لغو اور پوچ اور واہی ہے اور قیامت مین یہ کہنا کام نہ آویگا کہ لوگ
ایسا کہتے تہے یا ایسا کرتے تہے تو مین نے بہی کیا کیونکہ لوگون کی پیروی کرنیکا حکم ہمکو نہین ہمارے آقا
ہمارے مالک ہمارے شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے اوسکی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی
کتاب صحیح بخاری ہمارے پاس موجود ہے بس یہ دو کتابین ہم کو کافی ہین ہم لوگ سارے زمانے کے مولوی اور ملا اور

درویشون اور بزرگون کی باتون کو ان دو کتابون سے جانچین گے اور جو بات ان کے خلاف نکلیگی وہ انہی کو مبارک رہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے مرتے دم تک ہم کو قرآن اور صحیح بخاری پر قائم رکھہ اور آخرت مین ہمارا حشر کر ان لوگون مین جو ان دونون کتابون پر چلتے تھے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو علم اور طہارت مین نکالا اور کسوف مین اور اعتصام مین اور اجتہاد مین اور سہو مین اور مسلم نے صلوۃ مین نا تمام **بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهٖ** سارے سر پر مسح کرنیکا بیان لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اور مسح کرو اپنے سرون پر اور اس مین قید نہین کہ آدہے سر پر کرو یا چوتہائی سر پر کرو تو ظاہر یہی ہے کہ مراد سارا سر ہے جیسے منہہ سے مراد سارا منہہ ہے اور جو مراد آدہا یا چوتہائی سر ہوتا تو حق تعالی اسکو بیان کر دیتا جیسے ہاتہون مین بیان کر دیا کہ کہنیون تک دہوؤ اور پاؤن نیز بیان کر دیا کہ ٹخنون تک دہوؤ پس جب سر پر عمامہ نہ ہو تو سارے سر پر مسح کرنا لازم ہے اور اگر عمامہ ہو تو عمامہ کے اوپر مسح کر لیوے وہ سر کے قائم مقام ہو جاویگا جیسے موزے پر مسح پاؤن دہونے کے قائم مقام ہو جاتا ہے یہی مذہب ہے اہل حق اور اہل تحقیق کا اور چوتہائی سر یا آدہے سر کا مسح فرض ہونا ایک بے دلیل بات ہے گو اسکے قائل بڑے بڑے لوگ ہون اور اوپر اسکا بیان تفصیل سے گذرا وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا اور سعید بن المسیب (تابعی جلیل مشہور فقیہ) نے کہا عورت بہی مرد کے مثل ہے اپنے سر پر مسح کرے (حافظ ابن حجر نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا اور اس مین یہ ہے کہ عورت اور مرد مسح مین برابر ہین اور امام احمد سے منقول ہے انہون نے کہا عورت کو اپنے آگے کے سر پر مسح کرنا کافی ہے) وَسُئِلَ مَالِكٌ اَيُجْزِئُ اَنْ يَّمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ امام مالک سے پوچہا گیا کیا آدہے یا پاؤ سر کا مسح کافی ہے تو انہون نے حجت لی عبد اللہ بن زید کی حدیث سے (حافظ صاحب نے کہا کہ پوچہنے والا اسحاق بن عیسی بن طباع تہا یہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین بیان کیا اور اس مین یہ ہے کہ مین نے امام مالک سے پوچہا کوئی شخص آگے کے سر پر مسح کرے وضو مین یعنے صرف پیشانی پر یا چوتہائی سر پر جیسے حنفیہ کا قول ہے اکیا یہ کافی ہے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عمرو بن یحیی نے انہون نے روایت کی اپنے باپ سے انہون نے عبد اللہ بن زید سے انہون نے کہا مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو مین پیشانی سے لیکر گدی تک پہر ہاتہون کو لوٹا یا پیشانی تک تو مسح کیا سارے سر پر اور حضرت سے یہ ثابت نہین ہوا کہ آپ نے مسح کیا ہو بعض سر کا مگر مغیرہ کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپ نے پیشانی اور عمامہ پر انتہی مختصرا نووی نے کہا کہ سارے سر کا مسح کرنا مستحب ہے بالاجماع شوکانی نے کہا اور واجب ہے اکثر عترت اور مالک اور مزنی اور جبائی اور امام احمد کے نزدیک ایک روایت مین اور ابن علیہ کا بہی یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اور اسکی کوئی حد نہ

نہین کی ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا طبری کا بھی یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ چوتہائی سر کا مسح واجب
ہے اور ثوری اور اوزاعی اور لیث نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے لیکن آگے کے بعض پر کریگا اوریہی قول ہے احمد
اور زید بن علی اور ناصر اور باقر اور صادق علیہم السلام کا اور ثوری اور شافعی نے ایک انگلی سے بھی مسح جائز رکہا ہے
اور ظاہر نے اختلاف کیا بعضون نے سارے سر کا مسح واجب کیا اور بعضون نے کہا بعض کا کافی ہے جو لوگ سارے سر کا مسح
واجب کرتے ہین انکی دلیل عبد اللہ بن زید کی یہی حدیث ہے روایت کیا اوسکو جماعت نے یعنے ساتون عالمون نے اور
طلحہ بن مصرف کی حدیث کہ حضرت نے اپنے سر پر مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہونچے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد
نے مخالفین یہ کہتے ہین کہ یہ فعل ہے حضرت کا اور فعل سے وجوب ثابت نہین ہوتا وہ کہتے ہین قرآن مین سر کے مسح کا حکم ہے
اور سر سے مراد ظاہرا سارا سر ہے مخالفین یہ کہتے ہین کہ قرآن مین برؤسکم ہے اور با تبعیض کے لیے ہے وہ کہتے ہین با
تبعیض کے لیے نہین آتی سیبویہ نے اپنی کتاب مین بیدرہ مقام مین اسکا انکار کیا ہے جو لوگ بعض سر کا مسح کافی
سمجھتے ہین وہ انس کی حدیث سے دلیل لیتے ہین جسکو ابو داؤد نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کے سر پر قطرے (سرخ دہاری دار) عمامہ تہا آپنے اپنا ہاتہہ عمامہ کے نیچے سے اندر ڈالا اور مسح کیا آگے کے سر پر
اور عمامہ کو نہین توڑا اور روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا اپنی
پیشانی اور عمامہ پر ابن قیم نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مین بھی صحیح نہین ہوا کہ آپنے آدہے
یا چوتہائی سر کے مسح پر اکتفا کیا ہو لیکن یہ منقول ہے کہ آپنے جب پیشانی پر مسح کیا تو اسکو عمامہ پر پورا کیا اور انس کی حدیث
سے یہ نہین نکلتا کہ آپنے عمامہ پر مسح کو پورا نہین کیا اور مغیرہ کی حدیث نے اوسکو ثابت کیا تو وجوب سے رجوع کرنا اوس طرف
اور علاوہ اسکے حافظ صاحب نے کہا کہ انس کی حدیث کا اسناد اعتراض سے خالی نہین ہاننتہے شوکانی نے کہا کہ اس
مین کچھ شک نہین کہ سارے سر کا مسح کرنا اولی ہے لیکن اوسکے وجوب مین کلام ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی
نے اور کہا حسن ہے ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت نے وضو کیا اونکے پاس تو مسح کیا سارے سر پر بالون کے اوپر سے ہر طرف سے
بالون کے اخیر تک اور بالون کو نہین ہلایا اپنی حالت سے (یعنے انکو اولٹا نہین) اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مسح کیا
اپنے سر پر دو بار شروع کیا اخیر سے پہر آگے سے اور اپنے دونو کانون پر انکی پیٹہ اور پیٹ پر شوکانی نے کہا روایت
کیا اسحدیث کو امام احمد نے اور اسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور اس مین مشہور گفتگو ہے خاصکر جب اوسکی روایت
عنعن سے ہو اور ایک روایت مین امام احمد کے یہ ہے کہ حضرت نے وضو کیا اون کے پاس تو مینے دیکہا آپنے مسح کیا
اپنے سر پر بالون کی سیدہ پر آگے اور پیچہے اور مسح کیا کنپٹیون پر اور دونو کانون پر اندر اور باہر اور روایت

کیا اوسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی اور رب کے اسناد مین ابن عقیل ہے شوکانی نے کہا انس کی حدیث مین جو حافظ صاحب نے
کہا کہ اسکے اسناد مین اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ ابو معقل اوسکا راوی انس سے مجہول ہے لیکن باقی رجال اوسکے ثقہ مین
امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین دلیل لی بعض سر کے مسح پر مغیرہ کی حدیث سے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس مین دلیل
نہین ہے کیونکہ اسی حدیث مین یہ موجود ہے کہ آپنے پورا کیا مسح کو عمامہ پر دوسرے یہ دلیل بیان کی کہ قیاس کیا اوسکو
موزون کے مسح پر اور اسکا جواب یہ ہے کہ موزون کا مسح جسطرح حضرت سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ انکے اوپر کی جانب مسح
کرے اور سر مین اسطرح ثابت نہین ہوا پس قیاس فاسد ہے تیسری دلیل لی ابن عمر کے اثر سے کہ وہ مسح کرتے تھے
آگے کی جانب پر سر کے جب وضو کرتے اور اسکا جواب یہ ہے کہ موقوف روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہین ہے علاوہ
اسکے اسمین یہ کہان ہے کہ اونہون نے پورا نہ کیا مسح کو عمامہ پر اور شاید اوسکے سر پر عمامہ ہو اور اونہون نے مسح کو
عمامہ پر پورا کیا ہو جیسا حضرت نے کیا اور یہ قریب ہے قیاس کے کیونکہ ابن عمر کو بڑا تشدد تھا حدیث کی اتباع مین انتہی
ہدایہ مین ہے کہ ساری سر پر مسح کرے اور یہی سنت ہے حافظ نے تلخیص مین کہا کہ صاحب ہدایہ نے اشارہ کیا عبد اللہ
بن زید کی حدیث کیطرف جو صفت وضو مین ہے اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا حضرت نے دونو ہاتھون سے آگے لے
گئے اور پیچھے سے لائے ایک بار روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے ابن منده نے کہا کہ ساری سر کے مسح کو
کسی نے روایت نہین کیا سوا مالک کے اور یہ غلط ہے کیونکہ ابن وہب نے یحیی بن عبد اللہ بن سالم سے بھی روایت کیا مثل
مالک کی روایت کے نکالا اوسکو طحاوی نے اور ابن عیینہ نے اس روایت مین ایک نادر بات نقل کی کہ مسح کیا سر پر دو بار
ابن عبد البر نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے ابن عیینہ اور شاید اونہون نے آگے سے لیجانے اور پیچھے سے لانیکو دو بار
سمجھا انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے تکرار مسح کو ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہین اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ تکرار صحیح
نہین اور سنت یہی ہے کہ ایک مرتبہ مسح کرے اسطرح کہ دونو ہاتھون کو پیشانی سے گدی تک لیجاوے پھر گدی سے پیشانی
تک لے آوے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ
ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا
وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو مالک بن انس (امام مشہور)

نے اونہوں نے روایت کی عمرو بن یحییٰ (بن عمارہ) مازنی سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے کہ ایک شخص نے (عمرو بن ابی حسن نے) عبد اللہ بن زید (انصاری) سے کہا وہ (یعنی عمرو بن ابی حسن) دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے (یعنی باپ کے چچا مجازًا انکو دادا کہا حافظ صاحب نے کہا بعضوں نے یوں تفسیر کی ہے کہ عبد اللہ بن زید دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے اور یہ غلط ہے) کیا تم مجھکو دکھا سکتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے عبد اللہ بن زید نے کہا ہاں پھر انہوں نے پانی منگوایا (ایک روایت میں ہے کہ پیالہ منگوایا یا طشت پیتل کا پانی لانے کا) اور اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انکو دو بار دہویا (ایک روایت میں ہے کہ تین بار دہویا) پھر کلی کی اور ناک سنکی تین بار (ایک روایت میں ہے تین چلوؤں سے) پھر دہویا اپنے مونہہ کو تین بار پھر دہویا اپنے دونوں ہاتھوں کو دو دو بار دونوں کہنیوں تک (یعنی کہنیوں سمیت اور اسپر اتفاق ہے تمام علما کا سوا زفر کے اونکے نزدیک کہنیاں دہونے میں داخل نہیں ہیں) ف اور امام مالک سے بہی ایک روایت زفر کے موافق ہے لیکن امام شافعی نے ام میں کہا کہ میں کسیکا خلاف نہیں جانتا اس میں کہ کہنیوں کا دہونا واجب ہے وضو میں تو زفر کا قول اجماع کے خلاف ہے اسی طرح بعض اہل ظاہر کا اور امام مالک سے صراحتًا کہنیوں کا خارج ہونا منقول نہیں مگر اشہب نے ایک کلام محتمل ان سے نقل کیا ہے اور کہنیوں کے داخل ہونے پر حضرت کے فعل سے دلیل لا سکتے ہیں دارقطنی نے باسناد حسن روایت کیا حضرت عثمان سے پھر دہوئے دونوں ہاتھ اپنے کہنیوں تک یہانتک کہ بازوؤں کے کناروں تک پہونچے اور دارقطنی نے روایت کیا جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی دونوں کہنیوں پر پانی بہاتے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور طحاوی اور طبرانی نے ثعلبہ بن عباد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت نے پھر دہویا اپنی دونوں ہاتھوں کو یہانتک کہ پانی بہنے لگا آپ کی دونوں کہنیوں پر تو یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں ایک دوسرے کو (فتح) مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے اس باب میں اس صحیح حدیث کو بیان نہ کیا جسکو امام مسلم نے نکالا ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے وضو کیا تو منہ دہویا اور وضو پورا کیا پھر داہنا ہاتھ دہویا یہانتک کہ بازو میں دہونا پہونچ گیا پھر بایاں ہاتھ دہویا یہانتک کہ بازو میں دہونا پہونچ گیا پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دہویا یہانتک کہ پنڈلی تک دہونا پہونچ گیا پھر بایاں پاؤں دہویا یہانتک کہ پنڈلی تک دہونا پہونچ گیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور ابو ہریرہ نے کہا حضرت نے فرمایا تم سفید منہ سفید ہاتھ پاؤں ہوگے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑہا سکے وہ بڑہا دے منہ کی اور ہاتھ پاؤں کی (نووی) میں ہے کہ اس حدیث سے وضو میں بڑہانے کا استحباب نکلتا ہے اور استحباب میں کسی کا خلاف نہیں لیکن اختلاف ہے اسکے مقدار میں بعضوں نے

کہا بڑہانے کا کوئی مقدار معین نہیں جتنا چاہئے بڑہا دے بعضوں نے کہا آدہی بازو اور آدہی پنڈلی تک بعضوں نے کہا مونڈہوں تک اور گھٹنوں تک نووی نے کہا حدیث ان سب باتوں پر دلالت کرتی ہے اور ابن بطال اور قاضی عیاض نے جو کہا کہ علما کا اتفاق ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑہانا مستحب نہیں یہ غلط ہے کیونکہ بڑہانا حضرت کے فعل سے اور ابوہریرہ سے ثابت ہے اور ہمارا یہی مذہب ہے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے اسکا مذہب مردود ہے صحیح حدیثوں سے اور رہ وہ حدیث آئی ہے کہ جس نے اسپر بڑہایا یا اس سے کم کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اسکو خلاف نہیں ہے کیونکہ مراد اس سے تین بار سے بڑہانا ہے، حافظ نے تلخیص میں کہا ابن بطال نے شرح بخاری میں اور قاضی نے کہا کہ بغلوں تک دہونے کو صرف ابوہریرہ نے نقل کیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک جماعت سلف اور اصحاب شافعی اوسکے قائل ہیں اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا نافع سے کہ عبداللہ بن عمر کبھی وضو میں بغلوں تک بہی پہنچ جاتے تھے اور ابوعبید نے باسناد صحیح اوسکو نکالا نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے انتہی مختصرا **ت** پہر مسح کیا اپنے سر پر دونوں ہاتہوں سے آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے **ف** حافظ صاحب نے کہا امام شافعی نے کہا قرآن کی آیت میں احتمال ہے کہ ساری سر کا مسح مراد ہو یا بعض سر کا لیکن سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اب اگر کوئی کہے کہ پیشانی کا مسح جیسے مغیرہ کی حدیث میں ہے سفر کے عذر سے تہا یا اوسکو پورا کیا عمامہ پر جیسے امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سے آگے کے سر کا مسح مروی ہے بغیر سفر کے اور اس میں عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے جیسے روایت کیا شافعی نے عطا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر عمامہ کو سر کا ملیا اپنے سر سے اور مسح کیا آگے کے سر پر اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو ابوداؤد نے انس سے پر اوس کے اسناد میں ابومعقل ہے جسکا حال معلوم نہیں تو مرسل سے موصول کو قوت ہوئی اور موصول سے مرسل کو اور یہ مثال ہے اوس کی جو امام شافعی نے بیان کیا کہ مرسل کو قوت ہوتی ہے دوسرے مرسل سے یا مسند سے اور اس باب میں حضرت عثمان سے بہی مروی ہے صفت وضو میں اونہوں نے کہا اور مسح کیا آگے کے سر پر نکالا اوسکو سعید بن منصور نے اور اسکی اسناد میں خالد بن یزید بن ابی مالک ہے اوس میں اختلاف ہے اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے بعض سر کے مسح پر اکتفا کرنا نقل کیا اوس کو ابن منذر وغیرہ نے اور کسی صحابی سے اسکا انکار ثابت نہیں ہوا یہ ابن حزم نے کہا اور ان سب باتوں سے اوس مرسل کو قوت ہوتی ہے جو اوپر گذری تمام ہوا کلام حافظ صاحب کا مترجم کہتا ہے اللہ تعالی حافظ ابن حجر سے راضی ہو اگرچہ محقق تہے علم حدیث کے اور امام اور حافظ تہے پر اس مقام میں اونہوں نے شافعی مذہب کی تائید کی ہے اور آزادی سے گفتگو نہیں کی اور مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ عطا کی مرسل جو شافعی اور بیہقی نے روایت کی استدلال کے لائق نہیں کس لیے کہ مرسل حدیث شافعیہ کے

نزدیک مستحب نہیں ہے علاوہ اسکے اس مرسل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے سر پر اسوقت عمامہ تھا تو کیا مانع ہے اس سے
کہ آپنے پورا کیا ہو مسح کو عمامہ پر اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی مغیرہ کی حدیث جو باسناد صحیح اور موصول مروی ہے
اسیطرح سند حدیث انس کی جسکو نکالا ابوداؤد اور حاکم نے وہ ضعیف ہے استدلال کے لائق نہیں اور ابن عمر
اور عثمان کے آثار محمول ہیں اسپر کہ مسح کو پورا کیا ہوگا عمامہ پر قطع نظر اسکے صحابی کا فعل شافعیہ کے نزدیک حجت
نہیں ہے اور صحابہ سے انکار بعض سر کے مسح کا منقول نہونا اوسکی اثبات جواز پر دلالت نہیں کرتا البتہ شافعیہ اور
حنفیہ کا یہ کہنا کہ قرآن میں وامسحوا برؤسکم میں با تبعیض پر دلالت کرتی ہے یہ بھی غلط ہے جیسے اوپر گذرا اور جو با تبعیض
کے لیے ہوتی تو تیمم میں فامسحوا بوجوہکم آیا ہے پس چاہیے کہ بعض منہ کا مسح کافی ہوا اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا اوسمیں
اختلاف ف شروع کیا آگے کے سر سے یہانتک کہ دونوں ہاتھوں کو اپنی گدی تک لے گئے پھر لوٹا لائے انکو جہاں سے
شروع کیا تھا ف اس سے نکلتا ہے کہ اقبل کے معنے حدیث میں آگے سے لی گئی ہے جیسے ہم نے ترجمہ کیا اور ظاہر
معنے اقبل کا یہ ہے کہ آگے لائے اور ادبر کا یہ ہے کہ پیچھے لے گئے اسصورت میں پیچھے سے شروع کرنا مسح کا اولی ہوگا مگر یوں
کہہ سکتے ہیں کہ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے اور یہ مضمون مفسر ہے اس میں کہ شروع آگے سے کیا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث میں
داخل ہے امام مالک کا کلام نہیں ہے ف پھر اپنی دونو پاؤن کو دھویا ف وہیب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے
کہ ٹخنوں تک **باب غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ** دونوں پاؤں کو دونو ٹخنوں تک دھونا ف حافظ صاحب
نے کہا کہ ٹخنہ وہ اونچی ہڈی ہے جہاں پر پنڈلی اور قدم کا ملاپ ہے اور یہی صحیح ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ نعمان بن
بشیر کی حدیث میں ہے کہ میں نے دیکھا ہر شخص ہم میں سے اپنا ٹخنہ اپنے پاس والے کے ٹخنے سے ملا لیتا یعنے نماز کی
صف میں اور امام محمد نے ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ ٹخنہ وہ ہڈی ہے جہاں پر جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور شاید انہوں
نے یہ معنی اس حدیث سے سمجھا ہے کہ محرم اگر جوتی نہ پاوے تو موزوں کو دونو ٹخنوں تک کاٹ ڈالے کیونکہ اس حدیث میں
ٹخنے سے وہی ہڈی مراد ہے جو قدم کی پشت پر تسمہ باندھنے کی جگہہ میں انتہے مختصر حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ
قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِيْ حَسَنٍ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ لَهُمْ وُضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكْفَاَ عَلٰى يَدِهٖ مِنَ التَّوْرِ
فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ
وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً
وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے موسی بن اسماعیل تبوذکی نے انہوں نے

کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب (بن خالد باہلی) نے انہون نے روایت کی عمرو (ابن یحییٰ بن عمارہ مازنی) سے انہون نے اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے انہون نے کہا مین موجود تہا عمرو بن ابی حسن (یعنے میرے چچا) نے عبد اللہ بن زید (انصاری) سے پوچہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر تہا یہ سنکر عبد اللہ نے ایک پیالہ یا کٹرہ یا طشت (پیتل یا پتہر کا) منگوایا پانی کا اور وضو کیا اونکے لیے (یعنے پوچہنے والے اور اسکے ساتہیون کو دکہانے کے لیے) جیسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تہے تو پہلے پیالہ کو جہکا کر پانی ڈالا اپنے ہاتہ پر پہر دونو ہاتہون کو دہویا (برتن مین ہاتہ ڈالنے سے پہلے) تین بار پہر اپنا ہاتہ پیالے مین ڈالا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی تین بار تین چلوون سے (یعنے ہر ایک چلو سے آدہے سے کلی کی اور آدہے پانی کو ناک مین ڈالا اور یہی صحیح ہے) پہر اپنا ہاتہ (پیالہ مین) ڈالا اور اپنے مونہہ کو تین بار دہویا پہر دونو ہاتہون کو دو بار دہویا دونون کہنیون تک پہر اپنا ہاتہ ڈالا اور سر پر مسح کیا تو آگے لائے اور پیچہے لے گئے ایک بار پہر اپنے دونو پاؤن کو دہویا دونو ٹخنون تک

بَاب اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ باب بیان مین استعمال کرنے اوس پانی کے جو لوگون کے وضو سے بچ رہا ہو **ف** برتن مین ایسا ہی کہا حافظ نے فتح الباری مین قسطلانی نے کہا یا مراد وہ پانی ہے جس سے طہارت کی گئی حدث سے یعنے مستعمل پانی اور اسکا بیان آگے کرینگے

وَاَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ اور حکم کیا جریر بن عبد اللہ (بجلی صحابی مشہور) نے اپنے گہر والون کو وضو کرنے کا اس پانی سے جو انکی مسواک کرنے سے بچ رہتا **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی وغیرہما نے قیس بن ابی حازم سے اونہون نے جریر سے روایت کیا اور اسکے بعض طریقون مین یہ ہے کہ جریر مسواک کرتے تہے اور اپنی مسواک کا سر پانی مین ڈبو دیتے تہے پہر اپنے گہر والون سے کہتے تم اس پانی سے وضو کرو جو بچ رہا ہے اور اسمین کچہ قباحت نہین دیکہتے تہے اور صحیح کہا اسکو دارقطنی نے اوس مین یہ ہے کہ جریر اپنے گہر والون سے کہتے تم وضو کرو اس پانی سے جس مین اپنی مسواک ڈالون اور یہ اثر مرفوعًا بہی مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے انس سے کہ حضرت وضو کرتے تہے اپنی مسواک کے بچے ہوئے پانی سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور ابو طالب نے امام احمد سے پوچہا اس حدیث کا مطلب اونہون نے کہا آپ اپنی مسواک برتن مین ڈالتے اور مسواک کرتے پہر جب مسواک سے فارغ ہوتے تو اسی پانی سے وضو کرتے اور یہان لوگون نے ایک اشکال کیا ہے وہ یہ کہ امام بخاری اس اثر کو اس باب مین کیون لائے کیونکہ یہ بات تو مستعمل پانی کے پاک ہونے کی ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ دوسری حدیث مین ہے کہ مسواک منہ کے پاک کرنے والی ہے پہر جب مسواک پانی مین ڈبوئی گئی تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اب اوس سے وضو کرنا گویا مستعمل پانی سے وضو کرنا ہوا انتہے مختصرًا

مترجم کہتا ہے عینی نے اپنی شرح میں امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اس اثر کو ترجمہ باب سے کوئی تعلق نہیں ہے میں
کہتا ہوں کہ عینی نے غور نہیں کیا کیونکہ غرض امام بخاری کی بہت باریک ہے وہ یہ کہ جب سے اک کی اوس پانی سے
جو ایک برتن میں کہا ہے اور مسواک کو اوس میں ڈبوتے گئی تو گویا ایک جزو وضو کا اس پانی سے کیا گیا اسلیے کہ
مسواک اور کلی کرنا وضو کا ایک جز ہے اب جو اوس پانی سے وضو کیا تو گویا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا
اور یہی ترجمہ باب ہے حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ
خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ
مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ
وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَقَالَ أَبُو مُوسَى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ
وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے حکم (بن عتیبہ کوفی) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ سوائی ثقفی کوفی اسی ربیعہ
صحابی ہیں ان سے اس کتاب میں سات حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکلے
(یعنے برآمد ہوئے) دوپہر کیوقت پھر آپکے سامنے وضو کا پانی لایا گیا آپنے اوس سے وضو کیا پھر لوگ اوس پانی
کو لینے لگے جو آپکے وضو سے بچا تھا (یعنے اوس پانی کو بانٹ لیا اور احتمال ہے کہ وہ پانی مراد ہو جو آپکے اعضا
سے بہتا تھا اور یہی یہ نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے) اور اسکو پھیرنے لگے اپنے بدن پر برکت کے لیے اسلیے
کہ وہ پانی آپکے بدن مبارک سے لگا تھا اگر وہ پانی مراد ہو جو اعضا سے بہا تو اسکا تو بدن سے لگنا ظاہر
ہے اور جو وہ پانی مراد ہو جو وضو کے بعد بچ رہا تھا وہ بھی متبرک تھا کس لیے کہ آپنے اپنا ہاتھ مبارک اسمیں
ڈبویا تھا اور بدن پر پھیرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنے منہ اور ہاتھوں پر ملنا شروع کیا) پھر آپنے ظہر کی دو رکعتیں
پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں (کیونکہ یہ واقعہ سفر کا ہے اور حدیث صلوۃ میں بھی مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی) اور آپکے سامنے ایک برچھی تھی آڑ کے لیے (اسلیے کہ آپ اسوقت جنگل میں تھے) اور (ابو موسے
(عبد اللہ بن قیس اشعری صحابی مشہور) نے کہا (یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جسکو مولف نے مغازی میں
نکالا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا جعرانہ میں پھر اپنے
ہاتھ دونو ہاتھ دہوئے اور منہ دہویا اسی پیالہ میں اور کلی کی اوسمیں بعد اسکے فرمایا اون دونو سے

یعنے ابو موسی اور بلال سے) اس مین سے پیو اور اپنے منہ اور سینون پر ڈالو اور ابن بطال نے اس حدیث سے دلیل لی کہ آدمی کا لعاب نجس نہین ہے اور کہانے اور پانی مین پہوکنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اوس مین لعاب گر کر نہ گرے اور طبیعت کو نفرت نہ ہو نہ نجاست کیوجہ سے ؎ حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم بن سعد قال حدثنا ابي عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرني محمود بن الربيع قال وهو الذي مج رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه وهو غلام من بئرهم وقال عروة عن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه واذا توضأ النبي صلى الله عليه وسلم كادوا يقتتلون على وضوئه ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے جو مدینی تھے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ ابراہیم نے اونہون نے روایت کی صالح ابن کیسان سے اونہون نے روایت کی ابن شہاب یعنے محمد بن مسلم زہری سے انہون نے کہا خبر دی مجہکو محمود بن ربیع نے ابن شہاب نے کہا محمود وہ شخص تہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکے منہ مین ایک کلی کی تہی اوسوقت وہ بچہ تہے (پانچ برس کے) انکے کنوے سے (یعنے محمود اور انکی قوم کے کنوے سے چنانچہ دوسری روایت مین محمود نے کہا ہے کہ مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد ہے جو آپنے میرے مونہہ پر کی تہی ڈول سے اور مین اوسوقت پانچ برس کا تہا) اور عروہ ابن زبیر بن عوام نے کہا مسور ابن مخرمہ جو نواسے تہے عبد الرحمان بن عوف کے اور شہید ہوے ایک پتہر کی مار سے حجاج ملعون کے لشکر کیطرف سے جب اوس نے محاصرہ کیا تہا مکہ معظمہ کا اور مسور اوسوقت نماز پڑہ رہے تہے مقام ابراہیم مین) وغیرہ سے روایت کر کے **ف** وغیرہ سے مراد مروان بن حکم ہے چنانچہ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الشروط مین نکالی مطلب یہ ہے کہ عروہ نے مسور اور مروان دونو سے روایت کیا اور کرمانی سے اس مقام مین دو غلطیان ہوئی ہین ایک تو یہ کہ وغیرہ کو اونہون نے مجہول قرار دیا اور یہ عذر کیا کہ متابعت مین مجہول راوی کا ذکر کرنا جائز ہے حالانکہ یہ مجہول نہین بلکہ مولف نے کتاب الشروط مین صاف اسکی تصریح کر دی اور یہان اختصار کے خیال سے نہ سند کو ذکر کیا نہ وغیرہ کا نام لیا دوسرے یہ کہ وقال عروۃ کا عطف اونہون نے اخبرنی محمود پر کیا تو مطلب یہ ٹہیرا کہ صالح بن کیسان نے محمود کی حدیث کو زہری سے روایت کیا اور مسور کی حدیث کو بہی زہری سے جو انہون نے عروہ وغیرہ سے اس صورت مین قال عروہ معلق نہ ہوا بلکہ موصول ہوا اور یہ مخالف ہے ائمہ نقل کے روایات کے اور افسوس ہے کہ کرمانی ایسے مطالب مین عقل کیطرف دوڑتے ہین اور نقل کی طرف نہین جاتے جو اولی ہے نقلی ابواب مین (فتح ملخصاً) **ف** اور ہر ایک اون دونون مین سے سچ کہتا ہے دوسرے کو **ف** یعنی ہر ایک مسور اور مروان مین سے دوسرے کیحدیث کی تصدیق کرتا ہے یہان بہی کرمانی نے غلطی کی اور کہا کہ کلو احد منہما کی ضمیر مسور اور محمود

کیطرف پہرتی ہو حالانکہ ایسا نہین بلکہ مسور اور مروان کیطرف پہرتی ہے (فتح) **ف** اسپر بیان کیا حدیث کو خیر
تک اسمین یہ ذکر ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا جو صلح حدیبیہ مین مشرکون کیطرف سے آیا تہا جب لوٹ کر قریش کے پاس
گیا) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ہین تو آپکے اصحاب قریب ہوجاتے ہین لڑائی کرین آپکے وضو
کے پانی پر **ف** ایسی محبت ہو آپسے اور ایسے جان نثار ہین آپکے کہ آپکے وضو کا بچا ہوا پانی اون کو جان سے زیادہ
عزیز ہے اوس کے حاصل کرنے مین لڑنے اور مرنے کے قریب ہوجاتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ ابوذر کی روایت مین بجائے
کادوا کے کانوا ہے اور صحیح نہین کیونکہ صحابہ نے لڑائی نہین کی اسپر انتہے **باب** یہ مستملی کے نسخہ مین ہو اور اکثر
نسخون مین باب کا لفظ نہین ہے اور اسکے بعد جو حدیث مذکور ہے وہ پہلے ہی باب سے تعلق رکہتی ہے **حدثنا**
عبد الرحمن بن یونس قال حدثنا حاتم بن اسمعیل عن الجعد قال سمعت السائب بن یزید یقول ذہبت
بی خالتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابن اختی وقع فمسح راسی ودعا لی بالبرکۃ
ثم توضأ فشربت من وضوئہ ثم قمت خلف ظہرہ فنظرت الی خاتم النبوۃ بین کتفیہ مثل زر الحجلۃ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمان بن یونس نے (جو بغدادی ہین اور حافظ) انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے حاتم بن اسمعیل (کوفی) نے انہون نے روایت کی جعد ابن عبد الرحمان بن اوس مدنی سے انہون نے کہا مین
نے سنا سائب بن یزید (کندی) جو صغار صحابہ مین سے ہین وہ سات برس کے سن مین اپنے باپ کے ساتہہ تہے حجۃ الوداع
مین اور انسے اس کتاب مین چہہ حدیثین مروی ہین) سے وہ کہتے تہے مجہکو میری خالہ (جنکا نام معلوم نہین ہوا) جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئین اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بہن کا بیٹا بیمار ہو پاؤن کی درد سے
(اور بعض روایتون مین وجع ہے وقع کے بدلے اسکے معنے بیمار) آپنے یہ سنکر اپنا ہاتہہ میرے سر پر پہیرا (سبحان اللہ کیا
نیک قسمت سائب کی) اور میرے لیے برکت کی دعا کی پہر آپنے وضو کیا مین نے آپکے وضو کا پانی پیا یعنے وہ پانی
جو آپکے اعضا سے ٹپکتا جاتا تہا اس سے بہی مستعمل پانی کی طہارت نکلتی ہے) پہر مین آپ کی پشت (پیٹہہ) کے پیچہے کہڑا ہوا اور
مین نے نبوت کی مہر کو دیکہا آپکے دونون مونڈہون کے بیچ مین وہ ایسی تہی جیسے چہپرکہٹ کی گہنڈی **ف** ایک روایت
مین ہے جیسے کبوتر کا انڈا اور ایک روایت مین ہے جیسے سیب اور اختلاف ہو کہ ولادت کے وقت سے یہ مہر آپکے
جسم پر موجود تہی یا بعد ولادت کے پیدا ہوئی ابونعیم نے دلائل مین ایک حدیث بیان کی جس سے دوسرا امر ثابت ہوتا ہو
حافظ صاحب نے کہا مہر نبوت کا بیان انشاء اللہ تعالی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین پورا کیا جاویگا اور ان
حدیثون سے امام بخاری نے دلیل لی اوس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو مستعمل پانی کو نجس جانتا ہے اور وہ

ابو یوسف ہین شاگرد ابو حنیفہ کے اور امام شافعی نے ام مین امام محمد سے نقل کیا ہے کہ ابو یوسف اس قول سے پھر گئے تھے پھر دو ماہ کے بعد اسی قول کی طرف پھر گئے اور ابو حنیفہ سے اس باب مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک نہین کرتا (یعنے اوس سے طہارت نہین کر سکتے جیسے وضو یا غسل) امام محمد نے ایسا ہی روایت کیا ہے امام ابو حنیفہ سے اور یہی قول ہے محمد اور شافعی کا جدید اور اسی پر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک دوسرے یہ کہ وہ نجس ہے بنجاست خفیفہ ابو یوسف نے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو حنیفہ سے تیسرے یہ کہ وہ نجس ہے بنجاست غلیظہ حسن بن زیاد لولوی نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور ان حدیثون سے اس کا رد ہوتا ہے کیونکہ نجس متبرک نہین ہو سکتا۔ (مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ جواب دے سکتے ہین کہ ان حدیثون سے استدلال صحیح نہین کیونکہ مستعمل پانی اورون کا نجس ہے نہ حضرت کا حضرت کے تو تمام فضلات بھی پاک اور طاہر تھے) اور بعضون نے نجاست کی یہ دلیل کی ہے کہ اس پانی سے گناہ دور ہوتے ہین جیسے اور احادیث مین وارد ہے امام مسلم کے تو جیسے دور کرنا اسکا اور جواب اسکا یہ ہے کہ گناہ دور ہونے سے نجس ہونا لازم نہین آتا اور دور کرنا اگر ضرور ہوتا تو اس سے تبرک نہ لیا جاتا ابن منذر نے کہا اسپر اجماع ہے کہ جو تری وضو کرنیوالے کے اعضا پر رہ جاتی ہے اور جو ٹپکتا ہے اوسکے کپڑون پر وہ پاک ہے اس سے بھی نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک کرنیکا بیان کتاب الغسل مین انشاء اللہ تعالی آویگا تمام ہوا کلام حافظ صاحب کا اور کلی کے پاک ہونے سے دلیل لی مستعمل پانی کے پاک ہونے پر کیونکہ کلی مین بھی پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اس مین تھوک وغیرہ مل جاتا ہے شوکانی نے نیل مین کہا کہ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے اور بعض حنفیہ اور ابو العباس نے اوسکو نجس کہا ہے اور جمہور کی دلیلین بہت ہین ایک ابو جحیفہ کی حدیث صحیح بخاری مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو باہر نکلے پھر وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا لوگ آپکے بچے ہوئے پانی کو بدن پر ملنے لگے ایک روایت مین ہے جسکو پانی نہ ملا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لیتا اور ذکر کیا ابو موسے اور سائب بن یزید کی حدیثون کو جو اوپر گذرین منتقی الاخبار مین دلیل لی مستعمل پانی کے پاک ہونے پر جابر کی حدیث سے جو صحیحین مین ہے کہ حضرت میری عیادت کو آئے مین بیماری سے بیہوش تھا آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا امام شوکانی نے کہا یہ دعوی کہ مستعمل پانی حضرت کا پاک تھا اور اورون کا نجس ہے محض بے دلیل ہے کیونکہ آپ کا اور آپ کی امت کا ایک حکم ہے جب تک تخصیص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور دوسرے دلیل منتقی الاخبار مین یہ ہے کہ جماعت نے روایت کیا سوا بخاری اور ترمذی کے حذیفہ سے اور روایت کیا جماعت نے ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جنابت کی حالت مین تو سرک گئے پھر غسل کیا اور آئے اور بولے کہ مین جنب

سنا حضرت نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا شوکانی نے کہا اسکی مفہوم سے حجت لی ہے بعض ظاہریہ نے اور بحر میں نقل کیا ہادی
اور قاسم اور ناصر اور مالک سے ان سب نے کہا کہ کافر نجس عین ہے اور یہی مذہب ہے امامیہ اثنا عشریہ کا اور قوت دیتی ہے اس
مذہب کو یہ آیت انما المشرکون نجس یعنے مشرک نجس ہیں جمہور علما یہ کہتے ہیں کہ آیت میں نجاست سے مراد نجاست اعتقادی
ہے اور حدیث کا یہ مقصود ہے کہ مسلمان اپنے اعضا کی طہارت کا خیال رکھتا ہے اور کافر خیال نہیں رکھتا اور دلیل جمہور
کی اس تاویل پر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز کیا اور ظاہر ہے کہ بی بی کا پسینہ اسکا اور
اعضا مرد سے ضرور لگتے ہیں اور حضرت نے ثقیف کے قاصدوں کو مسجد میں اتارا وہ مشرک تھے اور باوجودیکہ صحابہ نے کہا وہ نجس
ہیں لیکن آپ نے فرمایا ان کی نجاست زمین پر کچھ نہیں ہے بلکہ انکے دلوں میں ہے اب رہی ابو ثعلبہ کی حدیث جس میں اہل
کتاب کے برتنوں میں کھانے سے ممانعت کی اور فرمایا کہ اگر اور برتن ملیں تو ان میں نہ کھاؤ اور جو اور برتن نہ ملیں تو
ان کو دھو ڈالو پھر ان میں کھاؤ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم کافر کی نجاست کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے
برتنوں میں شراب اور سور کھاتے اور پکاتے تھے جیسے احمد اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ ہمارا ملک اہل کتاب
کا ملک ہے وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور صحیحین میں مروی ہے کہ حضرت نے وضو کیا ایک مشرک
عورت کی مشک سے اور ثمامہ بن اثال کو آپ نے مسجد کے ستون سے باندھا حالانکہ وہ مشرک تھا اور خیبر میں یہودی عورت
کی بھنی بکری کا گوشت کھایا اور وہ پنیر کھایا جو نصاری کے ملک سے آتا تھا جیسے روایت کیا احمد اور ابوداؤد نے ابن عمر
سے اور ایک یہودی کی دعوت میں جو کی روٹی اور گوشت کھایا اور قرآن میں طعام اہل کتاب کو حلال قرار دیا حالانکہ
یہ سورہ مائدہ میں ہے اور وہ اخیر میں اتری اور آپ نے کفار کو کھانا کھلوایا اور آپکے اصحاب نے اور برتنوں کو نہیں
دھلوایا نہ اسکا حکم کیا کہ وہ دھوئے جاویں اور سلف سے یہ امر ثابت نہیں کہ وہ کافروں کی رطوبات سے پرہیز کرتے ہوں اور جو
پرہیز کرتے تو یہ مشہور ہو جاتا ابن عبد السلام نے کہا کہ مسلمان سے گھی خریدنا اور کافر سے گھی نہ لینا اسکی اصل سلف سے
نہیں نکلتی اور صحابہ نے ادہر خیال نہیں کیا اور یہ حدیث اصل ہے مسلمان کی طہارت میں اگر زندہ ہو تو اسکی طہارت پر
اجماع ہے اور جو مردہ ہو تو اس میں اختلاف ہے ابو حنیفہ اور مالک اور اہل بیت میں سے ہادی اور قاسم اور موید باللہ اور
ابو طالب کے نزدیک وہ نجس ہے اور اوروں کے نزدیک پاک ہے اور بحر میں اول مذہب والوں کے لیے دلیل لی ہے کہ جب
حبشی زمزم میں گر کر مر گیا تھا تو اسکا پانی سینچنے کے لیے حکم دیا گیا تھا اور یہ مرفوع نہیں البتہ ابن عباس کا فعل
ہے جیسے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور صحابی کا قول یا فعل مخالف پر حجت نہیں ہو سکتا اور یہی جائز ہے کہ
پانی کا سینچنا نجاست کی وجہ سے نہ ہو بلکہ طبیعت کی کراہت دور کرنے کے لیے ہو علاوہ اسکے معارض ہے اس تقریر

حذیفہ کی حدیث اور خود ابن عباس کا قول جسکو امام شافعی نے نکالا کہ مومن نجس نہیں ہوتا نہ زندگی میں نہ مرنے کے بعد اور معارض ہے اسکے ابوہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ تمہارا مردہ پاک ہے اور ہی اور کافی ہے تم کو ہاتھ دہو ڈالنا اور جب مسلمان نجس نہ ہوا تو وہ پانی جو وضو میں اسکے اعضا سے لگتا ہے یعنے مستعمل پانی کیونکر نجس ہوگا اب یہ امر کہ مستعمل پانی طہور یعنے پاک کرنیوالا نہیں ہے اسکی بحث آگے آویگی انشاء اللہ تعالی انتہی مختصراً زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں مستعمل پانی کے پاک ہونیکے لیے دلیل لی جابر کی حدیث سے جو اوپر گذری اور دلیل لی معاذ کی حدیث سے جسکو روایت کیا ترمذی نے اپنی کتاب میں کہ مینے حضرت کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچھتے اپنے کپڑے کے کنارہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور رشدین بن سعد اور عبدالرحمن بن زیاد دونو ضعیف ہیں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا کہ اسکا اسناد قوی نہیں ہے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت کے پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جس سے آپ بدن کو پونچھا کرتے تھے وضو کے بعد اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہیں ہے اور اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے اور ابو معاذ کو کہتے ہیں کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے وہ ضعیف ہے حدیث والوں کے نزدیک اور ابن ماجہ نے روایت کیا سلمان سے کہ حضرت نے وضو کیا پھر اپنے صوف کے جبہ کو اولٹا جسکو آپ پہنے ہوئے تھے اور پونچھا اوس سے اپنے مونہہ کو اسکے اسناد میں وضین بن عطا ہے ثقہ کہا اوسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا کہ اوس میں کچھ قباحت نہیں اور دلیل لی اوسکی نجاست پر ابوہریرہ کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے ٹھیرے پانی میں جب وہ جنب ہو راوی نے کہا پھر کیا کرے اے ابا ہریرہ اونہوں نے کہا پانی نکال کر اپنے اوپر ڈالے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بیہقی کی روایت میں یہ ہے کہ نہ پیشاب کرے ٹھیرے پانی میں نہ اوس میں غسل کرے جنابت سے اور دلیل لی مستعمل پانی کے پاک کرنے پر چند حدیثوں سے جنکا ذکر کتاب الغسل میں آویگا انشاء اللہ تعالی

باب من مضمض واستنشق من غرفۃ واحدۃ باب بیان میں اسکے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے

حدثنا مسدد قال حدثنا خالد بن عبد اللہ قال حدثنا عمرو بن یحیی عن ابیہ عن عبد اللہ بن زید انہ افرغ من الاناء علی یدیہ فغسلہما ثم غسل او مضمض واستنشق من کفۃ واحدۃ ففعل ذلک ثلثا فغسل یدیہ الی المرفقین مرتین مرتین ومسح برأسہ ما اقبل وما ادبر وغسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ہکذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے خالد بن عبد اللہ ابن عبد الرحمن واسطی ابوالہیثم طحان) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے عمرو بن یحییٰ (مازنی) نے روایت کی اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ) سے اونہون نے عبداللہ بن زید انصاری سے اونہون نے برتن سے پانی ڈالا اپنے دونو ہاتھون پر پھر دھویا انکو پھر منہ کو دھویا یا یون کہا کہ کلی کی (راوی کو شک ہے اور امام مسلم اور اسمعیلی نے بغیر شک کے روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ پھر اپنا ہاتھ برتن مین ڈالا پھر اوسکو نکالا اور کلی کی اور غالبا یہ شک مسدد کی ہو جو شیخ تھے بخاری کے اور کرمانی نے نادر بات کہی کہ یہ شک تابعی کی ہے) اور ناک مین پانی ڈالا ایک ہی چلو سے (یعنے آدھے سے کلی کی اور آدھا ناک مین ڈالا) یہ تین بار کیا پھر دونون ہاتھ دھوئے دونو کہنیون تک دو دو بار اور مسح کیا اپنے سر پر آگے اور پیچھے (ایکبار) اور دھوئے اپنے دونون پاؤن دونو ٹخنون تک ف یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے حافظ صاحب نے کہا کہ اس روایت مین منہ دھونیکا ذکر نہین ہے اور شاید راوی نے اختصار کے خیال سے منہ دھونیکا ذکر چھوڑ دیا اور امام مسلم کی روایت مین یہ موجود ہے کہ پھر منہ کو دھویا تین بار (مین کہتا ہون صحیح بخاری کے بعض نسخون مین بھی منہ کے دھونیکا ذکر اس روایت مین موجود ہے) اور باقی بحثین اس حدیث کی ابھی گذر چکین مترجم کہتا ہے امام بخاری اس حدیث کو اس باب مین دوبارہ اسلیے لائے کہ یہ معلوم ہو کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے سنت ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ کلی کیواسطے پہلے تین چلو لیوے پھر ناک کیواسطے علاحدہ تین چلو لیوے اور وہ دلیل لیتے ہین ابوداؤد کی حدیث سے جو روایت کی طلحہ بن مصرف سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اونہون نے کہا مین حضرت کے پاس گیا آپ وضو کر رہے تھے اور پانی آپکے منہ اور داڑھی سے بہہ رہا تھا مین نے آپ کو دیکھا آپ جدائی کرتے تھے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین اور سکوت کیا اس حدیث سے ابوداود نے اور اسیطرح منذری نے اپنی مختصر مین یہ کلام زیلعی کا ہے حالانکہ ابوداود نے اپنی سنن مین اس اسناد مین کلام کیا دوسری جگہہ مین اور کہا مین نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے ابن عیینہ نے مسح کی حدیث کا انکار کیا جسکو روایت کیا طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اور کہا یہ کیا ہے طلحہ عن ابیہ عن جدہ اور حاشیہ ابوداود مین ہے کہ طلحہ کے باپ اور دادا دونو مجہول الحال ہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے صاف یہ مطلب نہین نکلتا کہ ناک کے پانی کے واسطے علیحدہ چلو لیتے تھے اور جدائی کرنا اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چلو سے آدھے سے پہلے کلی کر کر پھر آدھا ناک مین ڈالے زیلعی نے کہا اس سے مقصود کی صراحت معلوم نہین ہوتی اور دلیل لیتے ہین طبرانی کی حدیث سے کعب بن عمرو سے جو طلحہ بن مصرف کا دادا ہے کہ حضرت نے وضو کیا تو کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور ہر ایک کے لیے نیا پانی لیتے تھے اور منہ کو دھویا تین بار جب سر پر مسح کیا تو اس طرح سے کیا اور اشارہ کیا کہ سب سر کے آگے سے یہانتک کہ گدی کیطرف گردن کے نیچے تک لے گئے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حافظ

نے تلخیص میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے اسپر کیونکہ معارض ہوگی عبد اللہ بن زید کی صحیح حدیث کے محیط میں جو حنفیہ کی فتوی کی
کتاب ہے کہ حضرت علی اور عثمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ایسا ہی منقول ہے اور ایسا نقل کیا اوسکو غزالی
نے وسیط میں نووی نے کہا ابن الصلاح نے مشکلات الوسیط میں اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت علی اور عثمان
سے یہ ثابت نہیں بلکہ حضرت علی سے اسکے خلاف روایت کیا ابو داؤد نے کہ حضرت نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
ایک ہی بار کے پانی سے البتہ طلحہ بن مصرف سے ایسا منقول ہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے بیہقی نے سنن میں کہا
یحیی بن معین نے کہا طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے محدثین ایسا ہی کہتے ہیں اور طلحہ کے
گھر والے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا (یہ دوسرا نقص ہوا اس روایت میں) اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ عبد الرحمن
بن مہدی کہتے تھے کہ اوسکے دادا کا نام عمرو بن کعب تھا اور وہ صحابی تھا ذہبی نے کہا ابن سعد نے طبقات میں
روایت کیا طلحہ بن مصرف سے اونکے اپنے باپ سے اونکے دادا سے اونکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا آپ اپنے سر پر اسطرح سے مسح کرتے تھے اور بیان کیا اسکو مسح کیا آگے کے سر پر پھر دونو ہاتھوں کو کھینچا گردن
تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نووی نے کہا کہ اس
باب میں جو صحیح ہے اور ثابت ہے احادیث صحیحہ سے وہ یہی ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں کلی کرے اور ناک
میں پانی ڈالے اور وہ صحیح حدیثیں یہ ہیں ایک عبد اللہ بن زید کی جو اوپر گذری روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے
دوسری حضرت علی کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن نے اسمیں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا
ایک ہی چلو سے تیسری عبد اللہ بن عباس کی حدیث روایت کیا اسکو امام بخاری نے اوس میں یہ ہے کہ پھر ایک چلو لیا پانی
کا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اوس سے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی
چلو سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان تینوں حدیثوں کو باختصار ایک ہی باب میں بیان کیا ہے

باب مسح الرأس مرۃ سر کا مسح ایک بار کرنے کا بیان **حدثنا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو
ابْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ
وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدِهِ وَأَدْبَرَ
بِهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے وہیب ابن خالد نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحیی نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ یحیی سے
اونہوں نے کہا مین حاضر تہا عمرو بن ابی حسن پاس اونہوں نے پوچہا عبد اللہ بن زید انصاری سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وضو کو پس منگوا عبد اللہ نے ایک برتن منگوایا پانی کا پہر وضو کیا اون کے سامنے تو جہکایا برتن کو اپنے
دونون ہاتہوں پر اور دہویا انکو تین بار پہر اپنا ہاتہ برتن کے اندر ڈالا اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی تین
چلو لیکے تین بار پہر اپنا ہاتہ اندر ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دہویا پہر اپنا ہاتہ برتن مین ڈالا اور دونو ہاتہ دہوئے
دونون کہنیون تک دو دو بار پہر اپنا ہاتہ برتن مین ڈالا اور سر پر مسح کیا آگے لے گئے اور پیچہے سے لائے اپنے
ہاتہ کو پہر اپنا ہاتہ اندر ڈالا برتن کے اور دونو پاؤن کو دہویا **ف** اور تفصیل سے گذر چکا کہ مسح ایک
بار کرنا مسنون ہے اور اسکی دلائل بہی بیان ہوچکے حافظ صاحب نے کہا ابن خزیمہ نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث
کو صحیح کہا اوس مین یہ ہے کہ آپنے وضو سے فارغ ہوکر فرمایا جس نے اس پر زیادہ کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اور سعید بن
منصور کی روایت مین اس حدیث مین تصریح ہے کہ آپنے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تہا تو معلوم ہوا کہ سر کا مسح ایک
بار سے زیادہ کرنا مستحب نہین ہے اور اس حدیث مین منہ کا دہونا مذکور نہین ہے اور مسلم اور اسماعیلی کی روایت مین منہ
کا دہونا مذکور ہے تو شاید راوی نے اس مین اختصار کیا یعنے مسدد نے انتہے مترجم کہتا ہے اس حدیث مین تو منہ کا
دہونا مذکور ہے اور شاید مراد حافظ صاحب کی اس سے پہلے کی حدیث ہے کیونکہ مسدد سے وہی حدیث مروی ہے اس
صورت مین اس بیان کا موقع اس حدیث کی شرح مین تہا نہ اس حدیث کی مگر یہ کہا جاوے کہ حدیث ایک ہی ہے اور تعدد
صرف اسنادون کا ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ مَسَحَ رَأْسَهٗ مَرَّةً** ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل تبوذکی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے وہی حدیث جو اوپر گذری
کہا کہ مسح کیا سر کا ایک بار (تو ایک بار کا لفظ اس سند مین زیادہ ہے) **بَابُ وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ**
اِمْرَأَتِهٖ باب بیان مین اسکے کہ مرد اپنی عورت کے ساتہ وضو کرے (ایک برتن سے اور بعض نسخون مین مع المراۃ ہے
یعنے مرد عورت کے ساتہ وضو کرے اور یہ عام ہے کہ اسکی بی بی ہو یا اور کوئی ہو) **وَفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ** اور جو پانی
عورت کے وضو سے برتن مین بچ رہے اوس سے وضو کرنے کا بیان **وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيْمِ** اور وضو کیا حضرت عمر نے
گرم پانی سے **ف** اس اثر کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے روایت کیا باسناد صحیح کہ حضرت عمر گرم پانی سے
وضو کرتے تہے اور اس سے غسل کرتے تہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے کہ حضرت عمر کے لیے
کمقمے مین پانی گرم کیا جاتا تہا پہر وہ غسل کرتے تہے اوس سے دارقطنی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے زیلعی نے کہا اسکو

اسناد میں دو شخص ہیں جن میں کلام ہوا ہے ایک علی بن غراب تو ثقہ کہا اسکو دارقطنی اور ابن معین نے اور ضعیف کہا اسکو
ابوداؤد وغیرہ نے خطیب نے کہا اسکے مذہب کی وجہ سے کلام ہوا اس میں کیونکہ وہ کٹا شیعہ تھا اور دوسرا ہشام بن سعد اس
سے اگرچہ امام مسلم نے نکالا مگر نسائی نے اوسکو ضعیف کیا اور احمد بن حنبل نے اوسکو پسند نہیں کیا اور بیہقی نے سنن
میں اور طبرانی نے معجم میں اسلع بن شریک سے نکالا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر کجاوہ باندھتا تھا ایک
رات سردی میں مجھکو جنابت ہوئی اور میں ڈرا اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤں تو مر جاؤں یا بیمار ہو جاؤں آخر میں نے ایک
انصاری کو حکم دیا اوس نے کجاوہ باندھ دیا اور میں نے کئی پتھر رکھے اوپر پانی گرم کیا اور غسل کیا پھر میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے ملا آپ نے فرمایا ای اسلع تمہارا کجاوہ ہلتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں نے اوسکو نہیں باندھا بلکہ ایک انصاری نے باندھا ہے آپ نے فرمایا کیوں میں نے عرض کیا مجھے جنابت ہوئی تھی
تو میں سردی سے اپنی جان پر ڈرا میں نے اوسکو حکم دیا کجاوہ باندھنے کا اور میں نے کئی پتھر رکھکر پانی گرم کیا اور
غسل کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ سے عفوا غفورا تک
ذہبی نے مختصر سنن بیہقی میں کہا متفرد ہوا اس حدیث سے علا ابن الفضل اور وہ حجت نہیں ہے اور اسپر اتفاق ہے علما کا
کہ گرم پانی سے طہارت درست ہے صرف مجاہد کا اس میں خلاف ہے قسطلانی نے کہا البتہ بہت گرم پانی سے طہارت
مکروہ ہے کیونکہ اوس سے طہارت پوری نہ ہو سکے گی یعنے گرمی کی تکلیف سے اعضا کو اچھی طرح دھو نہ سکیگا اور دھوپ سے
جو پانی گرم ہو اس میں جو مرفوع حدیثیں ممانعت میں آئی ہیں وہ اعتبار کے لائق نہیں ہیں بلکہ محدثین نے اون کو
موضوعات میں شمار کیا ہے منجملہ اون کے ایک عقیلی کی روایت ہے انس سے کہ مت غسل کرو اوس پانی سے جو دھوپ
میں گرم ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے عقیلی نے کہا اسکی اسناد میں سوادہ مجہول ہے اور اسکی حدیث محفوظ
نہیں ہے اور دھوپ سے جو پانی گرم ہو اوس میں کوئی حدیث مرفوعًا صحیح نہیں ہے البتہ حضرت عمر کا قول اس باب میں مروی
کیا جاتا ہے اور روایت کیا اسکو ابن جوزی نے موضوعات میں عقیلی کے طریق سے اور ابو نعیم نے طب میں حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دھوپ میں پانی گرم کیا آپ نے فرمایا ای حمیرا مت کر کیونکہ اس سے
برص پیدا ہوتا ہے اسکی اسناد میں خالد بن اسماعیل مخزومی ہے جو حجت نہیں ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے
موضوعات روایت کرتا ہے امام سیوطی نے کہا دارقطنی نے اپنی سنن میں اس حدیث کو نکالا اسی طریق سے ذہبی
نے کہا اور بیہقی نے بھی اور کہا کہ خالد بن اسمعیل متروک ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے افراد میں ہیثم بن عدی
کے طریق سے اور کہا ہیثم کذاب ہے نسائی اور دارمی نے کہا کہ ہیثم بن عدی متروک ہے اور ابن جوزی نے ابن سعید

سے نقل کیا کہ وہ جھوٹ بناتا تھا اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے وہب بن وہب سے اور وہ بھی کذاب ہے ابن عدی نے کہا کہ
خالد سو بدتر ہے اور متابعت کی وہب کی محمد بن مروان سدی نے اور وہ بھی کذاب ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط
میں اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عمرو بن محمد اعشم سے اونہوں نے فلیح سے اونہوں نے زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ
سے کہ منع کیا حضرت نے دہوپ میں گرم کیے ہوے پانی سے وضو کرنے سے یا غسل کرنے سے اور فرمایا کہ اوس سے برص
ہوتا ہے ابن حبان نے سخت کہا عمرو بن محمد بن اعشم کے باب میں اور دارقطنی نے کہا عمرو بن محمد اعشم منکر الحدیث ہو
اور نہیں روایت کیا اوسکو سوا کسی نے اوسکو فلیح سے اور یہ حدیث زہری سے صحیح نہیں ہے اور روایت کیا دارقطنی نے
افراد میں انس سے مرفوعًا کہ مت نہلاؤ اپنے مردون کو اوس پانی سے جو آفتاب سے گرم ہوتا ہے کیونکہ اوس سے برص پیدا
ہوتا ہے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے زکریا شعبی سے اور راوی نے زکریا سے اور زکریا ضعیف ہے اور راوی
مجہول ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے غرائب مالک میں اسکو روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے پانی گرم کیا دہوپ میں غسل کے لیے آپ نے فرمایا مت کر اے حمیرا کیونکہ وہ برص پیدا کرتا ہے دارقطنی
نے کہا یہ باطل ہے مالک سے اور ابن وہب سے روایت کیا اوسکو خالد بن اسمٰعیل مخزومی نے اور وہ متروک ہے ہشام سے
اور بیہقی نے اپنی سنن میں اشارہ کیا اس طریق کی طرف اور کہا دوسری منکر اسناد سے یہ حدیث ابن وہب سے مروی ہے
اور انہوں نے مالک سے اور انہوں نے ہشام سے اور صحیح نہیں ہے انتہے شوکانی نے کہا فوائد میں کہ اسکا کوئی طریقہ کذاب یا
مجہول سے خالی نہیں ہے میں کہتا ہوں ابوبکر بن مقری نے اپنی فوائد میں اوسکو روایت کیا انس سے اوس میں یہ ہے کہ مت
غسل کرو آفتاب سے گرم کیے ہوے پانی سے کیونکہ اس سے اکلہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس
سے مرفوعًا لیکن اسکی اسناد میں عمرو بن صباح ہے وہ کذاب ہے انتہے ما فی اللآلی المصنوعۃ مع زیادۃ زیلعی نے کہا حضرت
عمر کا قول اس باب میں شافعی نے روایت کیا جابر سے کہ حضرت عمر مکروہ رکھتے تھے دہوپ میں گرم کیے ہوے پانی سے
غسل کرنے سے اور کہتے تھے اس سے برص پیدا ہوتا ہے اور شافعی کے طریق سے بیہقی نے نکالا اور اسکا ایک اور
طریق ہے جسکو دارقطنی نے نکالا پھر بیہقی نے اسمٰعیل بن عیاش سے اونہوں نے صفوان
بن عمرو سے انہوں نے حسان بن ازہر سے کہ حضرت عمر نے کہا مت غسل کرو دہوپ کے گرم پانی سے کیونکہ وہ پیدا کرتا
ہے برص کو اور صفوان بن عمرو حمص کا ہے اور اسمٰعیل بن عیاش کی روایت شام والون سے صحیح ہے اور متابعت کی
اسکی مغیرہ بن عبد القدوس نے اور روایت کیا اوسکو صفوان سے نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات میں حسان
بن ازہر کے ترجمہ میں اور شافعی کی مسند میں ایک ابراہیم بن محمد اسلمی ہے بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا وہ اگرچہ

قدسی تہا پر ثقہ تہا حدیث مین اسیواسطے شافعی نے اوس سے روایت کی دوسرا صدقہ بن عبد اللہ ہے جسکا لقب سمین ہے بیہقی
نے اپنی سنن مین باب کراہۃ الغسل مین کہا ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین وغیرہما نے انتہی حافظ ابن حجر نے
کہا ہے جو امام بخاری نے حضرت عمر کا اثر اس باب مین بیان کیا اوسکی مناسبت یہ ہے کہ آدمی کے گہر والی اوسکی کام مین
شریک رہتی ہین تو جب حضرت عمر گرم پانی سے وضو کرتے ہونگے تو اون کے گہر والے بہی انکے بچے ہوے پانی سے
وضو کرلیتے ہونگے اور اس سے رد ہوگیا اسکا جس نے عورت کو منع کیا ہے مرد کے بچے ہوے پانی سے وضو کرنے سے کیونکہ
ظاہر یہی ہے جو ہم نے کہا انتہی اور کرمانی نے کہا کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر تراجم باب مین فائدہ کے لیے دوسری
بات بہی بیان کردیتے ہین تو یہان دو باتین بیان کرنا چاہین ایک یہ کہ انکا یہ ہے جو پانی گرم کیا جاوے اس سے
وضو بلا کراہت جائز ہے اور اسکے لیے حضرت عمر کا یہ اثر لائے کہ انہون نے گرم پانی سے وضو کیا اور رد کیا اس سے مجاہد
کے قول کو دوسرے یہ کہ عورت کا بچا ہوا پانی وضو مین استعمال کرنا جائز ہے اور اسکو ثابت کرنے کے لیے یہ اثر لائے
وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ یعنے وضو کیا حضرت عمر نے نصرانی عورت کے گہر سے اور یہ مضمون باب کے مناسب تہا تو اول مضمون
کو صرف مزید فائدہ کے لیے بیان کردیا اور احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک اثر ہو یعنے وضو کیا گرم پانی سے ایک
نصرانی عورت کے گہر سے اس صورت مین گرم پانی کا ذکر بے موقع نہوگا کیونکہ وہ ایک جز ہے اس اثر کا انتہی حافظ
ابن حجر نے کہا وَمِنْ بَيْتِ معطوف ہے حمیم پر یعنے وضو کیا حضرت عمر نے ایک نصرانی عورت کے گہر سے اور اس اثر کو امام
شافعی نے موصولاً روایت کیا اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے اونہون نے زید بن اسلم سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون
نے حضرت عمر سے اور امام شافعی کے اثر کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عمر نے وضو کیا اوس پانی سے جو نصرانی عورت کے
گہڑے مین تہا اور اس اثر کو ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے نہین سنا کیونکہ بیہقی کی روایت مین ہے سعدان بن نصر
سے اونہون نے ابن عیینہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لوگون نے زید بن اسلم سے پہر بیان کیا اوسکو طول کے
ساتہہ اور اسماعیلی نے اوسکو روایت کیا ابن عیینہ سے اوس نے ابن زید سے اوس نے زید سے اور زید کے تین بیٹے
تہے عبد اللہ اور اسامہ اور عبد الرحمن اور سب سے بڑی اور زیادہ ثقہ عبد اللہ تہے اور مین سمجہتا ہون کہ ابن عیینہ نے انہی
سے اس اثر کو سنا ہے اور اسیپر جزم کیا امام بخاری نے انتہی اور کرمانی نے جو کہا کہ احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک
اثر ہون یہ غلطی ہے کیونکہ یہ دونو اثر علاحدہ علاحدہ ہین اور کریمہ کی روایت مین من بیت ہے بحذف واو اور اسیوجہ
سے کرمانی نے یہ توجیہ کی اور یہ اثر باب کے مناسب اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ شاید وہ نصرانی عورت کسی مسلمان کے نکاح
مین ہو اور اس نے حیض سے غسل کیا ہو اور یہ پانی اسکا بچا ہوا ہو اور اگرچہ اس مطلب کی تصریح اس اثر مین نہین مگر

احتمال ہو سکتا ہے اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسے احتمالات سے دلیل لیتے ہین گو اور علما ایسے دلائل کو نہین مانتے
اور جب جنب یا نصرانی عورت کا بچا ہوا پانی وضو کے لیے جائز ٹھہرا تو مسلمان عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی بطریق اولی درست
ہوگا اور اس مین اوسکی بھی دلیل ہے کہ اہل کتاب کا پانی استعمال کر سکتے ہین امام شافعی نے ام مین کہا مشرک کے
پانی سے وضو کرنے مین کوئی قباحت نہین ہے اسی طرح مشرک کے وضو سے جو پانی بچ رہے اوس سے وضو کرنے مین بشرطیکہ
نجاست کا علم نہ ہو اور ابن منذر نے کہا صرف ابراہیم نخعی اس بات کے قائل ہین کہ عورت کے غسل جنابت سے جو پانی
بچ رہے اس سے طہارت کرنا مکروہ ہے اور کوئی عالم اسکا قائل نہین ہوا انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالی منتقی الاخبار
مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا وضو کرنا ایک مشرک عورت کی مشک سے روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے ایک طویل حدیث مین) اور بعض علما اس طرف گئے ہین کہ کافرون کے برتنون کا استعمال جائز
نہین جب تک دھو نہ جاوین بشرطیکہ وہ کافر ایسے ہون جنکا ذبیحہ درست نہین انکے سوا اور کافرون کے برتنون
کا استعمال درست ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے احادیث مین اور بعضون نے سب کا دھونا مستحب کہا ہے کیونکہ امام
حسن نے فرمایا مین نے حضرت سے یاد رکھا آپنے فرمایا چھوڑ دے اوس بات کو جو شک مین ڈالے تجھکو اوس بات کی طرف جو
شک مین نہ ڈالے روایت کیا اوسکو احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام مین بھی یون ہی کہا کہ حضرت اور آپکے
صحابہ نے وضو کیا ایک مشرک عورت کی پکھال سے حالانکہ یہ حدیث امام بخاری آگے بیان کرینگے اوس مین صاف
یہ نہین ہے کہ آپنے وضو کیا اوس پانی سے البتہ یہ ہے کہ صحابہ نے اوس پانی مین سے پیا اور اپنے برتن بھر لیے اور آپنے
اوس مین سے ایک جنب کو پانی دیا غسل کرنے کو اور اس نے غسل کیا اور شاید اوسی سے حافظ صاحب نے یہہ
نکالا کہ جب جنب کا غسل اوس پانی سے واقع اور صحیح ہوا تو وضو بھی واقع ہوا کیونکہ وضو غسل کے اندر داخل ہے
اور یہی احتمال ہے کہ حافظ صاحب کو کوئی طریقہ حدیث کا ایسا ملا ہو جس مین وضو کرنیکی تصریح ہو اور بلوغ
المرام مین یہہ جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے تو اس سے یہہ غرض ہو کہ اس قصے کو بخاری اور مسلم نے
نقل کیا نہ یہہ کہ اس لفظ سے ان دونون نے روایت کیا حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک
عن نافع عن عبد اللہ بن عمر انه قال كان الرجال والنساء يتوضؤن في زمان رسول الله صلى
الله عليه وسلم جميعا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اور انہون نے کہا خبر دی ہم
کو امام مالک نے اور انہون نے روایت کی نافع سے انہون نے عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا مرد اور عورتین وضو

کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سب ملکر یعنے ایک ساتھ) ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری
کا یہ مذہب ہے کہ جب صحابی یون کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یون کرتے تھے تو اسکا حکم رفع کا ہے
اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے اس میں خلاف کیا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت کو اوسکی اطلاع نہ ہوئی ہو اور یہ قول
ضعیف ہے کس لیے کہ صحابہ کو پوچھنے سے کوئی مانع نہ تہا پہر جب شارع کے زمانے مین ایک فعل کو کرتے رہے تو ظاہر
یہی ہے کہ حضرت سے پوچھہ لیا ہوگا اور آپنے اوس فعل کی اجازت دی ہوگی اور ابو سعید اور جابر نے دلیل لی عزل انزال
کے وقت ذکر کا باہر نکال لینا کے جائز ہونے پر اس بات سے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے اور قرآن مجید اوترا کرتا تہا اور
جو عزل منع ہوتا تو قرآن مین اسکی مخالفت اوترتی۔ ابن ماجہ کی روایت مین اس حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ ایک برتن
سے (یعنی مرد و عورت ایک ساتہہ ایک برتن سے وضو کرتے) اور ابو داؤد نے عبید اللہ بن عمر کے طریقہ سے بڑہایا نافع
سے انہون نے ابن عمر سے کہ ہم اپنے ہاتہہ اس مین ڈالتے تھے اور اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ تہوڑے پانی مین ہاتہہ
ڈالکر چلو لینے سے وہ پانی مستعمل نہین ہوتا کیونکہ اون لوگون کے برتن چہوٹے تھے جیسے شافعی نے ام مین تصریح
کی کئی مقامون مین اور دلیل ہے اس بات کی کہ ذمی عورت پاک ہے اور اسکا جوٹہا پانی اور بچا ہوا پانی پاک ہے
کیونکہ اس سے نکاح درست ہے اور حدیث مین کوئی فرق نہین کیا مسلمان عورتون مین اور کافر عورتون مین اور سب
ملکر یعنے ایک ساتہہ وضو کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ سب ایک وقت مین اس برتن سے پانی لیتے تھے اور ابن تین نے
ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ مرد اور عورتین سب ملکر ایک ساتہہ وضو کرتے تھے ایک مقام مین یعنے
مرد الگ اور عورتین الگ اور ابن ماجہ کی روایت ایک برتن کی اس مطلب کو رد کرتی ہے اور شاید اس مطلب والے
نے یہ خیال کیا کہ اجنبی مرد اور عورتین ایک جگہہ کیونکر جمع ہوسکتی ہین اور ابن تین نے اس کا جواب یہ دیا جو سحنون
سے نقل کیا کہ پہلے مرد وضو کرتے تھے پہر وہ چلے جاتے تھے بعد اسکے عورتین آتین وہ وضو کرتین اور یہ تاویل ظاہر
کے خلاف ہے کیونکہ جمیعا کے معنی ایک وقت مین ہین نہ جدا جدا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اس حدیث کو معتمر سے
روایت کیا اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ انہون نے دیکہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپکے اصحاب کو وہ طہارت کرتے تھے اور عورتین انکے ساتہہ تہین ایک برتن سے سب اوسی برتن سے طہارت کرتی
تہے اور عمدہ جواب یہ ہے کہ شاید اسوقت تک پردے کا حکم نہ اوترا ہوگا اور پردے کے حکم کے بعد یہ حکم خاص ہوگا بی بی
اور محرم عورتون سے اور طحاوی اور قرطبی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے مرد اور عورت کا غسل ایک ساتہہ ایک
برتن سے جائز ہونے پر اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن منذر نے ابو ہریرہ سے نقل کیا کہ وہ اس سے منع کرتے تھے

اور ابن عبد البر نے کئی لوگون سے ایسا نقل کیا اور یہ حدیث اپر حجت ہے اور نووی نے کہا کہ عورت کا وضو مرد کے وضو سے
بچے ہوئے پانی سے بالاتفاق درست ہے نہ مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور اسپر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حکم او
نے اسمین خلاف ثابت کیا ہے اور ابن عمر اور شعبی اور اوزاعی سے اسکی ممانعت ثابت ہے بشرطیکہ عورت حائضہ ہو اب
رہا مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اس مین عبد اللہ بن سرجس صحابی اور سعید بن المسیب اور حسن بصری سے منقول
ہے کہ انھون نے منع کیا اس سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا بشرطیکہ عورت نے تنہا اس پانی سے طہارت کی ہو کیونکہ
باب کی حدیث سے جواز اسوقت نکلتا ہے جب مرد اور عورتین ایک ساتھ طہارت کرین اور میمونی نے احمد سے نقل
کیا کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنے مین مختلف حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن متعدد صحابہ سے ممانعت ثابت
ہے جب اکیلی عورت اُس سے طہارت کر چکی ہو اور اسکا معارضہ یون کیا ہے کہ متعدد صحابہ سے جواز بھی ثابت ہے انمین
سے ہین ابن عباس اور مشہور حدیث ممانعت مین حکم بن عمرو غفاری کی حدیث ہے اور جواز مین ام المؤمنین میمونہ کی حدیث ہے
تو حکم بن عمرو غفاری کی حدیث (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مرد وضو کرے اوسکے پانی سے جو عورت کی طہارت
سے بچ رہا ہو) کو اصحاب سنن (ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی) اور امام احمد نے روایت کیا ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن حبان نے کہا صحیح ہے (اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا امام بخاری نے کہا حکم کی یہ حدیث صحیح
نہین ہے) اور نووی نے نادر بات کہی کہ حفاظ نے اتفاق کیا اوسکے ضعف پر اور میمونہ کی حدیث کو (جو ابن عباس
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے) امام مسلم اور امام احمد
نے نکالا لیکن بعضون نے اس مین یہ علت نکالی ہے کہ اسکے راوی عمرو بن دینار نے تردد کے ساتھ کہا مین جانتا ہون اور
جو میرے دل مین گذرتا ہے وہ یہ ہے کہ ابو الشعثاء نے خبر دی مجھکو اور یہ حدیث دوسرے طریقے سے بغیر اس تردد کے مروی ہے
لیکن اسکا راوی ضابط نہین ہے (منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن عباس سے کہ میمونہ
نے کہا حضرت نے وضو کیا میمونہ کے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی سے) اور اسکی مخالفت کی گئی ہے اور محفوظ وہ
ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ دونوں ایک برتن سے غسل کرتے تھے) اسیطرح
منع مین ایک اور حدیث ہے وہ جو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا حمید بن عبد الرحمن حمیری کے طریق سے اونھون نے
کہا مین ایک شخص سے ملا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین چار برس تک رہا تھا اوسنے کہا کہ منع کیا آپنے
عورت کو مرد کے بچے پانی سے غسل کرنے سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے غسل کرنے سے اور فرمایا کہ دونوں ایک ساتھ
چلو ڈالین اور اسکے راوی ثقہ ہین اور جس نے اس حدیث مین علت نکالی اوسکی کوئی قوی دلیل ہین نے نہیں

فصل ۲۵

یابی اور بیہقی کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حدیث مثل مرسل کے ہے غلط ہی کیونکہ صحابی کا معلوم نہ ہونا ضرر نہیں کرتا اور تابعی یہ کہتا
ہے کہ وہ صحابی سے ملا ہے اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ داؤد جو اسکا راوی ہے حمید بن عبدالرحمان سے وہ یزید اودی کا بیٹا ہے
اور وہ ضعیف ہے غلط ہے کس لیے کہ یہ داؤد عبداللہ اودی کا بیٹا ہے اور وہ ثقہ ہے اور ابوداؤد وغیرہ نے اسکے
باپ کا نام بصراحت بیان کیا ہے اور جواز کی حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن اور دارقطنی نے نکالی
اور صحیح کہیا اوسکو ترمذی اور ابن خزیمہ وغیرہما نے ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے انہوں نے کہا مجھے نہانے کی حاجت
ہوئی میں نے ایک کٹرے سے غسل کیا اوس میں کچھ پانی بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اوس میں سے غسل کرنے
کو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں جنب تھی اور یہ میرا بچا ہوا پانی ہے آپ نے فرمایا پانی جنب نہیں ہوتا اور غسل کیا
اس سے یہ لفظ دارقطنی کا ہے اور بعضوں نے اس حدیث میں یہ علت نکالی ہے کہ روایت کیا اوسکو سماک بن حرب نے عکرمہ سے
اور سماک تلقین کو مانتا تھا لیکن یہ روایت کیا اسکو شعبہ نے اور شعبہ نہیں روایت کرتے اپنے مشائخ سے مگر صحیح حدیثوں
کو اور امام احمد نے جو کہا کہ حدیثیں دونوں طرف مضطرب ہیں تو یہ اوس وقت صحیح ہوگا جب جمع نہ ہو سکے اور جمع ہو سکتا ہے
اسطرح کہ ممانعت اوس پانی سے ہے جو اعضا سے گرے اور اجازت اوس پانی کی ہے جو برتن میں بچ رہے اور ایسا ہی جمع
کیا خطابی نے یا ممانعت بطور تنزیہ کے ہو واللہ اعلم تمام ہوا مضمون فتح الباری کا منتقے میں ہے کہ اکثر علما کا یہی
قول ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کر سکتا ہے اور اس کی دلیل صحیح حدیثیں ہیں اور مکروہ کہا ہے اسکو
امام احمد اور اسحاق نے جب عورت اکیلی اوس سے طہارت کر چکی ہو اور میمونہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اونہوں نے
اکیلی اس سے طہارت نہ کی ہوگی تاکہ جمع ہو جاوے اوس میں اور حکم کی حدیث میں علاوہ اسکے حکم کے حدیث قولی ہے
اور میمونہ کی حدیث فعلی ہے اور قولی کو ترجیح ہوتی ہے فعلی پر مگر اسکا جواب یہ دے سکتے ہیں کہ میمونہ کی حدیث
بھی قولی ہے کیونکہ آپ کا یہ فرمانا کہ پانی جنب نہیں ہوا دلیل ہے اسکی کہ یہ حکم آپ سے خاص نہ تھا اب تمام مرد اور عورت
کا ملکر ایک ساتھ غسل کرنا یا دونوں کا ایک ساتھ وضو کرنا وہ تو بلا اختلاف جائز ہے ام سلمہ نے کہا میں اور حضرت دونو
ایک برتن سے جنابت کا غسل کرتے متفق علیہ اور حضرت عائشہ نے کہا میں اور حضرت دونوں ایک برتن سے غسل کرتے
اور ہم دونوں کے ہاتھ ایک کے بعد دوسرے کے اوس میں پڑتے جنابت سے متفق علیہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے
کہ ایک برتن تھا جو میرے اور آپ کے بیچ میں ہوتا آپ جلدی کرتے مجھ سے میں کہتی میرے لیے چھوڑیے میرے لیے چھوڑیے یعنی
تھوڑا پانی میرے لیے رہنے دیجیے اور نسائی کی روایت میں ہے ایک برتن سے آپ مجھ پر جلدی کرتے تھے اور میں آپ پر جلدی
کرتی تھی یہاں تک کہ آپ فرماتے میرے لیے پانی چھوڑ دے اور میں کہتی میرے لیے چھوڑ دیجیے انتہے شوکانی نے کہا ابن منذر

نے اس میں اختلاف نقل کیا ہے جیسے اوپر گذرا اور مصنف نے قرطبی اور طحاوی اور نووی کی طرح اس پر اتفاق نقل کیا۔ مترجم کہتا ہے شیخ ابن حجر مکی سے اس مقام میں سہو ہوا ہے اور نووی نے کہا کہ امت کے عالموں میں سے کوئی اس طرف نہیں گیا کہ مرد عورت کے بچے پانی سے وضو نہ کرے حالانکہ امام احمد جو سب عالموں کے پیشوا ہیں وہ اسی طرف گئے ہیں اور خطابی نے کہا کہ اہل حدیث ممانعت کی حدیثوں سے خوش نہیں ہیں از روئے سند کے اور جو وہ ثابت ہوں تو محمول ہیں نسخ پر اور یہ بھی غلط ہے کس لیے کہ اہلحدیث کی ایک جماعت نے حکم کی حدیث کو صحیح کہا ہے اون میں سے ہیں ترمذی اور ابن حبان اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا حمید حمیری کی حدیث کو از روئے اسناد کے بہر حال احتیاط اسی میں ہے جو امام احمد نے اختیار کیا اور انکا قول صواب کی طرف قریب ہے اور ان کے مذہب پر جمع ہو جاتا ہے احادیث میں اس باب کے متعلق جو حدیثیں وارد ہیں وہ یہ ہیں ۱ ترمذی نے بنی غفار کے ایک شخص سے کہ منع کیا حضرت نے عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ترمذی نے کہا اس باب میں روایت ہے عبداللہ بن سرجس سے ۲ ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے منع کیا حضرت نے کہ غسل کرے مرد عورت کی وضو سے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے پانی سے لیکن دونو ساتھ شروع کریں ۳ ابن ماجہ نے حضرت علی سے حضرت اور آپ کے گھر والے ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور نہیں غسل کرتا تھا کوئی دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے۔ اسکی اسناد میں حارث ہے ۴ نسائی اور ابن ماجہ نے ام ہانی سے کہ حضرت اور میمونہ نے غسل کیا ایک برتن سے ایک کونڈی میں سے جس میں آٹے کا نشان تھا ۵ ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت اور آپ کی بی بیاں ایک برتن سے غسل کرتے تھے ۶ ابن ماجہ نے ام حبیبہ جہنیہ سے اور اس نے کہا کبھی میرا اور حضرت کا ہاتھ وضو میں ایک کے بعد ایک ایک برتن میں پڑتے تھے (ام حبیبہ کنیت ہے خولہ بنت قیس کی) ۷ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے میں اور حضرت نماز کے لیے ایک ساتھ وضو کرتے ۸ امام طحاوی نے حکم غفاری سے منع کیا حضرت نے کہ وضو کرے مرد عورت کے بچے پانی سے یا عورت کے جوٹھے سے ۹ طحاوی نے حکم سے منع کیا حضرت نے عورت کے جوٹھے سے ۱۰ نسائی اور طحاوی نے ام سلمہ سے میں اور حضرت ایک کٹورے سے غسل کرتے ہم لیتے ہاتھوں پر پانی ڈالتے یہاں تک کے انکو صاف کر لیتے پھر انپر پانی بہاتے

باب صب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضوءہ علی المغمی علیہ وضو کا پانی حضرت نے بیہوش پر ڈالا اسکا باب **ف** اس سے غرض یہ ہے کہ مستعمل پانی کی طہارت ثابت ہو اور یہ مسئلہ اوپر گذر چکا۔

حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابرا یقول جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی وانا مریض لا اعقل فتوضأ وصب علی من وضوئه فعقلت فقلت یا رسول اللہ لمن المیراث انما یرثنی کلالة فنزلت آیة الفرائض **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الولید

ہشام بن عبدالملک طیالسی نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ ابن حجاج نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن منکدر تیمی قرشی زاہد مشہور سے انہوں نے کہا میں نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میری عیادت (بیمار پرسی) کے لیے اور اس وقت میں بیماری کے سبب بے عقل تھا (بیہوش) آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی (یعنے جو پانی آپکے اعضاے شریفہ سے بہا تھا یا جو پانی وضو سے بچ رہا تھا) وہ مجھپر ڈالا تو مجھکو ہوش آگیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مال کا وارث کون ہوگا میں تو کلالہ ہوں (کلالہ وہ شخص جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد) تب فرائض کی آیت اتری **ف** یعنے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ آخر تک اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب التفسیر میں آویگا قسطلانی نے کہا اس حدیث سے فضیلت نکلی بزرگ کو خورد کی عیادت کرنیکی اور مولف نے اسکو روایت کیا طب اور فرائض میں اور مسلم نے فرائض میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے فرائض اور تفسیر اور طب میں انتہے

باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارۃ باب غسل یا وضو کرنے کے بیان میں کٹرے اور پیالے اور لکڑی کے برتن اور پتھر کے برتن میں حدثنا عبد اللہ بن منیر سمع عبد اللہ بن بکر قال حدثنا حمید عن انس قال حضرت الصلوۃ فقام من کان قریب الدار الی اھلہ وبقی قوم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمخضب من حجارۃ فیہ ماء فصغر المخضب ان یبسط فیہ کفہ فتوضأ القوم کلھم قلنا کم کنتم قال ثمانین وزیادۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن منیر زاہد مروزی نے اور انہوں نے سنا عبداللہ بن بکر ابو وہب مصری سے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حمید ابن ابی حمید طویل نے اور انہوں نے روایت کی انس ابن مالک رض سے انہوں نے کہا نماز کا وقت آگیا (یعنے عصر کا) تو جس کا گھر قریب تھا وہ کھڑے ہو اپنے گھر والوں کی طرف (وضو کرنیکو) اور کچھ لوگ رہ گئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ بیوضو تھے) پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کٹرہ لایا گیا پتھر کا اوس میں (تھوڑا سا) پانی تھا وہ برتن چھوٹا نکلا آپ اپنی ہتیلی اوس میں پھیلا نہ سکے پھر وضو کیا اون سب لوگوں نے (جو بے وضو رہ گئے تھے) (حمید نے کہا) ہمنے انس سے کہا تم کتنے آدمی تھے جنہوں نے وضو کیا اوس برتن سے اور انہوں نے کہا اسّی پر کچھ زیادہ آدمی تھے **ف** یہ آپکا معجزہ تھا کہ اتنا تھوڑا پانی بڑھ گیا اور سب کے وضو کو کافی ہوگیا۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث باب التماس الوضوء میں گذر چکی اور باقی بحث اسکی علامات نبوت میں آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو باب علامات النبوۃ میں روایت کیا اور امام مسلم نے حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامۃ عن برید عن ابی بردۃ عن ابی موسی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم دعا بقدح فیہ ماء فغسل یدیہ ووجھہ فیہ ومج فیہ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علاء نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابواسامہ (حماد بن اسامہ) نے اونھوں نے روایت کی برید (ابن عبداللہ بن ابی بردہ) سے اونھوں نے ابوبردہ (حارث بن ابی موسیٰ) سے اونھوں نے ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس اشعری) سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس مین پانی تھا پھر اپنے دونوں ہاتھ اور منہ کو دھویا اوس مین اور کلی کی اوس مین **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ آپ نے وضو کیا یا غسل کیا اوس پیالے سے۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب المغازی مین آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ اور اوپر معلقاً گذری باب استعمال فضل وضوء الناس مین **مترجم** کہتا ہے جب آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا تو وضو کا جز غالب ادا ہوچکا کیونکہ وضو مین وہ غسل مین اور دو مسح یا تین غسل اور ایک مسح اور احتمال ہے کہ آپ نے وضو کو پورا کیا ہو لیکن راوی نے اوسکا ذکر نہ کیا تو مطلب امام بخاری کا ثابت ہے کہ وضو کیا آپ نے پیالہ مین اور یہی ترجمہ باب ہے **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمۃ قال حدثنا عمرو بن یحیی عن ابیہ عن عبد اللہ بن زید قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجنا لہ ماء فی تور من صفر فتوضأ فغسل وجہہ ثلثا ویدیہ مرتین مرتین ومسح براسہ فاقبل بہ وادبر وغسل رجلیہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن یونس نے انھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ (ماجشون) نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحییٰ نے اونھوں نے روایت کی اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ) سے اونھوں نے عبداللہ بن زید انصاری سے انھوں نے کہا تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس) ہمنے آپکے لیے پانی لکالا تانبے کے ایک تن مین پھر آپ نے وضو کیا تو اپنے منہ کو دھویا تین بار اور دونوں ہاتھوں کو دھویا دو دو بار اور سر پر مسح کیا آگے لائے اور پیچھے لیگئے اور دونوں پاؤں کو دھویا۔ یہ حدیث اوپر گذرچکی اس روایت مین تانبے کا لفظ زیادہ ہے **ف** حدیث مین صفر کا لفظ ہے حافظ صاحب نے کہا صفر کہرا تانبا اور بعضون نے کہا وہ تانبے کی ایک قسم ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے یعنی پیتل یا کانسہ واللہ اعلم **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ ان عائشۃ قالت لما ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشتد بہ وجعہ استاذن ازواجہ فی ان یمرض فی بیتی فاذن لہ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین رجلین تخط رجلاہ فی الارض بین عباس ورجل اخر قال عبید اللہ فاخبرت عبد اللہ بن عباس فقال اتدری من الرجل الاخر قلت لا قال ھو علی وکانت عائشۃ تحدث ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو شعیب بن ابی حمزہ حمصی نے اونہون نے روایت کی زہری محمد بن مسلم سے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ابن مسعود نے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپکی بیماری سخت ہو گئی تو آپنے اجازت لی اپنی بی بیون سے بیمار داری کے لیے میرے گہر مین رہنے کی اونہون نے اجازت دی آپ کو پہر آپ نکلے دو مردون کے بیچ مین (ام المومنین میمونہ یا زینب یا ریحانہ کے گہر سے) آپکے دونو پاؤن زمین مین لکیر کرتے جاتے تہے (یعنے ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے آپکے پاؤن زمین مین گہسٹتے تہے اور آپ پاؤن اوٹہا نہ سکتے تہے) وہ دونون مرد جنکے بیچ مین آپ نکلے حضرت عباس تہے اور ایک اور شخص تہے عبید اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین وہ کہتے ہین مین نے یہ حدیث حضرت عائشہ کی عبد اللہ بن عباس سے بیان کی اونہون نے کہا تم جانتے ہو وہ دوسرے شخص کون تہے جنکا نام حضرت عائشہ نے نہین لیا مین نے کہا مین نہین جانتا انہون نے کہا وہ حضرت علی ابن ابی طالب تہے **ف** اور مسلم کی روایت مین ہے کہ فضل بن عباس تہے اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ اون دو مردون مین ایک اسامہ بن زید تہے اور مطابقت اسطور سے ہے کہ حضرت عباس تو ایک طرف برابر ساتہہ تہے اور دوسری طرف یہ تینون صاحب باری باری رہے ہون یعنے علی اور اسامہ اور فضل رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ نے جو حضرت علی کا نام نہ لیا یہ رنجش کی وجہ سے تہا جو بشر کو دوسرے بشر سے ہو جاتی ہے گو وہ کتنا ہی مقدس ہو (قسطلانی) **ف** اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی تہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب آپ گہر مین داخل ہوئے (یعنے حضرت عائشہ کے حجرے مین) اور آپ کی بیماری سخت ہوئی تو آپنے فرمایا میرے اوپر سات مشکون کا پانی ڈالو جنکی ڈاٹ نہ کہلی ہون (خطابی نے کہا سات کا عدد برکت کے لیے اختیار فرمایا اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ یہ سات مشکین سات کنوون کے پانی کی ہون اور ظاہر یہ ہے کہ دوا کے لیے یہ امر فرمایا) شاید مین آرام پاؤن جیسے دوسری روایت مین ہے وصیت کرون لوگون کو (یعنے پانی ڈالنے سے کچہ بیماری ہلکی ہو اور مجہکو نصیحت کرنیکا موقع ملے) اور آپ بٹہلائے گئے حضرت ام المومنین حفصہ کے کٹڑے مین (یعنے بڑے کونڈے مین) **ف** ابن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ وہ ملیے کا تہا اور اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور اس سے رد ہو گیا اس شخص کا قول جس نے برتن مین نہانا مکروہ رکہا ہے جیسے ابن عمر سے ثابت ہوا اور عطا نے کہا کہ تانبے کی بو مکروہ ہے (فتح) **ت** پہر ہم نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا انہی مشکون

سے یہانتک کہ آپنے اشارہ کرنا شروع کیا کہ تم کر چکین **ف** یعنی وہ کام جو مین نے کہا تہا۔ بخار مین ٹھنڈے پانی سے غسل
کرنا مطلقاً مضر نہین بلکہ صفراوی بخار مین نہایت مفید ہے اور اس سے طاقت آتی ہے اور جس طبیب نے اسکا انکار کیا
ہے وہ کہوسٹ اور جاہل ہے اوسکی طب ردی ہو گئی اور اسکا علم کوڑے کچرے کیطرح اب پہینک دیا گیا اب جس طب جدید
پر عمل ہے اور جو نہایت تحقیق اور تجربے کے بعد بنی ہے اوسکے رو سے صفراوی بخار مین ٹھنڈا پانی بدن پر بہانا اور ٹھنڈی
پانی سے بدن کو پونچھنا بلکہ برف کے ٹکڑون سے دماغ اور سارے بدن کو پونچھنا نہایت مفید ہے اور یہ جو فرمایا اون مشکون کے منہ
نہ کہلے ہون اس مین یہ حکمت تہی کہ پانی صاف اور پاک اور خالص ہو اوس مین ہاتھ نہ لگے ہون **ف** پھر آپ باہر نکلے
لوگون کیطرف **ف** دوسری روایت مین مصنف کے اتنا زیادہ ہے کہ آپنے نماز پڑہی اور خطبہ سنایا لوگون کو اور باقی
بحث اس حدیث کی باب الوفاۃ مین آوے گی اگر خدا چاہے اور مولف نے اس حدیث کو چہ مقامون مین نکالا اور امام مسلم
اور نسائی اور ترمذی نے (فتح وقسط) **باب** الوُضُوءِ مِنَ التَّوْرِ طشت سے وضو کرنیکا بیان **ف** حافظ صاحب
نے کہا کہ تور ایک ظرف ہوتا ہے طشت کے مشابہ اور بعضون نے کہا تور طشت ہی کو کہتے ہین اور معراج کی حدیث مین ہے کہ
ایک طشت سونے کا لایا گیا اوس مین ایک تور تہا سونے کا اوس سے یہ نکلتا ہے کہ طشت اور چیز ہے اور تور اور ہے اور شاید
طشت تور سے بڑا ہوتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا کہ تور ایک برتن ہے پیتل یا پتھر کا بعضون نے تور کا ترجمہ کڑاہی
کیا ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ اَبِيهِ قَالَ
كَانَ عَمِّي يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوءِ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبِرْنِي كَيْفَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ
فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَاغْتَرَفَ بِهِمَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ
يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ فَاَدْبَرَ بِهِ وَاَقْبَلَ ثُمَّ غَسَلَ
رِجْلَيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد (قطوانی
بجلی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان (ابن بلال) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن یحیی نے
اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے کہا میرے چچا (عمرو ابن ابی حسن) بہت وضو کیا کرتے تہے یا وضو مین بہت
پانی صرف کیا کرتے تہے) تو اونہون نے عبداللہ بن زید سے کہا بیان کرو مجھ سے تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر
وضو کرتے دیکہا یہ سنکر اونہون نے ایک طشت منگوایا پانی کا اور اسکو جہکایا اپنے دونو ہاتہون پر پہر دہویا دونون
ہاتہون کو تین بار پہر اپنا ہاتہ طشت مین ڈالا پہر کلی کی اور ناک سنکی (ناک مین پانی ڈالکر) تین بار ایک چلو

سے (یعنے تین چلو لیے اور ہر ایک چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا) اور چلو لیا اور منہ کو دہویا تین بار پہر دونو ہاتہ دہوئے دونو کہنیون تک دو دو بار پہر اپنے ہاتہ مین پانی لیا اور سر پر مسح کیا تو پیچہے لے گئے اور دونون ہاتہونکو) اور آگے لائے پہر دونو پاؤن کو دہویا پہر کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکہا **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ قَالَ أَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مِنْهُ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے اونہون نے روایت کی ثابت بنانی سے اونہون نے انس بن مالک سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا پانی کا تو آپ پاس لایا گیا ایک اوتہلا پیالہ چوڑے منہ کا **ف** جس مین بہت پانی نہین آتا اور ایسا پیالہ طشت کے مشابہ ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مناسب ہوگئی اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کو احمد بن عبدہ سے روایت کیا اونہون نے حماد بن زید سے اسمین رحراح کے بدلہ زجاج ہے یعنے کانچ کا پیالہ اوس سے رد کیا ان صوفیون کے قول کو جو کانچ کا برتن رکہنا اسراف جانتے ہین کیونکہ وہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے مین کہتا ہون زجاج کا لفظ صرف احمد بن عبدہ نے نقل کیا اور مخالفت کی اوسکی حماد بن زید کے باقی اصحاب نے اونہون نے رحراح کہا اور بعضون نے واسع الفم کہا یعنے چوڑے منہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسماعیلی نے محمد بن موسی اور اسحاق بن ابی اسرائیل اور احمد بن عبدہ سے اون سبہون نے حماد سے اور شاید اسماعیلی نے نقل کیا حدیث کو محمد بن موسی کے لفظ پر اور ایک جماعت علما نے تصریح کی کہ احمد بن عبدہ نے اس حدیث مین غلطی کی اور علامت اوسکی یہ ہے کہ احمد بن عبدہ نے کہا مین گمان کرتا ہون تو معلوم ہوا کہ اون کو خوب یاد نہ تہی اور اگر احمد بن عبدہ کی روایت صحیح ہو تو بہی اور روایتون کے خلاف نہین کیونکہ اور راویون نے اوس پیالے کی شکل بیان کی اور احمد نے اوسکی قسم بیان کی اور مسند احمد مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانچ کا ایک پیالہ بہیجا تہا لیکن اوسکے اسناد مین کلام ہے (فتح) رحراح کے معنی کہلے منہ کا اور خطابی نے کہا رحراح کشادہ برتن جس کی گہرائی کم ہو اور ایسے برتن مین بہت پانی نہین آتا تو اوس سے معجزہ کا ثبوت اور زیادہ ہوتا ہے **ف** اوس مین کچہ (تہوڑا) پانی تہا آپ نے اپنی انگلیان اوسکے اندر رکہدین انس نے کہا مین نے پانی کو دیکہنا شروع کیا وہ پہوٹ رہا تہا آپ کے انگلیون کے بیچ مین سے انس نے کہا مین نے اندازہ کیا اون لوگون کا جنہون نے وضو کیا اوس پیالہ سے وہ ستر سے لیکر اسی تک تہے **ف** اور حمید کی روایت مین گذرا کہ اسی آدمی پر کچہ زیادہ تہے اور جابر کی روایت مین ہے کہ ہم لوگ پندرہ سو تہے اور بعضی روایتون مین تین سو ہے اور احتمال ہے کہ

یہ متعدد واقعی ہون متعدد اوقات میں حافظ صاحب نے کہا انس کی دو روایتون میں جو اختلاف ہی اوسکی توجیہ یون ہو سکتی ہی کہ انس کو پوری گنتی تو معلوم نہ تھی مگر اتنا معلوم تھا کہ ستر سے زیادہ تھی اور اس میں آنکو شک تھی کہ اسّی تک پہونچ گئے تھی یا اسّی سے زیادہ تھے تو کہین اسّی سے زیادہ بیان کیا اور کہین اسّی تک کہا اور امام شافعی نے اس حدیث سی دلیل لی ہی اس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو وضو مین ایک مقدار پانی معین کرتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس پیالے سی وضو کیا بغیر تقدیر اور تعیین کے انتہی مختصراً **باب** الوضوء بالمد مد سی وضو کرنیکا بیان **ف** مد ایک پیمانہ ہی جس مین ایک رطل اور تہائی رطل بغدادی ماتا ہے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا اور بعض حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتی ہین مد دو رطل کا ہوتا ہے اسیطرح صاع جمہور علما کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے بغدادی رطل سے یعنی چار مد کا اور بعض حنفیہ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے قسطلانی نے کہا مد کے ایکسو اٹھائیس درم تھے ہین اور ۴/۷ درم کے حساب سے صاع کے تھے سو پچاسی ۵/۷ درہم ہوئے **حدثنا** ابو نعيم قال حدثنا مسعر قال حدثني ابن جبر قال سمعت انسا يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم يغسل او كان يغتسل بالصاع الى خمسة امداد ويتوضأ بالمد **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سی ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سی مسعر ابن کدام نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سی ابن جبر (یعنے عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر بن عتیک انصاری) نے اونہون نے کہا مین نے سنا انس بن مالک (کو وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہوتے تھے (اپنی بدن مبارک کو) یا یون کہا کہ غسل کرتے تھے (یہ شک امام بخاری کو ہوی یا ابو نعیم کو مگر اسماعیلی کی روایت میں ابو نعیم سے یہ ہے کہ غسل کرتے تھے بغیر شک کے) ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک اور وضو کرتے تھے ایک مد سی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ غسل مین آپ کبہی اقتصار کرتے ایک صاع پر جو چار مد کا ہوتا ہے اور کبہی بڑہاتے پانچ مد تک تو شاید انس کو معلوم نہوا کہ آپنے غسل اس سے زیادہ پانی سے کیا ہو اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ اور حضرت ﷺ دونوں ملکر غسل کرتے ایک برتن سی جس مین ایک فرق پانی آتا ابن عیینہ اور شافعی نے کہا کہ فرق تین صاع کا ہوتا ہی اور مسلم نے روایت کی اون سی کہ حضرت غسل کرتے اوس برتن سے جس مین تین مد پانی آتا ان روایتون سی نکلتا ہے کہ جیسی ضرورت اور حاجت ہوتی اوتنا پانی استعمال کرتے اور ان سی رد ہوتا ہے اون لوگون کا جنہون نے وضو اور غسل مین ایک مقدار کو معین کیا ہے جیسے ابن شعبان نے مالکیہ مین سے اور ایسا ہی اون حنفیہ کا جو تعیین کے قائل ہین اور حنفیہ نے تو صاع اور مد کے مقدار مین بہی اختلاف کیا ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ یہ تعیین بطور استحباب کے ہی کیونکہ اکثر لوگون نے حضرت کے وضو اور غسل کو اسیطرح بیان کیا ہی یعنے وضو ایک مد سی اور غسل ایک صاع

سے اور مسلم نے سفینہ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد اور ابو داؤد نے باسناد صحیح جابر سے ایسا ہی نقل کیا اور
اس باب مین حضرت عائشہ اور ام سلمہ اور ابن عباس اور ابن عمر وغیرہم سے مروی ہے اور یہہ تعیین جبھی تک
ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہو اور اس شخص کے لیے ہے جسکا جثہ معتدل ہو اور مؤلف نے کتاب الوضو
کے شروع مین اس طرف اشارہ کیا کہ مکروہ رکہا اہل علم نے اسراف کرنا وضو مین اور تجاوز کرنا اس حد سے جو
حضرت سے ثابت ہے انتہی قسطلانی نے کہا سنت یہی ہے کہ وضو کا پانی ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل کا ایک صاع سے
البتہ یہہ مختلف ہوگا باختلاف اشخاص تو جو شخص نحیف اور دبلا ہو اسکو اتنا پانی استعمال کرنا مستحب ہے کہ اس
کے بدن سے وہی نسبت رکہے جو مد اور صاع پانی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے تہی اور جو بہت
موٹا یا بہت لنبا ہو یا بڑے پیٹ والا ہو اوس کو یہہ مستحب ہے کہ اوس مقدار سے نہ گہٹاوے جس کی نسبت اس
کے بدن سے مد اور صاع کی نسبت ہو حضرت صلعم کے مبارک جسم سے اور ابو داؤد نے ام عمارہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا جس مین دو تہائی مد کے پانی آتا اور انس سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم وضو کرتے اوس برتن سے جس مین دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے ایک صاع سے اور ترمذی کی روایت مین
ہے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو مین دو رطل پانی کافی ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور
حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زید سے روایت کیا کہ حضرت صلعم کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا آپنے وضو کیا اور
اپنی بانہون کو ملنا شروع کیا اور مسلم نے حضرت عائشہ سے وہ اور حضرت غسل کرتے ایک برتن سے جس مین تین مد
پانی آتا اور ایک روایت مین ہے کہ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور مکوک مین ایک مد پانی
آتا ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ غسل کرتے دونوں ایک کٹورے سے جس مین فرق پانی آتا یعنے سولہ
رطل جسکے تین صاع ہوئے اور بعضون نے کہا کہ فرق بسکون را وہ برتن ہے جس مین ایک سو بیس رطل پانی آتا
ہے یہ ابن الاثیر نے کہا ہے امام نووی نے ان روایتون مین امام شافعی سے تطبیق نقل کی کہ یہ مختلف حالتون
مین مختلف وقتون مین ہین اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ طہارت کے پانی کی کوئی مقرر حد نہین بلکہ باختلاف
اشخاص اور احوال اسمین قلت اور کثرت ہوتی ہے انتہی کرمانی نے کہا نووی نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ
غسل مین کوئی پانی مقرر نہین بلکہ قلیل اور کثیر کافی ہے جب غسل کے شرائط ادا ہو جاوین البتہ مستحب ہے کہ غسل
ایک صاع سے کم مین نہ کیا جاوے اور وضو ایک مد سے کم مین انتہی اس باب مین جو اور حدیثین آئین ہین وہ
یہ ہین سفینہ کیحدیث احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے روایت کی کہ حضرت غسل کرتے ایک

صاع سے اور وضو کرتے ایک مد سے موسی جہنی کی حدیث امام نسائی نے روایت کی کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا اسکا اندازہ میں نے آٹھ رطل کا کیا اونہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پانی سے غسل کرتے تھے اور اسناد اسکا صحیح ہے جابر کی حدیث احمد اثرم اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کافی ہے غسل کو ایک صاع اور وضو کو ایک مد صحیح کیا اسکو ابن قطان نے عائشہ کی حدیث امام نسائی نے نکالی عبید بن عمیر سے اونہوں نے کہا تو نے مجھکو دیکھا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے اس عبید نے کہا ایک طشت رکھا تھا صاع کے برابر یا اوس سے کم تو ہم دونوں دس میں سے پانی لینا شروع کرتے اور میں اپنے سر پر اپنے ہاتھ سے تین بار پانی ڈالتی اور بال نہ کہولتی شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں عقیل بن ابی طالب کی حدیث ابن ماجہ نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافی ہے وضو کو ایک مد اور غسل کو ایک صاع ایک شخص بولا ہم کو تو کافی نہیں عقیل نے کہا انکو تو کافی تھا جو تجھ سے بہتر تھے اور تجھ سے زیادہ ان کے بال تھے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب المسح علی الخفین موزوں پر مسح کرنے کا بیان

ف ابن منذر نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے کہا موزوں پر مسح کرنے میں صحابہ کا اختلاف نہ تھا کیونکہ جس سے اسکا انکار منقول ہے اوسی سے اسکا جواز منقول ہے اور ابن عبد البر نے کہا میں نہیں جانتا کسی سلف کے فقیہ سے اسکا انکار منقول ہو البتہ امام مالک سے ایک روایت ایسی ہے مگر صحیح روایتیں امام مالک سے یہی ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور امام شافعی نے ام میں مالکیہ پر اسکا انکار کیا ہے اور مشہور اور ثابت مالکیہ کے نزدیک ابن حاجب میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا مطلقاً جائز ہے دوسرا یہ کہ مسافر کو جائز ہے اور مقیم کو جائز نہیں ہے اور دوسرے قول کو صحیح کہا ہے ابن حاجب نے اور باجی نے اول قول کو صحیح کہا ہے اور اسکو نقل کیا ہے ابن وہب سے اور مبسوط میں ابن نافع سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور یہ ہے کہ امام مالک موزوں کے مسح میں توقف کرتے تھے خاص اپنے لیے اور اوروں کو جواز کا فتوی دیتے تھے اور ایسا ہی صحیح ہوا ابو ایوب صحابی سے ابن منذر نے کہا علما نے اختلاف کیا کہ کون سا امر افضل ہے یعنے موزوں پر مسح کرنا یا موزے اتار کر پاؤں دہونا پھر کہا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا افضل ہے کیونکہ اہل بدعت جیسے خوارج اور روافض نے اسمیں خلاف کیا ہے یعنے موزوں کا مسح ناجائز رکھا ہے اور جس سنت میں مخالفین طعنہ کریں اوسکا زندہ کرنا افضل ہے اسکی ترک سے انتہے من فتح الباری مترجم کہتا ہے ابن منذر بڑے امام اور محدثین اور پیشوا ہیں علمائے اہل سنت کے ان کے اس بیان سے یہ نکلا کہ جس سنت کو حضرت کی مخالفین نے چھوڑ دیا ہو یا مخالفین اسپر عیب کرتے ہوں اوسکا بجا لانا اور ظاہر کرنا بلکہ ایسی حالت میں اسکی پابندی کرنا

بہتر ہے اور اس زمانہ میں ایسی سنتیں بہت ہیں جنکو جاہلوں نے چہوڑ دیا ہی پس عاشقین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ کام ہے کہ وہ ان سنتوں کو بجا لاویں اور ان کو زندہ کریں جیسے نماز میں آمین پکار کر کہنا جوتوں سمیت نماز پڑہنا رکوع اور رکوع سے سر اٹہاتے وقت دونوں ہاتہوں کو کانوں تک اٹہانا سفر میں ظہر عصر اور مغرب عشا جمع کرنا حضر میں بہی کبہی کبہی عذر سے یا بغیر عذر کے ایسا کرنا نماز میں ہاتہ سینہ پر باندہنا وضو میں عمامہ پر مسح کرنا تیمم میں ایکبار دونو ہاتہ زمین پر مار کر منہ اور دونو ہتہیلیوں پر مسح کر لینا جمعہ میں پہلی اذان اسوقت دینا جب امام خطبہ کیلیے منبر پر بیٹہتا ہے روزہ جلد افطار کرنا مغرب کی نماز جلد پڑہنا سحری فجر کے قریب کہانا تراویح کی آٹہ رکعتیں پڑہنا نوافل سواری پر ادا کرنا گو منہ قبلے کیطرف نہ ہو بیوہ کا نکاح ثانی کرنا مہر کم مقرر کرنا تہجد پر ہمیشگی کرنا سوا رمضان مبارک کے اور کسی مہینہ میں سالم مہینہ روزے مقرر رکہنا ازار نصف ساق تک رکہنا سر پر بال رکہنا ڈاڑہی کو چہوڑ دینا مونچہوں کو ترشنا یا مونڈنا علیٰ ہذا القیاس اور مہیہ ہے کہ اس کتاب میں اپنے اپنے مقام میں ہر ایک سنت کی تحقیق کیجاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر نے کہا شیخ محی الدین نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ پاؤں کا دہونا افضل ہے بشرطیکہ موزوں کا مسح سنت سے نفرت کرکے نہ چہوڑے اور ایک جماعت حفاظ نے کہا ہے کہ موزوں کا مسح متواتر ہے اور بعضوں نے اسکے راویوں کو جمع کیا ہے تو اسی سے متجاوز ہوئے اور ان میں عشرہ مبشرہ سب ہیں اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حسن بصری سے مروی ہے مجہہ سے ستر صحابیوں نے بیان کیا موزوں پر مسح کو انتہی کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مسح کرنا موزوں پر بہت سے صحابہ نے نقل کیا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تہے سفر اور حضر میں اور علماء نے اتفاق کیا اسکے جواز پر اور انکار کیا مسح کا خوارج اور روافض نے خوارج نے تو اسوجہ سے کہ قرآن میں مذکور نہیں اور روافض نے اسوجہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح نہیں کیا اور یہ دونوں وجہیں غلط ہیں کس لیے کہ قرآن میں مذکور نہ ہونے سے عدم جواز لازم نہیں آتا جب حدیث مشہور بلکہ متواتر سے ایک امر ثابت ہو اور حضرت علی سے موزوں کا مسح منقول ہے اور مسح کا انکار کسی صحیح اور موصول اسناد سے اون سے ثابت نہیں ہے علاوہ اسکے اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انکار بہی منقول ہو تو کبہی بڑے شخص پر ایک چہوٹی سی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے اور کیا حضرت علی کا انکار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کے سامنے حجت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں نبی کی شان اور ہے اور خلیفہ کی شان اور ہے خلیفہ اور امام سب خدا اور اسکے رسول کے غلام ہیں کرخی نے کہا میں ڈرتا ہوں جو کوئی موزوں کے مسح کا انکار کرے وہ کافر نہ ہو جاوے اور موزوں کا مسح منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو غزوہ تبوک میں نقل کیا

ہے اور وہ سب غزوات کے اخیر مین تہا اور سورہ مائدہ اوس سے پہلے اتر چکی تہی اور جریر نے بہی حضرت کو سورہ مائدہ اترنے کے بعد دیکہا ہے انتہی مختصراً ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہا کہ موزون کے مسح مین احادیث مشہور ہین امام ابوحنیفہ نے کہا مین موزون کے مسح کا قائل نہین ہوا یہانتک کہ دن کی روشنی کیطرح مجہکو دلیلین پہنچین اور امام نے کہا کہ مین کفر کا خوف کرتا ہون اوسپر جو موزون کے مسح کا انکار کرے کیونکہ حدیثین اس باب مین متواتر ہین اور ابو یوسف نے کہا کہ مسح کی حدیثون سے کتاب اللہ کا نسخ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ حدیثین مشہور اور بکثرت ہین عینی نے کہا موزون کے مسح کا وہی انکار کریگا جو بدعتی اور گمراہ ہوگا اور ابوحنیفہ نے تو اوسکو سنت اور جماعت کے نشانی مقرر کی ہے انہون نے کہا ہم شیخین کو افضل کہتے ہین (اور صحابہ سے) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دونون داماد ون سے (یعنے حضرت عثمان اور حضرت علی سے) محبت رکہتے ہین اور موزون پر مسح کرنا جائز سمجہتے ہین انتہے نیل مین ہے کہ امام احمد نے کہا موزون پر مسح کرنے مین چالیس حدیثین مروی ہین مرفوع صحابہ سے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ اکتالیس حدیثین اور ابن عبد البر نے استذکار مین کہا کہ موزون کا مسح قریب چالیس صحابہ سے منقول ہے اور ابو القاسم بن مندہ نے اوسکی راویون کا شمار کیا تذکرہ مین تو اسی تک پہنچے اور ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن مین ان مین سے ایک جماعت کا نام لیا ہے اور موزون پر مسح کرنا تمام صحابہ کیطرف منسوب ہوا جیسے ابن المبارک سے منقول ہے اور وہ جو حضرت عائشہ اور ابن عباس اور ابوہریرہ سے اسکا انکار منقول ہوا وہ ثابت نہین جیسے ابن عبد البر نے کہا امام احمد نے کہا ابوہریرہ کی حدیث مسح کے انکار مین صحیح نہین ہے بلکہ باطل ہے اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قائل تہین موزون پر مسح کرنیکی اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت علی سے نکالا کہ کتاب اللہ موزون پر سابق ہے تو یہ روایت منقطع ہے اور امام مسلم اور نسائی نے حضرت علی سے موزون کے مسح کا جواز نقل کیا ہے حضرت کے وفات کے بعد اب بہی حضرت عائشہ کی یہ روایت کہ اونہون نے کہا اگر مین اپنا پاؤن کاٹ ڈالون تو وہ بہتر ہے اس سے کہ موزون پر مسح کرون تو اسکے اسناد مین محمد بن مہاجر ہے ابن حبان نے کہا وہ بناتا تہا حدیثون کو اور وہ جو امیر حسین نے شفا مین ایک قصہ بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عمر مین بحث ہوئی موزون پر مسح کرنے مین پہر بائیس صحابہ نے گواہی دی کہ یہ مسح سورہ مائدہ سے پہلے تہا تو ابن بہران نے کہا کہ مین نے یہ قصہ حدیث کی کسی کتاب مین نہین پایا اور ہمارے اماموں کے نزدیک تو قصہ صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بحر مین امام مہدی سے منقول ہے کہ اونہون نے موزون کا مسح حضرت علی سے منسوب کیا ہے اور عترت تمام اور امامیہ اور خوارج اور ابو بکر بن داؤد ظاہری یہ کہتے ہین کہ موزون کا مسح کافی نہین پاؤن کے دہونے سے اور دلیل ان کی آیت ہے سورہ مائدہ کی اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کے لیے جس کو وضو سکہلایا تہا

کہ اپنا پاؤن دہوا اور مسح کا بیان نہین کیا اور آپنے اپنے دونو پاؤن دہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ وضو ہے کہ اللہ تعالی قبول نہین
کرتا نماز کو بغیر اوسکے اور قول آپ کا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم سے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنا منسوخ ہے
سورہ مائدہ کی آیت سے جمہور اہل سنت اور جماعت ان دلیلون کا جواب دیتے ہین آیت مین یہ کہتے ہین کہ حضرت کے امر
آیت اوترنے کے بعد مسح منقول ہوا جیسے جریر کی حدیث مین ہے جو آگے آویگی اب یہ حدیث کہ دہو پاؤن اپنے اس سے یہ کہان
نکلتا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہین بس مراد آپ کی یہ ہے کہ جب تیرے پاؤن مین موزے نہ ہون تو پاؤن دہو اور ضروری
یہ تخصیص مسح کی متواتر حدیثون سے اب یہ حدیث کہ اللہ نماز نہین قبول کرتا بغیر اسکے تو وہ ضعیف ہے اس لائق نہین کہ
متواتر حدیثون کا معارضہ کرے اور یہ حدیث کہ خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے البتہ صحیح ہے پر یہ وعید اوس شخص
کے لیے ہے جو پاؤن پر مسح کرے وضو مین اور پاؤن نہ دہوے نہ اوس شخص کے لیے جو موزون پر مسح کرے اگر کوئی کہے کہ
حدیث عام ہے شامل ہے اوسکو بہی جو موزون پر مسح کرے تو ہم یہ جواب دینگے کہ موزون پر مسح کرنے والے کو شامل نہین کس
لیے کہ وہ تو سارے پاؤن کو چہوڑ دیتا ہے نہ صرف ایڑی کو اور اگر ہم اس اعتراض کو مان لیوین تو یہ کہینگے کہ موزون پر
مسح کرنے کی حدیثین خاص کرتی ہین اس وعید کو اوس حالت سے جب پاؤن مین موزے نہ ہون اور نسخ کا دعوی محض غلط ہے
کیونکہ جریر کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موزون کا مسح آیت کے بعد واقع ہوا اب جریر مین یہ قدح کرنا کہ وہ حضرت
علی سے جدا ہو گئے تہے اسوجہ سے انکی روایت مقبول نہین صحیح نہین ہے کیونکہ جریر حضرت علی سے جدا نہین ہوئے تہے بلکہ
روکے گئے تہے علاوہ اسکے امام حافظ محمد بن ابراہیم وزیر نے اپنی کتاب عواصم اور قواصم مین اجماع نقل کیا ہے
فاسق کی روایت مقبول ہونے پر اور اجماع نقل کیا ہے ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور انکے اتباع سے کہ تمام صحابہ کی
روایتین مقبول ہین فتنہ کے بعد اور فتنہ کے پہلے تو موزون کے مسح سے نکلنا اس صحابی جلیل الشان مین قدح کرنے سے
ممکن نہین اور اسکا قائل کوئی نہین ہوا نہ عترت سے نہ انکے اتباع مین سے نہ اور علمای اسلام مین سے اور حافظ نے فتح مین
کہا کہ مائدہ کی آیت غزوہ مریسیع مین اوتری اور مغیرہ کی حدیث مسح کی باب مین غزوہ تبوک کی ہے اور تبوک بالاتفاق مریسیع
کے بعد ہے اور بزار نے کہا کہ مغیرہ کی حدیث کو ان سے ساٹھ آدمیون نے روایت کیا بہرحال یہ صاف اور روشن سنت
جسکا ثبوت عمدہ اور پکی دلیلون سے ہے کسی طرح رد نہین ہو سکتی لیکن بڑا مشکل امر یہ ہے کہ بحر مین امام مہدی نے ساری
عترت مطہرہ کا یہ مذہب قرار دیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہین مگر اس مشکل کو آسان کرتا ہے یہ امر کہ عترت کے پیشوا اور
سردار امیر المومنین حضرت علی مرتضی مسح کے جواز کے قائل ہین علاوہ اسکے عترت کا اجماع ظنی ہے اور ایک جماعت ائمہ
نے کہا کہ اوسکی مخالفت جائز ہے اون مین سے ہین امام یحیی بن حمزہ سوا اسکے عترت کا وہ اجماع حجت ہے جس مین کسی کا

خلاف نہ ہو حالانکہ ایسا اجماع معلوم نہیں ہو سکتا کس لیے کہ عترت کے لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے تھے اور متفرق مقامات میں چلے گئے تھے علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اجماع امت پر اعتراضات ہوے ہیں اور جنکی وجہ سے اجماع امت کا حجت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تو اجماع عترت کیونکر حجت ہو سکتا ہے اور جب اجماع عام حجت نہ ہوا تو اجماع خاص بطریق اولی حجت نہ ہوگا مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جو مشکل بیان کی وہ کچھ مشکل نہیں ہے اسلیے کہ عترت کا اجماع مسح کے انکار پر کیونکر تسلیم کیا جاویگا خاص کر ایسی حالت میں کہ حضرت علی سے جو تمام عترت کے پیشوا ہیں مسح کا جواز منقول ہے جیسے آگے ہم بیان کرینگے اور اگر عترت کا اجماع مان بھی لیا جاوے تو احادیث صحیحہ کے خلاف کسی فرقہ کا اجماع حجت نہیں اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سارے جہان پر مقدم ہے اگر سارا جہان ایک طرف ہو اور خدا اور رسول خدا ایک طرف ہوں تو وہی پلہ بھاری ہے جدہر خدا اور رسول خدا ہیں فلا تقل ہم اسم اللہ شی حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِي اَبُو النَّضْرِ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ سَعْدًا حَدَّثَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اصبغ بن فرج (قرشی فقیہ مصری) نے اونہوں نے روایت کی ابن وہب (قرشی مصری) سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن حارث ابو امیہ انصاری مصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو النضر بن ابی امیہ قرشی مدنی نے اور اونہوں نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمان بن عوف) سے اونہوں نے روایت کی عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے روایت کی سعد بن ابی وقاص سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے مسح کیا موزونپر اور عبد اللہ بن عمر نے حضرت عمر سے پوچھا اس امر کو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا ہے موزونپر یا نہیں حضرت عمر نے کہا ہاں آپ نے مسح کیا ہے موزونپر جب تجھسے سعد کوئی حدیث بیان کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مت پوچھ اس حدیث کو اور کسی سے **ف** کیونکہ سعد ثقہ ہیں اور انکی روایت پر اعتماد ہے اس سے یہ نکلا کہ خبر واحد حجت ہے اور عادل شخص کی خبر سے کبھی اوسپر یقین ہو جاتا ہے اور وہ مثل متعدد شخصوں کی خبر کے ہوتی ہے اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض مقاموں میں جو اونسے توقف منقول ہوا یہ کسی شک کی وجہ سے ہوگا جو انکو پیدا ہوگیا ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر کے نزدیک سعد کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی نکلا کہ صحابی جلیل القدر اور قدیم الصحبت پر بعضی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے جو شرع کی ایک بڑی بات ہوتی ہے اور دوسرا شخص اوس سے واقف ہوتا ہے کیونکہ

ابن عمر نے موزون کے مسح کا انکار کیا حالانکہ انکی صحبت قدیم تھی اور اونہون نے بہت روایتین کی ہین اور یہ قصہ امام مالک نے موطا مین روایت کیا نافع اور عبد اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر کوفہ مین آئے سعد کے پاس وہ امیر تھے کوفہ کے تو ان کو دیکھا موزون پر مسح کرتے ہوئے ابن عمر نے اسکا انکار کیا سعد نے کہا تم اپنے باپ سے پوچھو پہر بیان کیا یہی قصہ اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے حضر مین مسح کا انکار کیا ہو نہ سفر مین انتہی ما قال الحافظ مختصراً مترجم کہتا ہے بڑے بڑے صحابہ جلیل الشان جیسے حضرت عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم مین انپر بعضے مسائل دین کے مخفی رہے تھے جب انکو حدیث معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور تمام ائمہ سلف اور خلف کا یہی حال تھا کہ صحیح حدیث مل جانے کی دیر رہتی تھی جہان صحیح حدیث ملی پہر کسی کے اجتہاد اور رائے اور مذہب کا اعتبار نہ رہا اور حدیث پر عمل کیا مگر افسوس ہے کہ اس زمانے کے بعض جاہل مقلدون نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے جو حقیقت مین نری بیدینی اور ملحدی اور گستاخی اور بے ادبی ہے خداوند کریم اور اسکے رسول مقدس سے وہ حدیث کیطرف التفات ہی نہین کرتے اور حدیث سے بڑہکر معاذ اللہ اپنے پیرون اور مجتہدونکی باتون کو خیال کرتے ہین خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونو ایسے مقلدون سے بیزار ہین اور قیامت مین انکا ٹھکانا کہین نہین بجز جہنم کے انکے پیر اور مجتہد صاف ان سے بیزار ہوجاوینگے اور کہدینگے کہ ہمنے تو کہدیا تہا کہ شریعت مین بجز خدا اور رسول کی اطاعت کے اور کسی کی اطاعت بالذات نہین ہے اور ہمنے صاف بتلا دیا تہا کہ حدیث کے خلاف ہمارے قول کو دیوار پر مار دینا بلکہ ہمنے منع کر دیا تہا کہ ہماری تقلید ہی نہ کرنا اور قرآن اور حدیث پر چلنا تو تم ہماری طریقے پر رہتے مگر شیطان نے تم کو بہکایا اور گمراہی مین پہنسایا اب اپنی کرتوت کا بدلہ چکہو اور اپنے کیے پر پچہتاؤ ولا حول ولا قوۃ **قسطلانی** نے کہا اس قصہ کو ابن خزیمہ نے ایوب سے روایت کیا اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے مانند اسکے اس مین یہ ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موزون پر مسح کرتے تہے اور اس مین کوئی برائی نہ دیکھتے تہے اور ابن عمر نے سفر مین موزون کا مسح روایت کیا ہے نکالا اسکو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ کبیر مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عاصم سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا موزون پر مسح کرتے ہوئے پانی لیے سفر مین اور یہ حدیث کو امام مسلم نے نہین نکالا تو یہ افراد مین سے ہے مولف کے اور نسائی نے اوسکو طہارت مین نکالا انتہی **ف** اور موسی بن عقبہ نے کہا اسمعیلی نے اس تعلیق کو موصولاً روایت کیا خبر دی مجھکو ابو النضر نے انکو خبر دی ابو سلمہ نے ان سے حدیث بیان کی سعد نے اکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر پہر حضرت عمر نے عبد اللہ سے ایسا ہی کہا جیسے اوپر گذرا اسمعیلی کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت عمر نے عبد اللہ اپنے بیٹے سے کہا جیسے انکو ملامت کرنے لگے کہ جب سعد تجہہ سے کوئی حدیث بیان

کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو انکی حدیث کو بعد سیر اور کوئی چیز نہ ڈہونڈہ) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ
أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا
مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد بن
فروخ حرانی (حران ایک شہر ہے درمیان دجلہ اور فرات کے) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث بن سعد نے
انہوں نے روایت کی یحیی بن سعید انصاری سے اونہوں نے سعد بن ابراہیم (بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہوں نے نافع بن جبیر بن
مطعم سے اونہوں نے عروہ بن مغیرہ ابن شعبہ سے اونہوں نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے حاجت کے لیے (غزوہ تبوک میں فجر کی نماز کے وقت جیسے مالک اور احمد اور ابو داود کی روایت
میں ہے) تو مغیرہ آپکے پیچھے ہوئے ایک ڈول پانی کا لیکر **ف** مولف نے جہاد میں روایت کی کہ حضرت نے مغیرہ کو
حکم دیا تھا ڈول لیکر ساتھ آنے کا اور زیادہ کیا اتنا کہ آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر حاجت سے فارغ
ہوکے بعد اسکے تشریف لائے اور وضو کیا اور امام احمد نے دوسرے طریق سے مغیرہ سے روایت کیا کہ اونہوں نے جو پانی
لیا تھا وہ ایک گنوار لڑکی سے لیا تھا ایک مشک سے جو مردہ کہال کی تھی اور حضرت نے فرمایا اس لڑکی سے پوچھ اگر اس
نے اس کہال کی دباغت کی تھی تو پانی پاک ہے وہ بولی ہاں قسم خدا کی میں نے اسکی دباغت کی تھی (فتح) **ف**
پھر آپ پر پانی ڈالا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزوں پر **ف** جہاد میں اتنا زیادہ
ہے کہ آپ ایک شامی جبہ پہنے تھے اور ابو داود کی روایت میں ہے کہ روم کے جبوں میں سے ایک جبہ پہنے تھے اور
اوپر یہ حدیث گذر چکی بَابُ الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ میں اسمیں یہ زیادہ ہے کہ آپ نے اپنا منہ دہویا اور دونوں
ہاتھ دہوئے اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اپنے پہونچوں کو دہویا اور ایک روایت میں ہے کہ اچھی طرح دہویا انکو
اور مجھے شک ہے کہ مٹی سے رگڑا یا نہیں اور مصنف نے جہاد میں نکالا کہ آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونہہ
کو دہویا امام احمد نے زیادہ کیا تین بار پھر اپنے دونو ہاتھ نکالنے لگے آستینوں سے وہ تنگ تھیں آخر آپ نے جبہ کے
تلے سے ہاتھوں کو نکالا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جبہ کو اپنے مونڈہے پر ڈالا اور احمد کی روایت میں ہے کہ داہنا
ہاتھ تین بار دہویا اور بایاں ہاتھ تین بار دہویا اور مصنف کی روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر اور مسلم کی ایک
روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنی پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر ف بزار نے کہا مغیرہ کی یہ حدیث کو ان سے ساٹھ آدمیوں
نے روایت کیا ہے اور میں نے اوسکے صحیح طریقوں کے مطالب اوپر بیان کر دیے اور اس میں بہت سے فائدے ہیں ایک

حاجت کے لیے دور جانا دوسرے نظرون سے چھپ جانا تیسرے طہارت پر ہمیشگی کرنا کیونکہ آپ نے مغیرہ کو حکم دیا پانی ساتھ لانے
کا اور اس پانی سے استنجا نہین کیا بلکہ جب حاجت سے لوٹے تو وضو کیا چوتھی وضو مین دوسرے سے مدد لینا پانچوین استنجا کے
بعد ہاتھون کا دہونا پانی سے چھٹی مٹی سے رگڑ کر دہونا ساتوین جو نجاست مخرج سے باہر ہو جاوے اوسکی طہارت پانی سے
ضرور ہونا آٹھوین مردے کی کہال سے دباغت کے بعد فائدہ لینا نوین کافرون کے کپڑون سے فائدہ اٹھانا جبتک اون کی
نجاست کا یقین نہ ہو کیونکہ آپ نے رومی جبہ پہنا اور قرطبی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ بال مردے کے نجس نہین ہین
کیونکہ جبہ شامی تھا اور شام اوس وقت تک کفر کا ملک تھا اور وہان کے لوگ مردہ جانورون کو کہاتے تھے اور اسمین رد
ہے اوس شخص کا جو کہتا ہے موزون کا مسح منسوخ ہے وضو کی آیت سے جو مائدہ مین ہے کیونکہ سورہ مائدہ غزوہ مریسیع
مین اوتری اور یہ قصہ اسکے بعد غزوہ تبوک کا ہے اور کتاب الصلوۃ مین جریر کی حدیث اس باب مین مذکور ہو گی دسوین سفر
مین جبہ اور تنگ لباس پہننا گیارہوین سفر مین بھی وضو کی سنن بجا لانا بارہوین احکام مین خبر واحد مقبول ہونا اگرچہ ایک عورت
کی خبر ہو کیونکہ آپ نے ایک اعرابیہ کی خبر قبول کی تیرہوین جس عضو کا دہونا وضو مین فرض ہے اسکا مسح کافی نہ ہونا کیونکہ
آپ نے ہاتھون کو جبہ کے تلے سے نکالا اور انکے مسح پر اکتفا نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل لی ہے سارے سر کا مسح فرض
ہونے پر کیونکہ آپ نے مسح کو پورا کیا عمامہ پر اور صرف پیشانی کے مسح پر قناعت نہ کی انتہی ما فی فتح الباری ملخصا
قسطلانی نے کہا موزون پر مسح اس طرح کرے کہ بایان ہاتھ ایڑی کے تلے رکہے اور داہنا ہاتھ پاؤن کی انگلیون
کی پشت پر پہر داہنا ہاتھ کو پہراوے پنڈلی تک اور بائین ہاتھ کو نیچے سے انگلیون کے کنارون تک اور انگلیان کشادہ
رکہے اور یہ مسنون نہین ہے کہ سارے موزے پر مسح کرے اور مکروہ ہے مسح کا مکرر کرنا اسی طرح موزے کا دہونا اور جو ہاتھ
تر کرکے موزے پر رکھ لیوے اور اسکو پہراوے نہین یا پانی موزے پر ٹپکا دیوے تب بھی کافی ہو جاویگا اور جو قناعت کرے
پاؤن کی اوپر کی جانب کے مسح پر تو کافی ہے کیونکہ ایسا منقول ہوا اور جو قناعت کرے پاؤن کی نیچے کی جانب کے مسح پر تو کافی نہین انتہی مترجم کہتا ہے ابو داود اور دارقطنی نے روایت کیا حضرت
علی سے فرمایا انہون نے اگر دین عقل پر ہوتا تو موزے کے نیچے کی جانب مسح کرنا اولی ہوتا اوسکے اوپر کی جانب سے اور مین نے
دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موزون کے اوپر کی جانب پر۔ حافظ نے بلوغ المرام مین کہا کہ
اسناد اسکا حسن ہے اور تلخیص مین کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین عبد خیر بن یزید ہمدانی
ہے ثقہ کہا اوسکو یحیی بن معین اور احمد بن عبد اللہ عجلی نے اور بیہقی نے جو کہا کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے حجت
نہین لی تو اس سے کوئی قدح نہین ہو سکتا باتفاق علما اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ موزون کا مسح
اسیطرح مشروع ہے کہ انکے اوپر کی جانب مسح کرے نہ اندر کی جانب یعنی تلوے کی طرف اور یہی مذہب ہے ثوری اور ابو حنیفہ ا

اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور شافعی اور انکے اصحاب اور زہری اور ابن مبارک اور
سعد بن ابی وقاص اور عمر بن عبد العزیز کا یہ قول ہے کہ اوپر کیجانب اور اندر کیجانب دونو طرف مسح کرے اور مالک اور
شافعی نے یہ کہا ہے کہ اگر صرف اوپر کیجانب مسح کیا تو بھی کافی ہے مالک نے کہا کہ اگر صرف اندر کیجانب یعنی نیچے کیجانب مسح
کیا تو درست نہ ہوگا اور لازم ہے اوسپر دوبارہ مسح کرنا وقت کے اندر یا وقت کے بعد اور ایک روایت ان سے اسکے خلاف
بھی ہے اور مشہور قول امام شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص موزونکے اوپر کیجانب کے مسح پر اکتفا کرے تو کافی ہے اور نیچے کی جانب
پر اکتفا کرنا درست نہیں اور ابن شہاب نے کہا درست ہے اور ایسا ہی ایک قول ہے شافعی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین
انگلیوں کے مقدار ہاتھ کے مسح کرنا واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر موزے کا مسح واجب ہے اور شافعی سے یہ منقول ہے کہ
جسپر مسح کا اطلاق ہو اتنا واجب ہے حافظ نے تلخیص میں کہا کہ محفوظ ابن عمر سے یہ ہے کہ وہ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب
اور نیچے کیجانب دونو طرف ایسا ہی روایت کیا اوسکو شافعی اور بیہقی نے اور ایک روایت ان سے اس طرح ہے جسپر ہم نے
اور قسطلانی سے نقل کیا اور جسنے دونون جانب مسح کرنیکو کہا ہے اوسنے دلیل لی ہے مغیرہ کی حدیث سے جو آگے مذکور ہوگی
اور دونو حدیثوں میں تعارض نہیں ہے بلکہ کبھی حضرت نے مسح کیا دونو طرف اور کبھی اقتصار کیا اوپر کیجانب کے مسح پر اور
آپ سے ممانعت کسی امر کی ثابت نہیں ہوتی تو دونو طرح جائز ہے اور سنت ہے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب پر ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے بخاری نے تاریخ میں کہا کہ یہ حدیث اس لفظ سے زیادہ صحیح ہے رجاء بن حیوۃ کی روایت سے جو آگے
مذکور ہوگی اور اس باب میں حضرت عمر سے مروی ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور روایت کیا پانچون عالمون نے
سوا نسائی کے ثور بن یزید سے اوسنے رجاء بن حیوۃ سے اوسنے وراد سے جو منشی تھا مغیرہ کا اوسنے مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونکے اوپر کیجانب اور نیچے کیجانب ترمذی نے کہا یہ حدیث معلول ہے اوسکو نہیں
مسند کیا ثور سے کسی نے سوا ولید بن مسلم کے اور میں نے ابو زرعہ اور بخاری سے پوچھا اس حدیث کو دونوں نے کہا وہ صحیح نہیں ہے اور
روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی اور ابن الجارود نے اثرم نے امام احمد سے نقل کیا وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے
اور کہتے تھے میں نے اس حدیث کو عبد الرحمان بن مہدی سے بیان کیا انہوں نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے ثور سے انہوں نے کہا
مجھکو حدیث کی گئی رجاء سے اوسنے مغیرہ کے منشی سے اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں ا
احمد نے کہا نعیم بن حماد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ابن مبارک سے جیسے ولید بن مسلم نے بیان کی ثور سے میں نے اون سے
کہا یہ تو ولید کی روایت ہے اور ابن المبارک تو مغیرہ کا ذکر نہیں کرتے نعیم نے کہا یہ میری حدیث کی کتاب ہے اور میں دیکھ

پہر ایک پرانی کتاب نکالی اوس مین دونون سطرون کے بیچمین ایک ایسے خط سے جو پرانا نہ تہا یہ لکہا ہوا تہا عن المغیرۃ مین نے انکو خبر دی کہ عن المغیرۃ کی زیادتی اسناد مین بے اصل ہے پہر وہ اوسکے بعد لوگون سے کہتے تہے اور مین سنتا تہا جو کوئی اس حدیث کو بیان کرے اوسکو مار و ابن ابی حاتم نے اپنے باپ اور ابو زرعہ سے نقل کیا کہ ولید کی روایت محفوظ نہین ہے اور موسے بن ہارون نے کہا کہ ثور نے اوسکو رجا سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد طیالسی نے عروہ بن المغیرہ سے انہون نے اپنے باپ سے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے۔ حافظ نے کہا ترمذی نے کہا کہ نہین مسناد کیا اوسکو ثور کے سوا غیر نے مین کہتا ہون شافعی نے امام مین روایت کی یہ حدیث ابرہیم بن محمد بن ابی یحیے سے اونہون نے ثور سے مثل ولید کی روایت کی ابو داؤد نے کہا ثور نے یہ حدیث رجا سے نہین سنا اور سنن دارقطنی مین داؤد بن رشید کے طریق مین تصریح ہے کہ ثور سے رجا نے حدیث بیان کی حافظ نے کہا تو علت دور ہوگئی کیونکہ ظاہر اس عبارت کا یہ ہے کہ ثور نے اوسکو رجا سے سنا ہے لیکن احمد بن عبید صفار کی مسند مین عن ثور عن رجا ہے اسی داؤد کے طریقہ سے اور یہ اختلاف داؤد پر مانع ہے وصل کی صحت کا خصوصاً صاحب حدیث کر اماموں نے وصل کا انکار کیا ہوا تہے مختصراً ہدایہ مین ہے کہ مغیرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونو ہاتہ دونو موزون پر رکہے اور اون دونو کو کہینچا اور انگلیون سے موزون کے اوپر تک ایک ہی بار مسح کیا گویا مین مسح کا نشان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے پر دیکہہ رہا ہون لکیرین یعنی انگلیون سے اور معلوم نہین ہوتا کہ صاحب ہدایہ نے یہ حدیث کس کتاب سے لکہدی اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی حدیث لاتا ہے خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف ہو یا مرسل ہو بلکہ بعضی حدیثون کا پتہ ہی نہین ملتا اور یہ حدیث اسی قسم مین سے ہے زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور قریب ہے اسکے وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مغیرہ بن شعبہ سے اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ نے پیشاب کیا پہر آئے یہانتک کہ وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر اور دہنا ہاتہ اپنا داہنے موزے پر رکہا اور بایان ہاتہ بائین موزے پر رکہا پہر مسح کیا دونون موزون کے اوپر کیجانب ایک بار گویا مین آپ کی انگلیونکو موزون پر دیکہہ رہا ہون لکیرے حافظ نے کہا اسکا اسناد منقطع ہے ابن دقیق العید نے امام مین کہا روایت کیا اوسکو ابو اسامہ نے اشعث سے اونہون نے حسن سے مرسلاً اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تہا اور موزے دہو رہا تہا آپ نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا گویا اوسکو دفع کر رہے تہے اور فرمایا مجہے حکم ہوا مسح کا اور اشارہ کیا اپنے ہاتہ سے اسطرح انگلیون کی نوکون سے پنڈلی کی جڑ تک اور لکیرین انگلیون سے حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے صاحب تنقیح نے کہا اسکے اسناد مین جریر بن یزید مدینہ وہ مشہور نہین ہے اور نہین روایت کیا اوس سے کسی نے سوا بقیہ کے

اور سند رشاید بیان ہے زیاد طائی کا جھوٹا کہا اوسکو فلاس نے اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ابن ماجہ نے جریر اور سند رسے یہ حدیث کے سوا اور کوئی حدیث روایت نہین کی زیلعی نے کہا ہمارے اوستاد ابو الحجاج مزی نے اعتراض کیا ابن عساکر پر اونھون نے اس حدیث کو اپنے اطراف مین نہین نکالا اور شاید یہ حدیث ابن ماجہ کے بعض نسخون مین نہین ہے اور مین نے اس حدیث کو ایک نسخہ مین پایا اور ایک نسخہ مین نہین پایا مترجم کہتا ہے مین نے ابن ماجہ مین یہ حدیث نہین پائی اس صورت مین مزی کا اعتراض ابن عساکر پر درست نہین کیونکہ ابن عساکر کے نسخہ مین بھی شاید یہ حدیث نہ ہوگی۔ زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم اوسط مین اس حدیث کو نکالا جابر سے اوس مین یہ ہے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تھا اور اپنے موزون کو دھو رہا تھا آپ نے اپنے ہاتھ سے اوسکو ٹھونسا دیا یہ فرمایا کہ ہم کو مسح کا حکم ہوا اسطرح اور دکھلایا آپ نے اوسکو اپنے ہاتھ سے موزون کے سامنے سے پنڈلی کی جڑ تک اور انگلیون کو کشادہ رکھا طبرانی نے کہا یہ حدیث جابر سے مروی نہین مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا اوسکے ساتھ بقیہ مین کہتا ہون اس اسناد مین بھی جریر بن یزید موجود ہے اور روایت کیا بزار نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے سنا مین نے حضرت ؐ سے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسح کا موزے کے اوپر کی جانب مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین روایت کیا حضرت عمر سے اوس مین یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ہمکو حکم کرتے تھے موزون کے اوپر کیجانب مسح کرنیکا جب اون کو پہنے اور وہ دونون پاک ہون بزار نے کہا اسکے اسناد مین خالد بن ابی بکر عمری ہے اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے علل مین اسمین بھی موزے کی پشت مذکور ہے دارقطنی نے کہا خالد قوی نہین ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے اوسکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب انکو پہنے اور وہ دونو پاک ہون اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اس لفظ سے کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ حکم کرتے تھے مسح کا موزے کی پشت پر تین دن اور تین راتون تک اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک اور اس مین موزے کی طہارت کا ذکر نہین ہے امام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو فقیہ ابو بکر بن جہم مالکی نے اپنی کتاب مین اور اس مین صرف موزون کا ذکر ہے نہ موزون کی پشت کا حافظ نے کہا دارقطنی کی ایک روایت مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب ان کو پہنے اور وہ پاک ہون تنبیہ امام مالک نے موطا مین روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونھون نے اپنے باپ کو دیکھا جب مسح کرتے موزون پر تو مسح کرتے موزون کی پشت پر نہ اندر کیجانب یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے کہا مالک نے پوچھا مین نے ابن

شہاب سے کس طرح مسح ہوتا ہے موزونپر تو انہون نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پہیران دونون کو کھینچ لیا مالک
کہتے ہین کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے اور یہ روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین باسناد صحیح ابن جریج کر
اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تہے اپنے موزون کی پشت پر اور اندر کیجانب پر امام محمد نے کتاب
الحجج مین کہا معلوم نہین کہ مدینہ والے اس بات کو کیونکر قائل ہوئے کہ موزے کی دونو جانب مسح کرے اور ہم نہین جانتے کہ کسی
علم والے نے ایسا کہا ہو اور ایک حدیث مشہور ہے حضرت عمر سے اونہون نے کہا اگر دین رای اور عقل پر ہوتا تو موزون کا
نیچے کا جانب اولی تہا ساتہ مسح کے اوپر کیجانب سے اور یہ انکار ہے ان کے نیچے کیجانب مسح کرنے کا مترجم کہتا ہے یہ
قول حضرت علی سے مروی ہے نہ حضرت عمر سے اور ہمنے اسکو حضرت عمر کی حدیث کی کتابون مین نہین پایا تو شاید یہ سہو ہوا امام محمد سے یا
غلطی ہو کاتب کی واللہ اعلم پہر امام محمد نے کہا کہ اگر اہل مدینہ یہ کہین کہ ابن شہاب نے موزے کا مسح دونو جانب کیا ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ عروہ بن الزبیر اوپر ہی کیجانب مسح کرتے تہے اور اندر کیجانب مسح نہین کرتے تہے اور یہ روایت خود
اہل مدینہ کے فقیہ امام مالک نے ہم سے کی ہے اور ظاہر ہے کہ عروہ بن الزبیر افقہ اور اعلم تہے ابن شہاب سے تو کیونکر ترک کیا
امام مالک نے اور اہل مدینہ نے عروہ کے اس فعل کو اور لے لیا ابن شہاب کی رسم کو حالانکہ اس باب مین اور آثار
بہی آئے ہین خبر دی ہمکو یعقوب بن ابرہیم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حصین نے اونہون نے روایت کی عبد الرحمن
سے اونہون نے عامر شعبی سے اونہون نے اپنا ہاتھ پاون پر رکھا پنڈلی کے پاس پہر اوسکو پہیرا انگلیون تک اور کہا کہ موزون
کا مسح اسیطرح ہے اور خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ولید بن عباد نے اونہون نے
روایت کی جعفر بن مجاشع سے اونہون نے ابو اسحاق ہمدانی سے اونہون نے کہا حضرت علی نے کہا مین نہین سمجہتا تہا موزے
کے مسح کو مگر اندر کیطرف اور یہ زیادہ ضرور جانتا تہا مین اوپر کیجانب سے یہانتک کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا آپ مسح کرتے تہے موزون کے اوپر کیجانب اور نہین مسح کرتے تہے اون کے اندر کیجانب خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش
نے انہون نے کہا خبر دی ہم کو عمرو بن محمد نے اونہون نے نافع سے کہ وہ مسح کرتے تہے موزون کی پشت پر
انتہی حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیِّ
اَنَّ اَبَاہُ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَتَابَعَہٗ حَرْبٌ وَّاَبَانُ عَنْ یَحْیٰی ترجمہ
حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان (بن عبد الرحمن
نحوی) نے اونہون نے روایت کی یحیی (بن ابی کثیر تابعی) سے اونہون نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف)
سے اونہون نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری (تابعی کبیر) سے کہ انکے باپ (عمرو بن امیہ نے اجو مدینہ مین مرے سنہ ۶۰ مین) انکو

خبر دی اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزون پر امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور
متابعت کی شیبان کی حرب ابن شداد نے اوسکو وصل کیا اوسکو نسائی اور طبرانی نے اور ابان (ابن یزید عطار)
نے (وصل کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے معجم کبیر مین) یحیی (ابن ابی کثیر) سے روایت کرنے مین اونہون نے ابو سلمہ
سے خبر کہا وہی اسناد جو اوپر گذرا حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا الاوزاعی
عن یحیی عن ابی سلمۃ عن جعفر بن عمرو عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح
علی عمامتہ وخفیہ وتابعہ معمر عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عمرو قال رأیت النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبد اللہ بن عثمان عتکی حافظ) نے انہون نے
کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ ابن مبارک (مروزی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو اوزاعی نے اونہون نے روایت کی یحیی
(ابن ابی کثیر) سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے جعفر بن عمرو سے اونہون نے اپنے باپ (عمرو بن امیہ) سے انہون نے
کہا مین نے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے اپنے عمامہ پر اور موزونپر اور متابعت کی
اوزاعی کی معمر (ابن راشد) نے یحیی سے اونہون نے ابو سلمہ سے اونہون نے عمرو سے کہا دیکھا مین نے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ف اس متابعت کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین نکالا معمر سے لیکن اس مین عمامہ
کا ذکر نہین ہے البتہ ابن مندہ نے کتاب الطہارۃ مین اسکو نکالا معمر سے اوس مین عمامہ کا ذکر ہے اور ابو سلمہ کی
روایت عمرو سے مرسل ہے کیونکہ ابو سلمہ نے عمرو سے نہین سنا ایسا ہی کہا اصیلی نے حافظ نے کہا ابو سلمہ کا سماع
عمرو سے ممکن ہے کیونکہ عمرو سنہ ۶۰ مین مرے مدینہ مین اور ابو سلمہ مدنی ہین اونہون نے سنا ہے اُن لوگون سے جو عمرو سے
پہلے مرے ابن بطال نے کہا اصیلی نے کہا اس حدیث مین عمامہ کا ذکر اوزاعی کی خطا ہے کیونکہ اور راویون نے اوسکو روایت
کیا یحیی سے اوسمین عمامہ کا ذکر نہین ہے حافظ نے کہا یہ خطا نہین ہو سکتی کیونکہ اوزاعی ثقہ اور حافظ اور امام
ہین اور متابعت کی اونکی معمر نے ابن مندہ کی روایت مین اور ذکر کیا عمامہ کا اور کوئی وجہ نہین کہ صحیح روایتون کو
ایسی واہی علتون کیوجہ سے رد کیا جاوے اور اختلاف کیا ہے سلف نے عمامہ کے مسح کرنے مین کہ اسکا مطلب کیا
ہے بعضون نے کہا کہ آپنے مسح پورا کیا عمامہ پر بعد پیشانی پر مسح کرنیکے اور اوپر مسلم کی روایت گذر چکی جس سے یہ
مطلب نکلتا ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ صرف عمامہ کے مسح پر قناعت کرنا کافی نہین اور خطابی نے کہا
کہ اللہ تعالی نے سر کے مسح کو فرض کیا اور عمامہ کے مسح کی حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے تو یقینی امر کو احتمالی سے ترک
نہ کرینگے اور عمامہ کا قیاس موزونپر بعید ہے کس لیے کہ موزون کے اتارنے مین دشواری ہے اور عمامہ کے اوتارنے مین

دشواری نہین ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جن لوگون نے عمامے کے مسح پر اکتفا کرنا جائز رکھا ہے اونہون نے اس
شرط سے جائز رکھا ہے کہ اوس کے اتارنے مین دشواری ہو جیسے موزے کے اتارنے مین ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمامہ
مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہو جیسے عربون کے عمامے ہوتے ہین اور آیت اس کے منافی نہین ہے کیونکہ عرب کہتے ہین
مین نے فلانے کا سر چوما حالانکہ اوسکے سر پر کپڑا ہوتا ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ثوری کا ایک روایت مین اور
احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہم کا اور ابن منذر نے کہا کہ یہ ثابت ہے ابو بکر
اور عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت نے حکم دیا لوگون کو ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنیکا انتہی ما قال الحافظ
رحمہ اللہ نیل مین ہے کہ عمرو بن امیہ سے حدیث ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے عمامہ اور موزون پر روایت
کیا احمد اور بخاری اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری اور ابو داود کے بلال سے کہ مسح کیا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے موزون اور سربند پر اور امام احمد کی ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا مسح کرو
موزون اور سربند پر اور روایت کیا مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح
کیا موزون اور عمامہ پر مسلم کی روایت مین ہے کہ مسح کیا پیشانی اور عمامہ پر اور نہین روایت کیا اوس کو بخاری
نے اور وہم کیا منذری نے جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور متابعت کی انہون نے ابن جوزی
کی اور متابعت کی ابن جوزی اور منذری کی منتقی الاخبار والے نے اونہون نے بھی وہم کیا اور اعتراض کیا
اون پر ابن عبد الہادی نے اور عبد الحق نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین تصریح کی کہ یہ حدیث مسلم کے افراد مین سے
ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اس باب مین طول کیا ہے اور اس باب مین مروی ہے ابو امامہ سے نکالا
اسکو طبرانی نے اس مین یہ ہے کہ مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزون اور عمامہ پر غزوہ تبوک مین اور روایت
کیا طبرانی نے ابو موسی سے کہ مین آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مسح کیا جوربین اور نعلین اور عمامہ پر
طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عیسے بن سنان اور روایت کیا طبرانی نے خزیمہ بن ثابت سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون اور سربند پر اور خرایطی نے کتاب مکارم الاخلاق مین روایت کیا ابو طلحہ
سے کہ مسح کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سربند پر اور موزون پر اور عمامہ کا مسح مروی ہے ایک جماعت صحابہ
سے اور اختلاف کیا ہے علما نے عمامہ پر مسح کرنے مین تو اسکے جواز کی طرف گئے ہین اوزاعی اور احمد بن حنبل
اور اسحاق اور ابو ثور اور داود بن علی اور شافعی نے کہا کہ اگر اس باب مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے حدیث صحیح ہو جاوے تو مین اسکا قائل ہون ترمذی نے کہا متعدد اہل علم کا یہ قول ہے حضرت کے اصحاب مین سے

اون مین سے ہین ابو بکر اور عمر اور انس اور روایت کیا عمامہ کے مسح کو ابن رسلان نے ابو امامہ اور سعد بن مالک اور ابو الدردا
اور عمر بن عبد العزیز اور حسن اور قتادہ اور مکحول نے اور روایت کیا خلال نے اپنی اسناد سے حضرت عمر سے اونہون نے کہا
جسکو پاک نہ کرے عمامہ پر مسح کرنا تو خدا اوسکو پاک نکرے اور اختلاف کیا ہے علمانے کہ عمامہ پر مسح کرنا اوس حالت
مین جائز ہے کہ عمامہ کو باوضو باندہا ہو یا یہ شرط نہین ہے تو ابو ثور کے نزدیک یہ شرط ہے اور باقی علمانے یہ شرط نہین
رکہی اور ہر حال مین عمامہ پر مسح جائز کہا ہے اور ابو ثور نے اوسکے لیے میعاد بہی مقرر کی ہے جو موزون کے مسح کی
ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر سے اور باقی علمانے عمامہ پر مسح کرنے کی لیے کوئی میعاد نہین رکہی جب تک
چاہے کرے ابن حزم نے کہا کہ حضرت نے مسح کیا ہے عمامہ اور سربند پر اور کوئی میعاد اوسکی مقرر نہین کی اور اسپر یہ
اعتراض ہوتا ہے کہ طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تہے موزون پر اور عمامہ پر
تین دن تک سفر مین اور ایک دن رات تک حضر مین لیکن اوسکے اسناد مین مروان ابو سلمہ ہے ابن ابی حاتم نے
کہا وہ قوی نہین ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور ازدی نے کہا وہ کچہ نہین اور امام احمد سے اس حدیث کو پوچہا
اونہون نے کہا صحیح نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ فقط سر پر مسح کرنا اور فقط عمامہ پر مسح کرنا اور سر اور عمامہ دونون پر مسح
کرنا یہ سب باتین صحیح اور ثابت ہین حضرت سے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے اوسکا قول قوی نہین ہے اور روایت کیا
امام احمد نے سلمان سے اونہون نے دیکہا ایک شخص کو اور اوسکا وضو جاتا رہا تہا اور اوس نے اپنے موزے اتارنا چاہے تو سلمان
نے اسکو حکم کیا موزون اور عمامہ پر مسح کرنے کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے اپنے
موزون اور سربند پر اور روایت کیا امام احمد نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر
بہیجا انکو سردی لگی جب وہ لوٹ کر آئے تو آپ سے شکایت کی سردی کی آپ نے انکو حکم کیا عماموں اور موزون پر مسح کرنیکا
اور نکالا اوسکو ابو داود نے شوکانی نے کہا کہ سلمان کی حدیث کو ترمذی نے علل مین نکالا اور اس مین سربند کے
عبداللہ بیتانی ہے اور اسکی اسناد مین ابو شریح ہے ترمذی نے کہا مین نے بخاری سے اسکا نام پوچہا اونہون نے نہ پہچانا اور
اسکی اسناد مین ابو مسلم ہے جو مجہول ہے ترمذی نے کہا مین اُسکا نام نہین جانتا نہ اوسکی اور کوئی حدیث مین پہچانتا ہون
اور روایت کیا امام احمد اور حاکم اور طبرانی نے ثوبان سے اونہون نے کہا مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے
وضو کیا اور مسح کیا موزون اور سربند پر اور ثوبان کی پہلی حدیث کو روایت کیا راشد بن سعد نے خلال نے علل
مین کہا امام احمد نے کہا راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے ہین انتہی مختصرًا امام محمد نے کتاب
الحجہ مین دلیل لی عمامہ پر مسح درست نہ ہونیکی امام مالک کی روایت سے عروہ سے کہ وہ عمامہ کو اتارتے تہے اور سر پر

مسح کرتے تھے اور یہ ایک تابعی کا اثر ہے جسکا نہ قول حجت ہے نہ فعل اور باوجود اسکے اوس سے یہ نہیں نکلتا کہ عروہ عمامہ کا مسح جائز نہیں کہتے تھے بلکہ شاید انکو عمامہ کے اوتارنے مین وقت نہ ہوتی ہوگی تو وہ عمامہ اوتار لیتے ہونگے اور تعجب ہے کہ اسقدر صحیح اور مرفوع حدیثوں کو اور ابوبکر اور عمر اور اجلای صحابہ کے اقوال اور افعال کو بالای طاق رکھیں اور عروہ کے فعل سے سند لیوین امام ررداۃ کیا امام مالک نے موطا مین کہ جابر سے پوچھا گیا عمامہ کے مسح کو او نہون نے کہا جائز نہین جب تک پانی بالون مین نہ لگے اور یہ روایت بھی موقوف ہے

باب اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ باب بیان مین اسکے کہ موزون مین دونو پاؤن ڈالے جبکہ وہ پاک ہون (یعنے آدمی باوضو ہو) **ف** شوکانی نے کہا موزے پہنتے وقت طہارت کاملہ ضرور ہے اگر کوئی حدث کی حالت مین موزے پہن لیوے تو اوسکو مسح درست نہین بلکہ وضو کے وقت موزے اتارنا اور پاؤن دہونا ضرور ہے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابوحنیفہ اور ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابوثور کے نزدیک حدث کیوقت طہارت کامل ہونا ضرور ہی اور فرق ان دونون مذہبون مین اس صورت مین پیدا ہوگا کہ ایک شخص نے آدہا وضو کر کے موزے پہن لیے مثلاً پاؤن دہو کر موزے پہن لیے مابعد اسکے باقی وضو کیا اب اسکو حدث ہوا تو وضو مین مسح درست ہوگا پچھلے علما کے نزدیک پہلے علما کے نزدیک ایسا ہی اگر کسی نے سارا وضو ترتیب سے کیا اور ایک پاؤن دہو کر ایک موزہ پہن لیا پھر دوسرا پاؤن دہو کر دوسرا موزہ پہنا تو بھی پہلے علما اور اکثر کے نزدیک مسح جائز نہین ہوگا اسلیے کہ دونو موزے طہارت کاملہ کے بعد نہین پہنے اور ثوری اور اہل کوفہ اور مزنی اور مطرف اور ابن منذر کے نزدیک جائز ہوگا کیونکہ ہر ایک پاؤن کا موزہ اوسکی طہارت کے بعد پہنا اور داؤد ظاہری کا یہ مذہب ہے کہ اگر پاؤن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو موزے پہنتے وقت تو اوسپر مسح جائز ہے گو حدث کی حالت مین پہنے (فتح مختصرا) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے اونہون نے روایت کی عامر بن شراحیل شعبی سے انہون نے عروہ بن مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ (مغیرہ بن شعبہ) سے اونہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر مین تو مین جہکا آپکے موزے اتارنیکو آپنے فرمایا چھوڑ دو انکو کیونکہ مین نے پاؤن کو اون مین ڈالا تھا جب دونو پاؤن پاک تھے پھر مسح کیا آپنے انپر **ف** حافظ نے کہا اس سے نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت کرنا چاہیے اور خادم کو مخدوم کے حکم سے پہلے معمولی کام کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابوداؤد کی روایت مین یون ہے چھوڑ دو موزون کو کیونکہ مین نے دونو

پاؤن موزون مین ڈالے تہے اور وہ پاک تہے پہر مسح کیا اون دونون پر اور حمیدی نے اپنی مسند مین مغیرہ سی روایت کیا ہم
نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم مین سے کوئی مسح کری موزون پر آپنے فرمایا ہان جب پاؤن اون مین ڈالے طہارت کیحالت مین اور
پہنے اور پر بیان کیا کہ موزون کے مسح کو ساتہہ صحابیون نے روایت کیا جیسے بزار نے کہا اور مغیرہ کیحدیث غزوہ تبوک کی
ہے اور وہ بعد ہے مائدہ کے اور یہ حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور کہا کہ حسن ہے اور اس باب مین حضرت علی
سے مروی ہی نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور حضرت عمر سے نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے انتہے اور روایت کیا امام احمد نے
ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزونپر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اپنے
پاؤن نہین دہوئے آپنے فرمایا مین نے دونو پاؤن کو موزون مین طہارت کے ساتہہ ڈالا تہا مجمع الزوائد مین ہے کہ اس کی
اسناد مین ایک شخص ہے جسکا نام معلوم نہین ہوا اور روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اور کہا کہ صحیح ہی اور
شافعی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے صفوان بن عسال سے کہ ہم کو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے موزونپر مسح کرنیکا جب ہم انکو پہنین طہارت پر تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن تک جب مقیم ہون
اور نہ اتارین ہم اون کو پیشاب اور پاخانے اور سونے سے اور نہ اتارین انکو جنابت سی روایت کیا اسکو امام احمد نے
بہی اور خطابی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ترمذی نے بخاری سی نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مدار اسکا عاصم
بن ابی النجود پر ہے اور وہ سچا ہے لیکن اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اور متابعت کی اسکی ایک جماعت نے اور روایت کیا
اسکو عاصم سے چالیس سے زیادہ راویون نے یہ ابن مندہ نے کہا (نیل الاوطار) زیلعی نے کہا پوری حدیث ترمذی نے
کتاب الدعوات مین نکالی . سفیان اور حماد سی اون دونون نے عاصم سے اونہون نے زر بن حبیش سے اونہون نے کہا
صفوان بن عسال مرادی پاس آیا اون سے پوچہنے کو موزون کا مسح اونہون نے کہا تم کیون آئے اے زر مین نے کہا
علم حاصل کرنے کو اونہون نے کہا فرشتے اپنے بازو بچہا دیتے ہین طالب علم کے لیے اوس کے مطلب سے خوش ہو کر مین نے
کہا میرے سینے مین موزون کا مسح کہٹکتا ہے پاخانے اور پیشاب کے بعد اور تم ایک آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ مین سے تو مین تمہارے پاس آیا کہ تم سے سنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باب مین کچہ فرماتے تہے اونہون نے
کہا ہان ہم جب مسافر ہوتے تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنیکا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سی لیکن پیشاب
اور پاخانے اور سونے سی نہین مین نے کہا تم نے آپسے کچہ سنا ہے محبت کے باب مین آپ کچہ بیان کرتے تہے اونہون نے
کہا ہان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے بعضے سفرون مین ایک شخص نے پکارا یا محمد یا محمد ہم نے کہا
خرابی ہو تیری آہستہ کر اپنی آواز کو کیونکہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے آپنے اوسکو جواب دیا اوہ آؤ

کی آواز سی پہر وہ شخص بولا ایک شخص دوست رکہتا ہی لوگون کو اور اون سی ملتا نہین یعنی ویسی عمل نہین کرتا آپنے
فرمایا آدمی اوسیکے ساتہہ ہوگا جس سے محبت رکہی پہر تہوڑی دیر مین مجہہ سی حدیث بیان کرنے لگے کہ اللہ تعالی نے مغرب مین ایک
دروازہ رکہا ہے جسکا عرض ستر برس کا ہے اور وہ توبہ کا دروازہ ہی بند نہ ہوگا جب تک ادہر سی آفتاب نکلی اور یہی مراد
ہے اس آیت سی یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا اخیر تک ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
روایت کیا اسکو طہارت مین ابو الاحوص سے اوسنے عاصم سے اوسنے زر سی فقط مسح کا قصہ اور روایت کیا اسکو نسائی نے
اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے عبد الکریم
بن ابی المخارق سے اوسنے حبیب بن ابی ثابت سی اوسنے زر سے اور یہ متابعت غریب ہے عاصم کی زر سے مگر عبد الکریم
ضعیف ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا کہ عاصم سی اسکو تیس سے زیادہ اماموں نے روایت کیا ہے اور عاصم سی بخاری
اور مسلم نے روایت کی دوسرے کے ساتہہ ملا کر اور ثقہ کہا اسکو امام احمد اور ابو زرعہ اور محمد بن سعد اور احمد بن عبد اللہ
عجلی وغیرہم نے اور وہ صاحب سنت تہا اور قرآن مجید کا قاری تہا مگر لوگون نے کلام کیا ہے اوسکے حافظے مین عقیلی
نے کہا اسمین یہی عیب تہا کہ حافظہ اوسکا برا تہا اور دارقطنی نے کہا کہ اوسکے حافظے مین خلل ہے اور ابن معین نے کہا کہ
اسمین کچہہ برائی نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا تہا لیکن حافظ نہ تہا اور نسائی نے کہا اوس مین کچہہ برائی نہین اور
روایت کیا دارقطنی نے مہاجر بن مخلد سی اونہون نے عبد الرحمان بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپنے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات
جب وہ طہارت کری پہر اپنے موزے پہنے یہ کہ مسح کرے اون دونو پر اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہاجر بن مخلد مین
کلام کیا ہے ابو حاتم نے کہا وہ لین الحدیث ہی قوی نہین زیلعی نے کہا اختلاف ہے کہ مدت مسح کی کب سے شروع
ہوتی ہے بعضون نے کہا جسوقت سے پہنے بعضون نے کہا جسوقت سے مسح کرے بعضون نے کہا جسوقت سے حدث ہو امام مین
ہے کہ جس نے مدت پہننے کیوقت سے لی ہے اوسنے صفوان کی حدیث سی دلیل لی ہے اور جس نے مسح کیوقت سے اوس نے
ابو بکرہ کی حدیث سی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سی اوس مین یہ ہے کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم
اُن کو طہارت کی ساتہہ پہنین تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن رات جب مقیم ہون مین کہتا ہون یہ لفظ
صفوان بن عسال کی حدیث مین ہی امام احمد کی مسند مین کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم پاؤن انمین
ڈالین طہارت پر تین دن تک جب مسافر ہون اور ایک دن رات جب مقیم ہون اور ایک روایت مین امام احمد
کے یہ ہے کہ مسافر کیلیے تین دن اور تین رات مسح کری اپنے موزون پر جب اپنے پاؤن انمین ڈالے طہارت پر

اور مقیم کے لیے ایک دن رات واللہ تعالے اعلم **موزون کے**
مسح مین کتنی حدیثین آئی ہین زیلعی نے کہا ابن عبد البر نے کہا کتاب
الاستذکار مین کہ موزون کے مسح مین چالیس صحابہ سے مروی ہے اور امام مین ہے کہ ابن منذر نے کہا ہم نے حسن سے روایت
کیا اونھون نے کہا مجھ سے ستر صحابہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے مسح کیا موزون پر اور مین ان حدیثون
کو جمع کرتا ہون جہانتک مجھکو ملین اسکی مدد سے اور شروع کرتا ہون اصح سے پھر اصح سے جریر کی حدیث روایت کیا
اسکو چھوکون عالمون نے اپنی کتابون مین اعمش سے انھون نے ابرہیم سے اونھون نے ہمام سے اونھون نے جریر سے کہ اونھون نے
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اون سے کہا گیا تم یہ کرتے ہو اونھون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اعمش نے کہا ابرہیم نے کہا یہ حدیث لوگون کو بھلی
معلوم ہوتی تھی کس لیے کہ جریر اسلام لائے تھے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور بخاری کے ایک لفظ مین یون ہے کہ جریر
اُن لوگون مین سے ہین جو اخیر مین اسلام لائے اور ابوداؤد کی سند بکیر بن عامر سے ہے اونھون نے ابو زرعہ بن عمرو
بن جریر سے کہ جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا پھر مسح کیا موزون پر اور کہا مجھے کیا چیز روک سکتی ہے مسح سے اور مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا اور لوگون نے کہا کہ یہ حکم سورہ مائدہ اوترنے سے پہلے تھا جریر نے
کہا مین تو اسلام لایا سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے
مستدرک مین اسی سند اور متن سے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس لفظ سے
جسکی احتیاج ہے بلکہ نکالا اسکو اعمش سے اونھون نے ابرہیم سے اونھون نے ہمام سے اونھون نے جریر سے اور اس مین یہ ہے کہ
ابرہیم نے کہا انکو بھلی لگتی حدیث جریر کی کیونکہ وہ اسلام لائے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد امام مین ہے کہ جریر کی
حدیث مین حجۃ الوداع کی تاریخ موجود ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین محمد بن نوح بن حرب سے انھون
نے سنان بن فروخ سے انھون نے حرب بن شریح سے اونھون نے خالد حذاء سے اونھون نے محمد بن سیرین سے اونھون
نے جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حجۃ الوداع مین آپ تشریف لیگئے پائخانہ
پھرنے کو پھر لوٹے اور وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر سکوت کیا اس سے طبرانی نے شوکانی نے کہا ترمذی
نے جریر کی حدیث کو شہر بن حوشب کے طریق سے نکالا اور اس مین یہ ہے کہ مین نے جریر سے کہا یہ قصہ مائدہ کے پہلے کا ہے
یا بعد کا جریر نے کہا مین تو اسلام نہین لایا مگر مائدہ کے بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث مین تفسیر ہے کیونکہ بعضون

نے مسح کا انکار کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسح کی تاویل کی ہے کہ وہ اوس آیت کے اوترنے سے پہلے کا ہے
جو سورہ مائدہ مین ہے اسلیے منسوخ ہوگا انتہی مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ابھی اصل کتاب مین گذری نکالا اسکو چہونے
عالمون نے زیلعی نے کہا اس حدیث کو مغیرہ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین
اور زیادہ کیا اوس مین کہ مغیرہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے آپنے فرمایا نہین تو بہول گیا اسی کا حکم دیا مجہکو
میرے پروردگار نے حاکم نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس زیادت کے ساتھ
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم مین اور اوس مین یہ ہے کہ سب سے اخیر جہاد جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کیا اوس مین ہم حکم دیے گئے مسح کرنے کا موزون پر مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لیے
ایک دن اور ایک رات جب تک شوے نہ اوتاری انتہی اور اوپر حدیث کی مختلف الفاظ بیان ہو چکے نیل
مین ہے کہ احمد اور ابو داؤد کی روایت مین بہی یہ زیادت موجود ہے جو حاکم نے مستدرک مین نکالی اور حدیث
کا اسناد صحیح ہے اور ابو داؤد نے اس سے سکوت کیا اور منذری نے بہی اور اسکے راوی سب صحیح کے راوی
ہین انتہی مختصراً سعد بن ابی وقاص کی حدیث جو ابن عمر نے اون سے روایت کی اصل کتاب مین اوپر گذر چکی عمرو
بن امیہ ضمری کی حدیث اوپر اصل کتاب مین گذری حذیفہ کی حدیث صحیح مسلم مین ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تہا آپ ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور پیشاب کیا کہڑے ہوکر مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک ہوجا مین
نزدیک ہوا یہانتک کہ آپکی ایڑی کے پاس کہڑا ہوا پہر آپنے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر روایت کیا اسکو
بخاری نے لیکن اسمین موزون پر مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور نکالا اسکو ابوبکر اسماعیلی نے اپنی صحیح مین اور
ابونعیم نے اپنے مستخرج مین اور اسمین یہ ہے کہ پہر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر بلال کی حدیث صحیح
مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزون پر اور سربند پر اور روایت کیا اسکو
نسائی نے ایک عمدہ قصے کے ساتھ بریدہ کی حدیث روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے اوس مین
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے سب نمازین پڑہین اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر
حضرت عمر نے کہا آج آپنے وہ بات کی جو نہین کرتے تہے آپنے فرمایا مین نے عمداً اسکو کیا ای عمر شیخ
تقی الدین نے امام مین کہا نکالا اس حدیث کو ابن مندہ نے اور کہا اسناد اسکا صحیح ہے جماعت کی رسم پر سوا
بخاری کے سلیمان بن بریدہ مین اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے دلہم بن صالح سے
انہون نے حجیر بن عبداللہ سے اونہون نے ابن بریدہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دو کالے موزے بھیجے سادے آپ نے اونکو پہنا پہر وضو کیا اور مسح کیا اونپر حضرت علی کی حدیث روایت کیا اسکو مسلم نے شریح
بن ہانی سے اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا موزون پر مسح کرنیکو اونہون نے کہا علی پاس جا کیونکہ وہ سفر کرتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین انکے پاس گیا اون سے پوچھا اونہون نے کہا آپ نے مقیم کے لیے ایک رات
اور ایک دن مقرر کیا اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اسکی تفصیل آگے آویگی اور روایت کیا ابوداود اور دار قطنی
نے حضرت علی سے اگر دین عقل پر ہوتا اخیر تک اور یہ حدیث اوپر گذری صفوان بن عسال کی حدیث روایت کیا
اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور یہ اوپر گذر چکی خزیمہ بن ثابت کی حدیث روایت کی ابوداود اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے کہ حضرت نے فرمایا موزون پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات تک
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اسکو تیسرے نوع مین نکالا چوتھی قسم مین سے اور اسکا ذکر آگے آویگا
اور اوپر طبرانی کی روایت خزیمہ سے گذر چکی ثوبان کی حدیث روایت کیا اسکو ابوداود نے راشد بن سعد سے
اونہون نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بھیجا اوسکو سردی لگی آپ نے اوس کے
لوگون کو حکم کیا کہ مسح کرین عمامون اور موزون پر روایت کیا اسکو احمد نے مسند مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا
کہ مسلم کی شرط پر ہے اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ثور بن یزید نے اسکو روایت کیا راشد بن سعد سے اور امام مسلم نے
اوس سے روایت نہین کی بلکہ صرف امام بخاری نے اور راشد بن سعد سے شیخین نے حجت نہین لی اور امام احمد نے کہا
کہ راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راشد معاویہ کے ساتھ
صفین مین موجود تھے اور ثوبان سنہ ۵۴ھ مین مرے اور راشد سنہ ۱۰۸ھ مین اور ثقہ کہا اسکو ابن معین اور ابو حاتم اور عجلی
اور یعقوب بن شیبہ اور نسائی نے اور مخالفت کی انکی ابن حزم نے اور ضعیف کیا اوسکو اور حق ابن معین وغیرہم
کا قول ہے اور امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا تو مسح کیا موزون پر اور سربند
پر اور عمامہ پر حافظ نے تلخیص مین کہا کہ اس حدیث کا اسناد منقطع ہے انتہی اسامہ بن زید کی حدیث رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور بلال اسواق مین گئے اور حضرت اپنی حاجت کے لیے گئے پہر باہر نکلے اسامہ نے کہا مین نے بلال
سے پوچھا آپ نے کیا کیا بلال نے کہا آپ اپنی حاجت کے لیے گئے پہر وضو کیا اور اپنا منہ دہویا اور دونو ہاتھ دہوئے
اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزون پر پہر نماز پڑہی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے امام مسلم کی
شرط پر اور حجت لی اونہون نے داود بن قیس سے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے کتاب المعرفہ مین حاکم سے اور کہا یہ
حدیث صحیح ہے امام مین ہے کہ ابن خزیمہ نے اسکو اپنی صحیح مین نکالا اور کہا کہ اسواق ایک باغ ہے مدینہ کے

باغون مین سے اور مین نے سنا یونس سے وہ کہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کوئی حدیث سوا اسکے نہین ہے جسمین
حضر مین موزے کا مسح منقول ہو شیخ نے کہا طبرانی کے معجم مین مغیرہ بن شعبہ سے ایک روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ چلے مدینہ مین تو ایک وادی مین آئے وہان حاجت ادا کی پھر نکلے اور وضو کیا اور موزے اتارے جب موزے پہنے
تو اسکے بعد کچھ ریح معلوم ہوئی آپ پھر حاجت کو گئے پھر نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا موزون پر مین نے کہا آپ بہول گئے
یا رسول اللہ آپنے فرمایا بلکہ تو بہول گیا مجھکو تو ایسا ہی حکم کیا میرے مالک نے اور بیہقی نے سنن مین حذیفہ سے نکالا
کہ حضرت ایک قوم کے گہورے پر گئے مدینہ مین آپنے کہڑے کہڑے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر۔ اور ان
دونو حدیثون سے موزون کا مسح حضر مین ثابت ہوتا ہے ۱۳ حضرت عمر کی حدیث ابن ماجہ نے نکالی ابن عمر سے انہون نے
دیکہا سعد بن مالک کو مسح کرتے ہوئے موزون پر انہون نے کہا تم ایسا کرتے ہو پھر ہم جمع ہوئے عمر پاس سعد نے عمر سے کہا
میرے بھتیجے کو موزون کے مسح کا مسئلہ بتلا دو حضرت عمر نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسح کرتے تہے اپنے
موزون پر اور اس مین کچھ برائی نہ پاتے تہے ابن عمر نے کہا اگرچہ پاخانہ سے آوے انہون نے کہا ہان اور روایت کیا
اسکو بزار اور ابو یعلی اور دارقطنی نے علل مین اور انکی روایتین اوپر گذر چکین ۱۴ ابی بن عمارہ کی حدیث ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے نکالی انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مین مسح کرون موزون پر آپنے فرمایا ہان ابی
نے کہا ایک دن تک آپنے فرمایا دو دن تک اور تین دن تک یہان تک کہ سات دن تک پہونچے آپنے فرمایا جبتک
تجہے مناسب معلوم ہو اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور ہین اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ اسکے
کسی راوی پر کوئی جرح نہین ہوا اور اسکا بیان آگے آویگا ۱۵ سہل بن سعد ساعدی کی حدیث ابن ماجہ نے نکالی
کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر یا حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون پر اسکے اسناد مین عبد المہیمن بن عباس ہے بعضون نے
اسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابو علی بن السکن نے اسکو روایت کیا اس سے
عمدہ طریق سے اور کہا کہ اسناد اسکا شیخین کی شرط پر ہے حافظ نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اس مین یہ ہے کہ مین نے
دیکہا سہل بن سعد کو بوڑہے ضعیف کیطرح پیشاب کرتے ہوئے کہڑے کہڑے پہر انہون نے وضو کیا اور مسح کیا موزون
پر مین نے کہا تم اس سے باز نہین آتے پہر انہون نے کہا نہین مین نے دیکہا انکو جو مجہہ سے اور تجہہ سے بہتر تہے ایسا کرتے
ہوئے مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ایسا کرتے تہے ۱۶ انس بن مالک کی حدیث ابن ماجہ نے روایت
کی کہ مین حضرت کے ساتھ تہا سفر مین آپنے فرمایا پانی ہے پہر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر پہر لشکر سے مل گئے اور انکی
امامت کی اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے دوسرے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو

طبرانی نے معجم اوسط مین کہ مین نے بھولکر ایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی وفات سے
ایک ماہ پہلے آپنے مسح کیا موزون پر حضرت عائشہؓ کی حدیث نسائی نے سنن کبری مین نکالی شریح بن ہانی سے
کہا مینے پوچھا حضرت عائشہ سے موزون کے مسح کو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے تھے کہ مقیم ایک
دن رات تک مسح کرے اور مسافر تین دن تک اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اسکی اسناد مین لقیط ہے کہ حضرت ہمیشہ
مسح کرتے رہے جب سے سورہ مائدہ اوتری یہانتک کہ اللہ تعالی سے مل گئے ابوبکر[19] صدیق کی حدیث ابن حبان نے نکالی
صحیح مین عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرتؐ نے مسح کی میعاد مقرر کی موزون پر تین دن اور
تین راتین مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات حافظ نے کہا روایت کیا اسکو احمد اور اسحاق
اور بزار اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور دارقطنی کی ایک
روایت مین ہے کہ آپنے رخصت دی مسافر کو تین دن کی جب طہارت کرے پھر اپنے موزے پہنے مسح کرنیکی اون پر
عوف[20] بن مالک اشجعی کی حدیث نکالا اسکو طحاوی اور احمد اور اسحاق بن راہویہ اور بزار اور طبرانی نے معجم اوسط
مین کہ حضرتؐ نے حکم کیا مسح کا موزون پر غزوہ تبوک مین تین دن تین راتون تک مسافر کے لیے اور ایک دن ایک
رات تک مقیم کے لیے احمد نے کہا یہ عمدہ حدیث ہے موزون کے مسح مین کیونکہ غزوہ تبوک آپکا اخیر غزوہ ہے ابوبکرہ
کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور طحاوی نے اور طبرانی نے معجم مین اور بیہقی نے سنن مین مہاجر بن مخلد سے اونہون
نے عبد الرحمان بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ حضرتؐ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات
مسح کرنیکی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی طحاوی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے جب تو اون کو طہارت پر پہنے
ترمذی نے علل کبیر مین کہا مینے امام بخاری سے پوچھا مسح کی میعاد مین تمہارے نزدیک کونسی حدیث زیادہ صحیح
ہے اونہون نے کہا صفوان بن عسال کی حدیث اور ابوبکرہ کی حدیث بھی حسن ہے ابو ایوب[21] انصاری کی حدیث
اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے معجم مین نکالی ابو ایوب سے کہ وہ حکم کرتے تھے موزون پر مسح کرنے کا
اور پاؤن دہوتے تھے اون سے کہا گیا اس باب مین اونہون نے کہا برا ہو میرے لیے اگر خوشی اوسکی تمہارے لیے ہو اور
گناہ اوسکا مجھپر ہو مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موزون پر اور حکم کرتے تھے اسکا لیکن
مجھے پسند ہے وضو ابوہریرہ[22] کی حدیث احمد نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے سنن مین نکالی کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھے
وضو کرا دو مین وضو کا پانی لیکر آیا آپکے پاس آپنے استنجا کیا پھر اپنا ہاتھہ مٹی مین ڈالا اور اسکو پونچھا پھر وضو
کیا اور مسح کیا دونو موزون پر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اپنے پاؤن کو نہین دہویا آپنے فرمایا مینے

یا دن موزون مین ڈالے تہے اور وہ پاک تہے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اپنی مسندون مین کہ ایک
شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا سفر مین نماز کم ہوگئی آپنے فرمایا ہان اللہ تعالی دوست رکہتا ہے رخصت پر عمل کرنا جیسے دوست
رکہتا ہے فرض پر عمل کرنا اوس نے کہا یا رسول اللہ اور موزونپر طہارت کرنا یعنے مسح کرنا آپنے فرمایا مقیم کے لیے ایک
دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات صاحب منتقی نے کہا کہ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن
ابی شیبہ سے لیکن مین نے اس حدیث کو ابن ماجہ کے دونو نسخون مین نہین پایا ابن عساکر نے اسکو اطراف مین ذکر
کیا پہر کہا کہ اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ یمامی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے کہا کہ دار قطنی نے اپنی علل
مین ضعیف کیا حدیثون کو جو ابو ہریرہ سے مسح مین مروی ہین اور ابو زرعہ نے کہا عمر بن عبد اللہ واہی الحدیث ہے
٢٣ **ابو برزہ** کی حدیث حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزونپر ایک حدیث طویل مین روایت کیا اسکو بزار نے مسند مین
٢٤ **ابن عباس** کی حدیث بزار نے مسند مین نکالی ضعیف ہے اونہون نے مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا
مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر ٢٥ **جابر** بن عبد اللہ کی حدیث ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم موزون پر مسح کرتے تہے یہانتک کہ اللہ تعالے نے انکو اوٹہا لیا روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم مین اور بزار کی روایت مین آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر اور روایت
کیا ترمذی نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے کہ مین نے جابر سے پوچہا موزون کے مسح کو اونہون نے کہا سنت ہے
اے بہتیجے میرے اور سکوت کیا ترمذی نے اوس سے ٢٦ **سلمان** کی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالی اونہون
نے دیکہا ایک شخص کو وضو کرتے ہوے اور اوسنے ارادہ کیا موزے اتارنے کا سلمان نے اوسکو حکم کیا اونپر مسح کرنیکا
اور کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے اپنے موزون اور سر بند پر اور روایت
کیا اسکو امام احمد نے اسی لفظ سے جیسے اوپر گذرا ٢٧ **ربیعہ** بن کعب کی حدیث طبرانی نے اپنی معجم مین نکالی
ہم نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزونپر مسح کرتے تہے - اسکے اسناد مین محمد بن عمر واقدی ہے اور وہ
ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور علت کی واقدی سے ٢٨ **اسامہ** بن شریک کی حدیث
ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین نکالی ہم حضرت کے ساتہہ تہے سفر مین نہین اتارتے تہے اپنے موزونکو تین دن اور تین
راتون تک اور آپکے ساتہہ ہوتے حضر مین تو مسح کرتے اپنے موزونپر ایک دن ایک رات تک ٢٩ **براء** بن عازب
کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتون تک ہے

اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں سوار بن مصعب نے اور انھوں نے مطرف سے اور انھوں نے ابو الجہم سے اور انھوں نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں پر یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور سوار بن مصعب کو ضعیف کہا ہے بخاری اور نسائی اور ابن معین نے اور ابن عدی نے کہا کہ اسکی اکثر روایتیں غیر محفوظ ہیں [۳۰] مسلم ابو عوسجہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اور روایت کیا اسکو بزار نے مسند میں کہ میں نے سفر کیا حضرت کے ساتھ آپ مسح کرتے تھے موزوں پر بزار نے کہا مہدی بن حفص نے اس روایت میں غلطی کی اور صحیح یہ ہے کہ سفر کیا اسلم نے حضرت علی کے ساتھ امام میں ہے کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے محمد بن جعفر سے روایت کی جسکو طبرانی نے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی نے غلطی نہیں کی [۳۱] ابو طلحہ کی حدیث طبرانی نے معجم صغیر میں نکالی کہ حضرت نے وضو کیا تو مسح کیا دونوں موزوں اور سر پر اور روایت کیا اسکو خرائطی نے کتاب مکارم الاخلاق میں جیسے اوپر گذرا [۳۲] ابو اوس بن اوس ثقفی کی حدیث ابن ابی شیبہ نے مسند میں نکالی ابن ابی اوس سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ ہم عرب کے ایک پانی پر گذرے تو میرے باپ ابو اوس بن اوس کھڑے ہوئے اور پیشاب کیا اور وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر میں نے ان سے کہا تم موزے اوتارتے نہیں انھوں نے کہا میں زیادہ نہ کروں گا اوس سے جیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کرتے ہوئے [۳۳] ابیار کی حدیث عقیلی نے اپنی کتاب میں نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں تین دن اور تین راتیں ہیں مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ہے اور علت نکالی عقیلی نے اس حدیث میں بوجہ ہیثم بن قیس کے وہ ضعیف ہے [۳۴] ابن مسعود کی حدیث ابن عدی نے کامل میں اور بزار نے مسند میں نکالی کہ ہم مسح کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضر میں ایک دن اور ایک رات اور سفر میں تین دن اور تین رات اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات اسکی اسناد میں سلیمان بن یسیر یا اسیر ہے ابن معین نے اسکو ضعیف کہا اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ قوی نہیں ہے پھر ابن عدی نے کہا کہ سلیمان ضعف کی طرف زیادہ قریب ہے صدق سے اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں ایوب بن سوید سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے منصور سے انھوں نے خیثمہ سے انھوں نے ابو عبیدہ رضہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے اور یہ اسناد اچھا ہے مگر منقطع ہے کیونکہ ابو عبیدہ نے عبد اللہ سے نہیں سنا [۳۵] ام سعد انصاریہ کی حدیث ابن عدی نے کامل میں نکالی محمد بن زاذان سے انھوں نے ام سعد انصاریہ سے انھوں نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال کو قرض دیوی اوس پر زکوۃ نہیں ہے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم مسح کرتے تھے موزوں پر اور ضعیف کیا ابن عدی نے محمد بن فراذان کو اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث
ہے اما میں یہ ہے کہ روایت کیا اسکو ابو عمر نے معرفۃ صحابہ میں سعید بن زکریا ابو عمرو مداینی سے اوس نے عنبسہ بن
عبدالرحمن سے اوس نے محمد بن عزوان سے اوس نے ام سعد سے یہ بیان کیا اسے حدیث کو خالد [۳۴] بن عرفطہ کی حدیث مسلم
بن یسار نے یا اسلم بن سہل نے نکالی تاریخ واسط میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مسافر
کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات ہے [۳۵] ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں
نکالی اور ابو امامہ اور ثوبان سے کہ حضرت نے مسح کیا موزوں پر پیشاب کرنے کے بعد اور روایت کی دوسری اسناد
سے ابو امامہ سے کہ حضرت مسح کرتے تھے موزوں اور عمامہ پر تین دن تک سفر میں اور ایک دن رات حضر میں اور
روایت کیا اسکو عقیلی نے اور اسکی اسناد میں مروان ابو سلمہ ہے اور وہ ضعیف ہے جیسے اوپر گذرا [۳۶] عبادہ
بن صامت کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو
کیا اور مسح کیا دونو موزوں پر شیخ تقی الدین نے امام میں کہا کہ حسن نے اوسکو روایت کیا عبادہ سے اور ان کے سماع
میں عبادہ سے تامل ہے [۳۷] عبدالرحمن بن بلال کی حدیث روایت کیا اوسکو طبرانی نے عمرو بن الشرید کی حدیث
طبرانی نے نکالی عمرو بن الشرید سے اوس نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور اسکی اسناد
میں ابن لہیعہ ہے [۳۸] عبداللہ بن رواحہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر امام میں ہے کہ روایت کیا اسکو عطا بن یسار نے
عبداللہ بن رواحہ سے اور یہ روایت منقطع ہے [۳۹] عبدالرحمن بن حسنہ کی حدیث طبرانی نے نکالی کہ میں نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزوں پر [۴۰] عمرو بن حزم کی حدیث طبرانی نے
نکالی عبداللہ بن طفیل سے کہ میں نے دیکھا عمرو بن حزم کو وہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے اپنے موزوں پر اسکے اسناد میں واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے
[۴۱] عبداللہ بن عمر کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط میں عبدالرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے انہوں نے
زہری سے اونہوں نے سالم سے کہ عبداللہ بن عمر مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکا حکم دیا اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے اسکو عبدان بن محمد مروزی سے اوس نے قتیبہ
بن سعید سے اوس نے حمید بن عبدالرحمان سے اوس نے حسن بن صالح سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات
شیخ نے امام مین کہا کہ عصام معروف ہے ذکر کیا اوسکو اسود نے اور کہا کہ اوس نے حدیث کی نافع سے اور اوس سے روایت
کی فضل بن مسعود شیبانی نے یعلی بن مرہ ثقفی کی حدیث طبرانی نے معجم مین نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
موزون کے مسح مین تین دن مسافر کے لیے اور ایک دن رات مقیم کے لیے مالک[46] بن سعد کی حدیث حافظ ابو نعیم نے
نکالی معرفت صحابہ مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا موزون پر مسح کرنیکو آپنے فرمایا تین دن تک مسافر کے لیے
اور ایک دن ایک رات تک مقیم کے لیے امام مین کہا اسکی اسناد مین وہ شخص ہے جسکا حال پہچاننا ضرور ہے ابو نعیم
نے کہا مالک بن سعد مجہول ہے اسکا شمار بصری کے گنوارون مین ہے مالک[47] بن ربیعہ سلولی ابو مریم کی حدیث جو باپ ہے
بریدہ کا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب المعرفہ مین کہ مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا موزون پر اور فرمایا کہ مسافر کے لیے تین دن ہین اور مقیم کے لیے ایک دن رات ابو نعیم نے کہا مالک بن ربیعہ سلولی
اوسکی کنیت ابو مریم ہے وہ باپ ہے بریدہ کا شجرۃ الرضوان کی بیعت مین حاضر تہا کوفہ مین رہا اوس سے کئی حدیثین اسکے
بیٹے بریدہ نے روایت کین تمام ہوئین وہ سب حدیثین جو شیخ جمال الدین زیلعی نے ذکر کین اس باب مین اور خلاصہ کیا
اونکا حافظ ابن حجر نے تلخیص مین اور مین نے زیادہ کین بعضی باتین اور کتابون سے اب مین بڑہاتا ہون بعضی حدیثین
میمونہ کی حدیث نکالی دارقطنی نے عطا ابن یسار سے مین نے میمونہ سے پوچھا موزون پر مسح کرنے کو اونہون نے کہا مین نے
کہا یا رسول اللہ ہر وقت آدمی مسح کرے موزون پر اور نہ اتارے اُن کو آپنے فرمایا ہان امام مین اسکی کوئی علت بیان نہین
کی ابوذر کی حدیث موقین اور خمار پر مسح کرنے مین روایت کیا اوسکو طبرانی نے آگے آویگی ابو موسی اشعری کی حدیث
جورابون کے مسح مین آگے آویگی ابو مسعود[51] کی حدیث اسی باب مین آگے آویگی عمرو[52] بن حریث کی حدیث اسی باب مین
آگے آویگی زیلعی نے کہا امام مین ہے کہ ابن عبد البر نے کہا کسی صحابی سے مسح کا انکار یا یہ ثبوت کو نہین پہونچا سوا
ابن عباس اور عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ کے لیکن ابن عباس اور ابو ہریرہ سے تو اس کے خلاف حسن سندون سے
منقول ہوا ابن ابی شیبہ نے قطر سے روایت کیا مین نے عطا سے کہا عکرمہ کہتے ہین ابن عباس نے کہا کتاب آگے
ہوئی موزون پر مسح کرنیکی اونہون نے کہا جہوٹ کہا عکرمہ نے مین نے ابن عباس کو دیکہا وہ مسح کرتے تہے موزون پر اور
کہا حافظ نے تلخیص مین کہ بیہقی نے نکالا شعبہ سے اونہون نے قتادہ سے اُنہون نے موسی بن سلمہ سے اونہون نے کہا
مین نے ابن عباس سے پوچھا موزون پر مسح کرنیکو اونہون نے کہا مسافر کے لیے تین دن اخیر تک اور شاید ابن عباس کو
پہلے موزون کے مسح کی روایتین نہ پہونچی ہونگی پہر پہونچین تو اونہون نے رجوع کیا اپنے انکار سے اور فتوی دیا اسکا

جواز کا اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ابن عباس سے کہ اونہوں نے کہا مسافر کے لیے تین دن اور تین رات
ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ابن عبد البر نے کہا ابو زرعہ اور ابن جریج نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ وہ
مسح کرتے تھے اپنے موزونپر اور حضرت عائشہ سے تو صحیح مسلم میں مروی ہے کہ انہوں نے اسکا حوالہ دیا حضرت علی پر اور
روایت کیا طحاوی نے شریح بن ہانی سے کہ میں حضرت عائشہ پاس گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین تم موزون کے
مسح میں کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا علی کے پاس جاؤ وہ مجھسے زیادہ اسکو جانتے ہیں کیونکہ وہ سفر کرتے تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے اُن سے پوچھا اونہوں نے کہا جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنیکا تین دن اور تین رات تک اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی
سے کہ حضرت نے فرمایا موزونکے مسح میں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات شیخ
تقی الدین نے امام میں کہا حضرت عائشہ سے یہ روایت محمد بن مہاجر بغدادی کی جو بیٹا ہے اسمعیل کا امام مالک کے
بہانجے کا اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن اسمعیل نے انہوں نے داؤد بن الحصین سے اونہوں نے قاسم
بن محمد سے اونہوں نے عائشہ سے انہوں نے کہا اگر میں اپنا پاؤن کاٹ ڈالوں استرے سے تو وہ بہتر ہے میرے نزدیک
اس سے کہ مسح کروں میں موزونپر باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں ابن حبان نے کہا محمد بن مہاجر بغدادی حدیث گھڑتا تہا زیلعی نے کہا میں نے علل متناہیہ میں ابن جوزی کے دیکھا انہوں نے اسکو روایت کیا محمد بن مہاجر سے اسی اسناد
سے حضرت عائشہ سے اور اس میں یہ ہے اگر میرا پاؤن استرے سے کاٹا جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ مسح کروں پاؤن پر ابن
جوزی نے کہا یہ موضوع ہے اسکو بنایا محمد بن مہاجر نے حضرت عائشہ پر بیہقی نے کہا کہ ابن عباس نے موزون کا مسح
اوسوقت مکروہ جانا جب انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پہنچا تہا سورہ مائدہ اوترنیکے بعد پھر جب اُن کو
پہونچ گیا تو اونہوں نے رجوع کیا اوس سے اور فتوی دیا اوسکے جواز کا مقیم اور مسافر کے لیے پھر روایت کیا ابن عباس
سے وہی جو اوپر گذرا اور کہا یہ اسناد صحیح ہے انتہی **مسح کی مدت کا بیان** شوکانی نے کہا علما نے اس میں
اختلاف کیا ہے تو مالک اور لیث بن سعد کا قول ہے کہ موزون کے مسح کی کوئی میعاد مقرر نہیں اور جو شخص طہارت
کے ساتھ موزے پہنے وہ جب تک چاہے مسح کرے مسافر اور مقیم دونو کا ایک حکم ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت عمر رض
اور عقبہ بن عامر اور عبید اللہ بن عمر اور حسن بصری سے اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور حسن بن صالح اور
شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری اور محمد بن جریر طبری کا یہ قول ہے کہ مسح کی مدت
مقرر ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ابن سید الناس نے شرح ترمذی

میں کہا میعاد ثابت ہے حضرت عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ اور مغیرہ اور ابوزید
انصاری سے یہ تو صحابہ ہیں اور مروی ہے ایک جماعت تابعین سے اور ان میں سے ہیں شریح قاضی اور عطا بن ابی رباح اور شعبی
اور عمر بن عبدالعزیز ابن عبدالبر نے کہا اکثر تابعین اور فقہا کا یہی قول ہے اور اسی میں احتیاط ہے کیونکہ مسح تواتر سے
ثابت ہے اور اتفاق کیا اسپر اہلسنت اور جماعت نے پھر جب اکثر علماء نے یہ کہا کہ یہ مسح مقیم کو پانچ نمازوں سے اور مسافر
کو پندرہ نمازوں سے زیادہ درست نہیں ہے تو واجب ہے عالم پر کہ اپنی نماز کو یقین کے ساتھ ادا کرے اور یقین پاؤں دہونے ہی
میں ہے اس حدیث کو بعد البتہ مدت کے اندر اجماع ہے مسح کے جواز پر مختصر کہتا ہے میعاد مقرر ہونے پر جو حدیثیں دلالت کرتی
ہیں وہ یہ ہیں ابوہریرہ[1] کی حدیث صفوان[2] بن عسال کی حدیث ابوبکرہ[3] کی حدیث حضرت علی[4] کی حدیث خزیمہ[5] بن ثابت
کی حدیث مغیرہ[6] کی حدیث حضرت عائشہ[7] کی حدیث ابوبکر[8] صدیق کی حدیث عوف[9] بن مالک کی حدیث اسامہ[10] بن شریک
کی حدیث براء[11] بن عازب کی حدیث یسار[12] کی حدیث ابن[13] مسعود کی حدیث خالد[14] بن عرفطہ کی حدیث ابوامامہ[15] کی حدیث
ابن عمر[16] کی حدیث یعلی[17] بن مرہ کی حدیث مالک[18] بن سعد کی حدیث مالک[19] بن ربیعہ کی حدیث ابن[20] عباس کی حدیث حضرت[21]
عمر کی حدیث پس جیسے موزوں کا مسح متواتر ہے ویسی ہی میعاد کا بھی مقرر ہونا قریب ہے تواتر کی اس صورت میں صحیح
مذہب یہی ہے کہ مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کو تین دن تین رات تک مسح جائز ہے اسکے بعد پاؤں دہو کر
اگر چاہے تو موزے پہن لیوے اور پھر اسی میعاد تک بعد موزے کے اتار کر پاؤں دہودے اور یہ سب حدیثیں اوپر گذر چکیں اور
مکرر بیان کرنا انکا بے فائدہ طول ہے زیلعی نے کہا میعاد میں حضرت علی کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور حضرت
عمر کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نکالی کہ رخصت دی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن
مسح کرنیکی اور مقیم کے لیے ایک دن رات شیخ نے کہا اس لفظ سے یہی نکلتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا رخصت ہے میں
کہتا ہوں رخصت کا لفظ اسکے سوا اور حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے نسائی نے روایت کیا اور صفوان اور ابوبکرہ
کی حدیثوں میں گذر چکا اب جو لوگ میعاد کے قائل نہیں ہیں انکی دلیل یہ حدیثیں ہیں پہلی خزیمہ کی حدیث نکالا
اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو عبداللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے ابوداؤد نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ اگر ہم سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور ایک روایت میں
ابن ماجہ کے یہ ہے کہ اگر پوچھنے والا اپنے سوال پر چلا جاتا تو آپ پانچ دن تک کر دیتے شوکانی نے کہا ابن حبان
اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ زیادتی موجود ہے کہ اگر ہم آپ سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور روایت

کیا اسکو ترمذی نے بغیر اس زیادت کے ترمذی نے کہا بخاری نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ جدلی کا
سماع خزیمہ سے ثابت نہیں ہوا اور یحییٰ بن معین سے نقل کیا اونہون نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور نووی نے شرح مہذب مین کہا
کہ اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے حافظ نے کہا ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اس سے نووی کا قول رد ہوتا ہے مگر
ابن حبان کے سوا اہتون نے اوسکو ضعیف کہا اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا کہ اگر یہ زیادت ثابت ہو تب
بھی اوس سے حجت نہین ہو سکتی کیونکہ راوی نے اپنا گمان بیان کیا کہ اگر ہم آپ سے سوال کرتے تو آپ زیادہ مدت
دیتے اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ انھون نے سوال نہین کیا نہ آپ نے زیادہ مدت دی اس صورت مین یہ زیادت
مخالفین کے لیے حجت ہوگی نہ مخالفین پر انتہے مختصر الشیخ تقی الدین نے امام مین کہا خزیمہ کی حدیث مین تین جگہ
مین ایک تو اختلاف کیونکہ اوسکی تین سندین ہین ایک ابرہیم نخعی کی دوسری ابرہیم تیمی کی تیسرے شعبی کی اور
بعضون مین یہ زیادت مذکور ہے اور بعضون مین مذکور نہین ہے لیکن نخعی کی روایت تو وہ ابو عبد اللہ جدلی سے
ہے اونہون نے خزیمہ سے اور اوسمین زیادت کا ذکر نہین ہے اور مجھے اس روایت مین اختلاف معلوم نہین ہوا اور
اسکے کئی طریق ہین مشہور طریقہ حماد کا ہے نخعی سے اور حماد سے بھی کئی طریقہ ہین اور روایت کیا اوسکو شعبہ نے
حکم اور حماد سے اونہون نے ابراہیم سے مگر اس طریقہ مین یہ علت ہے کہ ابراہیم نے ابو عبد اللہ جدلی سے نہین سنا
بیہقی نے ابو عیسیٰ ترمذی سے نقل کیا کہ مین نے محمد بن اسمعیل بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونہون نے کہا میرے نزدیک صحیح
نہین ہے خزیمہ کی حدیث مسح کے باب مین کیونکہ ابو عبد اللہ جدلی کا سماع خزیمہ سے معلوم نہین ہوتا اور شعبہ کہتے
تھے کہ ابراہیم نخعی نے ابو عبد اللہ جدلی سے موزون کے مسح کی حدیث نہین سنی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ زائدہ بن قدامہ
نے روایت کیا کہ ہم نے منصور سے سنا وہ کہتے تھے ہم ابراہیم نخعی کے حجرے مین بیٹھے تھے ہمارے ساتھ ابراہیم تیمی بھی
تھا اتنے مین موزون کے مسح کا ذکر ہم نے کیا تو ابراہیم تیمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہون نے ابو عبد اللہ
جدلی سے اونہون نے خزیمہ سے پھر خزیمہ کی حدیث دو طرح کی ہے ایک تو وہ جس مین یہ زیادتی ہے اور دوسرے وہ جس مین زیادت
نہین تو جس مین زیادت ہے وہ صحیح ہے ابراہیم سے مشہور ہے اس اسناد سے منصور عن ابرہیم اور اسکے کئی طریق ہین منصور
سے اور ان مین زیادت بھی ہے نکالا انکو طبرانی نے منصور سے اور سب مین صحیح زیادہ وہ طریقہ ہے جو اوپر ہم نے بیان
کیا اور کہا کہ بیہقی نے اسکو نکالا قصہ کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حسین بن علی سے اونہون نے زائدہ سے
اسی سند سے بغیر قصے اور زیادت کے اور اسیطرح صحیح ہے روایت سفیان بن عیینہ کی منصور سے اسی سند سے اور اس
مین زیادتی ہے اور جس مین زیادت نہین وہ ابو عوانہ کی روایت مین سعید بن مسروق سے ہے اونہون نے ابراہیم تیمی سے اسی

سے خزیمہ سے اور انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے موزون کے مسح کو تو فرمایا مسافر کے لیے تین
دن ہین اور مقیم کے لیے ایک دن زیادہ نہین کیا نکالا اسکو ترمذی نے پس یہ روایت شہور ہے اور مخالفت کی
ابو الاحوص نے اونہون نے اوسکو روایت کیا منصور سے اونہون نے ابرہیم تیمی سے اونہون نے ابو عبد اللہ جدلی سے انہون
نے خزیمہ بن ثابت سے تو نکالدیا سند مین سے عمرو بن میمون کو اور ایک دوسری مخالفت شعبہ نے کی اونہون نے روایت کیا
سلمہ بن کہیل سے انہون نے ابرہیم تیمی سے اونہون نے حارث بن سوید سے اونہون نے عمرو بن میمون سے انہون نے خزیمہ
بن ثابت سے اور اس مین یہ زیادتی نہین ہے اور مسح ہے مقیم کا تو انہون نے بڑہایا حارث بن سوید کو درمیان تیمی اور عمرو
بن میمون کے اور نکالدیا جدلی کو اس روایت کو طبرانی اور بیہقی نے نکالا اور بیہقی نے کہا وہ ضعیف ہے دوسری
علت انقطاع ہے بیہقی نے کہا ترمذی نے کہا مین نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونہون نے کہا صحیح نہین ہے جیسے اوپر
گذرا تیسری علت یہ ہے کہ ابن حزم نے کہا ابو عبد اللہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہین کیا جاویگا شیخ نے کہا مین
کہتا ہون ترمذی نے اپنی جامع مین کہا خزیمہ کی حدیث نکالنے کے بعد ابو عوانہ کے طریق سے جو گذرا اور ذکر کیا گیا
یحیی بن معین سے کہ انہون نے صحیح کہا خزیمہ کی حدیث کو مسح مین اور ابو عبد اللہ جدلی اسکا نام عبد بن عبد ہے اور
بعضون نے کہا عبد الرحمن بن عبد ہے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ ابو عیسی نے اپنی صحیح مین کہا پس طریقہ ابرہیم کا
معلول کیا گیا انقطاع سے جیسے گذرا اور طریقہ شعبہ کا ضعف سے اب رہگیا طریقہ ابرہیم تیمی کا تو متعدد طریقون
سے یہ طریقہ منقول ہے یعنے روایت کیا اوسکو تیمی نے عمرو بن میمون سے اونہون نے جدلی سے اونہون نے خزیمہ سے اور
ابو الاحوص نے جو عمرو بن میمون کو ساقط کیا تو اعتبار اوسکا ہے جس نے بڑہایا اسلیے کہ بڑہانے والا عادل ہے اور
اس کیطرف کثرت روایت ہے اور اتفاق اور ابو الاحوص کی روایت پر نہ کثرت ہے نہ اتفاق اور سلمہ نے جو حارث بن
سوید کو بڑہایا اور جدلی کو گرادیا تو جدلی کے گرانے کا وہی جواب ہے جو ابو الاحوص کے گرانے کا ہے عمرو بن میمون کو
اب رہا حارث بن سوید کا بڑہانا تو مقتضے محدثین کے مشہور حکم کا یہ ہے کہ حدیث منقطع کیجاوے ابرہیم کی عمرو سے
مگر یہان ایک قرینہ ہے کہ ابرہیم نے عمرو سے سنا ہے اور وہ قرینہ زائدہ کا قصہ ہے اوس مین صاف یہ مذکور ہے
کہ ابرہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے تو شاید ابرہیم نے یہ حدیث عمرو سے بواسطہ حارث کی سنی
ہو اور بلا واسطہ بھی اور ایک اور جواب ہے وہ یہ کہ اگر تیمی نے عمرو سے سنا ہے تو حدیث متصل ہے اور جو نہین سنا ہے
تو واسطہ حارث کا ہے اور حارث اکابر ثقات مین سے ہے ابن معین نے کہا وہ ثقہ تہا کوفہ مین اوس سے عمدہ اسناد
والا کوئی نہ تہا احمد نے کہا حارث ایسا شخص ہے کہ اوسکی سے شخص کو نہ پوچھنا چاہیے بوجہ اوسکی بزرگی اور رفعت

شان کو اور روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے صحیحین مین اور جماعت نے اب رہا بخاری کا یہ کہنا کہ ابو عبد اللہ جدلی
کا سماع خزیمہ سے معلوم نہین ہوتا تو شاید یہ امام بخاری کے مذہب پر ہے اونکے نزدیک اتصال مین سماع کا ثبوت شرط ہے
اگرچہ ایک ہی بار ہو اور امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ مین اسکو بہت طول کے ساتھ رد کیا ہے اور کہا ہے کہ صرف ملاقات
کا امکان کافی ہے اور اسکی کئی دلیلین بیان کی ہین اور ابن حزم نے جو کہا کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہین کیا
جاویگا تو یہ محض بیوجہ ہے اور جدلی مین کسی متقدم نے قدح نہین کیا بلکہ ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحیے بن معین
نے اور صحیح کیا ترمذی نے اوسکی حدیث کو انتہی کلامہ **دوسری** ابی بن عمارہ کی حدیث ابو داود اور ابن ماجہ نے
اپنی سنن مین روایت کی عمرو بن ربیع بن طارق سے اونہون نے یحیے بن ایوب سے اونہون نے عبد الرحمان بن رزین سے انہون
نے محمد بن یزید سے اونہون نے ایوب بن قطن سے اونہون نے ابی بن عمارہ سے اونہون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مسح کرتے ہین
موزون پر آپنے فرمایا ہان ابی نے کہا ایک دن تک آپنے فرمایا دو دن تک ابی نے کہا اور تین دن تک آپ نے فرمایا
ہان اور جتنی چاہے تو اور ایک روایت مین ہے کہ ابی سات دن تک پہونچے آپنے فرمایا ہان اور جتنا مناسب معلوم ہو تجکو
ابو داود نے کہا روایت کیا اوسکو ابن ابی مریم نے یحیی بن ایوب سے اوس نے عبد الرحمن سے اوس نے محمد بن یزید
سے اوس نے عبادہ بن نسی سے انہون نے ابی سے۔ ابو داود نے کہا اختلاف ہوا اوسکی اسناد مین اور یہ قوی نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن وہب کے طریق سے اونہون نے یحیے بن ایوب سے اونہون نے عبد الرحمن
بن رزین سے اونہون نے محمد بن یزید بن ابی زیاد سے اونہون نے ایوب بن قطن سے اونہون نے عبادہ بن نسی سے
اونہون نے ابی سے مانند اسکے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے دو طریقون سے ابن ابی مریم اور سعید بن
عفیر کے طریق سے ابن عساکر نے اطراف مین کہا اور روایت کیا اوسکو یحیے بن اسحاق نے یحیے بن ایوب سے مثل
روایت عمرو بن ربیع کے اور روایت کیا اوسکو سعید بن کثیر بن عفیر نے یحیے بن ایوب سے مثل روایت ابن وہب کے
اور روایت کیا اوسکو اسحاق بن فرات نے یحیے بن ایوب سے اوس نے وہب بن قطن سے اوس نے ابی سے انتہی
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسناد اوسکا مصری ہے اور اسکی کسی راوی پر جرح نہین
ہوا اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور ہے اور نہین نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے سنن مین ابو داود کی سند سے اور کہا یہ اسناد ثابت نہین ہے اور اسمین اختلاف ہوا ہے یحیی بن ایوب پر
بہت اور عبد الرحمن اور محمد بن یزید اور ایوب بن قطن سب مجہول ہین نیل مین ہے کہ ابن حبان نے کہا مین
اس حدیث پر اعتماد نہین کرتا ابن عبد البر نے کہا اوسکا اسناد قائم نہین اور مبالغہ کیا جوزقانی نے اور

ذکر کیا اس حدیث کو موضوعات میں انتہے ابن القطان نے اپنی کتاب میں کہا محمد بن یزید بن ابی زیاد وہ ہی جس نے صور کی حدیث
روایت کی ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور یحیی بن ایوب میں لوگون کا اختلاف ہی اور یہ اون راویون میں سے ہی جنکی
حدیث کا نکالنا عیب کیا گیا ہے امام مسلم پر اور اختلاف جسکی طرف ابو داود اور دارقطنی نے اشارہ کیا یہ ہی کہ یحیی بن
ایوب نے اوسکو روایت کیا عبد الرحمن بن رزین سے اور اوس نے محمد بن یزید سے اور اوس نے عبادہ بن نسی سے اور اوس نے ابی بن عمارہ
سے اور یہ دوسرا اسناد ہی اور ایک روایت یحیی سے یون ہی عبد الرحمن بن رزین سے اوس نے محمد بن یزید سے اوس نے ایوب بن
قطن سے اوس نے عبادہ بن نسی سے اور یہ تیسرا اسناد ہے اور ایک روایت میں مرسلاً مروی ہے یحیی سے اوس میں ابی کا
ذکر نہیں ہے تو یہ چوتہا اسناد ہی شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابو زرعہ نے کہا میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تہے ابی بن
عمارہ کی حدیث کا اسناد معروف نہیں ہے میں نے کہا یہ اہل مدینہ کی دلیل کیلیے ہے تین دن سے زیادہ مسح جائز ہونے میں
انہون نے کہا انکے پاس ایک اثر ہے شیخ نے کہا یہ اثر شاید ابن عمر کی روایت ہی وہ صحیح ہے اون سے عبید اللہ بن
عمر کی روایت سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ موزون کے مسح میں میعاد نہیں کرتے تہے کسی وقت
کی اور احتمال ہے کہ اور اثر مراد ہو جیسے حماد بن زید نے روایت کیا کثیر بن شنظیر سے اونہون نے حسن سے کہ ہم نے سفر کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ اور وہ مسح کرتے تہے اپنے موزون پر بغیر وقت اور عدد کے روایت کیا
اوسکو ابن جہم نے اپنی کتاب میں اور ابن حزم نے اوس میں علت کی کہ کثیر بن شنظیر ضعیف ہے بہت شیخ نے کہا
اوسکی بابت میں مختلف روایتیں ہیں یحیی بن معین سے عباس نے یحیی سے روایت کیا کہ وہ کچہ نہیں ہی اور عثمان بن
سعید دارمی نے روایت کیا نقل کیا اوسکو ابن عدی نے کہ میں نے یحیی سے پوچہا کثیر بن شنظیر کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور
ابن جہم نے اپنی کتاب میں روایت کیا اپنی سند سے سعد بن ابی وقاص سے کہ وہ پائخانے سے نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا
موزون پر اون سے کہا تم مسح کرتے ہو موزون پر اور پائخانے سے نکلے ہو اونہون نے کہا ہان جب تو پاؤن کو موزون
میں ڈالے اور وہ طاہر ہون (یعنے وضو سے) تو مسح کر اون پر اور مت اوتار انکو مگر جنابت سے اور روایت کیا اپنی سند سے
حسن سے وہ کہتے تہے موزون پر مسح کرے اور اسکا کوئی وقت مقرر نکرے مگر جنابت سے اتارے اور اپنی سند سے عروہ سے کہ وہ مسح کے
لیے میعاد مقرر نکرتے تہے **تیسری** انس کی حدیث حاکم نے مستدرک میں نکالی عبد الغفار بن داود حرانی سے اوس نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اونہون نے روایت کی عبید اللہ بن ابی بکر اور ثابت سے اونہون نے انس سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے اور موزے پہنے تو اون میں نماز پڑہے اور مسح کرے اون پر پہر
نہ اتارے انکو اگر چاہے مگر جنابت سے انتہے حاکم نے کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور راوی اس کے اول سے

اخیر تک سب ثقہ ہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اسد بن موسیٰ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن سلمہ نے
صاحب تنقیح نے کہا اوسکا اسناد قوی ہے اور اسد بن موسیٰ سچا ہے ثقہ کہا اوسکو نسائی وغیرہ نے اور ابن جوزی نے
تحقیق مین اسکی کوئی علت نہین نکالی اور کہا یہ حدیث محمول ہے تین دن کی مدت پر شیخ نے امام مین کہا ابن حزم نے
کہا یہ وہ حدیث ہے کہ متفرد ہوا اوسکے ساتھ اسد بن موسیٰ حماد سے اور اسد منکر الحدیث ہے اوس سے حجت نہ لیجاویگی شیخ نے کہا
ابن حزم کے کلام پر دو اعتراض ہوتے ہین ایک یہ کہ اسد متفرد نہین اس حدیث سے جیسے حاکم نے اوسکو نکالا عبد الغفار سے
اوس نے حماد سے دوسرے یہ کہ اسد ثقہ ہے اور ضعیفون کی کتاب مین اسکا ذکر نہین اور ابن عدی نے اپنی کتاب مین ہر ایک
شخص کو ذکر کیا ہے . . . . جس مین ایک شخص نے بہی کلام کیا ہو اور کبھی اکابر اور حفاظ کو بہی
مین ذکر کیا اور اسد کا ذکر نہین کیا اور یہ مقتضی ہے اسکی توثیق کو اور ابن القطان نے اوسکی توثیق نقل کی بزار
سے اور ابو الحسن کوفی سے اور شاید ابن حزم نے ابن یونس کا قول دیکہا تاریخ مین کہ اسد بن موسیٰ نے چند منکر حدیثین
نقل کین اور وہ ثقہ تہا اور مین سمجہتا ہون کہ ان مین آفت کسی دوسرے کیطرف سے ہے اور اس کلام سے یہ نہین نکلتا
کہ اسد منکر الحدیث ہے اگر ابن حزم نے یہ سمجہا تو اونکی غلطی ہے اور احمد بن حنبل نے محمد بن ابراہیم تیمی کے باب مین کہا کہ
وہ چند حدیثین منکر روایت کرتا ہے حالانکہ روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور اوسپر مدار ہے حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّاتِ کا اور ایسا ہی کہا زید بن ابی انیسہ کے بعض حدیثون مین نکارت ہے حالانکہ اوس سے حجت لی بخاری اور مسلم نے
اور ابن یونس نے کہا کہ اسد ثقہ ہے اور جب اسکی حدیث حجت کے لائق نہ ہو تو وہ ثقہ کیونکر ہوسکتا ہے انتہی حافظ ابن
حجر نے تلخیص مین کہا کہ ابن حزم نے علت نکالی اس حدیث مین اسد بن موسیٰ سے اور خطا کی اونہون نے وہ متفرد نہین ہے
اس حدیث سے چوتہی حدیث عقبہ بن عامر جہنی کی حاکم نے مستدرک مین نکالی بشر بن بکر سے اوس نے موسیٰ بن علی بن رباح
سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے عقبہ بن عامر سے کہ وہ حضرت عمر پاس آئے جب دمشق فتح ہوئی اونہون نے کہا مین موزے
پہنا تہا حضرت عمر نے کہا تم کتنے دن سے یہ موزے نہین اوتارے عقبہ نے کہا جمعہ سے آٹہہ دن سے حضرت عمر نے کہا تم نے
اچہا کیا اور سنت پر عمل کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اوسکو اون دونون نے اور روایت
کیا اوسکو طحاوی نے اسی اسناد سے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور کہا صحیح الاسناد
ہے امام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو نسائی نے اور مین نے اوسکو نہین پایا ابن عساکر کے اطراف مین بہر روایت کیا
اوسکو یزید بن حبیب سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عبد اللہ بن حکم نے اونہون نے علی بن رباح سے کہ عقبہ بن
عامر نے حدیث کی اور کہا وہ آئے حضرت عمر کے پاس اخیر تک اور سیاقت کیا اوس سے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا

کہ عمرو بن حارث اور یحیی بن ایوب اور لیث بن سعد نے اوسکو روایت کیا یزید سے اونہون نے یہ کہا تم نے ٹھیک کیا اور یہ نہین کہا
کہ سنت پر عمل کیا اور یہی محفوظ ہے اور روایت کیا اوسکو جریر بن حازم نے یحیی بن ایوب سے اونہون نے یزید بن ابی حبیب سے
اونہون نے علی بن رباح سے اونہون نے عقبہ سے اور ساقط کر دیا اسناد مین سے عبد اللہ بن حکم بلوی کو اوس مین یہ ہے تم پہونچے
سنت کو جیسے ابن لہیعہ اور مفضل نے کہا انتہی پانچوین حدیث دار قطنی نے روایت کی احمد بن حنبل سے انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر حنفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن اسحاق بن یسار نے جو بہائی تہے
محمد بن اسحاق کے اونہون نے کہا مین نے عطا بن یسار کی کتاب پڑہی عطا کے ساتھ انہون نے کہا مین نے ام المومنین میمونہ
سے پوچھا مسح کو انہون نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر وقت آدمی مسح کرے موزون پر اور نہ اتارے انکو آپ نے
فرمایا ہان اور امام مین اسکی کوئی علت بیان نہین کی اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص مین امام طحاوی نے
کہا کہ جو لوگ مسح کی میعاد نہین کرتے وہ دلیل لیتے ہین حضرت عمر کے قول سے عقبہ کے لیے کہ تم سنت کو پہونچے کیونکہ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حضرت عمر کو بہی معلوم تہا اور مخالفین یہ جواب دیتے ہین کہ
سنت کبہی حضرت کی ہوتی ہے کبہی خلفای راشدین کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم کر لو تم اپنے اوپر
میری سنت اور خلفای راشدین مہدیین کی سنت روایت کیا اوسکو عرباض بن ساریہ نے اون سے روایت کی عبد الرحمن
بن عبد السلام نے اونسے خالد بن معدان نے اون سے ثور بن یزید نے اون سے ابو عاصم نے اون سے ابو امیہ نے
اونہون نے ہم سے اور سعید بن المسیب نے ربیعہ سے کہا عورت کی انگلیون کی دیت مین اے بہتیجے میرے یہ سنت ہے اور
مراد انکی سنت سے زید بن ثابت کا قول ہے تو جائز ہے کہ حضرت عمر نے جو عقبہ سے کہا وہ اونکی رای ہو اور چونکہ وہ
خلفای راشدین مین سے تہے اسلیے اونہون نے اپنی رای کو سنت کہا ہو اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثین جو متواتر ہین مسح کی میعاد کے باب مین مسافر اور مقیم کے لیے وارد ہوئین
برخلاف ابی بن عمارہ کی حدیث کے یہ بیان کیا شریح بن ہانی کی حدیث کو حضرت علی سے اور حضرت عائشہ کی حدیث
کو کہ علی سے پوچہو اور خزیمہ بن ثابت کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور تین رات
مقرر کین اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی اور کہا کہ اگر سائل آپ سے زیادہ مدت مانگتا تو آپ
زیادہ مدت دیتے اور دوسری روایت مین یون ہے کہ اگر ہم زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ مدت دیتے اور عبد اللہ بن
مسعود سے کہ مین بیٹہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنے مین ایک شخص آیا مراد کا جسکو صفوان
بن عسال کہتے تہے وہ بولا یا رسول اللہ مین سفر کرتا ہون درمیان مکہ اور مدینہ کے تو مجہے فتوی دیجیے موزون

کے مسح کے باب میں آپنے فرمایا تین دن مسافر کے لیے اور ایک دن رات مقیم کے لیے اور روایت کیا زر سے کہ
میں صفوان بن عسال پاس آیا میں نے کہا میرے دل میں موزوں کا مسح پاخانہ یا پیشاب کے بعد کھٹکتا ہے تو تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے اونھوں نے کہا ہاں جب ہم مسافر ہوں تو حکم کیا ہمکو موزے نہ اوتارنے
کا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن پیشاب اور پاخانے سے نہیں اور روایت کیا ابو بکرہ سے اور عوف
بن مالک سے جیسے اوپر گذرا اور مغیرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ حاجت کو گئے میں پانی
لایا آپ پاس اور آپ ایک شامی جبہ پہنے تھے پھر آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر پھر یہ مسافر کے لیے سنت
ہوگیا تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن رات طحاوی نے کہا تو یہ حدیثیں متواتر ہوئیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مسافر اور مقیم کے لیے تعین میعاد میں اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ایسی متواتر حدیثیں چھوڑ دیوے ایک
ایسی حدیث سے جیسے ابی بن عمارہ کی ہے اور وہ جو حجت لی ہے حضرت عمر کے اثر سے اوسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر سے
بھی اوسکے برخلاف متواتر آثار آئے ہیں پھر روایت کیا اپنی سند سے سوید بن غفلہ سے کہ ہم نے نباتہ جعفی سے کہا اور
وہ ہم میں زیادہ دلیر تھے حضرت عمر سے پوچھنے میں پوچھو ان سے موزوں کے مسح کو اونھوں نے پوچھا حضرت عمر نے کہا مسافر
کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات دوسری روایت میں ہے کہ نباتہ نے حضرت
عمر سے یہ سوال کیا تو اونھوں نے کہا مسح کر اوپر ایک دن رات اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا جو کوئی اپنے
دونوں موزوں کو پاؤں میں ڈالے اور وہ پاک ہوں تو اوپر مسح کرے دوسرے دن کے اوسی وقت تک اور زید بن وہب سے
کہ حضرت عمر نے ہم کو لکھا موزوں کے مسح میں کہ مسافر کے لیے تین دن ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن رات تو یہ سب آثار
حضرت عمر کے عقبہ کے اثر کے خلاف ہیں اور موافق ہیں احادیث صحیحہ مرفوعہ کے تعین میعاد میں اور احتمال ہے کہ
حضرت عمر نے عقبہ سے یہ اسلیے کہا ہو کہ اونھوں نے جانا کہ عقبہ ایسے راہ سے آئے ہیں جہاں پانی نہ ملتا تھا اور
ایسی حالت میں حکم انکا تیمم تھا تو پوچھا کہ موزے سے نہ اوتارے کو کتنا زمانہ گذرا جب تمہارا کوئی حکم تیمم تھا اونھوں
نے بیان کیا جو بیان کیا اور یہ تاویل بہتر ہے تا کہ حضرت عمر سے دوسرے آثار اوسکے خلاف نہ ہوں اور علاوہ اوس کے
حضرت عمر کے سوا اور صحابہ سے بھی تعین میعاد منقول ہے پھر روایت کیا حضرت عائشہ کا اثر کہ حضرت علی پاس جا اور ان
سے پوچھ جو اوپر گذرا اور عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونھوں نے موزوں کا مسح مسافر کے لیے تین دن کہا اور مقیم کے
لیے ایکدن اور عمرو بن حارث سے کہ میں نے سفر کیا عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ وہ اپنے موزوں کو تین دن تک نہ اتارتے
تھے اور ابن عباس سے انہوں نے مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات رکھا اور ابن عمر سے بھی لیا

ہی اور انس سے بہی اور ایک اور صحابی سے بہی ایسا ہی مروی ہے کہا کہ یہ اقوال ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متفق ہیں میعاد پر اور کسیکو نہیں چاہیے انکا خلاف کرنا اور یہ جو ہم نے بیان کیا یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہم اللہ کا انتہے شوکانی نے نیل میں کہا کہ حق یہی ہے کہ مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن مسح کی میعاد ہے اور صرف ابی بن عمارہ کی حدیث سے جس میں کلام ہے میعاد کی بہت حدیثوں کا ترک کرنا انصاف کے خلاف ہے واللہ اعلم **موق اور جورب پر مسح کرنیکا بیان** زیلعی نے کہا موق میں علما کرام نے اختلاف کیا ہے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابن سیدہ نے کہا موق ایک قسم ہے موزے کی اور جمع اوسکی امواق ہے اور ازہری نے لیث سے نقل کیا کہ موق ایک قسم ہے موزون کی اور جوہری نے کہا کہ موق وہ ہے جسکو موزے کے اوپر پہنتے ہیں یعنے بڑا موزہ اور قدامہ نے کہا کہ موق فارسی لفظ ہے بمعنی موزہ اور ایسا ہی کہا ہروی نے اور کرمانی نے نیل میں ہے کہ موق وہ موزہ جو مقطوع الساقین ہو یہ ضیا میں ہے اور جورب بمعنی لفافہ یعنے جراب جسکو پاتابہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جورب بڑا موزہ ہے اور جائز رکہا ہے اوسپر مسح اور کیا ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث نے اور یہ منقول ہے حضرت عمر اور ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص اور ابو مسعود بدری عقبہ بن عمرو سے اور شافعی نے کہا کہ جورب پر اسوقت مسح درست ہے جب نعلین کے ساتھ ہوں اور حنفیہ نے کہا کہ جب جورب موٹا اور تلے دار ہو اتنا کہ خود بخود کہڑا رہے یا اوسکے نیچے چمڑا لگا ہو واللہ اعلم اسباب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ یہ ہیں ابو داود نے سنن میں ابو عبد الرحمن سے وہ حاضر تہے عبد الرحمان بن عوف نے بلال سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو اونہوں نے کہا آپ نکلتے تہے اپنی حاجت پوری کرنیکو میں پانی لاتا پہر آپ وضو کرتے اور مسح کرتے اپنے عمامہ اور موقین پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند میں بلال سے کہ میں نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تہے موقین اور سربند پر اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا بلال سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے مسح کرو سربندہاے اور موق پر نیل میں ہے کہ بلال کی حدیث کو ترمذی اور طبرانی نے بہی روایت کیا اور ضیاء نے مختارہ میں امام احمد کے موافق شیخ نے امام میں کہا کہ اس کے اسناد میں ابو عبد اللہ ہے کہتے ہیں کہ وہ مولے تہا بنی تیم کا اور اسکا نام معلوم نہیں ہوا نہ ابو عبد الرحمن کا اور نہ میں نے اون دونوں کا ذکر اور کسی اسناد میں پایا طبرانی نے معجم میں حضرت علی سے کہ بلال نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تہے موقین اور

سر بند ہین پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو ادریس خولانی سے اونہون نے بلال سے کہ حضرت نے مسح کیا قمیص
اور سر بند ہین پر بیہقی نے سنن مین عاصم احول سے اونہون نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تہے موزون
اور خمار پر طبرانی نے معجم اوسط مین ابوذر سے مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تہے موزون اور
خمار پر مغیرہ کی حدیث اصحاب سنن اربعہ نے نکالی ابو قیس اودی سے اوسنے ہذیل بن شرحبیل سے اوسنے مغیرہ سے کہ حضرت
نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے سنن کبری مین کہا ہم نہین جانتے
کہ متابعت کی ہو کسی نے اس حدیث کی روایت کرنے مین ابو قیس اودی کی اور صحیح مغیرہ کی یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر
اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور ابو داؤد نے سنن مین کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس حدیث کو
بیان نہین کرتے تہے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور
ضعیف کیا اوسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمان بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی
اور مسلم بن الحجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزون پر مسح ہے اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ اونہون نے مسح کیا جوربین پر
اور نعلین پہنتے تہے نووی نے کہا ان مین سے ہر ایک شخص تنہا ترمذی پر مقدم ہے خصوصا اس حالت مین کہ جرح مقدم
ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حافظون نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اور ترمذی کا قول کہ وہ حسن صحیح ہے قبول نہ
کیا جاویگا شیخ نے الامام مین کہا ابو قیس اودی کا نام عبد الرحمان بن ثروان ہے اون سے حجت لی بخاری نے اپنی
صحیح مین اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ ابو محمد یحیی بن منصور نے کہا مین نے مسلم بن حجاج کو دیکہا اونہون نے ضعیف کیا
اس حدیث کو اور کہا کہ ابو قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل دونون اس لائق نہین کہ ثقات کی مخالفت اون کی روایت
مقبول ہو اور ثقات نے مغیرہ سے یہی روایت کیا ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور علما نے کہا کہ ظاہر قرآن ترک
نہ کیا جاویگا ابو قیس اور ہذیل کی مانند لوگون سے یحیی نے کہا مین نے یہ حکایت مسلم کی ابو العباس محمد بن عبد الرحمن
دغولی سے بیان کی اون سے سنا وہ کہتے تہے مین نے علی بن محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تہے مین نے ابو قدامہ سرخسی
سے سنا وہ کہتے تہے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا مین نے سفیان ثوری سے کہا اگر تم مجہہ سے ابو قیس کی حدیث ہذیل
سے بیان کروگے تو مین قبول نہ کرونگا سفیان نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے پہر بیہقی نے احمد بن حنبل سے باسناد نقل
کیا ہے کہ یہ حدیث نہین مروی ہے مگر ابو قیس کے طریق سے اور عبد الرحمان بن مہدی نے انکار کیا اس حدیث کے بیان کرنے
سے اور کہا وہ منکر ہے اور علی بن المدینی سے نقل کیا کہ مغیرہ بن شعبہ کی حدیث مسح مین اہل مدینہ اور اہل کوفہ اور اہل
بصرہ نے روایت کی اور ہذیل بن شرحبیل نے بہی لیکن ہذیل نے مخالفت کی سب کی اور کہا کہ مسح کیا جوربین پر اور

یحییٰ بن معین سے نقل کیا اونہوں نے کہا کہ سب لوگ مسح موزوں پر روایت کرتے ہیں سوا ابو قیس کے شیخ نے کہا جو شخص
ابو قیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے ابو قیس ثقہ ہے اور اسکی روایت جمہور کے خلاف نہیں بلکہ اس میں ایک امر
زائد مذکور ہے خاصکر جب وہ ایک مستقل طریقہ سے ہو ہذیل سے اونہوں نے مغیرہ سے اور یہ مشہور سندوں کا طریقہ نہیں
ہے انتہی اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس حدیث کو سفیان ثوری سے اونہوں نے ابو قیس سے انہوں نے
ہذیل سے انہوں نے مغیرہ سے **ابو موسیٰ** کی حدیث ابن ماجہ نے سنن میں نکالی اور طبرانی نے معجم میں عیسیٰ بن سنان سے
اونہوں نے ضحاک بن عبد الرحمان سے اونہوں نے ابو موسیٰ سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر اور روایت
کیا اسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اسی سند سے زیلعی نے کہا میں نے یہ حدیث ابن ماجہ کے اپنے نسخے میں نہیں
پائی اور نہ ابن عساکر نے اسکو اطراف میں ذکر کیا اور شاید یہ بعض نسخوں میں ہو کیونکہ ابن جوزی نے تحقیق میں
اسکی نسبت دی ابن ماجہ کی طرف نیل میں ہے کہ نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور شیخ نے امام میں بھی ایسا ہی کہا اور ابو داؤد
نے کہا کہ ابو موسیٰ کی حدیث نہ متصل ہے نہ قوی ہے اور بیہقی نے اسکو ضعیف کیا اسطور سے کہ ضحاک بن عبد الرحمان کا
سماع ابو موسیٰ سے ثابت نہیں ہوا اور عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے حجت لینے کے لائق نہیں اور نکالا اسکو عقیلی نے کتاب
الضعفا میں اور علت کی عیسیٰ بن سنان سے اور کہا کہ ضعیف کیا اسکو یحییٰ بن معین نے اور اوروں نے **بلال** کی حدیث
طبرانی نے معجم میں نکالی دو طریقوں سے حافظ نے کہا ایک طریقہ میں سب ثقات ہیں اور وہ طریق ہے ابن ابی شیبہ کا
ابو معاویہ سے اوس نے اعمش سے اوس نے حکم سے اوس نے عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اوس نے کعب بن عجرہ سے اوس نے
بلال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں اور جوربوں پر اور دوسرا طریق یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی
لیلی کا ہے کعب بن عجرہ سے انہوں نے بلال سے زیلعی نے کہا یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی لیلی ضعیف ہیں گو سچے ہیں اور اس باب میں کئی آثار وارد ہیں عبد الرزاق
نے مصنف میں کعب بن عبید سے ہے میں نے دیکھا حضرت علی کو انہوں نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنی جوربوں اور جوتوں پر پھر کھڑے ہو کر نماز
پڑھنے لگے اور خالد بن سعد سے کہ ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنی جوربوں پر جو بال کے تھے اور ابن عمر سے کہ
وہ مسح کرتے اپنی جوربین اور جوتوں پر اور رجاء سے میں نے دیکھا براء بن عازب کو وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں
اور جوتوں پر اور انس بن مالک سے وہ مسح کرتے تھے جوربوں پر اور ابن مسعود سے کہ وہ مسح کرتے تھے موزوں پر
اور مسح کرتے تھے جوربوں پر

جوتوں پر مسح کرنے کا بیان

شوکانی نے کہا صحابہ نے اتفاق کیا
جوتوں پر مسح کے جواز میں اور بعضوں نے کہا کہ جوتوں پر مسح اسوقت جائز ہے جب انکو جوربین کے اوپر پہنے زیلعی
نے کہا جو لوگ جوتوں کے مسح کے قائل نہیں ہیں وہ تین جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت نے نفل وضو میں کیا اور

سو یہی ہے اونکی وہ جو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین نکالا اور ترجمہ باب قائم کیا باب دلیل کے بیان مین اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مسح جوتیون پر نفل وضو مین تہا نہ اوس وضو مین جو حدث کے بعد ہوتا ہے پہر نکالا عبد خیر سے اونہون نے حضرت علی سے کہ انہون
نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پہر وضو کیا ہلکا وضو اور مسح کیا اپنی جوتیون پر پہر کہا ایسا ہی تہا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کا اوس شخص کے لیے جو پاک ہو اور اسکو حدث ہوا تام مین ہے کہ یہ حدیث کو احمد بن عبید صفار نے اپنی مسند مین نکالا
اوس مین یہہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جبتک حدث نہوا مین کہتا ہون ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا ۳۴ نوع مین پانچوین قسم کی اوس مین
ابی اوس سے کہ انہون نے وضو کیا اور مسح کیا جوتون پر اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے جوتیون پر ابن حبان نے کہا یہ نفل
وضو مین تہا پہر دلیل لی اوسپر نزال بن سبرہ کی حدیث سے حضرت علی سے کہ اونہون نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے پاؤن پر اور
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے ایسا ہی کیا جیسے مین نے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہ ہو انتہی
اور بزار نے ابن عمر سے ایسے ہی روایت کی جو اوپر گذری دوسرا یہ کہ بیہقی نے کہا جوتیون پر مسح کرنے کے یہ معنے ہین
کہ پاؤن کو دہویا جوتیان پہنے ہوئے یعنے جوتیون کے اندر اور دلیل لی ہے صحیحین کی حدیث سے جو تیون کے باب مین ابن عیینہ
نے اوس مین زیادہ کیا کہ آپ مسح کرتے تہے اونپر پہر اپنی اسناد سے نکالا عبید بن جریج سے کہ ابن عمر سے کہا گیا ہم
نے تم کو وہ کام کرتے دیکہا جو کسی کو نہین دیکہا کرتے ہوئے اونہون نے کہا وہ کیا ہے کہا تم بے بالون کی جوتیان پہنتے
ہو اونہون نے کہا مین نے حضرت کو دیکہا آپ اونکو پہنتے تہے اور وضو کرتے تہے اون مین مگر یہ دلیل اوسوقت ہو سکتی ہے جب
وضو سے دہونا مراد ہو تیسرا جواب وہ ہے جو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین دیا کہ آپنے مسح کیا نعلین اور جوربین پر اور اصل مین
جوربین کا مسح ہوتی ہے اور نعلین کا مسح زیادہ ہے اور دلیل لی ابو موسی اشعری کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا جوربین اور نعلین پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور
ترمذی نے اور یہ دونون حدیثین اوپر گذر چکین تمہیں حکم کہتا ہے مخالفان تاویلات کو کیون ماننے لگا اور ظاہر احادیث
کا مقتضی یہ ہے کہ جیسے موزون اور عمامہ کا مسح بنظر رفع حرج جائز ہوا اسیطرح جوتی پر بہی مسح جائز ہے اگر اوسکے
اتارنے مین تکلیف ہو خصوصًا اوس جوتی پر جو موزونکیطرح ہوتا ہے جیسے بوٹ اور شور اور نعلین کے مسح مین جو حدیثین
آئی ہین وہ حسب ذیل ہین پس اتنی حدیثون کو ہم کسی فقیہ یا مجتہد کی مخالفت سے رد نہین کر سکتے بلکہ اون سب فقیہون
اور مجتہدون کا قول رد کر سکتے ہین جو اون کے خلاف ہو پہلی حدیث ابو موسی اشعری کی جو اوپر گذری ابن ماجہ
اور طبرانی سے دوسری حدیث مغیرہ کی جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا تیسری حدیث ابن عباس کی
اوسکو روایت کیا ابن عدی نے پہر بیہقی نے رواد بن الجراح سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے زید بن اسلم سے

اونھوں نے عطا بن یسار سے اونھوں نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک بار اور مسح کیا جوتون پر
بیہقی نے کہا اسی طرح اوسکو روایت کیا رواد نے اور وہ منفرد ہے ثوری سے ساتھہ ہمناکیر کے یا اوس مین کرتے ہے اور
ثقات نے اوسکو ثوری سے روایت کیا اور لفظوں سے شیخ نے امام مین کہا رواد یہ قوی نہین ہے پھر بیہقی نے اوس کو
روایت کیا زید بن حباب سے اوس نے سفیان سے اسیطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوتیون پر اور کہا کہ صحیح
روایت ہے جماعت کی جیسے سلیمان بن بلال اور محمد بن عجلان اور ورقا ابن عمر اور محمد بن جعفر بن ابی کثیر کی زید
بن اسلم سے اونھوں نے پاؤن کا دہونا نقل کیا ہے اور حدیث ایک ہے اور جماعت کثیر کی روایت قبول کرنا اولی
ہے بہ نسبت عدد قلیل کے امام مین کہا کہ زید بن حباب کی روایت سب سے عمدہ ہے جو بیہقی نے اس باب مین ذکر کیا
اور ابن عدی نے ابن معین سے نقل کیا کہ زید بن حباب کی حدیثین ثوری سے اولٹی ہین لیکن ابن عدی نے کہا
کہ وہ کوفہ کے ثقہ مشائخ مین سے ہے اور اسکی سچائی مین شک نہین اور ابن معین کی یہ مراد ہے کہ بعض حدیثین
اوسکی ثوری سے غریب ہین اور بعض ایسی ہین کہ رفع کیا اون کو زید نے اور اورون نے رفع نہین کیا اوسکو لیکن باقی
حدیثین اوسکی مستقیم ہین اور ابن عدی نے زید بن حباب کی جو غریب حدیثین بیان کین اون مین یہ حدیث نہیں
ہے اور جب زید ثقہ ہوا تو یہ حدیث اوس قسم کی ہوئی کہ ثقہ اوسکے ساتھہ منفرد ہو صحیح کہتا ہے جب ثقہ ایک روایت
سے منفرد ہو تو وہ صحیح ہوتی ہے اور رہا ن تو زید کی متابعت بہی موجود ہے رواد بن الجراح کی روایت سے تو یہ حدیث
بطریق اولی صحیح ہوگی چوتھی حدیث ابن عمر کی بزار نے اپنی مسند مین نکالی ہے حدیث بیان کی ہم سے ابرہیم بن سعید نے
اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے روح بن عبادہ نے اونھون نے ابن ابی ذئب سے انھون نے نافع سے کہ ابن عمر جب وضو
کرتے اور انکی جوتیان پاؤن مین ہوتین تو وہ اونپر مسح کرتے اور کہتے ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزار نے
کہا ہم نہین جانتے کہ روایت کیا ہو اسکو نافع سے کسی نے سوا ابن ابی ذئب کے اور نہ ابن ابی ذئب سے کسی نے سوا روح
اور شاید عبد اللہ بن عمر نے جوتیون پر اسلیے مسح کیا ہو کہ اونھون نے بغیر حدث کے وضو کیا ہو اور وہ وضو کرتے تہے ہر
نماز کے لیے بغیر حدث کے تو اسکا یہی مطلب ہے انتہی پانچوین حدیث اوس بن ابی اوس کی ابو داؤد اور ابن حبان
نے نکالی جو ابہی گذری چھٹی حدیث حضرت علی کی روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اگر کوئی کہے کہ اس مین تو یہ
ذکر ہے کہ یہ وضو ہے اسکا جسکو حدث نہ ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت علی سے حدث کے بعد بہی ایسا ہی وضو ثابت ہے
چنانچہ امام طحاوی نے بسند صحیح ابو ظبیان سے نکالا اونھون نے حضرت علی کو دیکھا اونھون نے پیشاب کیا کھڑے
کھڑے پہر پانی منگوایا اور وضو کیا اور مسح کیا اپنی جوتیون پر پہر مسجد مین گئے اور جوتیان اوتارین اور نماز پڑہی

ساتوین حدیث انس کی روایت کیا اوسکو امام بیہقی نے حافظ نے تلخیص مین کہا کہ حضرت علی اور ابن مسعود اور برا
اور انس رضی اللہ عنہم سے جوتیون پر مسح کرنا عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اور ہم اوپر ان آثار کو بیان کر چکے
ہین اور عبد الرزاق نے ابن عمر سے نکالا کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جورابون اور جوتون پر اور روایت کیا اوسکو بزار
نے باسناد صحیح ابن عمر سے کہ وہ وضو کرتے اور جوتیان اون کے پاؤن مین ہوتین تو وہ مسح کرتے جوتیون پر اور کہتے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے اور بیہقی نے باسناد جید ابن عمر سے نکالا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا آپ بن بالون کی جوتیان رسبتی پہنتے اور ان کو پہنے ہوئے وضو کرتے اور اونپر مسح کر لیتے انتہی امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین باسناد صحیح اوس بن ابی اوس سے روایت کیا کہ انکے باپ نے وضو کیا اور مسح کیا جوتون پر مین نے
کہا تم جوتون پر مسح کرتے ہو اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تہے جوتون پر اور دوسری
روایت مین اوس بن ابی اوس سے یہ ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ تہا سفر مین اور ہم عرب کے ایک پانی پر اوترے
پہر باپ نے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا جوتیون پر مین نے کہا تم ایسا کرتے ہو اونہون نے کہا مین زیادہ نہین کرتا اوس سے جو
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور اس روایت سے باطل ہوتی ہے ابن حبان کی تاویل کہ یہ وضو
حدث سے نہ تہا ابو جعفر طحاوی نے کہا کہ بعض علما اسی طرف گئے ہین کہ جوتیون پر مسح درست ہے جیسے موزون پر درست ہے
پہر ذکر کیا ابو ظبیان کی روایت کو حضرت علی سے جو اوپر گذری اور مخالفت کی اونکی اورون نے وہ کہتے ہین جوتیون پر
مسح جائز نہین اور آپ نے شاید جوتیون پر اوس حالت مین مسح کیا ہو کہ اون کے نیچے جوربین ہون تو آپ نے قصد کیا ہو جوربون
کے مسح کا نہ جوتیون کا اور جوربین اگر نعلین کے بغیر ہون تب بہی اونپر مسح جائز ہے تو مسح جورب کا اصل ہوا اور مسح نعلین
کا زیادہ ہوا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو موسی کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپ نے جوربین اور نعلین پر اور مغیرہ سے بہی
ایسا ہی مروی ہے اور ابن عمر سے اس باب مین ایک اور طرح مروی ہے پہر نکالا ابن ابی فدیک کے طریق سے انہون نے
ابن ابی ذئب سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور جوتیان پاؤن مین ہوتین تو
اپنے دونو پاؤن کی پشت پر دونون ہاتھون سے مسح کر لیتے اسلیے کہ عرب کی جوتیان چپل ہوتی ہین اور پاؤن کی
پشت اون مین کہلی رہتی ہے اور کہتے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے تو ابن عمر نے یہ بیان
کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسیوقت مین جب مسح کرتے جوتون پر تو مسح کرتے پاؤن پر تو احتمال ہے کہ پاؤن کا
مسح فرض ہو اور جوتیون کا مسح زائد ہو تو اوس بن ابی اوس کی حدیث مین دونو احتمال ہو سکتے ہین ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث
کا اور ابن عمر کی حدیث کا پہر اگر ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا احتمال ہو تو وہ ہمارے مذہب کے خلاف نہین کیونکہ ہم جوربون پر مسح کے قائل ہین جب وہ سخت

اور دلدار ہون یہی قول ہے ابو یوسف اور محمد کا اور ابو حنیفہ نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ اون میں حجم الکا ہو اور اگر اون میں حجم
کی حدیث کا احتمال ہو تو اوس مین اثبات ہی پاؤن کے مسح کا لیکن پاؤن کے مسح کی معارض بہت صحیح حدیثین آئی ہین جو
اوپر گذرین جن سے اسکا نسخ نکلتا ہے بہرحال دونو صورتون مین جوتیون کے مسح کا جواز ثابت نہین ہوا اور جب
اوس حدیث مین یہ دونون احتمال ہوئے تو اوس سے حجت لینا جوتیون کے مسح کی جواز کے لیے درست نہوا اب ہمنے
ابن ابی اوس ۱۲
قیاس اور عقل کو دیکھا تو ہمنے دیکھا جب موزے جنپر مسح جائز ہے اگر وہ پھٹ جاوین اتنا کہ پاؤن سے اکثر کھل جاوین
تو انپر مسح جائز نہ ہوگا بالاجماع پھر جب یہ نہ رو بینر مسح اوسی حال مین جائز ہوا کہ وہ پاؤن کو چھپا لین تو جوتیون پر کسطرح جائز
ہوگا کیونکہ پاؤن انسے نہین چھپتا تو اُن کا حال مثل اون موزون کے ہوا جو پھٹ جاوین اور پاؤن اُن مین کھل جاوے
مسح کے جائز نہونے مین انتہی ما قال الطحاوی رحمہ اللہ و ایانا مترجم کہتا ہے ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مفہوم
نہین جو امام طحاوی نے سمجھا ہے کہ جوربین اور نعلین کا مسح ایک ساتھ تھا اسلیے کہ جب جوربین پاؤن مین ہوئی تو
نعلین پر مسح کرنا ضرور ہی نہ ممکن ہے کس لیے کہ نعلین عرب کے صرف تلوی مین ہوتی ہین اور جوربین پر مسح پاؤن کی پشت
پر ہوتا ہے اور جو یہ معنے مراد ہوتا تو حضرت کے فعل کی نسبت اسطرح کی بے ادبی کا تصور ہوتا ہے کہ نعلین پر آپ کا
مسح کرنا فضول اور طہارت سے خارج امر تھا بلکہ ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مضمون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربین
پر مسح کیا ہے اور جوتون پر بھی مسح کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ بہت سی حدیثون مین وارد ہے کہ مسح کیا حضرت نے
عمامہ اور موقین پر اور مسح کیا حضرت نے عمامہ اور موزہ دونو پر حالانکہ عمامہ پر الگ مسح کیا اور موزہ پر الگ مسح کیا اور کوئی
اون مین سے فضول اور زائد نہ تھا نہ یہ ضرور ہے کہ عمامہ اور موزے پر ایک ساتھ مسح کرے بہرحال ایسا ہی ان حدیثون مین بھی
لینا چاہیے اب قیاس جوتون کا پھٹے موزے پر صحیح نہین کیونکہ پھٹے موزے کا جس مین سے اکثر پاؤن کھل جاوے
پہننا خلاف عادت اور خلاف ادب ہے اور اوسکا اتار ڈالنا بہتر ہے اور ایسا موزہ عادتاً پہنا نہین جاتا پھر اوسکے
اتارنے مین کچھ حرج نہین برخلاف جوتون کے کہ انکا اتارنے مین بعض وقت حرج ہوتا ہے اسلیے حق
یہی ہے کہ عمامہ اور موق اور جراب اور جوتے پر مسح درست ہے اسی طرح جب پاؤن مین جوتے ہون تو پاؤن پر بھی مسح درست
ہے اور پاؤن دہونے کی یا سر کے مسح کی تکلیف اوسی حالت سے خاص ہے جب یہ چیزین نہون واللہ تعالی اعلم

پٹی پر مسح کرنے کا بیان اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ اگر انسان کے کسی مقام پر زخم یا پھوڑا ہو اور وہان
پانی بہانا ضرر کرتا ہو تو اوس مقام پر جو جز مین مسح کر لیوے اور باقی اعضا دہووے اسی طرح زخم پر پٹی لگی ہو یا ہڈی پر
جو پٹی یا لنگی باندہی جاوے اوسپر بھی مسح درست ہے اور اس باب مین یہ حدیثین ہین اور دیکھو منتقی کی حدیث

دارقطنی نے نکالی سنن میں کہ حضرت مسح کرتے تھے پٹیوں پر دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں ابو عمارہ محمد بن احمد بن مہدی
ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور یہ حدیث مرفوعًا صحیح نہیں ہے ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ جب ابن
قمیئہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا احد کے دن (پتھر سے) تو میں نے آپ کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنی پٹی نہ کھولتے
اور مسح کرتے پانی سے حضرت حسین بن علی کی حدیث ابن ماجہ نے سنن میں نکالی زید بن علی بن حسین سے اونہوں نے
اپنے باپ سے اونہوں نے دادا جناب امام ہمام حسین بن علی علیہ وعلے آبائہ السلام سے میرا ایک پہنچا ٹوٹ گیا تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے مجھکو حکم کیا پٹیوں پر مسح کرنیکا اور نکالا اوسکو بیہقی اور دارقطنی نے اپنی
سنن میں دارقطنی نے کہا اوسکے اسناد میں عمرو بن خالد ہے ابو خالد واسطی اور وہ متروک ہے بیہقی نے کہا متابعت کی
عمرو بن خالد کی عمرو بن موسی بن وجیہ نے اور روایت کیا اوسکو زید بن علی سے اسیطرح اور ابن وجیہ متروک ہے بلکہ نسبت
کیا گیا ہے حدیث بنانیکی ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے اس حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا باطل
ہے کوئی اصل نہیں اسکی اور عمرو بن خالد متروک الحدیث ہے ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا اسحاق بن راہویہ نے
کہا عمرو بن خالد حدیث بناتا تھا ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے ثقہ نہیں ہے مامون نہیں ہے اور عقیلی نے ضعفاء میں اس حدیث کو
نکالا اور عدالت کی اوسمیں عمرو بن خالد سے اور کہا نہیں متابعت کیا جاتا وہ اور نہیں پہچانا جاتا مگر اسی حدیث
سے اور نقل کی تکذیب اوسکی ایک جماعت سے جابر کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے سنن میں ہم سفر میں نکلے
اور ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر میں زخم ہو گیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوس نے اپنے یاروں سے پوچھا تم میرے
لیئے تیمم کی رخصت پاتے ہو اونہوں نے کہا ہم تمہارے لیے رخصت نہیں پاتے اور تو قادر ہے پانی پر آخر وہ نہایا اور مر گیا
جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو اسکی خبر دی آپ نے فرمایا مار ڈالا اوسکو خدا اونکو مارے جب نہیں
جانتے تھے تو پوچھا کیوں نہیں اسلیے کہ جو عاجز ہو (جواب سے نہ جاننے کی وجہ سے) اوسکی تندرستی یہی ہے کہ پوچھے
(اور سمجھ جاتا ہے) اوسکو کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور لپیٹ لیتا زخم پر ایک کپڑا باندھ لیتا پھر مسح کرتا اوسپر اور سارا بدن
کو دھو ڈالتا بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے جو اس باب میں مروی ہے باوجود اختلاف کے
اوسکی اسناد میں جسکو پہلے بیان کیا کتاب السنن میں اور نکالا اوس کو ابو داؤد نے اوزاعی سے اونکو پہنچا عطا ابن
ابی رباح سے اونہوں نے سنا عبد اللہ بن عباس سے کہ ایک شخص کو زخم لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر
احتلام ہوا اوسکو تو حکم کیا گیا غسل کا اوس نے غسل کیا اور مر گیا یہ خبر جب پہنچی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
آپ نے فرمایا قتل کیا اوسکو اونہوں نے قتل کرے اللہ انکو لیکن دارقطنی نے اور کہا اونہوں نے روایت کیا اوسکو ... اوزاعی نے عطا سے

کے اور وہ قوی نہین ہے اور مخالفت کی اوسکی اوزاعی نے اونہون نے روایت کیا اس حدیث کو عطا سے اونہون نے ابن عباس سے
اور یہی صحیح ہے اور اختلاف ہوا اوزاعی پر بعضون نے کہا انکو پہونچی عطا سے بعضون نے کہا اونہون نے روایت کی عطا
سے اور اوزاعی نے اوسکو مرسلا بہی روایت کیا عطا سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہی ٹہیک ہے حضرت
علی کی حدیث دارقطنی نے سنن مین نکالی کہ مین نے پوچہا حضرت سے اون پٹکیون کو جو ٹوٹے عضو پر باندہتی ہین ایسا شخص
کیونکر وضو کرے جب جنب ہو آپ نے فرمایا اوسپر مسح کرلے جنابت اور وضو مین مین نے عرض کیا اگر سردی ہو اور غسل
کرنے سے ڈرے اپنی جان پر آپ نے یہ آیت پڑہی مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالی تمپر مہربان ہے اور فرمایا
جب جان کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین ابو الولید خالد بن یزید ضعیف ہے اور بیہقی نے کہا
یہ مرسل ہے اور ابو الولید ضعیف ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین کچھ ثابت نہین ہے اور
آگے امام بخاری نے تعلیقا ابو العالیہ سے نقل کیا اونہون نے کہا مسح کرو اپنے پاؤن پر کہ وہ بیمار ہے عبد الرزاق نے اسکو
موصولا روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ اونکے پاؤن پر جبیرہ (پٹی) تہا اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ اوسپر پٹی
بندہی ہوئی تہی **باب** مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ باب بیان مین اوسکے کہ بکری کے گوشت اور
ستو کہانے سے وضو نہین جاتا **ف** اور یہ مسئلہ تفصیل سے گذر چکا اور معلوم ہو گیا کہ آگ کے پکے ہوئے کہانے
سے وضو نہین جاتا البتہ اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے حافظ نے کہا امام احمد
کا یہی قول ہے اور اسکو اختیار کیا ہے ابن خزیمہ وغیرہ نے شافعیہ کے محدثین مین سے ابن تین نے کہا اس باب مین
ستو کا ذکر نہین ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ستو کا حکم بطریق اولی نکل آیا کیونکہ جب گوشت کہانے سے وضو نہ ٹوٹا اور
وہ چکنا ہوتا ہے تو ستو سے کاہیکو ٹوٹے گا اور شاید امام بخاری نے اشارہ کیا ہو اوس حدیث کی طرف جو اس باب کے
بعد مذکور ہے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَتَوَضَّئُوا اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
رضی اللہ عنہم نے (گوشت) کہایا پر وضو نہین کیا **ف** ابوذر کی روایت مین لحما کا لفظ ساقط ہے اس صورت مین
شامل ہے ہر کہانے کو جو آگ سے پکا ہو اور ابوذر نے کشمیہنی اور حموی اور اصیلی سے یون نقل کیا ہے واکل ابوبکر
وعمر وعثمان لحما اور وصل کیا اس تعلیق کو طبرانی نے شامیون کے سند مین باسناد حسن سلیم بن عامر کے طریق سے انہون
نے کہا مین نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کو دیکہا اونہون نے آگ کا پکا کہانا کہایا اور وضو نہ کیا اور بزار نے اس حدیث کو
بہت طریقون سے جابر سے روایت کیا مرفوعا اور موقوفا تین صاحبون سے متفرقا اور مجموعا فتح وقسطلانی حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے اور انہوں نے کہا خبر دی ہم کو (امام) مالک نے اور انہوں نے روایت کی زید بن اسلم (عدوی) سے اور انہوں نے عطا بن یسار سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈہے کا گوشت کھایا **ف** اور مصنف نے اطعمہ میں روایت کیا کہ ہڈی پر کا گوشت کھایا قاضی اسمعیل نے کہا کہ آپ نے یہ گوشت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر میں کھایا جو آپ کی چچازاد بہن تہیں اور احتمال ہے کہ ام المومنین میمونہ کے گھر میں کھایا ہو اور وہ خالہ تہیں ابن عباس کی (فتح) **ف** پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَى السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر (مصری) نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (بن سعد) نے اور انہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد ایلی) سے اور انہوں نے ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے کہا خبر دی مجہکو جعفر بن عمرو بن امیہ نے انکو خبر دی اون کے باپ عمرو بن امیہ نے اور انہوں نے دیکہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بکری کے دست میں سے کاٹ رہے تہے (کہاتے جاتے تہے گوشت کاٹ کر) اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے (بلال نے بلایا) آپ نے چہری ڈالدی پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا **ف** بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے زہری نے کہا پہر یہ قصہ مشہور ہوگیا لوگوں میں بعد اوسکے آپ کے اصحاب میں سے کئی مردوں نے اور آپ کی بی بیوں میں سے کئی عورتوں نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اون کہانوں سے جو آگ سے پکے ہوں بیہقی نے کہا زہری کا یہی مذہب تہا کہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنے کا حکم ناسخ ہے اون حدیثوں کا جو وضو نہ ٹوٹنے کے باب میں آئی ہیں کیونکہ اباحت اصل ہے اور مقدم ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے جابر کی حدیث سے کہ اخیر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے کہانوں سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہما نے لیکن ابو داؤد نے کہا کہ مراد امر سے اس حدیث میں شان اور قصہ ہے نہ وہ جو نہی کے مقابل ہوتا ہے اور یہ لفظ مختصر بنایا گیا ہے جابر کی طویل حدیث سے جس میں عورت کے کہانا طیار کرنیکا بیان ہے حضرت کے لیے اور اسمیں یہ ہے کہ آپ نے کہانا کہایا پہر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑہی پہر اوس میں سے کہایا اور عصر کی نماز پڑہی اور وضو نکیا تو احتمال ہے کہ یہ قصہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنے کے حکم سے پہلے کا ہو اور ظہر کے لیے جو آپ نے وضو

کیا وہ کسی شئ کی وجہ سے ہو نہ بکری کا گوشت کہانے سے اور بیہقی نے عثمان دارمی سے نقل کیا کہ جب اس باب میں حدیثیں مختلف ہوئیں اور راجح غیر راجح کی تمیز نہ ہو سکی تو ہم نے خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ہم نے اوس سے ترجیح دی ایک جانب کو اور نووی نے شرح مہذب میں اسکو پسند کیا اور اس سے معلوم ہوتی ہے وہ حکمت جو امام بخاری نے اس باب کے شروع کرنے میں کی کہ بیان کیا اوسکے شروع میں فعل خلفائے راشدین کا نووی نے کہا پہلے اسمین خلاف تہا صحابہ اور تابعین میں پہر اجماع ہو گیا کہ آگ کے پکے کہانے سے وضو نہیں جاتا مگر جسکا استثنا گذر چکا یعنے اونٹ کے گوشت کہانے سے وضو جاتا رہتا ہے اور خطابی نے دونوں طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا کہ وضو کا حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اور امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اسحدیث سے دلیل لی ہے کہ رات کا کہانا جو نماز پر مقدم ہے یہ امام کے سوا اور لوگون کو خاص ہے اور دلیل لی اسپر کہ گوشت کا کاٹنا چہری سے درست ہے اور اوسکی ممانعت میں جو حدیث آئی ہے سنن ابو داؤد میں وہ ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث ثابت ہو تو محمول ہے اوس حالت میں جب ضرورت اور حاجت نہ ہو کیونکہ یہ رسم ہے عجم کے لوگون کی اور اسحدیث سے یہ بہی نکلا کہ نفی پر شہادت درست ہے جب اوسکا حصر ہو سکے اور عمرو بن امیہ سے بہی ایک حدیث اس کتاب میں جو مروی ہو اور ایسی دو حدیثوں کی تسمیح میں گذری انتہے ما قال الحافظ فی الفتح قسطلانی نے کہا آگ کے پکے کہانے سے وضو ٹوٹ جانا قدیم قول ہے اور یہ قول اگرچہ شاذ ہے مگر اوسکی دلیل قوی ہے اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت محققین نے اوسکو اختیار کیا ہے اور میں بہی یہ اعتقاد رکہتا ہون کہ یہ مذہب راجح ہے اور امام احمد نے اونٹ کے گوشت میں اور اور کہانون میں فرق کیا ہے انتہی مختصرًا

بَاب مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ستو سے کلی کرنے کا بیان اور وضو نہ کرنے کا ف ستو کہتے ہیں بہنے گیہون یا بہنے جو کے آٹے کو اور ایک گنوار نے اوسکی تعریف یون کی ہے کہ ستو توشہ ہے مسافر کا اور کہانا ہے جلدی کرنے والے یا بیمار کا (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک (بن انس امام مشہور) نے اونہوں نے روایت کی یحیی بن سعید (انصاری)

سے اونہوں نے بشیر بن یسار سے جو مولی تھے بنی حارثہ کے کہ سوید بن نعمان (انصاری مدنی صحابی نے) جو جنگ احد میں حاضر تھے اور ان سوا اس کتاب میں ایک یہی حدیث مروی ہے اور نہیں روایت کیا ان سے کسی نے سوا بشیر بن یسار کے) اون کو خبر دی دولکی جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس سال خیبر کی جنگ ہوئی جب صہبا میں پہونچے جو نشیب میں ہے خیبر کے **ف** یعنی نیچے کی جانب میں جو نزدیک ہے مدینہ کے اور یہ قول یحییٰ بن سعید کا ہے جو حدیث میں شریک کر دیا گیا اور مؤلف نے اطعمہ میں نکالا کہ وہ ایک منزل پر ہے خیبر سے یعنی شام کی منزل جس کو روحہ کہتے ہیں اور ابو عبید بکری نے کہا معجم البلدان میں کہ وہ ایک برید ہے اور برید بارہ میل ہوتا ہے (فتح) **ف** پھر آپ نے نماز پڑھی عصر کی پھر توشے منگوائے **ف** اس سے یہ نکلا کہ سفر میں مسافروں کو اپنے اپنے توشے ایک ساتھ ملا کر کھانا بہتر ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاتا ہو اور کوئی کم اور یہ بھی نکلا کہ سفر میں توشہ لینا جائز ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے اور مہلب نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ جو شخص غلہ بند رکھے تو امام ضرورت کے وقت اوسکو نکالنے کا اور بیچنے کا حکم دے سکتا ہے اور امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ لشکر والوں کے توشوں کو ایک جگہہ جمع کرے تاکہ جس کے پاس توشہ نہو وہ بھی کھا لیوے اور بھوکا نہ رہے (فتح) **ف** تو نہ لایا گیا کچھ سوا ستو کے (اور کوئی کھانا نہ نکلا) آپ نے حکم دیا وہ بھگویا گیا (پانی سے تاکہ اوسکی خشکی دور ہو جاوے) پھر آپ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا پھر آپ کھڑے ہوئے مغرب کی نماز کے لیے تو کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا **ف** اگرچہ ستو میں چکنائی نہیں ہوتی مگر کلی کرنے سے یہ غرض ہے کہ ستو دانتوں میں اور منہ کے اطراف میں اٹک جاتا ہے تو کلی سے مونہہ صاف ہو جاویگا خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کے پکے کھانے سے وضو کرنا منسوخ ہے کیونکہ یہ حکم پہلے کا ہے اور خیبر کا غزوہ سنہ ۷ ہجری میں ہوا میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کیونکہ ابو ہریرہ نے وضو کرنے کی حدیث روایت کی ہے اور وہ خیبر کی فتح کے بعد آپ پاس آئے تھے اور امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ ایک وضو سے دو یا زیادہ نمازیں درست ہیں اور کھانے کے بعد کلی کر ڈالنا مستحب ہے (فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کتاب الطہارۃ میں دو جگہہ نکالا اور اطعمہ میں دو جگہہ اور مغازی اور جہاد میں اور نسائی نے طہارت میں اور ولیمہ میں اور ابن ماجہ نے **حدثنا** اصبغ قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني عمرو عن بكير عن كريب عن ميمونة ان النبي صلى الله عليه وسلم اكل عندها كتفا ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اصبغ (ابن فرج) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (عبد اللہ) ابن وہب نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عمرو (بن حارث) نے اونہوں نے روایت کی بکیر (بن عبد اللہ اشج) سے اونہوں نے کریب (ابن ابی مسلم) سے اونہوں نے ام المؤمنین

میمونہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا **ف** ۲
حدیث کو باب سے کچھ مناسبت نہیں ہے اسکا جواب دو طرح سے دیا ہے ایک تو یہ کہ لکھنے والوں نے غلطی سے اس حدیث
کو اس باب میں لکھدیا اور فربری کے قدیم نسخہ میں یہ حدیث پہلی باب میں ہے یہ کرمانی نے کہا دوسرا یہ کہ اس حدیث کے
لانے سے یہ غرض ہے کہ کلی کرنا کھانے کے بعد واجب نہیں ہے جیسے اس روایت میں کلی کا ذکر نہیں ہے اور مسلم نے
اس حدیث کو طہارت میں نکالا (فتح وقسط) **باب** هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ
لَهُ دَسَمًا تَابَعَهُ يُونُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر اور قتیبہ بن
سعید ابو رجا ثقفی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث ابن سعد امام نے اونہوں نے روایت کی عقیل بن
خالد سے انہوں نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہوں نے ابن عباس رض
سے کہ حضرت رسول خدا صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے دودہ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودہ میں چکنائی
ہوتی ہے **ف** اسوجہ سے کلی کرنا اوس سے بہتر ہے اسیطرح ہر چکنی چیز کھانے کے بعد اور اس سے یہ بہی نکلتا ہے
کہ ہاتھوں کا دہونا بہی مستحب ہے نظافت کے لیے ابن بطال نے مہلب سے نقل کیا اس حدیث میں بیان ہے اگلے پکے
ہوئے کہانے سے وضو کرنے کی وجہ کا کیونکہ وہ جاہلیت میں عادی تہے ترک نظافت کے تو حکم ہوا وضو کا ایسے کہانے
کے بعد پہر جب نظافت کی عادت ہوگئی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا۔ حافظ نے کہا باب کی حدیث سے اس مضمون کو کوئی تعلق
نہیں ہے اس میں تو صرف کلی کرنے کیوجہ کا بیان ہے اور یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جنکو پانچوں اماموں نے یعنے
بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی نے ایک شیخ سے روایت کیا اور وہ قتیبہ ہیں اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے
اوسکو طہارت میں نکالا اور ابن ماجہ نے (فتح وقس) **ف** متابعت کی عقیل کی یونس (ابن یزید) نے (روایت
کیا اوسکو امام مسلم نے) اور صالح بن کیسان نے (نکالا اوسکو ابو العباس سراج نے اپنی مسند میں) از زہری **ف**
یعنے عقیل اور یونس اور صالح ان تینوں نے اس حدیث کو روایت کیا زہری سے حافظ نے کہا اور متابعت کی اون
کی اوزاعی نے نکالا اوسکو مصنف نے اطعمہ میں اور ابن ماجہ نے اوسکو نکالا ولید بن مسلم سے اونہوں نے اوزاعی سے
اوس میں یہ ہے کہ کلی کرو دودہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبری نے دوسرے طریق سے لیث سے اور ابن ماجہ نے ام سلمہ
اور سہل بن سعد سے ایسا ہی روایت کیا اور ہر ایک کا اسناد حسن ہے اور یہ حکم استحباب ہونے کی دلیل ہے جو شافعی کے

نکالا ابن عباس سے کہ اونہون نے دودہ پیا پہر کلی کی اور کہا کہ اگر مین کلی نہ کرون توبہی کچہ پرواہ نہین اور ابوداود نے باسناد حسن روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودہ پیا پہر کلی نہین کی اور نہ وضو کیا اور ابن شاہین نے ایک نادر بات کہی انہون نے انس کی حدیث کو ناسخ کہا ابن عباس کی حدیث کا اور یہ نہین بیان کیا کہ کلی کے وجوب کا کون قائل ہے تاکہ نسخ کے دعوی کی حاجت ہو (فتح) **باب** الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسۃ والنعستین او الخفقۃ وضوءا سوجانے سے وضو کا بیان اور جس شخص نے ایک بار یا دو بار اونگہنے سے یا ایک جہونکا لینے سے وضو لازم نہین سمجہا اوسکی دلیل **ف** حافظ نے کہا کہ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وضو سوجانے سے واجب ہے یا مستحب ہے اور ظاہر کلام سے اون کے یہ نکلتا ہے کہ نعاس (اونگہہ) سونا ہے اور مشہور یہ ہے کہ دونون مین فرق ہے وہ یہ کہ جس کے حواس قائم ہون اسطرح کہ اپنے پاس والے کا کلام سنتا ہو لیکن مطلب نہ سمجہتا ہو تو وہ نعاس ہے اور جو اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نوم ہے اور نوم کی نشانی خواب ہے بڑا ہو یا چہوٹا اور عین اور محکم مین ہے کہ نعاس نوم ہے یا نوم کے قریب ہے اور جو شخص نعاس کو نوم کہتا ہے اور نوم کو بذاتہ حدث جانتا ہے تو اوس کے نزدیک نعاس بہی حدث ہے اور اکثر علما کا قول یہی ہے کہ ایک یا دو بار کے نعاس سے وضو نہین جاتا اور مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے روایت کیا کہ جب مین اونگہتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے اور ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وضو واجب ہے ہر سونے والے پر مگر جو ایک جہونکا لیوے اور جہونکا وہی اونگہ ہے اور بعضون نے کہا جہونکا خاص ہے یعنے سر کا ہلانا اونگہہ مین اور اشارہ کیا مصنف نے انس کی حدیث کی طرف جو انس نے روایت کی کہ حضرت کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے تہے پہر سو جاتے تہے یہانتک کہ جہونکے لیتے سر اونکے پہر نماز کے لیے کہڑے ہوتے تہے روایت کیا اسکو محمد بن نصر نے قیام اللیل مین اور اسناد اسکا صحیح ہے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین ہے انتہی **مترجم** کہتا ہے نوم کا بیان نواقض وضو مین مفصل گذر چکا حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن هشام عن ابیه عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اذا نعس احدکم وهو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعس لا یدری لعله یستغفر فیسب نفسه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہون نے کہا خبر دی ہم کو امام مالک نے انہون نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہون نے اپنے باپ (عروہ) سے انہون نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے جب کوئی تم مین سے اونگہے نماز پڑہتے مین تو وہ سو رہے جب تک اوسکی نیند بہر جاوے کیونکہ جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے اور اونگہتا ہو تو وہ نہ جانے گا شاید اپنے لیے بخشش چاہتا ہو پہر کوسنے لگے اپنے تئین **ف** حدیث سے یہ نکلا کہ جب نماز مین اونگہ

آدمی تو سو رہے اور آیندہ نماز نہ پڑھے جب تک نیند سے نہ جاوے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کے اندر جو اونگھ آئی یعنی خفیف نیند وہ معاف ہو اور اس سے وضو نہ ٹوٹے گا کس لیے کہ آپ نے اوس نماز کی اعادے کا حکم نہ دیا حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے اور خشوع ضرور ہے نماز میں اور حضور قلب اور مکروہات سے بچنا عبادات مین اور نماز مین دعا کا جائز ہونا اور محمد بن نصر کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ نماز چھوڑ دیوے مہلب نے کہا کہ یہ رات کی نماز میں ہے کیونکہ فرض نماز دن کا وقت نیند کا وقت نہیں ہے نہ وہ نماز مین اتنی لمبی ہوتی ہین اور ہم کہتے ہین کہ لفظ عام ہے شامل ہے فرائض کو بھی بشرطیکہ وقت فوت ہونے کا ڈر نہ ہو انتہے مختصرًا اور نوم کے باب مین جو علما کے مذاہب ہین وہ تفصیل سے مع دلائل کے اوپر گذر چکے **حَدَّثَنَا** أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو مقعد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الوارث (بن سعید بن ذکوان) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب (سختیانی) نے انہوں نے روایت کی ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید جرمی) سے انہوں نے انس سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب کوئی تم مین سے نماز مین اونگھے تو . . . . . . سو رہے جب تک کہ وہ سمجھنے لگے اوسکو جو پڑھتا ہے **ف** قسطلانی نے کہا پہلی حدیث کو مسلم اور ابو داؤد نے صلوٰۃ مین نکالا اور دوسری حدیث کو نسائی نے طہارت مین اور اسماعیلی نے کہا کہ اس حدیث مین اضطراب ہے حافظ نے کہا اضطراب نہین ہے بلکہ عبد الوارث کی روایت راجح ہے اور متابعت کی اوسکی وہیب اور طفاوی نے

باب الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ بغیر حدث کے وضو کرنا (اور نہ کرنا) **ف** مطلب امام بخاری کا باب سے یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا کیسا ہے ضرور اور لازم ہے یا نہین اور پہلی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے تو یہ مستحب ٹھیرا اور دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے ایک وضو سے دو نمازین پڑھین پس ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا واجب نہ ہوا اس صورت مین دوسری حدیث کی مناسبت باب سے ظاہر ہے اور جس نے غور نہ کیا اس مین وہ حیران ہوا اس مناسبت کے سمجھنے مین حافظ صاحب نے کہا ہم شروع کتاب الوضو مین اس باب مین علما کا اختلاف بیان کر چکے ہین اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب نہین ہے اوسکے لیے جو بے وضو ہو اور جو باوضو ہو اوس کے لیے مستحب ہے اور احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہین منتقی مین کہتا ہے کہ امام احمد نے باسناد حسن ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا اور ابن خزیمہ

نے اپنی صحیح مین بریدہ سے روایت کیا ایک دن صبح کو حضرت نے بلال کو بلایا اور فرمایا ای بلال تم مجھ سے پہلے جنت مین کیونکر
گئے مین گزشتہ رات کو جنت مین گیا تو مین نے تمہاری آواز اپنے آگے سُنی بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے جب
اذان دی تو دو رکعتین پڑھی ہین اور جب مجھکو حدث ہوا تو مین نے اوسی وقت وضو کیا آپ نے فرمایا اسی سبب سے اور
ابن عمر نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص وضو کرے طہارت پر اوس کے لیے دس نیکیان
لکھی جاوین گی روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا ترمذی نے اسناد اوسکا اور
یہ حدیث جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے کہ وضو کرنا وضو پر نور ہے نور پر تو حافظ منذری نے کہا
کہ مجھے اسکی اصل معلوم نہین ہوئی اور شاید یہ کلام ہو کسی شخص کا سلف مین سے عراقی نے تخریج احیا مین کہا کہ
مین اس حدیث پر واقف نہین ہوا اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات مین **حدثنا** محمد بن یوسف
قال حدثنا سفیان عن عمرو بن عامر قال سمعت انسًا ح وحدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن
سفیان قال حدثنی عمرو بن عامر عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ عند
کل صلوۃ قلت کیف کنتم تصنعون قال یجزئ احدنا الوضوء ما لم یحدث **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (فریابی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے انہون
نے عمرو بن عامر (انصاری) سے انہون نے کہا مین نے سنا انس سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن
مسرہد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحیی (ابن سعید قطان) نے اونہون نے روایت کی سفیان (ثوری) سے
انہون نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عامر نے اونہون نے روایت کی انس سے انہون نے کہا جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ہر نماز کے لیے (یعنے ہر فرض نماز کے لیے) باوضو ہوتے یا بے وضو جیسے ترمذی
نے زیادہ کیا۔ عمرو بن عامر نے کہا مین نے کہا تم کیا کرتے تھے انس نے کہا ہم مین سے ایک کو وضو کافی ہوتا جب
تک حدث نہ ہوتا **ف** ابن ماجہ کی روایت مین ہے ہم سب نمازین ایک ہی وضو سے پڑھتے طحاوی نے کہا
احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہوا ہو پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو جیسے صحیح
مسلم مین ہے بریدہ کی حدیث کہ آپ نے فتح مکہ کے دن کئی نمازین ایک وضو سے پڑھی ہین اور حضرت عمر نے پوچھا تو آپ
نے فرمایا مین نے قصدًا ایسا کیا اور احتمال ہے کہ آپ استحبابًا ایسا کرتے ہون پھر ترک کیا بیان جواز کے لیے
اور اس مسئلہ کا بیان مع احادیث متعلقہ کے شروع کتاب الوضوء مین گذر چکا **حدثنا** خالد بن مخلد
قال حدثنا سلیمان قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرنی بشیر بن یسار قال اخبرنی سوید بن النعمان

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام خيبر حتى اذا كنا بالصهباء صلى لنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم العصر فلما صلى دعا بالاطعمة فلم يؤت الا بالسويق فاكلنا وشربنا ثم قام النبي صلى الله عليه
وسلم الى المغرب فمضمض ثم صلى لنا المغرب ولم يتوضأ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے یحیی بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا
خبر دی مجھکو بشیر بن یسار نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو سوید بن النعمان نے انہوں نے کہا ہم نکلے جناب رسول الله صلی
الله علیہ وسلم کے ساتھ جس سال خیبر فتح ہوا جب صہبا میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑھائی ہمکو عصر کی جب نماز پڑھ چکے تو کھانا
منگوایا مگر کوئی کھانا نہیں لایا گیا سوا ستو کے پھر ہم نے کھایا اور پیا بعد اوسکے آپ کھڑے ہوئے مغرب کی نماز
کو آپ نے کلی کی اور مغرب کی نماز پڑھائی ہمکو اور وضو نہ کیا **ف** یہ حدیث ابھی اوپر گزر چکی قسطلانی نے کہا یہ حدیث
کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی نکالا **باب** من الكبائر ان لا يستتر من بوله پیشاب سے نہ بچنا
اور احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے (اور کبائر اور صغائر کا بیان کتاب الایمان میں گذر چکا) **حدثنا** عثمان
قال حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بحائط
من حيطان المدينة او مكة فسمع صوت انسانين يعذبان في قبورهما فقال النبي صلى الله عليه
وسلم يعذبان وما يعذبان في كبير ثم قال بلى كان احدهما لا يستتر من بوله وكان
الآخر يمشي بالنميمة ثم دعا بجريدة فكسرها كسرتين فوضع على كل قبر منهما كسرة
فقيل له يا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر ابن عبد الحمید نے انہوں نے روایت کی
منصور ابن معتمر سے اونہوں نے مجاہد ابن جبر سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ جناب رسول خدا صلی الله علیہ وسلم مدینہ کے
باغوں میں سے ایک باغ پر گذرے یا مکے کے **ف** یہ شک جریر نے کی اور مؤلف نے ادب مفرد میں مدینہ کا باغ کہا بغیر
شک کے اور کہا کہ آپ نکلے مدینہ کے ایک باغ سے تو شاید یہ اور باغ ہو اور دار قطنی نے افراد میں نکالا جابر سے کہ یہ
باغ ام مبشر انصاریہ کا تھا اور اعمش کی روایت میں ہے کہ آپ گذرے دو قبروں پر (فتح وقس) **ف** سنا آپ نے دو
آدمیوں کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تھا اونکی قبروں میں (جو نئی تھیں ابن ماجہ) آپ نے فرمایا ان دونوں کو
عذاب ہو رہا ہے (اور نام نہ لیا اون کا تاکہ انکی ذلت نہ ہو جیسے آپ کی عادت تھی کہ بسبب شفقت قصور والوں کا
نام نہ لیتے اور مبہم ذکر کرتے یا آپ نے نام لیا ہوگا لیکن راوی نے نام چھوڑ دیا) اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں

ہوتا پھر آپ نے فرمایا البتہ ف وہ بڑا گناہ ہے یہ حصر اختا ادب مفرد میں مذکور ہے ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ صغیرہ
پر بھی عذاب قبر ہو سکتا ہے کیونکہ پیشاب سے نہ بچنے میں اوسوقت تک کوئی وعید نہیں اوتری تھی اسپر یہ اعتراض
ہوا ہے کہ منصور نے اسحدیث میں زیادہ کیا کہ وہ کبیرہ ہے یعنی بڑا گناہ ہے بعضوں نے کہا پہلے آپ نے گمان کیا کہ یہ کبیرہ
گناہ نہیں ہے پھر آپ پر اوسیوقت وحی آئی کہ وہ کبیرہ ہے اور صحیح ابن حبان میں ہے ابوہریرہ کی حدیث سے کہ ان کو سخت
عذاب ہو رہا ہے بلکہ گناہ میں اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہ گناہ اکبر کبائر نہیں ہے جیسے قتل مثلاً البتہ کبیرہ ہے
اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر میں بڑا نہیں ہے مگر حقیقت میں بڑا ہے اور بعضوں نے کہا اونکے اعتقاد میں یہ گناہ بڑا نہ تھا
لیکن اللہ کے نزدیک بڑا تھا اور بعضوں نے کہا اون سے بچنا کچھ بڑا نہ تھا یعنی مشکل نہ تھا اور بعضوں نے کہا یہ گناہ
بلا اتہ بڑا نہ تھا مگر ہمیشہ کرنے سے بڑا ہو گیا (فتح) اور کبیرہ وہی گناہ ہے جو واجب کرے حد کو یا اوسپر سخت وعید
ہو (قس) ف ایک شخص اُن دونوں میں سے اپنے پیشاب سے آڑ یعنی بچاؤ نہ کرتا تھا ف حدیث میں یہ لفظ تین
طرح سے منقول ہے لَا يَسْتَتِرُ لَا يَسْتَبْرِئُ لَا يَسْتَنْزِهُ اور معنی ہر ایک کا قریب قریب ہے یعنی نہیں بچتا تھا نہیں
پاک رہتا تھا اور بعضوں نے کہا لَا يَسْتَتِرُ کا معنے یہ ہے کہ پیشاب میں ستر عورت نکرتا تھا اور یہ قول ضعیف ہے اور ابونعیم
کی روایت میں لا یتوقی ہے یعنے نہیں بچتا تھا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے روایت کیا کہ اکثر قبر کا عذاب
پیشاب سے ہوتا ہے یعنے اوس سے نہ بچنے سے اور احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں ابوبکرہ سے اور طبرانی کی روایت
میں انس سے یہ ہے کہ ایک کو اُن میں سے عذاب ہوتا ہے پیشاب میں پس ان روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
عذاب کشف عورت پر نہ تھا اور لا یستتر کا یہ معنے کرنا کہ وہ ستر عورت نہ کرتا تھا پیشاب کے وقت ضعیف ہے (فتح
ملخصًا) ف اور دوسرا شخص بات لگانے کے لیے پھرتا تھا ف یعنی چغلخوری کرتا تھا اور یہ گناہ ہے اگر ضرر
کی نیت سے ہو اور جب مصلحت سے ہو یا کسی مسلمان کے بچانے کو آفت سے تو گناہ نہیں ہے اور اسکا ذکر مفصلاً کتاب الادب
میں آویگا ان شاء اللہ تعالیٰ نووی نے کہا حدیث میں نمیمہ ہے اور وہ دوسرے کی بات نقل کرنا ہے قصد ضرر رسانی
اور یہ نہایت قبیح ہے اور کرمانی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ فقہا کے قاعدہ کے مطابق کبیرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اوسپر
حد نہیں ہے مگر یہ کہ ہمیشہ کرنا اس فعل کا مراد ہو اور صغیرہ استمرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے یا کبیرہ سے معنے اصطلاحی نہ ہو
انتہی اور یہ جو کرمانی نے فقہا سے نقل کیا سب کا قول نہیں ہے البتہ رافعی نے اس معنی کو ترجیح دی ہے ورنہ لازم
آتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی کبیرہ نہ ہو کیونکہ ان دونوں پر حد نہیں ہے حالانکہ جناب رسالت مآب
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو اکبر کبائر میں سے فرمایا ہے اور اسکا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب

الحدود کے شروع مین آویگا اور جب حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلخوری کبیرہ ہے تو کرمانی کا اعتراض غلط ہو گیا (فتح
ملخصاً) قسطلانی نے کہا ان دونون کے کبیرہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ پیشاب سے احتیاط نکرنے مین نماز باطل ہو جاتی ہے
اور نماز کا ترک کبیرہ ہے بلا شک اسیطرح چغلخوری سعی ہے فساد مین اور وہ نہایت قبیح ہے اور بعضون نے ان دونون
کی تخصیص کا قبر کے عذاب کے لیے ایک بھید بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلون مین سے اور اس
مین نمونہ ہے قیامت کے عذاب اور ثواب کا اور گناہ دو طرح کے ہین ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد تو سب سے پہلے
قیامت مین حقوق اللہ مین نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد مین خون کی اور برزخ مین ان حقوق کے مقدمات
کی پرسش ہوگی تو مقدمہ نماز کا طہارت ہے اور صفائی اور مقدمہ خون کا چغلخوری ہے پس برزخ مین عذاب شروع
ہوگا انپر واللہ اعلم **ف** پھر آپنے ایک ڈالی منگوائی (کھجور کے درخت کی) اور اسکو توڑ کر دو ٹکڑے کیے **ف**
احمد اور طبرانی نے ابو بکرہ سے نکالا کہ وہ یہ ڈالی لیکر آئے تھے اور مسلم نے جو جابر سے نقل کیا اخیر کتاب مین کہ آپنے
دو ڈالیان کاٹین تو یہ دوسرے مقام اور وقت کا ذکر ہے کیونکہ اس حدیث مین مدینہ کا ذکر ہے اور جابر کا قصہ سفر کا
ہے اور اس مین یہ مذکور ہے کہ آپنے ان دو ٹکڑون کو قبرون پر گاڑ دیا اور جابر کی حدیث مین ہے کہ آپنے ان کو حکم
دیا دو ڈالیان کاٹنے کا دو درختون سے آپ ان سے آڑ کرتے تھے قضای حاجت کیوقت پھر حکم کیا آپنے انکو داہنے
بائین دو ڈالیان ڈالدینے کا جہان آپ بیٹھے تھے جب جابرؓ نے اسکا سبب پوچھا تو آپنے فرمایا مین دو قبرون پر گذرا
تھا انپر عذاب ہو رہا تھا تو مینے چاہا کہ میری شفاعت سے انکو آرام ہو جب تک ڈالیان ہری رہین اور جابر کی
حدیث مین عذاب کا سبب مذکور نہین ہے تو معلوم ہوا کہ دونو حدیثین جدا جدا ہین اور یہ بعید نہین ابن حبان نے اپنی
صحیح مین ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ آپ ایک قبر پر گذرے وہان ٹھہر گئے پھر فرمایا دو شاخین میرے پاس لاؤ آپنے
ایک شاخ قبر کے سرہانے لگادی اور دوسری پائینتی مین تو احتمال ہے کہ یہ تیسرا واقعہ ہو (فتح ملخصاً) **ف**
اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھا (عبد بن حمید کی مسند مین ہے کہ ہر ایک قبر کے سرہانے ایک ایک ٹکڑا لگایا
کسی نے عرض کیا (معلوم نہین ہوا کہ عرض کرنے والیکا نام کیا تھا) یا رسول اللہ آپنے کیون ایسا کیا (یعنی یہ ڈالیان
کیون لگائین) آپنے فرمایا اسلیے کہ اون کا عذاب کم ہو جب تک وہ ڈالیان سوکھین نہین **ف** مازری نے
کہا احتمال ہے کہ آپ پر وحی آئی ہو کہ اس مدت تک انپر عذاب کی تخفیف ہوگی اور بعضون نے کہا آپنے انکی شفاعت
کی اتنی مدت کے لیے خطابی نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی انکے لیے عذاب کم ہونے کی جب
تک وہ ڈالیان تر رہین نہ یہ کہ ڈالیون مین کوئی ایسی تاثیر ہے یا ہری ڈالیون کی تاثیر ہے اور سوکھی مین نہین

عذاب کم ہونیکی اور بعضون نے کہا ہری ڈالی تسبیح کرتی ہے اسوجہ سے تسبیح کی برکت سے عذاب کم رہیگا مگر اسحالت مین ہر ہری درخت کی بہی تاثیر ہوگی اسیطرح ہر برکت والی امر کی جیسے ذکر اور تلاوت قرآن کی اور طیبی نے کہا احتمال ہے کہ نکتہ یعنے جب تک ہری رہین عذاب کا کم ہونا ہم کو معلوم نہو جیسے زبانیہ کا شمار اور خطابی اور ان کے تابعین نے انکار کیا ہے اوس امر کا جو لوگون نے عادت کر لی ہے ہری ڈالیان قبر پر لگانیکی طرطوشی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امر خاص تہا آپ کے متبرک ہاتہون سے اور قاضی عیاض نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ڈالیان گاڑنیکی ایک علت بیان فرمائی جو ہم کو معلوم نہین ہو سکتی وہ کیا ہے عذاب ہونا انپر مین کہتا ہون عذاب کا ہم کو معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ ہم وہ کام نہ کرین جو سبب ہے تخفیف عذاب کا جیسے رحمت کا معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ ہم اوسکے لیے رحمت کی دعا نہ کرین اور سیاق حدیث مین یہ کہان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈالیان اپنے مبارک ہاتہ سے گاڑین بلکہ احتمال ہے کہ آپ نے گاڑنیکا حکم دیا ہو کسی اور کو اور بریدہ بن الحصیب صحابی سے منقول ہے کہ اونہون نے وصیت کی کہ انکی قبر پر دو ہری ڈالیان لگائی جاوین جیسے کتاب الجنائز مین آویگا اور صحابی کی پیروی کرنا خطابی اور قاضی عیاض کی پیروی پر مقدم ہے انتہی ما قال الحافظ ابن حجر مترجم کہتا ہے ایسے امور کے انکار کرنے مین کوئی شرعی فائدہ نہین ہے اور نہ اونکے کرنے مین سوا بہلائی کے کوئی ضرر ہے اگر قبر پر ہری ڈالیان یا ہری جہاڑ لگائے جاوین تو اوس مین کیا قباحت ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ امر منقول ہے اور احتمال ہے کہ اون سے قبر والے کو فائدہ پہونچے اور جو فائدہ نہ پہونچے تو نقصان کیا ہے اور جس شخص نے اس قسم کے امورات کا سخت انکار کیا ہے یا اوس مین تشدد کیا ہے یہ اوسکی افراط ہے بلکہ غلو ہے دین مین اور اللہ تعالی جزای خیر دیوے حافظ ابن حجر کو وہ اکثر مسائل مین طریقہ انصاف کو ہاتہ سے نہین دیتے اور اگلے مشائخ یا علماء کی تقلید کو تحقیق پر مقدم نہین کرتے اور یہی لازم ہے ہر شخص مومن اور منصف اور متبع سنت کو کہ خود بہی غور کرے اور جسکا قول قرآن یا حدیث کیطرف قریب ہو وہ اختیار کرے اور صرف حسن اعتقاد پر عمل نکرے ہمارے دین مین کوئی عالم سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا نہین گذرا ہے جسکی سب باتین ماننے کے لائق ہون بلکہ ہر شخص کی کلام مین سے جو عمدہ ہو وہ اختیار کیا جاوے اور جو عمدہ نہو وہ چہوڑ دیا جاوے اور جب ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک سلف کے مجتہدین سے ہمارا یہ برتاؤ ہے تو علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے اس زمانہ مین بعض لوگ اللہ انکو ہدایت کرے ایسے پیدا ہوئے ہین جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید کو تو چہوڑا مگر اون کی تقلید چہوڑ کر تمام مسائل مین اور کسی عالم کے مقلد ہوگئے بعض لوگ ابن تیمیہ کے بعض لوگ شوکانی کے بعض شاہ ولی اللہ کے بعض مولوی اسمعیل کے

ان کی مثال یہ ہے کہ فَمَنِ الْمَطَرِ قَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ جو اعتقاد ہمارا ابو حنیفہ اور شافعی کا ہے اوسکا یہی اعتقاد
ان پچھلوں سے بھی اگر کہے تو خیر وہ یہ کہ ان کا عمدہ کلام اختیار کرے جو مطابق ہو قرآن اور حدیث کے اور جس مسئلہ
مین ان سے غلطی ہوئی ہو اوسکو ترک کرے اور یہی شان ہے تمام علمای امت محمدی کی رحمہم اللہ کی حافظ ابن حجر
نے کہا ان قبر والوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور قرطبی نے بعضون سے نقل کیا ہے کہ ایک قبر سعد بن معاذ کی تھی
اور یہ باطل ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ سعد بن معاذ کے دفن مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف رکھتے تھے جیسے
حدیث صحیح مین ثابت ہے اور ان دو قبروں کے باب مین امام احمد کی مسند مین ہے ابو امامہ سے کہ آپ نے فرمایا تم نے آج کس کو دفن
کیا ان مین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ انکو دفن کیوقت موجود نہ تھے اور سعد بن معاذ رض صحابی جلیل ہین اور سید
ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سید فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ کھڑے ہو اپنے سید کیطرف اور
فرمایا کہ انکا حکم بنی قریظہ کے باب مین خدا کے حکم کے موافق ہوا اور فرمایا کہ عرش ہل گیا اون کی موت سے اسی طرح
اون کے مناقب بہت ہین اور کوئی دہوکا نہ کہاوے قرطبی کی اس حکایت سے اور اسکو صحیح نہ سمجھے اسلیے کہ وہ باطل اور غلط
ہے اب اختلاف ہوا ہے ان قبر والوں مین بعض کہتے ہین وہ دونو کافر تھے اور جزم کیا اسکا ابو موسی مدینی نے اور
دلیل لی اوس حدیث سے جو روایت کی جابر سے اور جسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنی
نجار کی دو قبروں پر گذرے وہ جاہلیت مین مرے تھے آپ نے سنا انکو عذاب ہو رہا تھا پیشاب اور چغلخوری مین ابو موسی
نے کہا یہ روایت اگرچہ قوی نہین ہے لیکن معنے اسکا صحیح ہے کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو انکی سفارش نا البیان سو کہنے
کلمہ کیون کرتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر تھے اور چونکہ آپ رحمت اور خیر تھے پس آپ نے انکو بھی اپنے احسان سے
محروم نہ رکھا اور ایک مدت معین تک اون کو نفع پہنچایا اور ابن عطا نے شرح عمدہ مین یقین کیا ہے کہ وہ دونو
قبر والے مسلمان تھے اور یہ کہا کہ اگر کافر ہوتے تو ان کا عذاب ہلکا ہونے کے لیے آپ دعا نہ کرتے نہ اسکی امید کرتے
اور اگر یہ خصوصیت ہوتی تو آپ بیان کر دیتے جیسے ابو طالب کے قصے مین ہے حافظ نے کہا ابو موسی نے جس حدیث سے
حجت لی وہ ضعیف ہے جیسا انہون نے خود اقرار کیا اور امام احمد نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا مسلم کی شرط پر
لیکن اوس مین عذاب کا سبب نہین ہے تو ابن لہیعہ نے غلطی کی اوس مین اور وہ مطابق ہے جابر کی اس حدیث طویل کے
جسکو امام مسلم نے نکالا اور ظاہر یہی ہے کہ وہ قبر والے کافر تھے یعنے جابر کی حدیث مین جنکا ذکر ہے لیکن اس باب
کی حدیث مین جنکا ذکر ہے وہ مسلمان تھے کیونکہ ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ آپ دو نئی قبروں پر گذرے تو معلوم
ہوا کہ وہ قبرین جاہلیت کے زمانے کی نہ تھین اور امام احمد نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ آپ بقیع پر سے گذرے

اور فرمایا آج تم نے یہاں کس کو دفن کیا ان روایتوں سے اونکا مسلمان ہونا ظاہر ہے کیونکہ بقیع مسلمانوں کا مقبرہ ہے
اور خطاب مسلمانوں سے ہے اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو ابو بکرہ کی روایت جو احمد اور طبرانی نے باسناد صحیح نکالی
کہ عذاب دیے جاتے ہیں اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیے جاتے البتہ عذاب نہیں دیے جاتے مگر غیبت اور
پیشاب میں تو اس حصر سے نکلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر کو اگرچہ عذاب ہوگا احکام اسلام کے ترک پر مگر
اس میں اختلاف نہیں کہ اوسکو کفر پر بھی عذاب ہوگا اور اس حدیث سے اور بھی فائدے نکلتے ہیں اور پورا بیان ان کا
کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تعالی آویگا اور یہ بھی اس حدیث سے نکلتا ہے کہ پیشاب سے بچنا چاہیے اسی طرح اون چھینٹوں
سے جو پیشاب کی مثل میں بدن اور کپڑے کو اون سے بچانا چاہیے اور یہ بھی نکلا کہ نجاست کا دور کرنا واجب ہے ہر حال
میں نہ خاص اوسوقت جب نماز کا ارادہ کرے واللہ اعلم کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کتاب
الطہارت میں دو جگہ نکالا اور جنائز میں اور ادب میں اور حج میں اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت میں اور نسائی نے طہارت اور تفسیر اور جنائز میں زیلعی نے کہا پیشاب سے قبر کا عذاب ہونے میں تین صحابہ
سے مروی ہے انس اور ابو ہریرہ اور ابن عباس سے تو انس کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور کہا کہ محفوظ اس حدیث کا ارسال ہے
اور ابو جعفر میں لوگوں نے کلام کیا ہے ابن مدینی نے کہا وہ خلط کرتا تھا اور احمد نے کہا وہ قوی نہیں اور ابو زرعہ
نے کہا بہت وہم کرتا ہے نیل میں ہے کہ دارقطنی نے ابو زرعہ سے نقل کیا کہ محفوظ اسکا ارسال ہے اور ابو حاتم نے کہا
ہم نے اوسکو روایت کیا ثمامہ سے اونہوں نے انس سے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرسل ہے انتہی اور ابو ہریرہ کی حدیث کو دارقطنی
نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور روایت کیا اسکو
حاکم نے مستدرک میں اس لفظ سے کہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر
اور میں اس میں کوئی علت نہیں جانتا اور نہیں روایت کیا اسکو دونوں نے انتہی حافظ منذری نے کہا یہ حدیث
صحیح ہے اور جو حاکم نے کہا وہ درست ہے نیل میں ہے کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے بھی اور حافظ نے بلوغ
المرام میں کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ابو حاتم نے اوس میں علت کی اور کہا کہ رفع اوسکا باطل ہے اور صحیح کہا اوسکو
ابن خزیمہ نے اور ابن عباس کی حدیث کو طبرانی نے معجم میں اور عبد بن حمید نے مسند میں نکالا اور دارقطنی اور بیہقی نے
اپنی اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور سب نے سکوت کیا ابو یحیی القتات سے اوس نے مجاہد سے اوس نے ابن
عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے تو بچو اوس سے زیلعی نے

کہا دارمی نے نقل کیا ابن معین سے کہ ابو یحییٰ القتات ثقہ ہے اور احمد بن سنان نے اون سے نقل کیا کہ ابو یحییٰ کوفہ والون
مین ایسا ہی جیسے بصرہ والون مین ثابت اور عباس نے اون سے نقل کیا کہ اسکی حدیث مین ضعف ہے اور احمد نے کہا کہ
اسرائیل نے اوس سے بہت ضعیف حدیثین روایت کی ہین نسائی نے کہا وہ قوی نہین ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث
لکہی جاویگی باوجود اس عیب کے جو اسمین ہے انتہے حافظ منذری نے ترغیب مین کہا باب کی حدیث کو امام مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اور ایک روایت مین امام بخاری اور ابن خزیمہ کی ہے کہ آپنے دو آدمیون
کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تہا قبرون مین آور روایت کیا بزار اور طبرانی نے کبیر مین اور حاکم اور دارقطنی نے
ابن عباس سے وہی جو زیلعی نے نقل کی اور دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین کوئی قباحت نہین اور قتات کی توثیق
مین لوگون کا اختلاف ہے اور روایت کیا بزار نے عبادہ بن صامت سے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب
کو پوچہا آپنے فرمایا جب وہ تمہارے کچہ لگ جاوے تو اوسکو دہو ڈالو کیونکہ مین سمجہتا ہون کہ قبر کا عذاب اس سے ہوتا ہے
شوکانی نے کہا اسناد اسکا حسن ہے اور سعید بن منصور نے مرسلاً حسن بصری سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے شوکانی نے کہا اوسکی راوی ثقہ ہین گو وہ مرسل ہے
اور امام احمد اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن ماجہ نے ابو بکرہ سے روایت کیا اور یہ لفظ طبرانی کا ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم جا رہے تہے میرے اور ایک شخص کے بیچ مین رستے مین دو قبرون پر آئے اور فرمایا یہ دونون قبر والے عذاب
کیے جا رہے ہین تو میرے پاس ایک شاخ لاؤ ابو بکرہ نے کہا میں اور میرا ساتہی دونو دوڑے مین ایک شاخ لیکر آیا آپنے اسکو
چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اس قبر مین رکہا اور ایک دوسری قبر مین اور فرمایا شاید انکا عذاب ہلکا ہو جبتک
وہ تر رہین وہ عذاب نہین دیے جاتے ہین مگر اوس امر مین جو بڑا نہین ہے غیبت اور پیشاب مین اور روایت کیا امام
احمد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن مین بقیع الغرقد کو گئے ابو امامہ نے کہا
لوگ آپکے پیچہے چل رہے تہے آپنے انکی جوتیون کی آواز سنی تو آپ کو ناگوار معلوم ہوا آپ بیٹہہ گئے یہانتک کہ
ان لوگون کو اپنے آگے کر دیا جب بقیع الغرقد پر گذرے تو آپنے دو قبرین دیکہین ان دنون مین دو آدمیون کو دفن
کیا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہان ٹہیرے اور پوچہا تم نے آج کے دن یہان کن کو دفن کیا انہون نے عرض کیا
فلانے اور فلانے کو پہر عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے کیون پوچہا آپنے فرمایا ان مین سے ایک آدمی تو پیشاب سے
احتیاط اور بچاؤ نہ کرتا تہا اور دوسرا چغلخوری کرتا پہرتا تہا اور آپنے ایک ہری ڈالی لی اوسکو چیرا پہر دونون
قبرون پر اوسکو لگا دیا لوگون نے عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے ایسا کیون کیا آپنے فرمایا ان دونو کا عذاب

ہلکا ہوگا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کب تک علماء اب کیے جاوینگے آپنے فرمایا یہ غیب کی بات ہی اسکو کوئی نہین جانتا
سوا اللہ کے اور اگر تمہارے دل خراب نہ ہوتے اور تم زیادہ باتین نہ کرتے تو تم بہی وہ سنتے جو مین سنتا ہون اور ابن ماجہ
اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین عبد الرحمن بن حسنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے آپکے ہاتہہ
مین ڈہال تہی آپنے اوسکو رکہا اور بیٹہہ پہر پیشاب کیا ڈہال کی آڑ مین لوگون نے کہا دیکہو آپ اس طرح سے پیشاب
کرتے مین جیسے عورت پیشاب کرتی ہے آپنے یہ سن لیا فرمایا افسوس ہے تم نہین جانتے بنی اسرائیل کے ساتہی کو بنی
اسرائیل کا یہ حال تہا جب انکی کپڑے یا بدن سے پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچیون سے کاٹ ڈالتے اوس ساتہی نے انکو
منع کیا اوس سے تو عذاب دیا گیا اپنی قبر مین اور روایت کیا ابن حبان نے صحیح مین ابو ہریرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ جا رہے تہے اتنے مین دو قبرون پر گذرے آپ کہڑے ہوگئے ہم بہی آپکے ساتہہ کہڑے ہوگئے
آپکا رنگ متغیر ہونے لگا یہانتک کہ آپ کی قمیص کی آستینین لرزنے لگی ہمنے عرض کیا کیا ہوا آپکو یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا کیا تم نہین سنتے جو مین سنتا ہون ہم نے کہا کیا یا رسول اللہ آپنے فرمایا یہ دو شخص ہین جنکو عذاب ہو
رہا ہے انکی قبرون مین سخت عذاب ایک ہلکے گناہ مین ہمنے کہا کون سے گناہ مین آپنے فرمایا ایک تو پیشاب سے بچتا
نہین کرتا تہا اور دوسرا لوگون کو ایذا دیتا تہا اپنی زبان سے اور چغلخوری کرتا پہرتا تہا اون مین پہر آپنے دو
شاخین منگوائین کہجور کی شاخون مین سے اور ہر ایک قبر مین ایک شاخ لگادی ہمنے کہا کیا اس سے انکو فائدہ
ہوگا آپنے فرمایا ہان انکا عذاب ہلکا رہے گا جب تک وہ شاخین ہری رہین گی منذری نے کہا ہلکے گناہ سے یہ مراد
ہے کہ انکے گمان مین ہلکا تہا یا اوس سے پرہیز کرنا آسان تہا نہ یہ کہ واقع مین ہلکا تہا کیونکہ چغلخوری بالاتفاق حرام
ہے اور شفی بن ماتع سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی ایذا دینگے دوزخ والون کو اوس ایذا
کے سوا جو اون کو ہوگی دوڑینگے حمیم (گرم پانی) اور جحیم (انگار) مین اور پکارینگے خرابی اور ہلاکت کو دوزخ
والے ایک دوسرے سے کہینگے ان کو کیا ہوا جو انہون نے ہم کو ایذا دے رکہی ہے اوس ایذا پر جو ہم کو ہے پہر کہا
کہ ایک شخص ہوگا جس پر آگ کا ایک تابوت بند ہوگا اور ایک شخص اپنی آنتون کو کہینچتا ہوگا اور ایک شخص کے
منہ سے خون اور پیپ بہتا ہوگا اور ایک شخص اپنا گوشت کہاتا ہوگا تو تابوت والے سے کہا جاویگا کیا حال ہے
اوسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے کہ ایذا دی اوس نے ہم کو اوس ایذا کے علاوہ جو ہم کو ہے وہ کہیگا یہ شخص اللہ کی
رحمت سے دور (یعنی لمبے کو کہے گا) مرگیا اور اسکے ذمہ لوگون کے روپیہ تہے نہ اوس نے ادا کیا نہ اتنا مال چہوڑا جو اون
روپیون کو کافی ہوتا پہر جو آنتین کہینچتا ہوگا اوس سے کہا جاویگا کیا حال ہے اوسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے اوس نے

ہم کو ایذا دی اوس ایذا کے سوا جو ہم کو ہے وہ کہیگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے دور پروا نہ کرتا تھا پیشاب کی جہان اوسکو
لگے یعنی اوسکو دہوتا نہ تہا اور ذکر کیا باقی حدیث کو روایت کیا اوسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور کتاب
ذم الغیبت مین اور طبرانی نے کبیر مین باسناد ضعیف اور ابو نعیم نے اور کہا کہ شفی بن ماتع کے صحابی ہونے مین اختلاف
ہے بعضون نے کہا وہ صحابی تہا منذری نے کہا پوری حدیث غیبت کے باب مین آویگی اور طبرانی نے معجم کبیر مین روایت
کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو پیشاب سے کیونکہ اول اوسی کی پوچہہ ہوگی بندہ سے قبر مین منذری
نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ برائی نہین ہے۔ **باب ما جاء فی غسل البول** بول دہونے کا بیان (یعنی آدمی کا بول) وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لصاحب القبر کان لا یستتر من بولہ ولم یذکر سوی بول الناس اور جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر والے کے لیے جسپر اوپر گذرا کہ وہ اپنے پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تہا اور نہین بیان
کیا مگر آدمیون کے پیشاب کا **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مین جو آیا ہے کہ وہ پیشاب سے
بچاؤ نہین کرتا تہا تو مراد پیشاب سے آدمی کا پیشاب ہے نہ جانورون کا اور جس نے اوسکو عام رکہا ہے ہر ایک پیشاب کے
لیے اوسکی دلیل نہین ہے اور اس سے رد ہو گیا خطابی کا اونہون نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تمام پیشاب نجس ہین
اور رد اس طور سے ہے کہ حدیث مین من بولہ ہے یعنے اپنے پیشاب سے نہین بچتا تہا اب جس روایت مین من البول آیا
ہے وہ محمول ہے اسپر کیونکہ مطلق محمول ہوتا ہے مقید پر دوسرے یہ کہ اور احادیث سے جانورون کے پیشاب کی طہارت نکلتی
ہے خصوصًا ان جانورون کے پیشاب کی جنکا گوشت حلال ہے یہ بہی قرینہ ہے کہ مراد اس حدیث مین ایک خاص پیشاب
ہے یعنے آدمی کا پیشاب مطلق پیشاب اور جانورون کے پیشاب کی بحث جدا ہے تو آگے آویگی **حدثنا** یعقوب
ابن ابراہیم قال حدثنا اسمعیل بن ابراہیم قال حدثنی روح بن القاسم قال حدثنی عطاء بن ابی میمونۃ
عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبرز لحاجتہ اتیتہ بماء فیغتسل بہ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم (دورقی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن
ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے روح بن القاسم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عطاء بن
ابی میمونہ (ابو معاذ بصری) نے اونہون نے روایت کی انس بن مالک سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب اپنی حاجت کے لیے باہر نکلتے تو مین پانی لیکر آپ پاس آتا آپ پانی سے دہوتے **ف** اور حاجت
عام ہے پیشاب اور پاخانہ دونون کو شامل ہے تو پیشاب کا دہونا ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا
اسکی بحث یعنی پانی سے استنجا کرنیکی اوپر تفصیل سے گذر چکی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو طہارت

اور صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے طہارت میں انتہے **باب** ف تو ہے پر ساتھ اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے حافظ نے کہا جہاں ایسا ہوتا ہے تو وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور اس باب میں جو حدیث مذکور ہے اس سے پیشاب کا دھونا ثابت ہوتا ہے لیکن ڈھیلا لینے کی رخصت دوسری احادیث سے ثابت ہے تو اس سے دلیل لیجاوے گی اس پیشاب کے دھونے پر جو مخرج سے تجاوز کرے یا بدن یا کپڑے پر دوسری جگہ پر لگے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِثْلَهُ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنیٰ (بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خازم (ابو معاویہ ضریر کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش (سلیمان بن مہران کوفی) نے انہوں نے روایت کی مجاہد (بن جبر) سے انہوں نے طاوس (بن کیسان) سے انہوں نے ابن عباس سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہے لیکن ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اسکو بیچ میں سے چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر میں ایک ٹکڑا گاڑ دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ نے فرمایا کہ ان کا عذاب ہلکا ہو جب تک وہ ڈالیاں خشک نہ ہوں **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی منصور کی روایت سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے اور اس اسناد میں اعمش کی روایت ہے مجاہد سے انہوں نے طاوس سے انہوں نے ابن عباس سے دارقطنی نے اعتراض کیا کہ پہلے اسناد میں طاوس ساقط ہے اور جواب یہ ہے کہ منصور ثقہ ہے اور مجاہد نے خود ابن عباس سے سنا ہے تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجاہد نے خود ابن عباس سے سنی ہو اور طاوس کے واسطے سے بھی قسطلانی نے کہا اعمش کی اسناد سے روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے انتہے مختصراً **ف** ابن مثنیٰ نے کہا اور حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے سنا مجاہد سے مثل اس کے جو گذرا **ف** یہ دوسری سند امام بخاری نے معلق نقل کی کہ اس میں تصریح ہے اعمش کی سماع کی مجاہد سے اور نکالا اسکو ابو نعیم نے مستخرج میں اسی سند سے

باب تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الْاَعْرَابِيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي الْمَسْجِدِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے اس گنوار کو چھوڑ دیا جس نے مسجد میں پیشاب

کیا یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَعْرَابِيًّا يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوهُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام ابن یحییٰ بن دینار نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو اسحاق (ابن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری) نے انہوں نے روایت کی انس سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار کو دیکھا مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اوس کو چھوڑ دو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اوسپر بہادیا **ف** حافظ نے کہا آپ نے چھوڑ دیا اسلیے کہ اگر اوسکو منع کرتے تو دو حال سے خالی نہ ہوتا یا وہ پیشاب روک لیتا تو اوسکو ضرر ہوتا یا نہ روکتا تو اوسکا کپڑا اور بدن نجس ہو جاتا اور مسجد کے دوسرے مقام بھی نجس ہو جاتے اور ابو بکر تاریخی نے عبداللہ بن نافع مزنی سے نقل کیا کہ اوس گنوار کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا اور بعضوں نے کہا اور کوئی شخص تھا دوسری روایت میں ہے کہ ایک بڑا ڈول پانی کا آپ نے منگوایا اور اوسپر ڈالدیا یعنی بہادینے کا حکم کیا اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اوس گنوار کو بلایا اور فرمایا مسجدیں پیشاب اور پلیدی کے لیے لائق نہیں ہیں وہ تو اللہ کی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہیں اور اس حدیث کے فائدے آگے کے باب میں مذکور ہونگے ان شاء اللہ تعالیٰ قسطلانی نے کہا بعضوں نے کہا وہ گنوار ذوالخویصرہ یمانی تھا نقل کیا یہ ابو الحسن بن فارس نے اور یہ وہم ہے قسطلانی کا ابو الحسن بن فارس نے اوسکا نام عیینہ بن حصن نقل کیا ہے جیسے آگے اویگا

باب صَبِّ الْمَاءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں پیشاب پر پانی بہانے کا بیان

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے اونہوں نے روایت کی زہری سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ نے کہا ایک گنوار اٹھا اور مسجد میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اوسکو لیا زبان سے برا کہنا شروع کیا ایک روایت میں ہے کہ حملہ کیا اوسپر ایک روایت میں ہے کہ کھڑے ہوئے اوسکی طرف ایک میں ہے کہ آپ کے اصحاب نے اوسکو منع کرنا چاہا ایک میں ہے کہ لوگوں نے اوسکو ڈانٹا ایک میں ہے کہ لوگ اوسپر چلائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا چھوڑ دو اوسکو اور بہادو اوسکے پیشاب پر ایک بھرا ڈول پانی کا راوی کو شک ہے کہ سجل کا لفظ کہا یا ذنوب کا اور دونوں کا معنے ایک ہے یعنے ڈول بھرا ہوا پانی سے)

کیونکہ تم بھیجے گئے آسانی کے لیے اور نہیں بھیجے گئے دشواری کے لیے **ف** یہ مجازاً فرمایا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے نہ صحابہ اسوجہ سے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بھیجے جاتے تھے اور لوگوں کی طرف۔ حافظ نے کہا ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس گنوار نے پہلے نماز پڑھی پھر یہ دعا کی یا اللہ مجھپر رحم کر اور محمد پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر حضرت نے فرمایا تو نے ایک کشادہ چیز کو اللہ تعالی کی رحمت کو تنگ کر دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مسجد میں پیشاب کر دیا اور یہ زیادت مصنف نے ادب میں نکالی اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے اور ابو موسی مدینی نے صحابہ میں انکی روایت میں اس گنوار کا نام ذو الخویصرہ یمانی مذکور ہے اور ابو الحسن بن فارس نے نقل کیا کہ اسکا نام عیینہ بن حصن تھا واللہ اعلم **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللّٰه قال اخبرنا يحيى بن سعيد قال سمعت انس بن مالك عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدان ابن عبد اللہ عتکی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ ابن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو یحیی بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** اور یہ حدیث ابھی گذری قسطلانی نے کہا بیہقی نے عبدان کی روایت کو اس لفظ سے نکالا کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا جب حاجت سے فارغ ہوا تو مسجد کے ایک کونے کیطرف اٹھا پھر پیشاب کیا لوگ اسپر چلائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا اس سے پھر فرمایا ایک ڈول پانی کا اسپر ڈالدو اور روایت کیا انس کی حدیث کو مولف نے آگے کے باب میں اور ادب میں اور مسلم نے طہارت میں اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے

باب يُهَرِيقُ الْمَاءَ عَلَى الْبَوْلِ پیشاب پر پانی بہانے کا بیان

وحدثنا خالد قال وحدثنا سليمان عن يحيى بن سعيد قال سمعت انس بن مالك قال جاء اعرابي فبال في طائفة المسجد فزجره الناس فنهاهم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فلما قضى بوله امر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بذنوب من ماء فهريق عليه **ترجمہ** اور حدیث بیان کی ہمسے (کریمہ کی روایت میں وقال نہیں ہے) خالد بن مخلد نے اونہوں نے کہا اور حدیث بیان کی (اصیلی اور ابو الوقت کی روایت میں وقال نہیں ہے) ہمسے سلیمان (بن بلال) نے انہوں نے روایت کی یحیی بن سعید سے اونہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے کہا ایک گنوار آیا اور اوس نے مسجد کے ایک ٹکڑے میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اوسکو ڈانٹا تو جناب رسالتماب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا اوسکو ڈانٹنے اور جھڑکنے سے جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے حکم دیا ایک بھرا ڈول پانی کا اوسپر بہایا گیا **ف** عبدان کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا چھوڑ دو

اوسکو لوگون نے اوسکو چھوڑ دیا حافظ نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ نجاست سے بچنا اصحاب کے دلون میں معلوم تھا جب تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس گنوار پر انکار کیا بغیر آپ سے پوچھے دوسرے یہ کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا یہ بھی صحابہ کا طریق تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر صحابہ کے اعتراض نہ کیا اور گنوار کی ایذا سے رد کا دوسری مصلحت کیلیے جو اوپر گذر چکی تیسرے مفسدہ کو دور کرنے میں جلدی کرنا جیسے آپ نے پیشاب سے فارغ ہوتے ہی ڈول پانی بہانیکا حکم دیا چوتھی نجاست دور کرنے کیلیے پانی کا متعین ہونا اسلیے کہ اگر صرف سوکھ جانے سے یا دھوپ سے زمین پاک ہو جاتی تو پانی منگوانے کی کیا ضرورت تھی پانچوین یہ کہ نجاست جس پانی سے دھوئی جاوے وہ پاک ہے کیونکہ آخر یہ پانی زمین میں جذب ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مٹی کے دور کرنے کا حکم نہ دیا اور دلیل لی ہی اس حدیث سے کہ پانی کا زمین میں ڈوب جانا شرط نہیں ورنہ زمین کی طہارت اسوقت ہوتی جب وہ سوکھ جاتی اسیطرح کپڑے کا نچوڑنا شرط نہیں چھٹی جاہل سے نرمی اور ملائمت کرنا اور اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق نکلتا ہے ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ہی ابوہریرہ سے کہ جب وہ گنوار اسلام مین سمجھدار ہو گیا تو بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف اوٹھے قسم میرے باپ اور ماں کی پھر آپنے نہ ملامت کی نہ برا کہا ساتوین مسجد کی تعظیم اور پاک رکھنا اسکا پلیدی سے اور مسلم کی روایت میں جو حصر ہے تین باتون کا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مین انکے سوا (یعنے ذکر اور صلوۃ اور قرآن کے) اور باتین درست نہیں لیکن اجماع ہے کہ بعض باتین اور درست ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ اور باتون کا جو ان تین باتون کی قسم سے نہیں ہیں مسجد میں کرنا اولی کے خلاف ہے آٹھوین زمین کا پاک ہو جانا اوسپر پانی ڈالنے سے اور کھودنا ضرور نہیں اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور کھودنا شرط کہا ہے طہارت کیلیے یہ نووی وغیرہ نے نقل کیا اور حنفیہ کی کتابون میں یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہو جسمین پانی جذب ہو جاتا ہو اسکا کھودنا ضرور نہیں اور اگر سخت ہو تو اسکا کھودنا ضرور ہے اور حجت لی ہے اس حدیث سے جو تین طریقون سے مروی ہے ایک موصول ہے ابن مسعود سے نکالا اوسکو طحاوی نے پر اسناد اوس کا ضعیف ہے یہ امام احمد وغیرہ نے کہا اور دوسرے دونون طریقے مرسل ہیں ایک کو ابوداؤد نے نکالا عبداللہ بن معقل بن مقرن سے اوس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مٹی لے لو جسپر پیشاب کیا تو پھینک دو اوس کو اور اسکی جگہہ پانی بہاؤ ابوداؤد نے کہا یہ مرسل ہے کیونکہ ابن مقرن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا اور دوسرے کو سعید بن منصور نے نکالا اوس سے اور دونون کے راوی ثقہ ہیں اور جو شخص مرسل سے حجت لیتا ہے اوسپر یہ حدیث حجت ہے اور شافعی تو مرسل سے اوسوقت حجت لیتے ہیں جب اوسکی تائید ہو اور مرسل کرنیوالا نہ روایت کرتا ہو مگر

مگر ثقہ ہے اور یہ امر اون دونون طریقون مین نہین ہی اور باقی فائدے اسکے کتاب الادب مین آوینگے انشاء اللہ تعالی تمام
ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ زمین پاک نہین ہوتی جب تک کھودی نہ جاوے اوس مقام
تک جہان تک نجاست کی تری پہونچی ہو اور بعضون نے کہا زمین کی طہارت مین شرط ہی کہ ہر ایک شخص کے پیشاب پر ایک
ڈول پانی کا ڈالا جاوے تو دو شخصون کے پیشاب پر دو ڈول بہانا لازم ہے پہر کہا کہ حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب زمین کو
نجاست لگی بعد اوسکی وہ سوکہ جاوے دہوپ سے اور اسکا اثر جاتا رہی تو اوسپر نماز درست ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا زمین کی پاکی اوسکا سوکہنا ہے اور تیمم اوسپر درست نہین ہی کیونکہ تیمم کے لیے پاک مٹی شرط ہی قرآن سے
تو یہ پاکی حدیث شریف سے جو ثابت ہی اس سے ادا نہ ہوگی انتہے مختصراً نیل مین ہی کہ حنفیہ نے حجت لی اوس سے جو دارقطنی
نے نکالا انس سے اوس مین یہ ہی کہ اوتنی جگہہ کہود ڈالو پہر اوس پر پانی بہاؤ اور کہا کہ متفرد ہوا اس لفظ سے عبد الجبار اور
ابن عیینہ کے حافظ ساتہیون نے اس لفظ کو نہین نقل کیا حافظ نے تلخیص مین کہا کہ مرسل طریقہ جو ابوداؤد اور سعید
بن منصور نے نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور وہ جب باب کی حدیثون سے ملجاوے تو اوسکو قوت ہوجاتی ہے اور اس کے
دو اسناد موصول مین ایک تو ابن مسعود سے نکالا اسکو طحاوی اور دارمی اور دارقطنی نے اور اس مین یہ ہی کہ پہر حکم دیا
آپنے وہ جگہہ کہودی گئی اور اوسپر ایک ڈول پانی کا ڈالا گیا اور اسکی اسناد مین سمعان بن مالک ہے وہ قوی نہین
یہ ابو زرعہ نے کہا اور ابن ابی حاتم نے علل مین ابو زرعہ سے نقل کیا کہ وہ حدیث منکر ہے اور ایسا ہی کہا احمد نے
اور ابوحاتم نے کہا اوسکی کوئی اصل نہین اور دوسرا واثلہ بن اسقع سے اوسکو نکالا احمد اور طبرانی نے اور اوسکی اسناد
مین عبید اللہ بن ابی حمید ہذلی ہے اور وہ منکر الحدیث ہی یہ بخاری اور ابوحاتم نے کہا شوکانی نے کہا باب کی حدیث
سے دلیل لی ہی آدمی کا پیشاب نجس ہونے پر اور اسپر کہ زمین کی طہارت پانی ہی سے ہوتی ہے نہ سوکہنے سے ہوا یا
دہوپ سے اور یہی مذہب ہے عترت اور شافعی اور مالک اور زفر کا اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا یہ قول ہی کہ زمین سوکہنے
سے پاک ہوجاتی ہی خواہ ہوا سے سوکہے یا دہوپ سے اور دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ زمین کی پاکی اوسکا سوکہنا ہے اور
اس حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہین البتہ ابن ابی شیبہ نے اسکو امام محمد باقر کا قول نقل کیا ہے اور عبد الرزاق نے
ابو قلابہ کا قول اس لفظ سے جَفَافُ الْاَرْضِ طُهُوْرُهَا اور مسلم کی روایت مین ہی انس سے کہ ہم مسجد مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ بیٹہے تہے اتنے مین ایک گنوار آیا وہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنے لگا مسجد مین آپکے اصحاب نے کہا
مہ مہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کاٹو (پیشاب اسکا) اوسکو چہوڑ دو اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا اسکو
یہانتک کہ اوس نے پیشاب کر لیا پہر آپنے اوسکو بلایا اور فرمایا مسجدین لائق نہین ہین ان پیشاب اور پلیدی

مین کسی چیز کے دہ تر اسکی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیئے ہین یا جیسا آپنے فرمایا پھر حکم کیا آپنے لوگون مین سے
ایک شخص کو وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا انتہے مختصراً زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین کہا کہ صاحب ہدایہ
نے جو یہ حدیث بیان کی زکوٰۃ الارض یبسہا غریب ہے البتہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین امام محمد بن علی باقر سے
نکالا اونہون نے کہا زکوٰۃ الارض یبسہا اور ابن حنفیہ اور ابی قلابہ سے نکالا اذا جفت الارض فقد زکت اور
عبد الرزاق نے مصنف مین ابو قلابہ سے جفوف الارض طہورہا واللہ اعلم

باب بول الصبیان

بچون کے پیشاب کا بیان **ف** حافظ نے کہا بچون کے پیشاب مین لڑکا اور لڑکی دونو داخل ہین اور لڑکا اور لڑکی دونو
کے پیشاب مین فرق ہونے پر کئی حدیثین آئی ہین جو مولف کی شرط پر نہین اسلیئے انکو اس کتاب مین نہ لائے
اون مین سے ایک **حضرت علی** کی حدیث ہے مرفوعاً دودہ پیتے بچے کے پیشاب مین کہ پانی چھڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب
پر اور دہویا جاوے لڑکی کا پیشاب اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور طحاوی
نے ہشام کے طریق سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے
قتادہ نے کہا یہ حکم اسوقت تک ہے جبتک وہ دونو کہانا نہ کہاوین پھر جب کہانا کہانے لگین تو دونون کا پیشاب
دہویا جاویگا اور اسناد اسکا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو سعید نے قتادہ سے موقوفاً اور اس سے کوئی قدح نہین ہوتا
زیلعی نے کہا روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین مرفوعاً حضرت علی سے اور کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے
اور انہون نے نہین نکالا اوسکو اور اسکے دو شاہد اور ہین صحیح سے نکالا لبابہ اور ابو السمح کی روایت کو انتہی ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے نیل مین ہے کہ ابوداؤد نے اوسکو مرفوعاً روایت کیا اور موقوفاً اس لفظ سے کہ دہویا جاویگا لڑکی
کے پیشاب سے اور چھڑکا جاویگا لڑکے کے پیشاب سے جبتک کہانا نہ کہاوے **دوسری** ابو السمح کی حدیث جو خادم تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور بزار اور ابن خزیمہ نے کہ مین خدمت
کرتا تہا حضرت کی تو امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام لائے گئے اور انہون نے پیشاب کر دیا آپکے سینے پر مین آیا
اوسکو دہونے کو آپنے فرمایا دہویا جاوے لڑکی کے پیشاب سے اور پانی چھڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب سے زیلعی نے کہا روایت
کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے بہی اوسکو صحیح کہا شوکانی نے کہا ابو زرعہ
اور بزار نے کہا ابو السمح سے اسحدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہین اور ان کا نام معلوم نہین ہوا بخاری نے کہا
یہ حدیث حسن ہے **تیسری** لبابہ بنت حارث کی حدیث جسکی کنیت ام الفضل ہے روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی اور طحاوی نے کہ پیشاب کیا امام حسین بن علی

علیہ السلام نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پس مینے عرض کیا یا رسول اللہ اپنا کپڑا مجھکو دیجیے اور
آپ دوسرا کوئی کپڑا پہن لیجیے تاکہ مین اوسکو دہو دون آپنے فرمایا لڑکے کے پیشاب سے پانی چہڑکنا کافی ہی اور لڑکی کو
پیشاب سے دہونا چاہیے ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہی اور حاکم نے بہی کہا وہ صحیح ہے **چوتہی** حدیث ام کرز خزاعیہ
کی ابن ماجہ نے اپنی سنن مین نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی چہڑکا جاویگا لڑکے کے پیشاب
پر اور لڑکی کا پیشاب دہویا جاویگا ابن ماجہ نے کہا حدیث کی ہم سے احمد بن موسی بن معقل نے اونہون نے کہا حدیث
کی ہم سے ابو الیمان مصری نے اونہون نے کہا مینے امام شافعی سے پوچہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہ
پانی چہڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب سے اور دہویا جاوے لڑکی کے پیشاب سے حالانکہ دونون پیشاب برابر ہیں انہون
نے کہا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے اللہ تعالی نے جب حضرت آدم
کو پیدا کیا تو حضرت حوا کو اون کی پسلی سے بنایا تو لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہوا اور لڑکی کا گوشت اور خون
سے انتہے اور روایت کیا امام احمد نے ام کرز سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے آپ پر
پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا تو پانی چہڑکا گیا اوس مقام پر جہان اوس نے پیشاب کیا تہا اور ایک لڑکی لائی گئی
اوس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا وہ دہویا گیا شوکانی نے کہا یہ دونون روایتین منقطع ہین کیونکہ عمرو بن
شعیب نے اون کو روایت کیا ام کرز سے اور عمرو نے ام کرز سے ملاقات نہین کی اور اختلاف ہوا اس مین عمرو پر
بعضون نے اوسکو روایت کیا عمرو سے اونہون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے دادا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا
اس روایت کو طبرانی نے **پانچوین** حدیث زینب بنت جحش کی طبرانی نے نکالی معجم مین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اون کے پاس سو رہے تہے اور امام حسین علیہ السلام گہٹنون چل رہے تہے گہر مین اون سے غافل
ہوگئی وہ گہٹنون چلے یہان تک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر چڑہ گئے پہر پیشاب کر دیا آپ جاگے
اوٹہے مین کہڑی ہوئی اور امام ہمام کو آپ سے لے لیا آپنے فرمایا چہوڑ دے میرے بیٹے کو جب امام پیشاب سے فارغ
ہوئے تو آپنے ایک کوزہ پانی کا لیا اور وہ پانی پیشاب کے مقام پر بہا دیا اور فرمایا کہ پانی بہایا جاویگا لڑکے کے
پیشاب سے اور دہویا جاویگا لڑکی کے پیشاب سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِيَّاهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی
نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس امام اور فقیہ مدینہ طیبہ نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے انہون نے

اپنے باپ عروہ بن الزبیر سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اونہوں نے کہا ایک لڑکا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ف حافظ نے کہا مجہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام قیس کا بیٹا تہا جسکا ذکر بعد
کی حدیث مین آویگا اور احتمال ہے کہ امام حسن بن علی علیہ السلام ہون یا امام حسین علیہ السلام کیونکہ طبرانی نے معجم اوسط
مین روایت کیا ام المومنین ام سلمہ سے باسناد حسن انہون نے کہا پیشاب کر دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام نے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر آپ نے انکو رہنے دیا یہانتک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوئے پہر پانی منگوایا اور اسپر
بہا دیا اور امام احمد نے ابو لیلی سے ایسا ہی نکالا اور امام طحاوی نے روایت کیا انہی طریق سے ابو لیلی سے کہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا اوس حین مین کہ امام حسن لائے گئے اونہون نے آپ پر پیشاب کر دیا لوگون نے چاہا کہ انکو
جلدی سے ہٹا دین آپ نے فرمایا میرا بیٹا میرا بیٹا جب وہ فارغ ہوئے اپنے پیشاب سے آپ نے اوسپر پانی بہا دیا۔ اس روایت
مین شک نہین ہے کہ ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے ابو امامہ سے اور روایت کیا طحاوی نے ابو لیلی سے دوسرے اسناد
سے کہ مین بیٹہا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ کے پیٹ یا سینے پر امام حسن تہے یا امام حسین رضی اللہ عنہما
انہون نے آپ پر پیشاب کر دیا یہانتک کہ مین نے اونکے پیشاب کو دیکہا مارپیٹ خون کیطرح پہر ہم کہڑے ہوے اونکیطرف
آپ نے فرمایا چہوڑ دو انکو بعد اوسکے آپ نے پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور روایت کیا طحاوی نے ام الفضل سے کہ جب
امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لڑکا مجہے دیجیے مین اسکو پالون یا اوسکو اپنا دودہ پلاؤن
آپ نے ایسا ہی کیا پہر مین اسکو لیکر آئی آپکے پاس آپ نے اوسکو بٹہایا اپنے سینے پر اوس نے پیشاب کر دیا تو آپکی
تہبند پر پیشاب لگا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی ازار (تہبند) مجہکو دیجیے تاکہ مین اسکو دہو ڈالون آپ نے فرمایا
کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہایا جاوے اور لڑکی کا پیشاب دہویا جاوے اور ترجیح اسکو ہے کہ یہ لڑکا امام حسن اور امام
حسین علیہما السلام کے سوا اور کوئی تہا اسکی وجہ یہ ہے کہ مولف نے عقیقہ مین نکالا یحیی قطان کے طریق سے
اونہون نے ہشام بن عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا آپ چبا کر اوسکے منہ مین دینے
لگے اور اسی مین یہ قصہ ہے کہ اوس نے پیشاب کر دیا آپکے کپڑے پر اور امام حسن کا قصہ ابو لیلی اور ام سلمہ کی حدیث مین
ہے انہون نے پیشاب کیا آپکے پیٹ پر اور طبرانی نے زینب بنت جحش سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تہے
اور امام حسن علیہ السلام ہاتہون اور گہٹنون پر چلتے ہوے آئے اور آپکے پیٹ پر چڑہ گئے اور اپنی ذکر آپکی ناف مین
رکہی پہر پیشاب کیا بعد اوسکے پوری حدیث بیان کی تو ظاہر ہوا فرق دونون میں تمام ہوا کلام حافظ کا مع زیادۃ کے۔
مترجم کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ان دونون شاہزادون سے محبت تہی وہ ان روایات سے ظاہر ہوتی ہے

کہ پیشاب کرتے مین صحابہ نے ہٹانا چاہا تو آپنے اتنی تکلیف بہی اُنکی گوارا نہ کی اور بے اختیار فرمایا میرا بیٹا میرا بیٹا ہم جو لوگ اہلحدیث ہین اور عاشق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین وہ ان دونون شاہزادون پر اپنی جان تصدق کرنا عین ایمان اور سعادت سمجھتے ہین اور اُنکی محبت اور الفت کو تمام جہان کی نعمتون پر مقدم رکھتے ہین اور جو کوئی اُن سے بغض رکھے اوسکو مردود اور مطرود اور ملعون جانتے ہین خدا تعالی اُسکا منہ کالا کرے دونو جہان مین اور ہمارا حشر ان دونو صاحبزادون کے ساتھہ کرے اور اُنکی غلامی مین ہماری نجات فرماوے آمین یارب العالمین **ف**

اوس نے آپکے کپڑے پر پیشاب کردیا آپنے پانی منگوایا اور پانی کو ڈالا پیشاب کے مقام پر **ف** یعنی جہان جہان کپڑے مین پیشاب لگا تہا وہان وہان پانی اوسپر ڈالدیا اسطرح کہ پانی بہا نہین بلکہ پیشاب کے ساتھہ کپڑے مین گہس گیا اور کپڑے کو دہویا نہین حافظ نے کہا مسلم کی روایت مین صاف ہے کہ نہین دہویا اوسکو اور ابن منذر کی روایت مین ہے پانی بہادیا اوسپر اور طحاوی کی روایت مین ہے زائدہ سے اُنہون نے ہشام سے کہ پہر چہڑک دیا پانی کو اوسپر اور نہین دہویا اوسکو اور طحاوی کی ایک روایت مین ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس بچے لائے جاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے ایک بار ایک بچہ لایا گیا اوس نے آپ پر پیشاب کردیا آپ نے فرمایا پانی بہاؤ اوسپر بہانا اور ایک روایت مین ہے فَاَتْبَعَہُ الْمَاءَ وَلَمْ یَغْسِلْہُ طحاوی نے کہا زائدہ نے فَنَضَحَہٗ نقل کیا ہے اور مالک اور ابومعاویہ اور عبدہ نے فَصَبَّہٗ تو معلوم ہوا کہ نضح سے صب مراد ہے حافظ نے کہا مسلم نے لیث کی اونہون نے ابن شہاب سے دوسری حدیث مین جو آگے آتی ہے یہ روایت کیا فَلَمْ یَزِدْ عَلَی اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ اور ابن عیینہ سے فَرَشَّہٗ یعنے چہڑک دیا اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین فَنَشَّرَہٗ عَلَیْہِ نقل کیا اور نضح کے معنے پانی زیادہ ڈالنا اور رش کے معنے چہڑکنا اور دونون روایتون مین تخالف نہین ہے کیونکہ ابتدا رش کی اور انتہی نضح پر ہوئی اور مؤید ہے اسکے وہ جو مسلم نے روایت کیا فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ اور ابوعوانہ نے فَصَبَّہٗ عَلَی الْبَوْلِ یُتْبِعُہٗ اِیَّاہُ تو حاصل یہ ہے کہ اس حدیث مین چار لفظ مروی ہین اتباع اور صب اور رش اور نضح اور مطلب سب کا ایک ہے یعنے پانی اوسپر ڈالنا اور بہانا اور چہڑکنا اور ان روایتون مین اسکی حجت نہین جو لڑکے کا پیشاب لڑکی کیطرح نجس جانتا ہے اور اسکا دہونا واجب جانتا ہے کیونکہ حدیث کے بعض طریقون مین صاف یہ موجود ہے کہ آپنے دہویا نہین اور خود طحاوی کی روایت مین یہ لفظ موجود ہے وَلَمْ یَغْسِلْہُ یعنے اُسکو دہویا نہین قسطلانی نے کہا اس حدیث کو نسائی نے طہارت مین نکالا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو مسلم اور طحاوی اور اور عالمون نے جیسے گذرا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ

مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ **ترجمہ** حدیث
بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو مالک (امام الائمہ) نے انہون نے روایت
کی ابن شہاب (زہری) سے انہون نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے اونہون نے ام قیس سے جو محصن کی بیٹی تہین **ف**
حافظ نے کہا ابن عبدالبر نے کہا انکا نام جذامہ تہا اور سہیلی نے کہا آمنہ اور وہ بہن تہین عکاشہ بن محصن کی اور
مہاجرات اول مین سے تہین اور صحیحین مین ان سے یہ ایک حدیث اور ایک طب مین اس دو حدیثین مروی ہین اور ہر ایک
مین انکے بیٹے کا قصہ ہے اور ان کا بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مر گیا صغر سن مین جیسے نسائی نے
روایت کیا اور مجہے اوسکا نام معلوم نہین ہوا انتہی قسطلانی نے کہا ذہبی نے تجرید مین انکی کنیت بیان کی اور
نام نہین بیان کیا انتہے **ت** کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو جہوڑا تہا اور اس نے اناج نہین کہایا تہا صرف
دودہ پیا تہا اور پانی شاید پیا ہو اسیطرح کہجور جو تحنیک کے لیے دی جاتی ہے وہ کہائی ہو یا شہد چاٹا ہو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیکر آئین آپنے اوسکو اپنی گود مین بٹہایا اوس نے پیشاب کر دیا آپکے کپڑے پر آپنے پانی
منگوایا اور اوسپر بہا دیا اور دہویا نہین اُسکو **ف** حافظ نے کہا اصیلی نے دعوی کیا کہ یہ جملہ یعنے دہویا
نہین اسکو ابن شہاب کا کلام ہے جو راوی ہے حدیث کا اور حدیث اس جملہ پر ختم ہو گئی کہ پانی منگوایا اور اوسپر بہا دیا
اور ایسا ہی روایت کیا معمر نے ابن شہاب سے اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے کہ پانی چہڑک دیا اور نہین زیادہ
کیا اوسپر اور معمر کی سیاق مین کوئی ایسا لفظ نہین جو دلالت کرے اسپر کہ یہ جملہ مدرج ہے اور عبدالرزاق نے
اوسکو روایت کیا معمر سے مانند امام مالک کے مگر اوس مین یہ نہین ہے کہ نہین دہویا اوسکو اور اس جملہ کو امام مالک
کے ساتہہ ذکر کیا لیث اور عمرو بن حارث اور یونس بن یزید نے ابن شہاب سے نکالا انکی روایتون کو ابن خزیمہ
اور اسمعیلی وغیرہما نے ابن وہب کے طریق سے انہون نے ان لوگون سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا یونس سے فقط
البتہ معمر نے اپنی روایت مین زیادہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا تو سنت جاری ہو گئی کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی
چہڑکنا اور لڑکی کے پیشاب کو دہونا اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو ملانا حسن معاشرت اور تواضع اور
بچون پر شفقت کی طرف دوسرے بچون کو بزرگون کے پاس لیجانا برکت حاصل کرنے کے لیے تیسرے لڑکی اور
لڑکے کے پیشاب کا حکم کہنا کہ علما نے سب سے پہلے اور یہی مقصود ہے باب کا اور علما کے اس باب مین تین مذہب ہین
اون سب مین صحیح یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چہڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب مین کافی نہین

اور یہی قول ہے حضرت علی اور عطاء اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب کا اور ولید نے امام مالک سے بھی ایسا
ہی نقل کیا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے اور ابن حزم نے ام سلمہ اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور داؤد
اور ابن وہب سے ایسا ہی نقل کیا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب میں پانی چھڑکنا کافی ہے اور یہی مذہب
ہے اوزاعی کا اور ایسا ہی منقول ہے مالک اور شافعی سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ قول اسحالت میں ہے جب ان کے
پیٹوں میں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ گئی ہو تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کو دھونا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے عترت
اور حنفیہ اور مالکیہ کا شوکانی نے کہا اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہوئیں اون سے دوسرا اور تیسرا مذہب رد ہوتا ہے اور
بحر میں تیسرے مذہب پر دلیل لی ہے عمار کی مشہور حدیث سے اور اس میں یہ ہے کہ تو اپنا کپڑا دھوتا ہے پیشاب سے اور یہ حدیث
باتفاق حفاظ ضعیف ہے سوا اسکے علاوہ باب کی حدیثوں کے معارض نہیں کس لیے کہ باب کی حدیثیں خاص ہیں اور
وہ عام ہے حافظ نے کہا ابن دقیق العید نے کہا حنفیہ اور مالکیہ نے قیاس پر عمل کیا اور کہا کہ حدیث میں جو یہ ہے
کہ نہیں دھویا اوسکو مراد اس سے یہ ہے کہ مبالغہ کے ساتھ نہیں دھویا اور یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے اور رد کرتا ہے اس
تاویل کو وہ فرق جو دوسری حدیثوں میں مذکور ہے لڑکا اور لڑکی کے پیشاب میں کیونکہ حنفیہ اور مالکیہ دونو پیشابوں
میں فرق نہیں کرتے خطابی نے کہا جس نے لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا جائز رکھا ہے وہ اسوجہ سے نہیں کہ لڑکے
کا پیشاب نجس نہیں ہے بلکہ اسوجہ سے کہ اسکی نجاست خفیفہ ہے اور طحاوی نے کہا کہ بعض لوگ بچے کے پیشاب کی طہارت
کے قائل ہیں کھانا کھانے سے پہلے اور ایسا ہی کہا ابن عبد البر نے اور ابن بطال نے ایسا ہی نقل کیا شافعی اور
احمد سے حالانکہ شافعیہ اور حنابلہ دونوں اس سے ناواقف ہیں اور نووی نے کہا یہ نقل باطل ہے اور شاید انہوں نے
اونکے قول سے جو بات لازم آتی ہے اوسکو مذہب گردانا اور ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کو دوسروں سے زیادہ
جانتے ہیں مترجم کہتا ہے حنفیہ اور مالکیہ دونو کا مذہب صحیح حدیثوں کے خلاف ہے اسوجہ سے مردود ہے اور کسی کو اسپر
عمل نہ کرنا چاہیے بلکہ ان صحیح حدیثوں پر عمل کرنا لازم ہے اور تعجب ہے مالکیہ سے کہ اونکے امام مالک نے اس حدیث کو
روایت کیا ہے اور خود اونہوں نے انکی روایت کا خلاف کیا اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں جو حنفیہ
کی طرف سے زور لگایا اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ نضح سے صب مراد ہے یعنی پانی بہانا پھر نکالا حضرت عائشہ صدیقہ سے
اوس روایت کو جس میں فَصَبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا ہے اور ابو لیلے کی روایت کو جس میں یہ ہے فَلَمَّا فَرَغَ صَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ
اور ام فضل کی حدیث کو اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ پھر کہا ان حدیثوں سے
یہ نکلتا ہے کہ لڑکے کے پیشاب کو بھی دھونا چاہیے مگر اوس میں صرف پانی بہانا بھی کافی ہے اور لڑکی کے

مذکر ۱۲ — فرزند ۱۲ — دختر ۱۲

پیشاب کو بھی دھونا چاہیے لیکن اس میں صرف پانی بہانا کافی نہیں کیونکہ لڑکی کا پیشاب پھیل جاتا ہے اور لڑکے کا پیشاب ایک ہی جگہ پر رہتا ہے انتہی مختصراً اور یہ ساری تقریر بے سود ہے کیونکہ حنفیہ اس فرق کے قائل نہیں ہیں اور وہ تو دونوں کا پیشاب دھونا لازم جانتے ہیں علاوہ اسکے باب کی حدیثوں میں رش کا لفظ موجود ہے یعنے پانی چھڑک دیا اور نضح کا اور صب کا لغت میں نضح کے معنے چھڑکنے کے آئے ہیں صحاح اور مجمل اور دیوان الادب اور منتخب کراع اور افعال ابن طریف اور قاموس میں ہے کہ نضح اور رش ایک ہے یعنے چھڑکنا اور یہ بھی موجود ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے گا اور نضح کیا جاوے گا لڑکے کے پیشاب پر پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ نضح اور صب سے وہ معنے مراد ہے جو غسل نہیں ہے اور صاف فرق نکلتا ہے دونوں کے پیشاب میں اور تعجب ہے کہ امام طحاوی محدث ہو کر بعض مقاموں میں ابو حنیفہ کے مذہب کی تائید میں ایسا غرق ہو جاتے ہیں کہ ان کو صحیح اور فاسد تاویل کا خیال نہیں رہتا اللہ تعالی ان پر رحم کرے اور انکی بھول چوک کو معاف فرماوے

باب الْبَوْلِ قَائِمًا وَقَاعِدًا کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بیان

ف حافظ نے کہا ابن بطال نے کہا مؤلف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اس میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر ہے لیکن جب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہوا تو بیٹھ کر بطریق اولی جائز ہوگا میں کہتا ہوں شاید اشارہ کیا انہوں نے عبد الرحمان بن حسنہ کی حدیث کی طرف جسکو نسائی اور ابن ماجہ وغیرہما نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا بیٹھ کر ہم نے کہا دیکھو آپ کو آپ پیشاب کرتے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ عرب کی عادت کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تھی کیونکہ عبد الرحمان بن حسنہ کی حدیث میں ہے آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں اور حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوئے جیسے تم میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے اور عبد الرحمن کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کا خلاف کیا اور آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے کیونکہ اس میں ستر زیادہ ہے دوسرے پیشاب کے بدن پر پڑنے کا ڈر نہیں اور اس باب میں ایک صحیح حدیث ہے جس کو دار قطنی وغیرہ نے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب نہیں کیا کھڑے ہو کر جب سے آپ پر قرآن اترا اور روایت کیا اسکو ابو عوانہ نے صحیح میں اور حاکم نے انتہی

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق) سے انہوں نے حذیفہ بن الیمان سے جو ایک مشہور صحابی ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گذشتہ اور آئندہ کی باتیں بتا دیا

کہ انکے تابعداری نہین اور اونکے باپ بہی صحابی تہے وہ شہید ہوئی احد مین اور حذیفہ حضرت علی کی شروع خلافت مین مرے ۳۶ھ مین اور اس کتاب مین اون سے ۲۲ حدیثین مروی ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑے پر آئی یعنی گہورے پر زمانہ فضلانے کہا گہورا اکثر مکان کے صحن مین ہوتا ہے اور اس سے اسکا اعتراض رفع ہو گیا جو کہتا ہی دلوار کی جڑ مین پیشاب کرنا دیوار کو بودا کر دیتا ہے تو اوس مین ضرر ہوا اور دوسرے کا یا یہم یون کہینگے کہ آپنے گہورے کے اوپر پیشاب کیا نہ دیوار کی جڑ مین اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین صراحتًا ایسا روایت کیا اور بعضون نے کہا آپ کو ان لوگون کا اذن معلوم ہوگا یا ایسے امور مین وہ ناراض ہوتے ہونگے یا آپ کو ایسا تصرف اپنی امت کے اموال مین جائز ہوگا کیونکہ آپ اولی ہین مومنین سے اون کی جانون اور مالون سے اور یہ اگرچہ صحیح ہے پر آپ کی عادت اور سیرت سے اسکا ثبوت نہین ہوتا کہ آپ دوسرون کے مال مین ایسا تصرف کرتے ہون پہر آپنے پیشاب کیا کہڑے ہو کر پہر آپنے پانی منگوایا مین پانی لیکر آیا آپنے وضو کیا ف مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ مین پیچہے ہٹا تو آپنے فرمایا میرے نزدیک آ مین نزدیک آیا یہانتک کہ آپکی اڑیون کے پاس کہڑا ہوا اور احمد نے یحیے قطان سے روایت کیا کہ آپ ایک قوم کے گہورے پر آئی مین آپ سے دور ہٹا آپنے مجہے اپنے قریب کر لیا یہانتک کہ مین آپ کی اڑیون کے نزدیک ہو گیا پہر آپنے پیشاب کیا کہڑے ہو کر اور پانی منگوایا اور وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر اور امام مسلم نے بہی اس حدیث مین موزون کا مسح بڑہایا ہے اور اسمعیلی نے بہی اور عیسی بن یونس نے اعمش سے کہ یہ واقعہ مدینہ مین ہوا نکالا اوسکو ابن عبد البر نے تمہید مین باسناد صحیح اور استدکار مین ہے کہ متفرد ہوا ساتہہ اسکے عیسی حالانکہ یہ صحیح نہین بیہقی نے اسکو روایت کیا محمد بن طلحہ بن مصرف کے طریق سے انہونے اعمش سے ایسا ہی اور اسکا ایک شاہد ہے عصمہ بن مالک کی حدیث سے جسکو ہم بیان کرینگے اور روایت کیا ابن ماجہ نے مغیرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گہورے پر گئے پہر پیشاب کیا کہڑے ہو کر انتہی ملخصًا قسطلانی نے کہا آپنے پیشاب کیا کہڑے ہو کر بیان جواز کے لیے یا وہان بیٹہنے کی جگہہ نہ پائی ہوگی اسوجہ سے یا اسوجہ سے کہ آپکے گہٹنون کے اندر زخم تہا یا اس لیے کہ کہڑے ہو کر پیشاب کرنا درد کمر کو مفید ہے یا اس لیے کہ کہڑے ہو کر پیشاب کرنا مضبوط رکہتا ہی دبر کو یعنی دبر مین سے حدث نہین نکلنے دیتا تو شاید آپ ڈرے کہ لوگ نزدیک ہین اور بیٹہ کر پیشاب کرنے مین حدث کی آواز نکلے اگر کوئی کہے کہ آپ دور کیون تشریف نلیے گئے اور گہورے پر کیون پیشاب کیا اسکا جواب یہ ہے کہ شاید کثرت کار کیوجہ سے آپ دور نہ جا سکے اور کہڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز رکہا ہے حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور نخعی اور شعبی اور احمد نے اور امام مالک نے کہا کہ

اگر زمین ایسی ہو کہ پیشاب اوڑنیکا ڈر نہو تو کچھ قباحت نہیں ورنہ مکروہ تنزیہی ہی اور اکثر علما نے کہڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ
تنزیہی کہا ہے اور مؤلف نے یہ حدیث کو طہارت میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
انتہی مختصرا حافظ نے کہا آیندہ باب کی حدیثین کہ ابن حبان نے کہڑے ہو کر پیشاب کرنیکا یہ سبب بیان کیا ہی کہ آپنے
بیٹھنے کی جگہہ نہ پائی اور کوڑے کا وہ کنارہ جسپر آپ کہڑے تہے اونچا ہوگا تو پیشاب لوٹنے کا ڈر نہ تہا اور بعضون نے
کہا کوڑہ کیجگہہ نرم ہوتی ہے وہان پیشاب اوڑنیکا ڈر نہین ہوتا اور بعضون نے کہا حدث نہ نکلنے کے لیے کیا اور سعید بن منصور نے
اوسکو روایت کیا اور روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عمر سے اَلْبَوْلُ قَائِمًا اَحْصَنُ لِلدُّبُرِ یعنے کہڑے ہو کر پیشاب کرنا زیادہ روکے
رہتا ہی دبر کو (یعنے حدث نہین نکلنے دیتا) اور شافعی اور احمد سے مروی ہی کہ عرب وجع صلب کا علاج کرتے مین کہڑے
ہو کر پیشاب کرنے سے تو شاید یہ درد آپکے ہو اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو پیشاب کیا کہڑے ہو کر تو اسوجہ سے کہ آپکے گہٹنون کے اندر کیجانب زخم تہا تو شاید اس زخم کیوجہ سے آپ بیٹھ نہ سکے
اور اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اگلی کسی تاویل کی ضرورت نہ رہتی مگر دارقطنی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا اور ظاہر
یہ ہی کہ آپنے ایسا کیا بیان جواز کے لیے اور اکثر آپ کا یہی طریقہ تہا کہ بیٹھکر پیشاب کرتے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح
مین اور ابن شاہین نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اونہون نے کہا کہ کہڑے ہو کر پیشاب کرنا منسوخ ہی اور دلیل لی اونہون نے حضرت
عائشہ کی حدیث سی جو گذر چکی اور ایک روایت مین اون سی یہ ہی کہ جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ آپ کہڑے ہو کر
پیشاب کرتے تہے اوسکو سچا نہ جانو آپ نہین پیشاب کرتے تہے مگر بیٹھکر اور صواب یہ ہے کہ یہ منسوخ نہین ہی اور حضرت
عائشہ کو اس فعل سے خبر نہ ہوئی جو آپنے گہروں کے باہر کیا اور حذیفہ نے اوسکو نقل کیا وہ کبار صحابہ مین سی ہین
اور ہم نے بیان کیا کہ یہ فعل آپ کا مدینہ مین تہا تو حضرت عائشہ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی کہ جب سے قرآن
اوترا آپنے کہڑے ہو کر پیشاب نہین کیا اور حضرت عمر اور حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہم سے منقول ہے کہ
اونہون نے کہڑے ہو کر پیشاب کیا اور یہ دلالت کرتا ہے جواز پر بشرطیکہ پیشاب اوڑنیکا ڈر نہ ہو اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے اسکی ممانعت مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی جیسے مین نے بیان کیا شرح ترمذی کے شروع مین
انتہی ماقال الحافظ رحمہ اللہ نیل مین ہے کہ ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کی ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ سی انہون نے کہا جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا کہڑے
ہو کر تو مت تصدیق کرو اسکی آپ نہین پیشاب کرتے تہے مگر بیٹھکر ترمذی نے کہا یہ اس باب مین بہت اچھی اور
بہت صحیح حدیث ہی ترمذی نے کہا اس باب مین عمر اور بریدہ سی روایت ہی نہیں بحالا عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھکو دیکھا کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے آپنے فرمایا ای عمر مت پیشاب کر کھڑے ہو کر پہر مین نے کھڑے ہو کر پیشاب نہین کیا اسکے بعد۔ اور کہا کہ مرفوع کیا اس حدیث کو عبد الکریم بن ابی المخارق نے اور وہ ضعیف ہے اہلحدیث کے نزدیک ضعیف کیا اوسکو ایوب سختیانی نے اور کلام کیا اس مین اور روایت کیا عبید اللہ نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ مین نے پیشاب نہین کیا کھڑے ہو کر جب سے اسلام لایا اور یہ زیادہ صحیح ہے عبد الکریم کی حدیث سے اور بریدہ کی حدیث کو بزار نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جفا کی ہین ایک تو یہ کہ پیشاب کرے مرد کھڑے ہو کر دوسرے یہ کہ اپنی پیشانی پونچھے نماز سے فارغ ہونے کے پہلے تیسرے یہ کہ سجدے مین پہونک مارے شوکانی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کے اسناد مین شریک بن عبد اللہ ہے اور امام مسلم نے متابعات مین اس سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے انہون نے کہا جفا مین سے ہے یہ کہ مرد پیشاب کرے کھڑے ہو کر اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب بیٹھکر اور کھڑے ہو کر دونون طرح منقول ہے اور دونو طرح سنت ہے اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے وہ ہی کوڑی پر آتے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے یہ آس صورت مین ہے کہ اس باب مین صرف افعال منقول ہون لیکن اگر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نہی صحیح ہو جاوے جیسے جابر کی حدیث مین آگے آویگی تو واجب ہے رجوع کرنا اوس طرف اور واجب ہے عمل کرنا اوسپر اور ممکن ہے کہ آپ کا فعل نہی کو پہیر دیوے کراہت کیطرف جس صورت مین تاریخ کا علم نہ ہو یا فعل موخر ہو اس نہی سے اور جابر کی حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اور اسکی اسناد مین عدی بن الفضل ہے اور وہ متروک ہے اور تو پہچان چکا ہے حافظ ابن حجر کا قول کہ ممانعت کے باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی اور ابو موسی سے منقول ہے کہ وہ سختی کرتے تھے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے مین اور حسن سے مروی ہے کہ اونہون نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا تو کہا افسوس ہے تجھپر بیٹھکر کیون نہین کرتا پہر بیان کیا بنی اسرائیل کا قصہ کہ انکے بدن پر جب پیشاب لگ جاتا تو وہ اس مقام کو کاٹ ڈالتے اور عترت اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور ابو ہریرہ اور شعبی اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ مکروہ نہین ہے اور حدیث ممانعت کی اگر صحیح ہو جاوے تو وہ حرمت پر محمول ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو لیکن ممانعت کی حدیث صحیح نہین ہوئی جیسے حافظ رح نے کہا مترجم نے کہا پس حق یہی ہے کہ کھڑے ہو کر اور بیٹھکر دونون طرح پیشاب کرنا جائز ہے اور دونون طرح سنت ہے اور جس نے اوسکے خلاف کہا ہے اسکا قول غلط ہے

بَابُ البَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ

اپنے ساتھی کے نزدیک پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا پیشاب مین حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

حدثنا جرير عن منصور عن ابي وائل عن حذيفة قال رأيتني انا والنبي صلى الله عليه واله وسلم
نتماشى فاتى سباطة قوم خلف حائط فقام كما يقوم احدكم فبال فانتبذت منه فاشار الي
فجئته فقمت عند عقبه حتى فرغ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عثمان (ابن محمد) بن ابی شیبہ (ابراہیم کے بیٹے)
نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر (ابن عبد الحمید) نے انہوں نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے انہوں نے
ابی وائل (شقیق) سے اونہوں نے حذیفہ (ابن الیمان) سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا اپنے تئیں میں اور جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جا رہے تھے پھر آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے (جوان کے نام سے مشہور تھا نہ یہ کہ وہ
مالک تھا) دیوار کے پیچھے پھر آپ کھڑے ہوئے جیسے تم میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے پھر آپ نے پیشاب کیا میں ایک طرف
ہٹ گیا آپ کے پاس سے آپ نے اشارہ کیا (اپنے ہاتھ یا سر سے) پاس آنے کے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت
دور نہیں ہٹے تھے اور طبرانی نے عصمہ (ابن مالک) سے نکالا کہ حضرت مدینہ کی گلیوں میں نکلے پھر ایک قوم کے گھورے
پر گئے اور فرمایا اے حذیفہ مجھ کو چھپالے پھر بیان کیا اخیر تک اس سے حذیفہ کے نزدیک بلانے کی حکمت معلوم ہوئی
میری طرف میں آپ کے پاس آیا اور آپ کی ایڑی کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا آپ نے حذیفہ کو اشارہ سے بلایا تو باطل ہوا قول اسکا جس نے دلیل لی اس حدیث سے کہ پیشاب کے وقت اشارہ
کرنا درست ہے اور حذیفہ کو بلایا کہ وہ آپ کے پیچھے سے آڑ کر لیں اور سامنے دیوار کی آڑ تھی تو پردہ پورا ہو جاوے
اور یہ آپ کی کمال شرم و حیا تھی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضر کا تھا نہ سفر کا جیسے طبرانی
نے عصمہ سے نقل کیا اور آپ نے لوگوں کی مصلحت اور لوگوں کے کاموں کو مقدم رکھا اور عادت کے موافق حاجت
کے لیے دور تشریف نہ لے گئے **باب** البول عند سباطة قوم کسی قوم کے گھورے پاس پیشاب کرنا
حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنا شعبة عن منصور عن ابي وائل قال كان ابو موسى الاشعري
يشدد في البول ويقول ان بني اسرائيل كان اذا اصاب ثوب احدهم قرضه فقال حذيفة
ليته امسك اتى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم سباطة قوم فبال قائما ترجمہ حدیث بیان
کی ہم سے محمد بن عرعرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی منصور سے
اونہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا ابو موسی اشعری (عبد اللہ بن قیس) پیشاب میں سختی کرتے تھے (ابن منذر نے
اسکا قصہ بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو کھڑے پیشاب کرتے دیکھا جس پر گذرا) اور کہتے تھے بنی اسرائیل میں
جب کسی کے کپڑے میں (اور مسلم کی روایت میں کھال میں ہے اور مراد کھال سے وہ ہے جسکو پہنتے تھے اور بعض

نے کہا کہ ال سے بدن مراد ہے جیسے ابو داؤد کی روایت میں ہے پیشاب لگ جاتا تو وہ اُسکو کاٹ ڈالتے حذیفہ نے کہا کاش
ابو موسی؛ زرہتے اس سختی سے (اسماعیلی کی روایت میں ہے میں چاہتا ہون کہ تمہارے صاحب اتنی سختی نہ کریں) رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے پہر پیشاب کیا کھڑے ہوکر ف اور ظاہر ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں
چھینٹیں اُڑنیکا ڈر رہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا خیال نہ کیا اور نہ اس میں سختی کی اس سے معلوم ہوا کہ
اس میں سختی کرنا سنت کے خلاف ہے اور امام مالک نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جو پیشاب سوئی کی نوکون کی طرح اُڑکر
بدن یا کپڑے پر پڑے وہ معاف ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت کے بدن پر پیشاب یہ
سے کچھ پہونچا تہا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپنے کوڑی کا مقام جو نرم ہوتا ہے اسیواسطے اختیار کیا کہ چھینٹیں نہ اُڑیں اور اوپر آپکے
کہڑے ہوکر پیشاب کرنیکی متعدد وجہیں گذر چکیں (فتح سے زیادہ) مترجم کہتا ہے جو احتیاط سنت کے خلاف ہو
وہ لغو ہے اور وسوسہ ہے اسمیں کچھ ثواب نہیں جیسے حذیفہ نے ابو موسی کی احتیاط کی نسبت فرمایا کہ کاش وہ
ایسا نکرتے اور اس سے رد ہوگیا وسوسیون کے افعال کا جنہوں نے طہارت میں سیکڑون بدعتیں نکالی ہیں اور
انکے کرنے پر ثواب کی توقع رکہتے ہیں **باب غسل الدم** خون دہونیکا بیان یعنی حیض کا خون (قسطلانی)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ
امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ
ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ وَتُصَلِّي فِيهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنی نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے یحیے (بن سعید قطان) نے انہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ بن زبیر) سے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھسے فاطمہ (انکی بی بی بنت منذر بن زبیر) نے انہوں نے روایت کی اسمار (بنت ابی بکر صدیق) سے (جو
ماں تہیں عبداللہ بن الزبیر کی انکو ذات النطاقین کہتے تہے اوسکا قصہ آگے آویگا اور مہاجرات میں سے تہیں خواب
کی تعبیر خوب جانتی تہیں یہانتک کہ لوگ کہتے ہیں ابن سیرین نے یہ علم ابن مسیب سے حاصل کیا اور انہوں نے اسمار
سے اور اسمار نے اپنے باپ سے اور سو برس کی ہوکر مریں سنہ ۷۳ ہجری میں اس کتاب میں اُن سے سولہ حدیثیں مروی ہیں)
انہوں نے کہا ایک عورت آئی (شافعی کی روایت میں ہے کہ یہ عورت خود اسمار تہیں اور نووی نے جو اس روایت کو
ضعیف کہا ہے یہ غلط ہے اور وہ صحیح ہے ایسا ہی کہا حافظ نے) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں ہم میں سے ایک کو حیض آتا ہے کپڑے میں (ایک روایت میں ہے مصنف کے جب
اوسکے کپڑے میں حیض کا خون لگے) تو وہ کیا کرے (یعنے اوس کپڑے کو کسطرح پاک کرے) آپ نے فرمایا

اوس خون کو کہرچ ڈالی پہر مل ڈالے (اونگلیون سے) پانی ڈالکر اور دہو ڈالی اور نماز پڑہے اوس مین (یعنے اوس کپڑے
مین) ف خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست پانی سے دور کرنا چاہیے نہ اور پتلی چیزون سے کیونکہ
اور نجاستین بہی خون کی شکل ہین اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے
کہ نجاست ہر ایک پتلی اور پاک چیز سے دور کرنا درست ہے (جیسے شربت عرق سرکہ وغیرہ) اور دلیل انکی حضرت عائشہ
کی حدیث ہے کہ ہم مین سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہ تہا اوسی مین حیض آتا پہر جب حیض کا خون لگ جاتا تو اپنا
تہوک لگاتی اور ناخون سے اوسکو چہیل ڈالتے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے تہوک سے اوسکو تر کرتی - کیونکہ اگر
تہوک پاک نکرتا تو ایسا کرنے سے اور نجاست کو ترقی دینا ہے جمہور یہ جواب دیتے ہین کہ تہوک لگانے سے اسکا
اثر مٹانا منظور ہے اور پہر اوسکے بعد پانی سے دہویا ہوگا اوسکا ذکر مفصل ہو اچاہے تو کتاب الحیض مین آوے گا
(فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور بیوع مین نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت مین شوکانی نے کہا بعضی روایتون مین قرص کے بدلے غسل ہے چنانکہ محمد بن اسحاق بن یسار نے فاطمہ
سے انہون نے اسما سے روایت کیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ سے ایک عورت نے حیض کے
خون کو پوچہا جو کپڑے مین لگ جاوے آپ نے فرمایا دہو ڈالو اوسکو اور شافعی نے اسما سے روایت کی مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے آپ نے فرمایا حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ وَرُشِّيهِ
وَصَلِّي فِيهِ یعنے کہرچ ڈال اوسکو پہر مل اوسکو پانی لگاکر اور پانی ڈال اوسپر اور نماز پڑہ اوس مین اور
امام مالک کی روایت ہشام سے یہی ہے کہ ایک عورت نے پوچہا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے مل ڈال اوسکو اور
دہو اوسکو اور نماز پڑہ اوس مین اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے مل اوسکو پانی سے اور دہو اوسکو
اور نماز پڑہ اوس مین اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ام قیس بنت
محصن سے روایت کیا کہ اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے
آپ نے فرمایا کہرچ ڈال اوسکو پتہر سے اور دہو اوسکو پانی اور بیری کے پتے سے ابن قطان نے کہا اسکا اسناد
نہایت صحیح ہے اور مین اس حدیث مین کوئی علت نہین جانتا اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا
ابو ہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہین اور مجہے حیض آتا ہے
اوس مین آپ نے فرمایا جب تو پاک ہوجاوے تو خون کے مقام کو دہو ڈال پہر نماز پڑہ اوس مین اوس نے عرض کیا یا رسول
اللہ اگر اوسکا اثر نہ جاوے آپ نے فرمایا کافی ہے تجہکو پانی اور نہین نقصان کریگا تیرا اوسکا نشان شوکانی نے کہا

اوسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور ابن حجر نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے ابراہیم حربی نے کہا خولہ بنت یسار کا ہم نے
نام نہین سنا مگر اوسی حدیث مین اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین خولہ بنت حکیم انصاریہ سی ابن حجر نے کہا
اوسکا اسناد پہلے سے بہی زیادہ ضعیف ہے اور ابوداؤد اور دارمی نے نکالا معاذہ سے مین نے حضرت عائشہ سے
پوچھا حائضہ عورت کے کپڑے مین خون لگ جاوے انہون نے کہا اوسکو دہو ڈالے اگر اوسکا اثر نہ جاوے تو اوسکو بدلا
دیوی زردی لگا کر انہون نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین بار حیض آتا اور مین اپنے کپڑے کو نہ
دہوتی شوکانی نے کہا پانی طہارت کرنے کے لیے اصل ہی کیونکہ قرآن اور حدیث سی ثابت ہی کہ وہ پاک کرنیوالا
ہے لیکن کوئی دلیل اس امر کی معلوم نہین ہوتی کہ سوا پانی کے اور کسی رقیق اور روان چیز سے طہارت نہین
ہوسکتی اور رد کرتی ہی پانی کے حصر کو حدیث پونچھنے کی حدیث اور منی کہرچنے کی اور اذخر سے اوسکو دور کرنیکی
اور بعض نجاستون مین جو پانی سے دہونے کی تصریح ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پانی کے سوا اور چیزون سے
طہارت درست نہ ہو غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ خاص اوس نجاست مین پانی سے دہونا لازم کیا جاوے تو انصاف
یہ ہی کہ جس نجاست مین شارع نے تصریح کی ہے کہ فلان چیز سے پاک کیجاوے اگر وہ چیز پانی ہے تو اوسکے سوا
اور چیزون سی طہارت جائز نہین اور جو کوئی اور چیز ہے تو پانی سے اوسکی طہارت جائز ہے اور جس نجاست مین
شارع علیہ السلام نے یہ نہین بیان کیا کہ کس چیز سے طاہر کیجاوے تو اوسکو پانی سے پاک کرنا ضرور ہی کیونکہ
وہ اصل ہے تطہیر مین اور مٹی کے لیے جو حدیث مین آیا ہے کہ وہ پاک کرنیوالی ہے تو یہ حکم مطلق نہین بلکہ مقید
ہے اوس حال مین جب پانی نہ ملے اور حیض کا خون نجس ہے باجماع اہل اسلام جیسے نووی نے کہا اور حدیث سی یہی
نکلتا ہے کہ اوسکا قلیل اور کثیر کچہ معاف نہین اور کپڑے کا پاک کرنا نماز کے لیے ضرور ہی اور باقی فائدے
اس حدیث کے باب الحیض مین آوینگے انتہی مختصراً زیلعی نے کہا اس حدیث کو امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود نے
منتقی مین اس لفظ سی روایت کیا ہی حُتّیہِ وَاقرُصِیہِ وَرُشّیہِ بالماءِ اور امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کی
دلیل لی ہے کہ طہارت پانی سے واجب ہے اور سوا پانی کے اور روان چیزون سے طہارت جائز نہین اور یہ استنباط
اونکے امام کے مذہب پر درست نہین ہوتا کیونکہ وہ مفہوم لقب کے قائل نہین ہین اور ہمارے دلیل وہ حدیث ہی
جسکو روایت کیا دارقطنی نے سنن مین عمار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر سے گذرے اور مین اپنے
ایک اونٹ کو پانی پلا رہا تہا ایک کوزی مین اتنے مین مین نے ناک سنکی تو میرے ناک کا پانی کپڑے مین لگ
گیا مین اوسکو دہونے چلا آپ نے فرمایا اے عمار تیری ناک کا پانی اور تیرے آنسو تو اوس پانی کیطرح ہے جو

تیری کوزی پر ہے اور کپڑا تو دہویا جاویگا صرف پانچ چیزون سے پیشاب اور پاخانہ اور منی اور خون اور قی سے انتہی دارقطنی نے کہا نہین روایت کیا اوسکو سوا ثابت بن حماد کے اور کسی نے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ اسحدیث کو علی بن زید سے کسینے روایت کیا ہو سوا ثابت بن حماد کے اور اسکی کئی حدیثین ایسی ہین کہ ثقہ مخالف ہین اون مین اوسکے اور وہ حدیثین منکر اور مقلوب ہین زیلعی نے کہا مینے اوسکا ایک متابع پایا طبرانی کے معجم کبیر مین حماد بن سلمہ کی روایت سے اوسنے علی بن زید سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ اور مین نے بزار کی مسند کے دو صحیح نسخون مین یہ حدیث پائی ثابت بن حماد کی روایت سے اور اس مین منی کا ذکر نہین ہے بلکہ اتناہی ہے کہ دہویا جاوے کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور قی اور خون سے بزار نے کہا ثابت بن حماد ثقہ تہا اور اسکے سوا اسحدیث کے اور کوئی حدیث نہین پہچانی جاتی یہ بزار نے اپنے شیخ ابراہیم بن زکریا سے نقل کیا اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا بَابُ التَّطْهِيرِ بِالْمَاءِ دُونَ الْمَائِعَاتِ مین کہ عمار بن یاسر کی یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا ای عمار تیرے ناک کا پانی اخیر تک باطل ہے اسکی کچھ اصل نہین روایت کیا اوسکو ثابت بن حماد نے علی بن زید سے انہون نے ابن المسیب سے انہون نے عمار سے اور علی بن زید قابل حجت لینے کے نہین اور ثابت بن حماد پر تہمت ہے حدیث بنانیکی اور شاید امام بیہقی نے یہ سمجہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسحدیث مین ناک کے پانی کو کوزے کے پانی سے تشبیہ دی اس امر مین کہ دونو پاک کرنے والے ہین جب ہی تو اسحدیث کو ہماری دلیل بیان کی حالانکہ حدیث کا یہ مطلب نہین ہے بلکہ یہ تشبیہ صرف طہارت مین ہے یعنے ناک کا پانی پاک ہے کوزے کے پانی کیطرح اور اسکے لگنے سے کپڑے کا دہونا ضرور نہین بلکہ کپڑے کا دہونا پانچ چیزون سے لازم ہے اور علی بن زید سے امام مسلم نے دوسرے کے ساتھ ملاکر روایت کی ہے اور عجلی نے کہا اس مین کوئی برائی نہین اور ایک مقام مین کہا اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک مین اور ترمذی نے کہا وہ سچا ہے اور ثابت بن حماد کے حق مین ہمارے شیخ علاء الدین نے کہا کہ مینے کسی کو نہین پایا بوجود تلاش کے بعد کہ اوسنے ثابت پر وضع کی تہمت لگائی ہو سوا بیہقی کے اور امام بیہقی نے اس حدیث کو کتاب المعرفۃ مین ذکر کیا اور وضع کیطرف نسبت نہین دی بلکہ ابن عدی اور دارقطنی کا قول بیان کیا جو اوپر گذر چکے انتہی۔ حافظ نے تلخیص مین کہا کہ بزار کی روایت مین جو سچا ہی ثابت بن حماد کے حماد بن سلمہ مذکور ہے خطا ہے اور صحیح ثابت بن حماد ہے اور یہ حدیث سوا ثابت کے اور کسی نے روایت نہین کی تمام ہم کہتا ہے اس صورت میں یہ حدیث قابل اعتماد کے نہ ٹہیری اور جو متابعت امام زیلعی نے نکالی تہی وہ بیکار ہو گئی

اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اوس سے حنفیہ کا مطلب نہیں نکل سکتا کہ پانی کے سوا اور رواں چیزیں بھی پاک کرنیوالی
ہیں اور حنفیہ کے امام جمال الدین زیلعی نے خود اسکو تسلیم کیا ہے جیسے اوپر گذرا اسلئے ہم کہتا ہیں حیض کا خون تو بالاتفاق
نجس ہے لیکن جو خون سبیلین کے سوا اور مقاموں سے نکلے اوسکی نجاست میں مجھے تردد ہے اور تردد کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ اپنے
زخموں میں نماز پڑھتے تھے جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خون نکلنے سے وہ وضو نہیں کرتے تھے اور یہ حدیث
عمار کی اگر صحیح ہوتی تو اس سے خون کی نجاست ثابت ہو جاتی مگر وہ ضعیف ہے اور قرآن میں جو بہتے خون کی
حرمت مذکور ہے اوس سے نجاست لازم نہیں آتی البتہ حنفیوں نے اس باب میں ایک اور حدیث ذکر کی ہے جسکو
نکالا دار قطنی نے روح بن غطیف سے اور اوس نے زہری سے اور اوس نے ابو سلمہ سے اور اوس نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لوٹائی جاویگی نماز درہم برابر خون سے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب کپڑے میں درہم برابر خون
ہو تو کپڑا دہویا جاوے اور نماز لوٹائی جاوے مگر امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث
ہے اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث موضوع ہے بلاشک اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نہیں فرمایا اسکو کوفہ
والوں نے تراش لیا ہے اور روح بن غطیف ثقات سے موضوعات نقل کرتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث
کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا یہ روایت کی گئی ہے نوح بن ابی مریم سے اوس نے یزید ہاشمی سے اوس نے زہری
سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً پھر کہا نوح بن ابی مریم شوکانی نے کہا اس حدیث کو خطیب نے
ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا اور یہ موضوع ہے اور نسبت کی ہے اوسکی وضع کی نوح بن ابی مریم کیطرف آگے
ہیں ہے کہ خطیب نے کہا نوح کذاب ہے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے روح بن غطیف کے طریقہ سے اور کہا حدیث
بیان کی مجھکو آدم نے اونہوں نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث
ہے نعیم بن حکم نے کہا نوح بن ابی مریم سردار ہے وضاعین اور کذابین کا اور اسی نے قرآن کی ہر سورت کے فضائل میں
ایک ایک حدیث بنائی ہے ذکر کیا ان حدیثوں کو صاحب کشاف نے اور ثعلبی نے اور ثابت کی انکی بیضاوی نے کنیت اسکی
ابو عصمہ تھی اور اسکو نوح جامع بھی کہتے تھے کیونکہ جامع تھا فقہ اور تفسیر اور تاریخ اور حدیث اور بہت سے علوم
کا اور یہ اصحاب میں سے تھا امام ابو حنیفہ کے کوفی ہیں کے اور یہی راوی ہے فقہ اکبر کا امام ابو حنیفہ سے باوجود ان
سب باتوں کے محدثین کے نزدیک کذاب اور وضاع تھا اور محدثین نے خود ابو حنیفہ میں کلام کیا ہے اور ان کو
ضعیف کہا ہے نسائی اور ابن عدی اور دارقطنی وغیرہم نے لیکن ثقہ کہا ہے اون کو یحیی بن معین اور بہت
اور لوگوں نے اور عبداللہ بن علی بن المدینی نے کہا میں نے اپنے باپ علی بن المدینی سے امام ابو حنیفہ کو پوچھا انہوں نے

اون کو بہت ضعیف کیا اور کہا پچاس حدیثون مین انہون نے خطا کی اور ابو حفص عمر بن علی فلاس نے کہا کہ ابو حنیفہ حدیث
کے حافظ نہ تہے مضطرب الحدیث اور ذاہب الحدیث تہے ابو بکر بن ابی داؤد جو شیخ ہین امام طحاوی حنفی کے وہ کہتے
ہین کہ ابو حنیفہ نے کل ڈیڑہ سو حدیثین روایت کی ہین اور غلطی کی ہے ان مین سے آدہی حدیثون مین اور امام
بخاری نے تاریخ مین کہا سکتوا عنہ و عن رایہ و حدیثہ بہرحال اہل حدیث امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب سے مطلق اپنی
کتابون مین روایت نہین کرتے اور جہان روایت کرتے ہین انکا ضعف بیان کرتے ہین یہانتک کہ ضعیف کیا
امام محمد اور امام ابو یوسف کو ایک جماعت نے اسی طرح زفر کو اور حسن بن زیاد لولوئی کی نسبت تو کہتے ہین کہ وہ
کذاب اور وضاع تہا البتہ اصحاب ابو حنیفہ مین ایک عبد اللہ بن مبارک ہین جو پیشوا تہے اہل الحدیث کے اور بڑے حافظ
اور ثقہ اور امام تہے خدا راضی ہو اون سے وہ ہر باب مین حدیث صحیح کی پیروی کرتے تہے چنانچہ ایک بار انہون نے
امام ابو حنیفہ کے پیچہے نماز پڑہی اور رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا امام ابو حنیفہ
نے نماز کے بعد بطور ظرافت کہا کہ تم اوڑ نہ گئے انہون نے کہا اگر مین پہلی بار رفع یدین کرنے مین اوڑ جاتا تو دوبارہ
بہی اوڑ جاتا امام بخاری نے کہا عبد اللہ بن مبارک حاضر جواب تہے انکا جواب سنکر ابو حنیفہ حیران ہو گئے اور جاننا
چاہیے کہ اس کلام سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ ایسے امام جلیل الشان کی ہم توہین و یا تضعیف کرین کیونکہ خدا وند کریم
انکا حال خوب جانتا ہے اور ان کے طریق پر ایک جم غفیر اہل اسلام کا چل رہا ہے بلکہ ہماری غرض اور ہے
وہ یہ کہ ہر فن کے لیے اللہ تبارک و تعالی نے جدا جدا اشخاص پیدا کیے ہین اور یہ ضرور نہین کہ جو شخص ایک فن مین
کامل ہو وہ دوسرے فن مین بہی کامل ہو امام غزالی اور بیضاوی اور آمدی اور فخر الدین رازی یہ سب علم اصول اور
کلام اور فلسفہ مین ید طولی رکہتے تہے مگر علم حدیث سے عاری تہے اور دوسری غرض ہماری یہ ہے کہ حدیث رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ شافعی کے قول کو مانین نہ ابو حنیفہ کے کیونکہ بہت سی حدیثین ان دونون
صاحبونکو نہین پہونچین تہین اور نہین روایت کیا بخاری اور مسلم نے امام شافعی رح امام ابو حنیفہ سے اور تیسری
غرض ہماری یہ ہے کہ لوگون نے امام ابو حنیفہ کے باب مین افراط کر رکہی ہے اور جو انکی واقعی شان ہے اوس سے بڑہا دیا
ہے جیسے رافضیون نے حضرت علی مرتضی کو بڑہا دیا ہے اور نصرانیون نے حضرت عیسی علیہ السلام کو شان امام ابو حنیفہ
کی جسقدر واقعی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک عالم تہے علماء سلف مین سے اور متبع تہے کتاب و سنت کے اور اہل سنت
اور جماعت کے طریقہ پر تہے اور اون سے غلطی اور خطا بہی ہوتی تہی جیسے اور عالمون سے ہوتی ہے پس جیسے اور
عالمون کا قول قرآن اور حدیث کے خلاف پہینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہے ایسے ہی امام ابو حنیفہ رح

کے بہی اقوال کو سمجھنا چاہیے یا اللہ تو ہدایت کر مسلمان بہائیوں کو کہ وہ افراط اور تفریط اور غلو اور تعصب اور
تشدد سے بچیں اور طریقہ حقہ پر قائم اور مستقیم ہو جاویں آمین یا رب العالمین حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ اَبِي حُبَيْشٍ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي
الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي قَالَ وَقَالَ اَبِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيئَ
ذٰلِكَ الْوَقْتُ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو معاویہ
محمد بن خازم ضریر نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اونہوں نے اپنے باپ عروہ بن الزبیر سے
انہوں نے ام المومنین حضرت صدیقہ سے انہوں نے کہا فاطمہ بنت ابی حبیش (قیس بن المطلب) جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں جو استحاضہ میں مبتلا رہتی ہوں پاک
نہیں ہوتی (یعنے حیض کا خون میعاد کے بعد بہی آتا رہتا ہے اوسیکو استحاضہ کہتے ہیں اور اسکا بیان آگے آویگا) کیا
میں نماز چہوڑ دوں آپنے فرمایا نہیں (نماز نہ چہوڑ) یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پہر جب تیرا حیض
آوے (یعنے عادت کے دن آویں) تو نماز چہوڑ دے اور جب یہ دن گذر جاویں تو خون اپنے بدن اور کپڑے سے دہو ڈال
ف یہاں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور امام بخاری کی باریکی فہم پر آفرین ہے کہ انہوں نے باب کے شروع میں صرف اتنا
کہا خون دہونیکا بیان اور حیض کا خون نہ کہا کیونکہ اس حدیث میں جس خون کے دہونے کا حکم ہے وہ صرف حیض کا نہیں
بلکہ استحاضہ کا خون بہی اس میں شامل ہے اور حافظ صاحب نے کہا کہ یہاں خون دہونے کا ذکر ہے اور غسل کرنے کا
ذکر نہیں اور مطلب یہ ہے کہ خون دہو ڈال اور غسل کرے اور یہ دوسری روایتوں سے ثابت ہوتا ہے جسکا ذکر کتاب الحیض میں
آویگا **ف** پہر نماز پڑہ ہشام نے کہا اور میرے باپ عروہ بن الزبیر نے کہا (یہ ہشام کا قول اسی سند سے مؤلف نے
بیان کیا جو حدیث میں ذکر کی تو یہ معلق نہیں ہے جیسے بعضوں نے سمجھا ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر وضو
کر ہر نماز کے واسطے (تو یہ حدیث میں داخل ہے نہ یہ کہ عروہ کا کلام ہے جیسے بعضوں نے سمجھا ہے) یہانتک کہ وہی وقت
پہر آوے (یعنے حیض کے دن پہر لوٹ کر آویں پہر نماز چہوڑ دے پہر جب ختم ہو جاویں تو غسل کر اور خون دہو اور نماز شروع
کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر اسیطرح ہمیشہ کیا کر **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے طہارت میں نکالا
اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے اور باقی بحثیں اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الحیض میں آویں گی

باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة۔ منی کے دھونے اور ملنے کا بیان اور عورت کی شرمگاہ کی جو تری لگ جاوے اوسکے دھونے کا بیان ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں منی کے ملنے کی حدیث نہیں نکالی لیکن ترجمہ باب میں اوس کے طرف اشارہ کیا جیسے اُنکی عادت ہے اور ملنا حضرت عائشہؓ سے منقول ہے ہم اسکو آگے بیان کرینگے اور دہونیکی اور ملنے کی حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ جو لوگ منی کو پاک کہتے ہیں وہ کہتے ہیں دہونیکا حکم استحباباً ہے نہ وجوباً اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اصحاب حدیث کا اور جو لوگ نجس کہتے ہیں وہ اسطرح تطبیق کرسکتے ہیں کہ دہونیکا حکم اسحالت میں ہے جب منی تر ہووے اور ملنے کا حکم اس صورت میں ہے کہ منی خشک ہے اور یہی طریقہ ہے حنفیہ کا اور پہلا قول راجح ہے کیونکہ اوس میں عمل ہوتا ہے حدیث اور قیاس دونوں پر اور رد کرتا ہے دوسرے طریقہ کو وہ جو ابن خزیمہ کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے کہ وہ چھڑا ڈالتین منی کو حضرتؐ کے کپڑے سے اذخر کی کاڑی سے پھر آپ نماز پڑھتے اوس میں اور کہرچ ڈالتین اسکو آپکے کپڑے سے جب وہ سوکہی ہوتی پہر آپ نماز پڑہتے اوس میں کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ تر منی کو بہی چھڑا ڈالنا کافی ہے اور دہونا ضرور نہیں مترجم کہتا ہے حنفیہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر منی غلیظ ہو تو اُسکا چھڑا ڈالنا کافی ہے خواہ تر ہو یا سوکہی اور جو رقیق ہو تو اسکو دہونا چاہیے اس صورت میں حافظ صاحب کا یہ اعتراض دفع ہوجاویگا۔ پہر حافظ صاحب نے کہا کہ امام مالک نے ملنے کی حدیث کو نہیں پہچانا اور مالکیہ کے نزدیک ہر حال میں منی کو دہونا چاہیے جیسے اور نجاستوں کو اور ملنے کی حدیث حجت ہے اون پر اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ ملنے سے مراد پانی لگا کر رگڑنا ہے اور یہ مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے حضرت عائشہ سے اُنہوں نے کہا تم نے مجھکو دیکھا ہوتا میں سوکہی منی کو ملتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخون سے اور روایت کیا ترمذی نے اور کہا صحیح ہے ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے مہمان پر اعتراض کیا کپڑا دہونے پر اور کہا کیوں بگاڑا ہمارا کپڑا اوسکو کافی تہا کہ مل دیتا اپنی انگلیوں سے اور میں نے اوسکو ملا ہے اپنی انگلیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ جس کپڑے سے حضرت عائشہؓ نے منی کو ملا تہا وہ سونیکا کپڑا تہا اور جسکو دہویا تہا وہ نماز کا کپڑا تہا اور یہ بہی مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے کہ تو نے مجھکو دیکھا ہوتا میں منی کو ملتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز پڑہتے اوس میں اور اس سے زیادہ تصریح ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو مل ڈالتین اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور بعضوں نے ملنے کی حدیث سے جو استدلال کیا ہے منی کی طہارت پر اسپر یہ اعتراض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منی پاک تہی جیسے آپکے تمام فضلے پاک تہے اور فقہا نے لکہا ہے کہ بول و براز بہی آپ کا نجس نہ تہا اور عینی

شارح بخاری نے لکھا ہی کہ مذہب امام ابوحنیفہ کا یہی ہے (تواریخ حبیب آلہ) اور اسکا جواب یہ ہے کہ بر تقدیر صحیح ہونے اس امر کے
کہ یہ آپکے خصائص مین سے ہو تہا آپ کی منی جماع سے ہوتی اور اس مین عورت کی بہی منی شریک ہتی ہے پس اگر منی
نجس ہوتی تو آپ اکتفا نکرتے اوسکے ملنے پر اور اسی سے حجت لی ہے شیخ موفق نے عورت کی فرج کی رطوبت کو پاک ہونے
پر اور یہ بہی کہا کہ جس نے کہا کہ منی مذی سے خالی نہین ہوتی اس سبب سے نجس ہو گی اسکا قول غلط ہے کس لیے کہ منی اسوقت
نکلتی ہے جب شہوت تیز ہوتی ہے اسوقت مذی اور پیشاب نہین نکلتا جیسے احتلام کیحالت مین اور مولف نے اس
باب مین وہ حدیث بیان نہین کی جس سے عورت کی رطوبت کا دہونا نکلے اور اس باب مین ایک صریح حدیث ہے جسکو
مولف نے ذکر کیا کتاب الغسل کے آخر مین حضرت عثمان سے اور یہان استنباط کیا اس مطلب کو اس طرح کہ جو منی کپڑے
مین لگتی ہے وہ بہی غالبا عورت کے منی اور رطوبت کے ساتھ ملی ہوتی ہے تمام ہوا کلام حافظ کا حدثنا عبدان
قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا عمرو بن ميمون الجزري عن سليمان بن يسار عن عائشة قالت
كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة وان بقع الماء في
ثوبه ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ ابن مبارک نے انہون نے کہا خبر دی ہم
کو عمرو بن میمون جزری نے انہون نے سلیمان بن یسار سے انہون نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے انہون نے کہا
مین جنابت کو یعنے اوسکے اثر کو یعنے منی کو) دہوتی تہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر آپ باہر
نکلتے تہے حجرہ سے مسجد کیطرف نماز کے لیے اور پانی کے دہبے آپکے کپڑے مین ہوتے ف کیونکہ آپ جلدی
مین نکل آتے اوسی کپڑے کو پہنے ہوے اور دوسرا کپڑا آپکے پاس نہوتا بدلنے کو اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے
کہ مین وہ نشان دیکہتی آپکے کپڑے مین یعنے وہ سوکہتا نہ تہا اور نکالا اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی نے اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے سب نے طہارت مین (قسط) حدثنا قتيبة
قال حدثنا يزيد قال حدثنا عمرو عن سليمان قال سمعت عائشة ح وحدثنا مسدد قال حدثنا
عبد الواحد قال حدثنا عمرو بن ميمون عن سليمان بن يسار قال سالت عائشة عن المني
يصيب الثوب فقالت كنت اغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة
واثر الغسل في ثوبه بقع الماء ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ ابن سعید نے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے یزید ابن زریع یا یزید بن ہارون نے ترجیح دی حافظ نے ابن زریع کو اور قطب حلبی اور عینی نے ابن
ہارون کو انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو ابن میمون نے انہون نے روایت کی سلیمان سے انہون

نے کہا مین نے سنا حضرت عائشہؓ سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے عبدالواحد بن زیاد بصری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہون نے روایت کی سلیمان
بن یسار سے (فقیہ مشہور مولی ام المومنین میمونہ کے) اونہون نے کہا مین نے پوچھا حضرت عائشہ سے منی کو جو کپڑے مین لگ
جاوے اونہون نے کہا مین اوسکو دہوتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پہر آپ نکلتے تہے نماز کو اور دہونے
کا نشان یعنے پانی کے دہبے آپ کے کپڑے مین ہوتے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتون سے شرع کا مسئلہ
پوچھنا درست ہے گو شرم کی بات ہو اور بی بیون کو خاوند کی خدمت لازم ہے اور مصنف نے اس سے یہ دلیل لی کہ جب
نجاست کا جرم دور ہو جاوے اور اوسکا نشان رہجاوے تو کچھ ضرر نہین اور ذکر کیا منی کا اور قیاس کیا اور
چیزونکو اوسپر اور اشارہ کیا اس سے اوس روایت کی طرف جو ابوداؤد نے نکالی ابوہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے
کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے حیض آتا ہے تو مین کیا کرون آپ نے فرمایا جب تو حیض سے
پاک ہو تو اوس کپڑے کو دہو ڈال پہر اوس مین نماز پڑہ اونہون نے کہا اگر خون نہ نکلے آپ نے فرمایا کافی ہے تجھکو
پانی اور ضرر نہ کریگا تجھکو اسکا نشان اور اس کا اسناد ضعیف ہے لیکن اسکا ایک شاہد ہے مرسل ذکر کیا اوس کو
بیہقی نے اور نشان سے مراد وہ دہبہ ہے جسکا مٹانا مشکل ہو تاکہ اس حدیث مین اور ام قیس کی حدیث مین مطابقت
ہو جاوے جس مین یہ ہے کہ رگڑ اوسکو پتھر سے یا کہدار لکڑی سے اور دہو اوسکو پانی اور بیری سے نکالا اوسکو ابوداؤد نے
اور اسکا اسناد حسن ہے اور یہ حدیث مصنف کی شرط پر نہ تہی اسلیے اس حدیث سے جو انکی شرط پر تہی یہ مطلب نکال لیا
جیسے انکی عادت ہے مترجم کہتا ہے یہ شرح متعلق ہے اگلے باب سے جو اسکے بعد آتا ہے اور مولف نے اس مین
اسی حدیث کو بیان کیا ہے **شوکانی** نے نیل مین کہا امام احمد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دور کرتے تہے منی کو اپنے کپڑے سے اذخر کی کاڑی سے پہر نماز پڑہتے تہے اوسمین اور رگڑ لیتے
تہے منی کو اپنے کپڑے سے جب وہ خشک ہوتی پہر نماز پڑہتے اوس مین اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے
کہ مین منی کو رگڑ ڈالتی حضرت کے کپڑے سے پہر آپ جاتے اور نماز پڑہتے اوس مین اور اس حدیث کو امام بخاری نے
مسنداً بیان نہین کیا لیکن ترجمہ باب مین اوسکو ذکر کیا اور ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ پہر آپ نماز پڑہتے اس
کپڑے مین اور ترمذی کی روایت مین ہے کبھی مین اوسکو رگڑ ڈالتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے
سے اپنی انگلیون سے اور ایک روایت مین ہے کہ مین اوسکو چہیل ڈالتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے جب وہ سوکھی ہوتی اپنے ناخون سے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی اور دارقطنی نے نکالا

حضرت عائشہ سے کہ وہ چھیل ڈالتین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور آپ نماز پڑھتے ہوتے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اور ابو بکر بزار نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جب وہ سوکہی ہوتی اور دہو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی بزار نے کہا یہ حدیث مرسل ہے حافظ نے کہا اسنا کی صحیح طریقوں سے ثابت ہی نکالا اوسکو ابن جارود نے منتقی مین ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک مہمان تہا اوسکو جنابت ہوئی وہ دہونے لگا اوس مقام کو کپڑے سے جو بہر گیا تہا اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے اوسکے مل ڈالنے کا اور کہا کہ منی کے دہونیکا حکم اسکی کوئی اصل نہین منتقی مین ہے کہ دار قطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو حضرت کے کپڑے مبارک سے جب وہ سوکہی ہوتی اور دہو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہی کہ دہونا اور ملنا دونو درست ہین اور روایت کیا دار قطنی نے ابن عباس سے کہ پوچہے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جب کپڑے مین لگجاوے آپنے فرمایا منی ناک کی رینٹ اور تہوک کیطرح ہے اور کافی ہے تجھکو یہ کہ پونچہہ ڈالے اوسکو چیتہڑے یا اذخر سے دار قطنی نے کہا نہین مرفوع کیا اوسکو مگر اسحاق ارزق نے شریک سے مین کہتا ہون یہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اسحاق امام ہے اور صحیحین مین اوس سے روایت کی ہی تو اسکا رفع اور اسکی زیادت مقبول ہے انتہے شوکانی نے کہا ابن عباس کیحدیث کو بیہقی اور طحاوی نے مرفوعًا روایت کیا اور نکالا اوسکو امام بیہقی نے موقوفًا بہی ابن عباس پر اور کہا کہ موقوفًا صحیح ہے اور اختلاف کیا ہی علما نے منی مین تو عترت اور ابو حنیفہ اور مالک کا یہ قول ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر منی سوکہی ہو تو مل ڈالنا بہی کافی ہے طہارت کیلیے اور ایسی ہی ایک روایت ہی امام احمد سے اور عترت اور مالک کا یہ مذہب ہے کہ اسکا دہونا ہر حال مین ضرور ہے تر ہو یا سوکہی اور لیث نے کہا کہ منی نجس ہے لیکن نماز کا لوٹانا اوس سے لازم نہین اور حسن بن صالح نے کہا منی اگر کپڑے مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین گو وہ کثیر ہو اور جو وہ بدن مین لگی ہو تو لوٹانا ضرور ہی گو وہ قلیل ہو ابن حزم نے محلی مین کہا ہمنے منی کا دہونا نقل کیا ہے حضرت عمر اور ابو ہریرہ اور انس اور سعید بن المسیب سے اور شافعی اور داؤد نے کہا اور یہی ایک روایت ہی جو زیادہ صحیح ہے امام احمد سے کہ منی پاک ہے نووی نے کہا اہلحدیث کا بہی یہی مذہب ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ سے اور جسنے گمان کیا کہ شافعی متفرد ہین اس قول سے اوسنے غلطی کی جو لوگ نجس کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین کہ منی کا دہونا حدیث مین موجود ہے اور دہونا اوسی چیز سے ہوتا ہے جو نجس ہو اور جواب یہ ہے کہ حدیث مین دہونیکا حکم نہین بلکہ حضرت عائشہ

کا فعل منقول ہے کہ وہ دہوتی تہین اور اُن کا فعل حجت نہین ہے اور بہ فرض تسلیم دہونے سے نجاست لازم نہین آتی کیونکہ جائز ہے دہونا پاک چیز سے جیسے خوشبو مٹی وغیرہ سے تو منی کا دہونا جو طبعًا مکروہ ہے بطریق اولی جائز ہوگا اور حجت لیتے ہین عمار کی حدیث سے کہ دہویا جاویگا کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور مذی اور منی اور قے اور خون سے نکالا اسکو بزار اور ابو یعلے موصلی نے اپنی مسندون مین اور ابن عدی نے کامل مین اور دارقطنی اور بیہقی اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفہ مین اور جواب یہ ہے کہ ان سب نے اس حدیث کو ضعیف کہا سوا ابو یعلی کے کیونکہ اوسکے اسناد مین ثابت بن حماد ہے نسبت دی ہے بعضون نے وضع کی اوسکی طرف لالکائی نے کہا اجماع ہے اوسکی حدیث متروک ہونے پر طبرانی نے کہا منفرد ہوا اوسکے ساتہہ ثابت بن حماد اور نہین روایت کیجاتی یہ حدیث عمار سے مگر اسی اسناد سے حافظ ذہبی نے کہا روایت کیا اوسکو بزار اور طبرانی نے ابراہیم بن زکریا کے طریق سے اور اوسنے حماد بن سلمہ سے اوسنے علی بن زید سے لیکن ابراہیم ضعیف ہے اور اسنے غلطی کی اس حدیث مین اوسکو روایت کرنا ہے ثابت بن حماد نہ حماد بن سلمہ تو ایسی حدیث سے حجت لینا درست نہین (اس حدیث کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) جو لوگ منی کو پاک کہتے ہین وہ ملنے کی حدیث سے دلیل لیتے ہین اور جواب اوسکا ہے جو اوپر گذرا کہ یہ فعل ہے حضرت عائشہؓ کا مگر اس فعل کی اطلاع ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ہوگی کیونکہ آپ نماز پڑہتے تہے اوس مین اور اگر آپ کو اطلاع نہ ہوتی اور منی نجس ہوتی تو وحی سے آپ کو بتلا دیا جاتا جیسے جوتیون کی نجاست بتلا دی گئی دوسرے یہ کہ تر منی کو دور کر دینا اور سوکہی کو مل ڈالنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے جیسے اوپر گذرا اور یہ بہی ثابت ہے کہ آپنے حکم دیا مل ڈالنے کا اور فرمایا کہ کافی ہے تجہکو اسکا پونچہہ ڈالنا کپڑے کے ٹکڑے یا اذخر سے (جو ایک گہانس ہے خوشبودار) اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس سے منی کی طہارت ثابت نہین ہوتی بلکہ اسکے پاک کرنے کا طریقہ نکلتا ہے تو غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ نجس ہے لیکن اوسکے پاک کرنے مین تخفیف کی گئی ہے اور ہر ایک نجاست کو پانی سے دہونا ضرور نہین ہے نہ لازم آویگا کہ جوتے مین جو پلیدی لگ جاوے وہ پاک ہو کیونکہ اوسکو بہی پانی سے دہونا ضرور نہین بلکہ صرف زمین پر رگڑنا کافی ہے اور دلیل لیتے ہین اس سے کہ آپنے منی کو رینٹ اور تہوک کی طرح فرمایا اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جیسے بیہقی نے کہا تو صحیح یہ ہے کہ منی نجس ہے لیکن اسکا پاک کرنا اون سب طریقون سے درست ہے جو حدیثون مین وارد ہین انتہے مختصرًا زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو منی کی نجاست ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث نقل کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہؓ سے فرمایا دہو اوسکو اگر تر ہو اور مل ڈال اوسکو اگر خشک ہو تو یہ حدیث نہین ملی البتہ دارقطنی نے سنن مین حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ

مین منی کو مل ڈالتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک سے جب خشک ہوتی اور دہو ڈالتی تہی جب تر ہوتی اور
روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند مین اور کہا نہین مسند کیا اسکو کسی نے سوا عبد اللہ بن الزبیر کے اور لوگ اسحدیث
کو عمرہ سے مرسلاً روایت کرتے ہین ابن جوزی نے تحقیق مین کہا حنفیہ حجت لاتے ہین اُس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے
بیان کی اور یہ حدیث نہین ملی البتہ اوسکی مثل حضرت عائشہ صدیقہ کے کلام سے مروی ہے پہر ذکر کیا اوس حدیث
کو جو دارقطنی اور بزار نے نکالی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین خالد بن ابی عزہ سے کہ ایک شخص نے
حضرت عمر سے پوچہا تو کہا کہ مجھے احتلام ہوا ایک چادر پر اونہون نے کہا اگر تر ہو تو اوسکو دہو ڈال اور جو خشک
ہو تو مل ڈال پہر اگر تیرے اوپر چہپ گئی ہو تو پانی چہڑک دے اوسپر اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ پوچہی
گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جو کپڑے مین لگ جاوے اخیر تک جیسے اوپر گذری دارقطنی نے کہا اوس کو
رفع نہین کیا مگر اسحاق ازرق نے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اسحاق سے صحیحین مین روایت ہے اور رفع زیادت
ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور جس نے اسحدیث کو موقوف کیا اوس نے یاد نہ رکہا اور روایت کیا اسحدیث
کو بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین شافعی کے طریق سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے عمرو بن دینار اور ابن جریج سے
اون دونون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے موقوفاً اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور روایت
کی گئی ہے یہ حدیث شریک سے اُنہون نے ابن ابی لیلے سے اونہون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعاً لیکن
وہ ثابت نہین ہے مترجم کہتا ہے ابن جوزی نے جو اسحدیث کا رفع صحیح رکہا یہ تعجب ہے اون سے اور متابعت کی اون کی
ابن تیمیہ نے منتقے مین حالانکہ اسکا رفع صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ اسحاق ازرق اگرچہ ثقہ ہے مگر اسحاق نے اوسکو
روایت کیا شریک قاضی سے اور شریک بڑا غلطی کرنیوالا ہے جیسے ترمذی نے کہا پس گمان غالب ہے کہ غلطی
کی اوس مین شریک نے اور بجاے وقف کے رفع کیا اور اسی لیے امام بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہین ہے
اور سکوت کیا بیہقی کے قول پر حافظ نے تلخیص مین اور کہا کہ جو روایت کیا اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے اور نہین
ذکر کیا اسحدیث کو حافظ نے فتح مین جیسا کہ گذرا حالانکہ استدلال اوس سے صاف ہے بہ نسبت اور حدیثون کے
اور نہین اعتراض کیا بیہقی کے قول پر امام شوکانی نے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین
حضرت عائشہ کی اس حدیث کو کہ مین مل ڈالتی تہی منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کپڑے سے جب سوکہی ہوتی
اور دہو ڈالتی تہی یا مسح کر ڈالتی تہی جب وہ تر ہوتی طحاوی نے کہا شک کیا اوس مین حمیدی نے اور حمیدی
نے اوسکو روایت کیا بشر بن بکر سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے یحیی بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے اُنہون نے

عائشہ سے تو متابعت کی حمیدی نے عبد اللہ بن زبیر کی اس حدیث کو رفع میں اور باطل ہوا قول دارقطنی کا کہ نہیں مسند کیا اسکو کسی نے مگر عبد اللہ بن زبیر نے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت عائشہ کی حدیث کو جو اس کتاب میں ہے مختلف سندون اور لفظون سے ایک لفظ یہ ہے ہمام بن حارث سے کہ وہ اترے تھے حضرت عائشہ کے پاس انکو احتلام ہوا تو ایک لونڈی نے حضرت عائشہ کی انکو دیکھ لیا اور وہ دہو رہے تھے اثر جنابت کا اپنے کپڑے سے یا اپنا کپڑا دہو رہے تھے اوس لونڈی نے حضرت عائشہ کو خبر کی انہون نے کہا میں نے دیکھا اپنے تئین اور میں زیادہ نہ کرتی تھی اسپر کہ مل ڈالتی اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے جب سوکھ جاتی تو مین اوسکو مل ڈالتی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت کی چادر سے منی کو چھیل ڈالتی اور ہماری چادرین انکے اوڑھنے کی تھین امام طحاوی نے کہا بعضے لوگ اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور منی کے گرنے سے پانی نجس نہین ہوتا اور وہ مثل بلغم کے ہے جو سینہ سے نکلے اور انکی دلیل یہی حدیثین ہین اور مخالفت کی انکی اور علماء نے اور کہا کہ منی نجس ہے اور وہ کہتے ہین ان حدیثون سے یہ نہین نکلتا کہ منی نجس نہین ہے کیونکہ ان حدیثون مین جس کپڑے کا ذکر ہے وہ سونیکا کپڑا تھا نہ نماز کا کپڑا اور جو کپڑے پاخانہ یا پیشاب یا خون یا پیشاب سے نجس ہو جاوین انمین سونا جائز ہے البتہ نماز جائز نہین تو احتمال ہے کہ منی بھی ایسا ہی ہو اور یہ حدیثین اوسوقت حجت ہوتین جب ہم یہ کہتے کہ نجس کپڑون مین سونا جائز نہین اور ہم تو اوسکے جواز کے قائل ہین تو یہ حدیثین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمارے خلاف نہ ہوئین اور دوسری روایت نکالی حضرت عائشہ سے کہ منی دہوتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پھر آپ نماز کو نکلتے اور پانی کے دہبے آپکے کپڑے مین ہوتے اور معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا کہ انہون نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے مین نماز پڑہتے تھے جس مین تمہارے ساتھ سوتے تھے انہون نے کہا ہان جب اوس مین کچھ نجاست نہ ہوتی اور روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون کی چادرون مین نماز نہین پڑہتے تھے طحاوی نے کہا ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے مین نماز نہین پڑہتے تھے جس مین سوتے تھے جب اوسمین کچھ جنابت لگ جاتی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسود اور ہمام نے جو حضرت عائشہ سے اس باب مین نقل کیا وہ سونے کے کپڑے مین ہے نہ نماز کے کپڑے مین اس دلیل کا جواب وہ لوگ جو منی کو پاک جانتے ہین یہ دیتے ہین کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے مین ملتی تھی منی کو حضرت کے کپڑے سے جب وہ سوکھی ہوتی اپنی انگلیون سے پھر آپ اوس مین نماز پڑہتے اور اوسکو دہوتی نہین اور ایک روایت مین یہ ہے

کہ مین ملتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر آپ نماز پڑھتے تھے اون مین تو ان حدیثون سے یہ نکلتا
ہے کہ حضرت عائشہ نماز کے کپڑے سے بھی منی کو مل ڈالتین ابو جعفر طحاوی نے کہا ان حدیثون سے منی کی طہارت ثابت
نہین ہوتی بلکہ جائز ہے کہ منی نجس ہو اور اسکی پاکی ملنے سے ہو جاوے جیسے جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے چنانچہ
روایت کیا ابو ہریرہؓ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نجاست کو روندے اپنے موزے یا
جوتے سے تو ان دونون کی پاکی مٹی ہے اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ جوتے مین جو نجاست لگی وہ پاک ہے ایسا ہی
منی کے باب مین بھی کہا جاویگا اور حضرت عائشہ سے ایک روایت ایسی ہے جس سے منی کی نجاست نکلتی ہے پھر نکالا
اپنی سند سے کہ اونھون نے کہا جب منی کپڑے مین لگ جاوے پھر تو اوسکو دھو ڈال اور جو نہ دیکھے تو اوس پر پانی چھڑک
دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اس باب مین مختلف روایتین ہین پھر نکالا سعد بن ابی وقاص سے
کہ وہ مل ڈالتے تھے جنابت کو اپنے کپڑے سے اور نکالا یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب سے کہ اونھون نے عمرہ کیا حضرت
عمر کے ساتھ کئی سوارون مین جن مین عمرو بن عاص بھی تھے اور حضرت عمر رات کو اوترے راہ مین کسی پانی کے پاس
انکو احتلام ہو گیا اور صبح ہونیکو تھی پانی نہ ملا سوارون مین وہ سوار ہو گئے اور پانی کے پاس آئے اور احتلام کا اثر جو
دیکھا اوسکو دھونے لگے یہانتک کہ صبح کی روشنی ہو گئی عمرو نے کہا ہمارے پاس اور کپڑے ہین تم چھوڑ دو اس
کپڑے کو حضرت عمر نے کہا مین دھو ڈالون گا جو دیکھون گا اور پانی چھڑک دونگا جہان نہین دیکھون گا اور نکالا
اسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ بھی ہے تعجب ہے تجھسے اے ابن عاص اگر تیرے پاس اور کپڑے ہین تو کیا سب آدمیون
کے پاس کپڑے ہین قسم خدا کی اگر مین ایسا کرون تو سنت ہو جاوے بلکہ مین دھوؤن گا جو دیکھون گا اور جہان نہ
دیکھون گا وہان پانی چھڑک دونگا اور نکالا زید بن الصلت سے انھون نے کہا مین حضرت عمر کے ساتھ نکلا جرف تک
انھون نے دیکھا تو اونکو احتلام ہو گیا تھا اور انھون نے غسل نہین کیا تھا اونھون نے کہا قسم خدا کی مین سمجھتا ہون
مجھے احتلام ہو گیا اور مجھے خبر نہین ہوئی مین نے نماز پڑھ لی اور غسل نہین کیا پھر اونھون نے غسل کیا اور جو کچھ نشان
اپنے کپڑے مین دکھلائی دیا اوسکو دھو ڈالا اور جو نہ دکھلائی دیا اوس پر پانی چھڑک دیا اور روایت کیا ابو ہریرہ
سے اونھون نے کہا منی جو کپڑے مین لگ جاوے تو اگر تو اوسکو دیکھے تو دھو ڈال ورنہ سارے کپڑے کو دھو اس سے نکلتا
ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منی کو نجس جانتے تھے اور نکالا ابن عباس سے انھون نے کہا پونچھ ڈالو منی کو اذخر سے
اور ترمذی نے معلقًا ابن عباس سے نکالا کہ منی مثل رینٹ کے ہے تو دور کر دے اوسکو لیپنے سے اگرچہ اذخر سے
ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منی اون کے نزدیک پاک تھی اور نکالا جبلہ بن سحیم سے انھون نے کہا مین نے ابن عمر سے

پوچھا کسی نے جو کپڑے مین لگ جاوے انہون نے کہا دہو ڈال اوسکو پانی سے یا چھڑک دے پانی اوسپر حدیث مین نضح کا لفظ ہی طحاوی نے کہا نضح کبھی دہونے کے معنون مین بہی آتا ہے جیسے ایک حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پہچانتا ہون ایک شہر کو جسکے ایک کنارے دریا نضح کرتا ہے (یعنے رواں ہی) اور ذکر کیا عبد الملک بن عمیر سے جابر بن سمرہ سے پوچھا گیا مین انکے پاس تہا کہ کوئی شخص نماز پڑہے اوس کپڑے مین جسکو پہنکر اوس نے صحبت کی ہو اپنی بی بی سے اونہون نے کہا اوس مین نماز پڑہ مگر جب حال مین تو اوسپر کچہ دیکہے تو دہو ڈال اوسکو اور مت پانی چہڑک کیونکہ پانی چھڑکنے سے وہ اور برا ہو جاویگا (یعنے نجاست پہیل جاویگی اور پاک نہ ہوگا) اور روایت کیا عبد الکریم بن رشید نے اونہون نے کہا پوچہے گئے انس بن مالک اوس چادر سے جس مین جنابت لگ جاوے اور اسکا مقام معلوم نہ ہو اونہون نے کہا دہو ڈال اسکو ابو جعفر نے کہا جب اوس مین اختلاف ہوا صحابہ کا تو ہمنے قیاس کیا تو معلوم ہوا کہ منی زیادہ غلیظ ہی سب چیزون مین کیونکہ اس سے بڑی طہارت واجب ہوتی ہے اور جو چیزین کہ انکا نکلنا حدث ہی جیسے پیشاب یا پائخانہ یا حیض یا استحاضہ کا خون وہ سب نجس ہین پس منی بہی اسیطرح نجس ہوگی اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصرًا

بَابٌ إِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ أَوْغَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ

اگر منی یا اور کوئی نجاست کو دہووے لیکن اسکا نشان نہ جاوے تو کیا حکم ہے **ف** قسطلانی نے کہا اگر اسکا نشان دور ہو نا سہل ہو تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا اور جب دشوار ہو تو پاک ہو جاویگا جیسے روضہ مین ہے اور یہی حکم ہے بوکا اور جو بو اور رنگ دونو باقی ہون تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا انتہی مختصرًا

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيهِ بُقَعُ الْمَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمٰعیل منقری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد ابن زیاد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن میمون نے اونہون نے کہا مین نے سنا سلیمان بن یسار سے کپڑے مین جو جنابت (منی) لگ جاوے اونہون نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا مین دہوتی تہی اوسکو منی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز کو نکلتے اور دہونیکا نشان (یعنے جنابت کا) اور یہی مطلب صحیح ہے تاکہ حدیث ترجمہ باب کے موافق ہو یا پانی کا نشان اکپڑے مین ہوتا یعنے پانی کے دہبے قسطلانی نے کہا امام بخاری نے سوا منی کے اور کوئی حدیث ایسی ذکر نہین کی جس سے اور نجاست کا حکم بہی معلوم ہو تو شاید انہون نے قیاس کیا اور نجاستون کو منی پر انتہے مترجم نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاری کا

یہی مذہب ہی ہے کہ منی نجس ہے۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صلعم ثُمَّ أَرَاهُ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون بن مہران نے اور انہوں نے روایت کی سلیمان بن یسار سے اونہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دہوتی تہین منی کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر حضرت عائشہ نے کہا مین دیکہتی تہی اوسکو (یعنے منی کو) اوس کپڑے مین ایک دہبہ یا کئی دہبے (احتمال ہے کہ یہ حضرت عائشہ کا کلام ہو یا راوی کی شک ہو کہ حضرت عائشہ نے ایک دہبا کہا یا کئی دہبے)

باب أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا باب بیان مین اوسکے کہ اونٹ اور چارپایون اور بکریون کا پیشاب کیسا ہے (یعنے نجس ہے یا پاک) اور بیان بکریون کے تہانون کا

وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ الْبَرِيدِ وَالسِّرْقِينِ وَالْبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ هَهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ اور ابوموسی اشعری (عبداللہ بن قیس) نے نماز پڑہی دار البریدین (جو ایک مکان تہا کوفہ مین جہان خلفاء کے ایلچی جو امرا پاس جاتے اوترا کرتے اور ابوموسی امیر تہے کوفہ کے حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ مین) اور گوبر مین (یعنے اوس دار البریدین لید اور گوبر بہت تہا ابوموسی نے وہین نماز پڑہی) حالانکہ جنگل اونکے پہلو مین تہا (یعنے پاک صاف صحرا قریب تہا کچہ دور نہ تہا اور ابوموسی بآسانی وہان جاکر نماز پڑہ سکتے تہے) پہر اونہون نے کہا یہ جای (جہان لید اور گوبر ہے) اور وہ جای (صاف اور پاک جنگل کی) دونون برابر ہین (نماز درست ہونے مین) **ف** حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابونعیم شیخ البخاری نے اپنی کتاب الصلوۃ مین وصل کیا اعمش سے انہون نے مالک بن الحویرث سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے کہا کہ ابوموسی نے نماز پڑہائی ہمارے دار البریدین مین اور وہان گوبر تہا اور جنگل دروازے پر تہا لوگون نے کہا کاش آپ دروازے پر نماز پڑہتے انہون نے یہی جواب دیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوموسی کے نزدیک لید گوبر اور پیشاب پاک تہا جبہی انہون نے کہا کہ یہ مقام اور جنگل کا مقام برابر ہے قسطلانی نے کہا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اس روایت کو نکالا اوس مین یہ ہے کہ پہر نماز پڑہائی انہون نے ہمارے ساتہ گوبر اور گہاس پر ہم نے کہا تم یہان نماز پڑہتے ہو اور جنگل تمہارے پہلو مین ہے انہون نے کہا جنگل اور یہ مقام دونو برابر ہین۔ حافظ نے کہا اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ احتمال ہے کہ ابوموسی نے کپڑا بچہا کر وہان نماز پڑہی ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر کپڑا نہ بچہانا ہے اور یہی اصل ہے اور روایت کیا اوسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع مین اعمش سے اپنی سند سے اوس مین یہ ہے کہ نماز پڑہی ہمارے ساتہہ ابوموسی نے اوس جگہہ پر جہان گوبر تہا

اور اس سے نکلتا ہے کہ کپڑا حائل نہ تہا اور سعید بن منصور نے سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کیا کہ نماز پڑہنا چادر پر جسپر بیٹ
ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اولی یہ ہے کہ یوں کہیں یہ ابو موسی کا فعل ہے اور مخالفت کی انکی اور صحابہ نے جیسے ابن عمر نے
اور اوروں نے تو وہ حجت نہ ہوگا اور شاید ابو موسی طہارت کو نماز کی صحت کی شرط نہ سمجہتے ہونگے بلکہ اوسکو ایک جداگانہ
واجب جانتے ہونگے اور یہ مذہب مشہور ہے اور ایسی ہی ایک روایت اور صحابی سے گذر چکی ہے کہ وہ نماز پڑہتے گئے حالانکہ
انکے بدن سے بہت سا خون بہا تو اس روایت میں دلیل نہ ہوگی کہ لید اور گوبر پاک ہے جیسے اوس روایت میں حجت نہیں
کہ خون پاک ہے اور تمسک کرنا ابو ہریرہ کی عام حدیث سے اولے ہے جسکو صحیح کہا ابن خزیمہ نے کہ بچو پیشاب سے کیونکہ اکثر
عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے کیونکہ وہ شامل ہے تمام پیشابوں کو خواہ حلال جانوروں کے ہوں یا حرام جانوروں کے اون
سب سے بچنا بہتر ہے اس وعید کے خیال سے تمام ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ حلال جانور
کی لید اور پیشاب پاک ہے اسیواسطے ابو موسی کی روایت لائے اور ابو ہریرہ کی حدیث کی تاویل کی کہ مراد اوس سے آدمی
کا پیشاب ہے اور اس حدیث کا بیان ہے اسکے سب طریقوں اور لفظوں کے اوپر گذر چکا حدثنا سليمان بن حرب
قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي قلابة عن انس قال قدم اناس من عكل او عرينة
فاجتووا المدينة فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم بلقاح وان يشربوا من ابوالها والبانها فانطلقوا
فلما صحوا قتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم واستاقوا النعم فجاء الخبر في اول النهار فبعث في آثارهم
فلما ارتفع النهار جيء بهم فامر فقطع ايديهم وارجلهم وسمرت اعينهم والقوا في الحرة
يستسقون فلا يسقون قال ابو قلابة فهؤلاء سرقوا وقتلوا وكفروا بعد ايمانهم وحاربوا الله
ورسوله ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
حماد بن زید بن درہم ازدی نے انہوں نے روایت کی ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ عبد اللہ سے انہوں نے
انس بن مالک سے انہوں نے کہا کچھ لوگ عکل یا عرینہ کے آئے ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عکل یا
عرینہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں عکل عدنان میں سے ہے اور عرینہ قحطان میں سے اور یہ شک حماد کی ہے جو راوی ہے
اسحدیث کا اور عبد الرزاق کی روایت میں ابو ہریرہ سے یہ ہے کہ وہ بنی فزارہ کے لوگ تہے اور یہ غلط ہے اور صحیح وہ ہے جو بخاری
میں نکالا کہ عکل اور عرینہ کے اور ابو عوانہ اور طبری کی روایت میں کہ وہ چار آدمی تہے عرینہ کے اور تین عکل کے
اور مصنف نے جہاد اور دیات میں نکالا کہ وہ آٹھ آدمی تہے تو شاید آٹھواں آدمی تیسرے قبیلہ کا ہو اور ابن اسحاق
نے مغازی میں کہا کہ یہ لوگ غزوہ ذی قرد کے بعد آئے تہے جو جمادی الآخری سنہ ۶ میں ہوا اور واقدی نے کہا

شوال مین ہوا (فتح ملخصًا) ف انکو مدینہ مین پیٹ کی بیماری ہو گئی ف ایک روایت مین اتنا زیادہ ہو کہ وہ اسلام
لائے ودہ شکر مین ہو کہ بیعت کی اونہون نے اسلام پر حافظ نے کہا اجتووا کے معنے یہ بھی ہین کہ اون کو برا معلوم ہوا مدینہ
مین رہنا یا انکو وہان کا کہانا ناموافق ہوا ایک روایت مین ہو اونہون نے کہا یا نبی اللہ ہم تھنون والے تھے (یعنی جانور
والے) اور کہیتی والے نہ تھے دوسری مین ہو کہ کچھ لوگون کو بیماری تھی اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو جگہہ دیجیے
اور کہانا کہلایے جب وہ اچھے ہوئے تو کہنے لگے مدینہ مین کہانا ہضم نہین ہوتا اور ظاہر یہ ہو کہ وہ بیمار ہو کر آئے تھے
جب بیماری سے چنگے ہوئے تو مدینہ مین رہنا اُن کو ناگوار ہوا اور بیماری اون کو لاغری کی تھی جیسے ابو عوانہ نے نکالا
غیلان سے اور انہون نے ابو سعد سے نکالا کہ اون کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور جس امر کی اونہون نے شکایت کی صحت کے
بعد وہ بخار تھا مدینہ کا جیسے امام احمد کی روایت مین ہو اور مسلم کی روایت مین ہو مدینہ بہت موخم ہوا یعنے برسام
(دماغ کا ورم یا سینہ کا) اور ابو عوانہ نے نکالا انکے پیٹ بڑہ گئے (فتح) ف تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے انکو حکم دیا دودہ والی اونٹنیون مین جانے کا اور انکا موت اور دودہ پینے کا ف ایک روایت مین ہو انکو
حکم دیا اپنے چرواہے کے پاس جانے کا ابو عوانہ نے نکالا اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیماری ہو گئی کاش آپ
ہمکو اجازت دین ہم اونٹون مین جاوین ایک روایت مین ہو مولف کی اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے دودہ
ڈھونڈہ دیجیے آپنے فرمایا مین دودہ نہین پاتا مگر تم اونٹون مین جاؤ ایک روایت مین ہو آپنے فرمایا یہ جانور ہمارے
ہین جو باہر چلتے ہین تم بھی اونکے ساتھہ جاؤ ایک روایت مین ہو آپنے اُن کو حکم دیا صدقے کے اونٹون مین جانیکا
ابن سعد نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دودہیل اونٹنیاں پندرہ تھین اور ان لوگون نے اون مین سے ایک کو
نحر کر ڈالا تھا جسکا نام حنا تھا ابو رجا کی روایت مین ہو کہ پہر وہ نکالے گئے اور اونٹنیون کے موت اور دودہ انکو پلایے
گئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ آپنے اجازت دی انکو صدقہ کے اونٹون مین جانیکی اور پینے کی تو صدقہ کا دودہ
انکو اسلیے مباح ہوا کہ وہ مسافر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیون کا اس لیے کہ آپنے اجازت دی اور موت
کا پینا اس سے حجت لی ہو اوس نے جو اسکو پاک کہتا ہو تو اونٹ کے موت کی پاکی تو اس حدیث سے ثابت ہو اور باقی جانور جنکا
گوشت حلال ہو انکو قیاس کیا ہے اونٹ پر یہی قول ہے امام مالک اور احمد اور ایک جماعت سلف کا اور موافق
ہوئے انکے شافعیہ مین سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی اور شافعی اور جمہور علما کا
قول یہ ہے کہ سب پیشاب اور سب گوہ نجس ہین خواہ حلال جانور کے ہون یا حرام جانور کے ابن منذر نے دلیل لی ہو
کہ سب چیزین پاک ہین جب تک انکی نجاست ثابت نہ ہو اور کہا کہ جن لوگون نے اوسکو خاص سمجہا ہے انلوگون کے اونہون نے غلطی

کی کیونکہ تخصیص بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی اور اہل علم نے ہمیشہ لوگوں کو بکریوں کی مینگنیوں کے بیچنے پر چھوڑ دیا بازاروں
میں اسیطرح اونٹ کا موت دواؤں میں استعمال کرنے پر اگلوں اور پچھلوں نے اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ یہ پاک ہے میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل ضعیف ہے کیونکہ مختلف فیہ امر میں انکار کرنا واجب نہیں ہے تو اس سے
یہ بھی نہیں نکلتا کہ یہ جائز ہو پھر طہارت کہاں سے ثابت ہوگی اور دلالت کرتی ہے کل پیشابوں کے نجس ہونے پر وہ یہ
کہ حدیث جسکو ہم نے ابھی بیان کیا ابن عربی نے کہا اس حدیث سے لپٹ گیا ہے وہ شخص جو اونٹ کے پیشاب کو پاک کہتا ہے
اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ آپ نے موت پینے کی اجازت علاج کے لیے دی تھی اور اس جواب کو رد کیا ہے اس طرح
سے کہ دوا اور علاج کرنا واجب نہیں ہے تو حرام چیز کیونکر درست ہوگی اُس کام کے لیے جو واجب نہیں ہے اور اسکا
جواب یوں دیا ہے کہ دوا اور علاج ایک ضرورت ہے جب کوئی معتمد شخص بیان کرے اور جو چیز ضرورت کیوقت
مباح ہو وہ حرام نہیں ہوتی اوسوقت تک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ یعنی
بیان کر دیا اوس نے تمہارے لیے جو چیزیں حرام کیں تمپر مگر جس حالت میں تم لاچار ہو اوسکی طرف پھر جس چیز کی طرف
آدمی لاچار ہو اوسپر حرام نہیں ہوتی جیسے مردار مضطر کے لیے اور یہ جو کہا گیا کہ حرام درست نہیں ہوتا اوس چیز
کے لیے جو واجب نہیں ہے یہ بھی صحیح نہیں کس لیے کہ رمضان میں روزہ توڑ کہنا حرام ہے اور جائز ہے ایک امر مباح
کے لیے مثلاً سفر کے لیے اور جس نے یہ کہا ہے کہ اگر اونٹ کا پیشاب نجس ہوتا تو اوس سے دوا کرنا جائز نہیں ہوتا
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تندرستی اون چیزوں میں نہیں رکھی جسکو حرام
کیا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ام سلمہ سے اور نجس حرام ہے تو اوس سے دوا کرنا جائز نہ ہوگا اسکا جواب یہ ہے
کہ یہ حدیث محمول ہے اوس حالت پر جب ضرورت نہ ہو اور ضرورت کے وقت وہ حرام نہیں ہے جیسے مردار مضطر کے
لیے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا شراب سے دوا کرنے کو کہ وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری
ہے روایت کیا اوسکو مسلم نے تو یہ خاص ہے شراب (خمر) سے اور شراب کے مثل ہیں اور نشہ لانے والی چیزیں
اور شریعت نے فرق رکھا مسکر (نشہ لانیوالی) اور غیر مسکر میں تو مسکر کو درست نہ رکھا علاج کے لیے بھی
کیونکہ مسکر کے پینے سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں دوسری یہ کہ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ شراب میں شفا ہے تو
شریعت نے بالکل اس اعتقاد کو مٹا دیا یہ امام طحاوی نے کہا لیکن اونٹ کا پیشاب تو ابن منذر نے ابن عباس
سے روایت کیا مرفوعاً کہ اونٹوں کے پیشاب میں شفا ہے پیٹ بگڑنے سے تو جس چیز کا دوا ہونا ثابت ہوا
اوسکو قیاس نہ کرینگے اوس چیز پر جسکا دوا نہ ہونا ثابت ہو گیا اور اس طرح جمع ہو جاوینگی سب دلیلوں میں

اور عمل ہر جاویگا سب کے مضمون پر تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام محمد کا حنفیہ مین سے انہین یہی قول ہے کہ حلال جانور کا پیشاب پاک ہے اور یہی قول ہے شعبی اور عطا اور نخعی اور زہری اور ابن سیرین اور ثوری کا اور مؤلف نے جو ترجمہ باب کیا اسکے ظاہر سے نکلتا ہے کہ لید اور پیشاب دونون پاک ہین اور ظاہریہ کہتے ہین کہ ہر ایک جانور کا گوہ اور پیشاب پاک ہے خواہ وہ جانور حرام ہو یا حلال صرف آدمی کے گوہ اور پیشاب کو نجس جانتے ہین اور یہ لوگ دلیل لیتے ہین اسی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث حلال جانور کے پیشاب مین ہے تو حرام جانور کا قیاس اوسپر صحیح نہ ہوگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا کہ حلال جانور کے پیشاب مین رخصت کا بیان پھر یہی حدیث لائے انس کی بخاری اور مسلم سے اور کہا کہ ثابت ہوا آپ سے کہ فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین شوکانی نے کہا امام مسلم نے اوسکو نکالا جابر بن سمرہ سے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے براء سے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے کہا اس باب مین براء اور جابر بن سمرہ کی حدیثین صحیح ہوئین اور دلیل لی ہے اس حدیث سے اوس شخص نے جو حلال جانور کے پیشاب کو پاک کہتا ہے اور یہی مذہب ہے عترت اور نخعی اور اوزاعی اور زہری اور مالک اور احمد اور محمد اور زفر اور ایک طائفہ سلف کا اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے لا بأس ببول ما اکل لحمہ یعنے جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکے پیشاب مین کچھ قباحت نہین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے جابر اور براء سے مرفوعًا اور جواب یہ ہے کہ اوسکے اسناد مین عمرو بن حصین عقیلی ہے وہ نہایت ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا ذاہب الحدیث ہے کچھ نہین اور ابو زرعہ نے کہا ضعیف الحدیث ہے اور ازدی نے کہا بہت ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اسنے ثقات سے کئی منکر حدیثین روایت کی ہین اور وہ متروک ہے اور اسکے اسناد مین یحییٰ بن العلاء ہے ابو عمرو بجلی رازی اوسکو بہی بہت ضعیف کہا ہے دارقطنی نے کہا وکیع اوسکی بہت برائی کرتے تہے اور امام احمد نے کہا وہ کذاب ہے اور یحییٰ نے کہا ثقہ نہین ہے اور نسائی اور ازدی نے کہا متروک ہے اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تندرستی اوس چیز مین نہین رکہی جسکو حرام کیا تمپر مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی وائل بن حجر سے اور ابن حبان اور بیہقی نے ام سلمہ سے اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خبیث دوا سے اور حرمت مستلزم ہے نجاست کو اور حلت مستلزم ہے طہارت کو تو جب اونٹ کے پیشاب سے دوا کرنا حلال ہوئی تو وہ پاک ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ حلال ہے ضرورت کے وقت جیسے ضرورت جیسے مردار مضطر کے لیے پس اوسکی پاکی ثابت نہ ہوگی پھر ذکر کیا وہی کلام جو حافظ نے فتح مین کہا اور دلیل لی ہے نجس کہنے والون نے اس حدیث سے کہ آپ دو قبرون پر گذرے اخیر تک پھر فرمایا کہ وہ احتیاط نہین کرتا تہا پیشاب سے اور یہ مطلق ہے شامل ہے تمام پیشابون کو اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث مین آدمی کا پیشاب مراد ہے کیونکہ صحیح بخاری کی روایت مین ہے کہ وہ احتیاط نہ کرتا تہا اپنے

پیشاب سے بخاری نے کہا نہیں ذکر کیا مگر آدمی کے پیشاب کو شوکانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ دونوں
پاک ہیں اور نجاست کی کوئی دلیل عمدہ نہیں ہے اور قبروں کی حدیث عام ہے وہ ان خاص حدیثوں کا مقابلہ نہ کر سکیگی جن سے
صاف حلت اور طہارت نکلتی ہے اور ابن حزم نے محلی میں اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اب اگر کوئی کہے کہ
حرام جانور کی پیشاب اور گوہ کی نجاست کی کیا دلیل ہے تو ہم کہیں گے دلیل اوسکی یہ حدیث ہے اِنَّهَا رِكْسٌ آپ نے فرمایا
گوہ کی حق میں نکالا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی نے (اور یہ حدیث اوپر استنجا کی بحث میں گذر چکی) اور وہ حدیث
جو آدمی کی پیشاب میں وارد ہے کیونکہ آدمی کا بھی گوشت حرام ہے پس قیاس ہو سکتا ہے حرام جانور کا اوس پر اور حدیث کے
مفہوم مخالف سے دلیل لینا لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ ٹھیک نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ وہ باطل ہے
اور موضوع ہے اور اسکی اسناد میں سوار بن مصعب ہے وہ متروک ہے روایت کرتا ہے موضوعات کو اور ابن خزیمہ کی روایت
میں ہے کہ آپ نے لید کی میں فرمایا اِنَّهَا رِكْسٌ اِنَّهَا رَوْثَةُ حِمَارٍ اور وجہ یہ ہے کہ انسان کا گوہ اور پیشاب نجس کہا جاوے
اور باقی حیوانات جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر اون کی پیشاب یا گوہ میں کوئی وجہ پائی جاوے جو ملا دے اوسکو منصوص علیہ
سے طہارۃً یا نجاسۃً تو ملا دینگے اوس سے ورنہ وہ اپنی اصل پر باقی رہیگا یعنے طہارت پر انتہی مختصراً زیلعی نے کہا اس
باب میں اور حدیثیں ہیں ایک حدیث ابن مسعود کی جو آگے اس کتاب میں آتی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ابو جہل کی صلاح
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کا اوجھ رکھدیا تھا اور آپ سجدہ میں تھے پھر آپ سجدہ ہی میں رہے
یہاں تک کہ حضرت فاطمہ آئیں اونہوں نے پھینکا دوسری حدیث حضرت عمر کی جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک
میں نکالا کہ ہم نکلے تبوک کو سخت گرمی میں ایک منزل میں ہم اوترے وہاں ہمکو بہت پیاس لگی یہاں تک کہ ایک شخص اپنے
اونٹ کو کاٹتا پھر اوسکی لید کو نچوڑتا اوسکو پیتا اور جو باقی رہتا اوسکو اپنے کلیجہ سے لگاتا حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ
اللہ تعالی نے آپکی دعا میں بہتری رکھی ہے آپ دعا فرمایئے ہمارے لیے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو اونہوں نے
کہا ہاں پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوٹھائے اور دعا کی اور اونکو نہیں پھیرا یہاں تک کہ آسمان پر ابر آیا پھر پانی برسنے
لگا سب نے اپنے برتنوں کو جو ساتھ تھے بھر لیا پھر ہم گئے دیکھنے کو تو پانی لشکر سے آگے نہیں پایا حاکم نے کہا یہ
حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور نہیں نکالا اسکو اون دونوں نے صاحب تنقیح نے کہا اوسکے راوی صحیح
کے راوی ہیں اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور کہا کہ اگر اونٹ کی لید کا پانی نجس ہوتا تو کسیکو اوسکا
لگانا اپنے کلیجے پر اور اپنے ہاتھوں کا نجس کرنا جائز نہ ہوتا لیکن پینا تو جائز ہو گیا اضطرار کی وجہ سے جان بچانے کے لیے
تیسری حدیث بخاری اور مسلم کی انس سے کہ آپ نماز پڑھتے تھے بکریوں کے تھانوں میں جو تھی حدیث اصحاب سنن کی

ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے پانچوین حدیث دارقطنی کی عمرو بن حصین سے اور اوسنے یحییٰ بن العلاء سے اور اوسنے مطرف سے اور اوسنے محارب بن دثار سے اور اوسنے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکا گوشت کہایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچہ قباحت نہین دارقطنی نے کہا عمرو بن حصین متروک ہے اور یحییٰ بن العلاء کو امام احمد نے کہا کذاب تہا حدیث بناتا تہا چہٹی حدیث دارقطنی کی سوار بن مصعب سے اور اوسنے مطرف بن طریف سے اور اوسنے ابو الجہم سے اور اوسنے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ قباحت نہین پیشاب مین اوس جانور کی جسکا گوشت کہایا جاوے ابن جوزی نے کہا امام احمد اور نسائی اور ابن معین نے کہا سوار بن مصعب متروک الحدیث ہے انتہی امام طحاوی نے کہا ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکا پیشاب پاک ہے اور اسکے پیشاب کا وہی حکم ہے جو اوسکے گوشت کا حکم ہے امام محمد بن حسن کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا دوا کہا تو ثابت ہوا کہ وہ حلال ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ اوس سے دوا کرتے کیونکہ جو چیز حرام ہے وہ بیماری ہے نہ شفا جیسے علقمہ بن وائل بن حجر کی حدیث مین ہے پہر نکالا اپنی اسناد سے طارق بن سوید سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری ملک مین انگور ہوتے ہین جنکو ہم نچوڑتے ہین کیا ہم اوس مین سے پئین آپنے فرمایا نہین مین نے پہر پوچہا آپ نے فرمایا نہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اوس سے شفا کرتے ہین بیمار کی آپنے فرمایا وہ تو بیماری ہے اور شفا نہین ہے اور نکالا عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا اللہ پلیدی یا حرام مین شفا دینے والا نہین اور نکالا ابو وائل سے کہ ایک شخص ہم مین سے بیمار ہوا لوگون نے اوس سے نشہ کی تاثیر بتلائی ہم عبد اللہ بن مسعود پاس آئے اون سے پوچہا اونہون نے کہا بیشک اللہ تبارک و تعالے نے تمہاری تندرستی نہین رکہی اون چیزون مین جو حرام کین تمپر اور نکالا حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا یا اللہ مت تندرستی دے اوسکو جو تندرستی چاہے شراب سے اور نکالا ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹون کے پیشاب اور اون کے دودہ مین تندرستی ہے پیٹ کی بگڑ جانیکی جو لوگ اوسکو نجس جانتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ یہ امر ضرورت کیوجہ سے تہا اور اوس سے اباحت ثابت نہین ہوتی کیونکہ ضرورت کے وقت بہت سی چیزین مباح ہو جاتی ہین جو بے ضرورت مباح نہین ہوتین پہر نکالا انس سے کہ زبیر اور عبد الرحمن بن عوف نے شکایت کی جوؤن کی تو آپ نے انکو اجازت دی ریشمی کپڑے کا قمیص پہننے کی ایک لڑائی مین انس نے کہا مین نے اون دونون کو حریر کا قمیص پہنے دیکہا اور نکالا امام محمد بن علی باقر سے اونہون نے کہا اونٹ اور بیل اور بکری کے پیشاب مین کوئی قباحت نہین کہ دوا کی جاوے اوس سے اور نکالا ابراہیم نخعی سے کہ لوگ علاج کرتے تہے اونٹون کے پیشاب سے ان مین قباحت نہین دیکہتے تہے اور نکالا عطا سے

اونہون نے کہا جس جانور کا گوشت کہایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچہ قباحت نہین ہے اور لکا الحسن سے کہ اونہون نے مکروہ رکہا اونٹ اور گائے اور بکری کے پیشابون کو پہر امام طحاوی نے کہا کہ جب احادیث اور متقدمین کے اقوال اس باب مین مختلف پائے جاتے ہین تو ہم نے رجوع کیا قیاس کیطرف اور دیکہا تو انسان کا گوہ اور پیشاب نجس ہے حالانکہ انسان کا گوشت پاک ہے تو گوشت کا حکم اور ہوا اور پیشاب کا اور بس ایسا ہی اونٹ کے پیشاب مین بہی کہنا چاہیے کہ اسکا گوشت حلال اور پاک ہے اور پیشاب اوسکا نجس ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا انتہی مختصراً **مترجم** کہتا ہے امام طحاوی کا یہ قیاس صحیح نہین ہے کیونکہ انسان کے گوہ اور پیشاب کی نجاست پر تو احادیث صحیحہ دال ہین اور اونٹ کا پیشاب بنص حدیث شفا ہے بعض امراض کے واسطے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام مین شفا نہین ہے پس بداہۃً یہ نتیجہ نکلا کہ اونٹ کا پیشاب حرام نہین ہے اور جب حرام نہ ہوا تو حلال ہوا اور حلت متلزم ہے طہارت کو البتہ حرمت نجاست کو مستلزم نہین ہے جیسے انسان کا گوشت حرام ہے پر وہ نجس نہین ہے اس لحاظ سے تمام حدیثون پر غور کرنے کے بعد **حق** یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ پاک ہے جیسے امام احمد اور امام مالک کا قول ہے اور حرام جانور کا گوہ اور پیشاب نجس ہے قیاس کے رو سے پر اسکی نجاست منصوص نہین ہے البتہ انسان کا گوہ اور پیشاب بنص صریح نجس ہے اور اسی واسطے بعض ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ سوا انسان کے اور سب جانورون کے پیشاب پاک ہین واللہ اعلم **ف** پہر وہ لوگ جب تندرست چنگے ہو گئے اونٹ کے دودہ اور پیشاب پی کر جیسے ابو رجا کی روایت مین ہے اور وہیب کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ موٹے ہو گئے اور اسمعیلی کی روایت مین ہے کہ انکا اصلی رنگ پہر لوٹ آئی تو انہون نے چرواہے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور جانورون کو ہانک لے گئے پہر یہہ خبر آپ کو آئی صبح سویرے **ف** ایک روایت مین ہے کہ چلانے کی آواز آئی اور یہ چلانے والا دو چرواہون مین سے ایک چرواہا تہا جیسے صحیح ابو عوانہ مین ہے امام مسلم کی روایت مین ہے کہ اونہون نے دو چرواہون مین سے ایک کو مار ڈالا اور دوسرا بیقرار ہوکر آیا اور کہنے لگا میرے ساتھی کو اون لوگون نے مار ڈالا اور اونٹ لے گئے اور جو چرواہا مارا گیا اسکا نام یسار تہا یہ ابن اسحاق نے کہا مغازی مین اور طبرانی نے ایسا ہی روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تہا جسکو یسار کہتے تہے ابن اسحاق نے زیادہ کیا کہ آپنے اوس غلام کو بنی ثعلبہ کی لڑائی مین پایا تہا سلمہ نے کہا آپنے دیکہا کہ وہ نماز اچہی طرح پڑہتا ہے تو آپنے اسکو آزاد کر دیا اور اپنی دودہیل اونٹنیان اوسکو دیکر حرہ مین بہیجا وہ وہین رہتا تہا پہر بیان کیا قصہ عرنیہ والون کا اونہون نے اوسکو مار ڈالا اور اوس چرواہے کا نام معلوم نہین ہوا جو خبر لایا تہا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ صدقہ کی اونٹون کا چرواہا تہا اور بخاری کی روایتین متفق ہین کہ جو مارا گیا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا تہا اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ پہر وہ جہکے چرواہے ہونپر اور مار ڈالا اون کو اور ایسا ہی

ابن حبان نے نکالا اور شاید اس روایت مین دونون چرواہون کو ایک ساتھ بیان کیا یعنی صدقہ کے اونٹون کے چرواہے کو اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو لیکن مغازی والون نے یہی بیان کیا ہے کہ انہون نے نہین مارا تھا مگر یسار کو تو احتمال ہے
کہ مجازاً مفرد کے لیے جمع کا صیغہ کہا ہو اور یہی راجح ہے (فتح) **ف** آپنے اون کے پیچھے لوگون کو بہیجا **ف**
اوزاعی کی روایت مین ہے کہ تلاش کرنیوالون کو بہیجا اور سلمہ بن الاکوع کی روایت مین ہے مسلمانون کے چند سوار روانہ کیے
اون کے سردار کرز بن جابر فہری تھے نسائی کی روایت مین ہے ان کے ڈہونڈہنے کے لیے قائفون کو روانہ کیا مسلم کی روایت
مین ہے کہ وہ انصار کے چند جوان تھے قریب بیس آدمیون کے اور ان کے ساتھ ایک قائف کو بہیجا جو اون کے پاؤن کے نشان پہچانے
اور اس قائف کا نام معلوم نہین ہوا اور نہ ان بیس آدمیون مین سے کسی کا واقدی کے مغازی مین ہے کہ یہ ٹکڑی بیس مردون
کی تہی اونہون نے انصار مین سے نہین کہا بلکہ ایک جماعت مہاجرین کا نام لیا اون مین سے ہین بریدہ بن الحصیب اور سلمہ بن
الاکوع اور جندب اور رافع اور ابوذر اور ابورہم اور بلال بن الحارث اور عبد اللہ بن عمرو بن عوف اور واقدی کی
روایت جب منفرد ہو تو حجت نہین ہے تو ثقات کے خلاف کیونکر حجت ہوگی لیکن احتمال ہے کہ واقدی نے جن لوگون کا
نام نہ لیا وہ انصاری ہون اور تغلیباً سب کو انصار کہا ہو یا انصار سے لغوی معنے مراد ہو یعنی مددگار موسی بن عقبہ
کے مغازی مین ہے کہ اس ٹکڑی کے سردار سعید بن زید تہے اور دوسرون نے کہا کہ سعد بن زید اشہلی تہے اور یہ انصاری تہے
تو احتمال ہے کہ وہ انصار کے سردار ہون اور کرز ساری جماعت کے امیر ہون اور طبری نے روایت کیا جریر بن عبد اللہ بجلی کو
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اُن لوگون کے پیچھے بہیجا لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے اور مشہور یہ ہے کہ جریر اس واقعہ سے
مدت کے بعد اسلام لائے واللہ اعلم (فتح) **ف** جب دن چڑہ گیا تو وہ لوگ لائے گئے (پکڑکر قید ہوکر) آپنے حکم دیا اُن کے
ہاتہ اور پاؤن کاٹنے کا داؤد کی ایک روایت مین ہے کہ کاٹے گئے ہاتہ اور پاؤن اون کے داؤدی نے کہا یعنی ہر ایک کے
دونو ہاتہ اور دونون پاؤن کاٹے گئے مین کہتا ہون ترمذی کی روایت مین ہے کہ ہاتہ پاؤن کاٹے گئے خلاف سے
یعنے داہنا ہاتہ تو بایان پاؤن) اور ایسا ہی نقل کیا اسمعیل نے فریابی سے اونہون نے اوزاعی سے اپنی سند سے
اور مصنف نے اوزاعی سے روایت کیا کہ آپنے داغا نہین انکو خون بند کرنے کے لیے بلکہ چھوڑ دیا خون کو بہتا ہوا) اور
اُن کی آنکھین پھوڑی گئین (مصنف کی ایک روایت مین ہے کہ پھر حکم دیا سلائیان گرم کی گئین وہ انکی آنکھون
مین پھرائی گئین تو ترجمہ یہ ہوگا کہ انکی آنکھون مین سلائیان پھیری گئین) اور حرہ (مدینہ کی پتھریلی کالی زمین) مین
ڈالدیے گئے وہ پانی مانگتے تھے لیکن انکو پانی نہ ملتا تھا **ف** یہانتک کہ مرگئے یہ وہیب اور اوزاعی کی روایت
مین ہے اور ابو رجا کی روایت مین ہے پھر انکو دہوپ مین ڈالدیا یہانتک کہ مرگئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا کہ

وہ تہہرون کو کاٹتے تہے دانتون سے ایک روایت مین ہے انس سے مین نے اون مین سے ایک شخص کو دیکہا وہ اپنی زبان سے
زمین کو چاٹتا تہا یہانتک کہ مرگیا اور ابو عوانہ کی روایت مین ہے زمین کو دانتون سے کاٹتا تہا تاکہ اوسکی سردی سے اس
گرمی مین کچہ تخفیف ہو اور اس شدت مین جسمین وہ مبتلا تہا اور واقدی نے کہا کہ وہ سولی دیے گئے اور روایات
صحیحہ سے اسکا رد ہوتا لیکن ابو عوانہ نے نکالا کہ دو کو سولی ہوئی دو کے ہاتہہ پاؤن کاٹے گئے دو کی آنکہون مین
سلائیان پہیری گئین چہہ آدمیون کا ذکر کیا اگر یہ روایت محفوظ ہے تو سزا کو تقسیم کیا اور ایک جماعت نے جن مین سے
ابن جوزی ہین یہ کہا ہے کہ یہ سزا آپنے انکو قصاصًا دی تہی کیونکہ مسلم کی روایت مین ہے کہ آپنے اون کی آنکہین
پہوڑین کس لیے کہ اونہون نے بہی چرواہون کی آنکہین پہوڑین تہین اور جس
نے کہا ہے امر ترمذی اور نسائی کی روایت مین ہے اوس نے غلطی کی اور ابن دقیق العید نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ان لوگون کے ساتہہ تو کئی مثلے ہوئے اور حدیث مین تو صرف آنکہہ پہوڑنے کا ذکر ہے پہر باقی سزاؤن
کی وجہین ثابت کرنا چاہیین مین کہتا ہون شاید ان لوگون نے مغازی والون کی روایت سے حجت لی انہون نے
نقل کیا کہ ان لوگون نے چرواہے کے ساتہہ مثلہ کیا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ابن شاہین نے کہا
عمران بن حصین کی حدیث کے بعد کہ یہ ممانعت مثلہ سے منسوخ کرتی ہے ہر ایک مثلہ کو ابن جوزی نے اسپر اعتراض
کیا کہ نسخ کا دعوی محتاج ہے ثبوت تاریخ کا مین کہتا ہون تاریخ کا ثبوت اوس سے ہوتا ہے جو امام بخاری نے جہاد
مین روایت کی ابوہریرہ سے کہ انگارون سے عذاب دیا جاوے اور پہلی اجازت دی تہی اور عرینہ والون کا قصہ ابوہریرہ کے
اسلام سے پہلے کا ہے اور ابوہریرہ موجود تہے اجازت اور ممانعت کیوقت اور قتادہ نے ابن سیرین سے نقل کیا
کہ یہ قصہ اوسوقت کا ہے جب حدین نہین اوتری تہین اور موسی بن عقبہ نے مغازی مین کہا کہ لوگون نے کہا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے بعد مثلہ سے منع کیا اوس آیت کی وجہ سے جو سورہ مائدہ کی اوتری اور اسیطرف میل کیا
ہے امام بخاری نے اور امام الحرمین نے امام شافعی سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ پانی نہ دینے کی وجہ
بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جو شخص کہ واجب القتل ہے اوسکو بہی پانی پینے سے روکنا چاہیے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہین دیا تہا کہ اون کو پانی نہ دیوین اور یہ جواب ضعیف ہے کس لیے کہ آپ کو اس امر کی اطلاع
ہوئی ہوگی اور جب آپنے اوسپر سکوت کیا تو حکم کے لیے کافی ہے اور نووی نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ جو شخص مرتد
حربی ہو اوسکو پانی پلانے کی ضرورت نہین اور یہی حکم ہے اگر کسی کے پاس صرف طہارت کی لائق پانی ہو تو
اوسکو جائز نہین کہ مرتد کو پلا دیوے اور تیمم کرے بلکہ اپنی طہارت مین صرف کرے گو وہ مرتد پیاس کے مارے مرجاوے

اور خطابی نے کہا کہ آپ نے اُن کو پانی نہ دیا اس لیے کہ آپ کو اُنکا مرجانا منظور تھا اور بعضون نے کہا پیاسا کرنے مین یہ حکمت تھی کہ اونھون نے دودہ کی نعمت کا حق ادا نہ کیا جسکی وجہ سے اُنکی بیماری گئی جان بچی اور حضرت نے بددعا کی ہے پیاس کی اوس کے لیے جو پیاسا رکھے آپکے اہل بیت کو یہ امام نسائی نے نکالا تو احتمال ہے کہ اُن لوگون نے اوس رات کو وہ دودہ نہ بھیجا ہو جو روز حضرت کے پاس آیا کرتا تھا اور حضرت کے اہل بیت پیاسے رہے ہون جیسے ابن سعد نے کہا واللہ اعلم (مترجم) مصنف کہتا ہے اللہ تعالی نے مجھے الہام کیا کہ مثلے سے ممانعت خاص تھی امت کے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن لوگون کے ساتھ کیا وہ بامر الہی تھا اور اُنکی سزا یہی تھی جو شخص سچے دین سے پھر جاوے اور اللہ کے رسول کو دہوکا دیوے اور فریب سے مسلمانون کا خون کرے اون کی آنکھین پھوڑے احسان فراموش کرے ناشکری اور دغابازی کرے اوسکو جتنی سزا دیجاوے وہ کم ہے دوسرے یہ کہ عرب کے ملک مین اُسوقت لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم تھا پس ایسا شاید اس سنگین جرم کو روکنے کے لیے اور ہزارہا بندگان الہی کی جان و مال بچانے کے لیے ایسی ہی سخت سزا دینا حکمت اور دانائی تھی اور جو شخص ایسی باتون کو ایسے بدمعاشون کے حق مین بیرحمی سمجھے وہ احمق ہے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیت

نکوئی با بدان کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیک مردان

قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو محاربین اور جہاد اور تفسیر اور مغازی اور دیات مین نکالا اور مسلم نے حدود مین اور ابوداؤد نے طہارت مین اور نسائی نے محاربہ مین ف ابوقلابہ نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ان لوگون نے چوری کی اور خون کیا اور ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اسکے رسول سے لڑے ف حافظ نے کہا اس حدیث سے اور کئی فائدے نکلے قاصدون کا آنا امام کے پاس امام کو اون کے فائدون پر نظر کرنا علاج اور دوا مشروع ہونا اونٹ کے موت اور دودہ سے دوا کرنا ہر بدن کا علاج اوسکی عادتی دواؤن سے کرنا ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرنا خواہ لڑائی مین مارین یا دغا سے قصاص مین مماثلت کرنا اور ایسی مماثلت کا مثلہ نہ ہونا جیسے دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے ایک یہودی کا سر کچلا دو پتھرون مین صحرا اور قری مین غارتگری کا حکم جاری ہونا مسافرون کو صدقہ کے اونٹ کا دودہ پینا جائز ہونا باذن امام قائف کے قول پر عمل کرنا اور عرب کو قیافے مین بڑا دخل ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج نے اونھون نے کہا خبر دی ہم کو ابو التیاح یزید بن حمید نے اُنھون نے روایت کی انس ابن مالک سے اونھون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے سے پہلے بکریون کے تھانون مین اجبا

وہ اگلتی سو تتی ہین انماز پڑہا کرتے تہے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سی حجت لی ہی اوس نے جو بکریون کے پیشاب اور گوہ کو پاک کہتا ہی کیونکہ تہان بکریون کا خالی نہین ہوتا ان دونون چیزون سی اور مخالف کی یہ جواب دیا ہے کہ شاید کپڑا وغیرہ بچہا کر نماز پڑہی ہو اور اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ اوس زمانے مین زمین پر کچہہ بچہا کر نماز پڑہنے کی عادت نہ تہی پہر اسکا جواب دیا ہی کہ یہ شہادت ہی نفی پر اور صحیحین مین انس سی روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی بوریا پر جو اون کے گہر مین تہا اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ وہ سجدہ گاہ پر نماز پڑہتین اور ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہی کس لیے کہ مسجد بننے سے پہلے کا واقعہ ہی شروع ہجرت کا اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا گہرون مین مسجدین بنانے کا اور اون کو پاک اور صاف رکہنے کا روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے اور ابو داؤد نے سمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اوس مین اتنا زیادہ ہی کہ حکم کیا کہ ہم پاک رکہین انکو ابن حزم نے کہا یہ حدیثین مسجد بننے کے بعد کی ہین حافظ نے کہا ابن حزم نے جو نسخ کا دعوی کیا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ امر جائز تہا پہر منع ہوا حالانکہ منع ثابت نہین بلکہ صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ سی منقول ہے کہ آپ نے اجازت دی بکریون کے تہانون مین نماز پڑہنے کی البتہ اس حدیث سی یہ نہین نکلتا کہ بکریون کے تہان پاک ہین کیونکہ اسی حدیث مین اونٹون کی تہانون مین نماز پڑہنے کی ممانعت ہی پس اگر اجازت طہارت کو مستلزم ہو تو ممانعت نجاست کو مستلزم ہوگی اور اس فرق کا کوئی قائل نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ اجازت اور ممانعت طہارت اور نجاست کی وجہ سی نہین ہی بلکہ اسوجہ سی ہے کہ بکریان جنت کی جانور ہین اور اونٹ شیاطین سے مخلوق ہین انتہے کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ مین اور امام مسلم نے نکالا اور ترمذی اور نسائی نے علم مین انتہے

باب مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَاءِ گہی اور پانی مین نجاست پڑجاوی اوسکا بیان **ف** یعنی پانی مین نجاست پڑنے سے پانی نجس ہوتا ہے یا نہین ہوتا جبتک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ ابن شہاب زہری نے کہا کچہ قباحت نہین پانی مین جب تک اوسکو بدل نہ دے کوئی مزہ یا بو یا رنگ **ف** یعنی جس پانی مین نجاست پڑجاوے اُسکا استعمال طہارت کے لیے درست ہی جبتک نجاست کی وجہ سی پانی کا مزہ یا رنگ یا بو بدل نہ جاوے اگر ان مین سی کسی امر مین فرق آجاوے تو وہ پانی نجس ہے اس اثر کو ابن وہب نے اپنی جامع مین وصل کیا یونس سی اونہون نے زہری سی اور بیہقی نے ایسا ہی روایت کیا ابی عمرو اوزاعی سی اونہون نے زہری سی حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ قلیل اور کثیر پانی مین کچہ فرق نہین ہے اور نجاست کا اثر اسیوقت ہوگا جب پانی کا کوئی وصف بدل جاوے اور زہری کے اس مذہب کی طرف علما کی کئی جماعتین گئی ہین اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین اسپر اعتراض کیا ہے

بیان اقوال طہارت و نجاست پانی

کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک کوزے بھر پانی میں پیشاب کر دیوے اور اسکا وصف نہ بدلے تو اس سے وضو جائز ہے اور یہ قبیح معلوم ہوتا ہے ابن حجر کہتا ہے ابو عبید کا اعتراض لغو ہے کس لیے کہ اگر کوزے بھر پانی میں کوئی شخص بہت سا پیشاب ڈالدیگا تو ضرور اسکا کوئی نہ کوئی وصف بدل جاویگا اور اگر ایک قطرہ پیشاب کا اوس میں پڑ جاوے یا زیادہ اتنا کہ پانی کا کوئی وصف نہ بدلے تو اسکے پاک رہنے میں کیا قباحت ہے کیونکہ جو لوگ پانی کی تحدید کرتے ہیں بقدر کر یا قلتین یا دہ در دہ انکے مذہب پر بھی یہی اعتراض ہوتا ہے جس صورت میں کوئی ایک گھڑا پیشاب کا اوس میں ملا دے اور وصف نہ بدلے تو عقل سلیم کے نزدیک وہی نسبت قائم ہوگی جو ایک قطرے یا دو قطرے کو ایک کوزے سے ہے اور تعجب ہے حافظ ابن حجر سے کہ اونہوں نے ابو عبید کی اس لغو اعتراض پر سکوت کیا اور اپنے مذہب کی رعایت سے اس اعتراض کو تسلیم کر لیا) اور اسمیں تائید کی گئی ہے قلتین والوں کے مذہب کی اور امام بخاری نے قلتین کی حدیث کو نہیں نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد میں اختلاف ہے لیکن راوی اوسکے ثقہ ہیں اور صحیح کہا اوسکو ایک جماعت نے اماموں کے مگر قلتین کی مقدار میں اختلاف ہے امام شافعی نے اسکا مقدار پانچ مشکیں کہی ہیں حجاز کی مشکوں سے احتیاطًا اور خاص کیا ہے قلتین کی حدیث سے ابن عباس کی اس حدیث کو کہ پانی پاک ہے اوسکو نجس نہیں کرتی کوئی چیز اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اوسکو چاروں عالموں اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور اسکی زیادہ گفتگو آگے کے باب میں آویگی اور زہری نے کہا جو اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے امام شافعی نے کہا اہلحدیث ایسی روایت کو ثابت نہیں کرتے لیکن جب پانی کا کوئی وصف نجاست کیوجہ سے بدل جاوے تو اوسکے نجس ہونے میں کسیکا اختلاف نہیں جانتا اور اس حدیث کو جسکی طرف امام شافعی نے اشارہ کیا ابن ماجہ نے نکالا ابو امامہ سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اس میں اضطراب بھی ہے انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا شافعی اور احمد کا عمل قلتین کی حدیث پر ہے تو جو پانی قلتین سے کم ہوگا وہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا گو اسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہی ہے جب پانی دو قلہ ہو تو وہ ناپاکی کو نہ اٹھاویگا صحیح کہا اوسکو ابن حبان وغیرہ نے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ نجس نہ ہوگا اسکا اسناد صحیح ہے تو ناپاکی نہ اٹھانیکا یہ معنی ہے کہ نجاست کو دفع کر دیگا اور قبول نہ کریگا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب پانی میں نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا مگر جب اتنا بہت ہو کہ ایک جانب کے ہلانے سے دوسرا جانب نہ ہلے اور مالکیہ کا یہ قول ہے کہ پانی کی کوئی حد نہیں ہے جیسے زہری نے کہا لیکن جب اوسکا کوئی وصف بدل جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا قلیل ہو یا کثیر لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ وصف نجاست کی وجہ سے بدلے اور جو کسی پاک چیز سے بدلے تو جب تک اوسکو پانی کہیں تو اوس سے طہارت روا ہے ورنہ روا نہیں انتہے مختصرًا امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ پانی کا جب کوئی وصف

نجاست سے بدل جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا بالاجماع اور وہ جو ایک روایت مین یہ استثنا مرفوعًا آیا ہے کہ پانی پاک ہے اوس
کو نجس نہین کرتی کوئی چیز مگر جو غالب ہو اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر تو یہ روایت ضعیف ہے جیسے آگے ہم اوسکو بیان
کرینگے اس صورت مین جب کوئی وصف نجاست سے بدل جاوے تو اوسکا نجس ہونا اجماع سے ثابت کرینگے اوس روایت سے
اب اختلاف اوس پانی مین ہے جس مین نجاست پڑی اور اسکا وصف بدلے تو ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ نجس نہین ہوتا
اگرچہ قلیل ہو اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ اور حسن بصری اور ابن مسیب اور عکرمہ اور ابن ابی لیلی اور ثوری
اور داؤد ظاہری اور نخعی اور جابر بن زید اور امام مالک اور امام غزالی کا اور اہل بیت مین سے قاسم اور امام یحیی کا اور
ابن عمر اور مجاہد اور شافعیہ اور حنفیہ اور احمد بن حنبل اور اسحاق کا اور اہل بیت مین سے ہادی اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور
ناصر کا یہ قول ہے کہ قلیل پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا اگرچہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا والرجز فاہجر یعنے پلیدی چھوڑ اور حدیث مین ہے کہ جب کوئی تم مین سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک
اوسکو دھو نہ لیوے اور حدیث مین ہے کہ جب کتا تم مین سے کسی کے برتن مین منہ ڈالدیوے تو اوسکو دھووے سات بار اور حدیث مین
ہے کوئی تم مین سے تھمے ہوئے پانی مین پیشاب نہ کرے اور حدیث مین ہے کہ جب پانی دو قلے ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور حدیث
مین ہے کہ پوچھ اپنے دل سے اگرچہ تجھکو فتوی دیوین مفتی روایت کیا اسکو احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابو نعیم
نے مرفوعًا اور حدیث مین ہے کہ چھوڑ دے اوس بات کو جو شک مین ڈالے تجھکو اوس بات کی طرف کے لیے جو شک
مین نہ ڈالے تجھکو روایت کیا اوسکو نسائی اور امام احمد نے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور حاکم اور ترمذی نے امام
حسن بن علی سے ان لوگون نے کہا یہ حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی خاص ہے ان دلیلون سے اب
اختلاف کیا ہے ان لوگون نے قلیل پانی کی حد مین بعض یہ کہتے ہین قلیل وہ پانی ہے جس کے استعمال سے نجاست
کے استعمال کا گمان ہو اور یہ طرف گئے ہین ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور بعضون نے کہا ہے قلیل پانی
وہ ہے جو قلتین سے کم ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور اون کے اصحاب ناصر اور منصور باللہ کا اور یہ وہ مسئلہ ہے جسمین
صواب کو کم لوگون نے پایا ہے اور مین نے اوسکو تحقیق کیا ہے طیب النشر علی مسائل العشر مین مختصر حکم کرتا ہے
تو پانی کے باب مین مشہور یہی تین مذہب ہین اور میرے نزدیک حق پہلا مذہب ہے جسکو امام بخاری نے زہری سے
نقل کیا اور جسکو امام غزالی نے اختیار کیا اور امام مالک نے اب اوس کے دلائل ہم لکھتے ہین پھر باقی دونو مذہبون
کے دلائل کو لکھکر اون کے جوابات دینگے پہلی دلیل حدیث ہے ابو سعید خدری کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا گیا کیا وضو کرین ہم بضاعہ کے کنوے سے اور اس کنوے مین حیض کے لتے اور کتون کے

گوشت اور بدبودار چیزین ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور طحاوی نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور امام احمد نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایت مین احمد اور ابوداؤد کے یہ ہے کہ آپکے پینے کے لیے پانی لایا جاتا ہے بضاعہ کے کنوے سے (بضاعہ نام ہے ایک قبیلہ کا بنی ساعدہ مین سے اون کیطرف یہ کنوان منسوب تہا) اور اس کنوے مین عورتون کے حیض کے لتے اور کتون کے گوشت اور آدمیون کے گوہ ڈالے جاتے ہین (جو بہکر اوس مین گرتے ہون گے یا ہوا سے یا منافق ڈالدیتے ہونگے) آپنے فرمایا بیشک پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی امام طحاوی کی روایت مین ہے وہ ایسا کنوان ہے جسمین لوگون کا گوہ اور عورتون کے حیض کے لتے اور کتون کا گوشت پہینکا جاتا ہے دوسری روایت مین ہے طحاوی کے ابوسعید سے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپ وضو کر رہے تہے بضاعہ کے کنوے سے مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا وضو کرتے ہین اوس سے اور اوس مین ڈالیجاتی ہین بدبودار چیزین جو ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا پانیکو کوئی چیز نجس نہین کرتی تیسری روایت مین ہے طحاوی کی محمد بن ابی یحیی اسلمی سے اونہون نے اپنی مان سے انہون نے کہا ہم سہل بن سعد کی پاس گئی چار عورتون مین اونہون نے کہا اگر مین تمکو پلاؤن بضاعہ کے کنوے کا پانی تو تم برا جانوگے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا ہے اسکا پانی اپنے ہاتہ سے چوتہی روایت مین ہے طحاوی کے جابر یا ابوسعید سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ تہے سفر مین پہر ہم پہونچے ایک گڈہے پر پانی کے اوس مین مردار پڑا تہا ہم رکے اوس سے اور لوگ بہی رکے اسکا پانی لینے سے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا تمکو پانی نہین پیتے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ اسمین یہ مردار پڑا ہے آپنے فرمایا پیو کیونکہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر ہمنے پیا اور سیر ہوئے ابوداؤد نے کہا مینے بضاعہ کے کنوے کو ماپا اپنی چادر سے تو مینے چادر اپنی کو اوسپر پہیلایا پہر ہاتہون سے اوسکو ناپا تو عرض اسکا چہہ ہاتہ تہا اور مینے اوس شخص سے پوچہا جسنے میرے لیے باغ کا دروازہ کہولا تہا اور اندر لے گیا تہا کیا اسکی بنا کچہہ بدل گئی ہے قدیم حالت سے اوسنے کہا نہین اور مینے اوس مین رنگ بدلا ہوا پانی دیکہا اور صحیح کہا ابوسعید کی حدیث کو یحیی بن معین اور ابن حزم اور حاکم نے اور جید کہا اوس کو ابواسامہ نے اور ابن جوزی نے جو نقل کیا دارقطنی سے کہ اونہون نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے تو حافظ نے تلخیص مین کہا کہ ہم نے یہ قول دارقطنی کا نہین پایا نہ علل مین نہ سنن مین زیلعی نے کہا ابن قطان نے کتاب الوہم والایہام مین اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے بعض لوگ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع کہتے ہین اور بعض عبد اللہ بن عبد اللہ بن رافع اور

اور بعض عبید اللہ بن عبد الرحمن بن رافع اور بعض عبید اللہ اور بعض عبد الرحمان بن رافع تو اس میں پانچ قول ہیں اور جو کچھ ہو اس شخص کا
حال اور صحیح نام معلوم نہیں ہوتا لیکن یہ حدیث ثابت ہے ایک اسناد صحیح ہے سہل بن سعد سے قاسم بن اصبغ نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے محمد بن وضاح نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو علی عبد الصمد بن ابی سکینہ نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے سہل بن سعد سے اونہوں نے کہا
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وضو کرتے ہیں بضاعہ کے کنویں سے اور اُس میں وہ چیزیں ہیں جو نجس کرتی ہیں
لوگوں کو اور حیض کے لتے اور ناپاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی قاسم نے کہا
یہ حدیث عمدہ ہے سب حدیثوں سے بیر بضاعہ کی باب میں انتہے اور غلطی کی امام شوکانی نے جو کہا کہ ابن القطان نے
اس حدیث کو روایت کیا ابو سعید سے بلکہ اونہوں نے روایت کیا سہل بن سعد سے جیسے کہا زیلعی اور حافظ ابن حجر نے
اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں اس حدیث کی اختلاف کو بیان کیا اور طول کیا پھر نکالا حاتم بن اسمعیل سے اونہوں
نے محمد بن ابی یحیی سے اونہوں نے اپنی ماں سے جیسے گذرا امام طحاوی کی روایت سے بیہقی نے کہا یہ اسناد حسن ہے
اور موصول ہے اور جواب یا حنفیہ کیطرف سے صاحب ہدایہ نے کہ بیر بضاعہ کا پانی باغوں میں جاری تھا اور نقل کیا
اوسکو طحاوی نے احمد بن ابی عمران سے اونہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے اونہوں نے واقدی سے حافظ نے کہا یہ
قول مردود ہے اور یہ اسناد نہایت ضعیف ہے اور اگر یہ روایت صحیح ہو تب بھی اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ
احتمال ہے کہ اوس کنویں کا پانی سینچکر باغوں میں جاتا ہو اور اگر یہ کنواں خود نہر ہوتا تو اوسکو نہر کہتے نہ کنواں
زیلعی نے کہا طحاوی کی سند ضعیف ہے اور مرسل ہے اور اس سے یہ دعوی ثابت نہیں ہوتا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری
تھا امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا کہ طحاوی نے گمان کیا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری تھا نہ تھا ہوا اور وہ رستہ
تھا باغوں کیطرف اور اسکو نقل کیا اونہوں نے واقدی سے اور واقدی کی سند روایت حجت نہیں ہے نہ کہ مرسل اور
بیر بضاعہ کا حال مشہور ہے حجاز کے لوگوں میں برخلاف اسکے جو طحاوی نے نقل کیا انتہے اور رد کرتا ہے صاحب
ہدایہ اور طحاوی کے قول کو ابو داؤد کا کہنا سنن میں کہ میں نے بیر بضاعہ کو ناپا اور اسکا عرض چھ ہاتھ تھا اور قتیبہ
نے نقل کیا اوس کنویں والے سے کہ بہت سے بہت پانی اوس میں ناف کے نیچے عانے تک رہتا تھا اور جب کم ہوتا
تھا تو عورت تک رہتا زیلعی نے کہا جس نے بیر بضاعہ کی حدیث کو نسبت دی ابن ماجہ کیطرف اوس نے غلطی کی +
مترجم کہتا ہے یہ غلطی امام شوکانی سے بھی ہوئی نیل میں اور یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں نہیں ہے - امام شوکانی نے
کہا ابن منده نے کہا ابو سعید کی حدیث کا اسناد مشہور ہے امام طحاوی نے کہا حنفیہ کیطرف سے کہ بیر بضاعہ میں اتنی

نجاستین پڑتی نہین تو محال ہے کہ اوسکا وصف نہ بدلا ہو کیونکہ جس کنوئی مین اس سے کم نجاستین پڑین اوسکے پانی کا رنگ
اور مزہ بدل جاتا ہے باوجود اس کے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا پانی جائز رکہا تو شاید مراد حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی اوس پانی سے ہوگی جو نجاست دور کرنے کے بعد کنوئی مین آوے اور آپنے جو فرمایا کہ پانی نجس نہین ہوتا
اوسکا مقصد یہ ہے کہ وہ پانی جو نجاست نکال ڈالنے کے بعد آوے نہ وہ پانی جس مین نجاست ملجاوے اور نظیر اسکی یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نجس نہین ہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ زمین نجس نہین ہوتی اور ان دونون
قولون سے ظاہری معنی مراد نہین ہین کیونکہ مومن نجس ہوجاتا ہے نجاست لگنے سے اسیطرح زمین نجس ہوجاتی ہے نجاست
گرنے سے ورنہ آپ پانی کیون ڈلواتے اوسجگہہ پر جہان اعرابی نے پیشاب کر دیا تہا پہر نقل کیا ان حدیثون کو انکے
اسنادکے ساتھہ اور طول کیا اور یہ تقریر امام طحاوی کی فاسد اور صریح البطلان ہے کیونکہ جب کنوان چہہ ہاتھہ کا
عریض ہو اور اوس مین پانی زیادہ ہو تو چار حیض کے لتے یا تہوڑی نجاست پڑنے سے اوسکے پانی کا وصف نہین
بدلتا علی الخصوص اوس کنوئی کے پانی کا جس کا پانی روز صرف ہوتا ہو اوس مین تو تازہ پانی رستا جاتا ہے اور اگر مراد
حضرت کی یہ ہوتی جو امام طحاوی نے سمجہی ہے تو صاحب ایہ کو اس تاویل کی کیا ضرورت تہی کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری
تہا اور تعجب ہے کہ امام طحاوی اپنے مذہب کی تایید مین حدیث کے ایسے معنے کرتے ہین جو بالکل ظاہر متبادر کے
خلاف ہے اب جو نظیر انہون نے بیان کی کہ مومن نجس نہین ہوتا وہان دوسرا معنے سمجہنے کا ایک قرینہ ہے وہ یہ کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اسوقت فرمائی جب آپنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا چاہا اونہون نے ہاتھہ
کہینچ لیا اور کہا مین جنب ہون آپنے فرمایا سبحان اللہ مسلمان نجس نہین ہوتا تو ظاہر ہے کہ مراد آپکی یہ تہی کہ جنابت
نجاست حکمی ہے نہ عینی پس جنب سے ہاتھہ ملانا جائز ہوا اور اسکا ہاتھہ پاک ہے اسیطرح یہ حدیث کہ زمین نجس نہین
ہوتی اول تو اس لفظ سے منقول نہین دوسری حدیث اوسوقت فرمائی جب ثقیف کے قاصدون کو آپنے مسجد
مین اوتارا اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ نجس ہین آپنے فرمایا انکی نجاستون مین سے زمین پر کچہ نہین ہے
بلکہ اونکے دلون مین ہے اس سے بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد آپکی یہ تہی کہ ان کافرون کے دلون مین نجاست
ہے یعنے نجاست اعتقادی ان مین ہے نہ نجاست ظاہری پس اونکے اوترنے سے زمین کیون نجس ہونے لگی اور بیر بضاعہ
کیحدیث مین کوئی قرینہ ایسا نہین جو ظاہری معنی کو پہیرے بلکہ اوسکے خلاف قرائن موجود ہین واللہ اعلم **دوسری**
حدیث جابر کی جسکو نکالا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین کہ ہم پہونچے ایک گڈہے پر دیکہا تو اوس مین ایک مردہ گدہا
پڑا ہے ہم اسکا پانی لینے سے باز رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک پہونچے اور فرمایا پانی کو کوئی چیز

نجس نہین کرتی ہی تو مینے پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور اٹھالیا شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین ابو سفیان ہے
طریف بن شہاب اور وہ ضعیف ہے متروک ہے حتی کہ کہتا ہی علاوہ اوسکی شریک بن عبد اللہ نخعی ہے اور وہ کثیر الغلط
ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اسی سند سے اور شک کیا جابر سے یا ابو سعید سے اور اس مین
گرہی کا لفظ نہین ہے اور یہ روایت اوپر گذر چکی تیسری حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین تیسری قسم کے ۱۰۴ قسم مین عکرمہ
سے اونہون نے ابن عباس سے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا اوس سے
شوکانی اور زیلعی نے ابن حبان نے کہا یہ حدیث مخصوص ہے قلتین کی حدیث سے اور دونون حدیثین مخصوص ہین
اجماع سے کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ نجاست سے جو پانی متغیر ہو جاوے وہ نجس ہے قلیل ہو یا کثیر چوتھی حدیث سہل
بن سعد کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور سکوت کیا اوس سے حافظ اور زیلعی
اور شوکانی نے پانچوین حدیث حضرت عائشہ کی اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین اور ابو یعلی اور بزار اور ابن السکن
نے اپنی اپنی صحیحون مین اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے دوسری صحیح طریق سے لیکن وہ موقوف ہے چھٹی حدیث
ابو امامہ کی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے سنن مین رشدین بن سعد سے اور انہون نے معاویہ بن صالح سے اور انہون نے راشد بن
سعد سے اور انہون نے ابو امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانی پاک ہے نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز
مگر جو غالب ہو جاوے اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ رشدین بن سعد کو مجروح
کیا نسائی اور ابن حبان اور ابو حاتم نے اور معاویہ بن صالح کو ابو حاتم نے کہا اوس سے حجت نلی جاویگی اور روایت
کیا اوسکو طبرانی نے اپنی معجم مین اور بیہقی اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن مین اور رنگ کا ذکر نہین کیا دارقطنی
نے کہا نہین رفع کیا اوسکو مگر رشدین بن سعد نے اور وہ قوی نہین ہے اور اعتراض کیا اوسپر شیخ تقی الدین نے
امام مین اور انہون نے کہا یہ حدیث دو طریقون سے مرفوع ہے سوا رشدین بن سعد کے طریقے کے اون دونون طریقون کو
کو بیہقی نے نکالا ایک تو عطیہ بن بقیہ بن ولید سے اور انہون نے اپنے باپ سے اور انہون نے ثور بن یزید سے اور انہون نے راشد بن سعد سے
اور انہون نے ابو امامہ سے اونہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پانی پاک ہی مگر یہ کہ بدل جاوے اوسکی بو
یا مزہ یا رنگ کسی نجاست کی وجہ سے جو اوس مین پڑ جاوے دوسرا حفص بن عمر سے اونہون نے ثور بن یزید سے اونہون
نے راشد بن سعد سے اونہون نے ابو امامہ سے مرفوعاً کہ پانی نجس نہین ہوتا مگر جو بدل جاوے اوسکا مزہ یا بو کو بیہقی نے
کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین اور دارقطنی نے سنن مین احوص بن

حلیم سے اوس نے راشد بن سعد سے اوس نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور احوص مین گفتگو ہے شوکانی نے کہا روایت کیا طحاوی نے اسیطرح مرسلاً اور ابو حاتم نے کہا صحیح یہ ہیکہ ارسال صحیح ہے اور شافعی نے کہا کہ اہل حدیث ایسی حدیث کو ثابت نہین کرتا اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا محدثین نے اوسکی تضعیف پر اور بدر منیر مین ہے کہ یہہ استثنا ضعیف ہے تو حجت لینا چاہیے اجماع سے **ساتوین** حدیث ثوبان کی دارقطنی نے نکالی اپنی سنن مین معاویہ بن صالح سے اوس نے رشدین بن سعد سے اوس نے ثوبان سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے پانی پاک کرنے والا ہے مگر جسکی بو یا مزے پر کچھ غالب ہے جاوے زیلعی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے کہا اس کے اسناد مین رشدین بن سعد ہے اور وہ متروک ہے **آٹھوین** حدیث ابو ثعلبہ کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے برتنون مین اگر تم دوسرے برتن پاؤ تو اون مین نہ کھاؤ اور جو نہ پاؤ تو ان کو دھو لو اور ان مین کھاؤ - یہ حدیث صحیحین مین ہے اس سے یون دلیل لی ہے کہ ابو ثعلبہ نے کہا ہم اہل کتاب کے ملک مین ہین تو ظاہر ہے کہ وہان پانی بھی اہل کتاب لاتے ہون گے اور اس مین انکا ہاتھ لگتا ہوگا تو آپنے اس پانی کو نجس نہ کہا حالانکہ برتن کو نجس فرمایا اور اسکی بحث اوپر گذر چکی **نوین** حدیث عمران بن حصین کی وہ آگے اس کتاب مین آویگی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرکہ عورت کی مشکون سے پانی لیا حالانکہ مشرکہ کا ہاتھ نجاست سے خالی نہین ہوتا اور وہ اوس پانی مین لگا تھا شیخ تقی الدین نے کہا بعضون نے ابو ثعلبہ کی اور عمران کی دونون حدیثون سے ملا کر حجت لی ہے اس باب مین اسطرح سے کہ پہلی حدیث سے کافرون کے برتنون کی نجاست نکلتی ہے اور دوسری حدیث سے مشرکہ عورت کے پانی کی پاکی نکلتی ہے تو معلوم ہوا کہ خفیف نجاست پڑنے سے جب تک پانیکا وصف نہ بدلے پانی نجس نہین ہوتا اب جو لوگ قلیل پانی کی تحدید کرتے ہین قلتین سے اونکی دلیل وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن اربعہ اور ابن حبان اور حاکم اور طحاوی اور احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی نے نکالی عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پوچھے جاتے تھے اوس پانی سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور جس کے اوپر باری باری درندے اور جانور آتے ہین زبانی پینے کو تو آپنے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو وہ نجاست نہ اٹھاویگا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی نکالا اوسکو ابن حبان اور ابن ماجہ اور احمد نے اور طحاوی کی ایک روایت مین یہ ہے وہ نجس نہ ہوگا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور انہون نے حجت لی ہے اسحدیث کے سب راویون سے ابن مندہ نے کہا اسحدیث کا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ابن عبد البر نے تمہید مین کہا کہ امام شافعی جو قلتین کی حدیث کیطرف گئے ہین یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ اسحدیث مین کلام کیا ہے ایک

جماعت نے اہل علم کے دوسری یہ کہ قلتین کے مقدار پر کوئی حدیث جو ثابت ہو یا اجماع نہین ہی اور مستند کا رین کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اوسکو رد کیا اسماعیل قاضی نے اور کلام کیا اوس مین امام طحاوی نے کہا امام نے قلتین کی حدیث پر عمل نہ کیا کیونکہ قلتین کا مقدار ثابت نہین ہوا حافظ نے کہا کہ دارقطنی نے اس حدیث کو طریقے بیان کرنے مین طول کیا اور ابن دقیق العید نے امام مین اسمین عمدہ گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا اونہون نے اس کتاب مین اس حدیث کی تمام طریقون اور روایات اور اختلاف الفاظ کو جمع کیا ہے اور بہت طول کیا ہے جسکا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک ضعیف ہے اسیواسطے اونہون نے اپنی کتاب الامام مین اس حدیث کو بیان نہ کیا حالانکہ بہت حاجت تھی اسکو بیان کرنے کی اور مین انکے کلام کا خلاصہ بیان کرتا ہون اور جو کچھ اس حدیث مین لفظا اور معنی اضطراب ہے اوسکو ذکر کرتا ہون لیکن اضطراب لفظی تو وہ اسناد اور متن دونون مین ہی اسناد مین اس طرح سے کہ یہ حدیث تین راویون سے منقول ہے پہلی روایت ولید بن کثیر کی نکالا اوسکو ابوداؤد نے محمد بن علا سے اور ان سے ابواسامہ حماد بن اسامہ اونسے ولید سے اور ان سے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور انسے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے اور جسپر بار بار درندے جانور اور درندے آتے ہین آپنے فرمایا جب پانی دو مٹکا ہو تو وہ نجاست نہ اوٹھاویگا اور اس حدیث کو ابواسامہ سے اسی طرح یعنے ولید سے انہون نے محمد بن جعفر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہی اون مین سے ہین اسحاق بن راہویہ اور احمد بن جعفر وکیعی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوعبیدہ بن ابی السفر اور محمد بن عبادہ اور حاجب بن سلیمان اور ہناد بن السری اور حسین بن الحریث نے اور روایت کی گئی ہے ابواسامہ سے اونہون نے ولید سے اونہون نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ ابومسعود رازی حافظ اور عثمان بن ابی شیبہ نے کہا ابوداؤد کی روایت سے اور عبد اللہ بن زبیر حمیدی اور محمد بن حسان ازرق اور یعیش بن الجہم وغیرہم نے اور متابعت کی انکی امام شافعی نے اونہون نے روایت کی ایک شخص سے جو ثقہ تھا اون کے نزدیک اونہون نے ولید سے اونہون نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ دارقطنی نے کہا اور ابن مندہ نے کہا کہ امام شافعی نے اوسکو روایت کیا عبد اللہ بن حارث مخزومی سے اونہون نے ولید بن کثیر سے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو موسی بن ابی الجارود نے بویطی سے اونہون نے شافعی سے اونہون نے ابواسامہ وغیرہ سے اونہون نے ولید بن کثیر سے تو اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی نے یہ حدیث عبد اللہ بن حارث سے سنی اور وہ حجازی ہین اور ابواسامہ سے اور وہ کوفی ہین اور دونون نے روایت کی ولید بن کثیر سے اب اختلاف کیا ہے حافظون نے اس اختلاف مین یعنی ایک روایت مین جو محمد بن عباد سے اور دوسری روایت مین محمد بن جعفر سے بعضون نے ترجیح دیا محمد بن عباد کی روایت کو ابوداؤد

نے کہا کہ یہی ٹھیک ہے اور عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب العلل مین اپنے باپ سے نقل کیا کہ محمد بن عباد بن جعفر ثقہ
ہے اور محمد بن جعفر بن زبیر بھی ثقہ ہے اور حدیث محمد بن جعفر بن زبیر کی زیادہ قریب ہے صواب کے اور ابن مندہ نے کہا
کہ اختلاف ہوا اس حدیث مین ابو اسامہ پر بعضون نے اوس سے یون روایت کی ہے عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور بعضون نے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ اور یہی صواب ہے کیونکہ عیسے بن یونس نے اسکو
روایت کیا ولید بن کثیر سے اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے پھر بیان کیا اسی حدیث کو اور دار قطنی نے جمع کیا دونون روایتون مین اور
کہا کہ جب اختلاف ہوا اوس مین ابو اسامہ پر اسنادین تو ہم نے یہ چاہا کہ جو صحیح ہے وہ معلوم ہو تو ہمنے پایا شعیب بن ایوب
کو اونھون نے روایت کیا اس حدیث کو ابو اسامہ سے اونہون نے ولید بن کثیر سے دونون طرح یعنے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور
محمد بن عباد بن جعفر سے تو دونون روایتین صحیح ہوئین ابو اسامہ سے اور صحیح ہوا کہ ولید بن کثیر نے اس حدیث کو روایت
کیا محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر دونون سے اور کبھی ابو اسامہ حدیث بیان کرتے تھے ولید بن کثیر سے
اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور کبھی حدیث بیان کرتے تھے ولید سے اونہون نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ روایت
کیا دار قطنی نے ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان صیدلانی سے اونہون نے شعیب بن ایوب سے اونہون نے ابو اسامہ سے انہون نے
ولید بن کثیر سے اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور بیان کیا حدیث کو پھر روایت کیا اوسکو ابن سعدان نے انہون نے شعیب بن ایوب سے انہون نے ابو اسامہ
سے انہون نے ولید بن کثیر سے انہون نے محمد بن عباد بن جعفر سے انہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے رسول اللہ صلعم سے ویسا ہی
اور امام بیہقی نے بھی دار قطنی کے مثل کیا تو نکالی روایت اسمعیل بن قتیبہ کی ابو بکر اور عثمان بن ابی شیبہ سے اور ذکر کیا محمد بن جعفر کو طرف ابو بکر کی
روایت کے عثمان بن ابی شیبہ سے کہ یہ محمد بن عباد بن جعفر ہین اور ذکر کیا دوسری روایت کے ابو العباس محمد بن یعقوب سے اونہون نے احمد
بن عبد الحمید حارثی سے اوس مین محمد بن جعفر بن زبیر ہے اور یہ خلاف ہے دار قطنی کی روایت کے احمد بن محمد بن
سعید سے اونہون نے احمد بن عبد الحمید حارثی سے کیونکہ اوس مین محمد بن عباد بن جعفر ہے اور امام بیہقی اور دار قطنی کی
غرض ان اسنادون کے لانے سے یہ ہے کہ دونو اسناد صحیح ہین امام بیہقی نے کہا ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ بن منتصر
واسطی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعیب بن ایوب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے
اونہون نے ولید بن کثیر سے اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے اخیر حدیث تک اور اسجگہ
ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ صحیح عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر ہے نہ عبد اللہ بن عبد اللہ یا دونون صحیح ہین امام بیہقی

نے کتاب المعرفۃ مین نقل کیا اسحاق بن راہویہ سے وہ کہتے تھے ابو اسامہ نے غلطی کی اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ اور صحیح عبید اللہ
بن عبد اللہ ہے اور دلیل لی اوس روایت سے جو عیسے بن یونس نے نقل کی ولید بن کثیر سے اوس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ روایت مرسل ہے اور مین نے اوسکو
موصول پایا اسماعیل بن سعید کسائی کی کتاب مین اسحاق بن ابراہیم سے اونہون نے عیسے بن یونس سے اور روایت
کیا اوسکو عباد بن جہیب نے ولید سے اور کہا عن عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ مَوْصُوْلًا اور یہ حدیث اصل مین سند کے کیونکہ
روایت کیا اسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اُنہون نے
اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پھر ذکر کیا حدیث کو اور ابن مندہ نے عیسی بن یونس کی روایت
کو موصولاً نقل کیا اور کہا کہ یہ روایت زیادہ مشابہ ہے صحت کی کیونکہ اس حدیث کو عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے محمد بن اسحاق
سے روایت کیا اونہون نے محمد جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے جیسے روایت
کیا عیسی بن یونس نے ولید بن کثیر سے اور کہا یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اس حدیث کو حماد بن
سلمہ نے عاصم بن منذر سے اُنہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اُنہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اسکو اسمٰعیل
بن علیہ نے عاصم بن منذر سے اوس نے ایک شخص سے اوس نے ابن منذر سے تو محمد بن اسحاق نے موافقت کی عیسی بن یونس
کی محمد بن جعفر بن زبیر کا نام لینے مین اور عبید اللہ بن عبد اللہ کا نام لینے مین اور حماد بن سلمہ وغیرہ نے عاصم سے
موافقت کی عبید اللہ کا نام لینے مین تو ثابت ہوا اتفاق اہل مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کا عبید اللہ بن عبد اللہ پر اور محمد بن
اسحاق اور ولید بن کثیر کا محمد بن جعفر بن زبیر پر اور عبید اللہ اور عبد اللہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر کے مقبول ہین
باجماع علما اسیطرح محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد اور سنن
نسائی مین اور عاصم بن منذر بھی معتبر ہے اور محمد بن اسحاق سے تو امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی
ہے اور عاصم بن منذر سے امام بخاری نے استشہاد کیا ہے کئی مقامون مین شعبہ نے کہا محمد بن اسحاق امیر المؤمنین
ہین حدیث مین اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا محمد بن اسحاق ثقہ ہین ثقہ ہین ثقہ شیخ نے کہا کہ ابن مندہ نے
جو کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اس سے مراد یہ ہے کہ باعتبار رواۃ کے صحیح ہے اور اُنہون نے توجہ نہ
کی اوس اختلاف اور اضطراب پر جو اس حدیث مین واقع ہے اور اسی لیے امام مسلم اس حدیث کو اپنی کتاب مین نہین لائے
اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین اپنے شیخ ابو عبد اللہ حافظ سے نقل کیا وہ کہتے تھے یہ حدیث دونون طرح محفوظ ہے
یعنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور عبد اللہ بن عبد اللہ سے دونون نے روایت کیا اسکو اپنے باپ سے اور یہی مذہب ہے

اکثر اہل روایت کا اور خلاف ہے اوس مضمون کے جو ابوزرعہ کی کلام سے نکلتا ہے جو نقل کیا عبدالرحمن بن ابی حاتم نے کہ
مین نے پوچھا ابوزرعہ سے محمد بن اسحاق کی حدیث کو محمد بن جعفر بن زبیر سے اونھون نے کہا وہ کہتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ
اور ولید بن کثیر نے محمد بن جعفر سے عبد اللہ بن عبد اللہ نقل کیا تو ممکن نہین کہ ابن اسحاق کے موافق فیصلہ کیا جاوی مین نے
کہا محمد بن جعفر کیسا ہی اونھون نے کہا سچا ہے روایت ہین **دوسری** روایت محمد بن اسحاق کی نکالا اوسکو ترمذی
نے ہناد سے اور ابو داؤد نے حماد بن سلمہ سے اور یزید بن زریع سے اور ابن ماجہ نے یزید بن ہارون اور ابن مبارک سے
(اور طحاوی نے یزید بن ہارون اور حماد بن سلمہ سے) ان سب نے ابن اسحاق سے روایت کیا اور روایت کیا اوسکو احمد بن
خالد وہبی اور ابراہیم بن سعد زہری اور زائدہ بن قدامہ نے اور روایت کیا اوسکو عبید اللہ بن محمد بن عائشہ نے حماد
بن سلمہ سے اونھون نے محمد بن اسحاق سے اپنی سند سے اور یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس پانی
سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور درندے اور کتے اوس پر آتے ہین آپ نے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو نجاست نہ اٹھاویگا
روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ اس روایت مین درندون اور کتون کا ذکر ہے اور یہ غریب ہے اور ایسا ہی روایت
کیا اوسکو موسی بن اسمعیل نے حماد بن سلمہ سے اور اسماعیل بن عیاش نے محمد بن اسحاق سے کتون اور جانورون کو نقل
کیا ہے مگر ابن عیاش پر اختلاف ہی اس اسناد مین اور یہ اختلاف ہے کہ محمد بن وہب سلمی نے ابن عیاش سے روایت
کیا اونھون نے ابن اسحاق سے اونھون نے زہری سے اونھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونھون نے ابوہریرہ سے اونھون نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے اوس گڈھے سے جس مین مردار لاشین ڈالی جاوین اور کتے اور جانور اس
مین سے پیئین آپ نے فرمایا جو پانی دو کہال تک پہنچ جاوے یا زیادہ اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرے گی روایت کیا اس
کو دارقطنی نے اور روایت کیا گیا عبد الوہاب بن عطا سے اونھون نے محمد بن اسحاق سے اونھون نے زہری سے اونھون نے سالم
سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا مغیرہ بن سقلاب سے اونھون نے
ابن اسحاق سے اونھون نے نافع سے اونھون نے ابن عمر سے **تیسری** روایت حماد بن سلمہ کی عاصم بن منذر سے اور اسکی
سند اور متن دونون مین اختلاف ہی ابوداود اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت کیا موسی بن اسمعیل سے اونھون نے حماد
سے اونھون نے عاصم سے اونھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونھون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور طحاوی نے اسکو نکالا اسی اسناد سے اس
مین یہ ہے کہ عاصم نے کہا ہم اپنے ایک باغ مین تھے یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ مین تھے اتنے مین ظہر
کی نماز کا وقت آیا وہ باغ کے کنوئے کیطرف اوٹھے اور وضو کیا اوس سے اور اس مین ایک مردہ اونٹ کی کہال

پڑی تھی مین نے کہا تم اوس سے وضو کرتے ہو اور اس مین یہ پڑا ہے عبید اللہ نے کہا مجھکو خبر دی ہے میرے باپ نے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو پکھال ہو وہ نجس نہ ہوگا) اور مخالفت کی حماد بن زید نے اونھون نے اسکو روایت کیا عاصم
بن المنذر سے اونھون نے ابو بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ سے موقوفاً دار قطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو اسمعیل علیہ
نے عاصم بن المنذر سے اور اونھون نے ایک شخص سے جسکا نام نہین لیا اونھون نے ابن عمر سے موقوفاً اور جسنے کہا روایت
کیا اوسکو یحیی بن حسان نے حماد بن سلمہ سے اسیطرح موقوفاً ابن عمر پر نکالا اوسکو طحاوی نے) یہ تو سند کا اختلاف ہوا
اب لفظ کا اختلاف یہ ہے کہ یزید بن ہارون نے اسکو روایت کیا حماد بن سلمہ سے تو اختلاف ہوا یزید پر حسن بن محمد
صباح نے یزید سے نقل کیا اونھون نے حماد سے اونھون نے عاصم سے کہ مین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک باغ
مین گیا اوس مین ایک قبر استمار (گنتہ جہان برسات کا پانی جمع ہو جاتا ہے) پانی کا اوس مین ایک مردہ اونٹ کی
کھال پڑی تھی اونھون نے اوس مین سے وضو کیا مین نے کہا تم اوس مین سے وضو کرتے ہو اور اوسمین مردہ اونٹ کی کھال
پڑی ہے اونھون نے مجھسے حدیث بیان کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو پکھال
یا تین پکھال تک پہونچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی نکالا اوسکو دار قطنی اور عبد بن حمید اور اسحاق بن
راہویہ نے اپنی مسندون مین اور روایت کیا اوسکو ابو مسعود رازی نے یزید سے اور یہ نہ کہا (یا تین) دار قطنی نے
کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابراہیم بن حجاج اور ہدبہ بن خالد اور کامل بن طلحہ نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد
سے ان سب لوگون نے یون کہا جب پانی دو پکھال تک پہنچ جاوے یا تین پکھال تک اور ابراہیم بن حجاج
اور ہدبہ بن خالد کی روایت کو حماد سے حاکم نے نکالا مستدرک مین اوس مین یون ہے جب پانی دو پکھال یا تین
پکھال تک پہونچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی حاکم نے کہا روایت کیا اسکو عفان بن مسلم وغیرہ حافظون
نے حماد سے اور (یا تین پکھال) نہ کہا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو وکیع نے حماد بن سلمہ سے اسی سند سے اور
مین یون ہے جب پانی دو پکھال یا تین پکھال تک پہونچ جاوے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی روایت کیا ابن ماجہ
نے اپنی سنن مین پھر دار قطنی نے ان روایتون کے نکالنے کے بعد کہا روایت کیا اوسکو عفان بن مسلم اور
یعقوب بن اسحاق حضرمی اور بشر بن السری اور علاء بن عبد الجبار مکی اور موسی بن اسماعیل اور عبید اللہ عیسی
نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے اور اس مین یہ ہے کہ جب پانی دو پکھال تک پہونچ جاوے تو نجس نہ ہوگا اور
نہین کہا ان لوگون نے یا تین پکھال تک پھر نکالا دار قطنی نے ان لوگون کی روایتون کو اور ابن عمر کی حدیث
کے دو طریقے اور ہین ایک تو ابراہیم بن محمد کی روایت سے اونھون نے ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن سے اونھون نے ابو بکر

بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو کہال کو پہونچ جاوے
اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابراہیم بن محمد بن ابی یحیے اسلمی اوسکا ذکر اوپر گذر چکا دوسرا
طریقہ عبد اللہ بن حسین بن جابر کا اونہون نے محمد بن کثیر مصیصی سے اونہون نے زائدہ سے اونہون نے لیث سے اونہون نے مجاہد سے
اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی
نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن اسمعیل فارسی سے اونہون نے عبد اللہ بن حسین سے اور کہا رفع کیا اوسکو اس شیخ نے یعنے عبد اللہ بن
حسین (اسنے) محمد بن کثیر سے اوس نے زائدہ سے اور روایت کیا اوسکو معاویہ بن عمرو نے زائدہ سے موقوفًا اور یہی ٹہیک ہے
پہر نکالا اسناد سے دوسرے طریق کو اب متن کے اضطراب کو سنیے کچہ تو اوپر بہی معلوم ہوا کہیں دو کہال ہے کہیں تین کہال
اور روایت کیا دارقطنی نے سنن مین اور ابن عدی نے کامل مین اور عقیلی نے اپنی کتاب مین قاسم بن عبید اللہ عمری سے اونہون نے محمد بن منکدر
سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی چالیس کہال تک پہنچ جاوے
تو وہ نجاست نہ اوٹہاویگا دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو قاسم عمری نے ابن منکدر سے اونہون نے جابر سے
اور وہم کیا اوس نے اسناد مین اور وہ ضعیف تہا اور بہت غلطی کرتا تہا اور مخالفت کی اوسکی روح بن القاسم اور سفیان
ثوری اور معمر بن راشد نے اونہون نے اسکو روایت کیا ابن منکدر سے اونہون نے عبد اللہ بن عمر سے موقوفًا اور روایت
کیا اوسکو ایوب سختیانی نے محمد بن منکدر سے اونکا قول نہین ٹہرایا اونہون نے اوسکو پہر نکالا صحیح سند سے روح بن قاسم
کے طریق سے اوس نے محمد بن منکدر سے اوس نے عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال کو پہونچ جاوے
تو نجس نہ ہوگا پہر سفیان کی روایت کو نکالا وکیع اور ابو نعیم سے اون دونون نے سفیان سے اونہون نے محمد بن منکدر سے اونہون نے
عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور نکالا معمر کی روایت
کو عبد الرزاق کے طریق سے اوس نے کئی آدمیون سے اور نکالا ایوب کی روایت کو محمد بن منکدر سے اونہون نے کہا جب
پانی چالیس کہال ہو تو نجس نہ ہوگا یا اور کوئی کلمہ کہا ایسا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے بشر بن السری سے اوس نے ابن لہیعہ
سے اوس نے یزید بن ابی حبیب سے اوس نے سلیمان بن سنان سے اوس نے عبد الرحمن بن ابی ہریرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو وہ ناپاکی نہ اوٹہاوے گا دارقطنی نے کہا اس روایت مین ایسا ہی ہے
اور مخالفت کی اوسکی کئی شخصون نے اونہون نے روایت کیا ابو ہریرہ سے تو کہا چالیس بڑے ڈول یا چالیس ڈول اور سلیمان
بن سنان نے ابن عباس سے سنا ہے اور ابو ہریرہ سے بخاری نے تاریخ مین کہا امام سیوطی نے لآلی مین کہا اس
حدیث کا اور ایک طریقہ ہے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن مین عبد الصمد بن علی اور برہان محمد بن علی بن جسر وغیرہ سے

سے اون دونون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمیر بن مرداس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن کثیر حضرمی نے اونہون
نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی چالیس پکھال کو پہنچ جاوے تو وہ ناپاکی نہ اوٹھاویگا
اور ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات مین لکھا اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس طریق کو بیان نہین کیا اب معنی کے
اضطراب کو سنیے قلہ کے معنے بعضون نے کہا مٹکا بعضون نے کہا مشک بعضون نے کہا پہاڑ کی چوٹی اور امام شافعی نے اس
کی تفسیر مین ایک حدیث روایت کی ہے اونہون نے اپنی مسند مین کہا خبر دی ہمکو مسلم بن خالد زنجی نے اونہون نے روایت کی ابن
جریج سے اونہون نے اوس اسناد سے جو مجھکو یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو قلے ہو تو وہ ناپاکی
کو نہ اوٹھاویگا اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ ہجر کے قلے ابن جریج نے کہا مین نے ہجر کے قلے کو دیکھا ایک قلہ مین دو مشک
پانی کچھ زیادہ سماتا ہے شافعی نے کہا تو احتیاط یہ ہے کہ ایک قلہ اڑہائی مشک کا رکھین اور دو قلون کی پانچ مشکین
ہوئین بڑی حجاز کی مشکون سے جب اتنا پانی ہو تو وہ نجس نہ ہوگا مگر جب اسمین مزہ یا بو یا رنگ نجاست کا پیدا ہو جاوے
انتہی اس استدلال پر دو اعتراض ہوتے ہین ایک یہ کہ اسکی سند منقطع ہے اور ابن جریج سے لیکر حضرت تک راوی
مجہول ہین تو ایسی روایت سے حجت قائم نہ ہوگی دوسرے یہ کہ اس حدیث مین جو یہ زیادہ ہے ہجر کے قلون سے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے حالانکہ ایسا نہین دارقطنی نے روایت کیا ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد
نیسا بوری سے اونہون نے ابو حمید مصیصی سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے ابن جریج سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو محمد بن یحیی
نے یہ بیان کیا حدیث کو محمد بن یحیی نے کہا مین نے یحیی بن عقیل سے کہا کون سے قلے مراد ہین اونہون نے کہا ہجر کے قلے
محمد نے کہا تو مین نے ہجر کے قلون کو دیکھا مین سمجھتا ہون ہر قلہ مین دو مشکین سماوینگی دارقطنی نے کہا پہلی روایت کا
اسناد زیادہ محفوظ ہے اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ ہجر کے قلون سے حدیث مین داخل نہین ہے اور اگر داخل ہو
تو بھی مرسل ہوگا کیونکہ یحیی بن عقیل صحابی نہین ہے پھر جس طریق کے اسناد کو امام بیہقی نے زیادہ محفوظ کہا ہے اوسمین
یہ ہے کہ مین سمجھتا ہون کہ ہر ایک قلہ مین دو مشکین سماوینگی اور ایک مشک مین سولہ رطل پانی آتا ہے تو دو قلہ پانی ۶۴ رطل
ہوگا اور دوسری روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک قلہ دو مشک کا ہوتا ہے تو دو قلون کی چار مشکین ہوئین اور ابن عدی
نے کامل مین مغیرہ بن سقلاب سے روایت کیا اونہون نے محمد بن اسحق سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو قلے ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور ایک قلہ چار صاع کا ہوتا ہے ابن عدی نے
کہا مغیرہ نے اس حدیث کا اصلی اسناد چھوڑ دیا اور یہ کہا عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اور یہ سہل تھا اسپر
حالانکہ محمد بن اسحاق اس حدیث کو روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عمر سے پھر روایت کیا ابن عدی نے

مغیرہ بن سقلاب کے طریق سے محمد بن اسحاق سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب پانی دو قلے ہو ہجر کے قلون سے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ دو قلہ دو فرق پانی ہوا ابن عدی
نے کہا یہ لفظ ہجر کے قلون سے غیر محفوظ ہے نہین مذکور ہوا مگر اس روایت مین مغیرہ کی محمد بن اسحاق سے اور مغیرہ بن سقلاب
منکر الحدیث ہے اوسکی کنیت ابو بشر تھی پھر نکالا ابی جعفر بن نفیل سے اونہون نے کہا مغیرہ بن سقلاب پر اعتماد نہین ہوتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ابن عدی نے کہا اوسکی اکثر روایتین ایسی ہین جسپر متابعت نہین ہوئی اور اس
حدیث مین اوسنے یہ بھی ذکر کیا کہ ہجر کے دو قلے اور یہ بھی کہا کہ وہ دو فرق ہین اور اسکا قائل نہین وہ جس نے تحدید
کی دو فرق کی کہ وہ پانسو رطل کچھ زیادہ پانی ہوا اور دارقطنی نے نکالا عبد العزیز بن ابی رزمہ سے اوسنے حماد بن
زید سے اوسنے عاصم بن منذر سے کہ قلون سے مراد بڑے مٹکے ہین اور حسن بن عرفہ کے طریق سے اونہون نے کہا مین نے
ہشیم سے سنا وہ کہتے ہین قلتین دو بڑے مٹکے اور ابن مندہ نے کہا اوزاعی اور اونکے اصحاب نے کہا قلہ وہ پانی
جسکو ہاتھ اوٹھالے اور بیہقی نے عبد الرحیم بن سلیمان سے نکالا مین نے احمد بن اسحاق سے پوچھا قلتین کو انہون نے
کہا وہ مٹکے ہین جن مین پانی پیا جاتا ہے اور دورقین اور دورق ایک پیمانہ ہے اور وکیع سے نکالا کہ قلہ مٹکا ہے
اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ ہجر کے قلے مشہور ہین اہل حجاز کے نزدیک اور شہرت کیوجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے معراج کی حدیث مین سدرۃ المنتہی کے پھلون کو تشبیہ دی ہجر کے قلون سے جیسے مالک بن صعصعہ کی روایت
مین ہے پھر مین اوٹھایا گیا سدرۃ المنتہی تک دیکھا تو اوسکے پتے ہاتھی کے کانون کیطرح ہین اور اوسکے پھل ہجر کے قلون
کے برابر ہین اور امام طحاوی نے جو یہ عذر کیا کہ ہم نہین جانتے قلہ کیا ہے تو یہ عذر اوسکے لیے نہ ہوگا جو قلہ کو جانتا
ہے انتہی مختصرا امام شوکانی نے نیل مین کہا کہ اسناد کی اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ جب تمام طریقے محفوظ ہون
تو وہ اضطراب نہین ہوتا بلکہ انتقال ہے ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ کیطرف حافظ نے کہا تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حدیث ولید بن کثیر سے اوسنے محمد بن عباد بن جعفر سے اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اور محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوسنے عبید اللہ بن عمر سے ہے اور جس نے اور طرح پر روایت کیا اوسنے وہم کیا اور اسکا ایک اور تیسرا طریق ہے حاکم
کے پاس اوسکی اسناد کو عمدہ کہا ابن معین نے اور متن کے اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ قلتین اور ثلثا کی روایت شاذ
ہے اور چالیس قلے کی روایت مضطرب ہے اور بعضون نے کہا یہ دونون روایتین موضوع ہین اور امام شافعی کے اصحاب
نے ہجر کے قلے مراد ہونے کو قوت دی ہے اسطرح سے کہ عرب نے اپنے اشعار مین ہجر کے قلون کا ذکر کیا ہے جیسے ابو عبید نے
کتاب الطہور مین کہا اسیطرح معراج کی صحیح حدیث مین ہجر کے قلون کا ذکر موجود ہے خطابی نے کہا ہجر کے قلے مشہور ہین

اون کی مقدار معلوم ہو اور قلہ ایک مشترک لفظ ہی اور اگر اوس سے برتن مراد لین تو اب بھی تردد ہوگا کہ بڑا برتن مراد ہی یا چھوٹا لیکن جب شارع نے دو کا عدد بیان کیا تو معلوم ہوا کہ بڑا قلہ مراد ہی ورنہ ایک بڑا قلہ کہدینا کافی تہا دو قلہ کہنے کی کیا ضرورت تہی اور اس کلام مین جو تکلف اور تعسف ہے وہ پوشیدہ نہین انتہی امام طحاوی نے کہا حدیث مین یہ مذکور نہین کہ قلتین کی مقدار کیا ہے تو جائز ہے کہ ہجر کے قلے مراد ہون اور جائز ہے کہ قلہ سے انسان کا قد مراد ہو تو مطلب یہ ہی کہ جب بقدر قد آدم پانی ہو تو وہ نجس ہوگا بوجہ کثرت کے اور نہر کی مثل ہوگا اگر تم یہ کہو کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے حجاز کے قلے مشہور ہین تو ہم یہ کہینگے کہ اگر حدیث ظاہر پر رکہی جاوے تو لازم آتا ہے کہ قلتین پانی تغیر کے بعد بہی نجس ہو اگر یہ کہوگے کہ تغیر کے بعد دوسری حدیث سے نجس ہو جاتا ہے احوص بن حکیم کے اوس نے راشد بن سعد سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی مگر جو غالب ہو جاوے اوسکی رنگ یا مزہ یا بو پر تو ہم یہ کہینگے کہ یہ روایت منقطع ہے اور تم حجت نہین لیتے منقطع سے انتہی مختصرا مترجما کہتا ہی قلتین کا مسئلہ بڑے لطف کا مسئلہ ہی ایک طرف شافعیہ قوت دیتے ہین اس حدیث کو اور توجیہ کرتے ہین ہر ایک قدح کی جو مخالفین اسپر کرتے ہین اور ایک طرف سے حنفیہ اوسکو ضعیف کرتے ہین مختلف اور متعدد وجہون سے اور جو شخص منصف ہے متبع سنت وہ اوپر کی تمام تقریرون سے سمجھ سکتا ہی کہ قلتین کی حدیث مین جو وہ اشکال ہین جو اٹہائی اوٹھہ نہین سکتی اضطراب سند اضطراب متن ابہام معنی اس صورت مین کوئی وجہ نہین کہ اوس حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء پر عمل نہ کیا جاوے اور قلتین کی حدیث سے اوسکی تخصیص کیجاوے اور عقل سلیم اس بات کو مقتضی ہے کہ جب تغیر نہ ہو پانی کے کسی صفت مین تو نجاست کا اثر پانی پر غالب نہ ہوا خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر دو قلہ ہو یا ایک قلہ اور جب تغیر ہو گیا تو قلیل اور کثیر قلہ اور دو قلہ سب نجس ہی پس یہی قول مختار ہی اور قوی ہی از رو دلیل عقلی اور نقلی کے اب حنفیہ کے دلائل کو سنیے پہلی دلیل حدیث ابو ہریرہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو بہتا نہین پہر غسل کرے اوسمین یا وضو کرے اوس مین - اس حدیث کی تفصیل مع تمام طرق اور الفاظ کے آگے آویگی وجہ استدلال کی یہ ہی کہ جب تہمے پانی مین پیشاب کرنیکی ممانعت ہوئی تو معلوم ہوا کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ پیشاب سے جو منع کیا وہ واسطے تنزیہ اور ادب اور نظافت طبع کے ہے نہ نجاست کیوجہ سے اور جو نجاست کی وجہ سے ہو تو خود یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہو جاتی ہی جب تہما ہوا پانی دہ در دہ ہو کیونکہ اس صورت مین حنفیہ کہتے ہین کہ پیشاب کرنے سے پانی نجس نہ ہوگا اور حدیث کی رو سے نجس ہو جاوے گا اسطرح یہ قباحت لازم آتی ہے کہ اگر بڑے بڑے تالابون مین پیشاب پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاوینگے اور ایسے بڑے بڑے تالابون کا بچانا انسان اور حیوانات کے پیشاب سے ممکن

نہین پس معلوم ہوا کہ یہ نہی بطریق ادب کے ہے **دوسری** وہ حدیث جو اوپر گذری کہ جب تم مین سے کوئی جاگے تو اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے برتن مین نہ ڈالدیوے۔ اس سے بھی حنفیہ کا مقصد ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث مین یہ کہان ہے کہ اگر ڈالدیگا تو نجس ہو جاویگا اور یہ نہی بھی بطور ادب اور نظافت کے ہے اور امام طحاوی حنفی نے اپنی کتاب مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسلمان نجس نہین ہوتا پس اگر بن دھوئے بھی ہاتھ ڈالدے اور اوسکے ہاتھ پر نجاست نہو تو پانی نجس نہ ہوگا اور حنفیہ بھی خود اس حدیث پر عمل نہین کرتے پھر مخالفین کے مقابل اوس سے کیونکر حجت لیسکتے ہین تیسری دلیل کتا مونھ برتن مین ڈالے تو سات بار دھونیکا حکم ہے یہ حدیث تفصیل سے اوپر گذر چکی اور خود حنفیہ نے اسحدیث کا خلاف کیا اور سات بار دھونا لازم نہین سمجھا پس مخالفین کے مقابل اوسکو کیسے پیش کرتے ہین اور ہم اوپر بیان کر چکے کہ کتے کے منھ ڈالنے سے سات بار دھونا نجاست کیوجہ سے نہین ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ بعض کتا زہریلا ہوتا ہے اسواسطے برتن کو خوب صاف کرنے کے لیے سات بار بلکہ مٹی سے رگڑ کر دھونے کا حکم ہوا **چوتھی** دلیل دارقطنی نے اپنی سنن مین روایت کی ابن سیرین سے کہ ایک حبشی زمزم کے کنوے مین گرا پھر مرگیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ نکالا گیا اور حکم دیا اوسکا پانی نکال ڈالنے کا لیکن لوگ تھک گئے اور چشمہ کیوجہ سے جو رکن کیطرف سے آتا تھا (یعنے حجر اسود کیطرف سے) ابن عباس نے حکم دیا وہ چشمہ بند کیا گیا کپڑون اور مشکون سے یہانتک کہ لوگون نے اوسکا پانی سینچ ڈالا جب سینچ چکے تو پھر وہ چشمہ جاری ہوگیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین عطا سے کہ ایک حبشی زمزم مین گر پڑا اور مرگیا تو ابن زبیر نے حکم دیا اوسکا پانی سینچا گیا لیکن کسیطرح پانی ختم نہ ہوتا تھا دیکھا تو ایک چشمہ ہے جو حجر اسود کیطرف سے پھوٹ رہا ہے تب ابن زبیر نے کہا بس کرو کافی ہے تمکو اور روایت کیا امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین ابن لہیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے کہ ایک حبشی زمزم مین گرا اور مرگیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ نکالا گیا اور زمزم کے چشمے بند کیے گئے پھر اس کا پانی سینچا گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین قتادہ سے اونھون نے ابن عباس سے کہ ایک حبشی زمزم مین گر پڑا پھر مرگیا تو ابن عباس نے ایک شخص کو اوتارا اوس نے حبشی کو نکالا پھر کہا نکالڈالو جتنا پانی اوس مین ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے جابر جعفی سے اونھون نے ابو الطفیل سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے اونھون نے ابو الطفیل سے کہ ایک لڑکا گر گیا زمزم مین پھر اوس کا پانی سینچا گیا اس روایت مین ابن عباس کا ذکر نہین **اور جواب** اسکا کئی وجوہ سے ہے اول یہ کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایت احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ ان روایتون کی اسناد ضعیف ہے

لیکن پہلا طریق کا تو امام بیہقی نے کہا کتاب المعرفۃ مین ابن سیرین نے ابن عباس سے نہین سُنا اور اون سے ملاقات کی تو یہ روایت منقطع ہی اور تیسرا طریق اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اوس سے حجت نہ لی جاویگی اور چوتہا طریق امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا قتادہ نے ابن عباس سے نہین سُنا اور نہ ملاقات کی تو یہ روایت بہی منقطع ہوئی اور پانچوان اور چھٹا طریق اون کے اسناد مین جابر جعفی ہے بیہقی نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور حنفیہ کے امام ابو حنیفہ نے کہا کہ مین نے کوئی شخص زیادہ جھوٹا جابر جعفی سے نہین دیکھا اب رہ گیا دوسرا طریق تو اوسکو ضعیف کہا امام بیہقی نے دوسرے اثر سے جسکو روایت کیا سفیان بن عیینہ نے اونہون نے کہا مین مکہ مین ہون ستر برس سے مینے کسی چھوٹے بڑے کو نہین دیکھا جو حبشی کی حدیث کو پہچانتا ہو کہ وہ زمزم مین کبہی گرا بہی تہا یا نہین اور نہ مین نے کسی سے یہ سنا کہ زمزم کا کبہی پانی سینچا گیا تہا اور امام شافعی سے روایت کیا اونہون نے کہا ابن عباس سے یہ اثر پہچانا نہین جاتا اور ابن عباس نے تو حضرت سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر وہ اس حدیث کو چہوڑ کر اوسکے خلاف کیونکر فتوی دیتے اور جو یہ اثر ثابت ہو تو شاید اونہون نے پانی سینچنے کا حکم نظافت اور صفائی کے لیے دیا ہو اس لیے کہ زمزم کا پانی پیا جاتا تہا نہ نجاست کیوجہ سے زیلعی نے کہا بعض حنفیہ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شافعی اور سفیان کو یہ واقعہ معلوم نہ ہونے سے کچھ ضرر نہین ہوتا اور یہ واقعہ اون سے پہلے ایک سو پچاس برس کا ہے تو جس شخص نے اوس کو دیکھا اور ثابت کیا اوسکا قول اولے ہے مترجم کہتا ہے یہ جواب کچھ نہین ہے کیونکہ شافعی اور سفیان کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا تو اہل حجاز کو سب سے پہلے اسکی خبر رہتی جیسے امام نووی نے کہا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر پہونچ گئی اور اہل مکہ اور سفیان کو نہین پہونچی زیلعی نے کہا امام نووی کے قول کو رد کرتا ہے شافعی کا قول امام احمد سے کہ تم صحیح حدیثون کو ہم سے زیادہ جانتے ہو تو جب کوئی صحیح حدیث ملجاوے تو مجھکو بتلا دو تاکہ مین اوس پر عمل کرون کوفی ہو یا بصری یا شامی اور امام شافعی نے یہ نہ کہا کہ یہ حدیث اور ون کو کیونکر پہونچیگی اور اہل حرمین کو معلوم نہ ہوگی انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کا قول کچھ نہین کیونکہ حدیث مین اور اس واقعہ مین فرق ہے حدیث تو ممکن ہے کہ اہل حرمین کو نہ پہونچے اور اور ملک والون کو پہونچ جاوے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ملکون مین جاکر رہ گئے تہے اور وہین انتقال کیا اور یہ واقعہ تو خاص مکہ مین ہوا پہر قیاس سے بعید ہے کہ مکہ والون کو اوسکی خبر نہ ہو تیسرے یہ کہ اس اثر مین یہ کہان ہے کہ کنوئیں کا پانی نجس ہو گیا اور پانی کا سینچنا نجاست کا ثبوت نہین ہو سکتا کبہی کنوان صاف کرنیکے لیے بہی پانی سینچتے ہین خصوصًا اوس کنوئے کا جسکا پانی پیا جاتا ہو جیسے زمزم ہے چوتہے یہ کہ معارض ہے اسکے ابن عباس کی مرفوع حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور فتوی

راوی کا برخلاف حدیث کی باطل ہے اور عمل حدیث پر لازم ہے **پانچوین** صاحب ہدایہ نے انس سے نقل کیا کہ جب کنوے
مین چوہا مرجاوے اور اوسیوقت نکالا جاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالنا چاہیین اور جواب یہ ہے کہ یہ بھی موقوف ہے اور وہ
حجت نہین علاوہ اسکے اس اثر کا پتہ نہین ملا کہ کس محدث نے اوسکو روایت کیا اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ بے
ٹھکانے اور ضعیف روایتین نقل کرتا ہے اور انکو حجت لاتا ہے جیسے اسی باب مین صاحب ہدایہ نے کہا کہ قلتین کی حدیث کو ابو داؤد
نے ضعیف کہا زیلعی نے کہا صحیح نہین ہے ابو داؤد نے تو قلتین کی حدیث کو روایت کیا اور اوسپر سکوت کیا تو وہ صحیح ہے اونکے
نزدیک جیسے اونکی عادت ہے اور اس حدیث کے بعد تو اونھون نے وہ کلام کہا جس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے اور مخالف
کا مذہب ضعیف ہے جیسے اوپر گذرا **چھٹی** صاحب ہدایہ نے ابو سعید خدری سے نقل کیا اونھون نے کہا مرغی جب کنوے مین مرجاوے
تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور جواب یہ ہے کہ اس اثر کا بھی پتہ نہین ملا زیلعی نے کہا ہمارے شیخ علاء الدین
نے کہا کہ انس اور ابو سعید کے اثرون کو طحاوی نے روایت کیا کسی طریق سے اور مین نے انکو نہین پایا شرح معانی الآثار مین
ساتوین امام طحاوی نے نقل کیا حضرت علی سے اونھون نے کہا جس کنوے مین چوہا گر کر مرجاوے اوسکا پانی نکالا جاوے
اور روایت کیا اونھی سے کہ جب چوپایا یا کوئی جانور کنوے مین گرجاوے تو اوسکا پانی کھینچ یہانتک کہ پانی غالب ہو تجھپر
اور ابو ہریرہ سے اونھون نے کہا جو کوئی پانی کے گڈھے پر گذرے وہ اوس مین پیشاب نہ کرے کیونکہ اسکا بھائی مسلمان
اوسپر گذرتا ہے وہ اوس مین سے پیتا ہے اور وضو کرتا ہے البتہ اگر پانی جاری ہو تو اوس مین پیشاب کرے اگر چاہے اور روایت
کیا شعبی سے کہ چڑیا یا بلی اگر کنوے مین گرجاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ ستر ڈول
نکالے جاوین اور دوسری روایت مین ہے شعبی سے کہ مرغی اگر کنوے مین گر کر مرجاوے تو اوس مین سے ستر ڈول نکالے جاوین
اور ابراہیم سے کہ جس کنوے مین چوہا یا بلی گر کر مرجاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور دوسری روایت
مین ہے کہ چوہا اگر گرجاوے تو چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ کچھ ڈول نکالے جاوین اور حماد بن ابی سلیمان
سے اونھون نے کہا مرغی اگر کنوے مین گرجاوے پھر مرجاوے تو اوس مین سے چالیس یا پچاس ڈول نکالے جاوین اور
جواب یہ ہے کہ موقوف روایت حجت نہین ہے پھر تابعین کے اقوال کیونکر حجت ہونگے علی الخصوص احادیث صحیحہ مرفوعہ
کے مقابل یہ اقوال لانا محض بے ادبی ہے علاوہ اسکے ان اقوال سے یہ نہین نکلتا کہ پانی کا کھینچنا نجاست کیوجہ سے
ہے بلکہ شاید صفائی اور نظافت اور کراہت طبع کو رفع کرنے کے لیے ہو اور جو نجاست کیوجہ سے ہوتا تو بیس یا پچیس
یا چالیس یا ساٹھ یا ستر ڈول نکالنے سے کیا ہوتا کیونکہ نجس پانی تو ابھی کنوے مین باقی ہے اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے اس
مسئلے مین نہ قیاس اور عقل سلیم پر عمل کیا نہ احادیث صحیحہ پر اسوجہ سے اونکا مذہب اس باب مین اضعف المذاہب بلکہ

باطل ہے اور ہر ایک مسلمان کو حدیث پر عمل کرنا لازم ہے اور امام طحاوی نے باوجود محدث ہونے کے جو اس مسئلہ
مین حنفیہ کی تائید کی ہے یہ سراسر اون کی پاس مذہبی ہے واللہ اعلم وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ اور
کہا حماد ابن ابی سلیمان فقیہ کوفی نے کچھ قباحت نہین مردار کے بال اور پرون مین ف یعنے بال اور پر
نجس نہین ہین اگرچہ حرام جانور کے ہون تو اون کے پانی مین گرنے سے پانی نجس نہ ہوگا اس اثر کو عبد الرزاق نے
مصنف مین وصل کیا معمر سے اونہون نے حماد سے اور یہ حماد شیخ تھے امام ابوحنیفہ کے رفتح وقسط حنفیہ اور مالکیہ
کا یہی قول ہے اور شافعیہ اوسکو نجس کہتے ہین وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ أَدْرَكْتُ
نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُونَ بِهَا وَيَدَّهِنُونَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا ابن شہاب محمد بن مسلم زہری نے
کہا مردون کی ہڈیون مین جیسے ہاتھی وغیرہ ہے کہ مین نے اگلے بہت عالمون کو پایا وہ کنگھی کرتے تھے اون سے
اور تیل ڈالتے تھے اُن مین اور کچھ باک نہین کرتے تھے اس مین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکے نزدیک پاک
تھین ف اس اثر کو نہ حافظ نے لکھا نہ قسطلانی نے کہ کس نے وصل کیا وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ
لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ اور محمد بن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا عاج کی سوداگری کرنے مین کچھ قباحت نہین
ف عاج کہتے ہین ہاتھی دانت کو یا ہاتھی کی ہڈی کو اور سرخسی کی روایت مین ابراہیم کا قول نہین ہے
اور ابن سیرین کے اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا کہ وہ قباحت نہین رکھتے تھے عاج کی تجارت مین اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عاج کو وہ پاک سمجھتے تھے ورنہ نجس چیز کا بیچنا جائز نہ رکھتے حافظ نے کہا علما نے اختلاف کیا
ہے ہاتھی کی ہڈی مین شافعی کے نزدیک نجس ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور امام مالک کے نزدیک اگر ذکوٰۃ
کیا جاوے تو پاک ہے کیونکہ اُن کے نزدیک حرام جانور پاک ہو جاتا ہے ذکوٰۃ سے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ
کا قسطلانی نے کہا امام بخاری کا مطلب ان سب کے لانے سے یہ ہے کہ اون کے نزدیک پانی تھوڑا ہو یا بہت نجس نہین
ہوتا جب تک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے جیسے امام مالک کا قول ہے اور اوپر ہمنے ثابت کیا کہ یہی حق ہے جو امام بخاری
نے اختیار کیا انتہی مترجم کہتا ہے کہ مردار کے بالون اور ناخون اور سینگ اور ہڈی اور عاج کی طہارت مین کئی
مرفوع حدیثین بھی وارد ہین مگر امام بخاری اون کو نہ لاسکے اس وجہ سے کہ اونکی شرط پر نہ تھین اور اکتفا کیا
حماد اور زہری اور ابراہیم اور ابن سیرین کے اقوال پر اون مین سے ایک حدیث ہے ابن عباس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مردار کا صرف گوشت حرام کیا لیکن کھال اور بال اور اون تو پاک ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
اور کہا عبد الجبار راوی کی اسناد مین ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا ہے سعید بن شبیب کر

ایک ام سلمہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مردار کی کھال مین کچھ قباحت نہین جب وہ دباغت کیجاوی اور کچھ
قباحت نہین اوسکی اون اور بالون اور سینگون مین جب انکو دھو ڈالین پانی سے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور اسکی اسناد
مین یوسف بن ابی السفر متروک ہی اور ابن عباس کی اونہون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپنے یہ آیت
پڑہی قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ اور فرمایا مردار کی ہر چیز حلال ہو مگر وہ جو کہائی جاوی لیکن کہال اور
سینگ اور بال اور دانت اور ہڈی تو سب حلال ہین کیونکہ اونکی ذکوٰۃ نہین ہوتی نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی
اسناد مین ابوبکر ہذلی متروک ہے اور ثوبان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلیے خرید
ایک ہار عصب کا اور دو کنگن عاج کے نکالا اوسکو ابوداؤد اور احمد نے ابن جوزی نے کہا حمید اور سلیمان دونون
اوسکی اسناد مین معروف نہین ہین ایسا ہی تنقیح مین ہو کہ حمید تو بیشک ابن عدی نے اوسپر انکار کیا اور کہا مین نہین جانتا کسی
اور نے یہ حدیث روایت کی ہو سوا اوسکے اور سلیمان کو ابن حبان نے ثقات مین لکہا اور انس کی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کنگہی کرتے تھے ایک کنگہی سے عاج کے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور کہا اوسکی اسناد مین بقیہ ہو اور
اسکی روایت مجہول شیوخ سے ضعیف ہے زیلعی نے کہا اس روایت مین بقیہ کا شیخ عمرو بن خالد واسطی مجہول نہین ہو امام
بیہقی نے خطابی سے نقل کیا اونہون نے اصمعی سے کہ عاج پشت ہو دریائی کچہوے کی اور جسکو عام لوگ عاج سمجہتے ہین
یعنے ہاتھی دانت اوسکا استعمال جائز نہین زیلعی نے کہا عرب کی لغت مین عاج ہاتہی دانت کو کہتے ہین ابن سیدہ نے
محکم مین اور جوہری نے ایسا ہی کہا ہے اور وہ جو روایت کیا بیہقی نے سنن مین ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دفن کرو بالون اور خون اور ناخون کو کیونکہ وہ مردار ہین تو یہ حدیث ضعیف ہے ابن عدی نے کامل
مین اوسکو نکالا اور جلت کی عبد اللہ بن عبد العزیز سے اور کہا اوسکی کئی حدیثین ہین جنپر متابعت نہین کیا جاتا
اور بیہقی نے شعب الایمان مین کہا کہ ناخون اور بالون کے دفن کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف
ہین حدثنا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس
عن میمونۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن فارۃ سقطت فی سمن فقال القوھا وما
حولھا فاطرحوہ وکلوا سمنکم ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس اصبحی نے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی مجہسے امام مالک نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے
ابن عباس سے اونہون نے ام المومنین میمونہ سے (جو ابن عباس کی خالہ تہین) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے
گئے اوس چوہے سے جو گہی مین گرجاوے (یعنے جمے ہوئے گہی مین جیسے نسائی کی روایت مین ہے) پہر مرجاوی (جیسے موطا

نے زیادہ کیا ذبائح مین آپنے فرمایا پھینک دو اوس چوہے کو اور اوسکے آس پاس جو گھی ہی اوسکو بھی پھینک دو اور کہا ذ
اپنے گھی کو جو باقی رہی ف قسطلانی نے کہا جمے ہوے شہد اور شیرہ کا بھی یہی حکم ہے اور جو گھی پتلا ہو تو وہ
نجس ہو جاویگا اور اسکا کھانا اور بیچنا درست نہین البتہ جلانا درست ہی اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور حنفیہ
کے نزدیک بیچنا بھی درست ہے اور حنابلہ کے نزدیک کسی قسم کا نفع اوٹھانا درست نہین دوسری روایت مین ہی کہ اگر گھی
پتلا ہو تو اوس سے روشنی کرو عبد الرزاق کی روایت مین ہی اگر پتلا ہو تو مت نزدیک جاؤ اوسکے اور مولف نے اس حدیث کو
ذبائح مین نکالا اور امام مسلم نے اوسکو نہین نکالا اور نکالا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح
ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ
عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ قَالَ مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا اُحْصِيْهِ
يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ مدینی نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے معن (ابن عیسی ابو یحیے قزاز) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک ابن انس امام نے اونہون نے
روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون
نے ام المومنین میمونہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے چوہے سے جو گر جاوے گھی مین آپنے فرمایا اوس
چوہے کو لو اور جو اوسکے آس پاس ہے پھر پھینک دو اوسکو معن نے کہا ہم سے امام مالک نے کئی بار حدیث بیان
کی جسکی تعداد مجھے یاد نہین ہے وہ کہتے تھے ابن عباس سے اونہون نے میمونہ سے ف یہ دوسرا اسناد حالانکہ
کم درجہ کا ہے کیونکہ اوس مین امام بخاری سے مالک تک دو واسطے ہین اور پہلی اسناد مین ایک واسطہ ہی اسلیے
لائے کہ معلوم ہو کہ ابن عباس کے بعد میمونہ کا ذکر صحیح ہے اور قعنبی نے میمونہ کا ذکر نہین کیا اور اشہب نے ابن عباس
کا ذکر نہین کیا اور بعضون نے ابن عباس اور میمونہ دونون کا ذکر نہین کیا جیسے یحیے بن بکیر اور ابو مصعب نے تو
اختلاف ہی اوس مین امام مالک سے اور جمے ہوے گھی کا ذکر کسی نے نہین کیا سوا عبد الرحمن بن مہدی کے اور
ذکر کیا اوسکو ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند مین سفیان بن عیینہ سے اونہون نے ابن شہاب سے اور حمیدی اور اور صحاب نے
ابن عیینہ کے جمے ہوے کا ذکر نہین کیا لیکن ابن عباس اور میمونہ کا ذکر کیا اور تنبیہ کی امام بخاری نے دوسرا اسناد
لاکر کہ یہی صحیح ہے اور عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے اونہون نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت پوچھے گئے چوہے
سے جو گر جاوے گھی مین آپنے فرمایا جب جما ہو تو اوسکو پھینک دو اور اوسکے آس پاس کو اور جو پتلا ہو تو مت

نزدیک جاوے اوسکے حافظ نے کہا جمہور علما نے اسی روایت پر عمل کیا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ جمے ہوئے گھی مین
سبکا اتفاق ہی کہ آس پاس کا پہینک دینا کافی ہے اور باقی گھی کا استعمال درست ہی لیکن اختلاف ہی تیل مین جمہور
کا یہ قول ہے کہ وہ بالکل نجس ہو جاوے گا اور زہری اور اوزاعی نے اسکا خلاف کیا ہے اور اسکی تفصیل کتاب
الذبائح مین آویگی ابن منیر نے کہا گھی کی حدیث کی مناسبت اگلی آثار سے یہ ہی کہ نجاست تغیر سے ہوتی ہی تو مردہ کی ہڈی
سے چونکہ تغیر نہین ہوتا اسیطرح ہڈی سے لہذا پانی پاک رہتا ہے اسیطرح گھی مین بھی جو چیز ہے دور ہو جب تغیر
نہو تو وہ پاک ہے اور اس سے نکلتا ہی کہ پانی مین بھی جب نجاست گر جاوے اور اسمین تغیر نہو تو وہ پاک ہی اور اس حدیث مین اشارہ ہے حنفیہ کے رد کی
طرف کہ جب تہوڑا سا گھی جو پانی گر نہ متغیر نجس نہوا تو کنوین بہر پانی جو نا متغیر کیونکر نجس ہوگا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ
الْمُسْلِمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا اِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ
عَرْفُ الْمِسْكِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن موسی مروزی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو
عبد اللہ ابن مبارک فقیہ محدث اور زاہد مشہور نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو معمر بن راشد نے اونہون نے روایت
کی ہمام بن منبہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو زخم کہ مسلمان کو لگے
اللہ کی راہ مین وہ قیامت کے دن ویسا ہی ہو جاویگا یعنے اوسی شکل پر جسوقت کہ لگا تہا (تازہ) خون اوسمین سے
بہتا ہوگا جسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی سی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے جہاد میں
نکالا اور مسلم نے حافظ نے کہا امام بخاری جو اس حدیث کو اس باب مین لائے اسکی مناسبت بیان کرنا مشکل ہے
اسمعیلی نے کہا اس حدیث سے نہ خون کی طہارت نکلتی ہے نہ نجاست یہ تو خدا کی راہ مین جو زخم لگے اوسکی فضیلت مین
ہے بعضون نے یہ کہا کہ اس سے تاکید اپنے مذہب کی منظور ہے کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس نہ ہوگا جب تک اوس
مین تغیر نہو جیسے خون مین جب تغیر آگیا یعنے مشک کی خوشبو ہوگئی تو وہ عمدہ ہوگیا اسیطرح پانی مین جب تغیر
ہوگا تو اوسکی صفت طہارت کی باطل ہو کر نجس ہو جاویگا بعضون نے کہا مقصود مشک کی طہارت بیان کرنا
ہے اور رد کرنا ہے اوسکا قول جو مشک کو نجس جانتا ہے بعضون نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب خون کی
ایک صفت یعنی بو بدل گئی تو خون کا حکم اور ہو گیا اسیطرح پانی کی بہی جب ایک صفت بدلجاوے تو اسکا
حکم بہی بدلجاویگا اور دو صفتون کا بدلنا ضرور نہین اور اس باب مین رد ہوا ربیعہ کا جو دو وصف بدلنا ضرور
جانتے ہین (فتح مختصرا) بعضون نے کہا جب مشک کہ خون ہے وصف بدلنے سے پاک ہوگئی تو پانی کا بہی جب

وصف بدلجاوے گا تو اوسکا حکم یعنے طہارت بہی بدلجاوے گا اور نجس ہوجاوے گا (فقط) شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث سے مشک کی طہارت نکلتی ہے تو جب مشک گہی یا پانی مین گرجاوے تو وہ نجس نہوگا اور جب اس باب مین یہ بیان ہوا کہ پانی نجس نہین ہوتا خواہ قلیل ہو یا کثیر جبتک اوسمین تغیر نہ آوے تو دوسرا باب اسلیے لائے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین اوس سے یہ مطلب نہین ہے کہ اگر کوئی تہمے پانی مین پیشاب کردیگا تو وہ نجس ہوجاویگا جیسے حنفیہ نے سمجہا ہے بلکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ تہمے پانی مین پیشاب کرنا ادب کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ جب ایک شخص اوسمین پیشاب کرے گا تو دوسرا بہی کرے گا پہر تیسرا یہانتک کہ پانی مین تغیر پیدا ہوجاویگا اور نجس ہوکر کام کا نہ رہے گا اور لوگون کو تکلیف پہنچیگی پس جس کام کا انجام خراب تہا آپنے اوس سے بالکل منع کردیا تو کہا **باب** البول فی الماء الدائم تہمے ہوے پانی مین پیشاب کرنیکا بیان حدثنا

ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال اخبرنا ابو الزناد ان عبد الرحمن بن هرمز الاعرج حدثه انه سمع ابا هريرة انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن الاخرون السابقون وباسناده قال لا يبولن احدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه ترجمہ حدیث

بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان) نے اور بیان کیا عبد الرحمان بن ہرمز اعرج نے اونہون نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے ہم دنیا مین اخیر مین ہین اور آخرت مین پہلے ہین **ف** یہ جملہ اس باب سے تعلق نہین رکہتا لیکن شاید ابو ہریرہ یا ہمام نے اوس کو اور اوس کے بعد کے جملہ کو ایک ساتہہ سنا ہو تو ایسا ہی بیان کیا یہ ابن بطال نے کہا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو امام بخاری دوسرے جملہ کو جدا نکرتے اور یہ نہ کہتے (وباسنادہ) دوسرے یہ کہ یہ جملہ دوسری ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو جمعہ کے باب مین آویگی اور وہین اسکی بحث مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث متعدد طریقون سے متعدد کتابون مین مروی ہے اور کسی مین یہ جملہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابو نعیم نے مستخرج مین ابو الیمان سے اوس مین بہی یہ جملہ نہین ہے جو تہے یہ کہ اس اسناد مین ہمام کا ذکر نہین ہے پہر ہمام کا نام لینا محض وہم ہے اور ٹہیک یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اسیطرح سنا ہوگا تو ویسا ہی ادا کیا اب جہال جو تاویلین کرتے ہین اور محنتین اوٹہاتے ہین وہ بیکار ہین بعضون نے کہا اس جملہ کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ یہ امت سب سے اخیر دفن ہوگی اور سب سے پہلے اوٹہے گی کیونکہ جو چیز برتن مین اخیر رکہی جاتی ہے وہ پہلے اوٹہائی جاتی ہے پس پانی کا بہی یہی حال ہے جو کوئی تہمے پانی مین پیشاب کرے

تو آخیر مین پیشاب ہوا لیکن وضو یا غسل کرنے مین اول وہی اوٹھہ آویگا اسلیے ممانعت ہوئی بعضون نے کہا مقصود یہ ہے
کہ بنی اسرائیل اس امت پر سابق تھے زمانے سے اور یہ امت اونپر سبقت لے گئی تہمے ہوئے پانی مین پیشاب نکرنے پر
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل تو پیشاب سے بہت پرہیز کرتے تھے حتی کہ بدن مین لگ جاتا تو کہال کتر ڈالتے پہر وہ
یہ کام کیون کرنے لگے (فتح مختصرا) ف اور اسی اسناد سے فرمایا آپنے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو
بہتا نہین پہر غسل کرے اوس مین ف تو مقصود نہی ہے صرف پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین جیسے مسلم نے جابر سے
روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین اور غسل کا ذکر اتفاقی ہے اور روایت
کیا مسلم نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا آپنے کوئی تم مین سے غسل نہ کرے تہمے پانی مین جنب ہو اور ابوداؤد کی روایت مین
یون ہے کوئی تم مین سے پیشاب نکرے تہمے پانی مین اور غسل نہ کرے جنابت سے اور یہ نہی تنزیہی ہے جیسے امام مالک سے
منقول ہے اور قرطبی نے کہا تحریمی بھی ہوسکتی ہے سد ذرائع کے لیے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستعمل
پانی طہور نہین ہے گو طاہر ہے یعنے پہر اوس سے طہارت نہین کرسکتے اور پیشاب خواہ پانی مین کرے خواہ برتن میں
کرکے پانی مین ڈالدے دونون منع ہین اور مراد پانی سے وہ ہے جو قلیل ہو وہ تو پیشاب کرنے سے نجس ہوجاویگا
اور کثیر نجس نہ ہوگا اور اوپر یہ مذہب گذرا کہ پانی مین قلیل کثیر کا اعتبار نہین اور معتبر تغیر اور عدم تغیر ہے اور یہہ
مذہب قوی ہے لیکن قلتین کیحدیث پر عمل کرنا اس سے زیادہ قوی ہے اور طحاوی نے اسکا اقرار کیا حنفیہ مین سے
مگر یہ عذر کیا کہ قلہ بڑا ہوتا ہے اور چہوٹا ہوتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے اوسکو چہوڑ دیا بیان کرنا اس خیال سے
کہ صحابہ قلہ کو پہچانتے ہین اور اسوجہ سے قلتین کے مقدار مین سلف کے دو قول ہین اور انکو ابن منذر نے نقل کیا انتہی
مختصرا نووی نے کہا یہ ممانعت کہین تحریمی ہے کہین تنزیہی جب پانی بہت ہو اور جاری ہو تو اوس مین پیشاب
کرنا حرام نہین پر اولی نکرنا ہے اور جو قلیل ہو لیکن جاری تو مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے اسیطرح تہمے
ہوئے پانی مین حرام ہے اسیطرح غسل کرنا تہمے پانی مین مکروہ ہے قلیل ہو یا کثیر لیکن کراہت تنزیہی ہے انتہے
اور پاخانہ بھی مثل پیشاب کے ہے اور تعجب ہے ظاہریہ اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ تعالی سے کہ اونہون نے پاخانہ تہمے
پانی مین جائز رکہا اسلیے کہ حدیث مین اوسکی ممانعت نہین ہے نووی نے کہا یہ مسئلہ داؤد کا بہت قبیح ہے اور
ابن حزم نے امام داؤد کی مدد کی محلی مین اور چارون اماموں کے لیے مسائل بیان کیے منتقی مین ہے ترمذی کی
روایت مین ثم یتوضأ منہ ہے یعنے پہر وضو کرے اوس مین سے اور باقی لوگون کی روایت مین ثم یغتسل منہ ہے
جیسے امام بخاری نے روایت کیا طحاوی کی ایک روایت مین ہے پہر وضو کرے اوس سے یا پیے دوسری روایت

مین ہی کہ ابو السائب نے کہا پہر کیونکر کرے ای ابو ہریرہ اونہون نے کہا پانی ہاتہہ سی لیکر ڈالے اور روایت کیا جابر سے
کہ منع کیا آپنے پیشاب کرنے سے ٹہہرے پانی مین پہر وضو کرنے سے اوس مین اتنے اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا کہ مستعمل
پانی پاک ہے اور حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ وہ پاک نہین کرتا گو پاک ہو اور بعض کہتے ہین کہ مستعمل پانی پاک بہی
کرتا ہے اور دلیل اونکی وہ ہے جو دارقطنی اور بیہقی نے روایت کی ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا اپنے سر پر اوس تری سے جو بچی تہی آپکے ہاتہون پر لیکن بیہقی نے کہا کہ اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن محمد
بن عقیل ہے جو حافظ نہ تہا اور اہل علم کا اختلاف ہے اس سے حجت لینے مین اور ترمذی نے نقل کیا بخاری سے کہ اونہون
نے کہا امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور حمیدی حجت لیتے تہے اوسکی حدیث سی بخاری نے کہا وہ مقارب
الحدیث ہی امام مین ہے کہ اس حدیث مین یہ تصریح نہین ہے کہ سر کے مسح کا پانی مستعمل تہا لیکن روایت کیا اوسکو اثرم نے
اپنی کتاب مین اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوس سے جو باقی تہا آپکی ہاتہون پر اور یہ
زیادہ ظاہر ہے مقصود مین بیہقی نے سنن مین کہا یہ مروی ہے حضرت علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابو الدردا
اور عائشہ اور انس بن مالک سے ہمنے اون کی حدیثون کو خلافیات مین بیان کیا اور کوئی حدیث اون مین سی صحیح
نہین ہے بلکہ سب کے اسناد ضعیف ہین تو حضرت علی کی حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا محمد بن عبید اللہ عرزمی سے
اونہون نے حسن بن سعد سی اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سی مرفوعًا اور کہا کہ عرزمی متروک ہی اور ابن
عباس کی حدیث کو سلیمان بن ارقم سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ سی اونہون نے ابن عباس سی نسائی
اور دارقطنی نے کہا سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن مسعود کی حدیث کو یحیی بن عنبسہ سے اونہون نے ابو حنیفہ سے
اونہون نے حماد سی اونہون نے ابراہیم سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ سی دارقطنی نے کہا یحیی بن عنبسہ کذاب
ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سی موضوعات روایت کرتا ہے کچہ نہین ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو ... عطا بن
عجلان سی اونہون نے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے عائشہ سے نسائی اور رازی نے کہا عطا بن عجلان ... متروک ہے
ابو الدردا کی حدیث کو تمام بن نجیح سے اونہون نے حسن سے اونہون نے ابو الدردا سے ... تمام بن نجیح سے بہیقی
کہا حجت نہین لیجاویگی اور انس کی حدیث کو متوکل بن فضیل سے اونہون نے ابی ... ظلال سے اونہون نے انس
دارقطنی نے کہا کہ متوکل بن فضیل بصری ہی ضعیف ہے انتہی زیلعی نے ... اس باب مین اور ایک حدیث ہے جسکو ابن
سنن مین نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ... غسل کیا جنابت سی تو ایک مقام دیکہا جہان
نہین پہونچا تہا آپنے اپنے بال اوس پر جہکا دیے اور ... کر دیا اسحاق نے اپنی روایت مین کہا اپنے بالون

پچوڑ دیا اوس مقام پر۔ اسکی اسناد مین ابوعلی رحبی ہے حسین بن قیس جسکا لقب حنش ہے احمد اور نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے اور ابوزرعہ نے کہا وہ ضعیف ہے انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا **باب** اِذَا اُلْقِیَ عَلٰی ظَہْرِ الْمُصَلِّیْ قَذَرٌ اَوْ جِیْفَۃٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَیْہِ صَلٰوتُہٗ

باب بیان مین اسکے کہ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار ڈالا جاوے تو اوسکی نماز فاسد نہ ہوگی **ف** حافظ نے کہا یہ اوس حالت مین ہے کہ نمازی کو اوسکی خبر نہ ہو وہ نماز پڑہتا رہے اور احتمال ہے کہ ہر حالت مین نماز فاسد نہ ہو اوس شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے اندر نجاست سے بچنا فرض نہین ہے اور اوس شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے شروع کرنے سے پہلے پاکی ضرور ہے پہر نماز کے اندر جو نجاست لگ جاوے اوس سے نماز نہین ٹوٹتی اور امام بخاری کا یہی مذہب ہے اور اسی پر محمول ہے اوس صحابی کا فعل جو نماز پڑہتا رہا تیر لگنے کے بعد اور خون بہتا رہا اور یہ قصہ اوپر گذر چکا (فتح) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِہٖ دَمًا وَّہُوَ یُصَلِّیْ وَضَعَہٗ وَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ اور عبداللہ بن عمر جب نماز کے اندر دیکہتے کہ کپڑے مین خون لگا ہے تو اوس کپڑے کو اتار ڈالتے (اپنے بدن سے) اور نماز پڑہے جاتے **ف** حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا برد بن سنان سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب نماز مین ہوتے پہر اپنے کپڑے پر خون دیکہتے اور کپڑے کو اوتار سکتے تو اوتار ڈالتے اور جو نہ اوتار سکتے تو باہر جاتے اور کپڑا دہوتے پہر آتے اور بنا کرتے اپنی نماز پر (یعنے جوڑ لگا لیتے نماز پر اور سر سے نہ پڑہتے) اور اسناد اسکا صحیح ہے اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کی ابتدا اور دوام مین فرق ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور اوزاعی اور اسحاق اور ابوثور کا اور شافعی اور احمد نے کہا کہ جب نماز کے اندر بدن یا کپڑے پر نجاست دیکہے تو نماز کو سرے سے لوٹا دے اور امام مالک نے کہا کہ اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اعادہ کرے ورنہ ضرور نہین مترجم کہتا ہے مذہب امام بخاری اور اوزاعی اور اسحاق کا صحیح ہے اور انکی دلیل کئی صحیح حدیثین اور یہ اثر ہے ایک حدیث اس باب مین آتی ہے اور ایک وہ ہے جو احمد اور ابوداود نے ابوسعید سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر اپنی جوتیان اوتار دین پہر فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ اون مین پلیدی لگی ہے صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن مسعود کی حدیث سے نکالا اوسکو حاکم نے تو آپنے جتنی نماز پڑہ چکے تہے اوسکا اعادہ نہ کیا اسی واسطے شافعیہ کی ایک جماعت نے اپنے امام کا قول ترک کیا اور حدیث کی موافقت اختیار کیا اور حنفیہ کو بہی ایسا ہی کرنا لازم ہے اور مخالفین کے پاس کوئی عمدہ دلیل اس باب مین نہین ہے اور

ایک وہ حدیث بھی دلیل ہے امام بخاری کی جو اوپر گذری کہ ایک صحابی کو تیر لگا اور خون بہا کیا۔ وہ نماز پڑھتے رہے

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ إِذَا صَلَّى وَفِي ثَوْبِهِ دَمٌ أَوْ جَنَابَةٌ أَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ تَيَمَّمَ وَصَلَّى ثُمَّ أَدْرَكَ

الْمَاءَ فِي وَقْتِهِ لَا يُعِيدُ اور سعید بن المسیب اور عامر شعبی نے کہا جب کوئی نماز پڑھ لے اور اوسکے کپڑے میں

خون لگا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا اور طرف پڑھ لیوے (یعنے سوچکر اوس نے ایک طرف کو قبلہ سمجھا اور نماز اوس

طرف پڑھ لی بعد نماز کے معلوم ہوا کہ اودہر قبلہ نہ تہا) یا تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر وقت باقی ہو اور پانی ملجاوے

تو نماز نہ لوٹاوے **ف** حافظ نے کہا خون میں یہ مراد ہے کہ اوسکو معلوم نہ ہو اسیطرح منی میں جو اوس کو

نجس کہتا ہے اور ان چاروں اثروں کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا

اور میں نے اونکو تفصیل سے بیان کیا تعلیق التعلیق میں اور تیمم کے مسئلہ میں تو ائمہ اربعہ اور اکثر سلف کا اتفاق ہے

اور ایک جماعت تابعین جیسے عطا اور ابن سیرین اور مکحول کے نزدیک اعادہ واجب ہے اور قبلہ کے مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ کا

یہی قول ہے اور شافعی کے اوس میں دو قول ہیں نیا قول یہ ہے کہ اعادہ کرے ائمہ ثلاثہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسکو

ترمذی نے نکالا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اور کہا حسن ہے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور روں نے

اور عقیلی نے کہا کسی ثابت طریق سے مروی نہیں **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ

ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَا جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى

الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ

وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ

رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوا يَرَوْنَ

أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ

يحفظه قال فوالذي نفسي بيده لقد رأيت الذين عد رسول الله صلى الله عليه وسلم صرعى
في القليب قليب بدر ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدان ابن عثمان نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ
(عثمان بن جبلہ) نے اونہوں نے روایت کی شعبہ (ابن حجاج) سے اونہوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی) سے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عمرو بن میمون (اودی تابعی) نے اون سے بیان کیا عبد اللہ بن مسعود نے اونہوں نے
کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے مین تہے تحویل (امام بخاری نے کہا) اور حدیث بیان کی مجہسے احمد بن
عثمان (ابن حکیم) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شریح بن مسلمہ (تنوخی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
ابراہیم بن یوسف سبیعی نے (ان مین بعضون نے کلام کیا ہے اسیواسطے امام بخاری پہلی سند کو لائے اور لفظ دوسری
سند کا ہے) اونہوں نے روایت کی اپنے باپ (یوسف بن اسحاق) سے اونہوں نے ابی اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی)
سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہسے عمرو بن میمون نے کہ عبد اللہ بن مسعود نے حدیث بیان کی اون سے کہ جناب
رسول خدا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نماز پڑہتے تہے خانہ کعبہ کے پاس اور ابوجہل
(عمرو بن ہشام مخزومی لعنہ اللہ) اور اوسکے ساتہی بیٹہے ہوے تہے (عبدان کی روایت مین ہے کہ آپکے گرد چند
آدمی تہے قریش کے مشرکین سے اور مراد ان سے وہی سات آدمی ہین جنکا ذکر آگے آتا ہے بزار کی روایت مین
اسکی تصریح ہے) اتنے مین بعضون نے بعضون سے کہا (کہنے والا ابوجہل تہا مردود اور پاجی خدا اوسپر لعنت کرے
جیسے امام مسلم کی روایت مین ہے اتنا زیادہ ہے کہ کل ایک اونٹنی نحر ہوئی تہی) تم مین سے کون فلان لوگون کی قربانی
کی اوجہہ کو اوٹہا کر لاتا ہے (حدیث مین سلا ہے سلا بچہ دان کو کہتے ہین اسرائیل کی روایت مین یہ ہے کون تم
مین سے قصد کرتا ہے اوسکی لید اور خون اور بچہ دان کا) پہر رکہدیوے اوسکو محمدؐ کی پیٹہ پر جب وہ سجدہ کرین
ف ہای ان مردودون پر خدا کی مار اتنا نہ سمجہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہین اوس مالک الملک کے خاص
بندے ہین اوسکے حبیب ہین محبوب ہین جب زمین مین مالک کا کوئی پوجنے والا نہ رہا تہا تو مالک نے اون کو
بہیجا پہر اپنا نام زمین مین روشن کرنیکے لیے آپکے پیغمبر ہونے سے پہلے زمین کی یہ حالت تہی کہین لات
پج رہا تہا کہین منات کہین عزی کہین ہبل کہیں جہنڈی تابوت جہاڑ پہاڑ یہ لوگون کے خدا بن گئے
تہے آپنے ان سب کو مٹا دیا اور سچے مالک کی پرستش جاری کی ان مردودون نے ایسی بے ادبی کی
کہ زمین آسمان ہل گئے اگر مالک کی مہر اپنے بندون پر نہ ہوتی تو اسیوقت عذاب اوترتا سب تباہ ہو جاتے
پر وہ بڑا حلیم اور بردبار ہے اور اسکی پکڑ بڑی سخت ہے ف یہ سنکر اون لوگون مین کا سخت بدبخت اوٹہا

(یعنے عقبہ بن ابی معیط ہر چند ابوجہل بھی نہایت بدبخت تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا مگر عقبہ نے
یہ برا کام اپنے ہاتھ سے کیا اور ابوجہل نے صلاح دی تو عقبہ کا نمبر بدبختی میں بڑھ گیا) اور اسکو لیکر آیا (یعنے اونٹنی کے
بچہ دان کو جس میں تمام نجاست تھی) پھر اوس نے دیکھا جب آپ نے سجدہ کیا تو اوسنے وہ آپ کی مبارک پیٹھ پر
رکھدیا دونو مونڈھوں کے بیچ میں (اسی جگہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپکے بدن سے نماز میں نجاست
لگ گئی لیکن آپنے نماز نہ توڑی) عبداللہ بن مسعود نے کہا میں دیکھ رہا تھا میں کچھ کام نہ کرسکتا تھا (اور ایک روایت
میں ہے میں انکے کسی کام کو بدل نہ سکتا تھا) کاش مجھے زور ہوتا (یعنے میری قوم کے لوگ مددگار ہوتے تو میں اسکو
پھینک دیتا آپ کی پیٹھ پر سے عبداللہ بن مسعود ہذلی تھے اونکی قوم کے لوگ اوسوقت تک کافر تھے مکہ میں اون کا
کوئی مددگار نہ تھا) عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر وہ (مردود ساتوں کافر) ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر ڈالنے
لگا ف یعنی ایک دوسرے سے کہنے لگا اشارے سے تو نے یہ کام کیا مسخرہ پن تھا یا ترجمہ یوں ہے ایک دوسرے
پر کودنے لگا خوشی اور دل لگی سے مسلم کی روایت میں یمیل ہے یعنے ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے
ف وہ اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے ف اس میں یہ حکمت تھی
کہ کافروں کی ایذا پوری ہو جاوے اور وہ اچھی طرح عذاب کے مستحق ہو جاویں دوسری حکمت یہ تھی کہ سجدہ اوس کے
گرنے سے نجس ہو جاوے اور آپ منتظر تھے کہ کوئی آوے اور اسکو اٹھا کر پھینک دیوے یا رب صل وسلم دائما ابداً
علی نبیک خیر الخلق کلہم ف یہانتک کہ حضرت سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمہ زہرا آئیں اور آپ
کی پیٹھ پر سے اوسکو پھینک دیا اور اسرائیل نے زیادہ کیا وہ آئیں ان کافروں پاس اور گالیاں دینے لگیں اون کو انہوں
نے کچھ جواب نہ دیا پھر آپنے اپنا مبارک سر اٹھایا (جو ساری دنیا سے زیادہ عزت اور بزرگی والا تھا) اور نماز پوری
کی جب نماز سے فارغ ہوئے جیسے بزار کی روایت میں ہے) بعد اوسکے فرمایا اے بچہ مردودو کہاں بھاگ کر جاؤگے)
یا اللہ (شاہنشاہ ہر دو جہان کے) تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو تین بار یہ فرمایا (مسلم کی روایت میں
اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ دعا کرتے تین بار دعا کرتے جب خدا سے مانگتے تو تین بار مانگتے) پھر یہ انپر شاق ہوا جب آپنے
اونپر بددعا کی (مسلم کی روایت میں ہے جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو ہنسی جاتی رہی اور آپ کی بددعا سے ڈر گئے)
اور وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں (یعنے مکہ معظمہ میں) دعا قبول ہوتی ہے (اور یہ نہ سمجھے کہ دعا کرنیوالا کون ہے) پھر آپنے
نام لیا اور فرمایا یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر ابوجہل کی تباہی کو (جو فرعون تھا اس امت کا اور احول تھا مفعول)
اور لازم کرلے اپنے اوپر عتبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (جو ابوسفیان کا سسر اور معاویہ کا نانا ہندہ کا باپ تھا) حضرت

امیر حمزہ نے اوس مردود کو مارا) اور شیبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (یہ عتبہ کا بھائی تھا حضرت علی مرتضے شیر خدا نے اوس مردود
کو جہنم مین پہونچایا) اور ولید بن عتبہ کی (یہ عتبہ کا بیٹا تھا اوس مردود کو حضرت حمزہ اور حضرت علی دونون نے قتل کیا)
اور امیہ بن خلف کی (یہ مردود بڑا دشمن تھا مسلمانون کا حضرت بلال کو بہی ایذا دیتا تھا یہ بہی بدر کی لڑائی مین مارا
گیا اور بعض روایتون مین امیہ کے بدلے ابی بن خلف ہے یہ وہم ہے ابی احد کی لڑائی مین مارا گیا) اور عقبہ بن ابی
معیط کی تباہی کو اور (جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عبد اللہ بن مسعود یا عمرو بن میمون) نے شمار کیا ساتوین
شخص کو لیکن نہین یاد رکہا (او نہون نے یا ہم نے) اوسکو ف فلم نحفظہ فلم یحفظہ صیغہ غائب اور متکلم دونون طرح
سے منقول ہے جب صیغہ غائب کا ہو تو فاعل لم یحفظہ کا عبد اللہ بن مسعود ہین یا عمرو بن میمون یہ کرمانی نے کہا حافظ نے
کہا اگر راوی کو یہ کہا ہے معلوم ہوا حالانکہ امام مسلم کی روایت مین ثوری سے یہ ہے کہ یاد نہ رکہنے والے ابو اسحاق ہین اس
مین صاف یہ ہے ابو اسحاق نے کہا مین ساتوین شخص کو بہول گیا اس صورت مین شمار کرنیوالا عمرو بن میمون ہے اور ابو اسحق
نے ایک روایت مین یاد کیا ساتوین شخص کو تو کہا کہ وہ عمارہ بن ولید تھا مصنف نے اس روایت کو صلوۃ مین نکالا
بعضون نے کہا کہ عمارہ کا ذکر اس روایت مین مشکل ہے کیونکہ وہ حبش کے ملک مین مرا اوس نے نجاشی کی عورت پر ہاتھ
ڈالا نجاشی نے ایک جادوگر کو حکم کیا اوس نے اوسکے ذکر کے سوراخ مین جادو پہونکا وہ دیوانہ ہو گیا اور جانورون کے
ساتھ رہنے لگا یہانتک کہ حضرت عمر کی خلافت مین مرا اور اسکا قصہ مشہور ہے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن
مسعود کی مراد یہ ہے کہ مین نے ان مین سے اکثر لوگون کو کنوے مین پڑا دیکہا اوسکی دلیل یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط بہی
جنگ بدر مین نہین مارا گیا بلکہ بدر سے ایک منزل پر مارا گیا پکڑ کر اور امیہ بن خلف گو بدر مین مارا گیا مگر کنوے مین
نہین ڈالا گیا سمو جا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب المغازی مین آویگا (فتح)
ف عبد اللہ بن مسعود نے کہا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین نے ان لوگون کو دیکہا جنکا نام جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا تہا مردہ پڑے ہوئے کنوے مین یعنے بدر کے کنوے مین ف مسلم کی روایت
مین ہے عبد اللہ نے کہا قسم اوسکی جسنے حضرت محمد صلعم کو سچائی کے ساتھ بہیجا اور نسائی کی روایت مین ہے قسم اوسکی جسنے
آپ پر کتاب اوتاری اسرائیل کی روایت مین ہے مین نے دیکہا اون کو مردہ بدر کے دن پہر وہ کہینچے گئے کنوے کیطرف پیغمبر بدر کے
کنوے کیطرف پہر آپ نے فرمایا ان کنوے والون پر لعنت بہی کی گئی - یہ حدیث ایک بڑی نشانی ہے آپ کی نبوت کی
اور آپ نے اون کی لاشون کو کنوے مین پہنکوا دیا تاکہ اون کی بدبو سے لوگون کو تکلیف نہ ہو ورنہ حربی کافر
کا دفن کرنا واجب نہین ہے حافظ نے کہا جب کافرون کے نزدیک کعبے کے پاس دعا قبول ہوتی تھی تو مسلمانون

کے نزدیک تو اور زیادہ قبول ہو گی حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کافر دلوں میں آپ کو پیغمبر جانتے تھے جب ہی آپ کی بددعا سے ڈرتے تھے لیکن حسد کے مارے اطاعت نہیں کرتے تھے اور آپ کا حلم کمال درجہ کا تھا اور آپ صبر کرتے تھے کافروں کی ایذا پر اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے شعبہ سے اسی حدیث میں کہ ابن مسعود نے کہا میں نے آپ کو بددعا کرتے نہیں دیکھا کافروں پر مگر اسی دن اور اس دن آپ نے اسلیے بددعا کی کہ انہوں نے ایذا دی پروردگار کے عبادت کیوقت حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دعا تین بار کرنا مستحب ہے اور کتاب العلم میں گذرا کہ سلام بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور یہ بھی نکلا کہ ظالم پر بددعا کرنا درست ہے اور حضرت فاطمہ کی قوت اور شجاعت باوجود صغر سن کے اور یہ بھی نکلا کہ جو شخص برا کام کرے وہ زیادہ برا ہے اس سے جو مدد دیوے کیونکہ عقبہ کو ابوجہل سے زیادہ بدبخت کہا اور وہ زیادہ بدبخت تھا خاص اس واقعہ میں ورنہ ابوجہل اس سے زیادہ بدبخت اور شقی تھا اور یہ بھی نکلا کہ نماز میں اگر وہ چیز نمازی پر طاری ہو جاوے جو اگر شروع میں ہوتی تو نماز جائز نہ ہوتی تو نماز باطل نہ ہو گی اور یہی قول ہے مصنف کا پھر اگر نجاست نمازی پر نماز میں پڑے اور وہ اوسکو اسیوقت دور کردے اور اوسکا اثر بدن اور کپڑے پر نہ رہے تو سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جاویگی اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ حلال جانور کا گوہ پاک ہے اور نجاست کا دور کرنا فرض نہیں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ یہاں خون بھی تھا اور خون بالاتفاق نجس ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ خون اور گوہ بچہ دان کے اندر تھا تو بند شیشے کیطرح ہوا اور رد کیا گیا ہے اسطرح کہ یہ جانور بت پرست کا ذبیحہ تھا اور اسکے سب اجزا نجس تھے کیونکہ وہ مردار تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حکم اوس وقت سے پہلے کا ہے جب بت پرستوں کے ذبیحے حرام ہوئے اور رد کیا گیا ہے کہ یہ محتاج ہے تاریخ کا اور صرف احتمال کافی نہیں ہے اور نووی نے کہا عمدہ جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی اوسکی جو پیٹھ پر رکھا تو آپ سجدہ میں رہے اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ ایسی حالت میں ہمارے مذہب میں نماز کا لوٹانا واجب ہے اور جواب یہ دینگے کہ لوٹانا فرض نماز کا واجب ہے اور شاید یہ نماز نفل ہو یا اگر فرض ہو تو آپ نے لوٹائی ہو گی مگر اگر لوٹاتے تو منقول ہوتا اور ممکن نہیں کہ آپ نماز پڑھے جاویں اور وہ فاسد ہو کیونکہ اللہ تعالے نے آپکو خبر کر دی جب جوتوں میں نجاست لگی تھی علاوہ اسکے اگر آپ کو خبر نہ ہوتی تو آپ نماز کے بعد انپر بددعا کیوں کرتے مترجم کہتا ہے یہ سب واہی تاویلیں ہیں جو نووی اور حافظ ابن حجر اپنے مذہب کی پابندی سے کرتے ہیں اور حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ آپ کو پیٹھ پر نجاست رکھنے کی خبر ہوئی اور ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی ایسی باتوں کی خبر نہ دے جس سے نماز باطل ہوتی ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہے اور مخالفین کی تاویلات لغو ہیں ۔

قسطلانی نے کہا ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے قتل کیا پھر ابن مسعود اوسپر گذرے اور اسکا سر کاٹ لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدیا اور عتبہ کو حمزہ یا علی نے قتل کیا اور شیبہ کو حمزہ نے قتل کیا اور ولید بن عتبہ کو عبیدہ بن الحارث نے یا علی نے یا حمزہ اور علی دونون نے اور امیہ بن خلف کو انصار کی ایک شخص نے یا معاذ بن عفراء اور خارجہ بن زید اور خبیب بن اساف ان سبھون نے اور سیر مین ہے کہ بلال اسکی طرف نکلے کئی انصار کے ساتھ اونہون نے (یعنی انصار نے) اوسکو قتل کیا اور وہ موٹا بہت تھا تو پھول گیا آخر اوسپر مٹی ڈالکر چھپا دیا اور عقبہ بن ابی معیط کو علی نے قتل کیا یا عاصم بن ثابت نے اور صحیح یہ ہے کہ آپنے اوسکو قتل کیا عرق الظبیہ مین اور عمارہ بن ولید دیوانہ ہوکر حضرت عمر کی خلافت مین مرا حبش مین اور مولف نے اسحدیث کو جزیہ اور شعب اور صلوۃ اور جہاد اور مغازی مین نکالا اور مسلم نے مغازی مین اور نسائی نے طہارت اور سیر مین باتہے مختصرا

باب البُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِہٖ فِی الثَّوْبِ اگر کپڑے مین تھوک یا رینٹ لگ جاوے تو اوسکا حکم کیا ہے **ف** یعنی اوس سے نماز جائز ہے یا نہین اور طہارت مین ذکر کرنے سے یہ مقصد ہے کہ اگر تھوک یا رینٹ پانی مین گر جاوے تو پانی نجس ہوگا وَقَالَ عُرْوَۃُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَیْبِیَۃَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْہُمْ فَدَلَکَ بِہَا وَجْہَہٗ وَجِلْدَہٗ

اور عروہ بن الزبیر نے مسور (بن مخرمہ) اور مروان (بن حکم) سے روایت کی **ف** قسطلانی نے کہا مروان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین پیدا ہوا تھا لیکن آپ سے کچھ نہ سنا کیونکہ وہ اپنے باپ حکم کے ساتھ طائف کو چلا گیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باپ حکم کو نکلوا دیا تھا طائف کیطرف اسلیے کہ وہ آپکے بھید فاش کرتا تھا پھر وہین رہا یہانتک کہ حضرت عثمان خلیفہ ہوئی اونہون نے مروان کو مدینہ مین بلوا لیا اور حکم اوسکا باپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا تو مروان کیحدیث مرسل ہوگی صحابی کی اور وہ حجت ہے خاص کر جب مسور (صحابی) بھی اسکی ساتھ ہین حافظ نے کہا اس تعلیق کو مولف نے ایک لمبی حدیث مین حدیبیہ کے قصے مین نکالا اور ایک بار اور یہی یہ تعلیق گذر چکی ہے باب استعمال فضل وضوء الناس مین انتہے **ت** کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نکلے حدیبیہ کے زمانے مین پھر بیان کیا حدیث کو جو آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حدیبیہ کے قصے مین اور نہین تھوکا آپنے کوئی تھوک کو مگر وہ لوگون مین سے کسی کی ہتھیلی پر پڑا (یعنے لوگ ہاتھون ہاتھ آپکے تھوک کو لے لیتے تھے اور زمین پر نہین گرنے دیتے تھے) پھر اوسنے مل لیا اپنے منہ اور بدن پر **ف** تبرکت کے لیے اور اوپر گذر چکا کہ آپکے فضلات سب پاک اور متبرک تھے اس سے مولف نے یہ نکالا کہ تھوک وغیرہ پاک ہے

ہے حافظ نے کہا بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہی لیکن ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ وہ پاک نہیں ہے اور ابن حزم نے کہا سلمان فارسی اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ لعاب نجس ہے جب منہ سے جدا ہو جاوے انتہی اور یہ مذہب احادیث صحیحہ سے غلط ہوتا ہے ایک حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا مولف نے انس سے اوس میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اوس میں تھوکا پھر اوسکو اولٹ پلٹ کیا اور فرمایا ایسا کرے اور ایک حدیث ہے صحیحین میں ابوہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے یا اپنے پاؤں کے نیچے پھر اوسکو دفن کردیوے اور ابوسعید کی روایت میں ہے کہ اپنے بائیں قدم کے تلے تھوکے اور جو تھوک نجس ہوتا تو آپ حکم نہ کرتے مسجد میں تھوکنے کا اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ اوٹھائے ہوئے تھے امام حسین بن علی علیہ السلام کو اپنے دوش مبارک پر اور انکا لعاب آپ پر بہہ رہا تھا اور امام بخاری نے محمود بن الربیع سے روایت کیا کہ اون کو یاد ہے حضرت کا کلی کرنا ایک ڈول میں پانی کے اور کلی کرنا اون کے منہ میں اور ابن ماجہ نے روایت کیا وائل بن حجر سے کہ حضرت پاس ایک ڈول آیا آپ نے کلی کی اوس میں سے پھر تھوک دیا اوس میں مشک کو یا مشک سے زیادہ خوشبودار اور ناک سنکی ڈول سے باہر مخالف اگر یہ کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک پاک تھا اور یہ خاصہ ہی آپ کا اور دوسروں کا قیاس آپ پر نہیں ہو سکتا تو رد کریں گے اوسکا ابوہریرہ کی حدیث سے جو اوپر گذری کیونکہ اس میں آپ نے اوروں کو تعلیم دی کپڑے میں تھوکنے کی اور امام حسین کے لعاب کی حدیث سے اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں مخالف اگر دلیل لے انس کی حدیث سے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہی اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ دفن کرے اوسکو اور ابوذر کی حدیث سے کہ میں اپنی امت کی برے اعمال میں دیکھا مسجد کے تھوک کو جو دفن نہ کیا جاوے روایت کیا انکو مسلم نے تو جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں سے تھوک کی نجاست نہیں نکلتی بلکہ منع کیا آپ نے مسجد میں تھوکنے سے تا اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور جو نجس ہوتا تو آپ نجاست کو مسجد میں دفن کرنے کی اجازت نہ دیتے واللہ اعلم حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن حمید عن انس قال بزق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ثوبہ طولہ ابن ابی مریم قال اخبرنا یحیی بن ایوب قال حدثنی حمید قال سمعت انسا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (فریابی) نے (جیسے ابونعیم کی روایت میں تصریح ہے) اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے (جیسے دارقطنی نے کہا) اونھوں نے روایت کی حمید (طویل) سے اونھوں نے انس سے اونھوں نے کہا تھوکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوکا اپنے کپڑے میں (نماز کے اندر یہ زیادہ کیا ابونعیم نے مستخرج میں)

طول و یا احادیث کو ابن ابی مریم نے (سعید بن الحکم نے جو شیخ ہین مولف کے) اونہون نے کہا خبر دی ہم کو یحییٰ بن ایوب (غافقی)
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے حمید (طویل) نے اونہون نے کہا مین نے سنا انس سے اونہون نے روایت کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف تو اوس اسناد مین تصریح ہے حمید کے سننے کی انس سے اور باطل ہوا اس سے قول یحییٰ
بن سعید قطان کا کہ حمید نے یہ حدیث ثابت سے سنی ہے اونہون نے ابو نضرہ سے اونہون نے انس سے اور یہ طویل حدیث مولف
نے صلوۃ مین نکالی (فتح) **باب لَا يَجُوزُ الْوُضُوْءُ بِالنَّبِيْذِ وَلَا الْمُسْكِرِ** نبیذ (کہجور کے شربت) اور شراب سے
وضو جائز نہین وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَاَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ وَ
اللَّبَنِ اور مکروہ جانا ہے نبیذ سے وضو کرنیکو حسن (بصری) اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) نے اور عطا
نے کہا تیمم بہتر ہے میرے نزدیک نبیذ اور دودہ سے وضو کرنے سے ف حافظ نے کہا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
نکالا حسن سے اونہون نے کہا مت وضو کر نبیذ سے اور ابو عبید نے روایت کیا حسن سے کہ نبیذ سے وضو کرنے مین قباحت
نہین تو معلوم ہوا کہ حسن کے نزدیک اوس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور دار قطنی اور ابو داؤد نے اور ابو عبید نے ابو خلدہ
کے طریق سے روایت کیا مین نے ابو العالیہ سے پوچھا ایک شخص کو جنابت ہوئی اور اوسکے پاس پانی نہین ہے کیا وہ غسل
کرے نبیذ سے اونہون نے کہا نہین ابو عبید اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے اونہون نے مکروہ رکہا نبیذ سے غسل
کرنیکو اور ابو داؤد نے روایت کیا ابن جریج سے اونہون نے عطا سے کہ اونہون نے مکروہ رکہا وضو کرنا نبیذ اور دودہ سے
اور کہا اوس سے تیمم زیادہ پسند ہے مجھکو اور اوزاعی کا یہ مذہب ہے کہ تمام نبیذون سے وضو درست ہے اور یہی قول ہے
عکرمہ ابن عباس کے مولی کا اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور ابن عباس سے لیکن صحیح نہین ہے اور ابو حنیفہ نے
کہا خاص کہجور کے نبیذ سے وضو درست ہے بشرطیکہ پانی نہ ہو اور شہر اور گاؤن کے باہر ہو اور مخالفت کی اون کی
صاحبین نے محمد نے کہا کہ نبیذ سے وضو کرے اور تیمم بہی کرے وجوبا یا استحبابا اور یہی قول ہے اسحاق کا اور ابو یوسف
جمہور کے موافق ہین وہ کہتے ہین نبیذ سے کسی حال مین وضو نکرے اور یہی قول ہے شافعی اور امام احمد اور مالک کا
اور امام طحاوی نے ابو یوسف کے قول کو اختیار کیا ہے اور قاضیخان نے لکہا کہ امام ابو حنیفہ نے رجوع کیا اوس سے
لیکن مفید ہین ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ جب پانی مین چند کہجورین بہگو دے وہ پانی میٹہا ہو جاوے اور اوس سے
پانی کا نام نہ جاوے تو اوس سے وضو جائز ہے بلا خلاف اور دلیل لی ہے حنفیہ نے ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن مین تمہاری ڈول مین کیا ہے اونہون نے کہا نبیذ ہے آپنے فرمایا پاک
کہجور ہے اور پاک پانی ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور زیادہ کیا کہ پہر وضو کیا آپنے اوس سے

تحقیق وضو از نبیذ

اور علماء سلف نے اتفاق کیا ہے اس حدیث کی ضعف پر اور بر تقدیر صحت کے یہ کہا گیا ہے کہ وہ منسوخ ہے کیونکہ لیلۃ الجن
مکہ میں تھی اور فلم تجدوا ماء فتیمموا مدینہ میں اوتری بلا خلاف اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اوس پانی پر جس
میں چند سوکھی کھجوریں پڑی تھیں جن سے پانی کا وصف بدلا کیونکہ اکثر پانی عرب کے میٹھے نہ ہوتے تھے تو وہ اس طرح
سے انکو میٹھا کر لیتے تھے اور طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے روایت کی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ کی بلندی
میں اوترے پھر اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی پھوٹ نکلا اور سکھایا اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا
سہیلی نے کہا وضو مکی ہے لیکن تلاوت اوسکی مدینہ میں ہوئی اور عیاض نے ابو الجہم سے نقل کیا کہ وضو سنت رہا تھا
یہانتک کہ قرآن مدینہ میں اوترا اور دودھ سے جو خالص ہے اجماعا وضو جائز نہیں ہے لیکن اگر اوس میں پانی ملجاوے
تو حنفیہ کے نزدیک اوس سے وضو درست ہے (فتح وقسط) زیلعی نے کہا ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو فزارہ
سے اونہوں نے ابو زید سے جو مولی تھے عمرو بن حریث کے اونہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن میں کیا تمہارے پاس طہارت کا پانی ہے اونہوں نے کہا نہیں مگر تھوڑا نبیذ ہے
ڈول میں آپ نے فرمایا کھجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنیوالا ہے ترمذی نے زیادہ کیا کہ پھر وضو کیا اوس سے ترمذی
نے کہا یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود سے ابو زید نے روایت کی اور وہ مجہول ہے اہل حدیث کے نزدیک اور نہیں پہچانی جاتی
اوسکی کوئی اور حدیث سوا اس کے اور ہمارے شیخ علاء الدین نے وہم کیا اور کہا کہ روایت کیا اوسکو چاروں عالموں نے
حالانکہ نسائی نے اوسکو روایت نہیں کیا اور علماء نے اس حدیث کو تین علتوں کی وجہ سے ضعیف کیا ایک تو ابو زید
کی جہالت ہے دوسرے ابو فزارہ میں تردد ہے کہ وہ راشد بن کیسان ہے یا اور کوئی تیسرے اس وجہ سے کہ ابن مسعود حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے لیلۃ الجن میں اول علت میں تو ترمذی نے کہا کہ ابو زید مجہول شخص ہے اوسکی اور کوئی
حدیث معلوم نہیں ہوتی اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں کہا ابو زید ایک شیخ ہے جو روایت کرتا ہے ابن
مسعود سے اور معلوم نہیں ہوتا وہ کون ہے اور نہ اوسکے باپ کا نام معلوم ہے نہ اوسکا شہر معلوم ہے اور جس شخص کا یہ
حال ہو اور وہ نہ روایت کرے مگر ایک حدیث کو جو مخالف ہو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے تو مستحق ہوگا
کہ اوسکی روایت سے پرہیز کیا جاوے انتہی ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا میں نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے
ابو فزارہ کی حدیث نبیذ کے باب میں صحیح نہیں ہے اور ابو زید مجہول ہے اور ابن عدی نے امام بخاری سے نقل کیا کہ ابو زید
جس نے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث روایت کی نبیذ کے باب میں مجہول ہے اور اوسکی صحبت عبد اللہ بن مسعود سے معلوم نہیں
ہوئی اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے انتہی دوسری علت میں بغیر ابو فزارہ

انھون ہی تو بعضون نے کہا وہ راشد بن کیسان ہے اور وہ ثقہ ہیں امام مسلم نے اوس سے روایت کی اور بعضون نے کہا ابو فزارہ اور ہے اور
راشد اور ہی اور یہ ابو فزارہ راشد نہین ہے بلکہ مجہول ہی اور امام احمد سے منقول ہے اونھون نے کہا ابو فزارہ ابن مسعود کی حدیث
مین مجہول ہے اور امام بخاری نے کہا ابو فزارہ عبسی کا نام معلوم نہین ہوا تو انھون نے بھی ابو فزارہ کو اور سمجھا اور راشد
کو اور مگر اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ابو فزارہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے ایک تو شریک نے نکالا اسکو
ابو داؤد اور ترمذی نے دوسرے سفیان تیسرے جراح بن ملیح نے نکالا اوسکو ابن ماجہ نے چوتھے اسرائیل نے نکالا اسکو
بیہقی اور عبد الرزاق نے مصنف مین پانچوین قیس بن الربیع نے نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور محدثین کے نزدیک
دو شخصون کی روایت کے بعد جہالت جاتی رہتی ہے پس پانچ شخصون کی روایت کے بعد جہالت کیونکر رہیگی مگر یہ
کہ جہالت حال کی مراد لیجاوے اور ابن عدی نے تصریح کی کہ یہ ابو فزارہ راشد بن کیسان ہے اور کہا کہ مدار اس حدیث
کا ابو فزارہ پر ہے ابو زید سے اور ابو فزارہ کا نام راشد بن کیسان ہے اور وہ مشہور ہے اور وہ ابو زید مولی عمرو بن حریث
کا مجہول ہے اور دارقطنی سے منقول ہے اونھون نے کہا یہ ابو فزارہ جو نبیذ کی حدیث مین ہے راشد بن کیسان ہے اور ابن عبد البر
نے کتاب الاستیعاب مین کہا ابو فزارہ عبسی راشد بن کیسان ہے اور وہ ثقہ ہے اہل حدیث کے نزدیک اوپر بیان کیا اون
لوگون کو جنھون نے روایت کیا اوس سے اور جن سے اوس نے روایت کی اور کہا کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث کا وہ مجہول
ہے اون کے نزدیک اوسکا حال نہین معلوم ہے سوا ابو فزارہ کے اور کسی کی روایت سے اور اسکی حدیث ابن مسعود سے نبیذ کے باب
مین منکر ہے اوسکی کچھ اصل نہین اور نہین روایت کیا اوسکو ایسے شخص نے جس پر اعتماد ہو اور یہ حدیث ثابت نہین ہے
تیسری علت یعنی ابن مسعود کا لیلۃ الجن مین حاضر نہ ہونا تو اس مین اختلاف ہے امام مسلم نے شعبی سے روایت کیا انھون
نے علقمہ سے اونھون نے کہا مین نے ابن مسعود سے پوچھا کوئی تم مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
لیلۃ الجن (وہ رات جس مین جن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تھے آپنے اون کو دین کی باتین بتلائین)
مین اونھون نے کہا نہین لیکن ایک رات کو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پھر ہمنے گم کیا آپکو ہمنے نہ
پایا ہمنے آپ کو ڈھونڈھا وادیون اور گھاٹیون مین پھر ہمنے کہا آپکو کوئی اوڑا کر لے گیا یا آپ کو کسی نے اچانک
مار ڈالا پھر رات ہمنے گذاری بری رات کی طرح جو کسی قوم نے گذاری ہو جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا آپ حرا
(جبل النور) کیطرف سے آرہے ہین اخیر حدیث تک مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے آپکو نہ پایا پھر ہمنے آپکو ڈھونڈھا
لیکن آپ نہ ملے تو ہم نے رات کاٹی بری رات کیطرح آپنے فرمایا میرے پاس جنون کا بلانے والا آیا مین اونکے
ساتھ گیا پھر اون کو قرآن پڑھکر سنایا بعد اسکے آپ ہمارے ساتھ چلے اور ہمکو اون کے نشان اور انکی انگارے (آگ

کے نشان بتلائے اور جنون نے آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا ہر ہڈی تمہارے لیے ہے اور ہر ایک مینگنی تمہارے جانورون کا چارہ ہے پہر فرمایا مت استنجا کرو ان دونون چیزون سے کیونکہ یہ خوراک ہے تمہارے بہائیون کی انتہی اور ایک لفظ مین امام مسلم کے ہے عبد اللہ بن مسعود نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نہ تہا لیلۃ الجن مین اور مجھکو آرزو ہے کہ مین آپکے ساتھہ ہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ جن جزیرہ کے جن تہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اختصار کے ساتھہ اور یہ قصہ بیان نہین کیا اونہون نے علقمہ سے یون روایت کیا مین نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا تم مین سے کوئی تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ لیلۃ الجن مین اونہون نے کہا آپکے ساتھہ ہم مین سے کوئی نہ تہا اور ترمذی نے اس حدیث کو پوری طرح اپنی جامع مین نکالا تفسیر سورہ احقاف مین اور اس حدیث سے وہ قول غلط ہوتی ہے جو بعضون نے کی کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھہ تہے اور آپ نے اون کو بٹہایا حلقہ مین لیکن جس وقت آپ نے جنون سے باتین کین اوس وقت عبد اللہ ساتھہ نہ تہے اور اس طرح جمع کیا اون حدیثون مین جن سے عبد اللہ کا ساتھہ ہونا نکلتا ہے اور ان حدیثون مین جن سے ساتھہ نہ ہونا نکلتا ہے امام بیہقی نے دلائل النبوت مین کہا احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہین کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نہ تہے لیلۃ الجن مین بلکہ اوس وقت ساتھہ تہے جب آپ انکو اور اور لوگون کو بہی لیکر چلے جنون کے نشان اور انکی آگ کے نشان دکہلانے کو بیہقی نے کہا اور بعضون نے یہ روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھہ تہے لیلۃ الجن مین پہر اپنی سند پہونچائی ابن مسعود تک اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا مجھے حکم ہوا قرآن سنانیکا تمہارے بہائی جنون کو تو تم مین سے ایک شخص میرے ساتھہ کہڑا ہو اور وہ شخص میرے ساتھہ نہ کہڑا ہو جسکے دل مین رائی کے دانے برابر غرور ہو عبد اللہ نے کہا پہر مین آپکے ساتھہ کہڑا ہوا اور میرے پاس ایک ڈول تہا پانی کا جب ہم میدان مین پہونچے تو آپ نے میرے گرد ایک لکیر کردی پہر فرمایا اس لکیر سے باہر مت نکلیو کیونکہ اگر تو اوس سے باہر نکلیگا تو مجھے نہ دیکہیگا اور مین تجھکو نہ دیکہونگا قیامت تک کیا تیرے پاس وضو کا پانی ہے مین نے کہا نہین آپ نے فرمایا تیرے ڈول مین کیا ہے مین نے کہا نبیذ ہے آپ نے فرمایا کہجور میٹہی ہے اور پانی پاکیزہ ہے پہر وضو کیا اور نماز پڑہی جب نماز پڑہ چکے تو دو شخص جنون مین سے آپ کی طرف اوٹہے اور آپ سے اسباب مانگا آپ نے فرمایا مین نے تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نہین دیکہا جو تمہارے کام آوے اونہون نے کہا ہان لیکن ہم نے چاہا کہ ہم مین سے بعض لوگ آپکے ساتھہ رہین آپ نے فرمایا تم کون لوگون مین سے ہو اونہون نے کہا ہم نصیبین والے ہین آپ نے فرمایا ان دونون نے نجات پائی اور انکی قوم نے اور حکم کیا اون کے لیے کہانے اور گوبر کا اور منع کیا ہمکو ہڈی اور گوبر سے

سے استنجا کرنے سے ۔ انتہے ۔ یہ حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کیا اور عبارتیں انکی
قریب قریب ہیں بیہقی نے کہا یہ اوس صحیح روایت کے خلاف ہے جس میں یہ ہے کہ صحابہ نے آپ کو گم کر دیا تھا یہانتک کہ کہا
گیا آپ یکایک مار ڈالے گئے یا اوڑا لیے گئے مگر یہ گم کرنے والے اور لوگ ہیں اور جو لوگ آپکے نکلنے سے واقف
تھے وہ اور ہیں پھر امام بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا موسی بن علی سے اونہوں نے رباح سے اونہوں نے اپنے باپ سے
اونہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنے پیچھے چلنے کو فرمایا اور فرمایا
کہ پندرہ جن جو بہائیوں کے بیٹے ہیں اور چچازاد بہائی ہیں آج کی رات میرے پاس آوینگے اور میں اون کو قرآن
سناؤنگا پھر میں آپکے ساتھ گیا اوس جگہہ تک جہاں آپنے چاہا وہاں آپنے میرے لیے ایک لکیر کر دی اور مجھے اُس
لکیر کے اندر بٹھلایا اور فرمایا اُس کے باہر مت نکلنا میں اوسی جگہہ ٹھیرا رہا یہانتک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فجر
کے ساتھ ہی میرے پاس آئے اور آپکے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اور گوبر اور کوئلہ آپنے مجھ سے فرمایا جب تو استنجا
کے لیے جاوے تو ان چیزوں سے استنجا مت کر عبد اللہ نے کہا جب صبح ہو گئی تو میں نے کہا میں وہ مقام جا کر دیکھوں
جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو رہے تھے پھر میں وہاں گیا دیکھا تو ساٹھ اونٹوں کے بیٹھنے کے نشان
وہاں تھے انتہے پھر امام بیہقی نے ابو عثمان نہدی سے نکالا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کچھ لوگوں کو دیکھا ایک آدمی تھا
میں تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ زط ہیں (زط ایک گروہ ہے آدمیوں کا) عبد اللہ نے کہا میں نے
ان کے سے لوگ نہیں دیکھے ہیں مگر وہ جن کہ جو ہٹے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ چلتے تھے اور ترمذی نے اپنی جامع
میں ذکر کیا کہ ابن مسعود حاضر تھے لیلۃ الجن میں تعلیقا یعنے ان سند حذف[١٢] اور روایت کیا باب کراہۃ ما یستنجی بہ میں حفص بن
غیاث سے اونہوں نے داؤد بن ابی ہند سے اونہوں نے شعبی سے اونہوں نے علقمہ سے اُنہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے
اونہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت استنجا کرو گوبر اور ہڈیوں سے کیونکہ وہ توشہ ہے
تمہارے بہائی جنوں کا پھر کہا روایت کیا اس حدیث کو اسمعیل بن ابراہیم وغیرہ نے داؤد بن ابی ہند
سے اونہوں نے شعبی سے اونہوں نے علقمہ سے اونہوں نے عبد اللہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے لیلۃ الجن میں اخیر حدیث تک اور کہا کہ روایت اسمعیل کی زیادہ صحیح ہے حفص بن غیاث کی
روایت سے لیکن اونہوں نے اوسکو متصلا نکالا ابواب الامثال میں ابو عثمان نہدی سے انہوں نے
ابن مسعود سے اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑہی پھر لوٹے اور ابن
مسعود کا ہاتھ پکڑا یہانتک کہ لے گئے اون کو مکہ کے میدان بطحا میں وہاں اون کو بٹھایا پھر ایک

[illegible]

لکیر اون کے اوپر کہینچی پہر فرمایا اس لکیر سے مت ہٹنا کیونکہ تمہارے پاس کچہ لوگ آوینگے تو تم اون سے بات نہ کرنا اس لیے کہ
وہ تم سے بات نکرینگے یہ فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لگئے جہان جانا چاہتے تہے اور مین اپنی لکیر کے اندر بیٹہا
تہا اتنے مین کچہ لوگ آئے زط کے لوگون کیطرح پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو بعد اوسکے کہا یہ حدیث حسن صحیح
ہے غریب ہے اس طریق سے اور امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے عارم اور عفان نے اون
دونون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے اونہون نے کہا میرے باپ سلیمان تیمی نے کہا حدیث بیان کی مجہسے
ابو تمیمہ نے اونہون نے روایت کی عمرو بکالی سے اونہون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا ساتہ لے گئے مجہکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پہر ہم چلے یہانتک کہ فلان فلان مقام پر آئے آپنے میرے لیے ایک خط کہینچا اور فرمایا اسکے بیچ
مین رہ اور اس سے باہر مت نکل اگر نکلیگا تو ہلاک ہوگا پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو اور طحاوی نے اس حدیث کو
اپنی کتاب مین نکالا جسکا نام ہے رد علی الکرابیسی پہر کہا کہ یہ بکالی شام والون مین سے ہے اور نہین روایت کیا اس
سے اس حدیث کو مگر ابو تمیمہ نے اور وہ ہجیمی نہین ہے بلکہ سلمی بصری ہے جو معروف نہین ہے دوسرا طریق ابن مسعود
سے اس حدیث کا امام احمد نے مسند مین اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ابو سعید سے اوس نے
حماد بن سلمہ سے اوس نے علی بن زید سے اوس نے ابو رافع سے اوس نے ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون
سے فرمایا لیلۃ الجن مین کیا تیرے پاس پانی ہے اونہون نے کہا نہین آپنے فرمایا تیرے پاس نبیذ ہے مین ایسا سمجہتا
ہون اونہون نے کہا ہان پہر آپنے وضو کیا اوس سے دارقطنی نے کہا علی بن زید ضعیف ہے اور ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ طریقہ ابو فزارہ کے طریق سے اچہا ہے اگرچہ ابو فزارہ کا طریق
زیادہ مشہور ہے کیونکہ علی بن زید اگرچہ ضعیف کیا گیا ہے پر وہ سچا ہے اور دارقطنی نے جو کہا کہ ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین ہوا اس سے یہ نہین نکلتا کہ ابو رافع کا سماع اون سے ممکن نہین کیونکہ ابو رافع کو ابن عبد البر نے
کہا کہ وہ مشہور علما تابعین مین سے ہے اور استیعاب مین کہا کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا
لیکن وہ بڑے تابعین مین سے ہے اوسکا نام نفیع تہا اور اسکی اصل مدینہ کی تہی پہر بصرے چلا گیا روایت کیا اس
نے ابو بکر صدیق اور عمر اور عبد اللہ بن مسعود سے اور روایت کیا اوس سے خلاس بن عمرو ہجری اور حسن بصری اور قتادہ
اور ثابت بنانی اور علی بن زید نے اور نہین روایت کیا اس سے مدینہ والون نے اور استیعاب مین کہا اوسکی روایت
حضرت عمر اور ابو ہریرہ سے بہت ہے اور جو شخص اس طبقہ کا ہو اوسکا سماع تمام صحابہ سے بعید نہین ہے مگر یہ کہ دارقطنی نے
اتصال کے لیے سماع کا ثبوت شرط رکہا ہو اگرچہ ایک بار ہو (جیسے امام بخاری کا قول ہے) اور امام مسلم نے طول

کیا ہی اس قول کو رد کرنے کے لیے اپنی صحیح کے مقدمہ مین اقسم چہارم کہتا ہی یہ روایت امام مسلم کی شرط پر متصل ہے اور
علی بن زید کو حافظون نے صدوق کہا لیکن کہا کہ اوسکا حافظہ بگڑ گیا تھا اس صورت مین یہ اسناد حسن کے درجہ سے نہین اتر
سکتا تیسرا طریق ابن مسعود کی حدیث کا محمد بن عیسی بن حیان سے اونہون نے حسن بن قتیبہ سے اونہون نے یونس بن ابی اسحق سے اونہون نے
ابی اسحق سے اونہون نے ابو عبیدہ اور ابو الاحوص سے اونہون نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر سے
گذرے تو فرمایا اپنے ساتھ ڈول لے لے پانی کا پھر آپ چلے مین آپکے ساتھ تھا پھر بیان کیا لیلۃ الجن کی حدیث کو بعد اسکے
کے کہا جب مین نے ڈول سے آپ پر ڈالا تو اوسکے اندر نبیذ نکلا مین نے کہا یا رسول اللہ مجھسے خطا ہوئی یہ نبیذ ہے آپ نے
فرمایا کھجور شیرین ہی اور پانی شیرین ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے حسن بن قتیبہ یونس بن ابی اسحق
سے اور حسن بن قتیبہ اور محمد بن عیسی دونو ضعیف ہین چوتھا طریق دارقطنی نے نکالا معاویہ بن سلام سے اونہون نے اپنے بھائی
زید سے اونہون نے اپنے دادا ابی سلام سے اونہون نے ابن غیلان ثقفی سے اونہون نے سنا عبد اللہ بن مسعود سے وہ کہتے تھے
مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا لیلۃ الجن مین وضو کا پانی لیکر آیا مین ڈول لیکر آیا دیکھا تو اوس مین نبیذ ہی پھر وضو
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارقطنی نے کہا ابن غیلان یہ مجہول ہی کہا گیا کہ اوسکا نام عمرو تھا یا عبد اللہ بن
عمرو بن غیلان انتہی اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم نے کتاب دلائل النبوۃ مین طبرانی کے طریق سے اونکی سند
سے معاویہ تک اونہون نے عمرو بن غیلان سے پانچوان طریق دارقطنی نے نکالا حسین بن عبد اللہ عجلی سے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ نے اونہون نے اعمش سے اونہون نے ابو وائل سے اونہون نے کہا مین نے ابن مسعود سے سنا
وہ کہتے تھے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا لیلۃ الجن مین آپ جنون کے پاس آئے اور انکو قرآن سنایا
پھر آپ نے رات کو ایک حصہ مین مجھسے فرمایا تیرے پاس پانی ہے ای ابن مسعود مین نے کہا نہین قسم خدا کی یا رسول اللہ
البتہ ایک ڈول ہی جس مین نبیذ ہے آپنے فرمایا کھجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہی پھر وضو کیا اوس سے
دارقطنی نے کہا حسین بن عبد اللہ عجلی حدیثین جوڑ لیتا تھا ثقہ شخصون سے چھٹا طریق طحاوی نے اپنی کتاب مین نکالا
یحیی بن عثمان سے اونہون نے اصبغ بن الفرج اور موسی بن ہارون بردی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر
بن عبد الحمید نے اونہون نے قابوس سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم میدان کیطرف نکلے پھر ایک خط کھینچا اور مجھے اوسکے اندر کر دیا اور فرمایا یہان سے مت ہٹیو
یہانتک کہ مین لوٹون پھر آپنے دیر کی یہانتک کہ صبح ہو گئی اور مین آوازین سننے لگا بعد اوسکے آپ تشریف
لائے مین نے عرض کیا آپ کہان تھے یا رسول اللہ آپنے فرمایا مین جنون کیطرف بھیجا گیا تھا مین نے عرض کیا یہ

آوازین کیا تھین جو مین نے سنین آپ نے فرمایا وہ جنون کی آوازین تھین جب اونہون نے مجھہ کو رخصت کیا اور سلام کیا
مجھکو طحاوی نے کہا ہم نے اہل کوفہ کی کوئی حدیث جانی ایسی جس سے یہ ثابت ہو کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھہ تھے لیلۃ الجن مین اور وہ قبول کے لائق ہو سوا اس حدیث کے مترجم کہتا ہی اس طریق مین نبیذ سے وضو
کرنیکا ذکر نہین ہے ساتوان طریق ابن عدی نے کامل مین نکالا ابو عبد اللہ شقری سے اونہون نے شریک قاضی
سے اونہون نے ابی زائدہ سے اونہون نے ابن مسعود سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ساتھہ پانی ہے
مین نے کہا نہین نبیذ ہے ڈول مین آپ نے فرمایا پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنیوالا پانی ہے پھر وضو کیا انتہے ابن
عدی نے کہا اس اسناد کو خراب کر دیا ابو عبد اللہ شقری نے شریک سے اب مین نہین جانتا کہ یہہ غلطی ابو عبد اللہ کی
ہے یا شریک کی کیونکہ ایک جماعت جیسے ثوری اور اسرائیل اور عمرو بن ابی قیس وغیرہم نے اسکو روایت کیا ابو
فزارہ سے اونہون نے ابو زید مولی عمرو بن حریث سے اونہون نے ابن مسعود سے اور یہ اسناد درست ہی لیکن ابو زید مجہول ہی اور
اسی وجہ سے حدیث ضعیف کی گئی انتہے زیلعی نے کہا تو ابن مسعود کی حدیث کو سات طریقے ہوئے ان مین سے
بعض طریقون مین اثبات کا ذکر ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے لیلۃ الجن مین اور یہ مخالف ہی
اسکے جو صحیح مسلم مین ہی کہ وہ آپکے ساتھہ نہ تھے اور جمع کیا ہے ان دونون روایتون مین اسطور سے کہ وہ آپکے ساتھہ
تھے اسوقت جب آپنے جنون سے باتین کین بلکہ دور بیٹھے تھے اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ لیلۃ الجن دو بار ہوئی
تھی اور پہلی بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے تھے آپکے ساتھہ ابن مسعود نہ تھے اور کوئی جیسے
مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے پھر دوسری بار مین ابن مسعود آپکے ساتھہ گئے تھے جیسے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر
مین سورہ جن کی ابن جریج سے روایت کیا ہے اونہون نے کہا عبد العزیز بن عمر نے کہا وہ جن جو آپکو نخلہ مین
ملے وہ نینوے کے تھے اور وہ جن جو مکہ مین ملے وہ نصیبین کے تھے اور بیہقی نے امام مسلم کی حدیث کی یہہ تاویل کی
ہے کہ مراد اس قول سے کہ ہمنے رات کاٹی بری رات کیطرح وہ لوگ ہین جو ابن مسعود کے سوا تھے جنکو یہہ خبر
نہ تھی کہ آپ جنون کے پاس تشریف لے گئے ہین اور یہ ایک بعید احتمال ہے امام بخاری نے سعید بن عمرو سے نکالا
کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ڈول لیکر چلتے آپکے وضو اور حاجت کیلیے
ایک بار حضرت ابو ہریرہ آپ سے ملے آپنے فرمایا کون اونہون نے کہا مین ابو ہریرہ ہون آپنے فرمایا مجھے چند
پتھر لادو مین اون سے استنجا کرون اور ہڈی اور گوبر مت لانا مین اپنے کپڑے مین پتھر رکھکر لایا اور آپکے بازو
رکھدیے جب آپ فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو مین آپکے پیچھے چلا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہڈی اور

گویر کا کیا حال ہے آپنے فرمایا میری پاس نصیبین کے جنون کے قاصد آئے تھے اونہون نے مجھ سے توشہ مانگا مین نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ
وہ جس گوبر اور ہڈی پر گذرین کھانا پاوین - اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے تھے جب آپ مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے اور دلالت کرتی ہے اسپر ابو نعیم کی روایت کتاب دلائل النبوۃ مین اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن احمد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد المصیصی نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابو معاویہ ربیع بن نافع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن سلام نے اونہون نے روایت
کی زید بن سلم سے اونہون نے سنا ابو سلام سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجھسے عمر بن غیلان ثقفی نے وہ کہتے تھے
مین ابن مسعود کے پاس آیا اور مین نے کہا مجھے کہا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اوس رات کو جب
جنون کے قاصد آپکے پاس آئے تھے اونہون نے کہا ہان مین ساتھ تھا مین نے کہا اس رات کا قصہ مجھسے بیان کرو
اونہون نے کہا صفہ مین جو اصحاب تھے (متوکل بے گھر بار فقرا) اون مین سے ہر ہر شخص کو ایک ایک شخص لے گیا شام
کا کھانا کھلانیکو مگر مین رہ گیا مجھے کسی نے نہ لیا پھر جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر سے گذرے
اور پوچھا کون ہے مین نے کہا ابن مسعود آپنے فرمایا تجھ کو کوئی نہین لیگیا شام کا کھانا کھلانیکو مین نے کہا نہین
یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو چل شاید مین تیرے لیے کچھ پاون پھر آپ چلے یہانتک کہ ام المومنین ام سلمہ کے حجرے پر
آئے آپنے مجھے باہر چھوڑ دیا اور آپ اندر تشریف لیگئے اپنے محل کے پاس پھر لڑکی نکلی اور بولی کہ ای ابن مسعود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے شام کا کھانا نہین پایا تو لوٹ جا اپنے سونے کی جگہہ مین مین مسجد کو لوٹا اور
مسجد کی کنکریون کو اکٹھا کر کے اوسکا تکیہ کیا اور اپنے کپڑے مین لپٹ رہا تھوڑی دیر مین ٹھیرا تھا کہ پھر لڑکی آئی
اور کہنے لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بلاتے ہین چلو مین اوسکے پیچھے چلا یہانتک کہ اپنی جگہہ پہونچا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپکے ہاتھہ مین کھجور کی ایک لکڑی تھی آپنے اوسکو میرے سینے مین لگایا اور فرمایا
چل میرے ساتھہ جہان مین چلون پھر ہم دونون چلے یہانتک کہ بقیع الغرقد (مدینہ کا قبرستان) مین پہونچے
آپنے اپنی لکڑی سے ایک لکیر کی اور فرمایا یہان بیٹھا رہ اسکے پار مت جائیو جب تک مین نہ آؤن پھر آپ پاؤن
سے چلے مین آپ کو دیکھہ رہا تھا جب آپ ایسے مقام مین پہونچے کہ مین آپ کو نہ دیکھتا تھا اوسوقت ایک کالی دہوئین
یا غبار کیطرح کچھ اوٹھا مین ڈرا اور مین نے اپنے دل مین کہا یہ ہوازن کے لوگ ہین اونہون نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مکر کیا آپ کو مار ڈالنے کے لیے مین نے قصد کیا کہ گھرون کیطرف دوڑون اور لوگون کو پکارون
پھر مین نے یاد کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم دیا ہے یہان سے نہ سرکنے کا اور مین نے سنا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنی لکڑی سے اون کو ڈراتے تھے اور فرماتے تھے بیٹھو پہر وہ بیٹھے یہانتک کہ صبح کا ستون نمود ہونے کے قریب ہوا پہر ایک بارگی بہاگے اور چلدیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کیا تو سو گیا تہا مین نے کہا نہین قسم خدا کی اور پہلی بار تو مین گہبرا گیا تہا یہانتک کہ مین نے قصد کیا کہ گہرون پر جاؤن اور لوگون سے فریاد کرون یہانتک کہ مین نے سنا آپ اپنی لکڑی سے اون کو ڈرا رہے ہین آپ نے فرمایا اگر تو اس حلقہ کے اندر سے نکلتا تو مجہے ڈر تہا کہ کوئی تجہے اوچک لیتا کیا تو نے اون مین سے کسی کو دیکہا مین نے کہا مین نے سیاہ مردون کو دیکہا جو دڑ اوڑہے تہے سفید کپڑون مین آپ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تہے اونہون نے مجہسے توشہ اور اسباب مانگا پہر مین نے اون کو توشہ دیا پہر ایک ہڈی سے جو بوسیدہ ہوا ور گوبر یا مینگنی سے مین نے کہا یہ کیا کام آویگا اون کے آپ نے فرمایا وہ نہین پاوینگے کسی ہڈی کو مگر اوسپر وہی گوشت دیکہینگے جو اوسپر تہا جسدن وہ کہائی گئی اور کوئی گوبر (یا لید) نہ پاوینگے مگر اوس مین وہی دانہ پاوینگے جو اوس مین تہا جسدن وہ کہایا گیا اب تم مین سے کوئی استنجا نہ کرے ہڈی اور مینگنی سے زیلعی نے کہا اسکی اسناد مین ایک شخص ہے جسکا نام نہین معلوم ہوا پہر ابو نعیم نے نکالا بقیہ بن ولید سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے نمیر بن یزید قیسنی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قحافہ بن ربیعہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے زبیر بن عوام نے انہون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری ساتہہ نماز پڑہی صبح کی مدینہ کی مسجد مین جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا میرے ساتہہ کون چلتا ہے آج کی رات کو جنون کے قاصدون کی طرف تین بار آپ نے فرمایا اور لوگ خاموش رہے پہر آپ مجہسے گذرے اور میرا ہاتہہ پکڑا مین آپ کے ساتہہ چلنے لگا یہانتک کہ مدینہ کے سب پہاڑون کے ہم پار ہوگئے اور ایک ایسی زمین مین پہونچے جہان کوئی درخت نہ تہا وہان مین نے چند لنبے مردون کو دیکہا گویا وہ نیزے تہے اور اپنے کپڑے لٹکائے تہے پاؤن کے درمیان جب مین نے انکو دیکہا تو مجہکو ایک سخت لرزہ آگیا بعد اوسکے بیان کیا ابن مسعود کی حدیث کی طرح ۔ اور امام بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث کو ضعیف کیا اپنی سنن مین اسطرح سے کہ ابن مسعود نے انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہونے سے لیلۃ الجن مین اور انکار کیا اسکا اون کے بیٹے ابو عبیدہ نے اور انکار کیا اسکا ابراہیم نخعی نے پہر اپنی سند سے ابن مسعود سے نکالا اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نہ تہا لیلۃ الجن مین اور مین چاہتا ہون کہ آپ کے ساتہہ ہوتا اور اپنی سند سے نکالا شعبی سے اونہون نے کہا مین نے علقمہ سے پوچہا کیا ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ موجود تہے لیلۃ الجن مین پہر بیان کیا وہی جو اوپر امام مسلم کی روایت سے گذرا اور اپنی سند سے عمرو بن مرہ سے نکالا اونہون نے کہا مین نے

ابو عبیدہ بن عبد اللہ سے پوچھا گیا عبد اللہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اونہون نے کہا نہین اور نیز
ابراہیم سے پوچھا اونہون نے کہا ہمارے صاحب ساتھ نہ تھے (یعنے عبد اللہ) اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ بیہقی نے دوسرے
باب مین کہا کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور ابراہیم نے بہی ابن مسعود سے نہین سُنا پہر امام بیہقی نے
عورتون کے نبیذون کا بیان کیا اور اپنی اسناد سے حضرت عائشہ سے روایت کیا اونہون نے کہا ہم نبیذ بناتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک مین صبح کو بہگوتے آپ شام کو اوسکو پیتے اور شام کو بہگوتے
آپ صبح کو اوسکو پیتے اس روایت کو امام مسلم نے بہی نکالا پہر امام بیہقی نے اپنی اسناد سے ابو العالیہ سے نکالا انہون
نے کہا تمہارا نبیذ خبیث ہے اور وہ نبیذ پانی تہا جس مین چند کہجورین ڈالدیجاتین تو وہ میٹھا ہوجاتا اور اُن
کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونکے نزدیک نبیذ سے وضو جائز ہے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ کہجور وغیرہ جب اُسکی
صفت پانی پر غالب ہوجاوے اور پانی کا نام موقوف ہوجاوے تو اس سے وضو جائز نہین اور ظاہر یہ ہے کہ جو
نبیذ صبح سے شام تک بہگو یا جاوے اور میٹھا ہوجاوے اوسکو پانی نہ کہینگے کیونکہ حدیث مین ہے کہ آپنے پوچھا تیرے
پاس پانی ہے اونہون نے کہا نہین تو معلوم ہوا کہ نبیذ پانی نہ تہا اور امام طحاوی نے بہی ابن مسعود کی حدیث کو
ضعیف کیا اور یہ اختیار کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہین نہ سفر مین اور نہ حضر مین اور کہا کہ ابن مسعود کی حدیث
ایسے طریقون سے مروی ہے جن سے حجت قائم نہین ہوتی اوسکے علاوہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہ تہا لیلۃ الجن مین اور مین چاہتا ہون کہ آپکے ساتھ ہوتا اور ابو عبیدہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے
باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے لیلۃ الجن مین تو اونہون نے کہا نہین اور اگرچہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ
ابو عبیدہ نے اپنے باپ سے نہین سُنا لیکن ہمکو اوسکے اتصال اور انقطاع سے مطلب نہین ہے بلکہ ہماری غرض
یہ ہے کہ ابو عبیدہ عالم تہے اور عبد اللہ بن مسعود کے گہرانے کے خاص آدمی تہے اور انپر ایسی بات پوشیدہ نہین رہ سکتی
تہی تو ہمنے حجت کیا اونکے قول کو اسیطرح ابراہیم نخعی کو نہایت ممارست تہی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث سے
اور بہت تلاش کرتے تہے وہ اُنکی حدیث کو اور لوگون نے اجماع کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہین جب پانی موجود
ہو تو پہر اسیطرح جائز نہ ہوگا جب پانی نہ ہو اور ابن مسعود کی حدیث مین یہ منقول ہے کہ آپنے نبیذ سے وضو کیا اور
آپ مسافر نہ تہے تو گویا مکہ مین وضو کیا پہر اگر یہ ثابت ہو تو جس وقت پانی موجود ہو اوسوقت بہی نبیذ سے وضو جائز
ہو اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا پس معلوم ہوا کہ سب نے اس حدیث کو رد کیا اور یہی قیاس سے نکلتا ہے ہمارے نزدیک
تمام ہوا کلام طحاوی کا مختصر اشرح الآثار مین اور صاحب بدایہ نے کہا کہ اس حدیث مین اضطراب ہے اور تاریخ مین

جہالت ہی پہر یہ جواب دیا کہ لیلۃ الجن متعدد تہین اور حدیث مشہور ہے عمل کیا اوسپر صحابہ نے حافظ نے کہا کہ لیلۃ الجن
کا متعدد ہونا تو قوی ہی اور حدیث کی مشہور ہونیسے اصطلاحی شہرت مراد نہین ہے بلکہ لوگون مین مشہور ہونا اور کسی
صحابی سے اوسپر عمل کرنا ثابت نہین ہی اور امام شافعی سے منقول ہی کہ یہ حدیث منسوخ ہی تیمم کی آیت سے کیونکہ
یہ آیت مدنی ہے اور لیلۃ الجن مکہ مین ہوئی زیلعی نے کہا اضطراب تو یہ ہی کہ ابن مسعود کی کسی روایت مین یہ ہے
کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تہے لیلۃ الجن مین اور کسی مین یہ ہے کہ ساتھہ نہ تہے اور تاریخ کی جہالت
پر تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سیرت والون نے یہ لکھا ہی کہ نصیبین کے جن ہجرت سے تین برس پہلے آئے تہے اور صحابہ
کا عمل تو دار قطنی نے روایت کیا عبد اللہ بن محرر سے اونہون نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا نبیذ
سے وضو وہ کرے جو پانی نہ پاوے حافظ نے کہا اسکی سند ضعیف ہے اور روایت کیا دار قطنی نے حارث سے اونہون نے
علی سے کہ وہ قباحت نہین دیکہتے تہے نبیذ سے وضو کرنے مین اور روایت کیا مزیدہ بن جابر سے اونہون نے حضرت
علی سے اونہون نے کہا نبیذ سے وضو کرنے مین کچہ قباحت نہین حافظ نے کہا دونو طریقون کی اسناد ضعیف ہین
زیلعی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے بہی مروی ہی ابن ماجہ نے اپنی سنن مین نکالا ابن لہیعہ سے اونہون نے قیس
بن حجاج سے اونہون نے حنش صنعانی سے اونہون نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابن مسعود سے لیلۃ الجن مین تیرے ساتھہ پانی ہے اونہون نے کہا نہین البتہ نبیذ ہے توشہ دان مین آپنے فرمایا
کہجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے ڈال میرے اوپر پہر مین نے ڈالا اوسپر آپنے وضو کیا اوس اوراس
لفظ سے یہ نکلتا ہی کہ یہ حدیث ابن عباس کی مسند ہے لیکن طبرانی نے معجم مین اوسکو ابن مسعود کی مسند قرار دی
اور ایسا ہی کیا بزار نے اپنی مسند مین اور ان کا لفظ اسی اسناد سے یہ ہے ابن عباس سے اونہون نے ابن مسعود سے
کہ اونہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الجن مین نبیذ سے آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی پاک کرنیوالا
ہے بزار نے کہا یہ حدیث ثابت نہین کیونکہ ابن لہیعہ کی کتابین جل گئی تہین پہر وہ حدیث پڑہتا تہا بغیر کتاب
کے اسوجہ سے اسکی روایت مین بہت مناکیر ہین اور یہ بہی انہین مین سے ہے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن مین
اور کہا کہ منفرد ہوا ساتہ اس کے ابن لہیعہ اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا دار قطنی نے سنن مین مجاعہ سے اونہون نے
ابان سے اونہون نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پانی نہ
پاوے اور نبیذ پاوے تو وضو کر لیوے اوس سے دار قطنی نے کہا ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور مجاعہ ضعیف ہے اور
محفوظ یہ ہی کہ یہ عکرمہ کا قول ہے مرفوع نہین ہے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے دوسرے طریق سے پہر بیہقی نے

ف ابن لہیعہ کے ضعیف ہونیکا بیان

سیب بن واضح سے اونہون نے مبشر بن اسمعیل سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے یحیی بن ابی کثیر سے اونہون نے عکرمہ سے
اونہون نے ابن عباس سے مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سے بیان کیا اوسکو اپنی سند سے عکرمہ کا قول امام بیہقی نے
کہا وہم کیا اس حدیث مین مسیب بن واضح نے دو مقامون مین ایک تو ابن عباس کا ذکر کرنے مین دوسرے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے مین اور محفوظ یہ ہی کہ وہ عکرمہ کا قول ہے جیسے روایت کیا اوسکو ہقل بن زیاد اور ولید بن مسلم
نے اوزاعی سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شیبان نحوی اور علی بن المبارک نے یحیی بن ابی کثیر سے اونہون نے
عکرمہ سے اور مسیب بڑا وہم کرنیوالا تھا تمام ہوا کلام زیلعی کا مترجم کہتا ہی خلاصہ اس تحقیقات کا جو اوپر گذری یہ نکلتا
ہے کہ نبیذ سے وضو کرنے کی حدیث ضعیف ہے لیکن متعدد طریقون سے مروی ہی اور تعدد طرق کی وجہ سے اوسکا درجہ
حسن تک پہونچ سکتا ہی اور صحابہ اور تابعین کے اقوال اس باب مین مختلف ہین متعدد تابعین سے یہ بھی ثابت ہی کہ اونہون نے
جائز رکھا وضو کو نبیذ سے یہانتک کہ امام بخاری نے جو ابو العالیہ سے نقل کیا کہ اونہون نے مکروہ رکھا نبیذ سے وضو
کرنے کو تو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے اسحاق بن سلیمان نے اونہون نے ابو جعفر سے اونہون نے
ربیع بن انس سے اونہون نے ابو العالیہ سے کہ وہ سمندر مین سوار ہوئے اون کا پانی تمام ہو گیا تو اونہون نے وضو کیا
نبیذ سے اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اب شافعی کا یہ کہنا کہ یہ منسوخ ہے تیمم کی آیت سے کیونکہ لیلۃ
الجن مکہ مین ہوئی اوس سے بھی اطمینان نہین ہوتا اسلیے کہ لیلۃ الجن کا تعدد ثابت ہی حافظ نے کہا طبرانی اور
ابو نعیم کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ لیلۃ الجن مدینہ مین تھی کیونکہ اوس مین ذکر ہے صفہ اور بقیع اور مسجد کا اور جب
مدینہ مین لیلۃ الجن واقع ہونا ثابت ہو تو نسخ کا دعوی بے دلیل ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ تیمم کی آیت کچھ
حدیث کے خلاف نہین ہے کیونکہ نبیذ پر ماء کا اطلاق ہوتا ہے اور خود حدیث سے ثابت ہی کہ آپ نے اوسکو ماء کہا مگر
اس مین بھی شک نہین کہ نبیذ حقیقۃً ماء نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین ہی کہ پہلے ابن مسعود نے کہا میرے پاس
پانی نہین ہے اور عرب اطلاق ماء کا نبیذ پر نہین کرتے اور نبیذ کا اطلاق ماء پر نہین کرتے فلہذا دلائل متعارض
ہین اور شبہات اور شکوک قائم ہین اسلیے ہمارے نزدیک حق یہ ہی کہ امام محمد کا مذہب اس باب مین بہت
اولی ہی وہ یہ کہ جب نبیذ کے سوا پانی نہ ملے تو وضو اور تیمم دونون کر لیوے واللہ اعلم مترجم کہتا ہی امام ابو حنیفہ رح
مشہور ہے کہ قیاس کی بہت پیروی کرتے ہین مگر قہقہہ مین اور نبیذ مین اونہون نے صراحتًا قیاس جلی کا خلاف کیا
اور حدیث ضعیف پر عمل کیا اس لحاظ سے میرا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ تہمت ہی اور جن لوگون
نے ایسا کہا ہی اون کو اشتباہ ہوا اسوجہ سے کہ بہت سے مسائل مین امام ابو حنیفہ کو صحیح حدیثین نہین پہنچین

نہیں اور اونہوں نے قیاس کیا جو مخالف ہو احادیث کے پس لوگ یہ سمجھے کہ اونہوں نے حدیث کو چھوڑ کر قیاس کیا حالانکہ یہ امر ابوحنیفہ کے اصول کے لحاظ سے اور نیز ان ہر دو مسئلہ میں جو طریقہ اونہوں نے اختیار کیا ہے اوسکی لحاظ سے غلط معلوم ہوتا ہے اور ابوحنیفہ کو اگر حدیث ضعیف بھی ملجاتی تھی تو وہ قیاس کو ترک کر دیتے تھے پھر اگر اُن کو صحیح حدیث مل جاتی تو وہ کبھی قیاس پر عمل نہ کرتے پر اون کا کیا قصور ہے جب اون کو صحیح حدیث نہ ملی البتہ قصور ان علماء کا ہے جنہوں نے دیدہ و دانستہ حدیث سے چشم پوشی کی اور قیاس اور رائے پر جمے رہے میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ حنفی ہیں بلکہ وہ ابوحنیفہ کے طریق اور مذہب کے بالکل برخلاف ہیں واللہ اعلم **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ** **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ (مدینی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ابن عیینہ) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہری (محمد بن مسلم) نے اونہوں نے روایت کی ابوسلمہ (عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف) سے اونہوں نے ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ سے اونہوں نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے **ف** خواہ کھجور کا ہو یا انگور کا یا جو کا یا چاول کا یا شہد کا یا جوار کا یا گیہوں کا یا گلاب کا یا کیوڑے کا یا سیب کا یا جام کا یا کسی اور چیز کا اور جب حرام ہوا تو اوس سے وضو کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور اسی مطلب کے لیے امام بخاری یہ حدیث اس باب میں لائے حافظ نے کہا نشہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ اوس میں نشہ کرنیکا اثر ہو اگرچہ کسی کو اوسکے پینے سے نشہ نہ ہو خطابی نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ جو چیز نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر حرام ہے خواہ وہ کسی قسم میں سے ہو اور نبیذ پینے کا حکم کتاب الاشربہ میں جدا جاپ ہے تو مذکور ہوگا قسطلانی نے کہا ابوحنیفہ نے کہا کھجور اور انگور کا کچا پانی جب اوس میں تیزی آجاوے تو وہ حرام ہے قلیل ہو یا کثیر اگر وہ نشہ کرے تو اوس میں حد ہے اور وہ نجس ہے پھر اگر اوسکو تھوڑا سا پکالیں تو اتنا پینا حلال ہے جس سے پینے والے کو نشہ کا گمان نہ ہو بغیر لہو اور طرب کے اور ابوحنیفہ نے یہ قید نہ لگائی کہ اتنا پکائیں کہ دو تہائی جل جاوے لیکن نبیذ گیہوں اور جوار اور جو اور چاول اور شہد کا تو وہ حلال ہے ابوحنیفہ کے نزدیک کچا ہو یا پکا ہو مگر اوتنا پینا حرام ہے جس سے نشہ ہو اور دلیل اونکی حدیث ہے ابن عباس کی کہ خمر تو بالذات حرام ہے اور ہر شراب میں سے سکر (یعنے اتنا جو نشہ کرے) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خمر کا تو قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور ہر شراب اتنا حرام ہے جس سے نشہ ہو جاوے اور اسکا زیادہ بیان جدا جاپے تو اپنے باب میں آویگا اور مولف نے اس حدیث کو اشربہ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے

اور ابن ماجہ نے انتہی مترجم کہتا ہے اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الاشربہ میں بیان کرینگے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب غلط ہی اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہی کہ ہر شراب جو نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور حنفی مذہب مین بہی امام محمد کا یہی قول ہے اور حنفیون کے نزدیک بہی امام محمد کے قول پر فتوی ہے اور یہی قول ہے باقی اماموں کا اور جس حدیث سے ابو حنیفہ نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہے

باب غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ مِنْ وَجْهِهِ عورت اپنے باپ کے موںہہ سے خون دہووے **ف** مطلب یہ ہی کہ نجاست کو دور کرنے مین یا وضو کرنے مین دوسرے سے مدد لینا کیسا ہی اور ابو العالیہ کا جو اثر امام بخاری آگے لائے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو مین مدد لینا درست ہے اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست دور کرنے مین مدد لینا درست ہی اور جن لوگون نے اوسکو نہ سمجہا اونہون نے اعتراض کیا کہ ابو العالیہ کے اثر کو باب سے مناسبت نہین وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوا عَلَى رِجْلِي فَإِنَّهَا مَرِيضَةٌ اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) نے کہا مسح کرو میرے پاؤن پر وہ بیمار ہے **ف** روایت کیا اس اثر کو عبد الرزاق نے معمر سے اونہون نے عاصم بن سلیمان سے اونہون نے کہا مین ابو العالیہ پاس گیا وہ بیمار تہے لوگون نے اون کو وضو کرایا جب ایک پاؤن اون کا باقی رہا تو اونہون نے کہا اسپر مسح کرو یہ بیمار ہے اوسکو حمرہ تہا اور ابن ابی شیبہ نے زیادہ کیا کہ اوسپر پٹی بندہی تہی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَأَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن سلام بیکندی نے (ابو نعیم نے مستخرج مین کہا کہ یہ محمد بن سلام ہین اور ایسا ہی کہا ابو علی جیانی نے اور ابن عساکر کی روایت مین اسکی تصریح ہے) اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے اونہون نے روایت کی ابو حازم (سلمہ بن دینار مخزومی مدنی) سے اونہون نے سنا سہل بن سعد سے (انصاری مدنی صحابی مشہور جو ۹۱ھ مین سو برس کے ہوکر اور اون سے اس کتاب مین اکتالیس حدیثین مروی ہین) اور ان سے لوگون نے پوچہا (ابو حازم نے کہا) اور میرے اور سہل کے درمیان کوئی نہ تہا یعنے کچہ حائل نہ تہا اس سے یہ مقصود ہے کہ میرے سماع مین کچہ شک نہین کس چیز سے دوا کی گئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی (جو احد مین لگا تہا اسکا ذکر مفصل مغازی مین آویگا انشاء اللہ تعالی) اونہون نے کہا کوئی مجہہ سے زیادہ جاننے

والا اسکا باقی نہ رہا یعنے اور صحابہ جو اسوقت موجود تھے سب مر گئے کیونکہ جسوقت یہ سہل نے کہا تو جنگ احد کو اسی برس گذر چکے تھے اور سہل آخر میں مرا اون سب صحابہ کے جو مدینہ میں تھے جیسے مؤلف نے نکاح میں اسکی تصریح کی) حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی اپنی ڈھال لاتے جس میں پانی ہوتا اور حضرت فاطمہ آپکے منہ سے خون کو دھوتیں پھر ایک بوریا لیکر جلایا گیا وہ آپکے زخم میں بھر دیا گیا **ف** مؤلف نے طب میں نکالا کہ جب حضرت فاطمہ نے دیکھا پانی سے اور خون زیادہ بہتا ہے تو او نہوں نے ایک بوریا لیا اور اسکو جلایا اور زخم سے لگا دیا جب خون بند ہو گیا اور اس حدیث سے دوا اور علاج کا جواز نکلتا ہے اور لڑائی میں ڈھال رکھنے کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ یہ چیزیں توکل کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ سید المتوکلین نے اون کو کیا سبحان اللہ آپ سردار تھے تمام متوکلوں اور زاہدوں اور عابدوں اور درویشوں اور بزرگوں اور حق پرستوں کے بڑے بڑے اولیا اور متوکل اور زاہد آرزو رکھتے ہیں کہ آپ کی جوتیاں اونکے سر پر رکھی جاویں اور بڑے بڑے غوث اور قطب اور اوتاد اور ابدال دل سے تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کی غلامی اور کفش برداری کی عزت حاصل ہو جاوے جو فعل آپنے کیا وہی عمدہ ہے وہی رضا ہے مالک کی وہی فضیلت ہے وہی بزرگی وہی درویشی اور جو کوئی مسخرہ بیوقوف آپکے کسی فعل یا قول کو توکل یا تسلیم یا صبر یا فضیلت کے خلاف جانے وہ الو اور گدھا ہے خدا اسکا منہ کالا کرے) اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عورت اپنے باپ کی خدمت خود کر سکتی ہے اسی طرح اور محارم کی اور انکی دوا کر سکتی ہے بیماریوں میں اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب المغازی میں آوے گی انشاء اللہ تعالی (فتح) قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کبھی پیغمبروں کی آزمایش کیجاتی ہے تاکہ اونکا ثواب بڑھے اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکے غلام اور مخلوق ہیں اور جو معجزے اونکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اُن سے دھوکا نہ کھاویں جیسے نصاری نے دھوکا کھایا حضرت عیسی علیہ السلام کے باب میں اور اس حدیث کو مؤلف نے جہاد میں اور نکاح میں اور مسلم نے مغازی میں اور ترمذی اور ابن ماجہ نے طب میں نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی

بَابُ السِّوَاكِ باب مسواک کے بیان میں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپنے مسواک کی **ف** یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مؤلف نے کئی طرق سے نکالا اور یہ لفظ تفسیر سورہ آل عمران میں ہے حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو النعمان

(محمد بن فضل) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید (ابن درہم) نے اونہون نے روایت کی غیلان بن جریر
(معولی) سے اونہون نے ابو بردہ (عامر بن ابی موسی) سے اونہون نے اپنے باپ (عبد اللہ بن قیس ابو موسی اشعری) سے انہون نے
کہا کہ مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا مین نے آپ کو پایا مسواک کرتے ہوئے جو آپکے ہاتہہ مین تہی اور
آپ کہہ رہے تہے اُع اُع **ف** نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت مین عاعا ہے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے
اور ابو داؤد کی روایت مین ہے اِہ اِہ اور جوزقی کی روایت مین اُخ اُخ ہے اور بعض نسخون مین اُغ اُغ ہے
غین معجمہ سے اور اختلاف راویون کا اسوجہ سے ہے کہ یہ سب آوازین نقل مین آپکے آواز کی اور سب کی مخرج
قریب قریب ہین اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اُسوقت مسواک آپکی زبان کے کنارے پر تہی اور مراد اندر کا
کنارہ ہے جیسے امام احمد کی روایت مین ہے کہ آپ مسواک کرتے تہے اوپر کیطرف (فتح وقسط) **ف** اور مسواک
آپکے مُنہ مین تہے جیسے آپ قی کر رہے ہین **ف** یعنی قی کی سی آواز نکل رہی تہی یہ مبالغہ کے طور پر کہا اور
اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسواک لنبائی مین کرنا مشروع ہے اور دانتون مین مسواک عرض مین کرنا مستحب ہے اور
اس باب مین ایک مرسل حدیث ہے ابو داؤد کے پاس اور اُسکا ایک شاہد ہے موصول جو عقیلی نے ضعفا مین نکالا حدیث
سے یہ بہی نکلا کہ مسواک ضرور ہے اور وہ دانتون سے خاص نہین اور وہ تنظیف اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ نجاست
دور کرنے کو اور نسائی نے اسحدیث سے یہ نکالا کہ امام اپنے رعیت کے سامنے مسواک کرسکتا ہے (فتح مع زیادۃ)
قسطلانی نے کہا ابو داؤد نے مراسیل مین روایت کیا مرفوعًا جب تم مسواک کرو تو عرض مین کرو لینے دانتون کے
عرض مین اور ہمارے اصحاب نے طول مین مسواک کرنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اوس سے مسوڑہ زخمی ہوجاتا ہے اور
مسواک وضو کی سنتون مین سے ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین دشوار نہ جانتا اپنی امت پر تو انکو
حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے لیے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اسیطرح مسواک کرنا نماز کی بہی سنت ہے
کیونکہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین شاق نہ جانتا تو اپنی امت کو حکم
کرتا مسواک کا ہر نماز کے لیے اور مستحب ہے مسواک کرنا قرآن پڑہتے وقت اور سوکر اوٹہتے وقت اور مُنہ کے تغیر پر
اور ہر حال مین مگر روزہ دار کو زوال کے بعد مکروہ ہے اور ابن عباس نے کہا مسواک مین دس فائدے ہین دانتون
کی بیماری دفع کرتی ہے نگاہ کو تیز کرتی ہے مسوڑہون کو مضبوط کرتی ہے منہ کو خوشبودار کرتی ہے بلغم کو صاف
کرتی ہے فرشتے اوس سے خوش ہوتے ہین پروردگار خوش ہوتا ہے سنت کے موافق ہے نماز کی نیکیان بڑہتی
ہین جسم تندرست ہوتا ہے اور ترمذی حکیم نے زیادہ کیا کہ حافظہ کا حافظہ بڑہاتی ہے بال اگاتی ہے رنگ کو صاف [illegible]

کرتی ہی اور تحریر مسواک مین اپنا ہاتھ کی انگلی جاوی ہو وہ نافع ہے جذام اور برص اور ہر مرض سے سوا موت کے اور بعد اوسکی انگلو
کیونکہ اوس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور اس حدیث کو امام مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین انتہی ۔
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان (ابن ابی شیبہ)
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (ابن عبد الحمید) نے اونہون نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے اونہون نے
ابو وائل (شقیق) سے اونہون نے حذیفہ (ابن الیمان) سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اوٹھتے تو اپنا
مونہہ دہوتے (یعنی ملتے یا رگڑتے) مسواک سے **ف** ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب سوکر اوٹھے تو
مسواک کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ خاص ہو اوس حالت سے جب نماز کے لیے اوٹھے اور دلالت کرتی ہی اوسپر مصنف
کی روایت اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ یعنے جب اوٹھتے تہجد کے لیے اور مسلم نے بھی ایسا ہی نکالا اور ابن عباس کی حدیث شاہد
ہے اوسکی اور مؤلف نے مسواک کے احکام صلوۃ اور صیام مین بیان کیے ہین جیسے آگے آوینگے انشاء اللہ تعالی (فتح)
قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ مین اور فضل قیام اللیل مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ
نے طہارت مین اور نسائی نے بھی طہارت مین نیل مین ہی کہ امام احمد اور نسائی اور ابن حبان نے حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا پاکی ہے مونہہ کی اور خوشی ہے پروردگار کی اور
مسواک سنت مؤکدہ ہے اور کسی وقت مین واجب نہین ہی نووی نے کہا اسپر اجماع ہے اون علماء کا جو معتد بہ ہین
اور داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ نماز کے شروع مین واجب ہے اور ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ واجب ہے لیکن
اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحق بن راہویہ سے منقول ہے کہ وہ واجب ہے اور جو قصدًا ترک کریگا تو نماز
باطل ہوگی نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے داؤد سے اس روایت پر انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب
یہی ہی کہ وہ سنت ہی جماعت کیطرح اور اسحاق سے یہ روایت وجوب کی صحیح نہین ہے اور اگر داؤد سے وجوب کی روایت
صحیح ہو تب بھی اونکی مخالفت ضرر نہ کریگی اور اجماع منعقد ہو جاویگا مذہب مختار پر انتہی اور یہ جو نووی نے کہا
صحیح نہین ہے کیونکہ داؤد بہت بڑے عالم اور پرہیزگار اور مجتہد تھے اور ان کے مذہب پر اکابر علماء گذرے ہین انہی کا
اعتبار نہ کرنا اجماع مین محض تعصب اور ہوای نفس ہے جسکی کوئی سند نہین اور بعض مذہب والون نے امام داؤد کو
علمای اسلام کی جماعت سے نکال دیا ہے حالانکہ اون کے اقوال رای اور قیاس والون کے اقوال سے بہتر ہین ۔
مترجم کہتا ہی امام داؤد کو جن بیوقوفون نے علماء اہل سنت سے خارج کیا ہے وہ خود خارج کرنیکے قابل ہین اور امام

داؤد کتاب اور سنت کی پیروی مین اور مجتہدین سے زیادہ ہین اور بعض اقوال انکے جنپر یہ لوگ طعن کرتے ہین وہ طعن
کے لائق نہین کیونکہ انکے مذہب کا اصول یہ ہے کہ ظاہر کی پیروی کیجاوے اور تاویل اور قیاس سے حتی المقدور
دور رہنا چاہیے اور یہ طریقہ نہایت خوب ہے بلکہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ انکا مذہب ابو حنیفہ اور شافعی کے مذہب سے
کئی درجہ زیادہ بہتر ہے۔ امام شوکانی نے کہا فقہا نے سواک کے باب مین وہ وہ باتین نکالی ہین جنکی اصل حدیث
سے کچھ نہین ہے اور بعضون نے اوسکو مکروہ رکھا ہے بعض اوقات اور حالات مین اور یہ سب اسدرات لغو ہین مگر جو
صحیح حدیث سے ثابت ہے اوسکی پیروی کرنا چاہیے اور ان فقہا کے اقوال سے دہوکا نہ کہانا چاہیے امام احمد اور
ابو داؤد اور ترمذی نے زید بن خالد سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ
ہوتا تو مین عشا کی نماز مین دیر کرتا تہائی رات تک اور مین انکو حکم کرتا مسواک کرنیکا ہر نماز کے لیے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا حاکم نے ابو ہریرہ سے اوس مین یہ ہے کہ مین انپر فرض کرتا مسواک کو وضو
کے ساتھ اور عشا کی نماز مین دیر کرتا آدہی رات تک اور نسائی نے صرف پہلے جملہ کو روایت کیا اور روایت
کیا اوسکو عقیلی اور ابو نعیم اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اور ابو داؤد اور مسلم کی روایت مین ہے اگر شاق نہ ہوتا
مومنون پر تو مین انکو حکم کرتا عشا مین دیر کرنے کا اور ہر نماز کے لیے مسواک کرنیکا اور روایت کیا اوس کو بزار
اور امام احمد نے حضرت علی سے مانند اوسکے اور روایت کیا پہلے جملہ کو ترمذی اور احمد اور ابو داؤد اور ابن
ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ترمذی کی روایت مین تہائی یا آدہی رات ہے اور احمد اور ابن حبان
کی روایت مین تہائی رات ہے بغیر شک کے اور دوسرے جملہ کو نسائی اور احمد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ابو ہریرہ
سے اور بخاری نے اوسکو معلقا بیان کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا وضو کے ساتھ ہر نماز
کے وقت اور ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ مین بسند حسن روایت کیا ام حبیبہ سے اگر میری امت پر شاق نہوتا
تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر نماز کے وقت جیسے وضو کرتے ہین اور روایت کیا سات نے عالمون نے ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شاق نہ ہوتا میری امت پر تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر نماز کے
وقت اور امام احمد کی روایت مین ہے مین اُن کو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے وقت اور امام بخاری نے تعلیقا
نکالا مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کیوقت کہا اور مروی ہے ایسا ہی جابر اور زید بن خالد سے اونہون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن منده نے کہا اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے اور نووی نے کہا بعض بڑے اماموں سے غلطی کی

اور کہا کہ اس حدیث کو امام بخاری نے نہین نکالا اور یہ غلطی ہے امام بخاری نے اسکو نکالا مالک سے اونہون نے ابو الزناد
سے اونہون نے اعرج سے اونہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور موطا مین یہ حدیث ابن شہاب کے طریقہ سے ہے اونہون نے
حمید سے اونہون نے ابو ہریرہ سے موقوفًا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے ساتھ ابن
عبد البر نے کہا اسکا حکم رفع کا ہے اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے مالک سے مرفوعًا اور اس باب مین زید بن
خالد سے نکالا ترمذی اور ابو داؤد نے اور حضرت علی سے نکالا امام احمد نے اور ام حبیبہ سے امام احمد نے اور عبد اللہ بن عمرو
اور سہل بن سعد اور جابر اور انس سے ابو نعیم نے حافظ نے کہا ان مین سے بعض روایتون کا اسناد حسن ہے اور ابن الزبیر
سے طبرانی نے اور ابن عمر اور جعفر بن ابی طالب سے طبرانی نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسواک واجب نہین اور
یہ بہی نکلتا ہے کہ مسواک وضو اور نماز دونو وقت مشروع ہے اور اسی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ روزہ دار کو زوال
کے بعد بہی مسواک کرنا مستحب ہے کیونکہ زوال کے بعد دو نمازون کا وقت ہوتا ہے اور رد ہوتا ہے شافعیہ کا قول
کہ زوال کے بعد روزہ دار کو مکروہ ہے (اور اسکا بیان کتاب الصیام مین آویگا انشاء اللہ تعالی) اور روایت کیا
مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے مقدام بن شریح سے اونہون نے اپنے
باپ سے کہ مین نے حضرت عائشہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر مین آتے تو پہلے کونسا کام کرتے اونہون نے
کہا مسواک کرتے اور امام نسائی نے نکالا حذیفہ سے ہمکو حکم ہوتا مسواک کا جب رات کو اٹہین اور طبرانی کی ایک روایت
مین ہے حذیفہ سے کہ آپ رات کو دو یا تین بار مسواک کرتے اور فضل بن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز
کو اوٹہتے رات کو تو مسواک کرتے اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آپکے لیے مسواک اور پانی وضو
کا رکہا جاتا جب آپ رات کو اوٹہتے تو استنجا کرتے پہر مسواک کرتے اور صحیح کہا اوسکو ابن مندہ نے اور روایت
کیا اوسکو ابن ماجہ اور طبرانی نے دوسرے طریق سے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے اور صحیح کہا
اوسکو حاکم اور ابن السکن نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سے کہ آپ جب سوتے
رات یا دن کو پہر جاگتے تو مسواک کرتے وضو سے پہلے اور اسکی اسناد مین علی اور زید ضعیف ہین اور اس باب
مین امام احمد نے روایت کیا ابن عمر سے اور طبرانی نے معاویہ سے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور امام بیہقی
نے انس سے اور ابو نعیم نے ابو ایوب سے حافظ نے کہا یہ سب روایتین ضعیف ہین اور روایت کیا امام احمد نے
حضرت علی سے کہ اونہون نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پہر اپنے منہ اور دونون ہتہیلیون کو تین بار دہویا اور کلی
کی تین بار اور ڈالا اپنی کسی انگلی کو منہ مین اپنے مسواک کے بدلے انگلی سے دانتون کو ملا اخیر حدیث تک

شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ انگلی سے بھی مسواک کرنا کافی ہے اور روایت کیا ابن عدی اور دارقطنی اور بیہقی نے عبد اللہ بن مثنی سے اونہوں نے نضر بن انس سے اونہوں نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ہین مسواک کے بدل انگلیان حافظ نے کہا اس کے اسناد مین اعتراض ہے زیلعی نے کہا حدیث کو امام بیہقی نے دو اسنادون سے نکالا اور کہا کہ دونون مین عیسی بن شعیب ہے اور وہ منفرد ہے اس سے علاوہ اسکے پہلی اسناد مین عبد الحکم قسملی ہے انس سے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے پھر کہا بیہقی نے ابن مثنی سے محفوظ یہ ہے کہ مجہہ سے بیان کیا بعض میرے گھر والون نے انس بن مالک سے کہ ایک انصاری نے جو بنی عمرو بن عوف مین سے تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے رغبت دلائی ہمکو مسواک کی تو سوا مسواک کے اور کوئی چیز بھی ہے آپ نے فرمایا ہین انگلی مسواک ہے اوسکو پہیر دے اپنے دانتون پر اور عمل نہین اسکا جب تک نیت نہین اور اجر نہین اوسکو جسکو ولہ نہین اور نکالا اسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے ایک طریقہ مین پہر انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ہے انگلی مسواک سے حافظ نے کہا بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقون سے نقل کیا اور ضعیف کیا اون کو اور صحیح کیا بعض طریقون کو اور صاحب ہدایہ نے جو بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلی سے مسواک کرتے تھے جب مسواک نہ ملتی تو یہ غریب ہے ایسا ہی کہا زیلعی نے اور متابعت کی اسکی حافظ نے تلخیص مین زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی کا منہ جاتا رہتا ہے کیا وہ مسواک کرے آپ نے فرمایا ہان مین نے کہا کیونکر کرے آپ نے فرمایا اپنی انگلی منہ مین ڈالے طبرانی نے کہا یہ حدیث نہین مروی ہے حضرت عائشہ سے مگر اسی اسناد سے حافظ نے کہا اسکے اسناد مین عیسی بن عبد اللہ انصاری ہے ضعیف کیا اوسکو ابن حبان نے اور ابن عدی نے اس حدیث کو اوسکی مناکیر مین سے ذکر کیا شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو مانند اسکے ابو نعیم اور طبرانی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے اور اسکی اسناد مین مثنی بن الصباح ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو نعیم نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اور کثیر کو ضعیف کہا ہے حافظ نے کہا اس باب مین سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گذری امام احمد کی مسند سے اور روایت کیا ابو عبید نے کتاب الطہور مین حضرت عثمان سے کہ وہ جب وضو کرتے تو مسواک کرتے منہ مین اپنی انگلی سے شوکانی نے کہا مستحب ہے کہ مسواک کرے پیلو کی لکڑی سے اور جسکو نہ ملے مسواک کریگا جو منہ کی تغییر کو رفع کرے تو کافی ہوجاویگا جیسے سخت اور کہر کہرا کپڑا اور اشنان وغیرہ زیلعی نے کہا اس باب مین کئی حدیثین ہین جن سے حضرت کی مواظبت مسواک پر نکلتی ہے پہر ذکر کیا حذیفہ اور عائشہ کی حدیثون کا جو اوپر گذرین اور روایت کیا

نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے پھر لوٹتے اور مسواک کرتے
اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلی موصلی نے مسند میں ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں
سوتے تھے مگر مسواک آپ کے پاس ہوتی جب جاگتے تو پہلے مسواک کرتے اور طبرانی نے زید بن خالد سے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نہیں نکلتے تھے گھر سے کسی نماز کے لیے جب تک مسواک نہ کرتے اور امام بخاری نے کتاب المغازی میں نکالا حضرت
عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی وفات کے وقت اور یہ حدیث اپنے مقام میں مذکور ہو گی اور امام بیہقی
نے جابر سے نکالا کہ مسواک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان پر رہتی جہاں پر قلم رہتا ہے کاتب کے کان پر اور کہا نہیں
روایت کیا اسکو سفیان سے مگر یحیی بن الیمان نے اور وہ قوی نہیں ہے زیلعی نے کہا شاید یحیی نے یہ مطلب زید بن
خالد کی حدیث سے نکالا اور اس میں وہم کیا اور اسکے اخیر میں یہ ہے کہ ابو سلمہ نے کہا میں نے زید کو دیکھا وہ مسجد میں بیٹھتے
تھے اور مسواک انکے کان پر رہتی جہاں پر قلم رہتا ہے محرر کے کان پر وہ جب نماز کے لیے اوٹھتے تو مسواک کرتے
اور روایت کیا طحاوی نے عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا وضو کا ہر نماز کے
لیے خواہ وضو ہو یا نہ ہو جب یہ شاق ہوا تو حکم کیا مسواک کا ہر نماز کے لیے اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو مسواک دیتے دھونے کو میں اوسکو اپنے منہ میں رکھ لیتی (یہ اون کی کمال عقلمندی کی
تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو اپنے منہ میں لگاتیں برکت کے لیے) پھر دھو کر آپ کو دیدیتی (حافظ نے
کہا احتمال ہے کہ حدیث میں دھونے سے مسواک کا نرم کرنا اور صاف کرنا مراد ہو استعمال سے پہلے) اور روایت
کیا مسلم اور امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتیں
فطرت کی ہیں (یعنے سنت میں دین کی) مونچھوں کا کترنا اور داڑھی کا چھوڑ دینا اور مسواک اور پانی ناک میں ڈالنا
اور ناخون کترنا اور جوڑوں کو دھونا (جہاں جہاں میل جمتا ہو) اور بغل کے بال اوکھیڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا
اور استنجا کرنا راوی نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے
عمار سے نکالا اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا حافظ نے کہا وہ معلول ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی
نے ابن عباس سے موقوفاً مشکوۃ میں ہے کہ مسلم کی ایک روایت میں داڑھی چھوڑنے کے بدل ختنہ کرنا ہے اور روایت
کیا ترمذی نے ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں پیغمبروں کی سنت ہیں حیا یا ختنہ اور عطر لگانا
اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا اور امام احمد نے روایت کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی
جبرئیل میرے پاس نہیں آئے مگر مجھکو حکم دیا مسواک کرنیکا بیشک میں ڈرتا ہوں اپنے سامنے کا منہ گھس ڈالونگا

رغبت مسواک کرنے سے) اور بخاری نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم سے بہت بیان کیا
مسواک میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز مسواک
سے پڑھی جاوے وہ بڑھکر ہے اوس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑھی جاوے ستر درجے اور روایت کیا بزار نے اور طبرانی نے
کبیر میں عباس بن عبد المطلب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں اون پر مسواک
فرض کرتا ہر نماز کے نزدیک جیسے میں نے اون پر وضو فرض کیا اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور زیادہ کیا کہ حضرت
عائشہ صدیقہ نے کہا ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا ذکر کیا کرتے تھے یہانتک کہ میں ڈری کہ اوس میں قرآن
اوتریگا اور روایت کیا طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک پاک کرتی
ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو تیز کرتی ہے نگاہ کو اور روایت کیا امام احمد نے ابن عمر سے حضرت نے فرمایا لازم کرو
اپنے اوپر مسواک کو کیونکہ وہ پاک کرتی ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو اوسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور روایت کیا
ابن ماجہ نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرو کیونکہ مسواک پاک کرتی ہے منہ کو اور پسند
ہے مالک کو اور جبرئیل کبھی میرے پاس نہیں آئے مگر اونہوں نے وصیت کی مجھکو مسواک کی یہانتک کہ میں ڈرا کہ فرض
ہو جاوے مجھپر اور میری امت پر اور اگر میں نہ ڈرتا کہ شاق ہوگا میری امت پر البتہ فرض کر دیتا مسواک کو اون پر اور
میں تو مسواک کرتا ہوں یہانتک کہ ڈرتا ہوں چھیل جاوین مسوڑے منہ کے سامنے کے مقام اور روایت کیا ابو یعلی
نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا مجھے حکم ہوا مسواک کرنیکا یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ اس باب میں مجھپر قرآن
اوتریگا یا وحی اوتریگی احمد کی روایت میں ہے کہ مجھے حکم ہوا مسواک کا یہانتک کہ میں ڈرا کہ اس باب میں مجھپر
کچھ وحی آویگی منذری نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور روایت کیا امام احمد اور طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا مسواک کا یہانتک میں ڈرا کہ فرض ہو جاوے مجھپر اوسکی اسناد میں
لیث بن ابی سلیم ہے اور روایت کیا طبرانی نے باسناد ضعیف ام سلمہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہمیشہ جبرئیل مجھکو وصیت کرتے ہیں مسواک کرنے کی یہانتک کہ میں ڈرا اپنے دانتوں پر اور روایت کیا طبرانی
نے اوسط میں اور اوسکے راوی ثقہ ہیں حضرت عائشہ سے اور بزار نے انس سے کہ میں نے لازم کیا مسواک کو
یہانتک کہ میں ڈرا کہ دانت گر جاوینگے اور بزار کا یہ لفظ ہے کہ مجھے حکم ہوا مسواک کا اور روایت کیا بزار نے باسناد
جید جسمین کوئی قباحت نہیں حضرت علی سے کہ اونہوں نے حکم کیا مسواک کرنے کا اور کہا کہ حضرت نے فرمایا بندہ
جب مسواک کرتا ہے پھر نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اوسکے پیچھے کھڑا ہوتا ہے اور اوسکی قراءت سنتا ہے

اوسکو قریب ہوتا ہے یا کچھ کلمہ ایسا ہی فرمایا یہانتک کہ اپنا منہ اوسکے منہ پر رکھدیتا ہے پھر جو قرآن بندہ کے منہ سے نکلتا ہے
وہ فرشتے کے پیٹ میں جاتا ہے تو پاک کرو اپنے مونہوں کو قرآن کے لیے۔ ابن ماجہ نے اسکا کچھ حصہ موقوفاً حضرت
علی پر روایت کیا ہے منذری نے کہا وہ زیادہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد اور بزار اور ابو یعلی
اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت اس نماز کی جو مسواک سے پڑھی
جاوے اس نماز پر جو بغیر مسواک کے پڑھی جاوے ستر درجہ زیادہ ہے ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث میں ایک شبہ ہے دل
میں اور میں ڈرتا ہوں کہ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے نہ سنا ہو اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے
مسلم کی شرط پر اور محمد بن اسحاق سے امام مسلم نے متابعات میں روایت کی ہے اور ابو نعیم نے کتاب السواک میں
باسناد جید نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں دو رکعتیں مسواک سے پڑھوں تو مجھے
زیادہ پسند ہے اس سے کہ ستر رکعتیں بغیر مسواک کے پڑھوں اور روایت کیا ابو نعیم نے باسناد حسن جابر سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعتیں مسواک سے بہتر ہیں ستر رکعتوں سے بغیر مسواک کے شوکانی نے فوائد میں
کہا کہ ابن معین نے اس حدیث کو باطل کہا ہے اور بیہقی نے کہا کہ اوسکے کئی طریق ہیں اور شاہد ہیں جو ایک
دوسرے کو قوت دیتے ہیں اور یہ حدیث کہ آپ مسواک کرتے تھے عرض میں اور پیتے تھے چوس کر اوسکو فیروزآبادی
نے کہا مختصر میں کہ ضعیف ہے واللہ اعلم باب دفع السواک الی الاکبر بڑے شخص کو پہلے مسواک دینا جو عمر
میں بڑا ہو مسواک دینا وقال عفان حدثنا صخر بن جویریۃ عن نافع عن ابن عمر ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ارانی اتسوک بسواک فجاءنی رجلان احدھما اکبر من الاخر فناولت
السواک الاصغر منھما فقیل لی کبر فدفعتہ الی الاکبر منھما قال ابو عبد اللہ اختصرہ
نعیم عن ابن المبارک عن اسامۃ عن نافع عن ابن عمر ترجمہ اور عفان ابن مسلم صفار بصری انصاری
نے کہا حافظ نے کہا وصل کیا اس روایت کو عفان تک ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں محمد بن اسحق صغانی وغیرہ سے
انہوں نے عفان سے اور ابو نعیم اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہم سے صخر بن جویریہ بصری نے انہوں نے نافع سے
انہوں نے ابن عمر سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا خواب میں میں مسواک
کر رہا ہوں ایک مسواک سے اتنے میں میرے پاس دو شخص آئے ان میں ایک بڑا تھا دوسرے سے تو میں نے چھوٹے کو دینا چاہا
اور میں اوسکو مسواک دی پھر مجھ سے کہا گیا بڑے کو پہلے دے تو میں نے بڑے کو دیدی ابو عبد اللہ یعنی
امام بخاری نے کہا اس حدیث کو مختصر کیا نعیم ابن حماد نے ابن مبارک (عبد اللہ) سے اور انہوں نے اسامہ بن زید

یعنی اسواک لو بھی انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے ف اور نعیم کی روایت کو طبرانی نے اوسط میں نکالا بکر بن سہل سے اونہوں نے
نعیم سے اور اس میں یہ ہے کہ مجھکو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور یہ حدیث غیلانیات میں مروی
ہوئی ابوبکر شافعی سے اونہوں نے عمر بن موسی سے اونہوں نے نعیم سے اور اس میں یہ ہے کہ مقدم کروں میں بڑوں کو
اور روایت کیا اوسکو ایک جماعت نے ابن مبارک سے بغیر اختصار کے نکالا اوسکو احمد اور اسمعیلی اور بیہقی نے
اور اس میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مسواک کرتے ہوئے بعد اوسکے آپ نے وہ مسواک اوس شخص
کو دی جو سب لوگوں میں بڑا تھا پھر فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
قصہ بیداری کا ہے اور صخر کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ خواب کا قصہ ہے تو موافقت دونوں میں اسطور سے ہوگی
کہ جب قصہ بیداری میں واقع ہوا تو آپ نے خبر دی اوسکی جو خواب میں دیکھا تھا اور تنبیہ کی اوسپر کہ جو حکم آپ نے
دیا وہ وحی کے موافق تھا جو خواب میں پہلے ہو چکی تھی پھر بعضے راویوں نے کچھ یاد رکھا جو دوسروں نے یاد نہ رکھا
اور ابن مبارک کی روایت کو تائید کرتی ہے وہ روایت جو ابوداؤد نے نکالی باسناد حسن حضرت عائشہ سے اونہوں
نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپکے پاس دو شخص تھے آپ پر وحی آئی کہ مسواک اوس کو
دو جو بڑا ہے (عمر میں) ابن بطال نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ بڑی عمر والے کو مقدم کرنا چاہیے مسواک دینے میں اسی
طرح کھلانے اور پلانے اور چلنے اور بات کرنے میں اور مہلب نے کہا یہ حکم اوس وقت ہے جب ترتیب سے بیٹھے نہ ہوں لیکن
اگر ترتیب سے بیٹھے جاویں تو مقدم کرنا چاہیے داہنی طرف والے کو اور یہ قول مہلب کا صحیح ہے اور اس باب میں ایک
حدیث ہے جو کتاب الاشربہ میں آویگی انشاء اللہ تعالے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا مکروہ
نہیں ہے مگر مستحب یہ ہے کہ دھو کر استعمال کرے انتہی ما فی فتح الباری مترجم نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے نکالا
اپنی صحیح میں

باب فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ جو شخص باوضو سووے اوسکی فضیلت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ
قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى
شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ
رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَ
بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ
بِهِ قَالَ فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ قُلْتُ

وَرَسُولِكَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے اونہوں نے
کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ ابن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو سفیان ثوری نے اونہوں نے روایت کی
منصور ابن معتمر سے اونہوں نے سعد بن عبیدہ سے ابو حمزہ کوفی سے اونہوں نے براء بن عازب سے اونہوں نے کہا جناب
محمد مصطفی سرور انبیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنے سونے کی جگہ پر آوے
یعنے آنا چاہے تو وضو کر جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ف اگرچہ باوضو ہو اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا
ہے کہ سوتے وقت تازہ وضو کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ وضو کا حکم خاص ہو اوس سے جو بے وضو ہو ابن حجر عسقلانی
نے کہا سوتے وقت وضو اس لیے مستحب ہے اگر شاید سوتے میں جان نکل جاوے تو عمل کا خاتمہ وضو پر ہو اور اس
لیے کہ باوضو سونے سے خواب سچا ہوتا ہے اور شیطان نہیں ستا سکتا انتہی حافظ نے کہا بخاری اور مسلم
نے اور راویوں نے براء سے روایت کیا اور کسی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے سوا اس روایت کے اور ایسا
ہی کہا ترمذی نے اور اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل کی اوسکو نکالا ابو داود نے اور ایک علی کی
اوسکو نکالا بزار نے اور کوئی ان میں سے امام بخاری کی شرط پر نہیں اور باقی فوائد اس حدیث کے کتاب
الدعوات میں خدا چاہے تو مذکور ہوں گے ف پھر لیٹ داہنی کروٹ پر تاکہ بہت غفلت نہ ہو اور
تہجد وغیرہ کے لیے آنکھ کھل جاوے کیونکہ بائیں کروٹ پر غفلت زیادہ ہوتی ہے انتہی اور کہہ اللہم اسلمت وجہی
الیک الخ یعنے یا اللہ میں نے اپنا منہ یعنی اپنا نفس تیرا تابع کیا اور میں نے اپنا کام تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنی پیٹھ تیری
طرف لگائی یعنی تجھ پر بھروسہ کیا تیرے ثواب کی امید سے اور تیرے عذاب کے ڈر سے کہیں پناہ اور چھٹکارا نہیں
تیرے عذاب سے مگر تیرے ہی پاس یا اللہ میں ایمان لایا تیری کتاب (قرآن) پر جو تو نے اوتارا اور تیرے
رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لایا میں تیرے نبی پر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم جنکو تو نے بھیجا اپنی طرف سے اپنا پیغام پہونچانے کو پھر اگر تو مر جاویگا اس رات میں تو تو فطرت پر اسلام
پر یا دین پر ہوگا ف ایک روایت میں بخاری اور ترمذی کی یہ ہے کہ تو اگر مر جاویگا اس رات کو تو مر جاویگا فطرت
پر اور جو صبح کریگا تو بھلائی کو پہونچیگا بیضاوی نے کہا فطرت قدیمی سنت جسکو اگلے انبیا نے اختیار کیا اور متفق
ہو گئے اوس پر تمام شریعتیں گویا وہ امر جبلی ہو گیا حافظ نے کہا فطرت سنت قسطلانی نے کہا فطرت مضبوط دین
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حافظ نے کہا اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ فضیلت یعنی سنت پر مرنا
فضیلت ہے اور اس دعا کے پڑھنے کی ف اور پڑھ اس دعا کو سب باتوں کے آخیر میں یعنی اس دعا کو اپنا

آخری کلام کر اسکے بعد پھر کوئی بات نہ کر اور سو جا۔ براء نے کہا میں نے اس دعا کو دوبارہ پڑھا حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یاد کرنے کے لیے جب میں اس جملے پر پہونچا اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ تو
میں نے اوسکے بعد یون کہا وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ بجائے وَنَبِیِّکَ کے بدلے وَرَسُوْلِکَ کہا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ
وَرَسُوْلِکَ مت کہو وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فقط کہو لفظ میں کچھ تبدلایا تھا گو رسول اور نبی کے معنے قریب
قریب ہیں اور آپ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے مگر آپ نے نہ چاہا اپنے دل سے تصرف کرنا اور لفظ بدلنا
برا جانا خطابی نے کہا اس میں دلیل ہے اوسکی جس نے روایت حدیث کی بالمعنی ناجائز رکھی ہے اور احتمال ہے
کہ ممانعت کی وجہ یہ ہو کہ وَنَبِیِّکَ کہنے میں اشارہ ہے اس طرف کہ آپ رسول ہونے سے پہلے نبی تھے جیسے ایک قول ہے
میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے یا یہ کہ وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ میں تکرار بے فائدہ ہے اور وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ
اَرْسَلْتَ میں نبوت اور رسالت دونوں کا ثبوت ہے گو رسالت نبوت کو مستلزم ہے جو لوگ نقل بالمعنی درست جانتے
ہیں وہ کہتے ہیں وَرَسُوْلِکَ نقل بالمعنے نہیں ہے کیونکہ رسول نبی کے معنے میں نہیں ہے اور جب معنی مختلف ہوں تو
کسی کے نزدیک یہ نقل کرنا جائز نہیں اور بعضوں نے کہا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں یعنے
جسطرح شارع سے منقول ہیں اسیطرح سے کہنا چاہییں کیونکہ بعض لفظ میں ایک بھید ہوتا ہے جو دوسرے لفظ میں
نہیں ہوتا اگرچہ ہم معنے ہو یا یہ وجہ ہے کہ آپ کو یہ دعا وحی کی گئی انہی الفاظ سے تو آپ نے وحی میں تصرف کرنا جائز نہ سمجھا
یا اسوجہ سے کہ وَنَبِیِّکَ کہنے میں وہ رسول نکل جاتے ہیں جو صرف رسول ہیں پر نبی نہیں جیسے جبرئیل وغیرہ ملائکہ کہ وہ اللہ کے
رسول ہیں پر اونکو انبیا نہیں کہتے اور امام بخاری نے اسی حدیث پر کتاب الوضو کو ختم کیا اوس میں یہ نکتہ ہے کہ اس
حدیث میں وہ وضو مذکور ہے جسکو انسان بیداری کے آخر میں کرتا ہے اور اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اوس کو
اخیر میں پڑھ تو اشارہ ہے اس لفظ میں کہ یہ کتاب ختم ہوئی (انتہی مختصراً) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو
دعوات میں نکالا اور نسائی نے یوم ولیلہ میں انتہے مترجم کہتا ہے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور تعجب ہے قسطلانی سے کہ اونھوں نے سوا نسائی کے اور کسیکا نام نہ لیا دوسری روایت میں
ترمذی کے یہ دعا یوں مذکور ہے اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ
اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اُوْمِنُ بِکِتَابِکَ وَبِرُسُلِکَ نکالا اوسکو ترمذی نے رافع بن خدیج سے اور کہا حسن ہے
غریب اوسکی اخیر میں یہ ہے کہ اگر مر جاویگا اوس رات کو تو جنت میں جاویگا اور باقی دعائیں سونے کے وقت کی اگر
خدا چاہے تو کتاب الدعوات میں مذکور ہونگی اور حافظ نے جو کہا کہ اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل

کی تو وہ یہ حدیث ہے جسکو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے معاذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان سو جاوے طہارت پر پھر رات کو جاگے اور اللہ سے بھلائی مانگے دنیا کی یا آخرت کی تو اللہ اوسکو عنایت فرماویگا اور روایت کیا ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سو جاوے طہارت پر اوسکی چادر میں ایک فرشتہ رہیگا جب وہ جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے یا اللہ بخشدے تو اپنے فلان بندے کو کیونکہ وہ باوضو رات سویا اور روایت کیا طبرانی نے اوسط میں باسناد جید ابن عباس سے مانند اسکے اوس میں یہ ہے کہ پاک کرو ان بدنوں کو اللہ تمکو پاک کرے اور روایت کیا ترمذی نے ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے بچھونے پر باوضو جاوے اور اللہ کو یاد کرتا رہے سونے تک تو وہ رات کی کسی ساعت میں جب کروٹ لیگا اور اللہ سے دنیا یا آخرت کی بھلائی مانگیگا تو اللہ اوسکو دیگا **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الوضو میں سب حدیثیں مرفوع اور پانی کا بھی بیان ہے کل مرفوع حدیثیں ایکسو چون ہیں اون میں سے موصول ایکسو سولہ حدیثیں ہیں اور بقیہ متابعت اور تعلیق اڑتیس ہیں اور مکرر اون میں ۷۳ حدیثیں ہیں اور خالص بلا تکرار ۸۱ حدیثیں ہیں تیس اون میں سے معلق ہیں باقی موصول ہیں اور امام مسلم نے اون میں سے چند حدیثوں کو نکالا ہے سوا اونیس حدیثوں کے تین تو ان میں سے تعلیقاً مذکور ہیں اور ایک ابن عباس کی حدیث صفت وضو میں اور دوسری حدیث توضأ مرة مرة اور ابو ہریرہ کی حدیث ابغنی احجارا اور ابن مسعود کی حدیث حجرین اور روثہ کی اور عبد اللہ بن زید کی حدیث دو دو بار دھونے میں اور انس کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں اور ابو ہریرہ کی حدیث کتے کے پانی پینے میں اور سائب بن یزید کی حدیث مہر نبوت میں اور سعید اور عمر کی حدیث موزوں کے مسح میں اور عمرو بن امیہ کی اسی باب میں اور سوید بن نعمان کی حدیث ستو سے کلی کرنے میں اور انس کی حدیث نماز میں اونگھنے میں اور ابو ہریرہ کی حدیث مسجد میں پیشاب کرنے کی اور میمونہ کی حدیث گھی سے چوہے میں اور انس کی حدیث کپڑے میں تھوکنے میں پس ان اونیس حدیثوں کو امام مسلم نے نہیں نکالا یہ امام بخاری کے افراد میں سے ہیں اور اس کتاب میں صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار ۴۸ ہیں اون میں سے ۲ موصول ہیں اور باقی معلق ہیں تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا پارہ پہلا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پاروں میں سے اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور اسی طرح دوسرے پاروں کو بھی تمام کراوے اپنے فضل اور کرم سے وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ

کتاب الوضو کے متعلق اور حدیثیں جنکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے نہیں نکالا

اون میں سے بہت سی حدیثیں اگلے ابواب میں اپنے اپنے مقامات میں گذر چکی ہیں اور جو باقی رہ گئیں انکو ہم اختصار سے بیان کرتے ہیں احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن جارود

نے منتقی مین اور حاکم نے مستدرک مین اور دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابو ہریرہ رضہ
سے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا یا رسول اللہ ہم سمندر مین سوار ہوتے ہین اور تھوڑا پانی اپنے
ساتھ رکھتی ہین پھر اگر ہم اوس سے وضو کرین تو پیاسے رہ جاوینگے کیا ہم وضو کرین سمندر کے پانی سے آپنے فرمایا اوسکا
پانی پاک کرنے والا ہی اور اوسکا مردہ حلال ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مین نے محمد بن اسمعیل سے
پوچھا اس حدیث کو انہون نے کہا صحیح حدیث ہی ابن عبد البر نے کہا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام بخاری اوسکو اپنی صحیح
مین لاتے اور حافظ اور ابن دقیق العید نے اوسکو رد کیا کہ امام بخاری نے یہ ارادہ نہین کیا کہ سب صحیح حدیثون کو
لاوین پھر ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ علما نے اوسکو قبول کیا ہے تو حاکم کیا اونہون نے اوس کی
صحت کا من حیث المعنی اور رد کیا اوسکو من حیث الاسناد اور ابن عبد البر نے اوس سے کم درجہ کی حدیثون کو
صحیح کہا ہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن منذر اور ابن مندہ اور بغوی نے اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اسکی صحت
پر اتفاق ہی ابن اثیر نے شرح مسند مین کہا کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اوسکو نکالا اماموں نے اپنی کتابون مین
اور اوس سے حجت لی اور اوسکے راوی ثقہ مین ابن ملقن نے بدر منیر مین کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی اور بڑی ہی اور اوس
کے نو طریقہ مین پھر بیان کیا ان کو اور طول کیا کلام کو اوسمین اور اوسکا خلاصہ مذکور ہوگا شیخ تقی الدین نے
امام مین کہا اس حدیث مین چار علتین بیان کی گئی ہین ایک تو یہ کہ سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ اوسکے
اسناد مین مجہول ہین اور کہا ہی کہ نہین روایت کیا مغیرہ سے مگر سعید بن سلمہ نے اور نہین روایت کیا سعید سے کسی نے
مگر صفوان بن سلیم نے اور جواب یہ ہے کہ سعید بن سلمہ سے ابو کثیر جلاح نے روایت کیا ہی اور جلاح سے یزید بن ابی حبیب اور عمرو بن حارث نے
روایت کیا اس طریقہ کو امام بیہقی نے سنن کبری مین نکالا اور امام احمد اور حاکم نے عمرو کی روایت کو ابن وہب
کے طریق سے اور یزید کی روایت کو لیث بن سعد کے طریق سے اور مغیرہ بن ابی بردہ سے یحیی بن سعید اور یزید بن محمد
قرشی نے مگر یحیی بن سعید پر اختلاف ہوا اوس مین اور یزید بن محمد کی روایت کو احمد بن عبد الصفا صاحب
مسند نے نکالا اور اونکے طریق سے بیہقی نے نکالا دلیل ہین یہ ہے کہ روایت کیا مغیرہ سے یحیی بن سعید اور یزید قرشی
اور حماد نے جیسے حاکم نے مستدرک مین کہا تو مغیرہ سے تین (بلکہ چار) راوی ہوئے اور سعید سے دو اور باطل ہوا
دعوی اوسکا جس نے کہا منفرد ہوا سا تھا اوسکے سعید مغیرہ سے اور صفوان سعید سے دوسری علت یہ ہی کہ اونہون نے
اختلاف کیا ہے سعید پر بعضون نے کہا سعید ... بعضون نے کہا عبد اللہ بن سعید بعضون نے کہا
سلمہ بن سعید لیکن سعید صحیح ہی کہ اوسکا نام سعید بن سلمہ ہی کیونکہ امام مالک نے ایسا ہی روایت کیا اور زرقہ نے

فصل سمندر کا پانی پاک ہی

شان والے ہین اور موافق ہوئی اونکے اور لوگ اور دوسرے وہ نام محمد بن اسحاق نو روایت کی تو تیسری علت ارسال ہی ابن عبد البر
نے کہا ابن ابی عمر و حمیدی اور مخزومی نے روایت کیا ابن عیینہ سے اونہون نے یحیی بن سعید سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ
سے کہ کچھ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اخیر حدیث تک اور ایسی مرسل حدیث سے حجت نہین ہو سکتی اور
یحیی بن سعید زیادہ حافظ ہین صفوان بن سلیم سے اور زیادہ معتبر ہین سعید بن سلمہ سے شیخ نے کہا یہ اعتراض نہین ہے اصول
حدیث کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ جو زیادہ حافظ ہو اوسکی مرسل مقدم ہے کم درجے والے کی مسند پر نہل ہین ہے کہ سعید بن سلمہ
اگرچہ کم ہے یحیی بن سعید سے لیکن رفع کی زیادتی مقبول ہے اہل اصول کے نزدیک اور بعض اہلحدیث کے نزدیک جو تھی
علت اضطراب ہے تو محمد بن اسحاق کی روایت یون ہے عبد اللہ بن سعید سے اونہون نے مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ
ابو بردہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے ایسا ہی ہے دارمی کی مسند مین اور ایک روایت مین محمد بن اسحق کے سلمہ بن سعید سے مغیرہ
سے اونہون نے ابوہریرہ سے اور یحیی بن سعید کی روایت ابو عبید قاسم بن سلام نے ہشیم سے نکالی اونہون نے یحیی سے
اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے بنی مدلج کے ایک شخص سے اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعضون نے
اسکو روایت کیا ہشیم سے تو مغیرہ بن ابی برزہ کہا حالانکہ وہ بن ابی بردہ ہے اور ہشیم کبھی وہم کرتا ہے اسناد مین
(ترمذی نے کہا وہم کیا اس مین ہشیم نے تو کہا مغیرہ بن ابی برزہ) اور وہ متن کو خوب یاد رکھتا ہے شیخ نے کہا
ہشیم کا وہم اس صورت مین ہو سکتا ہے جب سب ہشیم سے ایسے اسیطرح روایت کی ہو حالانکہ ابو عبید نے ہشیم سے صحیح روایت کیا یعنی
مغیرہ بن ابی بردہ تو معلوم ہوا کہ وہم اوسکا ہے جسنے اوسکو ہشیم سے اسطرح روایت کیا اور ایک روایت مین ہے مغیرہ بن عبد اللہ
سے کہ ایک شخص بنی مدلج کا آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور بعضون نے عبد اللہ بن مغیرہ بن ابی بردہ کہا کہ ایک
شخص بنی مدلج مین سے اور بعضون نے عبد اللہ بن المغیرہ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور بعضون نے عبد اللہ
بن مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا اس حدیث کو امام
مالک نے موطا مین کہا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن اور ایک جماعت نے حدیث کے امامون سے اور
حجت لی اوس سے اور صحیح کہا اوسکو بخاری نے جیسے ترمذی نے اون سے نقل کیا اور بخاری اور مسلم نے اوسکو نہین نکالا
اسوجہ سے کہ اختلاف ہوا سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ کے نامون مین اور امام شافعی نے کہا اسکی اسناد مین
وہ شخص ہے جسکو مین نہین پہچانتا شیخ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہین کرتا کیونکہ امام مالک نے اوسکی اسناد کو قائم کیا
صفوان بن سلیم سے اور متابعت کی اوسکی لیث بن سعد نے یزید [illegible] سے دونون نے سعید بن سلمہ
سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اور متابعت کی سعید کی یزید بن محمد قرشی نے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے

ابوہریرہ سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو حدیث صحیح ہوگئی واللہ اعلم اور امام بیہقی نے سنن کبری میں کہا
متابعت کی یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن محمد قرشی نے سعید کی اس روایت پر مگر اختلاف ہوا اس میں یحییٰ بن
سعید پر تو روایت کیا گیا اون سے اونہوں نے مغیرہ بن عبداللہ بن ابی بردہ سے کہ کچھ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے پھر بیان کیا اوسکو اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے انہوں نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور
روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ
بن عبداللہ یا عبداللہ بن مغیرہ سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ
سے اونہوں نے ایک شخص سے بنی مدلج کے جسکا نام عبداللہ تھا اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے عبداللہ
بن مغیرہ سے اونہوں نے ابوبردہ سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہوں نے مغیرہ سے
اونہوں نے عبداللہ مدلجی سے بیان کیا ان سب طریقوں کو دارقطنی نے اور بہی اختلاف کیا لوگوں نے سعید بن سلمہ
کے نام میں بعضوں نے سعید بن سلمہ کہا جیسے امام مالک نے اور بعضوں نے عبداللہ بن سعید مخزومی اور بعضوں نے سلمہ
بن سعید اور شافعی نے اسی شخص کی نسبت کہا میں نہیں پہچانتا یا مغیرہ کی نسبت مگر جس نے اسکا اسناد قائم
کیا وہ ثقہ ہیں یعنے امام مالک اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نکالا ہے اور اوسکی متابعات کو اور کہا جہالت
کا طعن سعید اور مغیرہ سے اوٹھ جاتا ہے ان متابعتوں سے اور ابن مندہ نے کہا کہ صفوان اور جلاح کا اتفاق
موجب ہے سعید بن سلمہ کی شہرت کا اور یحییٰ بن سعید اور سعید بن سلمہ کا اتفاق موجب ہے مغیرہ کی شہرت کو تو
اسناد مشہور ہو گیا اور راوی دونوں کے ذات کی جہالت جاتی رہی اور ترمذی کی کتاب میں ان دونوں کو ثقہ کہا ہے
تو حال کی بہی جہالت نہ رہی اور اسی لیے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور بخاری سے اوسکی صحت نقل کی
حافظ نے تلخیص میں کہا دارقطنی نے کہا صواب روایت ہے مغیرہ سے اونہوں نے ابوہریرہ سے جیسے امام مالک نے
کی اور ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور مغیرہ مشہور ہے جیسے ابوداؤد نے کہا اور امام نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور
ابن عبدالحکم نے کہا کہ افریقہ والوں نے اوس پر اتفاق کیا یزید بن ابی مسلم کے قتل کے بعد لیکن اوس نے حکومت قبول
نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس نے گمان کیا کہ مغیرہ مجہول ہے نہیں پہچانا جاتا اوسکا قول غلط ہے علاوہ اسکے ابن ابی شیبہ
نے مصنف اور مسند دونوں میں اس حدیث کو نکالا حماد بن خالد سے اونہوں نے مالک سے اونہوں نے اسی سند سے انتہے
شوکانی نے کہا اس روایت میں جو ذکر ہے کہ ایک شخص نے پوچھا تو اوسکے نام میں اختلاف ہے بعضوں نے عبداللہ
کہا ایسا ہی ابن بشکوال نے روایت کیا اور طبرانی نے کہا عبد اور ایسا ہی کہا ابوموسی اصبہانی نے کتاب

معرفۃ الصحابہ مین اور کہا عبد ابو زمعہ بلوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کو پوچھا اور بعضون نے کہا عبیدہ
اور سمعانی نے انساب مین کہا کہ اوسکا نام عرکی تہا اور یہ غلط ہی عرکی توصفت ہی یعنی ملاح کے ابن منیع نے کہا مجہکو
پہونچا کہ اوسکا نام عبد تہا ۲ ابن ماجہ نے سنن مین اور امام احمد اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے روایت
کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے سمندر کے پانی سے آپنے فرمایا وہ پاک ہے (یا پاک کرنیوالا ہی طہور کے دونو معنی
آئے ہین اور صحیح پاک کرنے والا ہے) اور حلال ہی مردہ اوسکا شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک اور طریق ہی جسکو
نکالا طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی اور حاکم نے حافظ نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اس مین کوئی شبہ نہین مگر
تدلیس کا شبہہ ہے کیونکہ اس مین ابن جریج ہے اور ابو الزبیر ہین اور وہ دونو تدلیس کرتے ہین ابن سکن نے کہا جابر کی حدیث اس
باب مین سب سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا حاکم نے مستدرک مین سکوت کیا اس حدیث سے ۳ دارقطنی نے روایت
کیا موسی بن سلمہ سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعاً او سیطرح جیسے گذرا ہی کہا کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہی اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص مین کہا اوس کے راوی ثقہ ہین
۴ ابن عبد البر نے تمہید مین مسلم بن مخشی سے اونہون نے کہا فراسی نے کہا مین بحر اخضر مین شکار کرتا تہا لکڑیون
پر اور ایک مشک پانی کی اپنے ساتہہ اوٹہا لیتا تو جب مین مشک سے وضو کرتا تو مجہکو آرام رہتا اور پیر پینے
کیلیے پانی بچ رہتا پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا وہ پاک
کرنے والا ہے پانی اوسکا اور حلال ہے مردہ اوسکا عبد الحق نے احکام مین کہا فراسی کی حدیث کو کسی نے روایت نہین
کیا سوا مسلم بن مخشی کے اور مسلم بن مخشی سے میرے علم مین کسی نے روایت نہین کیا سوا بکر بن سوادہ کے انتہی ابن
القطان نے اپنی کتاب مین کہا عبد الحق نے انقطاع کا حال معلوم نہین کیا اور یہ روایت منقطع ہی کیونکہ ابن
مخشی نے فراسی سے نہین سُنا بلکہ روایت کرتا ہے اوسکو ابن فراسی سے وہ اپنے باپ سے اور ترمذی نے کہا کہ مین نے
محمد بن اسمعیل سے ابن فراسی کی حدیث کو پوچہا اونہون نے کہا یہ حدیث مرسل ہی ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو نہین پایا اور فراسی صحابی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ابن فراسی سے بہی مروی ہے اور اس مین
فراسی کا ذکر نہین ہی تو مسلم بن مخشی فراسی کے بیٹے سے روایت کرتا ہے اور اسکی روایت فراسی سے مرسل
ہے اور یا ابن فراسی کی حدیث کو ابن ماجہ نے سنن مین نکالا مسلم بن مخشی سے اونہون نے ابن فراسی سے اونہون نے کہا مین
شکار کرتا تہا اور میرے پاس ایک مشک تہی اوس مین پانی رکہہ لیتا اور مین نے وضو کیا سمندر کے پانی سے پہر یہ
ذکر کیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا وہ پاک کرنیوالا ہے پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا

تسمیہ جہم کہتا ہی تو دو نو طریق مرسل (منقطع) ہوئے ابن عبد البر کا اسوجہ سی کہ سلمان نے فراسی سی نہین سنا اور ابن ماجہ کا اسوجہ سی کہ ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا ۵ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی روایت کیا دارقطنی نے مانند اسکی جیسے گذرا ابوہریرہ کی حدیث سی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے نیل مین ہی کہ اسکے اسناد مین مثنی ہی جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے اور وہ ضعیف ہے حافظ نے کہا حاکم کی روایت مین مثنی کے بدلی اوزاعی ہی اور وہ محفوظ نہین ہی ۶ حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے امام حسین بن علی سے روایت کیا اونہون نے اپنے والد ماجد حضرت علی سے مرفوعاً ابوہریرہ کی حدیث کی مانند سکوت کیا اوس سے حاکم نے حافظ نے کہا اوسکے اسناد مین ایک راوی ہے جو پہچانا نہین جاتا ۷ دارقطنی نے ابن عمر سے نکالا مانند حدیث ابوہریرہ کے ۸ دارقطنی نے نکالا عبد العزیز سے اونہون نے وہب بن کیسان سی اونہون نے جابر بن عبد اللہ سی اونہون نے ابوبکر صدیق سی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے سمندر کے پانی سے اخیر حدیث تک اوسکی سند مین عبد العزیز بن عمران ہی ابن ابی ثابت ذہبی نے کہا اتفاق ہی اوسکے ضعف پر پھر نکالا اوسکو عبید اللہ بن عمر سے اونہون نے عمرو بن دینار سی اونہون نے ابو الطفیل سے اونہون نے ابوبکر صدیق سی موقوفاً ذہبی نے کہا یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین سری بن عاصم ہمدانی سے اونہون نے محمد بن عبید اللہ بن عمر سی مرفوعاً اور کہا کہ سری حدیث کو چراتا ہے اور موقوف کو مرفوع کرتا ہے اوس سے حجت لینا حلال نہین اور یہ قول ہے ابوبکر صدیق کا جسکو اوس نے مرفوع کردیا حافظ نے کہا عبد العزیز بن ابی ثابت ضعیف ہے اور دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث موقوفاً صحیح ہے ۹ عبد الرزاق نے مصنف مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ثوری سی اونہون نے ابان بن ابی عیاش سی اونہون نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکی جو اوپر گذرا دارقطنی نے کہا ابان متروک ہے شوکانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو سمندر کے پانی سے وضو کرنے مین شک کیون ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب اونہون نے آپکا یہ قول سنا مت سوار ہو سمندر مین مگر حج کے واسطے یا عمرہ کے واسطے یا جہاد کے واسطے اللہ کی راہ مین اسلیے کہ سمندر کے نیچے آگ ہی اور آگ کے نیچے سمندر ہی نکالا اوسکو ابوداؤد اور سعید بن منصور نے سنن مین ابن عمر سے مرفوعاً ابوداؤد نے کہا اوسکے راوی مجہول ہین اور خطابی نے کہا ضعیف کیا ہی محدثین نے اسناد اوسکا اور بخاری نے کہا یہ حدیث صحیح نہین اور اسکا ایک اور طریق ہی بزار کے پاس آئی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے اور وہ ضعیف ہے) تو انکو گمان ہوا کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز نہ ہوگا اور ابن عمر سی موقوفاً مروی ہی کہ سمندر کا پانی کافی نہین ہے وضو اور جنابت کے لیے اور سمندر کے نیچے آگ

ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ سمندر
کے پانی سے طہارت جائز نہیں اور صحابہ کے اقوال حدیث مرفوع اور اجماع کے خلاف حجت نہیں ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے
کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے سب علما کے نزدیک مگر ابن عبد البر اور ابن عمر اور سعید بن المسیب اور ابو العالیہ
کے نزدیک اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہ سے لیکن اونہوں نے جو حدیث روایت کی اس سے رد ہوتا ہے اس حکایت
کا اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت رد کرتی ہے اونکے قول کا ۱۰ جوزقانی نے عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے
کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے جنابت سے اور نہ وضو کرے اس سے کیونکہ سمندر کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے
سمندر ہے یہاں تک کہ گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور ابو ہریرہ سے اونہوں نے کہا دو پانی کافی
نہیں ہیں غسل جنابت کے لیے ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا جوزقانی نے کہا یہ دونوں اثر باطل ہیں اور
ان کے اسناد میں محمد بن مہاجر ہے جو حدیث کو بناتا تھا امام سیوطی نے لآلی میں کہا محمد بن مہاجر کو ان دونو
اثروں میں کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ یہ دونو اثر ابن ابی شیبہ کے مصنف میں موجود ہیں اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے ابو داؤد طیالسی نے اونہوں نے روایت کی ہشام سے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے ابو ایوب سے اونہو
نے عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو اور جنابت کے لیے سمندر کے نیچے آگ ہے
پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن علیہ نے اونہوں نے ہشام دستوائی سے اونہوں نے یحییٰ
بن ابی کثیر سے اونہوں نے ایک انصاری سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اونہوں نے کہا دو پانی کافی نہیں ہیں غسل جنابت
کے لیے سمندر کا پانی اور حمام کا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونہوں نے شعبہ سے اونہوں نے قتادہ سے
اونہوں نے عقبہ بن صہبان سے اونہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا وہ کہتے تھے تیمم مجھکو زیادہ پسند ہے سمندر کے
پانی سے وضو کرنے سے اور کہا حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن سلیمان نے اونہوں نے ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع
بن انس سے اونہوں نے ابو العالیہ سے وہ سمندر میں سوار ہوئے انکا پانی تمام ہو گیا تو اونہوں نے وضو کیا نبیذ سے
اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اور عبد الرزاق نے مصنف میں کہا حدیث بیان کی ہم سے معمر نے
اونہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے ایک انصاری سے اونہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے اونہوں نے کہا
دو پانی صاف نہیں کرتے جنابت کو ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا پانی بیہقی نے سنن میں روایت کی
عبد اللہ بن عمرو سے اونہوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو سے اور نہ جنابت سے سمندر کے نیچے آگ
ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے یہاں تک کہ سات دریا گنے اور سات آگیں اور دیلمی نے روایت کی نضیر بن مسلم سے

اونہون نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے اور سمندر
کے نیچے آگ ہے اور بشیر بن مسلم سے ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ذہبی نے کہا وہ تابعی تھا اوسکا حال معلوم نہین انتہی
۱۱ ابن ماجہ نے روایت کی ابو ہریرہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان
ہین تو کہا گیا آپ سے کہ کتے اور درندے گذرتے ہین اوس پر آپ نے فرمایا اون کا ہے جو وہ پی گئے اپنے پیٹون مین
اور ہمارا ہے جو بچ رہا پینے کو اور طہارت کو نیکو زیلعی نے کہا یہ حدیث معلول ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم
کی وجہ سے اور اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ کتے کا بھی جوٹھا پاک ہے ۱۲ دارقطنی نے سنن مین جابر سے کہا گیا یا رسول
اللہ کیا وضو کرین ہم اوس پانی سے جو گدھون کے پینے سے بچ رہے آپ نے فرمایا ہان اور جو درندون کے پینے
سے بچ رہے اس کے اسناد مین داؤد بن الحصین ہے روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور امام مالک نے لیکن
ضعیف کہا اوسکو ابن حبان نے شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی اور بیہقی نے معرفہ مین نکالا اور کہا اسکے
کئی اسناد ہین جب سب ملائے جاوین تو یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے اور مشکوۃ مین ہے کہ روایت کیا اوسکو بغوی
نے شرح السنہ مین ۱۳ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام مالک اور ابن
حبان اور حاکم نے روایت کیا کبشہ بنت کعب بن مالک سے وہ ابن ابی قتادہ کے نکاح مین تھین کہ ابو قتادہ
اون کے پاس گئے اونہون نے اون کے لیے وضو کا پانی رکھا اتنے مین بلی آئی پانی پینے لگی ابو قتادہ نے
برتن جھکا دیا اوسکے لیے یہان تک کہ اوس نے پی لیا کبشہ نے کہا ابو قتادہ نے دیکھا مین اونکی طرف دیکھ رہی
ہون (تعجب سے) اونہون نے کہا اے بھتیجی میری تو تعجب کرتی ہے مین نے کہا ہان اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بلی نجس نہین ہے وہ تو تم پر پھرنے والون مین سے ہے یا پھرنے والیون مین سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور یہ عمدہ ہے سب سے اس باب مین اور جید کیا اوسکو امام مالک نے اور کوئی نہین لایا اون سے زیادہ پورا
حاکم نے کہا امام مالک نے اس حدیث کو صحیح کیا اور حجت لی اوس سے موطا مین اور بخاری اور مسلم نے گواہی دی کہ اہل
مدینہ کی حدیث مین امام مالک کا قول معتبر ہے تو جب اوسکا رجوع اوس طرف ہوا بلی کی پاکی مین شیخ نے امام مین کہا ابن
خزیمہ اور ابن مندہ نے بھی اسکو روایت کیا اپنی صحیحین مین اور ابن مندہ نے کہا کہ حمیدہ اور اسکی خالہ کبشہ اور
کوئی روایت اون سے معلوم نہین ہوتی اور وہ مجہول ہین اور یہ حدیث کسی طریق سے ثابت نہین ہو سکتی انتہی شیخ
نے کہا جیسا اون سے اور کوئی روایت نہین ہے تو جس نے اس حدیث کو صحیح کہا اوس نے امام مالک کے روایت کرنے پر
بھروسا کیا کیونکہ وہ مشہور ہین تثبت اور ثقاہت مین شوکانی نے کہا بخاری اور عقیلی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان

اور حاکم اور دارقطنی نے اوسکو صحیح کہا اور حافظ نے ابن مندہ پر یہ اعتراض کیا کہ حمیدہ سے اور ایک حدیث مروی ہے چھینک
کا جواب دینے میں روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور ایک حدیث اور مروی ہے جسکو نکالا ابونعیم نے معرفہ میں اور روایت
کیا اوس سے اسحاق اور اوسکے بیٹے یحییٰ نے اور اسحاق ثقہ ہے تو جہالت اوسکی جاتی رہی اور کبشہ تو صحابیہ ہے اور اوسکا
جہل ضرر نہیں کرتا ہم اجابہ سے روایت کی ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں اوسی مضمون سے جو اوپر گذرا ۱۵
دارقطنی نے نکالا سنن میں یعقوب بن ابراہیم انصاری سے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے بلی گذرتی تھی آپ
اوسکے لیے برتن جھکا دیتے وہ پانی پیتی پھر آپ وضو کرتے اوس پانی سے جو بچ رہتا دارقطنی نے کہا یہ یعقوب ابو یوسف
قاضی ہیں اور عبد ربہ وہ عبد اللہ بن سعید مقبری ہے اور وہ ضعیف ہے پھر نکالا اس حدیث کو محمد بن عمر واقدی سے
اونہوں نے عبد الحمید بن عمران بن ابی انس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلی کیطرف برتن کو جھکا دیتے یہانتک کہ وہ پی لیتی اوس میں سے پھر وضو کرتے آپ اوس کے
بچے پانی سے واقدی میں گفتگو ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں علی بن
معبد سے اوس نے خالد بن عمر خراسانی سے اونہوں نے صالح بن حسان سے اونہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے عائشہ سے پھر بیان
کیا اوسکو اور روایت کیا ابوداود نے اوس کے سنن میں داود بن صالح تمار سے اونہوں نے اپنی ماں سے کہ انکی مولاۃ (آزاد
لونڈی) نے ہریسہ بھیجا حضرت عائشہ صدیقہ پاس دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہی ہیں اونہوں نے اشارہ کیا کہ رکھدے
اتنے میں بلی آئی اور اوسنے اوس میں سے کھا لیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو اونہوں نے اوسی جگہہ سے کھایا جہاں سے
بلی نے کھایا تھا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نجس نہیں ہے وہ تو پھرنیوالوں میں سے ہے تم پر اور میں
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ وضو کرتے تھے بلی کے بچے ہوئے پانی سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے اور کہا متفرد ہوا اوس کے ساتھ عبد العزیز دراوردی داود بن صالح سے اوسنے اپنی ماں سے ان لفظوں سے
اور روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں وضو کرتے تھے
ایک برتن سے جس میں بلی پی چکتی تھی دارقطنی نے کہا اس کے اسناد میں حارثہ ہے عمرہ سے اونہوں نے عائشہ سے اور حارثہ میں
کچھ قباحت نہیں انتہی شوکانی نے کہا یہ حدیث تمام طریقوں سے ضعیف ہے اور ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ
بلی کا جوٹھا پاک ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ہادی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک بلی نجس ہے مثل اور درندوں کے
لیکن بلی کا جوٹھا اور منہ اونہوں نے مکروہ رکھا ہے ۱۶ امام طحاوی نے کعب بن عبد الرحمان سے اونہوں نے

دیکھا اپنے دادا ابو قتادہ کو وضو کرتے ہوئے پھر بلی آئی تو اونہون نے برتن جھکا دیا یہانتک کہ اوس نے پی لیا پھر تن سے مین
نے کہا بابا وا تم ایسا کیون کرتے ہو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے یا آپنے فرمایا وہ تمپر پھرنے
والون مین سے ہے ١٧ طبرانی نے معجم صغیر مین انس بن مالک سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ
مین ایک زمین پر گئے جسکو بطحان کہتے تھے آپنے فرمایا ای انس میرے لیے وضو کا پانی رکھہ مین نے رکھا جب آپ
حاجت سے فارغ ہوکر برتن کیطرف آئے تو ایک بلی آئی اور اس نے برتن مین منہ ڈالدیا آپ تھوڑا اٹھہ گئے یہانتک
کہ اوس نے پانی پی لیا پھر مین نے آپسے پوچھا تو آپنے فرمایا ای انس بلی گھر کی چیزون مین سے ہے کسی چیز کو نجس نہین
کرتی اور پلید نہین کرتی ١٨ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بلی ناپاک نہین ہے وہ تو گھر والون کیطرح ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا بخاری مسلم
کی شرط پہ ہے اور انہون نے نہین نکالا اسکو اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن مین اسمین یہ ہے کہ گھر کے
بعض چیزون کیطرح ہے ١٩ دار قطنی وغیرہ نے نکالا ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین نکلے
پھر رات کو چلے تو ایک شخص پر گذرے جو ایک حوض کے پاس بیٹھا تھا حضرت عمر نے کہا اے حوض والے
تیری حوض مین رات کو درندون نے منہ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای حوض والے مت خبر کر اون کو
یہ تکلف کرتے ہین درندون کا ہے جو وہ اٹھا لے گئے اپنے پیٹون مین اور ہمارا وہ ہے جو بچ رہا پینے
کو اور طہارت کرنے کو اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ حضرت عمر رض چند سوارون
مین نکلے جن مین عمرو بن عاص بھی تھے پھر ایک حوض پر آئے عمرو نے کہا ای حوض والے تیرے حوض پر درندے آتے ہین حضرت
عمر نے کہا ای حوض والے مت خبر کر ہمکو کیونکہ ہم آتے ہین درندون پر اور وہ آتے ہین ہمپر رزین نے کہا اس مین
بعض راویون نے زیادہ کیا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے درندون کا
ہے جو وہ اپنے پیٹ مین لیگئے اور جو بچ رہا وہ ہمارے لیے ہے طہارت کرنے والا اور پینے کے لیے ٢٠ حاکم نے مستدرک
مین روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی درندہ ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے نہین نکالا
اوسکو بخاری اور مسلم نے اور منفرد ہوا ساتھ اسکے عیسے ابو زرعہ سے مگر عیسی سچے ہین اونپر کوئی جرح نہین ہوا انتہی
ذہبی نے مختصر مین اسپر اعتراض کیا اور کہا ضعیف کیا اسکو ابو داؤد اور ابو حاتم نے ابن ابی حاتم نے علل مین
کہا ابو زرعہ نے کہا نہین رفع کیا اسکو ابو نعیم نے اور انکی روایت زیادہ صحیح ہے اور عیسی قوی نہین ہے اور
روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن مین ایک قصہ کے ساتھہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے کچھ لوگون

کے گھر پر آتے اون کے پاس اور ایک گھر تہا اور وہان نہ جاتے ایہ امر اونپر شاق ہوا اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ فلان
کے گھر پر آتے ہین اور ہماری گھر پر تشریف نہین لاتے آپنے فرمایا تمہاری گھر مین کتا ہے اونہون نے کہا یا رسول اللہ اون
کے گھر مین بلی ہے آپنے فرمایا بلی تو درندہ ہی ہے نکالا اوسکو مختصرًا ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بلی درندہ ہے اور وکیع نے کہا کہ بلی درندہ ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسندون مین وکیع سے اس لفظ سے کہ بلی درندہ ہے اور نکالا اوسکو عقیلی نے کتاب الضعفا مین عیسی بن
المسیب سے اور کہا کہ یحیے بن معین نے ضعیف کیا عیسے کو اور کہا نہین متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے
یا اوس سے بہی کم ہے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلائے
گئے ایک قوم کے گھر کیطرف تو آپنے قبول کیا پہر بلائے گئے دوسرے لوگون کے گھر کی طرف تو قبول نہ کیا لوگون نے
اس باب مین عرض کیا آپ سے آپنے فرمایا ان کے گھر مین کتا ہے لوگون نے کہا انکے گھر مین بلی ہے آپنے فرمایا بلی نجس نہین
ہے وہ تو پہر نیوالون مین سے ہے یا پہرنے والیون مین سے ہے۔ نمبر ۲۱ - امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین قرہ بن خالد
سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دہویا جاوے گا برتن
بلی کے منہ ڈالنے سے ایک بار یا دو بار طحاوی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور متصل ہے نکالا اوسکو ہشام بن حسان
سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابوہریرہ سے موقوفًا اور کہا یہ قدح نہین کرتا اوس کے رفع مین کیونکہ قرہ ثقہ ہے
اور ضابط اور متقن اور ابوہریرہ اپنی طرف سے کوئی حدیث بیان نہین کرتے تہے پہر بسند نقل کیا ابن سیرین سے
وہ جب ابوہریرہ سے حدیث بیان کرتے تو لوگ پوچہتے کیا یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ابن سیرین کہتے
ابوہریرہ کی سب حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین پہر نکالا دوسرے طریق سے ابوہریرہ سے موقوفًا ابو صالح سمان
سے کہ ابوہریرہ نے کہا دہویا جاویگا برتن بلی کے جوٹہے سے جیسے دہویا جاتا ہے کتے کے جوٹہے سے اور دارقطنی نے
سنن مین اس روایت کو موقوفًا اور مرفوعًا دو نو طرح نقل کیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ابو صالح سے یہ مرفوعًا صحیح نہین
ہے بلکہ اوسکا وقف ابوہریرہ پر صحیح ہے (اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین اس حدیث کو بیان نہین کیا حالانکہ
یہ زیادہ صریح تہی ابوحنیفہ کے مطلب مین) اور نکالا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ وضو نہ کرتے تہے کتے اور بلی
کے بچے ہوئے پانی سے اور ان کے سوا مین کچہ قباحت نہین دوسری روایت مین ہے کہ ابن عمر نے کہا مت وضو کرو
گدہے اور بلی اور کتے کے جوٹہے سے اور نکالا سعید سے اونہون نے کہا جب بلی برتن مین منہ ڈالے تو اوسکو دہو دو
بار یا تین بار اور نکالا حسن اور سعید بن المسیب سے بلی مین جو برتن مین منہ ڈالے ایک نے کہا ایکبار دہووے دوسرے نے کہا دو بار دہووے

اور نکالا قتادہ سے کہ سعید بن المسیب اور حسن کہتے تھے دھو برتن کو تین بار یعنے بلی کے جوٹھے سے اور نکالا حسن سے کہ بلی
جب برتن میں منہ ڈالے یا اوس میں سے پیے تو وہ پانی بہا دیا جاوے اور برتن ایک بار دھویا جاوے اور نکالا یحیی بن
ایوب سے اونہون نے پوچھا یحیی بن سعید سے کہ کن جانورون کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کیا جاویگا اونہون نے کہا سور
اور کتے اور بلی کے بچے پانی سے امام طحاوی نے کہا جو جانور حلال ہین اون کا جوٹھا پاک ہے اور جو جانور حرام ہین جیسے گدھے خچر
جیسے کتا اور سور اُن کا جوٹھا حرام ہے اور جو جانور حرام ہین لیکن جیسے آدمی انکا جوٹھا پاک ہے اور بلی اور گدھے
اور درندون کا جوٹھا مکروہ ہے اور ہمارا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ کا مترجم کہتا ہے بلی اور درندوں اور چارپایوں
کا جوٹھا پاک ہونا قوی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کے دونون شاگردون یعنی امام محمد اور ابو یوسف کا اور اسی کو
ترجیح دی امام شوکانی نے اور طحاوی نے جو حدیث ابو ہریرہ سے نقل کی کہ بلی کے جوٹھے سے برتن دھویا جاوے اگر اسکی
رفع کو تسلیم کرین تو معارض ہوگی اوس کے وہ روایت ابی ہریرہ کی کہ بلی نجس نہین ہے جو اوپر گذری اور یہ حدیث
کہ بلی درندہ ہے اس سے نجاست ثابت نہین ہوتی کیونکہ درندون کے جوٹھے کی نجاست کہان سے ثابت ہوئی اب
ابو قتادہ کی مرفوع حدیث بغیر تعارض کے رہی اور اس سے بلی کے جوٹھے کی طہارت نکلتی ہے اور جو آثار طحاوی نے
ابن عمر اور تابعین سے نقل کیے وہ احادیث مرفوعہ کے خلاف حجت نہین ہین واللہ اعلم **۲۲** ترمذی نے روایت
کیا اپنی کتاب مین ایوب سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب کتا برتن مین مُنہ ڈالدیوے تو سات بار دھویا جاویگا اور جب بلی مُنہ ڈالدیوے تو ایک بار دھویا جاوے گا۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی طریقون سے ابو ہریرہ سے مروی ہے لیکن اوس مین بلی کے مُنہ ڈالنے کا ذکر
نہین ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اس روایت کے اسناد مین سوار بن عبد اللہ ہے وہ کچھ نہین یہ سفیان ثوری نے
کہا شیخ نے امام مین کہا ابن جوزی نے بڑی غلطی کی کیونکہ یہ سوار تو شیخ ہے ترمذی کا سوار بن عبد اللہ بن سوار
بن عبد اللہ بن قدامہ جو سنہ ۲۴۵ھ مین مرا اور اس سے روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور بہت لوگون نے اور نسائی
نے کہا وہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور جس سوار پر جرح کیا سفیان ثوری نے وہ سوار بن
عبد اللہ بن قدامہ ہے اگلے طبقہ کا تنقیح مین ہے البتہ اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مسدد نے اوسکو روایت کیا معتمر
سے تو وقف کیا اوسکو ابو ہریرہ پر ایسا ہی نکالا ابو داؤد نے امام مین کہا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکے رفع مین اختلاف
ہے اور ترمذی نے اعتماد کیا اوسکی صحت مین راویون کی ثقاہت پر اور نہین التفات کیا اوس طرف کہ بعضون
نے اوسکو وقف کیا مترجم کہتا ہے سوار ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اوپر گذر طحاوی کی سند کر

ابن سیرین سے کہ اونہون نے کہا ابوہریرہ کی سب حدیثین مرفوع ہین اور متابعت کی اس روایت پر ایوب کے رفع کرنے
مین قرہ بن خالد نے اور وہ بھی ثقہ تھا نکالا اوسکو طحاوی نے پس یہ عمدہ دلیل ہوئی ابوحنیفہ کی بلی کا جوٹھا مکروہ
ہونے مین پر عمل نہین کیا ابوحنیفہ نے اس حدیث کے پہلے جملہ پر کہ کتے کا جوٹھا برتن سات بار دہویا جاوے حالانکہ
وہ تمام طریقون سے ثابت ہے اور عمل کیا دوسرے جملہ پر جس مین اختلاف ہے اور یہ کمال عجیب ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے
گدہون کے متعلق حدیثین ہم خدا چاہے تو کتاب الذبائح والصید مین بیان کرین گے اسی طرح دباغت کے متعلق بھی
سب حدیثین وہین ذکر کرین گے ۳۴۳ ابوداود نے ابوہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے
کوئی نجاست کو روندے اپنے موزون سے (اور دوسری روایت مین ہے کہ اپنے جوتے سے) تو مٹی پاک کرنے والی ہے
اون کو اور ایسا ہی روایت کیا ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط
پر نووی نے خلاصہ مین کہا اوسکا اسناد صحیح ہے ابن القطان نے کہا ابوداود نے یہ حدیث محمد بن کثیر سے روایت
کی اونہون نے اوزاعی سے اور یہ صحیح نہین ہوسکتی محمد بن کثیر ضعیف ہے امام احمد نے کہا وہ منکر الحدیث ہے یہ عبد اللہ
نے نقل کیا اور صالح نے نقل کیا احمد سے کہ وہ میرے نزدیک ثقہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابوداود نے دوسرے طریق
سے منذری نے کہا پہلے طریق مین محمد بن عجلان ہے بخاری مسلم نے اوس سے حجت نہین لی اوس مین گفتگو ہے اور
دوسرے مین ایک راوی مجہول ہے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن السکن اور بیہقی نے بھی نکالا اور اس مین اختلاف
ہے اوزاعی پر اور ابن ماجہ نے دوسرے طریق سے روایت کیا ابوہریرہ سے مرفوعاً اوس مین یہ ہے کہ رستہ بعض اسکا پاک
کرتا ہے بعض کو اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور وہ شخص جو مجہول ہے ابوداود کے دوسرے طریق مین اوزاعی کا شیخ
ہے کیونکہ انہون نے کہا مجھے خبر دی گئی اور شاید وہ محمد بن عجلان ہو اور اس سے بخاری نے شواہد مین اور مسلم نے متابعات
مین نکالا ہے اور ثقہ کہا اوسکو کتنون نے اور کلام کیا اوس مین کتنون نے ۳۴۴ امام احمد اور ابوداود اور
عبد بن حمید اور اسحاق بن راہویہ اور ابویعلے موصلی اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح مین روایت کیا ابوسعید
خدری سے اونہون نے کہا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑہ رہے تھے اتنے مین اپنی
جوتیان اوتارین اور بائین طرف رکھہ لین جب لوگون نے یہ دیکھا تو اپنی جوتیان اوتار ڈالین آپ جب
نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین اونہون نے عرض کیا ہم نے دیکھا آپ نے اپنی
جوتیان اوتارین تو ہم نے بھی اتار ڈالین آپنے فرمایا میرے پاس تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر دی
کہ جوتیون مین پلیدی ہے اور آپنے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو دیکھے (اور ایک روایت مین ہے کہ اپنی

جوتی کی طہارت

جوتیون کو اولٹے اور دیکھے پھر اگر اون مین پلیدی یا نجاست دیکھے تو اون کو رگڑ دے (زمین پر) اور نماز پڑھے انکو پہنکر (ابن حبان کی روایت مین یہ نہین ہے کہ نماز پڑھے) اون مین شوکانی نے کہا اسحدیث کو وصل اور ارسال مین اختلاف ہے اور ابو حاتم نے اوسکی وصل کو ترجیح دی ۲۵ ابوداؤد نے روایت کی حضرت عائشہ سے اوسی کے مضمون مین جو اوپر گذری اور ابن عدی نے اوسکو کامل مین نکالا اس لفظ سے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آدمی اپنی جوتیون سے نجاستکو ہٹائے (روندے) آپنے فرمایا مٹی انکو پاک کرنے والی ہے اور کہا کہ اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن زیاد بن سمعان ہے ضعیف کہا اوس کو بخاری اور مالک اور احمد اور ابن معین نے اور کہا اوسکی حدیث پر ضعف ظاہر ہے اور روایت کیا اوسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین دارقطنی کے طریق سے اپنی سند سے ابن سمعان تک اور کہا کہ دارقطنی نے کہا اسحدیث کا مدار ابن سمعان پر ہے اور وہ ضعیف ہے ابن جوزی نے کہا امام مالک نے کہا وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے شوکانی نے کہا اس باب مین ام سلمہ سے مروی ہے چارون عالمون کے پاس اور انس سے امام بیہقی کے پاس سند ضعیف اور بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے امام بیہقی کے پاس یہ سب ابو ہریرہ کیحدیث کی مانند ہین اور ابو سعید کیحدیث کی مانند کی حدیثین مین حاکم کے پاس انس سے اور ابن مسعود سے اور دارقطنی کے پاس ابن عباس سے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور دارقطنی کے پاس عبد اللہ بن الشخیر سے اوسکا بھی اسناد ضعیف ہے اور بزار کے پاس ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث سے اور اسناد اس کا ضعیف ہے اور معلول لیکن ایک روایت دوسری کو قوی کرتی ہے تو حجت ہو سکتی ہے اون سے اوسپر کہ جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے خواہ اوس مین نجاست لگے یا سوکھی اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور ابو یوسف اور ظاہریہ اور ابو ثور اور اسحاق اور احمد کا ایک روایت مین اور یہی ایک روایت ہے شافعی سے اور عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ وہ پاک نہین ہوتا رگڑنے سے نہ سوکھی نجاست سے نہ تر نجاست سے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر سوکھی ہو تو پاک ہو جاتا ہے تر ہو تو پاک نہین ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک قسم کی نجاست جو جوتے مین لگی (جرم دار ہو یا رقیق) برابر ہے اور ہر ایک پاک ہو جاویگی رگڑنے سے مٹی پر اور یہی حق ہے اور مخالفین کی دلیلین واہی ہین اور جیسے جوتا ویسے موزہ ہے دونون کا یہی حکم ہے انتہے مختصرا ۲۶ احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ام المؤمنین ام سلمہ سے اونہون نے کہا مین ایک عورت ہون کہ پلو لٹکا کرتی ہون اور گندی جگہہ مین چلتی ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پاک کرتی ہے اوسکو وہ جگہہ جو گندی جگہہ کے بعد ہے ۲۷ ابو داؤد اور

ابن ماجہ نے ایک عورت سے بنی عبد الاشہل کے اوس نے کہا یا رسول اللہ ہماری راہ مسجد کو گندی ہے تو جب پانی برسے تو ہم کیا
کریں آپنے فرمایا اوسکے بعد وہ راہ نہین جو اچھی ہو اوس سے وہ بولی ہے آپنے فرمایا تو وہ اسکا بدل ہے **۲۸** ابن ماجہ
نے ابو ہریرہ سے کہا گیا یا رسول اللہ ہم مسجد کو جاتے ہین تو چلتے ہین نجس اوپر سے آپنے فرمایا زمین پاک کرتا ہے اوس کا
ایک حصہ دوسرے حصے کو **۲۹** رزین نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جب تیرا کپڑا یا تیرا پاؤن تر نجاست پر لگے تو
اوسکو دہو ڈال اور جو سوکہی پر لگے تو کچہ نہین تجہپر **۳۰** امام احمد اور بخاری اور نسائی اور بیہقی نے روایت
کی ابو ہریرہ اور ابو سعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تم سے کسی کے پینے کی چیز مین پڑجاوے تو اسکو
اچھی طرح ڈبو دے پہر نکالے اور پہینک دے کیونکہ اوسکے ایک بازو مین شفا ہے اور دوسرے مین بیماری ہے شوکانی نے کہا
اس باب مین انس سے روایت کیا ابن ابی خیثمہ نے تاریخ مین حافظ نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ابو داؤد اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت مین یہ ہے کہ وہ آگے کرتی ہے اپنے اوس بازو کو جس مین بیماری ہے تو ڈبو دے
اوسکو ساری کو پہر نکال ڈالے اوسکو اور روایت کیا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اور ابن السکن کی روایت
مین ہے کہ اوسکے ایک بازو مین دوا ہے اور ایک مین بیماری یا زہر ہے اور نسائی کی ایک روایت مین ابو سعید
سے یہ ہے کہ مکھی کے ایک بازو مین زہر ہے اور دوسرے مین شفا ہے پہر جب وہ کہانے مین گرے تو اوسکو ڈبو دو ہم
مین کیونکہ وہ آگے کرتی ہے زہر کو اور پیچھے رکہہ لیتی ہے شفا کو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور احمد
نے مسند مین اور اوسکی اسناد مین سعید بن خالد ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ مدنی ہے اوس سے
حجت لی جاویگی اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس جانور مین
بہتا خون نہین ہے وہ اگر قلیل پانی مین مرجاوے تو پانی نجس نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ مکھی کا مارنا درست
ہے انتہے ملخصًا **۳۱** دارقطنی نے روایت کیا بقیہ کے طریق سے سلمان سے حضرت نے فرمایا اے سلمان ہر کہانا
اور پانی جس مین وہ جانور گر جاوے جس مین خون نہ ہو پہر مرجاوے اوس مین تو وہ حلال ہے کہانا اور پینا اسکا
اور وضو اسکا دارقطنی نے کہا نہین روایت کیا اوسکو مگر بقیہ نے سعید بن ابی سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے
اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور علت کی اسی سعید سے اور کہا وہ شیخ ہے مجہول اور حدیث اسکی
غیر محفوظ ہے **۳۲** ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی
نے روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو اپنی انگوٹھی اوتار لیتے ترمذی نے کہا
یہ حدیث صحیح ہے اور صحیح ہوا کہ آپ کی مہر پر یہ نقش تہا محمد رسول اللہ نسائی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور ابو داؤد

ف ـ [illegible]

ف ـ [illegible] جس جانور مین بہتا خون نہین [illegible]

نے کہا منکر ہے اور دارقطنی نے اوس مین بیان کیا اختلاف اور کہا وہ شاذ ہے نووی نے کہا ترمذی کا قول مردود ہے اور منذری نے کہا میرے نزدیک ٹھیک یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اوس کے راوی سب ثقہ ہین اور ایسا ہی کہا ابو الفتح قشیری نے اور امام بیہقی نے اوسکا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوس کے ضعف کیطرف اور اسکے راوی سب ثقہ ہین اور حاکم کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ جب پائخانہ جاتے تو اوسکو اوتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے احادیث ضعیفہ مین اسکی اسناد مین محمد بن ابراہیم رازی ہے وہ متروک ہے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس چیز مین اللہ تعالی کا نام ہو اوسکو پائخانے سے بچاوے اور قرآن کا تو بچانا زیادہ ضروری ہے بلکہ بعضون نے بلا ضرورت مصحف پائخانے مین لیجانا حرام کہا ہے اور منصور باللہ نے اس مین خلاف کیا اور کہا ایسی انگوٹھی کا پائخانے جاتے وقت اوتارنا مستحب نہین کیونکہ اس مین ڈر ہے اوسکے تلف ہو جانیکا اور مال کا تلف کرنا منع ہے اور یہ حدیث منصور کا مذہب رد ہوتا ہے انتہی **۳۳** ابن عمر اور مہاجر بن قنفذ کیحدیثین اوپر گذرین کہ ایک شخص گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اوسنے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے اور ابو داؤد کی ایک روایت مین ہے کہ آپنے تیمم کیا پہر اوسکو جواب دیا اور مہاجر کی روایت مین ہے کہ آپنے وضو کیا پہر اوس سے عذر کیا کہ مجھے برا معلوم ہوا اللہ کا نام لینا مگر طہارت پر نکالا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے مین نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے دو شخص نہ نکلین پائخانے کو جانے کے لیے اپنا ستر کہولے ہوئے باتین کرتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالی غصہ ہوتا ہے اس پر شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے اوس سے حجت لی اپنی صحیح مین اور بعض حافظون نے اوسکی اس حدیث کو یحیی سے ضعیف کیا ہے حالانکہ امام مسلم نے حجت لی اوسکی روایت سے یحیی سے اور بخاری نے اوس سے استشہاد کیا اور ترغیب اور ترہیب مین ہے کہ اوسکی اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے وہ مجہولون مین ہے اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اور صحیح کیا اور ابن القطان نے جابر سے کہ جب دو آدمی پائخانہ کرین تو ہر ایک اپنا ستر اپنے ساتھی سے چھپاوے اور بات نہ کرے حافظ نے کہا یہ معلول ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسی حالت مین عورت کا چھپانا اور خاموش رہنا واجب ہے اور بعضون نے کہا بات کرنا مکروہ ہے نہ حرام اور اسپر اجماع ہے انتہی مختصراً اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین باسناد ضعیف ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی پائخانے سے نکلکر نہ بیٹھین باتین کرتے ہوئے اپنا ستر کہولے ہوئے کیونکہ اللہ غصے ہوتا

ف: پاخانہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا

ہے اور سیر ۱۴۴ ابن ماجہ نے جابر سے کہا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر میں آپ پاخانہ میں نہ جاتے جبتک نظر سے غائب نہ ہو جاتے اور دکھائی نہ دیتے ابوداؤد کی روایت میں ہے جب پاخانہ کو جاتے تو اتنا جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھتا شوکانی نے کہا ابن ماجہ اور ابوداؤد کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں مگر اسماعیل بن عبد الملک کوفی بخاری نے کہا اوسکی حدیث لکھی جاویگی ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور نسائی اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے مغیرہ سے کہ آپ جب پاخانہ کو جاتے تو دور جاتے اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی عبد اللہ بن جعفر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا حاجت کے لیے آڑ کرنا کسی اونچی چیز کی (جیسے دیوار یا ٹیلہ) یا کھجور کے درختوں کی شوکانی نے کہا شاید آپ کھجور کے درختوں میں اوسوقت پاخانہ پھرتے ہوں جب اونمیں پھل نہ ہوتے کیونکہ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ دار درخت کے تلے پاخانہ پھرنے سے یا جاری نہر کے کنارے پر اوسکی اسناد میں فرات بن السائب متروک ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاخانہ میں جاوے وہ آڑ کرے اگر کچھ نہ ملے تو ریتی کا ایک ٹیلہ اکٹھا کرے اوسکی طرف پیٹھ کرے کیونکہ شیطان کھیلتا ہے آدمیوں کی مقعدوں سے جو ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کا مدار ابو سعید حبرانی حمصی پر ہے اوس میں اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے پر یہ صحیح نہیں ہے اور اس سے روایت کرتا ہے حصین حبرانی وہ مجہول ہے ابوزرعہ نے کہا وہ شیخ تھا ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور دارقطنی نے اوسکی اختلاف اور علتوں کو بیان کیا اور شیطان کے کھیلنے سے یہ مراد ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے وہ ستر کھولدیتا ہے یا سخت جگہہ میں پیشاب کرتا ہے چھینٹیں اوڑتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلا کہ آڑ کو پیٹھ کے پیچھے کرے پاخانہ میں انتہے مختصراً ۱۴۵ احمد اور ابوداؤد نے ابو موسی سے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نرم جگہہ کیطرف مڑے ایک دیوار کے پہلو یا جڑ میں پھر پیشاب کیا اور فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنے پیشاب کے لیے جگہ ڈھونڈے (یعنے نرم جذب کرنیوالی تاکہ چھینٹیں نہ اوڑیں) شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے اور یہ حدیث گو ضعیف ہے پر پیشاب سے بچنے کی حدیثیں اس مطلب کو ثابت کرتی ہیں ۱۴۶ امام احمد اور نسائی اور حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن السکن نے روایت کی قتادہ سے اونہوں نے عبد اللہ بن سرجس سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے لوگوں نے قتادہ سے کہا اوسکی کیا وجہ ہے جو سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اونہوں نے کہا لوگ کہتے تھے کہ سوراخوں میں جن رہتے ہیں شوکانی نے

ف: جو شخص بیابان میں پاخانہ کو جاوے سو دور جاوے

ف: پیشاب کے لیے نرم جگہ ڈھونڈنا مستحب ہے

ف: سوراخ میں پیشاب کرنا ممنوع ہے

کہا اسحدیث سی گڈہون مین پیشاب کرنیکی کراہت نکلتی ہے جن مین کیڑے اور درندے رہتے ہین یا تو اوسوجہ سے جو قتادہ نے
بیان کی یا اسوجہ سی کہ موذی جانور ایذا نہ دیوی سه امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم دو لعنت کی کامون سی لوگون نے عرض کیا وہ دو لعنت کی کام کون ہین یا رسول اللہ آپنے
فرمایا وہ شخص جو پاخانہ کرے لوگون کی راہ مین یا اون کے سائے مین اتو ایسے دونون شخص ملعون ہین خطابی نے
کہا مراد وہ سایہ کی جگہہ ہے جہان لوگ رہتی یا سوتے ہون ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی خود ثابت ہی کہ آپنے کہجور
کے درختون مین پاخانہ پہرا سه ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن السکن نے معاذ بن جبل سی کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تین لعنت کی باتون سی نہر یا پانی پلانے کی جگہہ پاخانہ کرنے اور بیچا بیچ رستہ مین اور
سائے مین پاخانہ کرنے سی حاکم نے اسکو صحیح کہا حافظ نے کہا اسپر اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ ابو سعید حمیری نے
معاذ سی نہین سُنا تو حدیث مرسل ہے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے مروی ہی نکالا اوسکو احمد نے
اوس مین یہ ہی کہ نہ بیٹھے تم مین سی حاجت کی لیے کوئی سایہ کیجگہہ مین جہان لوگ سایہ لیتی ہین یا راہ مین یا جہان
پانی اکہٹا ہو اور اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عباس کے راوی مبہم ہے اور سعد بن ابی وقاص سے
نکالا اوسکو دار قطنی نے علل مین اور ابو ہریرہ سی جو اوپر گذرا ابن حبان کی روایت مین ہی جو لوگون کی صحنون
مین پاخانہ پہیرے اور ابن الجارود کی روایت مین ہی لوگون کے بیٹھنے کی جگہون مین اور حاکم نے روایت کیا جو شخص
اپنا پاخانہ . نکالے مسلمانون کی آباد رستہ مین (یعنے حاجت ادا کرے) اوسپر لعنت ہی اللہ اور فرشتون
اور لوگون کی اور اسناد اسکا ضعیف ہے منذری نے کہا اوسکی سب راوی ثقہ ہین مگر محمد بن عمر انصاری نکالا
اوسکو طبرانی اور بیہقی نے محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص نے ابو ہریرہ سی کہا تمنے ہمکو فتوے دیا ہر چیز مین اب قریب
ہے کہ تم فتوی دوگے ہم کو پاخانہ پہیرنے مین اونہون نے کہا سنا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان
کیا اسی حدیث کو اور ابن ماجہ نے جابر سے باسناد حسن مرفوعًا بچو تم رات کو اوترنے سے سڑکون پر کیونکہ وہ
ٹہکانا ہین سانپون اور درندون کی اور بچو وہان حاجت ادا کرنے سے کیونکہ وہ لعنت کی بات ہی منذری نے
کہا اسکی راوی ثقہ ہین اور ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہنے سے بیچ رستہ مین یا
وہان پاخانہ پہیرنے سی یا پیشاب کرنے سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور دار قطنی نے کہا اوسکا رفع ثابت
نہین ہے اور عبد الرزاق نے شعبی سے مرسلاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو لعنت کی باتون سی اور تیار کرو
استنجا کے پتہرون کو ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو نکالا مراقہ سے

مرفوعًا ابو حاتم نے کہا اوسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابو عبید نے شعبی سے اونہون نے اوس شخص سے جس نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ۳۷۹ احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے مختارہ مین عبد اللہ بن مغفل سے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے نہانے کی جگہہ مین (یعنے حمام مین) پہر وضو کرے وہان کیونکہ اکثر وسوسہ
اسی سے پیدا ہوتا ہے ترمذی نے کہا حدیث غریب ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کنگھی کرے کوئی ہم مین سے ہر روز یا پیشاب کرے غسل کرنے کی جگہہ مین اور اس مین صحابی مجہول ہے لیکن اوسکی جہالت
ضرر نہین کرتی ۳۸۰ ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے (ابو ذر ہروی) اور حاکم نے مستدرک مین نکالا امیمہ بنت
رقیقہ سے اونہون نے اپنی مان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تہا لکڑی کہجور کا (یعنے اس
کی لکڑی کا یہ ترجمہ ہے عیدان بفتح عین کا اور جو بکسر عین ہو تو جمع ہے عود کی یعنے لکڑیون کا) جو آپکے تخت
کے نیچے رہتا آپ اوس مین پیشاب کرتے رات کو اور حسن بن سفیان نے مسند مین اور حاکم اور دارقطنی اور طبرانی اور
ابو نعیم نے نکالا ام ایمن سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اوٹہے اپنی ایک مٹی کے برتن کیطرف جو
گہر کے کونے مین رکہا تہا پہر پیشاب کیا اوس مین مین جو رات کو اوٹہی تو پیاسی تہی اوس مین سے پی گئی اور مجہے خبر نہ
تہی (اس سے معلوم ہوا کہ آپکے پیشاب اور پاخانے مین مطلق بو نہ تہی اور اوپر گذر چکا کہ آپکے سب فضلے پاک مین
اہلحدیث کے نزدیک) جب صبح ہوئی تو حضرت نے فرمایا اے ام ایمن (یہ آپکی کہلائی تہین) اوٹہہ اور برتن مین
جو ہے وہ بہادے مین نے کہا مین تو اوس کو واللہ پی گئی ام ایمن نے کہا یہ سنکر آپ ہنسے یہانتک کہ آپکی نواجذ (اخیر
کے دانت جنکو عقل کے دانت بہی کہتے ہین) کہل گئی پہر فرمایا قسم خدا کی تیرے پیٹ مین کبہی درد نہ ہوگا اور ابو
احمد عسکری کی روایت مین ہے تیرا پیٹ نہ دکہیگا شوکانی نے کہا اسکو ابو مالک نے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے
اور نبیح نے ام ایمن کو نہ پایا اور اسکا ایک اور طریق ہے جسکو نکالا عبد الرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے کہا
مجہے خبر دی گئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرتے تہے عیدان کے پیالے مین پہر وہ رکہا جاتا تہا
آپکے تخت کے تلے ایکدن آپ آئے دیکہا تو پیالے مین کچہ نہین ہے آپ نے ایک عورت سے فرمایا جسکا نام برکت تہا
اور وہ خادمہ تہی ام المومنین ام حبیبہ کی جو اون کے ساتہ آئی تہی حبش کے ملک سے وہ پیشاب کہان گیا
جو پیالے مین تہا اوس نے کہا مین نے اوسکو پی لیا آپ نے فرمایا تندرستی ہے ام یوسف اوسکی کنیت ام یوسف
تہی پہر وہ عورت کبہی بیمار نہین ہوئی یہانتک کہ وہ بیماری آئی جس مین مری اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ
رات کو برتن مین پیشاب کرنا درست ہے اور اس مین کسی کا خلاف مین نہین جانتا انتہے اور امام نسائی نے

حضرت عائشہ سے نکالا کہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصی بنایا حضرت علی کو آپ نے طشت منگوایا اوس میں پیشاب کرنے کے لیے اتنے میں آپ کا دم ٹوٹ گیا اور مجھے خبر نہ ہوئی تو آپ نے کس کو وصیت کی اور یہ حدیث صحیحین میں ہے اس میں پیشاب کا ذکر نہیں ہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وصیت نہ کی ہو جائز ہے کہ اوسکی خبر حضرت عائشہ کو نہ ہوئی ہو اور ہم نے اس مطلب کو ایک جداگانہ رسالہ میں لکھا ہے ۴۱ ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے انس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کا قصد کرتے تو اپنا کپڑا نہ اوٹھاتے یہانتک کہ زمین سے نزدیک ہو جاتے (تاکہ کشف عورت نہ ہو) ۴۲ ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے تھا اور بایاں ہاتھ پائخانے اور مکروہ کاموں کے لیے (جیسے ناک سنکنا وغیرہ) ۴۳ ترمذی نے حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمیوں کی عورت کی آڑ جنوں کی نگاہ سے یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی پائخانے جاوے تو بسم اللہ کہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اوسکا اسناد قوی نہیں ۴۴ ابوداؤد اور دارمی اور نسائی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانہ جاتے تو میں پانی لیکر آتا پیتل کے برتن میں یا چمڑے کے ڈول میں آپ استنجا کرتے پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے پھر میں دوسرا برتن لاتا آپ وضو کرتے ۴۵ ابوداؤد اور نسائی نے حکم بن سفیان سے حضرت جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکتے ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وضو کر کے پھر ایک چلو پانی لیکر اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیتے ۴۶ امام احمد اور دارقطنی نے زید بن حارثہ سے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے شروع وحی میں تو اونہوں نے آپ کو وضو اور نماز سکھلائی جب وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی کا لیا اور اپنی شرمگاہ پر چھڑکا تاکہ وسواس نہ رہے قطرہ آنے کا ۴۷ ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ جب وضو کرو تو پانی چھڑک لو اپنی شرمگاہ پر اسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے اس کے اسناد میں حسن بن علی ہاشمی ہے وہ منکر الحدیث ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے زید بن حارثہ سے جیسا اوپر گذرا اور کہا کہ حکم کیا مجھکو حضرت جبرئیل نے پانی چھڑکنے کا کپڑے کے نیچے اوس پیشاب کے لیے جو وضو کے بعد نکلے ۴۸ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تو حضرت عمر آپکے پیچھے کھڑے ہوئے ایک کوزہ پانی کا لیکر آپنے فرمایا یہ کیا ہے اے عمر اونہوں نے کہا پانی ہے آپ اوس سے وضو کریں آپنے فرمایا مجھے حکم نہیں ہوا کہ جب پیشاب کروں تو وضو کروں اور اگر میں ایسا کروں تو سنت ہو جاویگا ۴۹

طبرانی نے کبیر مین حذیفہ بن اسید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایذا دے مسلمانون کو ان کی رستہ مین اوسپر
واجب ہوئی لعنت انکی ٥٠ ابو داؤد نے مراسیل مین مکحول سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب کرا
نے سے مسجد کے دروازہ پر ٥١ طبرانی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبلہ کی طرف مونہ اور
پیٹھ نہ کرے پاخانے مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور ایک گناہ اوسکا مٹایا جاویگا منذری نے
کہا اوسکے راوی صحیح کے ہین ٥٢ طبرانی نے اوسط مین باسناد جید منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب
کرنے سے جاری پانی مین ٥٣ طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے عبد اللہ بن یزید سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب طشت کے اندر گھر مین نہ رکھا جاوے کیونکہ فرشتے اوس گھر مین نہین جاتے
جہان پیشاب اکٹھا ہو اور مت پیشاب کر اپنے نہانے کی جگہ مین منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے ٥٤
مقدام بن معدیکرب کی حدیث جو وضو مین گذری اوس مین یہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا منہ اور ہاتھ دہونے
کے بعد شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ترتیب وضو مین واجب نہین ہے اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن زید
کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین ہین کلی اور ناک مین پانی ڈالنا منہ دہونے سے پہلے مذکور ہے لیکن اون سے ترتیب
کا وجوب ثابت نہین ہوتا البتہ امام نسائی نے جابر سے نکالا حج کے باب مین کہ شروع کرو اوس سے جس سے اللہ نے شروع
کیا اگر اوسکو عام رکھین تو وضو مین بھی ترتیب واجب ہوگی اور روایت کیا دار قطنی نے عباس بن یزید کے طریق
سے ربیع بنت معوذ سے کہ اونہون نے ایک برتن نکالا اور کہا مین اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی نکالتی
تو آپ شروع کرتے پہلے دونو ہاتھ دہوتے برتن مین ڈالنے سے پہلے تین بار پھر وضو کرتے پھر اپنا منہ تین بار
دہوتے پھر کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے پھر دونو ہاتھ دہوتے پھر مسح کرتے سر پر آگے سے لیجاتے اور پیچھے
سے لاتے پھر دونو پاؤن دہوتے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد نے مختلف لفظون
اور طریقون سے لیکن سب کی سند مین عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے اور اوس مین گفتگو ہے اس حدیث سے بھی ترتیب
کا واجب نہونا ثابت ہوتا ہے اور روایت کیا طبرانی نے شامیون کی مسند مین حضرت علی سے اونہون نے
کہا کیا مین تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ دکھلاؤن ہمنے کہا ہان پھر آپنے لیے دونون پہونچے
دہوئے اور منہ تین بار اور دونو ہاتھ کہنیون تک تین تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور
کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار ایک پانی سے اور دونو پاؤن دہوئے تین بار اس سے بھی ترتیب
کا واجب نہونا ظاہر ہوتا ہے اور امام بخاری نے جو تیمم مین حدیث نقل کی اوس مین یہ ہے کہ پہلے ہاتھون کے

ف وضو مین ترتیب کا واجب نہونا

مسح کیا پہر منہ پر اور دار قطنی نے روایت کیا بسر بن سعید سے کہ حضرت عثمان مقاعد مین آئے تو وضو کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر تین بار منہ دہویا اور دونو ہاتہ تین بار اور دونو پاؤن تین تین بار پہر مسح کیا اپنے سر پر پہر کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکہا اے لوگو ایسا ہی آپ وضو کرتے تہے اونہون نے کہا ہان یہ کئی اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہون نے کہا واللہ اعلم ۵۵ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور شافعی اور ابن الجارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے لقیط بن صبرہ سے مین نے کہا یا رسول اللہ مجہ کو بتایئے وضو آپ نے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون مین اور اچہی طرح پانی ڈال ناک مین مگر جب تو روزہ سے ہو حافظ نے کہا صحیح کہا اوسکو ترمذی اور بغوی اور ابن القطان نے اور دولابی نے ثوری کے طریق سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے نکالا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اچہی طرح سے ناک بسنکو ابن القطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور سکوت کیا اوس سے حافظ اور منذری نے ۵۶ مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا یہ حدیث آگے مذکور ہوگی اس مین یہ ہے جب اپنا منہ دہوتا ہے جیسے اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا تو اوسکے منہ کے گناہ داڑہی کے کنارون سے گر جاتے ہین پانی کے ساتہ منتقی مین اس سے دلیل لی وضو مین اوس داڑہی کے دہونے پر جو لٹکی ہو شوکانی نے کہا اس مین اختلاف ہے مؤید باللہ اور ابوطالب اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جسقدر داڑہی لٹکتی ہے اوس کا دہونا واجب نہین اگر خلال ہو سکے بغیر دہونے کے اور ابوالعباس کے نزدیک واجب ہے اور یہی قول ہے شافعی کا ایک روایت مین اور انہون نے قیاس کیا اسکو بہوون کے بالون پر حالانکہ وہ منہ مین داخل ہین اور لٹکی داڑہی منہ مین داخل نہین ۵۷ منتقی مین دلیل لی اسپر گہنی داڑہی کے اندر پانی پہونچانا واجب نہین ابن عباس کی حدیث سے جو امام بخاری نے نکالی (اور اوپر گذر چکی) اوس مین یہ ہے کہ آپ نے ایک چلو لیا اور دوسرے ہاتھ پر اوسکو جہکا کر اوس سے منہ دہویا پہر چلو لیا اور اس سے داہنا ہاتہ دہویا اور یہ امر ثابت ہے کہ حضرت کی داڑہی گہنی تہی مسلم نے جابر سے نکالا کہ آپکے داڑہی کے بال بہت تہے اور بیہقی نے دلائل مین علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی داڑہی والے تہے اور ایک روایت مین گہنی داڑہی ہے اور ابن ابی ہالہ سے ایسا ہی اور حضرت عائشہ سے ایسا ہی اور ام معبد کی مشہور حدیث مین ہے کہ آپ کی داڑہی مین گہناپن تہا پس ظاہر ہے کہ ایک چلو پانی سے منہ بڑی مشکل سے دہویا جاتا ہے تو داڑہی کے اندر کہان سے پہونچے گا ۵۸ ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم اور دار قطنی اور

نے کہا روایت کیا اوسکو عقیلی نے ابن حزم نے کہا نہین متابعت کیجاتی اوسپر ۶۴ طبرانی نے معجم مین یعنی
معجم کبیر مین) اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے
اپنی داڑہی مین ۔ حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ۶۵ طبرانی نے اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین عبد اللہ
بن ابی اوفی سے کہ اونہون نے وضو کیا تین تین بار اور خلال کیا اپنی داڑہی کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکہا اوسکے اسناد مین ابو الورقا ہے جو روایت کرتا ہے ابن ابی اوفی سے وہ ضعیف
ہے ۶۶ طبرانی اور ابن عدی نے نکالا ابو الدرداء سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی داڑہی
کا اس روایت مین ہے بقصد وضوئہ اور کامل بن طلحہ نے زیادہ کیا ومسح راسہ بقصد ذراعیہ شوکانی نے
کہا طبرانی اور ابن عدی نے اوسکو نکالا اس لفظ سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی
داڑہی کا دو بار اور کہا ایسا ہی حکم کیا مجہکو میرے مالک نے اور اسکی اسناد مین تمام بن نجیح ہے اور وہ لین
الحدیث ہے ۶۷ طبرانی نے نکالا کعب بن عمرو سے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے وضو کیا اور مسح
کیا داڑہی کے اندر کیجانب کا اور گدی کا اور اوسکی اسناد مین مجہول ہے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی
نے ۶۸ بزار نے مسند مین ابو بکرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑہی کا سکوت
کیا اوس سے زیلعی اور حافظ نے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی نے ۶۹ ابن عدی نے جابر سے اونہون نے کہا نہ
وضو کرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبہی بار نہ ایک دو تین بار تو مین نے دیکہا آپ کو آپ خلال کرتے تہے اپنی
داڑہی کا انگلیون سے گویا وہ کہنگی ہے دندانے تہین اسکے اسناد مین اصرم بن غیاث نیشاپوری ہے ابن عدی
نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی سے کہ وہ متروک الحدیث ہے حافظ نے کہا اوسکی سند مین انقطاع
بہی ہے ابن عدی نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسے نسائی نے کہا ۷۰ حاکم نے مستدرک مین اور امام احمد نے مسند مین
حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے داڑہی کا حافظ نے کہا اوسکا اسناد حسن
ہے ۷۱ طبرانی نے معجم مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی
داڑہی کا اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور علت نکالی خالد بن الیاس عدوی سے اور کہا وہ
منکر الحدیث ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو بیہقی نے ۷۲ ابن عدی نے کامل مین نکالا جریر سے
اوسکی اسناد مین یسین زیات ہے وہ متروک ہے ۷۳ طبرانی نے معجم صغیر مین عبد اللہ بن عکبرہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرنا سنت ہے اوسکی اسناد مین عبد الکریم ابو امیہ ہے وہ ضعیف ہے اور

نہین ذکر کیا زیلعی نے جریر اور ابن عکبرہ کی حدیثون کو اور ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا مین نے اپنے باپ سے سُنا وہ
کہتے تہے داڑہی کے خلال مین کوئی حدیث ثابت نہین ہے اور عبد اللہ بن احمد حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ داڑہی
کے خلال مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور مترجم کہتا ہے ترمذی اور حاکم اور ابن قطان نے حضرت عثمان کی حدیث کو
صحیح کہا اور حافظ نے حضرت عائشہ کی حدیث کو حسن کہا اور جب ضعیف حدیث بہی بطول صحابیون سے مروی ہو تو وہ حسن
ہو جاتی ہے بالجملہ خلال داڑہی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جس محدث نے گمان کیا کہ وہ ثابت نہین
ہے اوس نے غور نہین کیا ان سب طریقون پر شوکانی نے کہا عترت اور حسن بن صالح اور ابو ثور اور ظاہریہ
کے نزدیک داڑہی کا خلال وضو اور غسل مین واجب ہے اور مالک اور شافعی اور ثوری اور اوزاعی کے نزدیک وضو
مین واجب نہین ہے اور مالک اور ایک جماعت اہل مدینہ کے نزدیک غسل مین بہی واجب نہین ہے اور شافعی اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور طبری اور
اکثر علما کے نزدیک غسل جنابت مین واجب ہے اور وضو مین واجب نہین ایسا ہی کہا ابن سید الناس نے شرح
ترمذی مین اور کہا اونہون نے فرق کیا وضو اور غسل مین کیونکہ غسل کے باب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر بال کے تلے جنابت ہے تو تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو اور وضو مین واجب ہونے کے لیے انہون نے
دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے جو اگلے باب مین گذری اور مروی ہے ابن عباس اور ابن عمر اور انس اور علی اور سعید بن جبیر اور ابو قلابہ اور مجاہد اور
ابن سیرین اور ضحاک اور ابراہیم نخعی سے کہ وہ خلال کرتے تہے اپنی ڈاڑہیون مین اور ابراہیم نخعی اور حسن اور ابن حنفیہ اور ابو العالیہ
اور ابو جعفر ہاشمی اور شعبی اور مجاہد اور قاسم اور ابن ابی لیلے سے منقول ہے کہ وہ خلال نہین کرتے تہے نکالا ان
اثرون کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سندون سے اور انصاف یہ ہے کہ خلال کا وجوب ثابت نہین ہوتا ان حدیثون سے
انتہے مختصراً ۱۴۷ امام احمد نے ابو امامہ سے اونہون نے بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا حال تو ذکر
کیا تین تین بار اور کہا آپ صاف کرتے تہے کویون کو یعنے آنکھون کے کونون کو جو ناک کی طرف ہین اور
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اوس مین یہ ہے کہ آپ مسح کرتے تہے کویون کا یعنے ملتے تہے اور حافظ نے
اوس مین کوئی علت بیان نہین کی مجمع الزوائد مین ہے کہ طبرانی نے اوسکو کبیر مین نکالا اور اسناد اوسکا
حسن ہے اور روایت کیا ابن حبان اور ابن ابی حاتم نے مرفوعاً جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ
یعنے آنکھون کے اندر پانی ڈالو اوسکی اسناد مین بختری بن عبیدہ بالاتفاق ضعیف ہے میزان مین ہے کہ
وکیع نے اوسکو ثقہ کہا اور ابن عدی نے کہا مین اوسکی کوئی حدیث منکر نہین جانتا شوکانی نے کہا جب

ف کویون کا دہونا یعنے ملنا صاف کرنیکے لیے

اوس مین اختلاف ہی تو اوسکی متفرد روایت حجت نہوگی اور بختری کی متابعت کی ابن ابی السری نے نکالا اوسکی
روایت کو ابن طاہر نے صفوۃ التصوف مین امام محمد نے کتاب الحجج مین کہا ابو حنیفہ نے کہا جو شخص جنابت سے غسل کرے
اوسکو یہ لازم نہین کہ اپنی آنکھون مین پانی ڈالے اور اہل مدینہ نے کہا کہ ابن عمر ایسا کرتے تہے لیکن اہل مدینہ نے
بہی اوسپر عمل نہین کیا اور کہا کہ ابن عمر سختی کرتے تہے وضو اور غسل مین انتہے مترجم کہتا ہے آنکھون کے اندر
پانی ڈالنا نہ وضو مین ضرور ہی نہ غسل مین اور جمہور علما کا یہی قول ہی اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد نے
ابن عباس سے کہ حضرت علی نے اونسے کہا مین تمہارے لیے وضو نہ کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین نے کہا کیون
نہین فدا ہون آپ پر مان باپ میرے پہر اونہون نے ایک برتن رکہا حضرت علی نے پہلے اپنے دونو ہاتہون کو دہویا
پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی پہر دونو ہاتہون سے پانی لیا اور اپنے منہ پر مارا اور اپنے انگہوٹہون
کو رکہا اوسپر جو سامنے ہی کانون سے یعنے اوس جگہہ پر جو کان اور رخسارے کے بیچ مین ہی پہر ایسا ہی کیا تین بار
پہر ایک چلو لیا داہنے ہاتہ سے اور اپنی پیشانی پر بہایا پہر اوسکو چہوڑ دیا بہتا ہوا منہ پر پہر داہنا ہاتہ دہویا کہنی
تک تین بار پہر بایان ہاتہ اسیطرح اور ذکر کیا باقی وضو کو یہ لفظ احمد کا ہے اور ابو داؤد کی حدیث مین آخر مین یہ ہی کہ
مسح کیا اپنے سر پر اور کانون کی پشت پر پہر دونون ہاتہ پانی مین ڈالے اور ایک لپ لیکر اپنے پاؤن پر مارا اوسمین
جوتا تہا تو دہویا اوس پاؤن کو جوتے کے اندر ہی پہر دوسرے پاؤن پر بہی ایسا ہی کیا ابن عباس نے کہا مین نے کہا
جوتون کے اندر اونہون نے کہا جوتون کے اندر تین بار ایسا ہی کہا منذری نے کہا اس حدیث مین گفتگو ہی اور ترمذی نے
کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے ضعیف کیا اور کہا مین نہین جانتا یہ کیا ہے شوکانی نے کہا اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کانون کا سامنے کا رخ منہ کے ساتہہ دہولیوے اور انکے پیچہے کے رخ پر مسح کرے سر کے ساتہہ
اور یہی قول ہے حسن بن صالح اور شعبی کا اور زہری اور داؤد کا یہ قول ہے کہ کان منہ مین داخل ہین تو منہ کے ساتہہ
دہونا چاہیے اور باقی لوگون کا یہ قول ہے کہ کان سر مین داخل ہین تو سر کے ساتہہ اونپر مسح کرنا چاہیے اور یہ بہی نکلا
کہ پیشانی پر ایک چلو پانی ڈالنا چاہیے لیکن منہ دہونے کے بعد نہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد جیسے عوام کرتے ہین اور
یہ بہی نکلا کہ پاؤن دہونے کے لیے جوتا اوتارنا ضرور نہین اور حافظ نے کہا کہ جوتی پر مسح کرنے کی روایت شاذ ہی
کیونکہ وہ ہشام بن سعد کے طریق سے ہے اور اوسکی روایت اکیلی حجت نہین اور ابو داؤد نے اس روایت کو ہشام
کے طریق سے نہین نکالا بلکہ محمد بن اسحاق کے طریق سے اور اس مین مشہور گفتگو ہے مترجم کہتا ہی جوتون کے مسح کا
ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہین (٥٧) ابن ماجہ اور دارمی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ف: انگلیون کا خلال

جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اسکی اسناد مین معمر بن محمد ہی اپنے باپ سے اور وہ دونون ضعیف ہین اور ذکر کیا اوسکو امام بخاری نے معلقًا ابن سیرین سے اور وہ اوپر گذرا شوکانی نے کہا کنگن وغیرہ جو تنگ ہوے وہ انگوٹھی کے مثل ہے ۷۷ لقیط بن صبرہ کی حدیث اوپر گذری ونگلیون کے خلال مین امام احمد نے کہا اوس کے اسناد مین عاصم ہی جس سے بہت روایت نہین ہوئی اور کہا جاتا ہے نہین روایت کی اوس سے کسی نے سوا اسماعیل بن کثیر کی کر زیلعی نے کہا اس باب مین لقیط کیحدیث سب سے بہتر ہے ترمذی نے کہا وہ حسن صحیح ہی اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہی اور نہین نکالا اوس کو بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ نہین روایت کی لقیط سی کسی نے یہ حدیث مگر ایک شخص نے یعنی عاصم نے ۷۸ امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو وضو کرے تو خلال کر اپنے دونو ہاتہ اور دونو پاؤن کی انگلیون کا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین صالح ہی مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے اوسکو حسن کہا کیونکہ روایت کیا اس کو موسی بن عقبہ نے صالح سی اور موسی نے اوس سے سنا ہی اختلاط سی پہلے ۷۹ امام ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نی نکالا مستورد بن شداد سی اونھون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنے پاؤن کی انگلیون مین خلال کرتے چھنگلیا سی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اوسکو نہین پہچانتے مگر ابن لہیعہ کے طریق سی اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد کے طریقون سی اور ابن القطان نے کہا کہ یہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق سی مروی ہی اور ابن لہیعہ ضعیف ہے مگر روایت کیا اوسکو اور شخص نے بہی تو حدیث صحیح ہو گئی صحیح اسناد سی پہر ذکر کیا اوسکو بیہقی کی سند سی شوکانی نے کہا متابعت کی ابن لہیعہ کی لیث بن سعد اور عمرو بن حارث نی نکالا اوسکو بیہقی اور ابو البشر دولابی اور دارقطنی نے غرائب مالک مین ابن وہب سے انہون نے ان تینون سی اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے انتہی ۸۰ امام احمد نے عبد اللہ بن زید بن عاصم سی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر ایسا کرنے لگے یعنی ملنے لگے ۸۰ دارقطنی نے حضرت عثمان سی کہ اونھون نے خلال کیا اپنے دونو پاؤن کی اونگلیون مین تین بار اور کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ۸۱ طبرانی نے ربیع بنت معوذ سی معجم اوسط مین حافظ نی کہا اسناد اوسکا ضعیف ہے ۸۲ دارقطنی نے کہا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی انگلیون مین نہ گھسے گی اون مین آگ قیامت کے دن اس کے اسناد مین عمر بن قیس ہے اور لقب اسکا سندل ہی احمد اور عمرو بن علی اور ابن ابی حاتم نے کہا وہ متروک ہی ۸۳ وائل بن حجر کیحدیث طبرانی کے معجم کبیر مین حافظ نی کہا وہ ضعیف ہی اور منقطع بہی ہی ۸۴

ابن مسعود نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اچھی طرح دہو انگلیون کو وضو مین ورنہ عذاب کی اون کو آگ اور
ایک لفظ مین ہی اچھی طرح دہو تم رہ کے ایک اپنی انگلیون کو اس سے پہلے کہ تکلیف دیوی اون کو آگ روایت کیا اسکو
زید بن ابی الزرقا نے نکالا اسکو طبرانی نے مرفوعًا اوسط مین اور موقوف کیا اوسکو معجم کبیر مین عبد اللہ بن مسعود پر
اور موقوف کا اسناد حسن ہے اور کبیر کی ایک موقوف روایت مین ہی کہ خلال کرو پانچون انگلیون کا نہ بہر یگا انکو
اللہ تعالی آگ سے ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث مرفوعًا منکر ہے حافظ نے کہا اور ثوری کی جامع مین اور مصنف
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ مین یہ حدیث موقوفًا مروی ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین عبد اللہ بن
مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو کیونکہ خلال کرنا پاکی ہے اور پاکی بلاتی ہے ایمان کیطرف
اور ایمان اپنے صاحب کے ساتہہ ہوگا جنت مین منذری نے کہا طبرانی نے معجم کبیر مین اوسکو موقوفًا نقل کیا باسناد
حسن اور وہی زیادہ ٹہیک ہے ۸۵ ابو ایوب سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر مین اور امام احمد
نے ابو ایوب اور عطا سے دونون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ہین وہ لوگ میری امت کے جو خلال
کرتے ہین وضو اور کہانے مین اور روایت کیا طبرانی نے کبیر مین ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ہمارے
اوپر تو فرمایا اچھے ہین خلال کرنے والے میری امت مین صحابہ نے عرض کیا خلال کرنے والے کون ہین یا رسول
اللہ آپ نے فرمایا جو خلال کرتے ہین وضو اور کہانے مین لیکن خلال وضو کا تو کلی ہے اور ناک مین پانی ڈالنا
اور انگلیون کے بیچ مین اور خلال کہانے کا کہانے سے ہی اور دونون فرشتون پر کوئی چیز اس سے زیادہ دشوار
نہین کہ وہ اپنے صاحب کے دانتون مین کچہ کہانا دیکہین جب وہ نماز پڑہ رہا ہو ۸۶ طبرانی نے اوسط مین
انس سے مانند حدیث ابو ایوب کے منذری نے کہا مدار اون کے طریقون کا واصل بن عبد الرحمان قاشی پر
ہے ثقہ کہا اوسکو شعبہ وغیرہ نے ۸۷ ابو رافع سے روایت کی امام احمد اور دارقطنی نے اوسکی اسناد مین
معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے وہ منکر الحدیث ہی ۸۸ دارقطنی نے سنن مین ابو ہریرہ سے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی اونگلیون کو نہ خلال کریگی اون مین آگ قیامت کے دن زیلعی
نے کہا اوس کے اسناد مین یحیی بن میمون تمار ہے ابن ابی حاتم نے عمرو بن علی سے نقل کیا کہ وہ کذاب تہا اس
نے علی بن زید سے موضوع حدیثین نقل کی ہین زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث نقل کی کہ خلال کرو
اپنی اونگلیون مین اس سے پہلے کہ خلال کرے اون مین جہنم کی آگ تو وہ غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی شوکانی
نے کہا یہ سب حدیثین پاؤن کی اور ہاتہہ کی اونگلیون کا خلال ثابت کرتی ہین اور ایک دوسری کو قوت

دی ہین اور ان احادیث سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے اور ابن سید الناس نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک پاؤن کی
اونگلیون کا خلال سنت ہے جب پانی اونگلیون کے اندر بغیر خلال کے پہونچ جاوے ورنہ واجب ہے اور حدیث سے دونون حال
مین وجوب نکلتا ہے ہاتھ اور پاؤن دونو کی انگلیون کا ۸۹ کانون کے مسح مین علما کا اختلاف ہے بعض
کہتے ہین کہ کان سر مین داخل ہین تو اون کا مسح سر کے ساتھ کرنا چاہیے اور یہی قول ہے سفیان اور ابن المبارک اور ابو حنیفہ
اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث اور جمہور علما کا اور بعض کہتے ہین کہ وہ منہ مین داخل ہین اور بعض کہتے ہین انکا
سامنے کا جانب منہ مین داخل ہے اور پیچھے کا جانب سر مین اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کا مسح واجب ہے یا سنت
تو قاسمیہ اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے باقی لوگون کے نزدیک مستحب ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ
اور اصحاب حدیث کا تیسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے یا سر کے مسح کا پانی کافی ہے تو
مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور اور مؤید باللہ کا یہ قول ہے کہ نیا پانی لینا چاہیے اور ہادی اور ثوری اور ابو حنیفہ
اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ ایک ہی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور اس باب مین جو امام
ابو حنیفہ کا مذہب ہے وہی اہلحدیث کا بھی قول ہے اور وہی راجح ہے از روی دلائل کے اور وہی حق ہے اور مذہب مالک
اور شافعی کا غلط اور مرجوح ہے اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین حضرت عثمان کی حدیث جو اوپر
گذری سنن ابو داؤد مین اور صحیح مسلم مین بھی یہ ہے کہ پھر اونہون نے پانی لیا اور مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پر
تو دہویا اونکے اندر اور باہر کو ایک ہی بار اور یہ سب دلیلون سے زیادہ قوی ہے اس باب مین حضرت ابن
عباس کی حدیث احمد اور ابو داؤد نے نکالی کہ اونہون نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے پھر بیان کیا سارا
وضو تین تین بار اور کہا مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پر ایک ہی مسح اس حدیث مین دارقطنی نے علت نکالی اور ابو
الحسن بن قطان نے دارقطنی کا رد کیا اور کہا جو علت اونہون نے بیان کی وہ علت نہین ہے اور حدیث صحیح ہے یا حسن
زیلعی نے کہا کہ اوسکے اسناد مین عباد بن منصور ہے اوس مین کچھ گفتگو ہے مین کہتا ہون عباد بن منصور کی توثیق
کی بہت علما نے اور حدیث اوسکی کسی حال مین حسن سے کم نہین ہے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو امام نسائی نے زید
بن اسلم سے اونہون نے عطا بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے اوس مین یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون
پر کانون کے اندر کی جانب کلمہ کی اونگلیون سے اور اوپر کی جانب دونو انگھوٹون سے اور طحاوی کی روایت مین ہے کہ پھر
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون پر ایک بار اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا دونو
کانون پر تو کلمہ کی اونگلیون کو اونکے اندر ڈالا اور انگھوٹون کو کانون کی پشت کی طرف لگئے اور مسح کیا کانون

ف ۸۹ مسح الاذنین

کے اندر کیجانب اور پشت کیجانب آنا مروی ہے کہ ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم
نے مستدرک میں اوس میں یہ ہے کہ ابن عباس نے کہا کیا میں تم کو نہ بتاؤن وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر ذکر کیا حدیث
کو اوس میں یہ ہے کہ پھر ایک چلو لیا اور مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانون پر آنا میں ہے کہ نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اپنی اپنی صحیح میں اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن میں اوس میں یہ ہے پھر ایک مٹھی لی پانی کی اور ہاتھ جھاڑ
دیا پھر مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانونپر اور یہ حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نکالا پر اوس میں کانون
کے مسح کا ذکر نہیں ہے اور امام نسائی نے اس حدیث کے لیے یہ باب باندھا باب کانون کے مسح میں سر کے ساتھ اور یہ بیان
کہ کان سر میں داخل ہیں ابو امامہ کی حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالی حماد بن زید سے اونہون نے سنان بن
ربیعہ سے اونہون نے شہر بن حوشب سے اونہون نے ابو امامہ سے اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے
منہ کو تین بار دھویا اور دونون ہاتھون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور فرمایا کہ دونو کان سر میں ہیں اور ابن ماجہ
کی روایت میں ہے کہ دونو کان سر میں سے ہیں اور آپ مسح کرتے تھے اپنے سر پر ایک بار اور مسح کرتے تھے دونو کانون
کا اندر باہر سے ابو داؤد اور ترمذی نے کہا قتیبہ نے کہا حماد نے کہا میں نہیں جانتا یہ جملہ کہ دونو کان سر میں ہیں حضرت
کا قول ہے یا ابو امامہ کا ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد قوی نہیں ہے حالانکہ ترمذی نے دوسرے مقام پر ایسی اسناد
کو صحیح کہا اور یہ تعجب ہے اون سے اللہ اونپر رحم کرے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن میں اور کہا اسکا مرفوع
کرنا وہم ہے اور شہر بن حوشب قوی نہیں ہے اور موقوف کیا اوسکو سلیمان بن حرب نے اور وہ ثقہ ہے پھر نکالا اوسکو
سلیمان کے طریق سے اوس میں یہ ہے کہ ابو امامہ نے کہا دونو کان سر میں سے ہیں اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار میں اوس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا دونون کانون کا سر کے ساتھ اور فرمایا
دونون کان سر میں سے ہیں اور اسناد میں اسکے وہی شہر بن حوشب ہے حافظ نے کہا یہ جملہ کان سر میں سے ہیں اس
حدیث میں مدرج ہے ابن دقیق العید نے امام میں کہا اس حدیث میں دو علتیں کی گئیں ایک تو کلام شہر بن حوشب
میں دوسرے شک اوسکے رفع میں لیکن شہر کو ثقہ کہا احمد اور یحیی عجلی اور یعقوب بن شیبہ اور سنان بن ربیعہ نے
اور امام بخاری نے اوس سے روایت کی اور اگرچہ وہ ضعیف کیا گیا مگر ابن عدی نے کہا میں امید کرتا ہون کہ اس
میں کوئی قباحت نہیں اور ابن معین نے کہا وہ قوی نہیں تو ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے ابن القطان نے کتاب
الوہم والایہام میں کہا شہر بن حوشب کو بعضون نے ضعیف کیا اور بعضون نے ثقہ کہا اور ثقہ کہا اوسکو احمد بن
حنبل اور ابن معین نے اور ابو زرعہ نے کہا اسمین کوئی قباحت نہیں اور ابو حاتم نے کہا وہ ابو الزبیر وغیرہ سے

کم نہین اور مین اوسکی ضعف کی کوئی وجہ نہین جانتا اور یہ جو لوگون نے بیان کیا ہے کہ وہ لشکریون کا سا لباس پہنتا تھا اور انکا
جھیس بنتا تھا اور گانا مزامیر کے ساتھ سنتا اور اوسنے بیت المال مین سے روپیون کی تھیلی چرالی تو یہ روایتین صحیح نہین
ہین یا محمول ہین ایسے محل پر جو ضرر نہین کرتا کیونکہ گانا مع المزامیر مختلف فیہ ہے ایک جماعت علما اوسکی اباحت
کی طرف گئی ہے) اور تھیلی چرانے کی حکایت محض جھوٹ اور شاعر کی بندش ہے وہ یہ کہ شہر بیت المال پر تھا اوسنے
ایک تھیلی روپیون کی پار کردی تو شاعر نے اسکے باب مین کہا بیت لَقَدْ بَاعَ شَهْرٌ دِيْنَهُ بِخَرِيْطَةٍ
فَمَنْ يَأْمَنُ الْقُرَّاءَ بَعْدَكَ يَا شَهْرُ تمام ہوا کلام ابن القطان کا زیلعی نے کہا امام ترمذی نے شہر بن حوشب
کی روایت کو ام سلمہ سے صحیح کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر ایک کملی
لپیٹی پھر فرمایا یہ میری اہل بیت ہین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ یہ حدیث کان
سر مین سے ہین مشہور سنا اوسکا حماد بن زید سے ہے اوسنے سنان بن ربیعہ سے اوسنے شہر بن حوشب سے اوسنے
ابو امامہ سے اور حماد نے شک کی اوسکی رفع مین قتیبہ نے یہ نقل کیا حماد سے اور سلیمان بن حرب نے حماد سے روایت
کیا کہ یہ ابو امامہ کا قول ہے انتہے زیلعی نے کہا حماد بن زید سے حدیث مین اختلاف ہے تو وقف کیا اوسکو ابن حرب نے
اور رفع کیا اوسکو ابو الربیع نے (اور یحیے بن حسان نے امام طحاوی کی روایت مین) اور اختلاف ہوا ہے اسمین
مسدد پر حماد سے تو وقف اور رفع دونو منقول ہین اور جب ثقہ ایک حدیث کو رفع کرے اور دوسرا ثقہ اوسکو
وقف کرے یا ایک ہی شخص کبھی رفع کرے کبھی وقف تو رفع کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ اوس مین
زیادۃ ہے اور یہ قرین قیاس ہے کہ بعض اوقات مین آدمی ایک ہی حدیث کو مرفوع کرے اور بعض اوقات
مین موقوف اور یہ اولی ہے راوی ثقہ کو غلطی کیطرف نسبت کرنے سے مترجم کہتا ہے زیلعی گو حنفی ہین
پر اس مقام مین اون کی یہ تقریر حق ہے اور دارقطنی اور بیہقی اور حافظ ابن حجر کی تقریرون مین شافعی
کے مذہب کی رعایت ہے جب یہ جملہ دوسرے ثقہ راوی کے طریق سے مرفوع ہے اور دوسری متعدد روایتین
جو آگے مذکور ہونگی وہ اس جملہ کی رفع کی تائید اور تصریح کرتی ہین تو کوئی وجہ نہین کہ قتیبہ نے صرف جو رفع مین شک
نقل کی اسکی بنا پر ہم یہ یقین کرلین کہ یہ جملہ حدیث مین مدرج ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہین اور تعجب ہے
حافظ ابن حجر سے کہ اونھون نے بغیر دلیل کے اس جملہ کے مدرج ہونیکا یقین کرلیا اور امام شوکانی نے اون کے قول
پر سکوت کیا حالانکہ قول حافظ صاحب کا اس مقام مین صریح غلط اور دوسری روایتون کے خلاف ہے عبد الصمد
بن زید کیحدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی سوید بن سعید سے انھون نے یحیے بن زکریا بن ابی زائدہ سے انھون نے

شعبہ سے اونہون نے حبیب بن زید سے اونہون نے عباد بن تمیم سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دونون کان سر مین سے ہین زیلعی نے کہا یہ عمدہ اسناد ہے اس باب مین کیونکہ متصل ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین ابن ابی زائدہ اور شعبہ اور عباد سے تو بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے اور حبیب کو ابن حبان نے ثقات مین کہا تبع تابعین مین اور سوید بن سعید سے امام مسلم نے حجت لی (جزری نے حصن حصین مین کہا کہ وہ ثقہ ہے) ابن عباس کی دوسری حدیث جو دارقطنی نے نکالی ابو کامل جحدری سے اوس نے غندر سے اوس نے ابن جریج سے اوس نے عطا سے اوس نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونو کان سر مین سے ہین ابن القطان نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور دارقطنی نے اوس مین علت نکالی کہ اوسکے اسناد مین اضطراب ہے اور کہا کہ اسحدیث کا مسند کرنا وہم ہے اور یہ حدیث مرسل ہی ہے پھر نکالا اوسکو ابن جریج سے اونہون نے سلیمان بن موسی سے اونہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور متابعت کی عبد الحق نے دارقطنی کی اور کہا کہ ابن جریج جو اس حدیث کا مدار ہے اوسکو سلیمان بن موسی اون سے مرسلاً روایت کرتا ہے پھر عبد الحق نے کہا یہ کچھ قدح نہین ہے اور کونسا امر مانع ہے کہ یہ حدیث مسنداً اور مرسلاً دونون طرح مروی ہو اور امام بیہقی نے عبد اللہ بن زید اور ابن عباس کی حدیث کا بیان نہین کیا اور صرف ابو امامہ کی حدیث کا ذکر کیا اور گمان کیا کہ وہی مشہور حدیث ہے اس باب مین حالانکہ یہ دونون حدیثین اوس سے بہتر ہین اسناد مین اور بیان سے معلوم ہوتا ہے امام بیہقی کا حال کذا قال الزیلعی مترجم کہتا ہے امام طحاوی جیسے حنفیہ کی تائید مین بعض مقامون مین انصاف سے چشم پوشی کرتے ہین ویسے ہی امام بیہقی کتاب المعرفہ اور سنن مین شافعیہ کی تائید مین جہانتک ہو سکتا ہے زور لگاتے ہین اور امام زیلعی اور شوکانی اور حافظ ابن حجر اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور امام نووی اور ابن جوزی رحمہم اللہ سب کے دلائل لکھدیتے ہین اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور شوکانی تو نہ حنفی ہین غرض سب کہتے ہین نہ شافعی ہین بلکہ جو حق اور راجح ہو اوسی کی تائید کرتے ہین اور یہی عمدہ طریقہ ہے اللہ تعالی ان سب کے درجہ بلند کرے اور اونکو جنۃ الفردوس مین اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوار نصیب کرے اور ہم گنہگارون کی ان بزرگون کے طفیل سے مغفرت کرے آمین یا رب العالمین۔ ابو ہریرہ کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونو کان سر مین سے ہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اوسی سند سے اور کہا کہ عمرو بن الحصین اور ابن علاثہ دونون ضعیف ہین پھر نکالا اوسکو بختری بن عبید سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور کہا کہ بختری ضعیف ہے اور اسکا باپ مجہول ہے پھر نکالا اوسکو علی بن ہاشم سے اونہون نے اسماعیل بن مسلم مکی سے

اونہون نے عطا سے اونہون نے ابوہریرہ سے اور کہا کہ اسمٰعیل بن مسلم ضعیف ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اسی
اسناد سے اور علت نکالی علی بن ہاشم کی اور کہا وہ کٹر شیعہ تہا اور منکر اور ضعیف الحدیث تہا اور سندون کو پلٹ دیتا
تہا ابوموسیٰ کی حدیث دارقطنی نے اور طبرانی نے نکالی اشعث بن سوار سے اوس نے حسن سے اوس نے ابوموسیٰ سے مرفوعًا دارقطنی
نے کہا حسن نے ابوموسیٰ سے نہین سنا اور صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے پہر نکالا اوسکو موقوفًا اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے
اپنی کتاب مین اور علت نکالی اشعث سے اور کہا وہ ضعیف ہے نہین متابعت کیا جاتا اس روایت پر اور ابن عدی نے
کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین پائی البتہ وہ بعض حدیثون مین دوسرون کا خلاف کرتا ہے اور اور لوگ
اس حدیث کو موقوفًا روایت کرتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ اوسکی حدیث لکہی جاویگی **ابن عمر** کی حدیث دارقطنی نے
نکالی کئی طریقون سے ایک اسامہ بن زید سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا یہ وہم ہے اور صواب اسامہ بن زید
سے اوس نے ہلال بن اسامہ فہری سے اوس نے ابن عمر سے موقوفًا ہے پہر نکالا اوسکو اسیطرح دوسرے قاسم بن یحییٰ بن
یونس بن زار سے اوس نے اسماعیل بن عیاش سے انہنے یحییٰ بن سعید سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا کہ قاسم
بن یحییٰ ضعیف ہے اور صحیح اوسکا وقف ہے تیسرے عبدالرزاق سے اونہون نے عبیداللہ سے اونہون نے نافع سے انہون نے
ابن عمر سے اور کہا کہ یہ وہم ہے دو وجہون سے ایک تو عبیداللہ کہنا دوسرے اسکا رفع کرنا اور اسکو روایت کیا عبدالرزاق
نے عبداللہ بن عمر سے انہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے موقوفًا پہر نکالا اوسکو اسیطرح چوتہی محمد بن فضل سے انہون نے
زید عمی سے اوس نے مجاہد سے اوس نے ابن عمر سے اور کہا کہ محمد بن فضل متروک ہے **انس** کی حدیث دارقطنی نے نکالی
عفان بن یسار سے اونہون نے عبدالحکم سے اونہون نے انس بن مالک سے مرفوعًا پہر کہا عبدالحکم سے حجت نہ لی جاوے گی
حضرت عائشہ کی حدیث دارقطنی نے نکالی ابن جریج سے اوس نے سلیمان بن موسیٰ سے اوس نے زہری سے اوس نے عروہ
سے اوس نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعًا اور کہا کہ یہ حدیث مرسلًا سلیمان بن موسیٰ سے زیادہ صحیح ہے جیسے اوپر گذرا
زیلعی نے کہا اسکی سند مین محمد بن ازہر ہے امام احمد نے اوسکو کذاب کہا اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے **ربیع**
بنت معوذ بن عفراء کی حدیث اونہون نے دیکہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے اور کہا پہر مسح کیا آپ نے اپنے سرکا
آگے اور پیچہے کا اور کنپٹیون کا اور دونون کانون کا ایکبار نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم
مین اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے دونون کانون پر اپنے اخیر سر کے ساتہ اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی
الآثار مین اس مین یہ ہے کہ پہر مسح کیا اپنے سرکا بالون کی سیدہ پر اور مسح کیا دونو کنپٹیون کا اور دونو کانون کا اوپر
کیطرف اور اندر کی طرف اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور ابن عجلان زیلعی نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل

میں بھی گفتگو ہے عبد اللہ صنابحی کی حدیث وضو کی فضیلت میں اوسمیں ہے کہ جب بندہ مسح کرتا ہے تو گناہ اوسکے سر سے نکل جاتے ہیں یہانتک کہ
اوسکے کانوں سے نکل جاتے ہیں روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں کہا یہ حدیث دلیل ہے ابو حنیفہ کے
مذہب پر اور روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے مالک کے طریق سے عبد الحق نے احکام میں کہا کہ عبد اللہ صنابحی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں کی اور بعضوں نے اوسکو ابو عبد اللہ کہا ہے اور یہی ٹھیک ہے اور اوسکا نام عبد الرحمن
بن عسیلہ ہے مقدام بن معدیکرب کی حدیث ابو داؤد اور طحاوی نے نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا وضو
کرتے ہوئے جب آپ سر کے مسح کو پہونچے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں آگے کے سر پر رکھیں پھر اون کو پھرایا یہانتک کہ گدی تک
پہونچے پھر پھیر لائے ہاتھوں کو جہاں سے شروع کیا تھا اور مسح کیا اپنے دونوں کانوں پر باہر اور اندر کیطرف ایکبار یہ لفظ
طحاوی کا ہے ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اپنی دونوں انگلیاں کانوں کے دونوں سوراخ میں ڈالیں حافظ
نے کہا اسناد اوسکا حسن ہے اور نووی نے ابن الصلاح کی متابعت سے حدیث کو نسبت دی نسائی کیطرف اور
دہم عباد بن تمیم کی حدیث اپنے باپ سے نکالا اوسکو طحاوی نے کہ اونہوں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو
کرتے ہوئے پھر آپ نے مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں کا اندر اور باہر کیطرف عبد اللہ بن زید کی دوسری حدیث
طحاوی نے نکالی میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنے دونوں کانوں
کو ملا مسح کے وقت عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا
وضو کیونکر ہے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا تو دونوں کلمے کی انگلیاں کانوں کے اندر ڈالیں اور مسح کیا اپنے
دونوں انگوٹھوں سے کانوں کے اوپر کیجانب کا اور کلمے کی انگلیوں سے اندر کیجانب کا مصحح نے کہا نکالا اوسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور اسناد اوسکا حسن ہے اور کہا کہ اس باب میں صحابہ سے بھی آثار مروی ہیں پھر نکالا
اپنی سند سے انس بن مالک سے کہ اونہوں نے وضو کیا تو مسح کیا دونوں کانوں کا اندر اور باہر کیطرف سر کے ساتھ
اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود حکم کرتے تھے کانوں کے مسح کا اور ابن عباس سے کہ اونہوں نے وضو کیا تو مسح کیا دونوں
کانوں کے اندر اور باہر اور ابن عمر سے باسناد صحیح کہ وہ کہتے تھے دونوں کان سر میں داخل ہیں تو مسح کر دونوں کا
اور دوسری سند سے کہ اونہوں نے کہا دونوں کان سر میں ہیں اور تیسری سند سے کہ ابن عمر مسح کرتے تھے دونوں
کانوں پر اندر کیجانب اور اوپر کیجانب اور پیروی کرتے تھے اوس سے شکنوں کی مسح کانوں کے کہا امام نسائی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور دونوں کانوں کا اندر کیجانب دونوں
کلمے کی انگلیوں سے اور اوپر کیجانب دونوں انگوٹھوں سے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اور نکالا

اور اسکو ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے بالفاظ مختلفہ ابن مندہ نے کہا کانوں کے مسح کی کیفیت صرف اسی طریق سے
ثابت ہے حافظ زکی نے کہا شاید مراد ابن مندہ کی یہ ہے کہ اس تفصیل اور اس طور سے مسح صحیح ثابت ہے حافظ نے تاویل کی ابن مندہ
کے کلام کی اور جب بھی یہ کلام غلط ہوتا ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے جو اوپر ہم نے بیان کی اور حاکم نے مستدرک
میں مسح کی کیفیت ربیع بنت معوذ سے اور انس سے مرفوعاً روایت کی اور صواب ابن مسعود سے ہے موقوفاً اور احمد اور
حاکم اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کی انتہی مختصراً التحفہ القفین ودلیل انکی یہ حضرت علی کی حدیث ہے جسکو
نکالا طحاوی وغیرہ نے اوس میں یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر اور کانوں کی پشت کا تو معلوم ہوا کہ سامنے کا رخ کانوں
کا منہ کے ساتھ دھویا اور جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ کانوں کے سامنے کا رخ منہ میں داخل ہے اور اس
روایت میں اوسکے مسح کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علی نے اوسپر مسح نہ کیا ہو اور خود طحاوی نے
باسناد صحیح حضرت عثمان سے روایت کیا یہ کہ انہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں کا اندر اور باہر کے
جانب اور کہا ایسا ہی دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے تو جائز ہے کہ راوی اوسکو نقل
کرنا بھول گیا ہو علاوہ اسکے کانوں کا مسح نہ جب نہیں آیا احتمال ہے کہ حضرت علی نے انکے سامنے کے رخ
کا مسح ترک کیا ہو سوا اسکے ابن عباس نے یہ حدیث کو حضرت علی سے روایت کیا اور ابن عباس سے خود ثابت ہے کہ
انہوں نے مسح کیا اپنے کانوں کے اندر اور باہر جیسے اوپر گذرا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اوس احتمال کی جو
ہم نے ذکر کیا اور دلیل لیتے ہیں جو مسلم نے روایت کی حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے
ہوتے تو فرماتے وَجَّہْتُ وَجْہِیَ اور اسکے اخیر میں یہ ہے کہ آپ فرماتے سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ
تو سمع یعنے کان کو وجہ میں داخل کیا اور یہ دلیل بہ نسبت قوی ہے مگر جواب دے سکتے ہیں اسطرح کہ وجہ سے
یہاں سارا سر مراد ہے اور دلیل لیتے ہیں اوس سے جو سنن والوں نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ قرآن کے سجدے
میں فرماتے سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ
اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اور کہا حاکم نے کہ یہ زیادہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور جواب وہی جو گذرا زیلعی نے کہا شعبی
نے ان حدیثوں اور اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ دونوں پر عمل کیا اور کانوں کو دھو لیتے تھے منہ کے ساتھ اور اونپر مسح
بھی کرتے تھے سر کے ساتھ تو انکے سامنے کے رخ کو منہ میں داخل کرتے اور پیچھے کے رخ کو سر میں اور دلیل
لیتے ہیں اوس سے جو حاکم نے نکالا مستدرک میں حرملہ سے انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے حبان بن واسع سے
انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سنا عبد اللہ بن زید سے انہوں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے

ہوئی تو آپنے اپنے کانون کے لیے جدا پانی لیا یعنے سوا اوس پانی کے جو سر کے لیے لیا تھا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہی امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین حاکم کے طریق سی اسی سند اور متن سی اور کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہی شوکانی نے کہا اور نکالا اوسکو بیہقی نے عثمان دارمی کے طریق سی اونہون نے ہیثم بن خارجہ سی اونہون نے ابن وہب سے اوس مین یہ ہے کہ پہر لیا اپنے دونون کانون کے لیے پانی جدا اوس پانی سے جو لیا اپنے سر کے لیے اور کہا یہ اسناد صحیح ہی اور ذکر کیا اسحدیث کو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین اور یہ غلطی ہی عبد الحق کی اور عجب ہے اون کا کیونکہ حاکم نے اسحدیث کو مستدرک مین روایت کیا اور صحیح کہا اور جواب یہ ہے کہ شیخ تقے الدین نے امام مین کہا کہ مینے ابن قتیبہ کی روایت حرملہ سی اسی اسناد سی یون پائی کہ مسح کیا اپنے سر پر نئے پانی سے سوا اوس پانی کے جو ہاتھون کے دہونے سی بچا تہا اور کانون کا ذکر نہین کیا حافظ نے کہا ایسا ہی روایت کیا ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابن سلم سے اونہون نے حرملہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے علی بن خشرم سی اونہون نے ابن وہب سے اور محفوظ یہی ہی جو امام مسلم نے نکالا اسی طریق سی کہ مسح کیا اپنے سر پر اس پانی کے سوا سی جو بچا تہا ہاتہ دہونے سے پس یہ حدیث معلول ہوئی اس صورت مین رہا یہ عمل اسحدیث پر جو ابن عباس اور ربیع سے منقول ہے اور دلیل لیتے ہین اوس سے جو نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کیا انہون نے جناب رسول مقبول محمد مصطفے خاتم انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے ایسا ہی کہا عبد الحق نے احکام مین کہ کانون کے لیے نیا پانی لینا نمران بن جاریہ کی حدیث مین وارد ہوا **اور جواب** یہ ہے کہ ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ اسحدیث کا کہین پتہ نہین نہ ضعیف سند سی نہ صحیح سند سے اور عبد الحق نے یہ نہین لکہا کہ اوسکو کس نے روایت کیا اور شاید اونکو دہوکا ہو گیا نمران بن جاریہ کی اسحدیث سی جسکو طبرانی نے نکالا معجم مین اوس مین یہی کہ سر کے لیے نیا پانی لو لیکن کانو کے لیے نیا پانی لینا تو میرے علم مین کہین منقول نہین شوکانی نے کہا نمران بن جاریہ کی حدیث کو بزار نے بہی نکالا اوس مین یہ ہے کہ سر کے لیے نیا پانی لے اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کی اوس اثر سی جسکو نکالا امام مالک نے موطا مین کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنے کانون کے لیے انگلیون سے پانی لیتے اور روایت کیا اوسکو امام بیہقی نے مالک کے طریق سی اوس مین یہ ہے کہ وہ اپنی دو انگلیون کو پانی مین پہیر ڈالتے اور ان سی کانون کا مسح کرتے **اور جواب** یہ ہی کہ ابن عمر کا موقوف اثر اتنی احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ کی خلاف حجت نہین ہو علاوہ اس کے ابن عمر سے ایک مرفوع حدیث اسکی خلاف وارد ہی جو اوپر گذری اور طحاوی نے اوسکو روایت کیا باسناد صحیح کہ کان سر مین داخل ہین زیلعی نے کہا ہماری اصحاب کا قول اولی ہی کیونکہ اودہر روایتیں بہت ہین اور طریقی

بہت ہیں اور ابن عمر نے جو نیا پانی لیا تو بیان جواز کے لیے اور اسمین خلاف نہین بحث اولویت مین ہی تو مستحب یہی ہے کہ سر کے ساتھ ہی کانون کا مسح کرے اور یہی مختار ہے ابن قیم نے زاد المعاد مین کہا کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی لینا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوا البتہ ابن عمر سے ثابت ہوا انتہی شوکانی نے کہا جو لوگ کانون کا مسح واجب کہتے ہین اونکی دلیل قوی نہین ہے اور استحباب اسکا یقینی ہے اور وہی صحیح ہے جو وجوب کے کہنے والے کہتے ہین کہ جب کان سر مین داخل ہوئے ان حدیثون سے تو سر کا مسح واجب ہے بنص قرآنی سے پس کانون کا بھی واجب ہوگا اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیثین وجوب ثابت کرنے کے لائق نہین اور بنص قرآن سے کل سر کے مسح کا کیا ثبوت ہے واللہ اعلم

۹۰ کنپٹیون کے مسح مین ربیع کی حدیث اوپر گذری کہ حضرت کو مین نے دیکھا آپ نے وضو کیا پھر مسح کیا اپنے سر کا تو مسح کیا سامنے سے پیچھے تک اور پیچھے سے سامنے تک اور دونو کنپٹیون اور کانون پر ایک بار روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے کنپٹی وہ مقام جو کان اور آنکھ کے بیچ مین ہے جہان پر بال لٹکتے ہین

۹۱ ابوداود اور امام احمد نے لیث سے اونھون نے طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے انھون نے دادا سے اونھون نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے سر کا یہان تک کہ پہونچے سر کے پیچھے اور جو اوس کے قریب ہے گردن کے شروع تک یعنی گردن کے اگلے کے حصے تک اوسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے وہ ضعیف ہے ابن حبان نے کہا وہ سندون کو پلٹ دیتا تھا اور مرسل حدیثون کو مرفوع کر دیتا تھا اور ثقات سے وہ نقل کرتا جو اونھون نے روایت نہین کیا ترک کیا اوسکو یحیی بن سعید قطان اور ابن مہدی اور ابن معین اور احمد بن حنبل نے نووی نے تہذیب الاسماء مین کہا اتفاق ہے اوسکے ضعف پر ابوداود نے کہا ابن عیینہ اس حدیث کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے یہ کیا ہے طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ اور ایسا ہی نقل کیا عثمان دارمی نے علی بن المدینی سے اور زیادہ کیا کہ مین نے عبدالرحمان بن مہدی سے پوچھا اوسکے دادا کا نام اونھون نے کہا عمرو بن کعب یا کعب بن عمرو اور وہ صحابی تھا اور دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ محدثین کہتے ہین کہ طلحہ کے دادا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور اوسکے گھر والے کہتے ہین کہ وہ صحابی نہ تھا خلال نے کہا مین نے ابوداود سے سنا وہ کہتے تھے مین نے ایک شخص سے سنا طلحہ کی اولاد مین سے وہ کہتا تھا کہ اوسکا دادا صحابی تھا ابن ابی حاتم نے علل مین کہا مین نے اپنے باپ سے پوچھا اوسکو انھون نے کہا یہ ثابت نہین اور کہا ایسا کہتے ہین کہ طلحہ الضار مین سے ایک شخص تھا اور بعضون نے کہا مصرف کا بیٹا تھا اور جو مصرف کا بیٹا ہوتا تو اس مین اختلاف نہ ہوتا ابن القطان نے کہا اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مصرف بن عمرو طلحہ کا باپ مجہول ہے اور یہ معلوم ہوا کہ وہ مصرف کا بیٹا ہے

ف کنپٹیون کا مسح

ف گردن کا مسح

نصیر بحر کی اسکی ابن السکن اور بارودی نے کتاب اولاد المحدثین میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی خیثمہ نے اور انہوں نے زبل ۹۱ حدیث کعب
بن عمرو کی جو اوپر گذری کہ مسح کیا حضرت نے ڈاڑھی کے اندر کی جانب کا اور گدی کا یعنی ترجمہ پشت گردن نکالا اسکو طبرانی نے اور اسکی اسناد میں
الحفص مجہول ہے اور شاید یہ کعب بن عمرو وہی طلحہ کا دادا ہو اس صورت میں یہ بیان ہوگا طلحہ کی حدیث کا ۹۱ مقدام بن معدیکرب کی حدیث جو ابو داود
اور طحاوی نے نکالی جو اوپر گذری اسمین یہ ہے کہ سر کا مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہنچے ۹۴ ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہا ترمذی نے روایت کیا کہ حضرت
نے مسح کیا اپنی ظاہر گردن پر یہ حدیث ترمذی کی کتاب میں نہیں ہے اور ابن الہمام نے معلوم نہیں کیونکر ترمذی کا حوالہ دیا اور اسکی توجیہ یہ ہے کہ انکو نسخے میں ملی ہو
کہا یہ حدیث کہ گردن کا مسح امان ہے طوق سے قیامت کے دن ابن الصلاح نے کہا یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہیں ہے اور یہ قول ہے کسی اگلے شخص کا نووی نے شرح مہذب میں کہا یہ حدیث موضوع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کلام نہیں اور نووی نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور وہ سنت نہیں
بلکہ بدعت ہے ابن القیم نے زاد المعاد میں کہا کہ گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور قاسم بن سلام نے
کتاب الطہور میں موسی بن طلحہ سے نکالا انہوں نے کہا جو کوئی پشت گردن پر مسح کرے وہ قیامت کے دن طوق پہنائے
سے بچایا جاویگا حافظ نے تلخیص میں کہا یہ اگرچہ موقوف ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ بات رائے سے معلوم نہیں ہو سکتی
اس صورت میں حدیث مرسل ہوگی اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں نکالا اپنی سند سے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو
کرتے تو گردن پر مسح کرتے اور کہتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کریگا اور گردن پر مسح کریگا تو قیامت
کے دن طوقوں سے محفوظ رہیگا۔ اسکے اسناد میں محمد بن عمرو انصاری ضعیف ہے حافظ نے کہا میں نے ایک خبر پائی جسکو
روایت کیا ابو الحسین بن فارس نے اپنے اسناد سے فلیح بن سلیمان سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کرے اپنی گردن پر تو بچایا جاویگا طوق سے
قیامت کے دن اور فرمایا اگر خدا چاہے یہ حدیث صحیح ہے حافظ نے کہا ابن فارس اور فلیح کے بیچ میں ایک بڑا میدان ہے
یعنے بہت سے راوی ہیں تو انکو دیکھنا چاہیے شوکانی نے کہا یہ حدیث عترت کی کتابوں میں مروی ہے امالی میں
احمد بن عیسی کی اور شرح تجرید میں باسناد متصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن اوسکے اسناد میں حسین بن
علوان ہے ابو خالد واسطی سے اوس میں یہ ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور مسح کرے اپنے دونوں کنارے پیچھے گردن کے اور گدی
پر تو وہ بچ جاویگا طوق سے قیامت کے دن اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو اصول الاحکام اور شفا میں اور روایت کیا
اوسکو تجرید میں حضرت علی علیہ السلام سے محمد بن حنفیہ کے طریق سے ایک طویل حدیث میں اوس میں یہ ہے کہ انہوں نے جب
مسح کیا اپنے سر کا تو مسح کیا گردن پر اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہا کہ جیسا میں نے یہ کیا اور اس سب تقریر سے

معلوم ہوا کہ نووی کا یہ کہنا کہ گردن کا مسح بدعت ہے اور حدیث اوسکی موضوع ہے غلط ہو اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہو جو انھون
نے کہا کہ نہین ذکر کیا اوسکو شافعی اور جمہور اصحاب نے مگر ابن القاص اور چند لوگون نے اوسکو بیان کیا کیونکہ رویانی نے
جو شافعی کے اصحاب مین سے ہین اپنی کتاب مین جسکا نام بحر ہے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا کہ وہ سنت ہے اور رافعی
نے نووی پر اعتراض کیا کہ بغوی جو امام ہین حدیث کے وہ قائل ہین کہ گردن کا مسح مستحب ہے اور استحباب کا ماخذ کسی خبر
یا اثر سے ضرور ہے اسلئے کہ استحباب نہین ہو سکتا حافظ نے کہا شاید بغوی کی سند وہ حدیث ہے جو احمد اور ابو داؤد
نے نکالی ابن سید الناس نے کہا کہ بیہقی نے بھی اسکو نکالا اور اسمین ایک حسن زیادت ہے یعنے گردن کے مسح کی تو ممکن
ہے اس زیادت کو حسن کہا پھر کہا کہ مقدسی نے کہا کہ لیث مین کلام کیا گیا ہے اور جواب یہ ہے کہ لیث سے امام مسلم نے نکالا
اب اختلاف ہے کہ گردن کا مسح نئے پانی سے کیا جاوے یا اوسی پانی سے جو سر کے مسح سے باقی ہو موید باللہ اور منصور اول
امر کے قائل ہین اور ہادی اور قاسم دوسرے کے اور بحر مین فریقین کا یہ قول لکھا ہے کہ نئے پانی سے کرنا چاہیے

ف وضو پے در پے کرنا واجب ہے

(ذیل) ۹۷ وضو پے در پے کرنا واجب ہے امام اوزاعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور شافعی کے ایک قول مین
اور عترت اور ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین موالاۃ یعنے پے در پے وضو کرنا واجب نہین لیکن مستحب ہے
جو لوگ موالاۃ کو واجب کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین ابن عمر اور ابی بن کعب کی حدیث سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پے در پے
وضو کیا اور کہا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالے نماز نہین قبول کرتا بغیر اسکے اور یہ حدیثین اوپر گذر چکین اور وہ دونو
ضعیف ہین قابل حجت لینے کے نہین اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے مرفوعاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی بہایا اپنی دونو کہنیون پر پھر فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالی نماز نہین قبول کرتا مگر اس سے اسکے اسناد
مین قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے وہ متروک ہے ابو زرعہ نے کہا منکر ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد
اور ابن معین نے البتہ ابن حبان نے صرف اوسکو ثقات مین لکھا لیکن لوگون نے اوس طرف التفات نہین کیا اور ضعیف
کیا اس حدیث کو منذری اور ابن جوزی اور ابن الصلاح اور نووی وغیرہم نے شوکانی نے کہا یہ زیادت لا یقبل
اللہ الصلٰوۃ الا بہ ضعیف ہے اور ایک روایت مین یون ہے ہٰذا الذی افترض اللہ علیکم اور روایت یہ کہ فرمایا جب ایک
ایک بار وضو کیا اور ابن ابی حاتم نے کہا مین نے ابو زرعہ سے پوچھا اس حدیث کو اونھون نے کہا یہ حدیث واہی اور منکر
ضعیف ہے اور ایک بار کہا اوسکی کچھ اصل نہین اور جابر ہے اوسکے پڑھنے سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
غرائب مالک مین حافظ نے کہا امام مالک نے اوسکو کبھی روایت نہین کیا اور ابن السکن کی روایت مین انس
سے ہے ہٰذا وضوء لا یقبل اللہ غیرہ اور حدیث یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیح بھی ہو تو اشارہ ہو اوس مین ایک ایک بار

ہونیکی طرف یعنی ایک ایک بار کر کے دہونا جائز نہیں یعنے نہ دہونا نہ موالاۃ کے وجوب کی طرف آور دلیل لی ہو اونسے جو
روایت کی احمد اور ابوداؤد نے خالد بن معدان سے اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بی بیون سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑہ رہا تہا اوسکی پشت قدم پر درم برابر سوکہا رہ گیا تہا پانی نہیں پہنچا
تہا وہان تو آپنے اوسکو حکم دیا وضو اور نماز لوٹانیکا پس اگر موالاۃ واجب نہیں ہوتی تو آپ حکم دیتے صرف اوسقدر مقام کے
تر کر لینے کا نہ وضو دوبارہ کرنیکا اور جواب یہ ہے کہ منذری نے اس حدیث میں علت نکالی بقیہ بن الولید سے کیونکہ اونسے
عن کے ساتھ روایت کی بحیر بن سعد سے اور وہ مدلس ہے اوسکا عنعنہ قبول نہیں آتا مین کہتا کہ حاکم نے اوسکو مستدرک
مین نکالا اور اوس مین حدثنا بحیر بن سعد ہے تو تدلیس کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن القطان اور بیہقی نے کہا وہ مرسل
ہے آتا مین اسکا جواب دیا کہ صحابی کا نام مذکور نہ ہونے سے حدیث مرسل نہیں ہوتی اور جہالت صحابی کی ضرر نہیں
کرتی اور اثرم نے کہا مینے امام احمد سے پوچہا اس حدیث کو اونہوں نے کہا اوسکا اسناد عمدہ ہے مینے کہا جب تابعی کہے
مجہسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے حدیث بیان کی اور اسکا نام نہ لے تو حدیث صحیح ہوتی ہے اونہوں نے
کہا ہان اور دلیل لیتے ہین حضرت عمر کی حدیث سے جسکو روایت کیا امام مسلم اور احمد نے اور یہ اوپر گذری پاؤن دہو
کے باب مین اور دلیل لیتے ہین انس کی حدیث سے جو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے نکالی
یہ بہی اسی باب مین گذری اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کی حدیث سے اونہوں نے ابو بکر اور عمر سے یا ابو بکر سے کہ مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس بیٹہا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اوسکے پاؤن مین ایک مقام تہا جہان پانی نہیں پہنچا
تہا آپنے فرمایا جا اور پورا کر اپنے وضو کو اور ایک روایت مین ہے لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو یہ حدیث بہی اسی
باب مین گذری اسکی اسناد مین ابو بکر بن نافع ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین اور ابو حاتم
اور دارقطنی نے زیلعی نے کہا جو لوگ موالاۃ کو واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے جو حافظ ابو بکر اسماعیلی
نے نکالی اسمعیل بن یحیی سے اونہوں نے مسعر سے اونہوں نے حمید بن سعد سے اونہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اونہوں نے
اپنے باپ عبد الرحمن بن عوف سے اونہوں نے کہا مینے کہا یا رسول اللہ میری بی بی حاملہ ہے جب مین صحبت کرتا ہون
اپنی لونڈیون سے آپنے فرمایا تیری بی بی اسکا علم کیونکر ہوتا ہے مینے کہا نہانے کی وجہ سے آپنے فرمایا جب تو
اپنی لونڈیون سے صحبت کرے تو اپنا سر دہو ڈال بی بی کے پاس پہر جب نماز کا وقت آوے تو باقی بدن اپنا دہولے اسکی
اسناد مین اسمعیل بن یحیی متروک ہے ۹ ترمذی نے معاذ بن جبل سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا
آپ جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچہتے اپنے کپڑے کے کنارے سے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے

ف وضو کر کے اعضا کو رومال سے پونچھنے کا بیان

رشدین بن سعد اور عبد الرحمان بن زیاد دونون ضعیف ہین حدیث مین نکالا اوسکو بیہقی نے اور کہا اسکا اسناد
ضعیف ہے اور ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ٹکڑا تہا کپڑے کا جس سے آپ
پونچہا کرتے (بدن کو) وضو کے بعد اور کہا یہ حدیث قائم نہین اور اس باب مین کچہ صحیح نہین ہے اور ابو معاذ کو کہتے
ہین کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے اور وہ ضعیف ہے اہل الحدیث کے نزدیک اور ابن ماجہ نے سلمان فارسی سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کمل کے جبہ کو اولٹا جسکو پہنے تہے اور اوس سے اپنا منہ پونچہا۔ اسکے اسناد مین وضین بن عطا
ہے ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا لا باس بہ نیل مین ہے کہ روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود
نے قیس بن سعد سے کہ زیارت کی ہماری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری مکان مین تو سعد نے حکم دیا آپکے
لیے نہانیکا پانی رکہنے کے لیے پہر پانی رکہا گیا آپ نہائے پہر سعد نے آپ کو ایک چادر دی جو رنگی ہوئی تہی زعفران
یا ورس سے آپنے اوسکو لپیٹ لیا یہان تک کہ ورس کا نشان آپکے پیٹ کی ٹہون پر دیکہا گیا ابن ماجہ کی روایت
مین ہے گویا دیکہہ رہا ہون ورس کا نشان آپکے پیٹ کی بٹ پر اور نکالا اوسکو نسائی نے عمل الیوم و
اللیلہ مین حافظ نے کہا اوسکی وصل و ارسال مین اختلاف ہے اور ابو داود کے راوی صحیح کے راوی ہین اور
ولید نے سماع کی اوس مین تصریح کی باوجود اسکے نووی نے خلاصہ مین اسکو ضعیف کی فصل مین ذکر کیا اور
احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ بدن پونچہنا مکروہ نہین اور یہی قول ہے حسن بن علی اور انس اور عثمان اور ثوری
اور مالک کا اور دلیل لی اونہون نے حدیث سے اور عمر اور ابن ابی لیلے اور امام یحیے اور ہادویہ کے نزدیک مکروہ ہے
اونہون نے دلیل لی اوس سے جو ابن شاہین نے نکالا ناسخ اور منسوخ مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ
نہین پونچہتے تہے مندیل سے وضو کے بعد اور نہ ابو بکر اور عمر اور نہ علی اور ابن مسعود حافظ نے کہا اوسکا اسناد
ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اس باب مین انس سے مروی ہے اور وہ مسند نہین اور بیہقی نے اوسکو نکالا انس
سے اونہون نے ابو بکر سے اور کہا محفوظ یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے سو قوفا انس
پر اور خطیب نے مرفوعا دونون نے لیث سے اونہون نے رزیق سے اونہون نے انس سے اور اس باب مین ایک حدیث
ہے جب تم وضو کرو تو مت جہاڑو اپنے ہاتہون کو کیونکہ وہ پنکہے ہین شیطان کے نکالا اوسکو ابن ابی حاتم
نے کتاب العلل مین بختری ابن عبید سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور زیادہ کیا اوس کے
شروع مین جب تم وضو کرو تو اپنی آنکہون کو پانی پلاؤ اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا مین بختری
بن عبید کے ترجمہ مین کہا اوس سے حجت لینا جائز نہین اور بختری متفرد نہین ہوا اسکے ساتہہ بلکہ

روایت کیا اوسکو ابن شاہین نے معرفۃ الصحابہ میں ابن ابی السری کے طریق سے تمام ہوا کلام شوکانی کا ۹۸ جماعت نے
روایت کیا سوا ترمذی کے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کی شکایت
بیان کی کہ اوسکو معلوم ہوتا ہے نماز میں کچھ (یعنے گمان ہوتا ہے کہ حدث صادر ہوا) آپنے فرمایا نہ پھرے جبتک
آواز سُنے یا بو پاوے اور ابوداؤد اور ترمذی اور مسلم نے روایت کی ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ پاوے پھر اوس کو شبہ ہو جاوے کہ کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے جب تک
آواز سُنے یا بو پاوے شوکانی نے کہا اس باب میں ابوسعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور اسکی
اسناد میں احمد بن علی بن زید بن جدعان ہے اور روایت کیا بزار اور بیہقی نے ابن عباس سے اور اسکی اسناد میں ابو اویس ہے
لیکن متابعت کی اوسکی دراوردی نے نووی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ جسکو شک ہے اس باب میں
کہ وضو باقی ہے یا ٹوٹ گیا تو اوسکا وضو باقی رہیگا خواہ یہ شک نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر اور یہی مذہب ہے
ہمارا اور جمہور علماء سلف اور خلف کا اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ نماز کے باہر
اگر یہ شک ہو تو دوبارہ وضو کرلیوے اور نماز کے اندر ضرور نہیں دوسری یہ کہ ہر حال میں دوبارہ وضو کرنا ضرور ہے
اور پہلی روایت حسن بصری سے بھی منقول ہے لیکن جب حدث کا یقین ہو اور شک ہو اس میں کہ طہارت کی یا نہیں
تو طہارت کرنا لازم ہے بالاجماع اور اس حدیث سے بہت مسائل نکلتے ہیں جب کسی کو شک ہو اپنی بی بی کی طلاق
میں یا بردے کے عتاق میں یا پاک پانی کی نجاست میں یا نجس کی طہارت میں یا پاک کپڑے کی نجاست میں
یا تین اور چار رکعت میں یا سجدہ اور رکوع کرنے یا نہ کرنے میں یا روزے کی اور نماز کی اور وضو یا اعتکاف
کی نیت میں تو ہر حال میں شک کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جو امر یقینی ہے وہ قائم رہے گا انتہے مختصرا ۹۹ امام
مالک نے موطا میں مرسلاً روایت کی عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے کہ وہ کتاب جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لیے لکھی تھی اوس میں یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوے مگر پاک شوکانی نے کہا عمرو بن حزم
کی کتاب کو لوگوں نے قبول کیا ابن عبدالبر نے کہا وہ کتاب متواتر کے مشابہ ہے کیونکہ لوگوں نے اوسکو
قبول کیا اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں کوئی کتاب زیادہ صحیح نہیں جانتا عمرو بن حزم کی کتاب سے کیونکہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین ہمیشہ اوسکی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی رائے کو چھوڑ دیتے تھے
اور حاکم نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز اور زہری نے اس کتاب کی صحت کی گواہی دی لیکن یہ روایت مرسل ہے
اور سہیلی نے الروض الانف میں کہا کہ مرسل روایت سے حجت نہیں ہو سکتی زیلعی نے کہا دارقطنی نے اوسکو

مسند کیا کسی طریقون اوسکے سب مین قوی طریقہ ابو داؤد طیالسی کا ہے زہری سے اونہون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے
اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اور روایت کی نسائی نے سنن مین کتاب الدیات مین اور ابو داؤد نے
مراسیل مین محمد بن بکار بن بلال سے اونہون نے یحیے بن حمزہ سے اونہون نے سلیمان بن ارقم سے اونہون نے زہری
سے اونہون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہ جو کتاب کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یمن والون کو لکھی سنن اور فرائض اور دیات مین اوسمین یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوے مگر پاک اور روایت کیا
اوسکو ان دونون نے دوسرے طریق سے حکم بن موسے سے اونہون نے یحیے بن حمزہ سے اونہون نے سلیمان بن داؤد خولانی
سے اونہون نے زہری سے اوسیطرح ابو داؤد نے کہا حکم بن موسے نے وہم کیا تو سلیمان بن داؤد خولانی کہا حالانکہ وہ
سلیمان بن ارقم ہے اور نسائی نے کہا پہلی سند زیادہ مشابہ ہے صواب کے اور سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن
حبان نے اوسکو نکالا دوسری سند سے اور کہا سلیمان بن داؤد خولانی ثقہ ہے معتبر دمشق والون مین سے اور ایسا ہی
نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ اسلام کے قواعد مین سے ہے اور اسکا اسناد اس کتاب کی شرط کے موافق
ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سننون مین اور احمد نے مسند مین اور
ابن راہویہ اور دارمی نے اور اسکا ایک اور طریق ہے جو دارقطنی نے نکالا غرائب مالک مین ابو ثور ہاشم بن ناجیہ
سے اونہون نے مبشر بن اسمعیل سے اونہون نے مالک سے اونہون نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے
دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسے شرط لی اوس مین یہی تھا کہ قرآن کو نہ چھوے مگر پاک دارقطنی نے
کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے ابو ثور مبشر سے اور اونہون نے مالک سے تو مسند کیا اوسکو دادا سے پھر روایت کیا دارقطنی نے اسحق
طباع سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو مالک نے اونہون نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونہون نے محمد بن عمرو بن حزم سے اونہون نے
اپنے باپ سے کہ اوس کتاب مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تھی یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوے مگر پاک اور کہا یہی
روایت ٹھیک ہے مالک سے اس مین دادا کا ذکر نہین ہے انتہی شیخ نے امام مین کہا کہ احتمال ہے کہ دادا سے چھوٹا
دادا یعنی محمد بن عمرو بن حزم مراد ہو اور احتمال ہے کہ بڑا دادا عمرو بن حزم مراد ہو اور حدیث اوسوقت متصل ہوگی
جب عمرو مراد ہو اور حدیث مین یہ ہے کہ اون سے شرط لی آپنے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مراد عمرو ہے کیونکہ آپنے کتاب
اونہی کے لیے لکھی تھی اور ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے خلافیات مین نکالا عبد الرزاق سے اونہون نے
معمر سے اونہون نے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون کے اقرار مین یہ لکھا اور نہ چھوے قرآن کو مگر پاک زیلعی نے کہا مینے اس حدیث کو اس طرح

سے عبد الرزاق کے مصنف اور تفسیر مین نہین پایا البتہ مرسلاً موجود ہی مصنف مین باب الحیض مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ
سے اونہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اونہون نے تفسیر مین سورہ واقعہ کے تفسیر مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ اور
محمد بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے ایک کتاب لکھی اوس مین یہ تہا
اور نہ چہوئے قرآن کو مگر پاک اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سی اور بیہقی نے سنن مین اسی
طرح مرسلاً اور دارقطنی نے کہا یہ مرسل ہی اور اسکے راوی ثقہ مین آیا ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے نکالا خلافیات
مین اسمعیل بن ابی اویس سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ کو میرے باپ نے اونہون نے عبد اللہ اور محمد سی جو بیٹے تہی ابوبکر
کی اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سی اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے یہ کتاب عمرو بن حزم کو
لیے لکہی جب اون کو یمن کیطرف بہیجا اور ابو اویس سچا ہے امام مسلم نے اوس سے نکالا متابعات مین اور یہ حدیث اور
کئی مرسل طریقون سی مروی ہی جو زکوۃ اور دیات مین بیان ہونگے انشاء اللہ تعالی انتہے ما قال الزیلعی الحافظ
رحمہ اللہ تعالی ۱۰۰ طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن جریج سی اونہون نے سلیمان بن
موسی سی اونہون نے زہری سی اونہون نے کہا مین نے سالم سے سُنا وہ حدیث بیان کرتے تہے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ چہوئے قرآن کو مگر پاک حافظ نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ قباحت نہین البتہ اوسکو اسناد مین
سلیمان اشدق ہی اوس مین لوگون کا اختلاف ہی حافظ نے کہا اثرم نے کہا کہ امام احمد نے اوس سی حجت لی تنقیح
مین ہی کہ امام احمد نے ابن عمر کی حدیث سی حجت لی کہ نہ چہوئے مصحف کو مگر طہارت پر زیلعی نے کہا کہ سلیمان بن
موسی اشدق کی باب مین لوگون کا اختلاف ہے بعضون نے اوسکو ثقہ کہا اور بخاری نے کہا کہ اوسکی حدیثین منکر
مین اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے حجم کہتا ہی غلطی کی امام شوکانی نے نیل مین جو کہا اس حدیث کو حاکم نے
مستدرک مین نکالا اور بیہقی نے خلافیات مین اور طبرانی نے اور اسکی اسناد مین سوید بن ابی حاتم ہے اور وہ ضعیف
ہے کیونکہ سوید بن ابی حاتم ابن عمر کی حدیث کی اسناد مین نہین اور شاید خیال اُنکا حکیم بن حزام کی حدیث پر نکل
گیا اور شاید مراد اونکی یہ ہے کہ اس حدیث کی متن کو اون لوگون نے نکالا مگر اس صورت مین راوی کا نام لکہنا تہا
تاکہ پڑہنے والے پر التباس نہ ہو اور ظاہر یہی ہے کیونکہ اونہون نے ابن عمر کی حدیث کو اسکے بعد بیان کیا واللہ
اعلم ۱۰۱ حاکم اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے خلافیات مین نکالا سوید بن ابی حاتم سے اوس نے مطر وراق
سے اوس نے حسان بن بلال سے اوس نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سی اونہون نے کہا جب مجہہ کو
جناب رسول مقبول سرور عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کیطرف بہیجا تو فرمایا

ست چہو قرآن کو مگر جب تو طاہر پاک اہو حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری
اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین بہی ۱۰۲ طبرانی نے معجم مین نکالا عثمان بن ابی
العاص سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو مگر طاہر شوکانی نے کہا اُس
کو نکالا ابن ابی داؤد نے مصاحف مین اور اس کے اسناد مین انقطاع ہے اور طبرانی کی روایت مین ایک
شخص مجہول ہے ۱۰۳ ثوبان کی حدیث زیلعی نے کہا مینے اوس کو موصولاً نہین پایا لیکن ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ علی بن عبد العزیز نے اپنی منتخب مین روایت کی اسحاق بن اسمعیل سے
اونہون نے مسعدہ بصری سے اونہون نے خصیب بن جحدر سے اونہون نے نضر بن شفی سے اونہون نے
ابی اسماء رحبی سے اونہون نے ثوبان سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو
مگر طاہر اور عمرہ چہوٹا حج ہے ابن القطان نے کہا اوسکا اسناد نہایت ضعیف ہے اوسکی اسناد مین
نضر بن شفی ہے اور مین نے اوس کا ذکر رجال کی کتابون مین نہین پایا تو وہ نہایت مجہول ہے اور
خصیب بن جحدر ابن معین نے اوس کو کذاب کہا ہے اور مسعدہ بصری ابن الیسع اوسکو ترک کیا احمد
بن حنبل نے اور پہاڑ ڈالا اوس کی حدیث کو اور ابو حاتم نے کہا وہ کذاب ہے اور اسحاق بن اسماعیل تو
عبد الاعلے کا بیٹا ہے جو روایت کرتا ہے ابن عیینہ اور جریر سے اور وہ شیخ ہے ابو داؤد کا اور ابو داؤد
اوسی سے روایت کرتے ہین جو اون کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے تمام ہوا کلام ابن القطان کا ۱۰۴
دارقطنی نے روایت کی اسحاق ازرق سے اونہون نے قاسم بن عثمان بصری سے اونہون نے انس بن مالک
سے اونہون نے کہا حضرت عمر تلوار لٹکا کر نکلے اون سے لوگون نے کہا تمہارے بہنوئی اور بہن نے
اپنا دین بدل ڈالا وہ ان کے پاس گئے وہان مہاجرین مین سے ایک شخص خباب تہی اور وہ سورہ طٰہٰ
پڑہ رہے تہے حضرت عمر نے کہا مجہکو وہ جو تمہارے پاس ہے مین اوس کو پڑہون اور حضرت عمر کتابین پڑہ
لیتے تہے اونکی بہن نے کہا تم نجس ہو اور اس کو وہی چہوتے ہین جو پاک ہین تو اوٹہو اور غسل کر دیا وضو
کرو حضرت عمر اوٹہے اونہون نے وضو کیا پہر کتاب کو لیا اور سورہ طٰہٰ پڑہی اور روایت کیا اوس کو
ابو یعلے موصلی نے اپنی مسند مین طول کے ساتہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتہ اوسکے قاسم بن
عثمان اور وہ قوی نہین ہے اور بخاری نے کہا اوسکی حدیثون پر متابعت نہین ہوتی ۱۰۵
دارقطنی نے نکالا عبد الرحمان بن یزید سے اونہون نے کہا ہم سلمان کے ساتہ تہے وہ نکلے اور حاجت

اور اکی پھر آئے اور کہا اے ابو عبد اللہ کاش تم وضو کرو تو ہم تم سے کچھ آیتیں پوچھیں انہوں نے کہا میں قرآن کو چھوؤں
گا نہیں کیونکہ اوسکو نہیں چھوتے مگر پاک پھر پڑھیں اونہوں نے وہ آیتیں جو ہم نے چاہیں دارقطنی نے کہا
یہ اثر صحیح ہے زیلعی نے کہا حضرت عمر اور سلمان کا اثر اس باب میں جید ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اس
مقام میں ایک طویل گفتگو کی اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ طاہر مومن کو بھی کہتے ہیں اور اسکو جو پاک ہو حدث سے اور
اوسکو جو پاک ہو جنابت سے اور اسکو جس کے بدن پر نجاست نہ ہو اور قرآن میں جو آیا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ
اور حدیث میں اَلْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ یہ اول معنوں میں ہے اور وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا تیسرے میں اور اِنْ اَوْ خَلَقَهَا
تطہیرن دوسرے میں اور اجماع ہے چوتھے معنوں پر تو ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں یہ چاروں معنی مراد ہوں مگر
جنب کو بالاجماع مصحف کا چھونا درست نہیں اور نہیں خلاف کیا اوس میں مگر داؤد نے اور مذہب داؤد کا
قوی ہے کیونکہ جنب پر طاہر کا اطلاق حدیث میں آیا ہے چنانچہ فرمایا آپ نے مومن نجس نہیں ہوتا تو مومن ہمیشہ
طاہر ہے خواہ جنب ہو یا حائض ہو یا محدث ہو یا اوسکے بدن پر نجاست ہو اور طاہر سے یہ مقصود ہے کہ مشرک کو
چھونا درست نہیں کیونکہ وہ نجس ہے اور یہی مقتضے ہے دلیل کا اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں ہوئی کہ مشرک
کے سوا اور لوگوں کو قرآن چھونا درست نہیں چنانچہ امام داؤد نے جنب کو قرآن مجید چھونا جائز رکھا ہے
اور ابن عباس اور شعبی اور ضحاک اور زید بن علی اور مؤید باللہ اور ہادویہ اور قاضی القضاۃ اور داؤد کا یہ قول
ہے کہ بے وضو کو قرآن کا چھونا درست ہے اور آیت میں جو آیا لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تو مراد اس سے لوح محفوظ ہے اور مطہرون سے ملائکہ اور اگر
تو بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر مومن مطہر ہے کیونکہ مطہر وہ ہے جو نجس نہ ہو اور مومن کبھی نجس نہیں ہوتا یہ منطوق حدیث
انتہی ملخصاً ۱۰ ابن عباس کی حدیث اس باب میں گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے اور
پہلے دس آیتیں پڑھیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک حدیث صحیح متفق ہے اور روایت کیا ابوداؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت
علی سے کہ آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے اس حدیث کی تفصیل آگے آوے گی
اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ آپ اللہ کی یاد کرتے
ہر وقت میں ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ حالت حدث میں قرآن پڑھنا درست ہے اسی طرح اوراد کا
اور ادعیہ کیونکہ وہ قرآن سے کم ہیں مگر مستحب یہ ہے کہ باوضو پڑھے کیونکہ آپ نے سلام کا جواب دیا حالت حدث
میں جیسے اوپر گذرا مہاجر بن قنفذ اور ابوجہیم کی حدیث سے اور باقی بیان اسکا خدا چاہے تو آگے آوے گا

۱۰۷ ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذری کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا
اور سوتے وقت وضو کرنیکی حدیث صحیح بخاری میں گذری اور جنب کو وضو کی حدیثیں آگے آوینگی اور روایت
کیا جماعت نے سوا البخاری کے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو
کر لیوے اسیطرح مستحب ہے وضو تلاوت قرآن اور ذکر الہی کے لیے جیسا اوپر گذرا ۱۰۸ - ابن خزیمہ نے اپنی
صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کیا ہے آپنے
فرمایا یہ کہ تو گواہی دے کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور محمد اوسکے رسول ہیں اور قائم کرے
تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو اور حج اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے جنابت سے اور پورا کرے وضو کو اور
روزے رکھے رمضان کے اونہوں نے کہا جب میں یہ کروں تو مسلمان ہونگا آپنے فرمایا ہاں اونہوں نے
کہا تمنے سچ کہا ۱۰۹ مسلم نے روایت کیا ابو حازم سے میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تہا
وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو بڑہاتے تھے اپنے ہاتھ کا دہونا یہانتک کہ بغل تک پہونچ جاتے
تھے میں نے اون سے کہا ای ابوہریرہ یہ کیسا وضو ہے اونہوں نے کہا اے بنی فروخ تم اس جگہہ موجود
ہو اگر میں جانتا تم اس جگہہ ہو تو میں ایسا وضو نکرتا میں نے سنا اپنے جانی دوست رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مومن کو وہان تک زیور پہنایا جاویگا جہان تک وضو پہنچتا ہے ابن خزیمہ
کی روایت میں ہے کہ زیور پہنچیگا وضو کے مقاموں میں ۱۱۰ مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مقبرہ میں آئے تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ عَنْ قَرِیْبٍ
لَاحِقُوْنَ میں چاہتا ہوں ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے بھائی
نہیں ہیں آپنے فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اصحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ اپنی امت میں سے اون لوگوں کو کیونکر پہچانینگے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آپنے
فرمایا بھلا دیکھہ اگر ایک شخص کے گہوڑے ہوں جنکی پیشانی اور ہاتہہ پاؤں سفید ہوں وہ اون گہوڑوں
میں ملا دیں جو نرے کالے مشکی ہوں کیا وہ اپنے گہوڑوں کو نہیں پہچانیگا صحابہ نے عرض کیا کیوں
نہیں پہچان لیگا آپنے فرمایا تو میری امت کے لوگ (قیامت کے دن) سفید منہ اور سفید ہاتہہ پاؤں
آوینگے وضو کی وجہ سے اور میں اون کا پیش خیمہ ہوں گا حوض پر ۱۱۱ - ابن ماجہ اور ابن حبان
نے عبد اللہ بن مسعود سے اور احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے

فا وضو کی فضیلت کی حدیثین [illegible]

اپنی امت کے اون لوگون کو جن کو آپنے نہین دیکہا فرمایا اونکے منہ اور ہاتہہ پاؤن سفید ہون گے ابلق وضو کے
نشانون سے ١١٢ - امام احمد نے ابو الدرداء سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا
جسکو قیامت کے دن سجدے کی اجازت دیجاویگی اور مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا جسکا سر اٹھایا جاویگا
تو مین اپنے سامنے دیکہون گا اور اپنی امت کو اور امتون مین سے پہچان لون گا اور میرے پیچھے بہی ایسی ہی
امتین ہونگی اور داہنے بہی ایسی ہی اور بائین بہی ایسے ہی ایک شخص بولا آپ کس طرح پہچانینگے اپنی امت
کو یا رسول اللہ اتنی امتون مین حضرت نوح سے لیکر آپکی امت تک آپنے فرمایا اون کے منہ اور ہاتہہ پاؤن سفید
ہون گے وضو کے نشانون سے اور یہ نشان اور کسی امت مین نہ ہوگا اور مین ان کو پہچانونگا اون کو کتابین
ملینگی داہنے ہاتہہ مین اور مین انکو پہچانونگا اونکی اولاد انکے سامنے دوڑتی ہوگی منذری نے کہا
اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے متابعات مین ١١٣ - امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پہر اپنی منہ دہوتا
ہے تو اوسکے منہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جس کیطرف اوس نے دیکہا تہا اپنی دونو آنکھون سے پانی کے ساتہہ
یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتہہ پہر جب دونون ہاتہہ دہوتا ہے تو اوس کے ہاتہون سے ہر ایک گناہ
نکل جاتا ہے جسکو تہاما تہا اوسکے دونون ہاتہون نے پانی کے ساتہہ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتہہ پہر
جب اپنے پاؤن دہوتا ہے تو ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے اوسکے پاؤن سے جس کیطرف وہ چلا تہا پانی کے
ساتہہ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتہہ یہانتک کہ گناہون سے صاف پاک ہوکر نکل جاتا ہے امام مالک اور
ترمذی کی روایت مین پاؤن دہونیکا ذکر نہین ہے ١١٤ مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اچہی طرح تو اوسکے بدن سے اوسکے گناہ نکل جاوینگے یہانتک کہ اوسکے
ناخونون کے تلے سے اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون نے وضو کیا پہر کہا مین نے دیکہا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسا ہی وضو کیا اور فرمایا جو کوئی اسطرح وضو کرے اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکی نماز اور مسجد کو جانا اوسکے سوا ہے ١١٥ - امام احمد نے حضرت عثمان سے اونہونے پانی منگوایا پہر
وضو کیا پہر ہنسے اور اپنے ساتہیون سے کہا تم مجہہ سے ہنسنی کی وجہ نہین پوچہتے اونہون نے کہا آپ کیون ہنسے اے
امیر المومنین اونہونے کہا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے وضو کیا اسیطرح سے جیسے مینے
کیا پہر ہنسے اور فرمایا مجہہ سے ہنسنی کی وجہ نہین پوچہتے صحابہ نے کہا آپ کیون ہنسے یا رسول اللہ آپنے فرمایا بندہ جب

وضو کا پانی منگواتا ہے پھر اپنا مونہہ دہوتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے ہر ایک گناہ کو گرا دیتا ہے جسکا اوسنے کیا اپنے منہ سے پھر جب ہاتھ دہوتا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور جب پاؤں پاک کرتا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے منذری نے کہا اوسکو نکالا ابو یعلی نے اور بزار نے باسناد صحیح اور زیادہ کیا جب سر کا مسح کرتا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے

۱۱۶ حمران سے روایت ہے حضرت عثمان نے وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کے لیے جانا چاہتے تھے ٹھنڈی رات میں پانی لایا اونہوں نے منہ اور دونوں ہاتھ دہوئے پہر کہا بس کرو (یعنے ایک بار دہونا کافی ہے) اور رات بڑی سرد ہے اونہوں نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو بندہ وضو کو پورا کرے تو اللہ تعالی اوس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیگا نکالا اوسکو بزار نے باسناد حسن

۱۱۷ ابو یعلی اور بزار اور طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اچھی خصلت آدمی میں ہوتی ہے اور اسکی وجہ سے اللہ تعالی اوسکے سب عمل کو درست کر دیتا ہے اور آدمی کا وضو نماز کے واسطے اوسکی وجہ سے گناہ معاف کر دیتا ہے اور نماز زیادہ رہتی ہے اوسکے لیے

۱۱۸ امام مالک اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور اس میں کوئی علت نہیں عبد اللہ صنابحی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ وضو کرتا ہے پہر کلی کرتا ہے تو اوسکے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں جب ناک سنکتا ہے تو ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں جب منہ دہوتا ہے تو منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں کے پلکوں کے تلے سے نکل جاتے ہیں جب ہاتھ دہوتا ہے تو دونوں ہاتھ سے نکل جاتے ہیں گناہ یہاں تک کہ ناخونوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں پہر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونو کانوں سے نکل جاتے ہیں پہر جب پاؤں کو دہوتا ہے تو دونو پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخونوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں پہر اوسکا مسجد میں جانا اور نماز پڑہنا زیادہ ہے منذری نے کہا صنابحی مشہور صحابی ہے

۱۱۹ امام مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سلمی سے اونہوں نے کہا میں جاہلیت کے زمانے میں یہ گمان کرتا تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں اور انکا مذہب کچھ نہیں وہ بتوں کو پوجتے ہیں پہر میں نے ایک شخص کا حال سنا کہ مکہ میں وہ طرح طرح کی خبریں کہتا ہے میں اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور اسکے پاس آیا دیکھا تو وہ اللہ تعالے کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم پہر بیان کیا حدیث کو یہاں تک کہ کہا میں نے عرض کیا اے نبی اللہ کے وضو کو بیان کیجیے مجھ سے آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو اپنے وضو کے پانی کے پاس جاوے پہر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پہر ناک سنکے مگر اوس کے منہ کے گناہ جھڑ جاوینگے اور اسکے نتھنوں سے پہر جب منہ دہووے جیسے اللہ نے

اوسکو حکم کیا تو اوس کے منہ کے گناہ داڑہی کے کنارون سے پانی کے ساتہہ نکل جاوین گے پہر دونون ہاتہہ دہووے
کہنیون تک تو اوس کے دونون ہاتہہ کے گناہ پورون سے نکل جاوینگے پانی کے ساتہہ پہر مسح کرے اپنے سر پر تو اوسکے
گناہ بالون کی نوکون سے نکل جاوینگے پانی کے ساتہہ پہر دونون پاؤن دہووے ٹخنون تک تو اوسکے پاؤن کے
گناہ نکل جاوینگے پورون سے پانی کے ساتہہ پہر اگر وہ کہڑا ہوا اور نماز پڑہی پہر اللہ کی تعریف کری اور اوسکی
ستایش اور بزرگی بیان کرے جیسی اوس کی شان کے لائق ہے اور اپنا دل خالی کرے اللہ کیواسطے
تو وہ اپنے گناہون سے اس طرح پہر گیا جیسے اوس دن تہا جسدن اوسکی مان نے اوسکو جنا تہا ۰ ۱۲۰
امام احمد نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اُٹھے اپنے وضو کے پانی کیطرف نماز کے
قصد سے پہر اپنے دونون پہونچے دہووے تو ہر ایک گناہ اوس کے دونون پہونچون سے اوتر جاویگا پہلے قطرے
کے ساتہہ پہر جب کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک سنکے تو ہر ایک گناہ اوسکی زبان اور دونون
ہونٹون سے نکل جاوے گا پہلے قطرے کے ساتہہ پہر جب مونہہ دہووے تو ہر ایک گناہ اوتر جاوے گا اوس
کے کان اور آنکہہ سے پہلے قطرے کے ساتہہ پہر جب ہاتہہ دہووے کہنیون تک اور دونو پاؤن ٹخنون
تک تو ہر ایک گناہ سے سالم ہو جاوے گا جیسے اوس شکل پر جسدن جنا تہا اوس کو اوس کی مان نے پہر جب
نماز کے لیے اوٹہے تو اللہ تعالی اُس کا درجہ بلند کرے گا اور جو بیٹہا رہے تو سالم ہوکر بیٹہا رہیگا
منذری نے کہا اس کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اور ترمذی نے شہر کی دوسری حدیث کو حسن کہا
ہے اور یہ اسناد حسن ہے متابعات مین اوس مین کوئی قباحت نہین اور امام احمد کی ایک روایت مین یہ ہے
کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر پورا کرے وضو کو اپنے
دونون ہاتہہ دہووے اور منہ اور مسح کرے اپنے سر اور دونون کانون پر اور دونون پاؤن دہووے
پہر فرض نماز کے لیے کہڑا ہو تو اوس کے گناہ اوس دن بخشدیے جاوینگے جن کیطرف اوسکا پاؤن چلا تہا
اور اوسکی ہاتہون نے اون کو پکڑا تہا اور اُس کے کانون نے اُن کو سنا تہا اور اُسکی آنکہون نے اون کو دیکہا
تہا اور اوس کے دل مین جو برائی آئی تہی ابو امامہ نے کہا قسم خدا کی مین نے اوس کو بے شمار بار جناب رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا اور ایک روایت مین صحیح طریق سے اتنا زیادہ ہے کہ وضو معاف کرا دیتا
ہے اون گناہون کو جو اوس سے پہلے ہوتے ہین پہر نماز زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت مین ہے جب مسلمان
وضو کرتا ہے تو اُس کے گناہ اوسکے کان اور آنکہہ اور دونون ہاتہون اور پاؤن سے نکل جاتے ہین پہر اگر

بیٹھتا ہی تو مغفرت کیا ہوا بیٹھتا ہے اور اسناد اوسکا حسن ہے اور ایک روایت مین ہی باسناد حسن جب مسلمان وضو کرتا ہے پھر دونون ہاتھ دہوتا ہے تو ہاتھون نے جو گناہ کیے تہے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر جب منہہ دہوتا ہے تو آنکھون نے جن گناہون کو دیکھا تہا وہ معاف ہوجاتے ہین اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو کانون کے جو گناہ سننے تہے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر جب پاؤن دہوتا ہے تو جن گناہون کیطرف اوسکے پاؤن چلے تہے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر نماز کے لیے کہڑا ہوتا ہے تو وہ زیادہ ہوتی ہے اوسکے لیے اور طبرانی نے معجم کبیر مین نکالا ابو امامہ نے کہا اگر مین اسحدیث کو نہ سنتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر سات بار تو مین بیان نہ کرتا آپنے فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے جیسے اوسکو حکم ہوا تو نکل جاتا ہے گناہ اوسکے کان اور آنکھہ سے اور دونون ہاتھہ اور پاؤن سے اور طبرانی نے کبیر مین ثعلبہ بن عباد سے نکالا اونے اپنے باپ سے اونہون نے کہا مین نہین جانتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بار یہ حدیث مجہہ سے بیان کی جفت بار یا طاق آپنے فرمایا جو بندہ وضو کرتا ہے اچہی طرح پھر منہہ دہوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی ٹہوڈی پر بہتا ہے پھر بانہین دہوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی دونو کہنیون پر بہتا ہے پھر پاؤن دہوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکے ٹخنون سے بہتا ہے پھر کہڑا ہوکر نماز پڑہتا ہے تو اللہ تعالے اوسکے گناہ بخشدیتا ہے منذری نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ۱۲۱ مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو مالک اشعری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ہے ایمان کا اور الحمد للہ بھر دیتا ہے ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دیتے ہین زمین اور آسمان کے درمیان کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے حجت ہے یا تجہپر حجت ہے سب لوگ صبح کو اوٹہتے ہین پھر اپنی جان کو بیچتے ہین کوئی آزاد کرتا ہے کوئی ہلاک کرتا ہے ابن ماجہ کی روایت مین یہ ہے کہ وضو کا پورا کرنا آدہا ایمان ہے اور نسائی کی روایت مین یہ نہین ہے سب لوگ صبح کو اوٹہتے ہین ۱۲۲ مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہی عقبہ بن عامر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان وضو کرے پھر پورا اوسکا وضو کرے پھر نماز کے لیے کہڑا ہو اور جانے جو زبان سے کہتا ہے (مسلم کی روایت مین ہے کہ دل اور منہہ دونو متوجہ رکہکر دو رکعتین پڑہے) مگر وہ اسطرح پھریگا جیسے اوسدن تہا جسدن اوسکی ماں نے اوسکو جنا (مسلم کی روایت مین ہے کہ جنت اوسکے لیے واجب ہوجاویگی ۱۲۳ ابو یعلی اور بزار نے

باسناد صحیح اور حاکم نے اور کہا مسلم کی شرط پر ہے حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کے وقتون مین اور پاؤن سے چلنا مسجدون کیطرف اور ایک نماز کا انتظار کرنا دوسری نماز کے بعد گناہون کو دہو دیتا ہے ۱۲۴ - امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا مین تم کو نہ بتلاؤن وہ چیز گناہون کو مٹا دیتا ہے اللہ تعالی اسکی وجہ سے اور درجہ بلند کرتا ہے صحابہ نے کہا کیون نہین بتلایے آپنے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کی حالتون مین اور مسجد کیطرف بہت قدم اوٹہانا (جب مسجد دور ہو) اور ایک نماز کا انتظار کرنا ایک نماز کے بعد یہی باندہنا ہے یہی باندہنا ہے (جو قرآن مین آیا رَابِطُوا) منذری نے کہا نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوسعید سے اوس مین یہ ہے مین تم کو نہ بتلاؤن وہ جسکی وجہ سے اللہ گناہون کو معاف کرے نیکیان بڑہا دے گناہ دور کر دے لوگون نے کہا کیون نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا پورا کرنا وضو کا مکروہات مین اخیر تک اور نکالا اوسکو ابن حبان نے شرحبیل بن سعد سے ۱۲۵ - طبرانی نے اوسط مین حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سخت سردی مین وضو پورا کرے اوسکو دوہرا ثواب ملیگا ۱۲۶ - ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو ایک آنے والا میرے مالک کے پاس سے آیا اور کہنے لگا اے محمد تم جانتے ہو اوپر والے کاہے مین جہگڑتے ہین مینے کہا ہان کفارات اور درجات اور جماعت کے قدم اوٹہانے مین اور وضو پورا کرنے مین سخت سردیون مین اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو محافظت کریگا نمازون پر وہ خیریت سے جئیگا اور مرے گا خیریت سے اور گناہون سے ایسا پاک ہوگا جیسے اوسدن تہا جسدن ماں نے اوسکو جنا تہا - ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور دارمی کی روایت مین ہے عبد الرحمن بن عایش سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے مینے اپنے مالک کو اچھی صورت مین دیکھا (دوسری روایت مین ہے جوان امرد کی صورت مین) مالک نے فرمایا (قربان اوسکے حسن و جمال کے اور قربان اوسکے قدم کے) کاہے مین جہگڑتے ہین اوپر والے مینے کہا تو خوب جانتا ہے پہر مالک نے اپنی ہتہیلی میرے دونو مونڈہون کے بیچ مین رکہدی مینے اوسکی ٹہنڈک اپنی چہاتیون مین پائی پہر مجہکو علم ہوگیا اوسکا جو آسمانون اور زمین مین ہے (یہ تاثیر تہی پروردگار کے ہاتہ رکہنے کی) اور آپنے یہ آیت پڑہی وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ یہ حدیث صحیح اور موصول ہے ابن عایش صحابی ہے اور اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور غلطی کی صاحب مشکوۃ نے جو کہا کہ دارمی نے اوسکو مرسلاً روایت کیا ہے ۱۲۷ - امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ابی بن کعب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک ایک بار وضو کرے تو یہ وظیفہ ہے وضو کا جو ضرور ہے
اور جو دو دو بار کرے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور جو تین بار کرے تو یہی میرا وضو ہے اور مجھسے پہلے پیغمبرون کا منذری
نے کہا اوسکی اسناد مین زید عمی ہے اوسکو بعض لوگون نے ثقہ کہا ہے (اور زید عمی کا بیان اوپر گذرا) اور باقی
راوی امام احمد کے صحیح کے راوی ہین اور ابن ماجہ نے اوسکو طول کے ساتھ روایت کیا ابن عمر سے باسناد ضعیف
١٢٨ ۔ نسائی اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو
پورا کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اوسکو حکم کیا تو فرض نمازین کفارہ ہونگی اون گناہون کی جو اون کے بیچ مین ہون
١٢٩ ۔ نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ایوب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سُنا آپ فرماتے تھے
جو شخص وضو کرے جیسے حکم ہوا اور نماز پڑھے جیسے حکم ہوا تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ۔ ١٣٠ ۔ ابن
ماجہ اور حاکم نے باسناد صحیح ثوبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال پر قائم رہو اور یہ تم سے نہ ہوسکیگا
اور جان لو کہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور نہین محافظت کریگا وضو پر مگر جو مومن ہے ابن حبان کی روایت مین اول
مین یہ زیادہ ہے کہ مضبوط رہو اور قریب ہو اخیر تک ١٣١ ۔ ربیعہ جرشی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال
پر قائم رہو اور کیا خوب ہے اگر تم اعتدال پر رہو اور محافظت کرو وضو پر کیونکہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور بچو
زمین سے وہ تمہاری مان ہے اور جو کوئی اوسپر کوئی عمل برا یا بھلا کریگا وہ بتلا دیگی (منذری نے کہا ربیعہ جرشی
کے صحابی ہونے مین اختلاف ہے) ١٣٢ ۔ مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی تم مین سے وضو کرے اور پورا کرے وضو کو (ابو داؤد کی روایت مین ہے اچھا وضو کرے پھر اپنی نگاہ
آسمان کیطرف اٹھاوے) پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اوس
کے لیے جنت کے آٹھون دروازے کھولے جاوینگے جس مین سے چاہے اندر جاوے ترمذی کی روایت مین اس دعا کی
بعد اتنا زیادہ ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ١٣٣ ۔ طبرانی نے اوسط مین اور رزین نے ابو سعید
خدری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ کہف پڑھے تو اوسکے لیے قیامت کے دن نور ہوگا اوسکی
جگہ سے مکہ تک اور جو شخص سورہ کہف کی اخیر کی دس آیتین پڑھے پھر دجال نکلے تو اوس کو ضرر نہ کریگا اور جو
شخص وضو کرے پھر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ تو لکھا جاویگا
ایک پوست مین پھر وہ رکھدیا جاویگا ایک انگوٹھی مین اور قیامت تک نہین ٹوٹیگا منذری نے کہا اسکے راوی
صحیح کے راوی ہین اور نسائی کی روایت مین یہ ہے کہ اوسپر مہر کردی جاویگی ایک مہر سے اور عرش کے تلے رکھدیا

جاویگا اور قیامت تک نہ ٹوٹیگی نسائی نے کہا صواب اسکا وقف ہے ابو سعید پر ۱۳۴ ۔ ابو یعلی اور دار قطنی
نے حضرت عثمان سے حضرت فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے پہلے اپنے دونو ہاتھہ دھووے پھر کلی کرے تین بار اور ناک مین
پانی ڈالے تین بار اور منہ کو دھووے تین بار اور دونون ہاتھون کو کہنیون تک تین بار اور مسح کرے سر پر پھر دونو
پاؤن دھووے پھر بات نکرے یہانتک کے کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو اوس کے
گناہ جو دونو وضوؤن کے بیچ مین ہون گے بخشدیے جاوینگے ۱۳۵ ۔ امام احمد نے ابو روح کلاعی سے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی تو سورہ روم پڑہی اوس مین آپ بہول گئے آپنے فرمایا شیطان نے ہم کو بہلاوا دیا
اون لوگون کی وجہ سے جو بے وضو نماز کو آتے ہین پھر جب تم نماز کے لیے آؤ تو اچھی طرح وضو کرو اور ایک
روایت مین ہے تم مین سے بعض لوگ ہمارے ساتھہ نماز پڑہتے ہین جو اچھی طرح وضو نہین کرتے پھر جو کوئی نماز
کے لیے آوے ہمارے ساتھہ تو وضو اچھی طرح کرے منذری نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہین اور
نسائی نے اوسکو نکالا ابو روح سے اوس نے ایک شخص سے ۱۳۶ ۔ امام احمد نے باسناد حسن ابو الدردا
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے یا چار (تحیۃ
الوضوء کی) اچھی طرح اون مین رکوع کرے اور دل لگاوے پھر اللہ پاک سے بخشش چاہے تو اوسکی بخشش ہو
۱۳۷ ۔ مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے کہ فرض نماز
کا وقت آوے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر پڑہے اور رکوع کرے مگر یہ کفارہ ہوگا اوس کے اگلے
گناہون کا جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا (یعنے نماز اور وضو سے صغائر
معاف ہوتے رہینگے) ۱۳۸ ۔ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے حضرت علی سے اور ابن ماجہ نے اون سے
اور ابو سعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اسکی تحلیل
سلام ہے ۱۳۹ ۔ ترمذی اور ابو داؤد نے علی بن طلق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی
تم مین سے پھسکی مارے (بغیر آواز کے حدث) تو وضو کرے اور مت صحبت کرو عورتون سے اون کی دبر مین ۱۴۰
رزین نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا مین نے حضرت عثمان سے سنا وہ کہتے تھے مین نے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھہ سے
نہین چھوا جب سے بیعت کی اوس ہاتھہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مین اسلام لایا یعنے اونہون نے
استنجا نہین کیا داہنے ہاتھہ سے ۱۴۱ ۔ نسائی نے جریر سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھا آپ
پاخانہ گئے اور حاجت ادا کی پھر فرمایا اے جریر پانی لا مین پانی لے گیا آپ نے استنجا کیا اور اپنا ہاتھہ کو زمین پر

رگڑا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آبدست کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا مستحب ہے ۱۴۲ - رزین نے ابو موسی سے
نکالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تھے میں نے سنا آپ فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي
ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي ۱۴۳ - مسلم نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے اون سے اور اسامہ
بن عمیر ہذلی اور انس بن مالک اور ابو بکرہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ نماز نہیں قبول ہوتی بغیر طہارت کے
(یا اللہ تعالی نماز نہیں قبول کرتا بغیر طہارت کے) اور نہیں قبول ہوتا صدقہ چوری کے مال سے ۱۴۴ - ابن
ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے اچھی طرح پھر مسجد میں آوے
صرف نماز ہی کے واسطے وہ حرکت کرے تو کوئی قدم نہ اوٹھاویگا مگر اللہ پاک اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور
ایک گناہ معاف کریگا یہانتک کہ مسجد میں داخل ہوجاوے ۱۴۵ - ابن ماجہ نے حضرت علی سے اونہوں نے کہا
تمہارے منہ قرآن کے رستے ہیں تو پاک کرو اون کو مسواک سے ۱۴۶ - ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے اونہوں نے
اپنے باپ سے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے حاجت کرنا چاہا تو مجھ سے فرمایا ان دو کھجور
کے چھوٹے درختوں پاس جا اور کہہ اون سے اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہیں مل جانیکا میں نے بھی جاکر کہا)
وہ دونوں درخت مل گئے آپ نے اونکی آڑ کی اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر مجھ سے فرمایا ان دونوں کے پاس جا
اور کہہ ہر ایک تم میں سے اپنی جگہ چلا جاوے میں نے ایسا ہی اون سے کہا وہ اپنی جگہ پر لوٹ گئے ۱۴۷
ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف چلے مڑ کر پھر آپ نے پیشاب کیا یہاں
تک کہ مجھے رحم آتا تھا آپ پر کہ آپ اپنے دونوں سرین کو جدا کیے ہوئے تھے پیشاب کیوقت احتیاط کے
واسطے) ۱۴۸ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کو تین برتن ڈھنپے
ہوئے رکھتی ایک میں طہارت کا پانی دوسرے میں مسواک کا پانی تیسرے میں پینے کا پانی ۱۴۹ - ابن
ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طہارت میں مدد نہ لیتے کسی سے اور نہ صدقہ میں جسکو
تصدق کرتے بلکہ یہ کام اپنی ذات سے آپ کرتے (طہارت میں مدد لینے کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا) ۱۵۰ ترمذی
اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہیں تو بچو
وسواس سے پانی کے (خلاف سنت پانی بہانے سے یا پاک پانی میں شک کرنے سے جیسے حنفیوں کا قاعدہ ہے) ۱۵۱
امام احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد پر سے گذرے وہ وضو کر رہے
تھے آپ نے فرمایا یہ اسراف کیسا ہے اے سعد اونہوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ تو جاری

نہر یہو ۲ ۵۱ | ابن حبان اور طبرانی ہی سے نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر سے سنا اون کی مجلس میں جو مسجد میں تھی جب نماز کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر نماز پڑہی اور اپنی مجلس میں لوٹ آئے پھر عصر کا وقت آیا تو وہ اوٹھے اور اونہوں نے وضو کیا پھر اپنی مجلس کو لوٹ آئے جب مغرب کا وقت آیا تو وہ اٹھے اور وضو کیا اور نماز پڑہی پھر اپنی مجلس کو لوٹ آئے میں نے کہا اللہ تمکو نیکی دیوے کیا فرض ہے یا سنت ہر نماز کے لیے وضو کرنا انہوں نے کہا تم پہ تجہ کو میرا یہ فعل کہا ہاں انہوں نے کہا اگر میں وضو کروں صبح کی نماز کے لیے تو تمام نمازیں پڑہ لوں جبتک مجھے حدث نہ ہو لیکن میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص وضو کرے طہارت پر یعنے باوضو رہا اوسکے لیے دس نیکیاں ہیں تو میں نے رغبت کی نیکیوں میں ختم ہوا کتاب الوضوء وضو میں جو دعائیں معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں وہ اوپر متفرق مقامات میں گذر چکیں اور وہ دعائیں جو بعض صوفیہ نے اپنی کتابوں میں ہر ہر عضو کے دہونے کے وقت علیحدہ علیحدہ نقل کی ہیں جیسے ہاتہ دہونے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اور کلی کرنے کے وقت اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّي حُجَّتِي اور ناک میں پانی ڈالنے کی وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں بلکہ امام نووی نے کہا باطل ہیں انکی کوئی اصل نہیں اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے واللہ اعلم وعلمہ اتم یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ تو نے مجھ ضعیف ناتوان روسیاہ گنہگار کے ہاتہ سے اپنے حبیب مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کتاب کا پہلا پارہ تمام کرایا یا اللہ اسی طرح سے تمام کرا دے ساری کتاب کو اور قبول فرمالے اوسکو اور بخشدے اوسکی وجہ سے مجھکو اور میرے والدین اور میرے عزیزوں اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصاً اونکو جو باعث ہیں اس کتاب کے ترجمہ اور طبع کا اور جو کوئی اسکو چہاپے اور جو کوئی لکہے اور جو کوئی پڑہے اور پڑہاوے آمین یا رب العلمین تمام ہوا مسودہ اس پارہ کا ۱۲ رمضان المبارک روز شنبہ ۱۳۰۳ ہجری مقدس میں حیدرآباد کے وقت تشریف رکہتا میں فَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فقط

باب

خاتمۃ الطبع

الله جل جلالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری مع شرح حسن فتح الباری قسطلانی وغیرہ کا پہلا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کا شیخ محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ جمادی الاولی ۱۳۰۴ھ میں زیور طبع سے مزین ہوکر عالمان حدیث کے لیے مژدہ جان و ایمان ہوا اللہ تبارک و تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول فرماوے اور اس کا دوسرا جو چہپتا شروع ہونیوالا ہے اسکی تمام کرنیکی توفیق بخشے آمین یا رب العلمین

صحت نامہ پارہ اول کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۸	بیبی	وہی	۱۷	۹	سنی	سنین	۳۷	۲۲	اشارہ	اشارات	۶۴	۲۶	کہ ڈنیک	کہ دہ نیک
〃	۹	تہی	رہی	〃	۲۳	محمد اسمعیل	محمد بن اسمعیل	۳۸	۶	غرص	غرض	۶۵	۲۰	کیا	کیا اسکو
۴	۲۰	ہوجائی ہوگو	ہوجائی اور ابو	۱۸	〃	اونہون سے	اونہون نے	〃	۱۳	ستیح	شیخ	۶۶	۱۲	مین صحیح	مین باسناد صحیح
۵	۱۴	سے جو	سے بہی جو	۱۹	۲۲	ساعاد	صاعد	〃	۲۴	اللہ علیہ	اللہ علیہ وسلم	〃	۱۴	او فریابی	اور فریابی
۶	۱۲	تکلیت	تکلفت	۲۰	۳۳	نجاریکا	نجاری کے	۳۹	۱۷	داد	دادا	۶۷	۳	یک اصل	ایک اصل
۹	۷	ترکہ کردی	ترک کردی	〃	۷	بیے پروا	بے پرواہ	〃	۲۳	محمود حزاکری	محمود وجزائرکی	〃	۶	تعداو	تعدد
۱۰	۳	بہی	بہی	〃	۱۶	بہی	یہی	〃	〃	ادنہون	اونہون سے نے	۶۸	۲۱	حدیث	حدیثین
〃	۶	اسی	انثی	〃	۱۸	بہی	یہی	۴۱	۱۳	اُن	اِن	۷۲	۹	کامل	کامل
۱۱	۸	اور کہ بعین	اور دو بعین	۲۱	۱	ہی یا رینہ	ہی یا رین	۴۳	۵	کچہ بہی نہین آلی	کچہ بہی نہین آئی	〃	۲۳	سب لگو لا	اور سب لگو لا
〃	۱۰	نیکبحت	نیک بخت	۲۲	۷	اسحق ابوہ	اسحق بن راہوہ	۴۴	۱۰	دقائعی	دقائع	۷۴	۲۱	آپ	اور آپ
〃	۱۲	اسوقت	اسوقت سے	۲۴	۱۲	کشتہمینی	کشمیہنی	۴۸	۹	پاس اتنی کہا	پاس وہ اتنی بہی	۷۵	۱۵	یہ دیا ہے	یہ دیا ہے
〃	۱۷	شحص	شخص	۲۷	۱	دوسرا	دوسرے	〃	۱۹	اڑدیا	اڑادیا	۷۷	۱	خیال ہے	خیال کے
۱۳	۷	اُسنے	انہون نے	۲۹	۱۳	مین سے	مین کی بیت	۵۳	۶	ابتدا اوحی	ابتداء وحی کی	〃	۹	سلام	سلام
〃	۱۷	مشائحہ	مشائخ	۲۹	۶	حیوہ	حیوۃ	〃	〃	بدروحی	بدء الوحی	۸۰	۲۲	نسائی مین بہی	نسائی نے بہی
۱۵	۲	داڑہی	داڑہی سے	۳۰	۱۴	شرح	شرح ہے	۵۷	۳	امین	امین)	۹۱	۹	کتاب البہ	کتاب البر
〃	۵	شحص	شخص	۳۱	۵	مرزوق	مرزوق کی	۵۹	۱۹	قرآن	قران	〃	۱۲	نمار	نماز
〃	۷	اولیس	ابی اولیس	〃	۱۱	صنعانی	صنعانی	〃	〃	قرآن	قران	〃	۲۳	بجالین	بجالین
〃	۱۸	اُن سے	اِن سے	〃	۲۲	شرح	شرح ہے	۶۰	۳	لڑایان	لڑائیان	۸۴	۴	داد	دادا
۱۶	۹	محمد بن یحییٰ	محمد بن یحییٰ	۳۲	۱۸	بحث مین گو	بحث کو	〃	۵	حال	حال ہے	〃	〃	داد	دادا
〃	۱۰	ابراہیم	ابراہیم	۳۳	۲۱	عباس سے	عباس سے	۶۱	۹	انتی بہ	انتنے بہ	〃	۷	ہرالسخ متفرد	ہر نسخہ متفرد
〃	۱۸	شحص	شخص	۳۴	۱	خالد ن	خالد نے					۸۳	۱۱	الحس	الن
۱۷	۲	ستیر	منبر	۳۶	۵	محدثین	محدثین کے	۶۲	۱۹	کیا	کیا اوسکو	〃	۱۷	مین	مین سے
〃	۹	اون	الحسن	۳۷	۲	پہیلانا	پہیلایا	۶۳	۷	انہون	انہون نے	۸۵	۳	معنے مین	معنے ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۳	ادہیی	اوریہی	۱۲۲	۹	گونجر	کو نجر	۱۳۹	۷	السیاہی	السیاہی ہے	۱۵۵	۱۹	اپ تک	آپ تک
۸۶	۶	اونہون	انہون نے	۱۲۴	۵	اور بنیر	اور اسیر	〃	۳۴	جواب ہے	جواب یہ ہے	۱۵۶	۴	کافرور	کافرون
۸۸	۶	اونہون	انہون نے	۱۲۶	۲	کیا	گیا	۱۴۰	۱	دلیل ہے	دلیل یہ ہے	〃	۶	تفسیر مین	تفسیر این
۹۰	۸	چاہیگا	چاہیے گا	〃	۳	خارسے	جنازے	〃	۱۶	عوام کے	عوام کا	〃	〃	ایمان ان	ایمان ان
۹۶	۹	بیان	بیان کی	〃	۴	فاجہا	فلزمہا	۱۴۱	۵	متعیق	متعلق	۱۵۷	۲	حجرہ کو	حجر کو
۱۰۱	۱۰	توتیق	توثیق	۱۲۷	۱	وہ لیفرغ	ولیفرغ	〃	۹	کرتا ہے	کرتا ہے آپ ہے	〃	۴	یہی تبر	بہی برتن
۱۰۲	۱۹	استطروا	استطرادًا	〃	۷	جنازیکو	جنازے کی	〃	۲۱	قیامت کے	قیامت کا	۱۵۹	۵	المغنم محتمل	سنے محتمل
〃	۴	وہ تو	دو تو	〃	۸	جنازیکو	جنازے کے	۱۴۲	۱۵	تانیث	تانیث	۱۶۰	〃	انہون	انہون نے
۱۰۳	۱	قدر کی	قمدر کو	〃	۱۹	زیدبن	بن زید	۱۴۳	۱	نشانیان	نشانیون	〃	۱۰	تفقہ	نفقہ
۱۰۴	۱۱	الکی بخشنے	الکی گناہ بخشنے	۱۲۸	۴	نصیحت	نصیحت	〃	۳	قیامت کا	قیامت کا علم	〃	۱۳	ہم سے	ہم میں سے
۱۰۶	۸	بندکی	بندگی	〃	۳	الیاہی کہتے	الیسا کہنے	۱۴۴	۳	غیب کسی	غیب کا علم کسی	۱۶۱	۳	ارکہاکہ	اور کہاکہ
۱۰۷	۱۷	خنظل	حنظلی	۱۲۹	۴	سومن	کوئی مومن	〃	۱۱	ان کا	اوسکا	〃	۱۱	بجزدین	بجز دین کا
〃	〃	حدیج	خدیج	〃	۱۶	اعلم بہا	اعلم	۱۴۵	۴	اس پر	اس پر	〃	۱۱	یعیے	یعنے
۱۰۹	۱۱	دماحعلنا	وماجعلنا	۱۳۰	۱۱	یزبد	یزید	۱۴۷	۴	بیان	بیان کی	۱۶۲	۷	رغبت سلیف	تبصر غبت سلف
〃	۱۹	نسخ	نسخ	۱۳۲	۱۲	مین یہہ	مین یہ ہے	۱۴۷	۷	انہون نے کہا کہ	اور انہون نے کہا مجھکو خبر	〃	۱۰	ابصبالحہ	ابصبالح
۱۱۰	۱۲	حطاب	خطاب	۱۳۴	۱	اعتقاد	اعتقاد	〃	۱۱	ناراص	ناراض	〃	۱۲	اورطاعت	اور اطاعت
۱۱۲	۱۱	العرص	العرض	〃	〃	〃	〃	۱۴۸	۲	بیان کین	بیان کی	〃	۲	انہون کہا	انہون نے کہا
۱۱۴	۱۰	اسمین مین	اس مین	۱۳۵	۱۱	قاعدہ	قاعدہ کے	۱۴۹	۱۳	ہیجر سعیز	سے پرہیز	۱۶۳	۶	داخل ہیں	داخل ہے
۱۱۵	۱۲	نہین	نہین	〃	۱۹	ہم سے	ہم مین سے	۱۵۰		مین وانعم	مین خلال و انعم	۱۶۴	۱۴	وہ بجتبیار	وہ باعتبار
۱۱۷	۲	نفصان	نقصان	〃	۱۲	سنہر کے	شہر کا	۱۵۱	۷	آچھا	اچھا	۱۶۵	۴	سوقوفات	موقوفات
۱۲۱	۶	انہون	انہون نے	۱۳۶	۴	یغوی	بغوی	〃	۱۳	اور وتوع	اور وقوع	〃	۷	رنی برابر	رتی برابر
〃	۷	توظاہر	توظاہر	〃	۳	مین	مین سے	〃	۱۹	لہ	لہم	〃	۱۴	نی بہیرجاوے	نی بہر جاوے
〃	۱۱	درقع	واقعہ	۱۳۷	۳	حنبا	خبنا	۱۵۲	۲۱	بکہ بن	بکر بن	۱۶۹	۷	دین	دین انکو
〃	۱۸	دین	دیت	۱۳۸	۱۱	گوانکی	گواذکی	۱۵۴	۲۱	انہون	انہون نے	۱۷۱	۸	نہ کمرو	نہ کرد)
۱۲۲	۵	طلحہ بن	طلحہ بن	۱۳۹	۲	مائی سکے	مان سکے	۱۵۵	۶	لوگون	لوگون	〃	۱۶	کسیجیز	کسی چیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۱	۱۹	نمرض	فرض
″	۴۲	زبان	زبان
۱۷۲	۴	بہکائے	بہکانے
″	۱۵	شیطال	شیطان
۱۷۳	۱۵	بجشش	بخشش
۱۷۴	۱۴	یہ مفعون کر	یہ مضمون کر
۱۷۵	۱۱	گرد بیرا	گرد پہیرا
″	۱۲	نوہ جیا	وہ جیا
۱۸۰	۱	تمام	اور تمام
۱۸۱	۱۳	فقہادنیا	فقہای دنیا
″	۲۰	کرنا کہ سلا	کرتا کہ سلات
۱۸۲	۲۱	جواب دینیے	جواب دینے
۱۸۵	۲۱	خط	خطبہ
۱۸۸	۱۶	کبھی	سبکی
۱۸۹	۱	حافظ	حافظ
۱۹۱	۱	پانچوان	پانچوین
″	۹	مرادفرمایا	فرمایا مراد
۱۹۳	۱۷	گبا	گیا
″	۱۶	ہیان	بیان بن
″	۲۲	عرص	عرض
۱۹۵	۱۳	ادنہون	انہون نے کہا
۱۹۸	۳	سعد	سعید
″	۹	عتمان	عثمان سے
۱۹۹	۹	شحص	شخص
۲۰۰	۴	فائدسے	فائدے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۰	۵	بنانے	بنائے
″	۱۰	حصوصیت	خصوصیت
″	۱۵	تعلبہ	تغلبہ
″	۱۹	کرتا	کرنا
″	۴۲	ابن تبین نے	ابن تین نے
۲۰۱	۲	ابن اسحاق	ابن اسحق
″	۷	احتلاف	اختلاف
″	۸	دارقطی	دارقطنی
۲۰۲	۴	دوبلاتکلف	وہ بلاتکلف
″	۱۲	آپ سے	آپ نے
۲۰۳	۴	بیایتن	بیان ہین
″	۲۳	مذرب ہے	مذہب ہے
″	″	ترجیہ	ترجیح
۲۰۴	۱۹	انہون	اونہون نے
۲۰۵	۱۲	کریہ عمرو	کہ یہ عمرو
۲۰۶	۱۵	قافلہا	قافلہ تھا
۲۰۹	۵	کتابون کو	کتابون مین اسکو
۲۱۱	۱۳	پہادنا	پھاندنا
″	۲۲	شانہ کی	شانہ کا
″	۳۴	محدنات	محدثات
۲۱۲	۱۷	مسبلغ	مبلّغ
۲۱۳	۱۹	اوریمن	اوریمن نے
۲۱۵	[illegible]	۲۱۶	۲۱۵
″	۳	کیحاجت	کی حاجت
۲۱۶	۴	استدنال	استدلال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۶	۱۴	اور کا	اوسکا
۲۱۷	۲۰	رکہنا	رکھتا
۲۱۸	۱	فکرتے	فکر کرتے
″	۵	ہہنے تو	ہنسنے تو
″	۱۴	ہوا	ہو
″	۱۵	سیکہنے	سیکھے
۲۱۹	۳	حرص ہنی	حرص تھی
″	۷	جمرے وسطی	جمرہ وسطی
۲۲۴	۱۷	جومجکو معنی ہو	جو مجکو معلوم
۲۲۵	۱۱	ایک درخت	درختونمین ایک درخت
″	۴	چاہیہے	چاہیے
۲۲۷	۱۴	کرتا	کرتا ہو
۲۲۸	۱	اہمین	انہین
۲۲۹	۳	اورہین	اورہمین
۲۳۰	۱۵	اس بہی	اسسے بھی
۲۳۲	۱۳	گم گیا	گم کیا
۲۳۳	۱۰	مدتی ان	مدنی ان
۲۳۴	۵	پہیرا	پہیرا
″	۶	بچاکا	بچے کا
۲۳۵	۳	اعتراض	پہر اعتراض
۲۳۶	۱۳	انہون	انہون نے
″	۲۱	وق	واقعہ
۲۳۷	۹	صحابیت	صحابیت کا
″	۱۷	اورتشہد رسول ان	اور حدیث میں سوا اون
۲۳۸	۱۱	کہاپڑا	کجادہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۸	۱۸	بہنچتی	بہونچہ
۲۳۹	۴	فائدہ	قاعدہ
۲۴۰	۲۰	کرنا	کرتا
۲۴۱	۱	مشتبہ ہو	مشتبہ نہ ہو
″	۴	عوام کے حقہیز	عوام کے حقتین
۲۴۳	۷	اسمعیلی نے	اسمعیلی نے کہا
۲۴۴	حاشیہ	استغراق ذلت	استغراق وقت
″	۸	وردو وظائفے	درود وظائف
″	۱۵	اورکونکو	اور ذنکو
″	۱۶	پیداوارسے	پیداوار ہے
۲۴۵	۴	اور بیچرلی	اور بیچ کی قسم
۲۴۷	۸	حامس	خاک
۲۴۹	۸	ہین لمرا	ہین اکثر امرا
۲۵۰	۲	فضیلت	فضیلت
″	۱۲	علم نبوتکے	علم نبوت کو
″	۴۳	طلحہ بن	طلحہ بن
۲۵۱	۵	پہر آپ سے	پہر آپ نے
″	۸	اوٹنی	اونٹنی
″	۹	امام بخاری کا	امام بخاری نے کہا
۲۵۲	۱۵	نبردی	خبر دی
۲۵۳	۲۱	مین ارکہا	مینے کہا
۲۵۴	۲	قبرونمن	قبرون مین
″	۱۷	مین لوگونکو	مینے لوگون کو
۲۵۶	۳	گہرسے	گہر سے
″	۶	کیاسے	کیا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۶	۱۲	مشکلۃ	للمشکلۃ	۲۶۹	۵	سورتون	صورتون	۳۲۷	۱	سوال	سوال میں	۳۵۵	۲۰	حوالی سے کو	حوالی سہو کا
〃	۱۹	مرفدی	مروزی	۲۹۳	۷	حافعد	حافظ	〃	۹	جنبون	ما جنبون	〃	۲۳	روعہ رکھتا	رعب رکھتا تھا
۲۵۷	۱۶	تمکینے	علم سکینے	۲۹۵	۲۲	قتل کو نافیل	قتل کو نا فیل	۳۲۸	۶	روبتین	روبتین میں	۳۵۷	۸	بوری	بو سے
۲۵۹	۸	سعاش	معاش	۳۰۲	۸	اوراتھاناتا	اور اتھاتا تھا	۳۲۹	۸	فاریون	قاریون	۳۶۱	۴	کعب نے	کعب نے
۲۶۰	۱۶	کروز	کمر در	۳۰۵	۳	انھون	انھون نے	〃	۱۵	لاپنے دادا	اپنے دادا	〃	۱۷	راویون کے	راویون نے
۲۶۲	۱۹	معسف	مصنف	۳۰۷	۲	بن عباس	ابن عباس	۳۳۴	۵	تین یار	تین بار	〃	۲۰	تین سو	تین بار سے
〃	〃	خدا اسما	خدا اسمای	۳۲۹	۷	رسول	رسول اللہ	〃	۹	صالح	صالحہ	۳۶۳	۱	رسول اللہ تعالیٰ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ
۲۶۳	۶	حالت جبا	حالت جنگ	〃	۱۳	اوراہ	اور راہ	۳۳۳	۱۲	درست	درست	۳۶۴	۵	ابوہریرہ	ابوہریرہ
۲۶۸	۱	خبیر لا یکر	اور خبیر ایمان لا یکر	۳۱۰	۱۵	عامری	عامری	۳۳۴	۳	میمون	میمون	〃	۸	قسول	قبول
۲۶۹	۱	عیسے	موسے	۳۱۱	۳	دروں قع	دور قعہ	〃	〃	نسائی	نسائی نے	〃	۱۶	سان کیا	بیان کیا
۲۷۰	۳۳	کہ ایمانہ	سو ایمان	۳۱۲	۴	تم سے	تم میں سے	〃	۱۲	ہر جنیر	ہر جنیر	۳۶۵	۱۲	موہون	موہنون
۲۷۱	۱۹	سلیے	سپیہ	〃	۲۱	ناحط	ناحط	۳۳۵	۲۱	حیاتسرعی	حیای تہری	۳۷۱	۲۲	ثابت ہی	ثابت ہی
۲۷۲	۱۹	رواییت	روایت	〃	۲۲	کورضرور	کو ضرور	۳۳۶	۱۴	بیان کی محمد	بیان کی محمد نے	〃	۲۳	بادونک	بازوتک
۲۷۵	۲۲	قرتن	قرآن	۳۱۴	۲۱	راہ	رہ	〃	۱۷	نسبت	نسبت کا	۳۷۳	۱	شک ہوئی	شک ہو
۲۸۰	۹	پرداد	پردادا	۳۱۶	۱۴	خاموشتر	خاموشی	۳۳۹	۴	فتیبہ	قتیبہ	〃	۱۶	کروت	کروٹ
۲۸۲	۴	سنورہ	سنورہ کا	〃	۱۶	تیزطرفت	تیز طرف	۳۴۳	۵	زمانے	زمانہ میں	〃	۲۲	مدرسول	رسول
〃	۱۴	اسے	اس سے	۳۲۹	۳	نبیا	نبینا	۳۴۵	۱۴	والے ہو	والی ہو	۳۷۵	۵	ناممکن	یہ ناممکن
۲۹۳	۵	مدتشرعی	مدت شرعی	۳۲۹	۱۳	کہا کہ	کہا کہ	〃	۱۹	کہا امام	کہا امام اعظم	۳۷۶	۸	وضولغوی	وضوئے لغوی
〃	۱۴	رباده	زیادہ	۳۳۱	۱۶	اسپیر کھڑا	اسپیر کھڑا	۳۴۶	۹	سہوبچتا	سہو بچتا	۳۷۹	۲	باب کا	باپ کا
〃	۱۵	ہولی	ہوئی	〃	۱۳	نمک سے	نمک گئے	〃	۱۲	کی جرہ	کی جڑ	۳۸۱	۱۱	بیان	بیان کیا
〃	۸	بابپاس	باپ پاس	۳۴۲	۷	میرے	تیرے	〃	۱۸	اوبین	اور بین	〃	〃	[illegible]	[illegible]
〃	۱۳	ابوخیرح	ابو شریح	۳۴۳	۱	خاموش	خاموش سبح	〃	۱۱	زیادہ سیحی	زیادہ [illegible]	۳۸۴	۶	الحدیث	الحدیث ہی
۲۹۴	۱۳	التفاعشا	التفاعت	۳۴۴	۶	جابل کی	جاہل کہ	۳۴۷	۱۹	[illegible]	[illegible]	〃	۱۲	دادا ابوبشر	دادا ابوبسرہ
〃	۱۶	گناہ سے	گناہ کر	〃	۱۵	[illegible]	[illegible]	۳۵۲	۳	[illegible]	[illegible]	۳۸۵	۱۴	وہ ناقص	وہ ناقص
۲۹۵	خاتمہ	•	محبت [illegible]	〃	۶	اور غلبیا	[illegible]	۳۵۳	۲۱	[illegible]	[illegible]	۳۸۸	۱	دودراقم	دو ورقے
۲۹۶	۶	[illegible]	[illegible]	۳۲۵	۹	میں	میں نے	۳۵۵	۲	[illegible]	[illegible]	۳۹۰	۹	حافعد	حافظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۰	۱۸	ضمیہ کی	ضمہ کی	۴۴۳	۱۹	نجاست	حاجت	۴۵۶	۲۰	اللباسر	اللباس کر	۴۷۴	۱	اوس	اوس
۳۹۱	۳	رروریت کو	رروایت کو	۴۴۴	۶	کنہنگار	گنہنگار را	〃	۳	ناک	ناک میں	〃	۲۰	کے کرشیخر	کے شیخ
۳۹۲	۱۶	فرمایا السر	فرمایا یا السر	۴۴۵	۱	کرنا کافی	کرنا اسکی تحقیق کافی	۴۵۷	۴	آتتے	آتے کے	۴۷۷	۱۳	ذنیا لینا	دنیا لینا
۳۹۴	۵	مین تو	امین تو	〃	۲۲	تحص	تخشش	〃	۳	کسیحدیث	کسی حدیث کو	۴۷۸	۳	یہ خیبر	یہ خیبر
۳۹۵	۲۱	گوبرادر	گوبر اور	۴۴۶	۶	مگر لگی تہے	مگر لگی تہو	۴۵۱	۹	پوچھنے	پوچھتے	۴۷۹	۶	ڈھوبنا	ڈھونڈہنا
۳۹۶	۱۱	ہے اکثر	ہے کہ اکثر	۴۴۱	۲۰	اسکو ایک کنارہ	اسکو ایک کنارہ	〃	۲۰	سکاشین	مکان میں	۴۸۳	۱۵	اورسر کوں	اور لوگوں
۳۹۹	۱۲	یہی کہ	یہی ہو کہ	۴۴۳	۱۲	ذکرہ سد	ذکرہ تلخ	۴۵۹	۷	حدالی	جدائی	۴۸۴	۲۰	متقاموتمیں	مقامون کو
۴۰۰	۸	انکی	نہ ازنکی	۴۳۱	۱۸	اسن	اس	〃	۱۰	داہریکو	داڑہی کے	۴۸۷	۲۲	سے	سے ہی
۴۰۱	۱۲	انکی صحابی	انکے باپ صحابی	۴۴۲	۴	سے بیٹے عبدالصمد	میں عبدالصمد	〃	〃	ڈاڑہی	داڑہی	۴۸۹	۱۹	کیسحر	کیچہر
۴۰۳	۲۰	مناضع	مناصع	۴۴۳	۲	وہ جو	وہ ہی جو	۴۶۰	۹	دکہلائیے	دکہلا لیجیے	۴۹۲	۱۹	دارقطنی کے	دارقطنی نے
۴۰۴	۶	نکلتی ہیں	نکلتی تہے	۴۴۳	۲۲	ججیسے	جیسے	۴۶۱	۱۰	حدیث سے	حدیث ہی	〃	۲۱	صعیف	ضعیف
۴۰۵	۲۲	نادرست ہے	درست نہیں ہے	〃	〃	روایات کو	روایات کو	〃	۱۳	متقامیر ہے	مقام پر ہے	۴۹۷	۱۶	نمار	نماز
۴۰۷	۶	ابومعاذ	ابومعاذ	〃	۱۴	ہر جال	بہر حال	۴۶۴	۶	سرناگتی	سر نیاہ نگتی	۴۹۹	۲۰	امین سر	میں سے
〃	۱۳	لڑکے نام	لڑکی کا نام	۴۳۰	〃	سے زید	سے ابن زید	۴۶۳	۴	وضاع	وضاح	۵۱۱	۴	نیا کیا	بنا کیا
۴۰۸	۱۱	اودہر	ادپر	〃	۱۶	زیلعی کہا	زیلعی نے کہا	〃	۶	ورظاہر	اور ظاہر	۵۱۲	۸	ویم ہے	وہم ہے
〃	۱۳	اودہر	اوپر	۴۴۰	۱۷	العرز	العزیز	〃	۱۰	اوٹیرین	اٹیرین	۵۱۴	۲	محمد علی	محمد بن علی
〃	۲۲	خاوندوں کو	خاوندوں کو	〃	۳	صاحبزادیان	صاحبزادیو	۴۶۵	۲۱	دورکعتین	دورکعتین	۵۰۵	۳	اسمعبل	اسمعیل
۴۱۰	۸	توریف	تعریف	۴۴۴	۱۲	لنہموں نے	انہوں نے	۴۶۷	۱۹	وجو بکم ہے	وجو بکم پر ہے	۵۰۸	۱۱	حدیثین	حدیثین
۴۱۲	۱۷	نخعی	نخعی ہے	〃	۹	سے لئے	سے لئے	۴۶۸	۵	تے نکو حکم	نے تجہکو حکم	۵۱۳	۳	ابی روود	ابی الجارود
۴۱۳	۱۲	مانی	پانی	۴۴۸	۱۰	شامل دہوتے	شامل نہ دہولے	۴۶۹	۲	ہوائی	ہوا ہے	۵۱۴	۱۰	اور مجہول	اور وہ مجہول
〃	۱۲	ثابت	ثابت	〃	۱۲	آپکو مثل	آپکی مثل	۴۷۰	۳	مسیح	مسیح کے	۵۱۵	۱۳	دہونا ہی	دہونا نہیں
۴۱۵	۱۷	جسکی بیان میں	جس میں بیان	۴۵۱	۱۰	ڈالا	ڈالتا	۴۷۱	۸	قرآن کہنے	قرآن سنے	۵۱۸	۲۲	شیخ حافظ جلال الدین ناسی سے کہا مرین سبب کی روایت میں طرح کی ہے	شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا عمرو بن شعیب کی روایت میں طرح کی ہے
۴۱۶	۷	بہال	بہال	۴۵۲	۲۰	حافظ	حافظا	〃	۲۱	اور عجیب	اور عجیب ہے				
〃	۶	آکی	نکی	۴۵۳	۱۳	ثواب کے	ثواب کے	۴۷۲	۴	انہوں نے	انہوں نے کہا				
۴۲۱	۲۲	غلت	علت	〃	۳۲	ابوالحسین	ابوالحسین	〃	۲۰	آدے	آدے ہے	〃	〃	عمرو بنا سبب	عمرو بن شعیب
〃	۲۳	اودھری	اودہری	۴۵۶	۳	مین بہی	مین تو بہی	〃	۲۳	فصل کیا	وصل کیا	〃	۲۳	توعمرو	تو عمرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۹	۴	اور ارادہ کرو	اور ارادہ کرو	۵۵۲	۲۰	اس سے	ہمیں سے	۵۸۰	۱۲	پسری	پیروی	۶۰۶	۱۳	سُنکے	سُننکے
"	۱۴	واقع	واقعہ	۵۵۳	۱۹	جو ہونا	جو ہو نا	"	۱۹	بزرگون	بزرگون	۶۰۷	۱۷	متقوقس	مقوقس
۵۲۰	۵	روہت	روایت	"	۱۷	مین جب	مین جب	۵۸۱	۸	اوسکے یہ	انکو سبرہی				
"	۱۱	اوسکو دارقطنی	اوسکو دارقطنی	۵۵۴	۷	طحاوی	طحاوی	"	۱۲	مسیحے کو	مسیح کو	۶۰۹	۹	مرکے	رطل کے
"	۱۷	روایتہ	روایت	"	۱۸	اگ کے	آگ کے	۵۸۲	۴	اور یہ غلط	اور یہ غلط	"	۹	جیسے سچا	جیسے سچا پاس
۵۲۱	۱۲	ہم تو...	تم تو	"	۲۱	وضو کرکو	وضو کرکے	۵۸۳	۴	حسن نے	حسن نے	"	۲۴	حنفیہ نے	حنفیہ نے
۵۲۵	۴	[illegible]	کیحدیث [illegible]	۵۵۶	۲	ذی العزہ	ذی العزۃ	"	۰	مرموج	مرجوج	۶۰۹	۲۱	اور کشیر	اور کشیر
"	۸	تخفس خود	تخفص خود	"	۶	الزدرکہ	الزدادکہ	۵۸۴	۳	اسماعیل	اسماعیل	۶۱۱	۲۲	کرتی	کرچی
"	۱۰	مختصر	مختصرا	"	۱۴	بکریکے	بکریون کے	۵۸۵	۷	سُنکی	سُننکی	۶۱۶	۵	دجلہ	دجلہ
۵۲۷	۹	منسوخ ہوتا	منسوخ ہونا	"	۱۹	حدیث	حدیث	"	۲۱	بات تو	باب تو	"	۱۴	حاتبت	حاجت
۵۲۸	۹	واقع	واقعہ	۵۵۹	۳	کہ کوئی	کہ جو کوئی	۵۸۶	۱۹	اور حدیث	اور یہ حدیث	"	۲۰	تلے سے	تلے سے
۵۲۹	۳	قیس	قیس	۵۶۱	۸	سبلین	سبیلین	"	۱۴	ہاتھہ	ہاتھہ سے	۶۱۷	۱۴	داہنا	داہنے
"	۲	سے تیرے	سے تیرے	۵۶۳	۱	مین ہے	مین ہین	۵۸۷	۲	پہونکنے	پہونکنے	۶۱۸	۱۲	ہوتی	ہوتے
۵۳۰	۲۰	کیحدیث	کیحدیث	۵۶۶	۱۱	بخدا	بجزا	"	۱۴	وغیرہ سے	وغیرہ سے	"	۲۲	سلم	مسلم
۵۳۳	۱۱	مگر کوع اور تجدہ	مگر رکوع اور سجدہ	"	۱۶	حضرت	حبب حضرت	۵۸۸	۱۹	چہیرکٹ	چہیرکہٹ	"	۳	روایت	روایت کیے
۵۳۴	۳	اور برتر	اور روایت	۵۶۸	۲۳	اتنا	لیتا	۵۸۹	۴	بیرہ	بیرکہ وہ	۶۱۹	۹	صفارکی	صفار کی
"	۱۳	نہ مالا	نکالا	۵۶۹	۲	معتبر آن	معتبر سلف ان	۵۹۰	۱۱	پیشے	پیٹیے	۶۲۱	"	کیجانب	کیجانب
۵۳۶	۱	جہو نکے	جہو نکے	"	۱۵	خدیفہ سے	خذیفہ سے	"	۱۵	اور بہ بہونی	ان پر تو	۶۲۳	۶	عمر سے	عمر سے
۵۳۷	۴	ہوجاو	ہوجاوے	۵۷۱	۱۰	موسے	ہوسے	۵۹۱	۲۲	مسدد	مسدد	۶۲۴	۱۶	سردی	سردی
۵۳۸	۱۵	بہہ ت	مشہور	۵۷۲	۱۱	یا آرت	یا آخرت	"	۲۳	اونہون	اونہون نے	۶۲۵	حاشیہ	۰	ف
"	۱۴	مباشرت	مباشرت	"	۲۱	صورت	سورت	۵۹۲	۱	ارمازی	ارمازی نے	۶۲۷	۱۱	بہی	یہی
۵۳۹	۱	لباس سے	لباس سے	۵۷۴	۴	جوزجانی	جوزجانی	۵۹۳	۲	اور ایسا	اور ایسا ہی	"	۲۰	بہنیں	بہنیں
۵۴۱	۲	پناہ	پناہ	۵۷۵	۱	خط	(خط)	"	۱۳	زید کی	زید کیحدیث	۶۳۲	۲۰	اونہون نے	انہون نے
۵۴۲	۱۳	درجہ کو	درجے کو	"	۲۱	ابی ادریس	ابی ادیس	۶۰۳	۱۴	مصرتی	مصری سے	۶۳۳	۶	ہے کہاکر	ہے اور کہاکر
۵۴۳	۱	دس اسناد	اس اسناد	۵۷۶	۱۴	لیتے لگے	لینے لگو	"	۱۹	بڑہ	بڑہ	۶۳۶	۲	معروف	معروف سے
"	۱۰	بیچہ مین	بیچ مین	۵۷۷	۱۳	آسمانی	اسمارنے	۶۰۶	۳	اب جسن	اب جسیر	۶۳۸	۱۷	کیا اور صفوان	کیا صفوان
۵۴۳	۱۸	جنگی	جنکو	۵۷۸	۶	اسی جگہہ	اسی جگہہ	"	۱۲	تورسنے	تورسنے	"	۲۱	ہم سے	ہم آپ سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۴۹	۷	بن سبرہ	بن سبرہ	۶۹۲	۱	عمر بن علی	عمرو بن علی	۷۳۳	۱۱	بیکن	لیکن	۸۰۳	۱۳	سرشیم	بریشیم
〃	۱۰	ابن عینیہ	ابن عیینہ	〃	۸	شافعی سے	شافعی علیے	۷۴۰	۵	ح کیا	سح کیا	۷۸۱	۱۱	عمروازبن	عمرو بن
〃	۱۹	شور	شوز	۶۹۴	۱۴	رگڑتا	رگڑتا	۷۴۲	۱	او وہ	اور وہ	۷۸۴	۱	جھینک	چھینک
۶۵۰	۷	ذکر کیا	ذکر کی	۶۹۶	۱۳	ناخوان	ناخون	۷۴۷	۹	ہسنے	ہسنے	۷۸۵	۱۶	ہمیر	ہمیر
۶۵۶	۱۳	کی بپہر	کی دوپہر	۶۹۹	۱۴	مناعبت	متابعت	۷۴۸	۱۵	مین اپنی	سینے اپنی	۷۸۸	۱۸	رفع ین	رفع مین
۶۵۸	۱۳	اور سہل بن	اور سہیل بن	۷۰۲	۷	اندون	ان دونوں	۷۴۹	۷	نبید	نبیذ	۷۸۹	۵	نجاستی کسندے	نجاست کھی کسند
۶۶۰	۵	نمازوں کا	نمازون کا	۷۰۳	۱۶	دیگھون گا	دیکھون گا	۷۵۱	۲	ابوفزار	ابوفزارہ	۷۹۰	۷	تم سے	تم مین سے
〃	۷	تفغیل	تفصیل	۷۰۴	۲۱	مین کہ	مین ہر کہ	〃	۵	سفیان	سفیان نے	〃	۱۸	اور وضو سکا	اور وضو اس کے
〃	۱۰	اونھون سے	اونھون نے	۷۰۶	۱۵	دوہیل	دوہیل	۷۵۲	۷	مرت لگکیو	مت لکلیو	۷۹۲	۸	ابو جبرانی	ابو سعید جبرانی
۶۶۴	۷	برزخ	برزخ	۷۰۷	۱۱	تجسس ہے	تجسس ہے	۷۵۳	۲۰	عیاث	غیاث	〃	۱۸	ڈھونڈھے	ڈھونڈھے ہے
۶۶۵	۴	بیامر	بیہ امر	〃	۱۴	اوٹ آئی	لوٹ آئی	۷۵۵	۱۰	لیکر آمین	لیکر آئین	۷۹۴	۷	ابو ذر	اور ابو ذر
〃	۹	گارزیکا	گاڑیکا	〃	۱۵	صیح	صبح	۷۵۸	۲	سوگبا	سوگیا	۷۹۵	۱۸	الحدیث سی	الحدیث ہی
〃	۹	پیری	پیروی	۷۱۰	۷	میس	بیس	〃	۸	دکیھینگو	دیکھینگے	۷۹۷	۷	بتاییے	تبلایئے
〃	۱۰	مفدم	مقدم	〃	۱۷	خلاف سے	خلاف سے	۷۶۱	۴	ہقل	معقل	۷۹۹	۷	ضعیف	ضعیف
〃	۱۴	طریقہ	طریقہ	〃	۲۰	[illegible]	[illegible]	〃	〃	ولبد	ولید	۸۰۸	۱۱	مسنداور	مسند اور
۶۷۱	۱۶	بایک تو	ایک تو	۷۱۴	۴	ہوتا	ہوتا ہے	〃	۱۵	واقو	واقع	۸۱۱	۲	اوس سے	اون سے
〃	۱۴	روایت سے	روایت سے	〃	۱۳	نسح کا	نسخ کا	〃	〃	قہقحہ	قہقہہ	۸۱۸	۹	ابنعباس	ابن عباس کو
۶۷۳	۱۷	فزحدہ	فزجرہ	۷۱۶	۳	ہوگی	وہ ہوگی	۷۶۲	۱۰	صدلقہ	صدیقہ	۸۲۵	۲	ہوناہے	ہوتا ہے
〃	۲۲	ڈاسٹنے	ذا سٹنے	۷۱۹	۱۲	رشدبن	رشدین	۷۶۴	۱۵	معلوم ہو	معلوم ہوا	〃	۷	فرمایا	فرمایا
۶۷۵	۶	ہواسن	ہواس	۷۲۳	۱۴	الحریث کو اور	الحریث اور	۷۶۵	۶	اوز نتھلات	اور اختلاف	۸۲۶	—	دمولے	دھودے
۶۷۷	۸	لڑکے	لڑکے	۷۲۴	۳	اسمعیل علیہ	اسمعیل بن علیہ	〃	۱۹	مسواب کا	مسواک کا	۸۲۸	۶	جماعت سے	جماعت کیلیے
۶۷۹	۱۷	لیبعہ	متبعہ	〃	۱۶	کیا ابن ماجہ	کیا اسکو ابن ماجہ	۷۶۶	۲۰	اکاپر	اکابر	〃	۱۸	جاباہی	جاہتا ہے
۶۸۱	۱۳	لڑکی	لڑکی	۷۲۷	۳	اونھوں سے	اونھون نے	〃	۲۲	اجمابع	اجماع	۸۳۲	۲	صبحکی کیلیے	صبح کی نماز کیلیے
۶۸۳	۱۳	دانع	واقعہ	۷۲۸	۷	اجبر کے	حجر کے	۷۶۹	۱۱	جوتمنہ کے	جو موتھہ کے	〃	۷	کہتاہو	کہتا ہے
۶۸۵	۱۱	کرتے	کرنے	۷۳۰	۲۲	پۂ روایت	پر روایت	۷۷۵	۳	ونبیک	ونبیک	〃	۵	حجتی	حجتی
۶۸۷	۲	نزرہتے	باز رہتے	۷۳۱	۹	پاک	باک	۷۷۶	۱۶	کہی	گہی			تمت	
〃	۴	چھیٹن	چھینٹین	۷۳۲	۱	بینیک	پھینک	۷۷۷	۱۲	کے ز	کے نو				
۶۹۹	۲	اوسی	اپنی	〃	۲	گبی	گہی	〃	۱۸	الصفا	الصفار				

التماس

شائقین احادیث نبویہ و عاملان طریقہ مصطفویہ کو واضح ہو کہ حامی دین داعی
جناب مولوی وحید الزمان صاحب ساکن حیدرآباد دکن کہ جنہوں نے پیشتر صحیح مسلم شریف
اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی اور سنن نسائی اور موطا امام مالک کا ترجمہ اردو کیا ہے انہیں نے
کتاب ہذا مسمے بہ تیسیر الباری شرح اردو صحیح البخاری کا ترجمہ لکھنا شروع کیا ہے چنانچہ اسکا یہ
پارہ اول تو چھپ چکا ہے اور اسکے پارہ دوم کا مسودہ پورا ختم کر چکے ہیں اور تیسرا پارہ تیار کر رہے ہیں چونکہ اس
کار خیر کے بانی کار عالی ہمت حضرت مجدد العلوم والدین امام المفسرین ناصر حدیث سید المرسلین جناب نواب والاجاہ امیر الملک سید
محمد صدیق حسن خان صاحب اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء و
الثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ
وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار ہی تھے انکو اس جہان فانی سے رحلت فرما جانے کا باعث
اس خاکسار کی طرف بہت سے عاشقین حدیث کے خطوط اس مضمون کے آئے ہیں کہ اب کتاب تیسیر الباری شرح اردو صحیح البخاری کو کون پورا
کریگا اور اس بار گران کا کون متحمل ہوگا اور اپنے پاس سے اسقدر زر کثیر کون خرچ کریگا لہذا بنظر تشفی انکو میں اس امر کی
اطلاع دیتا ہوں کہ پیشتر بھی ایسی مہمات کے انجام دینے کا اصل باعث حضور پرنور جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کراؤن
آف انڈیا رئیسہ والی اور اعظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا بالاقبال ہی تھیں اور انہیں کی ذات بابرکات کی
طفیل سے یہ سب کار روائیں ہوا کرتی ہیں پروردگار انکی عمر دراز کرے اور انکے اقبال میں ترقی دے انشاء اللہ تعالیٰ انکی طرف سے
اب بھی وہی سلسلہ جاری رہیگا اس میں ذرہ فرق نہیں آویگا تاکہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کہ تیرہ پارے جو نواب
صاحب مرحوم و مغفور کی تالیف سے باقی رہ گئے تھے انکو پورا کرنیکے لیے خود نواب صاحب مرحوم مولوی ذوالفقار احمد صاحب کو وصیت فرما گئے ہیں انشاء
اللہ تعالیٰ وہ بھی بحکم حضور پرنور جناب بیگم صاحبہ ضرور پورا کرینگے اور یہ تفسیر چار جلد تحریری جناب نواب صاحب مرحوم و مغفور مطبع صدیقی لاہور
میں بھی بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ چھپ رہی ہے چوتھی جلد اسکی قریب اختتام ہے عاملین قرآن مجید و فرقان حمید اسکو
پڑھیں اور لوگوں کو پڑھاویں اور اسکے مؤلف یعنی نواب صاحب مرحوم و مغفور کو اور جناب حضور پرنور
بیگم صاحبہ دام اقبالہا بالاقبال کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

الراقم

محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور رزقہ اللہ تعالیٰ
ایمانا کاملا و رزقا واسعا